تیسیر الباری

ترجمہ وتشریح

صحیح بخاری شریف

حضرت علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ

نعمانی کتب خانہ

حق سٹریٹ

اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیسیر الباری

ترجمہ و تشریح

صحیح بخاری شریف

از: حضرت علامہ وحید الزمان رحمۃ اللہ علیہ

اردو زبان میں صحیح بخاری کی یہ سب سے بڑی شرح ہے۔ ہر حدیث کے مقابل مطلب خیز با محاورہ ترجمہ میں مطالب کتاب کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے کہ ترجمہ ترجمہ معلوم نہیں ہوتا اور حدیث کا مطلب خوب ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی ہر حدیث کی شرح بھی معتبر شروح مثلاً فتح الباری، کرمانی، عینی اور قسطلانی وغیرہ سے مرتب کر کے لکھی گئی ہے اور مذاہب مجتہدین بھی ہر مسئلہ میں بیان کر دیے گئے ہیں۔

ناشر: ضیاء احسان پبلشرز

ملنے کا پتہ

نعمانی کتب خانہ

حق سٹریٹ / اردو بازار / لاہور ۲ / پاکستان

نام کتاب ـــ ـــ ـــ ـــ تیسیر الباری شرح صحیح بخاری

مؤلف ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ

مترجم ـــ ـــ ـــ ـــ علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ تعالےٰ

تصحیح و تحقیق ـــ ـــ ـــ مولانا عبدالصمد ریالوی

طابع ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ بشیر احمد نعمانی

ناشر ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ضیاء احسان پبلشرز

جلد ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ششم

صفحات ـــ ـــ ـــ ـــ ۸۳ (کاپیاں ½ ۱۰۴)

تعداد ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ

ایڈیشن ـــ ـــ ـــ ـــ اوّل

تاریخ اشاعت ـــ ـــ ـــ جون ۱۹۹۰ء

قیمت مکمل ـــ ـــ ـــ ـــ

مطبع ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ

فہرست ابواب جلد ششم تیسیر الباری ترجمہ و شرح صحیح البخاری

ستائیسواں پارہ

اٹھائیسواں پارہ

ان کافروں اور مرتدوں کے احکام میں جو مسلمانوں سے لڑتے ہیں

انتیسواں پارہ (۲۹)

(کتاب فتنوں کے بیان میں)

جلد ٦

چھبیسواں پارہ ٢٦

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا۔

بَابُ الْمُعَانَقَةِ وَقَوْلِ الرَّجُلِ كَيْفَ أَصْبَحْتَ۔

١- حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رض أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا يَعْنِي ابْنَ أَبِي طَالِبٍ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا

باب معانقہ (گلے ملنے) کے بیان میں[1] اور ایک آدمی کا دوسرے سے پوچھنا کیوں آج صبح کیسا مزاج رہا؟

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم کو بشر بن شعیب نے خبر دی کہا مجھ کو میرے والد نے انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عبداللہ بن کعب نے اُن سے عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے (مرض موت میں آپ کے) پاس سے حضرت علیؓ نکلے دوسری سند امام بخاری نے کہا اور ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے عنبسہ بن خالد نے کہا ہم سے یونس بن یزید نے انہوں نے ابن شہاب

---

[1] باب کی حدیث میں معانقہ کا ذکر نہیں ہے اور شاید امام بخاری اُس حدیث کو جو کتاب البیوع میں گزر چکی ہے یہاں لکھنا چاہتے ہوں گے جس میں یہ بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسنؓ کو گلے لگایا مگر دوسری سند سے کیونکہ ایک ہی سند سے حدیث کو مکرر لانا امام بخاری کی عادت کے خلاف ہے پر اس کا موقع نہیں ملا اور باب خالی رہ گیا بعضے نسخوں میں المعانقہ کے بعد واؤ نہیں ہے اس صورت میں قول الرجل کیف اصبحت علیحدہ باب ہوگا اور یہ باب حدیث سے خالی ہوگا اب معانقہ کا حکم یہ ہے کہ وہ جائز نہیں ہے مگر جب کوئی سفر سے آئے تو اس سے معانقہ درست ہے کیونکہ جعفر جب حبش سے آئے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے معانقہ کیا لیکن ذہبی نے میزان میں کہا کہ یہ حدیث باطل ہے اور اس کی سند واہی ہے البتہ آدمی اپنے بچہ کو پیار کے طور پر گلے لگا سکتا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسنؓ کو لگایا یہ صحیح حدیث سے ثابت ہے اور امام احمد نے ابوذر سے نقل کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار اُن کو اپنے ساتھ چمٹایا اس کی سند میں ایک شخص مبہم ہے طبرانی نے معجم اوسط میں انسؓ سے روایت کی کہ صحابہ ملاقات کے وقت مصافحہ کرتے سفر سے آتے تو معانقہ کرتے اور ترمذی نے نکالا کہ زید بن حارثہ جب مدینے میں آئے تو آنحضرتؐ نے اُن کو گلے لگایا پیار کیا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے بہرحال سفر سے جو لوٹ کر آئے اس سے معانقہ کرنا درست ہے لیکن عیدین وغیرہ میں معانقہ کا مصافحہ جو لوگوں میں معمول ہے اسی طرح صبح یا عصر یا نماز جمعہ کے بعد اس کی شریعت سے کوئی اصل نہیں اور اکثر علماء نے اس کو بدعت اور مکروہ قرار دیا ہے ١٢ منہ۔

يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رض أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَقَالَ النَّاسُ يَا أَبَا الْحَسَنِ كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارِئًا فَأَخَذَ بِيَدِهِ الْعَبَّاسُ فَقَالَ أَلَا تَرَاهُ أَنْتَ وَاللّٰهِ بَعْدَ الثَّلَاثِ عَبْدُ الْعَصَا وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُرَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيُتَوَفَّى فِي وَجَعِهِ وَإِنِّي لَأَعْرِفُ فِي وُجُوهِ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْمَوْتَ فَاذْهَبْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَسْأَلُهُ فِيمَنْ يَكُونُ الْأَمْرُ فَإِنْ كَانَ فِينَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ وَإِنْ كَانَ فِي غَيْرِنَا أَمَرْنَاهُ فَأَوْصَى بِنَا قَالَ عَلِيٌّ وَاللّٰهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَمْنَعُنَا لَا يُعْطِينَاهَا النَّاسُ أَبَدًا وَإِنِّي لَا أَسْأَلُهَا

زہری سے کہا مجھ کو عبداللہ ابن کعب بن مالک نے خبر دی اُن کو عبداللہ بن عباسؓ نے جس بیماری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اسی بیماری میں حضرت علیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے باہر نکلے لوگوں نے پوچھا ابوالحسن (یہ حضرت علی کی کنیت تھی) آج صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج کیسا رہا انہوں نے کہا اللہ کے فضل سے آج صبح کو تو مزاج اچھا رہا (اب صحت کی امید ہے) یہ سنتے ہی حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ تھاما اور کہنے لگے خدا کی قسم تم آنحضرت [1] کو نہیں دیکھتے تین دن کے بعد تم دوسرے کے تابعدار ہو گئے[2] ہیں تو اللہ کی قسم یہ سمجھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری سے گزر جائیں گے عبدالمطلب کی اولاد کا جب وہ مرنے والے ہوتے ہیں میں منہ دیکھ کر پہچان لیتا ہوں (کہ اب نہیں بچیں گے) بہتر یہ ہے کہ ہم تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں اور آپ سے پوچھ لیں کہ آپ کے بعد کون خلیفہ ہوگا اگر آپ ہم لوگوں (بنی ہاشم) کو خلافت دیتے ہیں تو ہم کو معلوم ہو جائے اگر کسی اور کو دیتے ہیں تو ہم آپ سے کہیں کہ جس کو دیتے ہیں اس کو ہمارا خیال رکھنے کی وصیت فرما دیں (تاکہ وہ ہم کو ستائے نہیں) حضرت علی نے کہا خدا کی قسم بات یہ ہے کہ اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات پوچھیں اور آپ ہم لوگوں کو خلافت نہ دیں تب تو (اور خرابی ہے) پھر تو لوگ کبھی ہم کو خلافت دینے والے نہیں[3] اور میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی یہ بات نہیں

---

[1] غور نہیں کرتے آپ کی صحت کی امید نہیں ہے ۱۲ منہ [2] کوئی اور خلیفہ ہو جائے گا تم کو اس کی اطاعت کرنا ہوگی حدیث میں عبدالعصا ہے جس کا لفظی ترجمہ لاٹھی کا غلام ہے مگر مطلب یہی ہے کہ دوسرا تم پر حکومت کرے گا تم اس کے تابعدار ہو گے ۱۲ منہ [3] یعنی اول سے ان کے دل ہماری طرف مائل نہیں ہیں اگر کہیں آنحضرتؐ نے صاف فرما دیا کہ تم کو خلافت نہیں مل سکتی تو پھر قیامت تک لوگ ہم کو خلیفہ نہیں کرنے کے اس لیے بہتر یہی ہے کہ اس بات کو گول ہی رہنے دو۔ اس میں یہ اُمید ہے کہ اگر اب کی دفعہ ہم کو خلافت نہ ملی تو آئندہ مل جائے گی۔ حضرت علیؓ کی اس کلام سے یہ نکلتا ہے کہ صحابہ کے دل ان کی طرف ایسے مائل نہ تھے جتنے اوروں کی طرف تھے کیونکہ مہاجرین تو ابوبکر صدیقؓ کو خلیفہ کرنا چاہتے تھے اور انصار اپنی قوم میں سے کسی کو چاہتے تھے وہ خلیفہ ہو۔ ۱۲ منہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَدًا ۔

بَابٌ۔ مَنْ اَجَابَ بِلَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ ۔

۲۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ اَنَا رَدِيْفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ قَالَ مِثْلَهُ ثَلٰثًا هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ اَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ ۔

۳۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ عَنْ مُعَاذٍ بِهٰذَا ۔

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ

پوچھنے کا (کہ آپ کے بعد کون خلیفہ ہو۔)

باب کوئی بلائے تو جواب میں لبیک (حاضر) اور سعدیک (آپ کی خدمت کے لیے مستعد) کہنا۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے معاذ بن جبلؓ سے انہوں نے کہا میں (سفر میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک اونٹ پر سوار تھا آپ نے پکارا معاذ میں نے عرض کیا لبیک وسعدیک پھر پکارا پھر میں نے یہی کہا اسی طرح تین بار ہوا بعد اس کے آپ نے فرمایا معاذ تو جانتا ہے اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے یہ حق ہے کہ اللہ کو پوجیں اس کے سوا کسی کو نہ پوجیں پھر تھوڑی دیر چلتے رہے اس کے بعد پکارا معاذ میں نے عرض کیا لبیک وسعدیک فرمایا تو جانتا ہے بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے[2] جب وہ شرک نہ کرتے ہوں (موحد ہوں) یہ حق ہے کہ ان کو (دائمی) عذاب نہ ہو۔

ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے کہا ہم سے قتادہ بن دعامہ نے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے معاذ سے یہی حدیث نقل کی۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا مجھ سے والد نے انہوں نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے زید بن وہب نے کہا

---

[1] ایسا پوچھنے میں ایک طرح کی بد فالی اور آنحضرت کو رنج دینا بھی تھا اس لیے حضرت علیؓ نے اس کو گوارا نہیں کیا اور اسی میں خدا کی حکمت اور مصلحت تھی کہ یہ مقدمہ گول گول رہے اور مسلمان اپنے صلاح اور مشورے اور رضامندی سے جس کو چاہیں حاکم بنا لیں یہ طرز آنحضرتؐ نے وہ قائم کیا جس کو اب سارے اہل سیاست بڑے تجربوں کے بعد عین دانائی اور عقلمندی سمجھتے ہیں اور بڑی بڑی مہذب سلطنتیں بادشاہی اور حکومت اسی طرح یعنے رعایا کی مرضی اور مشورے سے قائم کرتی ہیں یہ نہیں کہ بادشاہ سلامت کے بعد ان کا بیٹا بادشاہ ہو جائے خواہ لائق ہو یا نالائق اور افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اس عمدہ اصول کو جو سب سے پہلے ان کے پیغمبر نے قائم کیا تھا چھوڑ دیا تھا آخر اس کا خمیازہ اٹھایا ان کے بادشاہ لیسے ایسے نالائق لوگ بن گئے جنہوں نے مسلمانوں کی صدہا برس کی دولتیں کمائی ہوئیں خاک میں ملا دیں آپ بھی تباہ ہوئے رعایا کو بھی تباہ کیا اب بھیک مانگ رہے ہیں اور دشمنوں کی خدمتگاری کر رہے ہیں ذلک جزاءهم بما کانوا یعملون ۱۲ منہ

[2] جو کافروں اور مشرکوں کو ہوگا اللہ پر حق ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے ایسا وعدہ فرمایا ہے باقی اللہ پر واجب تو کوئی چیز نہیں ہے وہ جو چاہے کرے اس کی مرضی میں کوئی دم نہیں مار سکتا اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ دعا میں یوں کہنا درست نہیں ہے بحق محمد وآل محمد یا بحق اولیاء کرام وانبیاء علیہم السلام اور حق سے[ع] مراد یہی ہوگی۔ ۱۲ منہ ع

ع: فاضل مترجم مرحوم کی یہ رائے صحیح نہیں، یہ طریقہ دعا، غیر مسنون ہے، صحابہ وتابعین میں سے کسی نے بھی بحق فلاں وغیرہ کے الفاظ استعمال نہیں کئے۔ عبدالصمد ریالوی

حَدَّثَنَا وَاللّٰهِ اَبُوْذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ قَالَ: كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرَّةِ الْمَدِيْنَةِ عِشَاءً اسْتَقْبَلَنَا اُحُدًا فَقَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ مَا اُحِبُّ اَنَّ اُحُدًا لِيْ ذَهَبًا يَأْتِيْ عَلَيَّ لَيْلَةٌ اَوْ ثَلَاثٌ عِنْدِيْ مِنْهُ دِيْنَارٌ اِلَّا اَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ اِلَّا اَنْ اَقُوْلَ بِهٖ فِيْ عِبَادِ اللّٰهِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَاَرَانَا بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْاَكْثَرُوْنَ هُمُ الْاَقَلُّوْنَ اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا ثُمَّ قَالَ لِيْ مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ يَا اَبَا ذَرٍّ حَتّٰى اَرْجِعَ فَانْطَلَقَ حَتّٰى غَابَ عَنِّيْ فَسَمِعْتُ صَوْتًا فَخَشِيْتُ اَنْ يَكُوْنَ عُرِضَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَذْهَبَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبْرَحْ فَمَكُثْتُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِعْتُ صَوْتًا خَشِيْتُ اَنْ يَكُوْنَ عُرِضَ لَكَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَكَ فَقُمْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ جِبْرِيْلُ اَتَانِيْ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِيْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ

ہم سے قسم خدا کی ابوذر غفاریؓ نے بیان کیا جب وہ ربذہ میں تھے (جو ایک مقام ہے مدینہ سے تین منزل پر) انہوں نے کہا میں عشا کے وقت مدینہ کی پتھریلی زمین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا اتنے میں احد کا پہاڑ سامنے آیا آپ نے فرمایا ابوذر اگر اس پہاڑ برابر سونا میرے پاس آئے اور میں ایک رات یا تین راتوں تک اس میں سے ایک اشرفی بھی اپنے پاس رکھ چھوڑوں تو یہ مجھ کو پسند نہیں ہے البتہ اگر کسی کا قرض مجھ پر آتا ہو اس کے ادا کرنے کے لیے رکھ چھوڑوں یہ دوسری بات ہے میں چاہتا ہوں وہ سب سونا اللہ کے بندوں کو ادھر اُدھر (داہنے بائیں سامنے) جو کوئی نظر آئے اس کو بانٹ دوں زید راوی نے کہا ابوذرؓ نے ہم کو ہاتھ سے اشارہ کر کے بتلایا (تینوں طرف) پھر آپ نے پکارا ابوذرؓ میں نے عرض کیا لبیک وسعدیک یا رسول اللہ آپ نے فرمایا دیکھ دنیا میں جو مالدار ہیں آخرت میں وہی نادار ہوں گے (ان کو بہت کم اجر ملے گا) مگر وہ مالدار بندے جو اپنے مال کو ادھر اُدھر (غریبوں کو) بانٹ دیں پھر فرمایا ابوذرؓ جب تک میں لوٹ کر نہ آؤں تو یہیں ٹھہرا رہیو اور آپ آگے بڑھ کر نظر سے غائب ہو گئے میں نے ایک آواز سنی مجھ کو ڈر ہوا کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی صدمہ نہ پہنچا ہو اور میں نے قصد کیا آگے بڑھ کر دیکھوں لیکن آنحضرتؐ کے ارشاد کا خیال آیا آپ نے فرمایا تھا یہیں ٹھہرا رہیو اس لیے وہیں ٹھہرا رہا جب آپ لوٹ کر آئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے کچھ آواز سنی تھی میں ڈرا کہیں آپ کو کوئی صدمہ نہ پہنچا ہو (میں نے آگے بڑھ کر دیکھنا چاہا) لیکن آپ کا ارشاد یاد آیا میں اپنی جگہ کھڑا رہا آپ نے فرمایا یہ جبریل کی آواز تھی وہ میرے پاس آئے کہنے لگے تمہاری امت کا جو شخص مر جائے وہ شرک نہ کرتا ہو تو بہشت میں جائے گا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ گو وہ (دنیا میں) زنا اور چوری کرتا رہا ہو (ایک حق اللہ اور ایک حق العباد) آپ نے فرمایا گو زنا اور چوری کرتا رہا ہو[1] ش

---

[1] جب بھی ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہ سکتا ایک نہ ایک دن ضرور بہشت میں جائے گا ۱۲ منہ

قُلْتُ لِزَيْدٍ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَقَالَ أَشْهَدُ لَحَدَّثَنِيهِ أَبُو ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ قَالَ الْأَعْمَشُ وَحَدَّثَنِي أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ نَحْوَهُ وَقَالَ أَبُو شِهَابٍ عَنِ الْأَعْمَشِ يَمْكُثُ عِنْدِي فَوْقَ ثَلَاثٍ۔

نے کہا میں نے زید بن وہب سے کہا مجھ کو تو یہ معلوم ہوا ہے کہ اس حدیث کے راوی ابوالدرداء (صحابی) ہیں زید نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ ابوذر نے یہ حدیث ربذہ میں مجھ سے بیان کی اعمش نے کہا (اسی سند سے) اور مجھ سے ابو صالح روغن فروش نے ایسی ہی حدیث ابوالدرداء صحابی سے نقل کی اور ابو شہاب (عبدربہ) نے بھی اس حدیث کو اعمش سے روایت کیا اس میں یوں ہے تین دن سے زیادہ میرے پاس رہے[1]۔

باب ۳- لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ

باب کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے (جہاں وہ بیٹھ گیا ہو)

٥- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کوئی شخص دوسرے شخص کو اپنی جگہ سے اٹھا کر وہاں خود نہ بیٹھے۔

باب ٤- إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجْلِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انْشُزُوا فَانْشُزُوا الْآيَةَ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورہ فتح میں) فرمانا مسلمانو جب تم سے کہا جائے مجلس میں کھل بیٹھو (دوسرے مسلمانوں کو جگہ دو) تو کھل بیٹھو اللہ تعالیٰ تم کو کشائش عطا فرمائے گا (دنیا اور آخرت میں) اور جب تم سے کہا جائے (دوسروں کو جگہ دینے کے لیے) ذرا اُٹھو تو اُٹھ کھڑے ہو[2]۔

٦- حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهِ وَيَجْلِسَ فِيهِ آخَرُ وَلَكِنْ تَفَسَّحُوا وَتَوَسَّعُوا

ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے عبیداللہ عمری سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھایا جائے اور دوسرا شخص وہاں بیٹھے البتہ آپ نے یہ فرمایا کہ (جب جائے کی تنگی ہو تو) کھل بیٹھو دوسروں کو جگہ دو اسی

[1] یعنی اس روایت میں بجائے اس فقرے کے جو اگلی روایت میں تھا میں ایک رات یا تین رات تک اس میں سے ایک اشرفی بھی اپنے پاس رکھ چھوڑوں، یوں ہے میں تین دن سے زیادہ اس میں سے ایک اشرفی بھی اپنے پاس رکھ چھوڑوں یہ روایت موصولاً کتاب الاستقراض میں گزر چکی ہے ۱۲ منہ [2] بعضوں نے کہا ہے یہ حکم خاص تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے لیکن صحیح یہ ہے کہ عام ہے ہر مجلس کو شامل ہے۔ اس باب کو امام بخاری اس لیے لائے کہ اگلے باب میں دوسرے کی جگہ بیٹھنے کی ممانعت تھی وہ اس حالت میں ہے جب خالی جگہ ہوتے ہوئے کوئی ایسا کرے لیکن اگر جگہ کی تنگی ہو اور لوگ اپنی جگہ پر کھل بیٹھیں اس شخص کو جگہ دیں تو اس جگہ بیٹھنا منع نہیں ہے ۱۲ منہ

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَكْرَهُ أَنْ يَقُومَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسَ مَكَانَهُ۔

سند سے مروی ہے کہ (عبداللہ بن عمرؓ اس بات کو مکروہ سمجھتے تھے کہ کوئی آدمی اپنی جگہ سے اٹھ جائے اور وہاں بیٹھے[1]

بَابٌ مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ أَوْ بَيْتِهِ وَلَمْ يَسْتَأْذِنْ أَصْحَابَهُ أَوْ تَهَيَّأَ لِلْقِيَامِ لِيَقُومَ النَّاسُ۔

باب اگر کوئی شخص اپنے ساتھیوں سے بے اجازت اپنی مجلس یا گھر سے اٹھ کھڑا ہو یا اٹھنے کی تیاری کرے اس کی غرض یہ ہو کہ وہ لوگ رخصت کریں تو یہ جائز ہے[2]

۷۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي يَذْكُرُ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ دَعَا النَّاسَ طَعِمُوا ثُمَّ جَلَسُوا يَتَحَدَّثُونَ قَالَ فَأَخَذَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُومُوا فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ مَعَهُ مِنَ النَّاسِ وَبَقِيَ ثَلَاثَةٌ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا فَانْطَلَقُوا قَالَ فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوا فَجَاءَ حَتَّى دَخَلَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَرْخَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ

ہم سے حسن بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے کہا میں نے والد سے سنا وہ ابومجلز (لاحق بن حمید) سے روایت کرتے تھے وہ انسؓ بن مالک سے انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین زینب سے نکاح کیا تو لوگوں کو دعوت دی انہوں نے کھانا کھایا پھر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے (اب کسی طرح اٹھتے ہی نہیں) آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجبور ہو کر) ایسا کیا جیسے کوئی اٹھتا ہے جب بھی وہ نہ اٹھے اس وقت آپ یہ حال دیکھ کر خود اٹھ کھڑے ہوئے اور کچھ لوگ بھی آپ کے ساتھ اٹھ کر وہاں سے چل دیئے۔ لیکن تین آدمی اب بھی نہیں اٹھے جب آپ باہر جا کر پھر لوٹ کر آئے دیکھا تو اب بھی وہ بیٹھے ہیں خیر اس کے بعد وہ کہیں اٹھے اور روانہ ہوئے میں نے جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کی (آپ ان کو بیٹھا دیکھ کر پھر چلے گئے تھے) اس وقت آپ تشریف لائے اور (حضرت زینبؓ کے) حجرے میں گئے میں بھی اندر جانے لگا لیکن آپ نے میرے اور اپنے بیچ میں پردہ ڈال لیا اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ احزاب کی) یہ آیت اتاری مسلمانو تم پیغمبر کے گھروں میں اس وقت تک نہ گھسا کرو جب تک

---

[1] بلکہ جب کوئی ان کے لیے اپنی جگہ سے اٹھتا تو وہاں بیٹھتے ہی نہیں دوسری جگہ جا کر بیٹھ جاتے ۱۲ منہ [2] جب کوئی شخص دوسرے شخص کی ملاقات کو جائے تو تہذیب یہ ہے کہ اپنی غرض بیان کر کے اٹھ کھڑا ہو البتہ اگر صاحب خانہ بیٹھنے کے لیے کہے تو بیٹھے اس میں مضائقہ نہیں لیکن خواہ مخواہ بیٹھے رہنا اور دوسرے شخص کے کاموں میں ہرج ڈالنا تہذیب کے خلاف ہے اگر لوگ ایسا کریں تو صاحب خانہ کو بے ان کی اجازت کے اٹھ جانا یا اٹھنے کی تیاری کرنا درست ہے افسوس ہے کہ ہماری قوم والے مسلمان اس تہذیب کے قاعدے کا بہت کم برتاؤ کرتے ہیں وجہ یہ ہے کہ خود اپنا وقت لہو ولعب اور بیکاری میں صرف کرتے ہیں ان کو دوسرے کے وقت کی بھی قدر نہیں میں تو جس وقت حیدرآباد میں ایک جلیل خدمت پر مامور تھا میں نے ان غیر مہذب اشخاص سے تنگ آ کر اپنے حجرے کے دروازے پر جلی قلم سے ایک پرچہ لکھ کر چسپاں دیا تھا کہ جو صاحب تشریف لائیں وہ مہربانی فرما کر پانچ منٹ سے زیادہ نہ بیٹھیں ۱۲ منہ

لَكُمْ إِلَى قَوْلِهِ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا۔

اجازت نہ لو اخیر آیت ان ذٰلکم کان عند اللہ عظیما تک۔

بَاب الِاحْتِبَاءِ بِالْيَدِ وَهُوَ الْقُرْفُصَاءُ۔

باب سرین زمین سے لگا کر ہاتھوں کو پنڈلیوں پر جوڑ کر بیٹھنا جائز ہے جس کو قرفصا کہتے ہیں [۱]

۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي غَالِبٍ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِيًا بِيَدِهِ هَكَذَا۔

ہم سے محمد بن ابی غالب نے بیان کیا کہا ہم کو ابراہیم بن منذر حزامی نے خبر دی کہا ہم سے محمد بن فلیح نے بیان کیا انہوں نے اپنے والد فلیح بن سلیمان سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبے کے صحن میں اسی طرح بیٹھے دیکھا یعنی ہاتھ سے احتباء کیے ہوئے [۲]

بَاب مَنِ اتَّكَأَ بَيْنَ يَدَيْ أَصْحَابِهِ

باب اپنے ساتھیوں کے سامنے تکیہ لگا کر (ٹیکا دے کر) بیٹھنا

قَالَ خَبَّابٌ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً قُلْتُ أَلَا تَدْعُو اللَّهَ؟ فَقَعَدَ۔

خباب بن ارتؓ نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا آپ (کعبے کے پاس) ایک چادر پر تکیہ لگائے ہوئے تھے میں نے عرض کیا آپ اللہ سے دعا نہیں فرماتے یہ سنتے ہی آپ سیدھے ہو بیٹھے [۳]

۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن مفضل نے کہا ہم سے سعید بن ایاس جریری نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے انہوں نے اپنے والد (نفیعؓ) سے انہوں کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو وہ گناہ بتلاؤں جو بڑے سے بڑے گناہ ہیں ہم نے عرض کیا بتلائیے آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کو ستانا۔

۱۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ مِثْلَهُ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ: أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن مفضل نے پھر ایسی ہی حدیث نقل کی اس میں یوں ہے کہ آنحضرت تکیہ لگائے تھے پھر آپ سیدھے ہو بیٹھے اور فرمایا سن لو اور جھوٹ بولنا بار بار یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم نے چاہا کاش آپ چپ ہو جائیں [۴]

[۱] عربی زبان میں اس کو احتبا کہتے ہیں یعنی دونوں زانو کھڑا کر کے سرین پر بیٹھے اور ہاتھوں کو پنڈلیوں پر حلقہ کر کے رانوں کو پیٹ سے ملا دے ۱۲ منہ [۲] بزار کی روایت میں یوں ہے: دونوں ہاتھوں سے حلقہ کیے ہوئے ۱۲ منہ [۳] کہ ہم لوگوں کو کافروں سے نجات ملے ۱۲ منہ [۴] یہ حدیث علامات نبوت میں موصولاً گزر چکی ہے ۱۲ منہ [۵] یہ حدیث کتاب الادب میں گزر چکی ہے اور دوسری حدیث میں بھی آپ کا تکیہ لگا کر بیٹھنا منقول ہے جیسے ضمام بن ثعلبہ اور سمرہ کی حدیثوں میں مہلب نے کہا امام (اور) عام لوگوں کے سامنے تکیہ لگا کر بیٹھنا درست ہے خواہ استراحت کے لیے ہو یا کسی عذر کی وجہ سے ۱۲ منہ

باب ۸ مَنْ أَسْرَعَ فِي مَشْيِهِ لِحَاجَةٍ أَوْ قَصْدٍ

۱۱ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ قَالَ، صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَأَسْرَعَ ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ۔

باب ۹ السَّرِيرِ

۱۲ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَسْطَ السَّرِيرِ وَأَنَا مُضْطَجِعَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ تَكُونُ لِيَ الْحَاجَةُ فَأَكْرَهُ أَنْ أَقُومَ فَأَسْتَقْبِلَهُ فَأَنْسَلُّ انْسِلَالًا

باب ۱۰ مَنْ أُلْقِيَ لَهُ وِسَادَةٌ۔

۱۳ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الْمَلِيحِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِيكَ زَيْدٍ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو فَحَدَّثَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ لَهُ صَوْمِي فَدَخَلَ عَلَيَّ فَأَلْقَيْتُ لَهُ وِسَادَةً مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَقَالَ لِي: أَمَا يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ؟ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ خَمْسًا

باب جو شخص کسی ضرورت یا غرض سے جلدی جلدی چلے

ہم سے ابوعاصم نے بیان کیا انہوں نے عمر بن سعید سے انہوں نے ابن ملیکہ سے ان سے عقبہ بن حارث نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی پھر (نماز سے فارغ ہو کر) جلدی جلدی گھر میں تشریف لے گئے[۱]

باب چارپائی یا تخت کا بیان

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابوالضحٰی سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تخت پر بیچ میں نماز پڑھا کرتے تھے اور میں قبلہ کی طرف آپ کے سامنے لیٹی ہوتی مجھ کو کھڑے ہو کر آپ کے سامنے آنا برا معلوم ہوتا میں ایک طرف سے کھسک جاتی۔

باب گاؤتکیہ یا گدہ بچھانا

ہم سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا کہا ہم سے خالد طحان نے دوسری سند اور مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے عمرو بن عون نے کہا ہم سے خالد بن عبداللہ طحان نے انہوں نے خالد حذاء سے انہوں نے ابوقلابہ سے کہا مجھ کو ابوالملیح (عامر یا زید بن اسامہ) نے خبر دی انہوں نے کہا ابوقلابہ میں تمہارے والد زید کے ساتھ عبداللہ بن عمرو بن عاص کے پاس گیا انہوں نے ہم سے یہ حدیث بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے میرے روزے رکھنے کا حال بیان کر دیا (میں ہمیشہ روزہ رکھا کرتا ہوں) آپ یہ سن کر میرے پاس تشریف لائے میں نے ایک چمڑے کا گدہ یا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری تھی آپ کے واسطے بچھایا آپ (خالی) زمین پر بیٹھے اور وہ گدہ میرے اور

---

[۱] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے لوگوں کو آپ کے خلاف معمول جلد جلد چلنے پر تعجب ہوا۔ فرمایا میں اپنے گھر میں سونے کا ایک ڈلا گھر بھول آیا تھا میں نے اس کا گھر میں رہنا پسند نہیں کیا اس کے بانٹ دینے کا حکم دے دیا۔ ۱۲ منہ

قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ سَبْعًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ تِسْعًا، قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ إِحْدَى عَشْرَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ شَطْرَ الدَّهْرِ صِيَامُ يَوْمٍ وَ إِفْطَارُ يَوْمٍ۔

اور آپ کے بیچ میں رہا آپ نے پوچھا کیا تجھ کو ہر مہینے میں تین روزے کافی نہیں ہیں میں نے کہا یارسول اللہ (نہیں مجھ کو بہت قوت ہے) آپ نے فرمایا اچھا ہر مہینے میں پانچ روزے میں نے کہا یارسول اللہ (نہیں مجھ میں بہت طاقت ہے) فرمایا اچھا ہر مہینے میں سات روزے میں نے کہا یارسول اللہؐ آپ نے فرمایا اچھا ہر مہینے میں نو روزے میں سؔ نے کہا یارسول اللہؐ فرمایا اچھا گیارہ روزے میں نے کہا یارسول اللہ آپ نے فرمایا داؤد پیغمبر کے روزے سے کوئی روزہ افضل نہیں پورے آدھی عمر کے روزے یعنے ایک دن روزہ ایک دن افطار۔

۱۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ قَدِمَ الشَّامَ وَحَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ذَهَبَ عَلْقَمَةُ إِلَى الشَّامِ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي جَلِيسًا فَقَعَدَ إِلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتَ؟ قَالَ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ۔ قَالَ أَلَيْسَ فِيكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِي كَانَ لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ يَعْنِي حُذَيْفَةَ أَلَيْسَ فِيكُمْ أَوْ كَانَ فِيكُمُ الَّذِي أَجَارَهُ اللهُ عَلَى لِسَانِ رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الشَّيْطٰنِ؟ يَعْنِي عَمَّارًا أَوَلَيْسَ فِيكُمْ صَاحِبُ السِّوَاكِ وَالْوِسَادَةِ؟ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ، كَيْفَ كَانَ عَبْدُ اللهِ يَقْرَأُ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى

ہم سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ہارون نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے مغیرہ بن مقسم سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ بن قیس سے وہ شام کے ملک میں پہنچے دوسری سند اور ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے مغیرہ بن مقسم سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے کہا علقمہ بن قیس شام کے ملک میں گئے مسجد میں جاکر دو رکعتیں پڑھیں اور یہ دعا کی یا اللہ کوئی (اچھا) رفیق مجھ کو عنایت فرما پھر ابوالدرداء (صحابی) کے پاس گئے انہوں نے پوچھا تم کن لوگوں میں سے ہو انہوں نے کہا کوفہ والوں میں سے ابوالدرداءؓ نے کہا تمہارے ملک میں کیا وہ صاحب نہیں ہیں جو آنحضرتؐ کے محرم راز تھے یہ راز ان کے سوا کسی کو معلوم نہ تھے یعنی حذیفہ بن یمان کیا تم میں وہ صاحب نہیں ہیں؎ جن کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی زبان پر یہ فرمایا کہ وہ شیطان کے شر سے محفوظ ہیں یعنی عمار بن یاسرؓ کیا تم میں وہ صاحب نہیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک اور تکیہ لیے رہتے؎ یعنی عبداللہ بن مسعود بھلا یہ تو کہو عبداللہ بن مسعود اس سورت کو کیونکر پڑھتے واللیل اذا یغشٰی

۱؎ نہیں مجھ میں اس سے بھی زیادہ زور ہے ۱۲ منہ ۲؎ نہیں مجھ میں اس سے بھی زیادہ بل بوتہ ہے ۱۲ منہ ۳؎ نہیں میں اس سے بھی زیادہ رکھ سکتا ہوں ۱۲ منہ ۴؎ آنحضرتؐ نے انکو منافقوں کے نام تبلا دیے تھے ۱۲ منہ ۵؎ یا نہیں تھے یہ شعبہ راوی کی شک ہے ۱۲ منہ ۶؎ جو حضرت علی کے ساتھ ہو کر جنگ صفین میں شہید ہوئے ۷؎ ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے ۱۲

قَالَ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى، فَقَالَ مَا زَالَ هٰؤُلَاءِ حَتّٰى كَادُوْا يُشَكِّكُوْنِيْ وَقَدْ سَمِعْتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

علقمہ نے کہا یوں پڑھتے والذکر والانثیٰ[۱] ابوالدرداؓ کہنے لگے ان شام والوں نے تو مجھ کو دھوکا ہی دیا تھا قریب تھا مجھ کو شبہ آجائے میں نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں ہی سنا تھا (والذکر والانثیٰ)

بَابُ الْقَائِلَةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

۱۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كُنَّا نَقِيْلُ وَنَتَغَدّٰى بَعْدَ الْجُمُعَةِ

باب جمعہ کی نماز کے بعد قیلولہ کرنا[۲]

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے ابوحازم سے انہوں نے سہل بن سعد ساعدی سے انہوں نے کہا ہم جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے بعد آرام کیا کرتے اور دن کا کھانا کھایا کرتے۔

بَابُ الْقَائِلَةِ فِي الْمَسْجِدِ

۱۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَبِيْ تُرَابٍ وَاِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ بِهٖ اِذَا دُعِيَ بِهَا جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ اَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ فَقَالَتْ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِيْ فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاِنْسَانٍ اُنْظُرْ اَيْنَ هُوَ فَجَآءَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَآؤُهٗ عَنْ شِقِّهٖ فَاَصَابَهٗ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهٗ عَنْهُ وَهُوَ يَقُوْلُ قُمْ اَبَا تُرَابٍ قُمْ اَبَا تُرَابٍ۔

باب مسجد میں قیلولہ کرنا

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے انہوں نے ابوحازم سے انہوں نے سہل بن سعد ساعدی سے انہوں نے کہا حضرت علیؓ کو اپنا نام ابوتراب سے زیادہ پسند نہ تھا جب کوئی ان کو اس نام سے پکارتا تو خوش ہوتے۔ ہوا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے گھر تشریف لائے تو حضرت علیؓ کو نہ پایا حضرت فاطمہؓ سے پوچھا تمہارے چچا کے بیٹے[۳] کہاں ہیں انہوں نے کہا مجھ میں اور ان میں کچھ تکرار ہوئی وہ غصے ہو کر چلے گئے انہوں نے دوپہر کا قیلولہ بھی میرے پاس نہیں کیا یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا ذرا جاؤ دیکھو تو علیؓ کہاں ہیں وہ گیا اور آن کر کہنے لگا یا رسول اللہ علیؓ یہاں مسجد میں سو رہے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے دیکھا تو وہ لیٹے ہوئے ہیں ان کی چادر ایک طرف کھسک کر بدن میں سب مٹی لگ گئی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مبارک ہاتھ سے مٹی پونچھنے اور فرمانے لگے ابوتراب اٹھ ابوتراب اٹھ۔

۱؎ مشہور قراءت یوں ہے وما خلق الذکر والانثیٰ مگر عبداللہ بن مسعود نے یوں ہی پڑھا ہے والذکر والانثیٰ ۱۲منہ ۲؎ قیلولہ کہتے ہیں دن کے وقت دوپہر کے قریب یا اس کے بعد یا عین دوپہر کے وقت آرام کرنے کو ۱۲منہ ۳؎ حالانکہ حضرت علیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے مگر عرب لوگ باپ کے چچا کو بھی چچا کہہ دیتے ہیں ۱۲منہ

بَابُ [۱۳] مَنْ زَارَ قَوْمًا فَقَالَ عِنْدَهُمْ

۱۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ كَانَتْ تَبْسُطُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِطَعًا فَيَقِيلُ عِنْدَهَا عَلَى ذَلِكَ النِّطَعِ قَالَ فَإِذَا نَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَتْ مِنْ عَرَقِهِ وَشَعَرِهِ فَجَمَعَتْهُ فِي قَارُورَةٍ ثُمَّ جَمَعَتْهُ فِي سُكٍّ قَالَ فَلَمَّا حَضَرَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ الْوَفَاةُ أَوْصَى أَنْ يُجْعَلَ فِي حَنُوطِهِ مِنْ ذَلِكَ السُّكِّ قَالَ فَجُعِلَ فِي حَنُوطِهِ۔

۱۸ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ إِلَى قُبَاءٍ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى

باب اگر کوئی شخص کہیں ملاقات کو جائے اور دوپہر کو وہیں آرام کرے۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے کہا مجھ سے میرے والد نے انہوں نے ثمامہ سے انہوں نے انسؓ سے کہ ام سلیم (ان کی والدہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک چمڑا بچھا دیتیں آپ اسی چمڑے پر ان کے پاس دن کو سو رہتے جب آپ سو جاتے تو ام سلیمؓ کیا کرتیں آپ کے بدن کا پسینہ اور بال[۱] ان کو لے کر ایک شیشی میں ڈالتیں اور خوشبو میں ملا لیتیں (برکت کے لیے) آپ سوتے رہتے ثمامہ کہتے ہیں جب انسؓ مرنے لگے تو انہوں نے وصیت کی ان کے کفن پر وہی خوشبو لگائی جائے آخر وہی خوشبو ان کے کفن پر لگائی گئی۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے انہوں نے انس بن مالک سے وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب قبا میں تشریف لے جاتے (جو ایک مقام ہے مدینہ سے دو میل پر) تو ام حرام بنت ملحان (انسؓ کی خالہ) کے پاس جاتے وہ آپ کو کھانا کھلاتیں ام حرام عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں ایک بار جو آپ ان کے پاس گئے انہوں نے آپ کو کھانا کھلایا آپ (کھانا کھا کر) وہیں سو رہے (دوپہر کا وقت تھا) پھر جاگے تو ہنس رہے تھے ام حرام نے پوچھا یا رسول اللہ آپ ہنسے کیوں آپ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے لائے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے اس سمندر کے بیچا بیچ اس شان سے سوار ہو رہے ہیں جیسے بادشاہ لوگ تختوں پر سوار ہوتے ہیں ام حرام

---

[۱] حافظ نے کہا یہ بال ام سلیم نے ابوطلحہ سے لیے تھے ابوطلحہ نے وہ بال اس وقت لے لیے تھے جب آپ نے منیٰ میں سر منڈایا تھا ایک روایت میں ہے کہ ام سلیم آپ کے بدن کا پسینہ جمع کر رہی تھیں اتنے میں آنحضرت جاگ گئے فرمایا ام سلیم یہ کیا کرتی ہے انہوں نے کہا ہم آپ کا پسینہ خوشبو میں ڈالنے کے لیے جمع کرتے ہیں وہ خود بھی نہایت خوشبودار ہے دوسری روایت میں ہے کہ ہم برکت کے لیے آپ کا پسینہ اپنے بچوں کے واسطے جمع کرتی ہیں ۱۲ منہ [۲] جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال اور پسینہ ملا ہوا تھا ۱۲ منہ

الْأَسِرَّةِ أَوْ قَالَ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ شَكَّ إِسْحَاقُ قُلْتُ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ فَقُلْتُ ادْعُوا اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ زَمَانَ مُعَاوِيَةَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ ؎

بَابُ ۱۴ الْجُلُوسِ كَيْفَمَا تَيَسَّرَ

۱۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَالْاِحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلَى فَرْجِ الْإِنْسَانِ مِنْهُ شَيْءٌ وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ

نے کہا یا رسول اللہ اللہ سے دعا فرمائیے مجھ کو بھی ان لوگوں میں شامل کر دے آپ نے دعا فرمائی پھر آپ (تکیہ پر) سر رکھ کر سو گئے پھر جاگے تو ہنس رہے تھے میں نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کیوں ہنسے آپ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے لائے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے اس سمندر کے بیچا بیچ اس شان سے سوار ہو رہے تھے جیسے بادشاہ تخت رواں پر سوار ہوتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ سے دعا فرمائیے مجھ کو بھی ان لوگوں میں شریک کر دے آپ نے فرمایا تو تو پہلے لوگوں میں شریک ہو چکی پھر ایسا ہوا ام حرام (مجاہدین کے ساتھ) سمندر پر سوار ہوئیں جب سمندر پار ہوئیں تو اپنی سواری کے جانور سے گر کر مرگئیں ؎

باب آسائی کے ساتھ آدمی جس طرح بیٹھ سکے بیٹھ سکتا ہے

ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عطاء بن یزید لیثی سے انہوں نے ابو سعید خدری سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لباسوں سے منع فرمایا ایک تو اشتمال صماء سے (اس کی تفسیر اوپر گزر چکی ہے) دوسرے ایک کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھنے سے جب اس کی شرمگاہ پر کچھ نہ ہو اور دو بیعوں سے منع فرمایا ایک بیع ملامسہ سے دوسرے بیع منابذہ سے (ان دونوں کی تفسیر بھی اوپر گزر چکی ؎) سفیان بن عیینہ کے ساتھ اس حدیث کو

؎ آنحضرت کی وفات کے بہت دنوں بعد معاویہؓ کی حکومت میں ۱۲ منہ ؎ آنحضرتؐ کی دعا قبول ہو گئی ام حرام مجاہدین میں شریک رہیں اور شہید ہوئیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا من یخرج من بیتہ مہاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ اور جہاد کا حکم بھی ہجرت کی طرح ہے اس حدیث سے سمندر میں سفر کرنے کا جواز بھی نکلا اور حضرت عمرؓ سے اس کی کراہت منقول ہے جب حج یا جہاد کے لیے یہ سفر نہ ہو اور امام مالک نے عورتوں کا سمندر میں سوار ہونا مکروہ رکھا ہے کہ اس خیال سے کہ سمندر میں ان کی نظر مردوں کے ستر پر نہ پڑے ؎ اس حدیث سے امام بخاری نے باب کا مطلب یوں نکالا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گوٹ مار کر اس طرح بیٹھنے سے منع فرمایا کہ آدمی ایک ہی کپڑا پہنے ہو اور اس کی شرمگاہ پر کچھ نہ ہو تو معلوم ہوا کہ گوٹ مار کر بیٹھنا کچھ منع نہیں ہے بلکہ اسی حالت میں منع ہے جب بے ستری کا ڈر ہو اس سے یہ نکلا کہ جس نشست میں یہ ڈر نہ ہو وہ جائز ہے کیونکہ اصل اشیاء میں اباحت ہے بعضوں نے کہا صرف چار زانوں بیٹھنا مکروہ ہے۔ ابن بطال نے ابن طاؤس سے نقل کیا کہ یہ نشست ہلاک کرنے والی ہے اور صحیح یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے کیوں کہ اس حدیث میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ آپ فجر کی نماز پڑھ کر طلوع آفتاب تک چار زانو بیٹھے رہتے اس کو امام مسلم نے جابر بن سمرہ سے نکالا ۱۲ منہ

وَعَبْدُ اللهِ بْنُ بُدَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ ؕ

بَابُ ۱۵ مَنْ نَاجَى بَيْنَ النَّاسِ

وَمَنْ لَمْ يُخْبِرْ بِسِرِّ صَاحِبِهِ فَإِذَا مَاتَ أَخْبَرَ بِهِ

۲۰- حَدَّثَنَا مُوسَى عَنْ أَبِي عَوَانَةَ حَدَّثَنَا
فِرَاسٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوقٍ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ
أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: إِنَّا كُنَّا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهُ جَمِيعًا لَمْ تُغَادَرْ مِنَّا وَاحِدَةٌ
فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ تَمْشِي لَا وَاللهِ
مَا تَخْفَى مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَآهَا رَحَّبَ قَالَ مَرْحَبًا
بِابْنَتِي، ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ
ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا، فَلَمَّا
رَأَى حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ إِذَا هِيَ
تَضْحَكُ فَقُلْتُ لَهَا أَنَا مِنْ بَيْنِ نِسَائِهِ خَصَّكِ
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسِّرِّ مِنْ
بَيْنِنَا ثُمَّ أَنْتِ تَبْكِينَ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ
قَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهُ فَلَمَّا تُوُفِّيَ قُلْتُ لَهَا
عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِي عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ
لَمَّا أَخْبَرْتِنِي قَالَتْ: أَمَّا حِينَ سَارَّنِي فِي
الْأَمْرِ الْأَوَّلِ فَإِنَّهُ أَخْبَرَنِي أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ
يُعَارِضُهُ بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَإِنَّهُ قَدْ

معمر اور محمد بن ابی حفص اور عبداللہ بن بدیل نے بھی زہری سے روایت کیا[۱]

باب لوگوں کے سامنے کانا پھوسی کرنا اور کسی شخص کا راز اس کی موت کے بعد معلوم کرنا۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا انہوں نے ابو عوانہ وضاح یشکری سے کہا ہم سے فراس بن یحییٰ نے بیان کیا انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے مسروق سے کہا مجھ سے ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے بیان کیا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (بیماری میں) ہم سب بی بیاں اکٹھا تھیں کوئی ایسی نہ تھی جو وہاں موجود نہ ہو اتنے میں حضرت فاطمہؓ پاؤں سے چلتی ہوئی تشریف لائیں خدا کی قسم ان کی چال بالکل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چال سے ملتی تھی جب آپ نے ان کو دیکھا تو فرمایا مرحبا میری بیٹی پھر ان کو اپنے داہنے یا بائیں طرف بٹھا لیا اس کے بعد ان کے کان میں کچھ بات کہی وہ زور سے رونے لگیں۔ جب آپ نے ان کو رنجیدہ دیکھا تو دوبارہ ان کے کان میں ایک بات کہی اس وقت وہ ہنس دیں اب آپ کی بیبیوں میں صرف میں نے ان سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تم (پر اتنی عنایت فرمائی کہ اپنی راز کی بات تم سے کہہ دی) اور تم اس پر بھی رو رہی ہو خیر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے تو میں نے ان سے پوچھا بتلاؤ تو آنحضرت نے تم سے چپکے سے کیا فرمایا انہوں نے کہا میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس راز کو ظاہر نہ کروں گی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اس وقت میں نے ان سے کہا اب میں تم کو اپنے حق کی قسم دیتی ہوں جو میرا تم پر ہے (آخر میں تمہاری ماں ہوں) مجھ کو بتلاؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے اس روز کیا فرمایا تھا انہوں نے کہا اب اس کے بیان کرنے میں کوئی تامل نہیں پھر انہوں نے کہا جب آنحضرت[۲]

۱؎ معمر کی روایت کو امام بخاری نے کتاب البیوع میں اور محمد بن ابی حفص کی روایت کو ابن عدی نے اور عبداللہ بن بدیل کی روایت کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا ۱۲ منہ ۲؎ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔

عَارَضَنِي بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أُرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي فَإِنِّي نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ قَالَتْ فَبَكَيْتُ بُكَائِي الَّذِي رَأَيْتِ، فَلَمَّا رَأَى جَزَعِي سَارَّنِي الثَّانِيَةَ قَالَ يَا فَاطِمَةُ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ۔

نے پہلی بار مجھ سے کان میں بات کی تھی تو یہ فرمایا تھا کہ حضرت جبرئیل ہر سال قرآن کا دور مجھ سے ایک بار کیا کرتے اس سال انہوں نے دو بار دور کیا میں سمجھتا ہوں میری موت قریب ہے تو اللہ سے ڈرتی رہ اور صبر کر میں تیرے لیے آخرت میں اچھا پیش خیمہ ہوں گا اس وقت میں ایسا (زور سے) روئی جیسا تم نے دیکھا تھا جب آپ نے میری بیقراری دیکھی تو دوبارہ مجھ سے سرگوشی کی اور فرمایا اے فاطمہؓ کیا تو اس سے خوش نہیں ہے کہ تو سب مسلمانوں کی عورتوں کی یا یوں فرمایا اس امت کی عورتوں کی (بہشت میں) سردار بنے[1]

بَابُ الْاِسْتِلْقَاءِ

باب چت لیٹنے کا بیان

۲۱ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبَّادُ بْنُ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِيًا وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے زہری نے کہا ہم کو عباد بن تمیم نے خبر دی انہوں نے اپنے چچا (عبداللہ بن زید انصاری) سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا پاؤں پر پاؤں رکھے ہوئے[2]

بَابٌ لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى اِلٰى قَوْلِهٖ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ- وَقَوْلِهٖ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اِلٰى قَوْلِهٖ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

باب کہیں صرف تین آدمی ہوں تو ایک کو اکیلا چھوڑ کر دو سرگوشی نہ کریں اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ قد سمع اللہ میں) فرمایا مسلمانو جب تم کانا پھوسی کرو تو گناہ اور ظلم اور پیغمبر کی نافرمانی پر کانا پھوسی نہ کرو بلکہ نیکی اور پرہیزگاری پر اخیر آیت وعلی اللہ فلیتوکل المومنون تک اور اللہ تعالیٰ نے (اسی سورت میں) فرمایا مسلمانو جب تم پیغمبر سے کانا پھوسی کرو تو کانا پھوسی کرنے سے پہلے کچھ خیرات نکالو یہ تمہارے حق میں بہتر اور پاکیزہ ہے اگر تم کو خیرات کرنے کو کچھ نہ ملے تو خیر اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ اخیر آیت واللہ خبیر بما تعملون تک[3]

---

[1] اس حدیث کی شرح اوپر گذر چکی ہے باب کی مطابقت ظاہر ہے ۱۲ منہ [2] ایک حدیث میں اس کی ممانعت وارد ہے خطابی نے کہا وہ محمول ہے اس پر کہ جب ستر کھلنے کا ڈر ہو ۱۲ منہ [3] یہ آیت بعد کی آیت سے منسوخ ہو گئی کہتے ہیں اس پر کسی نے عمل نہیں کیا سوا حضرت علیؓ کے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کانا پھوسی کرنے سے پہلے کچھ خیرات نکالی۔ ان دونوں آیتوں کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ جو کانا پھوسی درست ہے وہ بھی اسی شرط سے کہ گناہ اور ظلم کی بات کے لیے نہ ہو ۱۲ منہ

۲۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ وَحَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا کَانُوْا ثَلَاثَۃٌ فَلَا یَتَنَاجٰی اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ ؏

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی دوسری سند امام بخاری نے کہا اور ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کہیں صرف تین آدمی ہو تو ایک کو علیحدہ چھوڑ کر دو کانا پھوسی نہ کریں (کیونکہ) اس میں تیسرے شخص کو رنج ہوگا۔

بَابُ حِفْظِ السِّرِّ

باب اگر کوئی شخص راز کی بات کہے تو اس کا چھپانا واجب ہے

۲۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَسَرَّ اِلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِرًّا فَمَا اَخْبَرْتُ بِہٖ اَحَدًا بَعْدَہٗ وَلَقَدْ سَاَلَتْنِیْ اُمُّ سُلَیْمٍ فَمَا اَخْبَرْتُہَا بِہٖ

ہم سے عبداللہ بن صباح نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے کہا میں نے اپنے والد سے سنا کہا میں نے انس بن مالک سے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک راز کی بات بتائی میں نے وہ کسی سے آپ کی وفات کے بعد بھی نہیں کہی یہاں تک کہ ام سلیم میری والدہ نے مجھ سے پوچھی میں نے ان سے بھی نہیں کہی[۱][۲]

بَابُ اِذَا کَانُوْا اَکْثَرَ مِنْ ثَلَاثَۃٍ فَلَا بَاْسَ بِالْمُسَارَّۃِ وَالْمُنَاجَاتِ ؏

باب اگر کہیں تین سے زائد آدمی ہوں تب دو آدمی کانا پھوسی کر سکتے ہیں۔

۲۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کُنْتُمْ ثَلَاثَۃً فَلَا یَتَنَاجٰی رَجُلَانِ دُوْنَ الْاٰخَرِ حَتّٰی تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ اَجْلَ اَنْ یُّحْزِنَہٗ۔

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کہیں کل تین آدمی ہو تب تو دو مل کر تیسرے کو الگ رکھ کر کانا پھوسی نہ کرو اس لیے کہ اس کو رنج ہوگا البتہ اگر دوسرے آدمی بھی ہوں تو مضائقہ نہیں[۳]

---

[۱] دوسری روایت میں یوں ہے جب کوئی کسی کی صحبت میں بیٹھے تو وہ امانت دار ہے یعنی اس کی باتیں دل میں رکھے دوسروں سے لگاتا نہ پھرے مراد وہی باتیں ہیں جن کے افشا میں اس شخص کو ضرر پہنچنے کا احتمال ہو ۱۲ منہ

[۲] دوسری روایت میں یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک کام کے لیے بھیجا میں نے اپنی والدہ کے پاس جانے میں دیر لگائی انہوں نے وجہ پوچھی میں نے کہا آنحضرتؐ نے مجھ کو ایک کام کے لیے بھیجا تھا انہوں نے پوچھا کیا میں نے کہا وہ ایک راز کی بات ہے جب انہوں نے کہا کہ آنحضرتؐ کا راز کسی سے نہ کہیو بعضوں نے کہا اگر راز اس قسم کا ہو جس سے کسی مسلمان کی کرامت یا مدح نکلتی ہو تو اس کا بیان کرنا درست ہے گو جس کا راز ہے وہ اس کا افشا برا جانے البتہ اس راز کا کھولنا جس سے ایک مسلمان کو نقصان پہنچے حرام ہے ۱۲ منہ

[۳] کم سے کم یہ ہے کہ ایک ہی آدمی اور ہو یعنی کل چار آدمی ہوں مگر جب چار یا زیادہ آدمی ہوں اس وقت بھی یہ درست نہیں ہے کہ ایک ہی شخص کو اکیلا چھوڑ کر باقی سب کانا پھوسی کریں کیونکہ اس میں بھی وہی علت موجود ہے یعنی اس کو رنج ہوگا ۱۲ منہ

۲۵- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قِسْمَةً فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ إِنَّ هٰذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللهِ قُلْتُ أَمَا وَاللهِ لَآتِيَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي مَلَإٍ فَسَارَرْتُهُ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ: رَحْمَةُ اللهِ عَلَى مُوسَى أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا انہوں نے ابوحمزہ محمد بن میمون سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے شقیق سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنگ (یعنی حنین) میں لوٹ کا مال بانٹا[1] تو انصار میں سے ایک شخص (معتب) بول اٹھا اس تقسیم سے تو اللہ کی رضامندی کی غرض نہ تھی میں نے کہا خدا کی قسم میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس جاؤں گا[2] پھر میں گیا دیکھا تو آپ بہت سے لوگوں میں بیٹھے ہیں میں نے چپکے سے آپ کے کان میں یہ بات نقل کی[3] آپ غصے ہوئے یہاں تک کہ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا پھر فرمایا موسیٰ پر خدا کی رحمت ان کو اس سے بھی زیادہ رنج دیا گیا لیکن انہوں نے صبر کیا۔

بَابُ طُولِ النَّجْوَى وَإِذْ هُمْ نَجْوَى مَصْدَرٌ مِنْ نَاجَيْتُ، فَوَصَفَهُمْ بِهَا وَالْمَعْنَى يَتَنَاجَوْنَ۔

باب بڑی دیر تک سرگوشی کرنا

اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ بنی اسرائیل میں) جو فرمایا واذ ھم نجوی تو نجوی مصدر ہے ناجیت سے اور یہاں ان لوگوں کی صفت پڑا ہے یعنی وہ سرگوشی کر رہے ہیں۔

۲۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ وَرَجُلٌ يُنَاجِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا زَالَ يُنَاجِيهِ حَتَّى نَامَ أَصْحَابُهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عبدالعزیز بن صہیب سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا ایک بار ایسا ہوا (عشا کی) نماز کی تکبیر ہوئی اور ایک شخص (نامعلوم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کرتا رہا برابر سرگوشی کیے گیا یہاں تک کہ آپ کے اصحاب سو گئے[4] اس کے بعد آپ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھائی۔

بَابٌ لَا تُتْرَكُ النَّارُ فِي الْبَيْتِ عِنْدَ النَّوْمِ

باب سوتے وقت آگ (مثلاً چراغ وغیرہ) گھر میں نہ چھوڑنا[5]

۲۷- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے

---

[1] بعضوں کو سو سو اونٹ دیئے ۱۲ منہ [2] آپ کو اس کی خبر کر دوں کا جو تو نے کہا ۱۲ منہ [3] یہیں سے باب کا مطلب نکلتا ہے کس لیے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت سرگوشی کی جب دوسرے کئی لوگ موجود تھے یہ شخص جس نے ایسی بے ادبی کی بات کہی تھی منافق تھا جیسے اوپر گزر چکا ہے ۱۲ منہ [4] دوسری روایت میں یوں ہے اونگھنے لگے [5] کیونکہ اس سے اکثر نقصان پہنچتا ہے کبھی چوہا چراغ کی بتی گھسیٹ کر لے جاتا ہے اور گھر میں آگ لگا دیتا ہے یہ مضمون اوپر گزر چکا ہے ۱۲ منہ

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ ۔

نے زہری سے انہوں نے سالم سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب سونے لگو تو گھروں میں آگ نہ چھوڑو (بلکہ بجھا دو)۔

۲۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِينَةِ عَلَى أَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ فَحُدِّثَ بِشَأْنِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ هٰذِهِ النَّارَ إِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَكُمْ فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوهَا عَنْكُمْ

ہم سے محمد بن العلاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے انہوں نے برید بن عبداللہ سے انہوں نے ابوبردہ سے انہوں نے ابوموسیٰ اشعری سے انہوں نے کہا مدینہ میں رات کو ایک گھر میں آگ لگ گئی وہ جل گیا (ان گھر والوں کا نام معلوم نہیں ہوا۔) ان کا قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا گیا آپ نے فرمایا یہ آگ تو تمہاری دشمن ہے جب تم سونے لگو اس کو بجھا دیا کرو۔

۲۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ كَثِيرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمِّرُوا الْآنِيَةَ وَأَجِيفُوا الْأَبْوَابَ وَأَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ رُبَّمَا جَرَّتِ الْفَتِيلَةَ فَأَحْرَقَتْ أَهْلَ الْبَيْتِ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے کثیر بن شنظیر سے انہوں نے عطا بن ابی رباح سے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (سوتے وقت) برتنوں کو ڈھانپ دیا کرو دروازے بند کر دیا کرو اور چراغ بجھا دیا کرو کیونکہ چوہیا کمبخت کیا کرتی ہے کبھی بتی (منہ میں) گھسیٹ کر سارے گھر والوں کو جلا دیتی ہے۔

بَابُ ۲۲ إِغْلَاقِ الْأَبْوَابِ بِاللَّيْلِ

باب رات کو (سوتے وقت) دروازہ بند کر دینا

۳۰۔ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ أَبِي عَبَّادٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ بِاللَّيْلِ إِذَا رَقَدْتُمْ وَغَلِّقُوا الْأَبْوَابَ وَأَوْكُوا الْأَسْقِيَةَ وَخَمِّرُوا الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ. قَالَ هَمَّامٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَلَوْ بِعُودٍ.

ہم سے حسان بن ابی عباد نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے انہوں نے عطا بن ابی رباح سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم رات کو سونے لگو تو چراغ کو بجھا دو دروازے بند کر دو مشکوں کے منہ باندھ دو کھانا پانی ڈھانپ دو ہمام نے کہا میں یہ سمجھتا ہوں عطار نے اس حدیث میں یہ بھی کہا اگر کھانا پانی ڈھانکنے کو برتن نہ ملے تو ایک (آڑی) لکڑی ہی اس پر رکھ دو۔

بَابُ ۲۳ الْخِتَانِ بَعْدَ الْكِبَرِ وَنَتْفِ الْإِبْطِ

باب[1] بوڑھا ہونے پر ختنہ کرنا اور بغل کے بال نوچنا

---

[1] اس باب کی مناسبت کتاب الاستئذان سے مشکل ہے کرمانی نے کہا مناسبت یہ ہے کہ ختنے کی تقریب میں لوگ جمع ہوتے ہیں تو استئذان کی ضرورت پڑتی ہے ۱۲ منہ

۳۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ الْخِتَانُ وَالِاسْتِحْدَادُ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ۔

ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا پیدائشی سنتیں پانچ ہیں ختنہ کرنا[۱] اور زیر ناف کے بال مونڈنا اور بغل کے بال نوچنا اور مونچھ کترانا اور ناخون ترشوانا[۲]

۳۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ بَعْدَ ثَمَانِينَ سَنَةً وَاخْتَتَنَ بِالْقَدُومِ مُخَفَّفَةً حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ وَقَالَ بِالْقَدُّومِ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب بن ابی حمزہ نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیمؑ نے اسی برس کی عمر ہونے کے بعد تبر سے ختنہ کیا (یعنی کلہاڑے سے) جس کو قدوم بہ تخفیف دال کہتے ہیں۔ ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے مغیرہ بن عبداللہ نے انہوں نے ابوالزناد سے یہی حدیث اس میں قدوم ہے بہ تشدید دال۔

۳۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلُ مَنْ أَنْتَ حِينَ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا يَوْمَئِذٍ مَخْتُونٌ۔ قَالَ وَكَانُوا لَا يَخْتِنُونَ الرَّجُلَ حَتَّى يُدْرِكَ وَقَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قُبِضَ النَّبِيُّ

ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا کہا ہم کو عباد بن موسیٰ نے خبر دی کہا ہم سے اسمٰعیل بن جعفر نے بیان کیا انہوں نے اسرائیل سے انہوں نے (اپنے دادا) ابواسحاق سبیعی سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کسی نے پوچھا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت کس کی عمر کے تھے انہوں نے کہا آپ کی وفات کے وقت میرا ختنہ ہو چکا تھا اور عرب لوگوں کی عادت تھی جب تک لڑکا جوانی کے قریب نہ ہوتا اس کا ختنہ نہ کرتے اور عبداللہ بن ادریس بن یزید[۳] نے اپنے والد سے روایت کی انہوں نے ابواسحاق سبیعی سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس

---

[۱] اہلحدیث اور شافعیہ کے نزدیک ختنہ کرنا واجب ہے اور امام مالک اور امام ابوحنیفہ نے اس کو سنت کہا ہے اور امام بخاری کے ترجمہ باب سے بھی اس کا وجوب نکلتا ہے کیونکہ بڑے ہونے کے بعد بھی ختنہ کرنا انہوں نے لازم رکھا ہے علماء نے کہا ہے جب لڑکا اس عمر کو پہنچ جائے کہ اس کو نماز پڑھنے کا حکم دیا جاتا ہے یعنی سات سے دس سال تک تو ختنہ میں جلدی میں کرنا چاہیئے ۱۲ منہ [۲] اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ آپ نے ختنہ کو پیدائشی سنت فرمایا اور عمر کی کوئی قید نہ کی تو معلوم ہوا کہ بڑھاپے میں بھی ختنہ ہو سکتا ہے اور آگے کی حدیث میں یہ مطلب صاف ہو جاتا ہے ۱۲ منہ [۳] اس کو اسمٰعیلی نے وصل کیا ۱۲ منہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا خَتِيْنٌ۔

سے انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس وقت میرا ختنہ ہو چکا تھا۔

بَابٌ ۲۴ كُلُّ لَهْوٍ بَاطِلٌ اِذَا شَغَلَهٗ عَنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَمَنْ قَالَ اِلٰى صَاحِبِهٖ تَعَالَ اُقَامِرْكَ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

باب آدمی جس کام میں مصروف ہو کر اللہ کی عبادت سے غافل ہو جائے وہ لہو میں داخل اور باطل ہے[۱] اور جو شخص دوسرے سے کہے آ میں تجھ سے جوا کھیلوں اس کا کیا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ لقمان میں) فرمایا بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کی راہ سے بہکا دینے کے لیے کھیل کود کی باتیں مول لیتے ہیں[۲]

۴۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِيْ حَلِفِهٖ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ اُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے مجھ کو حمید بن عبد الرحمٰن نے خبر دی کہ ابو ہریرہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم میں سے لات اور عزیٰ (بتوں) کی قسم کھائے وہ پھر سے (تجدید ایمان کرے) کہے لا الہ الا اللہ اور جو شخص اپنے دوست سے کہے آؤ ہم تم جوا کھیلیں (تو وہ کفارے کے طور پر) کچھ خیرات نکالے۔

بَابٌ ۲۵ مَا جَاءَ فِي الْبِنَاءِ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اِذَا تَطَاوَلَ رِعَاءُ الْبَهْمِ فِي الْبُنْيَانِ۔

باب عمارت بنانا کیسا ہے ابو ہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ کالے اونٹوں کے چرانے والے لمبی لمبی عمارتیں ٹھونکیں گے (یہ حدیث کتاب الایمان میں موصولاً گزر چکی ہے[۵])

---

[۱] اس باب کی مناسبت بھی کتاب الاستئذان سے مشکل ہے اسی طرح حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے بعضوں نے پہلے امر کی یہ توجیہ کی ہے کہ جوا کھیلنے کے لیے جو بلائے اس کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دینا چاہیئے اور دوسرے کی یہ توجیہ کی ہے کہ لات اور عزیٰ کی قسم کھانا بھی لہو الحدیث میں داخل ہے جو حرام ہے یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ [۲] گو وہ کام مباح ہو یا ثواب کا کام ہو مثلاً کوئی شخص قرآن کی تلاوت یا تفسیر یا مراقبہ کرتا رہے اور فرض کا وقت نکل جائے اب ان درویشوں کا کیا حال ہوگا جو سماع اور مزامیر میں مشغول رہ کر نماز قضا کر دیتے ہیں معاذ اللہ ایسا سماع سب کے نزدیک حرام اور شیطانی کام ہے ۱۲ منہ [۳] ابن مسعودؓ نے کہا قسم اس پروردگار کی جس کے سوا کوئی سچا خدا نہیں ہے اس سے گانا مراد ہے ابن عباسؓ اور جابرؓ اور عکرمہ اور سعید بن جبیر سے بھی ایسا ہی منقول ہے امام حسن بصری نے کہا کہ یہ آیت غنا اور مزامیر کے باب میں اتری ہے ۱۲ منہ [۴] اس حدیث کو لا کر امام بخاری نے یہ اشارہ کیا کہ بہت بہت لمبی لمبی اونچی عمارتیں بنوانا مکروہ ہے اور اس باب میں ایک صریح روایت بھی وارد ہے جس کو ابن ابی الدنیا نے نکالا کہ جب آدمی سات ہاتھ سے زیادہ اپنی عمارت اونچی کرتا ہے تو اس کو یوں پکارتے ہیں او فاسق تو کہاں جاتا ہے مگر اس کی سند ضعیف ہے دوسری موقوف رجاب کی صحیح (باقی بر صفحہ آئندہ)

۳۵- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُنِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَيْتُ بِيَدِي بَيْتًا يُكِنُّنِي مِنَ الْمَطَرِ وَيُظِلُّنِي مِنَ الشَّمْسِ مَا أَعَانَنِي عَلَيْهِ أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللهِ ❊

۳۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَاللهِ مَا وَضَعْتُ لَبِنَةً عَلَى لَبِنَةٍ وَلَا غَرَسْتُ نَخْلَةً مُنْذُ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُفْيَانُ فَذَكَرْتُهُ لِبَعْضِ أَهْلِهِ قَالَ وَاللهِ لَقَدْ بَنَى قَالَ سُفْيَانُ قُلْتُ فَلَعَلَّهُ قَالَ قَبْلَ أَنْ يَبْنِيَ -

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے اسحاق بن سعید نے انہوں نے اپنے والد سعید بن عمرو سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں نے خود اپنا حال دیکھا ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (رہنے کے لیے) ایک جھونپڑا اپنے ہاتھ سے آپ بنالیا تھا جو بارش اور دھوپ سے میرا آسرا کرتا اس کے بنانے میں اللہ کے کسی مخلوق نے میری مدد نہیں کی تھی۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہ عمرو بن دینار نے کہا عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے خدا کی قسم جب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی میں نے کوئی اینٹ دوسری اینٹ پہ نہیں رکھی اور نہ کوئی کھجور کا درخت ہٹچلایا سفیان نے کہا میں نے یہ حدیث عبداللہ بن عمرؓ کے گھر والوں میں کسی سے بیان کی (اس کا نام معلوم نہیں ہوا) وہ کہنے لگا خدا کی قسم عبداللہ بن عمرؓ نے تو گھر بنوایا تھا سفیان نے کہا میں نے اس کو یہ جواب دیا شاید یہ ابن عمرؓ نے اس وقت کہا ہوگا جب تک انہوں نے یہ گھر نہ بنوایا ہوگا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الدَّعَوَاتِ

بَابُ ۲۶ قَوْلُهُ تَعَالَى: اُدْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

کتاب دعاؤں کے بیان میں

باب اللہ تعالیٰ نے (سورۂ مومن میں) فرمایا ہم سے دعا مانگو ہم قبول کریں گے۔ جو لوگ ہماری عبادت سے کنیائیں (غرور سے سرتابی کریں)

(بقیہ صفحہ سابقہ) حدیث میں جس کو ترمذی وغیرہ نے نکالا یوں ہے کہ آدمی کو ہر ایک خرچ کا ثواب ملتا ہے مگر عمارت کے خرچ کا ثواب نہیں ملتا طبرانی نے معجم اوسط میں نکالا جب اللہ کسی بندے کے ساتھ برائی کرنا چاہتا ہے تو اس کا پیسہ عمارت میں خرچ کراتا ہے مترجم کہتا ہے مراد وہی عمارت ہے جو فخر اور تکبر کے لیے بے ضرورت بنائی جائے جیسے اکثر دنیادار امیروں کی عادت ہے لیکن وہ عمارت جو دین کے کاموں کے لیے یا عام مسلمانوں کے فائدہ کے لیے بنائی جائے جیسے مساجد مدارس سرائیں یتیم خانے ان میں تو بے حد ثواب ملے گا ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] یعنی کوئی عمارت نہیں بنائی ۱۲ منہ

عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ وَلِكُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ مُّسْتَجَابَةٌ۔

وہ ذلت کے ساتھ دوزخ میں داخل ہوں گے[1] اور اس حدیث کا بیان ہر پیغمبر کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

۳۷۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ یَّدْعُوْ بِهَا وَاُرِیْدُ اَنْ اَخْتَبِیَ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِّاُمَّتِیْ فِی الْاٰخِرَةِ وَقَالَ لِیْ خَلِیْفَةُ قَالَ مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ اَبِیْ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ نَبِیٍّ سَاَلَ سُؤْلًا اَوْ قَالَ لِكُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فَاسْتُجِیْبَ فَجَعَلْتُ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِّاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر پیغمبر کے لیے ایک دعا ہوتی ہے جو وہ مانگتا ہے (اور اللہ تعالیٰ اس کو ضرور قبول کرتا ہے) میں چاہتا ہوں اپنی دعا کو چھوڑ دوں اور قیامت کے دن اپنی امت کی سفارش کے لیے کروں اور معتمر بن سلیمان نے کہا (اس کو امام مسلم نے وصل کیا) میں نے اپنے والد سے سُنا انہوں نے انسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا ہر پیغمبر نے (حق تعالیٰ سے) ایک ایک سوال کیا ہے یا ہر پیغمبر نے ایک ایک دعا کی ہے جس کو حق تعالیٰ نے قبول فرمایا اور میں نے اپنی یہ دعا (جس کا قبول ہونا یقینی ہے) قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے اٹھا رکھی ہے۔

بَابٌ اَفْضَلُ الْاِسْتِغْفَارِ

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا وَّیُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَیَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّیَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ۔

باب استغفار کے لیے افضل دعا کا بیان اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ نوح میں) فرمایا اپنے مالک سے بخشش مانگو وہ بڑا بخشنے والا ہے تم ایسا کرو گے[2] تو آسمان کے دھانے تم پر کھول دے گا اور مال اور بیٹے تم کو سرفراز کرے گا اور باغ عطا فرما دے گا نہریں عنایت کریگا (اور سورہ آل عمران میں) فرمایا بہشت ان لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے جن سے کوئی بے حیائی کا کام ہو جاتا ہے یا کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے تو اللہ کو یاد کرکے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں (گناہ پر شرمندہ ہوتے ہیں) اور اللہ کے سوا ہے کون جو گناہوں کو بخشے اور اپنے

---

[1] اس آیت کو لاکر امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ دعا بھی عبادت ہے اور اس باب میں ایک صریح حدیث وارد ہے جس کو امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا کہ دعا وہی عبادت ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ادعونی استجب لکم میں کہتا ہوں دوسری روایت میں یوں ہے دعا عبادت کا مغز ہے پس اب جو کوئی اللہ کے سوا دوسرے کسی سے دعا کرے اس سے اپنا مقصد مانگے یا مشکل کا رفع کرنا چاہے تو وہ صراحۃً مشرک ہوگا کیونکہ اس نے غیر اللہ کی عبادت کی اور اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے لا تعبدوا الا ایاہ ۱۲ منہ [2] اپنی خطاؤں کی بخشش چاہو گے ۱۲ منہ [3] موسلا دھار مینہ برسائے گا ۱۲ منہ

۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ الْعَدَوِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي شَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَيِّدُ الِاسْتِغْفَارِ أَنْ تَقُولَ اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ قَالَ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ-

بَابُ ۲۸ اسْتِغْفَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ-

۳۹- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً

(برُے) کام یہ جان بوجھ کر ہٹ نہیں کرتے۔

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الوارث بن سعید نے کہا ہم سے حسین بن ذکوان معلم نے کہا ہم سے عبداللہ بن بریدہ نے انہوں نے بشیر بن کعب سے کہا مجھ سے شداد بن اوس انصاریؓ نے بیان کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا سید الاستغفار یہ دعا ہے یا اللہ تو میرا مالک ہے تیرے سوا کوئی سچا خدا نہیں تو ہی نے مجھ کو پیدا کیا ہے میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد اور وعدے پر جہاں تک مجھ سے ہوسکتا ہے قائم ہوں میں نے جو (برے) کام کیے ہیں ان سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں تیرے احسان اور اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں میری خطائیں بخش دے تیرے سوا کوئی گناہ بخشنے والا نہیں آپ نے فرمایا جو کوئی یہ دعا اس پر یقین رکھ کر دن کو پڑھے اور اس دن شام ہونے سے پہلے مرجائے تو وہ بہشت والوں میں ہوگا اور جو کوئی یہ دعا رات کو اس پر یقین رکھ کر پڑھے اور اسی رات کو صبح ہونے سے پہلے مرجائے وہ بھی بہشت والوں میں ہوگا۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رات اور دن استغفار کرنا۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہ ابوہریرہؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔ خدا کی قسم میں تو ہر روز ستر بار سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ سے استغفار اور اس کی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں [1]

[1] یہ استغفار اور توبہ آپ کا اظہار عبودیت کے لیے تھا یا امت کی تعلیم کے لیے یا بر طریق تواضع یا اس لیے کہ آپ کی ترقی درجات ہر وقت ہوتی رہتی تو ہر مرتبہ اعلیٰ پہ پہنچ کر مرتبہ ادنے سے استغفار کرتے ستر بار سے مراد خاص عدد ہے یا بہت ہونا عرب کی عادت ہے جب کوئی چیز بہت بار کی جاتی ہے تو اس کو ستر بار کہتے ہیں امام مسلم کی روایت میں سو بار مذکور ہے ۱۲ منہ۔

بَابُ التَّوْبَةِ ۲۹

قَالَ قَتَادَةُ تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا الصَّادِقَةُ النَّاصِحَةُ۔

۴۰ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدِيثَيْنِ: أَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالآخَرُ عَنْ نَفْسِهِ قَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلَى أَنْفِهِ فَقَالَ بِهِ هَكَذَا قَالَ أَبُو شِهَابٍ بِيَدِهِ فَوْقَ أَنْفِهِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ رَجُلٍ نَزَلَ مَنْزِلاً وَبِهِ مَهْلَكَةٌ وَمَعَهُ رَاحِلَتُهُ عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَوَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ نَوْمَةً فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهُ حَتَّى اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ أَوْ مَا شَاءَ اللَّهُ قَالَ أَرْجِعُ إِلَى مَكَانِي فَرَجَعَ فَنَامَ نَوْمَةً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَإِذَا رَاحِلَتُهُ عِنْدَهُ تَابَعَهُ أَبُو عَوَانَةَ وَجَرِيرٌ عَنِ الأَعْمَشِ وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ سَمِعْتُ الْحَارِثَ وَقَالَ شُعْبَةُ وَأَبُو مُسْلِمٍ عَنِ الأَعْمَشِ

باب توبہ کا بیان - قتادہ نے کہا یہ جو اللہ نے (سورۂ تحریم میں) فرمایا مسلمانو! اللہ کی درگاہ میں توبہ نصوح کرو نصوح سے مراد سچی اخلاص کے ساتھ ہے[۱]

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے ابوشہاب نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے عمارہ بن عمیر سے انہوں نے حارث بن سوید سے کہا ہم سے عبداللہ بن مسعودؓ نے دو حدیثیں بیان کیں ایک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور ایک اپنی طرف سے یہ کہا مسلمان کو اپنے گناہ کا اتنا ڈر ہوتا ہے جیسے کوئی پہاڑ کے تلے بیٹھا ہوا اور وہ پہاڑ اس پر گرنے والا ہو اور بدکار شخص اپنے گناہ کو اتنا ہلکا سمجھتا ہے جیسے ناک پر سے مکھی چلی گئی اس نے ہاتھ سے اس طرح کیا ابوشہاب راوی نے اپنا ہاتھ ناک سے لگا کر بتلایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ بیان کی اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا وہ شخص خوش ہوتا ہے جو (سفر میں) ایک مقام پر اترے (جہاں کھانا پانی کچھ نہ ملتا ہو) ہلاکت کا مقام ہو اس کے ساتھ اس کی اونٹنی بھی ہو جس پر اس کا کھانا پانی لدا ہو پھر وہ تکیہ پر سر رکھ کر سو جائے اٹھے تو اونٹنی غائب (یا اللہ اب میں کیا کروں اس کے ڈھونڈنے کے لیے چاروں طرف پھرے) پیاس اور گرمی کی شدت ہو یا اللہ چاہے (یہ راوی کی شک ہے) آخر (تھک کر مجبور زندگی سے مایوس ہو کر) اسی جگہ چلا آئے جہاں پر وہ لیٹا تھا اور (موت کا یقین کر کے) پھر سو جائے تھوڑی دیر میں آنکھ جو کھلے تو کیا دیکھتا ہے اس کی اونٹنی (کھانا پانی لیے ہوئے) سامنے کھڑی ہے[۲] ابوشہاب کے ساتھ اس حدیث کو ابوعوانہ اور جریر نے بھی اعمش سے روایت کیا[۳] اور ابواسامہ (حماد بن اسامہ) نے کہا (اس کو امام مسلم نے وصل کیا) ہم سے اعمش نے بیان کیا کہا ہم سے

---

[۱] یا جس کے بعد پھر گناہ نہ ہو ۱۲ منہ [۲] خیال کرو اس کو کیسی خوشی ہو گی بے انتہا خوشی ۱۲ منہ [۳] ابوعوانہ کی روایت کو اسمٰعیلی نے اور جریر کی روایت کو بزار نے وصل کیا ۱۲ منہ۔

عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ۔ وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ۔

عمارہ بن عمیر نے کہا میں نے حارث بن سوید سے سُنا اور شعبہ اور ابومسلم (عبیداللہ بن سعید) نے اس کو اعمش سے روایت کیا انہوں نے ابراہیم تیمی سے انہوں حارث بن سوید[1] سے اور ابومعاویہ نے یوں کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا انہوں نے عمارہ سے انہوں نے اسود بن یزید سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ[2] سے اور ہم سے اعمش نے بیان کیا انہوں نے ابراہیم تیمی سے انہوں نے حارث بن سوید سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے۔

۴۱۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنَا هُدْبَةُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ سَقَطَ عَلَى بَعِيرِهِ وَقَدْ أَضَلَّهُ فِي أَرْضِ فَلَاةٍ

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم کو حبان بن ہلال نے خبر دی کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے قتادہ بن دعامہ نے کہا ہم سے انسؓ بن مالک نے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری سند اور ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام نے کہا ہم سے قتادہ نے انہوں نے انسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اپنے بندے کے توبہ کرنے پر اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کا اونٹ ایک بے آب و دانہ جنگل میں گم ہو جائے[3] پھر ایک ہی ایکا وہ مل جائے۔

بَابُ الضَّجْعِ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ

باب داہنے کروٹ پر لیٹنا[4]

۴۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعتیں (تہجد اور وتر کی) پڑھا کرتے

[1] انہوں نے ابن مسعود سے یہ حدیث ۱۲ منہ [2] تو شعبہ اور ابومسلم نے ابوشہاب کا خلاف کیا یعنی اعمش کا شیخ بجائے عمارہ بن عمیر کے ابراہیم تیمی کو بیان کیا ۱۲ منہ
[3] تو ابومعاویہ نے عمارہ اور عبداللہ بن مسعود میں ایک اور شخص یعنی اسود بن یزید کا واسطہ شریک کیا حافظ نے یہ نہیں بیان کیا کہ شعبہ اور ابومسلم کی روایتوں کو کس نے نکالا اور ابومعاویہ کی روایت کی نسبت یہ بیان کیا کہ اس طریق پر مجھ کو کسی کتاب میں موصولاً نہیں ملی ۱۲ منہ [4] اور اسی پر کھانا پانی ضروریات ہوں ۱۲ منہ [5] اس باب اور اس حدیث کی مناسبت جو اس باب میں مذکور ہے کتاب الدعوات سے معلوم نہیں ہوتی بعض نے کہا فجر کی سنتیں پڑھ کر داہنے کروٹ پر لیٹ جانا بھی مثل ایک ذکر یا دعا کے ہے جس میں ثواب ملتا ہے یہاں تک کہ امام ابن حزم نے اس کو واجب کہا ہے حافظ نے کہا اس باب کو لا کر امام بخاری نے ان دعاؤں کی تمہید کی جو سوتے وقت پڑھی جاتی ہیں اور جن کو آگے چل کر بیان کیا ۱۲ منہ

مِنَ اللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً فَإِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَجِيءَ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤْذِنَهُ ؛

باب ۳۱ إِذَا بَاتَ طَاهِرًا ؛

۴۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ مَنْصُورًا عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ وَقُلِ اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَهْبَةً وَرَغْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ فَإِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَقُولُ فَقُلْتُ أَسْتَذْكِرُهُنَّ وَبِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ قَالَ لَا وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ ۔

باب ۳۲ مَا يَقُولُ إِذَا نَامَ

۴۴۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

جب صبح صادق نکل آتی تو آپ ہلکی پھلکی دو رکعتیں (فجر کی سنت) پڑھتے پھر جب تک مؤذن آپ کو بلانے کے لیے آتا داہنے کروٹ پر لیٹ رہتے۔

باب وضو کرکے سونے کی فضیلت

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے کہا میں نے منصور سے سنا انہوں نے سعد بن عبیدہ سے کہا مجھ سے براء بن عازب نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو اپنی خواب گاہ پر (سونے کے لیے) آئے تو نماز کا سا وضو کرے پھر داہنے کروٹ پر لیٹ اور یہ دعا پڑھ اللھم اسلمت نفسی اخیر تک یعنی یا اللہ میں نے اپنی جان تیرے سپرد کر دی اور اپنا سارا کام بھی تجھ کو سونپ دیا اور تجھ ہی پر میں نے تیرے عذاب سے ڈر کر اور تیرے ثواب کی امید کرکے بھروسہ کیا تجھ سے بھاگ کر کہیں پناہ یا چھٹکارے کی جگہ تیرے ہی سوا نہیں ہے میں اس کتاب پر جو تو نے اتاری[1] ایمان لایا اور ان پیغمبر (حضرت محمدؐ) پر جن کو تو نے بھیجا۔ آپ نے فرمایا اس دعا کو پڑھ کر تو سو جائے اور پھر مر جائے تو اسلام پر مرے گا (ایمان سلامت رہے گا) اور ایسا کر کہ یہ دعا سب باتوں کے اخیر (جو تو اس رات میں کرے) اخیر میں پڑھ براء نے کہا یا رسول اللہ میں اس کو یاد کر لوں انہوں نے پڑھا تو یوں کہا وبرسولک الذی ارسلت آپ نے فرمایا نہیں یوں پڑھ وبنبیک الذی ارسلت[2]

باب سوتے وقت کیا دعا پڑھے

ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے انہوں نے ربعی بن حراش سے انہوں نے حذیفہ بن یمان سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[1] تورات انجیل زبور قرآن اور سارے صحیفے اگلے پیغمبروں کے ان سب پر ۱۲ منہ
[2] یہ حدیث کتاب الوضو میں گزر چکی ہے ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا وَإِذَا قَامَ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔

جب اپنے بچھونے پر جاتے تو فرماتے یا اللہ میں تیرا ہی مبارک نام لے کر جیتا ہوں اور تیرا ہی نام لے کر مرتا (سوتا) ہوں اور جب (سو کر) بیدار ہوتے تو فرماتے شکر اس خدا کا جس نے مارنے (سلانے) کے بعد پھر ہم کو جلایا (جگایا) اور قیامت کے دن بھی) اسی کے پاس (قبروں سے) اٹھ کر جانا ہے قرآن شریف میں جو "ننشزھا" ہے اس کا معنے بھی یہی ہے یعنے اس کو نکال کر اٹھاتے ہیں۔

---

۴۵ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ رَجُلًا وَحَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَى رَجُلًا فَقَالَ إِذَا أَرَدْتَ مَضْجَعَكَ فَقُلْ: اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ فَإِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ۔

ہم سے سعد بن ربیع اور محمد بن عرعرہ نے بیان کیا دونوں نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابو اسحاق سبیعی سے انہوں نے براء بن عازب سے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک انصاری) شخص کو حکم دیا (خود براء بن عازب کو) دوسری سند اور ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے ابو اسحاق سبیعی نے انہوں نے براء بن عازبؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یوں وصیت کی فرمایا جب تو (سونے کے لیے) اپنی خوابگاہ پر آئے تو یہ کہہ یا اللہ میں اپنی جان تیرے سپرد کرتا ہوں اور اپنا سارا کاروبار بھی تجھ کو سونپتا ہوں اور اپنا منہ بھی تیرے ہی طرف اور تجھی پر بھروسہ کرتا ہوں تیرے ثواب کی خواہش اور تیرے عذاب کا ڈر رکھ کر تجھ سے بھاگ کر جانے کا ٹھکانا اور پناہ بجز تیرے اور کہیں نہیں ہے میں اس کتاب پر جو تو نے اتاری اور اس پیغمبر پر جس کو تو نے بھیجا ایمان لایا اگر یہ دعا پڑھ کر تو سوئے پھر مر جائے تو ایمان پر تیرا خاتمہ ہوگا۔

بَابُ وَضْعِ الْيَدِ الْيُمْنَى تَحْتَ الْخَدِّ الْأَيْمَنِ

باب سونے میں داہنا ہاتھ داہنے رخسارے کے تلے رکھنا [1]

۴۶ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ

مجھ سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ نے انہوں نے عبد الملک بن عمیر سے انہوں نے ربعی سے انہوں نے

---

[1] باب کی حدیث میں داہنے کی صراحت نہیں ہے مگر امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو امام احمد نے نکالا اس میں داہنے کی صراحت ہے ۱۲ منہ

حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ ثُمَّ يَقُولُ اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ۔

بَابُ ۳۴ النَّوْمِ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ۔

۴۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ نَامَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ۔ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَهُنَّ ثُمَّ مَاتَ تَحْتَ لَيْلَتِهِ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ۔ اسْتَرْهَبُوهُمْ مِنَ الرَّهْبَةِ مَلَكُوتٌ۔ مُلْكٌ۔ مِثْلُ رَهَبُوتٌ خَيْرٌ مِنْ رَحَمُوتٍ۔ تَقُولُ تُرْهَبُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تُرْحَمَ۔

بَابُ ۳۵ الدُّعَاءِ إِذَا انْتَبَهَ بِاللَّيْلِ

حذیفہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو آرام فرماتے تو اپنا ہاتھ اپنی گال کے تلے رکھ لیتے پھر یوں کہتے یا اللہ میرا مرنا اور جینا دونوں تیرے مبارک نام سے ہیں اور جب سو کر جاگتے تو فرماتے شکر اس خدا کا جس نے ہم کو مار کر پھر جلایا[1] (سلا کر پھر جگایا) اور اسی کی طرف ہم کو (قیامت کے دن بھی) اٹھ کر جانا ہے۔

باب داہنے کروٹ پر سونا۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے علاء بن مسیب نے کہا مجھ سے والد (مسیب بن رافع کاہلی) نے انہوں نے براء بن عازبؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی خواب گاہ پر جاتے تو داہنے کروٹ پر لیٹتے[2] پھر یہ دعا کرتے یا اللہ میں نے اپنی جان تیرے سپرد کر دی اپنا منہ پوری طرح تیری طرف کیا اپنا کام سب تجھ کو سونپ دیا تیرا ہی بھروسہ ہے تیری عنایت اور کرم کی خواہش اور تیرے عذاب کے ڈر سے تجھ سے بھاگ کر جانے کا ٹھکانا یا چھٹکارے کا مقام بجز تیرے اور کہیں نہیں ہے میں تیری اس کتاب پر جو تو نے اتاری اور تیرے اس پیغمبر پر جس کو تو نے بھیجا ایمان لایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اس دعا کو (سوتے وقت) پڑھ لے پھر اسی رات کو مر جائے تو اسلام پر اس کا خاتمہ ہوگا قرآن میں[3] جو استرہبوہم کا لفظ آیا ہے یہ بھی رہبت سے نکلا ہے (رہبت کا معنے ڈر) ملکوت کا معنے ملک یعنی سلطنت جیسے کہتے ہیں رہبوت رحموت سے بہتر ہے یعنی ڈرانا رحم کرنے سے بہتر ہے۔

باب اگر رات کو آدمی کی آنکھ کھل جائے تو کیا کہے

---

[1] کہتے ہیں النوم اخو الموت اور قرآن میں بھی توفی کا لفظ سونے کے لیے آیا ہے فرمایا وہو الذی یتوفاکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنہار ۱۲ منہ
[2] مطلب یہ ہے کہ سونا داہنی کروٹ سے شروع کرتے ہیں اگر بائیں کروٹ اس کے بعد لے تو کچھ قباحت نہیں ۱۲ منہ
[3] چونکہ حدیث میں رہبتہ کا لفظ آیا ہے تو امام بخاری نے اس کی مناسبت سے استرہبوہم کی بھی تفسیر کر دی یعنی ان کو ڈرا دیا اور یہ لفظ سورۂ اعراف میں ہے ۱۲ منہ

۴۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ عِنْدَ مَيْمُونَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى حَاجَتَهُ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَأَتَى الْقِرْبَةَ فَأَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءًا بَيْنَ وُضُوءَيْنِ لَمْ يُكْثِرْ وَقَدْ أَبْلَغَ فَصَلَّى فَقُمْتُ فَتَمَطَّيْتُ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَرَى أَنِّي كُنْتُ أَتَّقِيهِ فَتَوَضَّأْتُ فَقَامَ يُصَلِّي فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِأُذُنِي فَأَدَارَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَتَتَامَّتْ صَلَاتُهُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ فَآذَنَهُ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَكَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا وَفِي سَمْعِي نُورًا وَعَنْ يَمِينِي نُورًا وَعَنْ يَسَارِي نُورًا وَفَوْقِي نُورًا وَتَحْتِي نُورًا وَأَمَامِي نُورًا وَخَلْفِي نُورًا وَاجْعَلْ لِي نُورًا- قَالَ كُرَيْبٌ: وَسَبْعٌ فِي التَّابُوتِ، فَلَقِيتُ رَجُلًا مِنْ وَلَدِ الْعَبَّاسِ فَحَدَّثَنِي بِهِنَّ فَذَكَرَ: عَصَبِي وَلَحْمِي وَدَمِي وَشَعَرِي وَبَشَرِي وَذَكَرَ خَصْلَتَيْنِ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے انہوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے سلمہ بن کہیل سے انہوں نے کریب سے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے کہا ایسا ہوا میں (ایک رات) ام المومنین میمونہؓ کے پاس رہ گیا (جو میری خالہ تھیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے حاجت کو گئے پھر منہ اور ہاتھ دھو کر سو رہے پھر اٹھے تو مشک پاس آئے اس کا سر بندھن کھول دیا پھر ایک بیچ کا وضو کیا نہ بہت پانی بہایا (نہ بالکل کم) بلکہ پورا وضو کیا اس کے بعد (تہجد کی) نماز پڑھنے لگے میں بھی اٹھا اور انگڑائی لینے لگا میں اس کو برا سمجھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ خیال کریں میں آپ کو تک رہا تھا[1] خیر میں نے بھی وضو کیا آپ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے میں آپ کے بائیں طرف جا کر کھڑا ہو گیا آپ نے میرا کان پکڑ کر مجھ کو (پیچھے سے) گھما کر داہنے طرف کر لیا تیرہ رکعتیں پڑھ کر آپ نے نماز ختم کی اس کے بعد لیٹ رہے اور سو گئے خراٹے لینے لگے اور آپ کی عادت تھی سونے میں خراٹے لیتے پھر بلالؓ نے آن کر آپ کو خبر دی کہ نماز تیار ہے آپ نے (صبح کی) نماز پڑھائی (نیا) وضو نہیں کیا آپ (رات کو جو دعا کرتے تھے اس میں یوں فرماتے یا اللہ میرے دل میں روشنی دے میری آنکھ میں روشنی دے میرے کان میں روشنی میرے داہنے طرف روشنی میری بائیں طرف روشنی میرے اوپر روشنی میرے نیچے روشنی (یعنی بڑی روشنی) کریب راوی نے کہا آپ نے جسم کی سات چیزوں میں بھی روشنی مانگی پھر میں حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے ایک شخص (علی بن عبداللہ بن عباسؓ) سے ملا تو اس نے ان چیزوں کو بیان کیا[2] میرے پٹھے میرے گوشت میرے خون میرے بال میرے پنڈے میں اور دو چیزوں کا اور ذکر کیا[3]

---

[1] گویا ابن عباسؓ نے یہ دکھایا کہ میں ابھی تک غافل سو رہا تھا اب جاگا ہوں ۱۲ منہ [2] جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روشنی کی دعا مانگی ۱۲ منہ [3] دوسری (باقی صفحہ ۵۱ پر)

۴۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ أَبِي مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ - اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَوْ لَا إِلٰهَ غَيْرُكَ -

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا، میں نے سلیمان بن ابی مسلم سے سنا، انھوں نے طاؤس سے، انھوں نے ابن عباسؓ سے، انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تہجد کے لیے رات کو کھڑے ہوتے تو نماز شروع کرنے سے پہلے یوں دعا کرتے، یا اللہ ساری تعریف تجھ ہی کو سجتی ہے تو آسمان اور زمین اور جو ان کے بیچ میں ہے سب کا روشن کرنے والا ہے[۱]، تجھ ہی کو تعریف اور ستائش دیتی ہے[۲] تو ہی آسمانوں اور زمین کا اور جو ان کے بیچ میں ہے سب کا روشن کرنے والا ہے۔ تجھ ہی کو تعریف سجتی ہے اور تو سچا، تیرا فرمودہ سچا، تجھ سے ملنا سچ بہشت سچ، دوزخ سچ، قیامت سچ - پیغمبر سب سچے، محمدؐ سچے - یا اللہ میں نے تیرے حکم پر گردن رکھ دی، تجھ ہی پر بھروسہ کیا، تجھ پر ایمان لایا تیری ہی طرف رجوع ہوا، تیری ہی مدد پر دشمنوں سے مقابلہ کیا، تیرے ہی سامنے اپنا قضیہ پیش کرتا ہوں، میرے اگلے پچھلے چھپے کھلے سب گناہ بخش دے تو جس کو چاہے آگے کر دے جس کو چاہے پیچھے کردے[۳] دیا تو ہی نے دنیا میں مجھ کو اور پیغمبروں کے پیچھے بھیجا۔ آخرت میں سب کے آگے اٹھائے گا تیرے سوا کوئی سچا خدا نہیں۔

بَابُ التَّكْبِيْرِ وَالتَّسْبِيْحِ عِنْدَ الْمَنَامِ

باب سوتے وقت اللہ اکبر سبحان اللہ اور الحمد للہ کہنا!

۵۰ - حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ شَكَتْ مَا تَلْقٰى فِي يَدِهَا مِنَ الرَّحٰى فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَلَمْ تَجِدْهُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انھوں نے حکم بن عتیبہ سے، انھوں نے ابن ابی لیلیٰ سے، انھوں نے حضرت علیؓ سے کہ حضرت فاطمۃ الزہراء شہزادی عالم وعالمیان نے یہ شکوہ کیا کہ چکی پیسنے سے ان کے مبارک ہاتھ کو صدمہ پہنچتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک لونڈی مانگنے آئیں، اتفاق سے آنحضرت

(بقیہ صفحہ ۵۰) روایت میں دو چیزیں یہ ہیں، میری ہڈی میرے مغز اگر دے، اور بعضوں میں یوں ہے میری چربی میری ہڈی میں ۱۲ منہ [۱] اگر تو نہ ہوتا تو نہ آسمان نہ زمین کچھ نہ ہوتا یا تو روشنی نہ دیتا تو سب اندھیرا ہی اندھیرا ہوتا۔ ۱۲ منہ رحمہ۔ [۲] اور کسی کے لیے تعریف نہیں سجتی چونکہ اور سب فانی اور کچھ نہ کچھ عیب رکھتے ہیں، بے عیب خدا کی ذات ہے ۱۲ منہ رحمہ [۳] یا تو ہی نے دنیا میں مجھ کو اور پیغمبروں کے پیچھے بھیجا، آخرت میں سب کے آگے اٹھائے گا۔ ۱۲ منہ

لِعَائِشَةَ فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ قَالَ فَجَاءَنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْتُ أَقُومُ فَقَالَ مَكَانَكِ فَجَلَسَ بَيْنَنَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى صَدْرِي فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ إِذَا أَوَيْتُمَا إِلَى فِرَاشِكُمَا أَوْ أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَكَبِّرَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ فَهَذَا خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ وَعَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ التَّسْبِيحُ أَرْبَعٌ وَثَلَاثُونَ۔

نہ ملے۔ حضرت عائشہ رضؓ سے انھوں نے اپنا مطلب کہہ دیا اور چلی گئیں، جب آنحضرت تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے آپ سے ذکر کیا حضرت علی رضؓ کہتے ہیں آنحضرتؐ ہمارے پاس اس وقت تشریف لائے جب ہم اپنے بستروں پر سونے کے لیے جا چکے تھے، میں نے آپ کو دیکھ کر اٹھنا چاہا لیکن آپؐ نے فرمایا اٹھو نہیں، اپنی جگہ رہو۔ آپؐ تشریف لا کر ہم دونوں (میاں بی بی) کے بیچ میں بیٹھ گئے، میں نے آپ کے پاؤں کی ٹھنڈک (جو بالکل میرے سینے سے لگ گئی تھی) اپنے سینے میں پائی [۵۲] آپؐ نے فرمایا میں تم دونوں کو ایسی ترکیب[۵۳] بتلاؤں جو تمہارے لیے ایک خدمت گار سے بڑھ کر ہو جب تم دونوں اپنے بچھونوں پر جاتے لگو یا اپنی خوابگاہ پر تو ۳۴ بار اللہ اکبر کہو ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ یہ عمل ایک خدمتگار سے تمہارے لیے بہتر ہوگا اور اسی سند سے شعبہ نے خالد حذاء سے انھوں نے ابن سیرین سے یہ حدیث روایت کی اس میں سبحان اللہ ۳۴ بار مذکور ہے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ وَالْقِرَاءَةِ عِنْدَ الْمَنَامِ

باب سوتے وقت شیطان سے پناہ مانگنا، قرآن پڑھنا!

۵۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ نَفَثَ فِي يَدَيْهِ

ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے عقیل نے انھوں نے ابن شہاب سے، کہا مجھ کو عروہ نے خبر دی، انھوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب خوابگاہ پر تشریف لے جاتے تو معوذات (سورۂ اخلاص اور فلق اور ناس) پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں پر پھونکتے (ان کو سارے) بدن

---

[۵۱] اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام تعظیمی سے منع فرمایا، ۱۲ منہ رح [۵۲] مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شہزادی صاحبہ سے پوچھا میں نے سنا ہے تو مجھ سے ملنے کو آئی تھیں لیکن میں نہیں تھا، کہو کیا کام ہے انھوں نے عرض کیا بابا جان میں نے سنا ہے آپ کے پاس غلام اور لونڈی آئے ہیں ایک غلام یا لونڈی ہم کو بھی دیجئے جو آٹا روٹی تیار کرے، مجھ پر سخت مشقت ہو رہی ہے ۱۲ منہ رح۔ [۵۳] سبحان اللہ! اس حدیث سے بڑھ کر دوسری دلیل آپ کے سچے پیغمبر ہونے کی کیا ہوگی، باوجودیکہ ہزارہا غلام لونڈی آپ کے پاس آتے اور آپ نے ادنے ادنے صحابیوں کو غلام لونڈیاں دیں، اگر آپ چاہتے تو ایک نہیں سو خدمتگار حضرت فاطمہؓ کو جو آپ کی ایک اکلوتی پیاری بیٹی تھیں دے سکتے تھے مگر آپ نے خاص اپنے لیے یا اپنی اکلوتی بیٹی کے لیے دنیا کی اتنی راحت بھی گوارا نہیں فرمائی اور آخرت کو اختیار کیا، دوسری روایت میں یوں ہے، آپؐ نے فرمایا صفہ کے لوگ بھوکے ہیں میں ان بردوں کو بیچ کر ان کو کھلاؤں گا تم کو نہیں دے سکتا۔ ۱۲ منہ رح

وَقَرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ.

بَابٌ ۳۸

۵۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ بِاسْمِكَ رَبِّ وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِينَ. تَابَعَهُ أَبُو ضَمْرَةَ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ. وَقَالَ يَحْيَى وَبِشْرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَرَوَاهُ مَالِكٌ وَابْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

بَابُ ۳۹ الدُّعَاءِ نِصْفَ اللَّيْلِ

پر پھرتے۔[1]

باب ۳۸

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے کہا، ہم سے عبید اللہ بن عمر نے کہا، مجھ سے سعید بن ابی سعید نے، انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے ابو ہریرہؓ سے، انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی (سونے کے لیے) اپنے بستر پر جائے تو اپنے ازار کے اندر کی طرف کے کپڑے سے (جو لٹکتا رہتا ہے) بچھونا جھاڑ لے، معلوم نہیں اس کے پیچھے بچھونے پر کوئی کیڑا وغیرہ (جیسے سانپ یا بچھو) آ گیا ہو، پھر یوں کہے، میرے پروردگار! تیرا مبارک نام لے کر میں اپنا پہلو بستر پر رکھتا ہوں اور تیرا ہی مبارک نام لے کر (آئندہ) اس کو اٹھاؤں گا، اگر تو میری جان (اس عالم میں) رکھے، (میں مر جاؤں) تو اس پر رحم فرما اور اگر اس کو چھوڑ دے تو اس کو (گناہوں سے) اس طرح بچائے رکھ جیسے اپنے نیک بندوں کو بچائے رکھتا ہے۔ زہیر بن معاویہ کے ساتھ اس حدیث کو ابو ضمرہ (انس بن عیاض) اور اسماعیل بن زکریا نے بھی عبید اللہ سے روایت کیا ہے[2] اور یحییٰ بن سعید قطان اور بشر بن مفضل نے اس حدیث کو عبید اللہ سے، انھوں نے سعید سے، انھوں نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے[3] اور امام مالک اور محمد بن عجلان نے بھی اس طرح سعید سے انھوں نے ابو ہریرہؓ سے، انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، (ابو سعید کا ذکر نہیں کیا)[4]

باب آدھی رات کے بعد (صبح صادق نکلنے تک) دعا کرنے کی فضیلت[5]

---

[1] پھر وہ بدن میں آ گئے میں نہ اٹھوں [2] ابو ضمرہ کی روایت کو امام بخاری نے ادب مفرد میں اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں اور اسماعیل کی روایت کو حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں وصل کیا ہے ۱۲ منہ [3] ان دونوں کی روایت میں ابو سعید کا واسطہ نہیں ہے۔ یحییٰ بن سعید قطان کی روایت کو امام نسائی نے اور بشر کی روایت کو مسدد نے اپنی مسند میں وصل کیا ہے ۱۲ [4] امام مالک کی روایت کو خود امام بخاری نے کتاب التوحید میں اور ابن عجلان کی روایت کو امام احمد نے وصل کیا ہے۔ ۱۲

[5] یہ وقت بڑی فضیلت کا ہے اور بندہ مومن کی دعا جو خالص نیت سے اس وقت کی جائے وہ ضرور قبول ہوتی ہے اور تمام صلحا اور اولیاء اللہ نے اس وقت کو دعا اور مناجات کے لیے اختیار کیا ہے اور ہر ایک ولی نے کچھ نہ کچھ قیام شب کیا ہے اور آنحضرت ﷺ نے تو اس پر ساری عمر مواظبت کی ہے، اہلحدیث کو لازم ہے کہ قیام شب ہرگز ترک نہ کریں اور تھوڑی یا بہت جو کچھ ہو سکے اس وقت عبادت اور دعا کرنا لازم سمجھیں کم از کم اگر آدمی اس وقت اٹھ کر وضو اور نماز نہ کر سکے تو لیٹے ہی لیٹے کچھ استغفار اور دعا کر لے۔ ۱۲ منہ

٥٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْأَغَرِّ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَنَزَّلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ يَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ وَمَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے انھوں نے ابن شہاب سے، انھوں نے سلمان ابوعبداللہ اغر اور ابوسلمہ بن عبدالرحمان بن عوف سے، ان دونوں نے ابوہریرہ سے انھوں نے کہا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہمارا پروردگار تبارک و تعالیٰ ہر رات کو جب اخیر تہائی حصہ رات کا رہ جاتا ہے پہلے آسمان پر اترتا ہے[1] (جو ہم سے قریب ہے،) اور فرماتا ہے کون مجھ سے دعا کرتا ہے میں اس کی دعا قبول کروں۔ کون مجھ سے کچھ مانگتا ہے میں اس کو دوں، کون مجھ سے گناہوں کی معافی چاہتا ہے میں اس کے گناہ بخش دوں۔

بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْخَلَاءِ

باب پاخانہ جاتے وقت کیا کہے!

٥٤ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔

ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے انھوں نے عبدالعزیز بن صہیب سے، انھوں نے انس بن مالک سے۔ انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانے جانے لگتے تو یوں فرماتے یا اللہ میں دیو بھوت اور بھوتنیوں کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں[2]

[1] یعنی خود پروردگار جل شانہ اپنی ذات سے اترتا ہے۔ جیسے دوسری روایت میں ذات کی صراحت ہے، اب یہ تاویل کہ اس کی رحمت اترتی ہے یا فرشتے اترتے ہیں محض فاسد ہے، اور تعجب ہے۔ حافظ ابن حجر اور قسطلانی وغیرہ سے کہ انھوں نے اس قسم کی تاویلات کو نقل کیا اور سکوت فرمایا۔ ہمارے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے خاص اس حدیث کی شرح میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام کتاب النزول ہے، اور اس میں مخالفین کے تمام شبہات اور اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ نزول بھی پروردگار کی ایک صفت ہے جس کو ہم اور صفات کی طرح اپنے ظاہری معنے پر محمول رکھتے ہیں لیکن اس کی کیفیت ہم نہیں جانتے اور یہ نزول اس کا مخلوقات کے نزول کی طرح نہیں ہے۔ اب اہل حدیث نے اس میں اختلاف کیا ہے جس وقت یہ نزول ہوتا ہے اس وقت عرش خالی ہو جاتا ہے یا نہیں، اکثر اہل حدیث کا یہ مذہب ہے کہ عرش خالی نہیں ہوتا اور پروردگار عالم کے حق میں یہ محال نہیں ہے کہ وہ عرش پر بھی ہو اور آسمان دنیا پر بھی اور حافظ ابن مندہ نے جو بڑے محدثین میں ہیں یہ اختیار کیا ہے کہ نزول کے وقت عرش خالی ہو جاتا ہے۔ ترجمہ باب میں نصف لیل کا ذکر تھا اور حدیث میں آخری ثلث مذکور ہے۔ اس کا جواب حافظ صاحب نے یوں دیا ہے کہ امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا۔ جس کو دار قطنی نے نکالا اس میں شطر اللیل مذکور ہے۔ ابن بطال نے کہا امام بخاری نے قرآن کی آیت کو لیا جس میں نصفہ کا لفظ ہے یعنی قم اللیل الا نصفہ اور اسی کی متابعت سے باب میں نصف کا لفظ ذکر کیا ١٢ منہ [2] یہ حدیث اوپر کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے مطلب یہ ہے کہ پاخانہ کے اندر گھسنے سے پہلے یہ دعا پڑھ لے اس لیے کہ پاخانہ میں ذکر الٰہی جائز نہیں ہے اور حنفیوں کے فتاوے قنیہ میں یہ لکھا ہے کہ پاخانہ میں قرآن کی تلاوت جائز ہے۔ خدا کی پناہ ان بھلے فقیہوں سے انھوں نے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا نام بدنام کر دیا ہے۔ اور معلوم نہیں کیا کیا لکھ مارا ہے۔ ١٢ منہ۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ

۵۵ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَيِّدُ الِاسْتِغْفَارِ اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ لَكَ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ إِذَا قَالَ حِينَ يُمْسِي فَمَاتَ دَخَلَ الْجَنَّةَ أَوْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِذَا قَالَ حِينَ يُصْبِحُ فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ مِثْلَهُ

باب صبح کے وقت کیا دعا پڑھے

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے کہا ہم سے حسین معلم نے کہا ہم سے عبداللہ بن بریدہ نے انہوں نے بشیر بن کعب سے انہوں نے شداد بن اوس سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا سید الاستغفار یہ دعا ہے اللھم انت ربی لاالہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عہدک ووعدک ما استطعت ابوء لک بنعمتک علی وابوء لک بذنبی فاغفرلی فانہ لایغفر الذنوب الا انت اعوذبک من شر ما صنعت اگر کوئی شام کو یہ دعا پڑھ لے پھر اسی رات کو مرجائے تو بہشت میں جائے گا یا یوں فرمایا وہ بہشت والوں میں ہوگا اور اگر کوئی صبح کو اس دعا کو پڑھ کے پھر اسی دن مرجائے وہ بھی بہشت میں جائے گا یا بہشت والوں میں ہوگا۔

۵۶ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ قَالَ بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ أَمُوتُ وَأَحْيَا وَإِذَا اسْتَيْقَظَ مِنْ مَنَامِهِ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے انہوں نے ربعی بن حراش سے انہوں نے حذیفہ بن یمان سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے لگتے تو فرماتے یا اللہ میں تیرا ہی مبارک نام لے کر مرتا ہوں اور تیرا ہی نام لے کر زندہ ہوں گا اور جب سو کر بیدار ہوتے تو فرماتے شکر اس خدا کا جس نے مرنے کے بعد پھر ہم کو زندہ کیا اور اسی کی طرف ہم کو (قبر سے) اٹھ کر جانا ہے۔

۵۷ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا فَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ

ہم سے عبدان نے بیان کیا انہوں نے ابوحمزہ (محمد بن میمون) سے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ربعی بن حراش سے انہوں نے خرشہ ابن حر سے انہوں نے ابوذر غفاری سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اپنی خواب گاہ پر تشریف لے جاتے تو فرماتے یا اللہ تیرے ہی نام پر میں مرتا ہوں اور تیرے ہی نام پر جیوں گا پھر جب جاگتے تو فرماتے شکر اس خدا کا جس نے مرنے کے بعد ہم کو جلایا اور اسی کے پاس ہم کو

النُّشُوْرُ ۞

اٹھ کر جانا ہے۔

بَابُ الدُّعَاءِ فِی الصَّلٰوۃِ

باب نماز میں کون سی دعا پڑھے

۵۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِي بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِيْ دُعَاءً اَدْعُوْ بِهِ فِيْ صَلٰوتِيْ قَالَ قُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَقَالَ عَمْرٌو عَنْ يَزِيْدَ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو وَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو لیث بن سعد نے خبر دی کہا مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے انہوں نے ابوالخیر (مرثد بن عبداللہ) سے انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو کوئی دعا ایسی بتلائیے جس کو میں نماز میں پڑھا کروں آپ نے فرمایا یوں کہا کر یا اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور گناہوں کا بخشنے والا تیرے سوا کوئی نہیں ہے تو اپنی (خاص) مغفرت سے میرے گناہ بخش دے اور مجھ پر رحم کر بیشک تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے اور عمرو بن حارث نے بھی اس حدیث کو یزید سے انہوں نے ابوالخیر سے انہوں نے عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا ابوبکر صدیق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اخیر تک[1]۔

۵۹ - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا اُنْزِلَتْ فِي الدُّعَاءِ

ہم سے علی بن سلمہ لبقی نے بیان کیا کہا ہم سے مالک بن سعیر نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا (سورہ بنی اسرئیل کی) یہ آیت ولا تجہر بصلوتک ولا تخافت بہا دعا کے باب میں اتری[2]

۶۰ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ فِي الصَّلٰوةِ اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ فَقَالَ لَنَا

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا ہم پہلے نماز میں (تشہد کے بعد) یوں کہا کرتے اللہ کو سلام فلانے کو سلام ایک دن آنحضرت

[1] عمرو بن حارث کی روایت کو خود امام بخاری نے کتاب التوحید میں وصل کیا، ۱۲ منہ [2] یعنی دُعا بیچ کی آواز سے کیا کرو نہ بہت پکار کے نہ بہت آہستہ۔ ابن عباس اور مجاہد اور سعید بن جبیر اور مکحول اور عروہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے لیکن دوسرے لوگوں نے کہا نماز کی قرأت مراد ہے۔ ۱۲ منہ

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ: إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ إِلٰى قَوْلِهِ الصَّالِحِيْنَ فَإِذَا قَالَهَا أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ لِلّٰهِ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ صَالِحٍ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الثَّنَاءِ مَا شَاءَ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا تو نام خود سلام ہے (تو یوں نہ کہو اللہ کو سلام) جب کوئی تم میں سے نماز میں بیٹھے تو یوں کہے التحیات للہ اخیر عباد اللہ الصالحین تک جہاں کسی نے یہ کہا تو اللہ کے جتنے نیک بندے آسمان یا زمین میں ہیں سب کو سلام پہنچ جائے گا اس کے بعد یہ کہے، اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ - پھر اس کے بعد جو چاہے، اللہ تعالیٰ کی تعریف اس طرح کرے۔

باب ۴۳ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ

باب نماز کے بعد دعا کرنے کا بیان!

۶۱ - حَدَّثَنِيْ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ أَخْبَرَنَا وَرْقَاءُ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْهِ

مجھ سے اسحاق بن منصور (یا اسحاق بن راہویہ) نے بیان کیا کہا ہم کو یزید بن ہارون نے خبر دی، کہا ہم کو ورقاء نے انھوں نے سمی سے انھوں نے

ف۱ ابو داؤد اور ترمذی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے پھر آنحضرتؐ پر درود بھیجے اس کے بعد جو چاہے وہ دعا کرے حافظ نے کہا نماز میں چھ جگہ دعا کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے پہلے تکبیر تحریمہ کے بعد دوسرے رکوع سے سر اٹھانے کے بعد تیسرے خود رکوع میں چوتھے خود سجدے میں ان میں آپ یوں فرماتے اللھم اغفرلی پانچویں دونوں سجدوں کے بیچ میں چھٹے التحیات کے بعد اسی طرح قنوت میں بھی دعا کرتے تھے اور قرأت کی حالت میں بھی جب رحمت کی آیت پڑھتے تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے اور جب عذاب کی آیت پڑھتے تو اس کے عذاب سے پناہ مانگتے اب حنفیوں نے اپنی نماز ایک نئی طور کی نماز کر دی ہے وہ سوا التحیات کے بعد کے اور کہیں دعا نہیں مانگتے اس میں بھی یہ قید لگاتے ہیں کہ دعائے ماثورہ ہو حالانکہ آنحضرتؐ نے فرمایا جو چاہے وہ دعا مانگے اور اس کا بیان کتاب الصلوۃ میں گزر چکا ہے ۱۲ منہ ف۲ حافظ نے کہا یہ باب لا کر امام بخاری نے اس کا رد کیا جو کہتا ہے نماز کے بعد دعا کرنا مشروع نہیں ہے اور دلیل لیتا ہے مسلم کی حدیث سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد اس جگہ نہ ٹھہرتے مگر اتنا کہ اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام کہنے کے موافق یعنی یہ کہہ کر اٹھ جاتے اور اس حدیث کا یہ مطلب رکھا ہے کہ رو بہ قبلہ ہو کر نماز کی سی حالت پر آپ اتنی ہی دیر ٹھہرتے لیکن صحابہ کی طرف منہ کر کے دعا کرنے کی نفی اس سے نہیں نکلتی ہمارے شیخ امام ابن قیم نے کہا نماز سے سلام پھیرنے کے بعد قبلہ ہی کی طرف منہ کیے ہوئے دعا کرنا کسی صحیح یا حسن حدیث سے ثابت نہیں ہے اور نہ آنحضرتؐ سے یہ منقول ہے نہ خلفاء راشدین میں سے حافظ نے کہا ابن قیم کا یہ قول صحیح نہیں آنحضرتؐ نے معاذ سے فرمایا تو ہر نماز کے بعد یہ کہتے رہیو اللھم اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک اور احمد اور ترمذی نے نکالا کہ آنحضرت ہر نماز کے پیچھے یہ دعا کیا کرتے اللھم انی اعوذ بک من الکفر والفقر وعذاب القبر اور سعد اور زید بن ارقم اور صہیب سے بھی اس باب میں روائتیں ہیں۔ اور ترمذی نے ابوامامہؓ سے روایت کی کہ آنحضرت نے فرمایا وہ دعا زیادہ مقبول ہے جو رات کو اور فرض نماز کے بعد ہو اور طبری نے امام جعفر صادق سے نکالا کہ فرض نماز کے بعد دعا افضل ہے اس دعا سے جو نفل نماز کے بعد ہو اتنی جلدی فرض نماز سے افضل ہے **میں کہتا ہوں** امام ابن قیم کا کلام صحیح ہے اور حافظ صاحب کا اعتراض ساقط ہے اس وجہ سے کہ ان احادیث سے فرض نماز کے بعد دعا کرنے کا جواز نکلتا ہے اور وہ ممکن ہے کہ تشہد کے بعد ہو یا قبلہ کی طرف سے منہ پھیر کر دوسری طرف منہ کر کے اور امام ابن قیم نے جس کی نفی کی ہے وہ یہ ہے کہ قبلے ہی کی طرف منہ کیے رہے اور دعا کرتا رہے جیسے ہمارے زمانہ میں لوگوں نے عموماً یہ عادت کر لی ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد نماز ہی کی طرح بیٹھے بیٹھے رو بقبلہ کیے لمبی لمبی دعائیں کرتے رہتے ہیں اس کی اصل حدیث شریف سے بالکل نہیں ہے اور تعجب تو ان جاہلوں پر ہوتا ہے جو ایسا کرنا لازم اور ضرور جانتے ہیں اور نہ جاننے والے کو مطعون کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرما دے۔ آمین! ۱۲ منہ

هُرَيْرَةَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ، قَالَ كَيْفَ ذَاكَ؟ قَالَ صَلَّوْا كَمَا صَلَّيْنَا، وَجَاهَدُوْا كَمَا جَاهَدْنَا وَأَنْفَقُوْا مِنْ فُضُوْلِ أَمْوَالِهِمْ وَلَيْسَتْ لَنَا أَمْوَالٌ قَالَ أَفَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَمْرٍ تُدْرِكُوْنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَتَسْبِقُوْنَ مَنْ جَاءَ بَعْدَكُمْ وَلَا يَأْتِيْ أَحَدٌ بِمِثْلِ مَا جِئْتُمْ إِلَّا مَنْ جَاءَ بِمِثْلِهِ تُسَبِّحُوْنَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرًا وَتَحْمَدُوْنَ عَشْرًا وَتُكَبِّرُوْنَ عَشْرًا تَابَعَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سُمَيٍّ وَرَوَاهُ ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ سُمَيٍّ وَرَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ، وَرَوَاهُ جَرِيْرٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَرَوَاهُ سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

٦٢ - **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ الْمُغِيْرَةُ إِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ

ابوصالح ذکوان سے انہوں نے ابوہریرہؓ[1] سے محتاج مہاجرین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ دولت والے بڑے بڑے درجے اور ہمیشہ کا آرام لوٹ لے گئے آپ نے فرمایا کیوں (یہ کیا مطلب) انہوں نے کہا وہ نماز ہماری طرح پڑھتے ہیں جہاد وہ ہماری طرح کرتے ہیں[2] اب وہ مال جو ان کی ضرورت سے زیادہ ہے اس کو (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں ہمارے پاس مال کہاں ہے[3] آپ نے فرمایا میں تم کو ایسی بات بتلاؤں جس کی وجہ سے تم اس امت کے اگلے لوگوں کے برابر ہو جاؤ اور پچھلوں سے آگے بڑھ جاؤ اور (قیامت کے دن) تمہارے جوڑ کا عمل کوئی شخص نہ لا سکے البتہ وہی لائے گا جو یہ عمل کرتا ہو تم ایسا کرو ہر نماز کے بعد دس بار سبحان اللہ اور دس بار الحمد للہ اور دس بار اللہ اکبر کہہ لیا کرو ورقاء کے ساتھ اس حدیث کو عبید اللہ عمری نے بھی سمی سے روایت کیا (اس کو امام مسلم نے نکالا) اور ابن عجلان نے اس کو سمی سے اور رجاء بن حیوہ دونوں سے روایت کیا (اس کو طبرانی نے نکالا) اور جریر بن عبد الحمید نے بھی اس کو عبد العزیز بن رفیع سے روایت کیا انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے ابوالدرداء سے (اس کو ابویعلیٰ نے اپنی مسند میں نکالا) اور سہیل بن ابی صالح نے بھی اس کو اپنے باپ سے روایت کیا انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (اس کو امام مسلم نے نکالا)

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبد الحمید نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے مسیب بن رافع سے انہوں نے وراد سے جو مغیرہ بن شعبہ کے (منشی اور) غلام تھے انہوں نے کہا مغیرہؓ نے معاویہؓ کو ایک خط لکھا[4] کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز (فرض) کے بعد جب سلام پھیرتے تو یوں فرماتے لا الہ الا اللہ وحدہ۔

---

[1] نسائی نے ان میں سے ابوالدرداءؓ کا نام ذکر کیا اور طبرانی نے اوسط میں ابوذر غفاریؓ کا ۱۲ منہ [2] تو ان نیکیوں میں تو ہمارے برابر ہو گئے ۱۲ منہ [3] تو ہم کو ان کا درجہ کسی طرح نہیں مل سکتا ۱۲ منہ [4] معاویہؓ کے خط کے جواب میں انہوں نے مغیرہ سے کوئی حدیث دریافت کی تھی ۱۲ منہ۔

كُلِّ صَلٰوةٍ إِذَا سَلَّمَ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمُسَيَّبَ۔

لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد (اس کا ترجمہ کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکا ہے) اور (اسی سند سے) شعبہ نے منصور سے روایت کی کہا میں نے مسیب سے سنا[1]

بَابُ ۴۴ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَصَلِّ عَلَيْهِمْ

وَمَنْ خَصَّ أَخَاهُ بِالدُّعَاءِ دُوْنَ نَفْسِهٖ وَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِيْ عَامِرٍ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهٗ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورہ برأت میں) یہ فرمانا اور ان کے لیے دعا کر کیونکہ تیری دعا سے ان کو تسلی ہوتی ہے اور یہ بیان ہے کہ آدمی اپنے تئیں چھوڑ کر دوسرے بھائی مسلمان کے لیے دعا کر سکتا ہے اور ابو موسیٰ اشعریؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبید ابو عامر کیلیے دعا کی فرمایا یا اللہ اس کو بخش دے[2] فرمایا یا اللہ عبید بن قیس کے گناہ بخش دے

۶۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى سَلَمَةَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى خَيْبَرَ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ أَيَا عَامِرُ لَوْ أَسْمَعْتَنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ فَنَزَلَ يَحْدُوْ بِهِمْ يُذَكِّرُ تَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَذَكَرَ شِعْرًا غَيْرَ هٰذَا وَلٰكِنِّيْ لَمْ أَحْفَظْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا السَّائِقُ قَالُوْا عَامِرُ بْنُ الْأَكْوَعِ قَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ وَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْلَا مَتَّعْتَنَا بِهٖ فَلَمَّا

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے یزید بن ابی عبید سے جو سلمہ بن اکوعؓ کے غلام تھے کہا ہم سے سلمہ بن اکوعؓ نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے (رستہ میں چل رہے تھے) اتنے میں ایک شخص (میرے چچا) عامر سے کہنے لگا عامر تم اپنا کلام کچھ اس وقت سناتے تو کیا اچھا ہوتا (رستہ کٹ جاتا) یہ سن کر عامر اونٹ پر سے اتر پڑے اور حدی گا نے لوگوں کو نصیحت کرنے لگے انہوں نے یہ مصرع پڑھا ؎ اے خدا گر تو نہ ہوتا تو نہ ملتی ہم کو راہ یحییٰ قطان نے کہا یزید بن ابی عبید نے اور بھی شعریں پڑھیں مگر وہ مجھ کو یاد نہیں رہیں[4] خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر کا گانا سن کر فرمایا یہ کون ہانکنے والا ہے (جو گا کر اونٹوں کو چلا رہا ہے) لوگوں نے کہا عامر بن اکوع آپ نے فرمایا اللہ اس پر رحم کرے ایک شخص

---

[1] اس کو امام احمد نے وصل کیا اس سند کے لانے سے یہ غرض ہے کہ منصور کا سماع مسیب سے معلوم ہو جائے ۱۲ منہ [2] یہ ابو موسیٰ کے چچا تھے اس پر ابو موسیٰ نے کہا میرے لیے بھی دعا فرمایئے ۱۲ منہ [3] یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جو غزوۂ اوطاس میں موصولاً مذکور ہو چکی ہے۔ امام بخاری نے یہ باب لا کر اس شخص کا رد کیا جس نے اس کو مکروہ جانا ہے یعنی آدمی دوسرے کے لیے دعا کرے اپنے تئیں چھوڑ دے عبداللہ بن عمرؓ اور ابراہیم نخعی سے ایسا ہی منقول ہے ۱۲ منہ [4] یہ شعریں اوپر کتاب المغازی میں گزر چکی ہیں ۱۲ منہ

حَاذَتِ الْقَوْمَ قَاتَلُوهُمْ فَأُصِيبَ عَامِرٌ بِقَائِمَةِ سَيْفِ نَفْسِهِ فَمَاتَ، فَلَمَّا أَمْسَوْا أَوْقَدُوا نَارًا كَثِيرَةً فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذِهِ النَّارُ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُوقِدُونَ؟ قَالُوا عَلَى حُمُرٍ إِنْسِيَّةٍ فَقَالَ: أَهْرِيقُوا مَا فِيهَا وَكَسِّرُوهَا قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا نُهْرِيقُ مَا فِيهَا وَنَغْسِلُهَا؟ قَالَ أَوْ ذَاكَ۔

(حضرت عمرؓ نے آنحضرتؐ کا یہ فرمانا (اللہ اس پر رحم کرے) سن کر کہا یا رسول اللہ آپ نے اور چند روز تک ہم کو عامر سے فائدہ کیوں نہ اٹھانے دیا[1] پھر جب لڑائی کی صفیں باندھی گئیں اور لڑائی شروع ہوئی تو عامر خود اپنی تلوار کی انی (نوک) سے زخمی ہوئے[2] اور مر گئے شام کو لوگوں نے بہت سے چولہے سلگائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آگ کیسی روشن ہے کیا پکار رہے ہیں لوگوں نے کہا بستی کے گدھوں کا گوشت پکار رہے ہیں آپؐ نے فرمایا ہانڈیوں میں جتنا یہ گوشت وغیرہ ہے وہ سب بہا دو اور ہانڈیاں بھی توڑ کر پھینک دو ایک شخص (حضرت عمرؓ یا اور کسی) نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم گوشت وغیرہ بہا دیں اور ہانڈیاں دھو ڈالیں تو کیسا آپؐ نے فرمایا اچھا

٦٤- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ رَجُلٌ بِصَدَقَةٍ قَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ فُلَانٍ فَأَتَاهُ أَبِي فَقَالَ: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى ؎

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عمرو سے کہا میں نے عبداللہ بن ابی اوفی سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس جب کوئی اپنے مال کی زکوٰۃ لے کر آتا تو آپ اس کے لیے دعا کرتے فرماتے یا اللہ اس کی آل پر رحم کر[3] میرا باپ ابو اوفی بھی آپ کے پاس زکوٰۃ لے کر آیا آپ نے فرمایا یا اللہ ابو اوفی کی آل پر رحم کر[4]

٦٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جَرِيرًا قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے قیس بن ابی حازم سے انہوں نے کہا میں نے جریر ابن عبداللہ بجلی سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا یہ ذوالخلصہ کا جھگڑا تمام

---

[1] وہ جانتے تھے کہ آپ جس کے لیے یرحمہ اللہ کہتے ہیں وہ شہید ہوتا ہے ۱۲ منہ [2] ایک یہودی کو مارتے تھے لیکن وہ الٹ کر خود ان کے لگی ۱۲ منہ
[3] اس حدیث سے امام بخاری نے باب کا مطلب یوں نکالا کہ آپ نے صرف عامر کے لیے دعا کی اپنا ذکر نہیں کیا ۱۲ منہ [4] قسطلانی نے کہا اللہم صل علی فلان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی کو کہنا بہتر نہیں البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایسا فرمانا درست تھا یہ آپ کے خصائص میں سے تھا۔ مگر پیغمبروں کے ضمن میں دوسرے پر بھی درود بھیج سکتے ہیں مثلاً یوں کہیں اللہم صل علی محمد و علی امام الحسن بن علیؓ ۱۲ منہ

وَهُوَ نُصُبٌ كَانُوا يَعْبُدُونَهُ يُسَمَّى الْكَعْبَةَ الْيَمَانِيَةَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي رَجُلٌ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَصَكَّ فِي صَدْرِي فَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا قَالَ نَخَرَجْتُ فِي خَمْسِينَ مِنْ أَحْمَسَ مِنْ قَوْمِي رُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ فَانْطَلَقْتُ فِي عُصْبَةٍ مِنْ قَوْمِي فَأَتَيْتُهَا فَأَحْرَقْتُهَا ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ وَاللهِ مَا أَتَيْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا مِثْلَ الْجَمَلِ الْأَجْرَبِ فَدَعَا لِأَحْمَسَ وَخَيْلِهَا ٭

کر کے مجھ کو بے فکر نہیں کرتا ذی الخلصہ (یمن میں) ایک بت خانہ تھا اس کو لوگ یمن کا کعبہ کہا کرتے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ[۱] گھوڑے پر میری ران پڑی خوب نہیں جمتی آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور اور یوں دعا کی یا اللہ اس کو گھوڑے پر جما دے اور اس کو ہدایت کرنے والا ہدایت یافتہ کر دے جریر کہتے ہیں پھر میں اپنی قوم احمس کے پچاس سوار لے کر (ذوالخلصہ کی طرف) روانہ ہوا کبھی سفیان بن عیینہ نے یوں کہا میں اپنی قوم کے چند آدمی لے کر نکلا ذوالخلصہ پہنچا اس کو جلا دیا اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس (لوٹ کر) آیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ میں آپ پاس اس وقت آیا جب ذوالخلصہ کو خارشتی اونٹ کی طرح بنا کر چھوڑ آیا[۲] آپ نے احمس قبیلے اور اس کے سواروں کے لیے (پانچ بار) دعا کی[۳]

۶۶- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَسٌ خَادِمُكَ قَالَ، اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ

ہم سے سعید بن ربیع نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے قتادہ سے کہا میں نے انسؓ سے سنا وہ کہتے تھے ام سلیم (میری ماں) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ یہ انسؓ آپ کا خادم ہے (اس کے لیے دعا فرمائیے) آپ نے یوں دعا دی یا اللہ اس کو بہت مال اور دولت اور اولاد دے اور جو تو اس کو عنایت فرمائے اس میں برکت دے[۴]۔

۶۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدہ بن سلیمان

---

[۱] میں جانے کو حاضر ہوں لیکن مشکل یہ ہے کہ ۱۲ منہ [۲] جلنے کے کالے کالے داغ اس پر موجود تھے ۱۲ منہ [۳] باب کا مطلب یہیں سے نکلا ۱۲ منہ [۴] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ انسؓ بڑے مالدار اور صاحب جائداد ہو گئے ایک سو بیس بیٹے بیٹیاں ان کے پیدا ہوئیں اور ننانوے یا ایک سو تیس یا ایک سو بیس یا ایک سو سات برس کی عمر پائی آپ کی دعا کی کیا پوچھنا آپ کے غلاموں کی دعا میں اللہ نے بڑے بڑے اثر دیے ہیں حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا قدس سرہ نے بنیے سے ایک پیسہ قرض لے کر اپنے مرشد حضرت بابا فرید شکر گنج قدس سرہ کو کھانا کھلایا اُس وقت حضرت نظام الدین پاس بجز ایک کہنہ ازار اور ایک بوسیدہ عمامہ کے کرتے تک نہ تھا حضرت بابا فرید نے کھانا کھا کر فرمایا نظام الدین کیا خوش ذائقہ کھانا تو نے پکایا حالانکہ اس میں سوا ترکاری کے جڑوں اور نمک کے کچھ نہ تھا بھلا ایک پیسہ میں کیسا کھانا ہوتا پھر فرمایا جا نظام الدین تیرے دسترخوان پر دو دفعہ چار ہزار آدمی کھانا کھائیں گے ایسا ہی ہوا ان کو فتوحات بے شمار شہر دہلی میں حاصل ہوئیں اور ہر روز دو دفعہ چار ہزار فقراء اور مساکین کو عمدہ عمدہ کھانے کھلایا کرتے ۱۲ منہ۔

عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً أَسْقَطْتُهَا فِي سُورَةِ كَذَا وَكَذَا۔

۶۸۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ هٰذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَضِبَ حَتّٰى رَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ وَقَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوسٰى لَقَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ۔

بَابُ ۴۵ مَا يُكْرَهُ مِنَ السَّجْعِ فِي الدُّعَاءِ

۶۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّكَنِ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ أَبُو حَبِيبٍ حَدَّثَنَا هَارُونُ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا الزُّبَيْرُ بْنُ الْخِرِّيتِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ حَدِّثِ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَإِنْ أَبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ فَإِنْ أَكْثَرْتَ فَثَلَاثَ مِرَارٍ وَلَا تُمِلَّ النَّاسَ هٰذَا الْقُرْآنَ

نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہ رض سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو مسجد میں قرآن پڑھتے سنا (عبداللہ بن زید انصاری کو) آپ نے فرمایا اللہ اس پر رحم کرے اس شخص نے مجھ کو فلاں فلاں آیت یاد دلا دی جو میں فلاں فلاں سورت میں بھول گیا تھا[1]۔

ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے کہا مجھ کو سلیمان بن مہران نے خبر دی انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے عبداللہ ابن مسعود رض سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لوٹ کا مال تقسیم کیا اس پر ایک شخص (معتب بن قشیر منافق) کہنے لگا اس تقسیم سے تو اللہ کی رضامندی مقصود نہ تھی میں نے جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیا (کہ معتب نے ایسا کہا) آپ سن کر بہت غصے ہوئے یہاں تک کہ غصے کا نشان میں نے آپ کے مبارک چہرے پر دیکھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ موسٰے پیغمبر پر رحم کرے ان کو اس سے زیادہ تکلیف دی گئی پر انہوں نے صبر کیا[2]

باب دعا میں سجع قافیے لگانا مکروہ ہے

ہم سے یحییٰ بن محمد بن سکن نے بیان کیا کہا ہم سے ابوحبیب حبان ابن حلال نے کہا ہم سے ہارون مقری نے کہا ہم سے زبیر بن خریت نے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس رض سے انہوں نے یہ حکم دیا ہر جمعہ میں ایک بار لوگوں کو وعظ سنایا کر اگر اس سے زیادہ چاہے تو خیر دو بار اس سے بھی زیادہ چاہے تو تین بار (بس اس سے زیادہ نہ کر) اور لوگوں کو اس قرآن سے اکتا نہیں (نفرت مت دلا) اور ایسا بھی مت کر کہ لوگ اپنے (کام کاج کی) باتوں میں مشغول ہوں اور تو جا کر

---

[1] حافظ نے کہا مجھ کو معلوم نہیں ہوا وہ کون کون سی آیتیں تھیں ۱۲ منہ [2] یہ حدیث اوپر کئی بار گزر چکی ہے ترجمہ باب اس سے نکلا کہ آپ نے موسیٰ پیغمبر کو دعا دی فرمایا اللہ ان پر رحم کرے کہتے ہیں حضرت موسیٰ کو بہت بہت تکلیفیں دی گئیں قارون نے ایک فاحشہ عورت کو بھڑکا کر زنا کی تہمت آپ پر لگائی بنی اسرائیل نے کہا آپ کو قتل کا عارضہ ہے کسی نے کہا آپ نے اپنے بھائی ہارون کو مار ڈالا ۱۲ منہ

وَلَا أُلْفِيَنَّكَ تَأْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِي حَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِهِمْ فَتَقُصُّ عَلَيْهِمْ فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيثَهُمْ فَتُمِلُّهُمْ وَلَكِنْ أَنْصِتْ فَإِذَا أَمَرُوكَ فَحَدِّثْهُمْ وَهُمْ يَشْتَهُونَهُ وَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَاءِ فَاجْتَنِبْهُ فَإِنِّي عَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ لَا يَفْعَلُونَ إِلَّا ذَلِكَ يَعْنِي لَا يَفْعَلُونَ إِلَّا ذَلِكَ الِاجْتِنَابَ

بَابٌ لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ

۷۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ وَلَا يَقُولَنَّ اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِي فَإِنَّهُ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ

۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ

ان کو وعظ سنانے لگے ان کی باتیں بند ہو کر ان کو نفرت پیدا ہو[1] بلکہ تجھ کو خاموش رہنا چاہیے جب وہ خود کہیں (کہ کچھ فرمایئے) اس وقت ان کی خواہش کے موافق وعظ سنا اور دیکھ دعا میں سجع اور قافیہ بندی سے پرہیز رکھ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو دیکھا ہے وہ سجع اور قافیہ بندی سے ہمیشہ پرہیز کرتے تھے[2]

باب اللہ تعالیٰ سے اپنا مقصد قطعی طور سے مانگے اس لیے کہ اللہ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں۔ (پھر یوں مانگنا خلاف ادب ہے اگر تو چاہے)

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن علیہ نے کہا ہم کو عبدالعزیز ابن صہیب نے خبر دی انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ سے قطعی طور سے مانگے (کہ یہ چیز مجھ کو عنایت فرما) یوں نہ کہے اگر تو چاہے تو عنایت فرما اس لیے کہ اللہ پر کوئی زبردستی تھوڑے[3]

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے یوں دعا نہ کرے یا اللہ اگر تو چاہے تو مجھ کو بخش دے یا اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم کر[4] بلکہ قطعی طور سے سوال کرے[5] کیونکہ اللہ پر

---

[1] وہ تیری وعظ سے اکتا جائیں ۱۲ منہ [2] سیدھی سادھی دعا کیا کرتے بلا تکلف اور مختصر دوسری حدیث میں ہے کہ میرے بعد کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو دعا اور طہارت میں مبالغہ کریں گے حد سے بڑھ جائیں گے مومن کو چاہیے کہ سنت کی پیروی کرے اور مقفٰے اور مسجع دعاؤں سے جو پچھلے لوگوں نے نکالی ہیں پرہیز رکھے جو دعائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بسند صحیح منقول ہیں وہ دنیا اور آخرت تمام مقاصد کے لیے کافی ہیں اب جو بعضے ماثور دعائیں بھی سجع ہیں جیسے اللھم منزل الکتاب مجری السحاب ہازم الاحزاب یاصدق اللہ وعدہ واعز جندہ ونصر عبدہ وہزم الاحزاب وحدہ یا اعوذ بک من عین لا تدمع ومن نفس لا تشبع ومن قلب لا تخشع وہ مستثنیٰ ہوں گی کیونکہ یہ بلا قصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلی ہیں اگر بلا قصد سجع ہو جائے تو قباحت نہیں ۱۲ منہ [3] وہ جو کام کرتا ہے اپنی مرضی اور اختیار سے کرتا ہے ایک رتی برابر بھی کسی کا دباؤ اس پر نہیں ہے دوسری حدیث میں ہے۔ جب تم اللہ سے دعا کرو تو قبول ہونے کا یقین رکھ کر اور یہ سمجھ رکھو کہ اللہ تعالیٰ غافل دل والے کی دعا (باقی بر صفحہ آئندہ)

فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ ؛

کسی کا زور تھوڑے ہے۔

بَابٌ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَعْجَلْ

باب بندے کی دعا اس وقت قبول ہوتی ہے جب وہ جلدی نہ کرے۔

۴۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ يَقُولُ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي ؛

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابو عبید عبدالرحمٰن بن ازہر کے غلام سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں ہر ایک کی دعا جب تک قبول ہوتی ہے جب تک وہ جلدی نہ کرے یوں نہ کہے میں نے دعا کی لیکن قبول نہیں ہوئی[۱]۔

بَابٌ رَفْعِ الْأَيْدِي فِي الدُّعَاءِ

باب دعا میں ہاتھ اٹھانا (ہتیلیاں اوپر رکھنا۔ ابوداؤد[۲])

وَقَالَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ وَقَالَ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ

اور ابوموسیٰ اشعریؓ نے کہا[۳] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تو دونوں ہاتھ اتنے اٹھائے کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سپیدی دیکھی اور عبداللہ بن عمرؓ نے کہا[۴] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا یا اللہ میں خالد بن ولید کے کام سے بیزار ہوں (جب انہوں نے بنی جذیمہ کے لوگوں کو مار ڈالا تھا وہ صبانا صبانا کہہ رہے تھے) امام بخاریؒ نے کہا عبدالعزیز بن عبداللہ

(بقیہ صفحہ سابقہ) قبول نہیں کرتا ۱۲ منہ **۴** دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے یا اگر تو چاہے تو مجھ کو روزی دے کیونکہ ایسا کہنے میں ایک بے پرواہی نکلتی ہے اور پروردگار کو یہ پسند نہیں ہے بندے کو لازم ہے کہ اپنے مالک کے پیچھے پڑ جائے اس کا دامن نہ چھوڑے نہایت عاجزی اور گریہ زاری سے دعا کرے ایک حدیث میں ہے کہ بندہ اپنے مالک کے قدموں پر سجدہ کرتا ہے تو سجدہ کر کے اپنے مالک سے یوں عرض کرنے میں تیرے قدم چھوڑنے والا نہیں جب تک تو میرا مقصد پورا نہ کرے غرض جتنی گریہ زاری اور الحاح اور بے قراری کرے اسی قدر مالک کو زیادہ پسند ہے اور اسی میں بہت جلد مطلب برآری کی امید ہے ۱۲ منہ **۵** میرا مقصد برلا کہیں تیری درگاہ سے میں محروم جاسکتا ہوں تو بادشاہوں کا بادشاہ اور سب سے زیادہ جواد اور کریم ہے ۱۲ منہ

(حواشی صفحہ ہذا) ۱ یعنی یاس کا کلمہ منہ سے نہ نکالے اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو مسلم اور ترمذی کی روایت میں ہے جب تک گناہ یا ناطہ توڑنے کی دعا نہ کرے دعا خود ایک عبادت ہے اس لیے آدمی کو لازم ہے کہ دعا سے کبھی اکتائے نہیں اگر بالفرض جو مطلب چاہتا تھا وہ پورا نہ ہوا تو یہ کیا کم ہے کہ دعا کا ثواب ملا دوسری حدیث میں ہے کہ مومن کی دعا ضائع نہیں جاتی یا تو دنیا ہی میں قبول ہوتی ہے یا آخرت میں اس کا ثواب ملے گا اور دعا کے قبول ہونے میں دیر ہو تو جلدی نہ کرے ناامید نہ ہو جائے پیغمبر کی دعا چالیس چالیس برس بعد قبول ہوئی ہے ہر بات کا ایک وقت اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے وہ وقت آنا چاہیے کل امر مرہون باوقاتہا مثل مشہور ہے اصل یہ ہے کہ دعا کی قبولیت کے لیے بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ آدمی کا کھانا پینا پہننا رہنا سہنا سب حلال سے ہو حرام اور مشتبہ کمائی سے بچا رہے اس کے ساتھ بالطہارت ہو کر رو بقبلہ خلوص دل سے دعا کرے اور اول اور آخر اللہ کی تعریف اور ثناء بیان کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے ۱۲ منہ (باقی بر صفحہ ۶۵

جَعْفَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ وَشَرِيْكٍ سَمِعَا أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ۔

کہا مجھ سے محمد ابن جعفر نے بیان کیا انہوں نے یحییٰ بن سعید اور شریک بن ابی نمر سے ان دونوں نے انسؓ سے سنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (دعا میں) اپنے دونوں ہاتھ اتنے اٹھائے کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سپیدی دیکھی۔

بَابُ الدُّعَاءِ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةِ

باب قبلہ کے سوا اور کسی طرف رخ کرکے دعا کرنا۔

۷۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّسْقِيَنَا فَتَغَيَّمَتِ السَّمَاءُ وَمُطِرْنَا حَتَّى كَادَ الرَّجُلُ يَصِلُ إِلَى مَنْزِلِهِ فَلَمْ تَزَلْ تُمْطَرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ فَقَامَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهُ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّصْرِفَهُ عَنَّا فَقَدْ غَرِقْنَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَجَعَلَ السَّحَابُ يَتَقَطَّعُ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ وَلَا يُمْطِرُ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ۔

ہم سے محمد بن محبوب نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا ایسا ہوا ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک گنوار (نام نامعلوم) کھڑا ہو کہنے لگا یا رسول اللہ دعا فرمائیے اللہ ہم پر پانی برسائے (آپ نے دعا کی) آسمان پر ابر آیا پانی برسنے لگا۔ لوگوں کو گھر تک پہنچنا مشکل ہو گیا اور دوسرے جمعہ تک یکساں بارش ہوتی رہی پھر دوسرے جمعہ میں وہی شخص یا کوئی اور دوسرا کھڑا ہوا کہنے لگا یا رسول اللہ اللہ سے دعا فرمائیے یہ برسات موقوف کرے ہم لوگ ڈوب گئے اس وقت آپ نے یوں دعا کی یا اللہ ہمارے ارد گرد برسا ہم پر نہ برسا اسی وقت ابر پھٹ کر مدینہ کے گرد اگرد ہو گیا اور مدینہ والوں پر بارش موقوف ہو گئی۔[۱]

بَابُ الدُّعَاءِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

باب قبلہ کی طرف رُخ کرکے دعا کرنا۔

۷۴۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى هٰذَا الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي فَدَعَا وَاسْتَسْقَى ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ نے انہوں نے عباد بن تمیم سے انہوں نے عبداللہ بن زید انصاری سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عیدگاہ میں استسقاء (پانی مانگنے) کے لیے تشریف لائے آپ نے دعا کی اللہ تعالیٰ سے پانی مانگا پھر قبلے کی طرف منہ کیا اور چادر

بقیہ صفحہ سابقہ [۲] پھر دعا کے بعد دونوں ہاتھ منہ پر پھیرنا یہ بھی ابو داؤد نے روایت کیا ۱۲ منہ [۳] یہ حدیث غزوہ حنین میں موصولاً گزر چکی ہے ۱۲ منہ [۴] یہ بھی کتاب المغازی میں موصولاً گزر چکا ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [۱] باب کا مطلب اس طرح نکلا کہ آپ نے خطبے کی حالت میں دعا کی اور خطبہ میں قبلہ کی طرف پشت رہتی ہے ۱۲ منہ۔

وَقَلَّبَ رِدَاءَهُ ۔

بَابُ دَعْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَادِمِهٖ بِطُوْلِ الْعُمُرِ وَبِكَثْرَةِ مَالِهٖ

۷۵ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي الْاَسْوَدِ حَدَّثَنَا حَرَمِيٌّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَتْ اُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَادِمُكَ اَنَسٌ اُدْعُ اللّٰهَ لَهٗ قَالَ : اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ فِيْمَا اَعْطَيْتَهٗ ۔

بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْكَرْبِ

۷۶ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْا عِنْدَ الْكَرْبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

۷۷ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامِ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَلِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

الٹی[1]

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے خادم کے لیے درازی عمر اور دولت کی دعا کرنا۔

ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا کہا ہم سے حرمی بن عمارہ نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا میری والدہ (ام سلیم) نے آنحضرتؐ سے عرض کیا یارسول اللہ آپ کا خادم انسؓ ہے۔ اس کے لیے دعا فرمائیے آپ نے دعا فرمائی یا اللہ اس کو مال دولت اولاد بہت دے اور جو اس کو دیا ہے اس میں برکت عنایت فرما۔

باب سختی اور مصیبت کے وقت کیا دعا کرے۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے کہا ہم سے قتادہ نے انہوں نے ابوالعالیہ سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سختی اور مصیبت کے وقت یوں دعا کرتے لا الٰہ الا اللہ العظیم الحلیم لا الٰہ الا اللہ رب السموات والارض رب العرش العظیم[2]

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے ہشام بن ابی عبداللہ سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے ابوالعالیہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سختی اور مصیبت کے وقت یوں فرماتے لا الٰہ الا اللہ العظیم الحلیم لا الٰہ الا اللہ رب العرش العظیم لا الٰہ الا اللہ رب السموات ورب الارض ورب العرش الکریم اور وہب بن جریر بن حازم نے

---

[1] بظاہر یہ حدیث اس باب کے خلاف اور اگلے باب کے مطابق ہے کیونکہ اس میں غیر قبلے کی طرف دعا کرنے کا بیان ہے اور بعض نسخوں میں یہ حدیث اگلے ہی باب میں مذکور ہے اور ممکن ہے کہ امام بخاری نے یہ حدیث لا کر اپنی عادت کے موافق اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہو اس میں یوں ہے کہ جب آپ نے دعا کا ارادہ کیا تو قبلہ کی طرف منہ کیا اور چادر الٹی جیسے کتاب الاستسقاء میں گزر چکا ہے ۱۲ منہ

[2] یعنی اللہ کے سوا جو بڑی عظمت اور بڑے علم والا ہے کوئی سچا معبود نہیں اللہ کے سوا جو آسمان اور زمین اور بڑے تخت کا مالک ہے کوئی سچا خدا نہیں ۱۲ منہ۔

رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ وَقَالَ وَهْبٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ مِثْلَهُ

کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا انہوں نے قتادہ سے پھر ایسی ہی حدیث بیان کی[1]

بَابُ ۵۳ التَّعَوُّذِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ

باب بلا کی تکلیف سے پناہ مانگنا (جیسے افلاس کے ساتھ عیالداری)۔

۸۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي سُمَيٌّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ قَالَ سُفْيَانُ الْحَدِيثُ ثَلَاثٌ زِدْتُ أَنَا وَاحِدَةً لَا أَدْرِي أَيَّتُهُنَّ هِيَ

ہم سے علی بن مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا مجھ سے سمی نے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا کی شدت اور بدبختی کی آفت اور تقدیر کی زحمت اور دشمنوں کی فرحت سے پناہ مانگتے[2] سفیان نے (اسی سند سے) کہا حدیث میں صرف تین باتوں کا ذکر تھا اور ایک چوتھی بات میں نے (اپنی طرف سے) بڑھا دی تھی (پہلے مجھ کو یاد تھی) اب مجھ کو یاد نہیں رہا وہ چوتھی بات جو میں نے بڑھائی تھی کونسی تھی[3]

بَابُ ۵۴ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یوں دعا کرنا یا اللہ میں بلند رفیقوں (ملائکہ اور انبیاء) کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔

۸۸ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فِي رِجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ صَحِيحٌ لَنْ يُقْبَضَ

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے عقیل نے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو سعید بن مسیب نے اور عروہ بن زبیر اور کئی عالموں نے خبر دی کہ حضرت عائشہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حالت صحت میں یوں فرماتے تھے کوئی پیغمبر اس وقت تک نہیں مرتا جب تک بہشت میں اپنا ٹھکانا نہیں دیکھ لیتا اور اس کو اختیار دیا جاتا ہے (اگر چاہے

---

[1] اس سند کے بیان کرنے سے امام بخاری کی غرض اس شخص کا رد ہے جو کہتا ہے قتادہ نے ابوالعالیہ سے صرف چار حدیثیں سنی ہیں اور یہ حدیث ان چار میں نہیں ہے کیونکہ اگر قتادہ نے یہ حدیث ابوالعالیہ سے نہ سنی ہوتی تو شعبہ ان سے یہ حدیث روایت نہ کرتے شعبہ تدلیس کرنے والے سے روایت نہیں کرتے جب تک اس کا سماع اپنے شیخ سے ان کو معلوم نہ ہو جاتا اور مسلم کی روایت میں سعید بن ابی عروبہ سے انہوں نے قتادہ سے اس حدیث میں سماع کی صراحت ہے کہ ابوالعالیہ نے ان سے بیان کیا ۱۲ منہ [2] دشمنوں کی فرحت یہ شماتت اعداء کا ترجمہ ہے یعنی آدمی پر مصیبت آنے کی وجہ سے اس کے دشمن خوشی کرتے ہیں ۱۲ منہ [3] اسمٰعیل کی روایت میں اس کی صراحت ہے کہ وہ چوتھی بات شماتت اعداء تھی ۱۲ منہ

نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ فَلَمَّا نَزَلَ بِهٖ وَرَاْسُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ غُشِيَ عَلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ اَفَاقَ فَاَشْخَصَ بَصَرَهٗ اِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى. قُلْتُ اِذًا لَّا يَخْتَارُنَا وَعَلِمْتُ اَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيْحٌ. قَالَتْ فَكَانَتْ تِلْكَ اٰخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى۔

تو اور دنیا میں رہے) پھر جب آپ بیمار ہوئے اور موت آن پہنچی اس وقت آپ کا مبارک سر میری ران پر تھا آپ ایک گھڑی تک بے ہوش رہے اس کے بعد ہوشیار ہوئے تو اپنی نگاہ چھت کی طرف لگائی اور فرمایا یا اللہ میں بلند رفیقوں میں رہنا چاہتا ہوں تب میں نے (اپنے دل میں) کہا آپ دنیا میں ہمارے پاس رہنا اب پسند نہیں فرمائیں گے اور مجھ کو معلوم ہوا کہ جو بات آپ نے (حالت صحت میں) فرمائی تھی وہ صحیح تھی حضرت عائشہ کہتی ہیں۔ یہ اللھم الرفیق الاعلی آخری کلمہ تھا جو آپ کی مبارک زبان سے نکلا[۱]

بَابُ ۵۵ الدُّعَاءِ بِالْمَوْتِ وَالْحَيَاةِ۔

باب موت یا زندگی کی دعا کرنا اچھا نہیں[۲]

۸۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ اَتَيْتُ خَبَّابًا وَّقَدِ اكْتَوٰى سَبْعًا قَالَ لَوْلَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا اَنْ نَّدْعُوَا بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحیٰی بن سعید قطان نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے قیس بن ابی حازم سے انہوں نے کہا میں خباب بن ارت (صحابی مشہور) کے پاس آیا (بیماری کی وجہ سے) انہوں نے اپنے پیٹ میں سات داغ لگائے تھے (آگ سے جلایا تھا) میں نے ان سے سنا وہ کہہ رہے تھے اگر آنحضرت نے ہم لوگوں کو موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں موت کی دعا کرتا۔

۸۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ قَالَ اَتَيْتُ خَبَّابًا وَّقَدِ اكْتَوٰى سَبْعًا فِيْ بَطْنِهٖ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ: لَوْلَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا اَنْ نَّدْعُوَا بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ۔

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے یحیٰی قطان نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے کہا مجھ سے قیس بن ابی حازم نے انہوں نے کہا میں خباب بن ارت کے پاس گیا انہوں نے اپنے پیٹ میں سات داغ لگائے تھے وہ کہتے تھے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں موت کی دعا کرتا

[۱] کہ پیغمبروں کو مرتے وقت اختیار دیا جاتا ہے ۱۲ منہ [۲] اس کے بعد ذات تک کوئی بات نہیں فرمائی ۱۲ منہ [۳] بلکہ اللہ کی مرضی پر چھوڑ دینا چاہیے یہ اس صورت میں ہے جب دعا کرنے والے کو معلوم ہو کہ وہ زندگی میں اور گناہوں کا بوجھ اپنے اوپر لادنا چاہتا ہے اور اس پر بھی زندگی کے لیے دعا کرے لیکن جس شخص کا یہ حال ہو بلکہ نیک کاموں میں مصروف ہو وہ عمر کی دعا کر سکتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چھوڑ دے اور جیسی دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے وہ دعا کرے یعنی اللھم احینی ما کانت الحیاۃ خیرا لی وتوفنی اذا کانت الوفاۃ خیرا لی ۱۲ منہ۔

۸۲ ۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنِّيًا لِلْمَوْتِ فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَ تَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي ؛

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن علیہ نے انہوں نے عبدالعزیز بن صہیب سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کسی پر کوئی مصیبت آئے تو وہ موت کی آرزو نہ کرے اگر ایسا ہی لاچار ہو (مرنا ہی چاہتا ہو) تو یوں کہے یا اللہ جب تک دنیا کی زندگی میرے حق میں بہتر ہو مجھ کو زندہ رکھ اور جب موت میرے حق میں بہتر ہو تو مجھ کو دنیا سے اٹھالے۔

بَابُ ۵۶ الدُّعَاءِ لِلصِّبْيَانِ بِالْبَرَكَةِ وَ مَسْحِ رُءُوسِهِمْ

باب بچوں کے لیے برکت کی دعا کرنا ان کے سر پر ہاتھ پھیرنا

وَقَالَ أَبُو مُوسَى وُلِدَ لِي غُلَامٌ وَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ ؛

ابوموسیٰ اشعری نے کہا (یہ حدیث کتاب العقیقہ میں موصولاً گذر چکی ہے) میرا لڑکا پیدا ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برکت کی دعا دی۔

۸۳ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنِ الْجَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ ؛

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے حاتم بن اسمٰعیل نے انہوں نے جعد بن عبدالرحمٰنؔ[۱] سے کہا میں نے سائب بن یزید سے سُنا وہ کہتے تھے میری خالہ (نام نامعلوم) مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئی آپ سے عرض کی یا رسول اللہ یہ میری بہن (علیہ بنت شریح) کا بیٹا ہے اور بیمار ہے آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور مجھ کو برکت کی دعا دی بعد اس کے آپ نے وضو کیا۔ میں آپ کے وضو کا (مستعمل یا بچا ہوا) پانی پی گیا پھر میں آپ کی پیٹھ کے پیچھے کھڑا ہوگیا اور میں نے مہر نبوت دیکھی جو آپ کے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں تھی جیسے چھپر کھٹ کی گھنڈی ہوتی ہے (یا حجلہ[۲] کا انڈا)۔

۸۴ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا ہم سے سعید بن ایوب نے انہوں نے ابوعقیل

[۱] بعضے نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے قال ابوعبداللہ ویقال جعد وجعید یعنی امام بخاری نے کہا اس راوی کا نام کسی نے جعد کہا ہے کسی نے جعید ۱۲ منہ

[۲] حجلہ ایک پرندہ ہوتا ہے ۱۲ منہ

أَبِي عَقِيلٍ أَنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ بِهِ جَدُّهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هِشَامٍ مِنَ السُّوقِ أَوْ إِلَى السُّوقِ فَيَشْتَرِي الطَّعَامَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ عُمَرَ فَيَقُولَانِ أَشْرِكْنَا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ فَرُبَّمَا أَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعَثُ بِهَا إِلَى الْمَنْزِلِ ؛

(زہرہ بن معبد) سے ان کے دادا عبداللہ بن ہشام ان کو بازار میں لے جاتے وہاں غلہ خریدتے تھے پھر عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عمرؓ ان سے مل کر کہتے تم ہم کو بھی اپنی خرید میں شریک کر لو اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو برکت کی دعا دی ہے (تو ہر معاملہ میں تم نفع کماتے ہو) عبداللہ بن ہشام ان کو شریک کر لیتے کبھی ایسا ہوتا نفع میں ایک پورے اونٹ (کا غلہ) ان کو ملتا اور اس کو بجنسہ اسی طرح گھر میں بھیج دیتے۔

٨٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ وَهُوَ الَّذِي مَجَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِهِ وَهُوَ غُلَامٌ مِنْ بِئْرِهِمْ ؛

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو محمود بن ربیع نے خبر دی یہ محمود وہ شخص تھے جن کے منہ پر انہی کے کنوئیں سے پانی لے کر بچپنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی کر دی تھی[1]

٨٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُو لَهُمْ فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ إِيَّاهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ ؛

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس بچے لائے جاتے آپ ان کے لیے دعا کرتے ایک بچہ نے جس کو لے کر آئے تھے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوا کر اس مقام پر بہا دیا اس کو دھویا نہیں۔

٨٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَسَحَ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ ؛

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر نے خبر دی ان کی (آنکھ یا منہ) پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیرا تھا انہوں نے سعد بن ابی وقاص کو وتر کی ایک رکعت پڑھتے دیکھا۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود

[1] یہ کلی آپ نے شفقت کی راہ سے محمود پر کر دی تھی جب وہ بچہ ننھے تھے باب کی مناسبت اس طرح ہے کہ بچوں پر آپ کا شفقت کرنا اس سے نکلتا ہے یہ کلی کرنا بھی گویا سر پر ہاتھ پھیرنے کی طرح ہے ۱۲ منہ [2] یہ امام حسن یا امام حسین یا ام قیس کے فرزند تھے ۔ ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؕ

۸۸۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ لَقِيَنِيْ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ اَلَا اُهْدِيْ لَكَ هَدِيَّةً ؕ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ ؕ قَالَ فَقُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ؕ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ؕ

۸۹۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ وَّالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَّزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ ؕ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

بھیجنے کا بیان[۱]

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے کہا ہم سے حکم بن عتیبہ نے کہا میں نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے سنا انہوں نے یوں کہا کعب بن عجرہ (صحابیؓ) مجھ سے ملنے کہنے لگے میں تجھ کو ایک تحفہ دوں (ایک عمدہ حدیث سناؤں) ایک بار ایسا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں پر برآمد ہوئے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو سلام کرنا تو ہم کو معلوم ہو گیا۔ لیکن ہم درود آپ پر کیونکر بھیجیں[۲] آپ نے فرمایا یوں کہو اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی آل ابراہیم انک حمید مجید اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی آل ابراہیم انک حمید مجید۔

مجھ سے ابراہیم بن حمزہ زبیری نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی حازم اور عبدالعزیز درآوردی نے انہوں نے یزید بن عبداللہ بن اسامہ بن ہاد سے انہوں نے عبداللہ بن خباب سے انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے انہوں نے کہا ہم لوگوں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر سلام بھیجنا تو ہم کو معلوم ہو گیا۔ لیکن آپ پر درود کیونکر بھیجیں آپ نے فرمایا یوں کہو اللھم صل علی

---

[۱] صحیح حدیثوں میں جو درود کے صیغے آئے ہیں وہ معدودے چند ہیں جو حصن حصین میں جمع ہیں لیکن بعد کے لوگوں نے ہزاروں صیغے بڑے بڑے مبالغہ اور تک بندی کے ساتھ بنائے ہیں میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ ان کے پڑھنے میں زیادہ ثواب ہوگا بلکہ ڈر ہے کہ مواخذہ نہ ہو کہ آپ نے دعا میں مبالغہ کرنے اور سجع وقافیہ لگانے کو منع فرمایا اور تعجب ہے ان لوگوں سے جنہوں نے ماثورہ درودوں پر قناعت نہ کر کے ہزارہا نئی درودیں ایجاد کی ہیں منجملہ ان درود کی کتابوں کے ایک کتاب دلائل الخیرات بھی ہے جو بہت مروج ہے یہاں تک کہ اس کے مؤلف تک میں نے بھی مدینہ منورہ میں سند لی تھی اس کے شروع ہی میں جو حدیثیں فضیلت درود میں مذکور ہیں وہ اکثر موضوع ہیں باقی درود کے صدہا صیغے جو اس کتاب میں بڑے مبالغہ اور تحسین الفاظ کے ساتھ لکھے گئے ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بالکل منقول نہیں ہیں بعد والوں کی ایجاد ہیں اس میں شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا بڑا ثواب اور اجر رکھتا ہے اور صحیح حدیثیں اس کی فضیلت میں وارد ہیں مگر بہتر یہی ہے کہ وہی صیغے درود کے پڑھے جائیں جو حدیث سے ثابت ہیں اور جو مزہ اتباع سنت میں مومن کو آتا ہے وہ کسی چیز میں نہیں آتا ۱۲ منہ [۲] السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۱۲ منہ [۳] جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم دیا فرمایا صلوا علیہ ۱۲ منہ۔

وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِیْمَ ؕ

محمد عبدک و رسولک کما صلیت علی ابراہیم و بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم و آل ابراہیم[1]

بَابٌ ۵۵ هَلْ یُصَلّٰی عَلٰی غَیْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَصَلِّ عَلَیْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّهُمْ ؕ

باب کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی پر بھی درود بھیج سکتے ہیں[2]۔ اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ توبہ میں اپنے پیغمبر سے) فرمایا ان پر درود بھیج (یعنی ان کے لیے دعا کر) کیونکہ تیری درود (دعا) سے ان کو تسلی ہوتی ہے[3]

۱۰۔ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ کَانَ اِذَا اَتٰی رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَتِهٖ قَالَ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ فَاَتَاهُ اَبِیْ بِصَدَقَتِهٖ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی ؕ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے عبداللہ بن ابی اوفی سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی اپنی زکوٰۃ لے کر آتا تو آپ یوں فرماتے اللهم صل علیہ میرا باپ (ابواوفیٰ) بھی اپنی زکوٰۃ لے کر آیا تو آپ نے یوں فرمایا اللهم صل علی آل ابی اوفی۔

۱۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِکٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَیْمٍ الزُّرَقِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ حُمَیْدٍ السَّاعِدِیُّ اَنَّهُمْ قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ؟ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؕ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے انہوں نے عبداللہ بن ابی بکر سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عمرو بن سلیم سے زرقی سے کہا ہم کو ابوحمید ساعدی نے خبر دی صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہم آپ پر درود کیونکر بھیجیں آپ نے فرمایا یوں کہو اللهم صل علی محمد و ازواجہ و ذریتہ کما صلیت علی آل ابراہیم و بارک علی محمد و ازواجہ و ذریتہ کما بارکت علی ابراہیم انک حمید مجید[4]

---

[1] درود شریف میں ابراہیم کی تخصیص کی وجہ میں علماء نے کلام کیا ہے کہ کما صلیت علی ابراہیم فرمایا کما صلیت علی موسیٰ نہ فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ موسیٰؑ کی تجلی جلالی تھی اور ابراہیمؑ کی تجلی جمالی اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم کی طرح درود پڑھنے کا حکم فرمایا کہ آپ کے لیے تجلی جمالی کا سوال ہو ۱۲ منہ [2] یوں کہہ سکتے ہیں اللهم صل علی فلان ۱۲ منہ [3] بعضوں نے غیر انبیاء کے لیے بھی استقلالاً یوں کہنا درست رکھا ہے۔ اللهم صل علیہ اور امام بخاری کا بھی میلان اسی طرف معلوم ہوتا ہے کیونکہ صلوٰۃ کے معنی رحمت کے ہیں تو اللهم صل کا معنی یہ ہوا کہ اس پر اپنی رحمت اتار اور ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللهم اجعل صلوتک و رحمتک علی آل سعد بن عبادۃ بعضوں نے کہا مطلقاً درست نہیں نہ استقلالاً نہ تبعاً بعضوں نے کہا استقلالاً درست نہیں لیکن تبعاً اور ضمناً درست ہے یعنی انبیاء کے بعد اور کسی کا بھی نام لیا جائے مثلاً یوں کہے اللهم صل علی محمد و علیٰ امامنا الحسن بن علی اور یہی مختار ہے ۱۲ منہ [4] امام بخاری نے اس باب میں دو حدیثیں بیان کیں ایک سے بالاستقلال غیر انبیاء پر صلوٰۃ بھیجنے کا جواز نکالا دوسری سے تبعاً اس کا جواز نکالا امام مالک سے یہ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور پر درود بھیجنا مکروہ ہے (باقی برصفحہ ۷۳)

بَابُ ۵۹ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَنْ اٰذَيْتُهُ فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكَاةً وَرَحْمَةً ؎

۹۲-حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهُ فَاجْعَلْ ذٰلِكَ لَهُ قُرْبَةً إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ؎

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا پاک پروردگار جس (مسلمان) کو میں کچھ ایذا دوں (برا کہوں یا لعنت کروں یا ماروں) تو اس کے گناہ معاف کر دے اس پر رحمت اتار لے

ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو یونس نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو سعید بن مسیب نے خبر دی انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے یا اللہ میں جس مسلمان کو برا کہوں تو اس کے لیے قیامت کے دن میرا برا کہنا اپنی نزدیکی کا سبب کر دے۔

بَابٌ ۶۰

۹۳-حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَحْفَوْهُ الْمَسْأَلَةَ

باب فتنے اور فساد سے پناہ مانگنا ؎۳

ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس سے انہوں نے کہا صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرنا شروع کیے آپ کو تنگ کر دیا

(بقیہ صفحہ ۷۲) مگر صحیح یہ ہے کہ انہوں نے انبیاء کے سوا اوروں پر درود بھیجنا مکروہ رکھا ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) ؎۱ مطلب یہ ہے کہ غصے میں میری زبان سے کچھ نکل جائے اور وہ درحقیقت لعنت اور برائی کا مستحق نہ ہو جیسے دوسری روایت میں اس کی صراحت موجود ہے ۱۲ منہ ؎۲ دوسری روایت میں یوں ہے میں آدمی ہوں آدمیوں کی طرح غصے بھی ہوتا ہوں خوش بھی ہوتا ہوں جس مسلمان پر میں لعنت کروں یا اس کو گالی دوں یا برا کہوں تو اس کے لیے گناہوں کی معافی اور رحمت کر یا گناہوں کا کفارہ اور اجر سبحان اللہ ۱۲ منہ ؎۳ فتنہ سے مراد آزمائش الٰہی ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو بعضے گمراہی کے اسباب کھڑے کر کے آزماتا ہے کہ کون ان میں سے ایمان پر قائم رہتا ہے اور کون کفر اختیار کرتا ہے۔ مثلاً دجال کا آنا یہ ایک بڑا فتنہ ہوگا جس میں بہت سے لوگ گمراہ ہو جائیں گے اسی طرح دجال کے پیش خیمہ جو ہر وقت پیدا ہوتے رہتے ہیں ہمارے زمانہ میں ایک شخص سید احمد نامی پیدا ہوا جس نے ایمان کے تمام اصول اور ارکان میں باطنیہ کی طرح تاویلیں کر کے ہزاروں مسلمانوں کو خراب کر دیا مگر جن کو اللہ تعالیٰ نے بچایا وہ محفوظ رہے ایک شخص **قادیان** میں اب بھی موجود ہے جو پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے میں مثیل مسیح ہوں اب مسیح علیہ السلام دنیا میں نہیں آئیں گے ایک شخص حیرت نامی ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت لکھ کر آپ کے تمام معجزات کو اڑا دیا ہے گویا آپ سے کوئی خرق عادت صادر ہی نہیں ہوا اور اس پر قرآن و حدیث کے ترجمے لکھتا ہے کیا خوب ایک شخص ثناء اللہ نامی ہے جس نے قرآن کی تفسیر عربی زبان میں لکھی ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ میں اہلحدیث میں سے ہوں حالانکہ اس کی ساری تفسیر کفر اور الحاد سے بھری ہوئی ہے ؎۵ ایک شخص عبداللہ چکڑالوی نکلا ہے جس نے نئے طور کی نماز ایجاد کی ہے اور حدیث شریف کو قابل اعتماد نہیں جانتا یہ سب لوگ دجال کے پیش خیمہ ہیں مسلمانوں کو ان سے ہوشیار رہنا چاہیے اور قرآن اور صحیح بخاری کے خلاف جو کوئی کہے اس کو دروغ گو اور کذاب اور مفتری سمجھنا چاہیے یہی دونوں کتابیں ہمارے دین میں اصل الاصول ہیں ہر کتاب کو ان دونوں کتابوں سے ملا کر جانچنا چاہیے اگر موافق ہوں تو خیر ورنہ کالائے بد بریش خاوند ایسی کتاب کو اس کے مؤلف کے منہ پر پھینک دینا چاہیے ۱۲ منہ

؎۵ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی تفسیر میں قابل اعتراض باتیں موجود ہیں۔ مگر کفر والحاد کا فتویٰ لگانا درست نہیں۔ یہ تفسیر انتہائی مفید ہے۔ عبدالصمد ریالوی۔

فغضب فصعد المنبر فقال لا تسئلوني اليوم عن شيء إلا بينته لكم فجعلت انظر يمينا وشمالا فإذا كل رجل لاف رأسه في ثوبه يبكي فإذا رجل كان إذا لاحى الرجال يدعى لغير أبيه فقال يا رسول الله من أبي؟ قال حذافة ثم انشأ عمر فقال رضينا بالله ربا وبالإسلام دينا وبمحمد صلى الله عليه وسلم رسولا نعوذ بالله من الفتن فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما رأيت في الخير والشر كاليوم قط إنه صورت لي الجنة والنار حتى رأيتهما وراء الحائط وكان قتادة يذكر عند هذا الحديث هذه الآية: يا أيها الذين آمنوا لا تسألوا عن أشياء إن تبد لكم تسؤكم:

باب ٦١ التعوذ من غلبة الرجال:

٩٣- حدثنا قتيبة عن سعيد حدثنا إسماعيل بن جعفر عن عمرو بن أبي عمرو مولى المطلب بن عبد الله بن حنطب أنه سمع أنس بن مالك يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لأبي طلحة التمس لنا غلاما من غلمانكم يخدمني نخرج

(اتنا پوچھا) آخر آپ غصے ہو گئے اور منبر پر چڑھ کر فرمایا آج جو تم مجھ سے پوچھو گے میں بیان کر دوں گا انسؓ کہتے ہیں میں داہنے اور بائیں طرف دیکھنے لگا کیا دیکھتا ہوں ہر ایک شخص اپنا سر کپڑے میں لپیٹے رو رہا ہے[1] ایک شخص (عبداللہ نامی) جس کو لوگ جھگڑے اور تکرار کے وقت اس کے باپ کے سوا اور کسی کا بیٹا تبلاتے (نطفہ حرام کہتے) عرض کرنے لگا یا رسول اللہ تبلائیے واقعی میرا باپ کون ہے میں کس کے نطفہ سے ہوں آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے[2] اس وقت حضرت عمرؓ (آپ کے غصے کا حال دیکھ کر) اٹھے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ہم اللہ تعالیٰ کے مالک ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے پہ بالکل راضی اور خوش ہیں[3] اور ہم فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آج کے دن کی طرح برائی اور بھلائی دونوں میں کوئی دن کبھی نہیں دیکھا ہوا یہ کہ بہشت اور دوزخ دونوں کی تصویر مجھ کو اس (محراب کی) دیوار کے پرے دکھائی گئی[4] قتادہ جب یہ حدیث روایت کرتے تو (سورہ مائدہ) کی یہ آیت پڑھتے مسلمانوں ایسی باتیں (پیغمبر سے) مت پوچھو کہ اگر وہ تبلائی جائیں تو تم کو بری لگیں۔

باب دشمنوں کے غلبے سے پناہ مانگنا۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن جعفر نے انہوں نے عمرو بن ابی عمرو سے جو مطلب بن عبداللہ بن حنطب کے غلام تھے انہوں نے انس بن مالکؓ سے سنا کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (جب جنگ خیبر کے لیے جانے لگے) ابوطلحہ سے فرمایا اپنے لڑکوں میں سے کوئی لڑکا ایسا ڈھونڈھو جو (رستے میں) میرا کام کاج کرتا رہے یہ سن کر ابوطلحہ مجھ کو اپنے پیچھے (گھوڑے پر)

---

[1] آنحضرتؐ کے غصے کی وجہ سے سب ڈر گئے رونے لگے [2] لوگ غلط کہتے ہیں جو تجھ کو دوسرے کا بیٹا تبلاتے ہیں ۱۲ منہ (د) [3] ہم کو دوسرے بے فائدہ سوالات کی اور امتحان لینے کی ضرورت نہیں ۱۲ منہ [4] گویا محراب کی دیوار بطریق خرق عادت مثل آئینہ کے جلادار بن گئی ۱۲ منہ۔

لِي أَبُو طَلْحَةَ يُرْدِفُنِي وَرَاءَهُ فَكُنْتُ
أَخْدُمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كُلَّمَا نَزَلَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ يُكْثِرُ أَنْ
يَقُولَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَ
الْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ
وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ، فَلَمْ أَزَلْ
أَخْدُمُهُ حَتَّى أَقْبَلْنَا مِنْ خَيْبَرَ وَ
أَقْبَلَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَدْ حَازَهَا
فَكُنْتُ أَرَاهُ يُحَوِّي وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ أَوْ
كِسَاءٍ ثُمَّ يُرْدِفُهَا وَرَاءَهُ حَتَّى إِذَا كُنَّا
بِالصَّهْبَاءِ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ ثُمَّ أَرْسَلَنِي
فَدَعَوْتُ رِجَالًا فَأَكَلُوا وَكَانَ ذَلِكَ
بِنَاءَهُ بِهَا ثُمَّ أَقْبَلَ حَتَّى بَدَا لَهُ أُحُدٌ
قَالَ: هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ
فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ: اللَّهُمَّ
إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا
حَرَّمَ بِهِ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ،
اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ وَ
صَاعِهِمْ.

بَابُ ٦٢ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

٩٥ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ
أُمَّ خَالِدٍ بِنْتَ خَالِدٍ قَالَ وَلَمْ أَسْمَعْ
أَحَدًا سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
غَيْرَهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

بٹھا کر (خیبر کی طرف) نکلے میں (رستے بھر) جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ٹھہرتے آپ کی خدمت کرتا رہا میں سنا کرتا تھا آپ اکثر یوں دعا
فرماتے یا اللہ میں رنج اور غم اور عاجزی اور سستی اور بخیلی اور نامردی
اور کمر توڑ قرضداری اور دشمنوں کے غلبے سے تیری پناہ چاہتا ہوں
خیر میں برابر آپ کی خدمت کرتا رہا یہاں تک کہ ہم لوگ خیبر سے (لوٹ
کر) مدینہ کی طرف چلے آنحضرتؐ نے صفیہؓ کو اپنے لیے چن لیا تھا - ان
کو ساتھ لائے رستے میں میں دیکھتا تھا آپ ان کے لیے (سواری پر
بیٹھنے کے لیے) چادر یا کمبل سے ایک گول گردہ بنا دیتے اس پر اپنے پیچھے
ان کو سوار کر لیتے جب ہم لوگ صہبا میں پہنچے (جو ایک مقام کا نام ہے)
تو آپ نے حیس (یعنی ملیدہ کھجور گھی پنیر ملا کر) ایک چمڑے کے دسترخوان
پر تیار کیا اور مجھ کو دعوت دینے کے لیے بھیجا میں نے کئی آدمیوں
کو بلایا انہوں نے کھایا بس یہی صفیہؓ کے ساتھ صحبت کرنے کی دعوت
تھی پھر (آپ مدینہ کی طرف) روانہ ہوئے - اتنے قریب پہنچے کہ احد
پہاڑ دکھائی دینے لگا آپ نے فرمایا یہ وہ پہاڑی ہے جو ہم سے
محبت کرتی ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں جب بالکل مدینہ
سامنے آگیا تو فرمایا یا اللہ میں اس شہر کو دونوں پہاڑیوں کے درمیان
اس طرح حرمت والا کرتا ہوں جیسے ابراہیم پیغمبر نے مکہ کو حرمت
والا کیا تھا یا اللہ مدینہ والوں کے صاع اور مد میں برکت
دے -

باب قبر کے عذاب سے پناہ مانگنا۔

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان
بن عیینہ نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے کہا میں نے ام خالد بنت خالد
بن سعید سے سنا موسیٰ بن عقبہ نے کہا میں نے ام خالد کے سوا اور
کسی صحابی سے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو کچھ نہیں
سنا ام خالد کہتی تھیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ قبر کے

وسلم يتعوذ من عذاب القبر.

باب ٦٣ التعوذ من البخل.

٩٦. حدثنا آدم حدثنا شعبة حدثنا عبد الملك عن مصعب كان سعد يأمر بخمس ويذكرهن عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه كان يأمر بهن: اللهم إني أعوذ بك من البخل وأعوذ بك من الجبن وأعوذ بك أن أرد إلى أرذل العمر وأعوذ بك من فتنة الدنيا يعني فتنة الدجال وأعوذ بك من عذاب القبر.

٩٧. حدثنا عثمان بن أبي شيبة حدثنا جرير عن منصور عن أبي وائل عن مسروق عن عائشة قالت: دخلت علي عجوزان من عجز يهود المدينة فقالتا لي إن أهل القبور يعذبون في قبورهم فكذبتهما ولم أنعم أن أصدقهما فخرجتا ودخل علي النبي صلى الله عليه وسلم فقلت له يا رسول الله إن عجوزين وذكرت له فقال: صدقتا إنهم يعذبون عذابا تسمعه البهائم كلها، فما رأيته بعد في صلاة إلا تعوذ من عذاب القبر.

باب ٦٤ التعوذ من فتنة المحيا والممات.

٩٨. حدثنا مسدد حدثنا المعتمر قال

کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے۔

باب بخیلی سے پناہ مانگنا۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے عبدالملک بن عمیر نے انہوں نے مصعب بن سعد بن ابی وقاص سے انہوں نے کہا سعد بن ابی وقاصؓ پانچ باتوں کی دعا کا حکم دیا کرتے اور کہتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دعا کا حکم دیا ہے یا اللہ میں بخیلی سے تیری پناہ چاہتا ہوں یا اللہ میں نامردی سے تیری پناہ چاہتا ہوں یا اللہ میں نکمی عمر[1] تک زندہ رہنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ یا اللہ میں دنیا کے فتنے یعنی دجال کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں یا اللہ میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

مجھ سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ابووائل سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا ایسا ہوا مدینہ کے یہودی بڈھیوں میں سے دو بڈھیاں (نام نامعلوم) میرے پاس آئیں اور کہنے لگیں قبر میں مردوں کو عذاب ہوتا ہے میں نے کہا تم جھوٹی ہو مجھ کو ان کی بات ماننا اچھا نہیں لگا پھر وہ چلی گئیں اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں نے آپ سے عرض کیا کہ اس طرح دو (یہودی) بڈھیاں آئیں تھیں وہ یہ کہتی تھیں آپ نے فرمایا وہ سچ کہتی تھیں بیشک قبر میں مردوں کو عذاب ہوتا ہے ان کا عذاب سب جانور سنتے ہیں حضرت عائشہ کہتی ہیں میں نے اس کے بعد ہر نماز میں آنحضرتؐ کو قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے سنا۔

باب زندگی اور موت دونوں کے فتنوں سے پناہ مانگنا[2]

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے کہا میں نے

---

[1] نکمی عمر اسی یا سو سال کے بعد جب آدمی کے ہوش و حواس میں فرق آجاتا ہے عقل میں فتور پیدا ہوتا ہے ۱۲ منہ [2] موت کا فتنہ قبر کا سوال اور وہاں کا عذاب ہے بعضوں نے کہا مرتے وقت شیطان کا بہکانا یا اللہ ہم کو اپنی پناہ میں رکھ اور شیطان کے اغوا سے بچا اور موت ہم پر آسان کر دے ۱۲ منہ۔

سَمِعْتُ اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَقُوْلُ: كَانَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ ؛

اپنے والد (سلیمان بن طرخان) سے سنا وہ کہتے تھے میں نے انس بن مالکؓ سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا فرماتے یا اللہ میں عاجزی اور سستی اور نامردی اور بے انتہا بڑھاپے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور قبر کے عذاب سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں اور زندگی اور موت کے فتنوں سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں۔

بَابٌ ۶۵ اَلتَّعَوُّذِ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ ؛

باب گناہ اور ڈنڈ (چٹی تاوان) سے پناہ مانگنا۔

۹۹۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّی بْنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَیْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰی، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ عَنِّیْ خَطَایَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِیْ مِنَ الْخَطَایَا كَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ كَمَا بَاعَدْتَ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ؛

ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا کرتے تھے یا اللہ میں سستی اور بے انتہا بڑھاپے اور گناہ اور ڈنڈ اور قبر کے فتنے اور قبر کے عذاب اور دوزخ کے فتنے اور دوزخ کے عذاب اور مالداری کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اسی طرح محتاجی کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے سے بھی یا اللہ میرے گناہوں کو برف اور اولوں سے دھو ڈال[۱] اور میرا دل گناہوں سے ایسا صاف پاک کر دے جیسے سفید کپڑے کو تو میل کچیل سے صاف کر دیتا ہے اور مجھ میں اور میرے گناہوں میں اتنا فاصلہ کر دے جتنا پورب اور پچھم میں فاصلہ ہے۔

بَابٌ ۶۶ اَلْاِسْتِعَاذَةِ مِنَ الْجُبْنِ وَالْكَسَلِ ؛

باب نامردی اور سستی سے پناہ مانگنا[۲]

۱۰۰۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ اَبِیْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ ؛

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے کہا مجھ سے عمرو بن ابی عمرو نے کہا میں نے انسؓ سے سُنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا اللہ میں رنج اور غم اور عاجزی اور سستی اور نامردی اور بخیلی اور کمر توڑ قرض اور دشمنوں کے غلبہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

[۱] برف اور اولوں کا پانی بہت صاف اور ستھرا ہوتا ہے ۱۲ منہ [۲] بعضے نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زیادہ ہے۔ کُسَالٰی اَو کَسَالٰی واحد یعنی قرآن میں جو آیا ہے واذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالٰی۔ تو یہ بضمہ کاف اور بفتحہ کاف دونوں طرح مروی ہے دونوں قراءتیں ہیں ۱۲ منہ

بَابُ ٦٧ التَّعَوُّذِ مِنَ الْبُخْلِ . اَلْبُخْلُ وَالْبَخَلُ وَاحِدٌ . مِثْلُ الْحُزْنِ وَالْحَزَنِ ؛

۱۰۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَأْمُرُ بِهٰؤُلَاءِ الْخَمْسِ وَيُحَدِّثُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوذُ بِكَ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَاَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ؛

باب بخیلی سے پناہ مانگنا بخل اور بخل دونوں کے معنی ایک ہیں یعنی بخیلی جیسے حُزن اور حَزَن (دونوں کے معنی رنج)۔

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا مجھ سے غندر (محمد بن جعفر) نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عبدالملک ابن عمیر سے انہوں نے مصعب بن سعد سے انہوں نے سعد بن ابی وقاص سے وہ ان پانچ چیزوں کی دعا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی دعا فرماتے تھے یا اللہ میں بخیلی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور نامردی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور نکمی عمر تک پہنچنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور دنیا کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

بَابُ ٦٨ التَّعَوُّذِ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ ، اَرَاذِلُنَا ، اَسْقَاطُنَا ؛

۱۰۲ - حَدَّثَنَا اَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ يَقُولُ : اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَاَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَرَمِ وَاَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ ؛

باب نکمی عمر سے پناہ مانگنا (سورہ ہود میں جو) اراذلنا یعنی ہمارے میں کے کمینے پاجی لوگ[1]۔

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے انہوں نے عبدالعزیز بن صہیب سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں پناہ مانگتے آپ فرماتے یا اللہ میں سستی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور نامردی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور بے انتہا بڑھاپے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور بخیلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

بَابُ ٦٩ الدُّعَاءِ بِرَفْعِ الْوَبَاءِ وَالْوَجَعِ ؛

۱۰۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَللّٰهُمَّ

باب وبا اور بیماری کے دفعیہ کے لیے دعا کرنا۔

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ مدینہ سے ہم کو ایسی محبت دے جیسی تو نے مکہ سے

[1] آیا ہے و اراذل کی جمع ہے جو باب کی حدیث میں ہے ۱۲ منہ

حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَمَا حَبَّبْتَ إِلَيْنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا وَصَاعِنَا.

۴۰۱۔ **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: عَادَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ شَكْوَى أَشْفَيْتُ مِنْهَا عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَلَغَ بِي مَا تَرَى مِنَ الْوَجَعِ وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي وَاحِدَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي؟ قَالَ لَا، قُلْتُ فَبِشَطْرِهِ؟ قَالَ: الثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أُجِرْتَ حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ، قُلْتُ أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي، قَالَ: إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا ازْدَدْتَ دَرَجَةً وَرِفْعَةً وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ اللَّهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ لَكِنِ

دی ہے یا اس سے بھی زیادہ اور مدینہ کا بخار جحفہ میں بھیج دے (جو ایک مقام کا نام ہے مصر والوں کا میقات) یا اللہ ہمارے مد اور ہمارے صاع میں برکت دے۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے کہا ہم کو ابن شہاب نے خبر دی انہوں نے عامر بن سعد سے ان کے والد سعد بن ابی وقاص نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے زمانہ میں ایک بیماری کی وجہ سے جس میں میں مرنے کے قریب ہو گیا تھا میری عیادت کی میں نے کہا یا رسول اللہ میری بیماری کا جو حال ہے وہ آپ ملاحظہ فرماتے ہیں اور میں مالدار ہوں میرا وارث ایک بیٹی (ام حکم کبریٰ) کے سوا کوئی نہیں کیا میں اپنا دو تہائی مال تصدق کر ڈالوں آپ نے فرمایا نہیں میں نے عرض کیا اچھا آدھا مال آپ نے فرمایا نہیں بس تہائی مال بہت ہے تہائی خیرات اسے بات یہ ہے کہ اگر تو وارثوں کو مالدار چھوڑ جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ ان کو محتاج مفلس چھوڑ جائے وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے (بھیک مانگتے) پھریں اور تو اللہ کی رضامندی کے لیے (تھوڑا یا بہت) جو خرچ کرے گا اس کا ثواب پائے گا یہاں تک کہ اپنی جورو کے منہ میں جو لقمہ ڈالے گا (اس پر بھی ثواب پائے گا) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں اپنے ساتھیوں (دوسرے مہاجرین) سے پیچھے ہو کر مکہ میں رہ جاؤں گا آپ نے فرمایا کیا ہو گا اگر پیچھے بھی رہ جائے گا۔ اور کوئی نیک عمل اللہ کی رضامندی کے لیے کرے گا تو اس کی وجہ سے تیرا درجہ بڑھے گا بلند ہو گا اور شاید (ایسا معلوم ہوتا ہے) تو ابھی زندہ رہے گا[1] تجھ سے کچھ لوگ (مسلمان) فائدہ اٹھائیں گے کچھ لوگ (کافر) نقصان اٹھائیں گے یا اللہ میرے اصحاب کی

[1] اس بیماری سے چنگا ہو جائے گا ۱۲ منہ۔

الْبَآئِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ ، قَالَ سَعْدٌ رَثٰى لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ ؛

ہجرت پوری کردے اور ان کی ایڑیوں کے بل الٹا مت پھرا[1] ہاں افسوس ہے تو سعد بن خولہ کا ہے سعد بن ابی وقاص نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن خولہ پہ افسوس کیا اس وجہ سے کہ وہ مکہ ہی میں مر گئے تھے[2]

بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَفِتْنَةِ النَّارِ ؛

باب نکمی عمر سے پناہ مانگنا اور دنیا اور دوزخ کے فتنے سے۔

۱۰۵۔ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ مُصْعَبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِكَلِمَاتٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ : اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ ؛

ہم سے اسحاق بن راہویہ (مجتہد مشہور) نے بیان کیا کہا ہم کو حسین بن علی جعفی نے خبر دی انہوں نے زائدہ بن قدامہ سے انہوں نے عبد الملک بن عمیر سے انہوں مصعب بن سعد سے انہوں نے اپنے والد سعد بن ابی وقاص سے انہوں نے کہا پانچ چیزوں سے پناہ مانگا کرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان سے پناہ مانگتے تھے آپ فرماتے تھے یا اللہ میں نامردی سے پناہ مانگتا ہوں اور بخیلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور نکمی عمر سے زندہ رہنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور دنیا کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور قبر کے عذاب سے۔

۱۰۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَشَرِّ

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے وکیع نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا کرتے یا اللہ میں سستی اور بے انتہا بڑھاپے اور ڈنڈ اور گناہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں یا اللہ میں دوزخ کے عذاب اور دوزخ کے فتنے اور قبر کے فتنے اور مال داری کے فتنے اور محتاجی کے فتنے اور مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں یا اللہ میرے گناہ برف اور

---

[1] کہ جس مقام سے ہجرت کر چکے ہیں وہیں رہ جائیں ۱۲ منہ [2] حجۃ الوداع کے زمانہ میں ۱۲ منہ [3] تو گویا ان کی ہجرت بگڑ گئی یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا سعد بن ابی وقاص اس بیماری سے چنگے ہو کر مدینہ میں آ گئے اور ایک مدت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہے انہوں نے عراق فتح کیا اور مسلمانوں کو بڑا فائدہ پہنچایا رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ۔

فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

اولوں کے پانی سے دھو ڈال اور میرا دل گناہوں سے ایسا پاک کردے جیسے سفید کپڑا میل کچیل سے پاک ہو جاتا ہے اور مجھ میں اور میرے گناہوں میں اتنا فاصلہ کردے جتنا پورب اور پچھم میں فاصلہ ہے[1]

بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ فِتْنَةِ الْغِنٰى

۱۰۷ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ خَالَتِهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ

باب مال داری کے فتنے سے پناہ مانگنا۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے سلام بن ابی مطیع نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنی خالہ سے (حضرت عائشہ صدیقہؓ) سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا کرتے تھے یا اللہ میں دوزخ کے فتنے اور دوزخ کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں یا اللہ میں قبر کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں یا اللہ میں مال داری کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور محتاجی کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں[2] اور مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ

۱۰۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، اللّٰهُمَّ اغْسِلْ

باب محتاجی کے فتنے سے پناہ مانگنا

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا کرتے تھے یا اللہ میں دوزخ کے فتنے سے اور دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے فتنے سے اور قبر کے عذاب سے اور مالداری کے فتنے اور محتاجی کے فتنے کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں یا اللہ برائی فتنے مسیح دجال کے سے تیری پناہ چاہتا ہوں یا اللہ میرا دل برف

---

[1] اس کا مطلب یہ ہے کہ گناہوں سے بالکل میرا دل پھیر دے کہ مجھ کو ان کا خیال تک نہ آئے۔ جیسے پورب والوں کو پچھم والوں کا خیال تک نہیں آتا ۱۲ منہ

[2] مالداری کا فتنہ یہ ہے کہ آدمی اپنی مال و دولت پر مغرور ہو جائے دوسرے بندگان خدا کو حقیر سمجھے عیش و عشرت میں پڑ کر خدا کو بھول جائے مال کمانا زکوٰۃ نہ دے غریبوں کی خبر نہ لے محتاجی کا فتنہ یہ ہے کہ فکر معاش میں مبتلا ہو کر حرام ذریعوں سے مال کمانا چاہے روپیہ کی طمع میں مشرک اور بدعتیوں سے ملا رہے ان کے برے کاموں پر سکوت کرے یا ان کی سی کہنے لگے معاذ اللہ ۱۲ منہ

قَلْبِيْ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ ؀

اور اولوں کے پانی سے دھو ڈال اور میرا دل گناہوں سے ایسا صاف اور پاک کر دے جیسے سپید کپڑا میل کچیل سے تو صاف پاک کرتا ہے اور مجھ میں اور میرے گناہوں میں اتنا فاصلہ کر دے جتنا پورب اور پچھم میں فاصلہ ہوتا ہے یا اللہ میں سستی اور گناہ اور ڈنڈ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

بَابُ الدُّعَاءِ بِكَثْرَةِ الْمَالِ مَعَ الْبَرَكَةِ ؀

باب برکت کے ساتھ بہت مال ملنے کی دعا کرنا[1]

۱۰۹۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَسٌ خَادِمُكَ ادْعُ اللّٰهَ لَهُ قَالَ: اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيْمَا أَعْطَيْتَهُ، وَعَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ مِثْلَهُ ؀

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر (محمد بن جعفر) نے کہا ہم سے شعبہ نے کہا میں نے قتادہ سے سنا انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے ام سلیم سے انہوں نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے) عرض کیا یا رسول اللہ انس آپ کا خادم ہے اس کے لیے دعا فرمایئے آپ نے دعا دی یا اللہ اس کو بہت مال اور اولاد عنایت فرما اور جو اس کو عنایت فرمائے اس میں برکت دے[2] اور اسی سند سے ہشام بن زید بن انس سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نے انس بن مالک سے سنا پھر یہی حدیث نقل کی۔

بَابُ الدُّعَاءِ بِكَثْرَةِ الْوَلَدِ مَعَ الْبَرَكَةِ ؀

باب برکت کے ساتھ بہت اولاد ہونے کی دعا کرنا۔

۱۱۰۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ زَيْدٍ سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: أَنَسٌ خَادِمُكَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيْمَا أَعْطَيْتَهُ ؀

ہم سے ابوزید سعید بن ربیع نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے قتادہ سے کہا میں نے انس بن مالک سے سنا وہ کہتے تھے ام سلیم (میری والدہ) نے (آنحضرت سے) عرض کیا انس آپ کا خادم ہے (اس کے لیے دعا فرمایئے آپ نے یوں دعا دی یا اللہ اس کو بہت مال اور بہت اولاد دے اور جو اس کو دے اس میں برکت عنایت فرما۔

---

[1] بعض نسخوں میں بکثرۃ المال کے بعد والولد کا لفظ ہے یعنی بہت مال اور بہت اولاد ملنے کی دعا کرنا ۱۲ منہ [2] یہ دعا قبول ہوئی تمام صحابہ سے زیادہ انس کی اولاد ہوئی ابن قتیبہ نے معارف میں کہا بصرے میں تین آدمی ایسے گزرے ہیں کہ انہوں نے اپنی زندگی میں سو سو اولادیں (مرد بچے) دیکھیں ابوبکرہ اور انس اور خلیفہ بن بدر ۱۲ منہ۔

بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْاِسْتِخَارَةِ

۱۱۱۱ حَدَّثَنَا مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَبُوْ مُصْعَبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي الْمَوَالِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا كَالسُّوْرَةِ مِنَ الْقُرْاٰنِ، اِذَا هَمَّ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُوْلُ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ

باب استخارے کی دعا بیان[1]

ہم سے ابو مصعب مطرف بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن ابی الموال نے انہوں نے محمد بن منکدر سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کو (مباح) کاموں میں استخارہ کرنا اس طرح سکھلاتے تھے جیسے قرآن شریف کی سورت سکھلاتے آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کسی (مباح[2]) کام کا قصد کرے (ابھی پکا عزم نہ ہوا ہو) تو دو رکعتیں (نفل) پڑھے اس کے بعد یوں دعا کرے یا اللہ میں تجھ سے (انجام) کی بھلائی چاہتا ہوں تیرے علم کے وسیلے سے اور قدرت (یا توفیق) چاہتا ہوں تیری قدرت کے وسیلے سے اور تیرا بڑا فضل و کرم مانگتا ہوں کیونکہ (ساری) قدرت تجھی کو ہے مجھ کو قدرت نہیں اور انجام کا علم بھی تجھ ہی کو ہے مجھ کو نہیں تو ہی غیب کی باتیں جانتا ہے (کہ آئندہ کیا ہوگا) یا اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (جس کا میں نے قصد کیا ہے) میرے دین دنیا اور انجام میں میرے لیے بہتر ہے تب تو وہ میرے حصے میں کر دے (اس کی توفیق دے) اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین دنیا اور انجام میں یا یوں فرمایا حال اور مآل میں) میرے لیے برا ہے تو اس کو مجھ سے ہٹا دے اور مجھ کو اس سے ہٹا دے[3] اور پھر

---

[1] جب کسی شخص کو ایک کام کے کرنے یا نہ کرنے میں تردد ہو یا دو باتوں یا دو چیزوں میں سے ایک کے اختیار کرنے میں تو باب کی حدیث کے موافق استخارہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر خواب میں یا اور کسی طرح جو اس کے حق میں بہتر ہوگا اس پر کھول دے گا اسی کی توفیق دے گا بعضے علماء نے کہا ہے دوگانہ استخارہ کی پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور یہ آیت پڑھے وربک یخلق ما یشاء و یختار اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص اور یہ آیت وما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امراً ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم اخیر تک اور دوگانہ کے بعد دعائے استخارہ پڑھے بس جو استخارہ بسند صحیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے وہ یہی ہے باقی استخارے جو شیعہ اور امامیہ کیا کرتے ہیں مثلاً تسبیح پر یا استخارہ ذات الرقاع ان کی اصل حدیث کی کتابوں میں نہیں ملتی ۱۲ منہ [2] یہ قید اس واسطے لگائی کہ جو کام ثواب کا ہے مثلاً واجب مستحب اس میں استخارہ دیکھنے کی ضرورت نہیں در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست اسی طرح جو کام شریعت کی رو سے ناجائز اور منع ہیں ان میں بھی استخارہ بے موقع ہے ان کو کسی حال میں نہ کرنا چاہیے ۱۲ منہ [3] میرا دل اس کام سے پھیر دے یا وہ کام نہ ہونے دے ۱۲ منہ

عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ وَيُسَمِّي حَاجَتَهُ ‏

جہاں جس کام میں میرے لیے بھلائی ہو وہ میرے حصے میں کر دے اور مجھ کو اس پر راضی بنا دے (راضی برضا رکھ) دعا کے وقت اس کام کو بیان کرے[1]

بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْوُضُوءِ ‏

باب وضو کے بعد دعا کرنا۔

۱۱۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ ‏

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے انہوں نے برید بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے دادا ابو بردہ عامر بن ابی موسیٰ اشعری سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور وضو کیا پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کی یا اللہ ابو عامر عبید کو بخش دے ابو موسیٰ کہتے ہیں آپ نے اتنے ہاتھ اٹھائے کہ میں نے آپ کے بغلوں کی سپیدی دیکھی آپ نے فرمایا یا اللہ عبید ابو عامر کو قیامت کے دن اپنی بہت خلقت سے بڑھ چڑھ کر رکھ۔

بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا عَلَا عَقَبَةً

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ خَيْرٌ عُقْبًا عَاقِبَةً وَعُقْبًا وَعَاقِبَةً وَاحِدٌ وَهُوَ الْآخِرَةُ ‏

باب ٹیلے پر (بلندی پر) چڑھتے وقت دعا کرنا

امام بخاری نے کہا قرآن میں جو آیا ہے خیر عقبا تو عاقبت اور عقب کے ایک ہی معنی ہیں مراد آخرت ہے۔

۱۱۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَكُنَّا إِذَا عَلَوْنَا كَبَّرْنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا وَلَكِنْ تَدْعُونَ سَمِيعًا بَصِيرًا، ثُمَّ أَتَى عَلَيَّ وَأَنَا أَقُولُ فِي

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے ابو عثمان ہندی سے انہوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے انہوں نے کہا ہم ایک سفر میں[2] تھے جب ہم کسی بلندی پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے (زور زور سے پکار کر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو اپنے اوپر آسانی کرو (اتنا چلانا کیا ضرور ہے) تم ایسے خدا کو پکارتے ہو جو بہرہ یا غائب نہیں ہے (رتی رتی) سنتا اور دیکھتا ہے اس کے بعد آپ میرے پاس تشریف

---

[1] زبان سے یا دل میں اس کا خیال کرے۔ یعنی یہ کام کا لفظ جو اس دعا میں ہے اس کی جگہ پر اس کام کا نام لے مثلاً فلانی عورت سے نکاح کرنا یا فلانی نوکری یا سوداگری کرنا یا فلانے ملک کا سفر کرنا ابن سنی کی روایت میں یوں ہے کہ سات بار یہ دعا پڑھے پھر اس کے بعد جو خیال پہلے دل میں آئے وہ کرے اس کے حق میں بہتر ہوگا مگر اس کی سند ضعیف ہے منہ [2] حافظ نے کہا معلوم نہیں کونسا سفر تھا ۱۲ منہ۔

نَفْسِي لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَاِنَّهَا كَنْزٌ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ اَوْقَالَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ هِيَ كَنْزٌ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

لائے ہیں دل ہی میں آہستہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھ رہا تھا آپ نے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا کر یہ بہشت کا ایک خزانہ ہے یا یوں فرمایا میں تجھ کو بہشت کا ایک خزانہ تبلا دوں وہ یہی کلمہ ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

بَابٌ ۷۸ اَلدُّعَاءِ اِذَا هَبَطَ وَادِيًا. فِيْهِ حَدِيْثُ جَابِرٍ

باب جب نشیب میں اترے اس وقت دعا کرنا۔

اس باب میں جابر کی حدیث (جو کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے[۱])

بَابٌ ۷۹ اَلدُّعَاءِ اِذَا اَرَادَ سَفَرًا اَوْ رَجَعَ

باب سفر میں جاتے وقت یا سفر سے لوٹتے وقت دعا کرنا[۲]

اس باب میں یحییٰ بن ابی اسحٰق نے انس سے روایت کی ہے۔

۱۴۱۱ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ اَوْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِّنَ الْاَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد یا حج یا عمرہ کرکے لوٹتے تو ہر بلندی (چڑھائی) پر چڑھتے وقت تین بار اللہ اکبر کہتے پھر یوں فرماتے اللہ کے سوا کوئی سچا خدا نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کی تعریف زیب دیتی ہے اور وہ سب کچھ کرسکتا ہے ہم اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنے والے ہیں اس کی درگاہ میں توبہ کرنے والے اپنے پروردگار کے شکر گزار اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اپنے بندے (محمدؐ) کی مدد کی اور کافروں کی ساری فوجوں کو اس نے اکیلے بھگا دیا[۳]

بَابٌ ۸۰ اَلدُّعَاءِ لِلْمُتَزَوِّجِ

باب دولہا کو دعا دینا

---

[۱] اس میں یوں ہے ہم جب بلندی پر چڑھتے تو تکبیر کہتے اور جب نشیب میں اترتے تو تسبیح کہتے ۱۲ منہ [۲] جو کتاب الجہاد میں موصولاً گزر چکی اس میں یوں ہے جب مدینہ ہم کو دکھائی دینے لگا تو آپ نے یوں فرمایا آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون ۱۲ منہ [۳] امام بخاری نے سفر میں نکلتے وقت کی دعا اس باب میں بیان نہیں کی شاید ان کی کوئی حدیث اپنی شرط پر نہ ملی ہوگی امام مسلم نے ابن عمرؓ سے نکالا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار ہو جاتے سفر کو جاتے وقت تو تین بار تکبیر کہتے پھر یہ آیت پڑھتے۔ اللھم انا نسالك فی سفرنا ھذا البر والتقوی و من العمل ما ترضی اللھم ھون علینا سفرنا ھذا و اطوعنا بعدہ اللھم انت الصاحب فی السفر والخلیفة فی الاھل والولد اللھم انی اعوذبك من وعثاء السفر وكابة المنظر وسوء المنقلب فی المال والاھل والولد۔ ۱۲ منہ

۱۱۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَهْيَمْ أَوْ مَهْ؟ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ، بَارَكَ اللَّهُ لَكَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ثابت سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف پر (ان کے بدن یا کپڑے پر) زرد دھبہ دیکھا پوچھا کہو تو کیا حال ہے (یہ زردی کیسی) انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے گٹھلی برابر سونا مہر مقرر کر کے ایک عورت سے نکاح کیا ہے آپ نے فرمایا بارک اللہ لک ولیمہ تو کر ایک ہی بکری کا سہی۔

۱۱۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: هَلَكَ أَبِي وَتَرَكَ سَبْعَ أَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ؟ قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ: بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا؟ قُلْتُ ثَيِّبًا، قَالَ: هَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ أَوْ تُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ؟ قُلْتُ هَلَكَ أَبِي فَتَرَكَ سَبْعَ أَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ فَكَرِهْتُ أَنْ أَجِيئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً تَقُومُ عَلَيْهِنَّ، قَالَ فَبَارَكَ اللَّهُ عَلَيْكَ، لَمْ يَقُلِ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرٍو، بَارَكَ اللَّهُ عَلَيْكَ ۔

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے وہ کہتے تھے میرے والد (جنگ احد میں) شہید ہوئے اور سات یا نو بیٹیاں چھوڑ گئے (ان کے نام معلوم نہیں ہوئے) پھر میں نے ایک عورت سے نکاح کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا جابرؓ تو نے نکاح کیا میں نے عرض کیا جی فرمایا باکرہ (کنواری) یا ثیبہ (شوہر دیدہ) سے میں نے عرض کیا ثیبہ سے آپ نے فرمایا ارے کنواری چھوکری کیوں نہیں کی وہ تجھ سے کھیلتی تو اس سے کھیلتا وہ تجھ سے ہنستی بولتی تو اس سے ہنستا بولتا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہوا یہ کہ میرے باپ شہید ہوئے اور سات یا نو بیٹیاں (میری بہنیں) چھوڑ گئے میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ انہی کی سی ایک اور (کم عمر) چھوکری بیاہ[1] لاؤں اس لیے میں نے ایک جہاندیدہ عورت سے نکاح کیا جو ان کی نگرانی رکھے[2]۔ تب آپ نے فرمایا بارک اللہ علیک سفیان بن عیینہ اور محمد بن مسلم نے اس حدیث کو عمرو بن دینار سے روایت کیا ان کی روایتوں میں یہ فقرہ نہیں ہے بارک اللہ تعالیٰ علیک[3]

بَابٌ ٨ مَا يَقُولُ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ ۔

باب جب اپنی جورو سے صحبت کرنے لگے تو کیا کہے

[1] وہ بھی کھیل کود میں ان کی شریک ہو جائے ۱۲ منہ [2] خبرگیری کرے ان کو گھرداری کی تمیز سکھلائے ۱۲ منہ [3] یہ دونوں روایتیں کتاب المغازی میں گزر چکی ہیں ۱۲

۱۱۷۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ کُرَیْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّاْتِیَ اَهْلَهٗ قَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّیْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا فَاِنَّهٗ اِنْ یُّقَدَّرْ بَیْنَهُمَا وَلَدٌ فِیْ ذٰلِكَ لَمْ یَضُرَّهٗ شَیْطٰنٌ اَبَدًا۔

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انہوں نے منصور سے انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے انہوں نے کریب سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی تم میں اپنی جورو سے صحبت کرنے وقت (یعنی جب صحبت کا ارادہ کرے) یوں کہہ لے بسم اللہ یا اللہ ہم کو شیطان کے شر سے بچائے رکھ اور جو بچہ ہم کو عنایت فرمائے شیطان کو اس سے الگ رکھ پھر اگر ان کے حصے میں بچہ لکھا ہے اور بچہ پیدا ہو تو شیطان اس کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

بَابُ ۸۲ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً۔

باب ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ یہ دعا کرنا۔

۱۱۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ اَکْثَرُ دُعَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے انہوں نے عبدالعزیز بن صہیب سے انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یوں دعا فرماتے اللھم ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار[۵]۔

بَابُ ۸۳ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْیَا۔

باب دنیا کے فتنے سے پناہ مانگنا۔

۱۱۹۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ اَبِی الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عُبَیْدَةُ بْنُ حُمَیْدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِیْهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُنَا هٰؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ

ہم سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا کہا ہم سے عبیدہ بن حمید نے انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے انہوں نے مصعب بن سعد بن ابی وقاص سے انہوں نے اپنے والد سعد بن ابی وقاص سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو یہ پانچ دعائیں اس طرح سکھلاتے تھے جیسے کوئی کسی کو لکھنا سکھاتا

[۵] یہ بڑی جامع دعا ہے دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی کا اس میں سوال ہے اب باقی کیا رہا اس قسم کی جامع دعائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت منقول ہیں جیسے۔ اللھم انی اسالك خیر الدنیا والآخرۃ، یا۔ اللھم انی اسالك من الخیر کلہ واعوذ بك من الشر کلہ، یا۔ اللھم انی اسالك العفو والعافیۃ ۱۲ منہ

كَمَا تُعَلَّمُ الْكِتَابَةُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔

ہے (بڑی محنت اور احتیاط کے ساتھ) یا اللہ بخیلی سے تیری پناہ یا اللہ نامردی سے تیری پناہ یا اللہ نکمی عمر تک زندہ رہنے سے تیری پناہ یا اللہ دنیا کے فتنے سے تیری پناہ یا اللہ قبر کے عذاب سے تیری پناہ۔

بَابٌ ۸۴ تَكْرِيْرِ الدُّعَاءِ

باب دعا میں ایک ہی فقرہ بار بار عرض کرنا[۱]

۱۲۰۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُنْذِرٍ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُبَّ حَتّٰى اَنَّهُ لَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ قَدْ صَنَعَ الشَّيْءَ وَمَا صَنَعَهُ وَاَنَّهُ دَعَا رَبَّهُ ثُمَّ قَالَ: اَشْعَرْتِ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَفْتَانِيْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيْهِ؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَمَا ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ جَاءَنِيْ رَجُلَانِ فَجَلَسَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَاْسِيْ وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ؟ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ مَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ الْاَعْصَمِ، قَالَ فِيْمَاذَا؟ قَالَ فِيْ مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ، قَالَ فَاَيْنَ هُوَ؟ قَالَ فِيْ ذَرْوَانَ وَذَرْوَانُ بِئْرٌ فِيْ بَنِيْ زُرَيْقٍ، قَالَتْ فَاَتَاهَا رَسُوْلُ

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے انس بن عیاض نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا آپ کو ایسا خیال پیدا ہوتا جیسے ایک کام کر چکے ہیں حالانکہ وہ کام آپ نے نہ کیا ہوتا آخر آپ نے (مجبور ہو کر) پروردگار سے دعا کی (مجھ سے) کہنے لگے عائشہ تجھ کو معلوم ہوا میں نے جو بات اللہ تعالیٰ سے پوچھی تھی وہ اس نے بتلا دی حضرت عائشہ نے عرض کیا کیوں کیسے بتلائیے آپ نے فرمایا ایسا ہوا میرے پاس دو مرد (دو فرشتے) آئے ایک تو میرے سرہانے بیٹھ گیا ایک پائنتین ایک نے دوسرے سے پوچھا اجی یہ تو کہو ان صاحب کو کیا ہو گیا ہے اس نے کہا ہو کیا گیا ہے ان پر جادو کیا گیا ہے پوچھا کس نے جادو کیا ہے دوسرا بولا لبید بن اعصم نے پوچھا جادو کا سامان کیا ہے دوسرے نے کہا کنگھی اور بال (جو کنگھی کرنے میں جھڑتے ہیں) اور نر کھجور کے خوشے کا غلاف (انہی چیزوں میں جادو کیا) پوچھا اچھا یہ سارا سامان کہاں ہے دوسرے نے کہا ذروان میں[۳]۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں پھر آنحضرت

---

[۱] اس باب میں امام بخاری جو حدیث جادو کی لائے ہیں اس سے باب کا مطلب نہیں نکلتا مگر انہوں نے اپنی عادت کے موافق اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو انہوں نے طب اور بدء الخلق میں نکالا اور امام مسلم کی روایت میں یوں ہے آپ نے دعا کی پھر دعا کی اور اس باب میں صاف وہ روایت ہے جس کو ابوداؤد اور نسائی نے عبداللہ بن مسعود سے نکالا اس میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین بار دعا کرنا اور تین بار استغفار کرنا پسند تھا ۱۲ منہ [۲] کہ مجھ کو یہ کیا عارضہ ہو گیا ہے ۱۲ منہ [۳] ذروان ایک کنواں تھا بنی زریق کے محلے میں ہے۔

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی عَآئِشَۃَ فَقَالَ: وَاللّٰہِ لَکَاَنَّ مَاءَ ھَا نُقَاعَۃُ الْحِنَّاءِ وَلَکَاَنَّ نَخْلَھَا رُءُوْسُ الشَّیَاطِیْنِ۔ قَالَتْ فَاَتٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَھَا عَنِ الْبِئْرِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَھَلَّا اَخْرَجْتَہٗ؟ قَالَ اَمَّا اَنَا فَقَدْ شَفَانِیَ اللّٰہُ وَکَرِھْتُ اَنْ اُثِیْرَ عَلَی النَّاسِ شَرًّا۔ زَادَ عِیْسَی بْنُ یُوْنُسَ وَاللَّیْثُ عَنْ ھِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَآئِشَۃَ قَالَتْ: سُحِرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَعَا وَدَعَا وَسَاقَ الْحَدِیْثَ۔

صلی اللہ علیہ وسلم اس کنویں پر تشریف لے گئے لوٹ کر آئے تو مجھ سے فرمانے لگے عائشہ خدا کی قسم اس کنویں کے پانی کا رنگ ایسا تھا جیسے مہندی کا پانی اور وہاں پر جو کھجور کے درخت تھے وہ ایسے بھیانک جیسے سانپوں کے پھن (یا جنّوں کے سر) غرض آپ نے وہاں کا سب حال حضرت عائشہ کو سنایا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اس سامان کو کھلوایا کیوں نہیں (یا کنویں سے نکلوایا کیوں نہیں یا جادو کا توڑا کیوں نہیں) آپ نے فرمایا بات یہ ہے کہ اللہ نے (اپنے فضل و کرم سے) مجھ کو تندرست کر دیا اب میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ خواہ مخواہ لوگوں میں ایک شور پھیلاؤں عیسٰی بن یونس اور لیث بن سعد کی روایت میں جو انہوں نے ہشام سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہ سے کی ہے یوں ہی آپ نے دعا کی پھر دعا کی[1]

بَابُ ۸۵ الدُّعَاءِ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ

باب مشرکوں پر بد دعا کرنے کا بیان

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلَیْھِمْ بِسَبْعٍ کَسَبْعِ یُوْسُفَ وَقَالَ: اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِاَبِیْ جَھْلٍ۔ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ دَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الصَّلٰوۃِ: اَللّٰھُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا حَتّٰی اَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ: لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ۔

اور عبداللہ بن مسعود نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی یا اللہ مکہ کے مشرکوں پر حضرت یوسفؑ کے زمانہ کی طرح سات برس کا قحط بھیج کر میری مدد کر[2] اور آنحضرتؐ نے یہ بھی فرمایا یا اللہ ابوجہل کی تباہی اپنے اوپر لازم کر لے اور عبداللہ بن عمرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں یوں دعا کی یا اللہ فلانے پر لعنت کر اور فلانے پر لعنت کر اس وقت اللہ تعالیٰ نے (سورۂ آل عمران کی) یہ آیت اتاری تجھ کو کچھ اختیار نہیں[3]۔

۱۲ | حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ اَخْبَرَنَا وَکِیْعٌ عَنِ ابْنِ اَبِیْ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِیْ اَوْفٰی

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو وکیع نے خبر دی انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے کہا میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ[4] سے

---

[1] اسی روایت سے امام بخاری نے باب کا مطلب نکالا کیونکہ اس میں مکرر دعا کرنا مذکور ہے امام مسلم کی روایت میں فدعا ثم دعا تین بار مذکور ہے عیسٰی بن یونس کی روایت کو کتاب الطب میں اور لیث بن سعد کی روایت کو بدء الخلق میں خود امام بخاری نے روایت کیا ہے ۱۲ منہ [2] یہ روایت کتاب الاستسقاء میں موصولاً گزر چکی ہے ۱۲ منہ [3] یہ حدیث بھی کتاب الطہارۃ میں موصولاً گزر چکی ہے ۱۲ منہ [4] یہ حدیث بھی کتاب المغازی اور تفسیر میں موصولاً گزر چکی ہے ۱۲ منہ۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْأَحْزَابِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ ۞

۱۲۲ | حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ قَنَتَ: اَللّٰهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ، اَللّٰهُمَّ أَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ ۞

۱۲۳ | حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ فَأُصِيبُوا فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ عَلَى شَيْءٍ مَا وَجَدَ عَلَيْهِمْ فَقَنَتَ شَهْرًا فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَيَقُولُ: إِنَّ عُصَيَّةَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ ۞

۱۲۴ | حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ

سنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق میں کافروں کے لشکروں پر بد دعا کی فرمایا یا اللہ کتاب کے اتارنے والے حساب جلد لینے والے ان کافروں کی فوجوں کو بھگا دے ان کا پاؤں اکھیڑ دے۔

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوہریرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی اخیر رکعت میں جب رکوع سے سر اٹھا کر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ چکتے اس وقت دعائے قنوت پڑھتے آپ یوں فرماتے یا اللہ عیاش بن ابی ربیعہ کو (کافروں کے پنجے سے) چھڑا دے یا اللہ ولید بن ولید کو چھڑا دے یا اللہ سلمہ بن ہشام کو چھڑا دے[1] یا اللہ کمزور مسلمانوں (عورتوں بچوں) کو چھڑا دے یا اللہ ان مضر کے کافروں (قریش) کو سخت عذاب اتار روند ڈال یا اللہ ان پر ایسے قحط بھیج جیسے حضرت یوسفؑ کے زمانہ میں قحط آئے تھے۔

ہم سے حسن بن ربیع نے بیان کیا کہا ہم سے ابوالاحوص (سلام بن سلیم نے) انہوں نے عاصم بن سلیمان احول سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کی ایک ٹکڑی روانہ کی جس کو قاریوں کی ٹکڑی کہتے تھے۔ کیونکہ اس میں اکثر لوگ قرآن کے قاری تھے۔) یہ ساری ٹکڑی شہید کی گئی میں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کا اتنا رنج ہوا کہ اتنا رنج کبھی نہیں ہوا تھا اور ایک مہینہ تک فجر کی نماز میں آپ قنوت پڑھتے رہے اور فرماتے تھے کہ عصیہ قبیلے نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی[2]

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام نے کہا ہم کو خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں

[1] یہ تینوں شخص مکہ میں کافروں کی قید میں تھے اور سخت تکلیفیں ان کے ہاتھ سے اٹھا رہے تھے ۱۲ منہ [2] ناحق ان بیچارے قاریوں کو فریب سے مار ڈالا۔

عائشة رضي الله عنها قالت: كان اليهود يسلمون على النبي صلى الله عليه وسلم يقولون: السام عليك ففطنت عائشة إلى قولهم فقالت: عليكم السام واللعنة. فقال النبي صلى الله عليه وسلم: مهلا يا عائشة إن الله يحب الرفق في الأمر كله فقالت يا نبي الله أولم تسمع ما يقولون؟ قال: أولم تسمعي أرد ذلك عليهم فأقول وعليكم.

١٢٥۔ حدثنا محمد بن المثنى حدثنا الأنصاري حدثنا هشام بن حسان حدثنا محمد بن سيرين حدثنا عبيدة حدثنا علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال: كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم يوم الخندق فقال: ملأ الله قبورهم وبيوتهم نارا كما شغلونا عن صلاة الوسطى حتى غابت الشمس وهي صلاة العصر.

باب ٨٦ الدعاء للمشركين

١٢٦۔ حدثنا علي حدثنا سفيان حدثنا أبو الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قدم الطفيل بن عمرو على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله إن دوسا قد عصت وأبت فادع الله عليها فظن الناس أنه يدعو عليهم فقال اللهم اهد

نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا یہودی لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتے تو (کمبخت سلام کے بدل) سام کہتے حضرت عائشہ ان کا کہنا سمجھ گئیں انہوں نے یوں جواب دیا تم ہی پر سام (موت) اور لعنت پڑے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ اللہ تعالیٰ ہر کام میں نرمی (خوش اخلاقی) کو پسند کرتا ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نے ان کا کہنا نہیں سنا (سلام کے بدل انہوں نے سام کہا) آپ نے فرمایا تو نے میرا جواب نہیں سنا میں نے جواب دیا علیکم[1]

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے کہا ہم سے ہشام بن حسان نے کہا ہم سے محمد بن سیرین نے کہا ہم سے عبیدہ سلمانی نے کہا ہم سے علی بن ابی طالبؓ نے انہوں نے کہا ہم خندق کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ نے فرمایا اللہ ان کافروں کی قبروں اور گھروں کو انگار سے بھر دے جیسے ان کمبختوں نے ہم کو بیچ والی نماز (عصر کی نماز) نہ پڑھنے دی یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔

باب مشرکوں کے لیے بھلائی کی دعا کرنا[2]

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے ابوالزناد نے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا طفیل بن عمرو (دوس قبیلے کا سردار) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا یا رسول اللہ دوس کے لوگوں نے اللہ کی نافرمانی اور مسلمان ہونے سے انکار کیا آپ ان کے لیے بددعا فرمائیے لوگ سمجھے کہ اب آپ ان پر بددعا کریں گے لیکن آپ نے دعا کی اور فرمایا یا اللہ دوس والوں

---

[1] یعنی جو تم نے کہا وہ تم ہی کو مبارک رہے ۱۲ منہ

[2] اس باب کا مضمون اگلے باب کے مخالف نہ ہوگا کیونکہ اگلے باب میں جو بددعا کا بیان ہے وہ اس پر محمول ہے جب مشرکوں کے ایمان لانے کی امید نہ رہی ہو اور یہ اس حالت میں ہے جب ان کے ایمان لانے کی امید ہو یا ان کا دل ملانا مقصود ہو بعضوں نے کہا مشرکوں کے لیے دعا کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص تھا اوروں کے لیے درست نہیں لیکن ہدایت کے لیے دعا تو اکثر نے جائز رکھی ہے ۱۲ منہ

وَدُوْسًا وَأْتِ بِهِمْ ۞

بَابٌ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ ۞

۱۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو بِهٰذَا الدُّعَاءِ: رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي كُلِّهِ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطَايَايَ وَعَمْدِي وَجَهْلِي وَهَزْلِي وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِي، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ وَحَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۞

۱۲۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا

کو ہدایت کر ان کو میرے پاس لے آ[1]

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یوں دعا کرنا یا اللہ میرے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخش دے۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالملک بن صباح نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابواسحاق سے انہوں نے ابوبردہ بن ابی موسیٰ سے انہوں نے اپنے والد ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ یوں دعا فرماتے[2] پاک پروردگار میری خطا معاف کر دے اور میری جہالت اور زیادتی جو میں نے سارے کاموں میں کی اور جس کو تو خوب جانتا ہے یا اللہ میری بھول چوکوں کو اور جو کام میں نے قصداً کیا اور میری نادانی اور لغویت کو معاف کر دے یہ سب باتیں مجھ میں موجود ہیں یا اللہ میرے اگلے پچھلے چھپے اور کھلے سب گناہوں کو بخش دے تو جس کو چاہے آگے کر دے جس کو چاہے پیچھے ڈال دے تو سب کچھ کر سکتا ہے[3] اور عبیداللہ بن معاذ نے کہا (جو امام بخاری کے شیخ ہیں) مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابواسحاق سے انہوں نے ابوبردہ بن ابی موسیٰ سے انہوں نے ابوموسیٰ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے[5]۔

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبیداللہ بن

---

[1] پھر ایسا ہی ہوا دوس والوں نے اسلام قبول کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس حاضر ہوئے ۱۲ منہ [2] یہ دعا بطریق اظہار عبودیت تھی یا تعلیم امت کے لیے ۱۲ منہ [3] یہ آپ نے براہ تواضع فرمایا جیسے بندہ اپنے مالک کے سامنے کہتا ہے گو اس نے کوئی قصور نہ کیا ہو بندہ تو بال بال گنہگار ہے سبحان اللہ ان دعاؤں سے تو صاف یہ ثبوت ہوتا ہے کہ آپ سچے پیغمبر تھے مگر دشمنوں کا منہ کالا وہ ہنر کو عیب سمجھتے ہیں اگر آپ جھوٹے ہوتے تو جھوٹوں کی طرح لوگوں میں اپنی تعلی کرتے کہ میں ایسا ہوں میں ویسا ہوں ۱۲ منہ [4] یہی استغنا الٰہی تو وہ چیز ہے جس سے بڑے بڑے پیغمبر اور مقرب بندے بھی تھرلتے اور رات دن بڑی عاجزی کے ساتھ اپنے قصور کا اقرار اور اعتراف کرتے رہتے ہیں اگر ذرا بھی انانیت کسی کے دل میں آئی تو پھر کہیں ٹھکانا نہ رہا حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمہ اللہ اپنی مکاتیب میں فرماتے ہیں وہ پاک پروردگار ایسا مستغنی اور بے پرواہ ہے کہ اگر چاہے تو ہر روز حضرت ابراہیم اور حضرت محمد کی طرح لاکھوں آدمیوں کو پیدا کر دے اور اگر چاہے تو دم بھر میں جتنے مقرب بندے ہیں ان سب کو راندہ درگاہ بنا دے جل جلالہ ۱۲ منہ [5] پھر ایسی ہی حدیث روایت کی ۱۲ منہ۔

عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوْسٰى وَأَبِي بُرْدَةَ أَحْسِبُهُ عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُوْ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَإِسْرَافِيْ فِيْ أَمْرِيْ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ هَزْلِيْ وَجِدِّيْ وَخَطَايَ وَعَمْدِيْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ ؛

عبدالمجید نے کہا ہم سے اسرائیل نے کہا ہم سے ابواسحاق نے انہوں نے ابوبکراور ابو بردہ سے (جو دونوں ابوموسیٰ اشعری کے بیٹے تھے) میں سمجھتا ہوں انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ یوں دعا کرتے یا اللہ میری خطا نادانی حد سے بڑھ جانا ہر ایک کام میں اور جو جو قصور تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے وہ سب معاف کر دے یا اللہ جو قصور میں نے ٹھٹھے کی راہ سے کیا یا سوچ سمجھ کر یا بھول چوک سے کیا یا جان بوجھ کر سب کو بخش دے میں نے سب طرح کے قصور کیے ہیں۔

بَابٌ ۸۸ الدُّعَاءِ فِي السَّاعَةِ الَّتِيْ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ ؛

باب جمعہ کے دن جو (قبولیت کی) ساعت ہے اُس وقت دعا کرنا۔

۱۲۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ يَسْأَلُ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ وَقَالَ بِيَدِهٖ، قُلْنَا يُقَلِّلُهَا يُزَهِّدُهَا ؛

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن ابراہیم نے کہا ہم کو ایوب سختیانی نے خبر دی انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہے جو کوئی مسلمان بندہ اس وقت کھڑا نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ سے کوئی بھلائی کی بات مانگے تو اللہ اس کو عنایت فرمائے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث بیان کرتے وقت ہاتھ سے اشارہ فرمایا ہم اس کو مطلب یہ سمجھے کہ ساعت تھوڑی دیر تک رہتی ہے۔

بَابٌ ۸۹ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْتَجَابُ لَنَا فِي الْيَهُوْدِ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيْنَا ؛

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ہم لوگ جو یہودیوں کے لیے دعا مانگیں گے وہ قبول ہوگی اور ان کی دعا ہمارے حق میں قبول نہیں ہونے کی۔

۱۳۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ الْيَهُوْدَ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا یہودی لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے السام علیک

فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكَ، قَالَ وَعَلَيْكُمْ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: السَّامُ عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْكُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَهْلاً يَا عَائِشَةُ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَإِيَّاكِ وَالْعُنْفَ أَوِ الْفُحْشَ. قَالَتْ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ: أَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قُلْتُ، رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِي فِيهِمْ وَلاَ يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ.

(تم مرو) آپ نے یوں جواب دیا وعلیکم (تم ہی مرو) یاتم ہی مرو گے) حضرت عائشہ نے یوں جواب دیا تم مرو اللہ کی پھٹکار تم پر اللہ کا غضب تم پر[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ ذرا دم لے نرمی سے کام کر اور سختی اور فحش گوئی سے بچی رہ انہوں نے عرض کیا کیا آپ نے ان کم بختوں کی بات نہیں سنی (انہوں نے آپ کو کوسا) آپ نے فرمایا تو نے کیا میرا جواب نہیں سنا میں نے بھی تو ان کا کہنا انہی پر ڈال دیا اور میری بد دعا ان کے حق میں (بارگاہ الٰہی سے) قبول ہو گی ان کی بد دعا میرے حق میں قبول ہونے والی نہیں[2]

بَاب ۹ التَّأْمِينِ

باب آمین کہنے کا بیان[3]

۱۳۱ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَاهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَمَّنَ الْقَارِئُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّ الْمَلاَئِكَةَ تُؤَمِّنُ فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلاَئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا زہری نے ہم سے سعید بن مسیب سے نقل کیا انہوں نے ابوہریرہؓ سے روایت کی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب پڑھنے والا (نماز میں یا غیر نماز میں) آمین کہے تو تم بھی آمین کہو اس لیے کہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں پھر جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے لڑ جائے گی اس کے اگلے گناہ سب بخش دیے جائیں گے۔

بَاب ۹ فَضْلِ التَّهْلِيلِ

باب لا الٰہ الا اللہ کہنے کی فضیلت[4]

[1] حضرت عائشہ کو غصہ آگیا یہ غصہ واجبی تھا کیونکہ انہوں نے آنحضرتؐ کو کوسا ۱۲ منہ [2] پھر ان کے کوسنے کاٹنے سے کیا ہوتا ہے جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی یہودی بڑی ذلت کے ساتھ مارے گئے جلا وطن کیے گئے ان کی اولاد مسلمانوں کی لونڈی غلام بنی ۱۲ منہ [3] ہر دعا کے بعد دعا کرنے والے اور سننے والوں سب کو آمین کہنا مستحب ہے ابن ماجہ کی روایت میں یوں ہے یہودی جتنا سلام اور آمین پر تم سے جلتے ہیں اتنا کسی بات پر نہیں جلتے دوسری روایت میں ہے تو آمین بہت کہا کرو افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ میں بعضے مسلمان بھی آمین سے جلنے لگے ہیں اور جب اہلحدیث پکار کر نماز میں آمین کہتے ہیں تو وہ بُرا مانتے ہیں لڑنے پر مستعد ہوتے ہیں گویا یہودیوں کی پیروی کرتے ہیں۔ [4] ایک حدیث میں یوں ہے افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ اور حضرات صوفیہ نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ ذکر قلبی میں صرف اللہ اللہ دل سے کہنا افضل ہے یا لا الٰہ الا اللہ بعضوں نے کہا ابتداء میں لا الٰہ الا اللہ اور انتہا میں اللہ کیونکہ جب نفی ماسوا دل میں جم گئی اب اثبات ہی اثبات کافی ہے حکیم سنائی فرماتے ہیں ۔ تا بجاروب لا نہ روبی راہ کہ رسی در سرائے الا اللہ کا ذکر تجھ کو اس وقت فائدہ دے گا جب لا کہہ کر ماسوائے اللہ کے نفی کرے اور غیر حق کا خیال تک چھوڑ دے ۱۲ منہ۔

١٣٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذَلِكَ حَتَّى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ.

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے سمی سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر ایک دن میں سو بار کہے تو اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا دس بردوں کو آزاد کرنے میں ملتا ہے اور اس کے لیے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور سو برائیاں اس کی میٹ دی جائیں گی اور سارے دن میں وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا اور کوئی شخص اس دن اس سے بڑھ کر کوئی عمل نہ لا سکے گا البتہ وہ شخص لا سکے گا جس نے اسی کلمہ کو سو بار سے بھی زیادہ پڑھا ہو[1]

١٣٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: مَنْ قَالَ عَشْرًا كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ رَبِيعِ بْنِ خُثَيْمٍ مِثْلَهُ فَقُلْتُ لِلرَّبِيعِ مِمَّنْ سَمِعْتَهُ؟ فَقَالَ مِنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، فَأَتَيْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ فَقُلْتُ مِمَّنْ سَمِعْتَهُ؟ فَقَالَ مِنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى فَأَتَيْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى فَقُلْتُ مِمَّنْ سَمِعْتَهُ؟

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالملک بن عمرو نے کہا ہم سے عمر بن ابی زائدہ نے انہوں نے ابواسحاق سبیعی سے انہوں نے عمرو بن میمون سے انہوں نے کہا جو شخص یہ کلمہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر دس بار کہے اس کو اتنا ثواب ملے گا جیسے حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں سے دس بردے آزاد کیے (اسی سند سے عمر بن ابی زائدہ نے کہا اور ہم سے عبداللہ بن ابی السفر نے بھی شعبی سے روایت کی انہوں نے ربیع بن خثیم سے یہی مضمون میں ربیع بن خثیم سے ملا اور میں نے پوچھا تم نے یہ حدیث کس سے سنی انہوں نے کہا عمرو بن میمون عودی سے یہ سن کر میں عمرو بن میمون کے پاس گیا ان سے پوچھا تم نے یہ حدیث کس سے سنی انہوں نے کہا ابن ابی لیلیٰ سے یہ سن کر میں ابن ابی لیلیٰ کے پاس گیا میں نے کہا تم نے یہ حدیث کس سے سنی انہوں نے کہا ابوایوب

---

[1] سبحان اللہ کیا فضیلت والا کلمہ ہے بعضی روایتوں میں ولہ الحمد کے بعد یحیی ویمیت بعضی میں بیدہ الخیر زیادہ ہے ایک روایت میں فجر کی نماز کے بعد کی قید ہے لیکن اس میں دس بار پڑھنے کا ذکر ہے یہ کلمہ گناہ گاروں کے لیے اکسیر ہے خصوصاً ہم جیسے گناہ گاروں کے لیے جو ہر دن سیکڑوں گناہ کیا کرتے ہیں اگر سو بار اس کلمے کو پڑھ لیا کرتے تو سارے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ ۱۲ منہ

فَقَالَ مِنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ يُحَدِّثُهٗ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَوْلَهٗ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُوْسٰى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ دَاوٗدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اِسْمَاعِيْلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الرَّبِيْعِ قَوْلَهٗ، وَقَالَ اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ سَمِعْتُ هِلَالَ بْنَ يَسَافٍ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ خُثَيْمٍ، وَعَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَوْلَهٗ، وَقَالَ الْاَعْمَشُ وَحُصَيْنٌ عَنْ هِلَالٍ عَنِ الرَّبِيْعِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَوْلَهٗ، وَرَوَاهُ اَبُوْ مُحَمَّدٍ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

انصاری سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے[1] اور ابراہیم بن یوسف[2] نے اپنے والد (یوسف بن اسحاق) سے روایت کی انہوں نے دادا ابواسحاق سبیعی سے انہوں نے کہا مجھ سے عمرو بن میمون اودی نے بیان کیا انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے ابوایوب انصاریؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث اور موسیٰ بن اسمٰعیل[3] (امام بخاری کے شیخ) نے کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا انہوں نے داؤد بن ابی ہند سے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے ابوایوب انصاری سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسمٰعیل بن ابی خالد نے اس کو شعبی سے انہوں نے ربیع سے موقوفاً ان کا قول نقل کیا اور آدم بن ابی ایاس (امام بخاری کے شیخ) نے کہا (اس کو دارقطنی نے وصل کیا) ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالملک بن میسرہ نے کہا میں نے ہلال بن لیساف سے سنا انہوں نے ربیع ابن خثیم اور عمرو بن میمون دونوں سے انہوں نے ابن مسعودؓ سے ان کا قول نقل کیا اور اعمش نے کہا (اس کو نسائی نے وصل کیا) اور حصین بن عبدالرحمٰن[4] نے ان دونوں نے ہلال بن لیساف سے روایت کی انہوں نے ربیع بن خثیم سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے موقوفاً ان کا قول اور ابومحمد حضرمی نے اس حدیث کو ابوایوب انصاری سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا[5]

---

[1] زکریا بن ابی زائدہ نے اس حدیث کو دو شیخوں سے سنا ایک ابواسحاق سے دوسرے عبداللہ بن ابی السفر سے پہلا طریق موقوف ہے اور دوسرا مرفوع ۱۲ منہ [2] اس کو ابوبکر بن ابی خیثمہ نے تاریخ میں وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو حسین مروزی نے زیادات زہد میں وصل کیا مگر زیادات میں پہلے یہ روایت موقوفاً ربیع سے نقل کی اس کے اخیر میں یہ ہے شعبی نے کہا میں نے ربیع سے پوچھا تم نے یہ کس سے سنا انہوں نے کہا عمرو بن میمون سے میں ان سے ملا اور پوچھا انہوں نے کہا میں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے سنا میں ان سے ملا اور پوچھا تم یہ حدیث کس سے روایت کرتے ہو انہوں نے کہا ابوایوب انصاری سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۲ منہ [4] اس کو محمد بن فضیل نے کتاب الدعاء میں وصل کیا ۱۲ منہ [5] اس کو امام احمد اور طبرانی نے وصل کیا بعضے نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے قال ابو عبداللہ والصحیح قول عمرو یعنی امام بخاری (باقی بر صفحہ آئندہ)

باب ۹۲

۱۳۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.

۱۳۵ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ.

باب ۹۳ فَضْلِ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

۱۳۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ.

باب سبحان اللہ کہنے کی فضیلت۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے سمے سے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے ابوہریرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک دن میں سو بار سبحان اللہ وبحمدہ کہے اس کے گناہ گو سمندر کی جھاگ (پھین) برابر ہوں جب بھی میٹ دیئے جائیں گے[1]

ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن فضیل نے انہوں نے عمارۃ بن قعقاع سے انہوں نے ابوزرعہ سے انہوں نے ابوہریرۃ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں (ان کا کہنا آسان ہے) اور قیامت کے دن اعمال کے ترازو[2] میں بہت بھاری (وزن دار) ہوں گے پروردگار کو بہت پسند ہیں سبحان اللہ العظیم اور سبحان اللہ العظیم۔

اللہ تعالے کی یاد کی فضیلت۔

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ نے انہوں نے برید بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے دادا ابوبردہ سے انہوں نے اپنے والد ابوموسٰی اشعری سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کی یاد کرتا ہے اس کی مثال زندے کی سی ہے اور جو یاد نہیں کرتا اس کی مثال مردے کی سی ہے[3]

(بقیہ صفحہ سابقہ) نے کہا عمرو کی روایت صحیح ہے حالانکہ اوپر عمرو کی روایت کوئی نہیں گزری بلکہ عمر بن ابی زائدہ کی حافظ ابو ذر نے کہا عمر صحیح ہے اور داؤ لکھنا غلط ہے میں کہتا ہوں بعضے نسخوں میں یوں بھی ہے قال ابو عبداللہ الصحیح قول عبدالملک بن عمرو ۱۲ منہ [1] معاف ہو جائیں گے بعضوں نے اس سے یہ نکالا ہے کہ تسبیح تہلیل سے افضل ہے حالانکہ تہلیل سب اذکار سے افضل ہے اور اس میں صریح حدیث وارد ہے میں کہتا ہوں تسبیح تہلیل تکبیر تحمید سب میں فضیلت ہی فضیلت ہے اور اللہ کی یاد کسی طرح ہو دنیا و مافیہا سے افضل اور موجب قرب اور کفارہ معاصی ہے ۱۲ منہ [2] کیونکہ قیامت کے دن نیک اعمال اسی طرح برے اعمال جسم پکڑ لیں گے جیسے دوسری حدیثوں سے ثابت ہے ۱۲ منہ [3] اللہ کی یاد گویا نور زندگی ہے اور اللہ کو بھول جانا گویا ظلمت مرت ہے بعضوں نے کہا اللہ کی یاد کرنے والے سے دوستوں کو فائدہ اور دشمنوں کو نقصان پہنچتا ہے اور اللہ کی یاد نہ کرنے والے سے کچھ نقصان نہیں پہنچتا تو وہ مردے کی طرح ہوا یہاں یہ اعتراض نہ ہوگا کہ اللہ کے نیک بندوں کے ان کے مرنے کے بعد (باقی صفحہ ۹۸)

۱۳۷ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللَّهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوا إِلَى حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحُفُّونَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْهُمْ مَا يَقُولُ عِبَادِي؟ قَالُوا يَقُولُونَ يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَيَحْمَدُونَكَ وَيُمَجِّدُونَكَ قَالَ فَيَقُولُ هَلْ رَأَوْنِي، قَالَ فَيَقُولُونَ لَا وَاللَّهِ مَا رَأَوْكَ، قَالَ فَيَقُولُ وَكَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي؟ قَالَ يَقُولُونَ لَوْ رَأَوْكَ كَانُوا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَأَشَدَّ لَكَ تَمْجِيدًا وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيحًا. قَالَ يَقُولُ فَمَا يَسْأَلُونِي؟ قَالَ يَسْأَلُونَكَ الْجَنَّةَ. قَالَ يَقُولُ وَهَلْ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو رستوں میں پڑے پھرتے ہیں اور اللہ کی یاد کرنے والوں کو ڈھونڈتے رہتے ہیں جہاں انہوں نے ایسے لوگ دیکھے جو اللہ کا ذکر کر رہے ہیں بس ایک دوسرے کو آواز دینے لگتے ہیں اجی ادھر آؤ تمہارا مطلب حاصل ہو گیا (اللہ کی یاد کرنے والے مل گئے بس یہ فرشتے وہاں جمع ہو کر پہلے آسمان تک اپنے پنکھوں (پروں) سے ان یاد کرنے والوں کے گرد امنڈتے رہتے ہیں (جب پروردگار پاس جاتے ہیں) تو پروردگار ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے زیادہ ہر ایک بات کو جانتا ہے[1] میرے بندے کیا کہہ رہے تھے وہ عرض کرتے ہیں تیری تسبیح اور تکبیر اور تحمید اور تمجید[2] کر رہے تھے وہ عرض فرماتا ہے کیا ان بندوں نے مجھ کو دیکھا ہے وہ کہتے ہیں قسم تیری ذات پاک کی انہوں نے تجھ کو نہیں دیکھا اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر کہیں وہ مجھ کو دیکھ لیتے تو کیا ہوتا فرشتے کہتے ہیں پھر تو اس سے بھی زیادہ تیری عبادت کرتے تیری بڑائی بیان کرتے تیری تسبیح کرتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اچھا یہ تو کہو وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں فرشتے کہتے

(حاشیہ صفحہ سابقہ) بھی فیوض اور برکات پہنچتے ہیں جیسے اس کا تجربہ بہت سے صالحین اور اولیا اللہ نے کیا ہے کیونکہ یہ فیوض اور برکات ان کی ارواح مقدس سے پہنچتے ہیں وہ مردہ نہیں ہیں مردہ ان کا جسم ہے جو گل سڑ کر خاک ہو جاتا ہے اور پیغمبروں کے اجسام بھی مردہ نہیں وہ جسم معیت اپنی قبروں میں زندہ رہتے ہیں جیسے دوسری حدیث سے ثابت ہے لیکن اہلحدیث کے ایک طائفہ علماء جیسے ابن تیم وغیرہ نے مردوں کے فیوض اور برکات زندوں کو پہنچنے کا انکار کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ صحیح حدیث کی رو سے جہاں آدمی مر گیا اس کا عمل منقطع ہو گیا اور مردہ تو خود زندے کا محتاج ہے اس کی دعا اور ایصال ثواب وغیرہ کا امیدوار رہتا ہے ہم کہتے ہیں کہ عموماً یہ خیال بالکل صحیح ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کا اور حال ہے وہ مرنے کے بعد بھی جب حکم الٰہی ہوتا ہے تو اپنے زائر پر توجہ فرماتے ہیں اور ان کی روح سے زائر کو بہت سے فیوض پہنچتے ہیں اور یہ امر بدون تجربہ کے ہر عامی ظاہر پرست شخص پر نہیں کھل سکتا اور اگر مُردوں میں عموماً احساس اور سمع نہ ہوتا تو اہل قبور پر سلام کیوں مشروع ہوتا کیا لکڑی پتھر کو آنحضرت نے سلام کرنے کا حکم دیا اس کا وہی قائل نہ ہو گا جو نادان[ع] ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] اس کا سمع اور بصر ہر جائے کام کر رہا ہے رتی رتی دیکھ رہا ہے ۱۲ منہ [2] سبحان اللہ اللہ اکبر الحمد للہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہہ رہے تھے دوسری روایت میں اور لا الہ الا اللہ کہہ رہے تھے اتنا زیادہ ہے غرض یہ کلمات ان سب باتوں کا (باقی بر صفحہ ۹۹)

(باقی بر صفحہ ۹۹)

[ع] یہ فاضل مترجم کی ذاتی رائے ہے ادلۂ شرعیہ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ بلکہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ عبدالصمد ریالوی

رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا، قَالَ يَقُوْلُ، فَكَيْفَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا؟ قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوْا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَأَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً، قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ، قَالَ يَقُوْلُ وَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَأَوْهَا، قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَأَوْهَا كَانُوْا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً، قَالَ فَيَقُوْلُ فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، قَالَ يَقُوْلُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ، قَالَ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ، رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ، وَرَوَاهُ سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؞

ہیں بہشت کا سوال کرتے ہیں اور کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انہوں نے بہشت کو دیکھا ہے فرشتے عرض کرتے ہیں قسم تیری پاک ذات کی انہوں نے بہشت نہیں دیکھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر کہیں بہشت انہوں نے دیکھی ہوتی تو کیا ہوتا وہ کہتے ہیں اگر بہشت دیکھی ہوتی تب تو اس کو حاصل کرنے کے لیے اس سے بھی زیادہ اس کی حرص کرتے اس پر جان دیتے اس کی لو لگی رہتی پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اچھا کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں فرشتے کہتے ہیں قسم تیری پاک ذات پاک کی دوزخ انہوں نے کہاں سے دیکھی ارشاد ہوتا ہے اگر کہیں دوزخ دیکھ لیتے تب کیا کیفیت ہوتی فرشتے کہتے ہیں اگر دوزخ دیکھ لیتے تب تو اور زیادہ اس سے بھاگتے رہتے اور بے انتہا ڈرتے رہتے اس وقت اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میں تم کو گواہ کرتا ہوں میں نے ان بندوں کو بخش دیا ایک فرشتہ عرض کرتا ہے پاک پروردگار ان یاد کرنے والے بندوں میں ایک شخص کسی کام کے لیے آکر وہاں بیٹھ گیا تھا وہ ان لوگوں میں شریک نہ تھا پروردگار ارشاد فرماتا ہے یہ ایسے بندے ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بھی بدنصیب نہیں ہو سکتا[1] اس حدیث کو شعبہ نے بھی اعمش سے روایت کیا (اسی سے سند جو اوپر گزر چکی ہے) لیکن اس کو مرفوع نہیں کیا[2] اور سہیل نے بھی اس کو اپنے والد (ابو صالح) سے روایت کیا انہوں نے ابو ہریرہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے[3]۔

(بقیہ صفحہ سابق) جامع ہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۱۲ منہ [1] گو ان میں شریک نہ ہو کسی کام یا مطلب سے ان کے پاس بیٹھ گیا ہو۔ تو ان کی برکت اور طفیل سے وہ بھی بخش دیا گیا اسی حدیث سے اہل اللہ اور ذاکرین خدا کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی جو کسی ضرورت سے گیا ہو ان کے فیض اور برکت سے محروم نہیں رہتا اب افسوس ہے ان لوگوں پر جو پیغمبر صاحب کے ساتھ بیٹھنے والوں اور سفر اور حضر میں آپ کے ساتھ رہنے والوں کو بہشت سے محروم اور بدنصیب جانتے ہیں یہ کم بخت خود ہی محروم ہوں گے ایک بار امیر خسرو دہلوی ملول اور محزون تھے حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہ نے پوچھا کہو کیا فکر ہے انہوں نے عرض کیا فکر یہ ہے کہ آپ تو آخرت میں مراتب عالیہ ملیں گے مزے سے بہشت میں سدھاریں گے میں معلوم نہیں کہاں رہ جاتا ہوں اور کس کس بلا میں مبتلا ہوتا ہوں حضرت نظام الدین نے فرمایا ارے خسرو تو اطمینان رکھ اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے مجھ کو سرفراز فرمایا مجھ پر نوازش کی تو میں قسم کھاتا ہوں جب تک تجھ کو ساتھ نہ لے لوں گا ہرگز بہشت میں نہ جاؤں گا اس وقت امیر خسرو خوش ہو گئے ان کی ساری فکر جاتی رہی ۱۲ منہ [2] بلکہ ابو ہریرہ کا قول بیان کیا اس کو امام احمد نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] مرفوعاً اس کو امام مسلم نے اور امام احمد نے وصل کیا ۱۲ منہ

بَابُ ۹۴ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

۱۳۸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُو الْحَسَنِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِي عُثْمَانَ عَنْ اَبِي مُوسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ اَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَقَبَةٍ اَوْ قَالَ فِي ثَنِيَّةٍ قَالَ فَلَمَّا عَلَا عَلَيْهَا رَجُلٌ نَادَى فَرَفَعَ صَوْتَهُ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، قَالَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَغْلَتِهِ، قَالَ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا ثُمَّ قَالَ: يَا اَبَا مُوسَى اَوْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اَلَا اَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ، قُلْتُ بَلَى، قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

بَابُ ۹۵ لِلّٰهِ مِائَةُ اسْمٍ غَيْرَ وَاحِدٍ

۱۳۹ حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً قَالَ: لِلّٰهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ اسْمًا مِائَةٌ اِلَّا وَاحِدًا لَا يَحْفَظُهَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ وَتْرٌ

باب لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہنے کی فضیلت

ہم سے محمد بن مقاتل ابوالحسن مروزی نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو سلیمان بن طرخان نے انہوں نے عثمان نہدی سے انہوں نے ابوموسیٰ اشعری سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھاٹی میں گھسے یا ایک درے میں (جو دو پہاڑوں کے بیچ میں ہوتا ہے) جب اس کی بلندی پر پہنچے تو ایک مرد نے بلند آواز سے کہا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ابوموسیٰ رضی کہتے ہیں اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خچر پر سوار تھے۔ آپ نے فرمایا اتنا چلانا کیا ضرور ہے) تم کسی بہرے یا غائب کو تھوڑے پکارتے ہو پھر فرمایا ابوموسیٰ یا یوں فرمایا عبداللہ بن قیس (یہ ابوموسیٰ کا نام ہے) میں تجھ کو بہشت کے خزانے کا ایک کلمہ بتلاؤں میں نے عرض کیا ضرور بتلائیے آپ نے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

باب اللہ تعالیٰ کے ایک کم سو نام ہیں۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے کہا ہم نے یہ حدیث ابوالزناد سے یاد رکھی انہوں نے عبدالرحمن بن ہرمز سے روایت کی انہوں نے ابوہریرۃ رضی سے انہوں نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) سے روایت کی (آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ننانوے (ایک کم سو) نام ہیں جو کوئی ان کو یاد کرے وہ (ایک نہ ایک دن) بہشت میں جائیگا[1]

[1] یہ ننانوے نام ترمذی کی روایت میں مذکور ہیں پر اس کی اسناد ضعیف ہے اور طبرانی کی روایت میں تامّ اور دائم نام بھی آئے ہیں اور شدید اور اعلیٰ اور محیط اور مالک یوم الدین ابن حبان کی روایت میں رافع ابن خزیمہ کی روایت میں حاکم اور قریب اور ولی اور احد اور بیہقی کی روایت میں مغیث اور رب اور فرد اور کافی اور طاہر اور مبین اور صادق اور جمیل اور بادی اور قدیم اور بار اور وفی اور برہان اور شدید اور واقی اور قدیر اور حافظ اور عادل اور علی اور عالم اور احد اور ابد اور وتر اور ذوالقوۃ علی بن حزم نے کہا اسی نام قرآن اور صحیح حدیثوں میں پائے جاتے ہیں ابن حزم نے کہا قرآن میں ۶۸ نام میں نے پائے ہیں حاصل یہ کہ اللہ کے اسماء توقیفی ہیں یعنی جو قرآن اور حدیث میں آئے ہیں انہی ناموں کا اطلاق جائز ہے اپنی طرف سے نام تراشنا درست نہیں ہے اب اختلاف ہے کہ اسم اعظم کون سا نام ہے بعضوں نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر ایک نام اسم اعظم ہے بعضوں نے کہا ہے ہو کا لفظ ہے بعضوں نے کہا اللہ بعضوں نے کہا اللہ الرحمن الرحیم بعضوں نے کہا الرحمن الرحیم الحی القیوم بعضوں نے کہا الحی القیوم بعضوں نے کہا الحنان المنان بدیع السموات والارض ذوالجلال والاکرام بعضوں نے کہا ذوالجلال والاکرام بعضوں نے کہا اللہ لا الہ الا ہو الاحد الصمد الذی لم یلد (باقی بر صفحہ آئندہ)

يُحِبُّ الْوِتْرَ ؎

اور اللہ تعالیٰ طاق ہے (ایک ہے) وہ طاق عدد کو پسند کرتا ہے [۱]

بَابُ ۹۶ الْمَوْعِظَةِ سَاعَةً بَعْدَ سَاعَةٍ ؎

باب ٹھیر ٹھیر کر فاصلے سے وعظ نصیحت کرنا تاکہ لوگ [۲]

۱۴۰ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ قَالَ كُنَّا نَنْتَظِرُ عَبْدَ اللّٰهِ إِذْ جَاءَ يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ فَقُلْنَا أَلَا تَجْلِسُ قَالَ لَا وَلٰكِنْ أَدْخُلُ فَأُخْرِجُ إِلَيْكُمْ صَاحِبَكُمْ وَإِلَّا جِئْتُ أَنَا فَجَلَسْتُ، فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِهِ فَقَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ أَمَا إِنِّي أُخْبَرُ بِمَكَانِكُمْ وَلٰكِنَّهُ يَمْنَعُنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ كَرَاهِيَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا ؎

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا مجھ سے والد نے کہا ہم سے اعمش نے کہا مجھ سے شقیق نے انہوں نے کہا ہم عبداللہ بن مسعود کا انتظار کر رہے تھے [۳] اتنے میں یزید بن معاویہ کوفی (جو ایک تابعی تھے) آئے ہم نے ان سے کہا بیٹھو (تم ہی کچھ بیان کرو) انہوں نے کہا میں اندر جاتا ہوں اگر ہو سکا تو عبداللہ بن مسعودؓ کو لاتا ہوں ورنہ میں بیٹھ جاؤں گا (یہ کہہ کر وہ اندر گئے) عبداللہ بن مسعودؓ ان کا ہاتھ پکڑے ہوئے باہر آئے اور کھڑے کھڑے کہنے لگے مجھ کو معلوم ہو گیا تھا کہ تم یہاں موجود ہو پر میں نہ نکلا تو اس وجہ سے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ متفرق دنوں میں ہم کو وعظ نصیحت کیا کرتے (فاصلہ دے کر) آپ کا مطلب یہ تھا کہ ہم اکتا نہ جائیں [۴]

بسم اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

بَابُ ۹۷ مَا جَاءَ فِي الرِّقَاقِ وَأَنْ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ ؎

باب صحت اور فراغت کے بیان میں اور آنحضرتؐ کا یہ فرمانا زندگی درحقیقت آخرت ہی کی زندگی ہے [۵]

۱۴۱ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ هُوَ ابْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن سعید بن ابی ہند نے خبر دی انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عبداللہ بن عباس سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ

(بقیہ صفحہ سابقہ) ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد بعضوں نے کہا رب رب بعضوں نے کہا لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین بعضوں نے کہا اللہ اللہ الذی لا الہ الا ہو رب العرش العظیم بعضوں نے کہا لا الہ الا اللہ ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [۱] یہی وجہ ہے کہ اس نے طاق بہت چیزیں رکھی ہیں جیسے آسمان سات زمینیں سات دن سات دوزخ کے فرشتے دوزخ کے فرض نمازوں کی رکعتیں سترہ پانچ نمازیں وغیرہ وغیرہ ۱۲ منہ [۲] کب کر آمد ہو کر وعظ شروع کرتے ہیں ۱۲ منہ [۳] تو ہیں نے بھی آپ ہی کا طریقہ اختیار کیا اور روز روز تم کو وعظ نصیحت کرنا پسند نہ کیا ۱۲ منہ [۴] باقی دنیا کی زندگی موت سے بدتر ہے ہر وقت مرنے کا کھٹکا عذاب کا ڈر وان الدار الآخرۃ لھی الحیوان مراد در منزل جاناں چہ امن وعیش چوں ہر دم جرس فریاد میدارد کہ بربندید محملہا۔ ۱۲ منہ

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ - قَالَ عَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ:

کی دو نعمتیں ایسی ہیں جن کی اکثر لوگ قدر نہیں کرتے اور ان کو برباد کرتے ہیں ایک تو تندرستی دوسرے فرصت [۲] (فراغت بفکری) عباس بن عبدالعظیم عنبری نے کہا (جو امام بخاری کے شیخ ہیں) ہم سے صفوان بن عیسیٰ نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن سعید بن ابی ہند سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے کہا میں نے ابن عباس سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر ایسی ہی حدیث نقل کی۔

۱۴۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

اللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ
فَأَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر (محمد بن جعفر) نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے معاویہ بن قرہ سے انہوں نے انس سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا زندگی جو کچھ کہ ہے وہ آخرت کی زندگی۔ نیک کر انصار اور پردیسیوں کو اے خدا (یہ حدیث اوپر جنگ خندق کے باب میں گزر چکی ہے۔)

۱۴۳ - حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے احمد ابن مقدام نے بیان کیا کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے کہا ہم سے ابو حازم (سلمہ بن دینار) نے کہا ہم سے سہل بن سعد ساعدی نے انہوں نے کہا ہم جنگ خندق میں آنحضرت صلی اللہ

---

[۱] یعنی جب اللہ تعالیٰ تندرستی اور فراغت دے تو جلدی جلدی بہت سے نیک کام کرے اور آخرت کا توشہ بنائے غفلت اور بطالت میں اپنی اوقات خراب نہ کرے وقت سے زیادہ عزیز دنیا میں کوئی چیز نہیں ہے کوشش کرنا چاہیئے کہ کوئی گھڑی ان تین باتوں سے خالی نہ گزرے یا تو دنیا کے کمالات اور رسزا در معاش کی تحصیل کر رہا ہو یا آخرت کے لیے خدا کی عبادت اور ثواب کے کاموں میں مصروف ہو یہاں تک کہ سو رہا ہو آرام کر رہا ہو ۱۲ منہ [۲] سبحان اللہ کیا عمدہ نصیحت ہے مثل مشہور ہے تندرستی ہزار نعمت ہے۔ اسی طرح فرصت اور دل کی فراغت بس سارے جہاں کی نعمتوں سے یہ بڑھ کر ہیں اگر آدمی تندرست نہ ہو اور ساری دنیا کا مال دولت مل جائے تو اس پر لعنت وہ کس کام کا اسی طرح اگر سب کچھ ہو لیکن دل کو اطمینان نہ ہو تو کیا فائدہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں نعمتیں عطا فرمائی ہوں دنیا کی زندگی سے اسی نے حظ اٹھایا افسوس جاہل اور ظاہر بین لوگ مالداروں اور امیروں کو دیکھ کر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بڑی عیش میں ہیں حالانکہ عیش ویش خاک کچھ نہیں ان کا دل ہی جانتا ہے جس عذاب میں گرفتار ہیں عیش وہی لوگ کرتے ہیں جن کی صحت اچھی ہے اور بہ قدر ضرورت اللہ تعالیٰ نے ان کو دولت بھی دی ہے نہ کسی کے قرض دار ہیں نہ کسی کے محتاج دل میں غنا اور تونگری سمائی ہوئی ہے بڑے سے بڑے دنیا کے بادشاہ اور رئیس کی بھی خوشامد کی ان کو ضرورت نہیں جو اپنے سے جھکا اس سے جھک جاتے ہیں جو اپنے سے رکا اس سے رک جاتے ہیں کچھ محنت مشقت تجارت زراعت ہنر دستکاری سے اپنی روٹی پیدا کر لیتے ہیں دنیا کے نوابوں کے سامنے دست بستہ کھڑے ہونے اور جھک جھک کر رکوع سلام کرنے کو بہت برا جانتے ہیں اس پیسے پر سیر رکھتے ہیں اللہ کی محبت میں غرق ہیں جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے وہ اس خالق کے حکم کے ارادہ اور مشیت سے ہو رہا ہے وہی ان کو پسند ہے راضی برضا ان کے سارے کام پروردگار کے حوالے ہیں اس کی مرضی وہ مردہ بدست زندہ کی طرح اپنے مالک کی کارروائی سے ہر طرح راضی اور خوش ہیں رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ۱۲ منہ

فِي الْخَنْدَقِ وَهُوَ يَحْفِرُ وَنَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ وَيَمُرُّ بِنَا فَقَالَ: اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ. فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ، تَابَعَهُ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ ؛

علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ بنفس نفیس مٹی کھود رہے تھے اور ہم مٹی ڈھو رہے تھے آپ نے ہماری محنت کا حال دیکھ کر یہ شعر فرمائی سے زندگی جو کچھ کہ ہے وہ آخرت کی زندگی ؛ بخش دے انصار اور پردیسیوں کو اے خدا۔

بَابٌ ۹۸ مَثَلِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ ،

وَقَوْلِهِ تَعَالَى: إِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ؛

باب آخرت کے سامنے دنیا کی کیا حقیقت ہے اس کا بیان

اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ حدید میں) فرمایا دنیا کی زندگی ہے کیا بس کھیل تماشا ہے اور کچھ نہیں اور بناؤ سنگار اترانا مال اولاد کی کثرت پہ فخر کرنا اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک مینہ برسے اور کھیتی ہری بھری ہو کر لہلہانے لگے کنبی (کاشتکار) اس کو دیکھ کر خوش ہوں پھر ایک ہی ایکا (آفت آئے) زرد ہو جائے سوکھ کر چورہ چورہ بن جائے (یہ دنیا کی آفت تو سہل ہے) آخرت میں دو باتیں ہیں یا تو سخت عذاب ہونا ہے یا خدا کی طرف سے گناہوں کی معافی اور اس کی رضامندی غرض دنیا کی زندگی ایک دھوکے کی ٹٹی ہے اور کچھ نہیں

۱۴۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَغَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ؛

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے سہل بن سعد ساعدی سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے بہشت میں اتنی جگہ جتنے میں کوڑا رکھا جائے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

بَابٌ ۹۹ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ ؛

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ دنیا میں اس طرح بسر کرے جیسے کوئی پردیسی ہو یا راہ چلتا مسافر۔

۱۴۵ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے

سے بعضے نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے تابعہ سہل بن سعد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ مگر اوپر کی روایت تو سہل ہی کی ہے پھر متابعت کا مطلب نہیں بنتا شاید یہ عبارت کاتب کی غلطی سے یہاں درج ہو گئی اور صحیح مقام اس کا اگلی حدیث یعنی انس کی روایت کے بعد تھا قسطلانی نے کہا اکثر نسخوں میں یہ عبارت نہیں ہے

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُو الْمُنْذِرِ الطُّفَاوِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ الْاَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِي مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبِي فَقَالَ: كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ: اِذَا اَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَاِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ ؛

محمد بن عبدالرحمٰن ابو منذر طفاوی نے انہوں نے سلیمان اعمش سے کہا مجھ سے مجاہد بن جبر نے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں مونڈھے تھام کر فرمایا دنیا میں پردیسی یا راہ چلتے مسافر کی طرح گزارہ کر ابن عمرؓ کہا کرتے تھے جب شام ہو تو صبح کے انتظار میں مت رہ (جو نیک کام کرنا ہے وہ کر ڈال) اور جب صبح ہو تو شام کے انتظار میں مت رہ اور ایسا کر کہ تندرستی میں اپنی بیماری کا توشہ طیار کرے[1] اور زندگی میں موت کا سامان کرے[2]

بَابٌ فِي الْاَمَلِ وَطُوْلِهٖ، وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ، وَقَالَ عَلِيٌّ: ارْتَحَلَتِ الدُّنْيَا مُدْبِرَةً وَارْتَحَلَتِ الْاٰخِرَةُ مُقْبِلَةً وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بَنُوْنَ فَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الْاٰخِرَةِ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الدُّنْيَا، فَاِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَلَا حِسَابَ وَغَدًا حِسَابٌ وَلَا عَمَلٌ ،

بِمُزَحْزِحِهٖ : بِمُبَاعِدِهٖ ؛

باب آرزو کی رسی لمبی ہونا[3] اللہ تعالیٰ نے (سورۂ آل عمران میں فرمایا جو شخص دوزخ سے ہٹایا گیا اور بہشت میں بھیجا گیا وہی مراد کو پہنچا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کی ٹٹی ہے[4] سورہ بقرہ میں جو ہے بمزحزحہ اس کے معنے ہٹانے والا (سورہ حجر میں فرمایا) ان کو کھاتا پیتا مزے اڑاتا آرزو میں غافل چھوڑ دے۔ عنقریب (اس کا نتیجہ) ان کو معلوم ہو جائے گا اور حضرت علیؓ نے کہا دنیا تو پیٹھ دیئے ہوئے بھاگے چلی جاتی ہے اور آخرت سامنے منہ کیے چلی آتی ہے اور دنیا اور آخرت کے ہر ایک کے الگ الگ بچے ہیں تو تم آخرت کے بچے بنو دنیا کے بچھومت بنو کیونکہ آج (دنیا میں) عمل کا دن ہے (محنت کا بیج بونے کا) حساب کتاب کچھ نہیں کل آخرت کے دن حساب کتاب ہے عمل نہیں۔

۱۴۶ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ اَخْبَرَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ مُنْذِرٍ

ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا کہا ہم کو یحییٰ بن سعید قطان نے خبر دی انہوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے کہا مجھ سے

---

[1] شاید بیماری میں عبادت نہ ہو سکے تو تندرستی میں خوب عبادت کرے ۱۲ منہ [2] کیونکہ موت کے بعد تو پھر کوئی عمل نہ ہو سکے گا ۱۲ منہ [3] یہ امل کا ترجمہ ہے امل کہتے ہیں خواہشات نفس پورے ہونے کی امید رکھنا مثلاً یہ خیال کرے کہ ابھی بہت عمر پڑی ہے جلدی کیا ہے اخیر کی عمر میں توبہ کر لیں گے ۱۲ منہ [4] اس آیت سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ لمبی لمبی آرزوئیں کرنا نادانی ہے کیونکہ یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ تم ابھی زندہ رہو گے شاید موت آ گئی ہو ایک دن کا بھی آدمی کو بھروسہ نہیں بلکہ ایک منٹ کا بھی ۱۲ منہ [5] یہ تفسیر امام بخاری نے اگلی آیت کی مناسبت سے ذکر کر دی اس میں زحزح کا لفظ ہے بمزحزحہ بھی اسی سے ہے اکثر نسخوں میں یہ عبارت نہیں ہے ۱۲ منہ [6] اس کو ابو نعیم نے حلیہ میں ابن مبارک نے زہد میں وصل کیا ۱۲ منہ۔

عَنْ رَبِيعِ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مُرَبَّعًا وَخَطَّ خَطًّا فِي الْوَسَطِ خَارِجًا مِنْهُ وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا إِلَى هٰذَا الَّذِي فِي الْوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِي فِي الْوَسَطِ وَقَالَ هٰذَا الْإِنْسَانُ وَهٰذَا أَجَلُهُ مُحِيطٌ بِهِ أَوْ قَدْ أَحَاطَ بِهِ وَهٰذَا الَّذِي هُوَ خَارِجٌ أَمَلُهُ وَهٰذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ الْأَعْرَاضُ فَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا نَهَشَهُ هٰذَا وَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا نَهَشَهُ هٰذَا۔

۱۴۷ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطُوطًا فَقَالَ هٰذَا الْأَمَلُ وَهٰذَا أَجَلُهُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ جَاءَهُ الْخَطُّ الْأَقْرَبُ۔

بَابٌ مَنْ بَلَغَ سِتِّيْنَ سَنَةً فَقَدْ أَعْذَرَ اللهُ إِلَيْهِ فِي الْعُمُرِ لِقَوْلِهِ أَوَلَمْ

سے والد (سعید بن مسروق) نے انہوں نے منذر بن یعلی سے انہوں نے ربیع بن خثیم سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (زمین پر) ایک مربع بنایا اس کے بیچ میں ایک لکیر کی جو مربع سے باہر نکل گئی اور اس لکیر کے بازو جہاں سے لکیر شروع ہوئی چھوٹی چھوٹی لکیریں کیں اس کی شکل یہ ہے پھر فرمایا (یعنی مربع کے اندر) آدمی ہے اور مربع اس کی موت ہے جو چاروں طرف سے اس کو گھیرے ہوئے ہے اور لمبی لکیر جو مربع سے باہر نکل گئی ہے آدمی کی آرزو (امید ہے) اور یہ چھوٹی چھوٹی لکیریں عارضی اور آفات ہیں اگر ایک آفت سے بچ گیا تو دوسری نے آدبایا اگر اس سے بھی بچ گیا تو تیسری نے دبوچ لیا دیہ آفتیں تو صدہا ہیں بکرے کی ماں کب تک خیر منائیگی[1]

ہم سے مسلم بن ابراہیم فراہیدی نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن یحیٰی نے انہوں نے اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لکیریں (زمین پر) کیں اور فرمایا یہ آدمی کی آرزو ہے یہ اس کی عمر ہے اور وہ اپنی لمبی آرزو کے پھیر میں رہتا ہے اتنے میں نزدیک کی لکیر یعنی موت آپہنچتی ہے[2]۔

جس کی عمر ساٹھ برس کی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے عذر کا کوئی موقع باقی نہیں رکھا کیونکہ اللہ تعالےٰ نے

[1] آخر ایک نہ ایک دن آفت میں تشریف لے جائیگا اور آرزو کی رسی لٹکتی رہ جائے گی آرزو کی لکیر آپ نے اجل کے خطوط سے یعنی مربع کی چاروں لکیروں سے باہر کردی اس میں یہ اشارہ ہے کہ انسان وہ وہ آرزوئیں لگاتا ہے جن کو اس کی عمر بھی کافی نہیں ہوسکتی اور انہی آرزوؤں میں گر بُرموت ایک ہی ایکا اگر اپنے پنجہ سے دبوچ لیتی ہے ساری آرزوئیں دل ہی دل میں رہ جاتی ہیں چلو چھٹی ہوئی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ فقیر کی دو آرزوئیں تھیں ایک تو قرآن شریف کا ترجمہ عام فہم اور صحیح موافق تفاسیر صحابہ اور تابعین کے مرتب ہو جانا دوسری صحیح بخاری کا بھی ترجمہ اسی طرح اختصار کے ساتھ تیار ہو جانا یہ دونوں آرزوئیں حق تعالیٰ نے انجام کے قریب پہنچائی ہیں تفسیر مع ترجمہ تو پوری طرح طبع بھی ہو گئی ہے اور ترجمہ صحیح بخاری یہاں تک مرتب ہو گیا اور گیارہ پارے چھپ بھی گئے ہیں اللہ سے امید ہے کہ میری زندگی ہی میں پوری چھپ جائے گی اب ان آرزوؤں کے بعد مجھ کو کوئی آرزو ایسی اہم نہیں ہے یوں تو بمقتضائے بشریت خیال آہی جاتے ہیں مگر میں موت کے لیے طیار بیٹھا ہوں اگر حضرت موت تشریف لائیں تو میرے دل میں کوئی حسرت نہیں ۱۲ منہ [2] اب بھی اگر گناہ نہ چھوڑے تو سخت تاسف کے قابل ہے ۱۲ منہ

نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيْرُ ؀

(سورۂ فاطر میں) فرمایا کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی کہ سمجھنے والا اس میں خود (حق بات کو) سمجھ سکتا تھا اور (لطف یہ ہے کہ) ڈرانے والا پیغمبر بھی تمہارے پاس آ چکا[1]

۱۴۸۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مَعْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْغِفَارِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَعْذَرَ اللّٰهُ إِلَى امْرِئٍ أَخَّرَ أَجَلَهُ حَتّٰى بَلَّغَهُ سِتِّيْنَ سَنَةً تَابَعَهُ أَبُوْ حَازِمٍ وَابْنُ عَجْلَانَ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ ؀

مجھ سے عبدالسلام بن مطہر نے بیان کیا کہا ہم سے عمر بن علی بن عطا نے انہوں نے معن بن محمد سے انہوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اللہ نے اس آدمی کے لیے عذر کا کوئی موقع باقی نہیں رکھا جس کو ساٹھ برس تک دنیا میں مہلت دی۔ معن بن محمد کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن عجلان اور ابو حازم سلمہ بن دینار نے بھی مقبری سے روایت کیا[2]

۱۴۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَفْوَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَزَالُ قَلْبُ الْكَبِيْرِ شَابًّا فِي اثْنَتَيْنِ فِيْ حُبِّ الدُّنْيَا وَطُوْلِ الْأَمَلِ قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ وَابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدٌ وَأَبُوْ سَلَمَةَ ؀

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے ابوصفوان عبداللہ بن سعید نے کہا ہم کو یونس نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو سعید بن مسیب نے خبر دی کہ ابوہریرہ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے آدمی بوڑھا ہوتا جاتا ہے مگر دو چیزوں کی محبت میں اس کا دل جوان رہتا ہے ایک تو دنیا کی محبت میں دوسرے طول عمر کی خواہش میں اور لیث بن سعد نے کہا (اس کو اسمٰعیلی نے وصل کیا) مجھ سے یونس بن سعید نے بیان کیا اور عبداللہ بن وہب نے بھی (اس کو امام مسلم نے وصل کیا) یونس سے روایت کی انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی[3]۔

۱۵۰۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ

ہم سے مسلم بن ابراہیم فراہیدی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے کہا ہم سے قتادہ نے انہوں نے انس بن مالکؓ

---

[1] اس عمر کی مقدار میں مفسرین کا اختلاف ہے کسی نے چالیس برس کہے ہیں کسی نے چھیالیس کسی نے ساٹھ کسی نے ستر ابونعیم کی روایت میں مرفوعاً یوں ہے جس عمر میں آدمی کو عذر کی جگہ نہیں رہتی وہ ساٹھ سال ہیں ۱۲ منہ [2] جب بھی تم نے کفر اور شرک نہ چھوڑا ۱۲ منہ [3] محمد بن عجلان کی روایت کو طبرانی نے معجم اوسط میں اور ابوحازم کی روایت کو امام نسائی نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] پھر بھی حدیث نقل کی اس روایت میں دنیا کے بدل مال کا لفظ ہے ۱۲ منہ۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْبَرُ ابْنُ اٰدَمَ وَيَكْبَرُ مَعَهُ اثْنَانِ حُبُّ الْمَالِ وَطُوْلُ الْعُمُرِ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ ؛

سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی بوڑھا ہوتا جاتا ہے اور دو باتیں اس میں زیادہ ہوتی جاتی ہیں[1] ایک تو مال کی محبت دوسرے طول عمر کی خواہش اس حدیث کو شعبہ نے بھی قتادہ سے روایت کیا[2]

بَابٌ ۲۰۱ الْعَمَلِ الَّذِيْ يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ فِيْهِ سَعْدٌ ؛

باب جو عمل خالص خدا کی رضامندی کے لیے کیا جائے اس باب میں سعد بن ابی وقاص کی حدیث ہے آنحضرتؐ سے[3]

۱۵۱ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ اَسَدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ وَزَعَمَ مَحْمُوْدٌ اَنَّهٗ عَقَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَعَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا مِنْ دَلْوٍ كَانَتْ فِيْ دَارِهِمْ قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيَّ ثُمَّ اَحَدَ بَنِيْ سَالِمٍ قَالَ غَدَا عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنْ يُّوَافِيَ عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ ؛

ہم سے معاذ بن اسد نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو معمر نے انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو محمود بن ربیع انصاری نے خبر دی وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو یاد ہیں اور آپ کی وہ کلی بھی یاد ہے جو آپ نے ہمارے گھر کے ڈول سے لے کر (مجھ پر) کر دی تھی یہ محمود عتبان بن مالک سے نقل کرتے ہیں جو بنی سالم قبیلے کے تھے میں نے ان سے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو میرے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے قیامت کے دن جو کوئی بندہ ایسا آئے گا جس نے (دنیا میں) خالص اللہ کی رضامندی کے لیے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ حرام کر دے گا۔

۱۵۲ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَا لِعَبْدِيَ الْمُؤْمِنِ عِنْدِيْ جَزَاءٌ اِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهٗ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهٗ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمن نے انہوں نے عمرو بن ابی عمرو سے انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میرے اس مسلمان بندے کا بدلہ جس کے دنیا کے پیارے کو میں اٹھا لوں (جیسے بیٹے بھائی وغیرہ کو) اور وہ صبر کرے (راضی برضا رہے کوئی ناشکری کا کلمہ زبان سے

---

[1] یا جوان ہو جاتی ہے (ابو عوانہ) ۱۲ منہ [2] اس کو امام مسلم نے وصل کیا اس سند کے ذکر کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ قتادہ کی تدلیس کا شبہ رفع ہو کیونکہ شعبہ مدلس کرنے والوں سے اسی وقت روایت کرتے ہیں جب ان کے سماع کا یقین ہو جاتا ہے [3] جو جنازہ وغیرہ میں اوپر کئی بار گزر چکی ہے اس میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تو اگر پیچھے بھی رہ جائے پھر کوئی عمل خالص خدا کی رضامندی کے لیے کرے تو تیرا درجہ بلند ہوگا ۱۲ منہ۔

إِلَّا الْجَنَّةُ ۔

بَابُ ۲۰ مَا يُحْذَرُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَالتَّنَافُسِ فِيهَا ۔

۱۵۳۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ كَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُومِهِ فَوَافَتْهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا انْصَرَفَ تَعَرَّضُوا لَهُ فَتَبَسَّمَ حِينَ رَآهُمْ وَقَالَ أَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ بِقُدُومِ أَبِي عُبَيْدَةَ وَأَنَّهُ جَاءَ بِشَيْءٍ قَالُوا أَجَلْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَأَبْشِرُوا وَأَمِّلُوا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللّٰهِ مَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا وَتُلْهِيَكُمْ كَمَا أَلْهَتْهُمْ ۔

نہ نکالے) یہی ہے کہ اس کو بہشت دوں[1]۔

باب دنیا کی بہار اور رونق سے اور اس کی ریجھ کرنے سے ڈرانا۔

ہم سے اسمٰعیل بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا مجھ سے اسمٰعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے انہوں نے (اپنے چچا) موسیٰ بن عقبہ سے کہ ابن شہاب نے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا ان سے مسور بن مخرمہ نے ان کو عمرو بن عوف نے خبر دی جو بنی عامر بن لوی کے حلیف تھے اور جنگ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن جراح کو بحرین کا جزیہ لانے کے لیے بھیجا ہوا یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں سے یہ صلح کر لی تھی اور وہاں کا حاکم علاء بن حضرمی کو مقرر کیا تھا خیر ابو عبیدہ بحرین سے یہ روپیہ لے کر آئے (ایک لاکھ اسی ہزار درہم) انصار نے جو سُنا کہ آنحضرتؐ پاس اتنا روپیہ آیا ہے تو صبح کی نماز میں (سب دور دور سے آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے اور سلام پھیرتے ہی آپ کے سامنے آئے (احسن طلب کے طور پر) آپ ان کو دیکھ کر مسکرا دیئے اور فرمانے لگے شاید تم ابو عبیدہ کے آنے کی اور روپیہ لانے کی خبر سن کر آئے ہو انہوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا خوش ہو جاؤ اور خوشی کی امید رکھو (تم کو اس روپیہ میں سے ضرور ملے گا) خدا کی قسم مجھ کو تمہاری محتاجی کا کچھ ڈر نہیں ہے بلکہ مجھ کو تو یہ ڈر ہے کہیں تم کو دنیا کی فراغت اگلی امتوں کی طرح نہ ہو جائے پھر تم بھی اسی کی محبت میں دیوانے ہو کر آخرت کو بھول جاؤ جیسے وہ بھول گئے تھے[2]۔

[1] اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ صبر کرنا اور راضی برضا رہنا بھی ایک عمل ہے جو خالص خدا کے لیے کیا جاتا ہے اور اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ نے بہشت رکھا ہے۔
[2] اس حدیث میں آپ کا صریح معجزہ مذکور ہے آپ نے جیسے خبر دی تھی ویسا ہی ہوا مسلمانوں کو بڑی دولت اور حکومت ملی اور آخر انہوں نے دنیا میں غرق ہو کر دبا نی برصغو[illegible]

۱۵۴ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلّٰى عَلٰٓى اَهْلِ اُحُدٍ صَلَاتَهٗ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنِّيْ فَرَطُكُمْ وَاَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلٰى حَوْضِيَ الْاٰنَ وَاِنِّيْ قَدْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِيْحَ الْاَرْضِ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ مَآ اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا ؀

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے انہوں نے ابو الخیر سے انہوں نے عقبہ بن عامر سے ایسا ہوا ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ سے) نکل کر احد کے شہیدوں پاس گئے[۱] اور جیسے جنازے کی نماز میں دعا کرتے ہیں اس طرح ان شہیدوں کے لیے دعا کی پھر لوٹ کر (مدینہ میں) منبر پر آئے اور فرمایا لوگو میں تمہارا پیش خیمہ ہوں اور قیامت کے دن تمہارے اعمال کی گواہی دوں گا اور خدا کی قسم میں تو جیسے اس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں (یعنی حوض کوثر کو) اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو زمین کے خزانوں کی یا زمین کی کنجیاں[۲] عنایت فرمائیں اور میں خدا کی قسم اس سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد پھر مشرک بن جاؤ گے[۳] مگر مجھ کو (بڑا) ڈر اس بات کا ہے کہ تم کہیں دنیا کی ریجھ نہ کرنے لگو۔

۱۵۵ ۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَكْثَرَ مَآ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ اللّٰهُ لَكُمْ مِنْ بَرَكَاتِ الْاَرْضِ قِيْلَ وَمَا بَرَكَاتُ الْاَرْضِ قَالَ زَهْرَةُ الدُّنْيَا فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ هَلْ يَاْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَصَمَتَ النَّبِيُّ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابو سعید خدری سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جو تم پر بڑا ڈر رکھتا ہوں وہ ان برکتوں کا جو اللہ تمہارے لیے زمین سے نکالے گا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ زمین کی برکتوں سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا دنیا کا ساز و سامان[۴] اس وقت ایک شخص کہنے لگا (نام نامعلوم) کیا اچھی چیز سے بھی برائی پیدا ہوتی ہے[۵] یہ سن کر آنحضرت

(بقیہ صفحہ سابقہ) اللہ کو بھلا دیا اور لگے آپس میں لڑنے جھگڑنے رشک اور حسد کرنے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پھر دشمن ان پر غالب ہو گئے اور ان کی دولت اور حکومت چھین لی اب کہیں خال خال جو مسلمانوں کی حکومت رہ گئی وہ بھی تباہ حال میں ہے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو گرانے اور اپنے جمانے کی فکر میں ہے دولت کے استحکام اور تقویت کی اس کو فرصت ہی نہیں ملتی ادھر مسلمان رئیسوں اور بادشاہوں کا عجیب حال ہے دیکھتے جاتے ہیں کہ نصاریٰ اپنے ملک میں ایک چھوٹا سا عہدہ بھی مسلمان کو نہیں دیتے لیکن یہ ہیں کہ لائق اور ذی علم مسلمان موجود ہوتے ہیں نصاریٰ کو بلا بلا کر اپنے ملک کے عہدے اور خدمات دے رہے ہیں باوجودیکہ ان کو مسلمان رئیس سے ذرا بھی ہمدردی اور محبت نہیں ہوتی وہ تو اپنی حکومت کی خیر خواہی اور تقویت کی فکر میں رہتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون ۱۲ منہ حواشی صفحہ ہذا [۱] یہ واقعہ جنگ احد سے آٹھ برس بعد کا ہے ۱۲ منہ [۲] یعنی ان ملکوں کی جن کو آپ کی امت نے فتح کیا ۱۲ منہ [۳] کیونکہ ایمان تمہارے دلوں میں جم گیا ہے اب شرک اختیار کرنا ناممکن ہے ۱۲ منہ [۴] زراعت جانور سونا چاندی ۱۲ منہ [۵] یعنی مال و دولت اللہ کی نعمت سے برائی کیسے پیدا ہو گی ۱۲ منہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ ثُمَّ جَعَلَ يَمْسَحُ عَنْ جَبِيْنِهِ فَقَالَ أَيْنَ السَّائِلُ قَالَ أَنَا قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ لَقَدْ حَمِدْنَاهُ حِيْنَ طَلَعَ ذٰلِكَ قَالَ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ إِلَّا بِالْخَيْرِ إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَإِنَّ كُلَّ مَا أَنْبَتَ الرَّبِيْعُ يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرَةِ أَكَلَتْ حَتّٰى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ فَاجْتَرَّتْ وَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَأَكَلَتْ وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ حُلْوَةٌ مَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ وَوَضَعَهُ فِيْ حَقِّهِ فَنِعْمَ الْمَعُوْنَةُ هُوَ وَمَنْ أَخَذَهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ ۔

صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو رہے ہم سمجھے آپ پر وحی اتر رہی ہے[1] پھر آپ پیشانی سے پسینہ پونچھنے لگے اور فرمایا وہ پوچھنے والا شخص کہاں گیا اس نے عرض کیا حاضر ہوں ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں ہم اس کی تعریف کرنے لگے جب ہم کو یہ حال معلوم ہوا[2] خیر آپ نے فرمایا دیکھو اچھی چیز سے تو اچھائی (بھلائی) ہی پیدا ہوتی ہے[3] یہ دنیا کا ساز و سامان (ظاہر ہیں) تر و تازہ اور شیریں ہے[4] جیسے ربیع کی فصل جو گھاس چارہ اگاتی ہے[5] کسی جانور کا پیٹ پھلا کر (بدہضمی کرا کر) مار ڈالتی ہے کسی کو مرنے کے قریب کر دیتی ہے البتہ جو جانور (اعتدال کے ساتھ) ہری ہری دوب چرے اور کوکھیں تنتے ہی دھوپ میں جا کر کھڑا ہو جگالی کرے پتلا لگے پیشاب کرے (جب یہ غذا ہضم ہو جائے اس وقت) پھر آ کر چرے (تو ایسا جانور ہلاک نہ ہوگا) اسی طرح دنیا کے مال کو سمجھو ظاہر میں تو بہت شیریں (اور خوشنما) ہے مگر جو ایمانداری سے اس کو کمائے اور اچھے کاموں میں صرف کرے اس کے لیے تو یہ مال ثواب کمانے کا عمدہ ذریعہ ہوگا لیکن جو کوئی بے ایمانی سے ناحق (لوگوں کا) مال مارے[6] اس کی ایسی مثال ہوگی جیسے اس شخص کی جو کھاتا ہے پر اس کا پیٹ نہیں بھرتا (اس کو جوع البقر کا عارضہ ہے)[7]

* * *

۱۵۶۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَهْدَمُ بْنُ مُضَرِّبٍ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر (محمد بن جعفر) نے کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے کہا میں نے ابوجمرہ سے سنا کہا مجھ سے زہدم بن مضرب نے بیان کیا کہا میں نے عمران بن حصینؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا تم میں بہتر میرے زمانہ

---

[1] پہلے تو ہم نے اس کے پوچھنے کو برا سمجھا تھا اس خیال سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے شاید غصہ دلایا پھر ۱۲ منہ [2] کہ آنحضرتؐ اس کے پوچھنے سے ناراض نہیں ہوئے تعریف کی وجہ یہ تھی کہ اس کے سبب سے دین کی ایک بات معلوم ہوئی صحابہ کو اس سے بڑی خوشی ہوتی کہ باہر والا کوئی شخص آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کی باتیں پوچھے جیسے دوسری روایت میں ہے ۱۲ منہ [3] مگر دوسرے کسی عارضہ کی وجہ سے برائی آن پڑتی ہے ۱۲ منہ [4] مگر اس کا انجام کبھی خراب ہوتا ہے ۱۲ منہ [5] وہ پیداوار کیسی عمدہ ہوتی ہے مگر ۱۲ منہ [6] یا اس کا حق ادا کرے زکوٰۃ وغیرہ نکالے ۱۲ منہ [7] آخر ہوکا ہو کر وہ مر جاتا ہے ایسے ہی جس شخص کے دل میں دنیا کی طمع ہو جائے حلال حرام کی قید نہ رکھے وہ ایک نہ ایک دن اسی طمع کی بدولت اپنی عزت یا جان کھوتا ہے اور مال سب کا سب برباد ہو جاتا ہے ہزاروں آدمیوں کو اس پیر زال دنیا نے اسی مکر و فریب سے ہلاک کیا ہے ۱۲ منہ

وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُكُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ فَمَا أَدْرِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ قَوْلِهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ يَكُونُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ وَيَنْذِرُونَ وَلَا يَفُونَ وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ ؛

کے لوگ ہیں (صحابہ) پھر جو ان کے بعد والے ہیں (تابعین) پھر جو ان کے بعد والے ہیں (تبع تابعین) عمران کہتے ہیں مجھ کو یاد نہیں رہا آپ نے دو بار فرمایا (ثم الذین یلونہم) یا تین بار[1] پھر ان کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو بن بلائے گواہی دینے کو ان موجود ہوں گے[2] اور امانت میں خیانت کریں گے ان کا کوئی بھروسا نہیں کرنے کا اور نذر اور منت مانیں گے لیکن اس کو پورا انہیں کرنے کے اور (خوب کھاپی کر) موٹے بنیں گے (ہٹے کٹے)۔

۱۵۷ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَجِيءُ مِنْ بَعْدِهِمْ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَتُهُمْ أَيْمَانَهُمْ وَأَيْمَانُهُمْ شَهَادَتَهُمْ ؛

ہم سے عبدان نے بیان کیا انہوں نے ابوحمزہ سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے عبیدہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا تم لوگوں میں بہتر میرے زمانہ کے لوگ ہیں پھر جو ان کے بعد والے ہیں پھر جو ان کے بعد والے ہیں پھر ان کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قسم سے پہلے گواہی دیں گے کبھی گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے[3]

۱۵۸ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ خَبَّابًا وَقَدِ اكْتَوَى يَوْمَئِذٍ سَبْعًا فِي بَطْنِهِ وَقَالَ لَوْلَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِالْمَوْتِ إِنَّ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ

مجھ سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے وکیع نے کہا ہم سے اسمٰعیل بن ابی خالد کوفی نے انہوں نے قیس بن ابی حازم بجلی سے انہوں نے کہا میں نے خباب بن ارت (صحابی مشہور) سے سُنا انہوں نے (بیماری کی وجہ سے) اسی دن اپنے پیٹ پر سات داغ لگائے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو موت کی دعا کرنے سے منع فرمایا اگر آپ نے منع نہ کیا ہوتا تو میں موت کی دعا کرتا (تاکہ اس تکلیف سے چھوٹ جاؤں) دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب دنیا سے گذر گئے اور دنیا ان کا کچھ بگاڑ

---

[1] اگر تین بار فرمایا ہو تو اتباع تبع تابعین بھی آ گئے جیسے امام بخاری وغیرہ ۱۲ منہ [2] یا جس بات کو انہوں نے نہیں دیکھا اس کی جھوٹی گواہی دیں گے کہ ہم نے دیکھا ہے ۱۲ منہ [3] مطلب یہ ہے کہ نہ ان کو گواہی دینے میں کچھ باک ہوگا نہ قسم کھانے میں کوئی تامل ہوگا کبھی گواہی دے کر قسمیں کھائیں گے کبھی قسمیں کھا کر اس کے بعد گواہی دیں گے ۱۲ منہ

الدُّنْيَا بِشَيْءٍ وَإِنَّا أَصَبْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا لَا نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلَّا التُّرَابَ ۔

نہ کر سکی (بلکہ انہوں نے دنیا کو آخرت کا توشہ بنایا) اور ہم کو دنیا کی دولت اتنی ملی کہ ہم نے اس کو مٹی کے سوا اور کسی کام میں خرچ کرنے کا موقع نہیں پایا[۱]

۱۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ قَالَ أَتَيْتُ خَبَّابًا وَهُوَ يَبْنِي حَائِطًا لَهُ فَقَالَ إِنَّ أَصْحَابَنَا الَّذِينَ مَضَوْا لَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا شَيْئًا وَإِنَّا أَصَبْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ شَيْئًا لَا نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلَّا التُّرَابَ ۔

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے کہا مجھ سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا میں خباب بن ارت کے پاس گیا وہ اپنے مکان کی دیوار بنوا رہے تھے کہنے لگے ہمارے ساتھی (دوسرے صحابہ) تو دنیا سے گزر گئے اور دنیا ان کا کچھ بگاڑ نہ کر سکی ان کے بعد ہم کو اتنا پیسہ ملا اس کو کہاں خرچ کریں اس مٹی (یا نی یعنی عمارت میں) ہم کو خرچ کرنے کا موقع ملا۔

۱۶۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

مجھ سے محمد بن کثیر نے بیان کیا انہوں نے سفیان بن عیینہ سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے خباب بن ارت سے انہوں نے کہا ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی تھی اور اس کا قصہ بیان کیا۔[۲]

بَاب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُورُ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ ۔ جَمْعُهُ سُعُرٌ قَالَ مُجَاهِدٌ الْغَرُورُ الشَّيْطَانُ ۔

اللہ تعالیٰ کا (سورۂ فاطر میں) فرمانا لوگو اللہ کا وعدہ (قیامت) برحق ہے ایسا نہ ہو کہ دنیا کی زندگی تم کو دھوکے میں پھانس دے اور ایسا نہ ہو کہ شیطان تم کو بہلا دے دیکھو شیطان تمہارا (پکا) دشمن ہے اس کو دشمن سمجھے رہنا وہ تو اپنے گروہ کو صرف اس مطلب سے (برے کاموں کی طرف) بلاتا ہے کہ وہ دوزخی بن جائیں آیت میں سعیر کا لفظ ہے اس کی جمع سُعُر آتی ہے مجاہد نے کہا (اس کو فریابی نے وصل کیا) غرور سے شیطان مراد ہے[۳]

۱۶۱۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا

ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمٰن

[۱] یعنی بے ضرورت عمارتیں بنوائیں جب آدمی کے پاس ضرورت سے زیادہ روپیہ ہوتا ہے تو اس کو یہی سوجھتی ہے کہ کوٹھیاں بنگلے عمارات بنوائے ۱۲ منہ [۲] جو اوپر کتاب الہجرۃ میں گزر چکا ہے اور آئندہ بھی باب فضل الفقر میں ان شاء اللہ مذکور ہوگا ۱۲ منہ [۳] بعضوں نے کہا ہے ایک بہکا دینے والی چیز جو خدا سے غافل کر دے ۱۲ منہ۔

شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْقُرَشِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مُعَاذُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ ابْنَ أَبَانَ أَخْبَرَهُ قَالَ أَتَيْتُ عُثْمَانَ بِطَهُورٍ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى الْمَقَاعِدِ فَتَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَهُوَ فِي هٰذَا الْمَجْلِسِ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ هٰذَا الْوُضُوءِ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ قَالَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَغْتَرُّوا ۔

نے انہوں نے محمد بن ابراہیم قرشی سے کہا مجھ کو معاذ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی ان کو حمران بن ابان نے انہوں نے کہا میں حضرت عثمان پاس وضو کا پانی لے کر آیا وہ مقاعد میں بیٹھے تھے (جو مدینہ میں ایک جگہ ہے) انہوں نے اچھی طرح وضو کیا پھر کہنے لگے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی جگہ اچھی طرح وضو کرتے دیکھا وضو کے بعد آپ نے یہ فرمایا جو شخص اس طرح (پورا وضو کرے) پھر مسجد میں آ کر (تحیۃ المسجد کی) دو رکعتیں پڑھے پھر بیٹھے (دوسری نماز کا انتظار کرتا رہے) تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے حضرت عثمان نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا اس پر مغرور نہ ہو جاؤ [1][2]

بَابٌ ذَهَابِ الصَّالِحِينَ ۔

باب نیک لوگوں کا قیامت کے قریب دنیا سے اٹھ جانا

۱٦٢ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ مِرْدَاسٍ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْهَبُ الصَّالِحُونَ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ وَيَبْقَى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ الشَّعِيرِ أَوِ التَّمْرِ لَا يُبَالِيهِمُ اللّٰهُ بَالَةً قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ يُقَالُ حُفَالَةٌ وَحُثَالَةٌ ۔

ہم سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ نے انہوں نے بیان بن بشر سے انہوں نے قیس بن ابی حازم سے انہوں نے مرداس اسلمی سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (قیامت کے قریب) نیک لوگ دنیا سے اٹھ جائیں گے ایک کے بعد ایک اور جو کے بھوسے یا کھجور کے کچرے کی طرح کچھ لوگ دنیا میں رہ جائیں گے جن کی اللہ تعالیٰ کو کچھ ذرا بھی پروا نہ ہو گی امام بخاری نے کہا حفالہ اور حثالہ دونوں کے معنی ایک ہیں [3]

بَابٌ مَا يُتَّقَى مِنْ فِتْنَةِ الْمَالِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۔

باب مال کے فتنے سے ڈرتے رہنا اور اللہ تعالیٰ کا (سورہ تغابن میں فرمانا) تمہارے مال اور اولاد تمہارے لیے فتنہ ہیں (خدا کی آزمائش ہیں۔

۱٦٣ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

مجھ سے یحییٰ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے ابوبکر بن عیاش نے انہوں نے ابو حصین (عثمان بن عاصم) سے انہوں نے

[1] مسلم کی روایت میں یوں ہے فرض نماز اگر لوگوں کے ساتھ پڑھے ۱۲ منہ [2] کہ سب گناہ بخش دیے گئے اب کیا فکر ہے کیونکہ تم کو کیا معلوم ہے کہ یہ نماز مقبول ہوئی یا نہیں گناہ اسی نماز سے بخشے جائیں گے جو قبول ہوئی دوسرے یہ بھی معلوم نہیں کہ کون سے گناہ بخشے صغیرہ اور کبیرہ دونوں یا صرف صغیرہ ۱۲ منہ [3] یعنی بھوسہ کوڑا کچرا بعضی روایتوں میں حفالہ کا لفظ ہے بعضوں میں حثالہ کا اس لیے امام بخاری نے ان کی تفسیر کر دی کہ دونوں کا معنے ایک ہے بعضے نسخوں میں یہ عبارت قال ابو عبداللہ یقال حفالہ و حثالہ نہیں۔ ہے ۱۲ منہ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّیْنَارِ وَالدِّرْھَمِ وَالْقَطِیْفَۃِ وَالْخَمِیْصَۃِ اِنْ اُعْطِیَ رَضِیَ وَاِنْ لَّمْ یُعْطَ لَمْ یَرْضَ۔

۱۶۴۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ؓ یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَوْ کَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِیَانِ مِنْ مَّالٍ لَّابْتَغٰی ثَالِثًا وَّلَا یَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ تَابَ۔

۱۶۵۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً یَّقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ یَّقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِابْنِ اٰدَمَ مِثْلَ وَادٍ مَّالًا لَّاَحَبَّ اَنَّ لَہٗ اِلَیْہِ مِثْلَہٗ وَلَا یَمْلَاُ عَیْنَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ تَابَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَا اَدْرِیْ مِنَ الْقُرْاٰنِ

ابو صالح ذکوان سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اشرفی کا بندہ اور روپیہ کا بندہ اور چادر کا بندہ اور سیاہ کملی کا بندہ یہ سب تباہ ہوئے (انہوں نے اپنی آخرت برباد کی) اگر ان کو ملا تو خوش نہ ملا تو ناخوش[1]

ہم سے عاصم نبیل نے بیان کیا انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے انہوں نے کہا میں نے ابن عباسؓ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے آدمی (کی تو حرص) کا یہ حال ہے اگر اس کے پاس دو جنگل بھر مال (یا سونا) ہو تو (اس پر بھی قناعت نہ کرے گا) تیسرا جنگل ڈھونڈے گا اور آدمی کا پیٹ (جب مرے گا جب ہی) مٹی سے بھرے گا اور اللہ تعالیٰ اسی کی توبہ قبول کرتا ہے جو اس کی طرف (دل سے) رجوع ہو (دنیا کی حرص چھوڑ دے)۔

مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو مخلد بن یزید نے خبر دی کہا ہم کو ابن جریج نے کہا میں نے عطاء بن ابی رباح سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ابن عباس سے سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے اگر آدمی کے پاس ایک جنگل بھر مال اسباب ہو جب بھی دوسرے جنگل کی آرزو کرے گا اور آدمی کی آنکھ اسی وقت بھرے گی جب مٹی میں گڑے گا اور اللہ اسی شخص کی توبہ قبول کرتا ہے جو اس کی طرف رجوع ہو ابن عباس نے کہا میں نہیں جانتا یہ قرآن کی آیت ہے (جس کی تلاوت منسوخ ہو گئی) یا قرآن

[1] یعنی ان میں حب فی اللہ کا نام نہیں جو ایمان کی نشانی ہے بلکہ دنیاوی غرض کے بندے ہیں جس سے کچھ دنیا کا فائدہ ہو اس کے دوست بن گئے نہیں تو دشمن برا کہنے کو موجود خدا ایسے لوگوں سے پناہ میں رکھے اگرچہ حب فی اللہ اس وقت اکثر ملکوں میں کم ہو گیا ہے خالص اللہ کے لیے کسی عالم یا درویش سے محبت رکھنے والے بہت شاذ و نادر پائے جاتے ہیں مگر حیدر آباد میں تو اس کا قحط ہے یہاں جیسے عالم اور علمائے دین کی ناقدری ہے ویسی میں نے کسی ملک میں نہیں دیکھی رئیس اور نواب اور بادشاہ تو خیر یہاں کے عوام مسلمانوں کو بھی عالم کی طرف ذرا بھی التفات نہیں ہوتا جو کوئی ان کو دنیا کا کچھ فائدہ پہنچائے گو وہ کتنا ہی ملحد اور بے دین ہو اس کے غلام بنے رہتے ہیں اس کی تعریفوں کے پل باندھ دیتے ہیں اللہ پناہ میں رکھے ۱۲ منہ۔

هُوَ اَمْ لَا۔ قَالَ وَسَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ ذٰلِكَ عَلَى الْمِنْبَرِ ۞

۱۶۶۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سُلَيْمٰنَ بْنِ الْغَسِيْلِ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَلَى الْمِنْبَرِ بِمَكَّةَ فِيْ خُطْبَتِهٖ يَقُوْلُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّ ابْنَ اٰدَمَ اُعْطِيَ وَادِيًا مَلْأً مِنْ ذَهَبٍ اَحَبَّ اِلَيْهِ ثَانِيًا وَلَوْ اُعْطِيَ ثَانِيًا اَحَبَّ اِلَيْهِ ثَالِثًا وَلَا يَسُدُّ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ ۞

۱۶۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَنَّ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيًا مِنْ ذَهَبٍ اَحَبَّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَادِيَانِ وَلَنْ يَّمْلَاَ فَاهُ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ وَقَالَ لَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ عَنْ اُبَيٍّ قَالَ كُنَّا نَرٰى هٰذَا مِنَ الْقُرْاٰنِ حَتّٰى نَزَلَتْ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۞

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْمَالُ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَقَالَ اللّٰهُ

کی آیت نہیں (بلکہ حدیث) ہے عطا نے کہا میں نے عبداللہ بن زبیرؓ کو حدیث منبر پہ بیان کرتے سنی (یعنی مکہ میں)۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن سلیمان بن غسیل نے انہوں نے عباس بن سہل بن سعد سے انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن زبیرؓ کو مکہ جب وہ خطبہ پڑھ رہے تھے یہ کہتے سُنا لوگو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اگر آدمی کو ایک جنگل بھر سونا مل جائے (جب بھی قناعت نہیں کرنے کا) دوسرا جنگل چاہے گا۔ اگر دوسرا بھی مل جائے تو تیسرا چاہے گا بات یہ ہے کہ آدمی کا پیٹ مٹی ہی بھرتی ہے (یعنی موت) اور اللہ تعالیٰ اسی کی توبہ قبول کرتا ہے جو اس کی طرف رجوع ہو۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو انس بن مالک نے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر آدمی پاس سونے کا ایک جنگل ہو تو پھر یہ چاہے گا کہ ویسے دو جنگل ہوں اس کے (حرص کے) منہ کو مٹی (موت) کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ تعالیٰ اسی کی توبہ قبول کرتا ہے جو اس کی طرف رجوع ہو۔ امام بخاری نے کہا ہم سے ابوالولید (ہشام بن عبدالملک) نے کہا (جو امام بخاری کے شیخ ہیں[1]) کہا ہم سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا انہوں نے ثابت سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے ابی بن کعب سے انہوں نے کہا ہم تو یہ قرآن کی عبارت سمجھتے تھے یہاں تک کہ سورہ الھاکم التکاثر اتری[2]۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا یہ دنیا کا مال (ظاہر میں) بہت شیریں ہرا بھرا ہے اور اللہ تعالےٰ نے (سورۂ آل عمران

---

[1] تو یہ تعلیق نہیں ہے ۱۲ منہ [2] اس وقت سے اس عبارت کی تلاوت جاتی رہی اور سورہ التکاثر کی تلاوت شروع ہوئی سورۂ تکاثر میں بھی یہی مضمون ہے کہ انسان کی حرص اور طمع کا بیان ہے ۱۲ منہ

تَعَالٰی، زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا، قَالَ عُمَرُ: اَللّٰهُمَّ اِنَّا لَا نَسْتَطِيْعُ اِلَّا اَنْ نَفْرَحَ بِمَا زَيَّنْتَهُ لَنَا، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ اَنْ اُنْفِقَهُ فِيْ حَقِّهِ ٭

میں فرمایا لوگوں کو عموماً خواہشوں کی محبت اچھی معلوم ہوتی ہے جیسے عورتیں مرد بیٹے سونے چاندی کے ڈھیر کے ڈھیر عمدہ نشان کیے ہوئے گھوڑے بیل کھیت یہ سب چیزیں دنیا کے ساز و سامان ہیں اور حضرت عمرؓ نے کہا (اس کو دارقطنی نے غرائب مالک میں وصل کیا) یا اللہ ہم سے تو بن نہیں پڑتا ان چیزوں کے ملنے سے خوش ہوتے ہیں جن کی محبت تو نے ہمارے دل میں ڈال دی ہے[1] یا اللہ میں یہ چاہتا ہوں ان چیزوں کو انہی کاموں میں خرچ کروں جن میں خرچ کرنا چاہیے۔

۱۶۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ قَالَ هٰذَا الْمَالُ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ قَالَ لِيْ يَا حَكِيْمُ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهُ بِطِيْبِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ وَمَنْ اَخَذَهُ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى ٭

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا میں نے زہری سے وہ کہتے تھے مجھ کو عروہ بن زبیر اور سعید بن مسیب نے خبر دی انہوں نے حکیم بن حزام سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا (کچھ روپیہ مانگا) آپ نے عنایت فرمایا پھر سوال کیا پھر دیا پھر سوال کیا تو پھر دیا پھر فرمانے لگے یہ مال کبھی سفیان بن عیینہ نے یوں کہا پھر فرمانے لگے حکیم یہ دنیا کا مال (ظاہر میں) تو ہرا بھرا شیریں (اور خوشنما) ہے لیکن جو کوئی اس کو سیر چشمی سے لے گا زیادہ حرص نہ کرے گا اس کو تو برکت ہو گی اور جو کوئی اسی میں نیت لگا کر (حرص اور طمع کے ساتھ) لے گا اس کو برکت نہ ہو گی اس کی مثال اس شخص کی سی ہو گی جو کھاتا ہے پر سیر نہیں ہوتا اور یہ بھی سمجھ رکھ کہ اوپر والا (دینے والا) نیچے والے (لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے

بَابُ ۱۰۸۔ مَا قَدَّمَ مِنْ مَالِهِ فَهُوَ لَهُ ٭

باب آدمی جو مال اللہ کی راہ میں دے[2] وہی اس کا مال ہے۔

۱۶۹۔ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِيُّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّكُمْ مَالُ

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے والد نے کہا ہم سے اعمش نے کہا مجھ سے ابراہیم تیمی نے انہوں نے حارث بن سوید سے عبداللہ بن مسعود نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کون ایسا ہے جس کو اپنے وارث کا مال خود

---

[1] یعنی دنیا کے مال اسباب اولاد وغیرہ کی محبت [2] یعنی نیک اور ثواب کے کاموں میں ۱۲ منہ

وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ قَالَ فَإِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ وَمَالُ وَارِثِهِ مَا أَخَّرَ۔

اس کے مال سے زیادہ پیارا ہو لوگوں نے عرض کیا ایسا تو کوئی نہیں ہے ہر ایک کو اپنا ہی مال زیادہ پیارا ہے[۱] آپ نے فرمایا پھر تو دیہ سمجھ لو کہ) آدمی کا مال وہی ہے جو اس نے آگے بھیجا[۲] اور جتنا مال چھوڑ گیا اُس[۳] کے وارثوں کا ہے[۴]۔

باب الْمُكْثِرُونَ هُمُ الْمُقِلُّونَ وَقَوْلُهُ تَعَالَى: مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ، أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

باب جو لوگ دنیا میں زیادہ مالدار ہیں وہی آخرت میں نادار ہوں گے اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ ہود میں) فرمایا جو شخص (نیکیاں کرکے) دنیا کا ساز و سامان اور اس کی زندگی کا طلب گار ہوگا ہم ایسے لوگوں کے اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں ان کو پورا دے دیں گے اور وہ دنیا میں گھاٹا نہیں اٹھانے کے پر ان لوگوں کے لیے آخرت میں دوزخ کے سوا اور کچھ نہیں ہے دنیا میں جتنے نیک کام کیے وہ آخرت میں کچھ کام نہیں آنے کے سب (حرف غلط کی طرح) مٹ جائیں گے[۵]۔

۱۷۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي وَحْدَهُ وَلَيْسَ مَعَهُ إِنْسَانٌ قَالَ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَكْرَهُ أَنْ يَمْشِيَ مَعَهُ أَحَدٌ قَالَ فَجَعَلْتُ أَمْشِي فِي ظِلِّ الْقَمَرِ فَالْتَفَتَ فَرَآنِي فَقَالَ مَنْ هٰذَا قُلْتُ أَبُو ذَرٍّ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَكَ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ تَعَالَهْ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انہوں نے عبدالعزیز بن رفیع سے انہوں نے زید بن وہب سے انہوں نے ابوذر سے انہوں نے کہا میں ایک رات (اپنے گھر سے) باہر نکلا کیا دیکھتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے جا رہے ہیں ایک آدمی بھی آپ کے ساتھ نہیں ہے میں یہ سمجھ کر کہ شاید آپ نے کسی کو اپنے ساتھ لے چلنا پسند نہ کیا (آپ کے پاس نہیں گیا) دور رہی دور چاندنی سے الگ سایہ میں چلنے[۶] لگا ایک بارگی آپ نے نگاہ جو پھیری تو مجھ کو دیکھ لیا پوچھا کون ہیں میں نے کہا میں ہوں ابوذر اللہ مجھ کو آپ پر سے قربان کرے فرمایا ابوذر ادھر آ اس وقت میں ایک

---

[۱] یعنی ہر ایک یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مال سے آپ نفع اٹھائے یہ نہیں کہ مال تو اس کا خرچ ہو اور مزے دوسرے لوگ اڑائیں ۱۲ منہ [۲] اللہ کی راہ میں دیا آخرت کے لیے ذخیرہ ہوا ۱۲ منہ [۳] وہ اس کا مال درحقیقت نہیں ہے بلکہ ہے [۴] ایک صاحب اپنا مال فقیروں میں تقسیم کر رہے تھے بڑا ہجوم تھا ان سے کسی نے پوچھا اجی یہ تم نے کیا ٹر لونگ مچار کھا ہے انہوں نے کہا بھائی میں انتہا کا بخیل ہوں مال کی محبت میں غرق ہوں میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنا سارا مال اپنے ساتھ لے جاؤں اسی کا بندوبست کر رہا ہوں میں ان لوگوں کی سی سخاوت کہاں سے لاؤں جو عمر بھر کما کر محنت مشقت اٹھا کر پھر اپنا سارا مال دوسروں کو دے جاتے ہیں ۱۲ منہ [۵] کیونکہ انہوں نے اللہ کی رضامندی اور بہبودی آخرت کے لیے تو کوئی نیک کام کیا ہی نہ تھا بلکہ اس لیے کہ دنیا کی زندگی چین کے ساتھ گزرے لوگ تعریف اور توصیف کریں پھر ایسی نیکی کا آخرت میں کیوں ثواب ملنے لگا ۱۲ منہ [۶] اس سے یہ غرض تھی کہ آپ مجھ کو نہ دیکھیں ۱۲ منہ۔

قَالَ فَمَشَيْتُ مَعَهٗ سَاعَةً فَقَالَ إِنَّ
الْمُكْثِرِيْنَ هُمُ الْمُقِلُّوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
اِلَّا مَنْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا فَنَفَخَ فِيْهِ بِيَمِيْنِهٖ
وَشِمَالِهٖ وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَوَرَآئَهٗ وَعَمِلَ فِيْهِ
خَيْرًا قَالَ فَمَشَيْتُ مَعَهٗ سَاعَةً فَقَالَ لِيْ
اجْلِسْ هٰهُنَا قَالَ فَاَجْلَسَنِيْ فِيْ قَاعٍ حَوْلَهٗ
حِجَارَةٌ فَقَالَ لِيَ اجْلِسْ هٰهُنَا حَتّٰى
اَرْجِعَ اِلَيْكَ قَالَ فَانْطَلَقَ فِي الْحَرَّةِ حَتّٰى
لَآ اَرَاهُ فَلَبِثَ عَنِّيْ فَاَطَالَ اللُّبْثَ ثُمَّ اِنِّيْ
سَمِعْتُهٗ وَهُوَ مُقْبِلٌ وَهُوَ يَقُوْلُ، وَاِنْ
سَرَقَ وَاِنْ زَنٰى قَالَ فَلَمَّا جَآءَ لَمْ اَصْبِرْ
حَتّٰى قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَآءَكَ
مَنْ تُكَلِّمُ فِيْ جَانِبِ الْحَرَّةِ مَا
سَمِعْتُ اَحَدًا يَّرْجِعُ اِلَيْكَ شَيْئًا قَالَ
ذٰلِكَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَرَضَ لِيْ
فِيْ جَانِبِ الْحَرَّةِ قَالَ بَشِّرْ اُمَّتَكَ
اَنَّهٗ مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا
دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ يَا جِبْرِيْلُ وَاِنْ
سَرَقَ وَاِنْ زَنٰى؟ قَالَ نَعَمْ، قَالَ قُلْتُ
وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰى؟ قَالَ نَعَمْ
وَاِنْ شَرِبَ الْخَمْرَ، قَالَ النَّضْرُ
اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ وَحَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ
اَبِيْ ثَابِتٍ وَّالْاَعْمَشُ وَعَبْدُ الْعَزِيْزِ

گھڑی تک آپ کے ساتھ ساتھ چلتا رہا پھر آپ نے فرمایا جو لوگ
دنیا میں بہت مال و دولت رکھتے ہیں آخرت میں وہی نادار ہوں گے
البتہ وہ شخص جس کو اللہ نے دولت دی ہو پھر وہ داہنے اور بائیں اور
سامنے اور پیچھے (چاروں طرف) اس کو لٹائے (محتاجوں کو دے) اور
دولت کو نیک کام میں خرچ کرے وہ آخرت میں نادار نہ ہوگا ابوذرؓ
کہتے ہیں پھر آنحضرتؐ نے مجھ کو ایک صاف ہموار میدان میں بٹھلا دیا
جس کے گرداگرد پتھر تھے اور فرمایا کہ جب تک میں لوٹ کر آؤں
تو یہیں بیٹھا رہیو ابوذر کہتے ہیں یہ فرما کر آپ پتھریلی زمین میں
تشریف لے گئے اتنے دور چلے گئے کہ میری نظر سے غائب ہو گئے
اور بہت دیر لگائی اس کے بعد میں نے دیکھا آپ تشریف لا رہے
ہیں اور یہ فرما رہے ہیں گو زنا اور چوری کرے جب آپ
آن پہنچے تو مجھ سے رہا نہیں گیا میں نے کہا یا رسول اللہ اللہ مجھ
کو آپ پر سے صدقہ کرے آپ اس پتھریلی زمین کے کنارے پر
کس سے باتیں کر رہے تھے میں نے تو کسی شخص کی آواز نہیں سنی
جو آپ کو کچھ جواب دیتا ہو فرمایا وہ جبریل علیہ السلام تھے اس کالی پتھریلی
زمین کے کنارے میں مجھ سے ملے کہنے لگے تم اپنی امت کو یہ خوشخبری
سنا دو جو کوئی تمہاری امت میں سے ایسی حالت میں مرجائے
کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو (گو دوسرے گناہوں میں
گرفتار ہو) وہ (ایک نہ ایک دن) ضرور بہشت میں جائے گا
اس وقت میں نے کہا جبریلؑ گو وہ زنا اور چوری کرے۔ انہوں
نے کہا ہاں (گو وہ زنا اور چوری کرے) پھر میں نے کہا گو وہ زنا
اور چوری کرے انہوں نے کہا ہاں پھر میں نے کہا گو وہ زنا اور چوری
کرے انہوں نے کہا ہاں[1] نضر بن شمیل نے کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی

[1] دوسری روایت میں اتنا اور زیادہ ہے گو وہ شراب پئے اس حدیث کی شرح اوپر کئی بار گذر چکی ہے اہل سنت کا مذہب گناہگار مومن کے باب میں جو بن توبہ کیے مرجائے یہی ہے کہ اس کا امر اللہ تعالیٰ کی مرضی پر ہے خواہ گناہ معاف کر کے اس کو بلا عذاب بہشت میں لے جائے یا چندروز عذاب کر کے اس کے بعد بہشت عطا فرمائے (باقی بر صفحہ آئندہ)

(باقی بر صفحہ آئندہ)

بْنُ رُفَيْعٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ بِهٰذَا ؛ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ حَدِيْثُ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ مُرْسَلٌ لَا يَصِحُّ اِنَّمَا اَرَدْنَا لِلْمَعْرِفَةِ وَالصَّحِيْحُ حَدِيْثُ اَبِيْ ذَرٍّ قِيْلَ لِاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ حَدِيْثُ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ قَالَ مُرْسَلٌ اَيْضًا لَا يَصِحُّ وَالصَّحِيْحُ حَدِيْثُ اَبِيْ ذَرٍّ وَقَالَ اضْرِبُوْا عَلٰى حَدِيْثِ اَبِي الدَّرْدَآءِ هٰذَا اِذَا مَاتَ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عِنْدَ الْمَوْتِ ؛

انہوں نے کہا ہم سے حبیب بن ابی ثابت اور اعمش اور عبدالعزیز بن رفیع نے بیان کیا ان تینوں نے کہا ہم سے زید بن وہب نے (پھر یہی حدیث نقل کی[1] امام بخاری نے کہا ابوصالح نے جو اس باب میں ابوالدرداء سے روایت کی وہ منقطع ہے (ابوصالح نے ابوالدرداء سے نہیں سنا) اور صحیح نہیں ہے ہم نے یہ بیان کر دیا تاکہ اس حدیث کا حال معلوم ہو جائے اور صحیح ابوذر کی حدیث ہے[2] (جو اوپر مذکور ہوئی) کسی شخص نے امام بخاری سے پوچھا عطاء بن یسار نے بھی تو یہ حدیث ابوالدرداء سے روایت کی ہے انہوں نے کہا وہ بھی منقطع ہے اور صحیح نہیں ہے[3] آخر صحیح وہی ابوذر کی حدیث نکلی امام بخاری نے کہا ابوذر کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب مرتے وقت لا الٰہ الا اللہ کہے (توحید پر خاتمہ ہو[4] امام بخاری نے کہا ابوالدرداء کی حدیث چھوڑ دو سند لینے کے لائق نہیں کیونکہ وہ منقطع ہے

بَابٌ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا ؛

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اگر احد پہاڑ برابر سونا میرے پاس ہو تو بھی مجھ کو یہ پسند نہیں اخیر حدیث تک۔

۱۷۱ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ

ہم سے حسن بن ربیع نے بیان کیا کہا ہم سے ابوالاحوص (سلام بن سلیم) نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے زید بن وہب سے

(بقیہ صفحہ سابقہ) لیکن مرجیہ اور معتزلہ نے اس میں خلاف کیا ہے مرجیہ تو کہتے ہیں جب آدمی مومن ہو تو کوئی گناہ اس کو ضرر نہ دے گا وہ بلا عذاب بہشت میں جائے گا اور معتزلہ کہتے ہیں اگر بن توبہ مر جائے تو ہمیشہ دوزخ میں رہے گا ۱۲ منہ حواشی صفحہ ہذا [1] اس سند کے بیان سے امام بخاری نے عبدالعزیز کا سماع زید بن وہب سے کھول دیا اور اگلی روایت میں جو شبہ تدلیس کا ہوتا تھا اس کو رفع کر دیا ۱۲ منہ [2] اس میں بھی یہی مضمون ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے پروردگار کے سامنے جانے کا ڈر رکھتا ہے اس کو بہشت ملے گی ابوالدرداء نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ وہ زنا اور چوری کرتا ہو ابوالدرداء نے پھر یہی کہا آپ نے پھر وہی جواب دیا تیسری بار میں یوں فرمایا گو ابوالدرداء کی ناک کو مٹی لگے ۱۲ منہ [3] کیونکہ عطاء بن یسار نے بھی ابوالدرداء سے نہیں سنا مگر حافظ نے کہا کہ ابن ابی حاتم اور طبرانی اور بیہقی کی روایتوں میں اس کی صراحت ہے کہ عطاء نے ابوالدرداء سے سنا ہے ۱۲ منہ [4] وہ ایک نہ ایک دن ضرور بہشت میں جائے گا گو کتنا گناہ گار ہو بعضے نسخوں میں یوں ہے قال ابو عبداللہ ہذا اذا تاب وقال لا الٰہ الا اللہ عند الموت یعنی ابوذر کی حدیث حدیث اس شخص کے باب میں ہے جو گناہ سے توبہ کرے اور مرتے وقت لا الٰہ الا اللہ کہے ۱۲ منہ۔

وَهْبٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرَّةِ
الْمَدِيْنَةِ فَاسْتَقْبَلَنَا اُحُدٌ فَقَالَ يَا اَبَاذَرٍّ
قُلْتُ لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا يَسُرُّنِيْ
اَنَّ عِنْدِيْ مِثْلَ اُحُدٍ هٰذَا ذَهَبًا تَمْضِيْ
عَلَيَّ ثَالِثَةٌ وَعِنْدِيْ مِنْهُ دِيْنَارٌ اِلَّا شَيْئًا
اَرْصُدُهٗ لِدَيْنٍ اِلَّا اَنْ اَقُوْلَ بِهٖ فِيْ
عِبَادِ اللّٰهِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا
عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَمِنْ خَلْفِهٖ
ثُمَّ مَشٰى فَقَالَ اِنَّ الْاَكْثَرِيْنَ هُمُ
الْاَقَلُّوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا مَنْ قَالَ
هٰكَذَا وَهٰكَذَا عَنْ يَمِيْنِهٖ
وَعَنْ شِمَالِهٖ وَمِنْ خَلْفِهٖ وَقَلِيْلٌ مَّا
هُمْ ثُمَّ قَالَ لِيْ مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ حَتّٰى
اٰتِيَكَ ثُمَّ انْطَلَقَ فِيْ سَوَادِ اللَّيْلِ حَتّٰى
تَوَارٰى فَسَمِعْتُ صَوْتًا قَدِ ارْتَفَعَ
فَتَخَوَّفْتُ اَنْ يَّكُوْنَ قَدْ عَرَضَ
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرَدْتُّ
اَنْ اٰتِيَهٗ فَذَكَرْتُ قَوْلَهٗ لِيْ لَا
تَبْرَحْ حَتّٰى اٰتِيَكَ فَلَمْ اَبْرَحْ حَتّٰى اَتَانِيْ
قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُ
صَوْتًا تَخَوَّفْتُ فَذَكَرْتُ لَهٗ
فَقَالَ وَهَلْ سَمِعْتَهٗ قُلْتُ نَعَمْ
قَالَ ذَاكَ جِبْرِيْلُ اَتَانِيْ فَقَالَ مَنْ

انہوں نے کہا ابو ذر غفاری کہتے تھے میں مدینہ کی کالی پتھریلی زمین
پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا اتنے میں سامنے
سے احد کا پہاڑ دکھلائی دیا آپ نے فرمایا ابو ذر میں نے عرض کیا
حاضر ہوں میں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اگر اس پہاڑ برابر سونا
میرے پاس ہو اور میں تین دن سے زیادہ اس میں ایک اشرفی برابر
سونا اپنے پاس رہنے دوں تو یہ مجھ کو اچھا نہیں لگتا (بلکہ تین دن کے
اندر سب بانٹ دوں) البتہ اگر کسی کا قرض مجھ پر آتا ہو اس کے
ادا کرنے کے لیے کچھ رکھ چھوڑوں تو یہ اور بات ہے میں سارا
سونا اللہ کے بندوں کو بانٹ دوں داہنے بائیں پیچھے (تینوں
طرف والوں کو) یہ فرما کر آپ چلنے لگے پھر فرمایا جو لوگ دنیا میں بہت
مال دولت رکھتے ہیں آخرت میں وہی ٹٹ پونجیے ہوں گے البتہ
جو شخص اپنے مال دولت کو داہنے بائیں پیچھے تینوں طرف والوں
کو تقسیم کرتا رہے (جوڑ کر نہ رکھے) وہ ٹٹ پونجیا نہ ہوگا اس قسم
کے (سخی لوگ کم ہیں ابو ذر کہتے ہیں اس کے بعد آپ نے مجھ
سے فرمایا جب تک میں لوٹ کر نہ آؤں تو یہیں ٹھہرا رہیو یہاں سے
سرکنا نہیں یہ فرما کر آپ اندھیری رات میں اتنے دور نکل گئے
کہ نظر سے غائب ہو گئے پھر میرے کان میں کچھ آواز آئی اور
آواز بھی پکارنے کی میں ڈرا کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو کوئی واقعہ نہ پیش آیا ہو (کسی دشمن نے حملہ کیا ہو) اور میں نے
قصد کیا آگے بڑھ کر دیکھوں تو لیکن مجھ کو آپ کا یہ ارشاد یاد
آگیا کہ آپ نے فرمایا تھا جب تک میں لوٹ کر نہ آؤں تو یہاں
سے نہ سرکیو آخر میں اسی جگہ ٹھہرا رہا پھر آنحضرتؐ تشریف لائے
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ایک آواز سنی تھی تو ڈر ہو گیا
تھا کہیں آپ کو نقصان نہ پہنچا ہو اور میرے دل میں جو آیا تھا وہ آپ سے بیان کر دیا[1]

[1] کہ میں آگے بڑھ کر دیکھنے ہی کو تھا لیکن آپ کا ارشاد یاد آگیا اور میں اسی جگہ ٹھہرا رہا ۱۲ منہ

فَمَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ ۔

آپ نے پوچھا ابوذرؓ تو نے یہ آواز سنی تھی میں نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا وہ جبرئیل کی آواز تھی جبرئیل میرے پاس آئے کہنے لگے تمہاری امت میں سے جو کوئی اس حال میں مرجائے کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو تو بہشت میں جائے گا میں نے کہا گو وہ زنا اور چوری کرے انہوں نے کہا گو وہ زنا اور چوری کرے۔

۱۷۲۔ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ لِيْ مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا تَسُرُّنِيْ أَنْ لَا تَمُرَّ عَلَيَّ ثَلٰثُ لَيَالٍ وَعِنْدِيْ مِنْهُ شَيْءٌ إِلَّا شَيْئًا أَرْصُدُهٗ لِدَيْنٍ ۔

ہم سے احمد بن شبیب نے بیان کیا کہا ہم سے والد (شبیب بن سعید) نے انہوں نے یونس سے اور لیث بن سعد نے کہا[1] مجھ سے یونس نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا ابوہریرہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے پاس احد پہاڑ برابر سونا ہو تو بھی میں اس پر خوش ہونگا کہ تین دن گزرنے سے پہلے اس میں سے کچھ میرے پاس باقی نہ رہے سب تقسیم کر دوں البتہ اگر کسی کا قرض ادا کرنے کے لیے کچھ رکھ چھوڑوں تو یہ اور بات ہے۔

بَابُ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ

باب مالدار وہ ہے جس کا دل غنی ہو[2]

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى أَيَحْسَبُوْنَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ إِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ لَمْ يَعْمَلُوْهَا لَا بُدَّ مِنْ أَنْ يَعْمَلُوْهَا ۔

اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ مومنون میں فرمایا کیا یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم جو مال اور اولاد دے کر ان کی مدد کیے چلے جاتے ہیں۔ آخر آیت ولہم اعمال من دون ذلک ہم لہا عاملون تک[3] سفیان بن عیینہ نے (اپنی تفسیر میں) کہا ہم لہا عاملون سے یہ مراد ہے کہ ابھی وہ اعمال انہوں نے نہیں کیے لیکن ضرور ان کو کرنے والے ہیں[4]۔

۱۷۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے ابوبکر بن

---

[1] اس کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا ۱۲ منہ [2] یعنی دل میں طمع اور حرص نہ ہو گو اس کے پاس روپیہ تھوڑا ہو اگر روپیہ بہت ہوا لیکن دل میں بخیلی اور طمع اور لالچ ہے تو وہ درحقیقت غنی نہیں ہے بلکہ محتاج ہے آنانکہ غنی تراند محتاج تراند ۱۲ منہ [3] اس آیت کو لاکر بخاری نے یہ ثابت کیا کہ مطلق مالداری آدمی کے لیے کوئی اچھی چیز نہیں ہے بلکہ وہی مالداری بہتر ہے جو اللہ کی اطاعت اور پرہیزگاری کے ساتھ ہو ورنہ استدراج اور مکر الٰہی ہے جیسے اس آیت سے نکلتا ہے ۱۲ منہ [4] کیونکہ ان کی قسمت میں دوزخ لکھی گئی ہے وہ خواہ نخواہ برے اعمال کریں گے ۱۲ منہ

أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ ؏

عیاش نے کہا ہم سے ابوحصین نے انہوں نے ابوصالح ذکوان سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا امیری اور تونگری بہت مال اور اسباب ہونے سے نہیں ہوتی بلکہ دل کے غنی ہونے سے۔

بَابُ ۱۲۱ فَضْلِ الْفَقْرِ ؏

باب فقیری کی فضیلت[1]

۱۴۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ جَالِسٌ مَا رَأْيُكَ فِي هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِ النَّاسِ هٰذَا وَاللَّهِ حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَّعَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأْيُكَ فِي هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هٰذَا رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ هٰذَا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَا يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَا

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے سہل بن سعد ساعدی سے انہوں نے کہا ایک شخص (نام نامعلوم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گزرا اس وقت آپ کے پاس ایک شخص (ابوذر غفاری) بیٹھے تھے آپ نے ان سے فرمایا تم اس شخص کے باب میں کیا کہتے ہو انہوں نے کہا یہ شریف (مالدار) لوگوں میں سے ہے خدا کی قسم یہ شخص ایسا ہے اگر کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے تو اس کا پیغام منظور ہوگا اگر کسی کی سفارش کرے تو لوگ اس کی سفارش سنیں گے یہ سن کر آپ خاموش ہو رہے پھر اور ایک شخص (جعیل بن سراقہ یا اور کوئی) آپ کے سامنے سے گزرا آپ نے انہی شخص (ابوذرؓ) سے پوچھا اس شخص کو تم کیسا سمجھتے ہو انہوں نے کہا یہ تو ایک مسلمان غریب آدمی ہے یہ بیچارہ اگر کہیں نکاح کا پیغام بھیجے تو کون منظور کرتا ہے اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش کون سنتا ہے آپ نے فرمایا (اللہ تعالے

[1] فقیری سے مراد مال دولت کی کمی ہے لیکن دل کے غنا کے ساتھ یہ فقیری محمود اور سنت ہے انبیاء اور اولیاء کی لیکن دل میں اگر محتاجی اور طمع اور حرص ہو تو اس فقیری سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے شاہ غلام علی فرماتے ہیں فقیر وہی ہے جس میں فاقہ کشی اور قناعت اور یقین اور ریاضت ہو ایسے فقیر کی پہچان بہت سہل ہے اور دو دن کی صحبت میں عقلمند آدمی سچے فقیر کو پہچان لیتا ہے اگر یہ دیکھو کہ اس کو دنیا داروں کی طرف اور مالداروں کی طرف برابر توجہ ہے کسی امیر یا دنیا دار کی طرف بہ نسبت فقرا کے زیادہ التفات نہیں کرتا نہ اپنی ذاتی حوائج کے لیے دنیا داروں پاس جاتا ہے نہ بادشاہ نہ وزیر سے ملنے کی یا ان کے اپنے پاس آنے کی آرزو رکھتا ہے بلکہ ایسے لوگوں کی ملاقات سے اس کو کراہت ہوتی ہے تب تو وہ سچا فقیر ہے ورنہ مکار جو فروش گندم نما ہے۔ اس سے وہ لوگ ہزار اں بہتر ہیں جو اپنے تئیں دنیا دار کہتے ہیں اور فقیری کا دم نہیں بھرتے ۱۲ منہ۔

يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ لَا يُسْمَعَ لِقَوْلِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هٰذَا۔

١٧٥. حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ عُدْنَا خَبَّابًا فَقَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُرِيْدُ وَجْهَ اللّٰهِ فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضٰى لَمْ يَأْخُذْ مِنْ أَجْرِهٖ مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ نَمِرَةً فَإِذَا غَطَّيْنَا رَأْسَهٗ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ بَدَا رَأْسُهٗ فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهٗ وَنَجْعَلَ عَلٰى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا۔

١٧٦. حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ تَابَعَهُ أَيُّوْبُ وَعَوْفٌ

کے نزدیک، یہ پچھلا (محتاج) شخص اگلے مالدار شخص سے گو ویسے آدمی زمین بھر کر ہوں بہتر ہے۔[1]

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے اعمش نے کہا میں نے ابو وائل سے سنا وہ کہتے تھے ہم خباب بن ارت کی بیمار پرسی کے لیے گئے۔ تو کہنے لگے ہم لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی (اپنا وطن چھوڑا) خالص اللہ کی رضامندی کے لیے اب ہم میں کوئی کوئی تو دنیا سے گزر گئے انہوں نے دنیا کا کوئی فائدہ ہی نہیں اٹھایا جیسے مصعب بن عمیرؓ جو احد کی لڑائی میں شہید ہوئے ان کے پاس ایک چادر کے سوا کچھ نہ تھا وہی ان کا کفن ہوئی (عیب) اس سے ان کا سر ڈھانپتے تو پاؤں کھل جاتے پاؤں ڈھانپتے تو سر کھل جاتا آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کرو ان کا سر (چادر سے) ڈھانپ دو اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دو (ہم نے ایسا ہی کیا) اور کوئی ہم میں ایسے ہوئے جن کے پھل خوب پکے وہ (مزے سے) چن چن کر کھا رہے ہیں۔[2]

ہم سے ابو الولید نے بیان کیا کہا ہم سے سلم بن زریر نے کہا ہم سے ابو رجاء (عمران بن تمیم) نے انہوں نے عمران بن حصینؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا میں نے بہشت میں جھانکا کیا دیکھتا ہوں وہاں وہ لوگ زیادہ ہیں جو دنیا میں فقیر اور محتاج تھے اور دوزخ میں بھی جھانکا وہاں عورتیں بہت تھیں ابو رجاء کے ساتھ اس حدیث کو ایوب سختیانی اور عوف اعرابی نے بھی روایت

[1] یعنی اگلے شخص کی طرح مالداروں سے اگر ساری دنیا پر ہو تو اکیلا یہ محتاج شخص ان سب سے بہتر ہے ١٢ منہ

[2] یعنی ان کو دنیا کی فتوحات ہوئیں خوب مال دولت علاوہ مزے اٹھا رہے ہیں ١٢ منہ

وَقَالَ صَخْرٌ وَحَمَّادُ بْنُ نَجِيحٍ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؛

١٧٧- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمْ يَأْكُلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خِوَانٍ حَتَّى مَاتَ وَمَا أَكَلَ خُبْزًا مُرَقَّقًا حَتَّى مَاتَ ؛

١٧٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ لَقَدْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا فِي رَفِّي مِنْ شَيْءٍ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ إِلَّا شَطْرُ شَعِيرٍ فِي رَفٍّ لِي فَأَكَلْتُ مِنْهُ حَتَّى طَالَ عَلَيَّ فَكِلْتُهُ فَفَنِيَ ؛

بَابٌ ١٣١ كَيْفَ كَانَ عَيْشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ وَتَخَلِّيهِمْ مِنَ الدُّنْيَا ؛

١٧٩- حَدَّثَنِي أَبُو نُعَيْمٍ بِنَحْوٍ مِنْ نِصْفِ هٰذَا الْحَدِيثِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ آللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِنْ كُنْتُ لَأَعْتَمِدُ

کیا[1] اور صخر بن جویریہ اور حماد بن نجیح دونوں نے اس حدیث کو ابورجاء سے انہوں نے ابن عباسؓ سے روایت کیا۔[2]

ہم سے ابومعمر[3] نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انسؓ سے وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرتے دم تک کبھی میز پر کھانا نہیں کھایا نہ باریک چپاتی کبھی تناول فرمائی۔

ہم سے ابوبکر عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور میرے توشہ خانہ میں کوئی غلہ نہ تھا جس کو کوئی جاندار کھاتا البتہ کچھ جو پڑے ہوئے تھے میں وہی (ایک مدت تک) کھاتی رہی آخر اکتا کر جب بہت دن گزرے وہ جو ختم نہیں ہوتے تھے تو میں نے ان کو ناپا جب وہ ختم ہوگئے۔[4]

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی گزران کا بیان اور دنیا کے مزوں سے ان کا علیحدہ رہنا۔

مجھ سے ابونعیم نے یہ حدیث آدھی کے قریب بیان کی (اور آدھی دوسرے شخص نے) کہا ہم سے عمر بن ذر نے کہا ہم سے مجاہد نے ابوہریرہؓ کہا کرتے تھے قسم اس پروردگار کی جس کے سوا کوئی سچا خدا نہیں ہے میں (آنحضرتؐ کے زمانہ میں) مارے

[1] ایوب کی روایت کو نسائی نے اور عوف کی روایت کو خود امام بخاری نے کتاب النکاح میں وصل کیا ۱۲ منہ [2] ان دونوں روایتوں کو امام نسائی نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] عبداللہ بن محمد بن عمرو بن حجاج ۱۲ منہ [4] یہ جو دوسری حدیث میں ہے کہ اپنا اناج ناپو اس میں برکت ہوگی اس سے مراد یہ ہے کہ بیع اور شرا کے وقت ماپ لینا بہتر ہے لیکن گھر میں خرچ کرتے وقت ماپ تول ضروری نہیں اللہ کا نام لے کر چیز لینی جائے اور خرچ کرے اللہ

بِكَبِدِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْجُوعِ وَإِنْ
كُنْتُ لَأَشُدُّ الْحَجَرَ عَلَى بَطْنِي مِنَ الْجُوعِ
وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلَى طَرِيقِهِمُ
الَّذِي يَخْرُجُونَ مِنْهُ فَمَرَّ أَبُو بَكْرٍ
فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ مَا
سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِي فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ ثُمَّ
مَرَّ بِي عُمَرُ فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ
اللهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِي فَمَرَّ فَلَمْ
يَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّ بِي أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَسَّمَ حِينَ رَآنِي وَ
عَرَفَ مَا فِي نَفْسِي وَمَا فِي وَجْهِي ثُمَّ
قَالَ أَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ
قَالَ الْحَقْ وَمَضَى فَتَبِعْتُهُ فَدَخَلَ
فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنَ لِي فَدَخَلَ فَوَجَدَ لَبَنًا
فِي قَدَحٍ فَقَالَ مِنْ أَيْنَ هَذَا اللَّبَنُ قَالُوا
أَهْدَاهُ لَكَ فُلَانٌ أَوْ فُلَانَةُ قَالَ أَبَا هِرٍّ
قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ الْحَقْ إِلَى
أَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ لِي قَالَ وَ
أَهْلُ الصُّفَّةِ أَضْيَافُ الْإِسْلَامِ لَا
يَأْوُونَ إِلَى أَهْلٍ وَلَا مَالٍ وَلَا عَلَى أَحَدٍ
إِذَا أَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا إِلَيْهِمْ
وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا وَإِذَا أَتَتْهُ

بھوک کے اپنا پیٹ زمین سے لگا دیتا[1] کبھی ایسا ہوتا بھوک کی
شدت میں ایک پتھر پیٹ پر باندھ لیتا ایک دن میں سر راہ جہاں
پر سے لوگ گزرا کرتے تھے بیٹھا اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق گزرے
میں نے ان سے قرآن کی ایک آیت پوچھی میرا مطلب یہ تھا کہ وہ
مجھ کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیں یا اپنے ساتھ کھلانے کے لیے لے
جائیں[2] لیکن وہ چل دیئے کھانے دانے کی تواضع نہیں کی پھر
حضرت عمر ادھر سے گزرے میں نے ان سے بھی قرآن کی ایک
آیت پوچھی میری غرض یہی تھی کہ مجھ کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا
دیں (یا اپنے ساتھ لے جائیں) پر انہوں نے کچھ نہیں کیا
چلتے نظر آئے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے
گزرے آپ مجھ کو دیکھتے ہی مسکرا دیئے میرے دل کی کیفیت
پہچان گئے میرے چہرے کی حالت سے سمجھ گئے (کہ میں بہت
بھوکا ہوں[3]) آپ نے پکارا ابا ہر میں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول
اللہ آپ نے فرمایا آؤ میرے ساتھ آؤ یہ فرما کر آپ چلے میں بھی آپ
کے پیچھے ہو گھر پر پہنچے اور اجازت لے کر اندر گئے پھر مجھ کو بھی
اجازت دی میں بھی اندر گیا وہاں ایک پیالہ دودھ بھرا رکھا
تھا آپ نے (گھر والوں سے) پوچھا یہ دودھ کہاں سے آیا انہوں
نے کہا فلاں مرد یا عورت نے آپ کو تحفہ بھیجا ہے آپ نے
فرمایا ابا ہر میں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ فرمایا جا سائبان
کے فقیروں کو بلا لا[4] ابوہریرہؓ کہتے ہیں یہ سائبان کے فقیر مسلمانوں
کے مہمان تھے نہ ان کا گھر تھا نہ مال اسباب نہ کوئی (دوست آشنا
جس کے گھر جا کر رہتے) آپ کے پاس جب صدقہ کی کوئی چیز آتی

۱؎ ذرا زمین کی سردی سے بھوک کی حرارت کم ہو یا مراد یہ ہے کہ میں بھوک کے مارے بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑتا ۱۲ منہ ۲؎ یعنی آیت کا پوچھنا بہانہ تھا اصل میں مطلب سعدی دیگر ست یہ خواہش تھی کہ وہ میری صورت دیکھ کر کھانے کی تواضع کریں ۱۲ منہ ۳؎ سبحان اللہ صدقے آپ کی دانائی اور فراست اور کرم اور رحم اور اخلاق کے ۱۲ منہ ۴؎ جو مسجد نبوی کے سائبان میں پڑے رہتے نہ ان کا گھر تھا نہ بار ۱۲ منہ -

هَدِيَّةٌ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ وَأَصَابَ مِنْهَا
وَأَشْرَكَهُمْ فِيهَا فَسَاءَنِي ذَلِكَ فَقُلْتُ
وَمَا هَذَا اللَّبَنُ فِي أَهْلِ الصُّفَّةِ كُنْتُ
أَحَقُّ أَنَا أَنْ أُصِيبَ مِنْ هَذَا اللَّبَنِ
شَرْبَةً أَتَقَوَّى بِهَا فَإِذَا جَاءَ أَمَرَنِي
فَكُنْتُ أَنَا أُعْطِيهِمْ وَمَا عَسَى أَنْ
يَبْلُغَنِي مِنْ هَذَا اللَّبَنِ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ
طَاعَةِ اللَّهِ وَطَاعَةِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدٌّ فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ
فَأَقْبَلُوا فَاسْتَأْذَنُوا فَأَذِنَ لَهُمْ وَ
أَخَذُوا مَجَالِسَهُمْ مِنَ الْبَيْتِ قَالَ يَا
أَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ خُذْ
فَأَعْطِهِمْ قَالَ فَأَخَذْتُ الْقَدَحَ فَجَعَلْتُ
أُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى
ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ فَأُعْطِيهِ الرَّجُلَ
فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ
فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ
حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوِيَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ فَأَخَذَ
الْقَدَحَ فَوَضَعَهُ عَلَى يَدِهِ فَنَظَرَ إِلَيَّ
فَتَبَسَّمَ فَقَالَ أَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بَقِيتُ أَنَا وَأَنْتَ قُلْتُ
صَدَقْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ اقْعُدْ
فَاشْرَبْ فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ فَقَالَ

تو ان لوگوں کو بھیج دیتے خود اس میں سے تناول نہ کرتے (کیونکہ صدقہ
آپ پر حرام تھا) اگر تحفہ کے طور پر کوئی چیز آتی تو ان کو بلا بھیجتے خود بھی
کھاتے ان کو بھی کھلاتے ابوہریرہؓ کہتے ہیں جب آنحضرتؐ نے
یہ فرمایا جا سائبان کے فقیروں کو بلا لا تو مجھ کو برا لگا میں نے اپنے
دل میں کہا بھلا یہ اتنا سا دودھ سائبان کے فقیروں میں کیا بسر آئیگا
اس دودھ کا حقدار میں تھا میں اس میں سے کچھ پیتا تو ذرا مجھ میں
طاقت آتی اور اگر یہ سائبان کے فقیر آئیں گے تو آنحضرتؐ مجھی
کو حکم دیں گے کہ ان کو دودھ پلا جب وہ پینا شروع کر دیں گے
تو اس کی امید نہیں کہ اخیر میں کچھ دودھ مجھ کو بھی ملے[1] مگر کرتا کیا اللہ
اور اس کے رسولؐ کا حکم ماننا ضرور تھا چار و نا چار میں ان کے
پاس گیا ان کو بلایا وہ آن پہنچے اندر آنے کی اجازت چاہی آپ
نے اجازت دی وہ سب اپنی اپنی جگہ آن کر گھر میں بیٹھ گئے اس
وقت آپ نے فرمایا اباہر میں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ
آپ نے فرمایا لے پیالہ لے ان لوگوں کو دے میں نے پیالہ اٹھا
کر ایک ایک شخص کو دینا شروع کیا جب وہ سیر ہو کر پی چکتا تو پیالہ
مجھ کو پھیر دیتا میں دوسرے شخص کو دیتا وہ بھی سیر ہو کر پیتا پھر
پیالہ مجھ کو پھیر دیتا پھر تیسرے شخص کو دیتا وہ بھی سیر ہو کر پیتا
اس کے بعد پیالہ مجھ کو پھیر دیتا اسی طرح سب کے بعد میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا اس وقت سائبان والے
خوب چھک کر پی چکے تھے آنحضرتؐ نے پیالہ لے کر اپنے ہاتھ
پر رکھا اور میری طرف دیکھ کر مسکرائے فرمانے لگے اباہر میں
نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اب میں اور تو
دو آدمی باقی ہیں میں نے کہا بیشک یا رسول اللہ آپ سچ فرماتے
ہیں فرمایا اب تو بیٹھ جا اور دودھ پی میں بیٹھ گیا اور دودھ پیتا

[1] اتنی کے لیے بس نہ ہوگا غرض میں محروم رہ جاؤں گا۔ ۱۲ منہ

اشْرَبْ فَشَرِبْتُ فَمَا زَالَ يَقُولُ اشْرَبْ حَتّٰى قُلْتُ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا اَجِدُ لَهٗ مَسْلَكًا قَالَ فَارِنِي فَاَعْطَيْتُهُ الْقَدَحَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَسَمّٰى وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ ؁

۱۸۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُوْلُ اِنِّي لَاَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَرَاَيْتُنَا نَغْزُوْ وَمَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ وَهٰذَا السَّمُرُ وَاِنَّ اَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَالَهٗ خِلْطٌ ثُمَّ اَصْبَحَتْ بَنُوْ اَسَدٍ تُعَزِّرُنِي عَلَى الْاِسْلَامِ خِبْتُ اِذًا وَضَلَّ سَعْيِيْ ؁

۱۸۱۔ حَدَّثَنِيْ عُثْمٰنُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ

شروع کیا آپ نے فرمایا اور پی میں نے اور پیا پھر فرمایا اور پی آپ یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے عرض کیا اب تو اس پروردگار کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا میرے پیٹ میں جگہ ہی نہیں ہی کہاں اتاروں فرمایا اچھا اب مجھ کو دے دے پھر آپ نے اللہ کا شکر کیا اور بسم اللہ کہہ کر وہ بچا ہوا دودھ پی لیا[1]۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحیٰی بن سعید قطان نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے کہا ہم سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا کہا میں نے سعد بن ابی وقاصؓ سے سنا وہ کہتے تھے میں پہلا عرب ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا اور ہم نے اپنے تئیں اس وقت دیکھا جہاد کرتے پایا جب ہم کو سوا حبلہ اور سمر (دو کانٹے دار درخت) کے پتوں کے اور کوئی خوراک نہ ملتی ہم لوگوں کو اس وقت بکری کی طرح سوکھی مینگنیاں آیا کرتی ان میں تری کا نام نہ ہوتا[2] اب بنی اسد کے لوگ مجھ کو اسلام کے احکام سکھلا کر درست کرنا چاہتے ہیں[3] اگر میں اتنی مدت گزرنے پر بھی اسلام کے مسائل سے واقف نہ ہوا تو پھر میری کوشش سب برباد گئی میں بڑا کم نصیب ٹھہرا۔

مجھ سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے اسود سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سے مدینہ میں تشریف

[1] سبحان اللہ اس حدیث میں آپ کا کھلا ہوا معجزہ ہے آپ نے جو دوسری بار ابوہریرہؓ کو دیکھ کر تبسم فرمایا وہ اس سے تھا کہ ابوہریرہؓ نے جو بے صبری کا خیال کیا تھا کہ دیکھیے دودھ میرے لیے بچتا ہے یا نہیں اس پر آپ مسکرائے ۱۲ منہ [2] باوجود اتنے قدیم الاسلام ہونے کے ۱۲ منہ [3] حالانکہ یہ بنو اسد کمبخت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے تھے اور طلیحہ بن خویلد کے جس نے پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا پیرو بن گئے تھے لیکن خالد بن ولید نے ان کو مار کر پھر مسلمان بنایا ان لوگوں نے سعد بن ابی وقاصؓ کی حضرت عمرؓ سے شکایت کی تھی سعد کوفہ کے حاکم تھے یہ قصہ اوپر گزر چکا ہے چہ خوش کل تو مسلمان ہوئے ہیں اور میری تعلیم کرتے ہیں ۱۲ منہ ؁

قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ طَعَامِ بُرٍّ ثَلٰثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتّٰى قُبِضَ ؛

لائے وفات تک کبھی تین رات برابر گیہوں کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی[1]۔

۱۸۲۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ هُوَ الْأَزْرَقُ عَنْ مِّسْعَرِ بْنِ كِدَامٍ عَنْ هِلَالٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضٗ قَالَتْ مَآ أَكَلَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْلَتَيْنِ فِيْ يَوْمٍ إِلَّآ إِحْدَاهُمَا تَمْرٌ ؛

مجھ سے اسحاق بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بغوی نے بیان کیا کہا ہم سے اسحاق بن یوسف ازرق نے انہوں نے مسعر بن کدام سے انہوں نے ہلال ابن حمید سے انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل نے ایک دن میں جب دو بار کھانا کھایا تو ایک کھانا کھجور تھا[2]۔

۱۸۳۔ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَدَمٍ وَّحَشْوُهٗ مِنْ لِيْفٍ ؛

مجھ سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا کہا ہم سے نضر بن شمیل نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے کہا مجھ کو میرے والد نے خبر دی انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توشک چمڑے کی تھی اس میں کھجور کی چھال (بجائے روئی کے) بھری ہوئی تھی۔

۱۸۴۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ كُنَّا نَأْتِيْ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَّخَبَّازُهٗ قَآئِمٌ وَّ قَالَ كُلُوْا فَمَآ أَعْلَمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَغِيْفًا مُّرَقَّقًا حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ وَلَا رَاٰى شَاةً سَمِيْطًا بِعَيْنِهٖ قَطُّ ؛

ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن یحیٰی نے کہا ہم سے قتادہ نے انہوں نے کہا ہم انس بن مالکؓ پاس جایا کرتے ان کا نان بائی (نام نامعلوم) کھڑا رہتا (جو روٹیاں پکا پکا کر دیتا جاتا) انسؓ لوگوں سے کہتے کھاؤ میں نے تو وفات تک بھی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باریک چپاتی کھاتے نہیں دیکھا نہ آپ نے کبھی سموچی بھنی ہوئی بکری اپنی آنکھ سے دیکھی یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

[1] ایک روایت میں یوں ہے جو کی روٹی سے بھی دو دن پے در پے سیر نہیں ہوئے یعنی ایک دن روٹی ملی تو دوسرے دن نہ ملی یا پیٹ بھر کر نہ ملی ایک روایت میں ہے کہ ایک ایک ماہ تک آپ کے گھر میں چولہا نہ سلگتا کھجور اور پانی پر اکتفا کرتے ۱۲ منہ [2] یعنی یہ نہیں ہوا کہ دونوں وقت کا کھانا آگ سے پکا ہوا اور تازہ ہو بلکہ ایک وقت اگر ایسا کھانا ملا تو دوسرے وقت کھجور پر اکتفا کی مجھ کو یاد ہے جب میں اور والد مغفور ۱۳۰۸ھ ہجری میں مدینہ منورہ گئے تھے تو والد صبح کو تو کھانا پکواتے اور شام کو آپ بھی کھجور کھاتے مجھ کو بھی کھجور کھلاتے مگر مدینہ منورہ کی کھجوریں سبحان اللہ ایسی عمدہ اور خوش ذائقہ تھیں کہ تمام کھانوں سے بہتر تھیں اگر پیچش کا ڈر نہ ہوتا تو شاید دونوں وقت ہم کھجور ہی کھایا کرتے ۱۲ منہ ؛

١٨٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَأْتِي عَلَيْنَا الشَّهْرُ مَا نُوقِدُ فِيهِ نَارًا إِنَّمَا هُوَ التَّمْرُ وَالْمَاءُ إِلَّا أَنْ نُؤْتٰى بِاللُّحَيْمِ ؂

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے کہا مجھ سے والد نے بیان کیا انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے وہ کہتی تھیں ایک ایک مہینہ ہم پر سے گزر جاتا اور ہم گھر میں آگ نہ سلگاتے (کھانا نہ پکاتے) ہمارا کھانا بس یہی کھجور اور پانی ہوتا البتہ کہیں سے کچھ تھوڑا سا گوشت آجاتا تو اس کو بھی کھا لیتے)

١٨٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ ابْنَ أُخْتِي إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهِلَالِ ثَلَاثَةَ أَهِلَّةٍ فِي شَهْرَيْنِ وَمَا أُوقِدَتْ فِي أَبْيَاتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَارٌ فَقُلْتُ مَا كَانَ يُعِيشُكُمْ قَالَتِ الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ لَهُمْ مَنَائِحُ وَكَانُوا يَمْنَحُونَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَبْيَاتِهِمْ فَيَسْقِينَاهُ ؂

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا مجھ سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے یزید بن رومان سے انہوں نے عروہ بن زبیرؓ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے عروہ سے کہا میرے بھانجے ہم دو مہینے میں تین نئے چاند دیکھتے تھے اور اس مدت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ نہ سلگائی جاتی (کھانا نہ پکایا جاتا) عروہ کہتے ہیں میں نے پوچھا پھر تمہاری گزر کس پر ہوتی تھی (کیا کھا کر رہتے تھے) انہوں نے کہا یہی دو کالی چیزیں پانی اور کھجور[1] پر سنو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی انصاری لوگ پڑوسی تھے (ان کے نام معلوم نہیں ہوئے) ان کے پاس دودھیل اونٹنیاں تھیں وہ اپنے گھروں سے آپ کے لیے دودھ بھیجتے تھے آپ ہم کو بھی دودھ پلاتے تھے۔

١٨٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے محمد فضیل نے انہوں نے اپنے والد (فضیل بن غزوان) سے انہوں نے عمارہ بن قعقاع سے انہوں نے ابو زرعہ (ہرم بن عمرو) سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ

[1] حالانکہ پانی کالا نہیں ہوتا مگر عرب لوگوں کا محاورہ ہے کہ ایک کا نام باوصف دوسری چیز پر بھی رکھ کر دیتے ہیں جیسے شمسین اور قمرین چاند اور سورج دونوں کو ١٢ منہ

وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْ اٰلَ مُحَمَّدٍ قُوْتًا ۔

وسلم یوں دعا کیا کرتے تھے یا اللہ محمدؐ کی آل کو اتنی ہی روزی دے جتنی ضرور ہے[1]

بَابُ الْقَصْدِ وَالْمُدَاوَمَةِ عَلَى الْعَمَلِ ۔

باب عبادت میں میانہ روی اور اس پر ہمیشگی کرنے کا بیان ۔

۱۸۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا اَبِیْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَشْعَثَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ مَسْرُوْقًا قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رض اَیُّ الْعَمَلِ كَانَ اَحَبَّ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الدَّآئِمُ قَالَ قُلْتُ فَاَیَّ حِیْنٍ كَانَ یَقُوْمُ قَالَتْ كَانَ یَقُوْمُ اِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم سے والد (عثمان بن جبلہ) نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے اشعث سے کہا میں نے والد (ابو الشعثاء سلیم بن اسود) سے سنا کہا میں نے مسروق سے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کون سی عبادت پسند تھی انہوں نے کہا جو ہمیشہ کی جائے میں نے پوچھا آپ رات کو (تہجد کے لیے) کب اٹھتے انہوں نے کہا جب مرغ کی آواز سنتے (مرغ آدھی رات کے بعد دو تین بجے بانگ دیتا ہے ۔)

۱۸۹۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ اَحَبُّ الْعَمَلِ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ یَدُوْمُ عَلَیْهِ صَاحِبُهُ ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ نیک کام بہت پسند تھا جس کو آدمی ہمیشہ کرتا رہے ۔

۱۹۰۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی

---

[1] جتنے پر زندگی قائم رہ سکتی ہے باقی غنا اور تونگری اور کثرت مال کی ضرورت نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا قبول ہوئی آپ کی وفات کے بعد آپ کی آل پر ہمیشہ دنیا کی تکلیفیں گزرتی رہیں حضرت فاطمہؓ آپ کی اکلوتی صاحبزادی نے تو تونگری اور دولت کا زمانہ ہی نہیں دیکھا وہ اس سے پہلے ہی رہگرائے عالم جاودانی ہوئیں اور ساری عمر تنگی اور تکلیف ہی میں گزرائی اس کے بعد امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو گو دنیا کی تنگی نہ تھی مگر ہمیشہ ان دونوں شہزادوں نے فقیرانہ بسر کی اور کئی بار اپنا سارا مال اسباب اللہ کی راہ میں لٹا دیا پھر امام حسنؓ کو زہر دے دیا گیا اور امام حسینؓ کس سختی کے ساتھ مع اپنے عزیز و اقربا کے شہید کیے گئے ان کے بعد جتنے امام ان دونوں اماموں کی اولاد میں گزرے وہ بنی امیہ اور عباسیہ حاکموں کے ہاتھوں ساری عمر تکلیف ہی میں رہے کوئی قید کیے گئے کوئی قتل کیے گئے کوئی چھپے رہے غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو اب تک دنیا کی حکومت اور دولت اور راحت نہ ملی دوسرے الٹے خوب چین کرتے رہے اخیر زمانہ میں مولانا اسمٰعیل صاحب دہلوی نے چاہا تھا کہ بنی فاطمہؓ کو امیر المومنین بنائیں اور سید احمد صاحب بریلوی سے بیعت بھی کی تھی مگر اللہ تعالیٰ کو منظور نہ تھا سید صاحب مع اپنے رفقاء کے کفار سکھ کے ہاتھوں شہید ہوئے اب جو کچھ امید ہے وہ امام مہدی کے ظہور پر ہے واللہ المستعان ۱۲ منہ

[2] یہ نہیں کہ چار دن کی پھر چھوڑ دی ۱۲ منہ ۔

عَنْ سَعِيْدِنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يُّنَجِّيَ اَحَدًا مِّنْكُمْ عَمَلُهٗ قَالُوْا وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا وَشَيْءٌ مِّنَ الدُّلْجَةِ وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا ؁

ذئب نے انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی کو اپنے عملوں کی وجہ سے نجات نہ ہوگی (بلکہ پروردگار کے فضل و کرم سے) لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کو فرمایا مجھ کو بھی نہ ہوگی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مجھ کو ڈھانپ لے[1] تم کو چاہیئے کہ درستی کے ساتھ عمل کرو[2] اور میانہ روی اختیار کرو[3] صبح اور شام اسی طرح رات کو ذرا چل لیا کرو اور اعتدال کے ساتھ چلا کرو تم منزل مقصود کو پہنچ جاؤ گے[4]

۱۹۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ عَنْ مُّوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاعْلَمُوْا اَنْ لَّنْ يُّدْخِلَ اَحَدَكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَاَنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اَدْوَمُهَا اِلَى اللّٰهِ

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درستی کے ساتھ عمل کرو اور میانہ روی اختیار کرو اور یہ سمجھ لو کہ اپنے اعمال کی وجہ سے کوئی بہشت میں نہیں جانے کا (بلکہ پروردگار کے فضل و کرم سے) اور اللہ کو سب عملوں سے وہ عمل بہت

[1] قرآن شریف میں جو ہے وتلک الجنۃ التی اورثتموہا بما کنتم تعملون اس کے معارض نہیں ہے کیونکہ عمل صالح بھی منجملہ اسباب دخول جنت ایک سبب ہے لیکن اصلی سبب رحمت اور عنایت الٰہی ہے بعضوں نے کہا آیت میں ترقی درجات مراد ہے نہ محض دخول جنت اور ترقی درجات اعمال صالحہ کے لحاظ سے ہوگی اس حدیث سے معتزلہ کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں اعمال صالحہ کرنے والے کو بہشت میں لے جانا اللہ پر واجب ہے معاذ اللہ ۱۲ منہ [4] سبحان اللہ کیا عمدہ اور حکیمانہ تعلیم ہے مطلب یہ ہے کہ دوڑ کر چلنے والا ہمیشہ ٹھوکر کھا کر گرتا ہے پھر ایک قدم بھی چلنے کے قابل نہیں رہتا اور منزل مقصود پر نہیں پہنچتا لیکن آہستہ ہر روز چلنے والا جو تھوڑا صبح شام تھوڑا رات کو بطور تفریح چلا کرے ہزاروں کوس کو طے کر لیتا ہے اور منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے صبح اور شام اور رات کو تھوڑا چلنے سے مقصود یہ ہے کہ آدمی صبح اور شام کو اسی طرح رات کو تھوڑی سے عبادت کر لیا کرے اور ہمیشہ کرتا رہے بس اتنی عبادت اس کی نجات اور فائز المرام ہونے کے لیے کافی ہے یہ تین وقت نہایت متبرک وقت ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کی یاد کرنا بہت فائدہ دیتا ہے حضرت جنیدؒ کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا کہو کیا حال ہوا انہوں نے وہ سب لطائف ظرائف عشقیہ باتیں ہوا ہو گئیں کچھ کام نہ آئیں سحر کے قریب جو ہم تہجد کی کچھ رکعتیں پڑھا کرتے تھے وہ کام آئیں انہی کی بدولت نجات پائی اوپر گزر چکا ہے کہ تمام صالحین اور اولیاء اللہ نے قیام شب نہیں چھوڑا رات کو تھوڑی بہت عبادت سب نے کی ہے اور جو درویش شب بیداری نہیں کرتا اور ساری رات پڑا سوتا رہتا ہے وہ درویش نہیں ہے اہل حدیث کو لازم ہے کہ رات کے آخری حصے میں بیدار ہو کر جس قدر ہو سکے نماز اور تلاوت قرآن میں مصروف رہا کریں ۱۲ منہ [2] یعنی سنت کے مطابق خلوص نیت سے ۱۲ منہ [3] بہت محنت نہ اٹھاؤ کہ طبیعت اکتا جائے اور نیک عمل چھوڑ دے ۱۲ منہ

وَإِنْ قَلَّ ‎

۱۹۲۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ قَالَ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ وَقَالَ اكْلَفُوْا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ ‎

۱۹۳۔ حَدَّثَنِيْ عُثْمٰنُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ كَيْفَ كَانَ عَمَلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ يَخُصُّ شَيْئًا مِنَ الْأَيَّامِ قَالَتْ لَا كَانَ عَمَلُهُ دِيْمَةً وَأَيُّكُمْ يَسْتَطِيْعُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَطِيْعُ ‎

۱۹۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَأَبْشِرُوْا فَإِنَّهُ لَا يُدْخِلُ

پسند ہے جو ہمیشہ کیا جائے گو تھوڑا ہو۔

ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے سعد بن ابراہیم سے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا اللہ تعالیٰ کو کونسا نیک عمل پسند ہے آپ نے فرمایا جو ہمیشہ کیا جائے گو تھوڑا ہو اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ نیک کرنے میں اتنی ہی تکلیف اٹھاؤ جتنی طاقت ہے (جو ہمیشہ نبھ سکے)

ہم سے عثمان ابن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے منصور سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے کہا میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضؓ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر عبادت کیا کرتے تھے کیا کوئی خاص دن عبادت کیا کرتے تھے انہوں نے کہا نہیں آپ کی عبادت مدامی تھی اور کون تم میں سے ایسی عبادت کر سکتا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کر سکتے تھے[۱]

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن زبرقان نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا دیکھو جو نیک کام کرو وہ ٹھیک طور سے کرو[۲] اور حد سے نہ بڑھ جاؤ بلکہ اس کے قریب رہو (میانہ روی کرو نہ افراط نہ تفریط) اور خوش رہو

---

[۱] یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی دل و جگر تھا کہ نو بیبیاں ان کے سوا حرمین بال بچے خانگی فکریں سب رکھ کر پھر تعلیم امت اور تکمیل عموم خلق اور دعوت عام کے کل کام اس پر فوجی اور ملکی کام اس پر انتظامی اور سیاسی امور اس پر عبادت الٰہی یہ سب چیزیں نہایت اعتدال اور انتظام اور ہمیشگی کے ساتھ بجالاتے تھے اور پھر خوش مزاج اور ہنس مکھ ہر ایک سے بڑی خوش اخلاقی اور مہربانی کے ساتھ ملاقات کرتے تھے کیا کسی فقیر اور درویش کی مجال ہے کہ آنحضرتؐ کی سی فکریں ایک عالم کی اپنے سر لے کر ایک دن بھی اس خوبی کے ساتھ گزار سکے ان سارے فقیروں اور درویشوں کی عبادت آنحضرتؐ کی ایک گھنٹہ کی عبادت کے برابر نہ تھی یہ بہت سہل ہے کہ ایک سونٹا لے کر لنگوٹ باندھ کر سب سے الگ ایک پہاڑ پر جا بیٹھے اور درویش بن گئے ۱۲ منہ [۲] سنت کے موافق خلوص کے ساتھ تاکہ قبول ہو۔ ۱۲ منہ

أَحَدًا الْجَنَّةَ عَمَلُهُ قَالُوْا وَلَا أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللّٰهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ قَالَ أَظُنُّهُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَقَالَ عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَدِّدُوْا وَأَبْشِرُوْا وَقَالَ مُجَاهِدٌ سَدَادًا سَدِيْدًا صِدْقًا ؎

اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی امید رکھو (اس کی رحمت سے مایوس نہ ہو) اس لیے کہ عمدہ اعمال کسی کو بہشت میں نہیں لے جا سکتے (بلکہ کار بعنایت ست باقی ہمہ حکایت) لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو بھی عمدہ اعمال بہشت میں نہیں لے جائیں گے فرمایا مجھ کو بھی یہ اعمال بہشت میں نہیں لے جانے کے بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی بخشش اور کرم سے لے جائے تو اور بات ہے؎ علی بن عبداللہ مدینی نے کہا میں سمجھتا ہوں موسیٰ بن عقبہ نے یہ حدیث ابوسلمہ سے ابوالنضر (سالم بن ابی امیہ) کے واسطے سے سنی ہے ابوسلمہ نے حضرت عائشہ سے اور عفان بن مسلم نے کہا ہم سے وہیب؎ نے بیان کیا انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے کہا میں نے ابوسلمہ سے سنا انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا درستی کے ساتھ عمل کرو اور خوش رہو مجاہد نے کہا (اس کو فریابی اور طبرانی نے وصل کیا) قرآن میں (سورۂ احزاب میں) جو آیا ہے قولا سدیدا تو سدید اور سداد کے معنی سچی ٹھیک بات کے ہے۔

۱۹۵۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى لَنَا يَوْمًا الصَّلٰوةَ ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَأَشَارَ بِيَدِهِ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ قَدْ أُرِيْتُ الْآنَ مُنْذُ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلٰوةَ الْجَنَّةَ

مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فلیح نے، کہا ہم سے والد (فلیح بن سلیمان) نے انہوں نے ہلال بن علی سے انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا ایک دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ظہر کی نماز پڑھائی، اس کے بعد آپ منبر پر چڑھ گئے اور مسجد میں ہاتھ سے قبلے کی طرف اشارہ کیا۔ فرمایا ابھی جب میں تم کو نماز پڑھا چکا، اس

؎ مسلمانوں رونے کا مقام ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اعمال کا بھروسہ نہ تھا تو تمہاری عبادت اور پرہیز گاری کیا چیز ہے جس پر ناز کرو اور اللہ کے دوسرے بندوں کو حقیر سمجھو ہم کیا ہمارے اعمال کیا ۱۲ منہ ؎ یہ امام بخاری کے شیخ تھے اس کو امام احمد نے وصل کیا اس سند کو لا کر امام بخاری نے علی بن مدینی کا یہ گمان رفع کیا کہ اگلی روایت منقطع ہے کیونکہ اس میں موسیٰ کے سماع کی ابوسلمہ سے صراحت ہے ۱۲ منہ

؎ حدیث میں سددوا کا لفظ آیا تھا سدید اور سداد کا بھی وہی مادہ ہے اس مناسبت سے امام بخاری نے اس کی تفسیر یہاں بیان کر دی ۱۲ منہ

وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِيْ قُبُلِ هٰذَا الْجِدَارِ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ ؕ

دیوار کی طرف مجھ کو بہشت اور دوزخ کی تصویر دکھائی گئی میں نے (ساری عمر میں) آج کی طرح نہ کوئی بہشت کی سی خوبصورت چیز دیکھی نہ دوزخ کی سی ڈراؤنی[۱]

بَابُ الرَّجَاءِ مَعَ الْخَوْفِ

باب اللہ تعالیٰ سے امید اور ڈر دونوں رکھنا[۲]

وَقَالَ سُفْيٰنُ مَا فِي الْقُرْاٰنِ اٰيَةٌ اَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ لَّسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ

سفیان بن عیینہ نے کہا[۳] قرآن کی کوئی آیت مجھ پر اتنی سخت نہیں گزری جتنی (سورۂ مائدہ کی) یہ آیت ہے اے پیغمبر کہہ دے تمہارا طریق (مذہب) کوئی چیز نہیں ہے جب تک توراۃ اور انجیل اور ان کتابوں پر جو تم پر اتریں پورا عمل نہ کرو[۴]

۱۹۶ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِيْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الرَّحْمَةَ يَوْمَ خَلَقَهَا مِائَةَ رَحْمَةٍ فَاَمْسَكَ عِنْدَهٗ تِسْعًا وَّتِسْعِيْنَ رَحْمَةً وَّاَرْسَلَ فِيْ خَلْقِهٖ كُلِّهِمْ رَحْمَةً وَّاحِدَةً فَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ بِكُلِّ الَّذِيْ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ لَمْ يَيْاَسْ مِنَ الْجَنَّةِ وَلَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ بِكُلِّ الَّذِيْ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعَذَابِ لَمْ يَاْمَنْ مِّنَ النَّارِ ؕ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے عمرو بن ابی سے انہوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے جس دن رحمت کو بنایا اس کے سو حصے کئے اور ننانوے حصے اپنے پاس رکھ چھوڑے ایک حصہ اپنی تمام مخلوقات کو عنایت فرمایا[۵] اگر کافر کو اللہ تعالےٰ کا پورا رحم معلوم ہو جائے تو (یا وجود کفر کے) بہشت سے ناامید نہ ہو اور اگر مومن کو اللہ تعالےٰ کا پورا عذاب معلوم ہو جائے تو کبھی دوزخ سے نڈر نہ ہو[۶]

---

[۱] اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے بعضوں نے کہا مقصود یہ ہے کہ آدمی بہشت اور دوزخ کا ہمیشہ دھیان رکھے اور اس دھیان کی وجہ سے نیک عمل ہمیشہ کرتا رہے تو باب کی مطابقت ہو گئی ۱۲ منہ [۲] یہی ایمان ہے اگر امید جاتی رہی اور بالکل ناامیدی تب بھی خرابی ہے نہ لاییأس من روح اللہ الا القوم الکافرون اگر اپنے نیک اعمال کے بھروسے پر امید ہی امید رہ گئی ڈر جاتا رہا عیب بھی خرابی ہے فلا تخشوہم واخشونی ۱۲ منہ [۳] یہ اثر کتاب التفسیر میں گزر چکا ہے ۱۲ منہ [۴] اس آیت کی سختی کی وجہ ظاہر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں یہ فرمایا کہ جب تک کتاب الٰہی پر پورا پورا عمل نہ ہو اس وقت تک دین و ایمان کوئی چیز نہیں ہے ۱۲ منہ [۵] یہ اسی حصہ کا اثر ہے کہ آدمی ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں ۱۲ منہ [۶] مومن کتنے بھی نیک اعمال کرتا ہو لیکن ہر وقت اس کو ڈر رہتا ہے شاید میری نیکیاں بارگاہ الٰہی میں قبول نہ ہوئی ہوں اور شاید میرا خاتمہ برا ہو جائے ابوعثمان نے کہا گناہ کرتے جانا اور پھر نجات کی امید رکھنا بدبختی کی نشانی ہے علماء نے کہا ہے کہ حالت صحت میں اپنے دل پر خوف غالب رکھے اور مرتے وقت اس کے کرم و رحم کی زیادہ امید رکھے ۱۲ منہ ؕ

بَابُ ۱۱۶ الصَّبْرِ عَنْ مَحَارِمِ اللهِ

اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَقَالَ عُمَرُ وَجَدْنَا خَيْرَ عَيْشِنَا بِالصَّبْرِ۔

۱۹۷۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ اُنَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَسْاَلْهُ اَحَدٌ مِّنْهُمْ اِلَّا اَعْطَاهُ حَتّٰى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُمْ حِيْنَ نَفِدَ كُلُّ شَيْءٍ اَنْفَقَ بِيَدِهٖ مَا يَكُنْ عِنْدِيْ مِنْ خَيْرٍ لَا اَدَّخِرُهُ عَنْكُمْ وَاِنَّهُ مَنْ يَّسْتَعِفَّ يُعِفَّهُ اللهُ وَمَنْ يَّتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللهُ وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللهُ وَلَنْ تُعْطَوْا عَطَاءً خَيْرًا وَّاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ۔

۱۹۸۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ حَتّٰى تَرِمَ اَوْ تَنْتَفِخَ قَدَمَاهُ

باب حرام کاموں سے بچے رہنا ان سے صبر کیے رہنا

اللہ تعالیٰ نے (سورۂ زمر میں) فرمایا صبر کرنے والوں کو ان کا پورا ثواب بے حساب ملے[۱] گا اور حضرت عمرؓ نے کہا[۲] ہم نے تو عمدہ عیش صبر ہی میں پایا۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عطاء بن یزید لیثی نے خبر دی ان کو ابوسعید خدریؓ نے انصار کے کئی لوگوں نے (جن کے نام معلوم نہیں ہوئے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا (روپیہ پیسہ مانگا) جس نے مانگا آپ نے اس کو دیا یہاں تک کہ آپ کے پاس جو کچھ تھا وہ ختم ہو گیا جب آپ نے دونوں ہاتھوں سے جو کچھ تھا وہ خرچ کر ڈالا اس وقت فرمایا دیکھو میرے پاس جو آئے گا میں اس کو تم سے اٹھا کر رکھنے والا نہیں بات یہ ہے کہ جو کوئی رہتے المقدور سوال سے بچنا چاہے گا اللہ بھی اس کو غیب سے دے گا سوال سے[۳] بچائے گا اور جو شخص دل پر زور ڈال کر صبر کرنا چاہے گا اللہ اس کو صبر دے گا اور جو شخص بے پروا رہنا پسند کریگا اللہ کو بے پرواہ کر دیگا اور اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت صبر سے بڑھ کر تم کو نہیں[۴] ملی۔

ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے مسعر بن کدام نے کہا ہم سے زیاد بن علاقہ نے کہا میں نے مغیرہ بن شعبہ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (رات کو) اتنی نماز پڑھتے آپ کے پاؤں سوج یا پھول جاتے لوگ آپ سے کہتے[۵] تو آپ

---

[۱] صبر کہتے ہیں بری بات سے نفس کو روکنا اور زبان سے کوئی کلمہ شکوہ اور شکایت کا نہ نکالنا اللہ کے کرم و رحم کا منتظر رہنا ذوالنونؒ نے کہا صبر کیا ہے بری باتوں سے دور رہنا بلا کے وقت اطمینان رکھنا کتنی ہی محتاجی آئے مگر بے پرواہ رہنا ابن عطا نے کہا صبر کیا ہے بلائے الٰہی پر ادب کے ساتھ سکوت کرنا ۱۲ منہ [۲] اس کو امام احمد نے وصل کیا ۱۲ منہ [۳] لوگوں کا محتاج نہیں کرتے گا ۱۲ منہ [۴] صبر تلخ ست ولیکن بر شیریں دارد × صبر عجیب نعمت ہے صابر آدمی کی طرف اخیر میں سب کے دل مائل ہو جاتے ہیں سب اس کی ہمدردی کرنے لگتے ہیں ۱۲ منہ [۵] آپ کیوں اتنی عبادت کرتے ہیں اللہ نے تو آپ کے اگلے اور پچھلے سب قصور بخش دیئے ہیں ۱۲ منہ

فَيَقُولُ لَهُ فَيَقُولُ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا ؛

فرماتے کیا میں حق تعالیٰ کا شکر بیہ نہ ادا کروں[۵۲]

باب ۱۱۷ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۔

باب اللہ پر جو بھروسا کرے تو اللہ اس کو بس کرتا ہے۔

قَالَ الرَّبِيعُ بْنُ خُثَيْمٍ مِنْ كُلِّ مَا ضَاقَ عَلَى النَّاسِ ؛

اور ربیع بن خثیم (تابعی) نے کہا یہ جو اللہ فرماتا ہے جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے ایک نہ ایک نکلنے کی صورت بنا دے گا یعنی ہر ایک تنگی اور تکلیف سے نکلنے کی۔

۱۹۹۔ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ حُصَيْنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ؛

مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا میں نے حصین بن عبدالرحمٰن سے سنا وہ کہتے تھے میں سعید بن جبیر کے پاس بیٹھا تھا انہوں نے ابن عباسؓ سے یہ روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بے حساب بہشت میں جائیں گے یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ منتر کرتے ہیں نہ بر اشگون لیتے ہیں اپنے پروردگار پر (ہر کام میں) بھروسا کرتے ہیں[۵۳]

باب ۱۱۸ مَا يُكْرَهُ مِنْ قِيلَ وَقَالَ ؛

باب بے فائدہ بکبک لگانا منع ہے ،

۲۰۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مُغِيرَةُ وَفُلَانٌ وَرَجُلٌ ثَالِثٌ أَيْضًا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ مُعٰوِيَةَ كَتَبَ إِلَى الْمُغِيرَةِ أَنِ اكْتُبْ إِلَيَّ بِحَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ

ہم سے علی بن مسلم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشیم نے کہا مجھ سے کئی آدمیوں نے جیسے مغیرہ بن مقسم اور فلانے (مجالد بن سعید ان کی روایت کو ابن خزیمہ نے نکالا) اور ایک اور تیسرے شخص (داؤد بن ابی ہند) نے[۵۴] انہوں نے شعبی سے انہوں نے وراد سے جو مغیرہ بن شعبہ کے منشی تھے کہ معاویہ بن ابی سفیان نے مغیرہ بن شعبہ کو لکھا مجھ کو ایک حدیث لکھ بھیجو جو تم نے

---

[۵۱] کی اس عنایت و نوازش ۱۲ منہ [۵۲] اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ آپ نے عبادت الٰہی کے لیے محنت اور تکلیف اٹھانے پر صبر کیا اور نفس کو اپنی خواہش یعنی آرام و راحت سے باز رکھا [۵۳] اس کو طبرانی اور ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [۵۴] بھروسے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اسباب کا حاصل کرنا چھوڑ دے نہیں اسباب حاصل کرے لیکن مقصود کا حاصل ہونا پروردگار کی مرضی اور ارادے پر منحصر سمجھے اور اگر مقصود حاصل ہو جائے تو یہ خیال نہ کرے کہ اسباب کی وجہ سے حاصل ہوا بلکہ پروردگار کی عنایت اور نوازش سمجھے ۱۲ منہ [۵۵] ان کی روایت کو ابن حبان نے نکالا یا زکریا یا اسمٰعیل نے جن کی روایتوں کو طبرانی نے نکالا ۱۲ منہ [۵۶] سورہ طلاق میں ۱۲ منہ

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَکَتَبَ اِلَیْہِ الْمُغِیْرَۃُ اِنِّیْ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ عِنْدَ انْصِرَافِہٖ مِنَ الصَّلٰوۃِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ وَکَانَ یَنْھٰی عَنْ قِیْلَ وَقَالَ وَکَثْرَۃِ السُّؤَالِ وَاِضَاعَۃِ الْمَالِ وَمَنْعٍ وَّھَاتِ وَعُقُوْقِ الْاُمَّھَاتِ وَوَاْدِ الْبَنَاتِ وَعَنْ ھُشَیْمٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ عُمَیْرٍ قَالَ سَمِعْتُ وَرَّادًا یُحَدِّثُ ھٰذَا الْحَدِیْثَ عَنِ الْمُغِیْرَۃِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ؁

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو مغیرہ نے جواب میں یہ لکھوایا، میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب فرض نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار لاالہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیٔ قدیر کہتے مغیرہ نے یہ بھی لکھوایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (بیفائدہ) بک بک سے منع فرماتےؔ اسی طرح بہت سوال کرنے سے (بے ضرورت مسئلے پوچھنے سے) اسی طرح پیسہ برباد کرنے سے اسی طرح جو دینا چاہیئے اس کو نہ دینے اور جو نہ لینا چاہیے اس کو مانگنےؔ سے اسی طرح ماؤں کی نافرمانی ایذا دہی سے اسی طرح لڑکیوں کو زندہ گاڑنےؔ سے اور (اسی سند سے) ہُشیم سے روایت ہے کہا ہم کو عبدالملک بن عمیر نے خبر دی کہا میں نے وراد سے سنا (جو مغیرہ بن شعبہ کے منشی تھے)، وہ یہی حدیث مغیرہ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے۔

بابؔ ۱۹ حِفْظِ اللِّسَانِ۔

باب زبان کو روکے رہنا۔

وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ وَقَوْلِہٖ تَعَالٰی مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ

اور آنحضرتؐ کا یہ فرمانا جو شخص اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات منہ سے نکالے ورنہ خاموش رہےؔ اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ قاف میں) فرمایا جہاں اس نے کوئی بات

ؔ یعنی ان باتوں سے جن میں نہ دین کا فائدہ ہو نہ دنیا کا ہمارے زمانہ میں بہت لوگوں نے اس حدیث کا خیال چھوڑ دیا ہے اور بیفائدہ غپ شپ لگانا اچھا سمجھتے ہیں کہتے اس میں دل بہلتا ہے ارے کم بخت دل بہلانے کے لیے دوسرے مفید کام کیا کم ہیں کوئی علم و ہنر سپاہ گری کے فنون سیکھو صنعت اور زراعت اور کیمیا کے تجربے کرو کیمیا سے وہ مراد نہیں ہے کہ تانبا یا رانگہ یا پیتل سے سونا چاندی بنانا یہ تو ایک حرکت لغو اور اضاعت مال اور اضاعت وقت ہے بلکہ کیمیا کا علم مراد ہے یعنی ہر چیز کی تحلیل اور ترکیب کا علم اسی طرح عمدہ عمدہ آلات اور مشینیں طیار کرو اور انواع و اقسام کے ظروف اور اشیاء اور روشنی کے سامان ان میں ہم دنیاوی فائدہ ہے ہم دین کی قوت ہے ۱۲ منہ ؔ پیسہ برباد کرنا یعنی اسراف کرنا جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے جو دینا چاہیئے مثلاً جو سامان عاریت مانگا کرتے ہیں جیسے تو اتغاری پانی آگ برتن باسن وغیرہ اس کو روکنا نہ دینا جو نہ لینا چاہیئے مثلاً مال حرام سود وغیرہ ۱۲ منہ ؔ جیسے عرب کے مشرک کیا کرتے تھے ۱۲ منہ ؔ غیبت اور جھوٹ اور ان باتوں سے جو منع ہیں ۱۲ منہ ؔ یہ حدیث اوپر بھی موصولاً گزر چکی ہے آگے بھی آتی ہے ۱۲ منہ۔

عَتِيدٌ ٭

منہ سے نکالی ایک چوکیدار فرشتہ اس کے لکھنے کو تیار ہے۔

٭ ٭ ٭

۲۰۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ سَمِعَ أَبَا حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ ٭

مجھ سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا کہا ہم سے عمر بن علی نے انہوں نے ابو حازم (سلمہ بن دینار) سے سنا۔ انہوں نے سہل بن سعد ساعدی سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو شخص ضمانت دے۔ اس چیز کی جو اس کے دونوں جبڑوں کے بیچ میں ہے (یعنی زبان کی) اور جو اس کے دونوں پاؤں کے بیچ میں ہے (یعنی شرمگاہ کی) تو میں اس کے لیے بہشت کی ضمانت کرتا ہوں[1]۔

۲۰۲۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ ٭

مجھ سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات منہ سے نکالے یا خاموش رہے اور جو شخص اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو نہ ستائے (بلکہ اس سے اچھا سلوک کرے مسلم) اور جو شخص اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی خاطر کرے۔

۲۰۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا لَيْثٌ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ سَمِعَ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ جَائِزَتُهُ قِيلَ مَا جَائِزَتُهُ قَالَ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ

ہم سے ابو الولید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا ہم سے سعید مقبری نے انہوں نے ابو شریح خزاعی سے انہوں نے کہا میرے کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ضیافت (مہمانداری) تین دن تک ہے مگر جو لازمی ہے وہ تو پوری کرو صحابہ نے عرض کیا لازمی کتنی ہے آپ نے فرمایا ایک دن رات[2] اور جو شخص اللہ اور

---

[1] زبان کی ضمانت یہ ہے کہ کفر اور شرک کا کلمہ زبان سے نہ نکالے غیبت اور جھوٹ سے پرہیز رکھے شرمگاہ کی ضمانت یہ ہے کہ زنا اور لواطت حرامکاری نہ کرے ۱۲ منہ

[2] یعنی دو وقت صبح و شام کا کھانا کھلانا اس دن کھانے میں تکلیف کرنا چاہیے اور معمول سے اچھا کھانا چاہیئے باقی دونوں میں جو ماحضر ہو وہ سامنے رکھ سکتا ہے ۱۲ منہ

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَسْكُتْ ؞

پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی خاطر کرے اور جو شخص اللہ اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات منہ سے نکالے ورنہ خاموش رہے[1]۔

۲۰۴۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ فِيهَا يَزِلُّ بِهَا فِي النَّارِ أَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ الْمَشْرِقِ ؞

ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی حازم نے بیان کیا انہوں نے یزید بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن ابراہیم سے انہوں نے عیسیٰ بن طلحہ تیمی سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے آدمی ایک بات منہ سے نکال بیٹھتا ہے اس کو سوچتا نہیں[2] اس کی وجہ سے دوزخ میں اتنی دور گر پڑتا ہے، (اتنا گڑھے میں چلا جاتا ہے) جتنی دور پورب ہے پچھم سے)

۲۰۵۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ ؞

مجھ سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا انہوں نے ابوالنضر سے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے انہوں نے اپنے والد (عبداللہ بن دینار) سے انہوں نے ابوصالح روغن فروش سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا بندہ کبھی ایسی بات منہ سے نکالتا ہے جس میں اللہ کی رضامندی ہوتی ہے وہ اس پر کچھ خیال نہیں کرتا (اس کو کوئی بڑی نیکی نہیں سمجھتا) حالانکہ اس کی وجہ سے اللہ اس کے درجے بلند کر دیتا ہے اور کبھی بندہ اللہ کی ناراضگی کی بات منہ سے نکال بیٹھتا ہے وہ اس کو کوئی بڑا گناہ نہیں سمجھتا لیکن اس کی وجہ سے دوزخ میں گر جاتا ہے[3]۔

---

[1] منہ سے گالی گلوچ غیبت جھوٹ کفر شرک کی باتیں نکالنے سے خاموش رہنا بہتر ہے ؎ نیاموزد بہائم از تو گفتار ؛ تو خاموشی بیاموز از بہائم ۱۲ منہ

[2] کہ وہ کیسی کفر اور بے ادبی کی بات ہے ۱۲ منہ

[3] قسطلانی نے کہا اللہ کی رضامندی کی بات یہ ہے کہ کسی مسلمان کی بھلائی کی بات کہے جس سے اس کو فائدہ پہنچے اور ناراضی کی بات یہ ہے کہ مثلاً ظالم بادشاہ یا حاکم سے مسلمان بھائی کی برائی کرے اس نیت سے کہ اس کو ضرر پہنچے ابن عبدالبر سے ایسا ہی منقول ہے ابن عبدالسلام نے کہا ناراضی کی بات سے وہ بات مراد ہے جس کا حسن اور قبح معلوم نہ ہو ایسی بات منہ سے نکالنا حرام ہے تمام حکمت اور اخلاق کا خلاصہ اور اصل الاصول یہ ہے کہ آدمی سوچ کر بات کہے بن سوچے جو منہ پر آئے وہ کہہ دینا نادانوں کا کام ہے بہت لوگ ایسے ہیں کہ یہ بات جان کر بھی اس پر عمل نہیں کرتے اور ٹر ٹر بے فائدہ باتیں کیے جاتے ہیں ایسا علم بغیر عمل کے کیا فائدہ دیگا ۱۲ منہ

بَابُ ۱۲۰ اَلْبُكَاءِ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ ـ

۲۰۶ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُّظِلُّهُمُ اللهُ رَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ ؎

باب اللہ کے ڈر سے رونے کی فضیلت

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبید اللہ عمری سے کہا مجھ سے خبیب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا انہوں نے حفص بن عاصم سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ حشر کے دن اپنے سایہ میں رکھے گا ؏ جو تنہائی میں اللہ کی یاد کرے اس کی آنکھیں بہ نکلیں ۔

بَابُ ۱۲۱ اَلْخَوْفِ مِنَ اللهِ ـ

۲۰۷ ـ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ رِّبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُسِيْءُ الظَّنَّ بِعَمَلِهٖ فَقَالَ لِاَهْلِهٖ اِذَا اَنَا مُتُّ فَخُذُوْنِيْ فَذَرُّوْنِيْ فِي الْبَحْرِ فِيْ يَوْمٍ صَائِفٍ فَفَعَلُوْا بِهٖ فَجَمَعَهُ اللهُ ثُمَّ قَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى الَّذِيْ صَنَعْتَ قَالَ مَا حَمَلَنِيْ اِلَّا مَخَافَتُكَ فَغَفَرَ لَهٗ ؎

باب اللہ سے ڈرنے کی فضیلت

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ربعی بن حراش سے انہوں نے حذیفہ بن یمان سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اگلی امتوں (بنی اسرائیل) میں ایک شخص کو اپنے برے اعمال کا ڈر تھا وہ (مرتے وقت) اپنے لوگوں سے کہنے لگا جب میں مر جاؤں تو میرا لاشہ لے کر اس کو ریزہ ریزہ کر کے سخت گرمی کے دن میں (جب زور کی ہوا چلتی ہے) سمندر میں بکھیر دینا اس کے وارثوں نے ایسا ہی کیا اللہ تعالیٰ نے اس کے (بدن کے) سب اجزا جمع کئے اور پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا اس نے عرض کیا پروردگار تیرے ڈر سے اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا ؎ ۔

۲۰۸ ـ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ اَبِيْ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَجُلًا فِيْمَنْ كَانَ سَلَفَ اَوْ قَبْلَكُمْ اٰتَاهُ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر نے کہا میں نے والد (سلیمان تیمی) سے سنا کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا انہوں نے عقبہ بن عبدالغافر سے انہوں نے ابوسعید (سعد بن مالک خدری) سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے ایک اگلے زمانہ کے یا تم سے پہلے کے ایک شخص کا ذکر کیا اللہ تعالیٰ

؎ ان میں سے ایک وہ شخص بیان کیا ۱۲ منہ ؎ اس کا ڈر نا پروردگار جل شانہ کو پسند آ گیا وہ عجیب نکتہ نواز ہے دوسری روایت میں یوں ہے میرا لاشہ جلا کر پیس کر آدھی راکھ جنگل میں اور آدھی سمندر میں بکھیر دینا ۱۲ منہ ۔

اللّٰہُ مَالًا وَّ وَلَدًا یَعْنِیْ اَعْطَاہُ قَالَ فَلَمَّا حُضِرَ قَالَ لِبَنِیْہِ اَیَّ اَبٍ کُنْتُ قَالُوْا خَیْرَ اَبٍ قَالَ فَاِنَّہٗ لَمْ یَبْتَئِرْ عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرًا فَسَّرَھَا قَتَادَۃُ لَمْ یَدَّخِرْ وَاِنْ یَّقْدَمْ عَلَی اللّٰہِ یُعَذِّبْہُ فَانْظُرُوْا فَاِذَا مُتُّ فَاَحْرِقُوْنِیْ حَتّٰی اِذَا صِرْتُ فَحْمًا فَاسْحَقُوْنِیْ اَوْ قَالَ فَاسْھَکُوْنِیْ ثُمَّ اِذَا کَانَ رِیْحٌ عَاصِفٌ فَاَذْرُوْنِیْ فِیْھَا فَاَخَذَ مَوَاثِیْقَھُمْ عَلٰی ذٰلِکَ وَرَبِّیْ فَفَعَلُوْا فَقَالَ اللّٰہُ کُنْ فَاِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ اَیْ عَبْدِیْ مَا حَمَلَکَ عَلٰی مَا فَعَلْتَ قَالَ مَخَافَتُکَ اَوْ فَرَقٌ مِّنْکَ فَمَا تَلَافَاہُ اَنْ رَحِمَہُ اللّٰہُ فَحَدَّثْتُ اَبَا عُثْمٰنَ فَقَالَ سَمِعْتُ سَلْمَانَ غَیْرَ اَنَّہٗ زَادَ فَاَذْرُوْنِیْ فِی الْبَحْرِ اَوْ کَمَا حَدَّثَ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ قَتَادَۃَ سَمِعْتُ عُقْبَۃَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ؀

نے اس کو مال اور اولاد دی تھی جب وہ مرنے لگا تو اپنے بیٹوں سے کہنے لگا میں تمہارا کیسا باپ تھا انہوں نے کہا بہت اچھا (شفیق) باپ تب اس نے کہا دیکھو میں نے اللہ کی درگاہ میں کوئی نیکی ذخیرہ نہیں کی قتادہ نے اس کی تفسیر یوں کی یعنی کوئی نیکی اللہ کے پاس جمع نہیں رکھی اور اگر میں کہیں خدا کے سامنے پہنچ گیا تو ضرور مجھ کو عذاب ہو گا تم ایسا کرنا جب میں مرجاؤں تو میرا لاشہ جلا ڈالنا جب جل کر کوئلہ ہو جاؤں تو خوب پیسنا (ریزہ ریزہ کرنا) اور جس دن تیز آندھی ہو یہ راکھ ہوا میں بکھیر دینا (اڑا دینا) اس نے اپنی اولاد سے قسم دے کر یہ عہد و پیمان لیا (پھر دنیا سے رخصت ہوا) اس کی اولاد نے ایسا ہی کیا اللہ تعالیٰ نے ایک کلمہ فرمایا کن وہ شخص (سامنے) کھڑا ہو گیا[1] پروردگار نے پوچھا میرے بندے تو نے یہ حرکت کیوں کی اس نے عرض کیا پروردگار فقط تیرے ڈر یا خوف سے اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ یہ کیا اس پر رحم کیا (سارے گناہ بخش دیئے) سلیمان تیمی یا قتادہ نے کہا میں نے یہ حدیث ابوعثمان نہدی سے بیان کی انہوں نے کہا میں نے سلمان فارسی سے سنا وہ بھی ایسی ہی حدیث روایت کرتے تھے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ میری راکھ سمندر میں بکھیر دینا یا کچھ ایسا ہی دوسرا کلمہ اور معاذ بن معاذ تیمی نے کہا[2] ہم سے شعبہ نے بیان کیا انہوں نے قتادہ سے کہا میں نے عقبہ بن عبدالغافر سے سنا کہا میں نے ابوسعیدؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر یہی حدیث نقل کی۔

بَابُ ۱۲۲ الْاِنْتِہَاءِ عَنِ الْمَعَاصِیْ۔

باب گناہوں سے باز رہنے کا بیان

۲۰۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَۃَ عَنْ بُرَیْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ نے انہوں نے برید بن عبداللہ بن ابی بردہ سے انہوں نے ابوبردہ سے انہوں نے ابوموسیٰؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[1] وہاں کیا دیر ہے کن فرمانے ہی سب اجزا جمع ہو گئے ۱۲ منہ [2] اس کو امام مسلم نے وصل کیا ۱۲ منہ۔

اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلِی وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللہُ کَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰی قَوْمًا فَقَالَ رَاَیْتُ الْجَیْشَ بِعَیْنَیَّ وَاِنِّیْ اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ فَالنَّجَاءَ النَّجَاءَ فَاَطَاعَهٗ طَآئِفَةٌ فَاَدْلَجُوْا عَلٰی مَھْلِھِمْ فَنَجَوْا وَکَذَّبَتْهُ طَآئِفَةٌ فَصَبَّحَھُمُ الْجَیْشُ فَاجْتَاحَھُمْ ؏

نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو جو تمہاری طرف بھیجا ہے اور جو کلام دے کر بھیجا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنی قوم والوں پاس آئے اور کہے میں دشمنوں کی فوج اپنی آنکھ سے دیکھ کر آیا ہوں میں ننگا ڈرانے والا ہوں[1] بھاگو بھاگو (اپنی جان بچاؤ) اب کچھ لوگ تو اس کی بات مان لیں اور رات ہی رات اطمینان سے نکل جائیں انہوں نے تو اپنی جان بچالی اور کچھ لوگ اس کی بات نہ مانیں[2] پھر فجر ہی فجر دشمن کی فوج آن کر ان کو تباہ کر ڈالے[3]

۲۱۰۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا ھُرَیْرَةَ رض اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ النَّاسِ کَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهٗ جَعَلَ الْفَرَاشُ وَھٰذِہِ الدَّوَابُّ الَّتِیْ تَقَعُ فِی النَّارِ یَقَعْنَ فِیْھَا فَجَعَلَ یَنْزِعُھُنَّ وَیَغْلِبْنَهٗ فَیَقْتَحِمْنَ فِیْھَا فَاَنَا اٰخُذُ بِحُجَزِکُمْ عَنِ النَّارِ وَاَنْتُمْ تَقْتَحِمُوْنَ فِیْھَا ؏

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد نے انہوں نے عبدالرحمٰن اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا میری اور لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے اس شخص کی جس نے (اندھیری رات میں) آگ سلگائی جب گرد اگرد روشنی پھیل گئی تو کیڑے اور پتنگے اس میں گرنے لگے وہ ان کو ہٹاتا ہے (کہتا ہے ارے کم بختو کیوں اپنی جان کھوتے ہو) لیکن وہ مانتے ہی نہیں اس میں گرے پڑتے ہیں میں بھی اسی طرح تمہاری کمریں تھامے ہوئے کہہ رہا ہوں ارے دوزخ سے بچو دُکتا ہوں سے باز رہو) مگر تم ہو کہ سنتے ہی نہیں اس میں گرے پڑتے ہو۔

۲۱۱۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ حَدَّثَنَا زَکَرِیَّا عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللہِ بْنَ عَمْرٍو یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے زکریا بن ابی زائدہ نے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عمرو سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] یہ عرب میں ایک مثل ہوگئی ہے ہوا یہ تھا کہ کسی زمانہ میں دشمن کی فوجیں ایک ملک پر چڑھ کر گئیں تھیں ان ملک والوں میں سے ایک شخص ان فوجوں کو ملا انہوں نے اس کو پکڑا اور اس کے کپڑے اتار لیے وہ اسی حال میں ننگ دھڑنگ بھاگ نکلا اور اپنے ملک والوں کو جا کر خبر دی کہ جلدی اپنا بندوبست کرو دشمن آن پہنچا اس کے ملک والوں نے اس کی تصدیق کی چونکہ وہ برہنہ اور ننگا بھاگتا آرہا تھا اور اس کی عادت ننگے پھرنے کی نہ تھی ۱۲ منہ [2] اس کو جھوٹا سمجھیں اپنے مکانوں میں پڑے رہیں ۱۲ منہ [3] باب کی مطابقت اس طرح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گناہوں سے اور اللہ کی نازمانی سے ڈرایا اور خبر دی کہ اللہ کا عذاب گناہ گاروں کے لیے طیار ہے تو گناہوں سے توبہ کرکے اپنا بچاؤ کرلو پھر جس نے آپ کی بات مانی اسلام قبول کیا شرک اور کفر اور گناہ سے توبہ کی وہ تو بچ گیا اور جس نے نہ مانی وہ صبح ہوتے ہی یعنی مرتے ہی تباہ ہوگیا عذاب ابدی میں گرفتار ہوا ۱۲ منہ

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ ؕ

فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بچے رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان باتوں کو چھوڑ دے جن کو اللہ نے منع کیا ہے[1]

بَابٌ ۱۲۳ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا ؕ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اگر تم وہ باتیں جانتے جو میں جانتا ہوں[2] تو تم (بہت) کم ہنستے اکثر روتے رہتے۔

۲۱۲۔ **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رض كَانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا ؕ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کہا ہم سے امام لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب سے کہ ابوہریرہؓ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اگر تم لوگ وہ باتیں جانتے ہوتے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے بہت۔

۲۱۳۔ **حَدَّثَنَا** سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوْسَى بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا ؕ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے موسیٰ بن انس سے انہوں نے اپنے والد انس سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم وہ باتیں جانتے ہوتے جن کو میں جانتا ہوں تو ہنستے کم روتے بہت

بَابٌ ۱۲۴ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ

باب دوزخ نفسانی خواہشوں سے ڈھنکی ہوتی ہے[3]

۲۱۴۔ **حَدَّثَنَا** اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی ادلیس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] جب کہ فتح ہوگیا تو ہجرت کا حکم جاتا رہا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مسلمانوں کو جو کہ کے بعد اسلام لائے خوش کرنے کے لیے یہ فرمایا کہ جو کوئی گناہوں اور بُری باتوں کو چھوڑ دے وہ بھی مہاجر ہے اس قسم کے مہاجر بن قیامت تک باقی رہیں گے ۱۲ منہ [2] اللہ کے جلال اور غضب اور دوزخ کے عذابات کو ۱۲ منہ [3] جو شخص نفسانی خواہشوں میں پڑ گیا اس نے گویا دوزخ کا حجاب اٹھا دیا اب دوزخ میں پڑ جائے گا قرآن شریف میں بھی یہی مضمون ہے فاما من طغی و آثر الحیوۃ الدنیا فان الجحیم ھی الماوی واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماوی ۱۲ منہ۔

وَسَلَّمَ قَالَ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَ حُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ ۝

نے فرمایا دوزخ کا حجاب نفسانی خواہشیں ہیں[1] اور بہشت کا حجاب وہ باتیں ہیں جو نفس کو بری معلوم ہوتی ہیں[2]۔

باب ۱۲۵ اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ ۝

باب دوزخ اور بہشت جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ نزدیک ہیں[3]۔

۲۱۵۔ **حَدَّثَنِيْ** مُوْسَى بْنُ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَّ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِّنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ ۝

مجھ سے موسیٰ بن مسعود نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری سے انہوں نے منصور بن معتمر اور اعمش سے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں تقویٰ اور پرہیزگاری کرتا ہے تو یہ سمجھے کہ بہشت جوتی کے تسمے سے زیادہ نزدیک ہے اسی طرح جب گناہ اور نافرمانی کرے تو دوزخ بھی۔

۲۱۶۔ **حَدَّثَنِيْ** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَصْدَقُ بَيْتٍ قَالَهُ الشَّاعِرُ: اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ ۝

مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے غندر (محمد بن جعفر) نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا بہت سچا کلام جو ایک شاعر (لبید بن ربیعہ) نے کہا ہے یہ مصرع ہے۔ فانی ہے جو کچھ کہ ہے غیر خدا[4]۔

باب ۱۲۶ لِيَنْظُرْ اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْهُ وَلَا يَنْظُرْ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ ۝

باب آدمی کو دنیا میں ان لوگوں کو دیکھنا چاہیئے جو[5] اپنے سے کم ہیں[6] اور ان کو نہیں دیکھنا چاہیئے جو اپنے سے بڑھ کر ہیں۔

۲۱۷۔ **حَدَّثَنَا** اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے عبدالرحمٰن اعرج

---

[1] جیسے زنا چوری شراب خواری وغیرہ ۱۲ منہ [2] جیسے عبادت تقوے پرہیزگاری وغیرہ ۱۲ منہ [3] مطلب یہ ہے کہ آدمی ثواب کی بات گو وہ ادنے درجہ کی ہو حقیر نہ سمجھے شاید وہی اللہ جل جلالہ کے پسند آجائے اور اس کو نجات مل جائے اسی طرح بری اور گناہ کی بات کو چھوٹی اور حقیر نہ سمجھے شاید اللہ تعالیٰ کو ناپسند آئے اور دوزخ میں اس کا ٹھکانا بنائے ۱۲ منہ [4] اس کا دوسرا مصرع یہ ہے کوئی مزہ رہتا نہیں ہرگز سدا ۱۲ منہ [5] مال و دولت دنیاوی شوکت میں ۱۲ منہ [6] تاکہ اللہ کا شکر دل میں پیدا ہو ۱۲ منہ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا نَظَرَ اَحَدُكُمْ اِلٰی مَنْ فُضِّلَ عَلَیْهِ فِی الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی مَنْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْهُ ۔

بَابٌ ١٢٧ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ اَوْ بِسَیِّئَةٍ

٢١٨۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا جَعْدٌ اَبُوْ عُثْمٰنَ حَدَّثَنَا اَبُوْ رَجَاءٍ الْعُطَارِدِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَرْوِیْ عَنْ رَّبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّیِّاٰتِ ثُمَّ بَیَّنَ ذٰلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً فَاِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰی سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰی اَضْعَافٍ كَثِیْرَةٍ وَمَنْ هَمَّ بِسَیِّئَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً فَاِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ سَیِّئَةً وَّاحِدَةً ۔

بَابٌ ١٢٨ مَا یُتَّقٰی مِنْ مُّحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ ۔

٢١٩۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ حَدَّثَنَا مَهْدِیٌّ عَنْ غَیْلَانَ عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ اِنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ اَعْمَالًا هِیَ اَدَقُّ فِیْ اَعْیُنِكُمْ مِنَ الشَّعَرِ اِنْ كُنَّا نَعُدُّ عَلٰی عَهْدِ

سے انھوں نے ابوہریرہؓ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا، جب آدمی کی نگاہ اس شخص پر پڑے جو مال اور جمال (حسن صورت) میں اپنے سے بڑھ کر ہو تو ان لوگوں کو دیکھے جو ان باتوں میں اس سے کم ہوں۔

باب بھلائی یا برائی کا قصد کرنا۔

ہم سے ابومعمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے، کہا ہم سے جعد بن دینار نے کہا ہم سے ابوعثمان رازی نے کہا ہم سے ابورجاء عطاردی نے انھوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے، انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے اپنے پروردگار سے روایت کی، پروردگار نے بھلائیاں اور برائیاں سب لکھ لیں، پھر اس کی تفصیل یوں بیان کی، جو شخص کسی بھلائی کا قصد کرے لیکن اس کو بجا نہ لائے، جب بھی اس کے لیے ایک پوری نیکی لکھ لی جائے گی، اگر قصد کر کے اس کو بجا بھی لائے تو ایک نیکی کے بدل دس نیکیاں سات سو گنے تک لکھی جائیں گی[1] بہت گنے زیادہ تک اور جو شخص برائی کا قصد کرے لیکن (اللہ سے ڈر کر) باز رہے تو اس کے لیے ایک پوری نیکی لکھی جائیگی[2] اگر قصد کے بعد اس کو کر ڈالے تو ایک ہی برائی لکھی جائے گی۔

باب چھوٹے اور حقیر گناہوں سے بھی بچے رہنا۔[3]

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے مہدی بن میمون نے انھوں نے غیلان بن جریر سے، انھوں نے انس سے انھوں نے کہا، تم ایسے ایسے کام کرتے ہو جو تمھاری نظر میں بال سے بڑھ کر باریک ہیں (تم ان کو حقیر جانتے ہو بڑا گناہ نہیں سمجھتے) اور ہم لوگ

[1] جتنا اخلاص زیادہ ہوگا، اتنی ہی نیکیوں میں تضعیف زیادہ ہوگی، ایک کے بدل دس ادنے درجہ ہے اس سے زیادہ سات سو تک لکھی جاسکتی ہیں ١٢ منہ [2] اگر برا کام کر ڈالے تو ایک ہی برائی لکھی جائے گی، یہ پروردگار کا فضل وکرم ہے اپنے بندوں پر ١٢ منہ [3] ان کو حقیر نہ سمجھنا، گناہ ہر حال میں برا ہے، چھوٹا ہو یا بڑا اور بندے کو کیا معلوم ہے، شاید اللہ تعالیٰ اسی پر مواخذہ کر بیٹھے ١٢ منہ۔

النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُوبِقَاتِ قَالَ أَبُوعَبْدِ اللهِ يَعْنِي بِذَلِكَ الْمُهْلِكَاتِ ؛

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ان کاموں کو ہلاک کر دینے والا سمجھتے تھے۔ امام بخاری نے کہا حدیث میں جو موبقات کا لفظ ہے۔ اس کا معنی ہلاک کرنے والے۔

بَابُ ۱۲۹ الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ وَمَا يُخَافُ مِنْهَا ؛

باب عملوں میں خاتمہ کا اعتبار ہے اور خاتمہ سے ڈرتے رہنا (ایسا نہ ہو اخیر وقت برا عمل سرزد ہو)

۲۲۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ نَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَجُلٍ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِينَ وَكَانَ مِنْ أَعْظَمِ الْمُسْلِمِينَ غَنَاءً عَنْهُمْ فَقَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا فَتَبِعَهُ رَجُلٌ فَلَمْ يَزَلْ عَلَى ذَلِكَ حَتَّى جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَقَالَ بِذُبَابَةِ سَيْفِهِ فَوَضَعَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ فَتَحَامَلَ عَلَيْهِ حَتَّى خَرَجَ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ فِيمَا يَرَى النَّاسُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِ النَّارِ وَيَعْمَلُ فِيمَا يَرَى النَّاسُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِخَوَاتِيمِهَا ؛

ہم سے علی بن عیاش نے بیان کیا کہا ہم سے ابو غسان (محمد بن مطرف) نے کہا مجھ سے ابو حازم (سلمہ بن دینار) نے انھوں نے سہل بن سعد ساعدیؓ سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (جنگ خیبر میں) ایک شخص (قزمان) کو دیکھا وہ مشرکوں سے خوب لڑ رہا تھا اور مسلمانوں کے بڑا کام آ رہا تھا۔ فرمایا۔ جس شخص کو کوئی دوزخی آدمی دیکھنا منظور ہو وہ اس کو دیکھ لے یہ سُن کر ایک شخص (اکثم بن ابی الجون) اس کے پیچھے ہوا، برابر اس کے ساتھ رہا، یہاں تک کہ وہ شخص (یعنی قزمان) زخمی ہوا اور (زخموں کی تکلیف پر صبر نہ کر کے) یہ چاہا کہ جلدی سے مرجاؤں۔ اس نے کیا کیا، تلوار کی نوک اپنی چھاتیوں کے بیچ میں رکھی، اس پر اتنا بوجھ ڈالا کہ تلوار دونوں مونڈھوں کے درمیان پار نکل آئی[1] اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دیکھو بعضا آدمی لوگوں کے خیال میں تو بہشتیوں کے سے کام کرتا رہتا ہے مگر ہوتا ہے دوزخی اور بعضا آدمی لوگوں کی نظر میں تو دوزخیوں کے سے کام رہتا کرتا ہے لیکن ہوتا ہے بہشتی بات یہ ہے کہ عملوں میں خاتمہ کا اعتبار ہے[2]

[1] اس طرح اپنے تئیں حرام موت مارا ۱۲ منہ [2] یعنی اخیر مرتے وقت جس نے جیسا کام کیا اس کا اعتبار ہوگا اگر ساری عمر عبادت اور تقوی میں گذار ی لیکن مرتے وقت گناہ میں گرفتار ہوا تو پچھلے نیک اعمال کچھ فائدہ نہ دیں گے۔ اللہ تعالی سُوء خاتمہ سے بچائے رکھے اس حدیث سے یہ نکلا کہ کسی مسلمان کو گو وہ فاسق و فاجر ہو یا صالح اور پرہیزگار ہو ہم قطعی طور سے دوزخی یا بہشتی نہیں کہہ سکتے معلوم نہیں اس کا خاتمہ کیسا ہوتا ہے اور اللہ کے نزدیک اس کا نام کن لوگوں میں لکھا گیا ہے۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مسلمان کو اپنے اعمال صالحہ پر مغرور اور فریفتہ نہ ہونا چاہیے اور ہمیشہ سوء خاتمہ سے ڈرتے اور لرزتے رہنا چاہیے اللهم اجعل عواقب امورنا بالخیر تجربہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ اہل حدیث اور ان لوگوں کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے عشق اور محبت رکھتے ہیں اکثر عمدہ خاتمہ ہوتا ہے ۱۲ منہ

بَابٌ الْعُزْلَةُ رَاحَةٌ مِّنْ خُلَّاطِ السُّوْءِ

٢٢١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ حَدَّثَهُ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ رَجُلٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ وَرَجُلٌ فِي شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ يَعْبُدُ رَبَّهُ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ وَسُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ وَالنُّعْمَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءٍ أَوْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ يُونُسُ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

٢٢٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا الْمَاجِشُونُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ

باب:
بُری صحبت سے تنہائی بہتر ہے۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انھوں نے زہری سے کہا مجھ کو عطاء بن یزید نے خبر دی، ان سے ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا دوسری سند اور محمد بن یوسف فریابی نے کہا (جو امام بخاری کے شیخ ہیں) ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا کہا ہم سے زہری نے انھوں نے عطاء بن یزید لیثی سے انھوں نے ابوسعید خدریؓ سے ایک گنوار (نام نامعلوم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ پوچھنے لگا یا رسول اللہ لوگوں میں کونسا شخص بہتر (افضل) ہے آپؐ نے فرمایا وہ شخص جو اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرے اور وہ شخص جو کسی پہاڑ کی کھوہ میں[1] بیٹھ کر پروردگار کی عبادت کرے لوگوں کو اپنی برائی سے محفوظ رکھے[2] شعیب کے ساتھ محمد بن ولید زبیدی اور سلیمان بن کثیر اور نعمان بن راشد نے بھی زہری سے روایت کیا[3] اور معمر بن راشد نے اس کو زہری سے انھوں نے عطاء سے یا عبید اللہ سے (شک کے ساتھ) انھوں نے ابوسعید خدریؓ سے روایت کیا (اس کو امام احمد نے وصل کیا) اور یونس اور عبدالرحمن بن خالد بن مسافر اور یحییٰ بن سعید انصاری نے بھی اس کو ابن شہاب سے روایت کیا، انھوں نے عطاء بن یزید لیثی سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے (صحابی کا نام نہ لیا[4])

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز ماجشون نے انھوں نے عبدالرحمن بن ابی صعصعہ سے

---

[1] جنگل میں ایک گوشہ تنہائی میں ١٢ منہ [2] نہ کسی کی غیبت کرے نہ کسی کو ستائے۔ امام مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے نماز درستی سے ادا کرے زکوٰۃ دیتا رہے یہاں تک کہ موت آن پہنچے ١٢ منہ [3] زبیدی کی روایت کو امام مسلم نے اور سلیمان کی روایت کو ابوداؤد نے اور نعمان کی روایت کو امام احمد نے وصل کیا ١٢ منہ [4] ان تینوں روایتوں کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا ١٢ منہ۔

عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ خَيْرُ مَالِ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ الْغَنَمُ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ ؎

انھوں نے اپنے والد (عبداللہ بن ابی صعصعہ) سے، انھوں نے ابوسعید خدریؓ سے انھوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپؐ فرماتے تھے، ایک زمانہ (آیندہ) ایسا آئے گا مسلمان کا اچھا مال (جس میں اس کا دین آفتوں سے بچا رہے) یہ ہوگا، چند بکریاں جن کو وہ پہاڑ کی چوٹیوں اور نالوں اور کھڈوں میں چراتا رہے، اپنے دین ایمان کو لے کر فسادوں سے ڈر کر (وہاں) بھاگ جائے[1]

بَابٌ ۱۳۱ رَفْعِ الْأَمَانَةِ ؎

باب (اخیر زمانہ میں) دنیا سے ایمانداری اُٹھ جانا۔

۲۲۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ قَالَ كَيْفَ إِضَاعَتُهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ إِذَا أُسْنِدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ ؎

ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے کہا ہم سے ہلال بن علی نے انھوں نے عطاء بن یسار سے، انھوں نے ابوہریرہؓ سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایمانداری (دنیا سے) جاتی رہے تو قیامت کا منتظر رہ، ایک گنوار (نام نامعلوم) یہ سن کر کہنے لگا یا رسول اللہ ایمانداری کیونکر اٹھ جائے گی (یہ کیونکر ہوگا کہ سب بے ایمان ہو جائیں) آپؐ نے فرمایا (ایمانداری اٹھ جانے سے مراد یہ ہے) کہ حکومت (اور خدمت) ان لوگوں کو دی جائے گی جو اس کے لائق نہ ہوں ایسے وقت میں قیامت کا انتظار کرتا رہ[2]

---

[1] اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو عزلت کو فضل جانتے ہیں اور حق یہ ہے کہ جیسا موقع ہو ویسا حکم دینا چاہیے کبھی عزلت افضل ہوتی ہے کبھی لوگوں سے مل کر رہنا افضل ہوتا ہے۔ اور باختلاف اشخاص بھی یہ حکم مختلف ہوتا ہے بعضوں کے لیے عزلت افضل ہے، بعضوں کے لیے اختلاط اور یہ بھی ضرور ہے کہ عزلت کرنے والا شخص شہرت اور ریا کی نیت سے عزلت نہ کرے بلکہ گناہوں سے بچنے کی نیت ہو اور جمعہ اور جماعت اور حقوق اسلام ترک نہ کرے اور تفصیل اس کی امام غزالی نے احیاء العلوم میں کی ہے ۱۲ منہ [2] ابن البطال نے کہا اللہ تعالیٰ نے بادشاہوں اور حاکموں کو اپنی امانت سپرد کی ہے اپنے بندوں پر ان کو اس لیے حاکم بنایا ہے کہ وہ ہر ایک ایماندار لائق شخص کو حکومت دیں۔ جب یہ لوگ بے ایمانوں اور نالائقوں کو حکومت دینے لگیں گے تو خدا کی امانت کو انھوں نے ضائع کر دیا اس میں خیانت کی، مترجم کہتا ہے جو بادشاہ یا حاکم نالائقوں کو اپنے ملک کی خدمات دیتا ہے یا ذی علم اور لائق لوگوں کی قدردانی نہیں کرتا تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اس کی حکومت آج ہی کل میں جانے والی ہے اور عجیب نہیں کہ قیامت سے آپ کی مراد یہی ہو یعنی تغیر حکومت جس میں قیامت کی طرح بڑے بڑے انقلاب ہوتے ہیں۔ افسوس اول تو مسلمان بادشاہتیں اس زمانہ میں بہت کم رہ گئی ہیں اور جو کہیں خال خال باقی ہیں ان میں یہی شکایت سنی جاتی ہے کہ لائق اور ذی علم اور شریف اور خاندانی لوگ خدمت سے علٰحدہ کیے جاتے ہیں اور جاہل مجہول النسب کم ذات لوگ بڑی بڑی خدمات پر مامور کیے جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ تحصیل علوم اور کمالات میں سستی کرتے ہیں اور سارے (باقی صفحہ ۱۴۹)

٢٢٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَيْنِ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقَى أَثَرُهَا مِثْلَ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ فَلَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ فَيُقَالُ إِنَّ فِي بَنِي فُلَانٍ رَجُلًا أَمِينًا وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا أَعْقَلَهُ وَمَا أَظْرَفَهُ وَمَا أَجْلَدَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ وَلَقَدْ أَتَى عَلَيَّ زَمَانٌ وَمَا أُبَالِي أَيَّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا رَدَّهُ الْإِسْلَامُ وَإِنْ

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی کہا ہم سے اعمش نے انھوں نے زید بن وہب سے کہا ہم سے حذیفہ بن یمان نے کہا ہم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو حدیثیں بیان فرمائیں ایک (کا ظہور) تو میں دیکھ چکا اور دوسری کا منتظر ہوں۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ایمانداری اللہ کی طرف سے لوگوں کے دلوں کی تہ پر اترتی ہے، پھر قرآن شریف سے پھر حدیث شریف سے اس کی مضبوطی ہوتی جاتی ہے اور آپ نے اس ایمانداری کے اٹھ جانے کا بھی حال بیان کیا۔ فرمایا آدمی ایک نیند لے گا اور (سوتے میں) ایمانداری اس کے دل پر سے اٹھالی جائے گی اور بے ایمانی کا مدھم داغ (ہلکا نشان) پڑ جائے گا۔ پھر ایک اور نیند لے گا تو (یہ بے ایمانی کا داغ مضبوط ہو جائے گا) اب اس کا نشان چھالے کی طرح ہو جائے گا، جیسے تو پاؤں پر چنگاری لڑھکائے تو ایک چھالا پھول آتا ہے (ظاہر میں) اس کو پھولا دیکھتا ہے پر اندر کچھ نہیں ہوتا[1] صبح کو ایسا ہو گا لوگ بیچ کھوچ (معاملہ) کرتے ہوں گے، مگر ایک شخص بھی ان میں ایماندار نہ ہو گا جو امانت ادا کرے۔ اخیر میں یہ نوبت پہنچے گی (ایماندار ایسے کم ہو جائیں گے) لوگ کہیں گے فلاں قوم کے لوگوں میں فلانا شخص ایماندار ہے اور لوگ کسی شخص کی نسبت یوں کہیں گے کیا عقل مند خوش مزاج جیوٹ آدمی ہے (اس کی تعریفیں کریں گے) حالانکہ (وہ محض بے ایمان ہو گا) اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہ ہو گا۔ حذیفہ کہتے ہیں ایک زمانہ مجھ پر ایسا گزر چکا ہے، جب مجھ کو کچھ پرواہ نہ تھی کوئی شخص ہو کسی سے بھی معاملہ کر لوں کیونکہ اگر وہ مسلمان ہوتا

(بقیہ صفحہ ۱۴۸) ملک میں جہالت اور بے تمیزی پھیل جاتی ہے اخیر میں دفعۃً منجانب اللہ تغیر حکومت کا حکم ہوتا ہے اور بادشاہ سلامت معزول ہو کر قید خانہ کی ہوا کھاتے ہیں اب آنکھ کھلی تو کیا فائدہ ۱۲ منہ

[1] مطلب یہ ہے کہ پہلی نیند میں تو ایمانداری کا نور اٹھ کر بے ایمانی کی ظلمت اور تاریکی ایک مدہم ہلکے داغ کی طرح نمود ہو گی پھر دوسری نیند پر یہ ظلمت زیادہ ہو کر چھالے کے داغ کی طرح ہو جائیگی جو مدت تک قائم رہتا ہے مٹتا نہیں ۱۲ منہ

كَانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهٗ عَلَيَّ سَاعِيْهِ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ اُبَايِعُ اِلَّا فُلَانًا وَّ فُلَانًا ٭

تو اسلام کا دین اس کو حق کی طرف پھیر لاتا[1]۔ اگر وہ کافر نصرانی ہوتا تو اس کے حاکم لوگ (اس کو مجبور کر کے) میرا حق اس سے دلا دیتے اب آج کے زمانہ میں تو یہ حال ہے کہ میں کسی سے معاملہ ہی نہیں کرنا چاہتا[2]۔ ہاں فلاں فلاں شخص[3]۔

۲۲۵۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا النَّاسُ كَالْاِبِلِ الْمِائَةِ لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيْهَا رَاحِلَةً ٭

ہم سے ابو الیمان (حکم بن نافع) نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انھوں نے زہری سے کہا مجھ کو سالم بن عبد اللہ بن عمرؓ نے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے کہا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپ فرماتے تھے آدمیوں کا حال اونٹوں کی طرح ہے سو اونٹ میں ایک اونٹ بھی تیز سواری کے قابل نہیں ملتا[4]۔

بَابُ ۱۳۲ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ ٭

باب ریا اور شہرت چاہنے کی برائی۔

۲۲۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيٰنَ حَدَّثَنِيْ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا يَقُوْلُ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انھوں نے سفیان ثوری سے کہا مجھ سے سلمہ بن کہیل نے بیان کیا **دوسری سند** امام بخاری نے کہا اور ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انھوں نے سلمہ بن کہیل سے کہا میں نے جندب بن عبد اللہ بجلی سے سنا اور (جندب سے یہ حدیث سننے کے بعد) پھر میں نے کسی صحابی سے یہ کہتے

---

[1] وہ خدا سے ڈر کر میرا حق ادا کرتا ۱۲ منہ [2] کوئی اعتبار کے قابل ہی نہیں ہے جدھر دیکھو بے ایمانوں کا نرغہ ہے ۱۲ منہ [3] چند ہی آدمی اس قابل ہیں کہ ان سے معاملہ کروں۔ متن قسطلانی میں یہاں اتنی عبارت اور زیادہ ہے قال الفربری قال ابو جعفر حدثت ابا عبد اللہ فقال سمعت ابا احمد بن عاصم یقول سمعت ابا عبید یقول قال الاصمعی وابو عمرو وغیرہما جذر قلوب الرجال الجذر الاصل من کل شیء والوکت اثر الشیء الیسیر منہ والجل اثر العمل فی الکف اذا غلظ یعنی محمد بن یوسف فربری نے کہا ابو جعفر محمد بن حاتم جو امام بخاری کے منشی تھے ان کی کتابیں لکھا کرتے تھے، کہتے تھے میں نے امام بخاری کو حدیث سنائی تو وہ کہنے لگے میں نے ابو احمد بن عاصم بلخی سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ابو عبید سے سنا وہ کہتے تھے عبد الملک بن قریب اصمعی اور ابو عمرو بن علاء قاری وغیرہ لوگوں نے (سفیان ثوری نے) کہا جذر کا لفظ جو حدیث میں ہے اس کا معنی جڑ اور وکت کہتے ہیں ہلکے خفیف داغ کو اور مجل وہ موٹا چھالا جو کام کرنے سے ہتھیلی میں پڑ جاتا ہے ۱۲ منہ [4] سب لدو ہی لدو بوجھ لادنے کے قابل یعنی ایماندار اور لائق اور ہوشیار سو آدمیوں میں ایک بھی نہیں نکلتا تو باب کی مناسبت حاصل ہو گئی ۱۲ منہ

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ يُّرَائِيْ يُرَائِي اللّٰهُ بِهٖ ؏

نہیں سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہو[۱] خیر میں جندب کے نزدیک گیا میں نے ان سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (خلقت کو) سنانے کے لیے نیک کام کرے اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن)، اس کی بدنیتی سب کو سنا دے گا اسی طرح جو کوئی (لوگوں کو) دکھانے کے لیے نیک کام کرے اللہ تعالیٰ بھی (قیامت کے دن) اس کو سب لوگوں کو دکھا دے گا[۲]۔

✧ ✧ ✧

بَابٌ ۱۳۳ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ ؏

باب جو اللہ کی اطاعت کرنے کے لیے اپنے نفس کو دبائے اس کی فضیلت[۳]۔

۲۲۷ ـ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا رَدِيْفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ اِلَّا اٰخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ!

ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے کہا ہم سے قتادہ نے کہا ہم سے انس بن مالک رضؓ نے انھوں نے معاذ بن جبل سے انھوں نے کہا ایک بار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (گدھے پر) سوار تھا، میرے اور آپ کے بیچ میں زین کی پچھلی لکڑی کے سوا اور کوئی چیز نہ تھی، آپ نے فرمایا معاذ میں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ! تعمیل ارشاد کے لیے مستعد ہوں۔ پھر تھوڑی دیر چلنے کے بعد آپ نے فرمایا۔ معاذ!

[۱] کرمانی نے کہا سلمہ بن کہیل کی کلام کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت جندب کے سوا اور کوئی صحابی وہاں باقی نہیں رہا تھا حافظ نے کہا کرمانی کا کلام غلط ہے اس وقت کوفہ میں کئی صحابہ موجود تھے جیسے ابو جحیفہ سوائے اور عبداللہ بن ابی اوفیٰ وغیرہ ۱۲ منہ [۲] کہ یہ ریاکار تھا اس لیے نیک عمل چھپا کر کرنا بہتر ہے مگر جہاں اظہار کے بغیر چارہ نہ ہو جیسے فرض نماز جماعت سے ادا کرنا یا دین کی کتابیں تالیف اور شائع کرنا۔ اکثر علماء نے کہا ہے کہ جو شخص پیشوا ہو اس کو اپنا نیک عمل ظاہر کرنا چاہیے۔ تاکہ دوسرے لوگ اس کی پیروی کریں بہرحال اصل یہ ہے انما الاعمال بالنیات اگر نیک عمل سے نیت اللہ کی رضامندی کی ہے تب اگر اظہار بھی ہو تو کوئی قباحت نہیں۔ اور جو شہرت اور ریا کی نیت ہے تو وہ عمل نامقبول بلکہ اور باعث وبال ہوگا۔ رہا گناہ کا چھپانا تو وہ ریا نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔ حضرات صوفیہ نے فرمایا ہے ریا کی جڑ اس وقت کٹتی ہے جب آدمی کو فنا فی اللہ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے اس وقت اس کی نگاہ میں اللہ کے سوا اور کوئی نظر ہی نہیں آتا۔ پھر ریا کس کے لیے کرے گا دوسری حدیث میں ہے کہ میں تم پر سب چیزوں سے زیادہ شرک خفی سے ڈرتا ہوں صحابہ نے پوچھا شرک خفی کیا ہے آپ نے فرمایا ریا۔ قرآن میں ہے فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً تو عمل صالح سے وہی عمل مراد ہے جو خالص اللہ کی رضامندی کے لیے کیا جائے اس میں ریا یا شہرہ کی نیت نہ ہو اور شرک سے بھی وہاں یہی مراد رکھی ہے کہ ریا کی نیت ہو ۱۲ منہ [۳] نفس دو باتیں چاہتا ہے ایک تو شہوت اور غضب یعنی کھانے پینے، جماع، غصہ چلانے کی خواہش۔ دوسرے عبادت نہ کرنا آرام طلبی، مجاہدۂ نفس یہی ہے کہ اس کے شہوت اور غضب کو توڑے عبادت کی محنت اٹھائے بغیر مجاہدہ کے قرب الٰہی مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا ۱۲ منہ

قُلْتُ لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ اَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اِذَا فَعَلُوْهُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ ٭

میں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ اور تعمیل ارشاد کے لیے مستعد ہوں پھر تھوڑی دیر چلنے کے بعد فرمایا، معاذ! میں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ اور تعمیل ارشاد کے لیے مستعد ہوں۔ فرمایا تو جانتا ہے اللہ کا حق اس کے بندوں پر کیا ہے۔ میں نے کہا، اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ فرمایا اللہ کا حق اس کے بندوں پر یہ ہے کہ اللہ ہی کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔ پھر تھوڑی دیر چل کر فرمایا معاذ! میں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ اور تعمیل ارشاد کے لیے مستعد ہوں فرمایا تو جانتا ہے بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے۔ جب بندے یہ بات بجا لائیں[1]۔ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ ان کو عذاب نہ کرے[2]۔

بَاب ۱۳۴ التَّوَاضُعِ ٭

باب تواضع (یعنی عاجزی کرنے) کے بیان میں[3]۔

۲۲۸۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَةٌ قَالَ وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ وَاَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَتْ نَاقَةٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُسَمَّى الْعَضْبَاءَ وَكَانَتْ لَا تُسْبَقُ فَجَاءَ

ہم سے مالک بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے کہا ہم سے حمید طویل نے انھوں نے انس بن مالک رض سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اونٹنی تھی **دوسری سند** امام بخاری نے کہا اور مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو مروان بن معاویہ فزاری اور ابوخالد احمر نے خبر دی، ان دونوں نے حمید طویل سے انھوں نے انس رض سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اونٹنی تھی اس کو عضباء کہا کرتے تھے وہ ایسی تیز تھی کسی اونٹ سے پیچھے

---

[1] اللہ ہی کی پوجا کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں ۱۲ منہ [2] عمرو بن میمون کی روایت میں اتنا زیادہ ہے ان کو بخش دے، ابوعثمان کی روایت میں یوں ہے ان کو بہشت میں لے جائے قسطلانی نے کہا یعنی جب کبیرہ گناہوں سے باز رہیں اور فرائض بجا لائیں ۱۲ منہ [3] یہ اصل الاصول ہے تمام اخلاق حسنہ کا اگر تواضع نہ ہو تو کوئی عبادت کام نہیں آنے کی دوسری حدیث میں ہے جو کوئی اللہ کی رضامندی کے لیے تواضع کرتا ہے اللہ اس کا مرتبہ بلند کر دیتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہ وحی بھیجی کہ تواضع کرو اور کوئی دوسرے پر فخر نہ کرے ۱۲ منہ۔

أَعْرَابِيٌّ عَلَى قَعُودٍ لَهُ، فَسَبَقَهَا فَاشْتَدَّ ذَٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَقَالُوا سُبِقَتِ الْعَضْبَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ لَا يَرْفَعَ شَيْئًا مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ ؛

نہیں رہتی تھی پھر ایسا ہوا ایک گنوار (نام نامعلوم) ایک جوان اونٹ پر سوار آیا اور عضباء سے آگے نکل گیا مسلمانوں کو یہ امر ناگوار گذرا، کہنے لگے (ہائے افسوس) عضباء پیچھے رہ گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بات یہ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر یہ لازم کرلیا ہے، دنیا میں جس کو بڑھاتا ہے اس کو (کبھی نہ کبھی) گھٹاتا بھی ہے[۱]۔

۲۲۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ قَالَ مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ

مجھ سے محمد بن عثمان بن کرامہ نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن مخلد نے کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے کہا ہم سے شریک بن عبداللہ نے انھوں نے عطاء بن یسار سے انھوں نے ابوہریرہ سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے۔ جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس کو یہ خبر کیے دیتا ہوں کہ میں اس سے لڑوں گا[۲] اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے ان میں کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ[۳]) اور میرا بندہ (فرض ادا کرنے کے

[۱] ترقی کے ساتھ تنزل اور اقبال کے ساتھ ادبار لگا ہوا ہے، آدمی کو کبھی اپنے اقبال پر مغرور نہ ہونا چاہیے وتلک الایام نداولھا بین الناس جو لوگ حدیث اور قرآن شریف کا مطالعہ غور کے ساتھ کرتے رہتے ہیں ان کے دل پر دنیاوی تغیرات اور انقلابات کا اثر بہت کم ہوتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا قانون قدرت دنیا میں یوں ہی جاری ہے کہ کوئی شے ہمیشہ ایک حال میں کبھی نہ رہے اور جن لوگوں کو حدیث اور قرآن سے کوئی تعلق نہیں ہوتا صرف اپنی تدبیرات پر نازاں رہتے ہیں ان کی تو حالت یہ ہو جاتی ہے کہ ذرا سے تغیر اور انقلاب میں قریب بہ ہلاکت ہو جاتے ہیں بعضے خودکشی کر لیتے ہیں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا حیدرآباد میں تین وزیر پے درپے جب ان کی وزارت گئی مارے رنج و غم کے چند ہی روز میں گذر گئے لاحول ولاقوۃ الا باللہ ۱۲ منہ۔ [۲] اس کو تباہ کروں گا، قسطلانی نے کہا ولی گناہوں سے محفوظ ہوتا ہے جیسے پیغمبر معصوم ہوتا ہے اگر کوئی شخص شریعت کے خلاف کام کرتا ہو تو وہ ولی نہیں ہے بلکہ مغرور مکار ہے، قشیری نے کہا ولی کو اللہ تعالیٰ اس سے بچاتا ہے کہ گناہ اور فسق و فجور میں پڑا رہے اگر کبھی اس سے گناہ ہو جاتا ہے تو توبہ کرتا ہے۔ بہرحال گناہ صادر ہونے سے ولایت میں خلل نہیں آتا، ولایت دو قسم کی ہے ایک ولایت عامہ اس میں تو تمام مومنین صحیح الاعتقاد کتاب اور سنت پر عمل کرنے والے داخل ہیں دوسری ولایت خاصہ محمدیہ یا ابراہیمیہ یا موسویہ یا عیسویہ یا آدمیہ یہ وہ لوگ ہیں جو کسی پیغمبر کے نمونہ ہوتے ہیں اور کرامات اور مراتب قرب اور ولایت میں اس پیغمبر کے قدم بقدم چلتے ہیں ۱۲ منہ

[۳] ہمارے مرشد شیخ احمد مجدد سرہندی فرماتے ہیں، فرائض کے ادا کرنے میں جو قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے نوافل میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہوتا اس لیے پہلے فرائض کو بہت ادب اور احتیاط سے بجالانا چاہیے ان سے فراغت ہو تو پھر نوافل کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ ۱۲ منہ۔

عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُبِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّہٗ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُہٗ تَرَدُّدِیْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ یَکْرَہُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَکْرَہُ مَسَاءَتَہٗ ؕ

بعد) نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں پھر تو یہ حال ہوتا ہے کہ میں ہی اس کا کان ہوتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے[1] وہ اگر مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اس کو دیتا ہوں وہ اگر کسی (دشمن یا شیطان) سے میری پناہ چاہتا ہے تو اس کو محفوظ رکھتا ہوں[2]۔ اور مجھ کو کسی کام میں جس کو میں کرنا چاہتا ہوں اتنا تردد (پس وپیش) نہیں ہوتا جتنا اپنے مسلمان بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ تو موت کو (بوجہ تکلیف جسمانی کے) برا سمجھتا ہے اور مجھ کو بھی اس کو تکلیف دینا برا لگتا ہے[3]۔

بَاب ١٣٥ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃَ کَھَاتَیْنِ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَۃِ اِلَّا کَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْھُوَ اَقْرَبُ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ؕ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا میں اور قیامت دونوں ایسے نزدیک ہیں جیسے یہ دونوں انگلیاں (کلمے کی انگلی اور بیچ کی انگلی)، اور قیامت کا واقع ہونا تو بس ایسا ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا بلکہ وہ (اس سے بھی) جلد تر ہے بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

---

[1] دوسری روایت میں امام احمد اور بیہقی کے اتنا زیادہ ہے اور اس کا دل ہوتا ہوں جس سے وہ سمجھتا ہے اور اس کی زبان ہوتا ہوں جس سے وہ بات کرتا ہے اس حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بندہ عین خدا ہوتا ہے جیسے معاذ اللہ حلولیہ اور اتحادیہ کا دعویٰ ہے کہاں خدا اور کہاں بندہ بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ میری عبادت میں غرق ہو جاتا ہے اور مرتبہ محبوبیت پر پہنچتا ہے تو اس کے حواس ظاہری اور باطنی سب شریعت کے تابع ہو جاتے ہیں وہ ہاتھ پاؤں کان آنکھ سے وہی کام لیتا ہے جس میں میری مرضی ہے خلاف شریعت کوئی کام اس سے سرزد نہیں ہوتا ١٢ منہ [2] اس فقرے سے حلولیہ اور اتحادیہ کا رد ہو گیا اگر بندہ عین خدا ہو جاتا تو پھر دعا قبول کرنے اور پناہ دینے کے معنی نہیں بنتے ١٢ منہ [3] مگر اس تکلیف کا انجام اس کے لیے نہایت عمدہ ہے اس لیے اس کو راحت ابدی دینے کے لیے اس کی اس تھوڑی سی تکلیف کا لحاظ نہیں کرتا اس کو مار ڈالتا ہوں یہ بعینہ ایسا ہے جیسے باپ اپنے محبوب بیٹے کو کڑوی تلخ دوا پلاتا ہے۔ اور گو بیٹے کے رونے پیٹنے پر اس کو بھی ایک گونہ ملال ہوتا ہے مگر اس کے آیندہ کی فوائد پر خیال کر کے اس ملال کا خیال نہیں کرتا اور جبراً مار پیٹ کر وہ دوا پلا دیتا ہے اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے بعضوں نے کہا اس میں اولیاء اللہ سے محبت رکھنے کا ان کی تعظیم کرنے کا حکم ہے اور یہ مستلزم ہے تواضع کو کیونکہ اکثر اولیاء اللہ غریب اور پریشان حال ہوتے ہیں، اس حدیث میں محدثین نے کلام کیا ہے اور اس کے راویوں میں سے خالد بن مخلد کو منکر الحدیث کہا ہے اور کہا ہے کہ شریک اس حدیث سے منفرد ہو وہ حافظ نہیں ہے ابن عدی نے کہا یہ حدیث اگر جامع صحیح میں نہ ہوتی تو منکر گنی جاتی میں کہتا ہوں حافظ نے اس کے دوسرے طرق بھی بیان کیے ہیں اور گو وہ اکثر ضعیف ہیں یہ سب طرق مل کر حدیث حسن ہو جاتی ہے اور خالد بن مخلد کو ابوداؤد نے صدوق کہا ہے ١٢ منہ

۶۲۳۰۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ هٰكَذَا وَيُشِيرُ بِإِصْبَعَيْهِ فَيَمُدُّ بِهِمَا ۞

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم سے ابو غسان (محمد بن مطرف) نے کہا مجھ سے ابو حازم نے انھوں نے سہل بن سعد ساعدی سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور قیامت دونوں اس طرح بھیجے گئے آپ نے اپنی دو انگلیوں (کلمے اور بیچ کی انگلی) کو لمبا کر کے بتلایا[۱]۔

۶۲۳۱۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ هُوَ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ وَأَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ ۞

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے وہب بن جریر نے کہا ہم سے شعبہ نے انھوں نے قتادہ اور ابو التیاح (یزید) سے۔ انھوں نے انس بن مالکؓ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا۔ میں اور قیامت دونوں اس طرح بھیجے گئے ہیں[۲]۔

۶۲۳۲۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ يَعْنِي إِصْبَعَيْنِ تَابَعَهُ إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ ۞

مجھ سے یحییٰ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو ابو بکر بن عیاش نے خبر دی انھوں نے ابو حصین (عثمان بن عاصم) سے انھوں نے ابو صالح سے انھوں نے ابو ہریرہؓ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا میں اور قیامت دونوں (اتنے نزدیک بھیجے گئے جیسے یہ دونوں انگلیاں[۳]۔ ابو بکر بن عیاش کے ساتھ اس حدیث کو اسرائیل نے بھی ابو حصین سے روایت کیا (اس کو اسمٰعیل نے وصل کیا[۴]۔

[۱] حالانکہ آنحضرتؐ کی وفات کو تیرہ سو برس سے زیادہ گذر چکے مگر اب تک قیامت نہیں آئی تو مطلب یہ ہے کہ مجھ میں اور قیامت میں اب کوئی نئے پیغمبر صاحب شریعت کا فاصلہ نہیں ہے اور میری امت آخری امت ہے اسی پر قیامت آئے گی ۱۲ منہ [۲] شعبہ اس حدیث کے راوی نے کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی کو ملا کر بتلایا مطلب یہ ہے کہ میرا بھیجا جانا یہ بھی ایک قیامت کی نشانی ہے تو میں گویا قیامت سے ملا ہوا ہوں۔ ۱۲ منہ [۳] آپ نے کلمے کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا ۱۲ طبری۔
[۴] بعضوں نے کہا کہ امت اسلامیہ کی مدت ہزار برس سے زائد ہوگی لیکن ہزار پر پانسو برس سے زیادہ نہ گذریں گے کیونکہ دنیا کی مدت سات ہزار برس ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھٹے ہزار کے آخر میں بھیجے گئے تھے۔ میں کہتا ہوں یہ سب قیاسی باتیں ہیں اور اس باب میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی اب تو تیرہ سو سے زائد سال ہجرت پر گذر چکے ہیں اور ابھی تک نہ دجال نکلا نہ امام مہدی نکلے نہ حضرت عیسیٰ اترے اور دوسری حدیثوں سے یہ ثابت ہے کہ دجال آخری صدی پر اترے گا تو چودھویں صدی کا اب شروع ہے یعنی ۱۳۲۲ھ ہے اس کے آخر پر اگر دجال اترا اور چالیس برس تک حضرت عیسیٰ زمین میں رہے اس کے بعد آفتاب پچھم کی طرف سے نکلا تو پھر دنیا ایک سو بیس برس اور رہے گی جیسے دوسری حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔ پھر پہلے اور دوسرے نفخ صور میں چالیس برس کا فاصلہ ہونا چاہیے یہ سب حساب کر دو تو ایک ہزار پانسو برس سے زائد ہو گئے اور یہ کلام غلط نکلا اسی طرح یہ بھی جو مشہور تھا (باقی صفحہ ۱۵۶ پر)۔

باب ۱۳۶

۲۳۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ فَرَآهَا النَّاسُ آمَنُوا أَجْمَعُونَ فَذٰلِكَ حِينَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهِ وَلَا يَطْوِيَانِهِ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهِ فَلَا يَطْعَمُهُ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يُلِيطُ حَوْضَهُ فَلَا يَسْقِي فِيهِ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أُكْلَتَهُ إِلٰى فِيهِ

باب ۱۳۶

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد نے انھوں نے اعرج سے انھوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک سورج پچھم کی طرف سے نہ نکلے گا۔ جب سورج پچھم کی طرف سے نکلے گا اور لوگ (اللہ کی قدرت کی) یہ نشانی دیکھ لیں گے تو سب کے سب ایمان لے آئیں گے۔ مگر یہ وہ وقت ہوگا جب کسی کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہوگا یا اس نے ایمان کے ساتھ ثواب کے کام نہ کر لیے ہوں گے۔[۱] اور قیامت کے قریب ایسا ہوگا کہ دو آدمی اپنا کپڑا بچھائے بیٹھے ہوں گے وہ اس کی بیچ کھوچ اور لپیٹنے سے ابھی فارغ نہ ہونگے کہ قیامت آجائے گی اور آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر چلے گا ابھی اس کو پیے گا نہیں کہ قیامت آجائے گی اور کوئی آدمی اپنا حوض لیپ پوت رہا ہوگا (تاکہ اس میں پانی بھرے) پھر ابھی اس کا پانی پیا نہیں جائے گا کہ قیامت آجائے گی اور کوئی آدمی نوالہ (کھانے کے لیے) اپنے منہ کی طرف اٹھائے گا، ابھی کھایا نہ ہوگا کہ قیامت

(بقیہ صفحہ ۱۵۵) کہ آنحضرتؐ اپنی قبر شریف میں ایک ہزار برس سے زائد نہیں رہیں گے اس کی بھی غلطی کھل گئی، بالجملہ یہ سب باتیں ایسی ہیں جن کی شریعت سے کوئی اصل نہیں ہے اور علاماتِ کبریٰ کے ظہور کا ٹھیک وقت بجز خدا تعالیٰ کے اور کسی کو معلوم نہیں ہے۔ ودریں ورطہ کشتی فروشد ہزارہ کہ پیدا نہ شد تختۂ بر کنارہ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ابھی امتِ اسلامیہ اور کتنے ہزار برس باقی رہے گی، شاید ابھی دجال اور امام مہدی کے ظہور میں ہزاروں برس باقی ہوں۔ ان باتوں کو اللہ ہی خوب جانتا ہے اسی طرح یہ کشف بھی بعضے اولیاء کا غلط نکلا جو کہتے تھے چودھویں صدی شروع ہونے سے پہلے قیامت کے علاماتِ کبریٰ ظاہر ہو جائیں گے اور چودھویں یا پندرھویں صدی میں قیامت ضرور قائم ہو جائے گی۔ میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث کہ دنیا کی مدت سات ہزار برس ہے گو مرفوعاً اور ابن عباس اور بعضے سلف سے منقول ہے مگر اس کی سند واہی اور ضعیف ہے اور اعتماد کے لائق نہیں ہے اہل چین کی اور اہل ہند کی تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا لاکھوں برس سے قائم ہے اور اسی طرح قرن کے قرن گذرے جاتے ہیں اور کسی کو بجز خداوند کریم کے اس کی ٹھیک میعاد معلوم نہیں ہے۔ عکرمہ سے منقول ہے کہ دنیا کی مدت پچاس ہزار برس ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ [۱] اس میں کوئی ترجمہ منقول نہیں ہے گویا اگلے باب کی فصل ہے ۱۲ منہ [۲] بعضوں نے کہا یہی سورج کا پچھم سے نکلنا پہلی نشانی ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ دجال کا نکلنا پہلی نشانی ہے۔ ۱۲ منہ

فَلَا يَطْعَمُهَا ‏.‏

آجائے گی۔[۱]

بَابٌ ۱۳۱ مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ ‏.‏

باب جو شخص اللہ سے ملنا پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہے۔

۲۲۴۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ ، قَالَتْ عَائِشَةُ أَوْ بَعْضُ أَزْوَاجِهِ إِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ لَيْسَ ذَاكِ وَلَكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللَّهِ وَكَرَامَتِهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ فَأَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ وَأَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللَّهِ وَعُقُوبَتِهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ وَكَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ اخْتَصَرَهُ

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام نے کہا ہم سے قتادہ نے انھوں نے انسؓ سے انھوں نے عبادہ بن صامتؓ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا جو شخص اللہ سے ملنا پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ سے ملنا برا جانتا ہے، اللہ بھی اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے یہ حدیث سن کر حضرت عائشہؓ یا اور کوئی بی بی بولیں یا رسول اللہ! موت کو تو ہم بھی برا جانتی ہیں آپ نے فرمایا (اللہ سے ملنے سے) موت مراد نہیں ہے (بلکہ) بات یہ ہے کہ ایماندار آدمی کو جب موت آلگتی ہے (مرنے کے قریب ہوتا ہے) تو اس کو اللہ کی رضامندی اور اس کی سرفرازی کی خوشخبری دی جاتی ہے وہ اس وقت ان باتوں سے زیادہ جو آگے اس کو ملنے والی ہیں کوئی بات پسند نہیں کرتا اور اللہ سے ملنے کی (جلد) آرزو کرتا ہے اور کافر بے ایمان پر جب موت آپڑتی ہے اس کو یہ خبر دی جاتی ہے کہ اب اللہ کا عذاب اور اس کی سزا چکھنے کا وقت آن پہنچا تو وہ اللہ سے ملنا ناپسند کرتا ہے کمبخت دنیا میں رہنا چاہتا ہے، اللہ بھی اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے[۲]

---

[۱] اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قیامت ایک ہی ایکا ناگہانی آئے گی لوگوں کو خبر نہ ہوگی وہ اپنے اپنے دھندوں میں مصروف ہوں گے یعنی عوام لوگوں کو کیونکہ خاص خاص ذی علم لوگ تو علامات کبری یعنی دجال مہدی عیسیٰؑ کے نکلنے سے اور سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہونے سے قیامت کا قرب پہچان لیں گے۔ گو ممکن ہے کہ قیامت کے قریب یہ سب لوگ گذر جائیں اور نرے جاہل ہی جاہل رہ جائیں جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب زمین میں اللہ اللہ کہنے والا کوئی نہ رہے گا ۱۲ منہ [۲] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کا مطلب بیان فرما دیا اب یہ اعتراض کا موقع نہ رہا کہ صحت اور تندرستی کی حالت میں تو ہر کوئی مرنا ناپسند کرتا ہے اور دوسری حدیث میں موت کی آرزو کرنا منع آیا ہے وہ بھی اس حدیث کے خلاف نہ رہے۔ بعضے لوگ ایسے بھی ہیں جو صحت کی حالت میں بھی موت کو ناپسند نہیں کرتے بلکہ موت ان کو نہایت شیریں اور خوشگوار معلوم ہوتی ہے وہ کہتے ہیں، الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب اور کہتے کہ اگر دنیا میں موت نہ ہوتی تو پھر دنیا کے برابر تلخ اور ناگوار کوئی چیز نہ ہوتی موت ہی تو وہ شئے ہے جو بندے کو عالم قدس (باقی صفحہ ۱۵۸ پر)

أَبُو دَاوُدَ وَعَمْرٌو عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؛

ابوداؤد طیالسی اور عمرو بن مرزوق نے اس حدیث کو شعبہ سے مختصراً روایت کیا ہے [1] اور سعید بن ابی عروبہ نے اس کو قتادہ سے روایت کیا انھوں نے زرارہ بن ابی اوفیٰ سے انھوں نے سعد بن ہشام سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے [2]۔

٢٣٥۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَىٰ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ ؛

مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ نے انھوں نے برید بن عبداللہ سے انھوں نے ابوبردہ سے انھوں نے ابوموسیٰؓ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا جو شخص اللہ سے ملنا پسند کرے گا اللہ بھی اس سے ملنا پسند کرے گا اور جو شخص اللہ سے ملنا ناپسند کرے گا اللہ بھی اس سے ملنا ناپسند کرے گا۔

٢٣٦۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فِي رِجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ صَحِيحٌ إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يَرَىٰ مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ وَرَأْسُهُ عَلَىٰ فَخِذِي غُشِيَ عَلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَىٰ قُلْتُ إِذًا

مجھ سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے امام لیث بن سعد نے انھوں نے عقیل بن خالد سے انھوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو سعید بن مسیب اور عروہ بن زبیر اور کئی عالموں نے خبر دی کہ حضرت عائشہؓ ام المؤمنین کہتی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اچھے خاصے تندرست تھے تو فرماتے تھے کوئی پیغمبر اس وقت تک نہیں مرا جب تک بہشت میں اس کا ٹھکانا اس کو نہیں دکھلایا گیا اور اس کو اختیار نہیں دیا گیا [3]۔ جب آپ کی وفات قریب پہنچی تو آپ کا سر میری ران پر تھا ایک گھڑی تک آپ بے ہوش رہے اس کے بعد ہوش آیا تو چھت کی طرف ٹکٹکی لگا دی (نظر جما دی) دعا کرنے لگے یا اللہ بلند رفیقوں کے ساتھ رکھیو۔ تب میں نے اپنے

(بقیہ صفحہ ١٥٧) کی سیر کرائے گی اللہ کے مقرب بندوں اولیاء اللہ اور پیغمبروں سے ملائے گی مگر ہم نہیں سمجھتے کہ ان کی یہ باتیں صمیم قلب سے ہیں یا صرف منہ سے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں سے خوب واقف ہے ١٢ منہ

[1] ابوداؤد کی روایت کو ترمذی نے اور عمرو کی روایت کو طبرانی نے معجم کبیر میں وصل کیا ١٢ منہ

[2] اس کو امام مسلم نے وصل کیا ١٢ منہ

[3] چاہے دنیا میں اور زندہ رہے چاہے آخرت کا سفر اختیار کرے ١٢ منہ۔

لَا يَخْتَارُنَا وَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُنَا بِهٖ قَالَتْ فَكَانَتْ تِلْكَ اٰخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى ۔

دل میں کہا۔ اب آپ ہم لوگوں کے ساتھ رہنا پسند نہیں کریں گے۔ اور مجھ کو اس حدیث کی تصدیق ہوئی جو آپ نے (تندرستی کی حالت میں) فرمائی تھی[1] بس یہی آخری کلام تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یعنی اللّٰھم الرّفیق الاعلیٰ ۔

بَابٌ ۱۳۸ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ ۔

باب موت کی بیہوشیوں (سختیوں) کا بیان ۔

۲۳۷ ۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَنَّ اَبَا عَمْرٍو ذَكْوَانَ مَوْلٰى عَائِشَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ اَوْ عُلْبَةٌ فِيْهَا مَاءٌ يَشُكُّ عُمَرُ فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَيَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ ثُمَّ نَصَبَ يَدَهٗ فَجَعَلَ يَقُوْلُ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى حَتّٰى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهٗ ۔

مجھ سے محمد بن عبید بن میمون نے بیان کیا کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے انھوں نے عمر بن سعید سے کہا مجھ کو ابن ابی ملیکہ نے خبر دی، ان سے ابو عمرو ذکوان نے بیان کیا جو حضرت عائشہؓ کے غلام تھے۔ کہ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں (وفات کے وقت) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پانی کا ایک پیالہ یا لکڑی کا کونڈا رکھا تھا۔ (یہ عمرو بن سعید راوی کو شک ہوئی) آپ اپنے دونوں ہاتھ پانی میں ڈالتے اور منہ پر پھیرتے، فرماتے لا الٰہ الا اللہ، موت میں بڑی سختیاں ہوتی ہیں، اخیر میں آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے (دعا کی) یا اللہ بلند رفیقوں میں رکھیو، اس حالت میں آپ کی وفات ہوگئی اور ہاتھ جھک پڑا[2]۔

۲۳۸ ۔ حَدَّثَنِيْ صَدَقَةُ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ جُفَاةً يَاْتُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْاَلُوْنَهٗ مَتَى السَّاعَةُ فَكَانَ يَنْظُرُ اِلٰى اَصْغَرِهِمْ فَيَقُوْلُ اِنْ يَّعِشْ هٰذَا لَا يُدْرِكُهُ الْهَرَمُ حَتّٰى تَقُوْمَ عَلَيْكُمْ سَاعَتُكُمْ قَالَ هِشَامٌ يَعْنِيْ

ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا کہا ہم کو عبدہ بن سلیمان نے خبر دی، انھوں نے ہشام سے انھوں نے اپنے والد عروہ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے عرب کے کچھ گنوار لٹھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور پوچھتے، قیامت کب ہوگی، آپ دیکھتے، ان لوگوں میں جو بہت کم عمر ہوتا، فرماتے اگر یہ بچہ زندہ رہا تو اس کے بوڑھے ہونے سے پہلے تمھاری قیامت آجائے گی۔ (تم مرجاؤ گے۔ مرنا بھی قیامت ہے) ہشام نے کہا، حدیث میں جو ساعتکم

---

[1] کہ ہر پیغمبر کو مرتے وقت اختیار دیا جاتا ہے ۱۲ منہ

[2] معلوم ہوا کہ موت کی سختی کوئی بری نشانی نہیں ہے بلکہ اچھے بندوں پر اس لیے ہوتی ہے کہ ان کے درجات میں ترقی ہو یا ان کے قصوروں کا کفارہ ہوجائے ۱۲ منہ۔

مَوْتُهُمْ ۞

كالفظ ہے اس کے معنی موت ہیں[1]۔

۲۳۹۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مَّعْبَدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيِّ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهٗ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرَّ عَلَيْهِ بِجِنَازَةٍ فَقَالَ مُسْتَرِيْحٌ وَّ مُسْتَرَاحٌ مِّنْهُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْمُسْتَرِيْحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ قَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيْحُ مِنْ نَّصَبِ الدُّنْيَا وَاَذَاهَا اِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيْحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ ۞

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انھوں نے محمد بن عمرو بن طلحہ سے انھوں نے معبد بن کعب بن مالک سے انھوں نے ابوقتادہ انصاریؓ سے وہ بیان کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا، آپ نے فرمایا، آرام پانے والا ہے یا آرام دینے والا (یعنی نیک بخت ہے یا بدبخت) صحابہ نے پوچھا آرام پانے والا یا آرام دینے والا اس کے کیا معنی ہیں فرمایا ایماندار بندہ تو مر کر دنیا کے تکالیف اور مصیبتوں سے نجات پا کر اللہ کی رحمت میں آرام پاتا ہے اور بے ایمان بدکار کے مرنے سے دوسرے بندے اور ملک اور درخت اور چوپائے جانور سب آرام پاتے ہیں[2]۔

۲۴۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبٍ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُسْتَرِيْحٌ وَّ مُسْتَرَاحٌ مِّنْهُ الْمُؤْمِنُ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انھوں نے عبدربہ بن سعید انصاری سے انھوں نے محمد بن عمرو بن طلحہ سے کہا مجھ سے معبد بن کعب نے بیان کیا انھوں نے ابوقتادہ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا (جب ایک جنازہ سامنے سے گزرا) یا تو یہ آرام پانے والا ہے یا (دوسرے بندوں کو) آرام دینے والا ہے

---

[1] آپ کا مطلب یہ تھا کہ قیامت کبریٰ کا تو وقت اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں نہ اس کے دریافت کرنے سے کوئی غرض متعلق ہے اپنی اپنی فکر کرو ہر آدمی کی موت یہی اسکی قیامت ہے اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے۔ میں کہتا ہوں مناسبت اس طرح سے ہوسکتی ہے کہ موت کو آپ نے قیامت قرار دیا اور قیامت میں سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے جیسے فرمایا فصعق من فی السمٰوٰت ومن فی الارض پس معلوم ہوا کہ موت میں بھی بیہوشی ہوتی ہے اور یہی ترجمہ باب ہے ۱۲ منہ [2] بندے اس طرح آرام پاتے ہیں کہ اس کے ظلم اور ستم سے چھوٹ جاتے ہیں یا وہ جو برے کام کیا کرتا تھا اگر اس کو منع کرتے تو لڑتے ہیں کیس ستائے نہیں اگر نہ منع کریں تو گناہ گار ہوتے ہیں، اس آفت سے نجات پاتے ہیں۔ ملک اس طرح آرام پاتے ہیں کہ اس کے گناہوں اور ظلم و تعدی کی نحوست سے ملک میں بیماری پھیلتی تھی قحط ہوتا تھا اب خس کم جہاں پاک ہوا۔ اور درخت اس طرح سے کہ وہ ظالم درختوں کو کاٹتا تھا، لوگوں کے باغات ویران کرتا تھا، رات دن جانور مارنے کے لیے درختوں پر پتھروں گولیوں چھروں کی بوچھاڑ کیا کرتا تھا، چوپائے جانور اس طرح سے کہ بے زبان جانوروں سے ان کی طاقت سے زیادہ محنت و مشقت لیا کرتا تھا ۱۲ منہ۔

يَسْتَرِيحُ ؕ

ایماندار بندہ تو (مر کر) آرام پاتا ہے۔

۲۴۱۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلٰثَةٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقٰى مَعَهٗ وَاحِدٌ يَتْبَعُهٗ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَعَمَلُهٗ فَيَرْجِعُ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَيَبْقٰى عَمَلُهٗ ۔

ہم سے حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم نے انھوں نے انس بن مالکؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میت کے ساتھ (قبر تک) تین چیزیں جاتی ہیں۔ اس کے گھر والے اس کی لونڈی غلام جانور وغیرہ مال اسباب، اس کے اعمال، پھر دو تو لوٹ آتے ہیں گھر والے اور مال اسباب اور اعمال اس کے ساتھ رہ جاتے ہیں[۵۲]۔

۲۴۲۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمٰنِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهٗ غُدْوَةً وَّعَشِيًّا اِمَّا النَّارُ وَاِمَّا الْجَنَّةُ فَيُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى تُبْعَثَ ؕ

ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انھوں نے ایوب سختیانی سے، انھوں نے نافع سے، انھوں نے ابن عمرؓ سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی مر جاتا ہے تو صبح و شام (جب تک وہ برزخ میں رہتا ہے) اس کا ٹھکانا اس کو بتلایا جاتا ہے۔ یا تو بہشت میں یا دوزخ میں اور اس سے (فرشتے) کہتے ہیں یہ تیرا ٹھکانا ہے یعنی حشر کے بعد[۵۳]۔

۲۴۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ

ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا کہا ہم کو شعبہ بن حجاج نے خبر دی۔ انھوں نے اعمش سے، انھوں نے

---

[۵۱] ان دونوں حدیثوں کی مناسبت بھی ترجمہ باب سے مشکل ہے قسطلانی نے کہا میت ان دو قسموں سے خالی نہیں اور ہر ایک پر موت کی سختی ہو سکتی ہے گویا موت کی سختی اس سے خاص نہیں ہے جو فاسق اور فاجر ہو بلکہ نیک بندے پر بھی ہوتی ہے اور اسی لیے اس کو آرام پانے والا فرمایا ۱۲ منہ۔

[۵۲] پس آدمی کو نیک اعمال ہی کی فکر رکھنا چاہیے، یہی قبر میں ساتھ آئیں گے باقی جورو بچے لونڈی غلام نوکر خدمت گار دوست آشنا سب زندگی کے ساتھی ہیں مرتے ہی قبر میں اکیلا ڈال کر چل دیں گے۔ دوسری حدیث میں ہے اس کا نیک عمل اچھے خوب صورت شخص کی صورت میں بن کر اس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے خوش ہو جا، میت پوچھتا ہے تو کون ہے وہ کہتا ہے میں تیرا نیک عمل ہوں باب کی مناسبت اس طرح سے ہے کہ میت کے ساتھ لوگ اسی وجہ سے جاتے ہیں کہ موت کی سختی اس پر حال ہی میں گذری ہوتی ہے تو اس کی تسکین اور تسلی کے لیے ہمراہ رہتے ہیں ۱۲ منہ

[۵۳] اس حدیث کی مناسبت مشکل ہے بعضوں نے کہا موت کی سختیوں میں ایک سختی یہ بھی ہے کہ صبح و شام اس کا ٹھکانا بتلا کر اس کو رنج دیا جاتا ہے پہلے ہی سے ڈرلتے رہتے ہیں البتہ نیک بندوں کے لیے خوشی ہے کہ ان کا بہشت میں ٹھکانا بتلایا جاتا ہے۔ ۱۲ منہ۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَىٰ مَا قَدَّمُوا ؛

مجاہد سے انھوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے۔ انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ مرگئے ان کو برا نہ کہو، انھوں نے جیسے عمل کیے تھے (برے یا بھلے) ویسا بدلہ پالیا (اب برا کہنے سے کیا فائدہ[1])

[1] اس حدیث کی بھی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے، بعضوں نے کہا لوگ انہی مردوں کو برا کہا کرتے تھے جو موت کے وقت بہت سختی اٹھاتے تھے، یا حدیث میں جو ہے اپنے کیے ہوئے کو پہنچ گئے اس سے یہی مراد ہے کہ موت کی تکلیف اور سختی اٹھا چکے اپنے کیفر کردار کو پہنچ چکے۔ واللہ اعلم ۱۲ منہ

تَمَّ الْجُزْءُ السَّادِسُ وَالْعِشْرُوْنَ وَيَتْلُوْهُ الْجُزْءُ السَّابِعُ وَ الْعِشْرُوْنَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى ۔؛

اللہ کا شکر ہے چھبیسواں پارہ تمام ہوا اب ستائیسواں پارہ اس کے فضل و کرم کے بھروسے پر شروع ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ؛

ستائیسواں پارہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت رحم والا ہے مہربان

بَابُ ۱۳۹ نَفۡخِ الصُّوۡرِ

قَالَ مُجَاهِدٌ الصُّوۡرُ كَهَيۡئَةِ الۡبُوۡقِ زَجۡرَةٌ صَيۡحَةٌ وَقَالَ ابۡنُ عَبَّاسٍ النَّاقُوۡرُ الصُّوۡرُ الرَّاجِفَةُ النَّفۡخَةُ الۡاُوۡلٰى وَالرَّادِفَةُ النَّفۡخَةُ الثَّانِيَةُ ؛

باب صور پھونکنے کا بیان[۱]۔

مجاہد نے کہا (اس کو فریابی نے وصل کیا) صور ایک سینگ کی طرح ہے اور سورۂ یٰسین میں جو ہے "فانما ھی زجرۃ واحدۃ" تو زجرہ کے معنی چیخ[۲] اور ابن عباس نے کہا ناقور[۳] صور کو کہتے ہیں[۴]۔ الراجفۃ (جو سورہ والنازعات میں ہے) پہلے بار صور کا پھونکنا الرادفۃ (جو اسی سورت میں ہے) دوسرے بار کا پھونکنا۔

۲۴۴۔ حَدَّثَنِيۡ عَبۡدُ الۡعَزِيۡزِ بۡنُ عَبۡدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيۡ اِبۡرَاهِيۡمُ بۡنُ سَعۡدٍ عَنِ ابۡنِ شِهَابٍ عَنۡ اَبِيۡ سَلَمَةَ بۡنِ عَبۡدِ الرَّحۡمٰنِ وَعَبۡدِ الرَّحۡمٰنِ الۡاَعۡرَجِ اَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ اَنَّ اَبَا هُرَيۡرَةَ قَالَ اسۡتَبَّ رَجُلَانِ رَجُلٌ مِّنَ الۡمُسۡلِمِيۡنَ وَرَجُلٌ مِّنَ الۡيَهُوۡدِ فَقَالَ الۡمُسۡلِمُ وَالَّذِيۡ اصۡطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ فَقَالَ الۡيَهُوۡدِيُّ وَالَّذِيۡ اصۡطَفٰى مُوۡسٰى عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ قَالَ فَغَضِبَ الۡمُسۡلِمُ عِنۡدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجۡهَ الۡيَهُوۡدِيِّ فَذَهَبَ الۡيَهُوۡدِيُّ اِلٰى رَسُوۡلِ اللّٰهِ

مجھ سے عبدالعزیز ابن عبداللہ اویسی نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے ابراہیم بن سعد نے انھوں نے ابن شہاب سے انھوں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف اور عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج سے، ان دونوں نے بیان کیا کہ ابوہریرہؓ کہتے تھے ایک مسلمان اور ایک یہودی نے آپس میں گالی گلوچ کی۔ مسلمان کہنے لگا قسم اس پروردگار کی جس نے حضرت محمدؐ کو سارے جہان پر برگزیدہ کیا۔ یہودی کہنے لگا قسم اس پروردگار کی جس نے حضرت موسیٰؑ کو سارے جہان پر برگزیدہ کیا یہ سنتے ہی مسلمان کو غصہ آگیا، اس نے یہودی کو ایک طمانچہ رسید کیا، یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ صور ایک جسم ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کر کے حضرت اسرافیلؑ کے حوالہ کیا ہے اس میں اتنے سوراخ ہیں جتنی روحیں ہیں اس صور کے پھونکتے ہی وہ روحیں نکل کر اپنے اپنے بدنوں میں داخل ہوں گی یہ دوسرا پھونکنا ہے اور پہلے بار کے پھونکنے میں بدنوں سے نکل کر صور میں آجائیں گی واللہ اعلم ۱۲ منہ ۲۔ دوسرے بار پھونکنا اور صیحہ پہلے بار پھونکنا ۱۲ منہ ۳۔ جو سورۂ مدثر میں ہے ۱۲ منہ ۴۔ اس کو طبرانی اور ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ وَاَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُوْنِيْ عَلٰى مُوْسٰى فَاِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاَكُوْنُ فِيْ اَوَّلِ مَنْ يُّفِيْقُ فَاِذَا مُوْسٰى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِيْ اَكَانَ مُوْسٰى فِيْمَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِيْ اَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ ؕ

پاس گیا اور سارا قصہ مسلمان نے جو کیا تھا آپ سے عرض کیا۔ اس وقت آپ نے فرمایا دیکھو مجھ کو موسیٰ پر فضیلت مت دو[1]۔ قیامت کے دن ایسا ہوگا (صور پھونکتے ہی) لوگ بے ہوش ہو جائیں گے، مجھ کو سب سے پہلے ہوش آئے گا، میں کیا دیکھوں گا موسیٰ عرش کا کونا تھامے ہوئے ہیں اب میں یہ نہیں جانتا کہ موسیٰ بھی بیہوش ہو کر مجھ سے پہلے ہوش میں آ جائیں گے یا وہ ان لوگوں میں ہوں گے، جن کو اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ کیا ہے[2]۔

۲۴۵۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْعَقُ النَّاسُ حِيْنَ يَصْعَقُوْنَ فَاَكُوْنُ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد نے انھوں نے اعرج سے انھوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت بیہوش ہونے کا وقت آئے گا لوگ بیہوش ہو جائیں گے۔

---

[1] اس وقت شاید آپ کو یہ نہ بتلایا گیا ہو کہ آپ تمام انبیاء سے افضل ہیں یا آپ نے برطریق تواضع فرمایا مطلب یہ ہے کہ اس طور سے فضیلت مت دو کہ حضرت موسیٰ کی تحقیر یا توہین نکلے یا ایسی فضیلت مت دو کہ جس سے لڑائی جھگڑا پیدا ہو اب یہاں سے عقلمند لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ باوجودیکہ آنحضرت تمام پیغمبروں سے افضل تھے مگر آپ نے دوسرے پیغمبروں پر اپنے تئیں فضیلت دینے سے منع فرمایا تو جن لوگوں کی فضیلت ایک دوسرے پر نص قطعی سے ثابت نہ ہو ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دینا وہ بھی اسی طرح سے کہ دوسرے کی تحقیر نکلے کیونکر جائز ہوگا افسوس ہمارے زمانہ میں نام کے سُنی جادۂ اعتدال سے باہر ہو گئے ہیں وہ شیخین کو حضرت علیؓ پر اس طرح سے فضیلت دیتے ہیں کہ حضرت علی کی توہین نکلتی ہے چنانچہ مولوی لطف اللہ نامی ایک شخص نے جو شیعوں کا رد کیا کرتے تھے شیخین کے فضائل ذکر کر کے پھر یوں لکھا ہے۔ برخلاف جناب رابع کہ دریں وقت پشیزی در راہ خدا صرف نہ کردیدہ، معاذ اللہ اس نام کے سُنی نے حضرت علی کو بخیل قرار دیا حالانکہ آپ کی سخاوت اس درجہ تھی کہ خود نہ کھاتے فاقہ پر فاقہ کرتے اور مسکینوں کو کھلا دیتے۔ میں کہتا ہوں مسئلہ تفضیل شیخین کا اوپر ذکر ہو چکا اور گو اہل سنت کے ایک جم غفیر اس طرف گئے ہیں کہ شیخین حضرت علی سے افضل ہیں مگر اگر سچ پوچھیے تو اس تفضیل پر کوئی نص قطعی نہیں ہے جب احادیث میں غور کیجیے تو ہر ایک کے فضائل بیشمار نکلتے ہیں بلکہ حضرت علیؓ کے فضائل اوروں سے زیادہ نکلتے ہیں اس لیے خواہ مخواہ اس پر اڑے رہنا کہ شیخین ہر بات میں حضرت علیؓ سے افضل ہیں محض مکابرہ اور تعصب معلوم ہوتا ہے۔ جمہور اہل سنت نے اگر اس کو اختیار کیا ہے تو اختیار کیا کریں ہم دلیل کے تابع ہیں نہ آبائی دجائی کے اور دلیل اس کو مقتضی ہے کہ ہم آنحضرتؐ کے بعد ان چاروں کو صاحب فضیلت قرار دیں اور ہر ایک میں بعضے فضائل کے قائل ہوں جو دوسرے میں نہ تھے لیکن فضیلت کلی من جمیع الوجوہ یہ ایک گھڑی ہوئی بات ہے گو شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا میں اس کو بہت زور سے ثابت کیا ہے مگر سب اشارات اور استنباطات اور اس قسم کے صدہا اشارات ایسے بھی موجود ہیں جن سے حضرت علی کی فضیلت شیخین پر مفہوم ہوتی ہے والحق احق بالاتباع ۱۲ منہ

[2] فرمایا الا من شاء اللہ جبریل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام اور حاملان عرش اور ملائکہ بیہوش نہ ہونگے بعضوں نے کہا بہشت کے حور و غلمان بھی بیہوش نہ ہوں گے ۱۲ منہ۔

أَوَّلَ مَنْ قَامَ فَإِذَا مُوسَى آخِذٌ بِالْعَرْشِ فَمَا أَدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ رَوَاهُ أَبُو سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؞

میں سب سے پہلے ہوش میں آ کر کھڑا ہوں گا کیا دیکھوں گا، موسیٰؑ عرش کا کونا تھامے (کھڑے) ہوئے ہیں اب میں نہیں جانتا وہ بیہوش بھی ہوں گے یا نہیں[1]۔ اس حدیث کو ابوسعید خدری نے بھی آنحضرتؐ سے روایت کیا ہے (یہ اوپر کتاب الاشخاص میں موصولاً گزر چکی ہے۔)

بَابٌ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ

باب اللہ تعالیٰ زمین کو مٹھی میں لے لے گا۔

رَوَاهُ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؞

اس امر کو نافع نے ابن عمرؓ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے (جو کتاب التوحید میں موصولاً آئے گا۔)

۲۴۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ ؞

ہم سے محمد بن مقاتل مروزی نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس بن یزید ایلی نے انھوں نے زہری سے کہا مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا انھوں نے ابوہریرہؓ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن)، زمین اپنی مٹھی میں لے لے گا۔ اور آسمانوں کو (مٹھی کی طرح) داہنے ہاتھ پر لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا۔ میں بادشاہ ہوں اب زمین کے بادشاہ کہاں گئے[2]۔

۲۴۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے انھوں نے خالد بن یزید سے انھوں نے سعید بن ابی ہلال سے انھوں نے زید بن اسلم سے انھوں نے عطاء بن یسار سے انھوں

---

[1] قسطلانی نے کہا اس خاص بات میں افضلیت کی وجہ سے حضرت موسیٰ کی فضیلت مطلقہ ہمارے پیغمبر پر ثابت نہیں ہوتی۔ مترجم کہتا ہے یہی انصاف کی بات ہے پھر اسی قاعدے کو تفضیل شیخین اور صحابہ میں بھی کیوں نہیں برتتے۔ حالانکہ ہمارے پیغمبرؐ کے تفضیل کے لیے نص موجود ہے انا سید ولد آدم ولا فخر اور وہاں کوئی نص قطعی بھی ایسا نہیں ہے۔ رہا حضرت علیؓ کا یہ قول کہ جو کوئی مجھ کو شیخین پر فضیلت دے گا۔ میں اس کو مفتری کی طرح کوڑے ماروں گا اول تو اس کی صحت سند ثابت کرنا چاہیے۔ دوسرے ممکن ہے کہ یہ قول بر سبیل تواضع ہو، جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تفضلونی علی موسیٰ، تیسرے ممکن ہے کہ مراد حضرت علی کی یہ ہو کہ اس طرح سے جو فضیلت دے کہ شیخین کی اہانت یا تحقیر نکلے، چوتھے یہ کہ مطلب یہ ہو کہ جو کوئی مجھ کو فضیلت مطلقہ دے یعنی من جمیع الوجوہ، پانچویں یہ کہ یہ قول تو ہماری دلیل ہے نہ خصم کی ہم یہ کب کہتے ہیں کہ حضرت علی شیخین سے افضل ہیں ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ان چاروں میں باہمی کسی کو دوسرے سے افضل نہ کہو کیونکہ ہر ایک میں ایسے فضائل موجود ہیں جو دوسرے میں نہیں ہیں پس اس کا علم اللہ اور اس کے رسول پر چھوڑ دے ۱۲ منہ

[2] جو دنیا میں اپنی بادشاہت پر نازاں ہے ۱۲ منہ۔

أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُونُ الْأَرْضُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خُبْزَةً وَاحِدَةً يَتَكَفَّؤُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهِ كَمَا يَكْفَأُ أَحَدُكُمْ خُبْزَتَهُ فِي السَّفَرِ نُزُلًا لِأَهْلِ الْجَنَّةِ فَأَتَى رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَارَكَ الرَّحْمٰنُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْقٰسِمِ أَلَا أُخْبِرُكَ بِنُزُلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ بَلٰى قَالَ تَكُونُ الْأَرْضُ خُبْزَةً وَاحِدَةً كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا ثُمَّ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ ثُمَّ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكَ بِإِدَامِهِمْ قَالَ إِدَامُهُمْ بَالَامُ وَنُونٌ قَالُوا وَمَا هٰذَا قَالَ ثَوْرٌ وَنُونٌ يَأْكُلُ مِنْ زَائِدَةِ كَبِدِهِمَا سَبْعُونَ أَلْفًا ؀

۲۴۸۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى أَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ نَقِيٍّ قَالَ سَهْلٌ أَوْ غَيْرُهُ لَيْسَ فِيهَا مَعْلَمٌ لِأَحَدٍ ؀

نے ابو سعید خدری سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن ساری زمین ایک روٹی کی طرح ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ سے بہشتیوں کی مہمانی کرنے کے لیے اس کو الٹے پلٹے گا، جیسا کوئی تم میں سے سفر میں اپنی روٹی الٹ پلٹ کرتا ہے۔ اس کے بعد ایک یہودی شخص آیا (نام نامعلوم)، وہ کہنے لگا ابو القاسم! اللہ تعالیٰ تم کو برکت دیوے میں بیان کروں قیامت کے دن بہشتیوں کی جو مہمانی ہوگی، آپ نے فرمایا اچھا بیان کر، وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرح یہی کہنے لگا، زمین ایک روٹی کی طرح ہو جائے گی، آنحضرتؐ نے (یہودی سے) یہ سن کر ہماری طرف دیکھا اور اتنا ہنسے کہ آپ کے پچھلے دانت کھل گئے (داڑھیں یا کچلیاں)، پھر وہ یہودی کہنے لگا ابو القاسم! میں تم سے وہ بھی بیان کروں، بہشتیوں کا سالن کیا ہوگا۔ ان کا سالن بالام اور نون ہوگا، صحابہ نے پوچھا بالام اور نون کیا؟ اس نے کہا بیل اور مچھلی[1]۔ یہ بیل اور مچھلی اتنے بڑے ہوں گے کہ ان کے کلیجے کا لٹکتا ہوا ٹکڑا (وہ) ستر ہزار آدمی کھائیں گے[2]۔

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی کہا مجھ سے ابوحازم (سلمہ بن دینار) نے بیان کیا، کہا میں نے سہل بن سعد ساعدیؓ سے سنا وہ کہتے تھے، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے، قیامت کے دن لوگوں کا حشر ایک سفید سرخی آمیز زمین پر ہوگا۔ جیسے میدے کی روٹی (صاف سفید) ہوتی ہے، سہل بن سعد یا کسی اور نے کہا[3] یہ زمین بے نشان ہوگی[4]۔

[1] بالام عبرانی لفظ ہے، اس کے معنی بیل بھی صحیح ہے اور نون تو مچھلی کو کہتے ہیں یہ عربی زبان کا لفظ ہے ۱۲ منہ [2] جو بہشت میں بلا حساب و کتاب جائیں گے ۱۲ منہ [3] یہ راوی کی شک ہے، حافظ نے کہا مجھ کو اس دوسرے شخص کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ [4] یعنی اس میں کوئی مکان یا ٹیلہ یا پہاڑ نہ ہوگا بلکہ صاف ہموار ہوگی۔ ۱۲ منہ۔

بَابٌ كَيْفَ الْحَشْرُ

٢٤٩ - حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى ثَلٰثِ طَرَائِقَ رَاغِبِيْنَ رَاهِبِيْنَ وَاثْنَانِ عَلٰى بَعِيْرٍ وَّ ثَلٰثَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَّاَرْبَعَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَّ عَشَرَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَّ تَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ تَقِيْلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوْا وَتَبِيْتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوْا وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ اَصْبَحُوْا وَتُمْسِيْ مَعَهُمْ حَيْثُ اَمْسَوْا ۔

باب حشر کا بیان[1]

ہم سے معلّٰی بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے انھوں نے عبداللہ بن طاؤس سے انھوں نے اپنے والد طاؤس سے انھوں نے ابوہریرہ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ نے فرمایا (قیامت سے پہلے) لوگوں کے تین فرقے ہوں گے جو (شام کی طرف) حشر کیے جاویں گے۔ ایک فرقہ تو رغبت کے ساتھ انجام سے ڈرتا ہوگا[2]۔ دوسرا فرقہ تو ایک ایک اونٹ پر دو دو تین تین چار چار بلکہ دس دس آدمی بیٹھ کر نکلیں گے اور تیسرے فرقے کو آگ لے کر چلے گی وہ آگ (عجیب آگ ہوگی) جہاں پر یہ لوگ دوپہر کو آرام کرنے کے لیے ٹھہریں گے آگ بھی ٹھہر جائے گی اور جہاں رات کو ٹھہریں گے یہ آگ بھی وہیں ٹھہری رہے گی، صبح کو بھی ان کے ساتھ ٹھہرے گی[3]۔

[1] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حشر کی زمین دوسری ہوگی جیسے قرآن میں ہے یوم تبدل الارض غیر الارض، عبداللہ بن مسعود سے موقوفاً عبدالرزاق اور بیہقی وغیرہ نے باسناد صحیح ایسا ہی نکالا کہ یہ زمین چاندی کی طرح ہوگی اس پر نہ کوئی خون ہوا ہوگا نہ گناہ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ساری زمین ایک روٹی کی طرح ہوگی۔ نبی کریم نے فرمایا تم لوگ ننگے بدن ننگے پاؤں بن ختنہ حشر کیے جاؤ گے حشر چار ہیں دو تو دنیا میں ایک وہ جس کا ذکر سورہ حشر میں ہے ہو الذین کفروا من اہل الکتاب من دیارہم لاول الحشر، دوسرے جو قیامت کے قریب ہوگا جس کا ذکر حدیثوں میں ہے کہ عدن سے یا حضرموت سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو شام کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔ ایک حدیث میں ہے، قیامت کی پہلی نشانی ایک آگ ہے جو لوگوں کو پورب سے پچھم کی طرف ہانک لے جائے گی۔ جہاں لوگ ٹھہر جائیں گے وہ بھی ٹھہر جائیگی ہمارے اگلے علما اس آگ کی تفسیر میں بہت متردد ہوئے ہیں اور کسی نے کچھ کہا ہے کسی نے کچھ ہم کہتے ہیں کہ اس آگ سے ریل مراد ہے اور آپ کا مطلب یہ ہے کہ قیامت سے پہلے ریل گاڑی تمام دنیا میں پھیل جائے گی مشرق سے لوگوں کو لے کر مغرب تک جائے گی۔ یہ جو فرمایا شام کے ملک کی طرف یہ بھی صحیح ہے اب شام سے ایک ریل بجانب حجاز بن رہی ہے یہ جو فرمایا قعر عدن یا حضرموت سے یہ بھی صحیح ہے۔ عنقریب عدن کے حوالی اور حضرموت میں سے ایک ریل نکلے گی جو حجاز ریلوے سے مل جائے گی اور لوگوں کو شام تک پہنچائے گی یہ بھی ممکن ہے کہ آگ سے کفر اور ضلالت کا فتنہ مراد ہو۔ یہ جو فرمایا پورب سے پچھم کی طرف ہانک لے جائے گی تو پورب میں ایشیا ہے اور پچھم میں یورپ مطلب یہ ہوگا کہ ایشیا والے گمراہ ہو کر یورپ کا طریق اختیار کریں گے جیسے اس زمانہ میں ہو رہا ہے اب رہے آخرت کے دو حشر تو ایک تو قبروں سے حشر کی طرف دوسرا محشر سے بہشت اور دوزخ کی طرف ١٢ منہ

[2] یہ تو مرنے سے اس وقت چلے جائیں گے جب نہ سواریوں کی قلت ہوگی نہ زادراہ کی ١٢ منہ

[3] اس وقت نکلے گا جب سواریوں کی قلت ہو جائے گی ١٢ منہ

[4] بعضوں نے کہا اس حدیث سے آخرت کا حشر مراد ہے جو قبروں سے ہوگا، حلیمی اور غزالی اور تورپشتی نے یہی کہا ہے مگر میں کہتا ہوں اگر آخرت کا حشر مراد ہو تو وہاں اونٹ کہاں سے آئیں گے دوسرے امام احمد اور نسائی اور بیہقی کی روایت میں (باقی صفحہ ١٦٨)

۲۵۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِیُّ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ قَتَادَۃَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِکٍؓ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ کَیْفَ یُحْشَرُ الْکَافِرُ عَلٰی وَجْھِہٖ قَالَ اَلَیْسَ الَّذِیْ اَمْشَاہُ عَلَی الرِّجْلَیْنِ فِی الدُّنْیَا قَادِرًا عَلٰٓی اَنْ یُّمْشِیَہٗ عَلٰی وَجْھِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قَالَ قَتَادَۃُ بَلٰی وَعِزَّۃِ رَبِّنَا ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن محمد بغدادی نے کہا ہم سے شیبان نحوی نے، انھوں نے قتادہ سے کہا ہم سے انس بن مالکؓ نے ایک شخص (نام نامعلوم) نے آنحضرتؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کافر اپنے منہ کے بل کیونکر حشر کیا جائے گا (آدمی منہ کے بل کیونکر چلے گا)، آپ نے فرمایا جو خدا اس کو دو پاؤں پہ چلاتا ہے کیا وہ قیامت کے دن اس کو منہ کے بل نہیں چلا سکتا، قتادہ نے یہ حدیث روایت کر کے کہا کیوں نہیں ہمارے مالک کی عزت کی قسم (بیشک وہ منہ کے بل چلا سکتا ہے[1]

۲۵۱۔ حَدَّثَنَا عَلِیٌّ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ جُبَیْرٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّکُمْ مُلٰقُوا اللّٰہِ حُفَاۃً عُرَاۃً مُشَاۃً غُرْلًا قَالَ سُفْیٰنُ ھٰذَا مِمَّا نَعُدُّ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ سَمِعَہٗ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔

ہم سے علی بن مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہ عمرو بن دینار نے کہا میں نے سعید بن جبیر سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ابن عباس سے سنا وہ کہتے تھے، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے، تم لوگ (قیامت کے دن) اللہ سے ننگے پاؤں ننگے بدن پیدل چلتے ہوئے بن ختنہ ملو گے، سفیان بن عیینہ نے کہا یہ حدیث بھی ان (نو یا دس) حدیثوں میں سے ہے جن کو ابن عباسؓ نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا[2]۔

۲۵۲۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان

(بقیہ صفحہ ۱۶۷) یوں ہے کہ اس وقت سواریوں کی بڑی قلت ہوگی آدمی ایک عمدہ باغ ایک اونٹ کے بدلے دے ڈالے گا تو قیامت کے دن یہ باغ کہاں سے اس لیے اور یہ خرید و فروخت کیونکر ہوگی مگر اسی روایت میں قیامت کا لفظ موجود ہے یعنی قیامت کے دن لوگوں کا حشر تین طرح کے گروہوں میں ہوگا، یہ ذرا مشکل پڑتا ہے، میں کہتا ہوں قیامت کے دن سے قیامت کا قرب مراد ہے یا اس دن کو بھی مجازاً قیامت کا دن فرمایا کیونکہ اس قسم کی بھاگڑ اور پریشانی کے دن کو قیامت کہا کرتے ہیں جیسے ہمارے زمانہ میں ہندوستان میں ۱۸۵۷ء میں جو غدر ہوا تھا اس میں لوگ جان کے ڈر سے ایسا ہی بھاگے تھے اس کو لوگ قیامت ہی کا نمونہ کہتے تھے ۱۲ منہ

[1] یہ سوال اس شخص نے اس وقت کیا ہوگا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ نے یہ فرمایا ہوگا کہ کافر اوندھے منہ حشر کیا جائے گا کہتے ہیں کافر کو یہ سزا اس لیے ملے گی کہ اس نے دنیا میں پروردگار کو سجدہ نہیں کیا تو آخرت میں منہ کے بل اس کو چلائیں گے تاکر برابر اس کا منہ زمین سے رگڑتا رہے ۱۲ منہ [2] یعنی بلا واسطہ دوسرے صحابہ کے ابن عباسؓ کی اکثر حدیثیں دوسرے صحابہ کے واسطہ سے سنی ہوئی ہیں کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بہت کم سن تھے۔ ۱۲ منہ

سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ اِنَّكُمْ مُلَاقُوا اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا۔

٢٥٣ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمٰنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَامَ فِيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ اِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهُ الْاٰيَةَ وَاِنَّ اَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِبْرَاهِيْمُ وَاِنَّهُ سَيُجَاءُ بِرِجَالٍ مِّنْ اُمَّتِيْ فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اَصْحَابِيْ فَيَقُوْلُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ اِلٰى قَوْلِهِ الْحَكِيْمُ قَالَ فَيُقَالُ اِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ

بن عیینہ نے انھوں نے عمرو بن دینار سے انھوں نے سعید بن جبیرؓ سے انھوں نے ابن عباسؓ سے وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ منبر پر خطبہ سنا رہے تھے، فرماتے تھے تم اللہ سے ننگے پاؤں ننگے بدن بن ختنہ ملو گے[1]۔

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر (محمد بن جعفر) نے کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انھوں نے مغیرہ بن نعمان سے انھوں نے سعید بن جبیرؓ سے انھوں نے ابن عباس سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگوں کو خطبہ سنانے کھڑے ہوئے آپ نے فرمایا، تم لوگ ننگے پاؤں ننگے بدن حشر کیے جاؤ گے۔ جیسے (قرآن میں) فرمایا جس طرح ہم نے تم کو شروع میں پیدا کیا اسی طرح دوبارہ بھی پیدا کریں گے اور سب سے پہلے تمام خلقت میں حضرت ابراہیمؑ کو (بہشتی جوڑا) پہنایا جاوے گا[2] اور ایسا ہو گا فرشتے میری امت کے کچھ لوگوں کو لاکر بائیں طرف والوں میں (دوزخ کی طرف) لے جائیں گے۔ میں (پروردگار سے) عرض کروں گا، پروردگار یہ تو میرے لوگ ہیں (میری امت ہیں)، ارشاد ہو گا تم کو نہیں معلوم انھوں نے جو جو نئی باتیں تمھارے بعد نکالیں[3]۔ اس وقت میں وہی فقرہ کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے (حضرت عیسیٰؑ) نے کہا ہے وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ اخیر آیت الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ تک[4] پھر فرشتے کہیں گے یہ لوگ ہمیشہ

[1] یہ حدیث ابوسعید کی حدیث کے خلاف نہیں ہے جس کو ابوداؤد نے نکالا کہ انھوں نے مرتے وقت نئے کپڑے منگا کر پہنے اور کہا میں نے آنحضرت سے سنا آپ نے فرمایا میت انہی کپڑوں میں اٹھے گا جن میں وہ مرے کیونکہ قبر سے اٹھتے وقت لوگ اپنے اپنے کپڑوں میں باہر آئیں گے پھر حشر میں وہ سب گل سڑ کر بدن سے جدا ہو جائیں گے اس لیے کہ حشر کا دن ایک ہزار برس کا ہو گا لوگ ننگے رہ جائیں گے اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ابوہریرہ کی حدیث جو ابھی اوپر گزری جس میں حشر کے تین فرقوں کا ذکر ہے وہ دنیا کے حشر کے متعلق ہے کس لیے کہ آخرت کے حشر میں تو سب پاپیادہ ہوں گے ۱۲ منہ [2] ان کے بعد حضرت محمد کو جیسے ابن مبارک نے زہد میں نکالا ۱۲ منہ [3] کفر یا دین میں طرح طرح کے بدعات معاذ اللہ بدعت ایسا ہی گناہ ہے جس کا نتیجہ دوزخ میں جانا ہے ہر مسلمان آدمی کو لازم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو تلاش کرتا رہے، اور جہاں تک ہو سکے سنت کی پیروی کرے اور بدعت سے پرہیز رکھے ۱۲ منہ [4] یہ آیت سورۂ مائدہ کے اخیر میں ہے ۱۲ منہ

عَلٰٓی اَعْقَابِهِمْ ۔ اپنی ایڑیوں کے بل پھرے ہی رہے[۱]۔

۲۵۴۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحٰرِثِ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اَبِيْ صَغِيْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْقٰسِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّ عَائِشَةَ رض قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ الْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ يُّهِمَّهُمْ ذَاكِ ۔

ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن حارث نے کہا ہم سے حاتم بن ابی صغیرہ نے انھوں نے عبداللہ بن ابی ملیکہ سے کہا مجھ سے قاسم بن محمد بن ابی بکر نے بیان کیا، انھوں نے حضرت عائشہ رض سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ (قیامت کے دن) ننگے پاؤں ننگے بدن بن ختنہ حشر کیے جائیں گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مرد اور عورت سب ایک دوسرے کے ستر کو دیکھیں گے آپ نے فرمایا وہ ایسا سخت وقت ہوگا کہ اس کا خیال بھی کوئی نہیں کرے گا[۲]۔

۲۵۵۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قُبَّةٍ فَقَالَ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنُوْا

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر (محمد بن جعفر) نے کہا ہم سے شعبہ نے انھوں نے ابواسحاق سبیعی سے انھوں نے عمرو بن میمون سے انھوں نے عبداللہ بن مسعود رض سے انھوں نے کہا ایسا ہوا ہم ایک (چمڑے کے) ڈیرے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے، اتنے میں آپ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ سارے بہشت والوں میں چوتھائی تم لوگ ہو (یعنی مسلمان)، ہم نے کہا ہم اس پر راضی اور خوش ہیں پھر فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ سارے بہشت والوں میں تہائی تم لوگ ہو ہم نے کہا ہم راضی ہیں، پھر فرمایا کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ سارے بہشت والوں میں آدھے تم ہو۔ ہم نے کہا ہم راضی ہیں، پھر فرمایا قسم اس پروردگار کی جس کے

[۱] یعنی اسلام سے پھر گئے مرتد ہو گئے مراد وہ لوگ ہیں جو حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت میں اسلام سے پھر گئے تھے۔ حضرت ابوبکر نے ان کو قتل کیا وہ کفر پر مرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قیامت تک جتنے بدعتی اور گمراہ ہوتے جاتے ہیں وہ سب مراد ہوں، مطلب یہ ہوگا کہ ان کو ہر چند سمجھاتے رہے کہ حدیث و قرآن پر عمل کرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلو مگر انھوں نے ایک نہ مانا اپنی ہی ٹن پر قائم رہے اور بدعات کو نہ چھوڑا ۱۲ منہ

[۲] کہ دوسرے کا ستر دیکھے وہاں جان پر بنی ہو گی ۱۲ منہ۔

صِفَتَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَذٰلِكَ اَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَمَآ اَنْتُمْ فِيْ اَهْلِ الشِّرْكِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَآءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَآءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَحْمَرِ ۞

ہاتھ میں محمد کی جان ہے مجھ کو تو یہ امید ہے کہ سارے بہشت والوں میں آدھے تم لوگ ہو گے (آدھے میں دوسری سب امتیں) اس لیے کہ بہشت میں وہی جائے گا جو اللہ کو ایک مانتا ہو، شرک نہ کرتا ہو اور تمھارا (یعنی موحدوں کا) شمار مشرکوں کے مقابل ایسا ہے جیسے کالا بیل ہو، اس کا ایک بال سفید ہو یا لال بیل ہو اس کا ایک بال کالا ہو[1]۔

۲۵۶۔ حَدَّثَنَآ اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوَّلُ مَنْ يُّدْعٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اٰدَمُ فَتَرَآءٰى ذُرِّيَّتُهٗ فَيُقَالُ هٰذَا اَبُوْكُمْ اٰدَمُ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ فَيَقُوْلُ اَخْرِجْ بَعْثَ جَهَنَّمَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ كَمْ اُخْرِجُ فَيَقُوْلُ اَخْرِجْ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَآ اُخِذَ مِنَّا مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ فَمَاذَا يَبْقٰى مِنَّا قَالَ اِنَّ اُمَّتِيْ فِي الْاُمَمِ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَآءِ فِي الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ ۞

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے انھوں نے سلیمان بن بلال سے انھوں نے ثور بن زید دیلی سے انھوں نے ابوالغیث (سالم) سے انھوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آدم علیہ السلام کی یاد ہو گی ان کی اولاد سامنے ہو گی ان سے کہا جائے گا یہ تمھارے باوا آدم ہیں، خیر آدمؑ عرض کریں گے پروردگار حاضر ہوں جو ارشاد، حکم ہو گا، اپنی اولاد میں سے دوزخ کا گروہ نکال، وہ عرض کریں گے پروردگار کتنے آدمیوں کو نکالوں حکم ہو گا فیصدی ننانوے[99] نکال (فیصدی ایک بہشتی ہو گا) یہ سن کر صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ پھر ہم میں رہا کیا جب ننانوے فیصدی ہم میں سے دوزخ میں گئے۔ آپ نے فرمایا (تم میں سے کاہے کو) بات یہ ہے کہ میری امت کی تعداد دوسری (کافر اور مشرک) امتوں کے سامنے ایسی ہے جیسے کالے بیل میں ایک بال سفید ہو[2]۔

بَابٌ ۱۴۲ قَوْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ زَلْزَلَةَ

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ حج میں) فرمانا۔ قیامت کی

[1] دوسری روایت میں یوں ہے جیسے سفید بیل میں ایک بال کالا ہو مقصود یہ ہے کہ دنیا میں مشرکوں کی تعداد بہت بڑی ہے اور اللہ کے موحد بندے ان مشرکوں سے فی ہزار یا فیصدی ایک یا دو کی نسبت رکھتے ہیں تو اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں اگر تم سارے بہشت والوں کا نصف حصہ ہو کیونکہ اگلی امتیں گو بہت گذر چکی ہیں پر ان میں بھی مشرک بہت تھے اور موحد خال خال پس جتنے مسلمان موحد اب سے قیامت تک پیدا ہوں گے وہ ان امتوں کے موحدین کے برابر ہو سکتے ہیں ۱۲ منہ

[2] اس لیے اگر ۹۹ فیصدی بھی دوزخ میں جائیں گے تو تم کو فکر نہ کرنا چاہیے ایک فیصدی آدم کی اولاد میں سارے مسلمان آجائیں گے بلکہ دوسری امتوں کے (باقی صـ۱۷۲ پر)

السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ۔ أَزِفَتِ الْآزِفَةُ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ۔

ہل چل ایک بڑی مصیبت ہوگی اور (سورۂ نجم میں) ازفت الازفۃ یعنی قیامت قریب آن پہنچی۔

۲۵۷۔ حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ يَا آدَمُ فَيَقُولُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ قَالَ يَقُولُ أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ فَذَاكَ حِينَ يَشِيبُ الصَّغِيرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سَكْرَى وَمَا هُمْ بِسَكْرَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ فَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّنَا ذَلِكَ الرَّجُلُ قَالَ أَبْشِرُوا فَإِنَّ مِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ أَلْفٌ وَمِنْكُمْ رَجُلٌ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي فِي يَدِهِ إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَحَمِدْنَا اللَّهَ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي فِي يَدِهِ إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا

مجھ سے یوسف بن موسیٰ قطان نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انھوں نے اعمش سے انھوں نے ابوصالح سے انھوں نے ابوسعید خدریؓ سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) فرمائے گا۔ آدم، وہ عرض کریں گے حاضر ہوں جو ارشاد ساری بھلائی تیرے اختیار میں ہے[1] حکم ہوگا دوزخ کا لشکر نکال آدم عرض کریں گے دوزخ کا لشکر کتنا نکالوں فرمائے گا ہر ہزار میں نوسو ننانوے[2] (۹۹۹)۔ یہی وہ (پریشانی کا) وقت ہوگا جب (مارے ہول کے) بچہ بوڑھا ہو جائے گا۔ پیٹ والی کا پیٹ گر جائے گا اور لوگ دیکھنے میں ایسے معلوم ہوں گے جیسے بدمست (بے ہوش) ہیں۔ حالانکہ وہ بدمست نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہے[3]۔ جب یہ حدیث آنحضرتؐ نے فرمائی تو صحابہ بہت گھبرائے، کہنے لگے یارسول اللہ (اب کیا امید ہے) بھلا ہزار میں ایک شخص معلوم نہیں وہ کون ہوگا، آپ نے فرمایا (گھبراؤ نہیں) خوش ہو جاؤ! یاجوج ماجوج کے کافروں کا شمار کرو تو تم میں سے ایک کے مقابل ان میں سے ہزار پڑتے ہیں، پھر آپ نے فرمایا قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھ کو تو یہ امید ہے کہ سارے بہشت والوں کی تہائی تم لوگ ہوگے، ابوسعیدؓ کہتے ہیں یہ سن کر ہم نے اللہ کی تعریف کی اللہ اکبر کہا پھر آپ نے

(بقیہ صفحہ ۱۷۱) موحد شخص بھی اس حدیث سے یہ نکلا کہ دوزخ کی آبادی یعنی مردم شماری بہ نسبت بہشت کے صدچند ہوگی یا اللہ تو دوزخ سے اور اپنے عذاب سے بچائیو ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] حالانکہ برائی بھی اسی کے اختیار میں ہے مگر ادب کی وجہ سے اس کو بیان نہیں کیا جیسے حدیث میں ہے الخیر منک ولدیک والشر لیس الیک ۱۲ منہ [2] یہ اگلی حدیث کے خلاف نہیں ہے جس میں فیصدی ۹۹ کا ذکر ہے کیونکہ عدد خاص مقصود نہیں ہے بلکہ دوزخیوں کا شمار زائد ہونا، بعضوں نے کہا وہ حدیث اس امت والوں سے متعلق تھی اور یہ حدیث اگلی امت والوں سے واللہ اعلم ۱۲ منہ [3] اس کے ڈر سے بے حواس معلوم ہوں گے ۱۲ منہ

شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِنَّ مَثَلَكُمْ فِي الْاُمَمِ كَمَثَلِ الشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوِ الرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الْحِمَارِ۔

فرمایا قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھ کو تو یہ امید ہے کہ سارے بہشت والوں کے آدھے تم لوگ ہو گے کیونکہ تمہاری نسبت دوسری امتوں کے ساتھ ایسی ہے جیسے کالے بیل کی کھال میں ایک بال سفید یا جیسے ٹیکہ (داغ) گدھے کے ہاتھ میں۔

باب ۱۴۳ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى: اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ قَالَ الْوُصُلَاتُ فِي الدُّنْيَا۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ مطففین میں) یہ فرمانا، کیا یہ لوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ ان کو ایک بڑے دن کے لیے پھر اٹھایا جائے گا جس دن سب لوگ سارے جہان کے مالک کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ اور ابن عباسؓ نے کہا[1] وتقطعت بہم الاسباب (جو سورۂ بقر میں ہے) اس کا معنی یہ ہے کہ دنیا کے رشتے علاقے سب قطع ہو جائیں گے۔

۲۵۸۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبَانَ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. قَالَ يَقُوْمُ اَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ۔

ہم سے اسمٰعیل ابن ابان نے بیان کیا کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے کہا ہم سے عبداللہ بن عون نے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمرؓ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اس آیت کی تفسیر میں یوم یقوم الناس لرب العالمین کہ لوگ اپنے پسینوں میں ڈوبے کھڑے ہوں گے جو آدھے کانوں تک پہنچے گا۔

۲۵۹۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمٰنُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِي الْاَرْضِ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا وَّ يُلْجِمُهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ اٰذَانَهُمْ۔

مجھ سے عبدالعزیز ابن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا مجھ سے سلیمان بن بلال نے انھوں نے ثور بن زید سے۔ انھوں نے ابوالغیث سے انھوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں کو اتنا پسینہ آئے گا کہ زمین پر پھیلے گا پھر زمین میں ستر ہاتھ تک پہنچے گا (اتنی دور تک زمین اندر سے تر ہو جاوے گی)، اور لوگ منہ تک اس پسینے میں غرق ہوں گے بلکہ آدھے کانوں تک[2]۔

[1] اس کو عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] دوسری روایت میں یوں ہے کسی کے ایڑی تک پسینہ پہنچے گا کسی کے آدھی پنڈلی تک (باقی صفحہ ۱۷۴ پر)

بَابُ ۴۴ الْقِصَاصِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

وَهِيَ الْحَاقَّةُ لِأَنَّ فِيهَا الثَّوَابَ وَحَوَاقَّ الْأُمُورِ الْحَقَّةُ وَالْحَاقَّةُ وَاحِدٌ وَالْقَارِعَةُ وَالْغَاشِيَةُ وَالصَّاخَّةُ وَالتَّغَابُنُ غَبْنُ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَهْلَ النَّارِ ؀

۲۶۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ بِالدِّمَاءِ ؀

۲۶۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهَا فَإِنَّهُ لَيْسَ ثَمَّ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُؤْخَذَ لِأَخِيهِ مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ أَخِيهِ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ؀

۲۶۲۔ حَدَّثَنِي الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ

باب قیامت کے دن بدلہ لیا جانا۔

قیامت کو حاقہ بھی کہتے ہیں[1] کیونکہ اس دن بدلہ ملے گا اور وہ کام ہوں گے جو ثابت اور حق ہیں، حقہ اور حاقہ کے ایک ہی معنی ہیں اور قارعہ اور غاشیہ اور صاخہ بھی قیامت کو کہتے ہیں[2]۔ اسی طرح یوم التغابن بھی کیونکہ اس دن بہشتی لوگ کافروں کی جائداد[3] دبالیں گے۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے والد نے کہا ہم سے اعمش نے کہا مجھ سے شقیق بن سلمہ نے کہا میں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے سنا انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن پہلے فیصلہ خون خرابے کا ہوگا[4]۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انھوں نے سعید مقبری سے انھوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس پر کسی بھائی مسلمان کا کچھ حق نکلتا ہو تو وہ (آج دنیا میں) اس کا فیصلہ کرلے[5] اس لیے کہ قیامت کے دن نہ روپیہ ہوگا نہ اشرفی بلکہ اس کی نیکیاں لے کر اس کے بھائی کو (جس کا حق نکلتا تھا) دی جائیں گی۔ اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو اس کے بھائی کی برائیاں اس پر ڈال دی جاویں گی۔

مجھ سے صلت بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن

(بقیہ صفحہ ۱۷۳) کسی کے گھٹنے تک کسی کے رانوں تک کسی کے کمر تک کسی کے منہ تک کوئی بالکل پسینے سے ڈھنپ جائے گا آپ نے اپنا ہاتھ سر پر مارا تیسری روایت میں یوں ہے لوگوں نے پوچھا پھر مومن لوگ کہاں ہوں گے آپ نے فرمایا سونے کی کرسیوں پر اور ابر کا ان پر سایہ ہوگا ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) ۱؎ جیسے قرآن میں ہے الحاقۃ ما الحاقۃ ۱۲ منہ ۲؎ یہ سب لفظ قرآن میں وارد ہیں قارعہ یعنی دلوں کو ہلا دینے والی ٹھونکنے والی غاشیہ اپنی سختیوں سے لوگوں کو ڈھانپ لینے والی صاخہ بہرا کر دینے والی ۱۲ منہ ۳؎ ان کے گھر بہشت میں بنے ہیں ۱۲ منہ ۴؎ مقتول قاتل کو پکڑ کر پروردگار کے سامنے لائے گا اور اپنے خون کا دعویٰ کرے گا۔ دوسری حدیث میں جو ہے کہ پہلے نماز کی پرسش ہوگی وہ اس کے خلاف نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ حقوق العباد میں پہلے خون کی اور حقوق اللہ میں پہلے نماز کی پرسش ہوگی۔ روز محشر کہ جاں گداز بود اولین پرسش نماز بود ۱۲ منہ ۵؎ یا تو ادا کرے یا معاف کرالے ۱۲ منہ

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْلُصُ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ فَيُحْبَسُونَ عَلَى قَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيُقَصُّ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ مَظَالِمُ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتَّى إِذَا هُذِّبُوا وَنُقُّوا أُذِنَ لَهُمْ فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَأَحَدُهُمْ أَهْدَى بِمَنْزِلِهِ فِي الْجَنَّةِ مِنْهُ بِمَنْزِلِهِ كَانَ فِي الدُّنْيَا ؛

زریع نے انھوں نے یہ آیت (سورۂ اعراف کی) پڑھی۔ اور ہم بہشتی لوگوں کے دلوں میں سے بیر (حسد اور بغض) نکال لیں گے کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا انھوں نے قتادہ سے انھوں نے ابو المتوکل (علی بن داؤد) ناجی سے انھوں نے ابو سعید خدری رض سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایماندار لوگ دوزخ سے پار ہو کر پھر ایک پل پر اٹکائے جائیں گے۔ جو دوزخ اور بہشت کے بیچ میں ہوگا[۵۱]۔ اب ان میں آپس میں جو حقوق ایک کے دوسرے پر رہ گئے تھے[۵۲]، ان کا تصفیہ کیا جائے گا، مظلوم کو ظالم سے بدلہ ملے گا۔ جب صاف پاک ہو جائیں گے (کسی کا حق دوسرے پر نہیں رہے گا)، اس وقت ان کو بہشت میں داخل ہونے کی اجازت ملے گی قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے تم میں سے ہر ایک اپنا مکان بہشت میں اس سے زیادہ پہچان لے گا جتنا وہ دنیا میں اپنا مکان پہچانتا تھا[۵۳]۔

بَابٌ ۱۴۵ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ

باب جس شخص سے حساب میں ٹنٹا ہوگا (یعنی خوب جانچ اور پڑتال)

۲۶۳ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ قَالَتْ قُلْتُ أَلَيْسَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى فَسَوْفَ

ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا انھوں نے عثمان بن اسود سے انھوں نے ابن ابی ملیکہ سے انھوں نے حضرت عائشہ رض سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جس سے حساب میں ٹنٹا کیا جاوے گا اس کو عذاب ہوگا حضرت عائشہ رض نے کہا میں نے کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ تو (سورۂ انشقاق میں) فرماتا ہے پھر اس سے آسانی سے حساب لیا جاوے گا آپ نے

[۵۱] شاید یہ پلصراط کے سوا دوسرا کوئی پل ہوگا بعضوں نے کہا اسی کا ایک کنارہ جو بہشت کے قریب ہوگا ۱۲ منہ [۵۲] دنیا میں ان کا فیصلہ نہیں ہوا تھا ۱۲ منہ [۵۳] اس کی وجہ یہ ہے کہ برزخ میں ہر ایک آدمی کو صبح اور شام اس کا ٹھکانا بتلایا جاتا ہے، جیسے دوسری حدیث میں ہے اب یہ جو عبد اللہ بن مبارک نے زہد میں نکالا، کہ فرشتے ان کو داہنے بائیں بہشت کے رستے بتلائیں گے یہ اس کے خلاف نہیں ہے اس لیے کہ اپنا مکان پہچان لینے سے یہ ضرور نہیں کہ شہر کے سب رستے بھی معلوم ہوں اور بہشت تو بہت بڑا شہر ہوگا اللہ اکبر کہ اس کے سامنے ساری دنیا کی کوئی حقیقت نہیں ہے ۱۲ منہ

يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا قَالَ ذٰلِكَ الْعَرْضُ ﴿

فرمایا اس حساب سے اعمال کا پیش کر دینا (اعمال نامہ دکھا دینا) مراد ہے۔

۲۶۴۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَتَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمٍ وَأَيُّوبُ وَصَالِحُ بْنُ رُسْتُمٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿

مجھ سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ قطان نے انھوں نے عثمان بن اسود سے کہا میں نے ابن ابی ملیکہ سے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے سنا وہ کہتی تھیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا ہی سنا۔ عثمان بن اسود کے ساتھ اس حدیث کو ابن جریج اور محمد بن سلیم اور ایوب سختیانی اور صالح بن رستم نے بھی ابن ابی ملیکہ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے، انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا[1]۔

۲۶۵۔ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِي صَغِيرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ حَدَّثَنِي الْقٰسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسَبُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِلَّا هَلَكَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا ذٰلِكَ الْعَرْضُ وَلَيْسَ أَحَدٌ يُنَاقَشُ الْحِسَابَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِلَّا عُذِّبَ ﴿

مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم سے روح بن عبادہ نے کہا ہم سے حاتم بن ابی صغیرہ نے کہا ہم سے عبداللہ ابن ابی ملیکہ نے کہا مجھ سے قاسم بن محمد نے کہا مجھ سے حضرت عائشہؓ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن جس سے (کھینچ تان کر) حساب لیا جائے گا وہ تباہ ہوگا۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تو فرماتا ہے جس کا اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اس کا حساب آسانی سے لیا جائے گا، آپ نے فرمایا اس حساب سے عملوں کا پیش کرنا مراد ہے۔ اور جس سے کھینچ تان کر حساب لیا جائے گا اس کو تو عذاب ہوگا۔

۲۶۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے معاذ بن ہشام نے کہا مجھ سے والد ہشام دستوائی نے انھوں نے قتادہ سے انھوں نے انسؓ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے، دوسری سند اور مجھ سے محمد بن معمر نے بیان کیا، کہا ہم

[1] ابن جریج اور محمد بن سلیم کی روایتوں کو ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں اور ایوب سختیانی کی روایت کو امام بخاری نے تفسیر میں اور صالح کی روایت کو اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں وصل کیا ۱۲ منہ

رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رض أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ يُجَاءُ بِالْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ لَهُ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا أَكُنْتَ تَفْتَدِي بِهِ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيُقَالُ لَهُ قَدْ كُنْتَ سُئِلْتَ مَا هُوَ أَيْسَرُ مِنْ ذٰلِكَ ؛

سے روح بن عبادہ نے کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے انھوں نے قتادہ سے کہا ہم سے انس بن مالکؓ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے قیامت کے دن کافر کو لے کر آئیں گے اس سے کہیں گے بھلا بتا تو سہی اگر تیرے پاس (اس وقت) زمین بھر سونا ہو گیا تو اپنے چھڑائی میں دے دے وہ کہے گا بیشک دیدوں پھر فرشتے اس سے کہیں گے دنیا میں تو ایک بہت سہل بات تجھ سے کہی گئی تھی[۱]

۲۶۷۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي خَيْثَمَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَسَيُكَلِّمُهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ بَيْنَ اللّٰهِ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ ثُمَّ يَنْظُرُ فَلَا يَرَى شَيْئًا قُدَّامَهُ ثُمَّ يَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَّقِيَ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي عَمْرٌو عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا النَّارَ ثُمَّ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ ثُمَّ قَالَ

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے والد نے کہا مجھ سے اعمش نے کہا مجھ سے خیثمہ نے انھوں نے عدی بن حاتم سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس سے اللہ قیامت کے دن (اپنی ذات سے) بے ترجمان (درمیانی) کے بات نہ کرے[۲] پھر وہ دیکھے گا تو اپنے سامنے (سوا اپنے اعمال کے) اور کچھ نہ پائے گا[۳] پھر سامنے دیکھے گا تو دوزخ دکھلائی دے گی[۴] اب تم میں جو کوئی دوزخ سے بچ سکے وہ بچے گو کھجور کا ایک ٹکڑا ہی (اللہ کی راہ میں) دے کر۔ اسی سند سے اعمش نے کہا مجھ سے عمرو بن مرہ نے بیان کیا انھوں نے خیثمہ بن عبدالرحمٰن سے انھوں نے عدی بن حاتم سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ سے بچو پھر آپ نے منہ پھیر لیا اور دوزخ سے ڈرایا (گویا دوزخ کی آگ دیکھ رہے تھے) پھر فرمایا۔

[۱] کہ تو اللہ کو اکیلا سمجھ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کر لیکن تو نے نہ مانا شرک پر اڑا رہا اب زمین بھر کر سونا دینے کو تیار ہے ۱۲ منہ [۲] دوسری روایت میں ہے بے حجاب کے اور بے ترجمان کے یعنی کھلم کھلا اللہ تعالیٰ کو دیکھے گا اور اللہ تعالیٰ خود اپنی ذات سے بات کرے گا۔ یہ نہیں کہ اس کی طرف سے کوئی مترجم بات کرے اب یہ ظاہر ہے کہ دنیا میں صدہا زبانیں ہیں تو اللہ تعالیٰ ہر زبان میں کلام کرے گا اور یہ کلام حرف اور صوت کے ساتھ ہوگا ورنہ آدمی اس کی بات کیسے سمجھیں گے اور کیونکر سنیں گے اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں اللہ کے کلام میں آواز اور حروف نہیں ہیں بلکہ معتزلہ اور جہمیہ تو یہ کہتے ہیں کہ وہ کلام ہی نہیں ہے کسی دوسری چیز میں کلام کرنے کی قوت پیدا ہے خذلہم اللہ تعالیٰ ولعنہم لعنا کبیرا۔ ۱۲ منہ [۳] امام مسلم کی روایت میں یوں ہے داہنی طرف دیکھے گا۔ تو اپنے اعمال نظر آئیں گے بائیں طرف دیکھے گا تو اپنے اعمال سامنے نظر کرے گا تو منہ کے سامنے دوزخ نظر آئے گی ۱۲ منہ [۴] کیونکہ دوزخ ہی پر سے رستہ ہوگا اسی پر سے جانا ہوگا پل صراط اسی پر بنا ہے ۱۲ منہ

اتَّقُوا النَّارَ ثُمَّ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ ثَلَاثًا حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ۔

دوزخ سے بچو پھر منہ پھیر لیا اور دوزخ سے ڈرایا تین بار ایسا ہی کیا یہاں تک کہ ہم سمجھے آپ دوزخ کو دیکھ رہے ہیں اس کے بعد فرمایا دوزخ سے بچو کھجور کا ایک ٹکڑا (اللہ کی راہ میں صدقہ) دے کر اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اچھی بات کہہ کر[1]

باب ۲۷۶ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

باب بہشت میں ستر ہزار آدمی بے حساب جائیں گے۔

۲۶۸۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ وَحَدَّثَنِي أُسَيْدُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ رض قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَأَخَذَ النَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ الْأُمَّةُ وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ النَّفَرُ وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ الْعَشَرَةُ وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ الْخَمْسَةُ وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ وَحْدَهُ فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ كَثِيرٌ قُلْتُ يَا جِبْرِيلُ هَؤُلَاءِ أُمَّتِي قَالَ لَا وَلَكِنِ انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ كَثِيرٌ قَالَ هَؤُلَاءِ أُمَّتُكَ وَهَؤُلَاءِ سَبْعُونَ أَلْفًا قُدَّامَهُمْ لَا حِسَابَ لَهُمْ وَلَا عَذَابَ قُلْتُ وَلِمَ قَالَ كَانُوا لَا يَكْتَوُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ

ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن فضیل نے کہا ہم سے حصین بن عبدالرحمٰن نے دوسری سند اور مجھ سے اسید بن زید نے بیان کیا کہا ہم سے ہشیم بن بشیر واسطی نے انھوں نے حصین بن عبدالرحمٰن سے انھوں نے کہا میں سعید ابن جبیر پاس بیٹھا تھا انھوں نے کہا مجھ سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگلی امتیں (معراج کی رات کو) میرے سامنے لائی گئیں کسی پیغمبر کے ساتھ تو ایک امت تھی (بہت سے آدمی) اور کسی پیغمبر کے ساتھ تھوڑے سے آدمی کسی پیغمبر کے ساتھ دس ہی آدمی کسی کے ساتھ پانچ ہی آدمی کوئی پیغمبر اکیلا ہی گزرا (اس کا ایک بھی امتی نہ تھا) اور میں نے دیکھا تو ایک بڑی جماعت نظر آئی میں نے جبریلؑ سے پوچھا یہ میری امت ہے انھوں نے کہا نہیں تم آسمان کے کنارے پر دیکھو میں نے دیکھا تو ایک بڑی جماعت ہے جبریلؑ نے کہا یہ تمھاری امت ہے ان کے آگے آگے جو ستر ہزار آدمی ہیں یہ وہ لوگ ہیں جس سے نہ حساب لیا جاوے گا نہ ان کو عذاب ہوگا (بے حساب و کتاب بہشت میں داخل ہوں گے) میں نے پوچھا اس کی وجہ کیا انھوں نے کہا یہ دنیا میں نہ انگارے سے داغ

---

[1] جس سے کسی کو ہدایت ہو مثلاً خدا رسول کی بات یا جس سے کوئی جھگڑا رفع ہو لوگوں میں ملاپ ہو جائے یا جس سے کسی کا غصہ دور ہو جائے معلوم ہوا ایسی عمدہ بات کہنے میں بھی صدقہ کا ثواب ملے گا ۱۲ منہ۔

وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ إِلَيْهِ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ اٰخَرُ قَالَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ ؏

لگاتے تھے[1] نہ کوئی منتر کرتے تھے (جھاڑ پھونک) نہ برا شگون لیتے تھے (ہر حال میں) اپنے پروردگار پر ان کو اعتماد تھا۔ یہ حدیث سن کر عکاشہ بن محصن (ایک صحابی) کھڑے ہوئے انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ دعا فرمائیے اللہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں کرے آپ نے فرمایا یا اللہ عکاشہ کو ان لوگوں میں کردے۔ پھر ایک اور شخص (سعد بن عبادہؓ) کھڑے ہوئے کہنے لگے یا رسول اللہ میرے لیے بھی دعا فرمائیے اللہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں کرے آپ نے فرمایا بس عکاشہ ان لوگوں میں سے ہو چکا[2]

۲۶۹۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِيْ زُمْرَةٌ هُمْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا تُضِيْءُ وُجُوْهُهُمْ إِضَاءَةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيُّ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ سَبَقَكَ عُكَّاشَةُ ؏

ہم سے معاذ بن اسد مروزی نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس بن یزید ایلی نے انھوں نے زہری سے کہا مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا ان سے ابوہریرہؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے میری امت میں سے ستر ہزار کا ایک گروہ (بہشت میں) جائے گا جن کے منہ ایسے چمکتے (اور روشن) ہوں گے جیسے چودھویں رات کا چاند۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں یہ حدیث سن کر عکاشہ بن محصن اسدی اپنی دھاری دار کملی جو اوڑھے تھے اٹھاتے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ خدا سے دعا فرمائیے مجھ کو بھی ان لوگوں میں کرے آپ نے دعا کی یا اللہ عکاشہ کو ان لوگوں میں سے کردے اس کے بعد انصار میں کے ایک اور شخص (سعد بن عبادہؓ) کھڑے ہوئے کہنے لگے یا رسول اللہ! میرے لیے بھی دعا فرمائیے آپ نے فرمایا عکاشہ تجھ سے پہلے دعا کرا چکا (اب دعا کا موقع نہیں رہا)

[1] قرآن اور حدیث کے سوا ۱۲ منہ [2] اب ہر روز عید نیست کہ حلوہ خورد کسے اگر ہر شخص کے لیے یہی دعا فرماتے جاتے تو پھر سارے دن تک بھی یہ سلسلہ ختم نہ ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دور ہونے کی وجہ سے اپنی امت کو نہ پہچانا ہوگا یہ اس حدیث کے خلاف نہیں ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ میں وضو کے نشان دیکھ کر اپنی امت کو پہچان لوں گا ۱۲ منہ

٢٧٠۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا أَوْ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ شَكَّ فِي أَحَدِهِمَا مُتَمَاسِكِينَ آخِذٌ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ حَتَّى يَدْخُلَ أَوَّلُهُمْ وَآخِرُهُمُ الْجَنَّةَ وَوُجُوهُهُمْ عَلَى ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ۔

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم سے ابوغسان نے کہا مجھ سے ابوحازم نے انھوں نے سہل بن سعدؓ سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار یا سات لاکھ اس طرح سے بہشت میں جائیں گے ایک کو ایک تھامے ہوئے (یعنی برابر برابر صفیں باندھ کر ہاتھ میں ہاتھ لیے یعنی آگے پیچھے نہ ہوں گے) یہاں تک کہ اگلے اور پچھلے سب بہشت میں پہنچ جائیں گے ان کے منہ ایسے روشن ہوں گے جیسے چودہویں رات کا چاند۔

٢٧١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُومُ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ يَا أَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ خُلُودٌ ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے کہا ہم سے والد ابراہیم بن سعد نے انھوں نے صالح بن کیسان سے کہا ہم سے نافع نے انھوں نے ابن عمرؓ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا۔ جب بہشت والے بہشت میں اور دوزخ والے دوزخ میں جا چکیں گے اس وقت ایک منادی کرنے والا (فرشتہ) دوزخ اور بہشت کے بیچ میں کھڑا ہو کر یوں منادی کریگا دوزخیو اب تم کو موت نہیں ہے[1]، بہشتیو اب تم کو موت نہیں ہے[2]۔

٢٧٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ خُلُودٌ لَا مَوْتَ وَلِأَهْلِ النَّارِ يَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ لَا مَوْتَ ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا انھوں نے اعرج سے انھوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہشتیوں سے کہا جائے گا تم کو ہمیشہ بہشت میں رہنا ہے اب موت نہیں آنے کی اور دوزخیوں سے کہا جائے گا تم کو ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہے اب موت نہیں آنے کی۔

بَابٌ ١٤١ صِفَةِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

باب بہشت اور دوزخ کے حالات۔

وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

اور ابوسعید خدریؓ نے کہا (یہ حدیث اوپر موصولاً گزر چکی ہے)

[1] ہمیشہ دوزخ میں پڑے جلتے رہو ١٢ منہ [2] ہمیشہ بہشت ہی میں مزے اڑاتے رہو ١٢ منہ [3] راوی کو شک ہے ١٢ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ طَعَامٍ يَاْكُلُهُ اَهْلُ الْجَنَّةِ زِيَادَةُ كَبِدِ حُوْتٍ عَدْنٌ خُلْدٌ عَدَنْتُ بِاَرْضٍ اَقَمْتُ وَ مِنْهُ الْمَعْدِنُ فِيْ مَعْدِنِ صِدْقٍ فِيْ مَنْبِتِ صِدْقٍ ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلا کھانا جس کو بہشتی لوگ کھائیں گے مچھلی کے کلیجے کی بڑھی ہوئی نوک ہو گی عدن[1] کے معنی ہمیشہ رہنا۔ عرب لوگ کہتے ہیں عَدَنْتُ بارض یعنی میں نے اس سرزمین میں قیام کیا اسی سے ہے معدن[2] فی معدن صدق (یا فی مقعد صدق جو سورہ قمر میں ہے) یعنی سچائی پیدا ہونے کی جگہ۔

۲۷۳۔ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ اَبِيْ رَجَآءٍ عَنْ عِمْرَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَآءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَآءَ ۔

ہم سے عثمان بن ہیثم نے بیان کیا کہا ہم سے عوف بن ابی جمیلہ نے انھوں نے ابورجاء عمران عطاردی سے انھوں نے عمران بن حصین سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا میں نے (شب معراج میں یا خواب میں) بہشت کو جھانکا کیا دیکھتا ہوں وہاں کے اکثر لوگ وہ ہیں جو (دنیا میں) فقیر اور محتاج تھے اور میں نے دوزخ کو جھانکا کیا دیکھتا ہوں وہاں عورتیں بہت ہیں۔

۲۷۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ اَخْبَرَنَا سُلَيْمٰنُ التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةَ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنَ وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَيْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ قَدْ اُمِرَ بِهِمْ اِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰى بَابِ النَّارِ فَاِذَا عَامَّةُ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن ابراہیم نے کہا ہم سے سلیمان تیمی نے انھوں نے ابوعثمان نہدی سے انھوں نے اسامہ بن زید بن حارثہ سے، انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا میں بہشت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو کیا دیکھا، اس میں اکثر وہ لوگ گئے جو (دنیا میں) محتاج تھے اور مال دار لوگ (ایک طرف) روکے گئے ہیں (ان سے حساب لیے جانے کو) باقی جو لوگ دوزخی تھے وہ تو دوزخ میں بھیج دیئے گئے[3] اور میں دوزخ کے

---

[1] چونکہ یہ بات بہشت کے بیان میں ہے اور قرآن مجید میں بہشت کا نام جنۃ عدن آیا ہے اس لیے امام بخاری نے عدن کے لفظ کی تفسیر کر دی ۱۲ منہ [2] یعنی کان جس میں چاندی سونا لوہا کوئلہ وغیرہ قرار پکڑتا ہے ۱۲ منہ [3] مطلب یہ ہے کہ یہ مالدار جو بہشت کے دروازے پر روکے گئے تھے وہ لوگ تھے جو ایماندار اور بہشت میں جانے کے قابل تھے لیکن دنیا کی دولت مندی کی وجہ سے وہ روکے گئے اور فقیر لوگ جھٹ بہشت میں پہنچ گئے باقی جو لوگ کافر تھے تو وہ دوزخ میں بھجوا دیئے گئے یہ حدیث بظاہر مشکل ہے کیونکہ ابھی دوزخ اور بہشت میں جانے کا وقت کہاں سے آیا مگر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ماضی اور مستقبل اور حال سب واقعات ایک ساں موجود ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ واقعہ اس طرح دکھلا دیا جیسے اب ہو رہا ہے ۱۲ منہ

مَنْ دَخَلَهَا النِّسَآءُ ؂

٢٧٥- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ اَسَدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَارَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَى الْجَنَّةِ وَاَهْلُ النَّارِ اِلَى النَّارِ جِيْءَ بِالْمَوْتِ حَتّٰى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُذْبَحُ ثُمَّ يُنَادِيْ مُنَادٍ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ يَا اَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ فَيَزْدَادُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا اِلٰى فَرَحِهِمْ وَيَزْدَادُ اَهْلُ النَّارِ حُزْنًا اِلٰى حُزْنِهِمْ ؂

٢٧٦- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ اَسَدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ يَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَضِيْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰى وَقَدْ اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ اَنَا اُعْطِيْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالُوْا يَا رَبِّ وَاَيُّ شَيْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ

دروازے پر کھڑا ہوا کیا دیکھتا ہوں اس میں عورتیں بہت گئیں۔

ہم سے معاذ بن اسد نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو عمر بن محمد بن زید نے انھوں نے اپنے والد محمد بن زید بن عبداللہ سے انھوں نے عبداللہ بن عمرؓ (اپنے دادا) سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بہشتی لوگ بہشت میں اور دوزخی لوگ دوزخ میں پہنچ جائیں گے اس وقت موت کو لے کر آئیں گے اور دوزخ اور بہشت کے بیچ میں اس کو ذبح کر دیں گے[1] پھر ایک پکارنے والا (فرشتہ) یوں پکارے گا، بہشتیو اب تم کو موت نہیں ہے دوزخیو اب تم کو موت نہیں ہے اس وقت بہشتیوں کو خوشی پر خوشی ہوگی، اور دوزخیوں کو رنج پر رنج ہوگا۔

ہم سے معاذ بن اسد نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو امام مالکؒ نے انھوں نے زید بن اسلم سے انھوں نے عطاء بن یسار سے انھوں نے ابو سعید خدریؓ سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بہشتیوں کو پکارے گا فرمائے گا بہشتیو، وہ عرض کریں گے پروردگار حاضر جو ارشاد۔ فرمائے گا اب تم خوش ہوئے عرض کریں گے اب بھی خوش نہ ہوں گے تو نے ایسی ایسی نعمتیں ہم کو عطا فرمائیں جو اپنی ساری خلقت میں کسی کو نہیں دیں، ارشاد ہوگا، اب ان سب نعمتوں سے بڑھ کر ایک نعمت سے تم کو سرفراز کرتا ہوں، عرض کریں گے اب ان سے بڑھ کر کون سی نعمت ہوگی یا اللہ! ارشاد ہوگا میں اپنی رضامندی تم پر اتارتا ہوں اب میں کبھی تم پر

[1] یہ موت ایک مینڈھے کی شکل میں مجسم ہو کر آئے گی اس لیے اس کا ذبح کیا جانا عقل کے خلاف نہیں ہے بعضوں نے کہا ذبح سے معنی مجازی یعنی موت کا فنا ہو جانا مراد ہے اب اختلاف ہے کہ کون ذبح کریگا بعضوں نے کہا حضرت یحییٰ علیہ السلام بعضوں نے کہا حضرت جبریل علیہ السلام واللہ اعلم ١٢ منہ

أبدًا۔

۲۷۷۔ حدثني عبد الله بن محمد حدثنا معوية بن عمرو حدثنا أبو إسحق عن حميد قال سمعت أنسًا يقول أصيب حارثة يوم بدر وهو غلام فجاءت أمه إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله قد عرفت منزلة حارثة مني فإن يك في الجنة أصبر وأحتسب وإن تكن الأخرى ترى ما أصنع فقال ويحك أو هبلت أو جنة واحدة هي إنها جنان كثيرة وإنه لفي جنة الفردوس۔

۲۷۸۔ حدثنا معاذ بن أسد أخبرنا الفضل بن موسى أخبرنا الفضيل عن أبي حازم عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ما بين منكبي الكافر مسيرة ثلثة أيام للراكب المسرع وقال إسحق بن إبراهيم أخبرنا

غصے نہ ہوں گا۔[۱]

مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے کہا ہم سے ابو اسحاق فزاری نے انھوں نے حمید طویل سے کہا میں نے انس بن مالکؓ سے سنا وہ کہتے تھے حارثہ بن سراقہ جو ایک کم سن بچہ تھا بدر کے دن شہید ہوا (اس کو ایک تیر آلگا) تب اس کی ماں[۲] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئیں کہنے لگیں یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں حارثہ سے مجھ کو کیسی محبت تھی اگر وہ (دنیا سے اٹھ کر) بہشت میں گیا ہے تو خیر میں صبر کروں، اور ثواب کی امید رکھوں[۳] اور اگر دوسری کیفیت ہو (وہ بہشت میں نہ گیا ہو کسی تکلیف میں مبتلا ہو) تو آپ دیکھیں میں کیسا اس کے لیے روتی ہوں (تڑپتی ہوں)، آپ نے فرمایا ارے دیوانی کیا وہاں ایک ہی بہشت ہے، بہت سی بہشتیں ہیں اور حارثہ (تیرا لڑکا) تو سب سے بلند، اور اونچی بہشت (فردوس) میں ہے۔

ہم سے معاذ بن اسد نے بیان کیا کہا ہم کو فضل بن موسے نے خبر دی کہا ہم کو فضیل بن غزوان نے انھوں نے ابو حازم سے انھوں نے ابو ہریرہؓ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کافر (دوزخ میں اتنا بڑا ہو جائے گا کہ اس) کے دونوں مونڈھوں کے درمیان اچھے تیز سوار کی تین دن کی راہ ہو گی[۴] امام بخاریؒ نے کہا اسحاق بن راہویہ نے کہا (جو امام بخاری

[۱] سبحان اللہ و رضوان من اللہ اکبر یہ سب نعمتوں سے بڑھ چڑھ کر ہے حور قصور موتی محل وغیرہ سب اُس پر سے تصدق ہیں بندے کا کوئی شرف اس سے بڑھ کر نہیں کہ اس کا آقا اس سے راضی اور خوش ہو جائے یا اللہ ہم نے تو ساری عمر تیری نافرمانی اور گناہ میں خرچ کی ہم کس منہ سے تیری یہ سرفرازی مانگیں۔ مگر تیرے رحم و کرم کے سب امیدوار ہیں ہم گناہ گار بھی اسی کے امیدوار ہیں اپنی مغفرت اور رحمت ہم پر اتار اور اپنی رضامندی عنایت فرما آمین یا رب العالمین ۱۲ منہ [۲] ربیع بنت نضر جو انس کی پھوپھی تھیں ۱۲ منہ [۳] بلا سے مجھ سے چھوٹ گیا آرام میں تو ہے ۱۲ منہ [۴] اس جثہ کے بڑھ جانے سے یہ غرض ہو گی کہ اور زیادہ عذاب کا احساس ہو حسن بن سفیان کی مسند میں پانچ دن کی راہ مذکور ہے اور امام احمد نے ابن عمر سے مرفوعاً نکالا کہ دوزخ میں دوزخی بڑے ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ کان کی لو سے ان کے مونڈھے تک سات سو برس کی راہ ہو گی۔ ابن المبارک نے زہد میں نکالا کہ کافر کا دانت قیامت کے دن احد پہاڑ سے بڑا ہو گا ۱۲ منہ

الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا قَالَ أَبُو حَازِمٍ فَحَدَّثْتُ بِهِ النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ فَقَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ الْجَوَادَ الْمُضَمَّرَ السَّرِيعَ مِائَةَ عَامٍ مَا يَقْطَعُهَا ۔

کے شیخ ہیں) ہم کو مغیرہ بن سلمہ نے خبر دی کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا انھوں نے ابوحازم سے انھوں نے سہل بن سعد ساعدیؓ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا بہشت میں ایک درخت ہے (سدرۃ المنتہیٰ یا طوبیٰ) جس کے سایہ میں اگر سو برس تک سوار چلتا رہے تو سایہ ختم نہ ہو۔ ابوحازم نے (اسی سند سے) کہا میں نے یہ حدیث نعمان بن ابی عیاش سے بیان کی تو انھوں نے کہا مجھ سے ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا بہشت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں اگر اچھے چالاک گھوڑدوڑ کے لیے تیار کیے ہوئے یا تیز گھوڑے کا سوار سو برس تک چلتا رہے جب بھی اس کو ختم نہ کر سکے۔

۲۷۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَوْ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ لَا يَدْرِي أَبُو حَازِمٍ أَيُّهُمَا قَالَ مُتَمَاسِكُونَ آخِذٌ بَعْضُهُمْ بَعْضًا لَا يَدْخُلُ أَوَّلُهُمْ حَتَّى يَدْخُلَ آخِرُهُمْ وُجُوهُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے انھوں نے اپنے والد (سلمہ بن دینار) سے انھوں نے سہل بن سعد ساعدیؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار یا سات لاکھ ابوحازم نے شک کی سہل نے کونسا لفظ کہا ایک دوسرے کو تھامے ہوئے بہشت میں داخل ہوں گے اگلا شخص اس وقت تک بہشت میں نہیں جانے کا جب تک پچھلا (سب سے اخیر والا) شخص بھی داخل نہ ہو، ان کے منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔

۲۸۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ الْغُرَفَ فِي الْجَنَّةِ كَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے سہل بن سعد ساعدیؓ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا بہشتی لوگ بہشت میں اپنے سے اوپر والے محلوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم آسمان میں ستاروں

فِي السَّمَآءِ قَالَ أَبِي فَحَدَّثْتُ النُّعْمٰنَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ فَقَالَ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ يُحَدِّثُ وَيَزِيدُ فِيهِ كَمَا تَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الْغَارِبَ فِي الْأُفُقِ الشَّرْقِيِّ وَالْغَرْبِيِّ ؞

کو دیکھتے ہو عبدالعزیز نے کہا میں نے یہ حدیث نعمان بن ابی عیاش سے بیان کی تو انھوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں میں نے ابوسعید خدری رض کو یہ حدیث بیان کرتے سُنا وہ اتنا زیادہ بیان کرتے تھے جیسے تم ڈوبتے ستارے کو آسمان کے پوربی یا پچھمی کنارے میں دیکھتے ہو[1]

۲۸۱۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَوْ أَنَّ لَكَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ أَكُنْتَ تَفْتَدِي بِهِ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيَقُولُ أَرَدْتُ مِنْكَ أَهْوَنَ مِنْ هٰذَا وَأَنْتَ فِي صُلْبِ آدَمَ أَنْ لَا تُشْرِكَ بِي شَيْئًا فَأَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تُشْرِكَ بِي ؞

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے انھوں نے ابوعمران جونی سے کہا میں نے انس بن مالک رض سے سنا انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس دوزخی سے فرمائے گا جس کو سب دوزخیوں سے ہلکا عذاب ہوگا (یعنی ابوطالب کو) اگر تیرے پاس اس وقت ساری زمین کا مال اسباب ہو، کیا تو اپنی چھڑائی میں دے دے گا وہ کہے گا بیشک دیدوں گا (جان ہے تو جہان) اس وقت اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ارے میں نے تو تجھ سے اس کے بہ نسبت بہت سہل بات چاہی تھی۔ جب تو آدم کی پشت میں تھا۔ میں نے یہ کہا تھا (تو دنیا میں جاکر) شرک نہ کیجیو، لیکن تو نے نہ مانا آخر شرک کیا۔

۲۸۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ بِالشَّفَاعَةِ كَأَنَّهُمُ الثَّعَارِيرُ قُلْتُ مَا الثَّعَارِيرُ قَالَ الضَّغَابِيسُ وَكَانَ قَدْ سَقَطَ

ہم سے ابوالنعمان (محمد بن فضل سدوسی) نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انھوں نے عمرو بن دینار سے انھوں نے جابر بن عبداللہ انصاری رض سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگ شفاعت کی وجہ سے دوزخ سے اس طرح نکلیں گے جیسے ثعاریر (ثائے مثلثہ سے) حماد کہتے ہیں میں نے عمرو بن دینار سے پوچھا ثعاریر کسے کہتے ہیں انھوں نے کہا

[1] بعضوں نے عازب کے بدل اس حدیث میں غابر پڑھا ہے، یعنی اس ستارے کو جو باقی رہ گیا ہو۔ مطلب یہ ہے کہ جیسے ستارہ بہت دور اور چمکتا نظر آتا ہے ویسے ہی بہشت میں بلند درجہ والوں کے مکانات بہت دور سے نظر آئیں گے ۱۲ منہ

فَمُهٗ فَقُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ اَبَا مُحَمَّدٍ سَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُخْرَجُ بِالشَّفَاعَةِ مِنَ النَّارِ قَالَ نَعَمْ ۔

چھوٹی ککڑیاں[1] اور ہوا یہ تھا کہ (اخیر عمر میں) عمرو کے دانت گر پڑے تھے[2] حماد نے یہ بھی کہا میں نے عمرو بن دینار سے کہا ابو محمد (یہ عمرو بن دینار کی کنیت ہے) کیا تم نے جابر بن عبداللہؓ سے یہ سنا ہے وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، کچھ لوگ شفاعت کی وجہ سے دوزخ سے نکالے جائیں گے انھوں نے کہا ہاں (بے شک میں نے سُنا ہے)

۲۸۳۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ بَعْدَ مَا مَسَّهُمْ مِّنْهَا سَفْعٌ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فَيُسَمِّيْهِمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ ۔

ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے انھوں نے قتادہؒ سے کہا ہم سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا، انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا کچھ لوگ دوزخ میں جل کر کالے پیلے ہونے کے بعد وہاں سے نکلیں گے ان کو بہشت والے جہنمی پکاریں گے[3]

۲۸۴۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ يَقُوْلُ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ نے انھوں نے اپنے والد (یحییٰ بن عمارہ) سے انھوں نے ابوسعید خدریؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا۔ جب بہشتی لوگ بہشت میں اور دوزخی لوگ دوزخ میں پہنچ جائیں گے[4] تو اللہ تعالےٰ یہ حکم دے گا جس

[1] بعضوں نے کہا ثعاریر ایک قسم کی دوسری ترکاری ہے جو سفید ہوتی ہے مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ پہلے دوزخ میں جل جل کر کوئلہ کی طرح کالے پڑ جائیں گے۔ پھر جب شفاعت کے سبب سے دوزخ سے نکلیں گے اور ماء الحیاۃ میں نہلائے جائیں گے تو ثعاریر کی طرح سپید ہو جائیں گے اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں مومن دوزخ میں نہیں جانے کا اسی طرح ان لوگوں کا جو کہتے ہیں شفاعت سے کوئی فائدہ نہ ہوگا جیسے معتزلہ اور خوارج کا قول ہے بیہقی نے حضرت عمرؓ سے نکالا انھوں نے خطبہ سنایا فرمایا عنقریب اس امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو رجم کا انکار کریں گے دجال کا انکار کریں گے۔ قبر کے عذاب کا انکار کریں گے شفاعت کا انکار کریں گے دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری شفاعت ان لوگوں کے واسطے ہوگی جو میری امت میں سے کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہوں اللھم ارزقنا شفاعتہ محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ [2] ان سے "ث" کا حرف نہیں نکلتا تھا تو وہ ثعاریر کے بدل شعاریر کہتے ۱۲ منہ [3] ابن حبان اور بیہقی کی روایت میں یوں ہے ان کی گردن میں یہ لکھ دیا جائے گا یہ دوزخ سے اللہ تعالیٰ کے آزاد کیے ہوئے ہیں امام مسلم کی روایت میں ہے پھر وہ لوگ اللہ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالےٰ ان پر سے یہ نام محو کر دے گا ۱۲ منہ۔

[4] ایک مدت کے بعد جو اللہ کو منظور ہوگی ۱۲ منہ

اللّٰہُ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِیْمَانٍ فَاَخْرِجُوْہُ فَیَخْرُجُوْنَ قَدِ امْتُحِشُوْا وَعَادُوْا حُمَمًا فَیُلْقَوْنَ فِیْ نَھَرِ الْحَیَاۃِ فَیَنْبُتُوْنَ کَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّۃُ فِیْ حَمِیْلِ السَّیْلِ اَوْ قَالَ حَمِیَّۃِ السَّیْلِ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّھَا تَنْبُتُ صَفْرَآءَ مُلْتَوِیَۃً ؏

شخص کے دل میں رتی برابر (رائی کے دانے برابر) ایمان ہو اس کو بھی دوزخ سے نکال لو یہ لوگ نکالے جائیں گے لیکن جل کر کوئلہ ہو رہے ہوں گے، پھر ان کو چشمہ حیات میں ڈالا جائے گا، تو اس طرح سے ابھر آئیں گے جیسے بہیا کے کچرے کوڑے میں دانہ ابھر آتا ہے (خوب زور سے جلدی اُگتا ہے)، بعضے راویوں نے حمیل السیل کے بدل حمیۃ السیل کہا ہے[1]۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا، تم نہیں دیکھتے ایسا دانہ[2] زرد زرد جھکا ہوا کیسا (با رونق) اگتا ہے[3]۔

٢٨٥ - حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اَھْوَنَ اَھْلِ النَّارِ عَذَابًا یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ لَرَجُلٌ تُوْضَعُ فِیْ اَخْمَصِ قَدَمَیْہِ جَمْرَۃٌ یَغْلِیْ مِنْھَا دِمَاغُہٗ ؏

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے کہا ہم سے شعبہ نے کہا میں نے ابواسحاق سبیعی سے سنا۔ وہ کہتے تھے، میں نے نعمان بن بشیر سے سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے سب سے ہلکا عذاب قیامت میں اس شخص کو (ابوطالب کو مسلم) ہوگا جس کے تلووں پر انگارا رکھ دیا جائے گا اس کی گرمی سے بھیجہ (دماغ) ابلتا رہے گا[4]۔

٢٨٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِیْلُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اَھْوَنَ اَھْلِ النَّارِ عَذَابًا یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ رَجُلٌ عَلٰی اَخْمَصِ قَدَمَیْہِ جَمْرَتَانِ یَغْلِیْ مِنْھُمَا دِمَاغُہٗ کَمَا یَغْلِی الْمِرْجَلُ وَالْقُمْقُمُ ؏

ہم سے عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے انھوں نے ابواسحاق سبیعی سے، انھوں نے نعمان بن بشیر سے انھوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے قیامت کے دن سب سے ہلکا عذاب ایک شخص کو ہوگا (ابوطالب کو) اس کے تلووں پر دو انگارے رکھ دیے جائیں گے جن کی وجہ سے اس کا بھیجہ پتیلی یا کیتلی کی طرح ابلے گا[5]۔

---

[1] یعنی جہاں پر بہیا کا زور شور ہو ١٢ منہ [2] جو بہیا کے کنارے کوڑے کچرے پر جم جاتا ہے ١٢ منہ [3] یہ حدیث کتاب الایمان میں گزر چکی ہے ١٢ منہ [4] مسلم کی روایت میں یوں ہے آگ کی دو جوتیاں اس کو پہنا دی جائیں گے ١٢ منہ [5] کیتلی سے چائے دان مراد ہے جس میں پانی کو جوش دیتے ہیں، بعضے نسخوں میں بجائے والقمقم کے بالقمقم ہے۔ قاضی عیاض نے کہا صحیح والقمقم ہے یہ واؤ عطف اسماعیلی کی روایت میں او القمقم ہے ١٢ منہ

۲۸۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ النَّارَ فَاَشَاحَ بِوَجْهِهٖ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا ثُمَّ ذَكَرَ النَّارَ فَاَشَاحَ بِوَجْهِهٖ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ ؏

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انھوں نے عمرو بن مرّہ سے انھوں نے خیثمہ بن عبدالرحمٰن جعفی سے انھوں نے عدی بن حاتم طائی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے دوزخ کا ذکر کیا اور منہ پھیر کر اس سے پناہ مانگی پھر ذکر کیا اور منہ پھیر کر اس سے پناہ مانگی پھر فرمایا دیکھو دوزخ سے بچو (صدقہ دے کر) گو ایک کھجور کا ٹکڑا اسی اگر کسی سے یہ بھی نہ ہو سکے تو اچھی بات ہی کہہ کر۔

۲۸۸۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رض اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذُكِرَ عِنْدَهٗ عَمُّهٗ اَبُوْ طَالِبٍ فَقَالَ لَعَلَّهٗ تَنْفَعُهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُجْعَلُ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِّنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ يَغْلِيْ مِنْهُ اُمُّ دِمَاغِهٖ ؏

ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابن ابی حازم اور دراوردی نے انھوں نے یزید بن عبداللہ بن ہاد سے۔ انھوں نے عبداللہ بن خباب سے انھوں نے ابوسعید خدری رض سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کے چچا جناب ابوطالب کا ذکر آیا۔ آپ نے فرمایا امید تو ہوتی ہے کہ میری سفارش سے قیامت کے دن ان کو کچھ فائدہ ہو[1]۔ وہ دوزخ میں ایک اُتھلے (پایاب) مقام میں رہیں گے جہاں ٹخنوں تک آگ ہو مگر اس سے بھی ان کا اصلی بھیجا پکتا رہے گا۔

۲۸۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا عَلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم کو ابوعوانہ نے خبر دی انھوں نے قتادہ سے انھوں نے انس رض سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ قیامت کے دن لوگوں کو اکٹھا کرے گا[2]۔ آخر (حیران ہو کر) صلاح کریں گے بھائی ایسا تو بھی کرو کسی کی سفارش پروردگار کے پاس کراؤ وہ اس آفت

[1] حالانکہ قرآن میں ہے فما تنفعھم شفاعۃ الشافعین لیکن آیت میں نفع سے یہ مراد ہے کہ دوزخ سے نکال لیے جائیں یہ فائدہ کافروں اور مشرکوں کے لیے نہیں ہو سکتا، اس صورت میں حدیث اور آیت میں اختلاف نہیں رہے گا مگر دوسری آیت میں یوں ہے فلا یخفف عنھم العذاب، اس کا جواب بھی یوں دے سکتے ہیں کہ جو عذاب ان پر شروع ہو گا وہ ہلکا نہیں ہو گا یہ اس کے منافی نہیں ہے کہ بعضے کافروں پر شروع ہی سے ہلکا عذاب مقرر کیا جائے، بعضوں کے لیے سخت تجویز ہو ۱۲ منہ

[2] وہ سب ایک میدان میں کھڑے دھوپ اور گرمی سے تکلیف اٹھا رہے ہوں گے ۱۲ منہ۔

مَكَانِنَا فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ أَنْتَ الَّذِي خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَ نَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهٖ وَ أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّنَا فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ وَيَقُولُ ائْتُوا نُوحًا أَوَّلَ رَسُولٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ ائْتُوا إِبْرَاهِيمَ الَّذِي اتَّخَذَهُ اللّٰهُ خَلِيلًا فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ ائْتُوا مُوسَى الَّذِي كَلَّمَهُ اللّٰهُ فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ ائْتُوا عِيسَى فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ ائْتُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَأْتُونِي فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ

کی جگہ سے ہم کو نجات دلوائے یہ صلاح کر کے آدم پیغمبر کے پاس جائیں گے کہیں گے تم وہ شخص ہو جن کو اللہ تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور تم میں اپنی (بنائی ہوئی خاص) روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ تم کو سجدہ کریں انھوں نے سجدہ کیا اب اتنا تو کرو، پروردگار پاس ہماری سفارش کرو۔ وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطا یاد کریں گے[۱] کہیں گے تم ایسا کرو نوح پیغمبر پاس جاؤ وہ پہلے (شریعت والے) پیغمبر ہیں[۲] جن کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا یہ لوگ ان کے پاس جائیں گے (سفارش چاہیں گے)، وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطا یاد کریں[۳] گے۔ کہیں گے ایسا کرو تم لوگ ابراہیم کے پاس جاؤ وہ اللہ کے خلیل (دوست) ہیں لوگ یہ سن کر ان کے پاس جائیں گے۔ وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطائیں یاد کریں گے[۴] تم ایسا کرو موسیٰ پیغمبر کے پاس جاؤ جن سے اللہ تعالےٰ نے کلام کیا، یہ لوگ ان کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطا یاد کریں گے (ایک قبطی کا خون)، لیکن تم ایسا کرو عیسیٰ پیغمبر کے پاس جاؤ آخر لوگ ان کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں[۵] تم ایسا کرو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، اللہ نے ان کی اگلی پچھلی سب خطائیں معاف کر دی ہیں۔ خیر[۶] یہ لوگ میرے پاس آئیں گے میں (اٹھ کھڑا ہوں گا)، اور پروردگار پاس جا کر (حضوری کی) اجازت چاہوں گا (اجازت ملے گی)، جب میں پروردگار کو دیکھوں گا۔

۱ یعنی اس درخت میں سے کھانا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا تھا ۱۲ منہ ۲ گو حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے شیثؑ اور ادریسؑ آ چکے تھے مگر شاید ان کی کوئی جدید شریعت نہ ہوگی بلکہ حضرت آدمؑ کی شریعت پر عمل کرتے ہوں گے تو حضرت آدم کے بعد صاحب شریعت جتنے پیغمبر آئے ان میں حضرت نوحؑ سب سے اول ہوئے ۱۲ منہ ۳ یعنی اپنے کافر بیٹے کے لیے دعا کرنا ۱۲ منہ ۴ تین جھوٹ جو دنیا میں انھوں نے بولے تھے ۱۲ منہ ۵ حضرت عیسیٰؑ اپنی کوئی خطا بیان نہیں کریں گے لیکن امام مسلم کی روایت میں ابو سعیدؓ سے ہے اللہ کے سوا لوگ مجھ کو پوجتے رہے ۱۲ منہ ۶ سب جگہوں سے مایوس ہو کر ۱۲ منہ

سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَقُلْ يُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَحْمَدُ رَبِّي بِتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِي ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا ثُمَّ أُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُودُ فَأَقَعُ سَاجِدًا مِثْلَهُ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ حَتَّى مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَكَانَ قَتَادَةُ يَقُولُ عِنْدَ هٰذَا أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ ۞

تو (اسی وقت) سجدے میں گر پڑوں گا پروردگار جب تک اس کو منظور ہوگا مجھ کو سجدے میں پڑا رہنے دے گا پھر فرمائے گا محمدؐ اپنا سر اٹھا اور مانگ کیا مانگتا ہے ہم تجھ کو دیں گے کہہ کیا کہتا ہے۔ ہم تیری بات سنیں گے سفارش کرتا ہے تو کر ہم قبول کریں گے۔ میں (حسب الارشاد) سر اٹھاؤں گا اور پروردگار کی وہ ثنا و صفت کروں گا جو اس وقت مجھ کو سکھلائے گا[۱] اس کے بعد سفارش کروں گا تو میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی[۲] میں اس حد کے اندر جو لوگ ہوں گے ان کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں لے جاؤں گا[۳] پھر میں لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس آؤں گا اور اول بار کی طرح سجدے میں گر پڑوں گا[۴] غرض اس طرح تیسری یا چوتھی بار میں (راوی کو شک ہے)، میں عرض کروں گا پروردگار اب تو دوزخ میں وہی لوگ رہ گئے ہیں جو قرآن کے بموجب ہمیشہ وہاں رہنے کے قابل ہیں (یعنی کافر اور مشرک[۵])، قتادہ (من حبسہ کی تفسیر میں) کہا کرتے تھے یعنی جن لوگوں پر ہمیشہ دوزخ میں رہنا واجب ہوا۔

۲۹۰. حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انھوں نے حسن بن ذکوان سے کہا ہم سے ابو رجاء نے بیان کیا کہا مجھ سے عمران بن حصین رض نے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ نے فرمایا کچھ (مسلمان) لوگ میری سفارش سے دوزخ میں سے نکالے جائیں گے وہ بھی بہشت میں داخل ہوں گے لوگ

---

[۱] میرے دل میں ڈالے گا دوسری روایت میں یوں ہے ایسی ثنا و صفت کروں گا کہ ویسی کسی نے مجھ سے پیشتر نہیں کی اور نہ میرے بعد کوئی کریگا ۱۲ منہ [۲] مثلاً ان لوگوں کی سفارش کر سکتا ہے جنھوں نے اکثر نماز پڑھی لیکن جماعت سے نہیں پڑھی پھر اس کے بعد یہ حد ہوگی کہ ان لوگوں کی سفارش کر سکتا ہے جنھوں نے اکثر نماز پڑھی کبھی ناغہ کی پھر یہ حد ہوگی جنھوں نے ایمان کے ساتھ شراب خواری اور زنا نہیں کی۔ علیٰ ہذا القیاس ۱۲ منہ [۳] باقی گنہگار دہیں پڑے رہیں گے ۱۲ منہ [۴] پھر ایک حد مقرر ہوگی ۱۲ منہ [۵] ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے۔ اب مشرک لوگ موحدوں سے کہیں گے تم کو تمھاری توحید سے کیا فائدہ ہوا ہم تم یکساں ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہے اس وقت غیرتِ خداوندی جوش میں آئےگی اور پروردگار عالم بذاتِ خاص ان موحدوں کو بھی دوزخ سے نکال لے گا اور صرف مشرک اس میں رہ جائیں گے ۱۲ منہ

وَسَلَّمَ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّينَ ؏

ان کو جہنمی کے نام سے پکاریں گے۔

۲۹۱ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ حَارِثَةَ أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ هَلَكَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ غَرْبُ سَهْمٍ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْتَ مَوْقِعَ حَارِثَةَ مِنْ قَلْبِي فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ لَمْ أَبْكِ عَلَيْهِ وَإِلَّا سَوْفَ تَرٰى مَا أَصْنَعُ فَقَالَ لَهَا هَبِلْتِ أَجَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيرَةٌ وَإِنَّهُ فِي الْفِرْدَوْسِ الْأَعْلٰى وَقَالَ غَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ أَوْ مَوْضِعُ قَدَمٍ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَى الْأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَأَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيحًا وَلَنَصِيفُهَا يَعْنِي الْخِمَارَ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ؏

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن جعفر نے انھوں نے حمید طویل سے انھوں نے انسؓ سے کہ حارثہ بن سراقہ بن حارث بن عدی کی ماں (ربیع بنت نضر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئی۔ یہ حارثہ بدر کے دن ایک ناگہانی تیر سے مارے گئے تھے۔ (یعنی جس کا مارنے والا معلوم نہیں ہوا) خیر انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ جانتے ہیں حارثہ کی محبت میرے دل میں کیسی تھی[1] اب اگر حارثہ (دنیا سے اٹھ کر) بہشت میں گیا ہے (چین سے ہے) تو میں نہیں روؤں گی۔ (میرے دل کو تسلی رہے گی) ورنہ آپ دیکھتے ہیں کیا کرتی ہوں[2]۔ آپ نے فرمایا اری نادان کیا وہاں (اللہ کے پاس) ایک بہشت تھوڑی ہے بہت سی بہشتیں ہیں اور تیرا بیٹا سب سے اونچی بہشت (فردوس) میں ہے آپ نے یہ بھی فرمایا اللہ کی راہ (یعنی جہاد) میں صبح کو ذرا سا چلنا یا شام کو ذرا سا چلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور دیکھو بہشت میں ایک کمان برابر یا کوڑے (یا قدم) برابر جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ اور اگر بہشت کی کوئی عورت بہشت میں سے زمین پر جھانکے (اپنا مکھڑا زمین کی طرف کرے) تو آسمان سے لے کر زمین تک روشنی ہو جائے اور آسمان سے لے کر زمین تک سب خوشبو پھیل جائے اور اس کی اوڑھنی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے[3]۔

---

[1] ان کا بیٹا ہی تھا ماں کی محبت بیٹے سے بیحد ہوتی ہے ۱۲ منہ [2] رو رو کر اپنا حال کیسا خراب کرتی ہوں ۱۲ منہ [3] دوسری روایت میں یوں ہے کہ سورج اور چاند کی روشنی ماند پڑ جائے ابن عباسؓ کی روایت میں ہے اس کی اوڑھنی کے سامنے سورج کی روشنی ایسے ماند ہو جائے جیسے بتی کی روشنی سورج کے سامنے ماند پڑ جاتی ہے اگر اپنی ہتھیلی دکھلائے تو ساری خلقت اس کے حسن کی شیفتہ ہو جائے۔ بعض ملحدوں نے اس قسم کی حدیثوں پر یہ شبہ کیا ہے کہ جب حور کی روشنی سورج سے بھی زیادہ ہے یا وہ اتنی معطر ہے کہ زمین سے لے کر آسمان تک اس کی خوشبو پہنچتی ہے تو بہشتی لوگ اس کے پاس کیونکر جا سکیں گے اور اتنی خوشبو اور روشنی کی تاب کیونکر لا سکیں گے ان کا جواب یہ ہے کہ بہشت میں ہم لوگوں کی زندگی اور طاقت اور قسم کی ہوگی جو ان سب باتوں کا تحمل کر سکیں گے جیسے دوسری آیتوں اور حدیثوں میں دوزخیوں کے ایسے ایسے عذاب بیان ہوئے ہیں کہ دنیا میں اس کا عشر عشیر بھی عذاب اگر کسی کو دیا جائے تو وہ فوراً مر جائے لیکن دوزخی ان عذابوں کا تحمل کریں گے اور زندہ رہیں گے بہرحال آخرت کے حالات کو دنیا کے حالات پر قیاس کرنا اور ہر ایک بات میں استبعاد کرنا صریح نادانی ہے ۱۲ منہ

۲۹۲۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ اَحَدٌ الْجَنَّةَ اِلَّا اُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ لَوْ اَسَاءَ لِيَزْدَادَ شُكْرًا وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ اِلَّا اُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ اَحْسَنَ لِيَكُونَ عَلَيْهِ حَسْرَةً ؎

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبردی کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا انھوں نے اعرج سے انھوں نے ابوہریرہؓ سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص بہشت میں جائیگا اس کو دوزخ میں بھی اس کا ٹھکانا بتلایا جائیگا۔ یعنی اگر وہ برے کام کرتا تو اس میں جاتا اس سے یہ غرض ہے کہ وہ اور زیادہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرے[1]۔ اور جو شخص دوزخ میں داخل ہوگا اس کو بہشت میں اس کا ٹھکانا دکھلایا جائے گا یعنی اگر وہ اچھے کام کرتا تو اس میں رہتا تاکہ اور زیادہ رنج اور افسوس کرے۔

۲۹۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ اَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَنْ لَا يَسْاَلُنِي عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ اَحَدٌ اَوَّلُ مِنْكَ لِمَا رَاَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيثِ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ قِبَلِ نَفْسِهٖ ؎

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن جعفر نے انھوں نے عمرو بن ابی عمرو سے انھوں نے سعید بن ابی سعید سے انھوں نے ابوہریرہؓ سے انھوں نے کہا میں نے پوچھا یا رسول اللہؐ قیامت کے دن آپ کی شفاعت کا زیادہ حق دار کون ہوگا، آپ نے فرمایا ابوہریرہؓ میں سمجھ چکا تھا تجھ سے پہلے یہ بات مجھ سے کوئی نہیں پوچھنے کا۔ کیونکہ تجھ کو میری حدیث سننے کا سب سے زیادہ شوق ہے۔ اب سن لے، سب سے زیادہ قیامت کے دن میری شفاعت کا حق دار وہ ہوگا (اس کو یہ سعادت ملے گی) جس نے اپنی خوشی سے خلوص کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہا[2]۔

---

[1] یعنی خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی آفت اور بلا سے بچایا بعضوں نے کہا یہ دکھانا قبر میں ہوگا سوال کے بعد بعضوں نے کہا ہر شخص کے لیے دو ٹھکانے تیار ہوئے ہیں ایک بہشت میں ایک دوزخ میں ۱۲ منہ [2] یہاں شفاعت سے وہ شفاعت مراد ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوزخ والوں کی خبر سن کر امتی امتی فرمائیں گے پھر ان سب لوگوں کو دوزخ سے نکالیں گے جن میں ذرا بھی ایمان ہوگا لیکن وہ شفاعت جو میدانِ حشر سے بہشت میں لے جانے کے لیے ہوگی وہ پہلے ان لوگوں کو نصیب ہوگی جو بلاحساب وکتاب بہشت میں جائیں گے پھر ان کے بعد ان لوگوں کو جو حساب کے بعد بہشت میں جائیں گے قاضی عیاض نے کہا شفاعتیں پانچ ہوں گی ایک تو حشر کی تکالیف سے نجات دلانے کے لیے یہ ہمارے پیغمبر سے خاص ہے اسی کو شفاعت عظمیٰ کہتے ہیں اور مقام محمود بھی اسی مرتبہ کا نام ہے دوسرے بعضے لوگوں کو بے حساب بہشت میں لے جانے کے لیے تیسرے حساب کے بعد ان لوگوں کو جو عذاب کے لائق ٹھہریں گے بے عذاب بہشت میں لے جانے کو۔ چوتھے ان گناہ گاروں کے لیے جو دوزخ میں ڈال دیے جائیں گے ان کے نکالنے کے لیے پانچویں بہشت والوں کو ترقی درجات کے لیے ۱۲ منہ

۲۹۴۔ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَبِیْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنْهَا وَاٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا رَجُلٌ یَخْرُجُ مِنَ النَّارِ کَبْوًا فَیَقُوْلُ اللّٰهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَیَاْتِیْهَا فَیُخَیَّلُ اِلَیْهِ اَنَّهَا مَلْاٰی فَیَرْجِعُ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ وَجَدْتُّهَا مَلْاٰی فَیَقُوْلُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَیَاْتِیْهَا فَیُخَیَّلُ اِلَیْهِ اَنَّهَا مَلْاٰی فَیَرْجِعُ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ وَجَدْتُّهَا مَلْاٰی فَیَقُوْلُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَاِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْیَا وَعَشَرَةَ اَمْثَالِهَا اَوْ اِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ اَمْثَالِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ تَسْخَرُ مِنِّیْ اَوْ تَضْحَكُ مِنِّیْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ وَکَانَ یُقَالُ ذٰلِكَ اَدْنٰی اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً ؞

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انھوں نے منصور بن معتمر سے انھوں نے ابراہیم نخعی سے انھوں نے عبیدہ سلیمانی سے انھوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس شخص کو جانتا ہوں جو سب کے بعد دوزخ سے نکلے گا اور سب کے بعد بہشت میں جائے گا۔ سب سے اخیر دوزخ میں کے سے ایک شخص نکلے گا گھٹنوں پر گھسٹتے ہوئے[1] اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اب جا بہشت میں جا وہ جا کر دیکھے گا ساری بہشت بھری ہوئی ہے (کوئی مکان اس کو خالی نہیں ملے گا) تب لوٹ کر پروردگار کے پاس آئے گا عرض کرے گا پروردگار بہشت تو ساری بھری ہوئی ہے کوئی مکان میں نے خالی نہیں پایا حکم ہوگا تو بہشت میں داخل ہو جا وہ جا کر دیکھے گا ساری بہشت بھری ہوئی ہے تب (پھر) لوٹ کر پروردگار کے پاس جا کر عرض کریگا پروردگار بہشت تو ساری بھری ہوئی ہے حکم ہوگا تو جا تو تجھ کو دنیا اور اس کے دس گنے اور برابر جائے ملے گی وہ عرض کریگا۔ پروردگار کیا تو مجھ سے بادشاہ ہو کر ٹھٹھا کرتا ہے۔ یا ہنسی کرتا ہے عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں میں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ حدیث بیان کر کے اتنا ہنسے کہ آپ کے دانت کھل گئے آنحضرت کے زمانہ میں لوگ کہتے تھے یہ شخص سارے بہشتیوں میں کم درجہ کا ہوگا[2]

۲۹۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنِ الْعَبَّاسِ اَنَّهٗ قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَفَعْتَ

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے انھوں نے عبدالملک بن عمیر سے انھوں نے عبداللہ بن حارث بن نوفل سے انھوں نے عباس بن عبدالمطلب سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، کیا ابوطالب کو آپ سے کچھ

[1] کبھی چلے گا کبھی گر پڑے گا اسی طرح گرتا پڑتا دوزخ سے پار ہو جائے گا ۱۲ منہ [2] تو بلند درجے والوں کا کیا کہنا ان کو کیسے کیسے وسیع مکان ملیں گے حافظ نے کہا یہ کلام بھی دوسری روایت سے نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس کو امام مسلمؒ نے ابوسعید سے نکالا۔

اَبَا طَالِبٍ بِشَیْءٍ ؛ فائدہ پہنچا[1]

بَابٌ ۱۴۸ اَلصِّرَاطُ جِسْرُ جَهَنَّمَ ؛

باب صراط ایک پُل ہے جو دوزخ پر بنایا گیا ہے[2]

۲۹۶ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي سَعِيْدٌ وَ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنِي مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اُنَاسٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُوْنَهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ دُوْنَهٗ سَحَابٌ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنَّكُمْ تَرَوْنَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَذٰلِكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ فَيَقُوْلُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ وَ يَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ وَ يَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيْتَ وَ تَبْقٰى هٰذِهِ الْاُمَّةُ فِيْهَا مُنَافِقُوْهَا فَيَاْتِيْهِمُ اللّٰهُ فِيْ غَيْرِ الصُّوْرَةِ الَّتِيْ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انھوں نے زہری سے کہا مجھ کو سعید اور عطاء بن یزید نے خبر دی ان کو ابوہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی دوسری سند اور مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق بن ہمام نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انھوں نے زہری سے انھوں نے عطاء بن یزید لیثی سے انھوں نے ابوہریرہؓ سے انھوں نے کہا کچھ لوگوں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم اپنے مالک کو قیامت کے دن دیکھیں گے آپ نے فرمایا جب سورج پر ابر وغیرہ کچھ نہ ہو تو تم کو اس کے دیکھنے میں کوئی تکلیف (اڑچن) ہوتی ہے، انھوں نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا چودھویں رات کے چاند پر جب ابر وغیرہ کچھ نہ ہو تو تم کو اس کے دیکھنے میں کوئی تکلیف ہوتی ہے انھوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا بس اسی طرح بن تکلیف تم اپنے پروردگار کو قیامت کے دن دیکھو گے۔ ایسا ہوگا اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) لوگوں کو اکٹھا کریگا فرمائے گا جو شخص (دنیا میں) جس کو پوجتا تھا اسی کے ساتھ ہو جائے اب جو لوگ سورج پرست تھے وہ سورج کے ساتھ اور جو لوگ چاند پرست تھے وہ چاند کے ساتھ اور جو لوگ بت شیطان وغیرہ کو پوجتے تھے وہ ان کے ساتھ ہو جائیں گے اور یہ امت (یعنی مسلمانوں کی امت) منافقوں سمیت رہ جائے گی[3] پھر اللہ تعالیٰ ایک ایسی صورت میں آئے گا

---

[1] یہ روایت مختصر ہے پوری کتاب الادب میں گزر چکی ہے حضرت عباسؓ نے کہا ابوطالب آپؐ کے لیے لوگوں پر غصہ کرتے تھے آپ کو بچاتے تھے ان کو اس وجہ سے کوئی فائدہ ہوا یا نہیں آپ نے فرمایا ہاں فائدہ ہوا وہ ٹخنوں تک آگ میں ہیں اگر میں نہ ہوتا (یعنی ان کی سفارش نہ کرتا) تو دوزخ کے نیچے کے طبقے میں ہوتے ۱۲ منہ

[2] اس کے نیچے جہنم ہے اس پل پر سے سب مسلمان گزر کر بہشت میں جائیں گے ہندوستان میں اس پل کا نام چینوڈ پل بیان کیا گیا ہے صحیح مسلم میں ابوسعیدؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا صراط تلوار سے زیادہ تیز بال سے زیادہ باریک ہے دوسری روایت میں ہے اس کے دونوں طرف آنکڑے (آنکڑے) ہیں جن سے دوزخی کھینچ کر دوزخ میں گرا دیے جائیں گے ایک ایک آنکڑے سے ربیعہ اور مضر قبیلوں سے زیادہ آدمی کھینچے جا سکتے ہیں ۱۲ منہ

[3] کیونکہ منافق بھی بظاہر خدا ہی کو پوجتے تھے اس لیے وہ بھی مسلمانوں سے ملے جلے رہیں گے ۱۲ منہ

يَعْرِفُونَ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَإِذَا أَتَانَا رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَأْتِيهِمُ اللّٰهُ فِي الصُّورَةِ الَّتِي يَعْرِفُونَ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ أَنْتَ رَبُّنَا فَيَتَّبِعُونَهُ وَيُضْرَبُ جِسْرُ جَهَنَّمَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُجِيزُ وَدُعَاءُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَبِهِ كَلَالِيبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ أَمَا رَأَيْتُمْ شَوْكَ السَّعْدَانِ؟ قَالُوا بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهَا لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا إِلَّا اللّٰهُ فَتَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ مِنْهُمُ الْمُوبَقُ بِعَمَلِهِ وَمِنْهُمُ الْمُخَرْدَلُ ثُمَّ يَنْجُو حَتّٰى إِذَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ عِبَادِهِ وَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ مِنَ النَّارِ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ مِمَّنْ كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَمَرَ الْمَلٰئِكَةَ أَنْ يُخْرِجُوهُمْ فَيَعْرِفُونَهُمْ بِعَلَامَةِ

جس کو وہ نہ پہچانتے ہوں گے[1] فرمائے گا میں تمھارا پروردگار ہوں۔ وہ کہیں گے ہم تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں ہم تو یہیں ٹھہرے رہیں گے جب تک ہمارا پروردگار نہیں آئے گا، جب ہمارا پروردگار تشریف لائے گا تو ہم اس کو پہچان لیں گے (کیونکہ حشر میں اس کو ایک بار دیکھ چکے ہوں گے) پھر حق تعالیٰ اسی صورت میں آئے گا جس کو وہ پہچانتے ہوں گے اور ان سے کہے گا (آؤ میرے ساتھ ہو لو) میں تمھارا پروردگار ہوں یہ دیکھتے ہی سارے مسلمان اس کے ساتھ ہو لیں گے اور ایسا ہوگا کہ دوزخ کی پشت پر صراط کا پل رکھا جائے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے پہلے میں اس پل کے پار ہو جاؤں گا[2]۔ اس دن پیغمبر بھی یہی دعا کریں گے یا اللہ بچائیو یا اللہ بچائیو، اس پل پر آنکڑے ہوں گے اس صورت کے جیسے سعدان کے کانٹے ہوتے ہیں۔ تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا جی ہاں دیکھے ہیں۔ آپ نے فرمایا بس اسی صورت کے (ٹیڑھے منہ کے) دوزخ کے آنکڑے (آکوڑے) ہوں گے اتنی بات ہے کہ یہ آنکڑے کتنے بڑے بڑے ہونگے یہ اللہ ہی کو معلوم ہے[3]۔ خیر یہ آنکڑے لوگوں کو پکڑ پکڑ کر ان کے اعمال کے لحاظ سے دوزخ میں گھسیٹ لیں گے کوئی تو بالکل ہی ہلاک ہو جائے گا[4]۔ کوئی چھل چھلا کر گرتے گرتے بچ جائے گا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے فیصلے سے فراغت کرے گا اور یہ چاہے گا کہ دوزخ میں سے اپنے بندوں کو نکالنا چاہے گا نکال لے، یہ ان میں سے ہوں گے جو اس بات کی گواہی دیتے ہوں گے کہ اللہ کے سوا کوئی سچا

[1] یعنی حشر میں جو صورت دیکھی ہوگی اس کے سوا دوسری صورت میں۔ اس حدیث میں پروردگار کی دو صفتوں کا اثبات ہے ایک آنے کا دوسرے صورت کا پچھلے متکلمین تاویل پر مرتے جاتے ہیں اور ایسی صفات کی دور از قیاس تاویلیں کرتے ہیں اہل حدیث یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسکتا ہے جا سکتا ہے اتر سکتا ہے، چڑھ سکتا ہے اسی طرح جس صورت میں چاہے تجلی فرما سکتا ہے اس کو سب طرح کی قدرت ہے بس اتنی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کو ہم مخلوقات کی صفات سے مشابہت نہیں دے سکتے جیسے اس کی ذات کو مخلوق سے مشابہت نہیں دے سکتے ۱۲ منہ [2] دوسری روایت میں یوں ہے میں اور میری امت سب سے پہلے اس پل پر سے پار ہو گی ۱۲ منہ [3] یعنی سعدان کے کانٹوں سے صورت میں مشابہ ہوں گے نہ مقدار میں، مقدار تو ان کا بہت بڑا ہوگا، سعدان ایک گھانس کا نام ہے جس میں ٹیڑھے منہ کے کانٹے ہوتے ہیں ۱۲ منہ [4] دوزخ میں گر جائے گا جیسے منافق وغیرہ ۱۲ منہ

اٰثَارَ السُّجُوْدِ وَحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ
اَنْ تَاْكُلَ مِنِ ابْنِ اٰدَمَ اَثَرَ السُّجُوْدِ
فَيُخْرِجُوْنَهُمْ قَدِ امْتُحِشُوْا فَيُصَبُّ
عَلَيْهِمْ مَآءٌ يُّقَالُ لَهٗ مَآءُ الْحَيٰوةِ
فَيَنْبُتُوْنَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ
وَيَبْقٰى رَجُلٌ مُّقْبِلٌ بِوَجْهِهٖ عَلَى النَّارِ
فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ قَدْ قَشَبَنِيْ رِيْحُهَا وَ
اَحْرَقَنِيْ ذَكَآءُهَا فَاصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ
النَّارِ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو اللّٰهَ فَيَقُوْلُ لَعَلَّكَ
اِنْ اَعْطَيْتُكَ اَنْ تَسْاَلَنِيْ غَيْرَهٗ
فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهٗ
فَيَصْرِفُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ ثُمَّ
يَقُوْلُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَا رَبِّ قَرِّبْنِيْ
اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اَلَيْسَ قَدْ
زَعَمْتَ اَنْ لَّا تَسْاَلَنِيْ غَيْرَهٗ وَيْلَكَ
ابْنَ اٰدَمَ مَآ اَغْدَرَكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْ
فَيَقُوْلُ لَعَلِّيْ اِنْ اَعْطَيْتُكَ ذٰلِكَ تَسْاَلُنِيْ
غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَآ اَسْاَلُكَ
غَيْرَهٗ فَيُعْطِي اللّٰهَ مِنْ عُهُوْدٍ وَّمَوَاثِيْقَ
اَنْ لَّا يَسْاَلَهٗ غَيْرَهٗ فَيُقَرِّبُهٗ

معبود نہیں ہے تو فرشتوں کو ان کے نکالنے کا حکم دیگا وہ (دوزخ میں جا کر) ان لوگوں کو سجدے کی نشانی سے پہچان لیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ پر سجدے کے مقام کا جلانا حرام کر دیا ہے[1]۔ اور دوزخ سے ان کو نکال لائیں گے وہ جل کر کوئلہ ہو رہے ہوں گے ان پر حیات کے چشمے کا پانی ڈالا جائے گا یہ پانی ڈالتے ہی ایسے جلد ابھر آئیں گے (پھر اعضاء وغیرہ سب سالم نکل آئیں گے) جیسے دانہ بہیا کے کوڑے کچرے میں جلد اگ آتا ہے۔ اور ایک شخص باقی رہ جائے گا جس کا منہ دوزخ کی طرف ہوگا[2]۔ وہ عرض کرے گا پروردگار دوزخ کی بدبو نے مجھ کو پریشان کر دیا ہے اس کی لپیٹ نے مجھ کو جلا مارا[3] ہے ذرا میرا منہ دوزخ کی طرف سے پھرا دے، برابر یہی دعا کرتا رہے گا آخر پروردگار فرمائے گا دیکھ اگر میں یہ تیرا مطلب پورا کر دوں تو پھر تو مجھ سے کچھ نہیں مانگنے کا۔ وہ کہے گا نہیں تیری عزت کی قسم، اب اور کوئی درخواست نہیں کرنے کا۔ پروردگار اس کا منہ (دوزخ کی طرف سے) پھرا دے گا[4]۔ پھر یوں عرض کرے گا پروردگار مجھ کو بہشت کے دروازے پر ڈال دے پروردگار فرمائے گا تو نے یہ اقرار نہیں کیا کہ اب کوئی درخواست نہیں کرنے کا ارے آدمی تو کیسا دغاباز ہے وہ برابر یہی دعا کرتا رہے گا۔ آخر ارشاد ہوگا اچھا اگر یہ مطلب بھی تیرا پورا کر دیں تو پھر تو کچھ نہیں مانگنے کا (اس کا اقرار کر) وہ کہے گا نہیں تیری عزت کی قسم اب اور کچھ درخواست نہیں کروں گا۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس بات پر (بڑے بڑے) عہد اور اقرار کرے گا تب اللہ تعالیٰ

---

[1] سجدے کے مقام پیشانی دونوں ہتھیلیاں دونوں گھٹنے دونوں قدم یا صرف پیشانی مراد ہے مطلب یہ ہے کہ اور سارا بدن جل کر کوئلہ ہو گیا ہوگا مگر یہ مقام سالم ہوں گے اسی سے فرشتے پہچان لیں گے کہ یہ مسلمان ہے ۱۲ منہ [2] یہی شخص سب کے بعد بہشت میں جائے گا اوپر گزر چکا ہے کہ وہ کفن چور تھا، جس نے مرتے وقت اپنے بیٹوں سے کہا تھا مجھ کو جلا دینا اور دارقطنی نے غرائب مالک میں نکالا کہ اخیر شخص جو بہشت میں جائے گا وہ جہینہ کا ایک شخص ہوگا۔ سہیلی نے کہا اس کا نام ہناد ہوگا حکیم نے نوادر الاصول میں بسند ضعیف نکالا کہ سب سے زیادہ مدت تک جو شخص دوزخ میں رہے گا وہ وہ ہوگا جو سات ہزار برس تک وہاں رہے گا اس کے بعد نکل کر بہشت میں جائے گا ۱۲ منہ [3] میں تجھ سے اتنا چاہتا ہوں اور کچھ نہیں ۱۲ منہ [4] بہشت کی طرف اس کا منہ کر دے گا اب وہاں کی بہار دیکھ کر للچائے گا ۱۲ منہ

إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا رَأَى مَا فِيهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ رَبِّ أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ ثُمَّ يَقُولُ أَوَلَيْسَ قَدْ زَعَمْتَ أَنْ لَا تَسْأَلَنِي غَيْرَهُ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُولُ يَا رَبِّ لَا تَجْعَلْنِي أَشْقَى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو حَتَّى يَضْحَكَ فَإِذَا ضَحِكَ مِنْهُ أَذِنَ لَهُ بِالدُّخُولِ فِيهَا فَإِذَا دَخَلَ فِيهَا قِيلَ تَمَنَّ مِنْ كَذَا فَيَتَمَنَّى ثُمَّ يُقَالُ لَهُ تَمَنَّ مِنْ كَذَا فَيَتَمَنَّى حَتَّى تَنْقَطِعَ بِهِ الْأَمَانِيُّ فَيَقُولُ لَهُ هٰذَا لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَذٰلِكَ الرَّجُلُ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا قَالَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ جَالِسٌ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا يُغَيِّرُ عَلَيْهِ شَيْئًا مِنْ حَدِيثِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى قَوْلِهِ هٰذَا لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هٰذَا لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ حَفِظْتُ مِثْلَهُ مَعَهُ ؞

اس کو بہشت کے دروازے پر ڈال دے گا وہاں پر سے وہ بہشت کی نعمتیں دیکھ کر[۱] ایک مدت تک جب تک اللہ کو منظور ہوگا خاموش رہے گا اس کے بعد یوں دعا کرے گا پروردگار مجھ کو بہشت میں جانے دے پروردگار فرمائے گا ارے کیا تو نے اقرار نہیں کیا تھا کہ اب اور کچھ درخواست نہیں کرنے کا ارے آدم زاد تو کیسا دغاباز ہے وہ کہے گا پروردگار اپنی ساری خلقت میں مجھ کو بدنصیب مت کر (سب تیری رحمت سے سرفراز ہیں کیا ایک میں ہی محروم رہوں)، اور برابر یہی دعا کرتا رہے گا یہاں تک کہ پروردگار ہنس دے گا[۲] ہنستے ہی اس کو بہشت میں جانے کی پروانگی ملے گی جب بہشت میں جائیگا تو اس سے کہا جائیگا اب آرزو کر (فلانی چیز مانگ فلانی چیز مانگ)، وہ آرزو کرے گا (ایسا محل ہونا ایسا سامان ہونا)، پھر کہا جائے گا اور آرزو کر یہ تو مانگ یہ تو مانگ، وہ برابر آرزوئیں کرتا رہے گا (یہ ہونا وہ ہونا) یہاں تک کہ اس کی آرزوئیں ختم ہوجائیں گے، اس وقت ارشاد ہوگا یہ سب چیزیں اور اتنی ہی اور ہم نے تجھ کو دیں۔ ابوہریرہؓ نے (اسی سند سے) کہا یہ شخص وہ ہوگا جو سب کے بعد بہشت میں جائے گا عطاء بن یزید کہتے ہیں جب ابوہریرہؓ نے یہ حدیث بیان کی تو ابوسعید خدریؓ (صحابی) وہاں بیٹھے تھے انھوں نے کسی بات پر کوئی اعتراض نہیں کیا اخیر میں جب ابوہریرہؓ نے یہ کہا یہ سب چیزیں اور اتنی ہی اور ہم نے تجھ کو دیں تو ابوسعیدؓ کہنے لگے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں سنا تھا۔ ہم نے یہ سب چیزیں تجھ کو دیں اور ان کی دس گنی اور ابوہریرہؓ نے کہا نہیں میں نے یوں ہی سنا ہے۔ یہ سب چیزیں اور اتنی ہی اور۔

[۱] للچائے گا لیکن اپنا عہد اور اقرار خیال کرکے ۱۲ منہ [۲] قربان اس پاک پروردگار کے رحم و کرم کے اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یعنی ہنسنے کا اثبات ہے اور جہمیہ اور معتزلہ اور پچھلے متکلمین نے اس کا انکار کیا ہے ان کی قسمت میں رونا لکھا ہے اہل حدیث خوشی خوشی اس صفت کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کی تاویل نہیں کرتے نہ اس کو مخلوق کی ہنسی سے مشابہت دیتے ہیں ۱۲ منہ

بَابٌ ۱۴۹ فِي الْحَوْضِ

باب حوض کوثر کے بیان میں[1]۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْبِرُوا حَتّٰى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ۔

اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ کوثر میں) فرمایا ہم نے تجھ کو کوثر دیا[2] اور عبداللہ بن زید مازنی نے کہا (یہ حدیث کتاب المغازی میں موصولاً گذر چکی ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (انصار سے) فرمایا اس وقت تک صبر کیے رہنا کہ مجھ سے حوض (کوثر) پر ملو۔

۲۹۷۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ۔

مجھ سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے انھوں نے سلیمان اعمش سے انھوں نے شقیق سے انھوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا میں حوض کوثر پر تمھارا پیش خیمہ ہوں گا[3]۔

وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَلَيُرْفَعَنَّ رِجَالٌ مِّنْكُمْ ثُمَّ لَيُخْتَلَجُنَّ دُونِي فَأَقُولُ يَا رَبِّ أَصْحَابِي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ

اور مجھ سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے محمد ابن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے انھوں نے مغیرہ بن مقسم سے انھوں نے کہا میں نے ابووائل سے سنا انھوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ نے فرمایا۔ میں حوض کوثر پر تمھارا پیش خیمہ ہوں گا اور کچھ لوگ تم میں سے ایسے ہوں گے جو حوض کوثر پر لائے جائیں گے[4] اتنے میں وہ ہٹا دیے جائیں گے[5] میں کہوں گا پروردگار یہ تو میرے لوگ ہیں (میری امت والے ہیں) اس وقت فرشتے کہیں گے تم نہیں جانتے انھوں نے جو تمھارے

[1] جو قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے گا آپ کی امت کے لوگ اس میں سے پانی پئیں گے اب اختلاف ہے کہ اس حوض کا پانی پلصراط پر گزرنے سے پہلے پئیں گے یا اس کے بعد صحیح یہی ہے کہ پہلے کیونکہ قبروں سے پیاسے اٹھیں گے لیکن امام بخاری جو اس باب کو پلصراط کے بعد لائے اس سے یہ نکلتا ہے کہ پلصراط پر سے گزرنے کے بعد اس میں سے پئیں گے اور ترمذی نے جو انسؓ سے روایت کی ہے اس سے بھی یہی نکلتا ہے اس میں یہ ہے کہ انسؓ نے آپ سے شفاعت چاہی آپ نے وعدہ فرمایا انسؓ نے کہا آپ اس دن کہاں ملیں گے فرمایا پہلے مجھ کو پلصراط پاس دیکھو انھوں نے کہا اگر آپ وہاں نہ ملیں فرمایا ترازو کے پاس دیکھنا۔ انھوں نے کہا اگر وہاں بھی نہ ملیں فرمایا حوض کے پاس دیکھنا، ایک حدیث میں ہے کہ ہر پیغمبر کو ایک حوض ملے گا جس میں سے وہ اپنی امت والوں کو پانی پلائے گا۔ اور لکڑی لیے وہاں کھڑا رہے گا ۱۲ منہ [2] یعنی حوض کوثر جو ایک نہر ہے بہشت میں یہی معنی کوثر کا صحیح اور مشہور اور حدیث سے ثابت ہے، بعضوں نے کہا اولاد بعضوں نے کہا خیر کثیر مراد ہے ۱۲ منہ [3] تمھارے وہاں پہنچنے سے پہلے سب سامان تیار رکھوں گا ۱۲ منہ [4] میں چاہوں گا ان کو پانی پلاؤں ۱۲ منہ [5] فرشتے ان کو دھکیل دیں گے ۱۲ منہ۔

تَابَعَهُ عَاصِمٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ وَقَالَ حُصَيْنٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

بعد نئی باتیں نکالیں۔ اس حدیث کو اعمش کے ساتھ عاصم بن ابی النجود نے بھی ابو وائل سے روایت کیا[1] اور حصین بن عبدالرحمٰن نے ابو وائل سے اس کو روایت کیا انھوں نے حذیفہ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (اس کو امام مسلم نے وصل کیا)

۲۹۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَامَكُمْ حَوْضٌ كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَأَذْرُحَ:

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انھوں نے عبیداللہ عمری سے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا انھوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا تمھارے سامنے (قیامت کے دن) میرا حوض ہوگا وہ اتنا بڑا ہے جتنا جرباء سے اذرح تک فاصلہ ہے[2]۔

۲۹۹۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ وَعَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ الْكَوْثَرُ الْخَيْرُ الْكَثِيرُ الَّذِي أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ قَالَ أَبُو بِشْرٍ قُلْتُ لِسَعِيدٍ إِنَّ أُنَاسًا يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيدٌ النَّهَرُ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِي أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ:

مجھ سے عمرو بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے ہشیم نے کہا ہم کو ابو بشر اور عطاء بن سائب نے خبر دی انھوں نے سعید بن جبیر سے انھوں نے ابن عباسؓ سے انھوں نے کہا کوثر سے خیر کثیر (بہت بھلائی) مراد ہے جو اللہ نے آپ کو عنایت فرمائی ابو بشر کہتے ہیں میں نے سعید بن جبیر سے کہا لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ کوثر ایک نہر ہے بہشت میں۔ انھوں نے کہا بہشت میں جو نہر ہے وہ بھی اس خیر کثیر میں داخل ہے۔ جو اللہ نے آپ کو عنایت فرمائی۔

۳۰۰۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْضِي مَسِيرَةُ شَهْرٍ مَاؤُهُ أَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِيحُهُ

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم کو نافع نے خبر دی۔ انھوں نے ابن ابی ملیکہ سے کہ عبداللہ بن عمروؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرا حوض ایک مہینہ کی راہ ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور مشک سے زیادہ خوشبودار اس

---

[1] اس کو حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں وصل کیا ۱۲ منہ [2] جرباء اور اذرح شام کے ملک میں دو گاؤں ہیں جن میں تین دن کی مسافت ہے ایک حدیث میں ہے کہ میرا حوض ایک مہینہ کی راہ ہے دوسری حدیث میں ہے جتنا فاصلہ ایلا اور صنعاء میں ہے تیسری حدیث میں ہے جتنا فاصلہ مدینہ اور صنعاء میں ہے چوتھی حدیث میں ہے جتنا فاصلہ ایلا سے عدن تک ہے پانچویں میں جتنا فاصلہ ایلہ سے جحفہ تک ہے یہ سب آپ نے تقریباً لوگوں کو سمجھانے کے لیے بیان فرمایا جو جو مقام وہ پہچانتے تھے ان کا ذکر کیا اس سے حقیقی طول و عرض کا بیان منظور نہیں ہے وہ تو اللہ ہی کو معلوم ہے اس لیے یہ اختلاف ضرر نہیں کرتا اور ممکن ہے کہ کسی روایت میں طول کا بیان ہو، کسی میں عرض کا۔ قسطلانی نے کہا یہ سب مقام قریب قریب ایک ہی فاصلہ رکھتے ہیں یعنی آدھے مہینہ کی مسافت یا اس سے کچھ زائد ۱۲ منہ

أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَكِيزَانُهُ كَنُجُومِ السَّمَاءِ مَنْ شَرِبَ مِنْهَا فَلَا يَظْمَأُ أَبَدًا ۔

پر آسمان کے ستاروں کے شمار میں کوزے (آبخورے) رکھے ہوئے ہیں جو کوئی اس حوض کا پانی پیے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

۱۰۳- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ قَدْرَ حَوْضِي كَمَا بَيْنَ أَيْلَةَ وَصَنْعَاءَ مِنَ الْيَمَنِ وَإِنَّ فِيهِ مِنَ الْأَبَارِيقِ كَعَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ ۔

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا کہا مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے انھوں نے یونس بن یزید ایلی سے کہ ابن شہاب نے کہا مجھ سے انس بن مالک نے بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے جتنا ایلہ سے صنعاء (یہ دونوں بستیاں یمن کے ملک میں ہیں)، اور اس پر آسمان کے تاروں کی گنتی میں (یعنی بے انتہا) آبخورے رکھے ہوئے ہیں۔

۳۰۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا أَسِيرُ فِي الْجَنَّةِ إِذَا أَنَا بِنَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ الْمُجَوَّفِ قُلْتُ مَا هٰذَا يَا جِبْرِيلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي أَعْطَاكَ رَبُّكَ فَإِذَا طِينُهُ أَوْ طِيبُهُ مِسْكٌ أَذْفَرُ شَكَّ هُدْبَةُ ۔

ہم سے ابو الولید ہشام بن عبد الملک نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے انھوں نے قتادہ سے انھوں نے انس رضؓ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے **دوسری سند** امام بخاریؒ نے کہا اور ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام نے کہا ہم سے قتادہ نے کہا ہم سے انس بن مالک رضؓ نے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ۔ آپ نے فرمایا میں بہشت میں جا رہا تھا۔ (یعنی شب معراج میں)، اتنے میں ایک نہر دکھلائی دی جس کے کناروں پر خولدار موتیوں کے گنبد بنے تھے میں نے جبریل سے پوچھا یہ کیا ہے انھوں نے کہا یہی تو وہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمایا پھر میں نے دیکھا اس کی کیچڑ یا اس کی خوشبو (یہ ہدبہ راوی کی شک ہے) تیز مشک کی سی ہے[1]۔

۳۰۳- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِي الْحَوْضَ حَتّٰى عَرَفْتُهُمُ اخْتُلِجُوا دُونِي فَأَقُولُ

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے کہا ہم سے عبد العزیز بن صہیب نے انھوں نے انس رضؓ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ۔ آپ نے فرمایا میرے اصحاب میں سے کچھ لوگ حوض کوثر پر آئیں گے ۔ میں ان کو پہچان لوں گا ۔ لیکن اسی وقت وہ ہٹا دیے جائیں گے میں کہوں گا

[1] ابو الولید کی روایت میں شک نہیں ہے اور کیچڑ مذکور ہے اور بیہقی کی روایت میں بھی یوں ہی ہے تزابہ مسک یعنی اس کی مٹی مشک تھی ۱۲ منہ

أَصْحَابِي فَيَقُولُ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ ۔

(یا اللہ یہ تو میرے اصحاب ہیں ارشاد ہوگا تم نہیں جانتے انہوں نے تمہارے بعد جو نئے گن کیے (یعنی گناہ)۔

۴۳۰۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ قَالَ أَبُو حَازِمٍ فَسَمِعَنِي النُّعْمَانُ بْنُ أَبِي عَيَّاشٍ فَقَالَ هٰكَذَا سَمِعْتَ مِنْ سَهْلٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ لَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَزِيدُ فِيهَا فَأَقُولُ إِنَّهُمْ مِنِّي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سُحْقًا بُعْدًا يُقَالُ سَحِيقٌ بَعِيدٌ وَأَسْحَقَهُ أَبْعَدَهُ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبِ بْنِ سَعِيدٍ الْحَبَطِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَرِدُ عَلَيَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَهْطٌ مِنْ أَصْحَابِي فَيُحَلَّئُونَ عَنِ الْحَوْضِ فَأَقُولُ

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن مطرف نے کہا مجھ سے ابو حازم نے انہوں نے سہل بن سعد ساعدیؓ نے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حوض کوثر پر تمہارا پیش خیمہ ہوں گا جو شخص (مسلمان) مجھ پر سے گزریگا وہ اس حوض میں سے پیئے گا اور جو اس میں سے پیئے گا وہ کبھی پھر پیاسا نہ ہوگا دیکھو کچھ وہاں میرے پاس ایسے آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں وہ مجھ کو پہچانتے ہیں لیکن میرے اور ان کے درمیان آڑ کردی جائے گی ابو حازم نے (اسی سند سے) کہا نعمان بن ابی عیاش نے مجھ کو یہ حدیث بیان کرتے سنا تو پوچھنے لگے کیا تم نے یہ حدیث سہل بن سعد سے اسی طرح سنی ہے میں نے کہا ہاں انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں ابو سعید خدری سے میں نے یہ حدیث سنی وہ اس میں اتنا بڑھاتے تھے میں کہوں گا یہ تو میرے لوگ ہیں جواب ملے گا تم نہیں جانتے انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی باتیں نکالیں اس وقت میں کہوں گا ہاں ایسا ہے تو پھر دور ہوں دور ہوں وہ لوگ جنہوں نے میرے بعد (اپنا دین) بدل ڈالا (اسلام سے پھر گئے) اور ابن عباسؓ نے کہا سحقا کا معنی دوری اسی سے ہے (سورہ حج میں) فی مکان سحیق یعنی دور دراز جگہ میں سحقہ اور اسحقہ (مجرد اور مزید) دونوں کے معنی یہ ہیں اس کو دور کیا اور احمد بن شبیب بن سعید حبطی نے کہا (اس کو ابو عوانہ نے وصل کیا) ہم سے والد نے بیان کیا انہوں نے یونس بن یزید سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابو ہریرہ سے وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن کچھ لوگ میرے اصحاب میں سے میرے سامنے آئیں گے لیکن حوض کوثر پر سے ہٹا دیئے

سلہ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ۔

يَا رَبِّ أَصْحَابِي فَيَقُولُ إِنَّكَ لَا عِلْمَ لَكَ بِمَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ إِنَّهُمُ ارْتَدُّوا عَلَى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرَى ؏

۳۰۵ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَرِدُ عَلَى الْحَوْضِ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِي فَيُحَلَّئُونَ عَنْهُ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أَصْحَابِي فَيَقُولُ إِنَّكَ لَا عِلْمَ لَكَ بِمَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ إِنَّهُمُ ارْتَدُّوا عَلَى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرَى وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُجْلَوْنَ وَقَالَ عُقَيْلٌ فَيُحَلَّئُونَ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؏

۳۰۶ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا قَائِمٌ إِذَا

جائیں گے میں عرض کروں گا پروردگار یہ تو میرے اصحاب ہیں ارشاد ہوگا تم نہیں جانتے انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئے گُن کیے تھے یہ پیٹھ پھیر کر الٹے لوٹ گئے تھے (اسلام سے پھر گئے تھے)۔

ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو یونس بن یزید نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے روایت کرتے تھے (ابوہریرہؓ کا نام نہیں لیا) کہ آپ نے فرمایا میرے اصحاب میں سے کچھ لوگ حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے اتنے میں فرشتے ان کو ہٹا دیں گے میں عرض کروں گا پروردگار یہ تو میرے اصحاب ہیں ارشاد ہوگا تم کو نہیں معلوم جو نئے نئے گُن انہوں نے تمہارے بعد کیے یہ تو پیٹھ پھیر کر الٹے (اسلام سے) پھر گئے تھے اور شعیب بن ابی حمزہ نے زہری سے روایت کی (اس کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا) کہ ابوہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں روایت کرتے تھے وہ نکال دیے جاویں گے اور عقیل نے زہری سے فیحلون نقل کیا ہے یعنی ہانک دیئے جائیں گے اور محمد بن ولید زبیدی نے بھی اس حدیث کو زہری سے انہوں نے امام باقر سے انہوں نے عبیداللہ بن ابی رافع سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے (اس کو دارقطنی نے افراد میں وصل کیا)۔

ہم سے ابراہیم بن منذر حزامی نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن فلیح نے کہا ہم سے والد فلیح بن سلیمان نے کہا مجھ سے ہلال بن ابی میمونہ نے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب میں (قیامت کے دن) حوض کوثر پر کھڑا ہوں گا تو ایک گروہ میرے سامنے آئے گا میں ان کو

---

۵ ان حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ آپ کو تمام ہر ایک کے اعمال نہیں سنائے جاتے بلکہ مجملاً امت کے اعمال آپ پر پیش کیے جاتے ہیں جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ ہر پیر اور جمعرات کے روز مجھ پر امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ ۱۲ منہ

زُمْرَةٌ حَتّٰى إِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَيْنِي وَبَيْنِهِمْ فَقَالَ هَلُمَّ فَقُلْتُ أَيْنَ قَالَ إِلَى النَّارِ وَاللّٰهِ قُلْتُ وَمَا شَأْنُهُمْ قَالَ إِنَّهُمُ ارْتَدُّوا بَعْدَكَ عَلٰى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰى ثُمَّ إِذَا زُمْرَةٌ حَتّٰى إِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَيْنِي وَبَيْنِهِمْ فَقَالَ هَلُمَّ قُلْتُ أَيْنَ قَالَ إِلَى النَّارِ وَاللّٰهِ قُلْتُ مَا شَأْنُهُمْ قَالَ إِنَّهُمُ ارْتَدُّوا بَعْدَكَ عَلٰى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰى فَلَا أُرَاهُ يَخْلُصُ مِنْهُمْ إِلَّا مِثْلُ هَمَلِ النَّعَمِ۔

پہچان لوں گا اتنے میں میرے اور ان کے درمیان سے ایک شخص نکلے گا وہ (اللہ کا فرشتہ ہوگا) اس گروہ سے کہنے لگے گا ادھر آؤ میں پوچھوں گا کیوں ان کو کدھر لے چلے وہ کہے گا دوزخ کی طرف اور کہاں خدا کی قسم دوزخ کی طرف میں پوچھوں گا دھر کیا (ان سے کیا قصور ہوا) وہ کہے گا یہ لوگ تمہاری وفات کے بعد الٹے پاؤں پلٹ گئے تھے خیر اس کے بعد ایک اور گروہ نمودار ہوگا میں ان کو بھی پہچان لوں گا (کہ یہ میری امت کے مسلمان لوگ ہیں) اتنے میں میرے اور ان کے بیچ میں سے ایک شخص نکلے گا وہ ان سے کہے گا دوزخ کی طرف اللہ کی قسم دوزخ کی طرف میں پوچھوں گا ان کی کہے گا دوزخ کی طرف اللہ کی قسم دوزخ کی طرف میں پوچھوں گا ان کی خطا وہ کہے گا تمہاری وفات کے بعد یہ لوگ الٹے پاؤں (اسلام سے) پھر گئے تھے میں سمجھتا ہوں ان گروہوں میں سے ایک آدمی بھی نہیں بچنے کا (سب کو دوزخ میں لے جائیں گے)۔

٣٠٧۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلٰى حَوْضِي۔

مجھ سے ابراہیم بن منذر حزامی نے بیان کیا کہا ہم سے انس بن عیاض نے انہوں نے عبید اللہ عمری سے انہوں نے خبیب بن عبدالرحمن سے انہوں نے حفص بن عاصم سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور منبر کے بیچ میں (جو زمین کا ٹکڑا ہے) یہ بہشت کے چمنوں میں سے ایک چمن ہوگا (اکھڑ کر بہشت میں رکھ دیا جائے گا) اور میرا یہ جو منبر (دنیا میں) ہے یہ (قیامت کے دن) میرے حوض پر رکھا جائے گا۔

٣٠٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا مجھ کو میرے والد عثمان بن جبلہ نے خبر دی انہوں نے شعبہ سے انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے کہا میں نے جندب بن عبداللہ بجلی سے سنا کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے میں حوض کوثر پر تمہارا پیش خیمہ ہوگا۔

٣٠٩۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا

ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے

---

١ کہ یہ میری امت کے مسلمان لوگ ہیں ١٢ منہ ٢ اسلام سے مرتد ہو کر کافر بن گئے تھے ١٢ منہ۔

اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلٰوتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلٰكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا ؕ

انہوں نے یزید بن حبیب سے انہوں نے ابو الخیر (مرثد) سے انہوں نے عقبہ بن عامر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن (مدینہ سے) باہر نکلے اور احد والوں کے لیے (جو جنگ احد میں شہید ہوئے تھے) اس طرح دعا کی جیسے میت کے لیے (جنازے کی نماز میں) دعا کرتے ہیں اس کے بعد لوٹ کر منبر پر آئے فرمایا (لوگو) میں تمہارا پیش خیمہ ہوں[1] اور میں تمہارے اعمال کو دیکھتا رہوں گا[2] اور خدا کی قسم میں تو اپنے حوض کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو زمین کی کنجیاں یا زمین کے خزانوں کی کنجیاں (یہ راوی کو شک ہے) عنایت فرمائیں[3] اور خدا کی قسم مجھ کو اب یہ ڈر نہیں رہا کہ تم میرے بعد پھر مشرک بن جاؤ گے[4] مگر میں ڈرتا ہوں کہیں تم دنیا کے لالچ میں نہ پڑ جاؤ (اور ایک دوسرے سے رشک اور حسد کرنے لگو)۔

١٠٣١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُ سَمِعَ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْحَوْضَ فَقَالَ كَمَا بَيْنَ الْمَدِينَةِ وَصَنْعَاءَ وَزَادَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ حَارِثَةَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهُ حَوْضُهُ مَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَالْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ الْمُسْتَوْرِدُ أَلَمْ تَسْمَعْهُ قَالَ الْأَوَانِيَ قَالَ لَا قَالَ

ہم سے علی ابن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے حرمی بن عمارہ نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے معبد بن خالد سے انہوں نے حارثہ بن وہب سے سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے حوض کوثر کا ذکر کیا تو فرمایا وہ اتنا بڑا ہے جیسے مدینہ سے صنعا[5] (جو پندرہ دن کی راہ ہے) اور محمد بن ابراہیم بن ابی عدی نے بھی اس حدیث کو شعبہ سے روایت کیا انہوں نے معبد بن خالد سے انہوں نے حارثہ بن وہب سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ جب حارثہ نے آنحضرت صلی علیہ وسلم کا یہ قول بیان کیا کہ آپ کا حوض اتنا بڑا ہے جتنا صنعا سے مدینہ تو مستورد بن شداد صحابی نے ان سے کہا کیا تم نے اس کے برتنوں کے باب میں آنحضرتؐ سے کچھ نہیں سنا حارثہ نے کہا نہیں مستورد نے

۱؎ اس لیے آگے جاتا ہوں گویا آپ نے اشارہ کیا کہ میری وفات قریب ہے ۱۲ منہ ۲؎ یعنی وفات کے بعد بھی تمہارے اعمال مجھ پر پیش ہوتے رہیں گے جیسے دوسری حدیث میں آیا ہے ۱۲ منہ ۳؎ یہ ارشاد تھا روم اور ایران وغیرہ کی فتح کا ۱۲ منہ ۴؎ کیونکہ توحید تمہارے دلوں میں رچ گئی ہے شرک سے نفرت ہو گئی ہے ۱۲ منہ ۵؎ صنعا یمن کا پائے تخت ہے یہ شہر اب تک قائم ہے ۱۲ منہ ۶؎ اس کو امام مسلم اور اسماعیلی نے وصل کیا ۱۲ منہ

الْمُسْتَوْرِدُ تُرَى فِيهِ الْآنِيَةُ مِثْلَ الْكَوَاكِبِ ۔

کہا اس پر اتنے برتن رکھے دکھائی دیں گے جیسے آسمان کے تارے (یعنی بے شمار)۔

۱۱۳۱۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي عَلَى الْحَوْضِ حَتَّى أَنْظُرَ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ مِنْكُمْ وَسَيُؤْخَذُ نَاسٌ دُونِي فَأَقُولُ يَا رَبِّ مِنِّي وَمِنْ أُمَّتِي فَيُقَالُ هَلْ شَعَرْتَ مَا عَمِلُوا بَعْدَكَ وَاللَّهِ مَا بَرِحُوا يَرْجِعُونَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ فَكَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلَى أَعْقَابِنَا أَوْ نُفْتَنَ عَنْ دِينِنَا أَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُونَ تَرْجِعُونَ عَلَى الْعَقِبِ ۔

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا انہوں نے نافع بن عمر سے کہا مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا انہوں نے اسماء بنت ابی بکرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں (قیامت کے دن) حوض کوثر پر رہ کر تم میں سے آنے والوں کو دیکھتا رہوں گا کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو میرے نزدیک آجانے کے بعد پکڑ لیے جائیں گے میں کہوں گا پروردگار یہ تو میرے لوگ ہیں میری امت ہیں فرشتے کہیں گے تم کیا جانو انہوں نے جو تمہارے بعد گن کیے خدا کی قسم یہ برابر (الٹے پاؤں) ایڑیوں کے بل اسلام سے پھرے رہے ابن ابی ملیکہ یہ حدیث بیان کر کے یوں دعا کرتے تھے یا اللہ ہم تیری پناہ چاہتے ہیں اس سے کہ ایڑیوں کے بل پھر جائیں یا دین کے فتنے میں مبتلا ہو جائیں۔ امام بخاریؒ نے کہا (سورہ مومنون میں) جو ہے علیٰ اعقابکم تنکصون اس کا معنی یہی ہے اپنی ایڑیوں کے بل الٹے پھرتے تھے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت رحم والا ہے مہربان

كِتَابُ التَّقْدِيرِ

بَابٌ ۱۵ فِي الْقَدَرِ ۔

باب تقدیر کے بیان میں

۵۱ ابن ابی ملیکہ کا یہ قول اسی سند سے مروی ہے تعلیق نہیں ہے ۱۲ منہ ۵۲ تقدیر پر ایمان لانا فرض اور جزو ایمان ہے یعنی جو کچھ برا بھلا چھوٹا بڑا دنیا میں قیامت تک ہونے والا تھا وہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ٹھہر چکا تھا اسی کے مطابق ظاہر ہوگا اور بندے کو ایک ظاہری اختیار دیا گیا ہے جس کو کسب کہتے ہیں حاصل یہ ہے کہ نہ بندہ بالکل مجبور ہے نہ بالکل مختار ہے اہل سنت و جماعت اور صحابہ کرام اور سلف صالحین کا یہی اعتقاد تھا پھر قدریہ اور جبریہ پیدا ہوئے قدریہ کہنے لگے کہ بندے کے افعال میں اللہ کو کچھ دخل نہیں ہے وہ اپنے افعال کا خود خالق ہے اور جو کرتا ہے اپنے اختیار سے کرتا ہے جبریہ کہنے لگے کہ بندہ جمادات کی طرح بالکل مجبور ہے اس کو اپنے کسی فعل میں کوئی اختیار نہیں ہے ایک نے افراط کی دوسرے نے تفریط کی اہل سنت بیچ بیچ میں ہیں امام جعفر صادق نے فرمایا لا جبر ولا تفویض ولکن امر بین امرین ابن سمعانی نے کہا تقدیر اللہ تعالیٰ کا سر ہے جو دنیا میں کسی پر ظاہر نہیں ہوا یہاں تک کہ پیغمبروں پر بھی ۱۲ منہ۔

۳۱۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنْبَأَنِي سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا ثُمَّ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعٍ بِرِزْقِهِ وَأَجَلِهِ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ فَوَاللَّهِ إِنَّ أَحَدَكُمْ أَوِ الرَّجُلَ يَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا غَيْرُ بَاعٍ أَوْ ذِرَاعٍ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا غَيْرُ ذِرَاعٍ أَوْ ذِرَاعَيْنِ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا قَالَ آدَمُ إِلَّا ذِرَاعٌ ۔

ہم سے ابو الولید ہشام بن عبد الملک نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو سلیمان اعمش نے خبر دی میں نے زید بن وہب سے سُنا انہوں نے عبد اللہ بن مسعود سے انہوں نے کہا ہم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا آپ سچے تھے اور اللہ نے جو وعدہ کیا تھا وہ سچا تھا فرمایا تم میں سے ہر ایک آدمی کا نطفہ چالیس دن تک ماں کے پیٹ میں نطفہ رہتا ہے پھر خون کی پھٹکی بن جاتا ہے چالیس دن تک یہی رہتا ہے (پھر چار مہینے بعد) اللہ تعالےٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے اس کو چار باتیں لکھنے کا حکم ہوتا ہے اس کی روزی اس کی عمر اس کی نیک بختی اس کی بدبختی تو خدا کی قسم تم میں سے کوئی شخص اس کا اس کی روزی اس کی عمر اس کی نیک بختی اس کی بدبختی تو خدا کی قسم تم میں سے کوئی شخص یا کوئی آدمی (ساری عمر) دوزخیوں کے کام کرتا رہتا ہے دوزخ اس سے ایک ہاتھ یا ایک باع رہ جاتی ہے پھر تقدیر کا لکھا غالب آجاتا ہے وہ بہشتیوں کا سا کام کرتا ہے اور بہشت میں جاتا ہے اور کوئی آدمی (ساری) عمر بہشتیوں کے سے کام کرتا رہتا ہے بہشت اس سے ایک ہاتھ یا دو ہاتھ پر رہ جاتی ہے پھر تقدیر کا لکھا غالب آتا ہے وہ دوزخیوں کے سے کام کرتا ہے آخر دوزخ میں جاتا ہے آدم بن ابی ایاس نے اپنی روایت میں یوں کہا ایک ہاتھ پر رہ جاتی ہے۔

ؔ دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے وہ اس میں روح پھونکتا ہے تو روح چار مہینے کے بعد پھونکی جاتی ہے ابن عباس کی روایت میں یوں ہے چار مہینے دس دن بعد حافظؒ نے کہا قاضی عیاض نے کہا اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ روح ایک سو بیس دن کے بعد پھونکی جاتی ہے اور مشاہدہ اور جنین کی حرکت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے میں کہتا ہوں اس زمانہ کے ڈاکٹروں اور حکیموں نے مشاہدہ اور تجربہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ چار مہینے گزرنے کے پیشتر ہی جنین میں جان پڑ جاتی ہے اب جن روایتوں میں روح پھونکنے کا ذکر نہیں ہے جیسے امام بخاری کی اس روایت میں ان میں تو کوئی اشکال ہی نہ ہوگا لیکن جن روایتوں میں اس کا ذکر ہے تو حدیث غلط نہیں ہو سکتی بلکہ ڈاکٹروں اور حکیموں کا دعویٰ غلط کہنا چاہیئے شاید ان کو دھوکا ہوا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ روح حیوانی چار مہینے سے پیشتر جنین میں پڑ جاتی ہو لیکن حدیث میں روح سے مراد روح انسانی یعنی نفس ناطقہ ہے وہ چار مہینے دس دن کے بعد ہی بدن سے متعلق ہوتا ہوگا ۱۲ منہ ؔ اور شک نہیں کی اس کو امام بخاری نے توحید میں وصل کیا ۱۲ منہ۔

۳۱۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَكَّلَ اللهُ بِالرَّحِمِ مَلَكًا فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ نُطْفَةٌ أَيْ رَبِّ عَلَقَةٌ أَيْ رَبِّ مُضْغَةٌ فَإِذَا أَرَادَ اللهُ أَنْ يَقْضِيَ خَلْقَهَا قَالَ أَيْ رَبِّ ذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى أَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ فَمَا الرِّزْقُ فَمَا الْأَجَلُ فَيُكْتَبُ كَذٰلِكَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ ۞

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے عبید اللہ بن ابی بکر بن انس سے انہوں نے اپنے دادا انس بن مالک رض سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے رحم پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے وہ پروردگار سے (سب حال) عرض کرتا رہتا ہے پروردگار ابھی نطفہ ہے اب پھٹکی ہوا اب گوشت کا مچہ ہوا جب اللہ تعالیٰ بچہ کی پیدائش پوری کرنا چاہتا ہے تو وہ پوچھتا ہے پروردگار یہ مرد ہوگا یا عورت نیک بخت ہوگا یا بدبخت اور اس کی روزی کیا ہے اس کی عمر کیا ہے پھر (جیسا حکم ہوتا ہے) ویسا ہی جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے لکھ دیا جاتا ہے۔

بَابُ ۱۵ جَفَّ الْقَلَمُ عَلَى عِلْمِ اللهِ

وَأَضَلَّهُ اللهُ عَلَى عِلْمٍ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَهَا سَابِقُونَ سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ ۞

باب اللہ کے علم میں جو کچھ تھا وہ سب لکھا جا کر قلم سوکھ گیا[1]

(یعنی فراغت ہو چکی) اور اللہ نے (سورہ جاثیہ میں) فرمایا جیسا اللہ کے علم میں تھا اس موافق اس کو گمراہ کر دیا اور ابوہریرہ رض نے کہا آنحضرت نے مجھ سے فرمایا جو کچھ تجھ سے ملنے والا ہے اس کو لکھ کر قلم سوکھ گیا ابن عباس رض نے کہا (سورہ مومنون میں) جو ہے ہم لہا سابقون یعنی ان کی تقدیر میں پہلے ہی سے نیک بختی لکھ دی گئی تھی[2]

۳۱۴۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ الرِّشْكُ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ يُحَدِّثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ يُعْرَفُ أَهْلُ الْجَنَّةِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلِمَ يَعْمَلُ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے یزید رشک[3] نے کہا میں نے مطرف بن عبد اللہ سے سنا وہ عمران بن حصین رض سے روایت کرتے تھے ایک شخص (خود عمران بن حصین نے) کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا بہشتی اور دوزخی لوگ پہچانے جا چکے ہیں (یعنی اللہ کے علم میں الگ الگ ہو چکے ہیں) آپ نے فرمایا بیشک اس شخص نے کہا پھر عمل کرنے والے کیوں عمل کرتے ہیں آپ نے

---

[1] یہ ترجمہ باب خود ایک حدیث میں مذکور ہے جس کو امام احمد اور ابن حبان نے نکالا اس میں یوں ہے اسی لیے میں کہتا ہوں جف القلم علی علم اللہ یہ قول عبد اللہ بن عمر کا ہے ۱۲ منہ
[2] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] رشک بہ کسر را ان کا لقب ہے چونکہ ان کی داڑھی بہت لمبی تھی کہتے ہیں ان کی ڈاڑھی میں ایک بچھو گھس گیا تھا تین دن اسی میں رہا ان کو خبر نہیں ہوئی ۱۲ منہ [4] بے فائدہ محنت اٹھاتے ہیں جو تقدیر میں ہے وہ ہوگا ۱۲ منہ۔

الْعَامِلُوْنَ قَالَ كُلٌّ يَعْمَلُ لِمَا خُلِقَ لَهٗ اَوْ لِمَا يُسِّرَ لَهٗ ؎

فرمایا بات یہ ہے کہ جو جس کے لیے پیدا ہوا ہے اس کی تقدیر میں ہے (بہشت یا دوزخ) اسی کے موافق اس کو اعمال کرنے کی توفیق دی جاتی ہے [1]

بَابٌ ۱۵۲ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عٰمِلِيْنَ ؎

باب اس بیان میں کہ مشرکوں کی اولاد کا حال اللہ ہی کو معلوم تھا کہ اگر وہ بڑے ہوتے زندہ رہتے تو کیسے عمل کرتے۔

۳۱۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَوْلَادِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ ؎

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر بن محمد جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابوبشر (جعفر بن ابی وحشیہ) سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس رض سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا مشرکوں کی اولاد کہاں جائے گی (بہشت میں یا دوزخ میں) فرمایا اللہ خوب جانتا تھا جو وہ (بڑے ہو کر) عمل کرتے [2]

۳۱۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَاَخْبَرَنِيْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ ؎

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے (انہوں نے کچھ اور بیان کیا) اور کہا مجھ کو عطاء بن یزید لیثی نے خبر دی انہوں نے ابوہریرہ رض سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا مشرکوں کی اولاد کا کیا حال ہونا ہے آپ نے فرمایا اللہ ہی خوب جانتا ہے جو وہ عمل کرنے والے تھے۔

۳۱۷۔ حَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ

مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی کہا ہم کو معمر بن راشد نے انہوں نے ہمام بن منبہ سے انہوں نے ابوہریرہ رض سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ پیدائشی دین اسلام پر پھر اس

[1] آپ کا مطلب یہ ہے کہ تقدیر کا علم بندے کو نہیں ہے نہ بندے کو اس سے کوئی غرض ہونا چاہیئے ہر شخص کو لازم ہے کہ نیک اعمال کے لیے کوشش کرے اب جس شخص کی تقدیر میں بہشتی ہی لکھا ہے اس کو نیک اعمال کی اور جس کی تقدیر میں دوزخی ہونا لکھا ہے اس کو برے اعمال کی توفیق ہو گی ۱۲ منہ [2] تو اپنے علم کے موافق ان کا فیصلہ کرے گا جو اگر بڑے ہوتے تو اچھے عمل کرتے ان کو بہشت میں لے جائے گا جو بڑے ہو کر برا عمل کرتے ان کو دوزخ میں لے جائے گا مگر اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جرم کرنے سے پہلے سزا دینا عدل اور انصاف کے خلاف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مالک کا کوئی فعل عدل کے خلاف نہیں ہے سب اس کی ملک ہیں اپنے ملک میں تصرف کرنا ظلم نہیں ہو سکتا مشرکین کی اولاد میں بہت سے قول ہیں بعضوں نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے جو ہونے والا ہے۔ ربنا لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العزیز الحکیم ۱۲ منہ [3] اس میں اسلام کی قابلیت ہوتی ہے۔ ۱۲ منہ۔

فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ كَمَا تُنْتِجُوْنَ الْبَهِيْمَةَ هَلْ تَجِدُوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ حَتّٰى تَكُوْنُوْا اَنْتُمْ تَجْدَعُوْنَهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَرَاَيْتَ مَنْ يَّمُوْتُ وَهُوَ صَغِيْرٌ قَالَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ ؛

کے ماں باپ (یار دوست بہکا کر) اس کو یہودی یا نصرانی (یا بدھ یا ہندو یا پارسی) بنا ڈالتے ہیں جیسے تم اپنے جانور (گائے بکری اونٹنی) کو جنا تے ہو کوئی بچہ کن کٹا بھی دیکھتے ہو (کوئی نہیں سب اچھے پورے اعضا کے پیدا ہوتے ہیں) پھر تم ہی ان کو کن کٹا بناتے ہو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ جو بچہ کم سنی میں مر جائے اس کا کیا حال ہوتا ہے آپ نے فرمایا اللہ خوب جانتا تھا (بڑا ہو کر) جیسا عمل والا وہ تھا۔

باب ۱۵۳ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ؛

باب اللہ نے جو حکم دیا ہے (تقدیر میں لکھ دیا ہے) وہ ضرور ہو کر رہے گا (اس سے بچاؤ ممکن نہیں)۔

۳۱۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْاَلِ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا وَلْتَنْكِحْ فَاِنَّ لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا ؛

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت اپنی بہن سوکن کا حصہ بھی مار لینے کے لیے خاوند سے یہ درخواست نہ کرے کہ وہ اس کو طلاق دے دے بلکہ یوں ہی (بلا شرط) نکاح کرو جو اس کے نصیب میں ہے اتنا ہی اس کو ملے گا[1]

۳۱۹۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ عُثْمٰنَ عَنْ اُسَامَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَهُ رَسُوْلُ اِحْدٰى بَنَاتِهِ وَعِنْدَهُ سَعْدٌ وَّاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَّمُعَاذٌ اَنَّ ابْنَهَا يَجُوْدُ بِنَفْسِهِ فَبَعَثَ اِلَيْهَا لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلِلّٰهِ مَا اَعْطٰى كُلٌّ بِاَجَلٍ فَلْتَصْبِرْ

ہم سے مالک بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے اسرائیل نے انہوں نے عاصم بن سلیمان سے انہوں نے ابوعثمان نہدی سے انہوں نے اسامہ بن زید سے انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں آپ کی صاحبزادی (حضرت زینب) کی طرف سے ایک شخص (نام نامعلوم) آپ کے بلانے کو آیا اس وقت آپ کے پاس سعد بن عبادہ اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل بیٹھے ہوئے تھے وہ شخص کہنے لگا ان کا بیٹا (علی بن ابوالعاص) دم چھوڑ رہا تھا آپ نے (اسی آدمی کے ہاتھ سلام) کہلا بھیجا اللہ ہی کا مال ہے جو وہ لے لے اور جو وہ عنایت فرمائے اور ہر چیز کی ایک مدت مقرر

[1] سوکن کو طلاق ہو جانے سے زیادہ نہیں مل سکتا ۱۲ منہ۔

وَلْتَحْتَسِبْ ؎

۳۲۰۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰی اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَيْرِيْزٍ الْجُمَحِيُّ اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نُصِيْبُ سَبْيًا وَنُحِبُّ الْمَالَ كَيْفَ تَرٰى فِي الْعَزْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَ اِنَّكُمْ تَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ لَا عَلَيْكُمْ اَنْ لَّا تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ لَيْسَتْ نَسَمَةٌ كَتَبَ اللّٰهُ اَنْ تَخْرُجَ اِلَّا هِيَ كَائِنَةٌ ؎

۳۲۱۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَا تَرَكَ فِيْهَا شَيْئًا اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا ذَكَرَهٗ عَلِمَهٗ مَنْ عَلِمَهٗ وَجَهِلَهٗ مَنْ جَهِلَهٗ اِنْ كُنْتُ لَاَرَى الشَّيْءَ قَدْ نَسِيْتُ فَاَعْرِفُ مَا يَعْرِفُ الرَّجُلُ اِذَا غَابَ عَنْهُ فَرَاٰهُ فَعَرَفَهٗ ؎

۳۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِيْ

مدت مقرر ہے صبر کرو اور اللہ ہی سے ثواب چاہو[1]

ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم سے یونس بن یزید نے بیان کیا انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عبداللہ بن محیریز جمحی سے خبر دی ان کو ابو سعید خدری نے وہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک انصاری شخص[2] آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ہم کو باندیاں قید میں ملتی ہیں مگر ہم ان کے کوڑے کرنا چاہتے ہیں یعنی بیچ کر تو آپ کیا فرماتے ہیں اگر ہم ان سے عزل کریں[3] آپ نے فرمایا تم ایسا کرتے ہو کچھ قباحت نہیں اگر تم ایسا نہ کرو کیونکہ جس جان کا پیدا ہونا اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھ دیا ہے وہ ضرور پیدا ہو گی۔

ہم سے موسیٰ بن مسعود نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے حذیفہ بن یمان سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک خطبہ سنایا اور قیامت تک جتنی باتیں ہونے والی تھیں وہ سب بیان فرمائیں اب جس کو یاد رہیں اس کو یاد رہیں اور جس کو بھول گئیں اس کو بھول گئیں بعضی بات ایسی تھی جب وہ ظاہر ہوتی تو میں پہچان لیتا (کہ آنحضرتؐ نے اس کا ذکر کیا تھا) جیسے کوئی شخص کسی کو پہچانتا ہو[4] مگر وہ غائب ہو پھر سامنے آئے تو اس کو پہچان لے۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا انہوں نے ابو حمزہ سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے سعد بن عبیدہ سے انہوں نے ابو عبدالرحمٰن

[1] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے یہاں امام بخاری اس کو اس لیے لائے کہ اس سے ہر چیز کی مدت مقرر ہونا اور ہر کام کا اپنے وقت پر ضرور ظاہر ہونا نکلتا ہے ۱۲ منہ [2] ابو صرمہ بن قیس یا ابو سعید یا مجدی بن عمرو ضمری ۱۲ منہ [3] یعنی انزال کے وقت ذکر باہر نکال لیں ۱۲ منہ [4] اس کی صورت اس کے دل میں نقش ہو ۱۲ منہ۔

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ عُوْدٌ يَنْكُتُ فِي الْاَرْضِ وَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا قَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ اَوْ مِنَ الْجَنَّةِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اَلَا نَتَّكِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُّيَسَّرٌ ثُمَّ قَرَأَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى الْاٰيَةَ ؛

سلمی سے انہوں نے حضرت علیؓ سے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس کو زمین پر مار رہے تھے آپ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک شخص کا ٹھکانا لکھ دیا گیا ہے خواہ دوزخ میں خواہ بہشت میں یہ سن کر ایک شخص (سراقہ بن مالک بن جعشم) کہنے لگا یارسول اللہ کیا ہم اس تقدیر کے لکھے پر بھروسہ کر لیں (محنت کرنا چھوڑ دیں) آپ نے فرمایا نہیں عمل کیے جاؤ ہر ایک کو وہی راستہ آسان کیا جائیگا اسی کی توفیق ملے گی جس کے لیے پیدا کیا گیا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی فاما من اعطی واتقی اخیر تک۔

بَابٌ ۵۴۱ الْعَمَلُ بِالْخَوَاتِيْمِ ؛

باب اعمال میں خاتمہ کا اعتبار ہے۔

۳۲۳۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِّمَّنْ مَّعَهُ يَدَّعِي الْاِسْلَامَ هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ وَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَاَثْبَتَتْهُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ الَّذِيْ تَحَدَّثْتَ اَنَّهُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ فَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّهُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ يَرْتَابُ فَبَيْنَمَا هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ اَلَمَ الْجِرَاحِ فَاَهْوٰى بِيَدِهٖ اِلٰى كِنَانَتِهٖ فَانْتَزَعَ مِنْهَا سَهْمًا فَانْتَحَرَ بِهَا فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے حبان ابن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو معمر نے انہوں نے زہری سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا ہم جنگ خیبر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ نے ایک شخص کے حق میں جو (بظاہر) اسلام کا دعویٰ کرتا تھا فرمایا دوزخی ہے خیر جب جنگ شروع ہوئی تو یہ شخص خوب لڑا ایسا لڑا کہ سخت زخمی ہو گیا اور حرکت کے قابل نہ رہا اس وقت ایک شخص آپ کے صحابہ میں سے آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ آپ نے جس شخص کو فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے وہ تو اللہ کی راہ میں لڑا اور خوب لڑا اور سخت زخمی ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (کچھ ہو) وہ دوزخی ہے یہ سن کر بعضے صحابہ کو شک پیدا ہونے کو تھی اسی اثنا میں وہ شخص جو بہت زخمی ہو گیا تھا اس کو تکلیف ہونے لگی اس نے کیا کیا اپنی ترکش کی طرف ہاتھ بڑھا کر ایک تیر نکالا اور اپنے تئیں مار لیا (ہلاک کر ڈالا) یہ حال دیکھتے ہی کئی مسلمان دوڑتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے کہنے لگے یارسول اللہ اللہ نے آپ کا فرمانا سچ کیا اس شخص

فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ حَدِيْثَكَ قَدِ انْتَحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ قُمْ فَاَذِّنْ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَاِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ ۔

۳۲۴ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَعْظَمِ الْمُسْلِمِيْنَ غَنَاءً عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّنْظُرَ اِلَى الرَّجُلِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا فَاتَّبَعَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ وَهُوَ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ مِنْ اَشَدِّ النَّاسِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَجَعَلَ ذُبَابَةَ سَيْفِهٖ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ حَتّٰى خَرَجَ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ فَاَقْبَلَ الرَّجُلُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْرِعًا فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ قُلْتَ لِفُلَانٍ مَّنْ اَحَبَّ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ اِلَيْهِ وَكَانَ مِنْ اَعْظَمِنَا غَنَاءً عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ

نے اپنے تئیں آپ مار ڈالا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلال اٹھ اور لوگوں میں منادی کر دے بہشت میں وہی جائے گا جو دل سے ایمان دار ہے اور اللہ تعالیٰ بدکار (منافق) شخص سے بھی اس دین کی مدد کرائے گا[1]

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم سے ابو غسان محمد بن مطرف نے کہا مجھ سے ابو حازم نے انہوں نے سہل بن سعد سے انہوں نے کہا (قزمان نامی) وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جہاد میں مسلمانوں کے بہت کام آیا (مسلمانوں کی طرف سے خوب لڑ رہا تھا کافروں کو خوب مار رہا تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھ کر فرمایا جو کوئی یہ چاہتا ہو دوزخ والوں میں سے کسی کو دیکھے وہ اس شخص کو دیکھے آپ کا یہ ارشاد سن کر مسلمانوں میں سے ایک شخص (اکثم بن ابی الجون خزاعی) اس کے پیچھے ہوا (ساتھ ساتھ چلا) اس شخص (یعنی قزمان) کا یہ حال تھا کافروں پر سخت حملے کر رہا تھا یہاں تک کہ خود بھی زخمی ہو گیا اور جلدی مرنے کے لیے اس نے تلوار کی نوک اپنی چھاتیوں کے بیچ میں رکھی (اس پر زور ڈالا) تلوار مونڈھوں کے بیچ میں پار نکل آئی (اور مر گیا[2]) یہ حال دیکھتے ہی وہ شخص جو اس کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا (یعنی اکثم) دوڑتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں آپ بیشک اللہ کے پیغمبر ہیں آپ نے پوچھا کہہ تو کیا قصہ ہے وہ کہنے لگا آپ نے فلاں شخص (قزمان) کی نسبت یہ فرمایا تھا کہ جو کوئی کسی دوزخی کو دیکھنا چاہے وہ اس کو دیکھے حالانکہ وہ مسلمانوں کی طرف سے (اس جنگ میں) بڑا کام آ رہا تھا میں سمجھا وہ تو

[1] جیسے اس منافق شخص سے کرائی جو اپنی ناموری کے لیے لڑ رہا تھا اس کے دل میں ایمان نہ تھا خدا کی رضامندی مقصود نہ تھی اس لیے اس نے زخموں کی تکلیف پر صبر نہ کیا اور خودکشی کر لی ۱۲ منہ [2] اگلی روایت میں یوں ہے کہ اس نے تیر سے اپنے تئیں ہلاک کیا اس میں یہ ہے کہ تلوار کی نوک سے شاید یہ الگ الگ قصے ہوں یا تیر اور تلوار دونوں سے مارا ہو ۱۲ منہ۔

فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَا يَمُوتُ عَلَى ذٰلِكَ فَلَمَّا جُرِحَ اسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ ۔

دوزخی ہو کر مرنے والا نہیں خیر جب زخمی ہو گیا تو اس نے کیا کیا جلدی مرنے کے لیے خودکشی کی اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو ایک بندہ (ساری عمر) دوزخیوں کے سے کام کرتا رہتا ہے لیکن وہ بہشتی ہوتا ہے (اس کا خاتمہ بالخیر ہوتا ہے) اور ایک بندہ (ساری عمر) بہشتیوں کے سے کام کرتا رہتا ہے لیکن وہ دوزخی ہوتا ہے اس کا خاتمہ برا ہوتا ہے تو اعتبار خاتمہ ہی کا ہے [1]

بَابٌ ۱۵۵ إِلْقَاءُ النَّذْرِ الْعَبْدَ إِلَى الْقَدَرِ ۔

باب نذر کرنے سے تقدیر نہیں پلٹ سکتی (وہی ہو گا جو تقدیر میں ہے [2])۔

۳۲۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّذْرِ قَالَ إِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ ۔

ہم سے ابونعیم (فضل بن دکین) نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے عبداللہ بن مرہ ہمدانی سے انہوں نے عبداللہ بن عمر سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر کرنے سے (منت ماننے سے) منع فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ نذر سے تقدیر نہیں پلٹ سکتی بلکہ نذر بخیل کے دل سے پیسہ نکالتی ہے [3]

۳۲۶۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو معمر نے انہوں نے ہمام ابن منبہ سے انہوں نے ابوہریرہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے

---

[1] یا اللہ ہمارا اور سب سچے مسلمانوں کا خاتمہ بالخیر کر ۱۲ منہ [2] اکثر لوگوں کا یہ قاعدہ ہے کہ یوں تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا پیسہ نہیں خرچتے جب کوئی مصیبت آن پڑتی ہے اس وقت طرح طرح کی منتیں اور نذریں مانتے ہیں باب کی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نذر اور منت ماننے سے تقدیر نہیں پلٹ سکتی ہوتا وہی ہے جو تقدیر میں ہے مسلم کی روایت میں صاف یوں ہے کہ نذر نہ مانا کرو اس لیے کہ نذر سے تقدیر نہیں پلٹ سکتی حالانکہ نذر کا پورا کرنا واجب ہے مگر آپ نے جو نذر سے منع فرمایا وہ اسی نذر سے جس میں یہ اعتقاد ہو کہ نذر کرنے سے بلا ٹل جائے گی جیسے اکثر جاہلوں کا اعتقاد ہوتا ہے لیکن اگر یہ سمجھ کر نذر کرے کہ نافع اور ضار اللہ ہی ہے اور حراس نے تقدیر میں لکھا ہے وہی ہوگا تو ایسی نذر منع نہیں بلکہ اس کا پورا کرنا ایک عبادت اور واجب ہے مترجم کہتا ہے جب اللہ کی نذر ماننے سے آپ نے منع فرمایا اور یہ جتلا دیا کہ نذر سے تقدیر نہیں پلٹ سکتی تو وائے برحال ان لوگوں کے جو خدا کو چھوڑ کر دوسرے بزرگوں یا درویشوں کی نذر مانیں وہ تو علاوہ گنہگار ہونے کے اپنا ایمان بھی کھوتے ہیں کیونکہ نذر ایک عبادت ہے اور غیر اللہ کی نذر کرنے والا مشرک ہو جاتا ہے ۱۲ منہ [3] یوں تو اس کے دل سے پیسہ نکلتا نہیں جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو نذر مانتا ہے اور اتفاق سے اس کا مطلب پورا ہو گیا تو اب پیسہ خرچ کرنا پڑتا ہے جھک مار کر اس وقت خرچنا ہے ۱۲ منہ

قَالَ لَا يَاْتِ ابْنَ اٰدَمَ النَّذْرُ بِشَيْءٍ لَّمْ يَكُنْ قَدْ قَدَّرْتُهٗ وَلٰكِنْ يُّلْقِيْهِ الْقَدَرُ وَقَدْ قَدَّرْتُهٗ لَهٗ اَسْتَخْرِجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِيْلِ ؕ

فرمایا (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) آدمی کو منت ماننے سے وہ بات حاصل نہیں ہوتی جو میں نے اس کی تقدیر میں نہیں لکھی بلکہ منت ماننا خود تقدیر سے ہوتا ہے بس تقدیر میں منت ماننا کر کے بخیل کے دل سے پیسہ نکالتا ہوں

بَابُ ۱۵۶ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

باب لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہنے کی فضیلت[1]

۳۲۷۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُو الْحَسَنِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِيْ عُثْمٰنَ النَّهْدِيِّ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزَاةٍ فَجَعَلْنَا لَا نَصْعَدُ شَرَفًا وَّلَا نَعْلُوْ شَرَفًا وَّلَا نَهْبِطُ فِيْ وَادٍ اِلَّا رَفَعْنَا اَصْوَاتَنَا بِالتَّكْبِيْرِ قَالَ فَدَنَا مِنَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يٰاَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّمَا تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ثُمَّ قَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ اَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَةً هِيَ مِنْ كُنُوْزِ

مجھ سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو خالد حذا نے انہوں نے ابوعثمان نہدی سے انہوں نے ابوموسیٰ اشعری سے انہوں نے کہا ہم ایک جہاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہم جب کسی ٹیلے پر چڑھتے یا بلندی پر پہنچتے یا نشیب میں اترتے تو پکار کر اللہ اکبر کہتے یہ حال دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے فرمایا لوگو اپنے تئیں آرام دو (آہستہ ذکر الٰہی کرو) کیونکہ تم ایسے کو نہ تو بہرے پکارتے ہو جو بہرا یا غائب ہے تم تو اس خدا کو پکارتے ہو جو (سب کچھ) سن رہا ہے دیکھ رہا ہے (دونوں تک کی بات جانتا ہے) پھر فرمانے لگے عبداللہ بن قیس (یہ ابوموسیٰ اشعری کی کنیت ہے) میں تجھ کو ایک کلمہ سکھلاؤں جو بہشت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے

[1] یہ بڑی برکت کا کلمہ اور شیطان اور تمام بلاؤں سے بچنے کی عمدہ سپر ہے اس کا معنی یہ ہے کہ آدمی کو گناہ یا بلا سے بچانے والا اور عبادت کی توفیق اور طاقت اور نعمت دینے والا اللہ ہی ہے ہمارے مرشد حضرت شیخ احمد مجدد فرماتے ہیں جو کوئی کسی مصیبت میں مبتلا ہو وہ ہر روز پانچ سو بار لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھے اس طرح کہ اول اور آخر سو سو بار درود شریف پڑھ کر تو اللہ اس کی مصیبت دور کر دے گا ہمارے مشائخ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہر وقت جب فرصت ہو کھڑے یا بیٹھے یا لیٹے اس ذکر پر مواظبت کی ہے سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم استغفر اللہ لا الہ الا اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر اس ذکر میں عجیب برکت ہے جو کوئی آدمی ہمیشہ ہر وقت اس ذکر پر مواظبت رکھے اس کو وسعت رزق غنا اور تونگری حاصل ہوتی ہے ہر بلا سے محفوظ رہتا ہے اللہ تعالیٰ سے امید ہوتی ہے کہ اس کے سب گناہ بخش دیے جائیں رات اور دن میں ہر وقت یہ ذکر کرتا رہے اور صبح اور شام تین بار یہ دعا پڑھ لیا کرے بسم اللہ خیر الاسماء بسم اللہ رب الارض والسماء بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیئ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم اللھم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عہدک ووعدک ما استطعت اعوذبک من شر ما صنعت ابوء بنعمتک علی وابوء بذنبی فاغفرلی انہ لا یغفر الذنوب الا انت بسم اللہ ماشاء اللہ لا یاتی بالخیر الا اللہ بسم اللہ ماشاء اللہ لا یصرف السوء الا اللہ بسم اللہ ماشاء اللہ ما بکم من نعمۃ فمن اللہ بسم اللہ ماشاء اللہ توکلت علی اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ ماشاء اللہ کان ومالم یشاء لم یکن اعلم ان اللہ علی کل شیئ قدیر وان اللہ قد احاط بکل شیئ علما۔ اور ہر شام کو سورۂ ملک یعنی تبارک الذی اور سورۂ واقعہ اور تہجد

الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ؕ

باب ۵۷ اَلْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ ؕ

عَاصِمٌ مَّانِعٌ قَالَ مُجَاهِدٌ سَدًّا عَنِ الْحَقِّ يَتَرَدَّدُوْنَ فِي الضَّلَالَةِ دَسَّاهَا أَغْوَاهَا۔

۳۲۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اسْتُخْلِفَ خَلِيْفَةٌ إِلَّا لَهُ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْخَيْرِ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ ؕ

باب ۵۸ وَحَرَامٌ عَلٰى قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ أَنَّهُ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ

وہ کیا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

باب معصوم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ (گناہوں سے) بچائے رکھے۔

سورہ ہود میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لاعاصم الیوم من امر اللہ) عاصم کے معنی روکنے والا مجاہد نے کہا (اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا) یہ جو (سورۂ یٰس میں) فرمایا وجعلنا من بین ایدیہم سدا یعنی ہم نے حق بات ماننے سے اُن پر آڑ کر دی ہے وہ گمراہی میں ڈگمگا رہے ہیں (سورہ والشمس میں جو) دسّٰہا (ہے) اس کا معنی گمراہ کیا۔[۲]

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس نے انہوں نے زہری سے کہا ہم سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب کوئی شخص حاکم ہوتا ہے تو اس کے صلاح کار اور مشیر دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جو اچھی اور نیک باتیں کرنے کے لیے کہتے ہیں ایسی ہی باتوں کی ترغیب دیتے رہتے ہیں دوسرے وہ جو بری باتیں کرنے کے لیے کہتے ہیں[۴] ایسی ہی باتوں کی ترغیب دیتے رہتے ہیں اب بری باتوں سے معصوم وہی رہتا ہے جس کو اللہ بچائے رکھے[۵]

باب اللہ نے (سورۂ انبیاء میں) فرمایا وَحَرَامٌ عَلٰى قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ اور (سورۂ ہود میں فرمایا) لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ

---

[۱] امام بخاری کی عادت ہے کہ وہ ترجمہ الباب میں کوئی آیت یا حدیث نہیں ملتی تو قول صحابی نقل کر دیتے ہیں اور درمیان میں کوئی نیا لفظ آجائے تو تفسیر کرتے کرتے حل لغت شروع کر دیتے ہیں معنی کی مناسبت سے سدا کی بھی تفسیر بیان کر دی کیونکہ عاصم کے معنی مانع کے ہوئے اور سد بھی مانع ہوتی ہے اب سد کی مناسبت سے دسّٰہا کی بھی تفسیر کی کیونکہ سد اور دس دونوں کے حروف ایک ہی ہیں تقدیم وتاخیر کا فرق ہے ۱۲ منہ [۲] بہکایا خراب کیا یہ فریابی نے مجاہد سے نکالا ۱۲ منہ [۳] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اس کے دل میں دو طرح کی قوتیں (یعنی صفتیں) ہوتی ہیں ایک تو برا اچھی بات کا حکم کرتی ہے یعنی قوت ملکیہ دوسرے وہ جو بری بات کا حکم کرتی ہے یعنی قوت شیطانیہ ۱۲ منہ [۴] جیسے ظلم اسراف فسق فجور وغیرہ ۱۲ منہ [۵] اللہ جس حاکم اور بادشاہ کو بچانا چاہتا ہے وہ تو ان بدکار اور خوشامدی مصاحبوں کے دم میں نہیں آتا باقی اکثر بادشاہ ان بدکار مصاحبوں کی وجہ سے تباہ ہو جاتے ہیں فسق وفجور اور ظلم وتعدی اور غفلت میں پڑ جاتے ہیں آخر ان کی سلطنت برباد ہو جاتی ہے ۱۲ منہ [۶] ابوبکر اور حمزہ اور کسائی نے وَحِرْمٌ پڑھا ہے ۱۲ منہ۔

إِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا وَقَالَ مَنْصُورُ بْنُ النُّعْمَانِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَحِرْمٌ بِالْحَبَشِيَّةِ وَجَبَ ؕ

۳۲۹۔ حَدَّثَنِي مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا أَدْرَكَ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ وَيُكَذِّبُهُ وَقَالَ شَبَابَةُ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؕ

بَاب ۱۵۹ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ ؕ

اور (سورہ نوح میں) فرمایا ولا یلدوا الا فاجرا کفارا اور منصور بن نعمان یشکری (یا منصور بن معتمر) نے عکرمہ سے نقل کیا انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا حرم[۱] حبشی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی ضرور او رواجب[۲]۔

مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق بن ہمام نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن طاؤس سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے کہا یہ جو لمم کا لفظ قرآن میں آیا ہے[۳] تو میں لمم کے مشابہ اس بات سے زیادہ کوئی بات نہیں پاتا جو ابوہریرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر آدمی کی قسمت میں جو زنا (حرام کاری) کا حصہ لکھ دیا ہے اس میں وہ خواہ مخواہ مبتلا ہو گا (تقدیر کا لکھا پورا ہو گا) آنکھ کی زنا دیکھنا ہے (یعنی بیگانی مرد یا عورت کو بدنیتی سے) اور زبان کی زنا (فحش اور شہوت) کی بات کرنا ہے[۴] اور نفس (کمبخت) آرزو کرتا ہے[۵]۔ اب شرمگاہ آنکھ اور زبان اور نفس کو کبھی سچا کرتی ہے (اگر زنا کر لی) کبھی جھوٹا کرتی ہے (اگر خدا کے ڈر سے باز رہا) شبابہ بن سوار نے اس حدیث کو یوں روایت کیا ہم سے ورقاء بن عمر نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن طاؤس سے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابوہریرہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے[۶]۔

باب اللہ تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل میں) فرمایا ہم نے جو تجھ کو دکھاوا دکھلایا[۷] تو لوگوں کو آزمانے کے لیے اس کا بیان

[۱] کا لفظ جو پہلی آیت میں ہے ۱۲ منہ [۲] اس کو عبد بن حمید نے وصل کیا۔ تو ترجمہ آیت کا یوں ہو گا جس بستی کو ہم کھپانا چاہتے ہیں یہ بات ضرور ہے کہ وہاں کے لوگ۔ اللہ کی طرف رجوع نہیں ہوتے یعنی شرارت اور کفر نہیں چھوڑتے اس آیت کی تفسیر اور کئی طرح پر بھی کی گئی ہے دیکھو تفسیر وحیدی ۱۲ منہ [۳] الذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش الا اللمم ۱۲ منہ [۴] ابن مسعود کی روایت میں یوں ہے آنکھیں زنا کرتی ہیں دیکھ کر ہونٹ زنا کرتے ہیں چوم کر بوسہ دے کر ہاتھ زنا کرتے ہیں چھو کر چپٹا کر پاؤں زنا کرتے ہیں چل کر ۱۲ منہ [۵] اسی میں خواہش پیدا ہوتی ہے ۱۲ منہ [۶] اس سند کے بیان کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ طاؤس نے یہ حدیث خود ابوہریرہؓ سے بھی سنی ہے جیسے اگلی روایت سے یہ نکلتا ہے کہ ابن عباس کے واسطہ سے سنی حافظؒ نے کہا شبابہ کی روایت مجھ کو موصولاً نہیں ملی۔ اس حدیث کی مناسبت تقدیر کے باب سے ظاہر ہے کیونکہ اس میں یہ بیان ہے کہ آدمی کی تقدیر میں جتنی زنا لکھ دی گئی ہے اس میں وہ ضرور مبتلا ہو گا ۱۲ منہ [۷] یعنی آنکھ کا دکھاوا بعضوں نے کہا خواب ۱۲ منہ۔

۳۳۰۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ قَالَ هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ؛

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے کہا اس آیت وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس میں رویا سے آنکھ سے دیکھنا مراد ہے (یعنی معراج جو حالت بیداری میں ہوا تھا) رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس تک لے گئے تھے اور شجرہ ملعونہ سے تھوہڑ کا درخت مراد ہے [1]

بَابٌ ۱۶۰ تَحَاجَّ آدَمُ وَمُوسَى عِنْدَ اللَّهِ ؛

باب حضرت آدمؑ اور حضرت موسیٰؑ میں اللہ کے پاس جو بحث ہوئی اس کا بیان [2]

۳۳۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ احْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى فَقَالَ لَهُ مُوسَى يَا آدَمُ أَنْتَ أَبُونَا خَيَّبْتَنَا وَأَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ لَهُ آدَمُ يَا مُوسَى اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِكَلَامِهِ وَخَطَّ لَكَ بِيَدِهِ أَتَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ قَدَّرَ اللَّهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي بِأَرْبَعِينَ سَنَةً فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے کہا ہم نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے یاد رکھی انہوں نے طاؤس سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے ابوہریرہؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا حضرت آدمؑ اور حضرت موسیٰؑ میں بحث ہوئی حضرت موسیٰؑ نے کہا آدم تم ہمارے باپ ہو تم ہی نے ہم کو بدنصیب بنایا اور (ممنوع درخت سے کھا کر) ہم سب کو بہشت سے نکلوایا [3] حضرت آدم نے کہا اجی موسیٰؑ تم ہی تو وہ شخص ہو کہ اللہ نے اپنی کلام کے لیے تم کو برگزیدہ کیا اور تمہارے لیے (توراۃ کی تختیاں) اپنے ہاتھ سے لکھیں [4] تم مجھ کو ایسے کام پر ملامت کرتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے چالیس برس پہلے میری قسمت میں لکھ دیا تھا آخر

[1] اس باب کی مناسبت کتاب القدر سے معلوم نہیں ہوتی بعضوں نے تو یہ توجیہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کی تقدیر میں یہ بات لکھ دی تھی کہ وہ معراج کا قصہ جھٹلائیں گے

[2] ظاہر یہی ہے کہ یہ بحث اسی وقت ہوئی تھی جب حضرت موسیٰؑ دنیا میں تھے بعضوں نے کہا قیامت کے دن یہ بحث ہوگی اور امام بخاری نے عند اللہ کہہ کر اسی طرف اشارہ کیا حافظ نے کہا عند اللہ کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ بحث قیامت میں ہو اور ابوداؤد نے ابن عمر سے جو روایت کی اس میں صاف یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے اللہ سے درخواست کی کہ اے رب ہم کو آدم دکھلا جس نے ہم کو بہشت سے نکالا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو آدم کو دکھلایا اخیر تک ۱۲ منہ [3] ورنہ آج کیسے چین میں ہوتے نہ موت کی فکر نہ حشر کا دغدغہ

[4] اتنا علم اور اتنا مرتبہ ہونے پر ایسا رکیک اعتراض کرتے ہو ۱۲ منہ [5] یہیں سے کتاب القدر کی مناسبت نکلی دوسری روایت میں یوں ہے آسمان زمین پیدا کرنے سے پہلے میری تقدیر میں لکھ دیا تھا ۱۲ منہ۔

ثَلٰثًا قَالَ سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ ؞

حضرت آدمؑ (بحث میں) حضرت موسٰیؑ پر غالب آئے (وہ کچھ جواب نہ دے سکے) سفیان نے (اسی اسناد سے) کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر یہی حدیث نقل کی۔

بَابٌ ۱۶۱ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَى اللّٰهُ ؞

۳۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ اَبِیْ لُبَابَةَ عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ مُعٰوِيَةُ اِلَى الْمُغِيْرَةِ اكْتُبْ اِلَیَّ مَا سَمِعْتَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَلْفَ الصَّلٰوةِ فَاَمْلٰى عَلَیَّ الْمُغِيْرَةُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَلْفَ الصَّلٰوةِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِیْ عَبْدَةُ اَنَّ وَرَّادًا اَخْبَرَهٗ بِهٰذَا ثُمَّ وَفَدْتُ بَعْدُ اِلٰى مُعٰوِيَةَ فَسَمِعْتُهٗ يَاْمُرُ النَّاسَ بِذٰلِكَ الْقَوْلِ ؞

باب اللہ تعالیٰ کے دین کو کوئی روک نہیں سکتا۔

ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا کہا ہم سے فلیح نے کہا ہم سے عبدہ بن ابی لبابہ نے انہوں نے وراد سے جو مغیرہ بن شعبہ کے منشی تھے انہوں نے کہا معاویہ بن ابی سفیان نے مغیرہ کو لکھا تم مجھ کو وہ دعا لکھ بھیجو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فرض) نماز کے بعد کیا کرتے تھے جو تم نے سنی ہے مغیرہ نے جواب میں مجھ سے لکھوایا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے بعد یوں دعا مانگتے سنا اللہ کے سوا کوئی سچا خدا نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں یا اللہ جو تو دے (عنایت فرمائے) اس کو کوئی روک نہیں سکتا اور جس کو تو روک دے اس کو کوئی دے نہیں سکتا[1] اور تیرے سامنے دولت والے کی دولت کچھ کام نہیں آسکتی[2] اور ابن جریج نے کہا مجھ کو عبدۃ بن ابی لبابہ نے خبر دی اور ان کو وراد نے جو مغیرہ بن شعبہ کے منشی تھے پھر یہی حدیث نقل کی عبدہ نے کہا پھر میں پیغام لے کر معاویہ پاس گیا (شام کے ملک میں) میں نے خود ان سے سنا وہ لوگوں کو (نماز کے بعد) یہی دعا مانگنے کا حکم دیتے تھے[4]

بَابٌ ۱۶۲ مَنْ تَعَوَّذَ بِاللّٰهِ مِنْ دَرَكِ الشَّقَآءِ وَسُوْٓءِ الْقَضَآءِ۔

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ؞

باب بدقسمتی اور بدنصیبی سے پناہ مانگنا

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے پیغمبر کہہ میں صبح کے مالک کی پناہ چاہتا ہوں اس کی مخلوقات کی بدی سے[5]

---

[1] یہیں سے کتاب القدر کی مناسبت نکلی ۱۲ منہ [2] یا تدبیر کرنے والے کی تدبیر کچھ کارگر نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ [3] اس کو امام احمد اور امام مسلم نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] اس سند کے ذکر کرنے سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ عبدہ کا سماع وراد سے ثابت کریں کیونکہ اگلی روایت عن عن کے ساتھ ہے اس میں اس سماع کی صراحت نہیں ۱۲ منہ [5] یہ آیت لاکر امام بخاری نے معتزلہ اور قدریہ کا رد کیا جو کہتے ہیں بندہ اپنے افعال کا آپ خالق ہے کس لیے کہ اگر ایسا ہوتا تو اس کے افعال سے اللہ کی پناہ لینا بے معنی ہو جاتا ۱۲ منہ عــہ عطا ۱۲ منہ

۳۳۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَآءِ وَدَرَكِ الشَّقَآءِ وَ سُوْٓءِ الْقَضَآءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَآءِ ؛

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے سمی سے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے ابوہریرہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا (لوگو) بلا اور آفت کی شدت اور بدبختی سے اور تقدیر کی خرابی اور دشمنوں کی ہنسی سے اللہ کی پناہ چاہو۔

بَاب ۱۶۳ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ ؛

باب اس آیت کا بیان کہ اللہ تعالیٰ بندے اور اس کے دل کے بیچ میں اڑا آتا ہے[1]۔

۳۳۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُو الْحَسَنِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَثِيْرًا مِمَّا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْلِفُ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ ؛

ہم سے محمد بن مقاتل ابو الحسن مروزی نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے سالم سے انہوں نے عبداللہ بن عمر سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یوں قسم کھایا کرتے نہیں مقلب القلوب (یعنی دلوں کو پھیرنے والے) کی قسم۔

۳۳۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ وَبِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ صَيَّادٍ خَبَاْتُ لَكَ خَبِيْئًا قَالَ الدُّخُّ قَالَ اخْسَاْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ ائْذَنْ لِيْ فَاَضْرِبَ عُنُقَهٗ قَالَ دَعْهُ اِنْ يَّكُنْ هُوَ فَلَا تُطِيْقُهٗ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِيْ قَتْلِهٖ ؛

ہم سے علی بن حفص اور بشر بن محمد نے بیان کیا دونوں نے کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو معمر نے انہوں نے زہری سے انہوں نے سالم سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد سے فرمایا (یہ قصہ اوپر گزر چکا ہے بتلا میرے دل میں کیا ہے) میں نے تیرے (آزمانے کے لیے) دل میں ایک بات ٹھان لی ہے ابن صیاد نے کہا دخ ہے[2] آپ نے فرمایا چل دور بس تو اپنی بساط سے تھوڑے بڑھ سکتا ہے[3] حضرت عمر نے عرض کیا حکم ہو تو اس کی گردن اڑا دوں آپ نے فرمایا نہیں جانے دے اگر یہ کمبخت) دجال ہے تب تو تو اس کو مار ہی نہیں سکے گا اور دجال نہیں ہے (یہ دوسرا شخص ہے) تو اس کا مار ڈالنا (ناحق خون کرنا) تیرے لیے اچھا نہیں[4]۔

---

[1] یعنی کافر کو ایمان اور اطاعت کی طرف مائل نہیں ہونے دیتا اور مسلمان کو کفر اور معصیت کی طرف اس سے بھی تقدیر الٰہی کا ثبوت ہوتا ہے کہ کفر اور ایمان سب اس کے ارادے اور تقدیر سے ہیں ۱۲ منہ [2] آپ نے اس آیت کو ٹھانا تھا یوم تاتی السماء بدخان مبین ۱۲ منہ [3] خس کم جہاں پاک آئندہ دجال کا اندیشہ ہی نہ رہے ۱۲ منہ [4] اس حدیث کی مناسبت کتاب القدر سے یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ دجال ہے تب تو (باقی حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

باب ۱۶۴ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا قَضٰى قَالَ مُجَاهِدٌ بِفَاتِنِيْنَ بِمُضِلِّيْنَ اِلَّا مَنْ كَتَبَ اللّٰهُ اَنَّهٗ يَصْلَى الْجَحِيْمَ قَدَّرَ فَهَدٰى قَدَّرَ الشَّقَآءَ وَالسَّعَادَةَ وَهَدَى الْاَنْعَامَ لِمَرَاتِعِهَا ؂

باب (سورہ توبہ کی) اس آیت کا بیان اے پیغمبر کہہ دے ہم کو وہی در پیش آئے گا جو اللہ تعالیٰ نے ہماری قسمت میں لکھ دیا ہے اور مجاہد نے بفاتنین کی تفسیر میں کہا تم کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے[1] مگر اس کو جس کی قسمت میں اللہ نے دوزخ لکھ دی ہے اور (مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں) کہا والذی قدر فہدی یعنی جس نے نیک بختی اور بدبختی سب تقدیر میں لکھ دی اور جس نے جانوروں کو ان کی چراگاہ تبلائی۔

۳۳۶ حَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ حَدَّثَنَا دَاوٗدُ بْنُ اَبِي الْفُرَاتِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُوْنِ فَقَالَ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ فَجَعَلَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَكُوْنُ فِيْ بَلَدٍ يَكُوْنُ فِيْهِ وَيَمْكُثُ فِيْهِ لَا يَخْرُجُ مِنَ الْبَلَدِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُهٗ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اِلَّا كَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ شَهِيْدٍ ؂

مجھ سے اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے بیان کیا کہا ہم کو نضر بن شمیل نے خبر دی کہا ہم سے داؤد بن ابی الفرات نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن بریدہ سے انہوں نے یحییٰ بن یعمر سے ان سے حضرت عائشہ نے بیان کیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا طاعون کیا چیز ہے آپ نے فرمایا تو اللہ تعالیٰ کا ایک عذاب تھا وہ اپنے بندوں پر جا ہتا تھا اتارتا تھا لیکن مومنوں کے لیے اس کو رحمت کر دیا ہے جو مومن بندہ ایسے شہر میں ہو جہاں طاعون آئے پھر وہ صبر کر کے ثواب کی امید پر وہیں ٹھہرا رہے اور اس کو یقین ہو کہ قسمت کا لکھا ضرور پورا ہوگا (گو وہ طاعون میں مبتلا نہ ہوگا)۔

باب ۱۶۵ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ؂

باب اللہ کا سورۂ اعراف میں) یہ فرمانا اگر اللہ تعالیٰ ہم کو رستہ نہ بتلاتا تو ہم کبھی سیدھا رستہ (ہدایت کا) نہ پاتے اور (سورۂ زمر میں یہ فرمانا اگر اللہ مجھ کو ہدایت کرتا تو میں بھی پرہیزگار ہوتا[4]

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) تو اس کو مار ہی نہ سکے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تقدیر یوں لکھ دی ہے کہ دجال قیامت کے قریب نکلے گا لوگوں کو گمراہ کرے گا اس کی تقدیر کے خلاف تو نہیں کر سکتے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] جو سورۂ والصافات میں ہے اس کو عبد بن حمید نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] جو سورۂ اعلیٰ میں ہے اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] یعنی کیا بلا ہے بیاری ہے یا عذاب ہے طاعون کا ذکر اوپر گزر چکا ہے وہ ایک ورم ہے جو بغل یا گردن وغیرہ میں ظاہر ہوتا ہے پہلے سخت بخار لاحق ہوتا ہے دوسرے یا تیسرے روز ورم نمودار ہو جاتا ہے اس میں سخت سوزش ہوتی ہے اور مریض اسی دن یا ایک روز بعد دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے آج کل یہ عارضہ جس کو عذاب الٰہی یا رحمت الٰہی کہنا چاہیے ہمارے ملک میں پھیلا ہوا ہے ۱۲ منہ [4] ان آیتوں کو لا کر امام بخاری نے معتزلہ اور قدریہ کے مذہب کا رد کیا ہے کیونکہ ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہدایت اور گمراہی دونوں خدا کی طرف سے ہیں امام ابو منصور نے کہا معتزلہ سے تو کافر بہتر ہوگا جو آخرت میں یوں کہے گا ان اللہ ہدانی لکنت من المتقین ۱۲ منہ۔

۶۳۲۷۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمٰنِ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ هُوَ ابْنُ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ:

لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا صُمْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَّاقَيْنَا
وَالْمُشْرِكُوْنَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا
اِذَآ اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم کو جریر بن حازم نے خبر دی انہوں نے ابواسحاق سبیعی سے انہوں نے براء بن عازبؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ خندق کے دن ہمارے ساتھ مل کر بہ نفس نفیس مٹی ڈھو رہے تھے اور اشعار پڑھتے جاتے تھے۔

اے خدا گر تو نہ ہوتا تو نہ ملتی ہم کو راہ
اور نہ روزے رکھتے ہوتے اور نہ پڑھتے ہم صلوٰۃ
اب اتار ہم پر تسلی اے شہ عالی صفات
پاؤں جموا دے لڑائی میں عنایت کر ثبات
بے سبب ہم پر یہ کافر ظلم سے چڑھ آئے ہیں
کتنے ہیں کافر بنو سنتے نہیں ہم ان کی بات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت رحم والا ہے مہربان۔

كِتَابُ الْاَيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ

کتاب قسموں اور نذروں کے بیان میں

قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ

اللہ تعالیٰ نے (سورۂ مائدہ میں) فرمایا اللہ تم کو لغو اور لایعنی قسمیں پر نہیں پکڑنے کا بلکہ ان قسموں پر پکڑے گا جو تم پکی طور سے کھاؤ اس کا اتار (اگر تم قسم توڑ ڈالو) دس مسکینوں کو معمولی کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلایا کرتے ہو یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنانا یا ایک بردہ آزاد کرنا جس سے یہ کوئی بات نہ ہو سکے وہ تین روزے رکھے تمہاری قسم کا

۱؎ یہ حدیث اوپر غزوۂ خندق میں گزر چکی ہے اس حدیث سے مسلمانوں کو نصیحت لینا چاہیئے کہ قومی کاموں میں ادنیٰ اعلیٰ سب برابر ہیں بادشاہ سے لے کر ایک غریب تک سب کو اپنے ہاتھ پاؤں سے محنت کرنا چاہیئے اور قومی اور دینی کاموں میں شیخی کرنا اسلام کا شیوہ نہیں دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بذاتِ خود صحابہ کے ساتھ مٹی ڈھوئی اب ان ٹٹ پونجیے دنیا کے بادشاہوں کی کیا حقیقت رہی جو اپنی شان بلند سمجھیں اس شہنشاہ کے سامنے دنیا کے بادشاہ اور غریب سب یکساں ہیں اس حدیث کی مناسبت کتاب القدر سے ظاہر ہے کیونکہ حدیث سے یہ نکلا کہ ہدایت اور گمراہی سب خدا ہی کی طرف سے ہے وہ جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے ۲؎ جو بے قصور اور بے ارادہ عادت کے طور پر زبان سے مل جاتی ہیں امام ابوحنیفہ نے کہا لغو قسم وہ ہے کہ آدمی ایک بات کو سچ سمجھ کر اس پر قسم کھا لے پھر وہ جھوٹ نکلے ۱۲منہ ۳؎ یعنی قسم کی نیت سے آئندہ کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے لیے ۱۲منہ۔

نَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ؀

یہی کفارہ (اوتار) ہے اور ایسا کرو اپنی قسموں کا خیال رکھو اللہ تعالیٰ اپنے حکم تم پر اسی طرح کھول کھول کر بیان کرتا ہے اس لیے کہ تم اس کا شکر کرو۔

۲۳۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُو الْحَسَنِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ ؓ لَمْ يَكُنْ يَحْنَثُ فِيْ يَمِيْنٍ قَطُّ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ كَفَّارَةَ الْيَمِيْنِ وَقَالَ لَآ اَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَيْتُ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِلَّآ اَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَّكَفَّرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ ؀

ہم سے محمد بن مقاتل ابوالحسن مروزی نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا (میرے والد) ابوبکر صدیق کبھی اپنی قسم نہیں توڑتے تھے (بلکہ اس کو پورا کرتے تھے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کا کفارہ اتارا اس وقت کہنے لگے اب اگر میں کسی بات کی قسم کھاؤں گا اور اس کا خلاف کرنا بہتر سمجھوں گا تو جو کام بہتر ہے وہ کروں گا قسم کا کفارہ دے دوں گا۔

۲۳۹۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمٰنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْاَلِ الْاِمَارَةَ فَاِنَّكَ اِنْ اُوْتِيْتَهَا عَنْ مَسْاَلَةٍ وُكِلْتَ اِلَيْهَا وَاِنْ اُوْتِيْتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْاَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَيْهَا وَاِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ وَائْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ؀

ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل سدوسی نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن حازم نے کہا ہم سے امام حسن بصری نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن سمرہ نے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبدالرحمٰن حکومت (عہدے خدمت) کی درخواست نہ کر اگر درخواست پر تجھ کو ملے گی تو اللہ تعالیٰ اپنی مدد تجھ سے اٹھالے گا تو جان تیرا کام جانے اور جو بن درخواست کے ملے گی تو اللہ تعالیٰ تیری مدد کرے گا اور جب تو کسی بات کی قسم کھائے پھر اس کے خلاف کرنا اچھا سمجھے تو اپنی قسم کا کفارہ دے اور وہ کام جس کو اچھا سمجھے کر[1]۔

۲۴۰۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَهْطٍ مِّنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ اَسْتَحْمِلُهٗ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَآ اَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِيْ مَآ اَحْمِلُكُمْ

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے غیلان بن جریر سے انہوں نے ابوبردہ بن موسیٰ سے انہوں نے اپنے والد ابوموسیٰ اشعریؓ سے انہوں نے کہا میں اور کئی اشعری آدمیوں کے ساتھ سواری مانگنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں تو تم کو سواری نہیں دوں گا

---

[1] اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ قسم توڑنے سے پہلے بھی کفارہ دے سکتا ہے کفارہ دے کر پھر قسم توڑے جیسے قسم توڑ کر کفارہ دینا بھی درست ہے اہل حدیث اور امام مالکؒ اور شافعی اور جمہور علماء کا یہی قول ہے لیکن امام ابوحنیفہ کہتے ہیں قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کرنا کافی نہیں ۱۲ منہ [2] آپ سے سواری مانگی یہ غزوہ تبوک کا ذکر ہے ۱۲ منہ

عَلَيْهِ قَالَ ثُمَّ لَبِثْنَا مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَلْبَثَ ثُمَّ اُتِيَ بِثَلٰثِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰى فَحَمَلَنَا عَلَيْهَا فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا اَوْقَالَ بَعْضُنَا وَاللّٰهِ لَا يُبَارَكُ لَنَا اَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ اَنْ لَّا يَحْمِلَنَا ثُمَّ حَمَلَنَا فَارْجِعُوْا بِنَآ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُذَكِّرَهُ فَاَتَيْنَاهُ فَقَالَ مَآ اَنَا حَمَلْتُكُمْ بَلِ اللّٰهُ حَمَلَكُمْ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَآ اَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَاَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ وَاَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَخَيْرٌ اَوْ اَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَخَيْرٌ وَكَفَّرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ ؛

پھر جتنی دیر اللہ کو منظور تھا ہم ٹھہرے رہے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس تین اونٹ عمدہ سفید کوہان والے آئے آپ نے وہ اونٹ ہم کو عنایت فرمائے جب ہم وہ اونٹ لے کر چلے تو آپس میں کہنے لگے اللہ کی قسم یہ اونٹ تو ہمارے لیے راس نہ آئیں گے (مبارک نہ ہوں گے) کیونکہ جب ہم نے آپ سے سواری مانگی تھی تو آپ نے قسم کھا کر فرمایا تھا میں تم کو سواری نہیں دینے کا باوجود اس کے آپ نے ہم کو سواری دی (شاید غفلت میں آپ کو اپنی قسم یاد نہ رہی بھائی لوٹ چلو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حال عرض کر دو خیر ہم لوٹ کر آئے[۱] فرمایا (میری قسم سچی رہی ٹوٹی نہیں) کیونکہ میں نے یہ سواری تم کو نہیں دی بلکہ اللہ تعالیٰ نے دی اور میرا تو یہ حال ہے خدا کی قسم اگر اللہ کو منظور ہوتا تو میں ایک بات کی قسم کھا لیتا ہوں پھر اس کے خلاف کرنا بہتر سمجھتا ہوں تو قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں اور وہ کام کرتا ہوں جو بہتر معلوم ہوتا ہے یا وہ کام کرتا ہوں جو بہتر ہے اور قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں[۲]

۱۴۳۔ حَدَّثَنِيْٓ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَآ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَاَنْ يَّلَجَّ اَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهٖ فِيْٓ اَهْلِهٖ اٰثَمُ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ اَنْ يُّعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِيْ

مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی کہا ہم کو معمر نے انہوں نے ہمام بن منبہ سے انہوں نے کہا یہ حدیث وہ ہے جو ابو ہریرۃؓ نے ہم سے بیان کی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ہم مسلمان لوگ دنیا میں تو اگلی امتوں کے بعد آئے ہیں لیکن قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے اور آپ نے یہ بھی فرمایا اگر کوئی اپنے گھر والوں کے باب میں اپنی قسم پر اڑا رہے جس سے اس کے گھر والوں کو نقصان ہوتا ہو، تو وہ خدا کے نزدیک اس سے زیادہ گناہ گار ہوگا اگر اپنی قسم توڑ کر اس کا

---

[۱] اور آپ سے عرض کیا کہ آپ نے ایسی قسم کھائی تھی ۱۲ منہ [۲] یہ راوی کی شک ہے کہ یوں فرمایا یا یوں فرمایا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں طرح فرمایا مطلب یہ ہے کہ دونوں طرح جائز ہے پہلے کفارہ دے پھر قسم توڑے یا پہلے قسم توڑے پھر کفارہ دے جیسے اوپر گزر چکا ۱۲ منہ [۳] سب سے پہلے بہشت میں جائیں گے ۱۲ منہ۔

افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ؛

۳۴۲۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحٰقُ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُعٰوِيَةُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَلَجَّ فِيْ أَهْلِهِ بِيَمِيْنٍ فَهُوَ أَعْظَمُ إِثْمًا لِيَبَرَّ يَعْنِي الْكَفَّارَةَ ؛

بَابُ ۱۶۶ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَايْمُ اللّٰهِ ؛

۳۴۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ إِسْمٰعِيْلَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ إِمْرَتِهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ إِمْرَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ

کفارہ ادا کرے جو اللہ نے مقرر کیا ہے۔

ہم سے اسحاق (بن راہویہ یا ابن منصور) نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن صالح نے کہا ہم سے معاویہ بن سلام نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابوہریرہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے گھر والوں کے مقدمہ میں اپنی قسم پر اڑا رہے) اور اس سے گھر والوں کو تکلیف پہنچتی ہو) تو یہ گناہ اس سے گھر والوں کو تکلیف توڑ ڈالے اور کفارہ دے اس کو چاہیئے کہ (قسم توڑ ڈالے) لوگوں کے ساتھ بھلائی کرے[۱]

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا وایم اللہ[۳]

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا انہوں نے اسمٰعیل بن جعفر سے انہوں نے عبداللہ ابن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اس کا سردار اسامہ بن زید کو مقرر کیا اب بعضے لوگ (عیاش بن ابی ربیعہ وغیرہ) اسامہ کی سرداری پر اعتراض کرنے لگے یہ سُن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے (خطبہ سنایا) فرمایا تم لوگ اگر اسامہ کی سرداری پر اعتراض کرتے ہو تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اس سے پہلے

---

[۱] جیسے کہتے ہیں آزردن دل دوستان جہل و کفارۂ یمین سہل مطلب یہ ہے کہ جب کوئی آدمی غصہ میں آن کر ایسی بات کی قسم کھائے جس سے اس کے گھر والوں یا دوست آشنا کو ضرر پہنچتا ہو تو ایسی قسم کا توڑ ڈالنا بہتر ہے اس میں اتنا گناہ نہ ہوگا جتنا اس قسم پر اڑے رہنے میں گناہ ہوگا کیونکہ قسم توڑنے میں جو گناہ ہوتا ہے وہ کفارے سے اتر جاتا ہے اور قسم پر اڑے رہنے میں اپنے گھر والوں یا بھائی مسلمانوں کو تکلیف دینا ہے وہ سخت گناہ ہے۔ مباش در پے آزار و ہرچہ خواہی کن کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست ۱۲ منہ [۲] بعضے نسخوں میں یوں ہے فهو اعظم اثما ليس تغني الكفارة تو ترجمہ یوں ہوگا یہ قسم پر اڑے رہنا بڑا گناہ ہے جس کا اتار نہیں ۱۲ منہ [۳] یہ بھی قسم کا لفظ ہے مالکیہ اور حنفیہ کا یہی قول ہے امام احمد سے بھی صحیح روایت یہی ہے شافعیؒ کہتے ہیں اگر قسم کی نیت ہو تب قسم ہوگی ورنہ قسم نہ ہوگی ۱۲ [۴] یہ وہی لشکر تھا جو جیش اسامہ کہلاتا ہے جس کو آپ نے وفات کے قریب بھیجنا چاہا تھا حالانکہ اس لشکر میں ابوبکرؓ اور عمرؓ اور بڑے بڑے صحابہ شریک تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید کو سردار بنایا تھا یہ قصہ کتاب الجہاد میں گزر چکا ہے ۱۲ منہ [۵] کہنے لگے بوڑھے بوڑھے لوگ ہوتے ہوئے آپ نے ایک نوجوان کو سردار بنایا ۱۲ منہ اللهم اغفر لكاتبه ولمن سعى فيه ولوالديهم اجمعين ۔ ۱۲

تَطْعَنُوْنَ فِيْ إِمْرَةِ أَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ ؀

تم اس کے باپ (زید بن حارثہ) کی سرداری پر اعتراض کرتے رہے واَیم اللہ زید سرداری کے لائق تھا اور سب سے زیادہ میرے پسندیدہ لوگوں میں سے تھا اب اس کے بعد اسامہ (اس کا بیٹا) ان لوگوں میں سے ہے جو مجھ کو بہت پسند ہیں۔

بَابٌ ١٦٧ كَيْفَ كَانَتْ يَمِيْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر کیونکر قسم کھاتے تھے۔

وَقَالَ سَعْدٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ وَقَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا هَا اللّٰهِ إِذًا يُقَالُ وَاللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَتَاللّٰهِ۔

اور سعد بن ابی وقاص نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور ابوقتادہ نے کہا ابوبکر صدیق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یوں کہا لاہا اللہ اذاً امام بخاری نے قسم میں واللہ باللہ تاللہ سب طرح سے کہتے ہیں۔

٣٤٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ يَمِيْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ ؀

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا انہوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے سالم سے انہوں نے عبداللہ بن عمر سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یوں قسم کھایا کرتے تھے نہیں مقلب القلوب (دلوں کو پلٹنے والے) کی قسم [۳]

٣٤٥۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوْزُهُمَا

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ (وضاح یشکری) نے انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے انہوں نے جابر بن سمرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اب جو قیصر (روم کا بادشاہ) ہے وہ مرا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور اب جو کسریٰ (ایران کا بادشاہ ہے (وہ مرا تو اس کے بعد دوسرا کوئی کسریٰ نہ ہوگا قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم ان دونوں (ملکوں

---

[۱] یہ حدیث اوپر مناقب عمرؓ میں موصولاً گزر چکی ہے [۲] یہ حدیث اوپر جنگ حنین کے قصے میں موصولاً گزر چکی ہے جس میں یہ بیان تھا کہ ابوقتادہ رض نے ایک کافر کو مارا تھا لیکن اس کے ہتھیار سامان وغیرہ ایک دوسرا شخص مانگ رہا تھا اس وقت حضرت ابوبکر نے قسم کھا کر عرض کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ایسا کرنے والے نہیں کہ اللہ کے ایک شیر کو جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لڑے محروم کر دیں اور تجھ کو اس کا سامان دلا دیں۔ [۳] اس حدیث سے یہ نکلا کہ صفات اللہ کی قسم کوئی کھائے تو وہ بھی شرعی قسم ہوگی یعنی اس میں کفارہ لازم ہوگا بعضوں نے کہا یہ ان صفات میں ہے جو اللہ تعالیٰ سے خاص ہیں جیسے مقلب القلوب خالق السمٰوات والارض وغیرہ ۱۲ منہ۔

فِي سَبِيلِ اللهِ ۞

کو فتح کرلو گے ان) کے خزانوں کو اللہ کی راہ خرچ کرو گے[1]

۳۴۶- حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهُ وَاِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَتُنْفِقُنَّ كُنُوْزَهُمَا فِي سَبِيْلِ اللهِ ۞

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب بن ابی حمزہ نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو سعید بن مسیب نے خبر دی کہ ابوہریرہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں یہ کسریٰ مرا تو اس کے بعد دوسرا کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور جہاں یہ قیصر مرا تو اس کے بعد دوسرا قیصر نہ ہوگا (اب دونوں سلطنتوں کا خاتمہ ہے) قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے تم ان کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔

۳۴۷- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا ۞

مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا محمدؐ کی امت والو خدا کی قسم اگر تم وہ باتیں جانتے جو میں جانتا ہوں کہ آخرت میں آدمی پر جو مصیبتیں آنے والی ہیں) تو تم بہت کم ہنستے اکثر روتے رہتے۔

۳۴۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْعَقِيْلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ اَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اٰخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللهِ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا مِنْ نَفْسِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو حیوہ بن شریح نے کہا مجھ سے ابوعقیل زہرہ بن معبد نے انہوں نے اپنے دادا عبداللہ بن ہشام سے سنا انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ حضرت عمر کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ سب سے زیادہ مجھ کو محبوب ہیں ایک میرے نفس سے زیادہ تو میں نہیں کہہ سکتا آپ نے فرمایا قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تمہارا ایمان اس وقت تک پورا نہیں ہو سکتا جب تک تم اپنے نفس سے بھی زیادہ مجھ سے محبت نہ رکھو یہ سن کر حضرت عمرؓ نے عرض کیا اگر یہ بات ہے تو اب تو

[1] اس میں ایک بڑا معجزہ ہے آپ کا جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا ایران اور روم دونوں مسلمانوں نے فتح کرلیے ان کے خزانے سب ہاتھ آئے ۱۲ منہ۔

فَاِنَّهُ الْاٰنَ وَاللّٰهِ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاٰنَ يَا عُمَرُ ۞

۳۴۹۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ اَنَّهُمَا اَخْبَرَاهُ اَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَقَالَ الْاٰخَرُ وَهُوَ اَفْقَهُهُمَا اَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاْذَنْ لِيْ اَنْ اَتَكَلَّمَ قَالَ تَكَلَّمْ قَالَ اِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا قَالَ مَالِكٌ وَالْعَسِيْفُ الْاَجِيْرُ زَنٰى بِامْرَاَتِهٖ فَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَجَارِيَةٍ لِيْ ثُمَّ اِنِّيْ سَاَلْتُ اَهْلَ الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ مَا عَلَى ابْنِيْ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَاِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَاَتِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آپ میرے نفس سے بھی زیادہ مجھ کو محبوب ہیں آپ نے فرمایا ہاں عمر اب تیرا ایمان پورا ہوا[1]۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے انہوں نے ابوہریرہؓ اور زید بن خالد سے ان دونوں نے بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو شخص نامعلوم جھگڑتے آئے ایک کہنے لگا (یا رسول اللہ) اللہ کی کتاب کے موافق ہمارا فیصلہ کر دیجئے دوسرا جو زیادہ سمجھدار تھا وہ کہنے لگا جی ہاں یا رسول اللہ اللہ کی کتاب کے موافق ہمارا فیصلہ کر دیجئے آپ نے فرمایا اچھا کرنے کی اجازت دیجئے[2] آپ نے فرمایا اچھا بیان کر اس نے بیان کیا کہنے لگا میرا بیٹا اس شخص کے پاس نوکر تھا امام مالک نے کہا حدیث میں عسیف کا لفظ ہے اس کا معنی وہی ہے نوکر اس نے کیا کیا جورو سے زنا کی اب عالم لوگوں نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ میرا بیٹا سنگسار کیا جائے میں نے سو بکریاں اور ایک لونڈی (اس شخص کو) دے کر اپنے بیٹے کی جان بچا لی پھر اس کے بعد جو میں نے (دوسرے) عالموں سے پوچھا تو انہوں نے کہا تیرے بیٹے کو سو کوڑے پڑنا چاہئیں اور ایک سال تک دیس نکالا البتہ اس کی جورو سنگسار ہونی چاہیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر (اور فریق ثانی کا بھی اقبال معلوم کر کے) یوں ارشاد فرمایا

[1] مسلمانوں اس حدیث میں غور کرو اگر اپنا ایمان پورا کرنا چاہتے ہو تو تمام جہان عزیز و اقربا استاد پیر یا مرشد امام یا مجتہد یہاں تک کہ اپنی ذات سے بھی زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھو۔ محبت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ زبان سے کہہ لیا یا انگلیاں آپ کا نام آتے وقت چوم لیں یا نعتیہ قصائد تصنیف کر دیئے یا مجلس میں پڑھوا دیے یا ولادت کا ذکر آتے وقت تعظیم کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے یہ سب رسمی اوراد عادتے پروردگار کے سامنے کچھ کام نہیں آنے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ایمانیہ کام آئے گی وہ یہ کہ آپ کے ارشاد پر جان مال اولاد عزیز و اقرباء پیر و مرشد مجتہد امام سب کو فدا کر کے جہاں یہ معلوم ہو گیا کہ آپ نے ایسا فرمایا یا ایسا کیا بس آپ کے قول کا تابعدار بن جائے اسی پر عمل کرے اس کے مخالف جو قول یا فعل ہو اس کو چھپر پر پھینک مارے گوز شتر کی طرح بے وقعت اور لغو سمجھے اسی وقت ایمان پورا ہوگا ۱۲ منہ [2] چونکہ اس نے واقعات بیان کرنے کی اجازت مانگی اس لیے اس کو زیادہ سمجھ دار کہا ۱۲ منہ۔

اَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ اَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَجَلَدَ ابْنَهٗ مِائَةً وَّغَرَّبَهٗ عَامًا وَاَمَرَ اُنَيْسًا الْاَسْلَمِيَّ اَنْ يَّاْتِيَ امْرَاَةَ الْاٰخَرِ فَاِنِ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا۔

قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تمہارا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کروں گا اپنی بکریاں اور لونڈی تو واپس لے لے پھر آپ نے اس کے بیٹے کو سو کوڑے لگوائے ایک سال تک دیس سے باہر رہنے کا حکم دیا اور انیس بن ضحاک اسلمی سے فرمایا تو اس دوسرے شخص کی جورو کے پاس جا اگر وہ زنا کا اقبال کرے تو اس کو سنگسار کر ڈال انیس اس کے پاس گئے (اس سے پوچھا) اس نے زنا کا اقبال کیا تب انہوں نے اس کو سنگسار کر ڈالا۔

۳۵۰۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ يَعْقُوْبَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرَاَيْتُمْ اِنْ كَانَ اَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرًا مِّنْ تَمِيْمٍ وَّعَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ وَغَطَفَانَ وَاَسَدٍ خَابُوْا وَخَسِرُوْا قَالُوْا نَعَمْ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهُمْ خَيْرٌ مِّنْهُمْ۔

مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا مجھ سے وہب بن جریر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے محمد بن ابی یعقوب سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہؓ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا بھلا بتلاؤ اگر اسلم اور غفار اور مزینہ اور جہینہ کے قبیلے والے تمیم اور عامر اور غطفان اور اسد والے گھاٹے میں رہے اور نقصان میں پڑے (یا نہیں) انہوں نے کہا بے شک آپ نے فرمایا قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بلاشک اسلم اور غفار اور مزینہ اور جہینہ والے ان سے بہتر ہیں۔

۳۵۱۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ اَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ عَامِلًا فَجَاءَهُ الْعَامِلُ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ عَمَلِهٖ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا اُهْدِيَ لِيْ فَقَالَ لَهٗ اَفَلَا قَعَدْتَ فِيْ بَيْتِ اَبِيْكَ وَاُمِّكَ فَنَظَرْتَ اَيُهْدٰى

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عروہ نے خبر دی ان کو ابو حمید ساعدی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے) ایک تحصیلدار بھیجا (عبداللہ بن لتبیہ اس کا نام تھا) وہ اپنا کام پورا کر کے آنحضرتؐ پاس لوٹ کر آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ یہ تو آپ کا ہے اور مسلمانوں کا (یعنی زکوٰۃ کا مال ہے) اور یہ مجھ کو تحفہ کے طور پر ملا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا تو اپنے ماں یا باوا کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھا پھر دیکھتا کوئی تجھ کو تحفہ دیتا ہے یا نہیں اس کے بعد شام کو نماز کے بعد آپ خطبہ سنانے کو

ا؎ ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے ۱۲ منہ۔

لَكَ أَمْ لَا ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّةً بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَتَشَهَّدَ وَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ الْعَامِلِ نَسْتَعْمِلُهُ فَيَأْتِيْنَا فَيَقُوْلُ هٰذَا مِنْ عَمَلِكُمْ وَهٰذَا أُهْدِيَ لِيْ أَفَلَا قَعَدَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْهِ وَأُمِّهِ فَنَظَرَ هَلْ يُهْدٰى لَهُ أَمْ لَا فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَغُلُّ أَحَدُكُمْ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَحْمِلُهُ عَلٰى عُنُقِهِ إِنْ كَانَ بَعِيْرًا جَاءَ بِهِ لَهُ رُغَاءٌ وَإِنْ كَانَتْ بَقَرَةً جَاءَ بِهَا لَهَا خُوَارٌ وَإِنْ كَانَتْ شَاةً جَاءَ بِهَا تَيْعَرُ فَقَدْ بَلَّغْتُ فَقَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ ثُمَّ رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ حَتّٰى إِنَّا لَنَنْظُرُ إِلٰى عُفْرَةِ إِبْطَيْهِ قَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ وَقَدْ سَمِعَ ذٰلِكَ مَعِيْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلُوْهُ ۔

۳۵۲ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ هُوَ ابْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقٰسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا ۔

۳۵۳ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُوْرِ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ فِيْ ظِلِّ

کھڑے ہوئے پہلے تشہد پڑھا اللہ تعالیٰ کی جیسی چاہیئے ویسی تعریف کی پھر فرمایا امابعد تحصیلداروں کا عجب حال ہے ہم ان کو مقرر کرتے ہیں پھر تحصیل کرکے لوٹ کر آتے ہیں تو کہتے ہیں یہ مال تو سرکاری تحصیل کا ہے اور یہ مجھ کو تحفہ کے طور پر ملا بھلا یہ لوگ اپنے میا باوا کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھے رہتے دیکھیں اس وقت ان کو کوئی تحفہ دیتا ہے یا نہیں قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے جو کوئی تم میں سے زکوٰۃ کے مال میں سے کچھ چرائے گا تو قیامت کے دن اس کو اپنی گردن پر لادے ہوئے آئے گا اگر اونٹ ہوگا وہ بڑبڑ کر رہا ہوگا اس کو لے کر آئے گا اگر گائے ہوگی وہ بہیں بہیں کر رہی ہوگی اس کو لے کر آئے گا دیکھو اگر بکری ہوگی وہ میں میں کر رہی ہوگی اس کو لے کر آئے گا دیکھو میں تو پروردگار کا حکم تم کو پہنچا چکا ابوحمید ساعدی کہتے ہیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اتنے اٹھائے کہ ہم کو آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگی ابوحمید کہتے ہیں یہ حدیث میرے ساتھ زید بن ثابت نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی ان سے پوچھ لو۔

مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی انہوں نے معمر سے انہوں نے ہمام بن منبہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اگر تم لوگوں کو وہ باتیں (وہ مشکلات جو آخرت میں پیش آئیں گی) معلوم ہو جائیں تو بہت روؤ اور کم ہنسو۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے والد نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے معرور بن سوید سے انہوں نے ابوذر سے انہوں نے کہا میں آنحضرتؐ کے پاس پہنچا آپ اس وقت

الْكَعْبَةِ هُمُ الْأَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ
هُمُ الْأَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ قُلْتُ
مَا شَأْنِيْ أَيُرٰى فِيَّ شَيْءٌ مَا شَأْنِيْ
فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ فَمَا
اسْتَطَعْتُ أَنْ أَسْكُتَ وَتَغَشَّانِيْ
مَا شَاءَ اللّٰهُ فَقُلْتُ مَنْ هُمْ بِأَبِيْ أَنْتَ
وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْأَكْثَرُوْنَ
أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا أَوْ هٰكَذَا
وَهٰكَذَا ؕ

کعبے کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے فرما رہے تھے کعبے کے مالک
کی قسم یہ لوگ ٹوٹے میں آ گئے (تباہ ہوئے) کعبے کے مالک کی قسم یہ
لوگ ٹوٹے میں آ گئے میں نے پوچھا میرا حال تو فرمائیے مجھ میں بھی کوئی
نقصان کی بات ہے میرا حال تو فرمائیے آخر میں آپ کے پاس بیٹھ گیا آپ یہی
فرما رہے تھے مجھ سے چپ نہ رہا گیا اللہ کو جو منظور تھا (یعنی بیقراری اور
اضطراب) وہ مجھ پر طاری ہو گیا میں پوچھ اٹھا یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہیں
آپ نے فرمایا وہی لوگ جن کے پاس مال دولت بہت ہے البتہ ان میں
سے یہ لوگ مستثنیٰ ہیں جو اپنے مال کو ادھر ادھر (سامنے داہنے بائیں خرچ
کرتے رہیں) اللہ کی راہ میں دیتے رہیں)۔

۳۵۴ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ
عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُلَيْمٰنُ لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ
عَلٰى تِسْعِيْنَ امْرَأَةً كُلُّهُنَّ تَأْتِيْ بِفَارِسٍ
يُّجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ إِنْ
شَاءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَقُلْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَطَافَ
عَلَيْهِنَّ جَمِيْعًا فَلَمْ يَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ
وَّاحِدَةٌ جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ وَّايْمُ الَّذِيْ
نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ
لَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُرْسَانًا أَجْمَعُوْنَ ؕ

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے
ابو الزناد سے بیان کیا کہا ہم سے عبد الرحمن اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ
سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلیمان پیغمبرؑ نے
کہا خدا کی قسم میں آج رات کو نو (عورتوں) کے پاس جاؤں گا ان سے صحبت
کروں گا) ہر ایک عورت ایک لڑکا جنے گی جو سوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد
کرے گا ان کا رفیق کہنے لگا انشاء اللہ کہو (وہ بھول گئے) انشاء اللہ نہیں
کہا اور رات ان سب نوّے (۹۰) عورتوں کے پاس گئے مگر کسی کو پیٹ نہیں رہا
ایک عورت کو پیٹ رہا وہ بھی ادھورا بچہ جنی قسم اس پروردگار کی جس
کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے اگر ان شاء اللہ کہتے تو (سب عورتیں ایک
ایک بچہ جنتیں اور (سب (بچے بڑے ہو کر) گھوڑے پر سوار رہ کر
اللہ کی راہ میں جہاد کرتے۔

۳۵۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ
عَنْ أَبِيْ إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ
قَالَ أُهْدِيَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ سَرَقَةٌ مِّنْ حَرِيْرٍ فَجَعَلَ النَّاسُ
يَتَدَاوَلُوْنَهَا بَيْنَهُمْ وَيَعْجَبُوْنَ مِنْ حُسْنِهَا

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم سے ابو الاحوص نے
انہوں نے ابو اسحاق سبیعی سے انہوں نے براء بن عازب سے
انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشمی کپڑا تحفہ
بھیجا گیا لوگ اس کو دست بدست لینے لگے اور اس کی
نرمی اور خوش نمائی پر تعجب کرنے لگے آپ نے فرمایا

وَلِيْنِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْهَا قَالُوْا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَمَنَادِيْلُ سَعْدٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنْهَا لَمْ يَقُلْ شُعْبَةُ وَاِسْرَآئِيْلُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ ؛

کیا تعجب کرتے ہو اس پر انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے سعد بن معاذ کے منہ پونچھنے کے رومال بہشت میں اس سے عمدہ ہیں اس حدیث کو شعبہ اور اسرائیل نے بھی ابو اسحاق سے روایت کیا اس میں یہ نہیں ہے قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے[1]۔

۳۵۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَآئِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ اِنَّ هِنْدًا بِنْتَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كَانَ مِمَّا عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَهْلُ اَخْبَآءٍ اَوْ خِبَآءٍ اَحَبَّ اِلَيَّ اَنْ يَذِلُّوْا مِنْ اَهْلِ اَخْبَآئِكَ اَوْ خِبَآئِكَ شَكَّ يَحْيٰى ثُمَّ مَا اَصْبَحَ الْيَوْمَ اَهْلُ اَخْبَآءٍ اَوْ خِبَآءٍ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ يَعِزُّوْا مِنْ اَهْلِ اَخْبَآئِكَ اَوْ خِبَآئِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَيْضًا وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا سُفْيٰنَ رَجُلٌ مِّسِّيْكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ اَنْ اُطْعِمَ مِنَ الَّذِيْ لَهٗ قَالَ لَا اِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ ؛

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ سے عروہ ابن زبیر نے بیان کیا حضرت عائشہؓ نے کہا ہند بنت عتبہ بن ربیعہ (معاویہؓ کی ماں) نے عرض کیا یا رسول اللہ ساری زمین پر جتنے ڈیرے والے ہیں (یعنی عرب لوگ جو اکثر ڈیروں اور خیموں میں رہا کرتے) ان میں کسی کا ذلیل اور خوار ہونا مجھ کو اتنا پسند نہیں تھا جتنا آپ کا[2] یحییٰ بن بکیر راوی کو شک ہے ڈیرے کا لفظ بہ صیغہ مفرد کہا یا بہ صیغہ جمع) اب کوئی ڈیرے والا یا ڈیرے والے ان کو عزت اور آبرو حاصل ہونا مجھ کو آپ کے ڈیرے والوں سے زیادہ پسند نہیں ہے (یعنی اب آپ کی اور مسلمانوں کی سب سے زیادہ خیر خواہ ہوں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی کیا ہے تو اور زیادہ خیر خواہ بنے گی[3] قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے پھر ہند کہنے لگی یا رسول اللہ ابوسفیان تو ایک ہی بخیل آدمی ہے مجھ پر گناہ تو نہیں ہونے کا اگر میں اس کے مال میں سے (اپنے بال بچوں کو کھلاؤں) آپ نے فرمایا نہیں اگر تو دستور کے موافق خرچ کرے[4]۔

۳۵۷۔ حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا

ہم سے احمد بن عثمان نے بیان کیا کہا ہم سے شریح بن

---

[1] شعبہ کی روایت کو امام بخاری نے مناقب میں اور اسرائیل کی روایت کو لباس میں وصل کیا ۱۲ منہ [2] کیونکہ ہند کا باپ عتبہ جنگ بدر میں حضرت امیر حمزہ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا ہند کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت عداوت تھی یہاں تک کہ جب حمزہ جنگ احد میں شہید ہوئے تو ہندہ نے ان کا جگر نکال کر چبایا بعد اس کے جب مکہ فتح ہوا تو اسلام لائی ۱۲ منہ [3] اسلام کی محبت تیرے دل میں اور زیادہ ہوتی جائے گی ۱۲ منہ [4] یہ حدیث اوپر کتاب النفقات میں گزر چکی ہے ۱۲ منہ۔

شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضِيفٌ ظَهْرَهُ إِلَى قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ يَمَانٍ إِذْ قَالَ لِأَصْحَابِهِ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوا بَلَى قَالَ أَفَلَمْ تَرْضَوْا أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوا بَلَى قَالَ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ ؛

مسلمہ نے کہا ہم سے ابراہیم بن یوسف بن اسحاق نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے (دادا) ابو اسحاق سبیعی سے انہوں نے کہا میں نے عمرو ابن میمون سے سنا وہ کہتے تھے مجھ سے عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا ایسا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک چمڑے کے یمنی ڈیرے پر ٹیکا دیئے ہوئے تھے اتنے میں آپ نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا تم اس بات پر خوش ہو کہ بہشت والوں میں چوتھائی تم لوگ ہو انہوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا تم اس بات پر خوش ہو کہ بہشت والوں کی تہائی تم لوگ ہو انہوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا قسم اس (پروردگار) کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے مجھ کو اُمید ہے کہ بہشت والوں کے آدھے لوگ تم ہو گے[1]

٣٥٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ ؛

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی صعصعہ سے انہوں نے ابو سعید خدری سے رات کو (ایک شخص (خود ابو سعیدؓ نے دوسرے شخص قتادہ بن نعمان) کو بار بار قل ہو اللہ پڑھتے سنا جب صبح ہوئی تو ابو سعیدؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے آپ سے بیان کیا گویا انہوں نے اس صورت کا پڑھنا کم درجہ خیال کیا (کیونکہ مختصر صورت ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس (پروردگار) کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ سورت تو تہائی قرآن کے برابر ہے (یعنی اجر و ثواب میں)[2]

٣٥٩۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَتِمُّوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم سے حبان بن ہلال نے خبر دی کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے قتادہ بن دعامہ نے کہا ہم سے انس بن مالک نے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے دیکھو رکوع اور سجدے کو پورا کرو

---

[1] یعنی بہشت میں آدھے آدمی مسلمان ہوں گے آدھے میں دوسری باقی امتیں ۱۲ منہ [2] تو جس نے تین بار یہ سورت پڑھی گویا اس نے سارا قرآن شریف پڑھا اتنا اتنا ثواب پائے گا ۱۲ منہ۔

فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ بَعْدِ ظَھْرِیْ اِذَا مَا رَکَعْتُمْ وَاِذَا مَا سَجَدْتُمْ ؕ

اچھی طرح سے ادا کرو) قسم اس (پروردگار) کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تم کو (نماز میں) جب تم رکوع اور سجدہ کرتے ہو پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں[1]۔

۳۶۰۔ حَدَّثَنَآ اِسْحٰقُ حَدَّثَنَا وَھْبُ بْنُ جَرِیْرٍ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ ھِشَامِ بْنِ زَیْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَآ اَوْلَادٌ لَّهَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّکُمْ لَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ قَالَهَا ثَلٰثَ مِرَارٍ ؕ

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم سے وہب بن جریر نے کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے ہشام بن زید سے انہوں نے (اپنے دادا) انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا انصار کی ایک عورت (جس کا نام معلوم نہیں ہوا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئی اس کی اولاد بھی اس کے ساتھ تھی آپ نے فرمایا قسم اس (پروردگار) کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم انصاری لوگ سب لوگوں سے زیادہ میرے محبوب ہو تین بار آپ نے یہی ارشاد فرمایا[2]۔

بَابٌ ۶۸ لَا تَحْلِفُوْا بِاٰبَآئِکُمْ

باب باپ دادا کی قسم کھانا منع ہے۔

۳۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَھُوَ یَسِیْرُ فِیْ رَکْبٍ یَحْلِفُ بِاَبِیْهِ فَقَالَ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ یَنْھٰکُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَآئِکُمْ مَنْ کَانَ حَالِفًا فَلْیَحْلِفْ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ سے ملے وہ چند سواروں میں جا رہے تھے اپنے باپ کی قسم کھا رہے تھے آپ نے فرمایا دیکھو اللہ تعالیٰ تم کو باپ دادا کی قسم کھانے سے منع کرتا ہے[3] جو شخص قسم کھانا چاہے یا تو اللہ کی قسم کھائے یا

---

[1] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے یہ آپ کی خصوصیت تھی حق تعالیٰ نے آپ کو پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھنے کی قوت عطا فرمائی تھی ۱۲ منہ [2] انصاری لوگوں نے کام ہی ایسا کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ ان کو چاہتے تھے انہی لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ملک میں جگہ دی آپ کے ساتھ ہو کر اسلام کے دشمنوں سے لڑے اسلام کو جو کچھ قوت حاصل ہوئی وہ سب انصاریوں کی طفیل سے پھر آپ کی وفات کے بعد بھی انصاری ہی لوگوں نے آپ کے اہل بیت سے محبت رکھی اور اسی محبت پر ان کا خاتمہ ہوا رضی اللہ عنہم ۱۲ منہ [3] ابن ابی شیبہ نے نکالا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی تم میں عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی قسم کھائے تو بھی تباہ ہوگا اور عیسیٰ تمہارے باپ دادا سے بہتر ہیں اب یہ جو ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افلح وابیہ ان صدق تو ابن عبدالبر نے کہا یہ لفظ منکر ہے صحیح روایتوں میں نہیں ہے میں کہتا ہوں صحیح مسلم میں ایک حدیث میں ہے فوابیک لاُنَبَّأَنَّ ولا حَدثنک اور ابو بکر صدیق نے کہا وابیک ما لیلک بلیل سارق اب اس کا جواب یوں دیا ہے کہ بے اختیاری میں یہ لفظ زبان سے نکل گئے عمداً اللہ کے سوا اور کسی کی قسم کھانا منع ہے بعضوں نے کہا یہ حدیثیں ممانعت سے قبل کی ہیں ۱۲ منہ۔

بِاللّٰهِ اَوْ لِيَصْمُتْ ٭

٣٦٢- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ سَالِمٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا حَلَفْتُ بِهَا مُنْذُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِرًا وَّلَا اٰثِرًا قَالَ مُجَاهِدٌ اَوْ اَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ يَاْثُرُ عِلْمًا تَابَعَهٗ عُقَيْلٌ وَّالزُّبَيْدِيُّ وَاِسْحٰقُ الْكَلْبِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ ٭

٣٦٣- حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ

خاموش رہے (اللہ کے سوا اور کسی کی قسم نہ کھائے)[1]

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے کہ سالم نے کہا عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں نے حضرت عمرؓ سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اللہ تم کو باپ دادا کی قسم کھانے سے منع کرتا ہے حضرت عمرؓ کہتے ہیں جب سے میں نے یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں تے نہ اپنی طرف سے غیراللہ کی قسم کھائی نہ کسی دوسرے کی زبانی نقل کی[2] مجاہد نے کہا (اس کو فریابی نے وصل کیا) (سورۂ احقاف میں جو) اثارۃ من علم ہے اس کا معنے یہ ہے کہ علم کی کوئی بات نقل کرتا ہو[3] یونس کے ساتھ اس حدیث کو عقیل اور محمد بن ولید زبیدی اور اسحاق بن یحیی کلبی نے بھی زہری سے روایت کیا[4] اور سفیان بن عیینہ اور معمر نے اس کو زہری سے روایت کیا انہوں نے سالم سے انہوں نے ابن عمر سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے حضرت عمرؓ کو (غیراللہ کی) قسم کھاتے سُنا[5]

ہم سے موسی بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے کہا ہم سے عبداللہ بن دینار نے کہا میں نے عبداللہ بن عمرؓ

---

[1] دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص اللہ کے سوا اور کسی کی قسم کھائے وہ کافر یا مشرک ہو گیا اس کو ترمذی نے نکالا اور کہا حسن ہے حاکم نے کہا صحیح ہے یہ حدیث آپ نے اس وقت فرمائی جب ایک شخص نے کعبے کی قسم کھائی تھی اب اختلاف ہے اس میں کہ یہ نہی تحریمی ہے یا تنزیہی مالکیہ اس کو مکروہ کہتے ہیں حنابلہ حرام کہتے ہیں جمہور شافعیہ کراہت تنزیہی کے قائل ہیں میں کہتا ہوں یہ اختلاف اس میں ہے جب عادت کے طور پر زبان سے سوا دوسرے کسی کی قسم نکل جائے جیسے ہمارے ملک میں بھی لوگ کہتے ہیں آپ کے سر کی قسم باوا کی قسم دادا کی قسم پیر مرشد کی قسم حافظ نے کہا اگر غیراللہ کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی طرح دل میں رکھ کر اس کی قسم کھائے تب تو حرام ہے اور ایسا کرنے والا کافر ہو جاتا ہے اور اگر یہ اعتقاد نہ ہو بلکہ جتنی اس کی واقعی عظمت ہے اتنا ہی اعتقاد رکھ کر قسم کھائے تو کافر نہ ہو گا اور نہ یہ قسم منعقد ہو گی یعنی اس کے توڑنے میں کفارہ واجب ہو گا ماوردی نے کہا اگر حاکم کسی غیراللہ کی دے تو اس کا معزول کرنا واجب ہے کیونکہ وہ جاہل ہے حکومت کے لائق نہیں ۱۲ [2] یعنی کسی اور نے جو غیراللہ کی قسم کھائی میں نے اس کا کلام حکایت کے طور پر بھی نقل نہیں کیا ۱۲ منہ [3] حدیث میں جو اثرا کا لفظ آیا تو امام بخاری نے اس کی مناسبت سے اثارۃ کی تفسیر بیان کر دی اس لیے کہ دونوں کا مادہ ایک ہے ۱۲ منہ [4] عقیل کی روایت کو ابونعیم نے اور زبیدی کی روایت کو نسائی نے اور کلبی کی روایت کو ان کے مشیخہ میں وصل کیا ۱۲ منہ [5] سفیان بن عیینہ کی روایت کو حمیدی نے اپنی مسند میں اور معمر کی روایت کو ابوداؤد نے وصل کیا ۱۲ منہ۔

قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ ۞

۳۶۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ وَالْقٰسِمِ التَّيْمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ وَبَيْنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ وُدٌّ وَاِخَاءٌ فَكُنَّا عِنْدَ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ فَقُرِّبَ اِلَيْهِ طَعَامٌ فِيْهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَعِنْدَهٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِىْ تَيْمِ اللّٰهِ اَحْمَرُ كَاَنَّهٗ مِنَ الْمَوَالِىْ فَدَعَاهُ اِلَى الطَّعَامِ فَقَالَ اِنِّىْ رَاَيْتُهٗ يَاْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهٗ فَحَلَفْتُ اَنْ لَّا اٰكُلَهٗ فَقَالَ قُمْ فَلَاُحَدِّثَنَّكَ عَنْ ذَاكَ اِنِّىْ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ نَفَرٍ مِّنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ نَسْتَحْمِلُهٗ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِىْ مَا اَحْمِلُكُمْ فَاُتِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَصْبِ اِبِلٍ فَسَاَلَ عَنَّا فَقَالَ اَيْنَ النَّفَرُ الْاَشْعَرِيُّوْنَ فَاَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰى فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا مَا صَنَعْنَا حَلَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْمِلُنَا وَمَا عِنْدَهٗ مَا يَحْمِلُنَا ثُمَّ حَمَلَنَا تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهٗ وَاللّٰهِ لَا نُفْلِحُ اَبَدًا فَرَجَعْنَا اِلَيْهِ

سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے باپ دادوں کی قسم مت کھاؤ۔

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں ابوقلابہ اور قاسم تیمی سے انہوں نے زہدم سے (جو جرم قبیلے کے تھے) انہوں نے کہا جرم قبیلے والوں اور اشعری لوگوں میں دوستی اور برادری تھی ایک بار ایسا ہوا ہم ابوموسیٰ اشعری کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں کھانا ان کے سامنے لایا گیا اس میں مرغی کا گوشت تھا وہاں بنی تیم قبیلے کا بھی ایک شخص سرخ رنگ والا موجود تھا شاید وہ غلاموں میں سے تھا خیر ابوموسیٰؓ نے اس کو بھی کھانے کے لیے بلایا وہ کہنے لگا میں نے مرغی کو نجاست کھاتے دیکھا اس لیے مجھ کو اس سے نفرت آئی میں نے قسم کھائی کہ اب مرغی کا گوشت نہیں کھانے کا ابوموسیٰ نے کہا ادھر سے اٹھ تو میں تجھ سے اس مقدمہ میں (یعنی قسم کا علاج کرنے میں) ایک حدیث بیان کروں گا ہوا یہ کہ میں اور کئی اشعری لوگوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری مانگنے گیا آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں تم کو سواری نہیں دینے کا میرے پاس سواری نہیں ہے اس کے بعد کیا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ کے کچھ اونٹ آئے آپ نے پوچھا وہ اشعری لوگ کہاں گئے (جو مجھ سے سواری مانگتے تھے یہ سن کر ہم لوگ حاضر ہوئے آپ نے (نہایت عمدہ) سفید کوہان والے پانچ اونٹ ہمارے حوالے کیے جب ہم اونٹ لے کر آپ کے پاس سے چلے تو آپس میں یوں کہنے لگے یہ ہم نے کیا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو قسم کھالی تھی کہ ہم کو سواری نہیں دینے کے باوجود اس کے آپ نے ہم کو سواری دی ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غفلت میں رکھا آپ کو قسم یاد نہیں دلائی خدا کی قسم ہم کبھی مراد والے نہیں ہونے کے (کیونکہ اللہ کے پیغمبر کو دھوکا دیا) یہ گفتگو

فَقُلْنَا لَهٗ اِنَّا اَتَيْنَاكَ لِتَحْمِلَنَا فَحَلَفْتَ اَنْ لَّا تَحْمِلَنَا وَمَا عِنْدَكَ مَا تَحْمِلُنَا فَقَالَ اِنِّيْ لَسْتُ اَنَا حَمَلْتُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَمَلَكُمْ وَاللّٰهِ لَا اَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَاَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا اَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا ۞

ہونے پر ہم پھر لوٹ کر آئے اور آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ پہلے ہم آپ کے پاس اس لیے آئے تھے کہ آپ ہم کو سواری عنایت فرمائیں لیکن آپ نے قسم کھائی تھی میں سواری نہیں دینے کا اور آپ کے پاس سواری تھی بھی نہیں اب جو آپ نے ہم کو سواری دی تو شاید غفلت میں آپ کو اپنی قسم کا خیال نہیں رہا آپ نے (ہمارے جواب میں) فرمایا (نہیں مجھ کو قسم یاد تھی) بات یہ ہے کہ میں نے تم کو یہ سواری نہیں دی بلکہ اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور خدا کی قسم میں تو جب کسی بات کی قسم کھا لیتا ہوں پھر اس کے خلاف کرنا بہتر سمجھتا ہوں تو بہتر بات کر لیتا ہوں قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں [1]

۞ ۞ ۞ ۞

بَابٌ ٦٩ لَا يُحْلَفُ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى وَلَا بِالطَّوَاغِيْتِ ۞

باب لات اور عزّیٰ یا بتوں کی قسم کھانا کیسا ہے [2]

۳۶۵۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِيْ حَلِفِهٖ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ

مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے حمید بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوہریرہ رض سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو شخص (اللہ کے سوا اور کسی کی) قسم کھائے جیسے لات اور عزّیٰ کی تو وہ لا الٰہ الا اللہ کہے اور جو شخص اپنے دوست سے کہے آؤ ہم

---

[1] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے یہاں امام بخاری اس کو اس لیے لائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھانے کا اس میں ذکر ہے بلکہ دو بار ذکر ہے ایک بار تو پہلے غصے میں دوسری بار خوشی میں اور دونوں بار آپ نے اللہ کی قسم کھائی ۱۲ منہ

[2] ہرچند غیر اللہ کی مطلق قسم کھانا منع ہے مگر لات اور عزّیٰ یا دوسرے بتوں اور دیوتاروں اور ٹھاکروں کی جن کو مشرک پوجتے ہیں اور زیادہ منع بلکہ سخت حرام ہے کیونکہ اس میں کفار کی مشابہت ہوتی ہے بعضوں نے کہا اگر ان کی تعظیم کی نیت سے کھائے گا تو وہ کافر ہو جائے گا اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ جو کوئی ایسا کرے وہ پھر سے تجدید ایمان کرے یعنی کلمہ توحید پڑھے قسطلانی نے کہا لات اور عزّیٰ اور بتوں کی قسم کھانے والے کی عورت اس سے جدا ہو جائے گی اور وہ کافر ہو جائے گا۔ اس کا قتل درست ہو گا یا نہیں اس میں کلام ہے حافظ نے کہا اسی طرح جو کوئی یوں قسم کھائے اگر میں یہ کام کروں تو یہودی ہوں یا نصرانی ہوں یا اسلام سے بیزار ہوں یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیزار ہوں (یا مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو) تو اس کو بھی استغفار کرنا چاہیئے اور ایسی قسم لغو ہوگی اس میں کوئی کفارہ واجب نہ ہوگا ۱۲ منہ [3] آپ دیتے کیا۔

أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ ۔

بَابٌ مَنْ حَلَفَ عَلَى الشَّيْءِ وَإِنْ لَمْ يُحَلَّفْ ۔

۳۶۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَكَانَ يَلْبَسُهُ فَيَجْعَلُ فَصَّهُ فِي بَاطِنِ كَفِّهِ فَصَنَعَ النَّاسُ ثُمَّ إِنَّهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَنَزَعَهُ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ أَلْبَسُ هَذَا الْخَاتَمَ وَأَجْعَلُ فَصَّهُ مِنْ دَاخِلٍ فَرَمَى بِهِ ثُمَّ قَالَ وَاللَّهِ لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ ۔

بَابٌ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى مِلَّةِ الْإِسْلَامِ

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى فَلْيَقُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يَنْسُبْهُ إِلَى الْكُفْرِ ۔

جوا کھیلیں تو وہ خیرات نکالے (کفارہ) کے طور پر کچھ صدقہ دے ۔)

باب بن قسم دیے قسم کھانا[1]

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی ایک انگوٹھی بنائی آپ اس کو پہنا کرتے تھے اور نگینہ اندر ہتھیلی کی طرف رکھتے لوگوں نے بھی (آپ کے دیکھا دیکھی سونے کی انگوٹھیاں) بنوائیں اس کے بعد آپ منبر پر بیٹھے اور انگوٹھی اتار ڈالی فرمایا میں یہ انگوٹھی پہنا کرتا تھا اس کا نگینہ اندر کی طرف رکھتا پھر وہ انگوٹھی پھینک دی فرمانے لگے خدا کی قسم اب میں اس کو کبھی نہیں پہننے کا لوگوں نے بھی یہ دیکھ کر اپنی اپنی انگوٹھیاں (اتار کر) پھینک دیں[2]

باب جو شخص اسلام کے سوا اور کسی (مذہب) ملت پر ہونے کی قسم کھائے تو کیا حکم ہے[3]

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یہ حدیث بھی موصولاً گزر چکی ہے جو شخص لات اور عزیٰ کی قسم کھائے وہ لا الٰہ الا اللہ کہے لیکن اس کو کافر نہیں فرمایا

---

[1] یہ مضمون اوپر کئی حدیثوں میں سے نکلتا ہے۔ بعضے شافعیہ نے اس کو بھی مکروہ جانا ہے لیکن ان کا قول صحیح نہیں ہے امام بخاری نے یہ باب لا کر ان کا رد کیا ۱۲ منہ [2] ترجمہ باب اس سے نکلا کہ آپ نے قسم کھا کر فرمایا اب میں انگوٹھی نہیں پہننے کا حالانکہ آپ کو کسی نے قسم نہ دی تھی قسطلانی نے کہا شافعیہ نے جو بغیر قسم دیئے قسم کھانا مکروہ رکھا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں کوئی ضرورت اور مصلحت نہ ہو ۱۲ منہ [3] مثلاً یوں کہے اگر میں یہ کام کروں تو یہودی ہوں یا نصرانی یا پارسی یا آریہ یا برہم سماج یا بدھ وغیرہ پھر وہ کام کرے باب کی حدیث سے تو یہ نکلتا ہے کہ کافر ہو جائے گا بعضوں نے کہا یہ بطور تہدید کے آپ نے فرمایا اگر اس کی نیت میں اس دین کی تعظیم نہ ہو تو کافر نہ ہوگا لیکن اگر قسم کھاتے وقت اس کی نیت یہ ہو کہ میں جب یہ کام کروں تو اس مذہب کو خوشی سے اختیار کر لوں گا اس صورت میں فوراً کافر ہو جائے گا اور صحیح یہ ہے کہ ایسا کہنے سے قسم منعقد نہ ہوگی نہ کفارہ لازم ہوگا لیکن امام اوزاعی اور ثوری اور حنفیہ اور امام احمد اور اسحاق کے نزدیک قسم منعقد ہو جائے گی اور کفارہ لازم ہوگا ۱۲ منہ [4] امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ لات اور عزیٰ کی قسم کھانے والے کو بھی آنحضرتؐ نے صراحتہً کافر نہیں فرمایا اور نہ پورے طور سے ایمان لانے کا حکم دیتے صرف یہ فرمایا کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہہ لے پس معلوم ہوا کہ جب تک غیر اللہ کی تعظیم مثل اللہ کے اس کی نیت میں نہ ہو آدمی غیر اللہ کی قسم کھانے سے کافر نہیں ہوتا اسی طرح اس قسم میں بھی کہ اگر میں یہ کام کروں تو یہودی ہوں کافر نہ ہوگا جب تک اس کی نیت میں یہ نہ ہو کہ اسلام کے سوا دوسرا کوئی دین حق ہے امام بخاریؒ کے ایسا کہنے سے ان لوگوں کا رد ہو گیا جو کہتے ہیں حلف بغیر اللہ مطلقاً شرک اور کفر ہے جیسے ہمارے زمانہ میں بعضے غلو کرنے والوں نے اختیار کیا ہے ۱۲ منہ۔

۳۶۷۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ مِلَّةِ الْإِسْلَامِ فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ وَمَنْ رَمَى مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ ؂

ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے انہوں نے ایوب سے انہوں نے ابوقلابہ سے انہوں نے ثابت بن ضحاک سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اسلام کے سوا اور کسی مذہب ملت پر ہو جانے کی قسم کھائے تو وہ ایسا ہی ہو جائیگا[1] اور جو شخص کسی چیز سے اپنے تئیں مار ڈالے (مثلاً ہتھیار سے یا زہر سے) تو دوزخ میں اسی چیز سے عذاب[2] دیا جائیگا اور مسلمان پر لعنت کرنا اس کو مار ڈالنے کے برابر ہے اسی طرح مسلمان کو کافر کہنا بھی اس کو مار ڈالنے کے برابر ہے۔

بَابٌ لَا يَقُولُ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ وَهَلْ يَقُولُ أَنَا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ

باب یوں کہنا منع ہے جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں اور کیا کوئی شخص یوں کہہ سکتا ہے مجھ کو اللہ ہی کا آسرا ہے پھر آپ[3] کا

وَقَالَ عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ ثَلَاثَةً فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ مَلَكًا فَأَتَى الْأَبْرَصَ فَقَالَ تَقَطَّعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فَلَا بَلَاغَ لِيَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ ؂

اور عمرو بن عاصم نے کہا (یہ حدیث موصولاً اخبار بنی اسرائیل میں گزر چکی ہے) ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے اسحاق بن عبداللہ نے کہا ہم سے عبدالرحمن بن ابی عمرہ نے ان سے ابوہریرہ نے بیان کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے بنی اسرائیل میں تین شخص تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو آزمانا چاہا (پھر سارا قصہ بیان کیا) فرشتے کو کوڑھی پاس بھیجا وہ اس سے کہنے لگا میری روزی کے سارے ذریعے کٹ گئے ہیں۔ اب اللہ ہی کا آسرا ہے۔ پھر تیرا (یا اب اللہ ہی کی مدد درکار ہے پھر تیری)۔

[1] یعنی اسلام سے نکل کر اسی ملت کا ہو جائے گا ۱۲ منہ [2] یعنی آخرت کی سزا اور عذاب میں ۱۲ منہ [3] امام بخاری اپنے مطلب کے لیے کوئی حدیث نہیں لائے حالانکہ اس باب میں صریح حدیثیں وارد ہیں کیونکہ وہ ان کی شرط پر نہ ہوں گی نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کی یوں کوئی نہ کہے جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں بلکہ یوں کہے اللہ چاہے پھر آپ چاہیں ایک روایت میں یوں ہے ایک یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا تم مسلمان شرک کرتے ہو یوں کہتے ہو جو اللہ نے چاہا اور تو نے چاہا اور کہتے ہو کعبہ کی قسم اس وقت آپ نے صحابہ کو حکم دیا یوں کہو جو اللہ چاہے پھر آپ چاہیں اور یوں کہو کعبے کے مالک کی قسم ایک روایت میں ہے ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں آپ نے فرمایا تم نے مجھ کو اللہ کا برابر والا کر دیا یوں کہو اللہ چاہے بس عبدالرزاق نے ابراہیم نخعی سے نکالا وہ یوں کہنا برا نہیں جانتے تھے جو اللہ چاہے پھر آپ چاہیں اور یوں کہنا مکروہ جانتے تھے میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اور آپ کی البتہ یوں کہنے میں قباحت نہیں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں پھر آپ کی ۱۲ منہ

باب ۱۳۲ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ فَوَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَتُحَدِّثَنِّيْ بِالَّذِيْ اَخْطَاْتُ فِي الرُّؤْيَا قَالَ لَا تُقْسِمْ ؛

۳۶۸۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَشْعَثَ عَنْ مُعٰوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَآءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَشْعَثَ عَنْ مُعٰوِيَةَ ابْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَآءِ رضی اللہ عنہ قَالَ اَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ ؛

۳۶۹۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ سَمِعْتُ اَبَا عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ اُسَامَةَ اَنَّ ابْنَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَسَعْدٌ وَاُبَيٌّ اَنَّ ابْنِيْ قَدِ احْتُضِرَ فَاشْهَدْنَا فَاَرْسَلَ يَقْرَاُ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ .

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ نور میں) فرمانا یہ منافق اللہ کی بڑی پکی قسمیں کھاتے ہیں ؛

اور ابن عباس نے کہا (یہ حدیث کتاب التعبیر میں آگے موصولاً مذکور ہوگی) ابو بکر صدیق نے کہا اللہ کی قسم یارسول اللہ مجھ سے بیان فرمائیے میں نے تعبیر دینے میں کیا غلطی کی آپ نے فرمایا قسم مت کھا[1]

ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے اشعث بن ابی الشعثار سے انہوں نے معاویہ بن سوید بن مقرن سے انہوں نے براء بن عازب سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے **دوسری سند** امام بخاریؒ نے کہا اور مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے اشعث سے انہوں نے معاویہ بن سوید بن مقرن سے انہوں نے براءؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھانے والے کو سچا کرنے کا حکم فرمایا[2]

ہم سے حفص بن عمر حوشی نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے کہا ہم کو عاصم احول نے خبر دی کہا میں نے ابو عثمان نہدی سے سنا وہ اُسامہ بن زید سے نقل کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی[3] (حضرت زینبؓ) نے آپ کو بلا بھیجا اس وقت آپ کے پاس میں تھا اور سعد بن عبادہؓ اور ابی بن کعب بھی بیٹھے تھے صاحبزادی صاحبہ نے کہلا بھیجا کہ ان کا بچہ مرنے کے قریب ہے آپ تشریف لائیے آپ نے ان کے جواب میں یوں کہلا بھیجا میرا سلام کہو اور کہو سب اللہ کا مال ہے جو اس نے لے لیا اور جو

---

[1] یہ حدیث لا کر امام بخاریؒ نے اس کا رد کیا جو کہتا ہے قسم دینے سے قسم منعقد ہو جاتی ہے کیونکہ اگر قسم منعقد ہو جاتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بیان کرتے کہ ابو بکرؓ نے فلاں فلاں بات میں غلطی کی ہے اس لیے کہ آپ نے قسم کو سچا کرنے کا حکم دیا ہے بعضوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مصلحت سے ابو بکر کی قسم پوری نہیں کی اور پورا کرنا وہاں واجب ہے جہاں کوئی مفسدہ نہ ہو ۱۲ منہ

[2] یعنی جو بات وہ چاہے اس کو پورا کرنے کا تاکہ اس کی قسم سچی ہو ۱۲ منہ

[3] علی بن ابی العاص یا عبداللہ بن عثمان جو حضرت رقیہ کے بیٹ سے تھے یا محسن بن حضرت فاطمۃ الزہرا یا امامہ بنت زینب ۱۲ منہ۔

إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهُ فَلَمَّا قَعَدَ رُفِعَ إِلَيْهِ فَأَقْعَدَهُ فِي حَجْرِهِ وَنَفْسُ الصَّبِيِّ تَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ مَا هٰذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ يَضَعُهَا اللّٰهُ فِي قُلُوبِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ ؎

عنایت فرمایا اور ہر چیز کی اس کے پاس مدت مقرر ہے صبر کرو اللہ سے ثواب کی امید رکھو صاحبزادی صاحبہ نے قسم دے کر پھر کہلا بھیجا نہیں آپ ضرور تشریف لائیے اس وقت آپ اٹھے ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ اٹھے جب آپ (صاحبزادی صاحبہ کے گھر پر پہنچے وہاں جا کر) بیٹھے تو بچہ کو اٹھا کر آپ کے پاس لائے آپ نے اس کو گود میں بٹھا لیا وہ دم توڑ رہا تھا یہ حال (پر ملال) دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے (آپ رونے لگے) سعد بن عبادہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ رونا کیسا (یہ تو آپ کی شان کے برخلاف ہے)، آپ نے فرمایا یہ رونا رحم کی وجہ سے ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے کے دل میں چاہتا ہے رحم رکھتا ہے بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے انہی بندوں پر رحم کرے گا جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں[1]۔

۳۷۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ تَمَسُّهُ النَّارُ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ ؎

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب سے، انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس مسلمان کے تین بچے مر جائیں تو اس کو دوزخ کی آگ چھوئے گی بھی نہیں مگر صرف قسم اتارنے کے لیے[2]۔

۳۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِي غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ وَأَهْلِ النَّارِ كُلُّ جَوَّاظٍ عُتُلٍّ مُسْتَكْبِرٍ

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا مجھ سے غندر (محمد بن جعفر) نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے معبد بن خالد سے کہا میں نے حارثہ بن وہب سے سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میں تم لوگوں کو نہ بتلاؤں بہشتی کون لوگ ہیں ہر ایک غریب ناتوان جو اگر اللہ کے فضل و کرم کے (بھروسے) پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اس کو سچا کرے (اس کا مطلب پورا کرے) اور دوزخی کون لوگ ہیں ہر ایک موٹا لڑاکو اینٹھو (مغرور)

---

[1] یہ حدیث اوپر کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے یہاں امام بخاری اس کو اس لیے لائے کہ اس میں قسم دینے کا ذکر ہے ۱۲ منہ [2] قسم سے مراد اللہ کا یہ فرمودہ ہے وان منکم الا واردھا یعنی تم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو دوزخ پر سے ہو کر نہ جائے ۱۲ منہ۔

بَابُ ۱۷۴ اِذَا قَالَ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اَوْ شَهِدْتُ بِاللّٰهِ

۳۷۲۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ يَمِيْنَهٗ وَيَمِيْنُهٗ شَهَادَتَهٗ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ وَكَانَ اَصْحَابُنَا يَنْهَوْنَا وَنَحْنُ غِلْمَانٌ اَنْ نَحْلِفَ بِالشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ ؛

بَابُ ۱۷۵ عَهْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ؛

۳۷۳۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمٰنَ وَمَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ اَوْ قَالَ اَخِيْهِ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَهٗ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ قَالَ سُلَيْمٰنُ فِيْ

باب اگر کسی نے کہا اشہد باللہ یا شہدت باللہ (تو یہ قسم ہوگی یا نہیں[۱]؟)۔

ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمٰن نحوی نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے عبیدہ سلمانی سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون لوگ بہتر ہیں آپ نے فرمایا میرے زمانہ کے (یعنی صحابہ) پھر جو ان کے بعد ہیں (یعنی تابعین) پھر جو ان کے بعد ہیں (یعنی تبع تابعین) پھر ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قسم سے پہلے گواہی دیں گے اور گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے[۲] ابراہیم نخعی نے (اسی سند سے) کہا جب ہم بچے تھے تو ہمارے بزرگ ہم کو منع کرتے تھے کہ ہم گواہی یا عہد میں قسم کھائیں[۳]

باب جو شخص عَلٰی عَہْدَ اللہ کہے تو کیا حکم ہے[۴]

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن ابی عدی نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے سلیمان بن اعمش اور منصور بن معتمر سے ان دونوں نے ابو وائل سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو شخص جھوٹی قسم کھائے کسی مسلمان کا مال (یا حق) مار لینے کو یا یوں فرمایا اپنے بھائی کا مال (یا حق) مار لینے کو تو وہ جب اللہ سے (حشر کے دن) ملے گا اللہ اس پر غصے ہوگا پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بھی اس کی تصدیق اتاری (سورہ آل عمران میں) فرمایا ان الذین یشترون بعہد اللہ وایمانہم ثمنا قلیلا[۵] اعمش

---

[۱] حنفیہ اور حنابلہ کہتے ہیں قسم ہوگی اور شافعیہ نے اس میں خلاف کیا ہے ۱۲ منہ [۲] اس کی شرح اوپر گزر چکی ہے مطلب یہ ہے کہ گواہی دینے میں ان کو کوئی باک نہ ہوگا نہ جھوٹ بولنے سے ڈریں گے جلدی میں پہلے قسم کھالیں گے پھر گواہی دیں گے کبھی گواہی دینے لگیں گے پھر قسم کھائیں گے ۱۲ منہ [۳] یعنی یوں کہیں اشہد باللہ یا علیّ عہد اللہ کیونکہ ایسے کلمے منہ سے نکالنے سے کہیں قسم کھانے کی عادت نہ ہو جائے ۱۲ منہ [۴] یعنی اللہ کا عہد مجھ پر ہے میں فلانا کام کروں گا امام اوزاعی اور امام احمد اور اہل کوفہ کے نزدیک یہ قسم ہے اگر توڑے گا تو کفارہ دینا ہوگا اور شافعی اور اسحاق اور ابو عبیدہ نے کہا قسم نہیں ہے مگر جب نیت کرے قسم کی ۱۲ منہ [۵] آیت میں عہد اللہ کا لفظ ہے اس سے امام بخاری نے باب کا مطلب نکالا ۱۲ منہ۔

حَدِيْثِهِ فَمَرَّ الْاَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ قَالُوْا لَهٗ فَقَالَ الْاَشْعَثُ نَزَلَتْ فِيَّ وَفِيْ صَاحِبٍ لِّيْ فِيْ بِئْرٍ كَانَتْ بَيْنَنَا ؛

بَابُ الْحَلِفِ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَصِفَاتِهٖ وَكَلِمَاتِهٖ ؛

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْقٰى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ لَا وَعِزَّتِكَ لَآ اَسْاَلُكَ غَيْرَهَا وَقَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ وَقَالَ اَيُّوْبُ وَعِزَّتِكَ لَا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ ؛

۴۷۳۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ حَتّٰى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيْهَا قَدَمَهٗ

نے اپنی روایت میں یوں کہا اس کے بعد اشعث بن قیس (صحابی) ادھر سے گزرے[1] انہوں نے لوگوں سے پوچھا عبداللہ تم سے کیا حدیث بیان کر رہے تھے انہوں نے بیان کیا اشعث نے یہ کہا کہ یہ آیت تو میرے اور میرے ساتھی کے باب میں اتری ایک کوئیں کا ہم دونوں میں جھگڑا تھا۔

باب اللہ کی عزت اور عظمت اور اس کی صفات اور کلام کی قسم کھانا[2]

اور ابن عباس نے کہا (اس کو خود امام بخاری نے توحید میں وصل کیا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں فرمایا کرتے تھے یا اللہ تیری عزت کی پناہ لیتا ہوں اور ابوہریرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ایک شخص دوزخ اور بہشت کے بیچ میں رہ جائے گا وہ یوں دعا کرے گا پروردگار (اتنا کر) میرا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے بس قسم تیری عزت کی میں اور کوئی سوال نہیں کرنے کا اور ابوسعید نے کہا (یہ روایت بھی اسی حدیث میں گزر چکی ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ بھی لے اور اس کا دس گنا اور اور ایوب پیغمبر نے کہا (یہ حدیث کتاب الطہارۃ میں موصولاً گزر چکی ہے) پروردگار تیری عزت کی قسم میں تیری برکت سے تھوڑے بے پرواہ ہو سکتا ہوں۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نے کہا ہم سے قتادہ نے انہوں نے انس بن مالکؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ برابر یہی کہتی رہے گی اور کچھ ہے اور کچھ ہے یہاں تک کہ پروردگار اپنا پاؤں اس میں رکھ دے گا۔

[1] عبداللہ بن مسعودؓ یہی حدیث بیان کر رہے تھے ۱۲ منہ [2] ان چیزوں کی قسم کا وہی حکم ہے جو اللہ تعالیٰ کی قسم کا ہے کیونکہ صفات ذات سے جدا نہیں ہیں صفات میں سب صفات آ گئے ذاتی ہوں جیسے علم قدرت عزت عظمت جلال وغیرہ یا فعلی ہوں جیسے اترنا چڑھنا آنا جانا بعضوں نے صفات ذاتی اور فعلی میں فرق کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ صفات فعلی کی قسم جب منعقد ہو گی جب قسم کی نیت ہو ۱۲ منہ [3] یہ حدیث کتاب الرقاق میں موصولاً گزر چکی ہے ۱۲ منہ۔

تَقُولُ قَطْ قَطْ وَعِزَّتِكَ وَيُزْوٰى بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ ؛

بَابٌ قَوْلِ الرَّجُلِ لَعَمْرُ اللهِ ۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی لَعَمْرُكَ لَعَيْشُكَ ؛

۲۷۵ ۔ حَدَّثَنَا الْاُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا اَهْلُ الْاِفْكِ مَا قَالُوا فَبَرَّاَهَا اللهُ وَكُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِّنَ الْحَدِيثِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اُبَيٍّ فَقَامَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ لَعَمْرُ اللهِ لَنَقْتُلَنَّهُ ؛

بَابٌ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ وَاللهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ؛

اس وقت کہنے لگے گی بس بس (میں بھر گئی) تیری عزت کی قسم اور سمٹ جائے گی[1] اس حدیث کو شعبہ نے بھی قتادہ سے روایت کیا ہے[2]

باب اللہ کے لقا کی قسم کھانا[3]

ابن عباسؓ نے کہا (اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا) یہ جو (سورہ حجر میں) فرمایا لعمرک انہم لفی سکرتہم یعمہون یہاں عمرک سے آنحضرتؐ کی زندگی مراد ہے (اللہ نے اسکی قسم کھائی)

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے دوسری سند امام بخاری نے کہا اور ہم سے حجاج بن منہال نے کہا ہم سے عبداللہ بن عمر نمیری نے کہا ہم سے یونس بن یزید ایلی نے کہا میں نے زہری سے سنا کہا میں نے عروہ ابن زبیر اور سعید بن مسیب اور علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ سے ان سب نے حضرت عائشہ پر جو طوفان لگایا گیا تھا اس کا قصہ بیان کیا اور اللہ تعالیٰ نے جو ان کی پاک دامنی ظاہر کی ان میں سے ہر شخص نے حدیث کا ایک ایک ٹکڑا مجھ سے نقل کیا آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن ابی بن سلول (منافق) کے مقابلہ میں لوگوں سے مدد چاہی یہ سن کر اسید بن حضیر (صحابی) کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ سے کہنے لگے اللہ کے لقا کی قسم ہم اس کو مار ڈالیں گے[4]

باب اللہ تعالیٰ کا سورۂ بقرہ میں فرمانا اللہ تعالیٰ لغو[5] قسموں پر تم سے مواخذہ نہیں کرنے کا لیکن اس پر مواخذہ کرے گا جو تم اپنے دل سے قصد کرو اور اللہ بخشنے والا تحمل والا ہے۔

---

[1] اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے قدم کا اثبات ہے اہل حدیث اس کو تسلیم کرتے ہیں اور ید اور وجہ کی طرح اس کو اپنی ظاہری معنے پر محمول رکھتے ہیں لیکن مخلوقات کے قدم سے مشابہت نہیں دیتے اور پچھلے متکلمین نے اور صفات کی طرح اس کی بھی تاویل کی ہے وہ کہتے ہیں قدم سے اس کا حکم مراد ہے یا اس کا جوش بجھا دینا ۱۲ منہ [2] یہ امام بخاریؒ نے قتادہ کی تدلیس کا شبہ رفع کرنے کے لیے بیان کیا کیونکہ شعبہ انہی لوگوں سے روایت کرتے تھے جن کے سماع کا حال ان پر کھل جاتا ۱۲ منہ [3] حنفیہ اور مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک یہ قسم منعقد ہو جاتی ہے اور شافعیہ کے نزدیک نیت شرط ہے ۱۲ منہ [4] یہ حدیث پوری تفصیل کے ساتھ کتاب المغازی وغیرہ میں گزر چکی ہے ۱۲ منہ [5] لغو قسم وہ ہے جو عادۃً تکیہ کلام کے طور پر زبان سے نکل جائے بھائی واللہ باللہ نا للہ جیسے بعض لوگوں کا طریقہ ہوتا ہے باتوں میں واللہ باللہ کہتے جاتے ہیں ان کی نیت قسم کھانے کی نہیں ہوتی امام ابو حنیفہ نے کہا لغو وہ قسم ہے کہ ایک بات کو ایک آدمی سچ سمجھ کر اس پر قسم کھائے (باقی حاشیہ بر صفحہ آئندہ

۳۷۶۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ قَالَ قَالَتْ اُنْزِلَتْ فِیْ قَوْلِهٖ لَا وَاللّٰهِ وَبَلٰی وَاللّٰهِ ؎

مجھ سے محمد ابن مثنی نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے کہا مجھ کو والد نے خبر دی انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم میں لغو قسم سے یہ مراد ہے آدمی کا (باتوں میں) لا واللہ بلی واللہ کہنا۔

بَابٌ ۱۷۹ اِذَا حَنِثَ نَاسِیًا فِی الْاَیْمَانِ۔

باب اگر قسم کھانے کے بعد بھولے سے اس کو توڑ ڈالے (تو کفارہ لازم ہوگا یا نہیں)[1]

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ فِیْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَقَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ ؎

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو تم نے خطا کی اس میں تم پر گناہ نہیں اور فرمایا بھول چوک میں مجھ پر مواخذہ نہ کرو۔

۳۷۷۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ یَحْیٰی حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا زُرَارَةُ بْنُ اَوْفٰی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَرْفَعُهٗ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِیْ عَمَّا وَسْوَسَتْ اَوْ حَدَّثَتْ بِهٖ اَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهٖ اَوْ تَکَلَّمْ ؎

ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے مسعر بن کدام نے کہا ہم سے قتادہ نے کہا ہم سے زرارہ بن اوفی نے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرتؐ سے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کو دل کا وسوسہ یا دل میں جو خطرہ آئے وہ معاف کر دیا ہے (اس پر مواخذہ نہ ہوگا) جب تک اس پر عمل نہ کرے یا زبان سے نکالے[2]

۳۷۸۔ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ الْهَیْثَمِ اَوْ مُحَمَّدٌ عَنْهُ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ شِهَابٍ یَقُوْلُ حَدَّثَنِیْ عِیْسَی بْنُ طَلْحَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَمَا هُوَ یَخْطُبُ یَوْمَ النَّحْرِ اِذْ قَامَ

ہم سے عثمان بن ہیثم نے بیان کیا یا محمد بن یحییٰ ذہلی نے عثمان بن ہیثم سے (یہ امام بخاری کو شک ہے) انہوں نے ابن جریج سے کہا میں نے ابن شہاب سے سنا وہ کہتے تھے مجھ سے عیسیٰ بن طلحہ نے بیان کیا ان سے عبداللہ بن عمرو بن عاص نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دسویں تاریخ ذی الحجہ کو خطبہ پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک شخص (نام معلوم) کھڑا

(بقیہ صفحہ سابقہ) پھر وہ غلط نکلے تو یہ گذشتہ زمانہ سے خاص ہوئی بعضوں نے کہا مستقبل میں بھی لغو قسم ہو سکتی ہے ربیعہ اور مالک اور اوزاعی کا یہ قول ہے امام احمدؒ سے اس باب میں دو روایتیں ہیں بعضوں نے کہا لغو وہ قسم ہے جو غصہ میں کھائی جائے اب گزشتہ بات پر عمداً جھوٹی قسم کھائے یعنی اس کو جھوٹ جان کر تو اس کو یمین غموس کہتے ہیں یہ بہت سخت گناہ ہے اور حنفیہ اور اکثر علماء کے نزدیک اس کا کفارہ نہیں ہو سکتا لیکن شافعیہ کے نزدیک اس میں بھی کفارہ ہے ۱۲ منہ

(حواشی صفحہ ہذا) [1] اس میں اختلاف ہے حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک کفارہ دینا ہوگا اور امام احمد اور شافعی اور اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ کفارہ واجب نہ ہوگا۔ امام بخاری کا بھی میلان اسی طرف معلوم ہوتا ہے ۱۲ منہ [2] امام بخاری نے بھول چوک کو بھی وسوسہ پر قیاس کیا ایک روایت میں صاف اس کی صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کو بھول چوک معاف کر دی اس کو ابن ماجہ نے نکالا مگر امام بخاری کا شاید اپنی شرط پر نہ ہونے سے اس حدیث کو نہ لا سکے ۱۲ منہ۔

إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ كُنْتُ أَحْسِبُ يَا رَسُولَ
اللّٰهِ كَذَا وَكَذَا قَبْلَ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ
قَامَ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كُنْتُ أَحْسِبُ
كَذَا وَكَذَا لِهٰؤُلَاءِ الثَّلٰثِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ لَهُنَّ
كُلِّهِنَّ يَوْمَئِذٍ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ
إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ ۔

۳۷۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا
أَبُو بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عَطَاءٍ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زُرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ
لَا حَرَجَ قَالَ آخَرُ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ
قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ آخَرُ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ
قَالَ لَا حَرَجَ ۔

۳۸۰۔ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَبُو
أُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سَعِيدِ
بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ
الْمَسْجِدَ يُصَلِّي وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَجَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ
فَقَالَ لَهُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ
فَصَلَّى ثُمَّ سَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ
لَمْ تُصَلِّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ فَأَعْلِمْنِي قَالَ إِذَا
قُمْتَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ

ہوا کہنے لگا یا رسول اللہ میں نے سمجھا کر (حج کا) فلانا کام فلانے کام سے پہلے
کرنا چاہیئے (اور میں نے ویسا ہی کر لیا) پھر دوسرا شخص کھڑا ہوا کہنے لگا
یا رسول اللہ میں سمجھا یہ کام اس سے پہلے کرنا چاہیے ان تین کاموں
کی نسبت دونوں شخصوں نے پوچھا (یعنی حلق اور نحر اور رمی کی نسبت)
آپ نے فرمایا اب کرے کچھ حرج نہیں ان تینوں کاموں کی نسبت اس
دن یہی جواب دیا اور اس دن جو بات آپ سے پوچھی آپ نے یہی
فرمایا اب کرے کچھ حرج نہیں [1]

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے ابوبکر بن عیاش
نے انہوں نے عبدالعزیز بن رفیع سے انہوں نے عطاء بن ابی رباح
سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے کہا ایک شخص نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں نے رمی سے پہلے طواف الزیارۃ کر لیا
آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں دوسرا شخص بولا میں نے ذبح سے پہلے سر
منڈا لیا آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں تیسرا شخص بولا میں نے رمی سے پہلے
ذبح کر لیا آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں۔

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے
کہا ہم سے عبیداللہ بن عمر نے انہوں نے سعید بن ابی سعید سے انہوں
نے ابوہریرہؓ سے ایک شخص (خلاد بن رافع) مسجد (نبوی) میں آیا نماز پڑھنے
لگا اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک گوشہ میں تشریف رکھتے
تھے نماز پڑھ کر اس نے آن کر آپ کو سلام کیا آپ نے فرمایا جا لوٹ جا
پھر نماز پڑھ تو نے نماز پڑھی ہی نہیں وہ پھر گیا دوبارہ نماز پڑھی اور
لوٹ کر آیا) آپ کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا فرمایا جا لوٹ
جا نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی آخر تیسری بار میں اس
نے کہا مجھ کو بتلائیے تو بھی (میں کیسے نماز پڑھوں) آپ نے فرمایا

[1] امام بخاری نے اس سے یہ نکالا کہ حج کے کاموں میں چوک پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کفارے کا حکم نہیں دیا نہ فدیہ کا تو اسی طرح اگر قسم بھی چوک سے
توڑ ڈالے تو کفارہ لازم نہ ہوگا۔ ۱۲ منہ

الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ وَاقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ رَاْسَكَ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ وَتَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلَاتِكَ كُلِّهَا ‪.‬

جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو پورا وضو کر اچھی طرح سے پھر قبلے کی طرف منہ کر کے اللہ اکبر کہہ اور جتنا آسانی سے قرآن پڑھ سکے اتنا قرآن پڑھ اس کے بعد اطمینان کے ساتھ رکوع کر پھر سر اٹھا تو سیدھا کھڑا ہو جا پھر اطمینان سے سجدہ کر پھر سر اٹھا اطمینان سے سیدھا بیٹھ پھر دوسرا سجدہ بھی اطمینان سے کر پھر سر اٹھا اور سیدھا کھڑا ہو جا اسی طرح ساری نمازیں کر لے[1]

۳۸۱۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ اَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ يَوْمَ اُحُدٍ هَزِيْمَةً تُعْرَفُ فِيْهِمْ فَصَرَخَ اِبْلِيْسُ اَيْ عِبَادَ اللّٰهِ اُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ اُوْلَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَاُخْرَاهُمْ فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ فَاِذَا هُوَ بِاَبِيْهِ فَقَالَ اَبِيْ اَبِيْ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا انْحَجَزُوْا حَتّٰى قَتَلُوْهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ قَالَ عُرْوَةُ فَوَاللّٰهِ مَا زَالَتْ فِيْ حُذَيْفَةَ مِنْهَا بَقِيَّةٌ حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ ‪.‬

ہم سے فروہ ابن ابی المغراء نے بیان کیا کہا ہم سے علی بن مسہر نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا ہوا یہ کہ جنگ احد میں (پہلے پہل) کافروں کو نمایاں شکست ہوئی اس وقت ابلیس ملعون نے یوں آواز دی خدا کے بندو پیچھے جو لوگ آ رہے ہیں ان سے بچو یہ سنتے ہی آگے والے مسلمان پیچھے والوں پر پلٹ پڑے اور آپس ہی میں جنگ ہونے لگی[2] حذیفہ بن یمان (صحابی) نے دیکھا لوگ ان کے والد کو کافر سمجھ کر مار ڈال رہے ہیں انہوں نے پکارا ابھی لوگو بھائیو میرے والد ہیں (ان کو نہ مارو) مگر سنتا کون تھا حضرت عائشہؓ کہتی ہیں مسلمانوں نے ان کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ ان کا کام تمام کیا[3] آخر حذیفہؓ کہنے لگے اللہ تم بخشے[4] خدا کی قسم حذیفہ جب تک زندہ رہے ان کے دل میں اس کا (یعنی اپنے باپ کے مارے جانے کا) رنج اور افسوس ہی رہا[5]

---

[1] یہ حدیث اوپر کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے اس کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے مگر شاید امام بخاری نے یہ روایت لا کر اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جو کتاب الصلوٰۃ میں گزرا اس میں یوں ہے کہ تیسری بار میں وہ شخص کہنے لگا قسم اس پروردگار کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا میں تو اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا ۱۲ منہ [2] ابلیس ملعون نے دھوکا دیا پیچھے سے مسلمان آ رہے تھے ان کو کافر تبلا دیا اور آگے والے مسلمانوں کو ان سے ڈرایا وہ گھبراہٹ میں اپنے ہی لوگوں پر پلٹ پڑے جنگ میں ایسے اتفاقات بہت ہوتے ہیں ۱۲ منہ [3] ان مسلمانوں سے جنہوں نے ان کے باپ کو قتل کیا تھا ۱۲ منہ [4] ایک روایت میں بقیۃ خیر کا لفظ ہے تو ترجمہ یہ ہوگا کہ حذیفہ میں مرنے تک اس خیر و برکت کا اثر رہا یعنی اس دعا کا جو انہوں نے مسلمانوں کے لیے کی تھی کہ اللہ تم کو بخشے اس روایت کی مطابقت باب سے یوں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے قسم کھائی کہا واللہ ما زالت فی حذیفۃ بعضوں نے کہا مطابقت اس طرح پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مسلمانوں سے کوئی مواخذہ نہیں کیا جنہوں نے حذیفہ کے باپ کو چوک سے مار ڈالا تھا تو اسی طرح بھول چوک سے اگر قسم توڑے تو بھی کفارہ واجب نہ ہوگا ۱۲ منہ

۳۸۲۔ حَدَّثَنِیْ یُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰی حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَۃَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَوْفٌ عَنْ خِلَاسٍ وَّمُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَکَلَ نَاسِیًا وَّھُوَ صَائِمٌ فَلْیُتِمَّ صَوْمَہٗ فَاِنَّمَا اَطْعَمَہُ اللّٰہُ وَسَقَاہُ ؁

مجھ سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ کہا مجھ سے عوف اعرابی نے انہوں نے خلاس بن عمرو اور محمد بن سیرین سے انہوں نے ابوہریرۃؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص روزے میں بھول کر کچھ کھالے وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ (اس نے خود نہیں کھایا بلکہ) اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا پلایا[1]

۳۸۳۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُحَیْنَۃَ قَالَ صَلّٰی بِنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَامَ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ قَبْلَ اَنْ یَّجْلِسَ فَمَضٰی فِیْ صَلٰوتِہٖ فَلَمَّا قَضٰی صَلٰوتَہُ انْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِیْمَہٗ فَکَبَّرَ وَسَجَدَ قَبْلَ اَنْ یُّسَلِّمَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَہٗ ثُمَّ کَبَّرَ وَسَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَہٗ وَسَلَّمَ ؁

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب نے انہوں نے زہری سے انہوں اعرج سے انہوں نے عبداللہ بن بحینہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ظہر کی) نماز پڑھائی اور دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھے نہیں بھولے سے اٹھ کھڑے ہوئے پھر آپ نماز پڑھتے رہے جب نماز پوری کر چکے اس وقت لوگ سلام کے منتظر تھے اتنے میں آپ نے سلام سے پہلے اللہ اکبر کہا اور سجدہ کیا پھر سجدے سے سر اٹھا کر اللہ اکبر کہا اور دوسرا سجدہ کیا پھر سر اٹھا کر سلام پھیرا[2]

۳۸۴۔ حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ سَمِعَ عَبْدَ الْعَزِیْزِ بْنَ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ عَلْقَمَۃَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی بِھِمْ صَلٰوۃَ الظُّھْرِ فَزَادَ اَوْ نَقَصَ مِنْھَا قَالَ مَنْصُوْرٌ لَّا اَدْرِیْ اِبْرَاھِیْمُ وَھِمَ اَمْ عَلْقَمَۃُ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَقُصِرَتِ الصَّلٰوۃُ اَمْ نَسِیْتَ قَالَ وَمَا ذَاکَ قَالُوْا صَلَّیْتَ کَذَا وَکَذَا

مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا انہوں نے عبدالعزیز بن عبدالصمد سے سنا کہا ہم سے منصور بن معتمر نے بیان کیا انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے کہا علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی اس میں (بھولے سے) کچھ کمی یا بیشی ہو گئی منصور بن معتمر کہتے ہیں میں نہیں جانتا یہ شک (کہ نماز میں کمی ہوئی یا بیشی) ابراہیم نخعی کو ہوئی یا علقمہ کو خیر (نماز کے بعد) لوگوں نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا نماز کم ہو گئی یا آپ بھول گئے آپ نے فرمایا یہ کیا بات انہوں نے بیان کیا آپ نے اتنی رکعتیں پڑھیں ابن مسعودؓ

[1] اس حدیث کی مطابقت اس طرح پر ہے کہ بھول کر کھا پی لینے سے جب روزہ نہیں ٹوٹتا تو اسی قیاس پر بھول کر قسم کے خلاف کرنے سے قسم بھی نہیں ٹوٹے گی ۱۲ منہ

[2] وجہ مناسبت وہی ہے کہ بھول کر قعدہ اولیٰ چھوٹ جانے سے نماز نہیں ٹوٹی بس یہی حکم قسم میں ہوگا ۱۲ منہ

قَالَ فَسَجَدَ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَاتَانِ السَّجْدَتَانِ لِمَنْ لَا يَدْرِيْ زَادَ فِيْ صَلَاتِهٖ اَمْ نَقَصَ فَيَتَحَرَّى الصَّوَابَ فَيُتِمُّ مَا بَقِيَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ ؛

۳۸۵۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا قَالَ كَانَتِ الْاُوْلٰى مِنْ مُوْسٰى نِسْيَانًا

۳۸۶۔ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كَتَبَ اِلَيَّ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَكَانَ عِنْدَهُمْ ضَيْفٌ لَهُمْ فَاَمَرَ اَهْلَهٗ اَنْ يَذْبَحُوْا قَبْلَ اَنْ يَرْجِعَ لِيَاْكُلَ ضَيْفُهُمْ فَذَبَحُوْا قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يُعِيْدَ الذَّبْحَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدِيْ عَنَاقٌ جَذَعٌ عَنَاقُ لَبَنٍ هِيَ خَيْرٌ مِّنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَكَانَ ابْنُ عَوْنٍ يَقِفُ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ عَنْ حَدِيْثِ الشَّعْبِيِّ وَيُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ بِمِثْلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَيَقِفُ فِيْ

کہتے ہیں پھر آپ نے (سہو کے) دو سجدے کیے اور فرمایا یہ دو سجدے اس شخص کے لیے ہیں جس کو یاد نہ رہے کہ اس نے نماز میں کمی کی یا بیشی کی اس کو چاہیے سوچ کر جو ٹھیک معلوم ہو اس حساب سے نماز پوری کرلے پھر (سہو کے) دو سجدے کرلے[1]

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے کہا مجھ کو سعید بن جبیر نے خبر دی کہا میں نے ابن عباسؓ سے کہا[2] انہوں نے کہا ہم سے ابی بن کعبؓ نے بیان کیا انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں (جو سورۂ کہف میں ہے) لاتواخذنی بما نسیت ولا ترہقنی من امری عسرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ پہلا سوال جو موسیٰؑ نے کیا تھا وہ بھولے سے[3] تھا امام بخاری نے کہا محمد بن بشار نے مجھ کو لکھ بھیجا کہ ہم سے معاذ بن معاذ نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن عون نے انہوں نے شعبی سے انہوں نے کہا براء بن عازب پاس ایک مہمان اترے تھے انہوں نے (بقر عید کے دن) اپنے لوگوں سے کہا میں جب تک عید کی نماز پڑھ کر لوٹوں تم اس سے پہلے ہی قربانی کر لینا تاکہ مہمان کو کھانا مل جائے آخر انہوں نے نماز سے پہلے ہی قربانی کر لی[4] اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا پھر قربانی کرو وہ کہنے لگے یارسول اللہ اب تو میرے پاس ایک حلوان ہے ( ) ابھی دودھ پیتی ہے مگر وہ گوشت کی دو بکریوں سے بہتر ہے ابن عون راوی شعبی سے یہ حدیث نقل کر کے یہاں پر ٹھہر جاتے تھے اور (محمد ابن سیرین سے بھی ایسی ہی حدیث نقل کرتے تھے اور اس جگہ پر ٹھہر جاتے تھے پھر کہتے تھے میں نہیں جانتا کہ یہ اجازت

---

[1] وجہ مناسبت وہی ہے جو اوپر گزر چکی ہے یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں مذکور ہے ۱۲ منہ [2] نوف بکالی کہتا ہے کہ جو موسیٰ خضر کے ساتھ رہے تھے وہ موسیٰ بنی اسرائیل والے نہ تھے بلکہ دوسرے موسیٰؑ تھے ۱۲ منہ [3] حضرت موسیٰ کو اس شرط کا خیال نہیں رہا تھا جو انہوں نے خضرؑ سے کی تھی وجہ مناسبت وہی ہے کہ سہو اور نسیان کو حضرت موسیٰؑ نے مواخذہ کے قابل نہیں سمجھا ۱۲ منہ۔ [4] یعنی ان کے گھر والوں نے ۱۲ منہ۔

هٰذَا الْمَكَانِ وَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ اَبَلَغَتِ الرُّخْصَةُ غَيْرَهٗ اَمْ لَا رَوَاهُ اَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؛

(جو آنحضرتؐ نے اس پٹھیا کی قربانی کی دی) صرف براءؓ کے لیے تھی یا اوروں کو بھی ہے اس حدیث کو ایوب سختیانی نے بھی ابن سیرین سے انہوں نے انسؓ سے روایت کیا ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے[1]

۳۸۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبًا قَالَ شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى يَوْمَ عِيْدٍ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ قَالَ مَنْ ذَبَحَ فَلْيُبَدِّلْ مَكَانَهَا وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ ذَبَحَ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ ؛

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے اسود بن قیس سے انہوں نے کہا میں نے جندب سے سنا وہ کہتے تھے میں بقرعید کی نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا آپ نے پہلے نماز پڑھ لی پھر خطبہ سنایا بعد اس کے فرمایا جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی ہو وہ دوسری قربانی کرے اور جس نے نہ کی ہو وہ اب اللہ کے نام پر قربانی کرے۔

بَابُ الْيَمِيْنِ الْغَمُوْسِ

باب غموس قسم کا بیان[2]

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ دَخَلًا مَكْرًا وَّخِيَانَةً ؛

اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نحل میں) فرمایا اپنی قسموں کو آپس میں فساد کا (مکر و فریب کا) ذریعہ مت بناؤ اس لیے کہ اسلام پر لوگوں کا قدم جمے پیچھے پھر اکھڑ جائے اور خدا کی راہ سے روکنے کے بدل تم کو دوزخ کا عذاب چکھنا پڑے تم کو سخت سزا دی جائے[3]۔ اس آیت میں جو دخلا کا لفظ ہے اس کا معنی دغا اور فریب[4]۔

۳۸۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا فِرَاسٌ قَالَ

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو نضر بن شمیل نے خبر دی کہا ہم کو شعبہ بن حجاج نے کہا ہم سے فراس بن یحییٰ نے

---

[1] اس کو خود امام بخاری نے کتاب الاضاحی میں وصل کیا دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاملہ ابو بردہ بن نیار پر گزرا تھا جو براءؓ کے ماموں تھے اب یہ شاید دوسرا واقعہ ہوگا حافظ نے کہا سند اور قصہ وغیرہ سب ایک ہے اس لیے دوسرا واقعہ کہنا مشکل ہے شاید اس روایت میں راوی سے سہو ہو جو ابو بردہ کے بدل براءؓ کا نام لیا اور یہ بھی احتمال ہے کہ براءؓ نے ابو بردہ کے ساتھ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا ہو اس لیے راوی نے ان کا نام لے دیا خیر یہ تو ہوا اختلاف روایت اب اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے سمجھ نہیں آتی۔ کرمانی نے کہا وجہ مناسبت یہ ہے کہ آپ نے براءؓ کو معذور رکھا بوجہ جہالت کے کیونکہ ان کو قربانی کا عیب وقت معلوم نہ تھا اور اسی لیے ایک برس کی پٹھیا قربانی کرنے کی ان کو اجازت دی تو نسیان بھی معذوری نکل آئی اور جندب کی حدیث جو آگے مذکور ہوتی ہے اس کی بھی وجہ مناسبت یہی ہے ۱۲ منہ [2] یعنی گزشتہ باب پر عمداً جھوٹی قسم کھانا اس کو غموس اس لیے کہتے ہیں کہ غمس کے معنی ڈبا دینا یہ قسم بھی قسم کھانے والے کو دوزخ کی آگ میں ڈبو دے گی ۱۲ منہ [3] اس آیت کی مناسبت باب سے یہ ہے کہ مکر و فریب کی قسم پر اس میں سخت عذاب کی وعید ہے ایسا ہی غموس قسم میں بھی سمجھنا چاہیے ۱۲ منہ [4] یہ عبدالرزاق نے قتادہ سے نکالا ۱۲ منہ۔

سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْكَبَائِرُ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوسُ ۔

بیان کیا کہا میں نے شعبی سے سنا انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا بڑے گناہ یہ ہیں اللہ کے ساتھ شرک کرنا ماں باپ کو ستانا ناحق خون کرنا غموس (جھوٹی) قسم کھانا

باب ۱۸ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ لَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ آل عمران میں) فرمانا جو لوگ اللہ کا نام لے کر عہد کر کے قسمیں کھا کر تھوڑا مول لیتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اللہ تعالیٰ ان سے بات تک نہیں کرنے کا نہ رحمت کی نگاہ سے قیامت کے دن ان کو دیکھے گا نہ ان کو پاک کرے گا ان کو تکلیف کا عذاب ہونا ہے اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بقرہ میں) فرمایا اللہ کو قسمیں کھا کر نیکی اور پرہیزگاری اور لوگوں میں میل کرا دینے کی روک نہ بناؤ اور اللہ سنتا ہے جانتا ہے اور سورۂ نحل میں فرمایا اللہ کا عہد کر کے دنیا کا تھوڑا سا مول مت لو اللہ کے پاس جو کچھ (ثواب اور اجر) ہے وہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم سمجھو اور (اسی سورت میں فرمایا اور اللہ کا نام لے کر جو عہد کرو اس کو پورا کرو اور قسموں کو پکا کرنے کے بعد پھر نہ توڑو (کیسے توڑو گے) تم اللہ کی ضمانت اپنی بات پر دے چکے[1]

۳۸۹ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ (وضاح یشکری) نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجبور ہو کر (یعنی حاکم کے حکم سے جس کی تعمیل کرنا ناگزیر ہو) قسم کھائے اور قسم کھا کر کسی مسلمان کا مال (ناحق) مار لے تو وہ جب اللہ سے (آخرت میں) ملے گا اللہ اس پر غصے ہو گا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق اپنی کتاب میں اتاری اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا (جو سورۂ آل عمران میں ہے) عبداللہ یہ حدیث

[1] یعنی اللہ تعالیٰ کو اس بات کا شاہد اور رقیب بنا چکے ۱۲ منہ

فَدَخَلَ الْاَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ مَا حَدَّثَكُمْ اَبُوْعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالُوْا كَذَا وَكَذَا قَالَ فِيَّ اُنْزِلَتْ كَانَتْ لِيْ بِئْرٌ فِيْ اَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِيْ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَيِّنَتُكَ اَوْ يَمِيْنُهٗ قُلْتُ اِذًا يَحْلِفُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ وَّهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ ؁

بیان کرچکے تھے اتنے میں اشعث بن قیس (دوسرے صحابی) آن پہنچے انہوں نے لوگوں سے پوچھا کیوں عبداللہ بن مسعودؓ نے تم سے کیا حدیث بیان کی انہوں نے کہا ایسی ایسی (اس حدیث کا ذکر کیا) اشعث نے کہا اجی یہ آیت تو میرے ہی مقدمہ میں اتری ہے ہوا یہ تھا میرے ایک چچا زاد بھائی[1] تھے ان کی زمین پر میرا ایک کنواں[2] تھا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا (اپنے کنویں کا دعویٰ کیا) آپ نے فرمایا گواہ لاؤ یا مدعی علیہ سے قسم لے میں نے کہا یا رسول اللہؐ وہ تو قسم کھالے گا (مجھ کو ڈبا دے گا) آپ نے فرمایا دیکھو جو کوئی مجبور ہو کر (یعنی بحکم حاکم) جھوٹی قسم اس غرض سے کھائے کہ کسی مسلمان کا مال مار لے تو جب اللہ سے قیامت کے دن ملے گا اللہ تعالیٰ اس پر غصے ہوگا۔

بَابُ ۱۸۲ الْيَمِيْنِ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ وَفِي الْمَعْصِيَةِ وَفِي الْغَضَبِ ؁

باب ملک حاصل ہونے سے پہلے یا گناہ کی بات کے لیے یا غصّے کی حالت میں قسم کھانے کا حکم[3]

۳۹۰۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ اَرْسَلَنِيْ اَصْحَابِيْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْاَلُهُ الْحُمْلَانَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَحْمِلُكُمْ عَلٰى شَيْءٍ وَّوَافَقْتُهٗ وَهُوَ غَضْبَانُ فَلَمَّا اَتَيْتُهٗ قَالَ انْطَلِقْ

مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ نے انہوں نے برید بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے دادا ابوبردہ سے انہوں نے اپنے والد ابوموسیٰؓ اشعری سے انہوں نے کہا میری قوم والوں (اشعری لوگوں) نے مجھ کو سواریاں مانگنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا میں آپ پاس گیا اتفاق سے آپ اس وقت غصے میں تھے آپ نے فرمایا قسم خدا کی میں تو تم کو کوئی سواری نہیں دوں گا (میں یہ سن کر لوٹ گیا اور اپنی قوم والوں کو خبر کردی

---

[1] معدان یا جریان کا لقب جشنیش تھا دوسری روایت میں یوں ہے میرے اور ایک یہودی میں زمین کی تکرار تھی شاید یہ چچا زاد بھائی پہلے یہودی ہوں گے پھر مسلمان ہوگئے ہوں گے ۱۲ منہ [2] لیکن بھائی نے اس پر قبضہ کرلیا تھا ۱۲ منہ [3] ملک حاصل ہونے سے پہلے اس کی مثال یہ ہے مثلاً کوئی قسم کھالے میں لونڈی کو آزاد نہیں کرنے کا یا اپنی عورت کو طلاق نہیں دینے کا اور ابھی اس کے پاس نہ کوئی لونڈی ہو نہ کوئی عورت نکاح میں ہو اس کے بعد لونڈی خریدے یا کسی عورت سے نکاح کرے پھر لونڈی کو آزاد کرے یا عورت کو طلاق دے تو قسم کا کفارہ لازم نہ ہوگا اسی طرح اگر کوئی کسی عورت کی نسبت کہے اگر میں اس سے نکاح کروں تو اس پر طلاق ہے یا اگر میں یہ لونڈی خریدوں تو وہ آزاد ہے پھر اس عورت سے نکاح کرے یا وہ لونڈی خریدے تو نہ طلاق پڑے گی نہ لونڈی آزاد ہوگی اہل حدیث کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ نے اس کے خلاف کہا ہے ۱۲ منہ

اِلَىٰ اَصْحَابِكَ فَقُلْ اِنَّ اللّٰهَ اَوْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُكُمْ ؕ

۳۹۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ الْاَيْلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَّعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا اَهْلُ الْاِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّاَهَا اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا كُلٌّ حَدَّثَنِيْ طَائِفَةً مِّنَ الْحَدِيْثِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ كُلَّهَا فِيْ بَرَاءَتِيْ فَقَالَ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ لِقَرَابَتِهٖ مِنْهُ وَاللّٰهِ لَا اُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ شَيْئًا اَبَدًا بَعْدَ الَّذِيْ قَالَ لِعَائِشَةَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْا اُولِي الْقُرْبٰى الْاٰيَةَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ بَلٰى وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لِيْ فَرَجَعَ اِلٰى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِيْ كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَنْزِعُهَا عَنْهُ اَبَدًا ؕ

کو خبر کر دی تھوڑی ہی دیر میں بلال نے مجھ کو پکارا) میں آنحضرت ؐ پاس حاضر ہوا آپ نے فرمایا اپنی قوم والوں کے پاس جا اور کہہ اللہ تعالیٰ یا اللہ تعالیٰ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم کو سواریاں دیتا ہے[1]

ہم سے عبد العزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے دوسری سند امام بخاری نے کہا اور ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن عمر نمیری نے کہا ہم سے یونس بن یزید ایلی نے کہا میں نے زہری سے سنا کہا میں نے عروہ بن زبیر اور سعید بن مسیب اور علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں جب طوفان والوں نے ان کی نسبت طوفان اٹھایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی پاکدامنی اتاری یہ قصہ ان چاروں میں سے ہر ایک نے بیان کیا پھر اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نور کی) یہ آیت اتاری ان الذین جاؤا بالافک اخیر دس آیتوں تک اور ان میں میری پاکدامنی بیان فرمائی واقعہ کے بعد ابو بکر صدیق نے جو رشتہ داری کی وجہ مسطح بن اثاثہ سے (جو ان کا خالہ زاد بھائی تھا) کچھ سلوک کیا کرتے تھے یہ کہا خدا کی قسم اب میں مسطح سے کبھی کچھ سلوک نہیں کرنے کا جب اس نے احسان کا بدلہ) یہ کیا کہ عائشہ پر (جو خود مسطح کی بھتیجی ہوتی تھیں) یہ طوفان جوڑا اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یوتوا اولی القربی اخیر تک ابو بکر صدیق نے کہا کیوں نہیں خدا کی قسم میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بخش دے اور مسطح سے جو سلوک کیا کرتے تھے وہ پھر جاری کر دیا اور کہنے لگے خدا کی قسم میں کبھی یہ سلوک بند نہیں کرنے کا[2]

---

[1] تو آپ نے جس وقت سواریاں نہ دینے کی قسم کھائی تھی اس وقت وہ سواریاں آپ کے ملک میں نہ تھیں جب ملک میں آئیں اس وقت دینے سے قسم نہیں ٹوٹی نہ کفارہ لازم ہوا۔ یہ حدیث غصہ میں قسم کھا لینے کی بھی مثال ہو سکتی ہے ۱۲ منہ [2] سبحان اللہ ایمانداری اور خدا ترسی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ختم تھی (باقی بر صفحہ آئندہ)

۳۹۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنِ الْقٰسِمِ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفَرٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ فَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا ؕ

ہم سے ابومعمر (عبداللہ بن عمرو مقعد) نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے قاسم بن عاصم سے انہوں نے زہدم بن مضرب جرمی سے انہوں نے کہا ہم ابو موسیٰ اشعری کے پاس بیٹھے تھے انہوں نے کہا میں اور کئی اشعری شخصوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اتفاق سے آپ اس وقت غصے میں تھے ہم نے آپ سے سواریاں مانگیں تو آپ نے قسم کھالی میں تم کو سواریاں نہیں دینے کا[1] پھر فرمایا خدا کی قسم اللہ نے چاہا تو میں جس بات پر قسم کھالوں گا اور اس کے خلاف کرنا بہتر سمجھوں گا تو جو کام بہتر ہے وہ کروں گا اور قسم (کفارہ دے کر) اتار دوں گا[2]

بَابٌ ۱۸۲ إِذَا قَالَ وَاللّٰهِ لَا أَتَكَلَّمُ الْيَوْمَ فَصَلَّى أَوْ قَرَأَ أَوْ سَبَّحَ أَوْ كَبَّرَ أَوْ حَمِدَ أَوْ هَلَّلَ فَهُوَ عَلَى نِيَّتِهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الْكَلَامِ أَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى هِرَقْلَ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا

باب اگر کسی شخص نے یوں قسم کھائی میں آج بات نہیں کروں گا[3] پھر نماز پڑھی یا قرآن پڑھا یا تسبیح اور تکبیر اور تہلیل کی تو اس کی نیت کے موافق حکم ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب کلاموں سے افضل چار کلام ہیں سبحان اللہ اور الحمد للہ اور لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر (اس کو امام نسائی نے ابوہریرہؓ سے وصل کیا) اور ابوسفیان نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل (شاہ روم) کو یہ لکھا کہ کتاب والو اس بات پر آجاؤ جو ہم میں تم میں برابر مانی جاتی

(بقیہ صفحہ سابقہ) باوجودیکہ مسطح نے ایسا برا قصور کیا تھا کہ ان کی پیاری بیٹی پر جو خود مسطح کی بھی بھتیجی ہوتی تھیں اس قسم کا طوفان جوڑا اور قطع نظر اس سلوک کے جو ابوبکر صدیق ان سے کیا کرتے تھے اور قطع نظر احسان فراموشی کے انہوں نے قرابت کا بھی کچھ لحاظ نہ کیا حضرت عائشہ کی بدنامی خود مسطح کی بھی ذلت اور خواری تھی مگر شیطان کے چکمہ میں آگئے شیطان اسی طرح آدمی کو ذلیل کرتا ہے اس کی عقل اور فہم بھی سلب ہو جاتی ہے اگر کوئی دوسرا آدمی ہوتا تو مسطح نے یہ حرکت ایسی کی تھی کہ ساری عمر سلوک کرنا تو کجا کبھی ان کی صورت دیکھنا بھی گوارا نہ کرتا مگر آفرین حضرت ابوبکرؓ کی خدا ترسی پر اور مہربانی اور شفقت پر کہ انہوں نے مسطح کا معمول بدستور جاری کر دیا اور ان کے قصور سے چشم پوشی کی ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ ابوبکر صدیق نے ایک نیکی کی بات یعنی عزیزوں سے سلوک کرنے کے ترک پر قسم کھالی تھی تو اس قسم کو توڑ ڈالنے کا حکم ہوا پھر جو کوئی کسی گناہ کرنے پر قسم کھائے اس کو تو بطریق اولیٰ یہ قسم توڑ ڈالنا ضرور ہوگا یہ غصہ میں قسم کھانے کی بھی مثال ہو سکتی ہے کیونکہ ابوبکر صدیقؓ نے پہلے غصہ میں قسم کھالی تھی کہ میں مسطح سے سلوک نہ کروں گا ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] اس کے بعد سواریاں آپ پاس آئیں تو آپ نے ہم کو بھی عنایت فرمائیں ۱۲ منہ [2] اس حدیث سے غصے میں قسم کھانا اور اس کا کفارہ دینا ثابت ہوا ابن بطال نے کہا اس حدیث سے اس شخص کا رد ہوا جو کہتا ہے غصے میں قسم کھانا لغو ہے اس کا کفارہ ضروری نہیں ۱۲ منہ [3] اگر بات سے اس نے دنیا کی باتیں مراد رکھی تھیں تب تو نماز یا قرآن کی تلاوت یا ذکر الٰہی سے اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی اور اگر بات سے مطلق کلام مراد رکھا تھا تو قسم ٹوٹ جائے گی اور کفارہ لازم ہوگا امام بخاری اس باب میں جو حدیثیں لائے ان سے یہ ثابت کیا کہ کلام ان کو بھی شامل ہے ۱۲ منہ۔

فَبَيْنَكُمْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ كَلِمَةُ التَّقْوٰى لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ؛

ہیں (تو توحید الٰہی کو بات فرمایا) اور مجاہد نے کہا (اس کو عبد بن حمید نے وصل کیا) تقویٰ یعنی پرہیزگاری کا کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے۔

۳۹۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ ؛

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو سعید بن مسیب نے خبر دی انہوں نے اپنے والد مسیب بن حزن) سے انہوں نے کہا جب ابو طالب مرنے کے قریب پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے فرمایا (چچا) تم لا الٰہ الا اللہ یہ کلمہ کہو لو بس میں (قیامت کے دن) اللہ کے پاس تمہارے لیے حجت کروں گا (یعنی تمہاری بخشش کے لیے سفارش کروں گا)[۱]۔

۳۹۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ ؛

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن فضیل نے کہا ہم سے عمارۃ بن قعقاع نے خبر دی انہوں نے ابوزرعہ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو کلمے ایسے ہیں کہ زبان پر ہلکے (یعنی مختصر) ہیں اور (قیامت کے دن اعمال کے ترازو میں بھاری نکلیں گے اللہ کو بہت پسند ہیں سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

۳۹۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَةً وَقُلْتُ أُخْرٰى مَنْ مَاتَ يَجْعَلُ لِلّٰهِ نِدًّا أُدْخِلَ النَّارَ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے شقیق بن سلمہ سے انہوں نے عبد اللہ بن مسعود سے انہوں نے کہا ایک کلمہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی جو کوئی اس حالت میں مرے گا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہوگا وہ دوزخ میں

---

[۱] یہ حدیث اوپر شروع کتاب پہلے پارے میں موصولاً گزر چکی ہے حنفیہ کا یہ قول ہے کہ ہر حال میں قسم ٹوٹ جائے گی کیونکہ ذکر الٰہی بھی بات کرنے میں داخل ہے لیکن جمہور کا یہ قول ہے کہ مطلقاً حانث نہ ہوگا اس لیے کہ بات کرنا عرف میں اسی کو کہتے ہیں کہ دنیا کی بات کسی آدمی سے کرے اور قرآن میں ہے کہ حضرت مریم نے یہ روزہ رکھا تھا کہ میں آج کسی سے بات نہیں کرنے کی باوجود اس کے وہ اس روز عبادت اور ذکر الٰہی میں مصروف رہیں حنفیہ یہ جواب دیتے ہیں کہ حضرت مریم نے مطلقاً کلام نہ کرنے کا روزہ نہیں رکھا تھا بلکہ کسی آدمی سے بات نہ کرنے کا حنفیہ اسی وجہ سے امام کے خطبہ پڑھتے وقت ہر طرح کا کلام منع جانتے ہیں اور اہل حدیث ذکر الٰہی اس وقت جائز رکھتے ہیں ۱۲ منہ

[۲] جس کا ذکر سورہ فتح میں ہے والزمھم کلمۃ التقویٰ ۱۲ منہ

وَقُلْتُ اُخْرٰی مَنْ مَّاتَ لَا يَجْعَلُ لِلّٰهِ نِدًّا اُدْخِلَ الْجَنَّةَ ۔

جائے گا اور ایک کلمہ میں اپنی طرف سے کہتا ہوں[۱] یعنی جو کوئی اس حالت میں مرے گا کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو گا (بلکہ موحد ہو گا) تو وہ (ایک نہ ایک دن ضرور) بہشت میں جائے گا۔

بَابٌ ۱۸۴ مَنْ حَلَفَ اَنْ لَّا يَدْخُلَ عَلٰی اَهْلِهٖ شَهْرًا وَّكَانَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ ۔

باب اگر کوئی شخص یوں قسم کھائے میں اپنی جورو پاس ایک مہینہ تک نہیں جاؤں گا اور (اتفاق سے) وہ مہینہ انتیس دن کا ہو[۲]

۳۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اٰلٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِّسَآئِهٖ وَكَانَتِ انْفَكَّتْ رِجْلُهٗ فَاَقَامَ فِيْ مَشْرُبَةٍ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اٰلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ اِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان ابن بلال نے انہوں نے حمید طویل سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں سے (ایک مہینہ کا) ایلا کیا آپ کے پاؤں میں موچ بھی آگئی تھی آپ انتیس راتوں تک ایک (ماڑی) یا بالاخانے میں رہے اس کے بعد اترے (بیبیوں پاس تشریف لے گئے) انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے تو ایک مہینہ کا ایلا کیا تھا فرمایا ہاں مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

بَابٌ ۱۸۵ اِنْ حَلَفَ اَنْ لَّا يَشْرَبَ نَبِيْذًا فَشَرِبَ طِلَآءً اَوْ سَكَرًا اَوْ عَصِيْرًا لَمْ يَحْنَثْ فِيْ قَوْلِ بَعْضِ النَّاسِ وَلَيْسَتْ هٰذِهٖ بِاَنْبِذَةٍ عِنْدَهٗ ۔

باب اگر کسی شخص نے یوں قسم کھائی میں نبیذ نہیں پیوں گا پھر اس نے طلاء یا سکر یا عصیر پیا تو اس کی قسم نہیں ٹوٹنے کی۔

بعضے لوگوں (یعنی حنفیہ) کا یہی قول ہے اس لیے کہ یہ چیزیں ان کے نزدیک نبیذ نہیں ہیں[۳]

---

[۱] جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے میں نے نکالا ہے ۱۲ منہ [۲] انتیس دن کے بعد اپنی جورو پاس جائے تو حانث نہ ہو گا یہ اس صورت میں ہے جب مہینہ کے شروع پر اس نے یہ قسم کھائی ہو لیکن اگر مہینہ کے درمیان میں ایسی قسم کھائے تب بھی یہی حکم ہے یا پورے تیس دن کرنا چاہئیں اس میں اختلاف ہے اکثر علماء نے پہلا قول اختیار کیا ہے ۱۲ منہ [۳] عرب لوگوں میں نبیذ کے دو معنی ہیں ایک تو ہر قسم کا شراب جس میں نشہ ہو دوسرے کھجور یا انگور کو پانی میں بھگو کر اس کا میٹھا شربت بنانا جس میں نشہ نہیں ہوتا اور طلا کہتے ہیں انگور کے شیرے کو جو پکایا جائے حنفیہ کہتے ہیں جب ایک تہائی جل جائے اگر دو تہائی جل جائے تو وہ مثلث ہے آدھا جل جائے تو منصف ہے تھوڑا سا جلے تو وہ باذق یعنی بادہ ہے سکر کہتے ہیں انگور کے شراب کو عصیر کہتے ہیں انگور یا کھجور کے شیرے کو حافظ نے کہا طلاء کو اتنا پکائیں کہ وہ جم جائے تو اس کو دبس اور رب کہتے ہیں اس وقت اس کو نبیذ نہیں کہیں گے اگر پتلا رہے تو البتہ عرف میں نبیذ کہیں گے خیر یہ تو ہوا اب امام بخاری کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ حنفیہ کا قول صحیح ہے نبیذ نہ پینے کی قسم کھائے تو طلاء یا سکر یا عصیر پینے سے حانث نہ ہو گا کیونکہ ان تینوں کے علیحدہ علیحدہ نام زبان عرب میں ہیں اور نبیذ اور نقیع تو اسی کو کہتے ہیں جو کھجور یا انگور کو پانی میں بھگو دیں اس کا شربت لیں اور سہل اور سودہ کی حدیث سے اس (باقی بر صفحہ آئندہ)

۳۹۷۔ حَدَّثَنِیْ عَلِیٌّ سَمِعَ عَبْدَ الْعَزِیْزِ بْنَ اَبِیْ حَازِمٍ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ اَبَا اُسَیْدٍ صَاحِبَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْرَسَ فَدَعَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِعُرْسِهٖ فَکَانَتِ الْعَرُوْسُ خَادِمَهُمْ فَقَالَ سَهْلٌ لِلْقَوْمِ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا سَقَتْهُ قَالَ اَنْقَعَتْ لَهٗ تَمْرًا فِیْ تَوْرٍ مِّنَ اللَّیْلِ حَتّٰی اَصْبَحَ عَلَیْهِ فَسَقَتْهُ اِیَّاهُ ؕ

مجھ سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا انہوں نے عبدالعزیز بن ابی حازم سے سنا انہوں نے کہا مجھ کو میرے والد نے خبر دی انہوں نے سہل بن سعد سے کہ ابواسید ساعدی کی شادی ہوئی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی اور ان کی دلہن (ام اسید بنت وہب بن سلامہ) خود کام کاج کرتی تھیں سہل نے لوگوں سے کہا (جن سے یہ حدیث بیان کی) تم جانتے ہو ام اسید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا تھا انہوں نے کہا کیا تھا رات کو ایک کونڈے میں کھجوریں بھگو دی تھیں صبح کو یہی شربت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پلایا۔

۳۹۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبِیْ خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض عَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَاتَتْ لَنَا شَاةٌ فَدَبَغْنَا مَسْکَهَا ثُمَّ مَا زِلْنَا نَنْبِذُ فِیْهِ حَتّٰی صَارَتْ شَنًّا ؕ

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو اسمٰعیل بن ابی خالد نے انہوں نے شعبی سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے ام المومنین سودہ بنت زمعہ سے انہوں نے کہا ہماری ایک بکری مر گئی تھی ہم نے اس کی کھال کی دباغت کر لی اس میں نبیذ بنایا کرتے یہاں تک کہ وہ پرانی ہو گئی۔

بَابٌ اِذَا حَلَفَ اَنْ لَّا یَأْتَدِمَ فَاَکَلَ تَمْرًا بِخُبْزٍ وَّمَا یَکُوْنُ مِنَ الْاُدُمِ ؕ

باب اگر کسی نے یہ قسم کھائی کہ سالن نہیں کھاؤں گا پھر کھجور سے روٹی کھائی[1]

(بقیہ صفحہ سابقہ) مطلب پر استدلال کیا کیونکہ سہل کی حدیث میں نقیع سے اور سودہ کی حدیث میں نبیذ سے یہی مراد ہے اس لیے کہ طلاء اور سکر وغیرہ تو حلال نہیں ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کا استعمال کیسے فرماتے میرے نزدیک امام بخاری کا صحیح مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ حدیثیں لا کر حنفیہ کے قول کی تائید کی لیکن ابن بطال وغیرہ اکثر شارحین نے یہ کہا کہ امام بخاری کو حنفیہ کا رد منظور ہے حافظ نے اس کی توجیہ یوں کی کہ سہل کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو کھجور یا انگور ابھی تھوڑے عرصے سے بھگوئے جائیں تو اس کے پانی کو نبیذ کہتے ہیں گو اس کا پینا درست ہے اور سودہ کی حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے مگر یہ توجیہ میری سمجھ میں نہیں آتی اس لیے کہ سہل اور سودہ کی حدیثوں میں یہ صراحت کہاں ہے کہ طلاء یا سکر کو بھی نبیذ کہتے ہیں پھر حنفیہ کا رد کیونکر ہو گا حافظ نے کہا اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ ایسی قسم میں جس شراب کو عرف میں نبیذ کہتے ہیں اس کے پینے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔ البتہ اگر کسی خاص شراب کی نیت کرے تو اس کی نیت کے موافق حکم ہو گا ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا)

[1] تو اس کی قسم ٹوٹے گی یا نہیں اس میں اختلاف ہے بعضوں نے سالن کے معنے عام رکھے ہیں یعنی جو روٹی کے ساتھ ملا کر کھائیں تو یہ کھجور اور نمک اور دہی اور بالائی وغیرہ سب کو شامل ہے بعضوں نے کہا کھجور سالن نہیں ہے ۱۲ منہ۔

۳۹۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَادُومٍ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ لِعَائِشَةَ بِهٰذَا

ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن عابس سے انہوں نے اپنے والد (عابس بن ربیعہ نخعیؒ) سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل نے کبھی تین دن برابر گیہوں کی روٹی سالن[1] کے ساتھ پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ اور محمد بن کثیر[2] نے کہا ہم کو سفیان ثوریؒ نے خبر دی کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عابسؓ نے بیان کیا انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہا (پھر یہی حدیث نقل کی)[3]

۴۰۰ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيفًا أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ ثُمَّ أَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبْتُ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهُ قُومُوا فَانْطَلَقُوا وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتّٰى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ عِنْدَنَا

ہم سے قتیبہ بن سعیدؒ نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے انہوں نے انس بن مالک سے سنا انہوں نے کہا ابوطلحہ نے ام سلیم (اپنی بی بی) سے کہا آج میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز میں ضعف پایا میں سمجھتا ہوں آپ بھوکے ہیں تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے (تو دے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دوں) ام سلیم نے کہا ہاں ہے پھر انہوں نے جو کی چند روٹیاں نکالیں اپنی اوڑھنی لی۔ اس میں یہ روٹیاں لپیٹ دیں اور مجھ کو دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس بھیجیں میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے ہیں۔ آپ کے ساتھ کئی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں میں وہاں جا کر چپکا کھڑا ہو رہا آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی مجھ سے پوچھا کیا ابوطلحہ نے تجھ کو بھیجا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں یہ سنتے ہی آپ نے اپنے ساتھ والوں سے فرمایا چلو اٹھو وہ چلے میں نے ان کے آگے آگے (جلدی سے) جا کر ابوطلحہؓ کو خبر دے دی (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنے آدمیوں کو لیے ہوئے تشریف لا رہے ہیں) انہوں نے ام سلیم سے کہا (اب کیا کرنا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو آن پہنچے اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں ہے جو

[1] اس سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ کھجور سالن نہیں ہے کیونکہ کھجور تو ہر وقت آنحضرتؐ کے گھر میں موجود رہتی ۱۲ منہ [2] جو امام بخاری کے شیخ ہیں ۱۲ منہ [3] اس سند کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ عابس کی ملاقات حضرت عائشہؓ سے ثابت ہو جائے کیونکہ اگلی روایت عن عن کے ساتھ ہے ۱۲ منہ

مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى دَخَلَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّيْ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ قَالَ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ اَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا

ان لوگوں کو کافی ہو ام سلیم نے کہا (تم کو کیا فکر) اللہ اور رسول (اپنی مصلحت) خوب جانتے ہیں خیر ابوطلحہ (گھر سے نکل کر) چلے اور (رستہ ہی میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے پھر ابوطلحہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں مل کر آئے اور گھر میں گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلیم سے فرمایا جو کچھ کھانا تیرے پاس ہے وہ حاضر کر ام سلیم وہی روٹیاں لے کر آئیں آپ نے حکم دیا روٹیاں توڑی گئیں۔ ام سلیم نے اوپر سے (گھی کی) کپی ان پر نچوڑ دی یہی گویا سالن تھا[1] پھر جو دعا اللہ کو منظور تھی وہ آپ نے اس کھانے پر کی (فرمایا بسم اللہ یا اللہ[2] اس میں بہت برکت دے) اور ابوطلحہ سے فرمایا باہر سے دس آدمیوں کو بلا لے انہوں نے دس آدمیوں کو اجازت دی وہ (آئے) پیٹ بھر کر کھا کر چلتے ہوئے پھر فرمایا اب دوسرے دس آدمیوں کو بلا لے ابوطلحہ نے ان کو بھی اجازت دی انہوں نے بھی پیٹ بھر کر کھایا غرض اسی طرح سب آدمیوں نے سیر ہو کر کھایا یہ سب لوگ شمار میں ستر یا اسی آدمی تھے۔

بَابُ ١٨٧ النِّيَّةِ فِي الْاَيْمَانِ

باب قسم میں نیت کا اعتبار ہوگا[3]

٦٠١ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهٗ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب ثقفی نے کہا میں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے وہ کہتے تھے مجھ کو محمد بن ابراہیم تیمی نے خبر دی انہوں نے علقمہ بن وقاص لیثی سے سنا وہ کہتے تھے میں نے حضرت عمرؓ سے وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے۔ اعمال میں نیت کا اعتبار ہے اور ہر ایک آدمی کو وہی ملے گا جیسی اس کی نیت ہو پھر جو کوئی اللہ اور رسول کے لیے دیس چھوڑے

---

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلا معلوم ہوا کہ گھی سالن ہے ١٢ منہ [2] اس کو امام احمدؒ نے نکالا ١٢ منہ [3] یعنی قسم کھانے والے کی نیت کا مثلاً کسی نے قسم کھائی میں زید کے گھر نہیں جاؤں گا اس کی نیت یہ تھی کہ ایک سال یا ایک ماہ تک تو اس کے بعد اگر جائے گا تو حانث نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر یہ قسم کھائی میں زید سے بات نہیں کروں گا اور نیت یہ تھی کہ اس کے مکان میں جا کر تو دوسری جگہ بات کرنے سے قسم نہیں ٹوٹے گی اور امام مالکؒ کہتے ہیں کہ جس کے لیے قسم کھائے اس کی نیت کا اعتبار ہوگا اور جس صورت میں کہ حاکم کسی کو قسم کا حکم دے تو قسم حاکم ہی کی نیت کے موافق ہوگی اور وہاں توریہ بالاتفاق کچھ مفید نہ ہوگا ١٢ منہ

فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ

اس کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہوگی (ہجرت کا ثواب ملیگا) اور جو کوئی کسی عورت کے بیاہنے یا دنیا کا مال کمانے کی نیت سے دیس چھوڑے اس کی ہجرت انہی چیزوں کے لیے ہوگی (اس کو کچھ ثواب نہیں ملنے کا)

بَاب ۱۸۸ إِذَا أَهْدَى مَالَهُ عَلَى وَجْهِ النَّذْرِ وَالتَّوْبَةِ

باب اگر کوئی شخص نذر یا توبہ کے طور پر اپنا مال خیرات کر دے

۴۰۲ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فِي حَدِيثِهِ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا فَقَالَ فِي آخِرِ حَدِيثِهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنِّي أَنْخَلِعُ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ

ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو یونس نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالکؓ نے (انہوں نے اپنے والد عبداللہ بن کعب سے) یہ عبداللہ کعب کو لے کر چلا کرتے تھے جب وہ اندھے ہو گئے تھے۔ انہوں نے کہا میں نے کعب (اپنے والد) سے سنا وہ اس آیت (جو سورۂ توبہ میں ہے) وعلی الثلثۃ الذین خلفوا کا قصہ بیان کرتے تھے[1] اخیر میں کعبؓ نے یہ کہا یا رسول اللہ میں اپنی توبہ قبول ہونے کے شکریہ میں یہ کرتا ہوں کہ اپنا سارا مال اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں خیرات کر دیتا ہوں آپ نے فرمایا نہیں تھوڑا مال اپنے لیے بھی رکھ لے یہ تیرے حق میں بہتر ہوگا[2]

بَاب ۱۸۹ إِذَا حَرَّمَ طَعَامَهُ

باب اگر کوئی شخص کوئی کھانا حرام کر لے اور اللہ تعالیٰ

وَقَوْلُهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ وَاللهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ قَدْ فَرَضَ اللهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَقَوْلُهُ لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكُمْ

نے (سورہ تحریم میں) فرمایا اے پیغمبر تو ان چیزوں کو اپنے اوپر کیوں حرام کرتا ہے جو اللہ نے تیرے لیے حلال کی ہیں تو اپنی بی بیوں کی خوشی چاہتا ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور تم پر قسموں کا کھول ڈالنا لازم کیا ہے اور (سورۂ مائدہ میں) فرمایا اللہ نے جو پاکیزہ چیزیں تمہارے لیئے حلال کی ہیں ان کو حرام نہ کرو۔

۴۰۳ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا

ہم سے حسن بن محمد بن صباح نے بیان کیا کہا ہم سے حجاج بن

---

[1] یہ قصہ بڑے طول کے ساتھ غزوۂ تبوک میں گزر چکا ہے ۱۲ منہ [2] کعبؓ کا یہ کہنا گویا بطریق نذر ہی کے تھا گو اس میں نذر کے لفظ کی صراحت نہیں ہے اب اس میں اختلاف ہے کہ اگر کوئی سارا مال صدقہ کرنے کی منت مانے تو کیا سارا مال خیرات کر دینا ہوگا یا ایک ثلث کافی ہوگا اکثر علماء نے یہ کہا ہے ایک ثلث خیرات کر دینا کافی ہوگا لیکن حنفیہ کے نزدیک سارا مال خیرات کرنا لازم ہوگا ۱۲ منہ

الْحَجَّاجُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ زَعَمَ عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَزْعُمُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ أَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ لَا بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُودَ لَهُ فَنَزَلَتْ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكَ إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللهِ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا لِقَوْلِهِ بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى عَنْ هِشَامٍ وَلَنْ أَعُودَ لَهُ وَقَدْ حَلَفْتُ فَلَا تُخْبِرِي بِذَلِكَ أَحَدًا

محمد نے انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے کہا عطاء بن ابی رباح نے کہا میں نے عبید بن عمیر سے سنا وہ کہتے تھے میں نے حضرت عائشہؓ سے سنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُم المومنین زینب بنت جحش کے پاس ٹھہرا کرتے وہاں شہد پیا کرتے (اس پر ہم کو رشک ہوتی) میں نے اور حفصہؓ نے مل کر یہ صلاح کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم دونوں میں سے جس کے پاس جائیں وہ یوں کہے آپ کے منہ سے گوند کی بو آتی ہے شاید آپ نے مغافیر (ایک قسم کا بدبودار گوند) کھایا ہے خیر آپ ہم میں سے ایک کے پاس گئے اس نے یہی کہا آپ نے فرمایا نہیں (میں نے گوند نہیں کھایا) بلکہ زینبؓ بنت جحش کے پاس شہد پیا تھا اب آئندہ سے میں شہد نہیں پینے کا[1] اس وقت یہ آیت اتری یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک اس آیت تک ان تتوبا الی اللہ یہ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کی طرف خطاب ہے یہ جو فرمایا پیغمبر نے اپنی ایک بی بی سے راز کی بات کہی اس سے یہی مراد ہے کہ میں نے شہد پیا تھا (اب نہیں پینے کا) ابراہیم بن موسیٰ نے بھی اس حدیث کو ہشام بن یوسفؒ سے روایت کیا (انہوں نے ابن جریج سے) اس میں یوں ہے میں اب شہد نہیں پیوں گا اس کی قسم کھا چکا تو اس بات کا ذکر کسی سے نہ کیجیو[2]

بَابُ الْوَفَاءِ بِالنَّذْرِ وَقَوْلِهِ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ

باب نذر و منت پوری کرنا واجب ہے اللہ تعالیٰ نے

سورۂ دہر میں، فرمایا اپنی منت پوری کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْحَارِثِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ أَوَلَمْ يُنْهَوْا عَنِ النَّذْرِ

ہم سے یحییٰ بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے فلیح بن سلیمانؒ نے کہا ہم سے سعید بن حارثؒ نے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے سنا وہ کہتے تھے کیا تم کو نذر کرنے سے ممانعت نہیں ہوئی[3] پھر کہنے لگے

---

[1] آپ کے مزاج مبارک میں بدرجہ غایت نفاست و نظافت تھی آپکے یہ پسند نہیں تھا کہ آپکے کپڑے یا بدن میں کسی قسم کی بُری بو آئے ۱۲ منہ [2] یہ روایت طلاق میں موصولاً گذر چکی ہے ۱۲ منہ [3] پورا قصہ اس کا حاکم نے مستدرک میں نکالا۔ سعید بن حارث سے انہوں نے کہا میں عبداللہ بن عمرؓ کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں بنی کعب کا ایک شخص مسعود بن عمرو ان کے پاس آیا اور کہنے لگا ابو عبدالرحمٰن میرا بیٹا ایران کے ملک میں عمر بن عبیداللہ بن معمر کے ساتھ تھا وہاں سخت وبا پڑی میں نے یہ منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ میرے بیٹے کو سلامت لائے گا تو میں پیدل بیت اللہ کا حج کروں گا آخر میرا بیٹا ایران سے اس حالت میں آیا کہ بیمار تھا اور یہاں آکر مر گیا اب آپ کیا حکم دیتے ہیں اس وقت عبداللہ بن عمر نے کہا کیا تم کو منت ماننے کی ممانعت نہیں ہوئی آخر تک

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ النَّذْرَ لَا يُقَدِّمُ شَيْئًا وَّلَا يُؤَخِّرُ وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِالنَّذْرِ مِنَ الْبَخِيلِ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نذر (یعنی منت ماننے سے) کوئی بات (جو تقدیر میں لکھی ہے) آگے پیچھے نہیں ہوتی بلکہ نذر کی وجہ سے اتنا ہوتا ہے کہ بخیل کے دل سے کچھ مال نکالا جاتا ہے[1]

۴۰۵ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَّلٰكِنَّهُ يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ۔

ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوریؒ نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے کہا مجھ کو عبداللہ بن مرہ نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر (منت) ماننے سے منع فرمایا اور کہا کہ اس سے کچھ نہیں ہوتا جو آفت تقدیر میں ہے وہ نہیں ٹلتی[2] صرف اتنا ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے بخیل کے دل سے کچھ روپیہ نکالا جاتا ہے۔

۴۰۶ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْتِي ابْنَ آدَمَ النَّذْرُ بِشَيْءٍ لَمْ يَكُنْ قُدِّرَ لَهُ وَلٰكِنْ يُلْقِيهِ النَّذْرُ إِلَى الْقَدَرِ قَدْ قُدِّرَ لَهُ فَيَسْتَخْرِجُ اللهُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ فَيُؤْتِي عَلَيْهِ مَا لَمْ يَكُنْ يُؤْتِي عَلَيْهِ مِنْ قَبْلُ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد نے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نذر ماننے سے آدمی کو کوئی فایدہ نہیں ملتا جو اس کی تقدیر میں نہیں ہے بلکہ نذر آدمی کو اسی امر کی طرف لے جاتی ہے جو اس کی تقدیر میں ہے اور اللہ تعالیٰ نذر کی وجہ سے بخیل کے ہاتھ سے کچھ مال نکالتا ہے اللہ فرماتا ہے آدمی نذر کرکے مجھ کو وہ دیتا ہے جو نذر سے پہلے نہیں دیتا[3]۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ لَا يَفِي بِالنَّذْرِ
باب نذر پورا نہ کرنے کا گناہ

۴۰۷ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ

ہم سے مسدد نے بیان کیا انہوں نے یحییٰ قطان سے انہوں نے

---

[1] وہ یوں تو اللہ کی راہ میں دیتا نہیں مصیبت کے وقت منت مانتا ہے اسی بہانہ سے اس کا مال خرچ ہوتا ہے ۱۲ منہ [2] یہ نہی بطور کراہت کے ہے نہ بطور حرمت کے اگر نذر کرنا حرام ہوتا تو پھر اس کے پورا کرنے کا کیوں حکم دیا جاتا ۱۲ منہ [3] جب اللہ تعالیٰ کی نذر ماننا کچھ مفید ہو بلکہ مکروہ ہو تو وائے رجال ان لوگوں کے جو اللہ کے سوا دوسروں کی نذر نیاز کریں بھلا وہ کیا فائدہ کی توقع کر سکتے ہیں بلکہ غیر اللہ کی نذر ماننے سے کافر ہو جاتے ہیں اپنا ایمان بھی کھوتے ہیں اگر نذر سے شرعی نذر جو عبادت ہے مراد رکھتے ہیں اگر نذر نیاز اللہ کی ہو لیکن ایصال ثواب کسی کی روح کو ہو تو یہ اور بات ہے اس سے کافر نہ ہوں گے مگر اس صورت میں یوں کہنا چاہئے نذر اللہ ہے اور ثواب بر روح فلاں۔ افسوس ہمارے زمانہ میں جاہلوں نے اپنے ایمان کا بھی خیال چھوڑ دیا ہے اور نذر و نیاز میں ایسے مصروف ہو گئے ہیں کہ فرض عبادات نماز روزے کا بھی ان کو خیال نہیں ہے مگر سال میں کم سے کم دو چار نیازیں کرنا ضرور جانتے ہیں وہ بھی غیر اللہ کی معاذ اللہ ثواب تو کجا ایمان بھی چٹ ہو جاتا ہے اب اختلاف اس میں ہے کہ اگر کوئی جانور کے سوا اور کسی چیز کی نسبت کہے کہ یہ فلاں بزرگ کی نذر یا نیاز ہے مثلاً شیرینی وغیرہ کو تو اس کا کھانا حرام ہے یا نہیں اکثر علماء نے حرام کہا ہے (باقی بر صفحہ آئندہ)

قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْجَمْرَةَ حَدَّثَنَا زَهْدَمُ بْنُ مُضَرِّبٍ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُكُمْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ لَا اَدْرِيْ ذَكَرَ اثْنَتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا بَعْدَ قَرْنِهٖ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ يَنْذِرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ۔

شعبہ بن حجاج سے کہا مجھ سے ابوجمرہؓ نے کہا ہم سے زہدم بن مضرب نے کہا میں نے عمران بن حصین سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے آپ نے فرمایا بہتر لوگ میرے زمانہ کے ہیں (یعنی صحابہؓ) پھر جو ان کے بعد ہیں (یعنی تابعین) پھر جو ان کے بعد ہیں (یعنی تبع تابعین) عمران کہتے ہیں مجھ کو یاد نہیں رہا آپ نے اپنے زمانہ کے بعد ثم الذین یلونھم دو بار فرمایا یا تین بار[1] پھر ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو نذریں مانیں گے پھر پوری نہیں کریں گے اور خیانت کریں گے امانت دار نہ ہوں گے اور بن گواہی چاہے گواہی دیں گے اور ان میں موٹاپا پھوٹ پڑے گا (حرام کا مال کھا کھا کر کے خوب سنڈے بنیں گے۔

بَابُ ۱۹۲ النَّذْرِ فِي الطَّاعَةِ

باب اسی نذر کا پورا کرنا لازم ہے جو عبادت اور اطاعت کے کام کے لیے کی جائے نہ کہ گناہ کے لیے[2]

وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ۔

اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بقرہ میں) فرمایا جو تم (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو (یا شیطان کی راہ میں) اللہ کو اس کی خبر ہے اسی طرح جو نذر تم مانو اخیر آیت تک۔

۴۰۸ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَذَرَ اَنْ يُّطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ اَنْ يَّعْصِيَهٗ فَلَا يَعْصِهٖ۔

ہم سے ابونعیمؒ نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے طلحہ بن عبدالملک سے انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کی اطاعت کے کام کی نذر کرے وہ پوری کرے اور جو شخص گناہ کے کام کی نذر کرے وہ گناہ کا کام نہ کرے (ایسی نذر پوری نہ کرے)

(بقیہ صفحہ سابقہ) اور اس کو ما اہل بہ لغیر اللہ میں داخل کیا ہے بعضوں نے کہا و ما اہل بہ لغیر اللہ جانور سے خاص ہے اور شیرینی وغیرہ جو کسی بزرگ کی قبر پر چڑھائی جائے وہ حرام نہیں ہے بہر حال مشتبہ ہونے میں تو شک نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں فمن وقع فی الشبھات یوشک ان یقع فی الحرام ۱۲ منہ

(حواشی صفحہ ہذا) [1] اگر تین بار فرمایا ہو تو امام بخاری اور ترمذی بھی خیر القرون میں داخل ہوں گے کیوں کہ انہوں نے تبع تابعین کو دیکھا ہے جب صحابہؓ کا زمانہ خیر القرون ٹھہرا تو اب رافضیوں کا یہ خیال کہ صحابہؓ باستثناء معدودے چند ظالم اور غاصب تھے معاذ اللہ کیوں کر صحیح ہوگا اگر ایسا ہو تو ان کا زمانہ شر القرون ہوتا ہے نہ خیر القرون ۱۲ منہ [2] مثلاً نماز روزہ حج یا صدقہ کی کوئی نذر کرے اگر گناہ کے کام کی کوئی نذر مانے مثلاً بدعات وغیرہ کی جیسے قبروں پر چراغ صندل لگانے کی تو اس کو ہرگز پورا نہ کرے ایسی نذر لغو اور باطل ہے بعضوں نے کہا اس میں کفارہ لازم ہوگا ۱۲ منہ

باب ۱۹۳ اِذَا نَذَرَ اَوْ حَلَفَ اَنْ لَّا يُكَلِّمَ اِنْسَانًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ اَسْلَمَ

۴۰۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُو الْحَسَنِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ اَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ اَوْفِ بِنَذْرِكَ۔

باب ایک شخص نے جاہلیت کے زمانہ میں (جب وہ کافر تھا) نذر کی یا قسم کھائی کہ فلاں شخص سے بات نہ کروں گا پھر مسلمان ہوگیا تو کیا حکم ہے۔

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو عبیداللہ عمریؓ نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے جاہلیت کے زمانہ میں یہ منت مانی تھی کہ ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف کروں گا (اب آپ کیا فرماتے ہیں) فرمایا اپنی منت پوری کر[1]۔

باب ۱۹۴ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ

وَاَمَرَ ابْنُ عُمَرَ امْرَاَةً جَعَلَتْ اُمُّهَا عَلٰى نَفْسِهَا صَلٰوةً بِقُبَاءٍ فَقَالَ صَلِّيْ عَنْهَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ۔

باب اگر کوئی شخص مرجائے اس کے اوپر کوئی نذر ہو (تو اس کا وارث اس کی طرف سے پورا کرے)

اور عبداللہ بن عمرؓ نے ایک عورت کو حکم دیا جس کی ماں نے مسجد قبا میں نماز پڑھنے کی منت مانی تھی کہ تو اس کی طرف سے نماز پڑھ لے[2] اور ابن عباسؓ نے بھی ایسا ہی کہا ہے[3]۔

۴۱۰ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ الْاَنْصَارِيَّ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى اُمِّهٖ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِيَهُ فَاَفْتَاهُ اَنْ يَقْضِيَهُ عَنْهَا

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی ان کو عبداللہ بن عباسؓ نے کہ سعد بن عبادہ انصاریؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا ان کی ماں پر ایک نذر تھی وہ اس کے ادا کرنے سے پہلے مرگئیں آپ نے فرمایا تو اس کی طرف سے ادا کر پھر یہی طریقہ قائم ہوگیا۔

۴۱۱ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابوبشر سے کہا میں نے سعید بن جبیرؓ سے سنا وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے تھے ایک شخص (عقبہ بن عامر جہنی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] اس حدیث سے یہ نکلا کہ کافر کی نذر صحیح ہے تو نذر پر قسم کا بھی قیاس کیا گیا ہے تو جو اسلام لانے سے پہلے نذر مانے یا قسم کھائے اس کا پورا کرنا واجب ہے گا شافعی اور ابو ثور کا یہی قول ہے بعضوں نے کہا واجب نہیں حنفیہ مالکیہ کا یہی قول ہے اور امام احمد سے دو روایتیں ہیں طبری نے کہا ان کے نزدیک بھی پورا کرنا واجب ہے ۱۲ منہ [2] یہ اثر موصولاً نہیں ملا بلکہ امام نے موطا میں ابن عمرؓ سے اس کے خلاف نکالا کہ کوئی دوسرے کی طرف سے نہ نماز پڑھے نہ روزہ رکھے ۱۲ منہ [3] اس کو امام مالک اور ابن ابی شیبہ نے وصل کیا مگر نسائی نے ابن عباسؓ سے یوں نکالا کہ کوئی کسی کی طرف سے نماز نہ پڑھے نہ روزہ رکھے اب دونوں قولوں میں جمع اس طور سے کیا گیا ہے کہ زندہ زندہ کی طرف سے نماز روزہ نہیں پڑھ سکتا لیکن زندہ مردہ کی طرف سے پڑھ سکتا ہے ۱۲ منہ۔

وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ إِنَّ أُخْتِي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ وَإِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ اللّٰهَ فَهُوَ أَحَقُّ بِالْقَضَاءِ

پاس آیا کہنے لگا میری بہن (نام نامعلوم) نے حج کرنے کی منت مانی تھی لیکن وہ (منت پوری کرنے سے پہلے) مرگئی آپ نے فرمایا اگر اس پر کچھ قرضہ ہوتا تو ادا کرتا یا نہیں وہ شخص بولا جی ہاں ادا کرتا آپ نے فرمایا پھر اللہ کا قرض بھی ادا کر اس کا ادا کرنا تو اور زیادہ مقدم ہے[1]

بَابُ ۱۹۵ النَّذْرِ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَفِي مَعْصِيَةٍ

باب اگر آدمی ایسی نذر کرے جس پر اس کی ملک نہیں یا گناہ کی[2]

۴۱۲ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ

ہم سے ابو عاصم نبیل نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے طلحہ بن عبدالملک سے انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کی اطاعت (نیک کام) کی نذر کرے وہ اس کو بجا لائے اور جو شخص اللہ کی نافرمانی (گناہ) کی نذر کرے وہ ہرگز وہ کام نہ کرے[3]

۴۱۳ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ تَعْذِيبِ هٰذَا نَفْسَهُ وَرَآهُ يَمْشِي بَيْنَ ابْنَيْهِ وَقَالَ الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِي ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ رض۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطانؒ نے انہوں نے حمیدؒ سے انہوں نے ثابتؒ سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے ایک بوڑھے (ابو اسرائیل) کو فرمایا اللہ کو اس کی پرواہ نہیں ہے کہ وہ اپنے تئیں تکلیف دے یہ بوڑھا اپنے دو بیٹوں پر ٹیکا لگائے ہوئے (پیدل حج کے لیے) جا رہا تھا[4]۔ اور مروان بن معاویہ فزاری نے اس حدیث کو حمید سے روایت کیا اس میں یوں ہے مجھ سے ثابت نے بیان کیا انہوں نے انسؓ سے[5]

---

[1] یہ حدیث کتاب الحج میں گزر چکی ہے ۱۲ منہ [2] امام بخاری نے اس باب میں جو حدیثیں بیان کیں ان سے ترجمہ باب کا جزو ثانی یعنی گناہ کی نذر کا حکم مفہوم ہوتا ہے مگر جزو اول یعنی نذر فیما لا یملک کا نہیں حکم نکلتا ہے اس کا جواب یوں ہو سکتا ہے کہ نذر معصیت کے حکم نکلنے سے نذر فیما لا یملک کا بھی حکم نکل آیا کیونکہ دوسرے کے ملک میں تصرف کرنا بھی معصیت میں داخل ہے ۱۲ منہ [3] اب ایسے کام کی نذر ہی لغو ہوگی مثلاً کوئی عید کے دن روزہ رکھنے کی یا کسی بزرگ یا ولی کی قبر پر جانور کاٹنے کی یا بچہ کا سر منڈانے کی یا دھاں عرس یا چراغان یا صندل مالی یا شیرینی یا روپیہ چڑھانے کی نذر کو امام مالک اور شافعی اور جمہور علماء کا یہی قول ہے بعضوں نے کہا کفارہ واجب ہوگا ۱۲ منہ [4] آپ نے وجہ پوچھی تو معلوم ہوا اس نے پیدل حج کرنے کی منت مانی تھی پھر یہ حدیث فرمائی اور اس کو سوار ہو جانے کا حکم دیا ۱۲ منہ [5] اس سند کے ذکر کرنے سے حمید کا سماع ثابت سے ثابت کرنا منظور ہے اس روایت کو خود امام بخاریؒ نے کتاب الحج میں وصل کیا ہے ۱۲ منہ۔

۴۱۴ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِزِمَامٍ أَوْ غَيْرِهِ فَقَطَعَهُ۔

ہم سے ابو عاصم نبیل نے بیان کیا انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے سلیمان احول سے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو کعبہ شریف کا طواف کر رہا تھا ناک ڈوری یا اور کسی چیز سے بندھا ہوا آپ نے وہ رسی کاٹ ڈالی

۴۱۵ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِإِنْسَانٍ يَقُودُ إِنْسَانًا بِخِزَامَةٍ فِي أَنْفِهِ فَقَطَعَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَقُودَهُ بِيَدِهِ۔

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی ان کو ابن جریج نے کہا مجھ سے سلیمان احول نے بیان کیا ان سے طاؤس نے انہوں نے ابن عباسؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کرتے ہوئے ایک آدمی کو دیکھا وہ دوسرے آدمی کو اس کی ناک میں ایک رسی ڈال کر طواف کرا رہا ہے آپ نے وہ رسی کاٹ دی فرمایا ہاتھ پکڑ کر اس کو طواف کرائے

۴۱۶ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوا أَبُو إِسْرَائِيلَ نَذَرَ أَنْ يَقُومَ وَلَا يَقْعُدَ وَلَا يَسْتَظِلَّ وَلَا يَتَكَلَّمَ وَيَصُومَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ قَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالدؒ نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے عکرمہؒ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک آدمی کو دیکھا (دھوپ میں) کھڑا ہوا ہے آپ نے اس کا حال پوچھا لوگوں نے کہا یہ شخص ابو اسرائیل ہے (قیشر یا یسیر یا قیصر) اس نے یہ منت مانی ہے کہ کھڑا رہے گا نہ بیٹھے گا نہ سایہ میں آئیگا نہ بات کرے گا نہ کھائے گا نہ پیئے گا بلکہ روزہ رکھے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو کہو بات کرے سایہ میں بیٹھے اور اپنا روزہ پورا کرے[1] عبدالوہاب ثقفی نے اس حدیث کو یوں روایت کیا ہم سے ایوب نے بیان کیا انہوں نے عکرمہؒ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (مرسلاً ابن عباس کا ذکر نہیں کیا)

سلہ ان دونوں آدمیوں کا نام معلوم نہیں ہوا بعضوں نے کہا یہ بشر اور ان کے بیٹے طلق تھے طبرانی کی روایت میں ایسا ہی مذکور ہے ۱۲ منہ [2] آپنے یہ نذر لغو کر دی کہ دھوپ میں دن بھر کھڑا رہے گا کسی سے بات نہ کرے گا معلوم ہوا کہ ان کاموں میں ہماری شریعت میں کوئی ثواب نہیں تو فعل لغو ہوا اور فعل لغو جس میں اپنے تئیں تکلیف ہو اور ثواب نہ ملے گناہ کی طرح ہے کیونکہ بے فائدہ نفس کو ستانا ہے باقی مباح کاموں کی نذر کرنے میں کوئی قباحت نہیں جیسے داؤد اور بیہقی نے نکالا کہ ایک عورت نے نذر مانی تھی کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ سے صحیح سلامت تشریف لائیں گے تو آپ کے سر پر دف بجاؤں گی آپ نے اس سے فرمایا اپنی نذر پوری کر بعضوں نے کہا مباح کاموں کی نذر جائز نہیں اور دف بجانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی کی خوشی کے لیے تھا وہ ثواب کے کاموں میں داخل ہے ۱۲ منہ۔

باب ۱۹۶ مَنْ نَذَرَ اَنْ یَّصُوْمَ اَیَّامًا فَوَافَقَ النَّحْرَ اَوِ الْفِطْرَ

۴۱۷ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ الْمُقَدَّمِیُّ حَدَّثَنَا فُضَیْلُ بْنُ سُلَیْمَانَ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا حَکِیْمُ بْنُ اَبِیْ حُرَّةَ الْاَسْلَمِیُّ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ نَذَرَ اَنْ لَّا یَاْتِیَ عَلَیْهِ یَوْمُ الْاَصَامِ نَوَافَقَ یَوْمَ اَضْحٰی اَوْ فِطْرٍ فَقَالَ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لَمْ یَکُنْ یَصُوْمُ یَوْمَ الْاَضْحٰی وَالْفِطْرِ وَلَا یَرٰی صِیَامَهُمَا۔

۴۱۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ عَنْ یُوْنُسَ عَنْ زِیَادِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ کُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَسَاَلَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ نَذَرْتُ اَنْ اَصُوْمَ کُلَّ یَوْمٍ ثَلَاثَاءَ اَوْ اَرْبِعَاءَ مَا عِشْتُ فَوَافَقْتُ هٰذَا الْیَوْمَ یَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ اَمَرَ اللّٰهُ بِوَفَاءِ النَّذْرِ وَنُهِیْنَا اَنْ نَّصُوْمَ یَوْمَ النَّحْرِ فَاَعَادَ عَلَیْهِ فَقَالَ مِثْلَهٗ لَا یَزِیْدُ عَلَیْهِ۔

باب ۱۹۷ هَلْ یَدْخُلُ فِی الْاَیْمَانِ وَالنُّذُوْرِ الْاَرْضُ وَالْغَنَمُ وَالزُّرُوْعُ وَالْاَمْتِعَةُ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ عُمَرُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَصَبْتُ اَرْضًا لَمْ اُصِبْ مَالًا قَطُّ اَنْفَسَ

باب اگر کسی شخص نے چند معین دنوں میں روزہ رکھنے کی نذر کی اتفاق سے ان دنوں عید یا بقر عید ہو گئی

ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے کہا ہم سے حکیم بن ابی حرہ اسلمی نے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے سنا ان سے کسی نے پوچھا اگر کسی شخص نے یوں نذر کی فلاں دن جب آئے گا تو میں روزہ رکھوں گا اتفاق سے اس دن عید یا بقر عید ہو گئی انہوں نے کہا تم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اچھی پیروی ہے آپ عید اور بقر عید میں روزہ نہیں رکھتے تھے اور نہ ان دنوں روزہ رکھنا درست جانتے تھے[2]

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبیؒ نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے انہوں نے یونس سے انہوں نے زیاد بن جبیرؒ سے انہوں نے کہا میں عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ تھا اتنے میں ایک شخص (نام نامعلوم) نے ان سے پوچھا میں نے یہ نذر کی تھی کہ ہر منگل یا بدھ کو روزہ رکھا کروں گا اتفاق سے اس دن بقر عید ہو گئی عبداللہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے نذر پوری کرنے کا حکم دیا ہے اور بقر عید کے دن ہم کو روزہ رکھنے کی ممانعت ہوئی اس نے پھر پوچھا (صاف مسئلہ بتایئے اس دن روزہ رکھوں یا نہ رکھوں۔ عبداللہ نے پھر یہی کہا[3]

باب اگر کسی نے مال کی نذر کی تو کیا مال میں زمین اور بکریاں اور دوسرے اسباب (گھوڑے ہتھیار کپڑے وغیرہ) بھی داخل ہوں گے

اور عبداللہ بن عمرؓ نے کہا حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں نے ایک زمین پائی اس سے عمدہ مال مجھ کو کبھی نہیں ملا

---

[1] تو اس دن روزہ نہ رکھے اور یہ نذر صحیح نہ ہو گی جمہور کا یہی قول ہے اور حنابلہ سے ایک روایت یہ ہے کہ قضا واجب ہو گی اور امام ابوحنیفہ نے کہا اگر اس دن روزہ رکھ لے تو نذر ادا ہو جائے گی ۱۲ منہ [2] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ ان دنوں روزہ رکھنا درست نہیں جانتے تھے۔ اس صورت میں یہ حکیم کا قول ہوگا ۱۲ منہ [3] گویا خود عبداللہ کو بھی اس مسئلہ میں تردد تھا کیونکہ دلیلیں متعارض ہیں ۱۲ منہ [4] امام بخاری نے اسی کو ترجیح دی کہ داخل ہوں گے بعضوں نے کہا مال صرف چاندی سونے کو کہتے ہیں دوسرے سامان مال نہیں ہیں ۱۲ منہ

مِنْهُ قَالَ اِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ اَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا وَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اَمْوَالِيْ اِلَيَّ بَيْرُحَاءَ لِحَائِطٍ لَهُ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ۔

۴۱۹ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيْلِيِّ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ مَوْلَى ابْنِ مُطِيْعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَّلَا فِضَّةً اِلَّا الْاَمْوَالَ وَالثِّيَابَ وَالْمَتَاعَ فَاَهْدٰى رَجُلٌ مِّنْ بَنِي الضُّبَيْبِ يُقَالُ لَهُ رِفَاعَةُ بْنُ زَيْدٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا يُّقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ فَوَجَّهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى وَادِي الْقُرٰى حَتّٰى اِذَا كَانَ بِوَادِي الْقُرٰى بَيْنَمَا مِدْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَهْمٌ عَائِرٌ فَقَتَلَهُ فَقَالَ النَّاسُ هَنِيْئًا لَّهُ الْجَنَّةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِيْ اَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ النَّاسُ جَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ اَوْ شِرَاكَيْنِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شِرَاكٌ مِّنْ نَّارٍ اَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو اصل کو روک رکھ اور اس کی پیداوار خیرات کردے[1] اور ابوطلحہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا میرے سب مالوں میں مجھ کو بیرحا زیادہ پسند ہے بیرحا ایک باغ تھا مسجد نبوی کے سامنے (یہ بھی کتاب الوصایا میں موصولاً گذر چکی ہے)

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ثور بن زید دیلی سے انہوں نے ابو الغیث سے جو ابن مطیع کے غلام تھے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا ہم جنگ خیبر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تھے[2]۔ وہاں ہم کو لوٹ میں سونا چاندی نہیں ملا البتہ مال ملے (اونٹ بکریاں وغیرہ) اور کپڑے دوسرے سامان[3] بنی ضبیب کے ایک شخص رفاعہ بن زید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک غلام تحفہ گذرانا جس کا نام مدعم تھا اس کے بعد آپ وادی القریٰ کی طرف چلے جب وہاں پہنچے تو مدعم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کجاوے سے اتار رہا تھا اتنے میں ایک تیر آلگا جس کا مارنے والا معلوم نہ ہوا اور مدعم مرگیا لوگ کہنے لگے اس کو بہشت مبارک ہو آپ نے فرمایا ہرگز نہیں قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے جو خیبر کے دن لوٹ کے مال میں سے ایک کملی چرائی تھی وہ آگ ہو کر اس پر بھڑک رہی ہے جب لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا تو ایک شخص (ڈر کر) جوتی کا ایک تسمہ یا دو تسمے لے کر آیا (شاید اس نے لوٹ کے مال میں سے یہ لے لیے ہوں گے) آپ نے فرمایا (اگر یہ ان کو داخل نہ کرتا تو مرے بعد) یہ ایک تسمہ یا دو تسمے آگ ہو کر اس کو جلاتے

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا۔

---

[1] یہ حدیث کتاب الوصایا میں موصولاً گذر چکی ہے تو حضرت عمرؓ نے زمین کو مال کہا یہ زمین بنی حارثہ یہودیوں کی تھی جس کو ثمغ کہتے تھے ۱۲ منہ [2] یعنی جنگ خیبر میں موجود تھے کیونکہ ابوہریرہؓ تو اس وقت آئے تھے جب خیبر فتح ہو گیا تھا جیسے اوپر گذر چکا ہے ۱۲ منہ [3] یہیں سے ترجمہ باب نکلا کس لیے کہ چاندی سونے کے سوا دوسری چیزوں کو بھی مال کہا بعضے نسخوں میں یوں ہے الا الاموال الثیاب والمتاع تو اموال کی تفسیر ثیاب اور متاع ہے ۱۲ منہ۔

بَابُ ۱۹۸ كَفَّارَاتِ الْأَيْمَانِ[1]

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ وَمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ نَزَلَتْ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَطَاءٍ وَعِكْرِمَةَ مَا كَانَ فِي الْقُرْآنِ أَوْ أَوْ فَصَاحِبُهُ بِالْخِيَارِ وَقَدْ خَيَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَعْبًا فِي الْفِدْيَةِ

۴۲۰ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ أَتَيْتُهُ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ادْنُ فَدَنَوْتُ فَقَالَ أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ عَوْنٍ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ صِيَامُ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ وَالنُّسُكُ شَاةٌ وَمَسَاكِينُ سِتَّةٌ۔

بَابُ ۱۹۹ قَوْلِهِ تَعَالَى قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ مَتَى تَجِبُ الْكَفَّارَةُ

باب قسم کے کفاروں کے بیان میں[1] اور اللہ تعالیٰ نے

(سورہ مائدہ میں) فرمایا پھر قسم کا کفارہ یہ ہے دس مسکینوں کو کھانا کھلانا اور جب یہ آیت (سورہ بقرہ کی) اتری ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن عجرہ کو کیا حکم دیا (یہ حدیث آگے آتی ہے) اور ابن عباسؓ اور عطاء بن ابی رباح اور عکرمہؒ سے[2] منقول ہے جہاں قرآن میں او، او آیا ہے[3] تو وہاں آدمی کو اختیار ہے جو کفارہ چاہے ادا کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن عجرہ کو بھی اختیار دیا تھا (جونسا فدیہ چاہے دے)

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے ابو شہاب عبدربہ بن نافع نے انہوں نے عبداللہ بن عون سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن لیلیٰ سے انہوں نے کعب بن عجرہ سے انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا آپ نے فرمایا نزدیک آ میں نزدیک گیا آپ نے فرمایا تجھ کو سر کی جوؤں سے سیف ہے میں نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا (سر منڈا ڈال) فدیہ دے روزے رکھ یا خیرات کر یا قربانی کر (اسی سند سے ابو شہابؒ نے کہا) مجھ کو عبداللہ بن عون نے خبر دی انہوں نے ایوب سے انہوں نے کہا روزے تین ہیں اور قربانی سے ایک بکری اور خیرات سے چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا مراد ہے[4]

باب اللہ تعالیٰ کا (سورہ تحریم میں) یہ فرمانا اللہ تعالیٰ

نے تم پر ٹھہرا دیا ہے اپنی قسموں کا اتار کرنا (یعنی کفارہ دینا واجب کر دیا ہے) اور اللہ تعالیٰ تمہارا کارساز ہے وہ علم والا ہے حکمت والا اور کفارے کا

---

[1] بعضے نسخوں میں یوں ہے کتاب کفارات الایمان ۱۲منہ [2] ابن عباسؓ کے قول کو سفیان ثوری نے تفسیر میں اور عطاء اور عکرمہ کے قول کو طبری نے وصل کیا ۱۲منہ [3] جیسے اس آیت میں ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک ۱۲منہ [4] حالانکہ کعبؓ بن عجرہ کی حدیث حج کے فدیہ میں ہے اس کو قسم کے فدیہ سے کوئی تعلق نہیں مگر امام بخاریؒ اس کو اس باب میں اس لیے لائے کہ جیسے حج کے فدیہ میں اختیار ہے تینوں میں سے جو چاہے وہ کرے ایسے ہی قسم کے کفارے میں بھی قسم کھانے والے کو اختیار ہے کہ تینوں کفاروں میں سے جو قرآن میں مذکور ہیں جونسا کفارہ چاہے ادا کرے ۱۲منہ

عَلَى الْغَنِيِّ وَالْفَقِيرِ۔

مالدار اور محتاج دونوں پر واجب ہونا[1]

۴۲۱ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ فِيهِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ قَالَ مَا شَأْنُكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ قَالَ تَسْتَطِيعُ تُعْتِقُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ لَا قَالَ اجْلِسْ فَجَلَسَ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ قَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ قَالَ أَعَلَى أَفْقَرَ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ قَالَ أَطْعِمْهُ عِيَالَكَ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہؒ نے انہوں نے زہریؒ سے سفیان نے کہا میں نے یہ حدیث زہری کے منہ سے سنی انہوں نے حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا ایک شخص (سلمہ صخر بیاضی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا (یا رسول اللہؐ) میں تباہ ہو چکا آپ نے فرمایا کچھ کہہ تو حال کیا ہے کہنے لگا میں رمضان میں (دن کو) اپنی عورت سے لگ گیا آپ نے فرمایا اچھا تو ایک بردہ آزاد کر سکتا ہے۔ وہ کہنے لگا نہیں مجھ کو اتنا مقدور نہیں آپ نے فرمایا دو مہینے پے در پے (لگاتار) روزے رکھ سکتا ہے کہنے لگا نہیں آپ نے فرمایا اچھا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے کہنے لگا نہیں آپ نے فرمایا اچھا بیٹھ جا اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجور کا ایک تھیلا آیا جس میں پندرہ صاع کھجور سماتی ہے آپ نے فرمایا یہ بورہ لے جا اور (فقیروں کو) خیرات کر دے اس نے کہا یا رسول اللہؐ کس پر خیرات کروں اس پر جو ہم سے بڑھ کر محتاج ہو[2] یہ سن کر آپ اتنا ہنسے آپ کے پچھلے دانت کھل گئے آپ نے فرمایا خیر اپنے ہی جورو بچوں کو کھلا دے[3]

بَابٌ مَنْ أَعَانَ الْمُعْسِرَ فِي الْكَفَّارَةِ

باب کفارہ ادا کرنے میں محتاج کی مدد کرنا

۴۲۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

ہم سے محمد بن محبوب البصری نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد ابن زیاد نے کہا ہم سے معمر بن راشد نے انہوں نے زہری سے انہوں نے حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا یا رسول اللہؐ

---

[1] حالانکہ جو حدیث امام بخاری نے اس باب میں بیان کی وہ رمضان کے کفارے کے باب میں ہے مگر قسم کے کفارے کو اس پر قیاس کیا ۱۲ منہ [2] حالانکہ سارے مدینہ میں ہم لوگوں سے زیادہ کوئی محتاج نہیں ہے ۱۲ منہ [3] اس حدیث کو لا کر امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ کفارہ ہر شخص پر واجب ہے گو وہ محتاج ہو کیونکہ یہ شخص بہت محتاج تھا مگر آنحضرتؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ تجھ کو کفارہ معاف ہے بلکہ کفارہ دینے میں اس کی مدد کی ۱۲ منہ۔

هَلَكْتُ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ وَقَعْتُ بِأَهْلِي فِي رَمَضَانَ قَالَ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَتَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ لَا قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ بِعَرَقٍ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ فِيهِ تَمْرٌ فَقَالَ اذْهَبْ بِهَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ قَالَ عَلَى أَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُولَ اللهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ۔

میں تو تباہ ہو گیا آپ نے فرمایا کیا۔ وجہ کہنے لگا میں اپنی عورت سے دن کو رمضان میں لگ گیا آپ نے فرمایا تجھے ایک بردہ مل سکتا ہے کہنے لگا نہیں فرمایا اچھا دو مہینے پے درپے روزے رکھ سکتا ہے کہنے لگا نہیں فرمایا اچھا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے کہنے لگا نہیں راوی نے کہا اتنے میں ایک انصاری کھجور کا ایک بورہ لے کر آیا جس کو عرق کہتے ہیں[1] آپ نے اس شخص سے فرمایا چل یہ لے جا اور فقیروں کو خیرات کر دے اس نے کہا یا رسول اللہ اس کو خیرات کروں نا جو ہم سے بڑھ کر محتاج ہو قسم اس پروردگار کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا مدینہ کے دو کناروں میں (پتھریلے میدانوں میں) اس سرے سے اس سرے تک کوئی گھر والے ہم سے زیادہ محتاج نہیں ہیں یہ سن کر آپ نے فرمایا اچھا جا اپنے گھر والوں ہی کو کھلا دے۔

بَابٌ ٢٠١ يُعْطِي فِي الْكَفَّارَةِ عَشَرَةَ مَسَاكِينَ قَرِيبًا كَانَ أَوْ بَعِيدًا

باب قسم کے کفارے میں دس مسکینوں کو کھلانا چاہیے۔ نزدیک کے رشتہ دار ہوں یا دور کے۔

٤٢٣ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلَكْتُ قَالَ وَمَا شَأْنُكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ قَالَ هَلْ تَجِدُ مَا تُعْتِقُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ لَا أَجِدُ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ قَالَ خُذْ هَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ فَقَالَ أَعَلَى أَفْقَرَ مِنَّا مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَفْقَرُ مِنَّا ثُمَّ قَالَ خُذْهُ فَأَطْعِمْهُ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ابن عیینہ نے انہوں نے زہری سے انہوں نے حمید بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا میں تو تباہ ہو گیا آپ نے فرمایا کیا ہوا کہنے لگا رمضان میں (روزے میں) میں اپنی عورت سے لگ گیا آپ نے فرمایا اچھا ایک بردہ آزاد کر سکتا ہے کہنے لگا نہیں پوچھا اچھا لگاتار دو مہینے روزے رکھ سکتا ہے کہنے لگا نہیں فرمایا اچھا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے کہنے لگا نہیں اتنے میں آپ کے پاس کھجور کا ایک بورہ آیا آپ نے فرمایا چل یہ لے جا اور خیرات کر دے وہ کہنے لگا خیرات تو ان کو کر دوں جو ہم سے زیادہ محتاج ہوں مدینہ کے دونوں سروں میں اس سرے سے لے کر اس سرے تک کوئی ہم سے بڑھ کر محتاج

---

[1] اس میں پندرہ صاع کھجور سماتی ہے ١٢ منہ۔

أَهْلَكَ

بَابُ ۲۰۲ صَاعِ الْمَدِينَةِ وَمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَرَكَتِهِ وَمَا تَوَارَثَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذَلِكَ قَرْنًا بَعْدَ قَرْنٍ۔

۴۲۴ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْمُزَنِيُّ حَدَّثَنَا الْجُعَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كَانَ الصَّاعُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدًّا وَثُلُثًا بِمُدِّكُمُ الْيَوْمَ فَزِيدَ فِيهِ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ

۴۲۵ حَدَّثَنَا مُنْذِرُ بْنُ الْوَلِيدِ الْجَارُودِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ وَهُوَ سَلْمٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِي زَكوٰةَ رَمَضَانَ بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُدِّ الْأَوَّلِ وَفِي كَفَّارَةِ الْيَمِينِ بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نہیں فرمایا اچھا تو ہی لے جا اور اپنے گھر والوں کو کھلا دے[1]۔

باب مدینہ والوں کے صاع اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مد اور اس میں برکت ہونے کا اور مدینہ والوں میں جس صاع کا رواج قرناً بعد قرن چلا آیا ہے اس کا بیان[2]۔

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے قاسم بن مالک مزنی نے کہا ہم سے جعید بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے سائب بن یزید سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صاع اس وقت[3] کے ایک مد اور تہائی مد کا تھا[4] پھر عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں صاع بڑھ گیا

ہم سے منذر بن ولید جارودی نے بیان کیا کہا ہم سے ابوقتیبہ سلم شعیری نے کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے نافع سے انہوں نے کہا عبداللہ بن عمرؓ فطر کا صدقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مُد سے نکالا کرتے (جو ایک رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے) یعنی اگلے زمانہ کا مُد[5] اور قسم کے کفارے میں بھی اسی مد کے حساب سے ابوقتیبہ نے (اسی سند سے

---

[1] گھر والوں میں نزدیک اور دور کے سب رشتہ دار آ گئے اور گو یہ حدیث کفارہ رمضان کے باب میں ہے مگر قسم کے کفارے کو بھی اس پر قیاس کیا ۱۲ منہ

[2] مدینہ والوں کا مد ایک رطل اور تہائی رطل تھا اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مُد بھی تھا اور صاع چار مُد کا تھا یعنی پانچ رطل اور ایک تہائی رطل کا۔ ہر رطل ایک سو اٹھائیس درم اور ۴/۷ درم کا صاع کے چھ سو پچاسی اور ۵/۷ درم ہوئے تمام اہل حدیث سلف اور خلف کا صاع اور مُد میں اسی پر عمل رہا ہے کیونکہ شریعت سب مدینہ سے جاری ہوئی اور مدینہ میں جو رواج تھا اسی پر سب احکام لیے جائیں گے لیکن امام ابوحنیفہ نے بھی صاع آٹھ رطل کا اور مد دو رطل کا رکھا ہے کوفہ والوں میں اسی کا رواج تھا مگر ہم کو کوفہ والوں سے کیا غرض ہمارے صاحب شرع مدنی تھے ہم کو مدینہ والوں کا اتباع کرنا چاہیے امام ابویوسف جو امام ابوحنیفہ کے شاگرد تھے ان سے ہارون الرشید کے سامنے امام مالک نے صاع اور مد کے بارے میں بحث کی اخیر میں امام ابویوسف کو کچھ جواب نہ آیا اور انہوں نے اہل کوفہ اور ابوحنیفہ کا قول ترک کر کے مدینہ والوں کا قول اختیار کیا انصاف پسند لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں امام محمد امام ابوحنیفہ کے دوسرے شاگرد نے بھی کتاب الحج میں امام ابوحنیفہ کے بہت سے قول چھوڑ دیئے ہیں اور اہل مدینہ کے ساتھ اتفاق کیا ہے جگہ جگہ لکھتے ہیں قول اہل المدینۃ فی ذالک احب الی من قول ابی حنیفۃ سچے حنفی یہ لوگ تھے جو امام ابوحنیفہ کی ہدایت اور تعلیم کے موافق چلتے تھے انہوں نے یہی کہا ہے کہ دلیل کی پیروی کرو اور جو قول میرا حدیث کے خلاف پاؤ اس کو دیوار پر پھینک مارو نہ اس زمانہ کے حنفی یہ تو اپنے امام کی ہدایت کے برخلاف چلتے ہیں اور صحیح حدیث پا کر بھی امام کے قول پر جمے رہتے ہیں امام ایسے مقلدوں سے سخت بیزار ہیں اور قیامت کے دن علیحدہ ہو جائیں گے یہ بیچارے آفت میں گرفتار ہوں گے ۱۲ منہ

[3] کیونکہ سائب نے جس وقت یہ حدیث بیان کی اس وقت مد چار رطل کا ہو گیا تھا اس پر ایک تہائی اور بڑھائی جائے تو پانچ رطل اور ایک تہائی ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صاع اتنا ہی تھا ۱۲ منہ

[4] معلوم نہیں کہ عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں صاع کتنا بڑھ گیا تھا اگر اس وقت کے چار مد کا تھا تو صاع سوا رطل کا ہوا ۱۲ منہ

[5] بعد کے زمانہ میں بنی امیہ نے مد کی تعداد بڑھا دی ایک مد دو رطل کا ہو گیا اور صاع آٹھ رطل کا حنفیہ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صاع چھوڑ کر بنی امیہ کی پیروی کی ۱۲ منہ۔

قَالَ أَبُو قُتَيْبَةَ قَالَ لَنَا مَالِكٌ مُدُّنَا أَعْظَمُ مِنْ مُدِّكُمْ وَلَا نَرَى الْفَضْلَ إِلَّا فِي مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لِي مَالِكٌ لَوْ جَاءَكُمْ أَمِيرٌ فَضَرَبَ مُدًّا أَصْغَرَ مِنْ مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تُعْطُونَ قُلْتُ كُنَّا نُعْطِي بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَفَلَا تَرَى أَنَّ الْأَمْرَ إِنَّمَا يَعُودُ إِلَى مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کہا امام مالک نے کہا ہمارا (یعنی مدینہ والوں) مد تمہارے مد سے بڑا ہے (یعنی بنی اُمیہ کے مد سے)[1] اور ہم تو اسی مد کو افضل جانتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مد تھا اور امام مالکؒ نے مجھ سے کہا اگر فرض کرو ایک اور حاکم آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مد سے بھی چھوٹا مد جاری کرے تو تم صدقہ فطر اور کفارہ وغیرہ کس مد کے حساب سے دو گے میں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مد سے دیں گے انہوں نے کہا آخر تم لوٹ پھیر کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مد پر آئے (تو اب بھی اسی مد کا حساب رکھو بنی اُمیہ سے تم کو کیا غرض ان کا مد کیوں لیتے ہو)

۴۲۶ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مِكْيَالِهِمْ وَصَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تینسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے اسحاق بن عبداللہ ابن ابی طلحہ سے انہوں نے انس بن مالک سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کو یوں دعا دی یا اللہ ان کے ماپ اور صاع اور مد میں برکت دے۔

بَابٌ ۲۰۳ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ وَأَيُّ الرِّقَابِ أَزْكَى

باب اللہ تعالیٰ کا یوں فرمانا (سورۂ مائدہ میں قسم کے کفارے میں) اور تحریر رقبۃ یعنی ایک بردہ آزاد کرنا[2] اور کون سا بردہ آزاد کرنا افضل ہے[3]

۴۲۷ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي غَسَّانَ مُحَمَّدِ بْنِ مُطَرِّفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَرْجَانَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً أَعْتَقَ اللَّهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ

ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا کہا ہم سے داؤد بن رشید نے کہا ہم سے ولید بن مسلم نے انہوں نے ابو غسان محمد بن مُطرّف سے انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے امام زین العابدین علیہ السلام سے انہوں نے سعید بن مرجانہ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو شخص مسلمان بردہ آزاد کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدل آزاد کرنے والے کا عضو دوزخ سے ......

---

[1] بڑا ہے یعنی از روئے برکت اور بھلائی اور درجہ کے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے مد کے لیے برکت کی دعا کی ہے اور بنی اُمیہ کے مد گو مقدار میں مدینہ کے مد سے زیادہ ہے مگر اس میں برکت نہیں ۱۲ منہ [2] قسم کے کفارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ قید نہیں لگائی کہ بردہ مومن ہو جیسے قتل کے کفارے میں لگائی تو ابو حنیفہ نے مومن کا فر ہر طرح کا بردہ قسم کے کفارے میں آزاد کرنا درست رکھا ہے شافعیؒ کہتے ہیں ہر کفارے میں قسم کا ہو یا ظہار کا یا رمضان کا مومن بردہ آزاد کرنا ضرور ہے ۱۲ منہ [3] یہ مضمون باب کی حدیث سے نہیں نکلتا امام بخاری نے اُس حدیث کی طرف اشارہ کیا جو کتاب العتق میں گزر دی۔ اس میں یوں ہے میں نے کہا کون سا بردہ آزاد کرنا افضل ہے آپ نے فرمایا جو بیش بہا اور مالک کو زیادہ پسند ہو ۱۲ منہ۔

عُضْوًا مِّنَ النَّارِ حَتّٰى فَرْجَهٗ بِفَرْجِهٖ

آزاد کرے گا یہاں تک کہ اس کی شرمگاہ کے بدل آزاد کرنے والے کی شرمگاہ بھی۔

باب ۲۰۴ عِتْقِ الْمُدَبَّرِ وَاُمِّ الْوَلَدِ وَالْمُكَاتَبِ فِي الْكَفَّارَةِ وَعِتْقِ وَلَدِ الزِّنَا وَ قَالَ طَاوُسٌ يُجْزِئُ الْمُدَبَّرُ وَاُمُّ الْوَلَدِ ـ

باب کفارے میں مدبر اور ام ولد اور مکاتب کا آزاد کرنا

درست ہے اسی طرح ولد الزنا کا اور طاؤس (تابعی) نے کہا ام ولد اور مدبر کا آزاد کرنا کافی ہو گا[1]۔

۴۲۸ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ دَبَّرَ مَمْلُوكًا لَّهٗ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ مَالٌ غَيْرُهٗ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يَّشْتَرِيْهِ مِنِّيْ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ النَّحَّامِ بِثَمَنِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَسَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ عَبْدًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامَ اَوَّلَ

ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے ایک انصاری شخص (ابو مذکور) نے اپنے ایک غلام (یعقوب نامی) کو مدبر کیا تھا[2] اس کے پاس دوسرا کچھ مال نہ تھا یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ نے اس غلام کا نیلام کیا فرمایا کون اس کو خریدتا ہے پھر نعیم بن نحام نے اس کو آٹھ سو درم کو خرید لیا عمرو بن دینار کہتے ہیں میں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے سنا وہ کہتے تھے یہ غلام قبطی تھا (فرعون کی قوم کا) پہلے ہی سال مر گیا[3]۔

باب ۲۰۵ اِذَا اَعْتَقَ فِي الْكَفَّارَةِ لِمَنْ يَكُوْنُ وَلَاؤُهٗ

باب جب کوئی شخص کفارے میں بردہ آزاد کرے (یا مشرک بردہ آزاد کرے) تو اُس کی ولاء کون لے گا۔

۴۲۹ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ فَاشْتَرَطُوْا عَلَيْهَا الْوَلَاءَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اشْتَرِيْهَا اِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ ـ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے حکم بن عتیبہ سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے اسود بن یزید سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے بریرہ کو مول لینا چاہا لیکن اس کے مالکوں نے یہ شرط لگائی کہ بریرہ کی ولاء ہم لیں گے حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا تو خرید لے (اور آزاد کر دے) ولاء تو اسی کو ملے گی جو آزاد کرے۔

---

[1] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا امام مالک اور ابو حنیفہ کے نزدیک کافی نہیں اور شافعیؒ نے کہا مدبر کا آزاد کرنا کافی ہے مکاتب اور مدبر اور ام ولد ان سب کے معنے کتاب العتق میں بیان ہو چکے ہیں ولد الزنا کا کفارے میں آزاد کرنا حضرت علی اور ابن عباس اور عبداللہ بن عمرو بن عاص نے مکروہ جانا ہے یہ ابن ابی شیبہ نے نکالا اگر مولا ہیں ابو ہریرہؓ اور عبداللہ بن عمرؓ سے اس کا جواز روایت کیا گیا ہے اور یہی صحیح ہے ۱۲ منہ [2] یعنی اس سے یوں کہا۔ تھا تو میرے مرنے کے بعد آزاد ۱۲ منہ [3] امام بخاری نے باب کا مطلب اس حدیث سے اس طرح نکالا کہ جب مدبر کی بیع درست ہے تو اس کا آزاد کرنا بطریق اولیٰ درست ہو گا یہ حدیث کتاب العتق میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ۔

بَابُ ٢٠٦ الْاِسْتِثْنَاءِ فِي الْاَيْمَانِ [1]

٣٠٤٣ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ اَبِي بُرْدَةَ بْنِ اَبِي مُوسٰى عَنْ اَبِي مُوسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ اَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ مِنَ الْاَشْعَرِيِّينَ اَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ وَاللهِ لَا اَحْمِلُكُمْ مَا عِنْدِي مَا اَحْمِلُكُمْ ثُمَّ لَبِثْنَا مَا شَاءَ اللهُ فَاُتِيَ بِاِبِلٍ فَاَمَرَ لَنَا بِثَلَاثَةِ ذَوْدٍ فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ لَا يُبَارِكُ اللهُ لَنَا اَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ اَنْ لَا يَحْمِلَنَا فَحَمَلَنَا فَقَالَ اَبُو مُوسٰى فَاَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ مَا اَنَا حَمَلْتُكُمْ بَلِ اللهُ حَمَلَكُمْ اِنِّي وَاللهِ اِنْ شَاءَ اللهُ لَا اَحْلِفُ عَلٰى يَمِينٍ فَاَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا اِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي وَاَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ۔

٣١٤٣ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَقَالَ اِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي وَاَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ اَوْ اَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْتُ۔

باب اگر کوئی شخص قسم میں انشاء اللہ کہہ دے [1]۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زیدؓ نے انہوں نے غیلان بن جریر سے انہوں نے ابوبردہ بن ابی موسیٰ سے انہوں نے اپنے والد ابوموسیٰ اشعریؓ سے انہوں نے کہا میں کئی اور اشعری لوگوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری مانگنے آیا آپ نے فرمایا میں تو خدا کی قسم تم کو سواری نہیں دوں گا۔ پھر جتنی دیر خدا نے چاہا ہم ٹھہرے رہے اس کے بعد آپ کے پاس کچھ اونٹ آئے آپ نے تین اونٹ ہم کو دلائے جب ہم آپ کے پاس سے چلے تو آپس میں کہنے لگے یہ اونٹ تمہارے حق میں راس نہیں آئیں گے (مبارک نہ ہوں گے) کیونکہ ہم جب آپ سے سواری مانگنے گئے تھے تو آپ نے قسم کھائی تھی میں تم کو سواری نہیں دوں گا پھر (شاید غفلت میں) آپ نے ہم کو سواریاں دیں ابوموسیٰ کہتے ہیں ہم لوگ پھر (لوٹ کر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے یہ حال بیان کر دیا آپ نے فرمایا میں نے یہ سواریاں تم کو تھوڑی دی ہیں (میری قسم اب تک قائم ہے) بلکہ اللہ تعالیٰ نے دی ہیں اور میں تو خدا کی قسم جو اللہ چاہے [2] جب کسی بات پر قسم کھا لیتا ہوں پھر اس کے خلاف کرنا بہتر سمجھتا ہوں تو اپنی قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں اور جو کام بہتر معلوم ہوتا ہے وہ کرتا ہوں۔

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے پھر یہی حدیث نقل کی اس میں یوں ہے میں اپنی قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں اور جو کام بہتر ہے وہ کرتا ہوں یا یوں فرمایا میں جو کام بہتر ہے وہ کرتا ہوں اور قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں۔

---

[1] جب آدمی انشاء اللہ کے ساتھ قسم کھائے مثلاً یوں کہے خدا نے چاہا تو قسم خدا کی میں ایسا کروں گا اب اس کی قسم ٹوٹنے والی نہیں نہ قسم کے خلاف کرنے سے کفارہ لازم ہوگا انشاء اللہ کا زبان سے کہنا ضروری ہے دل میں صرف نیت کرنا کافی نہیں ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ انشاء اللہ اسی کلام کے ساتھ ملا کر کہے اگر بیچ میں سکوت کیا یا دوسرا کلام کیا پھر انشاء اللہ کہا تو کچھ مفید نہ ہوگا بلکہ قسم توڑنے سے کفارہ لازم ہوگا اکثر علماء کا یہی قول ہے لیکن امام احمد کے نزدیک اسی مجلس میں جب تک ہو جب تک کہہ سکتا ہے اور سعید بن جبیر کے نزدیک چار مہینے تک ابن عباس کے نزدیک ایک برس تک مجاہد کے نزدیک دو برس تک ۱۲ منہ [2] باب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ آپ نے واللہ کے بعد انشاء اللہ فرمایا ۱۲ منہ۔

۴۳۲ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ ھِشَامِ بْنِ حُجَیْرٍ عَنْ طَاؤُسٍ سَمِعَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ سُلَیْمٰنُ لَاَطُوْفَنَّ اللَّیْلَۃَ عَلٰی تِسْعِیْنَ امْرَاَۃً کُلٌّ تَلِدُ غُلَامًا یُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَقَالَ لَہٗ صَاحِبُہٗ قَالَ سُفْیٰنُ یَعْنِی الْمَلَکَ قُلْ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ فَنَسِیَ فَطَافَ بِھِنَّ فَلَمْ تَاْتِ امْرَاَۃٌ مِّنْھُنَّ بِوَلَدٍ اِلَّا وَاحِدَۃٌ بِشِقِّ غُلَامٍ فَقَالَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ یَرْوِیْہِ قَالَ لَوْ قَالَ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ لَمْ یَحْنَثْ وَکَانَ دَرَکًا لَّہٗ فِیْ حَاجَتِہٖ وَقَالَ مَرَّۃً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوِ اسْتَثْنٰی وَحَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ مِثْلَ حَدِیْثِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ

بَابٌ ۲۰۷ اَلْکَفَّارَۃُ قَبْلَ الْحِنْثِ وَبَعْدَہٗ۔

۴۳۳ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ اَیُّوْبَ عَنِ الْقَاسِمِ التَّمِیْمِیِّ عَنْ زَھْدَمٍ الْجَرْمِیِّ قَالَ کُنَّا عِنْدَ اَبِیْ مُوْسٰی وَکَانَ بَیْنَنَا وَبَیْنَ ھٰذَا الْحَیِّ مِنْ جَرْمٍ اِخَاءٌ وَّمَعْرُوْفٌ قَالَ فَقُدِّمَ طَعَامُہٗ قَالَ وَقُدِّمَ فِیْ طَعَامِہٖ لَحْمُ دَجَاجٍ قَالَ وَفِی الْقَوْمِ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ تَیْمِ اللّٰہِ اَحْمَرُ کَاَنَّہٗ مَوْلًی

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے ہشام حجیرؒ سے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے سنا حضرت سلیمان پیغمبرؑ نے کہا میں آج رات کو اپنی نوّے بیبیوں پاس ہو آؤں گا۔ ہر بی بی سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اللہ کی راہ میں جہاد کریگا ان کے ساتھی سفیان نے کہا یعنی فرشتے نے ان سے کہا اجی انشاء اللہ تو کہو لیکن وہ انشاء اللہ کہنا بھول گئے خیر رات کو سب عورتوں پاس گئے لیکن کوئی بھی نہ جنی ایک عورت جنی وہ بھی ادھورا بچہ ابوہریرہؓ نے (آنحضرتؐ سے) روایت کی اگر سلیمان انشاء اللہ کہہ لیتے تو ان کی قسم سچی ہو جاتی اور جو مطلب تھا وہ پورا ہو جاتا کبھی ابوہریرہؓ نے یوں کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سلیمان استثنا کرتے (یعنی انشاء اللہ کہتے) سفیان بن عیینہ نے (اسی سند سے) کہا یہ حدیث ہم سے ابوالزناد نے بھی اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے اسی طرح نقل کی۔

باب قسم کا کفارہ قسم توڑنے سے پہلے اور اس کے بعد دونوں طرح دے سکتا ہے[1]۔

ہم سے علی بن حجر نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن ابراہیمؒ نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے قاسم تمیمی سے انہوں نے زہدم جرمی سے انہوں نے کہا ہم ابوموسیٰ اشعری کے پاس تھے اور ہم لوگوں میں[2] اور جرم قبیلے کے لوگوں میں بھائی چارہ دوستی پنا تھا خیر ابوموسیٰ پاس کھانا لایا گیا جس میں مرغی کا گوشت تھا اس وقت لوگوں میں بنی تیم اللہ قبیلے کا سرخ رنگ کا ایک شخص بیٹھا تھا معلوم ہوتا تھا غلام ہے[3]

---

[1] ربیعہ اور اوزاعی اور مالک اور لیث اور احمد اور اہل حدیث اور اکثر علماء کا یہی قول ہے کہ کفارہ قسم توڑنے سے پہلے بھی دے سکتا ہے اور بعد بھی اور حدیثوں میں دونوں طرح یہیں مذکور ہیں لیکن امام ابوحنیفہ نے قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کرنا جائز نہیں سمجھا اور احادیث صریحہ صحیحہ کے خلاف یہ رائے قائم کی ۱۲ منہ [2] یعنی اشعریوں میں حالانکہ زہدم خود جرم قبیلے کے تھے مگر انہوں نے ابوموسیٰ کے لوگوں میں یعنی اشعریوں میں اپنے تئیں شمار کیا ۱۲ منہ [3] یعنی دوسرے ملک کا ہے اس کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ۔

قَالَ فَلَمْ يَدْنُ قَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى ادْنُ فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مِنْهُ قَالَ إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا قَذِرْتُهُ فَحَلَفْتُ أَنْ لَا أَطْعَمَهُ أَبَدًا فَقَالَ ادْنُ أُخْبِرْكَ عَنْ ذَلِكَ أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ أَسْتَحْمِلُهُ وَهُوَ يَقْسِمُ نَعَمًا مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ قَالَ أَيُّوبُ أَحْسِبُهُ قَالَ وَهُوَ غَضْبَانُ قَالَ وَاللَّهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَأُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَقِيلَ أَيْنَ هَؤُلَاءِ الْأَشْعَرِيُّونَ أَيْنَ هَؤُلَاءِ الْأَشْعَرِيُّونَ فَأَتَيْنَا فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرَى قَالَ فَانْدَفَعْنَا فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْنَا فَحَمَلَنَا نَسِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِينَهُ وَاللَّهِ لَئِنْ تَغَفَّلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِينَهُ لَا نُفْلِحُ أَبَدًا ارْجِعُوا بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْنُذَكِّرْهُ يَمِينَهُ فَرَجَعْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَيْنَاكَ نَسْتَحْمِلُكَ فَحَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا ثُمَّ حَمَلْتَنَا فَظَنَنَّا أَوْ فَعَرَفْنَا أَنَّكَ نَسِيتَ يَمِينَكَ قَالَ انْطَلِقُوا

وہ کھانے پر نہیں آیا ابو موسیٰ نے کہا ارے آ کیوں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں سے کھاتے دیکھا ہے وہ کہنے لگا میں نے مرغی کو نجاست کھاتے دیکھا مجھ کو گھن آئی تو میں نے قسم کھا لی اب مرغی نہیں کھانے کا ابو موسیٰ نے کہا بھلے آدمی آ میں تجھ کو قسم کا علاج بھی بتاتا ہوں ہوا یہ کہ ہم اشعری لوگ مل کر کئی آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سواریاں مانگنے گئے اس وقت آپ صدقے کے اونٹ تقسیم کر رہے تھے ایوب راوی نے کہا میں سمجھتا ہوں قاسم نے یہ بھی کہا اس وقت آپ غصے میں تھے فرمایا خدا کی قسم میں تم کو سواریاں نہیں دینے کا اور میرے پاس سواریاں ہیں بھی نہیں خیر ہم چلے گئے پھر ایسا ہوا لوٹ کے کچھ اونٹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے آپ نے پوچھا یہ اشعری لوگ (جو سواریاں مانگتے تھے) کدھر گئے (بلال نے ہم کو آواز دی) ہم پھر آئے آپ نے نہایت عمدہ سفید کوہان والے پانچ اونٹ ہم کو عنایت فرمائے[1] ہم ان اونٹوں کو لے کر چلے میں نے اپنے ساتھ والوں سے کہا بھیا ہم جب پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس سواریاں مانگنے گئے تھے تو آپ نے قسم کھا لی تھی ہم کو سواریاں نہیں دینے کے پھر آپ نے بلا بھیجا اور یہ سواریاں عنایت فرمائیں ہم سمجھتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قسم یاد نہیں رہی خدا کی قسم اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی قسم یاد نہ دلائیں اور غفلت دے کر یہ اونٹ لے جائیں تو کبھی ہماری بھلائی نہیں ہونے کی ایسا کرو سب مل کر پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس چلو اور آپ کو قسم یاد دلاؤ خیر ہم لوٹے اور ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلے ہم جب آپ کے پاس سواریاں مانگنے آئے تھے تو آپ نے ہم کو سواریاں نہ دینے کی قسم کھائی تھی پھر آپ نے یہ سواریاں عنایت فرمائیں ہم سمجھتے ہیں یا ہم کو گمان ہے شاید آپ اپنی

[1] اوپر ایک روایت میں تین اونٹوں کا ذکر ہے یہ اس کے خلاف نہیں ہے ممکن ہے کہ پہلے تین اونٹ دیئے ہوں پھر دو اور دیئے ہوں ۱۲ منہ۔

فَاِنَّمَا حَمَلَكُمُ اللّٰهُ اِنِّیْ وَاللّٰهِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا اَحْلِفُ عَلٰی یَمِیْنٍ فَاَرٰی غَیْرَهَا خَیْرًا مِّنْهَا اِلَّا اَتَیْتُ الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ وَّتَحَلَّلْتُهَا تَابَعَهٗ حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ بْنِ عَاصِمٍ الْكُلَیْبِیِّ۔

بھول گئے ہیں آپ نے فرمایا اجی جاؤ بھی (میں قسم نہیں بھولا) بات یہ ہے کہ یہ سواریاں اللہ نے تم کو دی ہیں (میں نے نہیں دیں) اور میں تو خدا کی قسم اللہ چاہے تو کسی بات پر قسم کھاؤں پھر اس کے خلاف کرنا بہتر سمجھوں تو جو کام بہتر ہو وہ کروں اور قسم کا اتار دوں[1] اسمٰعیل کے ساتھ اس حدیث کو حماد بن زیدؒ نے بھی ایوب سے انہوں نے ابو قلابہ اور قاسم بن عاصم کلیبی سے روایت کیا (اس کو خود امام بخاری نے باب فرض الخمس میں وصل کیا)

٤٣٤ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ التَّمِیْمِیِّ عَنْ زَهْدَمٍ بِهٰذَا

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے ابو قلابہ اور قاسم تمیمی سے انہوں نے زہدم سے پھر یہی حدیث نقل کی۔

٤٣٥ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ زَهْدَمٍ بِهٰذَا۔

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے قاسم سے انہوں نے زہدم سے یہی حدیث نقل کی۔

٤٣٦ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ بْنِ فَارِسٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْاَلِ الْاِمَارَةَ فَاِنَّكَ اِنْ اُعْطِیْتَهَا عَنْ غَیْرِ مَسْاَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَیْهَا وَاِنْ اُعْطِیْتَهَا عَنْ مَسْاَلَةٍ وُكِلْتَ عَلَیْهَا وَاِذَا حَلَفْتَ عَلٰی یَمِیْنٍ فَرَاَیْتَ غَیْرَهَا خَیْرًا مِّنْهَا فَاْتِ الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ وَّكَفِّرْ عَنْ یَمِیْنِكَ تَابَعَهٗ

ہم سے محمد بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے عثمان بن عمر بن فارس نے کہا ہم کو عبداللہ بن عون نے خبر دی انہوں نے امام حسن بصریؒ سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن سمرہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو دنیا کی حکومت (خدمت یا عہدہ) اپنی طرف سے مت مانگ اگر بن مانگے تجھ کو ملے گی تو اللہ تیری مدد کرے گا اور جو مانگنے پر ملے گی تو اللہ تجھ کو چھوڑ دے گا تو جانے تیرا کام اور جب تو کسی بات کی قسم کھائے پھر تو اس کے خلاف کرنا اچھا سمجھے تو جو اچھا سمجھے وہ کام کر اور اپنی قسم کا کفارہ دے دے۔ عثمان بن عمر کے ساتھ اس حدیث کو

[1] ان روایتوں میں جو امام بخاری نے اس باب میں بیان کیں پہلے قسم توڑنا پھر کفارہ مذکور ہے لیکن پہلے کفارہ دینے کی پھر قسم توڑنے کی روایتیں اوپر گذر چکی ہیں اگر حنفیہ کہیں کہ ان روایتوں میں واؤ کا لفظ ہے جو ترتیب کو مقتضی نہیں ہے تو ان کا جواب یہ ہے کہ ابو داؤد کی روایت میں صاف یوں وارد ہے فکفر عن یمینک ثم ات الذی ہو خیر اور حاکم نے حضرت عائشہ سے بھی ثم کے لفظ کے ساتھ ہی طرح نکالا اور طبرانی نے ام سلمہؓ سے نکالا اس میں بھی یوں ہے فلیکفر عن یمینہ ثم لیفعل الذی ہو خیر اب حنفیہ کا یہ کہنا کہ حنث یعنی قسم توڑنا ہی کفارے کا موجب ہے تو کفارہ اس پر مقدم کیونکر ہو سکتا ہے قیاس ہے نص کے مقابلہ میں اور ایسا قیاس خود اس کے نزدیک فاسد ہے اس کے علاوہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حنث کا ارادہ کرنا یعنی جب قسم کے خلاف کوئی کام کرنا بھلا معلوم ہو یہی کفارے کا موجب ہو سکتا ہے ١٢ منہ۔

اَشْهَلُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ وَّتَابَعَهُ يُونُسُ وَسِمَاكُ وَ ابْنُ عَطِيَّةَ وَسِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ وَّحُمَيْدٌ وَّقَتَادَةُ وَمَنْصُورٌ وَّهِشَامٌ وَّ الرَّبِيعُ ـ

اشہل بن حاتم نے بھی عبداللہ بن عون سے روایت کیا (اس کو ابو عوانہ اور حاکم نے وصل کیا) اور عبداللہ بن عون کے ساتھ اس حدیث کو یونس اور سماک بن عطیہ اور سماک بن حربؓ اور حمید اور قتادہ اور منصور اور ہشام اور ربیع نے بھی روایت کیا۔[1]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْفَرَائِضِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

کتاب فرائض (یعنی ترکہ کے حصوں) کے بیان میں۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ـ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ـ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ

اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نساء میں) فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے مقدمہ میں تم کو یہ حکم دیتا ہے کہ مرد بچے کو دوہرا حصّہ اور بیٹی کو اکہرا حصہ ملے گا اگر میت کا بیٹا نہ ہو تو (بیٹیاں ہوں (دو یا) دو سے زائد تو ان کو دو تہائی ترکہ ملے گا اگر میت کی ایک ہی بیٹی ہو تو اس کو آدھا ترکہ ملے گا اور میت کے ماں باپ ہر ایک کو ترکہ میں سے چھٹا چھٹا حصّہ ملے گا۔ اگر میت کی اولاد ہو (بیٹا یا بیٹی پوتا یا پوتی) اگر اولاد نہ ہو اور صرف ماں باپ ہی اس کے وارث ہوں تو ماں کو تہائی حصّہ (باقی سب باپ کو) ملے گا۔[2] اگر (ماں باپ کے سوا) میت کے کئی بھائی بہنیں ہوں تب ماں کو چھٹا حصّہ یہ سارے حصّے میت کی وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد کیے جائیں گے۔[3] تم کیا جانو باپ یا بیٹوں میں سے تم کو کس سے زیادہ فائدہ پہنچ سکتا ہے (اس لیے اپنی رائے کو دخل نہ دو) یہ حصّے اللہ کے مقرر کیے ہوئے ہیں (وہ اپنی مصلحت خوب جانتا ہے) کیونکہ اللہ بڑے علم اور حکمت والا ہے اور تمہاری جو روئیں جو مال اسباب

[1] یونس کی روایت کو خود امام بخاری نے باب من سال الامارۃ میں روایت کیا اور سماک بن عطیہ کی روایت کو امام مسلم نے اور سماک بن حرب کی روایت کو طبرانی اور عبداللہ بن احمد نے زیادات میں اور حمید کی روایت کو امام مسلم نے اور قتادہ اور منصور کی روایتوں کو بھی امام مسلم نے اور ہشام کی روایت کو ابو نعیم نے مستخرج میں وصل کیا اور ربیع کی روایت کو معلوم نہیں کس نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] باقی سب باپ کو ملے گا بھائی بہنوں کو کچھ نہیں ملنے کا باپ کے ہوتے ہوئے بھائی بہن ترکہ سے محروم ہیں لیکن ماں کا حصّہ کم کر دیتے ہیں یعنی ان کے وجود سے ماں کا تہائی حصّہ کم ہو کر چھٹا حصّہ رہ جاتا ہے ۱۲ منہ [3] مگر وصیت میت کے تہائی مال تک جہاں تک پوری ہو سکے پوری کریں گے باقی دو تہائی وارثوں کا حق ہے اور قرض کی ادائی سارے مال سے کم کی جائے گی اگر کل مال قرض میں چلا جائے تو وارثوں کو کچھ نہ ملے گا ۱۲ منہ۔

لَمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَّلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوْا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ.

چھوڑ جائیں اگر ان کی اولاد نہ ہو (نہ بیٹا نہ بیٹی) تب تو تم کو آدھا ترکہ ملے گا اگر اولاد ہو تو چوتھائی یہ بھی وصیت اور قرضہ ادا کرنے کے بعد اسی طرح تم جو مال اسباب چھوڑ جاؤ اور تمہاری اولاد (بیٹا بیٹی) کوئی نہ ہو تو تمہاری جوروؤں کو اس میں سے چوتھائی ملے گا اگر اولاد ہو تو آٹھواں حصہ یہ بھی وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد اور اگر کوئی مرد یا عورت مر جائے اور وہ کلالہ ہو (نہ اس کا باپ ہو نہ بیٹا) بلکہ (ماں) جائے[1] ایک بھائی یا بہن ہو (یعنی اخیافی) تو ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اگر اسی طرح کی (اخیافی) کئی بھائی بہنیں ہوں تو سب مل کر ایک تہائی پائیں گے یہ بھی وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد بشرطیکہ میت نے وارثوں کو نقصان پہنچانے کے لیے وصیت نہ کی ہو (یعنی ثلث مال سے زیادہ کی) یہ سارا فرمان ہے اللہ کا اور اللہ (ہر ایک کا حال) خوب جانتا ہے بڑے تحمل والا ہے[2]۔

۷۳۴ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَرِضْتُ فَعَادَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّهُمَا مَاشِيَانِ فَأَتَانِيْ فَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَبَّ عَلَيَّ وَضُوْءَهٗ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ أَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ كَيْفَ أَقْضِيْ فِيْ مَالِيْ فَلَمْ يُجِبْنِيْ بِشَيْءٍ حَتّٰى نَزَلَتْ آيَةُ الْمَوَارِيْثِ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے محمد بن منکدر سے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے سنا وہ کہتے تھے میں بیمار ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ پاؤں سے چلتے ہوئے مجھ کو پوچھنے آئے جب آپ میرے پاس پہنچے اس وقت میں بے ہوش تھا آپ نے اپنے وضو کا پانی مجھ پر ڈالا تو مجھ کو ہوش آگیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں اپنے مال کا کیا فیصلہ کروں آپ نے کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ ترکے کی آیت (یوصیکم اللہ فی اولادکم) اتری

بَابُ ۲۰۸ تَعْلِيْمِ الْفَرَائِضِ

وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ تَعَلَّمُوْا قَبْلَ الظَّانِّيْنَ يَعْنِي الَّذِيْنَ يَتَكَلَّمُوْنَ بِالظَّنِّ.

باب فرائض کا علم سکھانا اور عقبہ بن عامرؓ نے کہا (دین کا) علم سیکھو اس سے پہلے کہ اٹکل کرنے والے پیدا ہوں یعنی جو رائے اور قیاس سے فتویٰ دیں (حدیث قرآن سے جاہل ہوں[3])۔

[1] یہاں بھائی بہن سے ماں جائے یعنی اخیافی بھائی بہن مراد ہیں یہ لوگ ذوی الفروض میں ہیں لیکن حقیقی یا علاتی بھائی بہنوں کا حکم جدا ہے اور تعجب ہے اس شخص سے جس نے اپنے ترجمہ قرآن میں بھائی بہن کی کوئی صراحت نہیں کی اور عوام کو مغالطہ میں ڈالا ۱۲ منہ [2] مرد عورت سب کو برابر یہ نہ ہوگا کہ مرد کو حصہ ملے اور عورت کو اکہرا ۱۲ منہ [3] جلدی عذاب نہیں کرتا ۱۲ منہ [4] حافظ نے کہا یہ اثر مجھ کو موصولاً نہیں ملا ۱۲ منہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۴۳۸ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے کہا ہم سے عبداللہ بن طاؤس نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم گمان سے بچے رہو (یعنی جس کی دلیل نہ ہو) کیونکہ گمان نہایت جھوٹی بات ہے اور ٹوہ نہ لگاؤ جاسوسی نہ کرو آپس میں بیر نہ رکھو ایک دوسرے کو پیٹھ نہ دکھاؤ (ترک ملاقات کرکے) بلکہ بھائی بھائی اللہ کے بندے بن کر رہو[۱]۔

بَابُ ۲۰۹ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا ہم پیغمبر لوگوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو مال ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔

۴۳۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيرَاثَهُمَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمَا حِينَئِذٍ يَطْلُبَانِ أَرْضَيْهِمَا مِنْ فَدَكٍ وَسَهْمَهُمَا مِنْ خَيْبَرَ فَقَالَ لَهُمَا أَبُو بَكْرٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللّٰهِ لَا أَدَعُ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ فِيهِ إِلَّا صَنَعْتُهُ قَالَ فَهَجَرَتْهُ فَاطِمَةُ فَلَمْ

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن یوسف یمانی نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہؓ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا حضرت فاطمہؓ اور حضرت عباسؓ دونوں (آنحضرتؐ کی وفات کے بعد) ابو بکر صدیقؓ پاس آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ مانگتے تھے یعنی جو زمین آپ کو فدک میں تھی اور خیبر میں جو حصّہ تھا ابو بکرؓ نے یہ جواب دیا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو مال ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے البتہ یہ ہے کہ حضرت محمدؐ کی آل اس مال میں سے کھاتے پیتے رہیں گے[۲]۔ ابو بکرؓ نے یہ بھی کہا میں تو خدا کی قسم جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے ویسا ہی کیا کروں گا آپ کا کوئی کام چھوڑنے والا نہیں (ایسا نہ ہو میں گمراہ ہو جاؤں) یہ سن کر حضرت فاطمہؓ نے ابو بکر صدیق سے

(بقیہ صفحہ سابقہ) ۵ عقبہ کے قول میں گو فرائض کے علم کی تخصیص نہیں مگر وہ علم فرائض کو بھی شامل ہے امام احمد اور ترمذی نے ابن مسعودؓ سے مرفوعاً نکالا فرائض کا علم سیکھو اور سکھاؤ کیونکہ میں دنیا سے جانے والا ہوں اور وہ زمانہ قریب ہے جب یہ علم دنیا سے اٹھ جائے گا دو آدمی ترکے میں جھگڑا کریں گے کوئی فیصلہ کرنے والا ان کو نہ ملے گا دوسری حدیث میں جس کو ترمذی نے نکالا یوں ہے کہ علم فرائض سیکھو آدھا حصّہ علم کا یہ علم ہے اور سب سے پہلے میری امت سے یہ علم اٹھا لیا جائے گا مترجم کہتا ہے آنحضرت کا فرمانا بالکل صحیح ہوا ہمارے زمانہ میں لوگ صدرا اور شمس بازغہ تک پڑھ جاتے ہیں اور رات دن موشگافیوں اور یاوہ گوئیوں میں مصروف رہتے ہیں مگر ایک ذرا سا مسئلہ فرائض کا پوچھو تو ہکا بکا رہ جاتے ہیں علم فرائض کو اچھی طرح جاننے والے بہت کم ہو گئے جانتے ہیں ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) ۱ اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے اس طرح ہے کہ جب آدمی کو قرآن اور حدیث کا علم نہ ہوگا تو اپنے گمان سے فیصلہ کرے گا حکم دیگا اس میں علم فرائض

تُكَلِّمْهُ حَتّٰى مَاتَتْ

۴۴۰ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ۔

۴۴۱ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِي مِنْ حَدِيثِهِ ذٰلِكَ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ انْطَلَقْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلٰى عُمَرَ فَأَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَأُ فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمْ ثُمَّ قَالَ هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ عَبَّاسٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا قَالَ

ملنا چھوڑ دیا وفات تک ان سے بات نہیں کی۔[۱]

ہم سے اسمٰعیل بن ابان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی انہوں نے یونس سے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہؓ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم پیغمبر لوگوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔

ہم سے یحییٰ بن بکیرؒ نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعدؒ نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہابؒ سے انہوں نے کہا مجھ کو مالک بن اوس بن حدثان نے خبر دی ابن شہابؒ نے کہا محمد بن جبیر ابن مطعم نے مجھ سے مالک بن اوس کی کچھ حدیث پہلے بیان کی تھی پھر میں خود مالک بن اوس پاس گیا اور ان سے یہ حدیث پوچھی انہوں نے بیان کیا میں گیا اور حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا اتنے میں ان کا دربان (عرض بیگی) یرفا نامی آیا اور کہنے لگا حضرت عثمان اور عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں حضرت عمرؓ نے کہا اچھا ان کو آنے دے یرفا نے ان کو اجازت دی پھر یرفا کہنے لگا حضرت علیؓ اور عباسؓ آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں انہوں نے کہا اچھا آنے دے (وہ آئے) حضرت عباسؓ کہنے لگے امیر المومنین میرا اور ان کا (یعنی علیؓ کا) فیصلہ کر دیجئے۔[۲]

(بقیہ صفحہ سابقہ) ۲؎ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں کھاتے پیتے تھے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) ۱؎ یہاں شیعہ یہ شبہ کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ زہراؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جگر تھیں ان کو غصہ دلانا یا ناراض کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرنا تھا ابوبکر صدیقؓ نے اس کو کیوں کر گوارا کیا ان کا جواب یہ ہے کہ ابوبکرؓ نے ان کو ناراض نہیں کیا بلکہ حدیث شریف سنا دی جس کو خود ابوبکرؓ نے اپنے کانوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا اور ابوبکر صدیقؓ اس حدیث کا خلاف نہیں کر سکتے تھے اب حضرت فاطمہؓ کی ناراضگی بمقتضائے صاحبزادگی تھی اس کا کوئی علاج نہ تھا علاوہ اس کے دوسری روایت میں ہے کہ ابوبکر صدیقؓ حضرت فاطمہؓ کے پاس گئے اور ان کو سمجھایا پھر وہ راضی ہو گئیں گو اس روایت میں یہ ہے کہ مرنے تک ان سے بات نہیں کی بات یہ ہے کہ ابوبکر صدیقؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین اور خلیفہ تھے انہوں نے چاہا سب وہی انتظام قائم رہے جیسا آنحضرت کے وقت میں تھا اس میں سر مو فرق نہ ہونے پائے ان کی نیت بخیر تھی خدانخواستہ ابوبکرؓ نے اس جائیداد کو غصب نہیں کیا بلکہ انہی کاموں میں خرچ کرتے رہے جن میں آنحضرت خرچ کرتے تھے یعنی آپ کی اولاد اور بی بیوں کا سب خرچہ اسی میں سے کرتے رہے ابوبکر صدیقؓ نے اپنا ذاتی سارا مال آنحضرتؐ پر تصدق کر دیا تو آنحضرت کا مال بھلا کیونکر لے سکتے تھے ۱۲ منہ ۲؎ ہوا یہ تھا کہ حضرت عمرؓ نے یہ سب جائیداد جو حضرت ابوبکرؓ نے اپنی خلافت میں حضرت فاطمہؓ اور حضرت عباسؓ کو نہیں دی تھی (باقی صفحہ آئندہ)

اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ بِاِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهٗ فَقَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَاَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ قَالَا قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَ عُمَرُ فَاِنِّيْ اُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْاَمْرِ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ كَانَ خَصَّ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهٖ اَحَدًا غَيْرَهٗ فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ اِلٰى قَوْلِهٖ قَدِيْرٌ فَكَانَتْ خَالِصَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اخْتَارَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَاْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ لَقَدْ اَعْطَاكُمُوْهُ وَبَثَّهَا حَتّٰى بَقِيَ مِنْهَا هٰذَا الْمَالُ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهٖ مِنْ هٰذَا الْمَالِ نَفَقَةَ سَنَتِهٖ ثُمَّ يَاْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهٗ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ فَعَمِلَ بِذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَاتَهٗ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ قَالُوْا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ اَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ فَتَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهٗ

حضرت عمرؓ نے کہا میں تم کو اس پروردگار کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے زمین اور آسمان قائم ہیں کیا تم کو یہ معلوم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم پیغمبر لوگوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تئیں مراد لیا اس وقت حضرت عثمان اور ان کے ساتھی کہنے لگے بے شک آنحضرت نے تو ایسا فرمایا ہے پھر حضرت عمرؓ حضرت علی اور حضرت عباس کی طرف مخاطب ہوئے اور کہنے لگے کیا تم دونوں جانتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے انہوں نے کہا ہاں آنحضرتؐ نے ایسا فرمایا ہے حضرت عمرؓ نے کہا میں اب تم سے حقیقت حال بیان کرتا ہوں ہوا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے لوٹ کا وہ مال جو بن جنگ ہاتھ آئے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص کیا اس میں کسی اور کا حصہ نہیں رکھا جیسے سورۂ حشر میں فرمایا ما افاء اللہ علی رسولہ قدیر تک تو یہ بنی نضیر اور خیبر اور فدک وغیرہ خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مال تھے مگر خدا کی قسم آپ نے ان کو اپنی ذات کے لیے نہیں رکھ چھوڑا نہ تم کو چھوڑ کر خاص اپنے مزے میں خرچ کیا بلکہ تم ہی لوگوں کو دیا تم ہی میں تقسیم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تھے اپنے گھر والوں کا ایک سال کا خرچہ اس مال میں سے نکال لیتے اور جو باقی بچتا اس کو ان کاموں میں صرف کرتے جن میں بیت المال (قومی خزانہ) کا روپیہ خرچ ہوتا ہے (یعنی مصالح اور منافع عامہ میں) آپ اپنی زندگی بھر ایسا ہی کرتے رہے کیوں تم کو اللہ کی قسم کیا تم کو یہ معلوم نہیں ہے حضرت عثمان اور ان کے ساتھ والوں نے کہا بے شک معلوم ہے پھر حضرت علیؓ اور عباسؓ کی طرف مخاطب ہوئے ان سے کہا تم کو خدا کی قسم کہو تم کو یہ معلوم ہے یا نہیں دونوں نے کہا بے شک معلوم ہے پھر حضرت عمرؓ کہنے لگے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کے حوالے کر دی تھی اس شرط پر کہ وہ اس جائیداد کو انہی کاموں میں خرچ کرتے رہیں گے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خرچ کیا کرتے تھے یعنی یہ سپردگی محض انتظام کے طور پر تھی نہ بطور تملیک اور تقسیم کے ۱۲ منہ۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا فَعَمِلَ بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَوَفَّى اللهُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ أَنَا وَلِيُّ وَلِيِّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ أَعْمَلُ فِيهَا مَا عَمِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جِئْتُمَانِي وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَأَمْرُكُمَا جَمِيعٌ جِئْتَنِي تَسْأَلُنِي نَصِيبَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ وَأَتَانِي هَذَا يَسْأَلُنِي نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا فَقُلْتُ إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذَلِكَ فَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ فَوَاللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيهَا قَضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ فَأَنَا أَكْفِيكُمَاهَا

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو اٹھا لیا تو ابوبکرؓ (خلیفہ ہوئے) انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ولی (کام چلانے والا) ہوں انہوں نے ان کی جائیدادوں کو اپنے قبضہ میں رکھا اور جن جن کاموں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خرچتے تھے انہیں کاموں میں خرچتے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکرؓ کو بھی اٹھا لیا میں نے یہ کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ولی کا ولی ہوں اور دو برس تک میں نے یہ سب جائیدادیں اپنے قبضے میں رکھیں اور جن جن کاموں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ ان کو خرچتے تھے انہی میں خرچ کرتا رہا پھر علیؓ اور عباسؓ تم (دونوں میرے پاس آئے اس وقت تم دونوں کی زبان ایک تھی دل ایک تھا (یعنی آپس میں ملاپ تھا) عباسؓ تم نے تو یہ کہا میرے بھتیجے کے مال میں سے مجھ کو حصہ دلاؤ اور علیؓ تم نے یہ کہا کہ میری بی بی کا حصہ ان کے والد کے مال میں سے دلاؤ میں نے کہا (پیغمبر کا مال بٹ نہیں سکتا) البتہ میں اسی شرط پر یہ سب جائیداد (انتظاماً) تمہارے حوالے کر سکتا ہوں[1] اب تم یہ چاہتے ہو کہ میں اس جائیداد کی نسبت کوئی دوسرا فیصلہ کردوں تو یہ (ممکن نہیں) قسم اس پروردگار کی جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں میں قیامت تک کوئی دوسرا فیصلہ کرنے والا نہیں۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے اگر تم لوگوں سے اس جائیداد کی نگرانی نہیں ہو سکتی تو پھر میرے حوالے کر دو میں (جہاں ہزاروں کام کرتا ہوں) اس کا بھی بندوبست کر لوں گا۔[2]

---

[1] یعنی اس شرط پر کہ تم اس کو انہی کاموں میں خرچ کرتے رہو گے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خرچ کیا کرتے تھے تم نے قبول کیا میں نے یہ جائیداد تم لوگوں کے قبضے میں دے دی ۱۲ منہ [2] تو حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت میں جو یہ جائیداد حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کے حوالے کر دی تھی وہ اس طور پر نہ تھی کہ ترکے کی طرح ان کو تقسیم کر دی تھی کیونکہ پیغمبر کا مال ترکے کے طور پر تقسیم نہیں ہو سکتا اور حضرت عمرؓ حضرت صدیقؓ کے فیصلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے خلاف کوئی حکم نہیں دے سکتے تھے بلکہ حضرت عمرؓ کے وقت میں فتوحات بہت زیادہ ہو گئی تھیں اور ایک وسیع حصہ ملک کا انتظام ان کے سپرد تھا انہوں نے اس کو غنیمت سمجھا کہ اس جائیداد کا انتظام حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کر لیں اور ان کو کچھ سبکدوشی حاصل ہو اس وقت وہ دونوں ملے جلے تھے ان میں کوئی نزاع نہ تھا جب دونوں میں نزاع پیدا ہوا تو حضرت عمرؓ نے یہ تقریر کی رضی اللہ عنہ وارضاہ ۱۲ منہ۔

۴۴۲ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمُؤْنَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے وارث لوگ اگر میں ایک اشرفی بھی چھوڑ جاؤں اس کو تقسیم نہیں کر سکتے بلکہ جو جائیداد میں چھوڑ جاؤں اس میں سے میری بی بیوں اور عملہ کا خرچ نکال کر جو بچے وہ سب اللہ کی راہ میں خیرات کیا جاوے۔

۴۴۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَدْنَ أَنْ يَبْعَثْنَ عُثْمَانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ يَسْأَلْنَهُ مِيرَاثَهُنَّ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَلَيْسَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبیؒ نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ابن شہابؒ سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو آپ کی بی بیوں نے یہ قصد کیا کہ حضرت عثمانؓ کو اپنی طرف سے ابوبکر صدیقؓ کے پاس بھیجیں اور اپنے ترکے کا مطالبہ کریں۔ اس وقت میں نے کہا تم کو یہ معلوم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہم پیغمبر لوگوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے[1]۔

[1] حضرت فاطمہ زہرا ؓ نے یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی تھی اور ان کو قرآن کی آیتیں دیکھ کر یہ گمان ہوا تھا کہ پیغمبروں کا بھی ترکہ دوسرے لوگوں کی طرح ان کے وارثوں کو ملنا چاہیئے جیسے حق تعالیٰ نے فرمایا وورث سلیمان داود اور حضرت زکریا نے فرمایا فهب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب اس لیے وہ ابوبکر صدیقؓ سے خفا ہوگئیں اور ان کی خفگی بجا تھی اگرچہ حدیث سے قرآن کی ان آیتوں کی صحیح تفسیر معلوم ہوتی ہے یعنی ان آیتوں میں نبوت اور علم کی وراثت مراد ہے نہ دنیاوی مال اسباب کی مگر یہ توجیہ حضرت زکریاؑ کے کلام میں خوب چسپاں نہیں ہوتی کیونکہ اس میں یوں ہے وانی خفت الموالی من ورائی یعنی مجھ کو اندیشہ ہے کہیں میرے غلام لونڈی وغیرہ میرے بعد میرا مال جائیداد وغیرہ تباہ نہ کر ڈالیں حافظ نے کہا اگر یہ مان بھی لیں کہ حضرت زکریاؑ کے کلام میں وراثت سے مال اسباب کی وراثت مراد ہے جب بھی حدیث واجب العمل رہتی ہے کیونکہ ممکن ہے کہ یہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہو مگر اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اسی حدیث کے دوسرے طریق میں یوں ہے نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عموماً سب انبیاء میں یہی حکم اور یہی قاعدہ ہے اب یہ جو فرمایا یوصیکم اللہ تو کم میں خطاب امت کی طرف ہے اس میں پیغمبر صاحب اس حدیث کی رو سے داخل نہیں ہو سکتے غرض کچھ بھی کہیئے میرے نزدیک یہ واقعہ قابل افسوس ہوا حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی مجبور تھے حکم نبوی کے خلاف نہیں کر سکتے تھے اور حضرت فاطمہؓ کا فرمانا بھی بجا تھا وہ قرآن کی ظاہری آیتوں سے استدلال کرتی تھیں جو استدلال بالکل صحیح ہے ذرا سا دل میں یہ امر کھٹکتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ اس وقت بیحد رنج وغم میں گرفتار تھیں بھائی بہنیں سب گذر گئی تھیں پدر بزرگوار کا بھی سایہ اٹھنے کا تازہ زخم تھا ایسے وقت میں حضرت صدیقؓ کو حضرت سیدہ کی دلجوئی تشفی اور تسلی کرنا تھی کہ اس مال کی کیا حقیقت ہے سارا مال جو ہم سب لوگوں کے پاس ہے آپ ہی کا ہے آپ جس طرح چاہیں اس کو اٹھائیں اور جس کو چاہیں دیں ہم سب آپ کے خادم اور تابعدار ہیں دوسری روایت میں یوں ہے کہ حضرت صدیقؓ نے ایسا کیا تھا اور حضرت فاطمہؓ کو راضی کر لیا تھا رضی اللہ عنہم اجمعین ۱۲ منہ۔

باب ۲۱۰ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِاَھْلِہٖ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا جو شخص مال اسباب چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کو ملے گا۔

۶۴۴ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ اَخْبَرَنَا یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ فَمَنْ مَّاتَ وَعَلَیْہِ دَیْنٌ وَّلَمْ یَتْرُکْ وَفَآءً فَعَلَیْنَا قَضَاؤُہٗ وَمَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِوَرَثَتِہٖ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس بن یزید ایلی نے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ سے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا میں مسلمانوں پر خود ان کی جان سے زیادہ حق رکھتا ہوں (ان پر خود ان سے زیادہ مہربان ہوں) اگر کوئی مسلمان مر جائے اور قرض داری چھوڑ جائے ادائی کے لیے جائیداد نہ ہو تو ہم اس کا قرضہ (بیت المال سے) ادا کریں گے۔ اور جو مسلمان مال دولت چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کا حق ہوگا[1]۔

باب ۲۱۱ مِیْرَاثِ الْوَلَدِ مِنْ اَبِیْہِ وَاُمِّہٖ

باب اولاد کو ماں باپ کے مال میں سے کیا ملے گا۔

وَقَالَ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ اِذَا تَرَکَ رَجُلٌ اَوِ امْرَاَۃٌ بِنْتًا فَلَھَا النِّصْفُ وَاِنْ کَانَتَا اثْنَتَیْنِ اَوْ اَکْثَرَ فَلَھُنَّ الثُّلُثَانِ وَاِنْ کَانَ مَعَھُنَّ ذَکَرٌ بُدِئَ بِمَنْ شَرِکَھُمْ فَیُؤْتٰی فَرِیْضَتَہٗ فَمَا بَقِیَ فَلِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ۔

زید بن ثابتؓ نے کہا (جو فرائض کے بڑے عالم تھے) اگر کوئی مرد یا عورت ایک ہی بیٹی چھوڑ جائے تو وہ آدھا مال لے گی اگر دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں ہوں تو دو تہائی پائیں گی اگر ان بیٹیوں کے ساتھ کوئی بیٹا ہو[2] تب تو بیٹیوں کا کوئی مقرری حصہ نہ ہوگا بلکہ دوسرے ذوی الفروض حصہ والوں کو (مثلاً باپ یا ماں کو) دے کر جو مال بچے گا اس میں سے مرد کو دوہرا اور عورت کو اکہرا حصہ ملے گا[3]۔

۶۴۵ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ حَدَّثَنَا وُھَیْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاؤسٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْحِقُوا الْفَرَآئِضَ بِاَھْلِھَا فَمَا بَقِیَ فَھُوَ لِاَوْلٰی رَجُلٍ ذَکَرٍ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیبؓ نے کہا ہم سے عبداللہ بن طاؤسؒ نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ذوی الفروض یعنی حصہ والوں کو ان کا مقرری حصہ دے دو جو مال (ان کا حصہ دے کر) بچ رہے وہ قریب کے مرد رشتہ دار (یعنی عصبہ) کا ہے۔

باب ۲۱۲ مِیْرَاثِ الْبَنَاتِ

باب بیٹیوں کے ترکے کا بیان۔

---

[1] ہم کو کوئی غرض نہیں ۱۲ منہ [2] ان کا حقیقی یا علاتی بھائی ہے ۱۲ منہ [3] اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ۔

۴۴۶ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَرِضْتُ بِمَكَّةَ مَرَضًا فَأَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَأَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا وَلَيْسَ يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَتِي أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي قَالَ لَا قَالَ قُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ الثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ كَبِيرٌ إِنَّكَ إِنْ تَرَكْتَ وَلَدَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَتْرُكَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا إِلَى فِي امْرَأَتِكَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَأُخَلَّفُ عَنْ هِجْرَتِي فَقَالَ لَنْ تُخَلَّفَ بَعْدِي فَتَعْمَلَ عَمَلًا تُرِيدُ بِهِ وَجْهَ اللهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ رِفْعَةً وَدَرَجَةً لَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ بَعْدِي حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ لَكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ قَالَ سُفْيَانُ وَسَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے زہریؒ نے کہا مجھ کو عامر بن سعد بن ابی وقاص نے خبر دی انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے کہا میں مکہ میں (حجۃ الوداع میں) ایسا بیمار ہوا مرنے کے قریب ہوگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پوچھنے کو تشریف لائے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بہت مالدار ہوں ایک بیٹی (ام حکم کبریٰ) کے سوا اور کوئی میرا وارث نہیں کیا میں اپنا دو تہائی مال خیرات کردوں آپ نے فرمایا نہیں میں نے کہا اچھا آدھا مال آپ نے فرمایا نہیں میں نے کہا اچھا تہائی مال آپ نے فرمایا بس تہائی مال بہت ہے بات یہ ہے کہ اگر تو اپنی اولاد کو مالدار چھوڑ جائے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ تو ان کو محتاج چھوڑ جائے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور تجھ کو ہر ایک خرچ پر ثواب ملے گا (جو اللہ کی رضامندی کے لیے کرے) یہاں تک کہ اس لقمہ پر بھی جو اپنی جورو کے منہ تک اٹھاتے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میری ہجرت بگڑ جائے گی میں پیچھے رہ جاؤں گا[1] آپ نے فرمایا اگر تو (بالفرض) میرے بعد بھی (مکہ میں) رہ گیا (تو کیا ہوگا) جو عمل تو اللہ کی رضامندی کے لیے کریگا اس پر (تجھ کو ثواب ملے گا) تیرا درجہ بلند ہوگا تیری شان بڑھے گی اور شاید تو میرے بعد تک زندہ رہے (تیری عمر دراز ہو) تجھ سے کچھ لوگ فائدہ اٹھائیں کچھ نقصان پائیں (تو تو اچھا رہا) مگر سعد بن خولہ بیچارہ تباہ ہوگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن خولہ پر افسوس کیا کیونکہ وہ مکہ ہی میں مرگئے تھے (حالانکہ وہاں سے ہجرت کرچکے تھے)[2] سفیان بن عیینہؒ نے کہا سعد بن خولہ ایک شخص تھے بنی عامر بن لوی کے قبیلے سے[3]۔

[1] یعنی مکہ میں مروں گا جہاں سے ہجرت کرچکا ہوں ۱۲ منہ [2] اور جس ملک سے آدمی ہجرت کر جائے پھر وہاں مرنا اچھا نہیں یہ اس زمانہ میں تھا جب ہجرت فرض تھی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں ۱۲ منہ [3] یہ بدری صحابی تھے حجۃ الوداع میں مکہ میں آن کر مرگئے یہ حدیث اوپر کئی بار گذر چکی ہے ۱۲ منہ۔

۴۴۷ حَدَّثَنِی مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ شَيْبَانُ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ أَتَانَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِالْيَمَنِ مُعَلِّمًا وَأَمِيرًا فَسَأَلْنَاهُ عَنْ رَجُلٍ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ ابْنَتَهُ وَأُخْتَهُ فَأَعْطَى الِابْنَةَ النِّصْفَ وَالْأُخْتَ النِّصْفَ۔

مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے ابوالنضر نے کہا ہم سے ابومعاویہؒ شیبان نے انہوں نے اشعث بن ابی الشعثاء سے انہوں نے اسود بن یزیدؓ سے انہوں نے کہا معاذ بن جبلؓ یمن میں ہمارے پاس آئے لوگوں کو تعلیم دینے کے لیے یا حاکم بن کر ہم نے ان سے یہ مسئلہ پوچھا اگر ایک شخص مر گیا اور ایک بیٹی ایک بہن چھوڑ گیا تو کیا حکم ہوگا۔ انھوں نے بیٹی کو آدھا مال دلایا آدھا بہن کو۔[1]

بَابٌ ۲۱۳ مِيرَاثُ ابْنِ الِابْنِ إِذَا لَمْ يَكُنِ ابْنٌ

وَقَالَ زَيْدٌ وَلَدُ الْأَبْنَاءِ بِمَنْزِلَةِ الْوَلَدِ إِذَا لَمْ يَكُنْ دُونَهُمْ وَلَدٌ ذَكَرُهُمْ كَذَكَرِهِمْ وَأُنْثَاهُمْ كَأُنْثَاهُمْ يَرِثُونَ كَمَا يَرِثُونَ وَيَحْجُبُونَ كَمَا يَحْجُبُونَ وَلَا يَرِثُ وَلَدُ الِابْنِ مَعَ الِابْنِ۔

باب پوتے کی میراث کا بیان جب میت کا بیٹا نہ ہو

زید بن ثابت نے کہا[2] بیٹوں کی اولاد مثل اپنی اولاد کے ہے جب میت کا کوئی (صلبی) بیٹا نہ ہو۔ بیٹوں کے بیٹے اپنے بیٹوں کی طرح اور بیٹوں کی بیٹیاں اپنی بیٹیوں کی طرح ہیں بیٹوں کی اولاد بیٹوں کی طرح وارث ہوتی ہے اور دوسرے وارثوں کو بیٹوں کی طرح محروم کرتی ہے البتہ اگر بیٹا موجود ہو تو بیٹے کی اولاد کو کچھ نہ ملے گا۔

۴۴۸ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے وہیبؒ نے کہا ہم سے عبداللہ بن طاؤس نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابن عباسؓ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے ذوی الفروض کے حصے دے دو پھر جو بچ رہے وہ اس کو ملے گا جو مرد میت کا بہت نزدیک رشتہ دار ہو۔[3]

بَابٌ ۲۱۴ مِيرَاثُ ابْنَةِ ابْنٍ مَعَ ابْنَةٍ

باب اگر بیٹی کے ساتھ پوتی بھی ہو۔

۴۴۹ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو قَيْسٍ سَمِعْتُ هُزَيْلَ بْنَ شُرَحْبِيلَ قَالَ سُئِلَ أَبُو مُوسَى عَنِ ابْنَةٍ وَابْنَةِ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہؒ نے کہا ہم سے ابوقیس (عبدالرحمٰن بن ثروان) نے کہا میں نے ہزیل بن شرحبیل سے سنا وہ کہتے تھے ابوموسیٰ اشعریؓ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا اگر کوئی شخص مر جائے

---

[1] کیونکہ بیٹی کے ساتھ بہن عصبہ ہو جاتی ہے اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے ۱۲ منہ [2] اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] مثلاً بیٹا ہو تو پوتے کو کچھ نہ ملے گا پوتا ہو تو پڑپوتے کو کچھ نہ ملے گا اگر کوئی میت خاوند اور باپ اور بیٹی اور پوتا پوتی چھوڑ جائے تو خاوند کو چوتھائی باپ کو چھٹا حصہ بیٹی کو آدھا حصہ دے کر مابقی پوتا پوتی میں تقسیم ہوگا للذکر مثل حظ الانثیین جمہور علماء کا یہی قول ہے لیکن بعضوں نے کہا کہ مابقی سب پوتے کا ہے اسی حدیث کی رو سے ہم کہتے ہیں اس حدیث میں میت کا بہت نزدیک رشتہ دار مذکور ہے اور پوتا پوتی سے زیادہ نزدیک کوئی نہیں ہے بلکہ دونوں برابر ہیں تو وہ اس آیت میں داخل ہیں۔ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین ۱۲ منہ۔

ابْنٍ وَّاُخْتٍ فَقَالَ لِلْاِبْنَةِ النِّصْفُ وَلِلْاُخْتِ النِّصْفُ وَاْتِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَسَيُتَابِعُنِيْ فَسُئِلَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَّاُخْبِرَ بِقَوْلِ اَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَ لَقَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ اَقْضِيْ فِيْهَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْاِبْنَةِ النِّصْفُ وَلِاِبْنَةِ ابْنٍ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ وَمَا بَقِيَ فَلِلْاُخْتِ فَاَتَيْنَا اَبَا مُوْسٰى فَاَخْبَرْنَاهُ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ لَا تَسْاَلُوْنِيْ مَا دَامَ هٰذَا الْحَبْرُ فِيْكُمْ۔

اور ایک بیٹی ایک پوتی ایک بہن چھوڑ جائے انہوں نے کہا بیٹی کو آدھا ملے گا آدھا بہن کو (پوتی محروم ہو گی) لیکن تو ایسا کر عبداللہ بن مسعودؓ پاس جا ان سے بھی پوچھ شاید وہ بھی ایسا ہی کہیں گے وہ شخص گیا عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا اور ابو موسیٰ نے جو فتویٰ دیا تھا وہ بھی ان سے بیان کیا انہوں نے کہا میں اگر ایسا فتویٰ دوں تو گمراہ ہو چکا اور ٹھیک رستے سے بھٹک گیا میں تو اس مسئلہ میں وہی حکم دوں گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا یعنی بیٹی کو آدھا اور پوتی کو چھٹا حصہ تاکہ دو تہائیاں پوری ہو جائیں ما بقی بہن کا پوچھنے والا کہتا ہے پھر ہم عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس سے لوٹ کر ابو موسیٰؓ کے پاس آئے ان سے بیان کیا انہوں نے کہا جب تک یہ عالم (یعنی عبداللہ بن مسعودؓ) تم میں موجود ہیں مجھ سے کوئی مسئلہ نہ پوچھو[1]

بَابُ ۲۱۵ مِيْرَاثِ الْجَدِّ مَعَ الْاَبِ وَالْاِخْوَةِ

وَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّابْنُ عَبَّاسٍ وَّابْنُ الزُّبَيْرِ الْجَدُّ اَبٌ وَقَرَاَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَا بَنِيْ اٰدَمَ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَائِيْ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَلَمْ يُذْكَرْ اَنَّ اَحَدًا

باب باپ یا بھائیوں کے ہوتے ہوئے دادا کی میراث[2] کا بیان

اور ابو بکرؓ اور ابن عباسؓ اور ابن زبیرؓ نے کہا دادا باپ کی طرح ہے۔ (یعنی جب باپ نہ ہو[3]) اور ابن عباسؓ نے یہ آیت (سورۂ اعراف کی) پڑھی یا بنی آدم[4]۔ اور (سورۂ یوسف کی) یہ آیت واتبعت ملة آبائی ابراہیم واسحاق ویعقوب[5] اور ابو بکر صدیقؓ نے جب دادا کو باپ

[1] سلمان فارسی بھی اس معاملہ میں یہی حکم دیتے تھے جو ابو موسیٰ نے دیا تھا کہتے ہیں کہ ابو موسیٰ نے اس کے بعد اپنے قول سے رجوع کیا یہاں سے مقلدین کو سبق لینا چاہیے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے جب حدیث بیان کی تو ابو موسیٰ نے اپنے قیاس اور رائے کو چھوڑ دیا بلکہ ایسی عاجزی ظاہر کی کہ عبداللہ بن مسعودؓ کے سامنے اپنے تئیں ناقابل فتویٰ قرار دیا سبحان اللہ صحابہؓ کی ایمانداری اور انصاف پروری برخلاف اس کے آج کل کے زمانہ میں مولویوں کی بات کی پچ ایسی آپڑتی ہے کہ جو کچھ کہیں اس کے خلاف لاکھ دلیلیں سنیں مگر کسی طرح نہیں مانتے اپنی ہی ٹن پر قائم رہتے ہیں ۱۲ منہ [2] اس پر تو اتفاق ہے کہ باپ کے ہوتے ہوئے دادا کو کچھ نہ ملے گا ۱۲ منہ [3] ابو بکر صدیقؓ کے قول کو دارمی نے اور ابن عباسؓ کے قول کو محمد بن نصر مروزی نے کتاب الفرائض میں وصل کیا ہے اور ابن زبیرؓ کا قول اسی کتاب میں باب المناقب میں موصولاً گذر چکا ہے اکثر علماء کے نزدیک دادا سب باتوں میں باپ کی طرح ہے جب میت کا باپ موجود نہ ہو مگر چند باتوں میں فرق ہے ایک یہ کہ باپ سے حقیقی اور علاتی بھائی محروم ہوتے ہیں اور دادا سے محروم نہیں ہوتے امام ابو حنیفہ کے نزدیک دادا سے بھی محروم ہو جاتے ہیں دوسرے یہ کہ خاوند یا جورو اور باپ کے ساتھ ماں کو ما بقی کا ثلث ملتا ہے اور دادا کے ساتھ مال کا ثلث ملتا ہے امام ابو یوسف کے نزدیک اس بات میں بھی دادا باپ کی طرح ہے تیسرے یہ کہ دادی کو باپ کے ہوتے ہوئے کچھ نہیں ملتا مگر دادا کے ہوتے ہوئے وہ وارث ہوتی ہے ۱۲ قسطلانی [4] اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کہ دادا باپ کی طرح ہے ۱۲ منہ [5] حالانکہ آدمؑ دادا تھے مگر سب لوگوں کو ان کا بیٹا کہا ۱۲ منہ [6] حالانکہ ابراہیمؑ اور اسحاقؑ دادا تھے مگر حضرت یوسفؑ نے ان کو اپنا باپ کہا ۱۲ منہ۔

خَالَفَ اَبَا بَكْرٍ فِي زَمَانِهِ وَاَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَافِرُوْنَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرِثُنِي ابْنُ ابْنِي دُوْنَ اِخْوَتِي وَلَا اَرِثُ اَنَا ابْنَ ابْنِي وَيُذْكَرُ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّزَيْدٍ اَقَاوِيْلُ مُخْتَلِفَةٌ۔

کی طرح قرار دیا تو کسی صحابی نے خلاف نہیں کیا حالانکہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت صحابہؓ موجود تھے (گویا سب کا اجماع سکوتی ہوگیا) اور ابن عباسؓ نے کہا[1] پوتا تو میرا وارث ہو اور بھائی محروم ہوں اور میں اپنے پوتے کا وارث نہ ہوں یہ کیونکر ہوسکتا ہے[2]۔ اور حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ اور ابن مسعودؓ اور زید بن ثابتؓ سے اس باب میں مختلف اقوال منقول ہیں[3]۔

۴۵۰ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَلِاَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ۔

ہم سے سلیمان بن حربؓ نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے انہوں نے عبداللہ بن طاؤس سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ذوی الفروض کو ان کے حصے دے دو پھر جو مال بچ رہے وہ اس ناطہ دار مرد کو ملے گا جو میت سے بہت نزدیک کا رشتہ رکھتا ہو۔

۴۵۱ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَمَّا الَّذِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ خَلِيْلًا لَّاتَّخَذْتُهٗ وَلٰكِنْ خُلَّةُ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ اَوْ قَالَ خَيْرٌ فَاِنَّهٗ اَنْزَلَهٗ اَبًا اَوْ قَالَ قَضَاهُ اَبًا

ہم سے ابو معمرؓ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعیدؓ نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے کہا انہوں نے عکرمہؓ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا جس شخص کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا اگر میں اس امت کے لوگوں میں سے کسی کو جانی دوست بنانے والا ہوتا تو اس کو بناتا لیکن اسلام کی دوستی ہی افضل ہے یا بہتر ہے اس نے (یعنی ابوبکر صدیقؓ نے) تو دادا کو باپ کی جگہ رکھا یا یوں کہا دادا کی نسبت یہ حکم دیا کہ وہ باپ کی طرح ہے۔

---

[1] اسکو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] ابن عباسؓ کے استدلال کا ماحصل یہ ہے کہ جب پوتا بیٹے کا حکم رکھتا ہے یعنی جسوقت بیٹا نہ ہو تو دادا بھی باپ کا حکم رکھیگا جب باپ نہ ہو اور جیسے پوتے سے بھائی محروم ہوجاتے ہیں ایسے ہی دادا سے بھی بھائی محروم ہوجائیں گے جیسے امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے ۱۲ منہ [3] حضرت عمرؓ کہتے ہیں دادا کو ایک یا دو بھائیوں کے ساتھ مقاسمہ ہوگا اگر اس سے زیادہ ہوں تو دادا کو ثلث مال دیا جائیگا اور اولاد کے ساتھ دادا کو چھٹا حصہ ملیگا یہ دارمی نے نکالا ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے دادا کے باب میں مختلف فیصلے کیے ہیں ایک کے ایک مخالف اور ابن ابی شیبہؓ اور محمد بن نصر نے حضرت علیؓ سے نکالا کہ دادا کو چھ بھائیوں کے ساتھ ایک بھائی کی مثل حصہ دلایا اور عبداللہ بن مسعودؓ سے دارمی نے نکالا کہ انہوں نے میت کے مال میں سے خاوند کو آدھا حصہ اور ماں کو مابقی کا ثلث یعنی کل مال کا سدس اور بھائی کو ایک حصہ اور دادا کو ایک حصہ دلایا اور زید بن ثابت سے عبدالرزاق نے نکالا کہ وہ ثلث مال تک دادا کو بھائیوں کے ساتھ شریک کرتے جب ثلث مال تک پہنچ جاتا تو دادا کو ایک ثلث دلا دیتے اور مابقی بھائیوں کو اور علاتی بھائی کے ساتھ دادا کا باقی برموافق ۔۔۔

باب ۲۱۶ مِيرَاثُ الزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَغَيْرِهٖ

۴۵۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ وَرْقَاءَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ فَنَسَخَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ مَا أَحَبَّ فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ وَجَعَلَ لِلْأَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسَ وَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ وَلِلزَّوْجِ الشَّطْرَ وَالرُّبُعَ۔

باب ۲۱۷ مِيرَاثُ الْمَرْأَةِ وَالزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَغَيْرِهٖ

۴۵۳ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنِينِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي لَحْيَانَ سَقَطَ مَيِّتًا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي قَضَى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنَّ مِيرَاثَهَا لِبَنِيهَا وَزَوْجِهَا وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلَى عَصَبَتِهَا

باب ۲۱۸ مِيرَاثُ الْأَخَوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ عَصَبَةً

۴۵۴ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

باب اولاد کے ساتھ خاوند کو کیا ملے گا۔

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا انہوں نے ورقاء یشکری سے انہوں نے ابن ابی نجیح سے انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا اسلام کے شروع زمانہ میں میت کا مال سب اس کی اولاد کو ملتا اور ماں باپ کے لیے جو میت وصیت کر جاتا وہ ان کو دیا جاتا پھر اللہ تعالیٰ نے اس میں سے جتنا چاہا وہ منسوخ کر دیا اور مرد کو عورت کا دوہرا حصہ دلایا اور ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ اور جورو کو آٹھواں یا چوتھا حصہ اور خاوند کو آدھا حصہ اگر میت کی اولاد نہ ہو) یا چوتھا حصہ (اگر میت کی اولاد ہو)

باب جورو اور خاوند کو اولاد وغیرہ کے ساتھ کیا ملے گا

ہم سے قتیبہ بن سعیدؒ نے بیان کیا کہا ہم سے امام لیثؒ بن سعدؒ نے انہوں نے ابن شہابؒ سے انہوں نے سعیدؒ بن مسیبؒ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی لحیان کی ایک عورت (ملیکہ بنت عویم یا عویمر) کا یہ فیصلہ کیا جس کے پیٹ کا بچہ[1] مرا ہوا گرا دیا گیا تھا کہ مارنے والی عورت ایک بردہ دے غلام ہو یا لونڈی پھر ایسا ہوا جس عورت کو بردہ دینے کا حکم دیا گیا تھا (یعنی گرانے والی) مر گئی تو آپ نے اس کا ترکہ اس کے بیٹوں اور خاوند کو دلایا اور کنبے والوں کو نہیں دلایا اور دیت ادا کرنے کا حکم اس کے کنبے والوں کو دیا تھا۔[2]

باب بیٹیوں کے ساتھ بہنیں عصبہ ہو جاتی ہیں۔

ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر نے انہوں نے شعبہ بن حجاجؒ سے انہوں نے سلیمان اعمشؒ سے انہوں نے ابراہیم نخعیؒ سے

(بقیہ صفحہ سابقہ) مقاسمہ کرتے لیکن پھر وہ مال حقیقی بھائی کو دلا دیتے اور ماں کے ساتھ اخیافی بھائی کو کچھ نہ دلاتے قسطلانی نے کہا دوسرے فقہا نے زید کا خلاف کیا ہے انہوں نے کہا حقیقی بھائی ہوتے ہوتے علاتی کو کچھ نہ ملے گا تو مقاسمہ کی کیا ضرورت ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] ایک دوسری عورت ام عفیفہ بنت مروح کی مار سے جو اس نے پتھر یا ڈیرے کی لکڑی سے لگائی تھی ۱۲ منہ [2] کیونکہ خطا یا شبہ عمد کی دیت قاتل کے عاقلہ یعنی کنبے والوں پر ہوتی ہے اس کا ذکر انشاء اللہ کتاب الدیات میں آئے گا۔ ترجمہ باب اس سے نکلا کہ آپ نے ترکہ عورت کے خاوند اور بیٹوں کو دلایا تو معلوم ہوا کہ خاوند اولاد کے ساتھ وارث ہوتا ہے اور جب خاوند اولاد کے ساتھ اپنی جورو کا وارث ہوا تو جورو بھی اولاد کے ساتھ اپنے خاوند کی وارث ہو گی ۱۲ منہ۔

عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ قَضٰی فِیْنَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ النِّصْفُ لِلْاِبْنَةِ وَالنِّصْفُ لِلْاُخْتِ ثُمَّ قَالَ سُلَیْمَانُ قَضٰی فِیْنَا وَلَمْ یَذْکُرْ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

انہوں نے اسود بن یزید سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ہم یمن والوں میں یہ حکم دیا کہ آدھا ترکہ بیٹی کا اور آدھا بہن کا ہے (جب میت کے یہی دو وارث ہوں) پھر سلیمان نے جو اشعث کو روایت کیا تو اتنا ہی کہا معاذ رضی اللہ عنہ نے ہم یمن والوں میں یہ حکم دیا یہ نہیں کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں۔

۴۵۵ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ اَبِیْ قَیْسٍ عَنْ هُزَیْلٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَاَقْضِیَنَّ فِیْهَا بِقَضَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِلْاِبْنَةِ النِّصْفُ وَلِاِبْنَةِ الْاِبْنِ السُّدُسُ وَمَا بَقِیَ فَلِلْاُخْتِ۔

ہم سے عمرو بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا ہم سے سفیان ثوری رحمہ اللہ نے انہوں نے ابو قیس (عبدالرحمٰن بن غزوان) سے انہوں نے ہزیل بن شرجیل سے انہوں نے کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا فتویٰ سن کر) یہ کہا میں تو اس مسئلہ میں وہی حکم دونگا جو آنحضرت نے حکم دیا تھا بیٹی کو آدھا حصہ ملے گا اور پوتی کو چھٹا حصہ اور مابقی بہن کو (تو بہن عصبہ ہوئی)

بَابُ ۲۱۹ مِیْرَاثِ الْاَخَوَاتِ وَالْاِخْوَةِ

باب بھائی بہنوں کو کیا ملے گا۔

۴۵۶ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا قَالَ دَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَرِیْضٌ فَدَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ نَضَحَ عَلَیَّ مِنْ وَضُوْئِهِ فَاَفَقْتُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا لِیْ اَخَوَاتٌ فَنَزَلَتْ اٰیَةُ الْفَرَائِضِ۔

ہم سے ..... عبداللہ بن عثمان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو شعبہ بن حجاج نے انہوں نے محمد بن منکدر سے انہوں نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے آپ نے وضو کا پانی منگوایا وضو کیا پھر وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا (میں بیہوش تھا پانی ڈالتے ہی) مجھ کو ہوش آگیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ[1] میری کئی بہنیں ہیں[1] اس وقت فرائض کی آیت اتری[2]۔

---

[1] نہ والدین نہ اولاد ہے یعنی میں کلالہ ہوں ۲امنہ [2] یعنی یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالہ جو سورۂ نساء کے اخیر میں ہے کیونکہ اس میں بھائی بہنوں سے حقیقی یا علاتی بھائی بہنیں مراد ہیں لیکن یوصیکم اللہ فی اولادکم میں جو آیا ہے وان کان رجل یورث کلالۃ ولہ اخ او اخت یہاں بھائی بہن سے ماں جائے بھائی بہن یعنی اخیافی مراد ہے اخیافی بھائی بہن ذوی الفروض میں سے ہیں ان میں ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ یا اگر کئی ہوں تو سب کے لیے تہائی حصہ مقرر ہے اور ذکور و اناث برابر ہیں لیکن حقیقی یا علاتی بھائی بہنیں ان کا حکم اولاد کا سا ہے اگر اکیلا ایک ہی بھائی ہو تو وہ بیٹے کی طرح سارا مال لے لیگا اگر اکیلی ایک بہن ہو تو بیٹی کی طرح آدھا مال لیگی اگر دو بہنیں ہوں تو دو بیٹیوں کی طرح دو ثلث مال پائیں گی اگر بھائی بہن ملے جلے ہوں تو للذکر مثل حظ الانثیین بیٹے اور بیٹیوں کی طرح ان میں ترکہ کی تقسیم ہوگی افسوس ہمارے زمانہ میں جہالت کی گرم بازاری ہو گئی ہے اور لوگوں نے دین کا علم یعنی قرآن و حدیث حاصل کرنا بالکل چھوڑ دیا ہے یہانتک کہ ایک صاحب نے جو اسوقت قاضی القضاۃ ہیں مجھ سے یہ پوچھا کہ جناب والا قرآن شریف میں ایک مقام پر تو بہن بھائی کو (باقی آئندہ)

باب ۲۲۰ يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ اِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ وَاِنْ كَانُوْا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ نساء میں) یہ فرمانا لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہدے اللہ تعالیٰ تم کو کلالہ کے باب میں یہ حکم دیتا ہے اگر کوئی شخص مرجائے اس کی اولاد نہ ہو (یعنی بیٹا) ایک ہی بہن ہو (سگی یا علاتی) تو اس کو آدھا ترکہ ملے گا اسی طرح یہ شخص اپنی بہن کا وارث ہوگا اگر بہن کا کوئی بیٹا نہ ہو پھر اگر دو بہنیں ہوں تو وہ دو تہائی ترکے کی پائیں گی اگر بھائی بہن سب ملے جلے ہوں تو مرد کو دوہرا حصہ عورت کو اکہرا ملے گا اللہ تعالیٰ یہ حکم تم سے اس لیئے بیان کیے دیتا ہے کہیں تم گمراہ نہ ہوجاؤ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

۶۷۵۷ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اٰخِرُ اٰيَةٍ نَزَلَتْ خَاتِمَةُ سُوْرَةِ النِّسَاءِ يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ۔

ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا انہوں نے اسرائیل سے انہوں نے ابو اسحاق سے انہوں نے براء بن عازبؓ سے انہوں نے کہا اخیر آیت جو آنحضرتؐ پر اتری وہ ہے جو سورہ نساء کے اخیر میں ہے یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالہ[1]

باب ۲۲۱ اِبْنَيْ عَمٍّ اَحَدُهُمَا اَخٌ لِّلْاُمِّ وَالْاٰخَرُ زَوْجٌ۔

وَقَالَ عَلِيٌّ لِلزَّوْجِ النِّصْفُ وَلِلْاَخِ مِنَ الْاُمِّ السُّدُسُ وَمَا بَقِيَ بَيْنَهُمَا نِصْفَانِ۔

باب اگر کوئی عورت مرجائے اور اپنے دو چچازاد بھائی چھوڑ جائے ایک تو ان میں سے اس کا اخیافی بھائی ہو دوسرا اس کا خاوند ہو[2] اور حضرت علیؓ نے کہا[3] خاوند کو آدھا حصہ ملے گا اور اخیافی بھائی کو چھٹا حصہ (بموجب فرض کے) پھر جو مال بچ رہے گا یعنی ایک ثلث وہ دونوں میں برابر برابر تقسیم ہوگا (کیونکہ دونوں عصبہ ہیں[4])

(بقیہ صفحہ سابقہ) چھٹا حصہ دلایا گیا ہے اور دوسرے مقام میں بہن کو آدھا حصہ تجویز کیا گیا ہے یہ صریح تعارض ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو نیک توفیق دے کہ ذرہ قرآن اور حدیث کی طرف توجہ کریں معاذ اللہ جب قاضی القضاۃ کی علم وفضیلت کا یہ حال ہو تو وائے برحال عام مسلمانوں کے۔ ۱۲ منہ (حواشی صفحۂ ہذا)

[1] اخیر سے یہ مراد ہے کہ اخیر زمانہ میں اتری کیوں کہ یہ آیت حجۃ الوداع کے رستے میں اتری ہے پھر جب آپ عرفات میں کھڑے تھے یہ آیت اتری الیوم اکملت لکم دینکم اسکے بعد اکیاسی دن تک زندہ رہے پھر سود کی آیت اتری پھر یہ آیت واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ اس کے بعد آپ کل اکیس دن دنیا میں رہے پھر سفر آخرت کر گئے [2] اس کی صورت یوں بیان کی ہے مثلاً زید نے ہندہ سے نکاح کیا اس سے عمرو پیدا ہوا پھر زید نے زینب سے نکاح کیا اس سے بکر پیدا ہوا بعد اس کے زید نے زینب کو طلاق دے دیا اور زید کے بھائی خالد نے اس سے نکاح کر لیا اب خالد اور زینب کی ایک بیٹی صالحہ پیدا ہوئی تو یہ صالحہ بکر کی اخیافی بہن اور اس کے چچا کی بیٹی بھی ہے اب اس صالحہ نے کیا کیا عمرو سے نکاح کر لیا جو اس کا چچازاد بھائی تھا بعد اس کے صالحہ مرگئی تو اپنے دونوں چچازاد بھائیوں کو یعنی عمرو اور بکر کو چھوڑ گئی لیکن عمرو تو اس کا خاوند بھی ہے اور بکر اس کا اخیافی بھائی بھی ہے ۱۲ منہ [3] اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] اور حضرت عمرؓ اور ابن مسعودؓ کا یہ قول ہے کہ خاوند کو آدھا حصہ ملے گا اور باقی سب دوسرے چچا کے بیٹے کو جو اخیافی بھائی بھی ہے اور حضرت علیؓ کا قول زیادہ موجہ اور زیادہ معقول ہے ۱۲ منہ

۴۵۸ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ اَبِيْ حُصَيْنٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَمَالُهٗ لِمَوَالِي الْعَصَبَةِ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا اَوْ ضَيَاعًا فَاَنَا وَلِيُّهٗ فَلِاُدْعٰى لَهٗ۔

ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم کو عبید اللہ بن موسیٰ نے خبر دی انہوں نے اسرائیل سے انہوں نے ابو حصین سے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مومنوں پر ان کی ذات سے زیادہ حق رکھتا ہوں پھر جو کوئی مومن مرجائے اور مال اسباب چھوڑ جائے وہ اس کے عصبہ وارثوں کو ملے گا اور جو شخص بوجھ (قرض واری) اہل وعیال چھوڑ جائے (جن کا کوئی خبرگیراں نہ ہو) تو میں اس کا ولی ہوں مجھ کو بلا بھیجو (میں اس کے قرض اور اہل وعیال کا بندوبست کرونگا

۴۵۹ حَدَّثَنَا اُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَائِضُ فَلِاَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ۔

ہم سے امیہ بن بسطام نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے انہوں نے روح بن قاسم سے انہوں نے عبد اللہ بن طاؤس سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ذوی الفروض کے حصے پہلے دے دو پھر جو مال بچ رہے وہ اس رشتہ دار مرد کا حق ہے جو میت کا سب سے زیادہ نزدیک والا ہو[1]

بَابٌ ۲۲۲ ذَوِي الْاَرْحَامِ

باب ذوی الارحام (اُن رشتہ داروں کے) بیان میں[2]

۴۶۰ حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ اُسَامَةَ حَدَّثَكُمْ اِدْرِيْسُ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ قَالَ كَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَرِثُ الْاَنْصَارِيُّ الْمُهَاجِرِيَّ دُوْنَ ذَوِيْ رَحِمِهٖ لِلْاُخُوَّةِ الَّتِيْ اٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ قَالَ نَسَخَتْهَا وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ۔

مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا کہا میں نے ابو اسامہ سے کہا تم سے ادریس بن یزید نے یہ حدیث بیان کی ہے کہا ہم سے طلحہ بن مصرف نے بیان کیا انہوں نے سعید بن جبیرؓ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا یہ آیت جو اتری والذین عقدت ایمانکم یہ ابتدائے اسلام کی ہے۔ جب مہاجرین مدینہ میں آئے تھے (اور آپؐ نے ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصاری کا بھائی بنا دیا تھا) تو انصاری کا وارث وہی مہاجر ہوتا اس کے دوسرے رشتہ دار وارث نہ ہوتے اس بھائی چارے کی وجہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں کرا دیا تھا اس کے بعد جب آیت اتری ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون تو یہ آیت والذین عقدت ایمانکم منسوخ ہوگئی[3]

[1] ان دونوں حدیثوں کو لاکر امام بخاری نے حضرت علیؓ کا قول ثابت کیا کیونکہ یہاں دونوں میت کے عصبہ ہیں اور قرابت میں برابر ہیں ۱۲ منہ [2] جو نہ عصبہ ہیں نہ ذوی الفروض جیسے ماموں۔ خالہ۔ نانا۔ نواسہ۔ بھانجا وغیرہ ۱۲ منہ [3] اب ناطہ والے رشتہ داران دینی بھائیوں سے زیادہ ترکہ کے مستحق قرار پائے ہم نے جو ٹھیک تھا اس کا موافق ترجمہ کیا ہے اور اکثر نسخوں میں یہاں یہ جو عبارت ہے کہ والذین عقدت ایمانکم نے ولکل جعلنا موالی کو منسوخ کر دیا یہ کاتب کی غلطی ہے ۱۲ منہ

باب ۲۲۳ مِيرَاثُ الْمُلَاعَنَةِ

۱۰

۴۶۱- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَأَتَهُ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ۔

باب ۲۲۴ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ حُرَّةً كَانَتْ أَوْ أَمَةً

۴۶۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ فَقَالَ ابْنُ أَخِي عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنُ أَخِي قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ رض بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِبِي مِنْهُ لِمَا رَأَى

باب لعان کرنیوالی عورت اپنے بچہ کی وارث ہوگی (لیکن اس کا خاوند بچہ کے مال کا وارث نہ ہوگا)

ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالکؒ نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے ایک شخص (عویمر) نے اپنی عورت (خولہ بنت قیس) سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لعان کیا اور اس کے بچے کو کہا یہ میرا بچہ نہیں ہے آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں میں جدائی کر دی اور بچہ عورت سے ملا دیا۔[۱]

باب بچہ اسی کا کہلائے گا جس کی جورو یا لونڈی سے وہ پیدا ہو (اور زنا کرنے والے پر پتھر پڑیں گے)

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالکؒ نے انہوں نے ابن شہابؒ سے انہوں نے عروہ بن زبیرؓ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا عتبہ بن ابی وقاصؓ (جب مرنے لگے تو انہوں) نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاصؓ کو وصیت کی کہ زمعہ بن قیس کی لونڈی (نام نامعلوم) کا لڑکا میرا نطفہ ہے تو اس کو اپنے قبضے میں کر لیجیو جس سال مکہ فتح ہوا سعد نے اس لڑکے (عبدالرحمن) کو لے لیا کہنے لگے یہ میرا بھتیجا ہے بھائی نے اس کے لینے کی مجھ کو وصیت کی تھی یہ حال دیکھ کر عبد بن زمعہ کھڑے ہوئے کہنے لگے (واہ واہ) یہ تو میرا بھائی ہے میرے باپ کی لونڈی نے اس کو جنا ہے دونوں میں پکڑ ہو گئی اور ایک دوسرے کو لیے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سعد نے کہا یا رسول اللہؐ وہ میرا بھتیجا ہے۔ میرا بھائی اس کے مقدمہ میں وصیت کر گیا ہے عبد بن زمعہ نے کہا وہ میرا بھائی ہے میرے باپ کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے آپ نے فرمایا عبد بن زمعہ یہ بچہ تو لے لے بچہ اسی کا ہوتا ہے جس کی جورو یا لونڈی کے پیٹ سے پیدا ہوا اور زنا کرنے والے پر پتھر پڑتے ہیں باوجود اس کے آپ نے سودہ بنت زمعہ سے (جو اس لڑکے کی بہن ہوتی تھیں) یہ فرمایا تو اس سے پردہ کر

[۱] یعنی اس کا نسب ماں سے کر دیا باپ سے کوئی تعلق نہ رکھا ۱۲ منہ۔

مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ فَمَا رَآهَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ۔

کیوں کہ آپ نے دیکھا اس لڑکے کی صورت عتبہ بن ابی وقاص سے ملتی تھی غرض حضرت سودہ رض کو اس لڑکے نے مرتے تک نہیں دیکھا۔

۴۶۳ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْوَلَدُ لِصَاحِبِ الْفِرَاشِ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحیٰی بن سعید قطان نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے محمد بن زیادؒ سے انہوں نے ابوہریرہ رض سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا بچہ اسی کا ہو گا جس کی جورو یا لونڈی وہ بچہ جنے۔

بَابٌ ۲۲۵ اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَمِيرَاثُ اللَّقِيطِ وَقَالَ عُمَرُ اللَّقِيطُ حُرٌّ

باب غلام لونڈی کا ترکہ وہی لے گا جو اس کو آزاد کرے

اور جو لڑکا رستے میں پڑا ہوا ملے اس کا وارث کون ہوگا اس کا بیان۔ حضرت عمر رض نے کہا رستے میں جو لڑکا پڑا ہوا ملے (اس کے ماں باپ معلوم نہ ہوں) تو وہ آزاد ہوگا۔[1]

۴۶۴ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتِ اشْتَرَيْتُ بَرِيرَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيهَا فَاِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ اَعْتَقَ وَاُهْدِيَ لَهَا شَاةٌ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ قَالَ الْحَكَمُ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا وَقَوْلُ الْحَكَمِ مُرْسَلٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض رَاَيْتُهُ عَبْدًا۔

ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے حکم بن عیتبہؒ سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے اسود بن یزید سے انہوں نے حضرت عائشہ رض سے انہوں نے کہا میں نے بریرہ کو خریدنا چاہا[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو بریرہ کو خرید لے ولاء تو اسی کو ملے گی جو آزاد کرے اور ایسا ہوا کہ بریرہ پاس خیرات کی (ایک بکری) آئی آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ بکری بریرہ کو خیرات ملی ہے اور ہمارے لیے (اس کی طرف سے) تحفہ ہے حکم بن عیتبہ نے (اسی سند سے) کہا بریرہ کا خاوند (مغیث) آزاد تھا۔ امام بخاری نے کہا حکم کا یہ قول مرسل ہے[3] اور ابن عباس رض کہتے ہیں میں نے خود اس کو آنکھوں سے دیکھا تھا۔ وہ غلام تھا۔[4]

۴۶۵ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک رض نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رض سے انہوں نے آنحضرت

---

[1] یہ قول اوپر کتاب الشہادات میں گذر چکا ہے ۱۲ منہ [2] لیکن اس کے مالکوں نے کہا ولاء ہم لیں گے مجھ کو تردد ہوا ۱۲ منہ [3] کیونکہ انہوں نے حضرت عائشہ رض کا زمانہ نہیں پایا ۱۲ منہ [4] یہ قول اوپر طلاق میں موصولاً گذر چکا ہے امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ ابن عباس رض کا قول زیادہ اعتبار کے لائق ہے کیونکہ وہ اس وقت موجود تھے اور حکم نے وہ زمانہ نہیں پایا ۱۲ منہ۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ

صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے۔[۱]

بَابُ مِيرَاثِ السَّائِبَةِ

باب ۲۲۶ سائبہ کی میراث کس کو ملے گی[۲]

۴۶۶ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي قَيْسٍ عَنْ هُزَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ إِنَّ أَهْلَ الْإِسْلَامِ لَا يُسَيِّبُونَ وَإِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يُسَيِّبُونَ۔

ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے ابوقیس (عبدالرحمٰن بن ثروان) سے انہوں نے ہذیل سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے[۳] انہوں نے کہا مسلمان تو سائبہ نہیں چھوڑتے۔ البتہ جاہلیت کے مشرک لوگ سائبہ چھوڑا کرتے تھے[۴]۔

۴۶۷ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ أَنَّ عَائِشَةَ رض اشْتَرَتْ بَرِيرَةَ لِتُعْتِقَهَا وَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَاءَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي اشْتَرَيْتُ بَرِيرَةَ لِأُعْتِقَهَا وَإِنَّ أَهْلَهَا يَشْتَرِطُونَ وَلَاءَهَا فَقَالَ أَعْتِقِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَقَالَ أَعْطَى الثَّمَنَ قَالَ فَاشْتَرَتْهَا فَأَعْتَقَتْهَا قَالَ وَخُيِّرَتْ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَقَالَتْ لَوْ أُعْطِيتُ كَذَا وَكَذَا مَا كُنْتُ مَعَهُ قَالَ الْأَسْوَدُ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا قَوْلُ الْأَسْوَدِ مُنْقَطِعٌ وَقَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ رض رَأَيْتُهُ عَبْدًا أَصَحُّ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ (وضاح یشکری) نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے اسود بن یزید سے انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ نے بریرہ کو آزاد کرنے کے لیے خریدا اور بریرہ کے مالکوں نے یہ شرط کر لی کہ ولاء ہم لیں گے انہوں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں نے بریرہ کو آزاد کرنے کے لیے خریدا لیکن اس کے مالک ولاء کی شرط کرتے ہیں (کہ ولاء وہ لیں گے) آپ نے فرمایا تو بریرہ کو مول لے کر آزاد کر دے کیوں کہ ولاء تو اسی کو ملے گی جو آزاد کرے یا یوں فرمایا قیمت دے اسود کہتے ہیں پھر حضرت عائشہؓ نے بریرہ کو خریدا اور آزاد کر دیا اسود کہتے ہیں بریرہ کو اختیار ملا[۵] اس نے خاوند کو چھوڑ دینا اختیار کیا اور کہنے لگی اگر مجھ کو اتنی اتنی دولت بھی ملے جب بھی میں اس کے پاس نہ رہوں گی اسود نے کہا اس کا خاوند (مغیث) آزاد تھا امام بخاری نے کہا اسود کا یہ قول منقطع ہے[۶] اور ابن عباسؓ کا قول کہ میں نے اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ غلام تھا زیادہ صحیح ہے[۷]۔

---

[۱] ان دونوں حدیثوں کو لا کر امام بخاری نے باب کا مطلب یعنی لقیط کی میراث کو اس طرح ثابت کیا کہ جب لقیط آزاد سمجھا گیا تو اب اس کا اٹھانے والا اور پالنے والا اس کا وارث نہ ہوگا کیونکہ وارث جب ہوتا کہ وہ اس کو آزاد کرتا امام مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ کا یہی مذہب ہے کہ لقیط کا ترکہ بیت المال میں داخل ہوگا ۱۲ منہ

[۲] سائبہ وہ غلام یا لونڈی جس کو مالک آزاد کر دے اور کہہ دے تیری ولاء کا حق کسی کو نہ ملے گا یہ ماخوذ ہے اس سائبہ جانور سے جس کو مشرک اپنے اوتاروں کے نام پر چھوڑا کرتے تھے ہندی میں ایسے جانور کو سانڈ کہتے ہیں ۱۲ منہ [۳] ایک شخص ان کے پاس آیا کہنے لگا میں نے ایک غلام کو سائبہ کر کے آزاد کر دیا اب اس کا ترکہ کون لے گا ۱۲ منہ [۴] اس کی میراث تو لے اگر تو نہ لے گا تو ہم بیت المال میں داخل کر لیں گے ۱۲ منہ [۵] اگلے خاوند کے پاس رہے یا اس کو چھوڑ دے ۱۲ منہ

[۶] کیونکہ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے نقل نہیں کیا ۱۲ منہ [۷] کیوں کہ ابن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس قصے کے وقوع کے وقت موجود تھے اسود اس زمانہ میں مدینہ میں نہ تھے ۱۲ منہ۔

بَابُ ۲۲۷ اِثْمِ مَنْ تَبَرَّاَ مِنْ مَّوَالِيْهِ

۴۶۸ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ مَا عِنْدَنَا كِتَابٌ نَقْرَؤُهُ اِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ غَيْرَ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ قَالَ فَاَخْرَجَهَا فَاِذَا فِيْهَا اَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ وَاَسْنَانِ الْاِبِلِ قَالَ وَفِيْهَا الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ اِلٰى ثَوْرٍ فَمَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَّمَنْ وَّالٰى قَوْمًا بِغَيْرِ اِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَّذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَّسْعٰى بِهَا اَدْنَاهُمْ فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ۔

۴۶۹ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ

بَابُ ۲۲۸ اِذَا اَسْلَمَ عَلٰى يَدَيْهِ وَكَانَ الْحَسَنُ لَا يَرٰى لَهٗ وِلَايَةً وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ

باب جو غلام اپنے اصلی مالکوں کو چھوڑ کر دوسروں کو مالک بنائے (اُن سے موالاۃ کرے)

ہم سے قتیبہ بن سعیدؒ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمیدؒ نے انہوں نے سلیمان اعمش سے انہوں نے ابراہیم تیمیؒ سے انہوں نے اپنے والد یزید بن شریک بن طارق تیمی سے انہوں نے کہا حضرت علیؓ نے کہا ہمارے پاس اللہ کی کتاب کے سوا اور کوئی کتاب نہیں ہے جس کو ہم پڑھتے ہوں البتہ یہ ایک ورق ہے پھر اس کو نکالا دیکھا تو اس میں کئی باتیں لکھی ہیں۔ زخموں کے احکام اور اونٹوں کے نصاب[1]۔ راوی نے کہا اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ مدینہ طیبہ عَیر سے لے کر ثور تک (یہ دونوں پہاڑ ہیں مدینہ میں) حرم ہے جو کوئی اس میں نئی بدعت نکالے یا بدعتی کو جگہ دے اس پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی قیامت کے دن نہ اس کا فرض قبول ہوگا نہ نفل اور جو غلام اپنے اصلی مالکوں کی اجازت بغیر دوسرے لوگوں سے موالات کرے تو اس پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی قیامت کے دن نہ اس کا فرض قبول ہوگا اور نہ نفل اور مسلمانوں کا ذمہ ایک ہے ادنیٰ مسلمان امان دے سکتا ہے جس نے مسلمان کے عہد کو توڑا اس پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی قیامت کے دن نہ اس کا فرض قبول ہوگا اور نہ نفل۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء کی بیع اور ہبہ سے منع کیا[2]۔

باب جب کوئی شخص کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہو تو وہ اس کا وارث ہوتا ہے یا نہیں اور امام حسن بصریؒ کہتے تھے وہ اس کا وارث نہیں ہوتا[3]۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولاء اسی کو ملے گی۔

[1] زکوۃ یا دیت میں اس اس عمر کے اونٹ ہونا چاہیں ۱۲ منہ [2] کیونکہ ولاء ایک حق ہے اور حقوق کی بیع ہماری شریعت میں درست نہیں رکھی گئی اس پر ائمہ اربعہ و جمہور علما کا اتفاق ہے مگر حضرت عثمانؓ اور حضرت عباسؓ سے اس کا جواز نقل کیا گیا ہے ۱۲ منہ [3] اس کو سفیان ثوری نے اپنی جامع میں وصل کیا اور ابن ابی شیبہ نے نکالا حسنؒ سے کہ وہ اس کا وارث نہیں ہوتا البتہ اگر چاہے تو اپنا مال دینے کے لیے اس کو وصیت کر سکتا ہے ۱۲ منہ

وَيُذْكَرُ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ رَفَعَهُ قَالَ هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهِ وَاخْتَلَفُوا فِي صِحَّةِ هَذَا الْخَبَرِ۔

جو آزاد کرے[1] (یہ حدیث اوپر موصولاً گزر چکی ہے) اور تمیم بن اوس داری سے منقول ہے انہوں نے مرفوعاً روایت کی کہ وہ زندگی اور موت دونوں حالوں میں سب لوگوں سے زیادہ اس پر حق رکھتا ہے[2] لیکن اس حدیث کی صحت میں اختلاف ہے[3]۔

۴۷۰ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً تُعْتِقُهَا فَقَالَ أَهْلُهَا نَبِيعُكِهَا عَلَى أَنَّ وَلَاءَهَا لَنَا فَذَكَرَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا يَمْنَعُكِ ذَلِكِ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ حضرت عائشہؓ ام المومنین نے ایک لونڈی کو خرید کر کے آزاد کرنا چاہا (یعنی بریرہ کو) اس کے مالک کہنے لگے ہم تو اس شرط پر تمہارے ہاتھ بیچیں گے کہ اس کی ولا ہم کو ملے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا تو ایسا کہنے سے اپنے ارادے سے باز نہ آ (خرید کر کے آزاد کر دے) ولا تو بس اسی کو ملتی ہے جو آزاد کرے۔

۴۷۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتِ اشْتَرَيْتُ بَرِيرَةَ فَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَاءَهَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْتِقِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ قَالَتْ فَأَعْتَقْتُهَا قَالَتْ فَدَعَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَيَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا

مجھ سے محمد بن سلام (یا محمد بن یوسف بیکندی) نے بیان کیا کہا ہم کو جریر نے خبر دی انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے اسود بن یزید سے انہوں نے حضرت عائشہؓ ام المومنین سے انہوں نے کہا میں نے بریرہ کو خریدا اس کے مالکوں نے یہ شرط کی کہ ولا ہم لیں گے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا تو (خرید کر) آزاد کر دے ولا، تو اسی کو ملے گی جو چاندی دے (زرِ خرچ کرے یعنی خریدے) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں نے (مول لے کر) اس کو آزاد کر دیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور فرمایا اب تجھ کو اختیار ہے اپنے (اگلے) خاوند کا نکاح قائم رکھ یا فسخ کر ڈال

[1] اس حدیث کو لا کر امام بخاریؒ نے یہ ثابت کیا کہ تمیم داری کی روایت کے موافق جس کے ہاتھ پر کوئی شخص مسلمان ہو وہ اس کا وارث نہیں ہو سکتا کس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ولا (یعنی ترکہ پانا) اسی شخص کے لیے منحصر کر دیا جو آزاد کرے امام بخاریؒ نے تاریخ میں کہا کہ تمیم داری کی حدیث اس صحیح حدیث کا معارضہ نہیں کر سکتی ابو زرعہ نے تمیم داری کی حدیث کو بھی حسن صحیح کہا ہے ۱۲ منہ [2] اس کو امام بخاری نے تاریخ میں اور ابو داؤد اور ابن ابی عاصم اور طبرانی اور باغندی نے وصل کیا کہ تمیم داری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا آپ فرماتے تھے اس شخص کے باب میں جو کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام لائے ۱۲ منہ [3] امام شافعیؒ نے کہا یہ حدیث ثابت نہیں اس کے اسناد میں عبیداللہ بن موہب ہے ہم اس کو نہیں پہچانتے نہ وہ مشہور شخص ہے ترمذی نے کہا اس کا اسناد متصل نہیں ہے ابن منذر نے کہا اس کے اسناد میں اضطراب ہے ۱۲ منہ۔

فَقَالَتْ لَوْ اَعْطَانِي كَذَا وَكَذَا مَا بِتُّ عِنْدَهُ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا قَالَ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا۔

بریرہ کہنے لگی اگر وہ مجھ کو اتنی اتنی دولت بھی دے جب بھی میں ایک رات اس کے پاس نہیں رہنے کی آخر اپنے خاوند سے الگ ہو گئی (اسود نے کہا) اس کا خاوند آزاد تھا۔

بَابُ ۲۲۹ مَا يَرِثُ النِّسَاءُ مِنَ الْوَلَاءِ

باب عورتوں کو بھی ولاء ملتی ہے۔

۴۷۲ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَرَادَتْ عَائِشَةُ اَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ فَقَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُمْ يَشْتَرِطُوْنَ الْوَلَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيْهَا فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ۔

ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا ہمام بن یحییٰ نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ نے بریرہ کو خریدنا چاہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اس کے مالک ولاء کی شرط کرتے ہیں (یعنی ولاء وہ لیں گے) آپ نے فرمایا تو خرید لے (اور آزاد کر دے) ولاء تو اسی کو ملے گی جو غلام لونڈی کو آزاد کرے

۴۷۳ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْطَى الْوَرِقَ وَوَلِيَ النِّعْمَةَ۔

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو وکیع نے خبر دی انہوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے اسود سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولاء اسی کو ملے گی جو چاندی دے اور احسان کرے (یعنی آزاد کرے)

بَابُ ۲۳۰ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَابْنُ الْاُخْتِ مِنْهُمْ

باب جو شخص کسی قوم کا غلام ہو آزاد کیا گیا وہ اسی قوم میں شمار ہوگا اسی طرح کسی قوم کا بھانجا بھی اسی قوم میں داخل ہوگا

۴۷۴ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ وَقَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ اَوْ كَمَا قَالَ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے معاویہ بن قرہ اور قتادہ نے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ہر ایک قوم کا غلام جو آزاد کیا گیا ہو اسی قوم میں شمار ہوگا اسی طرح کسی قوم کا بھانجا بھی اس قوم میں داخل ہوگا۔[1]

۴۷۵ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے ابو ولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

[1] یہاں شمار ہونے اور داخل ہونے سے مراد یہ ہے کہ احسان اور سلوک اور شفقت میں اس کا حکم اسی قوم کا سا ہوگا بعضوں نے کہا مراد میراث ہے جیسے حنفیہ کا قول ہے کہ ذوی الارحام عصبوں کی طرح وارث ہوتے ہیں ۱۲ منہ۔

قَالَ ابْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِہِمْ اَوْمِنْ اَنْفُسِہِمْ

آپ نے فرمایا کسی قوم کا بھانجا بھی اسی قوم میں داخل ہوگا۔

بَابُ ۲۳۱ مِیْرَاثُ الْاَسِیْرِ

باب اگر کوئی وارث کافروں کے ہاتھ میں قید ہوگیا

قَالَ وَکَانَ شُرَیْحٌ یُوَرِّثُ الْاَسِیْرَ فِی اَیْدِی الْعَدُوِّ وَیَقُوْلُ ھُوَ اَحْوَجُ اِلَیْہِ وَقَالَ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ اَجِزْ وَصِیَّۃَ الْاَسِیْرِ وَعَتَاقَہٗ وَمَا صَنَعَ فِی مَالِہٖ مَالَمْ یَتَغَیَّرْ عَنْ دِیْنِہٖ فَاِنَّمَا ھُوَ مَالُہٗ یَصْنَعُ فِیْہِ مَا یَشَآءُ۔

ہو تو اس کو ترکہ میں سے حصّہ ملے گا یا نہیں امام بخاریؒ نے کہا شریح (کوفہ کے قاضی) قیدی کو ترکہ دلاتے تھے اور کہتے تھے وہ تو اور زیادہ محتاج ہے[1] اور عمر بن عبدالعزیز نے کہا قیدی کی وصیت اور اس کی آزادی اس کے مال میں نافذ ہوگی جب تک وہ اپنے دین سے پھر نہ جائے کیونکہ مال اسی کا مال رہتا ہے (قید ہونے سے اس کی ملکیت جاتی نہیں رہتی) وہ اپنے مال میں جو تصرف چاہے کر سکتا ہے (اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا)[2]

۴۷۶۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ عَدِیٍّ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِوَرَثَتِہٖ وَمَنْ تَرَکَ کَلًّا فَاِلَیْنَا۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہؒ نے انہوں نے عدی بن ثابت انصاری سے انہوں نے ابوحازم سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو شخص مال اسباب چھوڑ مرے وہ اس کے وارثوں کو ملے گا اور جو شخص بوجھہ (قرضداری اہل وعیال) چھوڑ مرے اس کا بندوبست ہمارے ذمہ ہے۔

بَابُ ۲۳۲ لَا یَرِثُ الْمُسْلِمُ الْکَافِرَ

باب مسلمان کافر کا وارث نہ ہوگا نہ کافر مسلمان کا اگر

وَلَا الْکَافِرُ الْمُسْلِمَ وَاِذَا اَسْلَمَ قَبْلَ اَنْ یُّقْسَمَ الْمِیْرَاثُ فَلَا مِیْرَاثَ لَہٗ۔

کوئی شخص میراث تقسیم ہونے سے پہلے مسلمان ہو جائے (اور جس وقت مورث مرا تھا کافر ہو) تو اس کو میراث نہ ملے گی۔[3]

۴۷۷۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَرِثُ الْمُسْلِمُ الْکَافِرَ وَلَا الْکَافِرُ الْمُسْلِمَ۔

ہم سے ابوعاصمؒ نے بیان کیا انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے ابن شہابؒ سے انہوں نے امام زین العابدین علی بن حسینؓ سے انہوں نے عمر بن عثمان بن عفانؓ سے انہوں نے اسامہ بن زیدؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوگا اور نہ کافر مسلمان کا۔[4]

---

[1] اس کو ابن ابی شیبہ نے اور دارمی نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] ابن بطال نے کہا جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ قیدی کا حصّہ ترکہ میں سے الگ رکھا جائے یہاں تک کہ اس کا فیصلہ ہو۔ سعید بن مسیبؓ نے کہا قیدی وارث نہیں ہوتا یعنی جو مسلمان کافروں کے ہاتھ میں قید ہو گیا ہو ۱۲ منہ [3] کیونکہ ترکے میں حق مورث کی موت سے پیدا ہوتا ہے جب موت کے وقت وہ کافر تھا تو اب میراث اس کو کہاں سے ملے گی۔ بعضوں نے کہا اگر تقسیم سے پہلے مسلمان ہو جائے تو میراث پائے گا لیکن یہ قول جمہور کے خلاف اور بلا دلیل ہے ۱۲ منہ [4] اس پر سب کا اتفاق ہے اسی طرح مسلمان مرتد کا وارث نہ ہوگا امام مالک اور شافعی کا یہی قول ہے امام ابوحنیفہ اور ثوری کے نزدیک وارث ہوگا ۱۲ منہ۔

باب ۲۳۳ مِيرَاثُ الْعَبْدِ النَّصْرَانِيِّ وَمُكَاتَبِ النَّصْرَانِيِّ وَإِثْمِ مَنِ انْتَفَى مِنْ وَلَدِهِ ۔

باب اگر کسی کا غلام نصرانی ہو یا مکاتب نصرانی ہو وہ

مرجائے تو اس کا مال اس کے مالک کو ملے گا (نہ بطریق وراثت بلکہ بوجہ غلامی اور مملوکیت) اور جو شخص بلا وجہ اپنے بچہ کو کہے یہ میرا بچہ نہیں ہے۔ اس کا گناہ[1]

باب ۲۳۴ مَنِ ادَّعَى أَخًا أَوِ ابْنَ أَخٍ

۴۷۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتِ اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِي غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ هٰذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْنُ أَخِي عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ انْظُرْ إِلَى شَبَهِهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ هٰذَا أَخِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ وُلِدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِي مِنْ وَلِيدَتِهِ فَنَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى شَبَهِهِ فَرَأَى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ قَالَتْ فَلَمْ يَرَ سَوْدَةَ قَطُّ ۔

باب جو شخص اپنے بھائی یا بھتیجے کا دعوےٰ کرے[2]

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے امام لیث بن سعد نے انہوں نے ابن شہابؒ سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا سعد بن ابی وقاصؓ اور عبداللہ بن زمعہؓ نے ایک بچہ (عبدالرحمٰن) میں جھگڑا کیا سعدؓ کہنے لگے یا رسول اللہ میرے بھائی عتبہ ابن ابی وقاص نے مرتے وقت مجھے وصیت کی تھی کہ یہ میرا بیٹا ہے آپ اس کی صورت دیکھئے عتبہ سے کیسی ملتی ہے اور عبد بن زمعہ کہنے لگے یا رسول اللہؐ یہ میرا بھائی ہے میرے باپ کی لونڈی نے اس کو جنا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ کو دیکھا تو کھلی مشابہت عتبہ سے پائی لیکن آپؐ نے یہ حکم دیا عبد بن زمعہ بچہ اسی کا ہوتا ہے جس کی جورو یا لونڈی ہو اور حرام کار کے لیے پتھر ہیں باوجود اس کے ام المومنین سودہؓ بنت زمعہ سے فرمایا تم اس سے پردہ کرو۔ اس بچہ نے ساری عمر سودہؓ کو نہیں دیکھا۔

باب ۲۳۵ مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ

۴۷۹ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ

باب جو شخص اپنے واقعی باپ کے سوا اور کسی کا بیٹا بنے

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن عبداللہ طحانؒ نے کہا ہم سے خالد بن مہران حذاء نے انہوں نے ابو عثمان نہدی سے انہوں نے سعد بن ابی وقاص سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو کوئی اپنے اصلی باپ کے سوا اور کسی کو اپنا باپ

---

[1] اس باب میں امام بخاری کوئی حدیث نہیں لائے شاید کوئی حدیث لکھنے والے ہوں مگر موقع نہ ملا بچہ کا نفی نسب کرنا اس باب میں تو صحیح حدیث وارد ہے جس کو ابو داؤد اور نسائی نے نکالا ابن حبان اور حاکم نے کہا صحیح ہے ابو ہریرہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی اولاد کا انکار کرے تو قیامت کے دن اللہ کا دیدار اسکو نصیب نہ ہوگا ۱۲ منہ [2] باب میں جو حدیث بیان کی اسمیں صرف بھتیجے کے دعوے کا ذکر ہے مگر بھتیجے پر بھائی کو قیاس کیا ۱۲ منہ [3] حالانکہ وہ اس کی بہن ہوتی تھیں ۱۲ منہ

غَيْرُ اَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ فَذَكَرْتُهٗ لِاَبِيْ بَكْرَةَ فَقَالَ وَاَنَا سَمِعَتْهُ اُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بنائے جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو اس پر بہشت حرام ہو گی ابو عثمان نہدی نے کہا میں نے یہ حدیث ابوبکرہ صحابی سے بیان کی۔ تو انہوں نے کہا میرے کانوں نے بھی یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی اور اس کو یاد رکھا۔

۴۸۰ - حَدَّثَنَا اَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِكُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ اَبِيْهِ فَهُوَ كُفْرٌ۔

ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن وہب نے خبر دی کہا مجھ کو عمرو بن حارث مصری نے انہوں نے جعفر بن ربیعہؓ سے انہوں نے عراک بن مالکؓ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا تم اپنے باپ دادوں سے منحرف نہ ہو (دوسروں کو اپنا باپ نہ بناؤ) جو شخص اپنے باپ کو چھوڑ کر دوسرے کو باپ بنائے اس نے ناشکری کی[1]

بَابٌ ۲۳۶ اِذَا ادَّعَتِ الْمَرْاَةُ ابْنًا

باب عورت کا دعویٰ کرنا کہ یہ میرا بچہ ہے[2]

۴۸۱ - حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتِ امْرَاَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ اِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ لِصَاحِبَتِهَا اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْاُخْرٰى اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا اِلٰى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَضٰى بِهٖ لِلْكُبْرٰى فَخَرَجَتَا عَلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَاَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِالسِّكِّيْنِ اَشُقُّهٗ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بنی اسرائیل میں) دو عورتیں تھیں (نام نامعلوم) ہر ایک کا ایک بچہ تھا اتنے میں بھیڑیا آیا اور ایک کا بچہ لے گیا اب دونوں جھگڑنے لگیں ایک نے دوسری سے کہا تیرا بچہ لے گیا وہ کہنے لگی نہیں تیرا بچہ لے گیا آخر دونوں حضرت داؤد پیغمبر کے پاس فیصلے کے لیے حاضر ہوئیں انہوں نے وہ بچہ بڑی عمر والی عورت کو دلا دیا[3]۔ پھر یہ دونوں عورتیں (دوبارہ فیصلہ کرنے کے لیے) حضرت سلیمان پیغمبر کے پاس آئیں اور ان سے اپنا اپنا دعویٰ بیان کیا (اس وقت حضرت سلیمان کی عمر گیارہ برس کی تھی) انہوں نے یہ حکم دیا چھری لاؤ میں

---

[1] یعنی جان بوجھ کر اپنا اصلی باپ کسی اور کو بنائے جیسے ہمارے زمانہ میں بعضے مکار لوگ کیا کرتے ہیں کہ ہوتے ہیں پٹھان یا مغل لیکن شیخ یا سیّد بن جاتے ہیں یہ سخت گناہ ہے فقد کفر سے کفر حقیقی مراد نہیں ہے بلکہ کفرانِ نعمت اسی لیے ہم نے ناشکری ترجمہ کیا ۱۲ منہ [2] ابن بطال نے کہا عورت اپنے بچہ کا نسب خاوند سے ملحق نہیں کر سکتی جب وہ انکار کرے اگر گواہ لائے اور کسی کے نکاح میں ہو تب اس کا قول قبول ہوگا اگر کسی کے نکاح میں نہ ہو لیکن بچہ کا اور کوئی دعویٰ نہ کرے تو اس کا قول قبول ہوگا بچہ اس کا وارث ہوگا وہ بچہ کی وارث ہوگی ۱۲ منہ [3] شاید یہ بچہ اس کے قبضے میں ہوگا یا کسی اور قرینہ سے پہچان لیا ہوگا اگر یہ بچہ اس کا ہے ۱۲ منہ۔

بَيْنَهُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرَى لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاللّٰهِ إِنْ سَمِعْتُ بِالسِّكِّيْنِ قَطُّ إِلَّا يَوْمَئِذٍ وَمَا كُنَّا نَقُوْلُ إِلَّا الْمُدْيَةُ۔

اس بچہ کو آدھا آدھا کرکے دونوں کو دے دیتا ہوں یہ سن کر کم عمر والی عورت بول اٹھی نہیں جانے دیجیئے اللہ تم پر رحم کرے یہ بچہ اسی عورت کا ہے یعنی بڑی عمر والی کا آخر انہوں نے وہ بچہ کم عمر والی عورت کو دلا دیا ابو ہریرہؓ راوی نے کہا میں نے چھری کے لیے سکین کا لفظ اسی حدیث میں سنا ہم لوگ چھری کو مدیہ کہا کرتے[1]۔

بَابُ ۲۳ الْقَائِفِ

باب قیافہ شناس کا بیان۔

۴۸۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيَّ مَسْرُوْرًا تَبْرُقُ أَسَارِيْرُ وَجْهِهِ فَقَالَ أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا نَظَرَ آنِفًا إِلَى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے ابن شہابؒ سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس خوش خوش تشریف لائے خوشی سے آپ کی پیشانی کی بٹیں چمک رہی تھیں فرمایا تو نے دیکھا مجزز بن اعور بن جعدہ مدلجی (جو بڑا قیافہ شناس تھا) اس نے ابھی زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید کے قدموں کو دیکھ کر کہا یہ قدم تو ایک دوسرے سے نکلے ہیں (یعنی باپ بیٹوں کے ہیں[2])

۴۸۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ مَسْرُوْرٌ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِيَّ دَخَلَ فَرَأَى أُسَامَةَ وَزَيْدًا وَعَلَيْهِمَا قَطِيْفَةٌ قَدْ غَطَّيَا رُءُوْسَهُمَا وَبَدَتْ أَقْدَامُهُمَا فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ

ہم سے قتیبہ بن سعیدؒ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا ایسا ہوا ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوشی خوشی میرے پاس تشریف لائے فرمانے لگے عائشہ تو نے دیکھا مجزز مدلجی یہاں آیا اس نے اسامہ اور زید کو دیکھا دونوں ایک چادر اوڑھے سر کو ڈھانپے تھے ان کے پاؤں کھلے ہوئے تھے کہنے لگا یہ پاؤں تو ایک دوسرے سے نکلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں[3]۔

[1] امام ابن قیمؒ نے اپنی کتاب القضاء میں اس حدیث سے بہت سے مسائل نکالے ہیں علماء نے کہا ہے اس حدیث سے یہ نکلا کہ ایک حاکم دوسرے حاکم کا فیصلہ منسوخ کر سکتا ہے جیسے ہمارے زمانہ میں عدالتوں میں دستور ہے جب اپیل ہوتی ہے یعنی مرافعہ ثانیہ یہ بھی نکلا کہ قرائن قویہ قطعیہ پر حاکم فیصلہ کر سکتا ہے حضرت سلیمانؑ نے شفقت مادری سے پہچان لیا کہ وہ بچہ اسی عورت کا ہے ۱۲ منہ [2] ہوا یہ تھا کہ زید بن حارثہ بہت گورے چٹے آدمی تھے اور اسامہ کالے تھے تو لوگ شبہ کرتے تھے شاید اسامہ زید کے نطفے سے نہیں ہیں جب قیافہ شناس نے دونوں کے پاؤں دیکھ کر یہ کہا تو آنحضرتؐ خوش ہوئے دونوں باپ بیٹے ایک چادر اوڑھے ہوئے لیٹے تھے۔ پاؤں باہر کھلے ہوئے تھے جیسے دوسری روایت میں آتا ہے ۱۲ منہ [3] اس حدیث سے یہ نکلا کہ قیافہ شناس کی رائے پر حکم دیا جا سکتا ہے۔ امام مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ اور جمہور علماؒ کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ نے اس میں خلاف کیا ہے اور

قیافہ پر عمل کرنا ثابت ہے ۱۲ منہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْحُدُوْدِ

وَمَا يُحْذَرُ مِنَ الْحُدُوْدِ

باب ۲۳۸ لَا يُشْرَبُ الْخَمْرُ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُنْزَعُ مِنْهُ نُوْرُ الْإِيْمَانِ فِي الزِّنَا۔

۴۸۴ حَدَّثَنِیْ يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيْهَا أَبْصَارَهُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ إِلَّا النُّهْبَةَ۔

باب ۲۳۹ مَا جَاءَ فِي ضَرْبِ شَارِبِ الْخَمْرِ

۴۸۵ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا۔

کتاب حدوں (سزاؤں) کے بیان میں

اور حدی گناہوں کی وعید

باب زنا اور شراب خوری کے بیان میں ابن عباسؓ

نے کہا زنا کرنے میں ایمان کا نور اٹھا لیا جاتا ہے (اس کو ابن ابی شیبہ نے کتاب الایمان میں وصل کیا[1]۔

مجھ سے یحییٰ بن بکیرؒ نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعدؒ نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہابؒ سے انہوں نے ابوبکرؒ بن عبدالرحمٰن ابن حارث سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زنا کرنے والا جب زنا کرتا ہے اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا (یعنی کامل الایمان) اور شرابی جس وقت شراب پیتا ہے۔ اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا اور چور جس وقت چوری کرتا ہے اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا اور لٹیرا جب ایسی لوٹ کرتا ہے۔ جس کو لوگ آنکھ اٹھا کر دیکھیں (اور اس کو روک نہ سکیں) تو وہ مومن نہیں ہوتا اور ابن شہابؒ نے سعید بن مسیبؒ اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے دونوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی روایت کی ہے۔

باب شراب پینے والے کی سزا کا بیان[2]۔

ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے قتادہ بن دعامہ سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری سند اور ہم سے آدم بن ابی ایاسؓ نے

---

[1] طبری نے ابن عباسؓ سے مرفوعاً نکالا جو شخص زنا کرتا ہے اللہ ایمان کا نور اس سے سلب کر لیتا ہے پھر اگر چاہتا ہے تو پھیر دیتا ہے اور ابوداؤد نے ابوہریرہؓ سے مرفوعاً نکالا جب کوئی آدمی زنا کرتا ہے تو ایمان اس میں سے نکل کر سائبان کی طرح اس پر رہتا ہے جب زنا سے توبہ کرتا ہے تو ایمان پھر لوٹ آتا ہے ۱۲ منہ [2] حنفیہ نے شارب خمر کی حد میں اختلاف ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح روایتوں میں چالیس ماریں تھے اور چھڑی سے منقول ہیں بعضوں نے امام اور حاکم کی رائے پر رکھا ہے لیکن حنفیہ اور مالکیہ نے اسی کوڑے مقرر کیے ہیں ۱۲ منہ

شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيدِ وَالنِّعَالِ وَجَلَدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ۔

بَابُ ۲۴۰ مَنْ أَمَرَ بِضَرْبِ الْحَدِّ فِي الْبَيْتِ

۴۸۶ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ جِيءَ بِالنُّعَيْمَانِ أَوْ بِابْنِ النُّعَيْمَانِ شَارِبًا فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ فِي الْبَيْتِ أَنْ يَضْرِبُوهُ فَكُنْتُ أَنَا فِيمَنْ ضَرَبَهُ بِالنِّعَالِ۔

بَابُ ۲۴۱ الضَّرْبِ بِالْجَرِيدِ وَالنِّعَالِ

۴۸۷ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِنُعَيْمَانَ أَوْ بِابْنِ نُعَيْمَانَ وَهُوَ سَكْرَانُ فَشَقَّ عَلَيْهِ وَأَمَرَ مَنْ فِي الْبَيْتِ أَنْ يَضْرِبُوهُ فَضَرَبُوهُ بِالْجَرِيدِ وَالنِّعَالِ وَكُنْتُ فِيمَنْ ضَرَبَهُ

۴۸۸ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ جَلَدَ النَّبِيُّ صَلَّى

بیان کیا کہا ہم سے شعبہؓ نے کہا ہم سے قتادہ نے انہوں نے انسؓ بن مالک سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب میں جوتوں اور چھڑیوں سے مارا اور ابوبکر صدیقؓ نے (اپنی خلافت میں) چالیس کوڑے لگائے۔

باب گھر کے اندر حد مارنا

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب ثقفی نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے ابن ابی ملیکہؓ سے انہوں نے عقبہ بن حارث سے انہوں نے کہا نعیمان یا نعیمان کا بیٹا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا گیا اس نے شراب پیا تھا (نشہ میں تھا) آنحضرتؐ نے گھر میں جو لوگ تھے ان کو حکم دیا اس کو حد مارو انہوں نے مارا۔ عقبہ کہتے ہیں میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اس کو جوتوں سے مارا[1]۔

باب شراب میں جوتے اور چھڑی سے مارنا

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے انہوں نے ایوبؓ سے انہوں نے عبداللہ بن ابی ملیکہ سے انہوں نے عقبہ بن حارث سے انہوں نے کہا نعیمان یا نعیمان کا بیٹا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا وہ نشے میں تھا آپ کو یہ امر سخت ناگوار گذرا[2]۔ جو لوگ اس وقت گھر میں تھے اُن سے فرمایا اس کو مارو انہوں نے چھڑیوں جوتوں سے اس کو مارا عقبہؓ نے کہا میں بھی ان مارنے والوں میں شریک تھا۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے کہا ہم سے قتادہ نے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت

---

[1] معلوم ہوا گھر میں بھی حد مار سکتے ہیں مگر بعضوں نے کہا علانیہ لوگوں کے سامنے مارنا چاہیئے کیونکہ حضرت عمرؓ کے صاحبزادے ابوشحمہ نے شراب پیا تھا عمرو بن عاص نے چپکے سے گھر میں انکو حد لگائی حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی تو عمرو بن عاصؓ پر انکار کیا اور ابوشحمہ کو بلا کر سب لوگوں کے سامنے حد لگائی اس کو ابن سعد اور عبدالرزاق نے بہ سند صحیح نکالا اللہ اکبر حضرت عمرؓ کی عدالت اور پاک نیتی یہاں سے سمجھ لینا چاہیئے اور جو لوگ ایسے عدالت مآب خلیفہ کو برا جانتے ہیں ان کو حق تعالیٰ سے شرمانا چاہیئے ۱۲ منہ

[2] کیونکہ آپ نے اپنے ایک امتی کو گناہ میں مبتلا پایا ۱۲ منہ۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ وَجَلَدَ اَبُوْبَكْرٍ اَرْبَعِيْنَ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب میں چھڑی اور جوتے سے مارا اور ابوبکر صدیقؓ نے چالیس کوڑے لگائے۔

٤٨٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْضَمْرَةَ اَنَسٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ قَالَ اضْرِبُوْهُ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهٖ وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهٖ وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهٖ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ اَخْزَاكَ اللّٰهُ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا هٰكَذَا لَا تُعِيْنُوْا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے ابوضمرہ انس بن عیاضؒ نے انہوں نے یزید بن ہادؒ سے انہوں نے محمد بن ابراہیم سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرتؐ کے سامنے ایک شخص (نعیمان یا عبداللہ حمار) لایا گیا اس نے شراب پیا تھا آپ نے (صحابہؓ) سے فرمایا اس کو حد مارو ابوہریرہؓ کہتے ہیں آپ کا یہ ارشاد سن کر ہم میں سے کسی نے اس کو ہاتھ سے مارا کسی نے جوتے سے کسی نے کپڑے سے جب وہ (مار کھاکر) لوٹ کر چلا تو بعضے لوگ (حضرت عمرؓ) کہنے لگے ارے اللہ تجھ کو ذلیل کرے آپ نے فرمایا ایسی بات کیوں کہتے ہو ایسا نہ کہو اس کے مقابلہ میں شیطان کی مدد نہ کروؐ[1]۔

٤٩٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا اَبُوْحُصَيْنٍ سَمِعْتُ عُمَيْرَ بْنَ سَعِيْدِ النَّخَعِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍؓ قَالَ مَا كُنْتُ لِاُقِيْمَ حَدًّا عَلٰى اَحَدٍ فَيَمُوْتَ فَاَجِدَ فِيْ نَفْسِيْ اِلَّا صَاحِبَ الْخَمْرِ فَاِنَّهٗ لَوْ مَاتَ وَدَيْتُهٗ وَذٰلِكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسُنَّهٗ۔

ہم سے عبداللہ بن عبدالوہابؒ نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن حارث نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے کہا ہم سے ابوحصین (عثمان بن عاصم اسدی) نے میں نے عمیر بن سعید سے سنا وہ کہتے تھے میں نے حضرت علیؓ سے سنا وہ کہتے تھے اگر میں کسی کو شرعی حد ماروں اور وہ مرجائے تو مجھ کو کچھ تردد نہ ہوگا (مرگیا تو مرگیا) لیکن شراب پینے والے کو حد ماروں وہ مرجائے تو میں اس کی دیت دوں گا اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب میں کوئی حد مقرر نہیں کی۔

٤٩١- حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْجُعَيْدِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنَّا نُؤْتٰى بِالشَّارِبِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِمْرَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ فَنَقُوْمُ اِلَيْهِ بِاَيْدِيْنَا وَنِعَالِنَا وَاَرْدِيَتِنَا

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا انہوں نے جعید بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے یزید بن خصیفہ سے انہوں نے سائب بن یزید سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کی شروع خلافت میں شراب پینے والا ہمارے سامنے لایا جاتا تو ہم اٹھ کر ہاتھوں جوتوں چادروں سے اس کو مارتے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کی

[1] کیوں کہ شیطان تو بنی آدم کا دشمن ہے وہ آدمی کو ذلیل کرنا چاہتا ہے جب ایسی بد دعا کی کہ تو ذلیل ہو تو گویا شیطان کو مدد دی ١٢ منہ

حَتّٰی کَانَ اٰخِرُ اِمْرَۃِ عُمَرَ فَجَلَدَ اَرْبَعِیْنَ حَتّٰی اِذَا عَتَوْا وَ فَسَقُوْا جَلَدَ ثَمَانِیْنَ۔

بَابُ ۲۴۲ مَا یُکْرَہُ مِنْ لَعْنِ شَارِبِ الْخَمْرِ وَ اِنَّہٗ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنَ الْمِلَّۃِ

۴۹۲ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ حَدَّثَنِی اللَّیْثُ قَالَ حَدَّثَنِی خَالِدُ بْنُ یَزِیْدَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ هِلَالٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ رَجُلًا عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اسْمُهٗ عَبْدَ اللّٰهِ وَکَانَ یُلَقَّبُ حِمَارًا وَّکَانَ یُضْحِكُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَلَدَهٗ فِی الشَّرَابِ فَاُتِیَ بِهٖ یَوْمًا فَاَمَرَ بِهٖ فَجُلِدَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اللّٰهُمَّ الْعَنْهُ مَا اَکْثَرَ مَا یُؤْتٰی بِهٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْعَنُوْهُ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ اَنَّهٗ یُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔

۴۹۳ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِیَاضٍ حَدَّثَنَا ابْنُ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِسَکْرَانَ

اخیر خلافت کا زمانہ ہوا اس وقت انہوں نے شرابی کو چالیس کوڑے لگائے جب لوگوں نے شرارت شروع کی اور زیادہ شراب پینا شروع کیا تو انہوں نے اسی ۸۰ کوڑے لگائے۔

باب شراب پینے والا اسلام سے باہر نہیں ہوگا نہ اس پر لعنت کرنا چاہیے۔

ہم سے یحییٰ بن بکیرؒ نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث نے کہا مجھ سے خالد بن یزید نے انہوں نے سعید بن ابی ہلال سے انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عمرؓ سے ایک شخص تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگ اس کو عبداللہ حمار کہا کرتے تھے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسایا کرتا تھا[1]۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو شراب کی حد بھی لگائی تھی ایک بار ایسا ہوا لوگ اس کو لے کر آئے (اس نے شراب پیا تھا یہ واقعہ غزوۂ خیبر میں ہوا تھا) آپ نے حکم دیا اس کو کوڑے لگائے گئے اتنے میں لوگوں میں ایک شخص (حضرت عمرؓ) بول اٹھے یا اللہ اس پر لعنت کر کمبخت کتنی بار شراب کی علت میں آچکا ہے (بار بار پیئے جاتا ہے باز نہیں آتا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا (دیکھو) اس پر لعنت نہ کرو خدا کی قسم میں تو یہی جانتا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے[2]۔

ہم سے علی بن عبداللہ بن جعفر نے بیان کیا کہا ہم سے انس بن عیاض نے کہا ہم سے عبداللہ بن شداد بن ہاد نے انہوں نے محمد بن ابراہیم سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؒ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پاس ایک متوالا لایا گیا آپؐ نے

---

[1] کیا کرتا بازار سے چیز لا کر آپ کو تحفہ کے طور پر دیتا پھر قیمت کا اس پر تقاضا ہوتا تو مالک مال کو لا کر آنحضرتؐ کے سامنے کھڑا کر دیتا کہتا قیمت تو دیجئے آپ تبسم فرماتے اور قیمت دیدیتے اسی طرح ہنسی اور مزاح کی باتیں کیا کرتا اسی لیے لوگ اسکو عبداللہ حمار کہتے یعنی گدھا بیوقوف ۱۲ منہ [2] اور اللہ اور رسول کی محبت پر ایمان کا مدار ہے اللہ اور رسول کی محبت تمام عیبوں اور گناہوں کی کیمیا ہے اس حدیث سے معتزلہ کا رد ہوا جو مرتکب کبیرہ کو کافر سمجھتے ہیں اور یہ بھی نکلا کہ کسی مسلمان معین شخص پر لعنت کرنا منع ہے البتہ غیر معین فساق اور فجار پر لعنت کرنا درست ہے اور امام بلقینی نے معین پر بھی لعنت کرنا درست رکھی ہے اور اس حدیث سے حجت لی کہ جن عورت کو (باقی بر صفحہ آئندہ)

فَاَمَرَ بِضَرْبِهٖ فَمِنَّا مَنْ يَّضْرِبُهٗ بِيَدِهٖ وَمِنَّا مَنْ يَّضْرِبُهٗ بِنَعْلِهٖ وَمِنَّا مَنْ يَّضْرِبُهٗ بِثَوْبِهٖ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ رَجُلٌ مَّا لَهٗ اَخْزَاهُ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكُوْنُوْا عَوْنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى اَخِيْكُمْ۔

اس کو حد مارنے کا حکم دیا (یا حد مارنے کے لیے اُٹھے) اب ہم میں سے کوئی اس کو ہاتھ سے مارنے لگا کوئی اپنے جوتے سے کوئی اپنے کپڑے سے جب وہ مار کھا کر لوٹا تو ایک شخص (حضرت عمرؓ) کہنے لگے کمبخت اس کو کیا ہو گیا ہے (بار بار شراب پیتا ہے) اللہ اس کو ذلیل کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہائیں اپنے بھائی کے مقابلہ میں شیطان کی مدد نہ کرو۔

بَابُ ۲۴۳ اَلسَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ

باب چور جب چوری کرتا ہے۔

۴۹۴ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِي الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

مجھ سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن داؤد نے کہا ہم سے فضیل بن غزوان نے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا زنا کرنے والا جب زنا کرتا ہے اس وقت مومن نہیں ہوتا اور چور جب چوری کرتا ہے اس وقت مومن نہیں ہوتا۔

بَابُ ۲۴۴ لَعْنِ السَّارِقِ اِذَا لَمْ يُسَمَّ

باب چور پر مطلق بے نام لیے لعنت کرنا درست ہے

۴۹۵ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهٗ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهٗ قَالَ الْاَعْمَشُ كَانُوْا يَرَوْنَ اَنَّهٗ بَيْضُ الْحَدِيْدِ وَالْحَبْلُ كَانُوْا يَرَوْنَ اَنَّهٗ مِنْهَا مَا يَسْوِيْ دَرَاهِمَ۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا مجھ سے والد نے کہا ہم سے اعمش نے کہا میں نے ابو صالح سے سُنا انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ چور پر لعنت کرے (کمبخت) انڈا چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ رسی چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے[1]۔ اعمش نے کہا لوگوں کا خیال تھا کہ انڈے سے لوہے کا خود مراد ہے اور رسی سے بھی رسی مراد ہے جو کئی (یعنی کم از کم چار) درہم کے مساوی قیمت رکھتی ہو۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) اس کا خاوند ہم بستری کے لیے بلائے وہ نہ آئے تو فرشتے صبح تک اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں میں کہتا ہوں اس حدیث سے استدلال پورا نہیں ہوتا کیوں کہ یہ عورت غیر معین ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] اس حدیث سے اہل ظاہر اور خوارج نے اس پر دلیل لی ہے کہ قلیل کثیر ہر ایک چیز کی چوری میں ہاتھ کاٹا جائے گا اور اہلحدیث اور شافعیؒ اور احمدؒ اور اکثر علماء کے نزدیک ربع دینار کی مالیت سے کم چیز کے چرانے میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دس درہم سے کم مالیت میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اس حدیث کی تاویل یوں کی ہے کہ شاید یہ اس وقت آپ نے فرمائی جب تک آپ کو یہ نہیں بتلایا گیا تھا کہ چوتھائی دینار سے کم میں قطع نہیں ہے بعضوں نے کہا اس حدیث میں بیضہ سے انڈا مراد نہیں ہے بلکہ خود جو لڑائی میں پہنتے ہیں اور رسی سے کشتی کی بڑی رسی ان کی مالیت ربع دینار سے زائد ہوتی ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ۔

بَابٌ ۲۴۵ اَلْحُدُوْدُ كَفَّارَةٌ۔

۴۹۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَجْلِسٍ فَقَالَ بَايِعُوْنِيْ عَلٰى اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَقَرَاَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ كُلَّهَا فَمَنْ وَّفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَتُهٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ اِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهٗ وَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ۔

بَابٌ ۲۴۶ ظَهْرُ الْمُؤْمِنِ حِمًى اِلَّا فِيْ حَدٍّ اَوْ حَقٍّ۔

۴۹۷ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ اَبِيْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اَلَا اَيُّ شَهْرٍ تَعْلَمُوْنَهٗ اَعْظَمُ حُرْمَةً قَالُوْا اَلَا شَهْرُنَا هٰذَا قَالَ اَلَا اَيُّ بَلَدٍ تَعْلَمُوْنَهٗ اَعْظَمُ

باب حد قائم ہونے سے گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے[1]۔

ہم سے محمد بن یوسف (فریابی یا بیکندی) نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہؒ نے انہوں نے زہریؒ سے انہوں نے ابو ادریس خولانی سے انہوں نے عبادہ بن صامتؓ سے انہوں نے کہا ہم ایک مجلس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں آپ نے فرمایا مجھ سے ان باتوں پر بیعت کرو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنانا چوری نہ کرنا زنا نہ کرنا اور یہ آیت (سورۂ ممتحنہ کی) پڑھی یاایہا النبی اذا جاءک المؤمنات اخیر آیت تک فرمایا پھر جو کوئی ان شرطوں کو پورا کرے اس کو تو اللہ کے پاس ثواب ملے گا اور جو ان گناہوں میں سے کسی گناہ میں پھنس جائے پھر اسکو (دنیا میں) سزا مل جائے (حد کھائے) تو وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہو جائے گی[2] اور جو کوئی ان گناہوں میں سے کوئی گناہ کر بیٹھے لیکن اللہ تعالیٰ (دنیا میں) اس کا قصور چھپائے رکھے تو (آخرت میں) اللہ کو اختیار ہے اگر چاہے اس کا گناہ بخش دے چاہے اس کو عذاب کرے۔

باب مسلمان کی پشت محفوظ ہے ہاں جب کوئی حد کا کام کرے تو اس کی پیٹھ پر مار لگا سکتے ہیں۔

ہم سے محمد بن عبد اللہ نے بیان کیا کہا ہم سے عاصم بن علیؓ نے کہا ہم سے عاصم بن محمدؓ نے انہوں نے واقد بن محمدؓ سے انہوں نے کہا میں نے اپنے والد محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمرؓ سے سنا کہ (میرے دادا) عبد اللہ ابن عمرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں[3] فرمایا لوگو! تم جانتے ہو کون سا مہینہ بڑی حرمت (ادب) کا ہے انہوں نے عرض کیا یہی مہینہ ذی الحجہ کا پھر آپؐ نے فرمایا کون سا شہر بڑی حرمت کا ہے لوگوں نے

[1] اہلحدیث اور شافعیؒ اور احمدؒ اور اکثر علماء کا یہی قول ہے کہ حد لگنے سے گناہ معاف ہو جاتا ہے لیکن حنفیہ سے اس کے خلاف منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ حد لوگوں کی عبرت کیلئے لگائی جاتی ہے اور گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا اور احادیث صحیحہ سے ان کا مذہب رد ہوتا ہے ۱۲ منہ [2] لیکن بزار نے مرفوعاً یوں روایت کیا میں نہیں جانتا کہ حدیں کفارہ ہیں یا نہیں اور حاکم نے اسکو صحیح کہا اس کا جواب دیا ہے کہ اول تو یہ حدیث متعدد احادیث صحیحہ کے معارض نہیں ہو سکتی کیونکہ حاکم کی تصحیح کا چنداں اعتبار نہیں ہے دوسرے یہ اس وقت کا فرمودہ ہے جب آپ کو یہ نہ بتلایا گیا ہوگا کہ حد سے گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے ۱۲ منہ [3] منا میں خطبہ سنایا دسویں تاریخ میں ۱۲ منہ

حُرْمَةً قَالُوْا أَلَا بَلَدُنَا هٰذَا قَالَ أَلَا أَيُّ يَوْمٍ تَعْلَمُوْنَهُ أَعْظَمُ حُرْمَةً قَالُوْا أَلَا يَوْمُنَا هٰذَا قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَدْ حَرَّمَ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ ثَلٰثًا كُلُّ ذٰلِكَ يُجِيْبُوْنَهُ أَلَا نَعَمْ قَالَ وَيْحَكُمْ أَوْ وَيْلَكُمْ لَا تَرْجِعُنَّ بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔

بَابُ ۲۴۷ إِقَامَةِ الْحُدُوْدِ وَالْاِنْتِقَامِ لِحُرُمَاتِ اللّٰهِ

۴۹۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا خُيِّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَأْثَمْ فَإِذَا كَانَ الْإِثْمُ كَانَ أَبْعَدَهُمَا مِنْهُ وَاللّٰهِ مَا انْتَقَمَ لِنَفْسِهِ فِيْ شَيْءٍ يُؤْتٰى إِلَيْهِ قَطُّ حَتّٰى تُنْتَهَكَ حُرُمَاتُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ۔

بَابُ ۲۴۸ إِقَامَةِ الْحُدُوْدِ عَلَى الشَّرِيْفِ وَالْوَضِيْعِ

۴۹۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُسَامَةَ كَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي امْرَأَةٍ فَقَالَ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ

عرض کیا یہی شہر (مکہ معظمہ) پھر آپ نے فرمایا کون سا دن بڑی حرمت کا ہے لوگوں نے کہا یہی دن (یعنی یوم النحر) تب آپ نے فرمایا دیکھو اللہ تعالیٰ نے تمہارے خون اور مال اور آبروئیں ایک دوسرے پر حرام کر دی ہیں مگر ہاں کسی حق کے بدل جیسے اس دن کی حرمت ہے اس شہر اس مہینے میں سن لو میں نے خدا کا حکم پہنچا دیا تین بار یہی فرمایا ہر بار لوگ جواب دیتے تھے بیشک آپ نے اللہ کا حکم پہنچا دیا پھر آپ نے فرمایا دیکھو کمبختو کہیں ایسا نہ کرنا میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافر بن جاؤ۔

باب حدوں کا قائم کرنا اور اللہ کی حرمت جو کوئی توڑے اس سے بدلہ لینا۔

ہم سے یحییٰ بن بکیرؒ نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہابؒ سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی دو کاموں میں سے ایک کام کرنے کا اختیار دیا جاتا تو آپ اس کو اختیار کرتے جو زیادہ آسان ہوتا بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہوتا اگر گناہ ہوتا تو سب لوگوں سے بڑھ کر اس سے دور رہتے اور خدا کی قسم آپ نے اپنی ذات کے لیے جب وہ آپ کے سامنے لایا گیا کسی سے بدلہ نہیں لیا[1]۔ البتہ اللہ کی حرمت کسی نے توڑی تو آپ اللہ کے لیے اس سے بدلہ لیتے[2]۔

باب اشراف اور کم ذات سب لوگوں پر برابر حد قائم کرنا (یہ نہیں کہ اشراف کو چھوڑ دینا)

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعدؒ نے انہوں نے ابن شہابؒ سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ اسامہ بن زیدؓ نے (جو آنحضرتؐ کے بڑے چہیتے تھے) ایک عورت کی سفارش کی[3]۔ آپ نے فرمایا (واہ واہ) تم سے پہلے جو امتیں گذریں وہ

[1] جس نے آپ کا کوئی ذاتی قصور کیا اس کو معاف کر دیا ۱۲ منہ [2] یہ بدلہ کچھ نفسانی جذبہ نہ تھا بلکہ حکم الٰہی کی تعمیل تھی ۱۲ منہ [3] اس کا نام فاطمہ مخزومیہ تھا جو قریش کے شریف لوگوں میں سے تھی اس عورت نے کچھ زیور چرایا تھا جب پکڑی گئی تو لوگوں نے کہا آنحضرتؐ سے اس کی کون سفارش کر سکتا ہے کہ آپ اس کا ہاتھ نہ کاٹیں کسی کی جرات نہ ہوئی آخر اسامہ نے

أَنَّهُمْ كَانُوا يُقِيمُونَ الْحَدَّ عَلَى الْوَضِيعِ وَيَتْرُكُونَ الشَّرِيفَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ فَاطِمَةُ فَعَلَتْ ذَلِكَ لَقَطَعْتُ يَدَهَا۔

باب ۲۴۹ كَرَاهِيَةِ الشَّفَاعَةِ فِي الْحَدِّ إِذَا رُفِعَ إِلَى السُّلْطَانِ

۵۰۰ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمٰنَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّتْهُمُ الْمَرْأَةُ الْمَخْزُومِيَّةُ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا مَنْ يُكَلِّمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ حِبُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا ضَلَّ مَنْ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ الضَّعِيفُ فِيهِمْ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللَّهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ يَدَهَا۔

باب ۲۵۰ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا وَفِي كَمْ يُقْطَعُ وَقَطَعَ عَلِيٌّ مِنَ الْكَفِّ وَقَالَ

اسی وجہ سے تو تباہ ہوئیں وہ کیا کرتے تھے کم ذات (غریب آدمی) پر تو (شرعی) حد قائم کرتے تھے اور شریف کو چھوڑ دیتے تھے قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر فاطمہؓ (میری بیٹی) بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں[1]۔

باب جب حد کا مقدمہ حاکم تک پہنچ جائے تو پھر سفارش کرنا منع ہے۔

ہم سے سعید بن سلیمان نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعدؓ نے انہوں نے ابن شہابؓ سے انہوں نے عروہؓ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ قریش کو ایک مخزومی عورت کی وجہ سے بڑی فکر ہوئی (وہ چوری میں گرفتار ہوئی تھی) وہ کہنے لگے اس کے مقدمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کون عرض کرے (تاکہ اس کا ہاتھ نہ کاٹیں اور کوئی سزا دیں یا معاف کر دیں) لوگوں نے کہا بھلا اتنی جرأت اسامہؓ کے سوا اور کون کر سکتا ہے وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے ہیں۔ کہہ سکتے ہیں خیر اسامہؓ نے اس کے باب میں عرض کیا آپ نے (غصے سے) فرمایا ارے تو اللہ کی حد میں سفارش کرتا ہے اس کے بعد آپ کھڑے ہو کر خطبہ سنایا فرمایا لوگو تم سے پہلے اگلی امتیں یوں ہی تو گمراہ ہوگئیں۔ وہ کیا کرتے جب کوئی شریف آدمی ان میں چوری کرتا اس کو تو چھوڑ دیتے اور جب کوئی غریب (بے وسیلہ) آدمی چوری کرتا اس پر اللہ کی حد قائم کرتے خدا کی قسم اگر فاطمہؓ محمدؐ کی بیٹی بھی چوری کرے تو محمدؐ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالے گا[2]۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ مائدہ میں) فرمانا چور مرد اور چور عورت کے ہاتھ کاٹ ڈالو

اس باب میں یہ بیان ہے کہ کتنی مالیت کے چرانے میں ہاتھ کاٹا جائے اور حضرت علیؓ نے چور کا ہاتھ پہنچے

---

[1] سبحان اللہ کیا عدل اور انصاف تھا ۱۲ منہ [2] حالانکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت فاطمہؓ کو ایسی باتوں سے محفوظ رکھا تھا مگر آنحضرتؐ نے مبالغہ کے طور پر فرمایا کہ اگر بالفرض فاطمہؓ بھی یہ حرکت کرے تو میں اس کی بھی کچھ رعایت نہ کروں اس کا بھی ہاتھ کٹوا ڈالوں مسلمانو دیکھو اسلام کی بنا کیسی سچی معدلت اور (باقی صفحہ آئندہ)

قَتَادَةُ فِي امْرَأَةٍ سَرَقَتْ فَقُطِعَتْ شِمَالُهَا لَيْسَ إِلَّا ذٰلِكَ۔

پر سے کٹوایا[۱] اور قتادہ نے کہا اگر کسی عورت نے چوری کی اور غلطی سے اس کا بایاں ہاتھ کاٹ ڈالا گیا تو بس اب داہنا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا[۲]۔

۵۰۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُقْطَعُ الْيَدُ فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چور کا ہاتھ ربع دینار کی مالیت چرانے میں کاٹا جائے گا یا اس سے زیادہ مالیت میں ابراہیم بن سعد کے اس حدیث کو عبدالرحمٰن ابن خالد اور زہری کے بھتیجے اور معمر نے بھی زہری سے روایت کیا[۳]۔

۵۰۲ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبُعِ دِينَارٍ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی ادیس نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن وہب سے انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ اور عمرہ سے ان دونوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا چور کا ہاتھ ربع دینار یا اس سے زائد کی مالیت چرانے میں کاٹا جاوے گا۔

۵۰۳ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ رض حَدَّثَتْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُقْطَعُ فِي رُبُعِ دِينَارٍ

ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے کہا ہم سے حسین معلم نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن انصاری سے انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے ان سے حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چور کا ہاتھ چوتھائی دینار میں کاٹا جائے گا۔

۵۰۴ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدہ بن سلیمان نے

(بقیہ صفحہ سابقہ) انصاف پروری پر قائم ہوئی تھی یہ خالص انصاف آپ کی پیغمبری کی بڑی نشانی ہے دنیا دار لوگ انصاف انصاف نام لیتے ہیں مگر جہاں اپنا کچھ فائدہ ہوا انصاف سے چشم پوشی کرتے ہیں ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [۱] اس کو دار قطنی نے وصل کیا ۱۲ منہ [۲] اس کو امام احمد نے تاریخ میں وصل کیا ۱۲ منہ [۳] ابن مسعودؓ نے فاقطعوا ایدیہما کے بدل فاقطعوا ایمانہما پڑھا ہے یعنی ان کے داہنے ہاتھ کاٹ ڈالو اور اسی پر عمل ہے علماء کا کہ چور کا داہنا ہاتھ کاٹا جائے گا پہلی بار کی چوری میں پھر بایاں پاؤں کاٹا جائے گا دوسری بار کی چوری میں پھر بایاں ہاتھ تیسری بار کی چوری میں پھر داہنا پاؤں چوتھی بار کی چوری میں پھر اگر چوری کرے تو کچھ اور سزا دیں گے بعضوں نے کہا قتل کریں گے ۱۲ منہ [۴] عبدالرحمٰن بن خالد کی روایت کو ذہلی نے زہریات میں اور معمر کی روایت کو امام احمدؒ نے اور زہری کے بھتیجے کی روایت کو ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں وصل کیا ۱۲ منہ

عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ يَدَ السَّارِقِ لَمْ تُقْطَعْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا فِي ثَمَنِ مِجَنٍّ حَجَفَةٍ أَوْ تُرْسٍ۔

٥٠٥ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ۔

٥٠٦ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ تَكُنْ تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي أَدْنَى مِنْ حَجَفَةٍ أَوْ تُرْسٍ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا ذُو ثَمَنٍ رَوَاهُ وَكِيعٌ وَابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ مُرْسَلًا۔

٥٠٧ حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ تُقْطَعْ يَدُ سَارِقٍ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَدْنَى مِنْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ تُرْسٍ أَوْ حَجَفَةٍ وَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا ذَا ثَمَنٍ

٥٠٨ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلٰثَةُ دَرَاهِمَ تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قِيمَتُهُ۔

انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے کہا مجھ کو حضرت عائشہؓ نے خبر دی انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا گیا مگر ڈھال کی قیمت میں۔

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے حمید بن عبدالرحمٰن نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے پھر یہی حدیث نقل کی۔

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا چور کا ہاتھ ڈھال یا سپر سے کم قیمت چیز میں نہیں کاٹا جاتا تھا یہ دونوں چیزیں قیمت دار ہیں[1] اس کو وکیع اور عبداللہ بن ادریس ودی نے ہشام سے روایت کیا انہوں نے اپنے باپ سے مرسل روایت کی۔

مجھ سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ نے کہ ہشام بن عروہ نے ہم کو اپنے والد سے خبر دی انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چور کا ہاتھ ڈھال یا سپر سے کم قیمت میں نہیں کاٹا جاتا تھا ان میں سے ہر ایک چیز قیمت دار تھی۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سپر کے بدل چور کا ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درم تھی امام مالک کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن اسحاق نے بھی روایت کیا[2] اور لیث بن سعد نے یوں کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا ان کی روایت میں ثمنہ کے بدل قیمتہ ہے[3]۔

---

[1] حدیث شریف میں حجفۃ اور ترس ہے حجفہ وہ سپر جو لکڑی یا ہڈی سے چمڑہ منڈھ کر بنائی جائے اور ترس بھی ڈھال کو کہتے ہیں مگر اس میں وہ کھال نہیں لائی جاتی ہیں قسطلانی نے کہا ڈھال کی قیمت ربع دینار سے اکثر کم نہیں ہوتی ۱۲ منہ [2] اسکو اسمٰعیلی نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] مطلب ایک ہی ہے اسکو امام مسلم نے وصل کیا ۱۲ منہ

۵۰۹ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلٰثَةُ دَرَاهِمَ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سپر کی چوری میں ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درم تھی۔

۵۱۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلٰثَةُ دَرَاهِمَ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبید اللہ سے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال کی چوری میں ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درم تھی۔

۵۱۱ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ قَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ سَارِقٍ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلٰثَةُ دَرَاهِمَ۔

مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے ابوضمرہ (انس بن عیاض) نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے نافع سے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سپر کے چور کا ہاتھ کاٹا اس کی قیمت تین درم تھی[1]

۵۱۲ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد نے کہا ہم سے اعمش نے کہا میں نے ابوصالح سے سُنا کہا میں نے ابوہریرہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ چور پر لعنت کرے انڈا چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے رسّی چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے[2]

بَابُ ۲۵۱ تَوْبَةِ السَّارِقِ

باب چور کی توبہ کا بیان۔

۵۱۳ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا

---

[1] نصاب سرقہ میں جس کے چرانے سے ہاتھ کاٹا جائے بہت اختلاف ہے بعضوں نے کہا قلیل کثیر سب ہیں۔ اہل ظاہر اور خوارج اور امام حسن بصریؒ سے ایسا منقول ہے۔ ابراہیم نخعی نے کہا چالیس درم یا چار دینار ربیعہ نے کہا ایک درم۔ بعضوں نے کہا تین درم بعضوں نے کہا ربع دینار۔ شافعیہ اور اکثر اہلحدیث نے اسی کو اختیار کیا ہے کہ ربع دینار کے پانچ درم ہوتے ہیں بعضوں نے کہا دس درم امام ابوحنیفہؒ اور ثوری نے اسی کو اختیار کیا ہے ۱۲ منہ [2] اس حدیث کو امام بخاریؒ اخیر میں لائے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ جب نصاب سرقہ میں مختلف احادیث وارد ہوئیں ہیں تو اولیٰ یہ ہے کہ اس حدیث پر عمل کریں جس میں ہر چیز کے چور پر ہاتھ کاٹنا کہا گیا ہے یعنے اہل ظاہر کے قول کو ترجیح دی اور قرآن میں بھی مطلق سارق کا لفظ ہے ۱۲ منہ۔

قَطَعَ يَدَ امْرَأَةٍ قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَتْ تَأْتِي بَعْدَ ذٰلِكَ فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَابَتْ وَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چور عورت (فاطمہ مخزومیہ) کا ہاتھ کٹوایا تھا حضرت عائشہؓ کہتی ہیں اس سزا کے بعد وہ عورت ہمارے پاس آیا کرتی بلکہ میں اس کو جو کام ہوتا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیتی غرض اس نے توبہ کی اور خوب توبہ کی[1]

۵۱۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ فَقَالَ أُبَايِعُكُمْ عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُونِي فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَأُخِذَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَطَهُورٌ وَمَنْ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ إِذَا تَابَ السَّارِقُ بَعْدَ مَا قُطِعَ يَدُهُ قُبِلَتْ شَهَادَتُهُ وَكُلُّ مَحْدُودٍ كَذٰلِكَ إِذَا تَابَ قُبِلَتْ شَهَادَتُهُ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے ابوادریس خولانی سے انہوں نے عبادہ بن صامتؓ سے انہوں نے کہا میں نے اور کئی آدمیوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی آپ نے فرمایا میں تم سے ان باتوں پر بیعت لیتا ہوں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور چوری نہ کرنا اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا اپنی طرف سے کسی پر تہمت نہ اٹھانا کسی اچھی بات میں میری نافرمانی نہ کرنا پھر جو کوئی ان شرطوں کو پورا کرے اس کا ثواب اللہ پر ہے اور جو کوئی ان میں سے کوئی خطا کر بیٹھے پھر دنیا میں سزا پائے تو وہ اس کا کفارہ ہو جائے گی اس کو پاک کر دے گی اگر اللہ تعالیٰ اس کی خطا چھپالے تو اب (آخرت میں) اللہ کا اختیار ہو گا چاہے اس کو عذاب دے چاہے معاف کر دے امام بخاریؒ نے کہا چور ہاتھ کاٹے جانے کے بعد توبہ کر لے تو اس کی گواہی قبول ہو گی اسی طرح ہر حد میں جب توبہ کر لے تو گواہی قبول ہو گی۔

[1] مطلب یہ ہے کہ چور اگر توبہ کر لے تو اب اس کی گواہی قبول ہو گی ۱۲ منہ۔

تَمَّ الْجُزْءُ السَّابِعُ وَالْعِشْرُونَ وَيَتْلُوهُ الْجُزْءُ الثَّامِنُ وَالْعِشْرُونَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى

اللہ کے فضل سے ستائیسواں پارہ تمام ہوا۔ اب خدا چاہے تو اٹھائیسواں پارہ شروع ہوتا ہے۔

اٹھائیسواں پارہ ۲۸

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كِتَابُ الْمُحَارِبِيْنَ مِنْ أَهْلِ الْكُفْرِ وَالرِّدَّةِ

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُّقَتَّلُوْا أَوْ يُصَلَّبُوْا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ۔

کتاب ان کافروں اور مرتدوں کے احکام میں جو مسلمانوں سے لڑتے ہیں

اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ مائدہ میں) فرمایا ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد مچاتے پھرتے ہیں[1] یہ ہے کہ وہ قتل کیے جائیں یا پھانسی پر چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ پاؤں الٹے سیدھے یعنی داہنے بائیں کاٹے جائیں یا جلا وطن دریا قیدی کیے جائیں[2]۔

۵۱۵ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ قِلَابَةَ الْجَرْمِيُّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرٌ مِّنْ عُكْلٍ فَأَسْلَمُوْا فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَّأْتُوْا إِبِلَ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَفَعَلُوْا فَصَحُّوْا فَارْتَدُّوْا

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے ولید بن مسلم نے کہا ہم سے امام اوزاعی نے کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے کہا مجھ سے ابو قلابہ جرمی نے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا ایسا ہوا عکل قبیلے کے چند آدمی (تین سے دس تک) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے اسلام قبول کیا پھر مدینہ کی ہوا ان کو ناموافق آئی (پیٹ پھول گئے) آخر آنحضرتؐ نے (علاج کے طور پر) ان کو یہ حکم دیا تم زکوٰۃ کے اونٹوں میں (جو شہر کے باہر رہتے تھے) چلے جاؤ۔ ان کا دودھ موت پیو انہوں نے ایسا ہی کیا جب بھلے چنگے

---

[1] مسافروں کو لوٹتے ہیں ڈاکہ مارتے ہیں رہزنی کرتے ہیں ۱۲ منہ [2] امام ابو حنیفہؒ نے نفی من الارض کے معنی قید اور حبس کے رکھے ہیں اور دوسرے لوگوں نے ملک بدر یعنی جلا وطن اور اخراج کے مطلب یہ ہے کہ حاکم اسلام کو اختیار ہے ان سزاؤں میں سے جو سزا مناسب سمجھے دے جمہور علماء یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت ان مسلمانوں کے باب میں ہے جو ملک میں ڈاکہ اور رہزنی اور فساد مچائیں بعضوں نے کہا کافروں اور مرتدوں کے باب میں یہ آیت اتری جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد شکنی کی تھی امام بخاریؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے ۱۲ منہ۔

وَقَتَلُوا رَاعِيَهَا وَاسْتَاقُوا فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ فَأُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ ثُمَّ لَمْ يَحْسِمْهُمْ حَتَّى مَاتُوا۔

ہوئے تو اسلام سے پھر گئے اور چرواہوں کو جان سے مار کر اونٹ بھی بھگا لے گئے آپ نے ان کے تعاقب میں (بیس سواروں کو) بھیجا وہ گرفتار ہو کر آئے آپ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں سیدھے الٹے کٹوائے ان کی آنکھوں میں گرم سلائی پھیری گئی ان کے زخم تلے نہیں گئے[1] یہاں تک کہ (تڑپ تڑپ کر) مر گئے[2]۔

بَابٌ ۲۵۲ لَمْ يَحْسِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحَارِبِينَ مِنْ أَهْلِ الرِّدَّةِ حَتَّى هَلَكُوا۔

باب آپ نے مرتد لڑنے والوں کے زخم داغے (تلے) نہیں یہاں تک کہ وہ (خون بہہ بہہ کر) مر گئے۔

۵۱۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ أَبُو يَعْلَى حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ الْعُرَنِيِّينَ وَلَمْ يَحْسِمْهُمْ حَتَّى مَاتُوا۔

ہم سے محمد بن صلت ابو یعلی توزی نے بیان کیا کہا ہم سے ولید بن مسلم نے کہا مجھ سے اوزاعی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابو قلابہ سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرینہ کے لوگوں کو داغا نہیں یہاں تک کہ وہ (خون بہتے بہتے) مر گئے[3]۔

بَابٌ ۲۵۳ لَمْ يُسْقَ الْمُرْتَدُّونَ الْمُحَارِبُونَ حَتَّى مَاتُوا۔

باب مرتد لڑنے والوں کو پانی بھی نہ دینا یہاں تک کہ پیاس سے مر جائیں۔

۵۱۷ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ وُهَيْبٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَدِمَ رَهْطٌ مِنْ عُكْلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا فِي الصُّفَّةِ فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَبْغِنَا رِسْلًا فَقَالَ مَا أَجِدُ لَكُمْ إِلَّا أَنْ تَلْحَقُوا بِإِبِلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَوْهَا فَشَرِبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا حَتَّى صَحُّوا

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا انہوں نے وہیب بن خالد سے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے ابو قلابہ سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا عکل قبیلے کے کچھ لوگ (سنہ ۶ ہجری میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے یہ لوگ مسجد کے سائباں میں ٹھہرے وہیں رہا کرتے تھے ان کو مدینہ کی ہوا ناموافق آئی وہ کہنے لگے یا رسول اللہ ہم کو دودھ منگوا دیجیے[4] آپ نے فرمایا دودھ کہاں سے لاؤں البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ تم پیغمبر صاحب کے اونٹوں میں چلے جاؤ (وہیں چند روز رہو دودھ پیو) آخر وہ اونٹوں میں چلے گئے اور دودھ اور موت

---

[1] تاکہ خون بند ہو جاتا بلکہ یوں ہی چھوڑ دیے گئے ۱۲ منہ [2] یہ حدیث اوپر کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے آپ نے ایسی سخت سزا ان کو دی درحقیقت ہزاروں لاکھوں آدمیوں پر رحم کیا ان کی جان بچائی ۱۲ منہ [3] کیونکہ ان کا مارنا مقصود تھا ۱۲ منہ [4] کیونکہ اپنے ملک میں ہم دودھ پر گزارہ کیا کرتے تھے ۱۲ منہ

وَسَمِنُوا وَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّرِيخُ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي آثَارِهِمْ فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارُ حَتَّى أُتِيَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِمَسَامِيرَ فَأُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ وَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَمَا حَسَمَهُمْ ثُمَّ أُلْقُوا فِي الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُونَ فَمَا سُقُوا حَتَّى مَاتُوا قَالَ أَبُو قِلَابَةَ سَرَقُوا وَقَتَلُوا وَحَارَبُوا اللهَ وَرَسُولَهُ

پینے لگے اچھے تندرست اور موٹے تازے ہو گئے (اس احسان کا بدلہ یہ کیا کہ) چرواہے کو جان سے مار ڈالا اور اونٹ بھی ہانک لے گئے ایک چلانے والے نے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی آپ نے تلاش کرنے والے سواروں کو ان کے پیچھے روانہ کیا ابھی دن نہیں چڑھا تھا کہ وہ سب گرفتار ہو کر آئے آپ نے حکم دیا سلائیاں گرم کی گئیں وہ ان کی آنکھوں میں پھرائی گئیں پھر اُلٹے سیدھے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوائے ان کو داغا نہیں (خون بہنے دیا) اس کے بعد مدینہ کی پتھریلی زمین میں ڈال دیئے گئے (پیاس کے مارے) پانی مانگتے تھے لیکن کسی نے پانی نہ دیا یہاں تک کہ مر گئے۔ ابو قلابہ (راوی) نے کہا ان لوگوں نے (بڑے بڑے سخت جرم کیے تھے) اونٹوں کی چوری چرواہے کو (ناحق) جان سے مار ڈالا اللہ اور اس کے رسول سے لڑنا[1]

بَابٌ ۲۵۴ سَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيُنَ الْمُحَارِبِينَ

باب مرتد لڑنے والوں کی آنکھوں میں سلائی پھروانا۔

۵۱۸ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَهْطًا مِنْ عُكْلٍ أَوْ قَالَ عُرَيْنَةَ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ مِنْ عُكْلٍ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِقَاحٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوا فَيَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَشَرِبُوا حَتَّى بَرِءُوا قَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا النَّعَمَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُدْوَةً

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سے انہوں نے ابو قلابہ سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے عکل یا عرینہ کے کچھ لوگ میں سمجھتا ہوں عکل کا لفظ کہا مدینے میں آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چند (دودھیل) اونٹنیاں دلوائیں اور فرمایا ان کو لے کر (جنگل میں) چلے جاؤ ان کا دودھ موت پیو (کیونکہ وہ بیمار ہو گئے تھے) انہوں نے ایسا ہی کیا دودھ موت پیتے رہے جب بھلے چنگے ہوئے تو (نیکی برباد گناہ لازم) چرواہے (بیچارے) کو جان سے مار ڈالا اور اونٹنیاں ہنکا کر لے بھاگے یہ خبر صبح سویرے آپ کو پہنچی آپ نے

[1] کہ اس طرح اونٹ لے کر بھاگے جاتے ہیں ۱۲ منہ [2] اسلام سے پھر جانا نیکی کے بدل برائی نمک حرامی جس رکابی میں کھائیں اسی میں چھید کرنا۔ تو ایسے نمک حراموں بدمعاشوں کے لیے ایسی ہی سخت سزا واجبی تھی تاکہ دوسروں کو عبرت ہو ۱۲ منہ۔

فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِيْ آثَارِهِمْ فَمَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ حَتّٰى جِيْءَ بِهِمْ فَاَمَرَ بِهِمْ فَقَطَعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ اَعْيُنَهُمْ فَاُلْقُوْا بِالْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ فَلَا يُسْقَوْنَ قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ سَرَقُوْا وَقَتَلُوْا وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔

سواروں کو (جن کے افسر کرز بن جابر تھے) ان کے تعاقب میں بھیجا ابھی دن نہیں چڑھا تھا کہ وہ سب گرفتار ہو کر آئے آپ نے حکم دیا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے ان کی آنکھوں میں گرم سلائی پھیری گئی اور مدینہ کی پتھریلی زمین میں ڈال دیئے گئے پانی مانگتے تھے لیکن پانی نہیں دیا گیا (یہاں تک کہ مر گئے) ابو قلابہ راوی نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے چوری کی خون کیا ایمان لانے کے بعد پھر کافر ہو گئے اور اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کی۔

بَابُ ٢٥٥ فَضْلِ مَنْ تَرَكَ الْفَوَاحِشَ۔

باب جو شخص بے حیائی کے کام (جیسے زنا غلام وغیرہ) چھوڑ دے اس کی فضیلت۔

٥١٩ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَاَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ فِيْ خَلَاءٍ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسْجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ اِلٰى نَفْسِهَا قَالَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی انہوں نے عبیداللہ بن عمر عمری سے انہوں نے خبیب بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے حفص بن عاصم سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا قیامت کے دن سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ (عاطفت) میں رکھے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا دوسرا کوئی سایہ نہ ہوگا ایک تو عادل بادشاہ کو دوسرے اس جوان کو جو جوانی کی امنگ سے اللہ کی عبادت میں مشغول رہا (گناہوں سے پرہیز کرتا رہا اسی حال میں مرا) تیسرے اس شخص کو جس نے تنہائی (خلوت) میں اللہ کو یاد کیا اور (خوف خدا سے) اس کے آنسو جاری ہو گئے چوتھے اس شخص کو جس کا دل مسجد سے لگا رہتا ہے[1] پانچویں ان دو شخصوں کو جنہوں نے خالص خدا کی رضامندی کے لیے آپس میں محبت رکھی[2] چھٹے اس مرد کو جس کو ایک عالی خاندان خوبصورت عورت نے حرامکاری کے لیے بلایا لیکن اس نے (قبول

---

[1] ایک نماز پڑھ کر آتا ہے تو دوسری نماز کے انتظار میں رہتا ہے ١٢ منہ [2] نہ کسی دنیاوی غرض یا مطلب سے۔ ہمارے زمانہ میں اس قسم کی محبت تو بالکل مفقود ہو رہی ہے اگر الا ماشاء اللہ شاذ و نادر کہیں نکلے تو شاید اہل حدیث میں آپس میں ہو باقی جس فرقہ میں دیکھو۔ اللہ کے لیئے محبت رکھنے والے بالکل عنقا ہو رہے ہیں ١٢ منہ۔

وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا صَنَعَتْ يَمِينُهُ۔

نہ کیا) کہنے لگا میں اللہ سے ڈرتا ہوں ساتویں اس شخص کو جس نے نفل صدقہ اتنا چھپا کر دیا کہ بائیں ہاتھ کو بھی جو داہنے ہاتھ نے دیا اس کی خبر نہ ہوئی۔

٥٢٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ وَحَدَّثَنِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَكَّلَ لِي مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ وَمَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ تَوَكَّلْتُ لَهُ بِالْجَنَّةِ۔

ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا کہا ہم سے عمر بن علی نے دوسری سند امام بخاری نے کہا اور مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا کہا ہم سے عمر بن علی نے کہا ہم سے ابو حازم (سلمہ بن دینار) نے انہوں نے سہل بن سعد ساعدی سے انہوں نے کہا آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ سے اپنی شرمگاہ اور اپنی زبان کا ضامن[1] ہو تو میں اس کے لئے بہشت کا ضامن ہوتا ہوں[2]۔

بَابُ ٢٥٢ إِثْمِ الزُّنَاةِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَا يَزْنُونَ۔ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاءَ سَبِيلًا ٥

باب زنا کرنے والوں کا گناہ اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ فرقان میں) فرمایا اور زنا نہیں کرتے اور (سورۂ بنی اسرائیل میں) فرمایا زنا کے پاس بھی نہ پھٹکو کیونکہ زنا بڑی بے حیائی اور بڑی بدچلنی ہے۔

٥٢١۔ أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ أَخْبَرَنَا أَنَسٌ قَالَ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا لَا يُحَدِّثُكُمُوهُ أَحَدٌ بَعْدِي سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ وَإِمَّا قَالَ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا

ہم سے داؤد بن شبیب نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام نے انہوں نے قتادہ سے کہا ہم کو انس نے خبر دی انہوں نے کہا میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میرے بعد پھر تم سے کوئی اس کو بیان نہیں کرے گا[3] میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے قیامت کی نشانیوں میں یہ ہے یا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک یہ باتیں نہ لیں دین کا علم دنیا سے اٹھ جانا اور جہالت پھیل جانا[4]، شراب کا استعمال بہت ہونا، زنا علانیہ ہونا، مردوں

[1] شرمگاہ سے حرام کاری نہ کرے اور زبان سے برے الفاظ نہ نکالے ۱۲ منہ [2] اکثر گناہ دنیا میں انہی دونوں چیزوں سے صادر ہوتے ہیں جس نے ان دونوں کو بند میں رکھا وہ کامیاب ہوگیا ۱۲ منہ [3] یعنی ایسا شخص جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو، کیونکہ انسؓ سب صحابہ کے بعد بصرے میں مرے ۱۲ منہ [4] جیسے ہمارے زمانہ میں ہو رہا ہے فیصدی ایک مسلمان بھی ایسا نہیں نکلتا جو اپنے بچوں کو دین کا علم سکھائے جس کو دیکھو بس دنیا کمانے کی فکر میں ہے اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل یہ سمجھنا چاہیئے کہ اس نے اس زمانہ میں دین کی کتابوں کے اردو میں ترجمے کرا دیئے، اگر یہ ترجمے نہ ہوئے ہوتے تو شاید دین کی باتیں جاننے والا ہزار مسلمانوں میں ایک بھی نہ نکلتا کیونکہ عربی زبان کی تحصیل کرنے والے بہت کم لوگ ہیں ۱۲ منہ۔

وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ۔

٥٢٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى اَخْبَرَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِي الْعَبْدُ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَشْرَبُ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ عِكْرِمَةُ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍؓ كَيْفَ يُنْزَعُ الْاِيْمَانُ مِنْهُ قَالَ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ ثُمَّ اَخْرَجَهَا فَاِنْ تَابَ عَادَ اِلَيْهِ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ۔

٥٢٣- حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِي الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَشْرَبُ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّالتَّوْبَةُ مَعْرُوْضَةٌ بَعْدُ

٥٢٤- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ وَّ

کی کمی عورتوں کی اتنی کثرت کہ پچاس عورتوں کی خبر ایک مرد لیا کرے گا۔[1]

ہم سے محمد بن مثنی نے بیان کیا کہا ہم کو اسحاق بن یوسف نے خبر دی کہا ہم کو فضیل بن غزوان نے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زنا کرنے والا جب زنا کرتا ہے اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا، اور چور جس وقت چوری کرتا ہے اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا، اور شرابی جس وقت شراب پیتا ہے اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا، اور قاتل جس وقت مسلمان کو قتل کرتا ہے اس وقت مومن نہیں ہوتا[2]، عکرمہ نے کہا میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا ایمان کیسے الگ ہو جاتا ہے، انہوں نے کہا اس طرح سے پہلے انگلیوں کو قینچی کیا پھر نکال لیں اور کہا اگر وہ توبہ کرتا ہے تو پھر ایمان اس میں اس طرح لوٹ کر آجاتا ہے انگلیوں کو قینچی کیا۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ذکوان سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زنا کرنے والا جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور چور جب چوری کرتا ہے اس وقت مومن نہیں ہوتا، اور شرابی جب شراب پیتا ہے اس وقت مومن نہیں ہوتا پران سب آدمیوں کے لئے توبہ کا موقع باقی ہے۔[3]

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے کہا مجھ سے منصور بن معتمر اور

---

[1] قسطلانی نے کہا شاید یہ اس زمانہ میں ہوگا جب زمین میں کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا اس وقت کے لوگ جہالت سے پچاس پچاس عورتیں رکھیں گے میں کہتا ہوں یہ امر تو ہمارے زمانہ میں بھی موجود ہے۔ بہت سے رئیس اور امیر لوگ باوجودیکہ ایک عورت کو بھی سنبھالنے کی قوت نہیں رکھتے لیکن ہوس کے مارے انہوں نے سوسو دو دو سو بلکہ ہزار ہزار بی بیاں اور خواصین رکھ چھوڑی ہیں اللہ ان کو ہدایت کرے ١٢ منہ

[2] ان گناہوں کے وقت ایمان اس سے الگ ہو جاتا ہے ١٢ منہ [3] توبہ کریں تو پھر مومن ہو سکتے ہیں، اس حدیث سے اہل حدیث کا مذہب ثابت ہوا کہ ایمان میں اعمال صالحہ داخل ہیں ١٢ منہ

سُلَيْمَانُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مِنْ أَجْلِ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ قَالَ يَحْيَى وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي وَاصِلٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِثْلَهُ قَالَ عَمْرٌو فَذَكَرْتُهُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ وَكَانَ حَدَّثَنَا عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ وَمَنْصُورٍ وَوَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ قَالَ دَعْهُ دَعْهُ ۔

سلیمان اعمش دونوں نے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے میسرہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ کے نزدیک کون سا گناہ بڑا ہے آپ نے فرمایا یہ گناہ کہ تو اللہ کا برابر والا کسی اور کو ٹھیراتے حالاں کہ تجھ کو اللہ ہی نے پیدا کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر کون سا گناہ آپ نے فرمایا پھر یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالے کہ ان کو کھلانا پلانا پڑے گا میں نے عرض کیا پھر کون سا گناہ آپ نے فرمایا اپنے ہمسایہ کی جورو سے زنا کرے، یحییٰ بن سعید قطان نے کہا، اور ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا کہا مجھ سے واصل بن حبان نے، انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر یہی حدیث نقل[1] کی عمرو بن علی فلاس نے کہا میں نے یہ حدیث عبدالرحمان بن مہدی سے بیان کی، عبدالرحمان بن مہدی نے ہم سے یہ حدیث یوں نقل کی تھی[2]، سفیان ثوری سے انہوں نے اعمش اور منصورؓ سے انہوں نے واصل سے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے ابو میسرہ سے تو انہوں نے کہا اس سند کو جانے بھی دے جانے بھی دے (چھوڑ دے)۔

بَابُ رَجْمِ الْمُحْصَنِ

باب محصن[3] کو زنا کی علت میں سنگسار کرنا

وَقَالَ الْحَسَنُ مَنْ زَنَى بِأُخْتِهِ حَدُّهُ حَدُّ الزَّانِي ۔

اور امام حسن بصری نے کہا اگر کوئی شخص اپنی بہن سے زنا کرے تو اس پر زنا کی حد پڑے گی[4]

[1] جس میں ابو میسرہ کا ذکر نہیں ہے ۱۲ منہ [2] جس میں ابو وائل اور عبداللہ بن مسعودؓ کے بیچ میں ابو میسرہ کا واسطہ نہیں ہے ۱۲ منہ [3] محصن اس کو کہتے ہیں جو نکاح صحیح کر کے جماع کر چکا ہو ایسا شخص اگر زنا کرے تو ہماری شریعت میں اس کو پتھروں سے مار ڈالنا یعنی رجم کرنا چاہیئے ۱۲ منہ [4] اگر غیر محصن ہے تو سو کوڑے پڑیں گے اگر محصن ہے تو سنگسار کیا جائے گا یہ قول لا کر امام بخاری نے اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کیا کہ جو کوئی محرم عورت سے زنا کرے وہ قتل کیا جائے اور ابو داؤد اور دار قطنی نے براء سے نکالا میں اپنے ماموں سے ملا ان کے ساتھ ایک جھنڈا تھا انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بھیجا ہے اس لئے کہ میں ایک شخص کو قتل کروں جس نے اپنے باپ کی جورو سے نکاح کر لیا ہے۔ ہمارے امام احمد بن حنبل اسی کے قائل ہیں کہ محرم سے زنا کرنے کی سزا قتل ہے محصن ہو یا غیر محصن

٥٢٥ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ رض حِينَ رَجَمَ الْمَرْأَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقَالَ قَدْ رَجَمْتُهَا بِسُنَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے سلمہ بن کہیل نے کہا میں نے شعبی سے سنا وہ حضرت علیؓ سے نقل کرتے تھے جب انہوں نے جمعہ کے دن ایک عورت (شراحہ ہمدانیہ) کو رجم کیا تو کہنے لگے میں نے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق رجم کیا[1]۔

٥٢٦ - حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفٰى رض هَلْ رَجَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ قَبْلَ سُورَةِ النُّورِ أَمْ بَعْدُ قَالَ لَا أَدْرِي

مجھ سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن عبداللہ طحان نے انہوں نے سلیمان شیبانی سے کہا میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ہے انہوں نے کہا ہاں میں نے پوچھا سورۂ نور کے اترنے سے پہلے[2] یا اس کے بعد انہوں نے کہا یہ مجھ کو معلوم نہیں[3]۔

٥٢٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَهُ أَنَّهُ قَدْ زَنٰى فَشَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَ وَكَانَ قَدْ أُحْصِنَ

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس نے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے ایک شخص اسلم قبیلے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا (ماعز نامی) اس نے بیان کیا کہ میں نے زنا کی اور چار بار زنا کا اقرار کیا (اپنے اوپر گواہی دی) تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے رجم (سنگسار کرنے کا حکم دیا وہ رجم کیا گیا وہ محصن تھا[4]۔

بَابٌ ٢٥٨ لَا يُرْجَمُ الْمَجْنُونُ وَالْمَجْنُونَةُ

باب اگر دیوانہ یا دیوانی زنا کرے تو اس کو رجم نہ کریں گے[5]

---

[1] اسمٰعیلی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اللہ کی کتاب کے موافق کوڑے لگائے ہمارے امام احمد اور بعض علماء کا یہی قول ہے کہ زانی محصن کو پہلے سو کوڑے لگائیں گے پھر کوڑے لگا کر رجم کریں گے لیکن جمہور علماء کہتے ہیں کوڑے نہ لگائیں صرف رجم کریں گے امام احمد سے بھی ایک روایت ایسی ہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماعز اسلمی کو رجم کرایا اس میں کوڑے مارنے کا ذکر نہیں ہے ۱۲ منہ [2] جس میں زنا میں سو کوڑے لگانے کا حکم ہے ۱۲ منہ [3] گو عبداللہ بن ابی اوفیٰ کو اس کا علم نہ ہو مگر دوسری روایتوں سے ثابت ہے کہ آنحضرتؐ نے اس سورت کے اترنے کے بعد رجم کیا کیونکہ سورۂ نور ۳ھ یا ۵ھ یا ۶ھ ہجری میں اتری اور ابوہریرہؓ خود ایک رجم میں شریک تھے حالانکہ ابوہریرہؓ ۷ھ ہجری میں مسلمان ہوئے ہیں بعد جنگ خیبر کے تو سورۂ نور کی آیت خاص ہوگی غیر محصن سے اور یہ تخصیص حدیث مشہور سے جائز ہے رجم کی حدیث مشہور ہے علاوہ اس کے قرآن کی آیت میں رجم موجود تھا الشیخ والشیخۃ اذا زنیا اخیر تک مگر اس آیت کی تلاوت منسوخ ہو گئی اور حضرت عمرؓ نے برسر منبر فرمایا رجم اللہ کی کتاب میں ہے ایسا نہ ہو آئندہ کوئی شخص یہ کہے میں رجم کا حکم اللہ کی کتاب میں نہیں پاتا اور حضرت عمرؓ اور علیؓ نے اپنی اپنی خلافتوں کے زمانہ میں برابر رجم کیا اس لئے جو کوئی اس کا انکار کرے وہ بدعتی اور گمراہ ہے ۱۲ منہ [4] یعنی اس کا نکاح ہو چکا تھا ۱۲ منہ [5] جب جنون کی حالت میں زنا کے مرتکب ہوں اگر زنا کے بعد دیوانے ہو جائیں تو رجم میں دیر نہ کریں گے مگر کوڑے اس وقت تک نہ ماریں گے جب تک ان کی دیوانگی رفع نہ ہو ۱۲ منہ

وَقَالَ عَلِيٌّ لِعُمَرَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يُفِيقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يُدْرِكَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ۔

اور حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کیا تم کو یہ معلوم نہیں کہ تین آدمی مرفوع القلم ہیں ایک تو دیوانہ جب تک سیانا نہ ہو دوسرے بچہ جبتک جوان نہ ہو تیسرے سونے والا جب تک بیدار نہ ہو[۱]

۵۲۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ حَتَّى رَدَّدَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبِكَ جُنُونٌ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ أَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ فَكُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَهُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلَّى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ فَأَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے امام لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابوسلمہ اور سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا ایک شخص (ماعز بن مالک اسلمی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس وقت آپ مسجد میں تھے اس نے آپ کو آواز دی کہنے لگا یارسول اللہ میں نے زنا کی آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا یہاں تک کہ چار بار اس نے یہی کہا جب چار بار اس نے اپنے اوپر گواہی دی (چار بار اقرار کیا) تو آپ نے اُس کو اپنے پاس بلایا پوچھا کیا تجھ کو جنون ہے (تو دیوانہ ہے) وہ کہنے لگا نہیں (میں دیوانہ نہیں ہوں) آپ نے فرمایا کیا [illegible] ہے (تیرا نکاح ہو چکا ہے) اس نے کہا جی ہاں آپ نے صحابہ سے فرمایا اس کو لے جاؤ سنگسار کرو ابن شہاب نے کہا مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے جابر بن عبداللہ سے سُنا ہے (یعنے ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے) جابر نے کہا میں بھی ان لوگوں میں شریک تھا جنہوں نے اس کو رجم کیا ہم لوگوں نے عیدگاہ میں لے جا کر اس کو رجم کیا جب اس کو پتھروں کی مار سے بیقراری ہوئی تو لگا بھاگنے (ہم اس کے پیچھے چلے) مدینہ کے پتھریلے میدان میں اس کو پایا اور رجم کر ڈالا[۲]

بَابٌ ۲۵۹ لِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ

باب زنا کرنے والے کے لئے پتھروں کی سزا ہے

۵۲۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے

---

[۱] اس کو بغوی نے جعدیات میں وصل کیا ہوا یہ تھا کہ حضرت عمرؓ کے سامنے ایک عورت دیوانی لائی گئی وہ حاملہ بھی تھی اس نے زنا کرائی تھی حضرت عمرؓ نے اس کو رجم کرنا چاہا اس وقت حضرت علیؓ نے یہ حدیث سنائی حضرت عمرؓ نے کہا تم سچ کہتے ہو اس کو چھوڑ دیا اس کو ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان نے بھی نکالا ان کی روایتوں میں یہ نہیں ہے کہ وہ حاملہ تھی ۱۲ منہ [۲] مارے پتھروں کے مار ڈالا ایک روایت میں یوں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا تم نے اس کو چھوڑ کیوں نہیں دیا شاید وہ توبہ کرتا اور اللہ اس کا قصور معاف کر دیتا اس کو ابوداؤد نے نکالا اور حاکم اور ترمذی نے صحیح کہا اسی حدیث سے شافعیہ نے حجت لی ہے کہ اگر رجم اقرار کی بنا پر ہو رہا ہو اور وہ بھاگے تو رجم ساقط ہو گا مالکیہ کے نزدیک ساقط نہ ہو گا بلکہ اس کے پیچھے پڑ کر اس کو رجم کر ڈالیں ۱۲ منہ

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتِ اخْتَصَمَ سَعْدٌ وَابْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ زَادَلَنَا قُتَيْبَةُ عَنِ اللَّيْثِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ۔

ابن شہاب سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے انہوں نے کہا سعد بن ابی وقاص اور عبد ابن زمعہ نے (عبد الرحمٰن ایک بچہ میں جھگڑا کیا[1]۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ کیا عبد بن زمعہ یہ بچہ تو لے بچہ اسی کو ملے گا جس کی جورو یا لونڈی کے پیٹ سے وہ پیدا ہو سودہ تو اس بچہ سے پردہ کر امام بخاری نے کہا اس حدیث میں قتیبہ نے لیث سے اتنا اور زیادہ کیا ہے۔ زنا کرنے والے پر پتھر پڑیں گے۔

۵۳۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رض قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے محمد بن زیاد نے کہا میں نے ابوہریرہ رضؓ سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچہ اسی کو ملتا ہے جس کی جورو یا لونڈی سے وہ پیدا ہو اور حرام کار کے لئے پتھر ہیں۔

بَابُ ۲۶ الرَّجْمِ فِي الْبَلَاطِ

باب بلاط میں رجم کرنا[2]

۵۳۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَهُودِيٍّ وَيَهُودِيَّةٍ قَدْ أَحْدَثَا جَمِيعًا فَقَالَ لَهُمْ مَا تَجِدُونَ فِي كِتَابِكُمْ قَالُوا إِنَّ أَحْبَارَنَا أَحْدَثُوا تَحْمِيمَ الْوَجْهِ وَالتَّجْبِيَةَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ ادْعُهُمْ يَا رَسُولَ اللهِ بِالتَّوْرَاةِ فَأُتِيَ بِهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ وَجَعَلَ يَقْرَأُ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهُ ابْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ فَإِذَا آيَةُ الرَّجْمِ

ہم سے محمد بن عثمان نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن مخلد نے انہوں نے سلیمان بن بلال سے کہا مجھ سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن عمر رضؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی (نام نامعلوم) اور ایک یہودن (بسرہ نامی) لائے گئے انہوں نے بدکاری کی تھی آنحضرتؐ نے یہودیوں سے پوچھا تم اپنی کتاب (تورات شریف) میں اس کی سزا کیا پاتے ہو وہ کہنے لگے ہمارے عالموں (مولویوں) نے تو منہ کالا کرنا دم کی طرف منہ کر کے سوار کرانا[3] اس کی سزا فرمائی ہے یہ سن کر عبداللہ بن سلام نے عرض کیا یارسول اللہ توراۃ شریف تو ان سے منگوا لیجیے (آپ نے منگوائی) وہ آئی ایک یہودی نے کیا کیا رجم کی آیت پر تو اپنا ہاتھ رکھ دیا اور اس سے پہلے اور بعد کی آیتیں پڑھنے لگا عبداللہ بن سلام نے اس سے کہا ذرا اپنا ہاتھ تو اُٹھا جب اس نے ہاتھ اُٹھایا تو رجم کی آیت اس

---

[1] جو زمعہ کی لونڈی کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا ۱۲ منہ [2] بلاط ایک مقام کا نام تھا مسجد نبوی کے سامنے وہاں پتھروں کا فرش تھا ۱۲ منہ [3] یعنے گدھے پر دُم کی طرف منہ کر کے بٹھانا اور پھرانا بعضوں نے کہا تجبیہ کے معنے یہ ہیں کہ ایک جانور پر زانی اور زانیہ کو اس طرح بٹھانا کہ ایک کا منہ ایک طرف رہے اور دوسرے کا دوسری طرف بعضوں نے کہا جھکا کر کھڑا کرانا جیسے رکوع کرتے ہیں ۱۲ قسطلانی +

تَحْتَ يَدِهٖ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَرُجِمَا عِنْدَ الْبَلَاطِ فَرَأَيْتُ الْيَهُوْدِيَّ أَحْنٰى عَلَيْهَا۔

کے ہاتھ تلے نکل آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا وہ دونوں رجم کیے گئے عبداللہ بن عمر کہتے ہیں دونوں بلاط پاس رجم کیے گئے اور میں نے دیکھا یہودی یہودن پر جھک گیا تھا[ع]۔

بَابُ[۲۶] الرَّجْمِ بِالْمُصَلّٰى

باب عیدگاہ میں رجم کرنا[لہ]۔

۵۳۲۔ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَسْلَمَ جَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَا فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا قَالَ أَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ فَأُدْرِكَ فَرُجِمَ حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا وَصَلّٰى عَلَيْهِ لَمْ يَقُلْ يُوْنُسُ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ فَصَلّٰى عَلَيْهِ۔

مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے ایک شخص اسلم قبیلے کا (ماعز بن مالک) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور زنا کا اقرار کیا کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا، یہاں تک کہ اس نے چار بار اپنے اوپر گواہی دی (چار بار زنا کا اقرار کیا) تب آپ نے اس سے پوچھا کہیں تو دیوانہ تو نہیں ہے وہ کہنے لگا نہیں پھر آپ نے پوچھا تیرا نکاح ہو چکا ہے کہنے لگا جی ہاں پھر آپ نے اس کے رجم کرنے کا صحابہ کو حکم دیا وہ عیدگاہ میں رجم کیا گیا جب پتھروں کی مار اس کو لگی تو بھاگ نکلا لیکن لوگوں نے پتھریلے میدان میں اس کو پکڑ پایا وہاں مارا یہاں تک کہ مر گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں اچھا کلمہ کہا اور اس پر جنازے کی نماز پڑھی[لہ] یونس اور ابن جریج نے زہری سے فصلی علیہ کا لفظ بیان نہیں کیا۔

لہ یعنی عیدگاہ کے پاس یا خود عیدگاہ میں کیونکہ عیدگاہ کا حکم مسجد کا نہیں ہے اور اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ عورتوں کو بھی عیدگاہ میں آنے کا حکم دیا جیسے اوپر گزر چکا ہے ۱۲ منہ [لہ] ایک روایت میں یوں ہے کہ نہیں پڑھی مگر اثبات مقدم ہے نفی پر اور جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ امام بھی اس پر نماز پڑھے، اور امام احمد سے یہ منقول ہے کہ امام اور اہل فضل کو اُس پر نماز پڑھنا مکروہ ہے باقی لوگ پڑھ لیں لیکن غامدیہ کی حدیث میں یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی اور فرمایا اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ستر آدمیوں پر تقسیم کی جائے تو اُن سب کو کافی ہو دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے ماعز کے حق میں بھی فرمایا کہ کوئی توبہ ماعز کی توبہ سے افضل نہیں ہے ایک روایت میں ہے ماعز نے ایسی توبہ کی کہ اگر ایک امت پر بانٹ دی جائے تو سب کو کافی ہو نسائی کی روایت میں یوں ہے میں نے ماعز کو دیکھا وہ بہشت کی نہروں میں غوطہ لگا رہا ہے عیش کر رہا ہے۔ سبحان اللہ گو ماعز سے ایک قصور ہو گیا مگر اس قصور کی انہوں نے ایسی تلافی کی کہ بایدوشاید اپنی جان کی کچھ پرواہ نہ کی اور خوشی سے توبہ کر کے جان دی میرے نزدیک تو تمام جہان کے درویشوں اور فقیروں سے جو صحابی نہیں ہیں ماعز کا مرتبہ کہیں افضل اور اعلیٰ ہے رضی اللہ عنہ وارضاہ ۱۲ منہ۔

ع اس کو پتھروں کی مار سے بچاتا تھا ۱۲ منہ۔

بَابٌ ٦٦٢ مَنْ اَصَابَ ذَنْبًا دُوْنَ الْحَدِّ فَاَخْبَرَ الْاِمَامَ فَلَا عُقُوْبَةَ عَلَيْهِ بَعْدَ التَّوْبَةِ اِذَا جَاءَ مُسْتَفْتِيًا قَالَ عَطَاءٌ لَمْ يُعَاقِبْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَلَمْ يُعَاقِبِ الَّذِيْ جَامَعَ فِيْ رَمَضَانَ وَلَمْ يُعَاقِبْ عُمَرُ صَاحِبَ الظَّبْيِ وَفِيْهِ عَنْ اَبِيْ عُثْمٰنَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۵۳۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض اَنَّ رَجُلًا وَقَعَ بِامْرَاَتِهٖ فِيْ رَمَضَانَ فَاسْتَفْتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ هَلْ تَسْتَطِيْعُ صِيَامَ شَهْرَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَاَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَتٰى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ احْتَرَقْتُ قَالَ مِمَّ ذَاكَ قَالَ وَقَعْتُ بِامْرَاَتِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ لَهٗ تَصَدَّقْ قَالَ مَا

باب۔ اگر کسی نے حد سے کم درجہ کا کوئی گناہ کیا[1] پھر امام سے مسئلہ پوچھنے آیا اس کو خبر دی تو اب توبہ کے بعد اس کو کوئی سزا نہ دی جائیگی عطا بن ابی رباح نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کوئی سزا نہیں دی[2] اور ابن جریج نے کہا کہ آنحضرت نے اس کو کوئی سزا نہیں دی (سلمہ بن صخر کو) جس نے دن کو رمضان میں جماع کیا تھا[3] اور حضرت عمرؓ نے اس شخص (قبیصہ بن جابر) کو کوئی سزا نہیں دی جس نے (احرام کی حالت میں) ہرن کا شکار کر لیا تھا (بلکہ ایک بکری قربانی کرنے کا حکم دیا اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا) اور اسی باب میں وہ حدیث مروی ہے جو ابو عثمان نہدی سے روایت کی ابن مسعودؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم[4] سے۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے حمید بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا ایک شخص (سلمہ بن صخر یا اور کسی) نے رمضان میں اپنی عورت سے صحبت کی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا تجھ کو ایک بردے کا مقدور ہے وہ کہنے لگا نہیں آپ نے فرمایا اچھا دو مہینے روزے رکھ سکتا ہے وہ کہنے لگا نہیں فرمایا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے اور لیث بن سعد نے عمرو بن حارث سے روایت کی[5] انہوں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے انہوں نے محمد بن جعفر بن زبیر سے انہوں نے عباد بن عبداللہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا ایک شخص (سلمہ بن صخر یا اور کوئی) مسجد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا میں تو (دوزخ کی آگ میں) جل چکا آپ نے فرمایا کیوں، کیا ہوا کہنے لگا میں رمضان میں اپنی جورو سے لگ گیا آپ نے فرمایا تو صدقہ دے کہنے لگا میرے پاس تو کچھ نہیں ہے پھر بیٹھ گیا اتنے

۱؎ مثلاً اجنبی عورت کا بوسہ لیا یا اس سے مساس کیا ۱۲ منہ ۲؎ جس نے آپ سے عرض کیا تھا کہ مجھ سے ایک خطا ہو گئی اور اس نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی تھی، آپ نے فرمایا نماز تیرے گناہ کا کفارہ ہو گئی ۱۲ منہ ۳؎ یہ حدیث اوپر موصولاً گزر چکی ہے ۱۲ منہ ۴؎ بعضے نسخوں میں ابن مسعود کے بدل ابو مسعود ہے۔ وہ غلط ہے۔ یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت کا بوسہ لیا پھر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا آپ سے بیان کیا اس وقت یہ آیت اتری اقم الصلوٰۃ طرفی النہار وزلفا من اللیل ان الحسنات یذھبن السیئات ۱۲ منہ ۵؎ اس کو امام بخاری نے تاریخ صغیر میں اور طبرانی نے اوسط میں وصل کیا ۱۲ منہ۔

عِنْدِیْ شَیْءٌ فَجَلَسَ وَاَتَاہُ اِنْسَانٌ یَسُوْقُ حِمَارًا وَّمَعَہٗ طَعَامٌ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ مَآ اَدْرِیْ مَا ھُوَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَیْنَ الْمُحْتَرِقُ فَقَالَ ھَآ اَنَا ذَا قَالَ خُذْ ھٰذَا فَتَصَدَّقْ بِہٖ قَالَ عَلٰٓی اَحْوَجَ مِنِّیْ مَا لِاَھْلِیْ طَعَامٌ قَالَ فَکُلُوْہُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ اَلْحَدِیْثُ الْاَوَّلُ اَبْیَنُ قَوْلُہٗ اَطْعِمْ اَھْلَکَ۔

میں ایک شخص (نام نامعلوم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ایک گدھا ہانکتا ہوا اس پر کھانا لدا تھا عبدالرحمٰن بن قاسم نے جو اس حدیث کا راوی ہے یہ کہا معلوم نہیں اس پر کون سا کھانا تھا[1] خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جو دوزخ میں جل چکا کہاں ہے اس نے عرض کیا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا چل یہ کھانا لے جا اور اس کو خیرات کر دے وہ کہنے لگا یا رسول اللہ کس کو خیرات کروں اس کو نا جو ہم سے زیادہ محتاج ہو، میرے گھر والوں کے پاس ذرا بھی کھانا نہیں ہے، آپ نے فرمایا اچھا تم ہی لوگ کھالو امام بخاری نے کہا پہلی حدیث[2] زیادہ صاف ہے اس میں یوں ہے اچھا اپنے گھر والوں ہی کو کھلا دے۔

بَابٌ ۲۶۳ اِذَا اَقَرَّ بِالْحَدِّ وَلَمْ یُبَیِّنْ ھَلْ لِلْاِمَامِ اَنْ یَّسْتُرَ عَلَیْہِ

باب اگر کوئی شخص امام کے سامنے گول گول بیان کرے کہ میں نے حدی جرم کیا ہے تو کیا امام اسکی پردہ پوشی کر سکتا ہے[3]۔

۵۳۴ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْقُدُّوْسِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْکِلَابِیُّ حَدَّثَنَا ھَمَّامُ بْنُ یَحْیٰی حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مٰلِکٍ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَآءَہٗ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْہُ عَلَیَّ قَالَ وَلَمْ یَسْاَلْہُ عَنْہُ قَالَ وَحَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ فَصَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوۃَ قَامَ اِلَیْہِ الرَّجُلُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْ فِیَّ کِتَابَ اللّٰہِ قَالَ اَلَیْسَ قَدْ صَلَّیْتَ مَعَنَا قَالَ

مجھ سے عبدالقدوس بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے عمرو بن عاصم کلابی نے کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے کہا ہم سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں ایک شخص (ابوالیسر کعب بن عمرو) آپکے پاس آیا کہنے لگا یا رسول اللہ میں نے حد کا ایک گناہ کیا ہے مجھ کو حد لگایئے آپ نے اس سے کچھ نہیں پوچھا (کونسا گناہ کیا ہے) اتنے میں نماز کا وقت آگیا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی جب آپ نماز پڑھ چکے تو پھر وہ شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں نے ایک حدی گناہ کیا ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب کے موافق مجھ کو سزا دیجئے، آپ نے فرمایا تو نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی وہ کہنے لگا جی ہاں پڑھی تو سہی، آپ نے

---

[1] دوسری روایت میں یوں ہے کھجور لدی تھی ۱۲ منہ [2] جو ابوعثمان نہدی سے مروی ہے ۱۲ منہ [3] یا صاف پوچھنا ضرور ہے کونسا جرم کیا ۱۲ منہ +

نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ أَوْ قَالَ حَدَّكَ

فرمایا بس اللہ تعالیٰ نے تیرے گناہ یا تیری سزا کو معاف کر دیا۔[1]

بَابٌ ٢٦٤ هَلْ يَقُولُ الْإِمَامُ لِلْمُقِرِّ لَعَلَّكَ لَمَسْتَ أَوْ غَمَزْتَ۔

باب جو شخص زنا کا اقرار کرے تو حاکم کا اس سے یوں پوچھنا نہیں تو نے مساس کیا ہوگا یا آنکھ سے اشارہ کیا ہوگا[2]

٥٣٥۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ يَعْلَى بْنَ حَكِيمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا أَتَى مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ لَعَلَّكَ قَبَّلْتَ أَوْ غَمَزْتَ أَوْ نَظَرْتَ قَالَ لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ أَنِكْتَهَا لَا يَكْنِي قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ أَمَرَ بِرَجْمِهِ۔

مجھ سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا کہا ہم سے وہب بن جریر نے کہا ہم سے والد (جریر بن حازم) نے کہا میں نے یعلیٰ بن حکیم سے سنا انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا جب ماعز بن مالک اسلمیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے (انہوں نے زنا کا اقرار کیا) تو آپ نے ان سے پوچھا شاید تو نے بوسہ لیا ہوگا یا مساس کیا ہوگا یا آنکھ سے دیکھا ہوگا انہوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ آپ نے صاف صاف پوچھا کیا تو نے اس سے دخول کیا (انہوں نے کہا جی ہاں) جب آپ نے ان کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔

بَابٌ ٢٦٥ سُؤَالِ الْإِمَامِ الْمُقِرَّ هَلْ أَحْصَنْتَ۔

باب زنا کا اقرار کرنے والے سے یہ پوچھنا کیا تیرا نکاح ہو چکا ہے؟ اور نکاح کے بعد صحبت کر چکا[3] ہے؟

٥٣٦۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِنَ النَّاسِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي زَنَيْتُ يُرِيدُ نَفْسَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَحَّى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِي أَعْرَضَ قِبَلَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي زَنَيْتُ

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن خالد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب اور ابو سلمہؓ سے کہ ابو ہریرہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے اتنے میں ایک شخص آپ کے پاس آیا اور پکار کر کہنے لگا، یا رسول اللہ میں نے زنا کی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا وہ اس طرف سے آیا جدھر آپ نے منہ پھیر لیا تھا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں نے زنا کی آپ نے ادھر سے بھی منہ پھیر لیا پھر وہ

[1] بعضوں نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ اگر کوئی حدی گناہ کر کے توبہ کرتا ہوا امام یا حاکم کے سامنے آئے تو اس پر سے حد ساقط ہو جاتی ہے بعضوں نے کہا اس شخص نے کوئی صغیرہ گناہ کیا تھا کیونکہ نماز یا وضو سے وہی گناہ معاف ہو جاتے ہیں جو صغیرہ ہیں۔ میں کہتا ہوں برزنجی کی روایت میں اس کی تصریح ہے کہ یہ گناہ زنا تھا بعضوں نے یوں تاویل کی ہے شاید اس نے مقدمات زنا کو بھی زنا سمجھا واللہ اعلم ۱۲ منہ [2] اس کو تلقین کہتے ہیں اکثر علماء نے اس کو مستحب سمجھا ہے کہ امام اقرار کرنے والے سے یوں پوچھے کیونکہ شاید اس کو دھوکا ہوا ہو اس نے ان چیزوں کو بھی زنا سمجھا ہو ۱۲ منہ [3] یہ پوچھنا جب ضرور ہے جب امام کو اس کے محصن ہونے کا علم نہ ہو اگر علم ہو تو ضرور نہیں ہے ۱۲ منہ۔

فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَجَاءَ لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِي أَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبِكَ جُنُونٌ قَالَ لَا يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ أَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ اذْهَبُوا فَارْجُمُوهُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرًا قَالَ فَكُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَهُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلَّى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتَّى أَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ۔

آیا ادھر سے جدھر آپ نے منہ پھرایا تھا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں نے زنا کی جب چار بار اس نے زنا کا اقرار کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پاس بلایا پوچھا تو دیوانہ تو نہیں ہے کہنے لگا نہیں یا رسول اللہ میں دیوانہ نہیں ہوں آپ نے پوچھا اچھا تیرا نکاح ہو چکا ہے کہنے لگا جی ہاں یا رسول اللہ اس وقت آپ نے صحابہ کو حکم دیا اس کو لے جاؤ اور رجم کر ڈالو ابن شہاب کہتے ہیں مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے جابر بن عبداللہ سے سنا (یعنے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے) جابر نے کہا میں بھی ان لوگوں میں شریک تھا جنہوں نے اس کو رجم کیا ہم نے عیدگاہ میں لے جا کر اس کو رجم کیا جب پتھروں کی چوٹ اس کو لگی تو بھاگ نکلا ہم لوگ اس کے پیچھے ہوئے اور مدینہ کی پتھریلی زمین میں اس کو پکڑ پایا مارے پتھروں کے مار ڈالا[1]

بَابُ ۲۶۶ الْاِعْتِرَافِ بِالزِّنَا

باب زنا کا اقرار کب معتبر ہوگا؟[2]

۵۲۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ فِي الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ قَالَا كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ أَنْشُدُكَ اللهَ إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ فَقَامَ خَصْمُهُ وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ فَقَالَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ وَأْذَنْ لِي قَالَ قُلْ قَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هٰذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا یہ حدیث ہم نے زہری کے منہ سے سن کر یاد رکھی کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے خبر دی انہوں نے ابوہریرہؓ اور زید بن خالد سے سنا ان دونوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص (نام نامعلوم) کھڑا ہوا کہنے لگا یا رسول اللہ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں آپ اللہ کی کتاب کے موافق ہمارا مقدمہ فیصل کر دیجئے یہ سن کر اس کا دشمن (یعنے دوسرا فریق) کھڑا ہوا وہ ذرا اُس سے زیادہ سمجھ دار تھا کہنے لگا جی ہاں یا رسول اللہ ہمارا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کر دیجئے اور مجھے مقدمہ بیان کرنے کی اجازت دیجئے آپ نے فرمایا اچھا بیان کر اس نے کہا میرا بیٹا (نام نامعلوم) اس شخص (فریق ثانی) پاس نوکر

---

[1] لوگ تو اس کے پیچھے دوڑتے دوڑتے تھک گئے تھے لیکن عبداللہ بن انیس نے اونٹ کی ایک ہڈی اس کو ماری وہ مر گیا، دوسری روایت میں یوں ہے کہ اور لوگوں نے بھی مارا یہاں تک کہ وہ مر گیا ۱۲ منہ [2] یعنے کم سے کم چار بار اقرار کرنا ضرور ہے جیسے ماعز نے چار بار اقرار کیا اس وقت آپ ان کی طرف مخاطب ہوئے حنفیہ اور حنابلہ کا قول یہی ہے، اور اہل حدیث نے اسی کو اختیار کیا ہے، کیونکہ ہر ایک اقرار ایک ایک گواہ کے قائم مقام ہے، اور شافعیہ اور مالکیہ اور جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ ایک بار بھی اقرار کرنا کافی ہے ۱۲ منہ۔

فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ ثُمَّ سَأَلْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ وَعَلَى امْرَأَتِهِ الرَّجْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ الْمِائَةُ شَاةٍ وَالْخَادِمُ رَدٌّ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا قُلْتُ لِسُفْيَانَ لَمْ يَقُلْ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَقَالَ أَشُكُّ فِيهَا مِنَ الزُّهْرِيِّ فَرُبَّمَا قُلْتُهَا وَرُبَّمَا سَكَتُّ۔

تھا اس نے کیا کیا اس کی جورو سے زنا کی[1] میں نے سو بکریاں اور ایک غلام دے کر اپنے بیٹے کو اس کے ہاتھ سے چھڑا لیا اس کے بعد میں نے کئی عالموں سے[2] یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے بیان کیا تیرے بیٹے پر سو کوڑے پڑنا چاہئیں اور ایک برس تک دیس نکالا اور اس کی جورو پر رجم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تم دونوں کا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کردوں گا سو بکریاں اور ایک غلام جو تو نے دیا ہے وہ سب پھیر لے (تیرا مال ہے) تیرے بیٹے پر سو کوڑے پڑیں گے، ایک برس تک پردیس میں رہنا ہوگا اور انیس (بن ضحاک) تو ایسا کر صبح کو اس دوسرے شخص کی جورو کے پاس جا اگر وہ زنا کا اقرار کرے[3] تو اس کو رجم کر پھر اس عورت نے اقرار کرلیا تو انیس نے اُسے رجم کیا علی بن مدینی کہتے ہیں میں نے سفیان بن عیینہ سے پوچھا جس شخص کا بیٹا تھا اس نے یوں نہیں کہا کہ عالموں نے مجھ سے بیان کیا کہ تیرے بیٹے پر رجم ہے انہوں نے کہا مجھ کو اس میں شک ہے کہ زہری سے میں نے یہ سنا ہے یا نہیں اس لئے میں نے کبھی اس کو بیان کیا کبھی (نہیں بیان کیا) سکوت کیا۔

۵۳۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَطُولَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتَّى يَقُولَ قَائِلٌ لَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ أَنْزَلَهَا اللَّهُ أَلَا وَإِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى وَقَدْ أَحْصَنَ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَمْلُ أَوِ الِاعْتِرَافُ قَالَ سُفْيَانُ كَذَا حَفِظْتُ أَلَا

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے کہا حضرت عمرؓ کہتے تھے میں ڈرتا ہوں، کہیں بہت زمانہ گزر جائے، اور لوگ یہ کہنے لگیں ہم کو تو اللہ کی کتاب (قرآن مجید) میں رجم کا حکم نہیں ملتا پھر اللہ نے جو حکم ٹھہرایا ہے اس کو چھوڑ کر گمراہ بن جائیں دیکھو سن لو جو مسلمان محصن ہو کر زنا کرے، اور زنا پر گواہ قائم ہو جائیں یا عورت کا حمل نمود ہو یا زنا کرنے والا اقرار کرے تو اس کو رجم کریں گے سفیان نے کہا مجھے تو یہ حدیث اسی طرح یاد ہے سن لو آنحضرت صلی اللہ

[1] جورو کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ [2] ان کے نام معلوم نہیں ہوئے ۱۲ منہ [3] باب کا مطلب یہیں سے نکلتا ہے گویا امام بخاری نے وہی مذہب اختیار کیا کہ زنا کا اقرار ایک بار کرنا کافی ہے کیونکہ اس حدیث میں آپ نے یوں نہیں فرمایا، اگر چار بار اقرار کرے۔ مخالفین یہ کہتے ہیں کہ اس سے نفی بھی نہیں نکلتی اور ممکن ہے کہ انیس کو زنا کے اقرار کا حکم معلوم ہو کہ چار بار کرنا چاہیئے، اور اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحت نہیں کی ۱۲ منہ۔

وَقَدْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ

بَابُ ٢٦٧ رَجْمِ الْحُبْلٰى مِنَ الزِّنَآ إِذَآ أَحْصَنَتْ

٥٣٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أُقْرِئُ رِجَالًا مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَبَيْنَمَآ أَنَا فِيْ مَنْزِلِهٖ بِمِنًى وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ اٰخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَآ إِذْ رَجَعَ إِلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ لَوْ رَأَيْتَ رَجُلًا أَتٰى أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الْيَوْمَ فَقَالَ يَآ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ هَلْ لَّكَ فِيْ فُلَانٍ يَقُوْلُ لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ لَقَدْ بَايَعْتُ فُلَانًا فَوَاللّٰهِ مَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِيْ بَكْرٍ إِلَّا فَلْتَةً فَتَمَّتْ فَغَضِبَ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ إِنِّيْ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَقَآئِمٌ الْعَشِيَّةَ فِي النَّاسِ فَمُحَذِّرُهُمْ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّغْصِبُوْهُمْ أُمُوْرَهُمْ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ يَآ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ وَغَوْغَآءَهُمْ فَإِنَّهُمْ هُمُ الَّذِيْنَ يَغْلِبُوْنَ عَلٰى قُرْبِكَ حِيْنَ

علیہ وسلم نے زانی کو رجم کیا اور ہم نے بھی آپ کے بعد رجم کیا۔

باب اگر کوئی عورت زنا سے حاملہ پائی جائے اور وہ محصنہ ہو تو اس کو رجم کریں گے[1]

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا مجھ سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے کہا میں مہاجرین میں سے کئی شخصوں کو تعلیم دیا کرتا[2] ان لوگوں میں عبدالرحمٰن بن عوف بھی تھے ایک روز ایسا ہوا، اخیر حج جو حضرت عمرؓ نے کیا (۲۳ھ ہجری میں) اس میں یعنی منا میں عبدالرحمٰن بن عوف کے مکان میں تھا وہ حضرت عمرؓ کے پاس گئے ہوئے تھے اتنے میں عبدالرحمٰن لوٹ کر آئے اور کہنے لگے کاش تم بھی یہ واقعہ دیکھتے ایسا ہوا) ایک شخص (نام نامعلوم) آج حضرت عمرؓ کے پاس آیا کہنے لگے امیرالمؤمنین تم فلاں شخص کے باب میں کیا کہتے ہو (اس کا نام معلوم نہیں ہوا) وہ کہتا ہے اگر عمر مر گئے تو میں فلاں صاحب (طلحہ بن عبیداللہ) سے بیعت کروں گا کیونکہ[3] قسم خدا کی ابوبکر صدیق سے تو ناگہانی (بن سوچے سمجھے) بیعت ہو گئی تھی یہ سن کر حضرت عمرؓ (بہت) غصے ہوئے[4] اس کے بعد کہنے لگے انشاء اللہ میں شام کو لوگوں میں کھڑا ہو کر خطبہ سناؤں گا اور ان کو ان لوگوں سے ڈراؤں گا جو زبردستی (دخل در معقولات کرنا چاہتے ہیں[5] عبدالرحمٰن بن عوف نے یہ سن کر کہا امیرالمؤمنین (برائے خدا) ایسا نہ کیجئے (اس موقع پر یہ بیان نہ کیجئے) یہ تو حج کا موسم ہے یہاں ہر قسم کے کم ظرف بےعقل لوگ جمع ہیں آپ جب خطبہ سنانے کھڑے ہوں گے تو آپ کے پاس پاس (قریب قریب) اسی قسم کے لوگ اکٹھا ہو جائیں گے

---

[1] یعنے بچہ جننے کے بعد کیوں کہ حمل کی حالت میں رجم کرنا جائز نہیں اسی طرح کوڑے مارنا اس لئے کہ اس میں بچہ کی ہلاکت کا خوف ہے اسی طرح اگر حاملہ عورت پر قصاص واجب ہو تب بھی وضع حمل کے بعد قصاص لیں گے ۱۲ منہ [2] قرآن اور دین کے مسائل سکھلاتا حالانکہ ابن عباس بہ نسبت اُن کے بہت کم عمر تھے ۱۲ منہ [3] بلاذری کے انساب سے معلوم ہوتا ہے کہ کہنے والے شخص حضرت زبیر تھے انہوں نے یہ کہا تھا اگر عمر گزر جائیں گے تو ہم حضرت علیؓ سے بیعت کریں گے یہی صحیح ہے ۱۲ منہ [4] اتنا غصے میں نے ان کو کبھی نہیں دیکھا ۱۲ منہ [5] جو کام اپنی حیثیت اور استعداد سے باہر ہے چاہتے ہیں بزور ظلم اس میں دخل دیں ۱۲ منہ

تَقُوْمُ فِي النَّاسِ وَأَنَا أَخْشَى أَنْ تَقُوْمَ فَتَقُوْلَ
مَقَالَةً يُطَيِّرُهَا عَنْكَ كُلُّ مُطَيِّرٍ وَأَنْ لَا يَعُوْهَا
وَأَنْ لَا يَضَعُوْهَا عَلَى مَوَاضِعِهَا فَأَمْهِلْ حَتَّى
تَقْدَمَ الْمَدِيْنَةَ فَإِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ وَالسُّنَّةِ
فَتَخْلُصَ بِأَهْلِ الْفِقْهِ وَأَشْرَافِ النَّاسِ فَتَقُوْلَ
مَا قُلْتَ مُتَمَكِّنًا فَيَعِيَ أَهْلُ الْعِلْمِ مَقَالَتَكَ
وَيَضَعُوْنَهَا عَلَى مَوَاضِعِهَا فَقَالَ عُمَرُ أَمَا وَ
اللّٰهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَأَقُوْمَنَّ بِذٰلِكَ أَوَّلَ
مَقَامٍ أَقُوْمُهُ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فِي عَقِبِ ذِي الْحِجَّةِ
فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ عَجَّلْنَا الرَّوَاحَ حِيْنَ
زَاغَتِ الشَّمْسُ حَتَّى أَجِدَ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ
عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ جَالِسًا إِلَى رُكْنِ الْمِنْبَرِ فَجَلَسْتُ
حَوْلَهُ تَمَسُّ رُكْبَتِي رُكْبَتَهُ فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ
خَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ مُقْبِلًا
قُلْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ
لَيَقُوْلَنَّ الْعَشِيَّةَ مَقَالَةً لَمْ يَقُلْهَا مُنْذُ
اسْتُخْلِفَ فَأَنْكَرَ عَلَيَّ وَقَالَ مَا عَسَيْتَ
أَنْ يَقُوْلَ مَا لَمْ يَقُلْ قَبْلَهُ فَجَلَسَ عُمَرُ عَلَى
الْمِنْبَرِ فَلَمَّا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُوْنَ قَامَ فَأَثْنَى
عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي
قَائِلٌ لَكُمْ مَقَالَةً قَدْ قُدِّرَ لِي أَنْ أَقُوْلَهَا لَا
أَدْرِي لَعَلَّهَا بَيْنَ يَدَيْ أَجَلِي فَمَنْ عَقَلَهَا وَوَعَاهَا

میں ڈرتا ہوں آپ جو بات فرمائیں اس کا مطلب معلوم نہیں یہ لوگ کیا کریں
اور مطلب نہ سمجھ کر اس پر کیا کیا حاشیے چڑھائیں اس لئے مناسب یہی ہے
کہ آپ ٹھہر جائیں جب مدینہ پہنچیں جو ہجرت اور سنت کا مقام[1] ہے وہاں آپ
کو سمجھ دار اور شریف لوگوں سے سابقہ پڑے گا اطمینان سے آپ جو چاہیں
سو فرما سکتے ہیں وہ لوگ علم والے ہیں آپ کی گفتگو یاد بھی رکھیں گے اور
جو صحیح مطلب ہے وہی بیان کریں گے حضرت عمرؓ نے کہا اچھا خدا کی قسم
میں مدینہ پہنچ کر پہلے پہل جو خطبہ سناؤں گا اس میں یہی بیان کروں گا
ابن عباسؓ کہتے ہیں پھر ہم لوگ مدینہ میں اس وقت آئے جب ذی الحجہ کا
مہینہ اخیر ہو گیا تھا (صرف چند روز باقی تھے) جمعہ کے دن ہم سویرے
سورج ڈھلتے ہی نماز کے لئے چلے مسجد میں پہنچ کر دیکھا تو سعید بن زید
عمرو بن نفیل (جو عشرہ مبشرہ میں اور حضرت عمرؓ کے رشتہ دار تھے) منبر
کی جڑ کے پاس بیٹھے ہیں میں بھی ان کے آس پاس بیٹھ گیا[2] میرے گھٹنے
اُن کے گھٹنوں سے لگ رہے تھے تھوڑی دیر نہیں گزری تھی کہ
حضرت عمرؓ برآمد ہوئے جب میں نے ان کو آتے دیکھا تو سعید بن
زید سے کہا آج حضرت عمرؓ وہ باتیں کہیں گے جو انہوں نے خلافت
کے وقت سے اب تک نہیں کہیں انہوں نے اس کو نہ مانا اور کہنے
لگے مجھ کو تو یہ امید نہیں ہے کہ وہ ایسی باتیں کہیں جو اس سے
پہلے نہیں کہی تھیں خیر حضرت عمرؓ منبر پر بیٹھے جب اذان دینے
والے (اذان دے چکے) خاموش ہوئے تو وہ کھڑے ہوئے پہلے
اللہ تعالیٰ کی تعریف جیسی چاہیئے ویسی کی پھر کہنے لگے اما بعد میں تم سے
ایک بات کہتا ہوں جس کا کہنا میری تقدیر میں لکھا تھا مجھ کو معلوم
نہیں شاید یہ گفتگو میری آخری گفتگو موت کے قریب کی ہو[3] پھر جو کوئی
اس بات کو سمجھے اور یاد رکھے اس کو لازم ہے کہ جہاں تک اس کی

[1] یعنے سنت نبوی یعنے حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ وہاں کے لوگ قرآن اور حدیث سے خوب واقف ہیں ۱۲ منہ [2] ایک روایت میں ہے ان کے بازو بیٹھ گیا ۱۲ منہ

[3] یہ حضرت عمرؓ کی کرامت تھی ان کو معلوم ہو گیا تھا کہ اب موت نزدیک آن پہنچی اور ایسا ہی ہوا اس خطبہ کے بعد ابھی ذی الحجہ کا مہینہ ختم بھی نہیں ہوا تھا (باقی بر صفحہ آئندہ)

فَلْيُحَدِّثْ بِهَا حَيْثُ انْتَهَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ وَمَنْ خَشِيَ
أَنْ لَا يَعْقِلَهَا فَلَا أُحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَكْذِبَ عَلَيَّ
إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا أَنْزَلَ
اللَّهُ آيَةُ الرَّجْمِ فَقَرَأْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا
رَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا
بَعْدَهُ فَأَخْشَى إِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ أَنْ يَقُولَ
قَائِلٌ وَاللَّهِ مَا نَجِدُ آيَةَ الرَّجْمِ فِي كِتَابِ اللَّهِ
فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ أَنْزَلَهَا اللَّهُ وَالرَّجْمُ فِي
كِتَابِ اللَّهِ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى إِذَا أُحْصِنَ مِنَ
الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ
الْحَبَلُ أَوِ الِاعْتِرَافُ ثُمَّ إِنَّا كُنَّا نَقْرَأُ فِيمَا نَقْرَأُ
مِنْ كِتَابِ اللَّهِ أَنْ لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَإِنَّهُ كُفْرٌ
بِكُمْ أَنْ تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ أَوْ إِنَّ كُفْرًا بِكُمْ أَنْ
تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ أَلَا ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُطْرُونِي كَمَا أُطْرِيَ عِيسَى
ابْنُ مَرْيَمَ وَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ ثُمَّ إِنَّهُ بَلَغَنِي

اونٹنی پہنچے اس بات کو مشہور کرے اور جو کوئی نہ سمجھے تو میں کسی کے لئے یہ
درست نہیں جانتا کہ مجھ پر جھوٹ باندھے دیکھو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد
صلے اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا ان پر قرآن اتارا، اسی قرآن
میں رجم کی آیت بھی اللہ نے اتاری ہم نے اس کو پڑھا اس کا مطلب
سمجھا اس کو یاد رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کیا زنا کرنے
والے کو رجم کیا اور ہم لوگ بھی آپ کی وفات کے بعد زانی کو رجم کرتے
رہے اب میں ڈرتا ہوں کہیں ایک مدت گزر جائے اور کوئی کہنے والا
یوں کہے خدا کی قسم رجم کی آیت تو ہم اللہ کی کتاب میں نہیں پاتے اور اللہ
کا ایک فرض جس کو اس نے اتارا ترک کرکے گمراہ ہو جائے (دیکھو ہوشیار
رہو) جو شخص مرد ہو یا عورت محصن ہو کر زنا کرے اس پر اللہ کی کتاب میں
رجم برحق ہے یہ زنا گواہوں سے ثابت ہو یا حمل نمود ہونے سے یا اقرار سے
اللہ کی کتاب میں ہم دوسری آیتوں کے ساتھ یہ آیت بھی پڑھتے تھے اپنے
باپ دادوں کو چھوڑ کر دوسروں کو باپ دادا بناؤ یہ کفر ہے (یعنے اپنے باپ
دادوں کو چھوڑ کر دوسروں کو باپ دادا بنانا صریح ناشکری ہے) سن لو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے میری تعریف میں مبالغہ نہ کرو جیسے
نصاریٰ نے حضرت عیسٰے کی تعریف میں مبالغہ کیا (بندے سے خدا
بنا دیا) یوں کہو میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوںؐ مجھ کو یہ خبر بھی

(بقیہ صفحہ سابقہ) کہ ابولولو ملعون نے آپ کو شہید کیا بعضے روایتوں میں یوں ہے حضرت عمرؓ نے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے میں سمجھتا ہوں میری موت آن پہنچی وہ خواب یہ تھا
انہوں نے دیکھا ایک مرغ ان کو چونچیں مار رہا ہے بعضی روایتوں میں ہے حضرت عمرؓ نے خود دعا کی یا اللہ اب میرا ملک وسیع ہو گیا ہے اور میری رعایا بہت ہو گئی ہے اب تو مجھ
کو اپنے پاس بلا لے اس حال میں کہ مجھ سے افراط تفریط نہ ہو ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) ؎ خدا کو خدا بندے کو بندہ سمجھو یہ نہیں کہ خدا کو بندہ بندے کو خدا کر دو جیسے ہمارے
زمانہ میں جاہل صوفی کہتے پھرتے ہیں اور اپنے پیر مرشدوں سے یہ کلام نقل کرتے ہیں آنچہ شما اور را خدا میدانید ما اور را محمد میدانید ما اور را خدا میدانیم آنچہ شما اور را خدا میدانید ما اور را محمد میخوانیم چہ خوش شریعت
کیا ہوئی گویا ہنسی ٹھٹھا ہے جو بات چاہی منہ سے نکال دی اگر حضرت عمرؓ کے سامنے یہ صوفی صاحب ایسی بات کہتے تو خوب ٹھیک بنائے جاتے ایک بیوقوف کو یہ بھی کہتے سنا وہ کیا کہتا
تھا حضرت محمد کو اللہ کا محبوب اللہ کا حبیب کہو لیکن بندہ اور غلام نہ کہو معاذ اللہ اس شخص کو اپنا شعور نہیں کہ ہر روز نماز میں پانچ وقت یوں پڑھا جاتا ہے اشہد ان محمدا عبدہٗ ورسولہٗ
پھر عبد کے معنے کیا ہیں یہی بندہ اور غلام بلکہ عبودیت غلامی سے بھی فروتر ہے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو اللہ کا بندہ کہو میری تعریف میں مبالغہ نہ کرو قرآن میں ہے
فلما قام عبد اللہ معلوم نہیں ان لوگوں کو کیا خبط ہو گیا ہے شیطان نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے وہ جس کا کلام سنتے ہیں اس کو مان لیتے ہیں ارے بھائیو وہی کلام ماننے کے
لائق ہے جو قرآن اور حدیث کے برخلاف نہ ہو اور جس شخص کا کلام بڑا ہو یا چھوٹا قرآن اور حدیث کے خلاف ہو وہ محض لغو اور گوز شتر ہے بعضے لوگوں کو یہ خبط سما گیا ہے کہ رات دن ایسی
بیہودہ کلاموں کی تاویلیں کیا کرتے ہیں اور عجب عجب موشگافیاں کر کے اس کلام کو درست بناتے ہیں کہو اس کی ضرورت ہی کیا آن پڑی ہے تاویل کی ضرورت تو حدیث (بقیہ برص ۳۳۶)

أَنَّ قَائِلًا مِنْكُمْ يَقُولُ وَاللّٰهِ لَوْ مَاتَ عُمَرُ بَايَعْتُ فُلَانًا فَلَا يَغْتَرَّنَّ امْرُؤٌ أَنْ يَقُولَ إِنَّمَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِي بَكْرٍ فَلْتَةً وَتَمَّتْ أَلَا وَإِنَّهَا قَدْ كَانَتْ كَذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ وَقَى شَرَّهَا وَلَيْسَ فِيكُمْ مَنْ تُقْطَعُ الْأَعْنَاقُ إِلَيْهِ مِثْلُ أَبِي بَكْرٍ مَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَلَا يُبَايَعُ هُوَ وَلَا الَّذِي بَايَعَهُ تَغِرَّةً أَنْ يُقْتَلَا وَإِنَّهُ قَدْ كَانَ مِنْ خَبَرِنَا حِينَ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَنَّ الْأَنْصَارَ خَالَفُونَا وَاجْتَمَعُوا بِأَسْرِهِمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ وَخَالَفَ عَنَّا عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَمَنْ مَعَهُمَا وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُونَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ يَا أَبَا بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا

پہنچی ہے تم میں کسی نے یوں کہا اگر عمرؓ مرگیا تو میں فلاں شخص سے بیعت کرلوں گا دیکھو تم میں سے کسی کو یہ دھوکا نہ ہو باوجودیکہ ابوبکر صدیقؓ سے ناگہانی (بن سوچے سمجھے) بیعت ہوئی تھی لیکن وہ چل گئی بات[۱] یہ ہے بیشک ابوبکر صدیقؓ کی بیعت ناگہانی ہوئی تھی اور اللہ تعالےٰ نے ناگہانی بیعت میں جو برائی ہوتی ہے اس سے تم کو بچائے رکھا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ابوبکرؓ کا سا متقی اور پرہیزگار اور خداترس) تم میں کون ہے جس سے ملنے کے لئے اونٹ چلائے جاتے ہوں (لوگ سفر کرتے ہوں)[۲] دیکھو خیال رکھو کوئی شخص کسی سے بغیر مسلمانوں کی صلاح اور مشورے (اور اتفاق یا غلبہ آرا) کے بیعت نہ کرے جو کوئی ایسا کرے گا[۳] اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ بیعت کرنے والا اور جس سے بیعت کی دونوں اپنی جان گنوائیں گے[۴] اور سنو ابوبکر صدیق کی بیعت کا حال سنو جب[۵] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو انصاری ہمارے خلاف ہوگئے (انہوں نے کسی انصاری کو خلیفہ کرنا چاہا) اور سب کے سب جاکر بنی ساعدہ کے منڈوے میں اکٹھا ہوئے (وہاں خلافت کا مشورہ کرنے لگے) ادھر حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ اور ان کے ساتھ والے (بنی ہاشم) بھی مخالف[۶] تھے لیکن باقی سب مہاجرین ابوبکرؓ کی طرف رجوع ہوئے ان کے پاس جمع ہوگئے میں نے ابوبکرؓ سے کہا چلو اپنے

(بقیہ صفحہ سابقہ) قرآن میں پڑتی ہے اس لئے کہ اس کا فرمانا لا الخطا سے معصوم ہے پھر جہاں ایک آیت یا حدیث دوسری آیت یا حدیث کے بہ ظاہر خلاف معلوم ہو تو تاویل کر کے دونوں کو منطبق اور موافق کرتے ہیں مگر خدا اور رسول کے سوا دوسرے لوگوں کی کلاموں میں ہم کو تاویل اور تکلف کی حاجت نہیں کالائے بد بریش خاوند ایسا کلام جو قرآن اور حدیث کے مخالف ہو اس کے کہنے والے کے منہ پر مار دینا چاہیئے کائنا من کان ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) ۱؎ ایسے ہی اور لوگوں سے بھی ہم جب چاہیں گے بن سوچے سمجھے بن صلاح اور مشورہ کئے بیعت کرلیں گے تو کوئی قباحت نہ ہوگی ۱۲ منہ ۲؎ حضرت عمرؓ کا مطلب یہ ہے کہ خلافت اور بیعت ہمیشہ سوچ سمجھ کر مسلمانوں کے مشورے اور صلاح سے ہونا چاہیئے اور ابوبکر صدیق کی اگر کوئی نظیر دے کہ ان کی بیعت دفعۃً ہوگئی تھی باوجود اس کے اس سے کوئی برائی پیدا نہیں ہوئی تو یہ اس کی بیوقوفی ہے کیونکہ یہ ایک اتفاقی بات تھی کہ ابوبکر صدیق تھے ہی افضل اور خلافت کے لائق اور اتفاق سے انہی سے بیعت بھی ہوگئی ہر وقت ایسا نہیں ہوتا کہ لوگ ایسے ہی شخص سے بیعت کریں بلکہ جب جلدی سے بلا صلاح و مشورہ کسی کو حاکم بنا لیتے ہیں تو اکثر وہ نالائق اور بدکار اور چور نکلتا ہے اور اسی کی وجہ سے تمام بیعت کرنے والے مسلمان تباہ ہوتے ہیں سبحان اللہ حضرت عمرؓ کا ارشاد کیا ہے ایک ایک نقرہ اس کا درِ بے بہا ہے اگر مسلمان اس پر چلتے رہتے تو آج یہ روز بد ان کو دیکھنا کیوں نصیب ہوتا ۱۲ منہ ۳؎ بن صلاح اور مشورہ اور اتفاق یا غلبہ رائے کے کسی کو حاکم بنالیگا ۱۲ منہ ۴؎ کیونکہ جب دوسرے مسلمان اس کی حکومت اور امامت کے برخلاف ہوں گے تو وہ جنگ پر مستعد ہوں گے اخیر میں امام صاحب اور مقتدی صاحب دونوں کی جان معرض خطر میں پڑے گی اور جب مسلمانوں کے صلاح اور مشورے اور اتفاق یا غلبہ آرا سے کوئی حاکم ہوگا اس کو کوئی ڈر نہ ہوگا اگر کوئی مخالف ہو اسی وقت پیٹ دیا جائے گا ۱۲ منہ ۵؎ یہ ترجمہ اس صورت میں ہے جب حدیث میں من خیرنا بار موحدہ سے۔ بعضے نسخوں میں من خیرنا ہے تو ترجمہ یوں ہوگا ابوبکر صدیق جب آنحضرتؐ کی وفات ہوئی ہمارے بہتر لوگوں میں تھے وان الانصار علیحدہ کلام ہوگا ۱۲ منہ ۶؎ وہ بھی ابوبکرؓ کو خلیفہ بنانا نہیں چاہتے تھے ۱۲ منہ

إِلَى إِخْوَانِنَا هٰؤُلَاءِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْطَلَقْنَا نُرِيدُهُمْ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْهُمْ لَقِيَنَا مِنْهُمْ رَجُلَانِ صَالِحَانِ فَذَكَرَا مَا تَمَالَأَ عَلَيْهِ الْقَوْمُ فَقَالَا أَيْنَ تُرِيدُونَ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ فَقُلْنَا نُرِيدُ إِخْوَانَنَا هٰؤُلَاءِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَا لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَقْرَبُوهُمُ اقْضُوا أَمْرَكُمْ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَنَأْتِيَنَّهُمْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَاهُمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ فَإِذَا رَجُلٌ مُزَمَّلٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوا هٰذَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقُلْتُ مَا لَهُ قَالُوا يُوعَكُ فَلَمَّا جَلَسْنَا قَلِيلًا تَشَهَّدَ خَطِيبُهُمْ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَنَحْنُ أَنْصَارُ اللّٰهِ وَكَتِيبَةُ الْإِسْلَامِ وَأَنْتُمْ مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ رَهْطٌ وَقَدْ دَفَّتْ دَافَّةٌ مِنْ قَوْمِكُمْ فَإِذَا هُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يَخْتَزِلُونَا مِنْ أَصْلِنَا وَأَنْ يَحْضُنُونَا مِنَ الْأَمْرِ فَلَمَّا سَكَتَ أَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ وَكُنْتُ زَوَّرْتُ مَقَالَةً أَعْجَبَتْنِي أُرِيدُ أَنْ أُقَدِّمَهَا بَيْنَ يَدَيْ أَبِي بَكْرٍ وَكُنْتُ أُدَارِي مِنْهُ بَعْضَ الْحَدِّ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ عَلٰى رِسْلِكَ فَكَرِهْتُ أَنْ أُغْضِبَهُ فَتَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَكَانَ هُوَ أَحْلَمَ مِنِّي وَأَوْقَرَ وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ مِنْ كَلِمَةٍ أَعْجَبَتْنِي فِي تَزْوِيرِي إِلَّا قَالَ فِي بَدِيهَتِهِ مِثْلَهَا أَوْ أَفْضَلَ مِنْهَا حَتّٰى سَكَتَ فَقَالَ مَا ذَكَرْتُمْ فِيكُمْ مِنْ

بھائیوں انصاریوں پاس چلو ہم اس ارادے سے نکلے جب ان کے قریب پہنچے تو رستے میں دو نیک بخت (انصاری) آدمی[1] ملے انہوں نے بیان کیا کہ انصاری آدمیوں نے یہ بات ٹھہرائی ہے (سعد بن عبادہ کو خلیفہ بنائیں) اور ہم سے پوچھا مہاجرین بھائیو تم کہاں جا رہے ہو ہم نے کہا اپنے انصاری بھائیوں کے پاس جا رہے ہیں انہوں نے کہا دیکھو وہاں مت جاؤ (وہ دوسری فکر میں ہیں) تم کو جو کرنا ہے کر ڈالو لیکن میں نے کہا خدا کی قسم ہم تو ضرور ان کے پاس جائینگے آخر ہم گئے دیکھا تو ان انصاریوں میں ایک شخص کپڑا اوڑھے لپیٹے بیٹھا ہے میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے لوگوں نے کہا سعد بن عبادہ ہیں (خزرج کے سردار) میں نے پوچھا کیوں کیا حال ہے انہوں نے کہا ان کو بخار آ رہا ہے خیر تھوڑی دیر ہم وہاں بیٹھے اتنے میں ان کے خطیب (ثابت بن قیس بن شماس یا اور کسی) نے تشہد پڑھا اور جیسی چاہیئے ویسی اللہ کی تعریف کی پھر کہنے لگے اما بعد ہم لوگ انصار اللہ (یعنی اللہ کی مدد کرنے والے) ہیں اور اسلام کی فوج ہیں اور مہاجرین بھائیو تم لوگ تھوڑے سے لوگ ہو (ایک قلیل جماعت) تمہاری یہ ذرا سی ٹکڑی اپنی قوم (یعنی قریش) سے نکل کر ہم لوگوں میں آ رہی اب تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ ہماری بیخ کنی کر دو اور ہم کو خلافت سے محروم کر کے آپ خلیفہ بن بیٹھو (یہ کبھی نہیں ہو سکتا) جب خطیب یہ خطبہ [illegible] تو میں نے گفتگو کرنی چاہی میں نے ایک عمدہ تقریر اپنے ذہن میں تیار کر رکھی تھی میں نے چاہا کہ ابوبکرؓ کے بات کرنے سے [illegible] اس کو شروع کر دوں[2] اور انصار کی تقریر سے جو ابوبکرؓ کو غصہ پیدا ہوا ہے اس کو دور کر دوں جب میں نے بات کرنا چاہا تو ابوبکرؓ نے کہا ذرا ٹھہرو میں نے ان کو ناراض کرنا برا جانا آخر انہوں ہی نے تقریر شروع کی اور خدا کی قسم وہ مجھ سے زیادہ عقلمند اور مجھ سے زیادہ سنجیدہ (اور متین) تھے میں نے جو تقریر اپنے دل میں سوچ لی تھی اس میں سے انہوں نے کوئی بات نہیں چھوڑی فی البدیہہ وہی کہی بلکہ اس سے بھی بہتر پھر خاموش ہو گئے، ابوبکرؓ کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا انصاری بھائیو تم نے جو اپنی فضیلت

[1] عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی ۱۲ منہ [2] کہتے ہیں وہ تقریر یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی ہے بلکہ آپ بے ہوش ہو گئے ہیں عنقریب ہوش میں آئیں گے اور منافقوں اور کافروں کی گردنیں اڑائیں گے ۱۲ منہ

خَيْرٍ فَأَنْتُمْ لَهُ أَهْلٌ وَلَنْ يُعْرَفَ هٰذَا الْأَمْرُ
إِلَّا لِهٰذَا الْحَيِّ مِنْ قُرَيْشٍ هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ
نَسَبًا وَدَارًا وَقَدْ رَضِيتُ لَكُمْ أَحَدَ هٰذَيْنِ
الرَّجُلَيْنِ فَبَايِعُوا أَيَّهُمَا شِئْتُمْ فَأَخَذَ بِيَدِي
وَبِيَدِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَهُوَ جَالِسٌ
بَيْنَنَا فَلَمْ أَكْرَهْ مِمَّا قَالَ غَيْرَهَا
كَانَ وَاللّٰهِ أَنْ أُقَدَّمَ فَتُضْرَبَ عُنُقِي
لَا يُقَرِّبُنِي ذٰلِكَ مِنْ إِثْمٍ أَحَبَّ إِلَيَّ
مِنْ أَنْ أَتَأَمَّرَ عَلٰى قَوْمٍ فِيهِمْ أَبُوبَكْرٍ
اللّٰهُمَّ إِلَّا أَنْ تُسَوِّلَ إِلَيَّ نَفْسِي عِنْدَ
الْمَوْتِ شَيْئًا لَا أَجِدُهُ الْآنَ فَقَالَ قَائِلٌ
مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَا جُذَيْلُهَا الْمُحَكَّكُ وَ
عُذَيْقُهَا الْمُرَجَّبُ مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ
يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ فَكَثُرَ اللَّغَطُ وَ
ارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ حَتّٰى فَرِقْتُ

اور بزرگی بیان کی وہ سب درست ہے اور تم بے شک اس کے سزاوار ہو
مگر خلافت قریش کے سوا اور کسی خاندان والوں کے لئے نہیں ہو سکتی کیونکہ
قریش از روئے نسب اور از روئے خاندان کے تمام عرب کی قوموں میں بڑھ
چڑھ کر ہیں[1] اب تم لوگ ایسا کرو ان دو آدمیوں میں سے کسی سے بیعت کر لو
ابوبکرؓ نے میرا اور ابوعبیدہ بن جراح کا ہاتھ تھاما وہ ہم لوگوں میں بیٹھے ہوئے
تھے مجھ کو ابوبکر کی کوئی بات بری نہیں معلوم ہوئی مگر ایک ہی بات[2] خدا کی
قسم اگر آگے بڑھا کر میری گردن مار دیں اور میں کسی گناہ میں مبتلا نہ ہوں تو یہ مجھ کو اس سے
زیادہ پسند تھا کہ میں ان لوگوں کی سرداری کروں جن میں ابوبکرؓ موجود ہوں میرا
اب تک یہی خیال ہے یہ اور بات ہے کہ مرتے وقت میرا نفس مجھ کو بہکا دے
اور میں کوئی دوسرا خیال کروں جواب نہیں کرتا[3] خیر پھر انصار میں ایک کہنے والا
(حباب بن منذر) یوں کہنے لگا سنو سنو میں وہ لکڑی ہوں جس سے اونٹ اپنا بدن
رگڑ کر کھجلی کی تکلیف رفع کرتے ہیں اور میں وہ باڑ ہوں جو درخت کے گرد لگائی
جاتی ہے[4] میں ایک عمدہ تدبیر بتاتا ہوں ایسا کرو دو خلیفہ رہیں (دونوں مل کر
کام کریں) ایک ہماری قوم کا اور ایک قریش کا[5] تو تمہاری قوم کا[5] اب خوب گل غپ ہونے
لگی (کوئی کچھ کہتا کوئی کچھ کہتا) غل مچ گیا میں ڈر گیا کہیں مسلمانوں میں پھوٹ پڑ جاتی ہے

[1] اس کی دلیل ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قریش کے قبیلے سے بھیجا ۱۲منہ [2] جو انہوں نے کہی کہ عمر یا ابوعبیدہ سے بیعت کر لو ۱۲منہ [3] مطلب یہ ہے کہ میں تو مرتے دم تک اسی خیال پر ثابت قدم ہوں کہ ابوبکرؓ پر میں مقدم نہیں ہو سکتا اور جن لوگوں میں ابوبکرؓ موجود ہوں میں ان کا سردار نہیں بن سکتا اب تک تو اسی اعتقاد پر مضبوط ہوں لیکن اگر آئندہ شیطان یا نفس مجھ کو بہکائے اور کوئی دوسرا خیال میرے دل میں ڈال دے تو یہ اور بات ہے آفرین صد آفرین حضرت عمرؓ کے عجز اور انکسار پر اس میں کچھ شک نہیں کہ ابوبکر صدیق کو قدامت اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور رفاقت میں حضرت عمرؓ پر بہت ترجیح تھی مگر ملک داری اور سیاست اور قوت انتظامی میں حضرت عمرؓ کہیں بڑھے ہوئے تھے اس پر بھی انہوں نے ہر بات میں اپنے تئیں ابوبکر صدیق سے کم سمجھا اور ان کے ہوتے ہوئے خود سردار بننا گناہ خیال کیا رضی اللہ عنہ وارضاہ ۱۲ [4] تاکہ درخت آندھی میں گرنے سے محفوظ رہے مطلب یہ ہے کہ میں بڑا صاحب الرائے اور عقلمند اور مرجع قوم ہوں لوگ ہر جھگڑے اور ہر قضیے میں میری طرف رجوع ہوتے ہیں اور میں ایسی عمدہ رائے دیتا ہوں جو کسی کو نہیں سوجھتی گویا تنازع اور جھگڑے کی کھجلی میرے پاس آ کر اور مجھ سے رائے لے کر رفع کرتے ہیں اور تباہی اور بربادی کی ڈر میں میری پناہ لیتے ہیں میں ان کی باڑ ہو جاتا ہوں صرصر حوادث اور بلاؤں کی آندھیوں سے ان کو بچاتا ہوں ۱۲منہ [5] واہ ری عقل کیا عمدہ تدبیر بتائی اسی فہم پر یہ ناز اور تکبر کہیں ایک نیام میں دو تلواریں بھی رہ سکتی ہیں مثل مشہور ہے دو بادشاہ در اقلیمی نہ گنجدان حضرت نے تو مسلمانوں کا خاتمہ ہی کرانا چاہا تھا ایسی رائے دی تھی کہ ایک دن بھی کام نہ چلتا اور جو نقشہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی محنت اٹھا کر قائم کیا تھا وہ بالکل مٹ جاتا ۱۲منہ [6] خدا نخواستہ اگر اس وقت پھوٹ پڑتی تو بس اسلام کا خاتمہ ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنا وعدہ پورا کرنا تھا، اس نے اسلام کو جما دینے اور مسلمانوں کو حکومت دینے کا وعدہ کر لیا تھا یہ تائید الٰہی سمجھنا چاہیے کہ سب لوگوں نے ابوبکر صدیق پر اتفاق کر لیا ۱۲منہ۔

مِنَ الْاِخْتِلَافِ فَقُلْتُ ابْسُطْ يَدَكَ يَا اَبَا بَكْرٍ فَبَسَطَ يَدَهٗ فَبَايَعْتُهٗ وَبَايَعَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ ثُمَّ بَايَعَتْهُ الْاَنْصَارُ وَنَزَوْنَا عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فَقُلْتُ قَتَلَ اللّٰهُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ عُمَرُ وَاِنَّا وَاللّٰهِ مَا وَجَدْنَا فِيْمَا حَضَرْنَا مِنْ اَمْرٍ اَقْوٰى مِنْ مُّبَايَعَةِ اَبِىْ بَكْرٍ خَشِيْنَا اِنْ فَارَقْنَا الْقَوْمَ وَلَمْ تَكُنْ بَيْعَةٌ اَنْ يُّبَايِعُوْا رَجُلًا مِّنْهُمْ بَعْدَنَا فَاِمَّا بَايَعْنَاهُمْ عَلٰى مَا لَا نَرْضٰى وَاِمَّا نُخَالِفُهُمْ فَيَكُوْنُ فَسَادٌ فَمَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَلٰى غَيْرِ مَشُوْرَةٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَا يُتَابَعُ هُوَ وَالَّذِىْ بَايَعَهٗ تَغِرَّةً اَنْ يُّقْتَلَا ـ

آخر میں کہہ اٹھا ابوبکرؓ اپنا ہاتھ بڑھاؤ انہوں نے ہاتھ بڑھایا میں نے ان سے بیعت کی اور مہاجرین نے بھی (جتنے وہاں موجود تھے) انہوں نے بھی بیعت کرلی پھر انصاریوں سے بھی بیعت کرلی (چلو جھگڑا تمام ہوا جو منظور الٰہی تھا وہی ظاہر ہوا) اس کے بعد ہم سعد بن عبادہ کی طرف بڑھے (انہوں نے بیعت نہیں کی) ایک شخص (نام نامعلوم) انصار میں سے کہنے لگا بھائیو سعد بن عبادہ (بیچارے) کا تم نے خون کرڈالا[1] میں نے کہا اللہ اس کا خون کریگا[2] حضرت عمرؓ نے (اس خطبے میں) یہ بھی فرمایا اس وقت ہم کو ابوبکرؓ کی خلافت سے زیادہ کوئی چیز ضروری معلوم نہیں ہوئی کیونکہ[3] ہم کو یہ ڈر پیدا ہوا کہیں ایسا نہ ہو ہم لوگوں سے جدا رہیں اور ابھی انہوں نے کسی سے بیعت نہ کی ہو وہ کسی اور شخص سے بیعت کر بیٹھیں تب دو صورتوں سے خالی نہ ہوتا یا تو ہم بھی جبراً قہراً (دل نہ چاہتا) اسی سے بیعت کرلیتے یا لوگوں کی مخالفت کرتے تو آپس میں فساد پیدا ہوتا (پھوٹ[4] جاتی[5]) دیکھو پھر یہی کہتا ہوں جو شخص کسی شخص سے بن سوچے سمجھے بن صلاح اور مشورہ بیعت کرے تو دوسرے لوگ بیعت کرنے والے کی پیروی نہ کریں نہ اس کی جس سے بیعت کی گئی کیوں کہ دونوں اپنی جان گنوائیں گے[6]۔

باب ۲۶۸ اَلْبِكْرَانِ يُجْلَدَانِ وَيُنْفَيَانِ ـ

باب کنوارا کنواری کے ساتھ زنا کرے (یعنی دونوں غیر محصن ہوں) تو دونوں پر کوڑے پڑیں، دونوں کو دیس نکالا کیا جائے۔

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِىْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نور میں) فرمایا زنا کرنے والے مرد اور زنا کرنے والی عورت دونوں کو سو سو کوڑے مارو اور اگر تم اللہ اور پچھلے دن (آخرت) پر یقین رکھتے ہو تو اللہ کا حکم چلانے میں تم کو اُن پر کچھ شفقت نہ آنا چاہیئے اور جب اُن کو سزا

[1] اس کو خلافت کی بڑی امید تھی لیکن محروم رہ گیا ۱۲ منہ [2] ہم نے سعد بن عبادہ کا خون نہیں کیا ۱۲ منہ [3] اس کو دنیا سے اٹھالے گا تاکہ مسلمانوں میں آپس میں نااتفاقی اور پھوٹ پیدا نہ ہو یہ حضرت عمرؓ کی کرامت تھی ایسا ہی ہوا سعد بن عبادہ نے ابوبکر صدیقؓ سے بیعت نہ کی اور غصے میں خفا ہو کر شام کے ملک میں چل دیے وہاں حمام میں ایک ہی ایکا مردہ ملے غیب سے ایک آواز آئی ہم نے سعد بن عبادہ خزرج کے سردار کو اس کے دل پر دو تیر لگا کر مار ڈالا ۱۲ منہ [4] اس لیے آنحضرتؐ کی تجہیز و تکفین کا کام حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ انصرام دے رہے تھے اور عرب میں قاعدہ بھی یہی تھا کہ میت کے غسل اور کفن کا اہتمام اس کے عزیز و اقربا ہی کرتے لوگ اس میں شریک نہ ہوتے اسی وقت سے عموماً رواج پڑگیا ہے کہ جب کوئی خلیفہ یا بادشاہ مرجاتا ہے تو پہلے کوئی اس کا جانشین ہوجاتا ہے اس کے بعد تجہیز و تکفین اور دفن کا انتظام کیا جاتا ہے اب تک یہ قاعدہ مسلمان بادشاہوں میں جاری ہے ۱۲ منہ [5] اگر سچ پوچھو تو حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ نے وہ کام کیا کہ اس کا احسان قیامت تک ہر مسلمان مانتا رہے گا، مسلمانوں کو تباہی سے بچا لیا ۱۲ منہ [6] اور ابوبکرؓ کی بیعت پر قیاس نہ کرو ان کی بات اور تھی ۱۲ منہ

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ اَلزَّانِي لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ وَّحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ. قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ رَأْفَةٌ اِقَامَةُ الْحُدُودِ.

۵۴۰. حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ فِيمَنْ زَنٰى وَلَمْ يُحْصَنْ جَلْدَ مِائَةٍ وَّتَغْرِيبَ عَامٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غَرَّبَ ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تِلْكَ السُّنَّةَ.

۵۴۱. حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رض اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِيمَنْ زَنٰى وَلَمْ يُحْصَنْ بِنَفْيِ عَامٍ بِاِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَيْهِ.

بَابُ ۲۶۹ نَفْيِ اَهْلِ الْمَعَاصِي وَالْمُخَنَّثِينَ

۵۴۲. حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض

دی جائے تو مسلمانوں کی ایک جماعت وہاں حاضر رہے[1] اور دیکھو زنا کرنے والا مرد جب نکاح کرے گا تو (اکثر) بدکار یا مشرک عورت ہی سے نکاح کرے گا اسی طرح زنا کرنے والی عورت بھی جب نکاح کرے گی تو (اکثر) بدکار یا مشرک مرد ہی سے نکاح کرے گی (ہر شخص اپنے ہم جنس کو پسند کرتا ہے) اور مسلمانوں پر تو یہ[3] حرام ہے سفیان بن عیینہ نے (اپنی تفسیر میں) کہا و لا تاخذکم بھما رافة کا یہ مطلب ہے کہ ان کو حد لگانے میں رحم مت کرو[2]۔

ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن سلمہ نے کہا ہم کو ابن شہاب نے خبر دی انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے انہوں نے زید بن خالد جہنی سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ اس شخص کے لئے جو کنوارا ہو کر زنا کرے یہ حکم دیتے کہ سو کوڑے اس پر لگائے جائیں اور ایک سال تک جلا وطن کیا جاوے (اسی سند سے) ابن شہاب نے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ حضرت عمر رض نے (زانی کو) جلا وطن کیا پھر یہی طریقہ قائم ہو گیا[4]۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہ رض سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں جو کنوارا ہو کر زنا کرے یہ فیصلہ کیا کہ اس کو حد لگائی جائے اور سال بھر تک شہر بدر رہے۔

باب بدکاروں اور ہیجڑوں کو شہر بدر کرنا

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس رض

---

[1] یعنی سب لوگوں کے سامنے کوڑے لگا دئے جائیں نہ یہ کہ گھر میں چپکے سے ۱۲ منہ [2] سب جگہ رحم و کرم اچھا ہے مگر اللہ کی مقرر کی ہوئی سزائیں دینے میں ہرگز رحم نہ کرنا چاہیئے کیونکہ ایسے مقام پر رحم کرنا ہزاروں بندگان خدا پر بے رحمی کرنا ہے کیا تم نے سعدی کا قول نہیں سنا ؎ نکوئی با بدان کردن چنان ست ۔ کہ بد کردن بجائے نیک مردان ۱۲ [3] بدکار عورتوں سے نکاح کرنا ۱۲ منہ [4] دوسری روایتوں میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زانی کو کوڑے مارے اور جلا وطن کیا حضرت صدیق رض نے بھی ایسا ہی کیا حضرت عمر رض نے بھی ایسا ہی کیا ان حدیثوں سے حنفیہ کا مذہب رد ہوتا ہے جو زانی کے لئے جلا وطنی کی سزا نہیں تجویز کرتے اور کہتے ہیں قرآن میں صرف سو کوڑے مذکور ہیں ہم کہتے ہیں جن سے تم کو قرآن پہنچا ہے انہی نے زانی کو جلا وطن کیا اور حدیث بھی قرآن کی طرح واجب العمل ہے ۱۲ منہ

قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ وَاَخْرَجَ فُلَانًا وَاَخْرَجَ فُلَانًا ۔

سے انہوں نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہیجڑوں پر اور ان عورتوں پر جو مرد بنیں لعنت کی اور فرمایا ان کو اپنے گھروں سے نکال باہر کرو اور آپ نے فلاں ہیجڑے (انجشہ) کو نکال دیا اور حضرت عمر نے بھی فلاں ہیجڑے (مانع) کو نکلوا دیا۔

بَابٌ ۲۷ مَنْ اَمَرَ غَيْرَ الْاِمَامِ بِاِقَامَةِ الْحَدِّ غَائِبًا عَنْهُ ۔

باب ایک شخص حاکم اسلام کے پاس نہ ہو (کہیں اور ہو) لیکن اس کو حد لگانے کے لیے حکم دیا جائے۔

۵۴۳۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَعْرَابِ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اقْضِ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهٗ فَقَالَ صَدَقَ اقْضِ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِكِتَابِ اللّٰهِ اِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَاَتِهٖ فَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ بِمِائَةٍ مِّنَ الْغَنَمِ وَوَلِيْدَةٍ ثُمَّ سَاَلْتُ اَهْلَ الْعِلْمِ فَزَعَمُوْا اَنَّ مَا عَلَى ابْنِيْ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ اَمَّا الْغَنَمُ وَالْوَلِيْدَةُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَاَمَّا اَنْتَ يَا اُنَيْسُ فَاغْدُ عَلَى امْرَاَةِ هٰذَا

ہم سے عاصم بن علی نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے انہوں نے ابو ہریرہؓ اور زید بن خالد جہنی سے انہوں نے کہا ایک گنوار شخص (نام نامعلوم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا آپ (مسجد میں) بیٹھے ہوئے تھے اور کہنے لگا یا رسول اللہ اللہ کی کتاب کے موافق ہمارا فیصلہ کر دیجئے یہ سن کر اس کا دشمن (فریق ثانی) کھڑا ہوا عرض کرنے لگا جی ہاں سچ کہتا ہے یا رسول اللہ ہم دونوں کا اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کر دیجئے ہوا یہ کہ میرا بیٹا اس کے پاس نوکر تھا اس نے اس کی جورو سے زنا کی لوگوں نے مجھ سے کہا تیرا بیٹا سنگسار ہونا چاہئے میں نے سو بکریاں اور ایک لونڈی فدیہ میں دے کر اس کو چھڑا لیا اس کے بعد جو میں نے (دوسرے) عالموں سے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا نہیں تیرے بیٹے پر سو کوڑے پڑیں گے اور ایک سال کے لئے جلاوطن ہوگا، آنحضرتؐ نے یہ سن کر فرمایا قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تم دونوں کا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کروں گا بکریاں اور لونڈی تو اپنی واپس لے اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے پڑیں گے[1] ایک برس کے لئے جلاوطن ہوگا پھر آپ نے انیس سے فرمایا تو کل صبح اس دوسرے شخص

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ آپ نے اس کے بیٹے کو سو کوڑے لگانے کا اور فریق ثانی کی جورو کو رجم کرنے کا حکم دیا حالانکہ یہ دونوں آنحضرتؐ کے پاس موجود نہ تھے غائب تھے۔ قسطلانی نے کہا آپ نے جو انیس کو فریق ثانی کی جورو کے پاس بھیجا وہ زنا کی حد مارنے کے لئے نہیں بھیجا کیونکہ زنا کی حد لگانے کے لئے تجسس کرنا یا ڈھونڈنا درست نہیں اگر کوئی خود آکر زنا کا اقرار کرے اس کے لئے بھی تلقین مستحب ہے یعنی یوں کہنا شاید تو نے بوسہ لیا ہوگا یا مساس کیا ہوگا جیسے اوپر گزر چکا بلکہ آپ نے انیس کو اس لئے بھیجا کہ اس عورت کو خبر کر دیں کہ فلانے شخص نے تجھ پر زنا کی تہمت کی ہے اب وہ حد قذف کا مطالبہ کرتی ہے یا معاف کرتی ہے جب انیس اس کے پاس پہنچے تو اس عورت نے زنا کا اقبال کیا اس اقبال پر انیس نے اس کو رجم کر دیا ۲ منہ۔

فَارْجُمْهَا فَغَدَا أُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا

کی جورو پاس جا اس کو (اگر وہ زنا کا اقرار کرے) رجم کر انیس صبح کو اس کے پاس گئے [1] انیس نے اس کو رجم کیا۔

بَابُ ۲۷۱ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ فَاِذَاۤ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ نساء میں) فرمانا تم میں سے جس کو مسلمان

آزاد بی بیوں سے نکاح کرنے کا مقدور [2] نہ ہو وہ مسلمان لونڈیوں ہی سے نکاح کر لے جو تمہارے ملک میں ہوں اور اللہ تمہارے ایمان کا حال خوب جانتا ہے تم سب ایک دوسرے کے چٹے بٹے ہو (یعنی اولاد آدم ہو ہم جنس ہو) تو لونڈیوں کے مالکوں سے اجازت لے کر ان سے نکاح کر لو اور ان کے مہر دستور کے موافق ادا کرو یہ لونڈیاں نکاح کر کے اپنے تئیں حرام کاری سے بچانے والی ہوں نہ رنڈیوں کی طرح شہوت بجھانے والی نہ خانگیوں کی طرح آشنائی کرنے والی پھر جب قید نکاح میں آ جائیں اس کے بعد اگر حرام کاری کریں تو ان کو آزاد عورتوں کی آدھی سزا دی جائے گی (سو کوڑوں کے بدل پچاس کوڑے پڑیں گے اور رجم نہ ہو نگی) [3] یہ لونڈیوں سے نکاح کرنے کی اجازت اس کے لئے ہے جو زنا میں مبتلا ہو جانے سے ڈرتا ہو اس پر بھی اگر تم صبر [4] کیے رہو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے [5]

بَابُ ۲۷۲ اِذَا زَنَتِ الْاَمَةُ

باب اگر لونڈی زنا کرائے

۵۴۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْاَمَةِ اِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصَنْ قَالَ اِذَا زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ بِيْعُوْهَا

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ اور زید بن خالدؓ جہنی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا اگر کوئی لونڈی زنا کرائے اور حرام کاری سے اپنے تئیں نہ بچاتے تو اس کو سو کوڑے لگاؤ پھر اگر زنا کرائے تو پھر کوڑے لگاؤ پھر اگر زنا کرائے تو پھر کوڑے لگاؤ پھر (چوتھے بار اگر زنا کرائے) تو اس کو بیچ ڈالو بالوں کی ایک رسی ہی کے بدل

[1] اس نے زنا کا اقرار کیا ۱۲ منہ [2] بی بی سے نکاح کرنے کا مقدور نہ رکھتا ہو اور ۱۲ منہ [3] حافظ نے کہا علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ لونڈی کا احصان کیا ہے بعضوں نے کہا نکاح کرنا بعضوں نے کہا آزاد ہونا پہلے قول پر اگر نکاح سے پہلے لونڈی زنا کرائے تو اس پر حد واجب نہ ہوگی ابن عباسؓ اور ایک جماعت تابعین کا یہی قول ہے اور اکثر علماء کے نزدیک نکاح سے پہلے بھی اگر لونڈی زنا کرائے تو اس پر پچاس کوڑے پڑیں گے اور آیت میں جو احصان کی قید لگائی اس سے یہ غرض ہے کہ لونڈی گو محصنہ ہو پر وہ رجم نہیں ہو سکتی کیونکہ رجم میں تنصیف ممکن نہیں ہے بعضے نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے غیر مسافحات زوانی ولا متخذات اخدان اخلاء یعنے مسافحات کے معنے حرام کرانے والیاں اخلاء کے معنے آشنا ۱۲ منہ [4] زنا سے بچے رہو۔ اور لونڈیوں سے بھی نکاح نہ کرو ۱۲ منہ [5]

وَلَوْ بِضَفِيرٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَلَا أَدْرِي بَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ۔

سہی ابن شہاب نے (اسی سند سے) کہا مجھ کو یاد نہیں رہا بیچنے کا حکم تیسری بار کے بعد دیا یا چوتھی بار کے بعد۔

بَابٌ ۲۷۳ لَا يُثَرَّبُ عَلَى الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَا تُنْفَى۔

باب لونڈی کو (شرعی سزا دینے کے بعد پھر) ملامت نہ کرے نہ لونڈی جلا وطن کی جائے۔

۵۴۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ تَابَعَهُ إِسْمٰعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے اپنے والد (کیسان) سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے سُنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لونڈی کی حرام کاری جب کھل جائے تو اُس کو کوڑے لگائے زبان سے سخت سُست نہ کہے[۲] پھر اگر زنا کرائے تو پھر کوڑے لگائے اور زبان سے ملامت نہ کرے پھر اگر تیسری بار زنا کرائے تو اس کو (جو دام ملے) بیچ ڈالے بالوں کی ایک رسی ہی کے بدل سہی لیث کے ساتھ اس حدیث کو اسماعیل بن امیہ نے بھی سعید مقبری سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا[۳] انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

بَابٌ ۲۷۴ أَحْكَامِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَإِحْصَانِهِمْ إِذَا زَنَوْا وَرُفِعُوا إِلَى الْإِمَامِ۔

باب ذمی کافر اگر زنا کریں اور ان کا مقدمہ حاکم اسلام کے سامنے لایا جائے۔

۵۴۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى عَنِ الرَّجْمِ فَقَالَ رَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَقَبْلَ النُّورِ أَمْ بَعْدَهُ قَالَ لَا أَدْرِي تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَخَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے سلیمان شیبانی نے کہا میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ (صحابی) سے رجم کا مسئلہ پوچھا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زانی کو رجم کیا[۴] میں نے پوچھا سورۂ نور کی آیت اترنے سے پہلے یا اس کے بعد انہوں نے کہا میں نہیں جانتا[۵] عبدالواحد کے ساتھ اس حدیث کو علی بن مسہر اور خالد بن

---

[۱] یعنی جو قیمت آئے اس کے بدل دے ڈالو اس لئے کہ حرام کار لونڈی کا گھر میں رکھنا باعث نحوست ہے دوسرے اس کے دیکھا دیکھی دوسری عورتوں کے خراب ہو جانے کا ڈر ہے ۱۲ منہ [۲] کیونکہ جب سزا دی گئی تو وہ گناہ کا کفارہ ہو گئی اب زبان سے سخت سُست کہنا بے موقع ہے بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ صرف زبان سے ملامت کرنے پر اکتفا نہ کرو جیسے جاہلیت کے زمانہ میں قاعدہ تھا کہ حرام کار لونڈی کو سخت سُست کہہ لیتے بس اسی پر اکتفا کرتے کوڑے وغیرہ نہ مارتے بلکہ اس کو کوڑے بھی لگاؤ ۱۲ منہ [۳] اس کو امام نسائی نے وصل کیا اس میں سعید اور ابوہریرہؓ کے درمیان ان کے باپ کا واسطہ نہیں ہے ۱۲ منہ [۴] جس میں زانی کو کوڑے مارنے کا حکم ہے ۱۲ منہ [۵] بظاہر اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے مگر امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو امام احمد اور طبرانی وغیرہ نے نکالا اس میں یوں ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک یہودی اور ایک یہودن کو رجم کیا عبداللہ بن ابی اوفیٰ کے کلام سے یہ نکلتا ہے کہ عالم کو (باقی بر صفحہ ۳۴۵)

وَالْمُحَارِبِيُّ وَعَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْمَائِدَةَ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ ـ

عبداللہ اور عبدالرحمان محاربی اور عبیدہ بن حمید نے بھی شیبانی سے روایت کیا[1] اور بعضے راویوں نے سورۂ نور کے بدل) سورۂ مائدہ کہا (یعنی عبیدہ بن حمید نے) اور اگلی روایت[2] زیادہ صحیح ہے[3]۔

۵۴۷ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رض أَنَّهُ قَالَ إِنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ فِي شَأْنِ الرَّجْمِ فَقَالُوا نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُونَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ إِنَّ فِيهَا الرَّجْمَ فَأَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَحْنِي عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيهَا الْحِجَارَةَ

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا یہودی لوگ (۴ھ ہجری میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے یہ بیان کر ان میں ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا توراۃ شریف میں زنا میں رجم کرنے کی بابت کیا لکھا ہے[4] انہوں نے کہا توراۃ شریف میں تو یہ حکم ہے کہ ہم زنا کرنے والوں کو فضیحت کریں اُن پر کوڑے پڑیں یہ سن کر عبداللہ ابن سلام نے کہا تم جھوٹے ہو توراۃ شریف میں رجم کا حکم موجود ہے اچھا توراۃ لے کر آؤ (وہ لے کر آئے) اس کو کھولا ایک یہودی (عبداللہ بن صوریا) نے کیا کیا رجم کی آیت پر اپنا ہاتھ رکھ لیا اور اس سے اگلی اور پچھلی آیتیں پڑھنے لگا عبداللہ بن سلام نے اس سے کہا ذرا اپنا ہاتھ تو سرکا اس نے جو ہاتھ اُٹھایا تو اس کے تلے سے رجم کی آیت نکلی[5] کہنے لگے محمد عبداللہ بن سلام سچ کہتے ہیں بے شک تورات شریف میں رجم کی آیت موجود ہے آخر آپ نے حکم دیا وہ دونوں زنا کرنے والے مرد اور عورت رجم کئے گئے عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں میں نے (رجم کرتے وقت) مرد کو دیکھا عورت پر جھک جھک پڑتا تھا اس کو پتھروں کی مار سے بچاتا تھا۔

بَابُ ۲۷۵ إِذَا رَمَى امْرَأَتَهُ أَوِ امْرَأَةَ

باب اگر حاکم کے اور لوگوں کے سامنے کوئی شخص اپنی عورت

(بقیہ صفحہ سابقہ) جب کوئی بات اچھی طرح معلوم نہ ہو تو یوں کہے میں نہیں جانتا اور اس میں کوئی عیب نہیں ہے اور جو کوئی اس کو عیب سمجھ کر اٹکل پچو سے ہر بات کا جواب دے دیا کرے وہ احمق ہے عالم نہیں ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] علی بن مسہر کی روایت کو ابن ابی شیبہ نے اور خالد کی روایت کو خود امام بخاری نے باب رجم المحصن میں اور عبدہ کی روایت کو اسماعیلی نے وصل کیا لیکن محاربی کی روایت معلوم نہیں کس نے وصل کی ۱۲ منہ [2] اس لئے کہ سورۂ مائدہ میں زنا کے احکام مذکور نہیں ہیں تو اس سے کیا تعلق ۱۲ منہ [3] رجم کا حکم اس میں موجود ہے یا نہیں ۱۲ منہ [4] اب کیا کریں سخت شرمندہ ہوتے ۱۲ منہ [5] جس میں سورۂ نور مذکور ہے ۱۲ منہ۔

غَيْرِهِ بِالزِّنَا عِنْدَ الْحَاكِمِ وَالنَّاسِ هَلْ عَلَى الْحَاكِمِ أَنْ يَبْعَثَ إِلَيْهَا فَيَسْأَلَهَا عَمَّا رُمِيَتْ بِهِ ۔

۵۴۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَقَالَ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُهُمَا أَجَلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَأْذَنْ لِي أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ تَكَلَّمْ قَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هٰذَا قَالَ مَالِكٌ وَالْعَسِيفُ الْأَجِيرُ فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ لِي ثُمَّ إِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ مَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَجَلَدَ ابْنَهُ مِائَةً وَغَرَّبَهُ عَامًا وَأَمَرَ أُنَيْسًا الْأَسْلَمِيَّ أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَةَ الْآخَرِ فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا ۔

یا دوسرے کی عورت کو زنا کی تہمت لگائے تو حاکم کو کیا یہ لازم ہے کہ کسی شخص کو عورت کے پاس بھیج کر اس تہمت کا حال دریافت کرائے[1]

ہم سے عبداللہ بن یوسف تینسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ اور زید بن خالد جہنی سے ان دونوں نے بیان کیا دو مرد (نام نامعلوم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑتے ہوئے آئے ایک کہنے لگا ہمارا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کر دیجئے دوسرا جو ذرا زیادہ سمجھدار تھا کہنے لگا جی ہاں یا رسول اللہ ہم دونوں کا اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کر دیجئے اور اجازت دیجئے تو میں مقدمہ کے واقعات بیان کروں (آپ نے فرمایا اچھا بیان کر) کہنے لگا ایسا ہوا میرا بیٹا اس شخص کے (یعنے فریق ثانی) پاس عسیف تھا امام مالکؒ نے کہا یعنے نوکر تھا اس نے کیا کیا اس کی جورو سے زنا کی لوگوں نے مجھ سے کہا تیرا بیٹا سنگسار ہونا چاہیئے میں نے سو بکریاں اور ایک لونڈی فدیہ دے کر اپنے بیٹے کو چھڑا لیا (سنگساری سے بچایا) اس کے بعد میں نے دوسرے عالموں سے جو مسئلہ پوچھا انہوں نے کہا تیرے بیٹے پر سو کوڑے پڑیں گے اور ایک سال کیلئے ملک بدر ہوگا (کیونکہ وہ غیر محصن تھا) اور اس کی عورت البتہ سنگسار ہوگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا سنو اس پروردگار کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تمہارا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کروں گا تیری بکریاں اور لونڈی تجھ کو واپس آپ نے اس کے بیٹے کو سو کوڑے لگوائے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا اور انیس اسلمی (صحابی) سے فرمایا تم ایسا کرو اس دوسرے شخص کی جورو پاس جاؤ[2] اگر اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر[3] اس نے زنا کا اقرار کیا تب انہوں نے اس کو سنگسار کر ڈالا[4]۔

[1] باب کی حدیث میں دوسرے کی عورت کو زنا کی تہمت لگانے کا ذکر ہے لیکن اپنی عورت کو تہمت لگانا اس سے نکلا کر اس وقت عورت کا خاوند بھی حاضر تھا اس نے اس واقعہ کا انکار نہیں کیا گویا اس نے بھی اپنی عورت کو تہمت لگائی ۱۲ منہ [2] اس سے پوچھو اگر وہ انکار کرے تب تو تہمت لگانے والے کو حد قذف پڑے گی ۱۲ منہ [3] انیس اس کے پاس گئے اس سے پوچھا ۱۲ منہ [4] ترجمہ باب یہیں سے نکلا آپ نے انیس کو اس عورت کے پاس بھجوایا معلوم ہوا کہ امام کو ایسا کرنا واجب ہے نووی نے اسی کو صحیح کہا ہے بعضوں نے کہا واجب نہیں ۱۲ منہ ۔

بَابٌ ۲۷۶ مَنْ اَدَّبَ اَهْلَهُ اَوْ غَيْرَهُ دُوْنَ السُّلْطَانِ۔

وَقَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى فَاَرَادَ اَحَدٌ اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ فَاِنْ اَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ وَفَعَلَهُ اَبُوْ سَعِيْدٍ۔

۵۴۹۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقٰسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ اَبُوْ بَكْرٍ رض وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلٰى فَخِذِيْ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ فَعَاتَبَنِيْ وَجَعَلَ يَطْعُنُ بِيَدِهِ فِيْ خَاصِرَتِيْ وَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ اِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ۔

۵۵۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَقْبَلَ اَبُوْ بَكْرٍ فَلَكَزَنِيْ لَكْزَةً شَدِيْدَةً

باب اگر کوئی شخص بے حاکم کی اجازت کے اپنے گھر والوں اور غیر کا تنبیہ کرے[1]

اور ابو سعید خدریؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے[2] آپ نے فرمایا اگر کوئی تم میں سے نماز پڑھ رہا ہو اور سامنے سے ایک شخص گزرنا چاہے تو اس کو ہٹائے اگر وہ نہ مانے تو اس سے لڑے وہ شیطان ہے[3]، اور ابو سعید خدریؓ ایک شخص سے لڑ چکے ہیں[4]۔

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا (غزوۂ بنی مصطلق میں) ابوبکر صدیق میرے پاس آئے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر میری ران پر رکھے (آرام فرما رہے) تھے ابوبکرؓ کیا کہنے لگے (میرے اوپر خفا ہوتے) تو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور تمام لوگوں کو ایسی جگہ اٹکا دیا جہاں نہ پانی ملتا ہے نہ کچھ (یہ کیا آفت ہے) غرض انہوں نے مجھ پر غصہ کیا اور میری کوکھ میں ہاتھ سے کونچے لگانے لگے میں ضرور تڑپتی مگر کیا کرتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری ران پر تھا (اس وجہ سے نہ ہل سکی ایسا نہ ہو آپ جاگ اٹھیں)، اس وقت اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری[5]۔

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ سے عمرو بن حارث نے ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا ابوبکر صدیق میرے پاس آئے انہوں نے ایک سخت گھونسا میرے لگایا اور کہنے لگے تو نے

[1] یہاں اس باب کے لانے سے یہ مقصود ہے کہ مالک کو اپنی لونڈی غلاموں کو بلا اذن امام کے حد لگانا درست ہے اس مسئلہ میں اختلاف ہے اہل حدیث اور شافعی وغیرہ نے اس کو جائز رکھا ہے لیکن حنفیہ کہتے ہیں بغیر امام یا حاکم کی اجازت کے مالک حد نہیں لگا سکتا ۱۲ منہ [2] یہ حدیث موصولاً کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے ۱۲ منہ [3] بھلا یہ کیا شرارت کر ہٹائے سے بھی نہیں مانتا ۱۲ منہ [4] جو نماز میں ان کے سامنے سے گزر رہا تھا۔ یہ واقعہ بھی اوپر گزر چکا ہے کہ ابو سعیدؓ نے اس کو ایک مار لگائی تھی پھر مروان کے پاس مقدمہ گیا۔ اس سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ جب غیر شخص کو بے امام کی اجازت کے مارنا اور دھکیل دینا درست ہوا تو آدمی اپنے غلام یا لونڈی کو بطریق اولیٰ زنا کی حد لگا سکتا ہے ۱۲ منہ [5] یہ حدیث اوپر کتاب التفسیر میں گزر چکی ہے باب کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ ابوبکرؓ نے حضرت عائشہؓ کی تنبیہ کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہیں لی ۱۲ منہ

وَقَالَ حَبَسْتِ النَّاسَ فِي قِلَادَةٍ فَبِي الْمَوْتُ لِمَكَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَوْجَعَنِي نَحْوَهُ لَكَزَ وَوَكَزَ وَاحِدٌ

لوگوں کو ایک ہار کے لئے روک دیا میں مرنے کے قریب ہوگئی اس قدر مجھ کو درد ہوا لیکن کیا کر سکتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری ران پر تھا لکز وکز کے ایک معنے ہیں۔

بَابُ ۲۷۷ مَنْ رَأَى مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَقَتَلَهُ

باب جو اپنی جورو کو کسی مرد کے ساتھ زنا کرتے دیکھے اور اس کو مار ڈالے[1]

۱۵۵۱ - حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّي۔

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ نے کہا ہم سے عبدالملک بن عمیر نے انہوں نے وراد سے انہوں نے مغیرہ بن شعبہ سے انہوں نے کہا سعد بن عبادہ نے کہا اگر میں اپنی جورو کے پاس کسی غیر مرد کو دیکھوں تو تلوار کی دھار سے اس کا کام تمام کردوں (یعنی اس کو زندہ نہ چھوڑوں) یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ نے صحابہ سے فرمایا تم سعد کی غیرت اور حمیت پر تعجب کرتے ہو اور بات یہ ہے کہ میں اس سے زیادہ غیرت دار ہوں اور اللہ تعالےٰ مجھ سے بھی بڑھ کر غیرت دار ہے۔

بَابُ ۲۷۸ مَا جَاءَ فِي التَّعْرِيضِ۔

باب اشارے کنائے کے طور پر کوئی بات کہنا (جس کو تعریض کہتے ہیں)

۱۵۵۲ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا أَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَنَّى كَانَ ذٰلِكَ قَالَ أُرَاهُ عِرْقٌ

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک گنوار آیا (نام نامعلوم) کہنے لگا میری عورت ایک سانولا لڑکا جنی ہے[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا یہ تو کہہ تیرے پاس اونٹ ہیں کہنے لگا جی ہاں ہیں آپ نے فرمایا کس رنگ کے کہنے لگا سرخ آپ نے فرمایا ان میں کوئی خاکی رنگ کا بھی ہے کہنے لگا ہاں ہے آپ نے فرمایا پھر رنگ کہاں سے آیا[3] کہنے لگا میں سمجھتا ہوں کسی رگ نے یہ رنگ

---

[1] امام بخاری نے اس کو گول گول رکھا ہے کوئی حکم بیان نہیں کیا اس مسئلہ میں اختلاف ہے جمہور علماء نے کہا کہ اس پر قصاص لازم ہوگا اور امام احمد اور اسحاق نے کہا کہ اگر گواہ قائم کرے کہ اس کی جورو فعل شنیعہ کرا رہی تھی تب تو اس پر سے قصاص ساقط ہوگا اور شافعی نے کہا کہ عنداللہ وہ قتل کرنے سے گناہ گار نہ ہوگا اگر زنا کرنے والا محصن ہو لیکن ظاہر شرع میں اس پر قصاص ہوگا میں کہتا ہوں اس زمانہ میں امام احمد اور اسحاق کا قول مناسب ہے، اگر وہ گواہوں سے یہ ثابت کرے کہ غیر مرد اس کی جورو سے فعل شنیعہ کر رہا تھا یا ایسی حالت میں مارے کہ دونوں اس فعل میں مصروف ہوں تب تو قصاص ساقط ہونا چاہیئے اور نصاریٰ نے جو قانون اس ملک ہندوستان میں جاری کیا ہے اس کا بھی منشا یہی ہے کہ سخت اشتعال طبع میں قاتل سے قصاص نہیں لیا جاتا لیکن حنفیہ اور جمہور علماء اس کے خلاف ہیں وہ قصاص واجب جانتے ہیں ۱۲ منہ [2] یہی تعریض کی مثال ہے اس نے صاف یوں نہیں کہا کہ وہ لڑکا حرام کا ہے مطلب یہی ہے کہ میرے نطفے سے وہ لڑکا نہیں ہے کیونکہ میں گورا ہوں میرا لڑکا ہوتا تو میری طرح گورا ہوتا ۱۲ منہ [3] جب ماں باپ دونوں سرخ رنگ کے تھے ۱۲ منہ ؂

نَزَعَهُ قَالَ فَلَعَلَّ ابْنَكَ هٰذَا نَزَعَهُ عِرْقٌ

بَابٌ ٢٧٩ كَمِ التَّعْزِيرُ وَالْأَدَبُ

۵۵۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ

۵۵۴ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرٍ عَمَّنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عُقُوبَةَ فَوْقَ عَشْرِ ضَرَبَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ -

۵۵۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ إِذْ جَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرٍ فَحَدَّثَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ فَقَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بُرْدَةَ الْأَنْصَارِيَّ

کھینچ لیا آپ نے فرمایا پھر ایسا ہی ممکن ہے تیرے بیٹے کا رنگ بھی کسی رگ نے کھینچ لیا ہو[۱]۔

باب تنبیہ اور تعزیر (یعنی حد سے کم سزا) کتنی ہونی چاہیئے[۲]

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے امام لیث بن سعد نے کہا مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے انہوں نے بکیر بن عبداللہ سے انہوں نے سلیمان بن یسار سے انہوں نے عبدالرحمان بن جابرؓ بن عبداللہ سے انہوں نے ابوبردہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے دس کوڑوں سے زیادہ (کسی جرم میں) نہ مارنا چاہیئے مگر اللہ کی حدوں میں سے کسی حد میں۔

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے کہا ہم سے مسلم بن ابی مریم نے کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن جابر نے انہوں نے اس شخص سے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا (یعنی جابر یا ابوبردہؓ سے) آپ نے فرمایا دس کوڑوں سے زیادہ حد کے سوا اور کسی جرم میں نہ ماریں گے۔

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا مجھ کو عبداللہ بن وہب نے خبر دی کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے خبر دی ان سے بکیر بن عبداللہ اشج نے بیان کیا انہوں نے کہا ایسا ہوا میں سلیمان بن یسار کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں عبدالرحمٰن بن جابر آئے انہوں نے سلیمان بن یسار کو حدیث سنائی پھر سلیمان ہماری طرف متوجہ ہوتے کہنے لگے مجھ سے عبدالرحمٰن ابن جابر نے بیان کیا اُن سے ان کے والد (جابر بن عبداللہ انصاری) نے انہوں نے ابوبردہ انصاریؓ سے

[۱] حکیموں نے لکھا ہے کہ رنگ کے اختلاف سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس کا لڑکا نہیں ہے اس لئے کہ بعضے اوقات ماں باپ دونوں گورے ہوتے ہیں مگر لڑکا سانولا پیدا ہوتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ماں حمل کی حالت میں کسی سانولے مرد کو یا کالی چیز کو دیکھتی رہتی ہے اس کا رنگ بچہ کے رنگ پر اثر کرتا ہے البتہ اعضا میں مناسبت ماں باپ سے ضرور ہوتی ہے مگر وہ بھی ایسی مخلوط جس کو قیافہ کا علم نہ ہو وہ نہیں سمجھ سکتا اس حدیث سے یہ نکلا کہ تعریض کے طور پر قذف کرنے میں حد نہیں پڑتی امام شافعی اور امام بخاری کا یہی قول ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو حد لگاتے مالکیہ کے نزدیک باپ کے سوا اور کوئی تعریض کے ساتھ بھی قذف کرے مثلاً کسی سے یوں کہے اجی میں زانی یا لوطی تھوڑے ہوں (یعنی تو زانی یا لوطی ہے) تو حد لازم ہوگی ۱۲ منہ [۲] ہمارے امام احمد اور اہل حدیث کے نزدیک تعزیر میں دس کوڑے سے زیادہ نہیں مارنا چاہیئے اور حنفیہ نے اس میں خلاف کیا ہے انہوں نے کہا کم سے کم جو حد ہے یعنی چالیس کوڑے غلام کیلئے اس سے ایک کم تک یعنی انتالیس کوڑے تک تعزیر ہو سکتی ہے ہماری دلیل وہ حدیثیں ہیں جو امام بخاری نے اس باب میں بیان کیں اور حنفیہ کو بھی اپنے (باقی برصفحہ ۳۴۹)

قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَجْلِدُوْا فَوْقَ عَشَرَةِ أَسْوَاطٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ۔

سُنا انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے دس کوڑوں سے زیادہ (کسی جرم میں) نہیں مارنے کے مگر کسی حد میں اللہ کی حدوں میں سے۔

۵۵۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رض قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فَقَالَ لَهُ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَإِنَّكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تُوَاصِلُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّكُمْ مِثْلِي إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ حِينَ أَبَوْا تَابَعَهُ شُعَيْبٌ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَيُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ سے ابوسلمہ نے بیان کیا کہ ابوہریرہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال (طے کے روزے رکھنے) سے منع فرمایا اس پر چند مسلمان آپ سے کہنے لگے یا رسول اللہ آپ تو وصال کیا کرتے ہیں فرمایا (میں تم برابر) تم میں کون شخص میری طرح ہے میں تو رات کو اپنے پروردگار پاس رہتا ہوں وہ مجھ کو کھلا پلا دیتا ہے[۱] جب لوگوں نے نہ مانا اور طے کے روزے رکھنا نہ چھوڑے تو آنحضرتؐ نے اُن کے ساتھ وصال کیا ایک دن پھر دوسرے دن پھر (عید کا) چاند ہوگیا آپ نے فرمایا اگر چاند نہ ہوتا تو میں اور طے کرتا یہ آپ نے لوگوں کو سزا دینے کے طور پر کیا[۲] جب انہوں نے آپ کا فرمانا نہ سُنا عقیل کے ساتھ اس حدیث کو شعیب بن ابی حمزہ اور یحییٰ بن سعید انصاریؓ اور یونس بن یزید نے بھی زہری سے روایت کیا[۳] اور عبدالرحمن بن خالد فہمی نے اس کو ابن شہاب سے روایت کیا انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے (یہ روایت آگے کتاب الاحکام میں مذکور ہوگی)۔

۵۵۷۔ حَدَّثَنِي عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا

مجھ سے عیاش بن ولید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ

(بقیہ صفحہ گزشتہ) امام کا قول اس مسئلہ میں ترک کرنا چاہیے اور صحیح حدیث پر عمل کرنا چاہیے اُن کے امام نے ایسی ہی وصیت کی ہے ۱۲ منہ (حاشیہ صفحہ ہٰذا) [۱] یعنی مجھ میں ایسی قوت عطا فرما دیتا ہے جو آدمی کو کھانے پانی سے حاصل ہوتی ہے بعضوں نے کہا بہشت کا کھانا پانی مراد ہے مگر اگر یہ مراد ہو تو پھر وصال نہ رہا واللہ اعلم ۱۲ منہ۔
[۲] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ آپ نے ان کو سزا دینے کے طور پر ایک دن بھوکا رکھا پھر دوسرے دن بھوکا رکھا اتفاق سے چاند ہوگیا ورنہ آپ اور روزے رکھے جاتے دیکھیں کہاں تک یہ لوگ صبر کرتے ہیں یہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا نہ سُنا آپ کی عدول حکمی کی یہ امر صحابہ کی شان کے خلاف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کا منع فرمانا بطور حکم کے نہ تھا ورنہ صحابہ اس کے خلاف ہرگز نہ کرتے بلکہ ان پر شفقت اور مہربانی کے طور پر تھا جب انہوں نے یہ آسانی پسند نہ کی تو آپ نے فرمایا اچھا یوں ہی سہی اب دیکھیں کتنے دن تک تم طے کر سکتے ہو۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ امام یا حاکم قول یا فعل سے یا جس طرح چاہے مجرم کو تعزیر دے سکتا ہے، اسی طرح مالی نقصان دے کر یعنی جرمانہ وغیرہ کر کے ہمارے امام ابن قیم نے اپنی کتاب القضا میں اس کی بہت سی دلیلیں بیان کی ہیں کہ تعزیر بالمال ہماری شریعت میں درست ہے مگر حنفیہ نے اس کا انکار کیا ہے جیسے اوپر گزر چکا ہے ۱۲ منہ [۳] شعیب کی روایت کو خود امام بخاری نے کتاب الصیام میں اور یحییٰ بن سعید کی روایت کو ذہلی نے زہریات میں اور یونس کی روایت کو امام مسلم نے وصل کیا ۱۲ منہ *

عَبْدُ الْاَعْلٰی حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُضْرَبُوْنَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَرَوْا طَعَامًا جِزَافًا اَنْ يَّبِيْعُوْهُ فِيْ مَكَانِهِمْ حَتّٰی يُؤْوُوْهُ اِلٰی رِحَالِهِمْ۔

نے کہا ہم سے معمر بن راشد نے انہوں نے زہری سے انہوں نے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں کو اس پر مار پڑتی کہ جب غلہ کے ڈھیریوں ہی خریدیں بن ناپے اور تولے اور اس کو اُسی جگہ (دوسرے کے ہاتھ) بیچ ڈالیں ہاں جب وہ غلہ اُٹھا کر اپنے ٹھکانے لے جائیں (پھر بیچیں) تو کچھ سزا نہ ہوتی[1]

۵۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ مَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فِيْ شَيْءٍ يُؤْتٰی اِلَيْهِ حَتّٰی تُنْتَهَكَ مِنْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس بن یزید نے انہوں نے زہری سے کہا ہم کو عروہ نے خبر دی انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کے لئے کوئی بدلہ نہیں لیا جب کبھی ایسا مقدمہ آپ کے سامنے لایا گیا (بلکہ معاف کر دیا درگزر کی) البتہ اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کا کوئی مرتکب ہوتا تو اس سے خاص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے بدلہ لیتے۔

بَابٌ ۲۸ مَنْ اَظْهَرَ الْفَاحِشَةَ وَاللَّطْخَ وَالتُّهَمَةَ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ۔

باب اگر کسی شخص کی بے حیائی اور بے شرمی اور آلودگی پر گواہ نہ ہوں پر قرائن سے یہ امر کھل جائے[2]

۵۵۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ شَهِدْتُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَاَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ زَوْجُهَا كَذَبْتُ عَلَيْهَا اِنْ اَمْسَكْتُهَا قَالَ فَحَفِظْتُ ذٰلِكَ مِنَ الزُّهْرِيِّ اِنْ جَاءَتْ بِهٖ كَذَا وَكَذَا فَهُوَ وَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ كَذَا وَكَذَا كَاَنَّهٗ وَحَرَةٌ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہ زہری نے سہل بن سعد (صحابی) سے یوں روایت کی میں اس وقت موجود تھا جب (آنحضرتؐ کے زمانہ میں) جورو اور خاوند میں لعان ہوا (یعنی عویمر عجلانی اور اس کی جورو خولہ میں) لعان کے بعد آپ نے جورو خاوند میں جدائی کر دی پھر خاوند کہنے لگا یا رسول اللہ اگر اب میں اس عورت کو رکھوں تو جیسے میں نے اس کو جھوٹ بنایا سفیان نے کہا میں نے اس حدیث میں زہری سے سن کر یہ بھی یاد رکھا کہ آنحضرتؐ نے لعان کے بعد یہ فرمایا دیکھو اگر اس عورت کا بچہ اس شکل کا پیدا ہوا تب تو خاوند سچا ہے (جورو نے

---

[1] اس سے یہ نکلا کہ عقود فاسدہ مثلاً سودی خرید و فروخت وغیرہ پر امام سزا دے سکتا ہے اسی طرح بازار میں محتسب مقرر کر سکتا ہے ہماری شریعت میں یہ سب جرائم تعزیری ہیں رستے پر غیر عورتوں کو گھورنا ان سے ہنسی ٹھٹھا کرنا رستے میں کوئی ایذا دہ چیز ڈالنا۔ مرغ بازی۔ پتنگ بازی۔ شطرنج۔ گنجفہ چوسر گانا بجانا جو خلاف شرع ہو حال قال وجد تواجد امانت میں خیانت جعل سازی، دغا بازی اغلام وطی خلاف وضع فطری بے رحمی حیوان جادو ٹونا وغیرہ نمازیں دیر کرنا جماعت کا بلا عذر ترک کرنا رمضان کا روزہ بلا عذر نہ رکھنا رمضان میں علانیہ کھانا پینا ہمسایہ کی عورت پر نگاہ ڈالنا، کسی شخص کو بلا وجہ شرعی ستانا علی ہذا القیاس ۱۲ منہ

[2] یعنی وہ بات مشہور ہو پر قاعدہ کا ثبوت نہ ہو مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ ایسی حالت میں اس کو سزا دینا درست نہیں کیونکہ یہ مسئلہ قانون اور شرع دونوں میں مسلم ہے کہ شبہ کا فائدہ مجرم کو ملتا ہے اور جب تک جرم کا باضابطہ ثبوت نہ ہو سزا نہیں دی جا سکتی ۱۲ منہ

نَحْوَہٗ وَسَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ جَاءَتْ بِهٖ لِلَّذِيْ يُكْرَهُ ۔

حرام کاری کرائی ہے) اور اگر اس شکل کا مانھنی کی طرح سُرخ رنگ کا پیدا ہوا تو خاوند جھوٹا ہے سفیان کہتے تھے میں نے زہری سے سنا پھر وہ عورت بُری طرح کا بچہ جنی [۱]

۵۶۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْقٰسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ هِيَ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا امْرَأَةً عَنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ قَالَ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ أَعْلَنَتْ ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے ابوالزناد نے انہوں نے قاسم بن محمدؒ سے انہوں نے کہا ابن عباسؓ نے لعان کرنے والوں کا فیصلہ بیان کیا تو عبداللہ بن شداد نے پوچھا کیا یہ عورت وہی تھی جس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اگر میں کسی عورت کو بن گواہوں کے رجم کرنے والا ہوتا تو اس عورت کو کرتا ابن عباسؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا نہیں یہ عورت دوسری تھی جس کا فاحشہ پن کھل گیا تھا۔

۵۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقٰسِمِ عَنِ الْقٰسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ وَأَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهٖ يَشْكُوْا أَنَّهٗ وَجَدَ مَعَ أَهْلِهٖ فَقَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلِيْتُ بِهٰذَا إِلَّا لِقَوْلِيْ فَذَهَبَ بِهٖ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهٗ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهٗ وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيْلَ اللَّحْمِ سَبِطَ الشَّعَرِ وَكَانَ الَّذِي ادَّعٰى عَلَيْهِ أَنَّهٗ وَجَدَهٗ عِنْدَ أَهْلِهٖ آدَمَ خَدْلًا كَثِيْرَ اللَّحْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ بَيِّنْ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید انصاری نے انہوں نے عبدالرحمان بن قاسم سے انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے ابن عباسؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لعان کا مذکور ہوا تو عاصم بن عدی (عجلانی) نے ایک بات کہی (جس میں شیخی نکلتی تھی) پھر ایسا ہوا کہ انہی کی قوم (بنی عجلان) کا ایک شخص (عویمر نامی ان کے پاس آیا اُس کا شکوہ یہ تھا کہ اس نے اپنی جورو (خولہ) کے ساتھ ایک غیر مرد وایا یا، عاصم نے کہا میں نے جو (بڑی) بات منہ سے نکالی تھی اسی وجہ سے اس بلا میں مبتلا ہوا، خیر عاصم اس شخص کو اپنے ساتھ آنحضرتؐ کے پاس لے گئے اور آپ سے یہ قصہ بیان کیا کہ اس نے اپنی جورو کے ساتھ ایک غیر مرد وئے کو دیکھا یہ شخص (یعنی جورو کا خاوند) زرد رنگ دبلا پتلا سیدھے بال والا تھا اور جس شخص سے تہمت کی تھی وہ گندمی رنگ موٹا تازہ پُر گوشت آدمی تھا آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی یا اللہ جو اہل حال ہے وہ ہم پر کھول دے پھر اس کی جورو

[۱] یعنی اس مرد کی طرح جس سے تہمت لگائی تھی۔ باوجود اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو رجم نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ قرآن پر کوئی حکم نہیں دیا جا سکتا جب تک باضابطہ ثبوت نہ ہو ۱۲ منہ

فَوَضَعَتْ شَبِيهًا بِالرَّجُلِ الَّذِي ذَكَرَ زَوْجُهَا أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَهَا فَلَاعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ هِيَ الَّتِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهِ فَقَالَ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْإِسْلَامِ السُّوْءَ

ایک بچہ جنی جس کی صورت اس مردوئے سے ملتی تھی جس سے تہمت لگائی گئی تھی آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جورو اور خاوند میں لعان کرایا یہ حدیث سن کر ایک شخص (عبداللہ بن شداد) نے ابن عباسؓ سے پوچھا کیا وہی عورت تھی جس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اگر میں بن گواہوں کے کسی کو سنگسار کرنے والا ہوتا تو اس عورت کو کرتا ابن عباسؓ نے کہا نہیں یہ تو ایک دوسری عورت تھی جس کی بد چلنی مسلمانوں میں کھل گئی تھی[1]

بَابٌ رَمْيِ الْمُحْصَنَاتِ

باب پاکدامن عورتوں کو تہمت لگانا سخت گناہ ہے۔

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغٰفِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ وَقَوْلِ اللهِ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا الآية

اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ نور میں) فرمایا جو لوگ پاک دامن آزاد عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں پھر چار گواہ (رؤیت کے) نہیں لاتے ان کو اسی کوڑے لگاؤ اور اُن کی گواہی کبھی منظور نہ کرو یہی بدکار لوگ ہیں ہاں جو ان میں سے اس کے بعد توبہ کرلیں اور نیک چلن ہو جائیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے بے شک جو لوگ پاکدامن آزاد بھولی بھالی ایمان دار عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا اور آخرت (دونوں جگہ) ملعون ہوں گے اور اُن کو ملعون ہونے کے سوا) بڑا عذاب بھی ہوگا۔

۵۶۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبٰو وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغٰفِلَاتِ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے انہوں نے ثور بن زید سے انہوں نے ابوالغیث (سالم) سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا سات تباہ کرنے والے گناہوں سے بچے رہو لوگوں نے عرض کیا وہ کون سے گناہ ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا جادو کرنا جس جان کا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے اس کو ناحق مارنا[2] سود کھانا یتیم کا مال ناحق اڑا جانا کافروں کے مقابلہ سے (جب وہ دو چند سے زیادہ نہ ہوں) بھاگنا مسلمان آزاد بھولی بھالی پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا[3]

---

[1] اس کے اوضاع اور اطوار سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ فاحشہ ہے ۱۲ منہ [2] حق سے مارے تو گناہ نہیں مثلاً قصاص وغیرہ میں ۱۲ منہ [3] حافظ نے کہا اس حدیث میں کبیرہ گناہ سات ہی مذکور ہیں لیکن دوسری حدیثوں سے اور بھی کبیرہ گناہ ثابت ہیں جیسے ہجرت کرکے پھر توڑ ڈالنا زنا، چوری، جھوٹی قسم والدین کی نافرمانی، حرم (باقی بر صفحہ ۲۵۳)

بَابٌ ۲۸۲ قَذْفِ الْعَبِيْدِ

۵۶۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهُ وَهُوَ بَرِيْءٌ مِمَّا قَالَ جُلِدَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ كَمَا قَالَ

بَابٌ ۲۸۳ هَلْ يَأْمُرُ الْإِمَامُ رَجُلًا فَيَضْرِبُ الْحَدَّ غَائِبًا عَنْهُ وَقَدْ فَعَلَهُ عُمَرُ۔

۵۶۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَا جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهُ وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ فَقَالَ صَدَقَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ فَقَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيْفًا فِي أَهْلِ هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهِ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ وَإِنِّي سَأَلْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ

باب غلام لونڈی کو زنا کی (ناحق) تہمت لگانا (بڑا گناہ ہے)

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے فضیل بن غزوان سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی نعم سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو کوئی اپنے غلام لونڈی کو (بدکاری کی) تہمت لگائے حالانکہ وہ اس سے پاک ہو تو قیامت کے دن اس کو کوڑے پڑیں گے[1]

باب اگر امام کسی شخص کو حکم کرے جا فلانے شخص کو حد لگا جو غائب ہو (یعنی امام کے پاس موجود نہ ہو) حضرت عمرؓ نے ایسا کیا ہے[2]

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ اور زید بن خالد جہنی سے ان دونوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک گنوار (نام نامعلوم) آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں ہم لوگوں کا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کر دیجئے یہ سن کر اس کا (دشمن فریق مقابل) کھڑا ہوا وہ ذرا اس کی نسبت سمجھ دار تھا[3] اس نے کہا یا رسول اللہ سچ کہتا ہے بیشک میرا اور اس کا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کر دیجئے اور اجازت دیجئے تو مقدمہ کے واقعات بیان کر دوں آپ نے فرمایا اچھا بیان کر کہنے لگا میرا بیٹا (نام نامعلوم) اس کے گھر میں کام کاج کے لئے نوکر تھا اس نے کیا کیا اس کی جورو سے زنا کی (اس نے میرے بیٹے کو پکڑا) میں نے (اس کو) سو بکریاں اور ایک بردہ دے کر اپنے بیٹے کو چھڑا لیا پھر جو میں نے عالموں سے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا میرے بیٹے پر سو کوڑے پڑیں گے

(بقیہ صفحہ سابقہ) میں بے حرمتی شراب خواری، جھوٹی گواہی، چغل خوری، پیشاب سے احتیاط نہ کرنا مال غنیمت میں خیانت کرنا، امام پر بغاوت کرنا، جماعت سے الگ ہو جانا قسطلانی نے کہا جھوٹ بولنا اللہ کے عذاب سے بے ڈر ہو جانا غیبت کرنا اللہ کی رحمت سے ناامید ہو جانا شیخین یعنے ابوبکرؓ اور عمرؓ کو برا کہنا عہد شکنی کرنا کبیرہ کی تعریف کیا ہے اس میں اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا جس پر کوئی حد مقرر ہوئی، بعضوں نے کہا جس پر قرآن یا حدیث میں وعید آئی ۱۲ منہ عـــہ اور اسی سورت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو لوگ اپنی جوروؤں پر تہمت لگاتے ہیں اور ان کے پاس گواہ نہیں ہیں اخیر آیت تک ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] گو دنیا میں اپنے غلام لونڈی پر زنا کی تہمت لگانے سے حد قذف نہیں پڑتی مگر آخرت میں اس کی سزا ملے گی ۱۲ منہ [2] اس کو سعید بن منصور نے نکالا ۱۲ منہ [3] سمجھ داری اس سے معلوم ہوئی کہ اس نے واقعات مقدمہ بیان کرنے کے لئے آپ سے اجازت چاہی ۱۲ منہ

وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَإِنَّ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا الرَّجْمَ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ الْمِائَةُ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَيَا أُنَيْسُ اغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَسَلْهَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا۔

اور ایک برس کے لئے خارج البلد ہوگا (یعنی دیس کے باہر کیا جائے گا) اور اس کی عورت سنگسار ہوگی آنحضرتؐ نے یہ سن کر فرمایا قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تم دونوں کا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کروں گا تو نے جو سو بکریاں بردے سمیت اس کو دی ہیں وہ سب پھیر لے تیرے بیٹے پر سو کوڑے پڑیں گے، اور ایک برس کے لئے جلاوطن ہوگا اور انیس تو ایسا کر کل صبح اس دوسرے شخص کی جورو پاس جا[1] اگر وہ زنا کا اقرار کرے تب اس کو رجم کر انیس اس کے پاس گئے اس نے زنا کا اقرار کیا انیس نے اس کو رجم کر ڈالا[2]۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كِتَابُ الدِّيَاتِ

کتاب دیتوں کے بیان میں[3]

قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ

اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ مائدہ میں) فرمایا جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر مار ڈالے اس کا بدلہ دوزخ ہے اخیر آیت تک[4]۔

۵۶۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ أَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيقَهَا وَ

ہم سے قتیبہ ابن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے عمرو بن شرحبیل سے انہوں نے کہا عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا ایک شخص (خود عبداللہ بن مسعودؓ) نے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے آپ نے فرمایا اللہ کے برابر والا کسی اور کو بنانا حالانکہ اللہ ہی نے تجھ کو پیدا کیا[5] اس نے پوچھا پھر کونسا گناہ آپ نے فرمایا اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالنا کہ اس کو کھلانا پلانا پڑے گا پوچھا پھر کونسا گناہ فرمایا اپنے پڑوسی کی جورو سے حرام کاری کرنا پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس کی تصدیق اتاری (سورہ فرقان میں) فرمایا

---

[1] اس سے کہہ کہ فلاں شخص نے تجھ پر زنا کی ہے اب تو کیا چاہتی ہے ۱۲منہ [2] اسی مضمون کا ایک ترجمہ باب پہلے گزر چکا ہے اور بعضوں نے دونوں میں کچھ خفیف فرق کیا ہے تاکہ تکرار نہ ہو ۱۲منہ [3] امام بخاریؒ نے اس باب میں قتل عمد کا بھی بیان کیا جس میں قصاص لازم ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ قتل عمد میں بھی جب وارث قصاص معاف کر دیں اور دیت پر راضی ہو جائیں تو دیت دلائی جاتی ہے ۱۲منہ [4] اب اس کی توبہ قبول ہے یا نہیں اس مسئلہ کا ذکر اوپر ہو چکا ہے لیکن اہل سنت والجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ خلود سے اس آیت میں بہت دنوں تک رہنا مراد ہے نہ ہمیشہ رہنا کیونکہ ہمیشہ تو دوزخ میں وہی رہے گا جو کافر مرے گا بعضوں نے کہا جو مسلمان کو اسلام کی وجہ سے مارے اس آیت میں وہی مراد ہے ایسا شخص تو کافر ہی ہوگا وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا ۱۲منہ [5] وہی خالق ہے اس کو بھول جانا کیسی نمک حرامی ہے ۱۲منہ

الَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ الْاٰيَةَ۔

اور وہ لوگ جو اللہ کے سوا دوسرے خدا کو نہیں پکارتے اور جس جان کا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے اس کو ناحق نہیں مارتے نہ زنا کرتے ہیں اور جو کوئی ایسا کام کرے گا وہ عذاب میں گرفتار ہوگا۔

۵۶۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّزَالَ الْمُؤْمِنُ فِيْ فُسْحَةٍ مِّنْ دِيْنِهٖ مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا

ہم سے علی بن الجعد نے بیان کیا کہا ہم سے اسحاق بن سعید بن عمرو بن سعید بن عاص نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کا دین برابر کشادہ رہتا ہے (اس کو ہر وقت مغفرت کی امید رہتی ہے) جب تک ناحق خون نہ کرے[1]۔

۵۶۷۔ حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوْبَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ سَمِعْتُ اَبِيْ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اِنَّ مِنْ وَّرْطَاتِ الْاُمُوْرِ الَّتِيْ لَا مَخْرَجَ لِمَنْ اَوْقَعَ نَفْسَهٗ فِيْهَا سَفْكَ الدَّمِ الْحَرَامِ بِغَيْرِ حِلِّهٖ۔

مجھ سے احمد بن یعقوب نے بیان کیا کہا ہم سے اسحاق بن سعید نے کہا میں نے اپنے والد سے سنا وہ عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کرتے تھے انہوں نے کہا ہلاکت کا بھنور جس میں گرنے کے بعد پھر نکلنے کی امید نہیں ہے وہ خون ناحق کرنا ہے جس کو اللہ نے حرام کیا۔

۵۶۸۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَاءِ۔

ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابووائل سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن پہلے آپس کے خون خرابے کا فیصلہ کیا جائے گا[2]۔

۵۶۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِيٍّ حَدَّثَهٗ اَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ عَمْرٍو الْكِنْدِيَّ حَلِيْفَ بَنِيْ زُهْرَةَ حَدَّثَهٗ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ لَّقِيْتُ كَافِرًا فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ يَدِيْ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ بِشَجَرَةٍ

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو یونس نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے عطاء بن یزید نے بیان کیا ان سے عبیداللہ بن عدی بن خیار نے ان سے مقداد بن عمرو کندی نے جو بنی زہرہ کے حلیف تھے وہ بدر کی جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ اگر میں ایک کافر سے مقابلہ کروں اس سے لڑائی شروع ہو وہ تلوار سے میرا ایک ہاتھ اڑا دے پھر ایک درخت کی آڑ لے کر کہنے لگے میں اللہ کا تابعدار بن گیا (مسلمان ہو گیا)

---

[1] جہاں ناحق خون کیا تو مغفرت کا دائرہ تنگ ہو جاتا ہے ۱۲ منہ [2] پہلے حضرت خاتون جنت اپنے دونوں صاحبزادوں امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے خون کا دعویٰ کریں گی جیسے دوسری روایت میں ہے یہ اس کے خلاف نہیں ہے کہ پہلے نماز کی پرسش ہوگی کیونکہ نماز حقوق اللہ میں ہے اور خون حقوق العباد میں مطلب یہ ہے کہ حقوق اللہ میں پہلے نماز کی اور حقوق العباد میں پہلے خون کی پرسش ہوگی فقط ۱۲ منہ

وَقَالَ اَسْلَمْتُ لِلّٰهِ اَقْتُلُهٗ بَعْدَ اَنْ قَالَهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ طَرَحَ اِحْدٰى يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا اَقْتُلُهٗ؟ قَالَ لَا تَقْتُلْهُ فَاِنْ قَتَلْتَهٗ فَاِنَّهٗ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ اَنْ تَقْتُلَهٗ وَاَنْتَ بِمَنْزِلَتِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِيْ قَالَ وَقَالَ حَبِيْبُ بْنُ اَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمِقْدَادِ اِذَا كَانَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ يُخْفِيْ اِيْمَانَهٗ مَعَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَاَظْهَرَ اِيْمَانَهٗ فَقَتَلْتَهٗ فَكَذٰلِكَ كُنْتَ اَنْتَ تُخْفِيْ اِيْمَانَكَ بِمَكَّةَ مِنْ قَبْلُ۔

کیا ایسا کہنے پر بھی میں اس کو قتل کر سکتا ہوں آپ نے فرمایا نہیں اس کو قتل نہ کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (یہ تو بڑی مشکل ہے) اس نے میرا ایک ہاتھ اڑا دیا (مجھ کو لنجا کر دیا) اب ایسا کرنے کے بعد (اپنے بچانے کے لئے) کہتا ہے میں خدا کے لیے مسلمان ہوگیا کیا میں اس کو قتل کر سکتا ہوں آپ نے فرمایا نہیں اس کو قتل نہ کر اگر تو اس کو (اسلام لانے کے بعد) قتل کرے گا تو وہ تو ایسا ہو جائے گا جیسا تو اُس کے قتل کرنے سے پہلے تھا (یعنی مظلوم معصوم الدم) اور تو ایسا ہو جائے گا جیسا وہ تھا اسلام لانے سے پہلے (یعنی ظالم مباح الدم)[1] اور حبیب بن ابی عمرہ نے سعید بن جبیر سے روایت کیا انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مقداد بن اسودؓ سے فرمایا جب کافروں کے ساتھ ایک مومن آدمی ہو جو (ڈر کے مارے) اپنا ایمان ان سے چھپاتا ہو (تقیہ کرتا ہو) پھر وہ اپنا ایمان ظاہر کر دے اور تو اس کو مار ڈالے (یہ کیونکر درست ہوگا) خود تو بھی مکہ میں پہلے اپنا ایمان چھپاتا تھا۔

بَابٌ ۲۸۴ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَنْ اَحْيَاهَا۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ مائدہ میں) یوں فرمانا جس نے مرتے کو بچا لیا اس نے گویا سب لوگوں کی جان بچالی

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ حَرَّمَ قَتْلَهَا اِلَّا بِحَقٍّ حَيِيَ النَّاسُ مِنْهُ جَمِيْعًا۔

ابن عباسؓ نے کہا[2] من احیاھا کا معنے یہ ہے جس نے ناحق خون کرنا حرام رکھا گویا سب لوگوں کی جان بچالی[3]۔

۵۷۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے عبداللہ بن مرہ سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے آں حضرت صلی اللہ

---

[1] کیونکہ مسلمان کے قتل کرنے کی وجہ سے تیرا خون کرنا درست ہو جائے گا اس کے قصاص میں بعضوں نے کہا یہ تغلیظاً فرمایا کیونکہ مسلمان اگر کافر کو اسلام لانے کے بعد بھی کسی تاویل سے مار ڈالے مثلاً یہ سمجھ کر کہ وہ جان کے ڈر سے مسلمان ہوا ہے دل سے نہیں ہوا ہے تو اس کا مار ڈالنا درست ہے جب بھی مسلمان مباح الدم نہ ہوگا اور یہ اس حدیث سے ثابت ہے کہ اسامہ بن زید نے ایک کافر کو لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد مار ڈالا تھا لیکن آنحضرتؐ نے اسامہ سے قصاص نہیں لیا ۱۲ منہ [2] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس لئے کہ ناحق خون ایک کرے یا ہزار کرے گناہ میں برابر ہیں اور جس نے ناحق خون سے پرہیز کیا تو گویا سب لوگوں کی جان بچالی ۱۲ منہ عہ اس کو بزار اور طبرانی نے وصل کیا ۱۲ منہ +

وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْهَا ۔

علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب (دنیا میں) کہیں کوئی (ناحق) خون ہوتا ہے تو آدم کے پہلے بیٹے قابیل پر اس کے گناہ کا ایک حصہ ڈالا جاتا ہے[1]۔

۵۷۱ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ وَاقِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنِي عَنْ أَبِيهِ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو واقد بن عبداللہ نے خبر دی انہوں نے اپنے والد (محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر) سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہیں ایسا نہ کرنا میرے بعد ایک دوسرے کی گردن مار کر کافر بن جاؤ[2]۔

۵۷۲ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ رَوَاهُ أَبُو بَكْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر (محمد بن جعفر) نے کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے علی بن مدرک سے کہا میں نے ابوزرعہ سے سنا جو عمرو بن جریر کے بیٹے تھے انہوں نے اپنے دادا جریر بن عبداللہ بجلی سے انہوں نے کہا حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ذرا لوگوں کو تو خاموش کر (جب جریر نے ان کو خاموش کیا تو آپ نے فرمایا) دیکھو میرے بعد ایک دوسرے کی گردن مار کر کافر نہ بن جانا اس حدیث کو ابوبکرہ اور ابن عباسؓ صحابیوں نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے (ان کی روایتیں کتاب الحج میں گزر چکی ہیں)۔

۵۷۳ ۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ أَوْ قَالَ الْيَمِينُ الْغَمُوسُ شَكَّ شُعْبَةُ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ الْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے فراس بن یحییٰ سے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے عبداللہ بن عمرو سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا بڑے بڑے گناہ یہ ہیں اللہ کے ساتھ شرک کرنا ماں باپ کو ستانا یا عمداً جھوٹی قسم کھانا یہ شعبہ کی شک ہے اور معاذ بن معاذ عنبری نے کہا (اس کو اسمٰعیل نے وصل کیا) ہم سے شعبہ نے بیان کیا اس روایت میں یوں ہے کہ بڑے گناہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک

۱؎ کیونکہ اسی نے دنیا میں ناحق خون کی بنیاد ڈالی اور جو کوئی برا طریقہ قائم کرے تو قیامت تک جو جو اس پر عمل کرتا رہے گا اس کے گناہ کا ایک حصہ اس کرنے والے پر پڑتا رہے گا جیسے دوسری حدیث میں ہے ۱۲ منہ ۲؎ معلوم ہوا مسلمان کا قتل آدمی کو کفر کے قریب کر دیتا ہے۔ یا وہ قتل مراد ہے جو حلال جان کر ہو اس سے تو کافر ہی ہو جائے گا ۱۲ منہ

وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ أَوْ قَالَ وَقَتْلُ النَّفْسِ

۵۷۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ سَمِعَ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَبَائِرُ وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَوْلُ الزُّورِ أَوْ قَالَ وَشَهَادَةُ الزُّورِ۔

۵۷۵۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ حَدَّثَنَا أَبُو ظَبْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رضی اللہ عنہ يُحَدِّثُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ قَالَ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ قَالَ وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ قَالَ فَلَمَّا غَشِينَاهُ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَكَفَّ عَنْهُ الْأَنْصَارِيُّ فَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتَّى قَتَلْتُهُ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ لِي يَا أُسَامَةُ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا قَالَ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ أَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ۔

کرنا اور عمداً جھوٹی قسم کھانا اور ماں باپ کو ستانا یا یوں کہا خون کرنا۔

مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالصمد بن وارث نے خبر دی کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عبیداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا انہوں نے انسؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری سند اور امام بخاری نے کہا مجھ سے عمرو بن مرزوق نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عبیداللہ بن ابی بکرؒ سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا بڑے سے بڑے گناہ یہ ہیں اللہ کے ساتھ شریک کرنا ماں باپ کو ستانا، جھوٹ بولنا یا یوں فرمایا جھوٹی گواہی دینا۔

ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا کہا ہم کو حصین بن عبدالرحمان نے کہا ہم سے ابوظبیان (حصین بن جندب) نے بیان کیا کہا میں نے اسامہ بن زید بن حارثہ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حرقہ قبیلے کی طرف بھیجا جو جہینہ قبیلے کی ایک شاخ ہے (یہ واقعہ رمضان ۷ھ یا ۸ھ ہجری کا ہے) اسامہ کہتے ہیں ہم نے صبح سویرے ان پر حملہ کیا اور ان کو شکست دی اور ہوا یہ کہ میں اور ایک انصاری آدمی (نام نامعلوم) دونوں نے ان میں کے ایک کافر (مرداس بن عمرو) پر حملہ کیا جب ہم نے اس کو گھیر لیا (وہ سمجھا کہ اب بچ نہیں سکتا) تو لا الٰہ الا اللہ کہنے لگا انصاری تو علیحدہ ہوگیا لیکن میں نے اس کو برچھے سے مار کر مار ڈالا جب ہم مدینہ پہنچے تو یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی آپ نے مجھ سے پوچھا اسامہ کیا تو نے اس کو لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد مار ڈالا میں نے کہا یا رسول اللہؐ اس نے اپنی جان بچانے کو کلمہ پڑھا تھا (دل سے ایمان نہیں لایا تھا) آپ نے فرمایا تو نے اس کو لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد مار ڈالا برابر یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کاش میں اس سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا (اسی دن مسلمان ہوا ہوتا کہ اگلے گناہ میرے اوپر نہ رہتے)[۱]

[۱] دوسری روایت میں یوں ہے کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا مطلب یہ ہے کہ دل کا حال اللہ کو معلوم ہے جب اس نے زبان سے کلمہ توحید پڑھا تو اس کو چھوڑ دینا تھا مسلمان سمجھنا تھا ۱۲ منہ

۵۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رض قَالَ إِنِّي مِنَ النُّقَبَاءِ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَايَعْنَاهُ عَلَى أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ وَلَا نَنْتَهِبَ وَلَا نَعْصِيَ بِالْجَنَّةِ إِنْ فَعَلْنَا ذٰلِكَ فَإِنْ غَشِيْنَا مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَاءُ ذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے انہوں نے ابوالخیر (مرثد بن عبداللہ) سے انہوں نے عبدالرحمن بن عیلہ صنابحی سے انہوں نے عبادہ بن صامتؓ سے انہوں نے کہا میں اُن نقیبوں میں تھا جنہوں نے (لیلۃ العقبہ منیٰ میں) آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی ہم نے ان باتوں پر آپ سے بیعت کی تھی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے چوری نہیں کرینگے زنا نہیں کرینگے جس جان کا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے اس کو نہیں ماریں گے نہ لوٹ مچائیں گے نہ اللہ کی نافرمانی کریں گے اس کے بدل ہم کو بہشت ملے گی، اگر ان گناہوں میں سے کوئی گناہ ہم سے ہو جائے تو اس کا فیصلہ اللہ کے اختیار میں ہے (چاہے عذاب کرے چاہے معاف کردے)۔

۵۷۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا رَوَاهُ أَبُوْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو شخص ہم (مسلمانوں) پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے (یعنی مسلمان نہیں ہے[1]) اس حدیث کو ابوموسیٰ اشعریؓ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے[2]۔

۵۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ وَيُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ ذَهَبْتُ لِأَنْصُرَ هٰذَا الرَّجُلَ فَلَقِيَنِيْ أَبُوْ بَكْرَةَ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيْدُ قُلْتُ أَنْصُرُ هٰذَا الرَّجُلَ قَالَ ارْجِعْ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِيْ

ہم سے عبدالرحمن بن مبارک نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے کہا ہم سے ایوب سختیانی اور یونس نے ان دونوں نے امام حسن بصریؒ سے انہوں نے احنف بن قیس سے انہوں نے کہا میں (گھر سے) نکلا اس نیت سے کہ ان صاحب (یعنے حضرت علیؓ) کی مدد کروں (جنگ جمل میں) رستے میں مجھ کو ابوبکرہؓ (صحابی) ملے اور پوچھا کہو کیا قصد ہے میں نے کہا حضرت علیؓ کی مدد کو جاتا ہوں انہوں نے کہا نہیں اپنے گھر لوٹ جاکیوں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے جب دو مسلمان اپنی اپنی تلواریں لے کر بھڑ جائیں (ایک دوسرے کو مارنے لگیں) تو قاتل اور

[1] اگر مباح سمجھ کر اٹھاتا ہے تو کافر ہو گیا اور جو مباح نہیں سمجھتا تو کافر تو نہیں ہوا پر کافروں کا سا کام کیا اس لئے تغلیظاً اس کو فرمایا کہ وہ بھی مسلمان نہیں ہے ۱۲ منہ

[2] یہ روایت کتاب الفتن میں موصولاً مذکور ہوگی ۱۲ منہ۔

النَّارِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ اِنَّهٗ كَانَ حَرِيْصًا عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهٖ۔

بَابٌ ۲۸۵ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔

بَابٌ ۲۸۶ سُؤَالِ الْقَاتِلِ حَتّٰى يُقِرَّ وَالْاِقْرَارِ فِي الْحُدُوْدِ۔

۶۵۰۹۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ يَهُوْدِيًّا رَضَّ رَاْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيْلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكِ هٰذَا اَفُلَانٌ اَفُلَانٌ حَتّٰى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ فَاُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزَلْ بِهٖ حَتّٰى اَقَرَّ بِهٖ فَرُضَّ رَاْسُهٗ بِالْحِجَارَةِ۔

بَابٌ ۲۸۷ اِذَا قَتَلَ بِحَجَرٍ اَوْ بِعَصًا

مقتول دونوں دوزخی ہوں گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ قاتل تو خیر دوزخی ہوگا مگر مقتول کا کیا قصور (وہ کیوں دوزخی ہونے لگا) آپ نے فرمایا آخر وہ بھی اپنے ساتھی کو مارنے کی فکر میں تھا[1]۔

باب اللہ تعالیٰ کا سورۂ بقرہ میں) فرمانا مسلمانوں جو لوگ تم میں قتل کیے جائیں ان کا قصاص لینا تم پر فرض کیا گیا ہے، آزاد آزاد کے بدل مارا جائے، اور غلام غلام کے بدل عورت عورت کے بدل پھر جس قاتل کو اس کے بھائی (یعنے مقتول کے وارث) کی طرف سے قصاص کا کوئی حصہ معاف کر دیا جائے تو معاف کرنے والا دستور کے موافق قاتل سے دیت مانگے اور قاتل کو چاہیئے کہ اچھی طرح سے دیت ادا کرے یہ معافی اور دیت کی تجویز تمہارے مالک کی طرف سے تم پر ایک آسانی اور مہربانی ہے اب اس کے بعد بھی جو کوئی زیادتی کرے[2] تو اس کو تکلیف کا عذاب ہوگا[3]۔

باب حاکم کا قاتل سے پوچھنا (دریافت کرنا) یہاں تک کہ وہ اقرار کرے اور حدوں میں اقرار کرنا

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایسا ہوا ایک یہودی (نام نامعلوم) نے ایک چھوکری کا سر دو پتھروں میں کچل ڈالا لوگوں نے اس چھوکری سے پوچھا[4] تجھ کو فلاں شخص نے مارا یا فلاں شخص نے مارا (اس نے کچھ جواب نہ دیا) یہاں تک کہ اس یہودی کا نام لیا[5] آخر وہ یہودی (گرفتار ہو کر) آنحضرتؐ کے سامنے لایا گیا آپ اس سے پوچھتے رہے یہاں تک کہ اس نے خون کا اقبال کیا آخر اس کا سر بھی پتھر سے کچلا گیا[6]۔

باب اگر کسی نے پتھر یا لکڑی سے خون کیا[7]۔

---

[1] مگر اتفاق سے یہ موقعہ اس کو نہ ملا خود مارا گیا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب بلا وجہ شرعی ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو مارنے کی نیت کرے لیکن حضرت علی کی لڑائی ایسی نہ تھی وہ بوجہ شرعی تھی، اس لئے ابو بکرہ کی رائے صحیح نہ تھی احنف نے اس کے بعد پھر ابو بکرہ کی رائے پر عمل نہیں کیا اور سب جنگوں میں حضرت علی کے ساتھ رہے یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ [2] دیت لے کر پھر قاتل کو ستائے یا مار ڈالے ۱۲ منہ [3] امام بخاری نے اس باب میں صرف آیت قرآنی پر اکتفا کی کوئی حدیث بیان نہیں کی ۱۲ منہ [4] ابھی اس میں کچھ جان باقی تھی ۱۲ منہ [5] تب اس نے اشارے سے کہا ہاں اس نے مارا ہے ۱۲ منہ [6] اس حدیث سے حنفیہ کا رد ہوا جو کہتے ہیں قصاص ہمیشہ تلوار سے لیا جائے گا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مرد عورت کے بدل قتل کیا جائے گا ۱۲ منہ [7] امام بخاری نے باب کا ترجمہ گول رکھا کیونکہ اس میں اختلاف ہے کہ ایسی صورت میں (باقی بر صفحہ ۳۶۱)

۵۸۰ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ جَدِّهِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجَتْ جَارِيَةٌ عَلَيْهَا أَوْضَاحٌ بِالْمَدِينَةِ قَالَ فَرَمَاهَا يَهُودِيٌّ بِحَجَرٍ قَالَ فَجِيءَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهَا رَمَقٌ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُلَانٌ قَتَلَكِ فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا فَأَعَادَ عَلَيْهَا قَالَ فُلَانٌ قَتَلَكِ فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا فَقَالَ لَهَا فِي الثَّالِثَةِ فُلَانٌ قَتَلَكِ فَخَفَضَتْ رَأْسَهَا فَدَعَا بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلَهُ بَيْنَ الْحَجَرَيْنِ۔

ہم سے محمد (بن عبداللہ بن نمیر یا محمد بن سلام) نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن ادریس نے خبر دی انہوں نے شعبہ سے انہوں نے ہشام ابن زید بن انسؓ سے انہوں نے اپنے دادا انسؓ بن مالک سے انہوں نے کہا (انصار کی) ایک لڑکی مدینہ میں (گھر سے) نکلی وہ چاندی کا زیور پہنے ہوئے تھی ایک یہودی (کمبخت نام نامعلوم) نے کیا کیا پتھر سے اس کو مارا[1] آخر وہ لڑکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس لائی گئی اس میں کچھ جان باقی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کیا تجھ کو فلاں شخص نے مارا، اس نے سر اٹھا کر اشارہ کیا نہیں آپ نے پھر پوچھا کیا فلاں شخص نے تجھ کو مارا اس سے پھر سر اٹھا کر اشارہ کیا نہیں پھر تیسری بار میں آپ نے اس سے پوچھا کیا فلاں (یہودی) نے تجھ کو مارا جب اس نے سر جھکا کر اشارہ کیا ہاں آپ نے اس یہودی کو بلوا بھیجا[2] تب آپ نے دو پتھروں سے کچل کر اس کو قتل کرایا[3]۔

بَابٌ ۲۸۸ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورہ مائدہ) میں یہ فرمانا ہم نے یہودیوں کے لئے توراۃ شریف میں یہ حکم دیا تھا کہ جان کے بدل جان لی جائے اور آنکھ کے بدل آنکھ ناک کے بدل ناک، کان کے بدل کان، دانت کے بدل دانت اسی طرح زخموں میں برابر کا بدلہ لیا جائے[4]، پھر جو کوئی بدلہ معاف کر دے تو یہ معافی اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگی، اور جو حاکم اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے حکم کے موافق فیصلہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔

۵۸۱ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے والد نے کہا

(بقیہ صفحہ سابقہ) قاتل کو بھی پتھر یا لکڑی سے قتل کریں گے یا تلوار سے حنفیہ کہتے ہیں ہمیشہ قصاص تلوار سے لیا جائے گا اور جمہور کہتے ہیں جس طرح قاتل نے قتل کیا ہے اسی طرح بھی قصاص لے سکتے ہیں باب کی حدیث سے امام ابوحنیفہ کا وہ قول بھی رد ہوتا ہے کہ پتھر یا لکڑی سے مارنا قتل عمد نہیں ہے اور اس میں قصاص لازم نہ ہوگا بلکہ دیت لازم ہوگی کیونکہ یہ قتل شبہ عمد ہے۔ جمہور علماء اس کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں جب ایسی چیز سے مارے جس سے غالباً آدمی مر جاتا ہے تو وہ قتل عمد ہوگا اور قانون بھی اسی کو مقتضی ہے، امام مالک فرماتے ہیں میں نہیں جانتا قتل شبہ عمد کیا چیز ہے قتل یا عمد ہے یا خطا ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] ادھ موا کر دیا زیور اتار لے گیا ۱۲ منہ [2] اس سے پوچھا تو اس نے جرم کا اقرار کیا ۱۲ منہ [3] حنفیوں نے اس کے خلاف اپنے مذہب پر اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ قصاص نہیں ہے مگر تلوار سے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کی سند میں اختلاف ہے ابن عدی نے کہا اس کے سب طریق ضعیف ہیں ۱۲ منہ [4] یعنی جن زخموں کا برابر کا بدل ہو سکتا ہے ۱۲ منہ ✦

حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّيِّبُ الزَّانِي وَالْمَارِقُ مِنَ الدِّينِ التَّارِكُ الْجَمَاعَةَ۔

ہم سے اعمش نے انہوں نے عبداللہ بن مرہ سے انہوں نے مسروق بن اجدع سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان آدمی اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی سچا خدا نہیں ہے اور محمدؐ اس کے رسول ہیں تو اس کا خون کرنا بغیر تین صورتوں کے درست نہیں ایک یہ کہ کسی کو ناحق قتل کرے اس کے قصاص میں دوسرے یہ کہ محصن ہو کر زنا کرے، تیسرے یہ کہ اسلام سے پھر جائے مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو جائے[1]

بَابُ ۲۸۹ مَنْ أَقَادَ بِالْحَجَرِ۔

باب پتھر سے قصاص لینے کا بیان

۵۸۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ يَهُودِيًّا قَتَلَ جَارِيَةً عَلَى أَوْضَاحٍ لَهَا فَقَتَلَهَا بِحَجَرٍ فَجِيءَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهَا رَمَقٌ فَقَالَ أَقَتَلَكِ فُلَانٌ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا ثُمَّ قَالَ الثَّانِيَةَ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا ثُمَّ سَأَلَهَا الثَّالِثَةَ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ نَعَمْ فَقَتَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَجَرَيْنِ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ہشام بن زید سے انہوں نے انسؓ سے ایسا ہوا ایک یہودی نے ایک (انصاری) چھوکری کو چاندی کا زیور لینے کے لئے پتھر سے مار ڈالا (ادھ موا کر دیا) اس چھوکری کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اس میں ذری سی جان باقی تھی آپ نے اس سے پوچھا کیا تجھ کو فلاں شخص نے مارا اس نے سر سے اشارہ کیا نہیں پھر پوچھا کیا فلاں شخص نے تجھ کو مارا اس نے سر سے اشارہ کیا نہیں پھر تیسری بار پوچھا کیا فلاں شخص نے تجھ کو مارا تب اس نے سر سے اشارہ کیا ہاں آخر آپ نے اس یہودی کو بھی دو پتھروں میں کچل کر قتل کرایا (کیونکہ اس نے اقرار کیا)۔

بَابُ ۲۹۰ مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ۔

باب جس شخص کا کوئی عزیز مارا جائے تو اس کو اختیار ہے دو باتوں میں جو بہتر سمجھے وہ اختیار کرے[2]

---

[1] کافروں میں شریک ہو جائے بعضوں نے اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ اجماع کا منکر بھی کافر ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے اجماعی اس بات کا منکر کافر ہے جس کا وجوب شریعت سے بداہتہ یا تواتراً ثابت ہو لیکن جس مسئلہ کا ثبوت حدیث صحیح متواتر یا آیت قرآن سے نہ ہو اور اس میں کوئی اجماع کا خلاف کرے تو وہ کافر نہ ہوگا قاضی عیاض نے کہا جو عالم کے حدوث کا منکر ہو اس کو قدیم کہے وہ کافر ہے اور جماعت کے چھوڑنے میں باغی اور رہزن اور مسلمانوں سے لڑنے والے امام برحق سے مخالفت کرنے والے بھی آگئے ان کا بھی قتل درست ہے لیکن نماز کے ترک کرنے والے کا قتل اس حدیث کی رو سے جائز نہیں رہتا میں کہتا ہوں امام احمد اور اسحاق اور اہلحدیث نے اس کو کافر قرار دیا ہے تو وہ تیسری صورت میں داخل ہو گیا ۱۲ منہ [2] خواہ قاتل سے قصاص لے یا دیت اس میں مقتول کے وارث کا اختیار ہے قاتل کی رضامندی شرط نہیں امام بخاری نے باب کی حدیثیں لاکر اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر کی فمن عفی لہ من اخیہ شئی کہ مراد اس سے دیت ہے اور [illegible] سارے اہل سنت کا اتفاق ہے کہ قتل [illegible] میں بھی جب قاتل اور مقتول کے ورثہ دیت پر راضی ہو جائیں تو دیت دلائی جائے گی اور تعجب ہے شبلی نعمانی سے اس نے اپنے تئیں نعمانی قرار دے کر امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کو بھی بدنام کیا اس نے یہ [illegible] مارا (باقی برصفحہ ۳۶۳)

۵۸۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوا رَجُلًا وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا حَرْبٌ عَنْ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّهُ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ قَتَلَتْ خُزَاعَةُ رَجُلًا مِنْ بَنِي لَيْثٍ بِقَتِيلٍ لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهِمْ رَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ أَلَا وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي أَلَا وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ أَلَا وَإِنَّهَا سَاعَتِي هَذِهِ حَرَامٌ لَا يُخْتَلَى شَوْكُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يَلْتَقِطُ سَاقِطَتَهَا إِلَّا مُنْشِدٌ وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا يُودَى وَإِمَّا يُقَادُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أَبُو شَاهٍ فَقَالَ اكْتُبْ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّمَا نَجْعَلُهُ فِي بُيُوتِنَا وَقُبُورِنَا فَقَالَ

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نحوی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ خزاعہ قبیلہ والوں نے ایک شخص کو قتل کر ڈالا اور عبداللہ بن رجاء نے کہا[1] ہم سے حرب بن شداد نے بیان کیا انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے کہا ہم سے ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے بیان کیا کہا ہم سے ابوہریرہؓ نے انہوں نے کہا جس سال مکہ فتح ہوا خزاعہ والوں نے بنی لیث کے ایک شخص (ابن اثوع) کو قتل کر ڈالا کیونکہ جاہلیت کے زمانہ میں بنی لیث نے خزاعہ کے ایک شخص (احمر نامی) کو قتل کر ڈالا تھا[2]۔ یہ حال دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (خطبہ سنانے کو) کھڑے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ سے (ابرہہ بادشاہ یمن کے) ہاتھی کو روک دیا[3] لیکن اللہ نے اپنے پیغمبر اور مسلمانوں کو مکہ پر غالب کر دیا (انہوں نے مکہ فتح کر لیا) دیکھو مکہ کے شہر میں مجھ سے پہلے کسی کے لئے لڑنا بھڑنا درست نہیں ہوا اور نہ میرے بعد کسی کے لئے درست ہوگا اور میرے لئے بھی جو درست ہوا تو دن کو صرف ایک ساعت کے لئے اب اس وقت سے اس کی حرمت پھر قائم ہو گئی[4] وہاں کا کانٹا نہ اکھیڑا جائے وہاں کا درخت نہ تراشا جائے وہاں کی پڑی ہوئی چیز نہ اٹھائی جائے[5] اور دیکھو جس کا کوئی عزیز مارا جائے تو اس کو اختیار ہے دو باتوں میں جو بھلی لگے وہ کرے یا تو دیت لے یا قصاص کرے یہ وعظ سن کر ابوشاہ جو یمن کا رہنے والا تھا کہنے لگا یا رسول اللہ یہ وعظ مجھ کو لکھوا دیجئے آپ نے لوگوں سے فرمایا اچھا ابوشاہ کو یہ وعظ لکھ دو اس کے بعد قریش کے ایک شخص (حضرت عباسؓ) کھڑے ہوئے، کہنے لگے یا رسول اللہ مکہ کے درختوں میں سے اذخر گھانس توڑنے کی اجازت دیجئے

(بقیہ صفحہ سابقہ) کہ قتل عمد میں دیت نہیں ہو سکتی افسوس ہے کہ اس زمانہ میں بعضے ایسے لوگ مولوی بن بیٹھے ہیں جنہوں نے پورا قرآن بھی سمجھ کر نہیں پڑھا آپ بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسرے بندگان خدا کو بھی گمراہ کرتے ہیں اس پر جہل مرکب میں گرفتار ہیں سمجھتے ہیں کہ ہم بھی امت محمدیہ کے ایک بڑے عالم ہیں اور کبھی نصاریٰ کے دیئے ہوئے خطاب پر پھول جاتے ہیں نصاریٰ بیچارا دین کیا جانیں اور وہ ہمارے علماء کو کیا پہچانیں وہ تو سعی و سفارش سے یا ملکی اغراض سے شمس العلماء کا خطاب ایسے لوگوں کو دیتے ہیں جو نجم العلماء بھی ہونے کے لائق نہیں ۱۲ منہ

(حواشی صفحہ ہذا) [1] جو امام بخاری کے شیخ ہیں اس کو امام بیہقی نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اسی ابن اثوع نے احمر کو مار ڈالا تھا جب مکہ فتح ہوا تو دوسرے روز یہ ابن اثوع مکہ میں آیا اس کو دیکھ کر خزاعہ والوں میں سے خراش بن امیہ یا ہلال بن امیہ نے اس کو مار ڈالا، بعضوں نے کہا یہ مقتول جندب بن الاکوع تھا واللہ اعلم ۱۲ منہ [3] عذاب کے پرندے بھیجے جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے ۱۲ [4] جو قیامت تک قائم رہے گی ۱۲ منہ [5] بلکہ پڑا رہنے دیں یہاں تک کہ خود مالک آ کر اپنی چیز اٹھالے ۱۲ منہ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْإِذْخِرَ وَتَابَعَهٗ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ شَيْبَانَ فِي الْفِيْلِ قَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ الْقَتْلَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ إِمَّا أَنْ يُقَادَ أَهْلُ الْقَتِيْلِ

ہم لوگ اس گھانس کو اپنے گھروں اور قبروں میں بچھاتے ہیں (وہ خوش بودار ہوتی ہے) آپ نے فرمایا اچھا اذخر توڑنے کی اجازت ہے حرب بن شداد کے ساتھ اس حدیث کو عبیداللہ بن موسیٰ نے بھی شیبان سے روایت کیا اس میں بھی ہاتھی کا ذکر ہے[1] بعضے لوگوں[2] نے ابونعیم سے فیل کے بدل قتل کا لفظ روایت کیا ہے[3] اور عبیداللہ بن موسیٰ نے اپنی روایت میں (جس کو امام مسلم نے نکالا) واما یقاد کے بدل یوں کہا (اما ان یعطی الدیۃ) واما ان یقاد اہل القتیل[4]

۵۸۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ فِي بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ قِصَاصٌ وَلَمْ تَكُنْ فِيْهِمُ الدِّيَةُ فَقَالَ اللّٰهُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى إِلٰى هٰذِهِ الْآيَةِ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ أَخِيْهِ شَيْءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَالْعَفْوُ أَنْ يَقْبَلَ الدِّيَةَ فِي الْعَمْدِ قَالَ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ أَنْ يَطْلُبَ بِمَعْرُوْفٍ وَيُؤَدِّيَ بِإِحْسَانٍ ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے مجاہد بن جبر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا بنی اسرائیل میں قصاص کا رواج تھا دیت کا قاعدہ نہ تھا اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے (سورہ بقرہ کی) یہ آیت اتاری کتب علیکم القصاص فی القتلیٰ اخیر آیت فمن عفی له من اخیه شیٔ تک ابن عباسؓ نے کہا فمن عفی له سے یہی مراد ہے کہ مقتول کے وارث قتل عمد میں دیت پر راضی ہو جائیں اور اتباع بالمعروف سے یہ مراد ہے کہ مقتول کے وارث دستور کے موافق قاتل سے دیت کا تقاضا کریں واداء الیه باحسان سے یہ مراد ہے کہ قاتل اچھی طرح خوش معاملگی سے دیت ادا کر دے۔

---

[1] یعنی اللہ نے مکہ سے ہاتھی کو روک دیا مراد وہ بڑا ہاتھی ہے جس کا نام محمود تھا جب یہ لوگ مکہ کے قریب پہنچے تو یہ ہاتھی بیٹھ گیا ہزار اس کو مارتے تھے لیکن وہ آگے نہ بڑھا اس کو امام مسلم نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] یعنے محمد بن یحییٰ ذہلی نے ۱۲ منہ [3] یعنی اللہ نے مکہ والوں سے قتل کو ہٹا دیا یعنے ان کو قتل ہونے نہیں دیا ۱۲ منہ

[4] معلوم ہوا کہ اما اور اما زبان عرب میں ہمیشہ حصر کے لئے نہیں آتا بلکہ کبھی صرف منع جمع کے لئے مستعمل ہوتا ہے تو تیسری صورت بھی ہو سکتی ہے جیسے یہاں ایک تیسری صورت یعنی بالکل معاف کر دینا بھی جائز ہے، اور اس سے اس شخص کا جہل ظاہر ہوتا ہے جس نے سورہ محمدؐ کی اس آیت فاما منا بعد واما فداء سے یہ نکالا ہے کہ مسلمانوں کے دین میں قیدیوں کا قتل درست نہیں، حیدر آباد میں ایک شخص تھا چراغ علی نامی اس کے عقائد بالکل ملحدوں کے سے تھے اور علی گڑھی نیچر کا وہ مرید تھا اس سے میری اکثر اس مسئلہ میں بحث ہوتی رہتی تھی اس شخص کی عجیب عادت تھی کہ قرآن کی ایک آدھ آیت اپنے مطلب کی لے لیتا اور دوسری آیتوں سے کچھ غرض نہ رکھتا درحقیقت وہ دین یا بگڑیں اس کے دل میں یہ خبط سما گیا تھا کہ قرآن کو لنڈن کے نصاریٰ کے رسوم کے موافق کر دیا جائے کہتا تھا قرآن میں ایک ہی بی بی کرنے کی اجازت ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ اور دوسری جگہ فرمایا ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء کہتا تھا قرآن میں کہیں لونڈی غلام کا ذکر نہیں ہے حالانکہ قرآن میں صاف صاف آیتیں رقیت کی اثبات کی موجود ہیں ومن لم یستطع منکم طولاً ان ینکح المحصنات المومنات فما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المومنات۔ ولعبد مومن خیر من مشرک۔ فما الذین فضلوا برادی رزقھم علی ما ملکت ایمانھم ولامۃ مومنۃ خیر من مشرکۃ۔ ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکاً لا یقدر علی شیٔ ھل لکم مما ملکت ایمانکم من شرکاء فیما رزقناکم ۱۲ منہ

بَابُ ۲۹۱ مَنْ طَلَبَ دَمَ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ

۵۸۵ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللَّهِ ثَلَاثَةٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهَرِيقَ دَمَهُ

بَابُ ۲۹۲ الْعَفْوِ فِي الْخَطَأِ بَعْدَ الْمَوْتِ

۵۸۶ - حَدَّثَنَا فَرْوَةُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ يَوْمَ أُحُدٍ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ يَحْيَى بْنُ أَبِي زَكَرِيَّا عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی قَالَتْ صَرَخَ إِبْلِيسُ يَوْمَ أُحُدٍ فِي النَّاسِ يَا عِبَادَ اللَّهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُولَاهُمْ عَلَى أُخْرَاهُمْ حَتَّى قَتَلُوا الْيَمَانَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ أَبِي أَبِي فَقَتَلُوهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللَّهُ لَكُمْ قَالَ وَقَدْ كَانَ انْهَزَمَ مِنْهُمْ قَوْمٌ حَتَّى لَحِقُوا بِالطَّائِفِ

بَابُ ۲۹۳ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَمَا كَانَ

باب جو شخص ناحق خون کرنے کی فکر میں ہو اس کا گناہ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن ابی حسین سے کہا ہم سے نافع بن جبیر نے بیان کیا انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سب سے زیادہ ان تین آدمیوں کا دشمن ہے ایک تو اس کا جو حرم میں بے اعتدالی کرے (مثلاً خون خرابہ شکار وغیرہ) دوسرے وہ جو مسلمان ہو کر جاہلیت کی رسموں پر چلنا چاہے[1] تیسرے وہ جو کسی آدمی کا ناحق خون کرنے کے لئے اس کے پیچھے لگے۔

باب قتل خطا میں مقتول کے مرجانے کے بعد اس کے وارث کا معاف کرنا۔

ہم سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا کہا ہم سے علی بن مسہر نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد عروہ بن زبیرؓ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا احد کی جنگ میں (پہلے پہل) مشرکوں کو شکست ہوئی دوسری سند امام بخاری نے کہا اور مجھ سے محمد بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے ابومروان یحییٰ بن زکریا نے انہوں نے ہشام سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا احد کے دن ایسا ہوا (کمبخت) ابلیس چلا کر کہنے لگا اللہ کے بندو (مسلمانو) اپنے پیچھے والوں سے بچو (حالاں کہ پیچھے والے بھی مسلمان ہی تھے) یہ سنتے ہی آگے والے پیچھے والوں پر پلٹ پڑے (لگی تلوار چلنے) یہاں تک کہ مسلمان حذیفہ کے والد یمان کو بھی مارنے لگے حذیفہ پکارتے ہی رہے ارے یارو کیا غضب کرتے ہو) یہ تو میرا باپ ہے میرا باپ[2] اس (بیچارے) کو جان سے مار ڈالا اس وقت حذیفہ کہنے لگے (بھائیو) اللہ تمہاری خطا بخشے ان کافروں میں سے کچھ لوگ تو ایسے شکست کھا کر بھاگے کہ طائف میں جا کر دم لیا[3]۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ نساء میں) یوں فرمانا مسلمانوں کو

---

[1] مثلاً جاہلیت والوں کی طرح شادی اور غمی میں رسوم کرے ایک کو دوسرے کے بدل مار ڈالے یا ایک کے جرم کا دوسرے سے مواخذہ کرے ۱۲ منہ [2] لیکن سنتا کون تھا گھبراہٹ میں ۱۲ منہ [3] طائف ایک مشہور بستی ہے مکہ سے تین منزل پر۔ ترجمہ باب اس سے نکلا کہ مسلمانوں نے خطا سے حذیفہ کے والد کو جو مسلمان تھے مار ڈالا اور حذیفہؓ نے معاف کر دیا یعنی دیت کا بھی مطالبہ نہیں کیا کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے حذیفہؓ کو دیت دلائی ۱۲ منہ

لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَأً وَّمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ اِلَّا اَنْ يَّصَّدَّقُوْا فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ٥

مسلمان کا مار ڈالنا درست نہیں مگر بھول چوک اور بات ہے پھر اگر کوئی مسلمان کو بھول چوک سے مار ڈالے تو ایک مسلمان بردہ آزاد کرے اور مقتول کے وارثوں کو دیت دے مگر جب وہ معاف کر دیں اگر مقتول مسلمان اور اس قوم کا ہو جس سے تمہاری دشمنی ہے تو بس ایک بردہ آزاد کرنا کافی ہے دیت دینا ضرور نہیں اور جو ایسی قوم کا ہو جس سے تم سے مصالحہ اور عہد ہو تو مقتول کے وارثوں کو دیت دینا اور بردہ آزاد کرنا دونوں کام ضرور ہیں اگر کسی کو بردے کا مقدور نہ ہو تو دو مہینے لگاتار روزے رکھے یہ توبہ کی شکل اللہ کی ٹھہرائی ہوئی ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے بڑا حکمت والا ہے[1]۔

بَابٌ ۲۹۴ اِذَا اَقَرَّ بِالْقَتْلِ مَرَّةً قُتِلَ بِهٖ

باب قتل میں قاتل کا ایک بار اقرار کرنا کافی ہے[2]۔

۵۸۷۔ حَدَّثَنِىْ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ يَهُوْدِيًّا رَضَّ رَاْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيْلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكِ هٰذَا اَفُلَانٌ اَفُلَانٌ حَتّٰى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ فَاَوْمَأَتْ بِرَاْسِهَا فَجِيْءَ بِالْيَهُوْدِيِّ فَاعْتَرَفَ فَاَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضَّ رَاْسُهٗ بِالْحِجَارَةِ وَقَدْ قَالَ هَمَّامٌ بِحَجَرَيْنِ۔

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا (یا اسحق بن راہویہ نے) کہا ہم کو حبان بن ہلال نے خبر دی کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے قتادہ بن دعامہ نے کہا ہم سے انس بن مالک نے ایسا ہوا ایک یہودی نے (انصاری) چھوکری کا سر دو پتھروں سے کچل ڈالا اس چھوکری سے پوچھا (جس میں ذری) (جان باقی تھی) اری تجھ کو کس نے مارا فلاں شخص نے یا فلاں شخص نے نام لیتے لیتے) ایک یہودی کا نام لیا تب اس نے سر کے اشارے سے ہاں کہا آخر اس یہودی کو (پکڑ کر) لائے اس سے پوچھا تو اس نے اقرار کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اس کو سر بھی پتھر سے کچلا گیا ہمام نے کبھی یوں کہا دو پتھروں سے کچلا گیا۔

بَابٌ ۲۹۵ قَتْلِ الرَّجُلِ بِالْمَرْاَةِ

باب عورت کے بدل مرد کو (اور اسی طرح مرد کے بدل عورت کو) قتل کریں گے

۵۸۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ يَهُوْدِيًّا

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس بن مالک رضؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی کو ایک چھوکری کے

---

[1] اس باب میں امام بخاری نے کوئی حدیث بیان نہیں کی صرف آیت قرآنی پر اکتفا کی ۱۲ منہ [2] یعنی زنا کی طرح چار بار اقرار کرنا ضرور نہیں، اکثر علماء اور ائمہ اربعہ کا یہی قول ہے بعضوں نے قتل میں دو بار اقرار کرنا ضرور سمجھا ہے ۱۲ منہ

بِجَارِيَةٍ قَتَلَهَا عَلَى أَوْضَاحٍ لَهَا

بَابٌ ۲۹۶ الْقِصَاصِ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فِي الْجِرَاحَاتِ ۔

وَقَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ يُقْتَلُ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ وَيُذْكَرُ عَنْ عُمَرَ تُقَادُ الْمَرْأَةُ مِنَ الرَّجُلِ فِي كُلِّ عَمْدٍ يَبْلُغُ نَفْسَهُ فَمَا دُونَهَا مِنَ الْجِرَاحِ وَبِهِ قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَإِبْرَاهِيمُ وَأَبُو الزِّنَادِ عَنْ أَصْحَابِهِ وَجَرَحَتْ أُخْتُ الرُّبَيِّعِ إِنْسَانًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِصَاصُ

۵۹۰ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ لَدَدْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ فَقَالَ لَا تَلُدُّونِي فَقُلْنَا كَرَاهِيَةَ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ لَا يَبْقَى أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَّا لُدَّ غَيْرَ الْعَبَّاسِ رض فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ ۔

بدل قتل کرایا اس نے اس چھوکری کا چاندی کے زیور پر خون کیا تھا (یعنے اس کی طمع میں)۔

باب زخموں میں بھی عورت اور مرد میں قصاص لیا جائے گا (جیسے جان میں لیا جاتا ہے)۔

اکثر عالموں نے یہی کہا ہے عورت کے بدل مرد کو قتل کریں گے[۱] اور حضرت عمرؓ سے منقول ہے عورت سے مرد کے قتل عمد یا اس سے کم دوسرے زخموں کا قصاص لیا جائے[۲] اور عمر بن عبدالعزیزؒ اور ابراہیم نخعی اور ابوالزناد اور ابوالزنادؒ کے ساتھ والوں (جیسے اعرج اور قاسم بن محمد اور عروہ بن زبیر) کا بھی قول[۳] ہے اور ربیع بنت نضر کی بہن (ام حارثہ) نے ایک آدمی کو زخمی کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قصاص لیا جائے گا[۴]۔

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے کہا ہم سے موسیٰ بن ابی عائشہؓ نے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا ہم نے (موت کی) بیماری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلق میں دوا ڈالی، آپ نے فرمایا دیکھو میرے حلق میں دوا مت ڈالو ہم سمجھے کہ بیمار آدمی کو دوا سے نفرت ہوتی ہے اس وجہ سے آپ فرما رہے ہیں میرے حلق میں دوا نہ ڈالو (نہ بطور نہی شرعی کے) خیر جب آپ کو ہوش آیا تو فرمایا دیکھو گھر میں کوئی شخص باقی نہ رہے سب کے حلق میں دوا ڈالی جائے[۵] ایک عباس کو چھوڑ دو وہ اس وقت موجود نہ تھے[۶]

---

[۱] لیکن ایک روایت حضرت علیؓ اور عطا اور حسن سے اس کے خلاف آئی ہے اور حنفیہ نے زخموں کے قصاص میں اختلاف کیا ہے یعنے عورت اور مرد میں جان سے کم دوسرے زخموں میں قصاص نہ لیا جائے گا امام بخاری نے یہ اشارہ کیا کہ حضرت علیؓ سے جو روایت آئی ہے وہ ضعیف یا شاذ ہے ۱۲ منہ [۲] اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ [۳] عمر بن عبدالعزیزؒ اور ابراہیم نخعی کے قول کو ابن ابی شیبہ نے اور ابوالزناد کے قول کو امام بیہقی نے وصل کیا ۱۲ منہ [۴] اس کو امام مسلم نے نکالا بعضوں نے کہا یہ راوی کی غلطی ہے خود ربیع بنت نضر نے جو انسؓ کی پھوپھی تھیں ایک عورت کا دانت توڑ ڈالا تھا آپ نے قصاص کا حکم دیا تھا یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے امام ابن حزمؒ نے کہا غلطی نہیں ہے بلکہ یہ دو واقعہ ہیں ربیع نے ایک عورت کا دانت توڑا تھا اور ایک مرد کو بھی زخمی کیا تھا بہرحال بہن کا لفظ یہاں صحیح نہیں ہے ۱۲ منہ [۵] یعنی قصاص کے طور پر گھر میں عورتیں بھی تھیں تو مرد کا قصاص عورت سے لینا ثابت ہوا کہتے ہیں گھر میں ام المومنین میمونہ بھی تھیں وہ روزے سے تھیں لیکن آپ کے حکم کے موافق اُن کے حلق میں بھی دوا ڈالی گئی ۱۲ منہ [۶] یعنی جب آنحضرتؐ کے حلق میں دوا ڈالی گئی ۱۲ منہ

بَابٌ ۲۹۷ مَنْ اَخَذَ حَقَّهٗ اَوِ اقْتَصَّ دُوْنَ السُّلْطَانِ۔

۵۹۰۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ اَنَّ الْاَعْرَجَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ اِنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ وَبِاِسْنَادِهٖ لَوِ اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِكَ اَحَدٌ وَّلَمْ تَاْذَنْ لَهٗ حَذَفْتَهٗ بِحَصَاةٍ فَفَقَاْتَ عَيْنَهٗ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ

۵۹۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ اَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَدَّدَ اِلَيْهِ مِشْقَصًا فَقُلْتُ مَنْ حَدَّثَكَ قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ۔

بَابٌ ۲۹۸ اِذَا مَاتَ فِي الزِّحَامِ اَوْ قُتِلَ

۵۹۲۔ حَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ اَخْبَرَنَا عَنْ اَبِيْهِ عَنْ

باب اگر کوئی شخص اپنا حق یا قصاص خود لے لے حاکم کے پاس فریاد نہ کرے[1]

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیبؒ نے خبر دی کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا ان سے اعرج نے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے ہم مسلمان (دنیا میں تو) اخیر میں آئے ہیں لیکن (قیامت کے دن سب امتوں سے) آگے ہوں گے اور اسی سند سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص بے اجازت تیرے گھر میں جھانکے اور تو ایک کنکر پھینک کر مارے اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو تجھ سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا (نہ گناہ نہ دنیا کی سزا)

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے حمید طویل سے ایک شخص نے (حکم بن ابی العاص[2]) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں جھانکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر اس کی آنکھ میں مارنے کے لئے سیدھا کیا یحییٰ کہتے ہیں میں نے حمید سے پوچھا تم سے یہ حدیث کس نے بیان کی انہوں نے کہا انس بن مالکؓ نے۔

باب جب کوئی شخص ہجوم میں مر جائے یا مارا جائے تو اس کا کیا حکم ہے[3]؟

مجھ سے اسحاق بن منصور کوسج نے بیان کیا کہا ہم کو ابو اسامہ (حماد بن اسامہ) نے خبر دی کہ ہشام بن عروہ نے کہا مجھ کو میرے والد نے انہوں نے

---

[1] اس پر تمام اماموں کا اتفاق ہے کہ بغیر حاکم یا بادشاہ کے پاس فریاد کئے کسی کو یہ جائز نہیں کہ اپنا حق خود مدعی علیہ سے وصول کر لے یا اپنے عزیز کے خون کا قاتل سے قصاص لے بلکہ حاکم یا بادشاہ کے پاس مقدمہ کا رجوع کرنا ضرور ہے کیونکہ اگر یہ امر جائز رکھا جائے تو اس میں بے انتظامی اور خرابی کا ڈر ہے اب باب کی حدیث تغلیظ پر محمول ہے میں کہتا ہوں اس کی دلیل کیا ہے تو جتنا حدیث میں آیا ہے اتنا جائز رکھنا چاہیئے یعنی کوئی بے اذن گھر میں جھانکے اور گھر والا اس کی آنکھ پھوڑ دے تو نہ قصاص ہوگا نہ دیت امام شافعی رح اور اہلحدیث کا یہی قول ہے اسی طرح اگر کسی شخص کا دوسرے پر کچھ روپیہ نکلتا ہو لیکن گواہ نہ ہوں نہ وجہ ثبوت ہو پھر اس شخص کو اس کا کچھ مال ہاتھ آ جائے تو اس میں سے اپنے حق کے موافق لے لینا درست ہے اسی طرح اپنے غلام لونڈی کو حد لگانا درست ہے اس لئے کہ یہ مضمون حدیث سے ثابت ہو چکے ہیں ۱۲ منہ [2] یہ مروان کا باپ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مدینہ سے نکلوا دیا تھا ۱۲ منہ [3] امام بخاری نے اس کو گول رکھا کیونکہ اس میں اختلاف ہے امام احمد کا قول یہ ہے کہ اس کی دیت بیت المال سے دی جائیگی بعضوں نے کہا حاضرین کو دیت دینا ہوگی امام مالک کے نزدیک اس کا خون ہدر ہوگا یعنے کسی پر اس کی دیت واجب نہ ہوگی امام شافعی نے کہا مقتول کے ولی سے کہا جائے گا تو قسم کھا اور حاضرین میں سے جس پر چاہے خون کا دعویٰ کر اگر وہ قسم کھالے گا تو دیت کا مستحق ہوگا اور اگر نکول کرے گا تو مدعی علیہ سے نفی پر حلف لی جائیگی اور مدعی کا دعویٰ ساقط ہوگا ۱۲ منہ

عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ فَصَاحَ إِبْلِيسُ أَيْ عِبَادَ اللهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُولَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَأُخْرَاهُمْ فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ الْيَمَانِ فَقَالَ أَيْ عِبَادَ اللهِ أَبِي أَبِي قَالَتْ فَوَاللهِ مَا احْتَجَزُوا حَتَّى قَتَلُوهُ قَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللهُ لَكُمْ قَالَ عُرْوَةُ فَمَا زَالَتْ فِي حُذَيْفَةَ مِنْهُ بَقِيَّةٌ حَتَّى لَحِقَ بِاللهِ۔

حضرت عائشہؓ سے روایت کی انہوں نے کہا احد کے دن ایسا ہوا (پہلے پہل) کافروں کو شکست ہوئی اس وقت (کمبخت) ابلیس نے یوں پکارا، ارے خدا کے بندو (مسلمانو) ذرا اپنے پیچھے والوں سے بچو(1)، گھبراہٹ میں آگے والے مسلمان پیچھے والوں (مسلمانوں) پر پلٹ پڑے اور لگی آپس ہی میں تلوار چلنے اتنے میں حذیفہ نے دیکھا لوگ ان کے والد یمان کو مار ڈال رہے ہیں انہوں نے پکارا ارے خدا کے بندو یہ میرا باپ (مسلمان) ہے(2) حضرت عائشہ کہتی ہیں لیکن(3) مسلمان ان کے والد سے الگ نہیں ہوئے ان (بیچارے) کو مار ہی کر چھوڑا تب حذیفہ کہنے لگے خیر اللہ تمہاری خطا بخش دے اور مرنے تک حذیفہؓ کو اپنے باپ کے اس طرح مارے جانے کا رنج رہا(4)۔

بَابُ ٢٩٩ إِذَا قَتَلَ نَفْسَهُ خَطَأً فَلَا دِيَةَ لَهُ

باب اگر کوئی شخص اپنے تئیں چوک سے مار ڈالے تو اس کے وارثوں کو دیت نہ ملے گی(5)

٥٩٣۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَسْمِعْنَا يَا عَامِرُ مِنْ هُنَيْهَاتِكَ فَحَدَا بِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ السَّائِقُ قَالُوا عَامِرٌ فَقَالَ رَحِمَهُ اللهُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ هَلَّا أَمْتَعْتَنَا بِهِ فَأُصِيبَ صَبِيحَةَ لَيْلَتِهِ فَقَالَ الْقَوْمُ حَبِطَ عَمَلُهُ قَتَلَ نَفْسَهُ فَلَمَّا رَجَعْتُ

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ابی عبید نے انہوں نے سلمہ بن اکوع سے انہوں نے کہا ہم جنگ خیبر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے رستے میں ایک شخص (اسید بن حضیرؓ) میرے چچا عامر سے کہنے لگے، عامر ذری اپنی شعریں سناتے جاؤ (رستہ بہل جائیگا) عامر نے گا گا کر اپنی شعریں پڑھنا شروع کیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کون گا گا کر اونٹوں کو ہانک رہا ہے لوگوں نے کہا عامر ہیں آپ نے فرمایا اللہ اس پر رحم کرے یہ سن کر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ہم کو عامر سے فائدہ کیوں نہیں اٹھانے دیا(6) خیر پھر ایسا ہوا پھر اسی رات کی صبح کو عامر (اپنی تلوار سے آپ) زخمی ہوئے(7) لوگ کہنے لگے ان کی ساری نیکیاں اکارت ہو گئیں،

(1) مردود نے پیچھے والوں کو کافر بتلایا حالانکہ وہ مسلمان تھے ۱۲ منہ (2) اس کو کیوں مار ڈالتے ہو ۱۲ منہ (3) حذیفہ کے اس کہنے پر بھی ۱۲ منہ (4) یا مرنے تک وہ اپنے باپ کے قاتلوں کے لئے دعا اور استغفار کرتے رہے ۱۲ منہ (5) اسی طرح اگر عمداً کوئی خودکشی کرے امام بخاری نے چوک کی قید اس واسطے لگائی کہ اس میں اختلاف ہے امام اوزاعی اور امام احمد اور اسحاق کے نزدیک بیت المال سے اس کی دیت دلائی جائے گی اگر وہ زندہ رہے تو خود اس کو ورنہ اس کے وارثوں کو اور جمہور کی دلیل عامر کی حدیث ہے کیونکہ آنحضرتؐ نے عامر کی دیت نہیں دلائی جمہور علماء کا یہی قول ہے ۱۲ منہ (6) صحابہ کو معلوم تھا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس کی نسبت یوں فرماتے ہیں رحمہ اللہ تو وہ اکثر شہید ہوتا ہے یہ کہنے والے حضرت عمرؓ تھے ۱۲ منہ (7) ایک یہودی کو مارتے تھے تلوار چھوٹی تھی پلٹ کر ان ہی کو لگ گئی ۱۲ منہ +

وَهُمْ يَتَحَدَّثُوْنَ اَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهٗ فَجِئْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ زَعَمُوْا اَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهٗ فَقَالَ كَذَبَ مَنْ قَالَهَا اِنَّ لَهٗ لَاَجْرَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّهٗ لَجَاهِدٌ مُّجَاهِدٌ وَّاَيُّ قَتْلٍ يَّزِيْدُهٗ عَلَيْهِ۔

انہوں نے خودکشی کی (حرام موت مرے) جب میں وہاں سے لوٹا لوگ یہی باتیں کررہے تھے کہ عامر کے اعمال اکارت ہوگئے میں آں حضرتؐ پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ صدقے لوگ کہتے ہیں عامر کے اعمال سب اکارت ہوگئے آپ نے فرمایا کون کہتا ہے جھوٹا ہے عامر کو تو دوہرا ثواب ملا (ایمان کا اور شہادت کا) وہ تو جاہد بھی ہے (اللہ کی راہ میں محنت اٹھانے والا) مجاہد (غازی) بھی کوئی موت عامر کی موت سے بڑھ کر نہیں ہے[1]

بَابٌ اِذَا عَضَّ رَجُلًا فَوَقَعَتْ ثَنَايَاهُ

باب اگر کسی نے دوسرے کو دانتوں سے کاٹا پھر اس کے دانت نکل پڑے۔

۵۹۴۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ زُرَارَةَ بْنَ اَوْفٰى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَنَزَعَ يَدَهٗ مِنْ فِيْهِ فَوَقَعَتْ ثَنِيَّتَاهُ فَاخْتَصَمُوْا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَعَضُّ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ لَا دِيَةَ لَكَ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے قتادہ نے کہا میں نے زرارہ بن ابی اوفےٰ سے سُنا انہوں نے عمران بن حصین سے انہوں نے کہا ایک شخص (یعلی بن امیہ) نے دوسرے شخص (نام نامعلوم) کا ہاتھ کاٹا اس نے جو اپنا ہاتھ کھینچا تو یعلے کے سامنے کے دانت نکل پڑے اب دونوں جھگڑتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے[2] آں حضرتؐ نے فرمایا واہ اونٹ کی طرح کوئی تم میں اپنے بھائی (مسلمان کا ہاتھ چباتا ہے[3] دیت ویت خاک نہیں ملنے کی۔

۵۹۵۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ خَرَجْتُ فِيْ غَزْوَةٍ فَعَضَّ رَجُلٌ فَانْتَزَعَ ثَنِيَّتَهٗ فَاَبْطَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے ابوعاصم نبیل نے بیان کیا انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے انہوں نے صفوان بن یعلی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے کہا میں ایک جہاد (غزوہ تبوک) میں گیا وہاں ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھ کاٹا اس نے (جو ہاتھ کھینچا تو) دوسرے کا دانت نکال لیا آں حضرتؐ نے اس کے دانت کی کچھ دیت نہیں دلائی[4]

---

[1] کسی موت میں اس سے زیادہ ثواب نہیں ہے ۱۲منہ [2] یعلی اپنے دانتوں کی دیت چاہتے تھے ۱۲منہ [3] اوپر سے دیت مانگتا ہے ۱۲منہ [4] کیونکہ ہاتھ کھینچنے والے نے کوئی قصور نہیں کیا اس بیچارے نے اپنا ہاتھ بچانے کے لئے کھینچا اگر نہ کھینچتا تو کیا کرتا کیا ہاتھ اس کو فراغت سے چبانے دیتا وہ اونٹ کی طرح چبا جاتا قسطلانی نے کہا یہ اس صورت میں ہے جب اس کو اپنا ہاتھ چھڑانا دوسری طرح سے ممکن نہ ہوا تکلیف ہو رہی ہو لیکن اور طرح سے مثلاً مار لگا کر یا اس کے جبڑے کھول کر ہاتھ چھڑانا ممکن ہو اور خواہ مخواہ اس طرح ہاتھ کھینچے کہ اس کے دانت نکل پڑیں تو دیت واجب ہوگی میں کہتا ہوں یہ عجیب رائے ہے ایسے وقت میں آدمی کو اتنا خیال کہاں رہتا ہے کہ اس طرح سے ہاتھ چھڑانا ممکن ہے یا نہیں اور گھبراہٹ میں ہر ایک آدمی اپنا ہاتھ کھینچتا ہے اب کسی صورت میں دیت نہ واجب ہونا چاہیئے کیونکہ قصور اصل میں ہاتھ کاٹنے (بقیہ صفحہ ۳۷۱)

بَابُ ۳۰۱ السِّنِّ بِالسِّنِّ

۵۹۶ - حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ ابْنَةَ النَّضْرِ لَطَمَتْ جَارِيَةً فَكَسَرَتْ ثَنِيَّتَهَا فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِالْقِصَاصِ۔

باب دانت کے بدل دانت توڑا جائے گا۔

ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا کہا ہم سے حمید طویل نے انہوں نے انسؓ سے کہ نضر بن انس کی بیٹی (ربیع) نے ایک چھوکری کو طمانچہ لگا کر اس کا دانت توڑ دیا اس کے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے قصاص کا حکم دیا۔

بَابُ ۳۰۲ دِيَةِ الْأَصَابِعِ

۵۹۷ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذِهٖ وَهٰذِهٖ سَوَاءٌ يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَالْإِبْهَامَ

باب انگلیوں کی دیت کا بیان

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا یہ انگلی (یعنے چھنگلیا) اور یہ انگلی (یعنے انگوٹھا) دونوں کی دیت برابر ہے[1]۔

۵۹۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن عدی نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث جو اوپر گزری۔

بَابُ ۳۰۳ إِذَا أَصَابَ قَوْمٌ مِّنْ رَّجُلٍ هَلْ يُعَاقِبُ أَوْ يَقْتَصُّ مِنْهُمْ كُلِّهِمْ۔

وَقَالَ مُطَرِّفٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِي رَجُلَيْنِ شَهِدَا عَلَى رَجُلٍ أَنَّهُ سَرَقَ فَقَطَعَهُ عَلِيٌّ ثُمَّ جَاءَا بِآخَرَ وَقَالَا أَخْطَأْنَا فَأَبْطَلَ شَهَادَتَهُمَا وَأُخِذَا بِدِيَةِ

باب اگر کئی آدمی مل کر ایک کو قتل کریں تو اس کے قصاص میں کیا سب قتل ہو سکتے ہیں[2]؟

اور مطرف بن طریف نے شعبی سے یوں روایت کی ہے (اس کو امام شافعی نے وصل کیا) دو شخصوں نے ایک شخص پر گواہی دی کہ اس نے چوری کی حضرت علیؓ نے اُس کا ہاتھ کٹوا ڈالا، اب یہ گواہ ایک اور شخص کو لے کر آئے (کہنے لگے چور یہ ہے) ہم سے غلطی ہوئی جو پہلے شخص کو ہم نے چور بتلایا حضرت علیؓ نے

(بقیہ صفحہ سابقہ) والے کا ہے اس نے اپنا دانت آپ گنوایا ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] ہر انگلی کی دیت دس اونٹ یا سو دینار یا ہزار درم ہیں کیونکہ پوری دیت آدمی کی ہزار دینار یا دس ہزار درم یا سو اونٹ ہیں اور انگلی کی دیت اس کا دسواں حصہ ہے ہمارے امام احمد بن حنبل اور ثوری اور ابوحنیفہؒ اور شافعی اور اسحاق اکثر علماء کا یہی قول ہے اور انگلیاں سب برابر ہیں ایک شخص نے اس پر اعتراض کیا تو شریح نے کہا ارے کمبخت حدیث کے خلاف قیاس مت کر ۱۲ منہ [2] بے شک قتل ہو سکتے ہیں جمہور علماء کا یہی قول ہے لیکن ابن سیرین کہتے ہیں کہ ایک کو قتل کریں گے باقی لوگوں سے دیت لیں گے شعبی کہتے ہیں مقتول کے وارث کو اختیار ہے ان قاتلوں میں سے جس کو چاہے قتل کرے اور باقی کو معاف کرے بعضے سلف سے یہ بھی منقول ہے کہ ایسی حالت میں قصاص ساقط ہوگا اور دیت واجب ہوگی ۱۲ منہ

الْاَوَّلِ وَقَالَ لَوْ عَلِمْتُ اَنَّكُمَا تَعَمَّدْتُمَا لَقَطَعْتُكُمَا وَقَالَ لِیْ ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض اَنَّ غُلَامًا قُتِلَ غِیْلَةً فَقَالَ عُمَرُ لَوِ اشْتَرَكَ فِیْهَا اَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ وَقَالَ مُغِیْرَةُ بْنُ حَكِیْمٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ اَرْبَعَةً قَتَلُوْا صَبِیًّا فَقَالَ عُمَرُ مِثْلَهٗ وَاَقَادَ اَبُوْبَكْرٍ وَّابْنُ الزُّبَیْرِ وَعَلِیٌّ وَّسُوَیْدُ بْنُ مُقَرِّنٍ مِّنْ لَطْمَةٍ وَّاَقَادَ عُمَرُ مِنْ ضَرْبَةٍ بِالدِّرَّةِ وَاَقَادَ عَلِیٌّ مِّنْ ثَلٰثَةِ اَسْوَاطٍ وَّاقْتَصَّ شُرَیْحٌ مِّنْ سَوْطٍ وَّخُمُوْشٍ ۔

ان کی گواہی لغو کر دی (یعنے دوسرے شخص کے خلاف) اور پہلے شخص کے ہاتھ دیت ان سے دلوائی اور فرمایا اگر میں جانوں کہ تم نے عمداً ایسا کیا (جھوٹی گواہی دی) تو تمہارے ہاتھ کٹوا ڈالوں۔ امام بخاری نے کہا مجھ سے محمد بن بشار نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا انہوں نے عبید اللہ عمری سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے ایک بچہ (اصیل نامی) فریب سے مارا گیا[1] حضرت عمرؓ نے کہا اگر سارے صنعا والے (یمن کے لوگ) اس کے قتل میں شریک ہوتے تو میں سب کو اس کے قصاص میں قتل کرا دیتا اور مغیرہ بن حکیم نے اپنے باپ سے روایت کیا[2] کہ چار آدمیوں نے مل کر ایک لڑکے کو قتل کیا پھر حضرت عمرؓ کا یہی قول نقل کیا[3] اور ابوبکر صدیقؓ اور عبداللہ بن زبیر اور حضرت علیؓ اور سوید بن مقرن نے طمانچہ کا قصاص دلوایا (یعنے طمانچہ کے بدل طمانچہ لگایا)[4] اور حضرت عمرؓ نے دُرّے کی چوٹ مار (ایک شخص کو) لگائی تھی اس کا بدلہ لینے کے لئے فرمایا[5] اور حضرت علیؓ نے تین (زیادہ کوڑوں) کا قصاص لینے کا حکم دیا[6] اور شریح (کوفہ کے قاضی) نے کوڑے کی مار اور کھال

---

[1] پورا قصہ یوں ہے۔ صنعا میں ایک عورت تھی اس کا خاوند سفر میں گیا اپنی بی بی اور ایک بچے اصیل نامی کو جو دوسری عورت کے پیٹ سے تھا گھر میں چھوڑ گیا عورت نے کیا کیا خاوند کی پیٹھ پیچھے ایک دوسرے شخص سے آشنائی کی اور اپنے دھگڑے سے کہنے لگی اس بچہ کو مار ڈال یہ ہم کو فضیحت کرے گا اس نے نہ مانا لیکن عورت نے اصرار کیا آخر عورت اور اس کے دھگڑ اور غلام اور ایک اور شخص چار نے مل کر اس بچہ کو مار ڈالا اور اعضا کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ایک تھیلے میں لپیٹ کر ایک اندھے کنوئیں میں ڈال دیے جب خاوند سفر سے لوٹ کر آیا تو عورت کا دھگڑ گرفتار کیا گیا اس نے جرم کا اقبال کیا پھر دوسروں نے بھی اقبال کیا یعلی اس زمانہ میں حضرت عمرؓ کی طرف سے صنعا کے حاکم تھے انہوں نے حضرت عمر کو لکھا اور اس باب میں فتویٰ چاہا حضرت عمر نے جواب میں یہ لکھا کہ ان چاروں کو قتل کر اور کہنے لگے خدا کی قسم اگر سارے صنعا والے اس کے قتل میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کرتا اس سے حنفیہ کے اس مذہب کا رد ہوتا ہے کہ اگر دو آدمی مل کر ایک شخص کو اس طرح ماریں کہ ایک اس کو تھامے رہے اور دوسرا اس کو قتل کرے تو قتل کرنے والے سے قصاص لیا جائیگا بس تھامنے والے کو قید کی سزا دیں گے کیونکہ جب قتل میں کئی آدمی شریک ہوں تو تھامنے والا اور قتل کرنے والا اور پہرہ دینے والا سب برابر ہیں اور سب کو سزائے قتل دی جاسکتی ہے قانون عقلی بھی یہی ہے ۱۲ منہ [2] ان چاروں اثروں کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو مارنے میں چار شخص شریک تھے اس کو عبدالرزاق نے نکالا عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے انہوں نے کہا میں مکہ کے رستے میں حضرت عمرؓ کے ساتھ تھا انہوں نے ایک درخت کے تلے پیشاب کیا ایک شخص نے اس حال میں ان کو پکارا انہوں نے اس کو ایک درّہ لگایا وہ کہنے لگا آپ نے (ناحق) جلدی میں مجھ کو درہ لگایا حضرت عمرؓ نے درہ اس کے ہاتھ میں دے دیا اور فرمایا مجھ سے بدلہ لے لے اس نے انکار کیا حضرت عمرؓ نے کہا نہیں بدلہ لے لے اس نے کہا نہیں میں نے بخش دیا، امام مالک نے بھی مؤطا میں اس کو منقطعاً نکالا سبحان اللہ حضرت عمرؓ کی دینداری اور پرہیزگاری اور خداترسی معلوم کرنے کے لئے یہ روایت بس کرتی ہے جو شخص ایسا خداترس اور پرہیزگار ہو اس کی نسبت یہ اتہام لگانا کہ آنحضرتؐ کے اہل بیت پر اس نے ظلم کیا یا ان کا حق چھین لیا کیونکہ قرین قیاس ہوگا خدا ان جھوٹوں سے سمجھے ۱۲ منہ [4] اس کو ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے نکالا عبداللہ بن مغفل سے انہوں نے کہا میں حضرت علیؓ کے پاس تھا اتنے میں ایک شخص آیا اس نے چپکے سے کچھ آپ سے کہا آپ نے اپنے غلام قنبر سے فرمایا جا اس کو کوڑے لگا پھر وہ شخص کوڑے کھا کر آیا اور (بقیہ برصفحہ ۳۷۳)

پھیلنے کا بدلہ دلایا۔[1]

۵۹۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رض لَدَدْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ وَجَعَلَ يُشِيرُ اِلَيْنَا لَا تَلُدُّونِي قَالَ فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيضِ بِالدَّوَاءِ فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ اَلَمْ اَنْهَكُمْ اَنْ تَلُدُّونِي قَالَ قُلْنَا كَرَاهِيَةً لِلدَّوَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْقٰى مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا لُدَّ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَّا الْعَبَّاسَ رض فَاِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے سفیان ثوری سے کہا ہم سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے بیان کیا انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ نے کہا ہم نے مرض موت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلق میں دوا ڈالی آپ (بیماری میں) اشارے سے فرما رہے تھے میرے حلق میں دوا نہ ڈالو لیکن ہم سمجھے کہ آپ کا فرمانا (بطور حکم کے نہیں ہے) اس طرح ہے جیسے ہر بیمار کو دوا سے نفرت ہوتی ہے اس کے بعد جب آپ کو افاقہ ہوا (بولنے کی طاقت ہوئی) تو آپ نے فرمایا کیوں میں نے تم کو منع نہیں کیا تھا کہ میرے حلق میں دوا مت ڈالو ہم نے عرض کیا بیشک مگر ہم یہ سمجھے کہ آپ (معمولی طور سے) فرماتے ہیں جیسے ہر بیمار کو دوا سے نفرت ہوا کرتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اب تم لوگوں کی سزا یہ ہے) دیکھو جتنے لوگ (اس گھر میں) ہیں کوئی باقی نہ رہے سب کے حلق میں میری آنکھوں کے سامنے دوا ڈالی جائے ایک عباسؓ کے حلق میں نہ ڈالنا کیونکہ وہ میرے حلق میں دوا ڈالتے وقت موجود نہ تھے[2]

بَابُ الْقَسَامَةِ

باب قسامت کا بیان[3]

وَقَالَ الْاَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدَاكَ

اور اشعث بن قیس نے کہا (یہ حدیث کتاب الشہادات میں موصولاً گزر چکی ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا دعویٰ جب ثابت ہوگا جب دو گواہ

(بقیہ صفحہ سابقہ) کہنے لگا قنبر نے مجھ کو تین کوڑے زیادہ لگائے آپ نے اس سے فرمایا اچھا تو قنبر کو تین کوڑے لگا لے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] اس کو ابن سعد اور سعید بن منصور نے وصل کیا ایک شخص قسریح کے پاس آیا کہنے لگا اپنے چپراسی سے میرا قصاص دلوایئے شریح نے چپراسی سے پوچھا کیا معاملہ ہے اس نے کہا ان لوگوں نے آپ پر ہجوم کیا تھا تو میں نے اس کو ایک کوڑا لگایا شریح نے اس کو قصاص دلوایا ۱۲ منہ [2] وہ میں تجویز میں شریک نہ تھے باب کا مطلب یوں نکلا کہ آپ نے اپنے ایک کا بدلہ بہت لوگوں سے لیا ۱۲ منہ [3] قسامت اس کو کہتے ہیں کہ ایک خون ہو جائے لیکن رویت کے گواہ نہ ہوں لوث ثابت ہو تو مقتول کے وارثوں کو پچاس قسمیں دی جاتی ہیں کہ تم کس کو قاتل سمجھتے ہو اب اگر وہ قسمیں کھالیں تو قاتل پر قصاص لازم ہوتا ہے یا اس سے دیت دلائی جاتی ہے اس میں اختلاف ہے اگر مقتول کے وارث قسم کھانے سے انکار کریں تو جن لوگوں پر ان کا گمان ہے ان سے پچاس قسمیں لی جاتی ہیں اگر وہ قسم کھالیں تو بری ہو جاتے ہیں ورنہ ان کو دیت دینا ہوگی شافعی کا یہی قول ہے اور امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ قسامت میں مقتول کے وارثوں کو قسمیں نہیں دیں گے بلکہ صرف اُن لوگوں کو جن پر ان کا گمان ہے یعنے مدعا علیہم کو اور ایک جماعت سلف نے قسامت کو بالکل ناجائز رکھا ہے اور کہا ہے کہ وہ اصول شرعیہ کے برخلاف ہے ۱۲ منہ

أَوْ يَمِينُهُ وَقَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ لَمْ يُقِدْ بِهَا مُعَاوِيَةُ وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى عَدِيِّ بْنِ أَرْطَاةَ وَكَانَ أَمَّرَهُ عَلَى الْبَصْرَةِ فِي قَتِيلٍ وُجِدَ عِنْدَ بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ السَّمَّانِينَ إِنْ وَجَدَ أَصْحَابُهُ بَيِّنَةً وَإِلَّا فَلَا تَظْلِمِ النَّاسَ فَإِنَّ هَذَا لَا يُقْضَى فِيهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

۶۰۰ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ زَعَمَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ سَهْلُ بْنُ أَبِي حَثْمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَفَرًا مِنْ قَوْمِهِ انْطَلَقُوا إِلَى خَيْبَرَ فَتَفَرَّقُوا فِيهَا وَوَجَدُوا أَحَدَهُمْ قَتِيلًا وَقَالُوا لِلَّذِي وُجِدَ فِيهِمْ قَتَلْتُمْ صَاحِبَنَا قَالُوا مَا قَتَلْنَا وَلَا عَلِمْنَا قَاتِلًا فَانْطَلَقُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ انْطَلَقْنَا إِلَى خَيْبَرَ فَوَجَدْنَا أَحَدَنَا قَتِيلًا فَقَالَ الْكُبْرَ الْكُبْرَ فَقَالَ لَهُمْ تَأْتُونَ بِالْبَيِّنَةِ عَلَى مَنْ قَتَلَهُ قَالُوا مَا لَنَا بَيِّنَةٌ

لائے نہیں تو مدعی علیہ سے قسم[۱] لے اور عبداللہ بن ابی ملیکہ نے کہا[۲] معاویہ بن ابی سفیان نے قسامت میں قصاص کا حکم نہیں دیا (صرف دیت دلائی)[۳] اور عمر بن عبدالعزیز خلیفہ نے عدی بن ارطاۃ کو جو ان کی طرف سے بصرے کے حاکم تھے ایک مقتول کے باب میں لکھا جو گھی والوں کے ایک گھر پر مرا پڑا تھا اگر اس کے وارث گواہ لائیں تو فبہا ورنہ خلق اللہ پر ظلم نہ کر کیونکہ ایسے معاملہ کا (جس پر گواہ نہ ہوں) قیامت تک فیصلہ نہیں ہو سکتا[۴]۔

ہم سے ابونعیم (فضل بن دکین) نے بیان کیا کہا ہم سے سعید بن عبید نے انہوں نے بشیر بن یسار سے انہوں نے کہا ایک انصاری مرد نے جس کو سہل بن ابی حثمہ کہتے تھے مجھ کو خبر دی وہ کہتے تھے ان کی قوم (انصار) کے چند لوگ[۵] خیبر کی طرف گئے وہاں پہنچ کر الگ الگ ہو گئے پھر اُن میں سے ایک شخص (عبداللہ ابن سہل) کو دیکھا اس کو کسی نے قتل کر ڈالا ہے (تین) آدمیوں نے ان خیبر والوں سے کہا جہاں عبداللہ بن سہل قتل کئے گئے تھے تم ہی لوگوں نے ہمارے یار کو مار ڈالا ہے وہ (یعنی یہودی) کہنے لگے ہم نے نہیں مارا نہ ہم یہ جانتے ہیں کہ کس نے مارا آخر یہ تینوں (عبدالرحمٰن اور حویصہ اور محیصہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ ہم خیبر کی طرف گئے تھے وہاں ہم میں کا ایک شخص قتل کیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑی عمر والے کو پہلے بات کرنے دے بڑی عمر والے کو بات کرنے دے[۶] آنحضرت نے[۷] فرمایا تمہارے پاس گواہ ہیں جنہوں نے قاتل کو قتل کرتے دیکھا ہو انہوں نے کہا

---

[۱] امام بخاری نے یہ حدیث لا کر امام ابوحنیفہ کے مذہب کی تائید کی کہ قسامت میں مدعی علیہم سے قسم لینا چاہیئے نہ مدعیوں سے امام شوکانی نے کہا اہل حدیث کا مذہب اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہ کے موافق ہے ۱۲ منہ [۲] اس کو حماد بن سلمہ نے اپنی مصنف میں وصل کیا ۱۲ منہ [۳] مگر بیہقی نے معاویہؓ سے اس کے خلاف روایت کیا ہے کہ انہوں نے قسامت میں قصاص کی اجازت دی اور کرابیسی نے مروان سے بھی قصاص نقل کیا اور عبدالملک بن مروان سے بھی ایسا ہی نقل کیا زہری اور ربیعہ اور ابوالزناد اور مالک اور لیث اور اوزاعی کا یہی قول ہے اور شافعی سے دو قول منقول ہیں ابوالزناد کہتے ہیں ہم نے قسامت میں اس وقت قصاص لیا جب بہت سے صحابہ موجود تھے میں سمجھتا ہوں ہزار صحابہ تھے کسی نے اس میں خلاف نہیں کیا ۱۲ منہ [۴] قیامت کے دن اللہ ہی اُس کا فیصلہ کرے گا اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا مگر حماد بن سلمہ نے عمر بن عبدالعزیزؒ سے اس کے خلاف روایت کیا ہے کہ قسامت میں انہوں نے قصاص دلایا جب مدینہ کے حاکم تھے اور احتمال ہے کہ پہلے وہ اس کے قائل ہوں پھر اس سے رجوع کیا واللہ اعلم ۱۲ منہ [۵] محیصہ اور حویصہ مسعود کے بیٹے اور عبداللہ اور عبدالرحمٰن سہل کے بیٹے ۱۲ منہ [۶] اور عبدالرحمان نے جو تینوں میں کم سن تھے ۱۲ منہ [۷] تب حویصہ نے جو سب میں بڑے تھے کل حال عرض کیا ۱۲ منہ

قَالَ فَيَحْلِفُونَ قَالُوا لَا نَرْضٰى بِاَيْمَانِ الْيَهُودِ فَكَرِهَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّبْطِلَ دَمَهٗ فَوَدَاهُ مِائَةً مِّنْ اِبِلِ الصَّدَقَةِ۔

نہیں گواہ کہاں سے آتے آپ نے فرمایا پھر تو یہودی (پچاس) قسمیں کھائیں گے[1] انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (یہودی کافر ہیں) ہم تو ان کی قسموں پر راضی نہیں ہونے کے آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بُرا جانا کر عبداللہ بن سہل کا خون یوں ہی بیکار جائے[2] آپ نے زکوٰۃ کے اونٹوں میں سے اس کے وارثوں کو دیت کے سو اونٹ دلوائے۔

۶۰۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْاَسَدِيُّ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ اَبِيْ عُثْمٰنَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ رَجَاءٍ مِّنْ اٰلِ اَبِيْ قِلَابَةَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ قِلَابَةَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَبْرَزَ سَرِيْرَهٗ يَوْمًا لِّلنَّاسِ ثُمَّ اَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِي الْقَسَامَةِ قَالَ نَقُوْلُ الْقَسَامَةُ الْقَوَدُ بِهَا حَقٌّ وَّقَدْ اَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ قَالَ لِيْ مَا تَقُوْلُ يَا اَبَا قِلَابَةَ وَنَصَبَنِيْ لِلنَّاسِ فَقُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عِنْدَكَ رُءُوْسُ الْاَجْنَادِ وَاَشْرَافُ الْعَرَبِ اَرَاَيْتَ لَوْ اَنَّ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ شَهِدُوْا عَلٰى رَجُلٍ مُّحْصَنٍ بِدِمَشْقَ اَنَّهٗ قَدْ زَنٰى لَمْ يَرَوْهُ اَكُنْتَ تَرْجُمُهٗ قَالَ لَا قُلْتُ لَوْ اَنَّ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ شَهِدُوْا عَلٰى رَجُلٍ بِحِمْصَ اَنَّهٗ سَرَقَ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے ابو بشر اسماعیل بن ابراہیم اسدی نے کہا ہم سے حجاج بن ابی عثمان نے کہا مجھ سے ابو رجاء سلمان نے جو ابو قلابہ کے خاندان کا غلام تھا اس نے کہا مجھ سے ابو قلابہؓ نے بیان کیا کہ عمر بن عبدالعزیز (خلیفہ) نے ایک روز دربار عام کیا اور (عام خاص) سب لوگوں کو باریابی کی اجازت دی پھر اُن سے پوچھا قسامت کے باب میں تمہاری کیا رائے ہے[3] بعضوں نے کہا قسامت میں قصاص کا حکم دینا صحیح ہے اور اگلے خلیفوں[4] نے قسامت کی بنا پر قصاص کا حکم دیا ہے ابو قلابہ کہتے ہیں پھر عمر بن عبدالعزیز میری طرف مخاطب ہوئے پوچھا ابو قلابہ تم اس باب میں کیا کہتے ہو انہوں نے کہا لوگوں سے بحث کرنے کے لئے مجھ کو آگے کر دیا میں نے کہا امیرالمومنین (اللہ کے فضل سے) تمہارے پاس فوج کے سردار اور عرب کے رئیس لوگ موجود ہیں بھلا بتایئے اگر ان میں سے پچاس آدمی ایک محصن شخص کی نسبت جو دمشق کے ملک میں ہو انہوں نے اس کو نہ دیکھا ہو یہ گواہی دیں کہ اس نے زنا کی ہے تو کیا اس گواہی کی بنا پر آپ اس کو رجم کریں گے[5] انہوں نے کہا نہیں میں نے کہا بھلا بتلایئے اگر اُن میں سے پچاس آدمی ایک شخص کی نسبت جو حمص میں ہو (حمص شام کا ایک شہر ہے) اور انہوں

---

[1] اور قسمیں کھا کر اپنا پنڈ چھڑا لیں گے ۱۲ منہ [2] نہ قصاص ہو نہ اس کے وارثوں کو دیت ملے ۱۲ منہ [3] آیا قسامت مشروع ہے اور اس میں قصاص یا دیت کا حکم ہو سکتا ہے یا نہیں ۱۲ منہ [4] جیسے معاویہ اور ابن زبیر اور عبدالملک بن مروان وغیرہ ۱۲ منہ [5] ابو قلابہ نے قصاص کو حد پر قیاس کیا کہ جیسے حد بدون رویت کے گواہوں کے ثابت نہیں ہو سکتی گو لاکھ آدمی سنی سنائی گواہی دیں اسی طرح قصاص بھی بغیر گواہان معائنہ کے ثابت نہیں ہو سکتا پچاس آدمیوں کے قسم کھانے سے یا پچاس قسموں سے قصاص کا حکم کیوں کر دیا جائے گا جب انہوں نے اپنی آنکھ سے کچھ نہیں دیکھا ۱۲ منہ

أَكُنْتَ تَقْطَعُهُ وَلَمْ يَرَوْهُ قَالَ لَا قُلْتُ فَوَاللهِ مَا قَتَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا قَطُّ إِلَّا فِي إِحْدَى ثَلَاثِ خِصَالٍ رَجُلٌ قَتَلَ بِجَرِيرَةِ نَفْسِهِ فَقُتِلَ أَوْ رَجُلٌ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانٍ أَوْ رَجُلٌ حَارَبَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ الْقَوْمُ أَوَلَيْسَ قَدْ حَدَّثَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِي السَّرَقِ وَسَمَرَ الْأَعْيُنَ ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ فَقُلْتُ أَنَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثَ أَنَسٍ حَدَّثَنِي أَنَسٌ أَنَّ نَفَرًا مِنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعُوهُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَاسْتَوْخَمُوا الْأَرْضَ فَسَقِمَتْ أَجْسَامُهُمْ فَشَكَوْا ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَفَلَا تَخْرُجُونَ مَعَ رَاعِينَا فِي إِبِلِهِ فَتُصِيبُونَ مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَصَحُّوا فَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَطْرَدُوا النَّعَمَ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ فِي آثَارِهِمْ فَأُدْرِكُوا فَجِيءَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقُطِعَتْ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ

نے اس کو نہ دیکھا ہو یوں گواہی دیں کہ اس نے چوری کی ہے تو کیا آپ ان کی گواہی کی بنا پر اس شخص کا ہاتھ کٹوا ڈالیں گے انہوں نے کہا نہیں میں نے کہا تو پھر سن لیجئے خدا کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کسی شخص کے خون کرنے کا حکم کبھی نہیں دیا جب تک وہ ان تین باتوں میں سے کسی بات کا مرتکب نہ ہو یا تو حق خون کا مرتکب ہوا اپنے جرم کی سزا میں وہ قتل کیا جائے یا محصن ہو کر زنا کرے یا اللہ اور اس کے رسول سے مقابلہ کرے اسلام سے پھر جائے (مرتد بن جائے) یہ سن کر لوگ بولے کیا[۱] انس بن مالکؓ نے یہ حدیث نہیں روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چوروں کے ہاتھ پاؤں کٹوائے ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیریں پھر ان کو دھوپ میں ڈلوا دیا (وہ تڑپ تڑپ کر مر گئے[۲]) ابو قلابہ نے کہا سنو میں تم سے انس کی یہ حدیث بیان کرتا ہوں مجھ سے خود انس نے بیان کیا کہ عکل قبیلے کے آٹھ آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام پر آپ سے بیعت کی (مسلمان ہو گئے) اس کے بعد ایسا ہوا مدینے کی آب و ہوا ان کو ناموافق آئی بیمار پڑ گئے انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے شکوہ کیا آپ نے فرمایا تم ایسا کیوں نہیں کرتے ہمارے چرواہے کے ساتھ اونٹوں میں چلے جاؤ (یعنے جہاں وہ چرا کرتے ہیں) وہاں جا کر ان کا دودھ موت پیتے رہو انہوں نے کہا بہت خوب ہم ایسا ہی کرتے ہیں اور اونٹوں میں چل دیئے ان کا دودھ موت پیتے رہے اور بھلے چنگے ہو کر کیا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو مار ڈالا جانور بھی ہانک لے گئے یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی، آپ نے ان کے تعاقب میں سواروں کو روانہ کیا[۲] خیر یہ لوگ گرفتار ہوتے جب ان کو لے کر آئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ان کے ہاتھ اور پاؤں

[۱] لوگوں کا مطلب ابوقلابہ پر اعتراض کرنے کا تھا کہ تم تو کہتے ہو تین باتوں کے سوا اور کسی حالت میں قتل کرنا جائز نہیں حالانکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چوری کی علت میں بھی قتل کرایا ابوقلابہ نے اس کا جواب دیا اس حدیث کا پورا قصہ بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو صرف چوری کی وجہ سے قتل نہیں کرایا تھا بلکہ یہ لوگ اسلام سے مرتد ہو گئے تھے اللہ اور رسول سے لڑے تھے خون کیا تھا ۱۲ منہ [۲] اس ٹکڑی کے سردار کرز بن جابر تھے اس میں بیس سوار تھے یہ واقعہ سنہ ۶ ہجری کا ہے ۱۲ منہ

وَسَمَرَ اَعْيُنَهُمْ ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ حَتّٰى
مَاتُوْا قُلْتُ وَاَيُّ شَيْءٍ اَشَدُّ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ
ارْتَدُّوْا عَنِ الْاِسْلَامِ وَقَتَلُوْا وَسَرَقُوْا فَقَالَ
عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَاللّٰهِ اِنْ سَمِعْتُ
كَالْيَوْمِ قَطُّ فَقُلْتُ اَتَرُدُّ عَلَيَّ حَدِيْثِيْ يَا
عَنْبَسَةُ قَالَ لَا وَلٰكِنْ جِئْتَ بِالْحَدِيْثِ عَلٰى
وَجْهِهٖ وَاللّٰهِ لَا يَزَالُ هٰذَا الْجُنْدُ بِخَيْرٍ مَّا عَاشَ
هٰذَا الشَّيْخُ بَيْنَ اَظْهُرِهِمْ قُلْتُ وَقَدْ
كَانَ فِيْ هٰذَا سُنَّةٌ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِ نَفَرٌ مِّنَ
الْاَنْصَارِ فَتَحَدَّثُوْا عِنْدَهٗ فَخَرَجَ رَجُلٌ
مِّنْهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ فَقُتِلَ فَخَرَجُوْا
بَعْدَهٗ فَاِذَا هُمْ بِصَاحِبِهِمْ يَتَشَحَّطُ فِي
الدَّمِ فَرَجَعُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَاحِبُنَا كَانَ تَحَدَّثَ مَعَنَا فَخَرَجَ بَيْنَ
اَيْدِيْنَا فَاِذَا نَحْنُ بِهٖ يَتَشَحَّطُ فِي
الدَّمِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِمَنْ تَظُنُّوْنَ اَوْ
تَرَوْنَ قَتَلَهٗ قَالُوْا نَرٰى اَنَّ الْيَهُوْدَ
قَتَلَتْهُ فَاَرْسَلَ اِلَى الْيَهُوْدِ فَدَعَاهُمْ
فَقَالَ اَنْتُمْ قَتَلْتُمْ هٰذَا قَالُوْا

(اُلٹے سیدھے کاٹے گئے اور آنکھوں میں گرم سلائی چلائی گئی) پھر آپ نے
ان کو دھوپ میں ڈلوا دیا وہیں (تڑپ تڑپ کر) مر گئے۔ ابو قلابہ نے کہا
بتلایئے ان لوگوں نے جو جو جرم کیے تھے ان سے بڑا اور جرم کیا ہوگا (کمبخت)
اسلام سے پھر گئے چرواہے کو مار ڈالا، جانور چرا لے گئے۔ یہ سُن کر
عنبسہ بن سعید نے کہا میں نے تو آج کی طرح کبھی یہ حدیث نہیں سُنی
ابو قلابہ نے کہا عنبسہ کیا تم میری حدیث پر اعتراض کرتے ہو انہوں نے
کہا نہیں (میں تو تعریف کرتا ہوں) تم نے حدیث کو ٹھیک ٹھیک روایت
کیا خدا کی قسم شام کے لوگ اس وقت تک چین سے بسر کریں گے جب
تک ابو قلابہ کا سا عالم شخص اُن میں موجود رہے گا۔ ابو قلابہ نے کہا اب
اور سنو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بھی اس باب میں موجود ہے[1]
ہوا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انصار کے چند لوگ آئے اور آپ سے
باتیں کر کے ان میں کا ایک شخص آگے ہی خیبر کی طرف روانہ ہو گیا وہ
وہاں مارا گیا۔ جب اس کے دوسرے ساتھی خیبر کو گئے تو کیا دیکھتے
ہیں اُن کا یار خون میں لوٹ رہا ہے (سخت زخمی ہو کر تڑپ رہا ہے)
آخر اس کے ساتھی لوٹ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور
آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارا یار جس نے ہمارے ساتھ رہ کر
آپ سے گفتگو کی تھی وہ ہم سے آگے ہی خیبر کی طرف چل دیا تھا۔ جب ہم
وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں وہ خون میں لوٹ رہا ہے یہ سن کر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم (گھر میں سے یا مسجد میں سے) باہر آئے اور پوچھا
تم کیا سمجھتے ہو اس کو کس نے مارا ہے انہوں نے کہا ہمارا تو گمان یہی
ہے کہ یہودیوں نے اس کو مار ڈالا ہے یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہودیوں کو بُلا بھیجا ان سے پوچھا کیا تم نے اس کو قتل کیا ہے انہوں نے

[1] یعنی خاص قسامت کے باب میں اس میں یہ نہیں ہے کہ آپ نے پہلے اولیاء مقتول یعنے مدعیوں کو قسم دی ہو بلکہ پہلے مدعی علیہم سے قسم لینا تجویز فرمایا گویا ابو قلابہ نے اس قول کو قوت دی جس کے امام ابو حنیفہ اور اہل حدیث قائل ہیں کہ قسامت میں صرف مدعی علیہم سے قسمیں لینا چاہئیں اگر وہ قسمیں کھا لیں گے تب تو اُن پر کوئی الزام نہ رہے گا اور جو قسم نہ کھائیں تو صرف دیت دینا ہوگی لیکن قصاص کسی حال میں ان سے نہیں لیا جائے گا ۱۲ منہ

لَا قَالَ أَتَرْضَوْنَ نَفْلَ خَمْسِينَ مِنَ
الْيَهُودِ مَا قَتَلُوهُ فَقَالُوا مَا يُبَالُونَ
أَنْ يَقْتُلُونَا أَجْمَعِينَ ثُمَّ يَحْلِفُونَ
قَالَ أَفَتَسْتَحِقُّونَ الدِّيَةَ بِأَيْمَانِ
خَمْسِينَ مِنْكُمْ قَالُوا مَا كُنَّا
لِنَحْلِفَ فَوَدَاهُ مِنْ عِنْدِهِ قُلْتُ
وَقَدْ كَانَتْ هُذَيْلٌ خَلَعُوا
خَلِيعًا لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَطَرَقَ
أَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الْيَمَنِ بِالْبَطْحَاءِ
فَانْتَبَهَ لَهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَحَذَفَهُ
بِالسَّيْفِ فَقَتَلَهُ فَجَاءَتْ هُذَيْلٌ
فَأَخَذُوا الْيَمَانِيَ فَرَفَعُوهُ إِلَى عُمَرَ
بِالْمَوْسِمِ وَقَالُوا قَتَلَ صَاحِبَنَا
فَقَالَ إِنَّهُمْ قَدْ خَلَعُوهُ فَقَالَ
يُقْسِمُ خَمْسُونَ مِنْ هُذَيْلٍ
مَا خَلَعُوهُ قَالَ فَأَقْسَمَ
مِنْهُمْ تِسْعَةٌ وَأَرْبَعُونَ رَجُلًا
وَقَدِمَ رَجُلٌ مِنْهُمْ مِنَ
الشَّامِ فَسَأَلُوهُ أَنْ يُقْسِمَ
فَافْتَدَى يَمِينَهُ مِنْهُمْ
بِأَلْفِ دِرْهَمٍ فَأَدْخَلُوا
مَكَانَهُ رَجُلًا آخَرَ فَدَفَعَهُ

کہا نہیں (ہم نے نہیں قتل کیا ہے) آپ نے مدعیوں سے فرمایا اچھا تم اس
پر راضی ہو کہ یہودیوں میں سے پچاس آدمی یوں قسمیں کھائیں کہ ہم نے اس
کو نہیں مارا انہوں نے کہا یا رسول اللہ یہودیوں کو جھوٹی قسم کھانے میں)
کیا باک وہ تو ہم سب کو مار ڈالیں گے پھر قسم کھالیں گے (کہ ہم نے نہیں
مارا ہم نہیں جانتے) آپ نے فرمایا اچھا تم میں سے پچاس آدمی
یوں قسمیں کھائیں (کہ یہودیوں نے اس کو مارا ہے) اس وقت تم دیت
لینے کے مستحق ہو جاؤ گے انہوں نے کہا ہم تو ایسی قسمیں نہیں کھا سکتے[1]
آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن سہیل کی دیت اپنے پاس
سے (یعنی زکوٰۃ کے اونٹوں میں سے) ادا کی ابو قلابہ نے کہا ایسا ہوا ہذیل
قبیلے نے جاہلیت کے زمانہ میں ایک شخص کو ذات باہر کر دیا تھا[2]۔ اس نے
کیا کیا یمن کے ملک میں بطحاء میں ایک شخص کے مکان میں رات کو (چوری
کرنے کے لیے) گھسا لیکن اتفاق سے گھر والوں میں سے ایک شخص
جاگ اٹھا اور تلوار کا وار کر کے اس کو قتل کر ڈالا اب ہذیل قبیلے کے لوگ
وہاں پہنچے انہوں نے اس قاتل کو گرفتار کر لیا یہ مقدمہ حج کے موسم
میں حضرت عمرؓ کے سامنے پیش ہوا ہذیل کے لوگ یہ دعویٰ کرتے تھے
کہ اس شخص نے ہماری قوم والے کا خون کیا ہے وہ کہتا تھا (اول تو وہ
چور تھا دوسرے) ان لوگوں نے اس کو ذات باہر کر دیا تھا[3] حضرت عمرؓ
نے حکم دیا ہذیل قبیلے کے پچاس آدمی یوں قسم کھائیں کہ ہم نے اس کو
ذات باہر نہیں کیا تھا آخر ان میں سے انچاس آدمیوں نے یہ (جھوٹی)
قسم کھائی، ایک شخص ان کی قوم کا شام کے ملک سے آیا تھا اس سے بھی
کہا تو بھی قسم کھالے تاکہ پچاس کا عدد پورا ہو جائے۔ لیکن اس نے کہا تم
ہزار درم مجھ سے لے لو اور قسم سے مجھ کو معاف کرو[4] اور اس کے

---

[1] کیونکہ ہم نے اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا ۱۲ منہ [2] یعنی اپنے خاندان سے اس کا نام نکال دیا تھا عرب میں ایسے شخص کو خلیع کہتے تھے یعنی نکالا ہوا جاہلیت کے زمانہ میں یہ دستور تھا کہ حلف اور اقرار کر کے غیر شخص کو اپنے قبیلے میں شریک کر لیتے اس کو حلیف کہتے اسی طرح اگر اپنی قوم والا نسخت تصور کرتا تو اس کو اپنے خاندان سے خارج کر دیتے اور اس سے پھر کوئی تعلق نہ رکھتے ۱۲ منہ [3] تو اب کیسے اس کے خون کا دعویٰ کرتے ہیں ۱۲ منہ [4] ہذیل نے ایسا ہی کیا ہزار درم لے کر اس کو چھوڑ دیا ۱۲ منہ

إِلَى أَخِي الْمَقْتُولِ فَقُرِنَتْ يَدُهُ بِيَدِهِ قَالُوا فَانْطَلَقَا وَالْخَمْسُونَ الَّذِينَ أَقْسَمُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِنَخْلَةَ أَخَذَتْهُمُ السَّمَاءُ فَدَخَلُوا فِي غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَانْهَجَمَ الْغَارُ عَلَى الْخَمْسِينَ الَّذِينَ أَقْسَمُوا فَمَاتُوا جَمِيعًا وَأَفْلَتَ الْقَرِينَانِ وَاتَّبَعَهُمَا حَجَرٌ فَكَسَرَ رِجْلَ أَخِي الْمَقْتُولِ فَعَاشَ حَوْلًا ثُمَّ مَاتَ قُلْتُ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ أَقَادَ رَجُلًا بِالْقَسَامَةِ ثُمَّ نَدِمَ بَعْدَ مَا صَنَعَ فَأَمَرَ بِالْخَمْسِينَ الَّذِينَ أَقْسَمُوا فَمُحُوا مِنَ الدِّيوَانِ وَسَيَّرَهُمْ إِلَى الشَّامِ۔

بَابٌ ٣٠٥ مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ فَفَقَئُوا عَيْنَهُ فَلَا دِيَةَ لَهُ۔

٦٠٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِي بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ إِلَيْهِ بِمِشْقَصٍ أَوْ بِمَشَاقِصَ وَجَعَلَ يَخْتِلُهُ لِيَطْعُنَهُ

٦٠٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِي جُحْرٍ فِي بَابِ

بدل ہذیل کا ایک دوسرا شخص شریک کیا اس نے قسم کھائی، پھر یہ قاتل مقتول کے بھائی کے ہاتھ میں دیا گیا[1] اس کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا کہتے ہیں یہ پچاس آدمی جنہوں نے قسم کھائی تھی، مع قاتل اور مقتول کے بھائی کے وہاں سے چلے جب نخلہ میں پہنچے[2] وہاں پانی برسنے لگا یہ لوگ (بارش سے بچنے کے لیے) پہاڑ کی ایک کھوہ میں گھس گئے اسی وقت پہاڑ ان پر آ رہا پچاسوں آدمی جنہوں نے قسم کھائی تھی سبکے سب مر گئے اور قاتل اور مقتول کا بھائی یہ دونوں وہاں سے بھاگ نکلے پھر ایسا ہوا مقتول کے بھائی پر بھی ایک پتھر لگا اس کا پاؤں ٹوٹ گیا، وہ بھی ایک سال زندہ رہ کر مر گیا[3] ابوقلابہ کہتے ہیں میں نے یہ بھی کہا عبدالملک بن مروان نے (اپنی خلافت میں) قسامت کرا کر ایک شخص سے قصاص لیا۔ پھر اپنے کیے پر شرمندہ ہوا اور جن پچاس آدمیوں نے قسامت میں قسمیں کھائیں تھیں حکم دیا ان کا نام دفتر سے نکال ڈالا گیا[4]۔ اور ان کو شام کے ملک کی طرف جلاوطن کیا گیا۔

باب اگر کسی شخص نے کسی کے گھر میں (بے اذن) جھانکا، گھر والوں نے (کچھ مار کر) اس کی آنکھ پھوڑ دی تو اس کو دیت کا حق نہ ہوگا۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے عبیداللہ بن ابی بکر بن انس سے انہوں نے اپنے دادا انس سے ایک شخص[5] نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے میں ایک سوراخ سے جھانکا آپ تیر لے کر اٹھے۔ اور چاہتے تھے کہ غفلت میں اس کو ماریں[6]۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے ان کو سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے خبر دی انہوں نے کہا ایک مرد نے دروازے کے روزن میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

[1] اس لیے کہ وہ اس کو قتل کرے ۱۲ منہ [2] جو ایک مقام کا نام ہے مکہ سے ایک منزل پر ۱۲ منہ [3] جھوٹی قسم کھانے کی سزا ملی اس قصے سے بھی ابوقلابہ نے یہ ثابت کیا کہ جب قاتل نے ایک امر کا دعویٰ کیا کہ وہ ہذیل کے خاندان سے خارج شدہ ہے اور ہذیل نے انکار کیا تو گویا وہ مدعا علیہ ہوئے اور قسم انہی کی دی گئی تو معلوم ہوا کہ قسامت میں بھی مدعا علیہ کو قسم دینا چاہیے نہ مدعی کو جیسے عمومی قاعدہ ہے ۱۲ منہ [4] ماہواریں موقوف کر دی گئیں ۱۲ منہ [5] حکم بن ابی العاص مروان کے باپ ۱۲ منہ [6] اس حدیث سے باب کا مطلب نہیں نکلتا یعنی یہ کہ اس کو دیت کا استحقاق نہ ہوگا مگر امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے موافق اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس میں اس کی صراحت ہے کہ اس کو دیت نہ

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرًى يَحُكُّ بِهٖ رَأْسَهٗ فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَعْلَمُ اَنْ تَنْتَظِرَنِيْ لَطَعَنْتُ بِهٖ فِيْ عَيْنَيْكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِذْنُ مِنْ قِبَلِ الْبَصَرِ۔

گھر میں جھانکا اُس وقت آپ کے ہاتھ میں ایک لوہے کی نوک دار کنگھی تھی جس سے سر کھجلایا کرتے جب آپ نے اس شخص کو دیکھا تو فرمایا اگر میں جانتا کہ تو مجھ کو جھانک رہا ہے تو میں یہ کنگھی تیری آنکھ میں مار دیتا آپ نے فرمایا اذن لینے کا جو حکم دیا گیا ہے، وہ اسی لیے تو ہے کہ نظر نہ پڑے [1]

۶۰۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ امْرَاً اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ اِذْنٍ فَخَذَفْتَهٗ بِحَصَاةٍ فَفَقَاْتَ عَيْنَهٗ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ جُنَاحٌ

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے ابوالزناد نے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہ سے انہوں نے کہا حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص بے تیری اجازت کے تیرے گھر میں جھانکے پھر تو ایک کنکر پھینک کر اس پر مارے اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو تجھ پر کچھ گناہ نہ ہوگا (نہ دیت لازم آئے گی نہ قصاص نسائی)۔

بَابُ ۳۰۶ الْعَاقِلَةِ

باب عاقلہ کا بیان [2]

۶۰۵۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ سَاَلْتُ عَلِيًّا هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مَا لَيْسَ فِي الْقُرْاٰنِ وَقَالَ مَرَّةً مَا لَيْسَ عِنْدَ النَّاسِ فَقَالَ وَالَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّ وَبَرَاَ النَّسَمَةَ مَا عِنْدَنَا اِلَّا مَا فِي الْقُرْاٰنِ اِلَّا فَهْمًا يُعْطٰى رَجُلٌ فِيْ كِتَابِهٖ وَمَا فِي الصَّحِيْفَةِ قُلْتُ وَمَا فِي الصَّحِيْفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْاَسِيْرِ وَاَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ۔

ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی کہا ہم سے مطرف بن طریف نے بیان کیا کہا میں نے شعبی سے سُنا کہا میں نے ابوجحیفہ (وہب بن عبداللہ سے) سُنا انہوں نے کہا میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا کیا آپ کے پاس (اللہ کا کلام) کچھ اور بھی ہے جو قرآن میں نہیں ہے یا دوسرے لوگوں کے پاس نہیں ہے انہوں نے کہا نہیں قسم اس پروردگار کی جس نے دانہ چیر کر اگایا اور جان کو بنایا ہمارے پاس قرآن کے سوا اور کوئی کتاب نہیں ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ جو اپنے کسی بندے کو قرآن کی سمجھ عطا فرمائے [3] یہ اور بات ہے اور ایک ورق اور ہے میں نے پوچھا اس ورق میں کیا لکھا ہے انہوں نے کہا دیت کے احکام اور قیدی کو چھڑانے کا بیان اور یہ مسئلہ کہ مسلمان کافر کے قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا [4]

---

[1] ایسا نہ ہو کسی ستر پر نگاہ پڑ جائے جب جھانک لیا اور دیکھ لیا تو اب اذن لینے سے کیا نتیجہ ہے ۱۲ منہ [2] ہر آدمی کا عاقلہ وہ لوگ ہیں جو اس کی طرف سے دیت ادا کرتے ہیں یعنی اس کے ددھیال والے ۱۲ منہ [3] وہ قرآن میں غور کر کے دین کے مسائل نکالے ۱۲ منہ [4] امام احمد اور شافعی اور مالک اور اہل حدیث کا (باقی برصفحہ آئندہ)

بَابُ ۳۷ جَنِيْنِ الْمَرْأَةِ

٦٠٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ وَحَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ رَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى فَطَرَحَتْ جَنِيْنَهَا فَقَضٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ.

٦٠٧ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ عُمَرَ رض أَنَّهُ اسْتَشَارَهُمْ فِيْ إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْغُرَّةِ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ فَشَهِدَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِهِ

٦٠٨ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عُمَرَ نَشَدَ النَّاسَ مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِي السِّقْطِ وَقَالَ الْمُغِيْرَةُ أَنَا سَمِعْتُهُ قَضٰى فِيْهِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ قَالَ ائْتِ مَنْ يَشْهَدُ

باب پیٹ کے بچہ کا بیان (جو ابھی پیدا نہ ہوا ہو)

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی دوسری سند امام بخاری نے کہا اور ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا ایسا ہوا ہذیل قبیلے کی دو عورتیں (ام عفیف اور ملیکہ) لڑیں ایک نے (ام عفیف نے) دوسری نے (ملیکہ کو پتھر سے) مارا اس کو پیٹ کا بچہ گر پڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ ایک بردہ غلام یا لونڈی دیت میں دیا جائے۔

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے مغیرہ بن شعبہ سے کہ حضرت عمرؓ نے صحابہ سے رائے لی اگر کوئی عورت کا کچا بچہ گرا دے تو اس میں کیا دیت دینا ہوگی مغیرہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ایک بردے کا حکم دیا غلام ہو یا لونڈی حضرت عمرؓ نے کہا جا اپنے ساتھ ایک اور گواہ لے کر آ جو اس بات کی گواہی دے پھر محمد بن مسلمہ انصاری نے بھی گواہی دی کہ میں اس وقت موجود تھا جب آنحضرت نے یہ حکم دیا تھا۔

ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے عروہ بن زبیر سے کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو قسم دی کیا تم میں سے کسی نے کچے بچے کے باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے اس پر مغیرہ بن شعبہ کہنے لگے ہاں[۱] میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں سنا ہے آپ نے ایک بردہ دلایا غلام ہو یا لونڈی حضرت عمرؓ[۲] نے کہا ایک اور گواہ

(بقیہ صفحہ سابقہ) یہی قول ہے کہ مسلمان کو کافر کے بدل قتل نہیں کرنے کے گو وہ کافر ذمی ہو مگر امام ابوحنیفہ کا یہ قول ہے کہ ذمی کافر کے بدل مسلمان قتل کیا جائے گا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے دلیل لی ہے النفس بالنفس ہم کہتے ہیں کہ نفس تو کافر حربی کو بھی شامل ہے مگر تم اس کے قتل سے مسلمان کو قتل کرنا درست نہیں سمجھتے اور یہ تخصیص حدیث سے ثابت ہے تو النفس بالنفس سے مراد مسلمان رہے گا یعنے مسلمان مسلمان کے بدل قتل کیا جائے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) ۱؎ اس سے نبی یہ حدیث سنی ہے ۱۲ منہ ۲؎ اس سے حضرت عمرؓ کا یہ مطلب نہ تھا کہ خبر واحد مقبول نہیں ہے خبر واحد ہر طرح قبول کے لائق ہے اس لیے کہ صحابہ سب ثقہ ہیں حضرت عمرؓ کی یہ غرض تھی کہ حدیث کی اور مضبوطی ہو جائے ۱۲ منہ

مَعَكَ عَلٰى هٰذَا فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَنَا أَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ هٰذَا

جو تیرے ساتھ مل کر اس بات کی گواہی دے محمد بن مسلمہ نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہوں آپ نے اس بات کا حکم دیا۔

٦٠٩ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ اسْتَشَارَهُمْ فِيْ إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ مِثْلَهُ۔

مجھ سے محمد بن یحییٰ ذہلی نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن سابق فارسی نے کہا ہم سے زائدہ بن قدامہ نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے مغیرہ بن شعبہ سے انہوں نے کہا حضرت عمرؓ نے صحابہ سے مشورہ لیا کہ کچے بچے کا کیا حکم ہے (اگر کوئی اس کو گرا دے) پھر ایسی ہی حدیث نقل کی۔

بَابٌ ٣٠٨ جَنِيْنِ الْمَرْأَةِ

باب پیٹ کے بچے کا بیان

وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلَى الْوَالِدِ وَعَصَبَةِ الْوَالِدِ لَا عَلَى الْوَلَدِ

اور اگر کوئی عورت خون کرے تو دیت اس کی ددھیال والوں پر لازم ہو گی نہ اس کی اولاد پر۔

٦١٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِيْ جَنِيْنِ امْرَأَةٍ مِّنْ بَنِيْ لِحْيَانَ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مِيْرَاثَهَا لِبَنِيْهَا وَزَوْجِهَا وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلٰى عَصَبَتِهَا

ہم سے عبداللہ بن یوسف تینسی نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی لحیان کی ایک عورت کے باب میں جس کے پیٹ کا بچہ (حمل) گرا دیا گیا تھا یہ فیصلہ کیا کہ ایک بردہ غلام یا لونڈی دیت میں دیا جائے پھر جس عورت کو یہ بردہ دینے کا حکم ہوا تھا (یعنی قاتلہ) وہ مر گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا ترکہ اس کے خاوند اور اولاد کو ملے گا اور دیت اس کی ددھیال والوں کو دینا ہو گی۔

٦١١ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رضِ قَالَ اقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِيْ بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضٰى أَنَّ دِيَةَ جَنِيْنِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ وَلِيْدَةٌ وَقَضٰى دِيَةَ الْمَرْأَةِ عَلٰى عَاقِلَتِهَا۔

ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو یونس نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب سے اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے کہ ابوہریرہؓ نے کہا ہذیل قبیلے کی دو عورتیں لڑیں ایک نے دوسری پر پتھر مارا وہ بھی مر گئی اس کے پیٹ کا بچہ بھی مر گیا اب دونوں طرف کے لوگوں نے یہ جھگڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا آپ نے فرمایا پیٹ کے بچے کی دیت ایک بردہ ہے غلام ہو یا لونڈی اور قاتلہ عورت کی دیت اس کی ددھیال والے ادا کریں۔

بَابُ ۳۰۹ مَنِ اسْتَعَانَ عَبْدًا اَوْ صَبِيًّا وَيُذْكَرُ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ بَعَثَتْ اِلٰى مُعَلِّمِ الْكِتَابِ ابْعَثْ اِلَيَّ غِلْمَانًا يَنْفُشُوْنَ صُوْفًا وَّلَا تَبْعَثْ اِلَيَّ حُرًّا

۶۱۲ - حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ اَخَذَ اَبُوْ طَلْحَةَ بِيَدِيْ فَانْطَلَقَ بِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَنَسًا غُلَامٌ كَيِّسٌ فَلْيَخْدُمْكَ قَالَ فَخَدَمْتُهٗ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَوَاللّٰهِ مَا قَالَ لِيْ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهٗ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا هٰكَذَا وَلَا لِشَيْءٍ لَمْ اَصْنَعْهُ لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هٰذَا هٰكَذَا۔

باب اگر کوئی شخص غلام یا چھوکرا مانگ کر لے[۱]

اور روایت ہے (اس کو ثوری نے اپنی جامع میں اور عبدالرزاق نے مصنف میں وصل کیا) کہ ام سلیم (انس کی والدہ) نے مدرسہ کے استاد کو کہلا بھیجا میرے پاس کچھ لڑکے ایسے بھیج دے جو اون دھنکیں لیکن آزاد لڑکوں کو نہ بھیجو (بلکہ غلاموں کو بھیج)[۲]۔

مجھ سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا کہا ہم کو اسماعیل بن ابراہیم نے خبر دی انہوں نے عبدالعزیز سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ہجرت کر کے) مدینہ میں تشریف لائے تو ابوطلحہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ انسؓ ایک عقلمند چھوکرا ہے وہ آپ کی خدمت میں رہے گا انسؓ کہتے ہیں پھر میں حضر اور سفر دونوں میں آپ کی خدمت کرتا رہا خدا کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس برس کی مدت میں اگر میں نے کوئی کام کیا تو خفگی سے یوں نہیں فرمایا تو نے اس کام کو اس طرح کیا اور جس کام کو میں نے نہیں کیا تو یوں نہیں فرمایا تو نے اس کام کو ایسے کیوں نہیں کیا۔

بَابُ ۳۱۰ الْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَّالْبِئْرُ جُبَارٌ۔

۶۱۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَجْمَاءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ وَّالْبِئْرُ جُبَارٌ وَّ

باب کان کا کام کرتے یا کنویں کا کام کرتے میں کوئی مر جائے تو اس کے خون کا کوئی بدلہ نہیں ملے گا

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا ہم سے ابن شہاب نے انہوں نے سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے زبان جانور اگر کسی کو زخمی کرے تو اس کا کچھ بدلہ نہیں ملے گا[۳] اسی طرح جو کوئی کنویں کا کام کرتے میں مر جائے یا زخمی ہو جائے

[۱] اس باب کی مناسبت اس باب سے یہ ہے کہ اگر غلام مانگے پر لیا اور اس سے ایسا کام کرایا کہ وہ ہلاک ہو گیا تو مانگنے والے پر اس کی قیمت کا ضمان ہوگا اسی طرح بالغ چھوکرے کی دیت کا اگر عاقل بالغ شخص کو اس کی مرضی سے یا اجرت پر کام پر لگائے گا اور وہ ہلاک ہو جائے تو بالاتفاق اس پر ضمان نہ ہوگا بشرطیکہ جس کام میں لگائے اس کام میں جان کا خطرہ نہ ہو اگر جان کا خطرہ ہو تو اس میں بھی ضمان لازم ہوگا ۱۲ منہ [۲] تاکہ اگر وہ اس کام میں ہلاک ہو جائیں تو میں ان کا ضمان دوں آزاد شخص کا تو ضمان لازم نہیں آتا ۱۲ منہ [۳] یعنی جب اس کے ساتھ کوئی ہانکنے والا یا چلانے والا نہ ہو اور دن کو وہ کسی کو نقصان پہنچائے تو ضمان نہ ہوگا لیکن اگر رات کو نقصان پہنچائے تو ہر حال میں اور دن کو جب اس کے ساتھ ہانکنے والا یا چلانے والا ہو ضمان لازم ہوگا ۱۲ قسط

الْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَّفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ۔

اسی طرح جو کوئی کان کا کام کرتے میں ہلاک یا زخمی ہو اور جو مال کافروں کا زمین میں گڑا ہوا ملے اس میں سے پانچواں حصہ سرکار کا ہے [1]

بَابٌ ۳۱۱ الْعَجْمَاءُ جُبَارٌ

باب بے زبان جانور اگر کچھ نقصان کرے تو اس کا تاوان نہیں

وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ كَانُوا لَا يُضَمِّنُونَ مِنَ النَّفْحَةِ وَيُضَمِّنُونَ مِنْ رَدِّ الْعِنَانِ وَقَالَ حَمَّادٌ لَا تُضْمَنُ النَّفْحَةُ إِلَّا أَنْ يَنْخُسَ إِنْسَانٌ الدَّابَّةَ وَقَالَ شُرَيْحٌ لَا تُضْمَنُ مَا عَاقَبَتْ أَنْ يَضْرِبَهَا فَتَضْرِبَ بِرِجْلِهَا وَقَالَ الْحَكَمُ وَحَمَّادٌ إِذَا سَاقَ الْمُكَارِي حِمَارًا عَلَيْهِ امْرَأَةٌ فَتَخِرُّ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ إِذَا سَاقَ دَابَّةً فَأَتْعَبَهَا فَهُوَ ضَامِنٌ لِمَا أَصَابَتْ وَإِنْ كَانَ خَلْفَهَا مُتَرَسِّلًا لَمْ يَضْمَنْ

اور محمد بن سیرین (مشہور تابعی) نے کہا [2] جانور اگر کسی کو لات مارتا تو اس کا تاوان نہیں دلاتے تھے لیکن اگر کوئی اس پر سوار ہو اور باگ موڑتے وقت وہ پاؤں سے کسی کو نقصان پہنچائے تو تاوان دینا ہوگا اور حماد بن ابی سلیمان نے کہا [3] اگر جانور لات مارے تو اس کا تاوان نہیں ہے پر اگر کوئی اس کو چھیڑے اور وہ لات مارے تو چھیڑنے والے کو تاوان نہیں دینا ہوگا اور شریح قاضی نے کہا [4] اگر کوئی جانور کو مارے اور وہ اس مارنے کے بدل دولتی جھاڑے تو مالک پر تاوان نہ ہوگا اور حکم بن عتیبہ اور حماد بن ابی سلیمان نے کہا [5] اگر گدھے والا گدھے کو ہانکے اس پر ایک عورت سوار ہو کر وہ گر پڑے تو اس پر تاوان نہ ہوگا [6] اور شعبی نے کہا [7] اگر جانور کو بری طرح سے ہانکے اس پر سختی کرے [8] اور وہ کچھ نقصان کر ڈالے تو ہانکنے والا ضامن ہوگا اور اگر جانور کے پیچھے رہ کر اس کو معمولی طور سے آہستگی سے ہانک رہا ہو [9] تو ہانکنے والا ضامن نہ ہوگا [10]

۶۴۱۴۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَجْمَاءُ عَقْلُهَا جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے محمد بن زیاد سے انہوں نے ابو ہریرہ رض سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا بے زبان جانور کسی کو زخمی کرے تو اس کی دیت کچھ نہیں ہے اسی طرح کان میں کام کرنے سے کوئی نقصان پہنچے [11] اسی طرح کنویں میں کام کرنے سے اور جو کافروں کا مال گڑا ہوا مال ملے اس میں سے پانچواں حصہ سرکار میں لیا جائے گا۔

بَابٌ ۳۱۲ إِثْمِ مَنْ قَتَلَ ذِمِّيًّا بِغَيْرِ

باب اگر کوئی ذمی کافر کو بے گناہ مار ڈالے تو کتنا بڑا گناہ

---

[1] جو بیت المال میں داخل ہوگا باقی پانے والا کا ۱۲ منہ [2] اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] اس کو بھی ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] حافظ نے یہ نہیں لکھا کہ ان دونوں اثروں کو کس نے وصل کیا ۱۲ منہ [6] کیونکہ گدھا بغیر ہانکنے نہیں چلتا ۱۲ منہ [7] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [8] زور زور مار لگائے کہ وہ بے تحاشا بھاگے ۱۲ منہ [9] پھر وہ کسی کا نقصان کر دے ۱۲ منہ [10] کیونکہ اس کا کوئی قصور نہیں ہے یہ اتفاقی واردات ہے جس کا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا معلوم ہوا اگر کوئی بے تحاشا جانور یا گاڑی کو سخت ہنکائے اور شارع عام میں اور اس سے کسی کو نقصان پہنچے تو تاوان دینا ہوگا قانون میں بھی یہ فعل داخل جرم ہے ۱۲ منہ [11] تو اس کی بھی دیت نہ ملے گی ۱۲ منہ

جُرْمٍ

۶۱۵ - حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا يُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا

بَابُ ۳۱۳ لَا يُقْتَلُ الْمُسْلِمُ بِالْكَافِرِ

۶۱۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ أَنَّ عَامِرًا حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ وَحَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَلِيًّا هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِمَّا لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَرَّةً مَا لَيْسَ عِنْدَ النَّاسِ فَقَالَ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا عِنْدَنَا إِلَّا مَا فِي الْقُرْآنِ إِلَّا فَهْمًا يُعْطَى رَجُلٌ فِي كِتَابِهِ وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ قُلْتُ وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفَكَاكُ الْأَسِيرِ وَأَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ

ہوگا۔

ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیادہ نے کہا ہم سے حسن بن عمرو فقیمی نے کہا ہم سے مجاہد نے انہوں نے عبداللہ بن عمرو سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو شخص ایسی جان کو مار ڈالے جس سے عہد کر چکا ہو (اس کو امان دے چکا ہو[ف۱] جیسے ذمی کافر کو تو وہ بہشت کی خوشبو چالیس برس کی راہ سے معلوم ہوتی ہے۔

باب مسلمان کو (ذمی) کافر کے بدل قتل نہ کریں گے[ف۲]

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے کہا ہم سے مطرف ابن طریف نے ان سے عامر شعبی نے بیان کیا ابو جحیفہ سے روایت کر کے کہا میں نے حضرت علیؓ سے کہا دوسری سند امام بخاری نے کہا اور ہم سے صدقہ بن فضل نے کہا کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی کہا ہم سے مطرف بن طریف نے بیان کیا کہا میں نے عامر شعبی سے سُنا وہ بیان کرتے تھے میں نے ابو جحیفہ سے سُنا انہوں نے کہا میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا کیا تمہارے پاس اور بھی کچھ آیتیں یا سورتیں ہیں جو اس قرآن میں نہیں ہیں۔ (یعنی مشہور مصحف میں) اور کبھی سفیان بن عیینہ نے یوں کہا جو عام لوگوں کے پاس نہیں ہیں حضرت علیؓ نے کہا قسم اس خدا کی جس نے دانہ چیر کر اگایا اور جان کو پیدا کیا ہمارے پاس اس قرآن کے سوا اور کچھ نہیں ہے البتہ ایک سمجھ ہے جو اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کی جس کو چاہتا ہے، عنایت فرماتا ہے اور وہ جو اس ورق میں لکھا ہوا ہے، ابو جحیفہ نے کہا اس ورق میں کیا لکھا ہے انہوں نے کہا دیت اور قیدی چھڑانے کے احکام اور یہ مسئلہ کہ مسلمان کافر کے بدل قتل نہ کیا جائے[ف۳]

ف۱ اس میں وہ سب کافر آ گئے جن کو دار الاسلام میں امان دیا گیا ہو خواہ بادشاہ اسلام کی طرف سے جزیہ یا صلح پر یا کسی مسلمان نے اسکو امان دی ہو لیکن اگر یہ بات نہ ہو تو اس کا کا مار ڈالنا یا اس کا مال لوٹنا شرع اسلام کی رو سے درست ہے مثلاً وہ کافر جو دار الاسلام سے باہر سرحد پر رہتے ہوں ان کی سرحد میں جا کر ان کو یا ان کی کافر رعیت کو لوٹنا مارنا حلال ہے اسمٰعیلی کی روایت میں یوں ہے کہ بہشت کی خوشبو ستر برس کی راہ سے معلوم ہوتی ہے اور طبرانی کی ایک روایت میں سو برس مذکور ہیں دوسری روایت میں پانسو برس اور فردوس دیلمی کی روایت میں ہزار برس مذکور ہیں اور یہ تعارض نہیں ہے اس لیے کہ جب ہزار برس کی راہ سے بہشت کی خوشبو محسوس ہوتی ہے تو پانسو یا سو یا چالیس برس کی راہ سے اور زیادہ تیز محسوس ہوگی ۱۲ منہ ف۲ لیکن دوسری کوئی سزا بادشاہ وقت دے سکتا ہے ۱۲ منہ ف۳ حنفیہ نے اس صحیح حدیث کو (باقی بر صفحہ آئندہ)

بَابٌ ۳۱۴ اِذَا لَطَمَ الْمُسْلِمُ يَهُوْدِيًّا عِنْدَ الْغَضَبِ

رَوَاهُ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۱۷ - حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْاَنْبِيَاءِ

۶۱۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لُطِمَ وَجْهُهٗ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِكَ مِنَ الْاَنْصَارِ لَطَمَ فِيْ وَجْهِيْ قَالَ ادْعُوْهُ فَدَعَوْهُ قَالَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ مَرَرْتُ بِالْيَهُوْدِ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْبَشَرِ قَالَ قُلْتُ وَعَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاَخَذَتْنِيْ غَضْبَةٌ فَلَطَمْتُهٗ قَالَ لَا تُخَيِّرُوْنِيْ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ فَاِنَّ النَّاسَ

باب اگر مسلمان نے غصے میں یہودی کو طمانچہ (تھپڑ) لگایا[۱] (تو قصاص نہ لیا جائے گا)۔

اس کو ابوہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا[۲]

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے عمرو بن یحییٰ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا دیکھو اور پیغمبروں سے مجھ کو فضیلت مت دو[۳]

ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن یحییٰ مازنی سے انہوں نے اپنے والد (یحییٰ بن عمارہ بن ابی الحسن مازنی) سے انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے انہوں نے کہا یہود میں سے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس کو کسی نے طمانچہ لگایا تھا کہنے لگا محمد تمہارے اصحاب میں سے ایک انصاری شخص (نام نامعلوم) نے مجھ کو طمانچہ مارا آپ نے (لوگوں سے) فرمایا اس کو بلاؤ تو انہوں نے بلایا (وہ حاضر ہوا) آپ نے پوچھا تو نے اس کے منہ پر طمانچہ کیوں مارا وہ کہنے لگا یا رسول اللہ ایسا ہوا میں یہودیوں پر سے گزرا میں نے سنا یہ یہودی یوں قسم کھا رہا تھا۔ قسم اس پروردگار کی جس نے حضرت موسیٰؑ کو سارے آدمیوں میں سے چن لیا میں نے کہا کیا حضرت محمدؐ سے بھی وہ افضل ہیں اور مجھ کو غصہ آ گیا میں نے ایک طمانچہ لگا دیا (غصے میں یہ خطا مجھ سے ہو گئی) آپ نے فرمایا دیکھو خیال رکھو اور پیغمبروں پر مجھ کو فضیلت نہ دو قیامت کے دن

(بقیہ صفحہ سابقہ) جو اہل بیت رسالت سے مروی ہے چھوڑ کر ایک ضعیف حدیث سے دلیل لی ہے جس کو دار قطنی اور بیہقی نے ابن عمرؓ سے نکالا کہ آنحضرتؐ نے ایک مسلمان کو کافر کے بدل قتل کرایا حالانکہ دار قطنی نے خود صراحت کر دی ہے اور بیہقی نے کہا کہ یہ حدیث راوی کی غلطی ہے اور بحالت انفراد ایسی روایت حجت نہیں خصوصاً جب کہ مرسل بھی ہو اور مخالف ہو احادیث صحیحہ کے حافظ نے کہا اگر تسلیم بھی کر لیں کہ یہ واقعہ صحیح نہایت ہے یہ حدیث اس حدیث سے منسوخ ہو گی کیونکہ یہ حدیث لا یقتل مسلم بکافر آپ نے فتح مکہ کے دن فرمائی ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [۱] اس باب کے لانے سے امام بخاری کی غرض اگلے باب کے مطلب کو تقویت دینا ہے کہ جب طمانچہ میں مسلمان سے کافر میں قصاص نہ لیا گیا تو قتل میں بھی قصاص نہ لیا جائے گا مگر یہ حجت ان ہی لوگوں کے مقابلے میں پوری ہو گی جو طمانچہ میں قصاص تجویز کرتے ہیں حنفیہ تو طمانچہ میں قصاص جائز نہیں کہتے ہیں ان کے مقابلہ میں یہ استدلال صحیح نہ ہو گا ۱۲ منہ [۲] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ [۳] یعنی اس طرح سے کہ دوسرے پیغمبروں کی توہین یا تحقیر نکلے یا اس طرح سے کہ لوگوں میں جھگڑا فساد پیدا ہو حالانکہ اس روایت میں طمانچہ کا ذکر نہیں ہے مگر آگے کی روایت میں موجود ہے یہ روایت اس کی مختصر ہے ۱۲ منہ۔

يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يُّفِيْقُ فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰى اٰخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِيْ اَفَاقَ قَبْلِيْ اَمْ جُزِيَ بِصَعْقَةِ الطُّوْرِ۔

ایسا ہو گا سب لوگ (ہیبت خداوندی سے) بیہوش ہو جائیں گے پھر میں سب سے پہلے ہوش میں آؤں گا کیا دیکھوں گا موسیٰؑ (مجھ سے بھی پہلے) عرش کا ایک کونا تھامے کھڑے ہیں اب یہ میں نہیں جانتا کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آ جائیں گے یا کوہ طور پر جو (دنیا میں) بے ہوش ہو چکے تھے اس کے بدل وہ آخرت میں بے ہوش ہی نہ ہوں گے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كِتَابُ اسْتِتَابَةِ الْمُرْتَدِّيْنَ وَالْمُعَانِدِيْنَ وَقِتَالِهِمْ وَاِثْمِ مَنْ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ وَعُقُوْبَتِهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

کتاب باغیوں اور مرتدوں سے توبہ کرانے اُن سے لڑنے کے بیان میں اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے اس کے گناہ اور دنیا اور آخرت میں اس کی سزا کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

اللہ تعالیٰ نے سورہ لقمان میں) فرمایا شرک بڑا گناہ ہے اور (سورۂ زمر میں) فرمایا اے پیغمبر اگر تو بھی شرک کرے تو تیرے سارے نیک اعمال اکارت ہو جائیں گے اور ٹوٹا پانے والوں (یعنی کافروں اور مشرکوں) میں شریک ہو جائے گا[1]

۶۱۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رض قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْا اَيُّنَا لَمْ يَلْبِسْ اِيْمَانَهٗ بِظُلْمٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ لَيْسَ بِذَاكَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اِلٰى قَوْلِ لُقْمٰنَ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا جب (سورۂ انعام کی) یہ آیت اتری جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ایمان کو گناہ سے آلودہ نہیں کیا (یعنی ظلم سے) تو آنحضرتؐ کے صحابہ کو بہت گراں گذری وہ کہنے لگا بھلا ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے ایمان کے ساتھ کوئی ظلم (یعنی گناہ) نہ کیا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آیت میں ظلم سے گناہ مراد نہیں ہے (بلکہ شرک مراد ہے) کیا تم نے حضرت لقمانؑ کا قول نہیں سنا شرک بڑا ظلم ہے۔[2]

---

[1] حالانکہ پیغمبروں سے شرک نہیں ہو سکتی مگر یہ بر سبیل فرض اور تقدیر فرمایا اور اس سے اُمت کو ڈرانا منظور ہے کہ شرک ایسا سخت گناہ ہے کہ اگر آنحضرتؐ سے بھی سرزد ہو جائے تو آپ جیسے جہاں سے زیادہ اللہ کے مقرب اور محبوب بندے ہیں تو ساری عزت چھل جائے اور رانندہ درگاہ ہو جائیں معاذ اللہ پھر دوسروں کا کیا ٹھکانا ہے۔ مومن کو چاہیئے کہ جو بات بالاتفاق شرک ہے اس سے اور جس بات کے شرک ہونے میں اختلاف ہے اس سے بھی بچا رہے ایسا نہ ہو وہ شرک ہو اور اس کے ارتکاب سے تباہ ہو جائے تمام اعمال بھی برباد ہو جائیں ۱۲ منہ [2] معلوم ہوا کہ شرک صرف یہی نہیں ہے کہ آدمی بے ایمان ہو خدا کا منکر ہو یا دو خداؤں کا قائل ہو بلکہ کبھی ایمان کے ساتھ بھی آدمی شرک میں آلودہ ہو جاتا ہے جیسے دوسری آیت میں وما یومن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون قاضی عیاض نے کہا ایمان کا شرک سے آلودہ کرنا یہ ہے کہ اللہ کا قائل ہو اس کی توحید مانتا ہو (باقی بر صفحہ آئندہ)

۶۲۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ وَحَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ الْجُرَيْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ ثَلٰثًا أَوْ قَوْلُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن مفضل نے کہا ہم سے سعید بن ایاس جریری نے دوسری سند امام بخاری نے کہا اور مجھ سے قیس بن حفص نے بیان کیا کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے کہا ہم کو سعید جریری نے خبر دی کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے بیان کیا انہوں نے اپنے والد (ابوبکرہ صحابیؓ) سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے اور ماں باپ کو ستانا ان کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گواہی دینا جھوٹی گواہی دینا تین بار یہی فرمایا یا یوں فرمایا اور جھوٹ بولنا برابر بار بار آپ یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم نے آرزو کی کاش آپ خاموش ہو رہتے۔

۶۲۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْكَبَائِرُ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْيَمِينُ الْغَمُوسُ قُلْتُ وَمَا الْيَمِينُ الْغَمُوسُ قَالَ الَّذِي يَقْتَطِعُ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا كَاذِبٌ۔

ہم سے محمد بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ کوفی نے کہا ہم کو شیبان نحوی نے خبر دی انہوں نے فراس بن یحییٰ سے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے انہوں نے کہا ایک گنوار (نام نامعلوم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا یا رسول اللہ بڑے بڑے گناہ کون سے ہیں آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا اس نے پوچھا پھر کونسا گناہ آپ نے فرمایا ماں باپ کو ستانا پوچھا پھر کون سا گناہ آپ نے فرمایا غموس قسم کھانا عبداللہ بن عمرو نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ غموس قسم کیا ہے آپ نے فرمایا جان بوجھ کر کسی مسلمان کا مال مار لینے کے لیے جھوٹی قسم کھانا۔

۶۲۲ - حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ ابْنِ

ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے انہوں نے منصور اور اعمش سے انہوں نے وائل سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے

(بقیہ صفحہ سابقہ) مگر عبادت میں اوروں کو بھی شریک کرے مترجم کہتا ہے جیسے ہمارے زمانہ کے گور پرستوں اور پیر پرستوں کا حال ہے اللہ کو مانتے ہیں پھر اللہ کے ساتھ اوروں کی بھی عبادت کرتے ہیں ان کی نذر نیاز منت مانتے ہیں ان کے نام پر جانور کاٹتے ہیں دکھ بیماری میں ان کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے ہیں ان کی قبروں پر جا کر سجدہ اور طواف کرتے ہیں ان سے وسعت رزق یا اولاد یا شفا طلب کرتے ہیں یہ سب لوگ فی الحقیقت مشرک ہیں گو نام کے مسلمان کہلائیں تو کیا ہوتا ہے ایسا ظاہری برائے نام اسلام آخرت میں کچھ کام نہیں آنے کا عرب کے مشرک بھی اللہ کو مانتے تھے خالق آسمان و زمین اسی کو جانتے تھے مگر غیر خدا کی عبادت اور تعظیم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو مشرک قرار دیا اگر تم قرآن شریف کا ترجمہ خوب سمجھ کر پڑھو تو شرک کا مطلب اچھی طرح سمجھ لو گے مگر افسوس تو یہ ہے کہ تم ساری عمر میں ایک بار بھی قرآن اول سے لے کر آخر تک سمجھ کر نہیں پڑھتے صرف اس کے الفاظ رٹ لیتے ہو اس سے کام نہیں چلتا ۱۲ منہ

مَسْعُوْدٍ رضـ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ أَسَاءَ فِي الْإِسْلَامِ أُخِذَ بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ۔

انہوں نے کہا ایک شخص (نام نامعلوم) نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے جو گناہ (اسلام لانے سے پہلے) جاہلیت کے زمانہ میں کیے ہیں کیا ان کا مواخذہ ہم سے ہوگا آپ نے فرمایا جو شخص اسلام کی حالت میں نیک اعمال کرتا رہا اس سے جاہلیت کے گناہوں کا مواخذہ نہ ہوگا (اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا) اور جو شخص مسلمان ہو کر بھی برے کام کرتا رہا اس سے دونوں زمانوں کے گناہوں کا مواخذہ ہوگا۔

بَابٌ ۳۱۵ حُكْمِ الْمُرْتَدِّ وَالْمُرْتَدَّةِ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَالزُّهْرِيُّ وَإِبْرَاهِيْمُ تُقْتَلُ الْمُرْتَدَّةُ وَاسْتِتَابَتِهِمْ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْا أَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَاءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ أُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَأَصْلَحُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ إِنَّ الَّذِيْنَ

باب مرتد مرد اور مرتد عورت کا حکم[1]

اور عبداللہ بن عمر اور زہری اور ابراہیم نخعی نے کہا مرتد عورت قتل کی جائے[2] اس باب میں یہ بھی بیان ہے کہ مرتدوں سے توبہ لی جائے اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ آل عمران میں فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کیوں ہدایت کرنے لگا جو ایمان لاکر پھر کافر بن گئے حالانکہ (پہلے) یہ گواہی دے چکے تھے کہ حضرت محمدؐ سچے پیغمبر ہیں اور ان کی پیغمبری کی کھلی کھلی دلیلیں ان کے پاس آچکیں اور اللہ تعالیٰ ایسے ہٹ دھرم لوگوں کو راہ پر نہیں لاتا ان لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر خدا اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی پھٹکار پڑے گی۔ اس پھٹکار کی وجہ سے عذاب میں ہمیشہ پڑے رہیں گے کبھی ان کا عذاب ہلکا نہ ہوگا۔ نہ ان کو مہلت ملے گی البتہ جن لوگوں نے ایسا کیے پیچھے توبہ کی اپنی حالت درست کرلی تو اللہ (ان کا قصور) بخشنے والا مہربان ہے بے شک جو لوگ

[1] ابن منذر نے کہا جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ مرتد مرد ہو یا عورت قتل کیا جائے یعنی جب اس کے شبہے کا جواب دے دیا جائے اس پر بھی وہ مسلمان نہ ہو کفر پہ قائم رہے حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ عورت کو لونڈی بنالیں عمر بن عبدالعزیز نے کہا جلاوطن کیجائے ثوری نے کہا قید کی جائے امام ابو حنیفہ نے کہا اگر وہ آزاد ہو تو قید کی جائے اگر لونڈی ہو تو اس کے مالک کو حکم دیا جائے وہ اس کو جبراً مسلمان کرے ۱۲ منہ [2] یعنی جب توبہ نہ کرے ابن عمر کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے اور زہری اور ابراہیم کے اثروں کو عبدالرزاق نے وصل کیا اور امام ابو حنیفہ نے عاصم سے انہوں نے ابورزین سے انہوں نے ابن عباس سے یوں روایت کی کہ عورتیں اگر مرتد ہو جائیں تو ان کو قتل نہیں کریں گے اس کو ابن ابی شیبہ اور دارقطنی نے جابر سے نکالا کہ ایک عورت مرتد ہو گئی تھی تو آنحضرتؐ نے اس کے قتل کا حکم دیا حافظ نے کہا امام ابو حنیفہؒ نے جو روایت کی (اول تو وہ موقوف ہے) ایک جماعت حفاظ حدیث نے ان کے الفاظ سے اختلاف کیا میں کہتا ہوں جب مرفوع حدیث وارد ہے تو اس کے خلاف ایسی موقوف روائتیں وہ بھی ضعیف حجت نہیں ہو سکتیں اور صحیح حدیث میں بدل دینہ فاقتلوہ عام ہے مرد اور عورت دونوں کو شامل ہے اور ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے ابراہیم نخعی سے جو ابو حنیفہ کے استاذ الاستاذ ہیں یوں روایت کی ہے کہ مرتد مرد اور مرتد عورت سے توبہ لی جائے اگر توبہ کریں تو فبہا ورنہ قتل کیے جائیں ۱۲ منہ

كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ۝ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ۝ وَقَالَ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۝ وَقَالَ مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝ لَا جَرَمَ يَقُوْلُ حَقًّا اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ اِلٰى قَوْلِهٖ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

۶۲۳۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ

ایمان لائے پیچھے پھر کافر ہو گئے پھر ان کا کفر بڑھتا گیا ان کی تو توبہ بھی قبول نہ ہوگی[1] اور یہی لوگ تو (پہلے سرے کے) گمراہ ہیں اور[2] فرمایا مسلمانو اگر تم اہل کتاب کے کسی گروہ کا کہا مانو گے تو وہ ایمان لائے پیچھے تم کو کافر بنا چھوڑیں گے اور (سورۂ نساء کے بیسویں رکوع میں) فرمایا جو لوگ اسلام لائے پھر کافر بن بیٹھے پھر اسلام لائے پھر کافر بن بیٹھے پھر کفر بڑھاتے چلے گئے ان کو تو اللہ تعالیٰ نہ بخشے گا نہ (کبھی ان کو راہِ راست پر لائے گا اور (سورۂ مائدہ کے آٹھویں رکوع میں) فرمایا جو کوئی تم میں اپنے دین سے پھر جائے تو (اللہ تعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں) وہ ایسے لوگوں کو حاضر کر دے گا جن کو وہ چاہتا ہے اور وہ اس کو چاہتے ہیں مسلمانوں پر نرم دل کافروں پر کڑے اخیر آیت تک اور (سورۂ نحل کے چودھویں رکوع میں) فرمایا لیکن جو لوگ ایمان لائے پیچھے جی کھول کر (یعنی خوشی اور رغبت سے) کفر اختیار کریں اُن پر تو خدا کا غضب اترے گا اور ان کو بڑا عذاب ہوگا اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں نے دنیا کی زندگی (کے مزوں) کو آخرت سے زیادہ پسند کیا اور یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو راہ پر نہیں لاتا یہی لوگ تو وہ ہیں جن کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے (وہ خدا سے بالکل غافل ہو گئے ہیں) تو آخرت میں چار و ناچار یہ لوگ ٹوٹا اٹھائیں گے آخر آیت ان ربک من بعدہا لغفور رحیم تک اور (سورۂ بقرہ ستائیسویں رکوع میں) فرمایا یہ کافر تو سدا تم سے لڑتے رہیں گے جب تک ان کا بس چلے تو وہ اپنے دین سے تم کو پھرا دیں (مرتد بنا دیں) اور تم میں جو لوگ اپنے دین (اسلام) سے پھر جائیں اور مرتے وقت کافر مریں ان کے سارے نیک اعمال دنیا اور آخرت میں گئے گذرے وہ دوزخی ہیں ہمیشہ دوزخ ہی میں رہیں گے[3]

ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل سدوسی نے بیان کیا کہا ہم سے

---

[1] کیونکہ وہ دل سے توبہ ہی نہیں کرتے یا اس وقت توبہ کرتے ہیں جب مرنے لگتے ہیں ۱۲ منہ [2] اسی سورت کے دسویں رکوع میں ۱۲ منہ [3] امام بخاری نے یہاں ان سب آیات کو جمع کر دیا جو مرتدوں کے باب میں قرآن شریف میں آئی تھیں ۱۲ منہ

حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ أُتِيَ عَلِيٌّ رض بِزَنَادِقَةٍ فَأَحْرَقَهُمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحْرِقْهُمْ لِنَهْيِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَتَلْتُهُمْ لِقَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ

حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے کہا حضرت علیؓ پاس بے دین[1] لوگ لائے گئے آپ نے ان کو جلوا دیا یہ خبر عبداللہ بن عباسؓ کو پہنچی تو انہوں نے کہا اگر میں حاکم ہوتا تو ان کو کبھی نہ جلاتا (دوسری طرح سزا دیتا) کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آگ میں جلانے سے منع فرمایا ہے آپ نے فرمایا آگ اللہ کا عذاب ہے تم اللہ کے عذاب سے کسی کو مت عذاب دو میں ان کو قتل کروا ڈالتا کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے جو شخص اپنا دین بدل ڈالے (اسلام سے پھر جائے اس کو قتل کر ڈالو[2]

۶۲۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِي رَجُلَانِ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِي وَالْآخَرُ عَنْ يَسَارِي وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ فَكِلَاهُمَا سَأَلَ فَقَالَ يَا أَبَا مُوسَى أَوْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ قَالَ قُلْتُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَطْلَعَانِي عَلَى مَا فِي أَنْفُسِهِمَا وَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفَتِهِ قَلَصَتْ فَقَالَ لَنْ أَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا مجھ سے حمید بن ہلال نے بیان کیا کہا ہم سے ابو بردہؓ نے انہوں نے ابو موسیٰ اشعری سے انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا میرے ساتھ اشعر قبیلے کے دو شخص تھے (نام نامعلوم) ایک میرے داہنے طرف تھا دوسرا بائیں طرف اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کر رہے تھے دونوں نے آنحضرت سے خدمت کی درخواست کی (یعنے حکومت اور عہدے کی) آپ نے فرمایا ابو موسیٰؓ یا عبداللہ بن قیسؓ (راوی کو شک ہے) میں نے اس وقت عرض کیا یا رسول اللہ اس پروردگار کی قسم جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا انہوں نے اپنے دل کی بات مجھ سے نہیں کہی تھی اور مجھ کو معلوم نہیں تھا کہ یہ دونوں شخص خدمت چاہتے ہیں ابو موسیٰ کہتے ہیں جیسے میں اس وقت آپ کی مسواک کو دیکھ رہا ہوں وہ آپ کے ہونٹ کے نیچے اٹھی ہوئی تھی آپ نے فرمایا جو کوئی ہم سے

[1] جن کو عربی میں زندیق کہتے ہیں جیسے نیچری طبعی دہری وغیرہ جو خدا کے قائل نہیں ہیں یا جو شریعت اور دین کو ٹھٹھا سمجھتے ہیں جہاں جیسا موقع ہوا ویسے بن گئے مسلمانوں میں مسلمان ہندوؤں میں ہندو نصاریٰ میں نصرانی بعضوں نے کہا یہ لوگ جو حضرت علیؓ کے سامنے لائے گئے تھے صبائی فرقہ کے تھے جن کا رئیس عبداللہ بن سبا ایک یہودی تھا جو بظاہر مسلمان ہو گیا تھا لیکن دل میں مسلمانوں کو تباہ اور برباد اور گمراہ کرنا اس کو منظور تھا اس نے ان لوگوں کو یہ سمجھایا کہ حضرت علیؓ خدا کے اوتار ہیں جیسے ہندو مشرک سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ دنیا میں آدمی یا جانور کے بھیس میں آتا ہے اور اس کو اوتار کہتے ہیں حضرت علیؓ جب ان لوگوں کے اعتقاد پر مطلع ہوئے تو ان کو گرفتار کیا اور آگ میں جلوا دیا لعنہم اللہ ۱۲ منہ [2] یعنی توبہ لینے کے بعد اگر وہ توبہ نہ کرے بعضوں نے کہا زندیق سے توبہ لینے کی ضرورت نہیں ۱۲ منہ

عَلٰى عَمَلِنَا مَنْ اَرَادَهٗ وَلٰكِنِ اذْهَبْ اَنْتَ يَا اَبَا مُوْسٰى اَوْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ اِلَى الْيَمَنِ ثُمَّ اَتْبَعَهٗ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ اَلْقٰى لَهٗ وِسَادَةً قَالَ انْزِلْ وَاِذَا رَجُلٌ عِنْدَهٗ مُوْثَقٌ قَالَ مَا هٰذَا قَالَ كَانَ يَهُوْدِيًّا فَاَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ قَالَ اجْلِسْ قَالَ لَا اَجْلِسُ حَتّٰى يُقْتَلَ قَضَاءُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَاَمَرَ بِهٖ فَقُتِلَ ثُمَّ تَذَاكَرْنَا قِيَامَ اللَّيْلِ فَقَالَ اَحَدُهُمَا اَمَّا اَنَا فَاَقُوْمُ وَاَنَامُ وَاَرْجُوْ فِيْ نَوْمَتِيْ مَا اَرْجُوْ فِيْ قَوْمَتِيْ۔

خدمت کی درخواست کرتا ہے ہم اس کو خدمت نہیں دیتے[1] لیکن ابوموسٰی یا عبداللہ بن قیس تو یمن کی حکومت پر جا (خیر ابوموسٰی روانہ ہوئے اس کے بعد آپ نے معاذ بن جبل کو بھی ان کے پیچھے روانہ کیا[2] جب معاذ (یمن میں) ابوموسٰی پاس پہنچے تو ابوموسٰی نے ان کے بیٹھنے کے لیے گدہ بچھوایا اور کہنے لگے لیو سواری سے اترو (گدے پر بیٹھو) اس وقت ان کے پاس ایک شخص تھا (نام نامعلوم) جسکی مشکیں کسی ہوئی تھیں معاذ نے ابوموسٰی سے پوچھا یہ کون شخص ہے انہوں نے کہا یہ یہودی تھا پھر مسلمان ہوا اب پھر یہودی ہو گیا ہے اور ابوموسٰی نے معاذ سے کہا اجی تم (سواری پر سے اتر کر) بیٹھو تو اور انہوں نے کہا میں نہیں بیٹھنے کا جب تک اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے موافق یہ قتل نہیں کیا جائے گا تین بار یہی کہا آخر ابوموسٰیؓ نے حکم دیا وہ قتل کیا گیا[3] پھر (معاذ بیٹھے اب دونوں نے رات کی عبادت (تہجد گزاری) کا ذکر نکالا معاذ نے کہا میں تو رات کو عبادت بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور مجھے امید ہے کہ سونے میں بھی مجھ کو وہی ثواب ملے گا جو نماز پڑھنے اور عبادت کرنے میں[4]

بَابُ ۳۱۶ قَتْلِ مَنْ اَبٰى قَبُوْلَ الْفَرَائِضِ وَمَا نُسِبُوْا اِلَى الرِّدَّةِ۔

باب جو شخص اسلام کے فرض ادا کرنے سے انکار کرے[5] اور جو شخص مرتد ہو جائے اس کا قتل کرنا۔

۶۲۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ

ہم سے یحیٰی بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی کہ ابوہریرہ نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور ابوبکر صدیق خلیفہ ہوئے اور عرب کے کچھ لوگ کافر

---

[1] کیوں کہ درخواست کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چکھنے کی نیت ہے ورنہ سرکاری خدمت ایک بلا ہے پرہیزگار اور عقل مند آدمی ہمیشہ اس سے بھاگتا رہتا ہے خصوصاً تحصیل یا عدالت کے خدمات ان میں اکثر ظلم اور جبر اور خلاف شرع کام کرنا ہوتا ہے ان دونوں کو تو میں کوئی خدمت نہیں دینے کا ۱۲ منہ [2] آپ نے ولایت یمن کے دو حصے کر کے ایک حصہ کی حکومت ابوموسٰی کو اور دوسرے کی معاذ کو عنایت فرمائی ۱۲ منہ [3] دوسری روایت میں ہے اس سے توبہ کرنے کو کہا گیا تھا لیکن اس نے انکار کیا ۱۲ منہ [4] کیوں کہ جب آدمی کا کھانا پینا سونا سب اس لیے ہو کہ عبادت کی طاقت پیدا ہو تو اس کے ہر کام میں ثواب ملتا ہے اس کی صراحت دوسری حدیث میں ہے ۱۲ منہ [5] مثلاً زکوٰۃ دینے سے انکار کرے تو اس سے جبراً زکوٰۃ وصول کی جائے اگر نہ دے اور لڑے تو اس سے لڑنا چاہیے یہاں تک کہ زکوٰۃ دینا قبول کرے امام مالک نے مؤطا میں کہا ہمارے نزدیک حکم یہ ہے جو کوئی کسی فرض سے باز رہے اور مسلمان اس سے نہ لے سکیں

أَبُو بَكْرٍ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ يَا أَبَا بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللّٰهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ أَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ

بَابٌ ۳۱۷ إِذَا عَرَّضَ الذِّمِّيُّ وَغَيْرُهُ بِسَبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُصَرِّحْ نَحْوَ قَوْلِهِ السَّامُ عَلَيْكَ۔

۶۲۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ مَرَّ يَهُودِيٌّ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّامُ عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَدْرُونَ مَا يَقُولُ قَالَ السَّامُ عَلَيْكَ قَالُوا يَا رَسُولَ

بن گئے[1] تو حضرت عمرؓ نے ان سے کہا تم ان لوگوں سے کیسے لڑو گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے مجھ کو لوگوں سے لڑنے کا اس وقت تک حکم ہوا جب تک وہ لاالٰہ الا اللہ نہ کہیں پھر جس نے لاالٰہ الا اللہ کہہ لیا اس نے اپنے مال اور اپنی جان کو مجھ سے بچا لیا البتہ کسی حق کے بدل اس کی جان یا مال کو نقصان پہنچایا جائے تو یہ اور بات ہے[2] اب اس کے دل میں کیا ہے اس کا حساب لینے والا اللہ ہے ابوبکر صدیقؓ نے کہا میں تو خدا کی قسم اس شخص سے لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے[3] اسلئے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے (جیسے نماز جسم کا حق ہے) خدا کی قسم اگر یہ لوگ مجھ کو ایک بکری کا بچہ نہ دیں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے تو میں اس کے نہ دینے پر ان سے لڑوں گا حضرت عمرؓ نے کہا قسم خدا کی اسکے بعد میں سمجھ گیا کہ ابوبکر کے دل میں جو لڑائی کا ارادہ ہوا ہے یہ اللہ نے انکے دل میں ڈالا ہے اور میں پہچان گیا کہ ابوبکر کی رائے حق ہے[4]۔

باب اگر ذمی کافر اشارے کنائے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہے صاف نہ کہے جیسے یہود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (السلام علیک کے بدل) السام علیک کہا کرتے تھے۔

ہم سے محمد بن مقاتل ابوالحسن مروزی نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو شعبہ بن حجاج نے انہوں نے ہشام بن زید بن انسؓ سے وہ کہتے تھے میں نے اپنے دادا انس بن مالکؓ سے سنا وہ کہتے تھے ایک یہودی آنحضرت صلی اللہ پر گذرا کہنے لگا السام علیک (یعنی تم مرو) آنحضرت صلی اللہ نے جواب میں صرف وعلیک کہا (تو بھی مرے گا) پھر آپ نے صحابہؓ سے فرمایا تم کو معلوم ہوا اس نے کیا کہا اس نے السام علیک کہا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (حکم ہو تو)

---

[1] ابن خزیمہ کی روایت میں یوں ہے اکثر عرب کے قبیلے کافر ہو گئے شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ مراد غطفان اور فزارہ اور بنی سلیم اور بنی یربوع اور بنی تمیم کے بعض قبائل ہیں ان لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا آخر ابوبکر نے ان سے لڑنا کا ارادہ کیا ۱۲ منہ [2] مثلاً کسی کا خون کرے یا کسی کا مال مارے ۱۲ منہ [3] کیونکہ نماز بدن کا حق ہے اور زکوٰۃ مال کا حق ہے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ بھی نماز کے منکر سے لڑنا درست جانتے تھے لیکن زکوٰۃ میں انکو شبہ ہوا تو حضرت صدیق نے بیان کر دیا کہ نماز اور زکوٰۃ دونوں کا حکم ایک ہے دونوں اسلام کے فرائض ہیں ۱۲ منہ [4] گویا حضرت عمرؓ کا اجتہاد ابوبکر صدیق کے اجتہاد کے مطابق ہو گیا کہ حضرت عمرؓ نے ان کی تقلید کی ۱۲ منہ

اللهِ نَقْتُلُهُ قَالَ لَا اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا وَعَلَيْكُمْ

اس کو مار ڈالیں آپ نے فرمایا نہیں جب کتاب والے یہود اور نصاریٰ تم کو سلام کیا کریں تو تم بھی یہی کہا کرو وعلیکم [1]

۶۲۷۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَاْذَنَ رَهْطٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ فَقُلْتُ بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ اللهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهِ قُلْتُ اَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا انہوں نے سفیان بن عیینہ سے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا یہود میں سے چند لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آنے کی اجازت چاہی (جب آئے تو) کہنے لگے السام علیک میں نے جواب میں یوں کہا علیکم السام واللعنۃ آنحضرت صلعم نے فرمایا اے عائشہ اللہ تعالیٰ نرمی کرتا ہے اور ہر کام میں نرمی کو پسند کرتا ہے میں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے انکا کہنا نہیں سنا آپ نے فرمایا میں نے بھی تو جواب دے دیا وعلیکم [2]

۶۲۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ وَمَالِكِ بْنِ اَنَسٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْيَهُوْدَ اِذَا سَلَّمُوْا عَلَى اَحَدِكُمْ اِنَّمَا يَقُوْلُوْنَ سَامٌ عَلَيْكَ فَقُلْ عَلَيْكَ

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے سفیان بن عیینہ سے اور امام مالک سے ان دونوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا کہا میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہودی لوگ جب تم مسلمانوں میں سے کسی کو سلام کرتے ہیں تو سام علیک کہتے ہیں تم بھی جواب میں علیک کہا کرو [3]۔

بَابٌ ۳۱۸

باب [4]

۶۲۹۔ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِيْ نَبِيًّا مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَاَدْمَوْهُ فَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَّجْهِهِ وَيَقُوْلُ رَبِّ اغْفِرْ

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے والد نے کہا ہم سے اعمش نے کہا مجھ سے شقیق ابن سلمہ نے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا جیسے میں (اس وقت) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں [5] آپ ایک پیغمبر (حضرت نوحؑ) کی حکایت بیان کر رہے تھے ان کی قوم والوں نے ان کو اتنا مارا کہ لہولہان کر دیا وہ اپنے منہ سے خون پونچھتے جاتے اور یوں دعا کرتے جاتے پروردگار

---

[1] چونکہ اس یہودی نے علانیہ پیغمبر صاحب کو برا نہیں کہا تھا صرف مرنے کی دعا کی تھی جو کچھ گالی نہیں ہے اس وجہ سے آپ نے اسکے قتل کا حکم نہیں دیا ابن منذر نے کہا اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ اگر ذمی کافر پیغمبر صاحب کو صریح گالی دے تو اس کا قتل واجب ہو جاتا ہے اور اس کا عہد ٹوٹ جاتا ہے اگر مسلمان ایسا کرے تو مرتد ہو جاتا ہے بعضوں نے کہا اس سے توبہ کرانا بھی ضرور نہیں ہے اور فوراً قتل کیا جائے ۱۲ منہ [2] سلام کے بدل انہوں نے سام کہا ۱۲ منہ [3] یعنی تم بھی مرو گے موت کوئی بچنے والا نہیں ۱۲ منہ [4] اس میں کوئی ترجمہ مذکور نہیں ہے گویا پہلے باب کی فصل ہے ۱۲ منہ [5] بعضے فقراء نے عبداللہ کے اس قول سے یہ دلیل لی ہے کہ تصور شیخ جائز ہے کیونکہ عبداللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کیا ہم کہتے ہیں کہ اس تصور میں کوئی قباحت نہیں یہ تو اکثر جب آدمی کسی کی بات نقل کرتا ہے تو اسکی صورت آئینہ خیال میں مرتسم ہو جاتی ہے کلام اس شیخ کے تصور میں ہے جو وظیفہ یا عبادت کے وقت بعضے فقراء اپنے پیر مرشد کی صورت صفحۂ خیال میں جماتے ہیں اور یہ تصور کرتے ہیں کہ مرشد کے سینے سے ہو کر فیض انکے سینے میں آتا ہے اس قسم کا تصور بدعت ہے جسکی اصل کتاب و سنت سے

لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۔

میری قوم والوں کو بخش دے وہ نادان ہیں [1]

بَابٌ ۳۱۹ قَتْلِ الْخَوَارِجِ وَالْمُلْحِدِينَ بَعْدَ إِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ ۔ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَىٰ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ ۔ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ إِنَّهُمُ انْطَلَقُوا إِلَىٰ آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوهَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۔

باب خارجیوں اور بے دینوں سے ان پر دلیل قائم کر کے لڑنا ۔

اللہ تعالیٰ نے (سورہ توبہ کے ۱۴ رکوع میں) فرمایا اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت کرنے کے بعد (یعنی ایمان کی توفیق دینے کے بعد) ان سے مواخذہ کرے جب تک ان سے بیان نہ کر دے کہ فلاں فلاں کاموں سے بچے رہو [2] اور عبداللہ بن عمرؓ (اس کو طبری نے وصل کیا) خارجی لوگوں کو بدترین خلق اللہ سمجھتے تھے اور کہتے تھے انہوں نے کیا کیا جو آیتیں کافروں کے باب میں اتری تھیں ان کو مسلمانوں پر چیپ دیا [3]

۶۴۳۰ ۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا خَيْثَمَةُ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ قَالَ عَلِيٌّ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا فَوَاللّٰهِ

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے والد نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے خثیمہ بن عبدالرحمن نے کہا ہم سے سوید بن غفلہ نے حضرت علیؓ نے کہا جب میں تم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کروں تو قسم خدا کی اگر

[1] بعضوں نے کہا یہ آنحضرتؐ نے خود اپنی حکایت بیان کی احد کے دن مشرکوں نے آپ کے چہرے اور سر پر پتھر مارے لہولہان کر دیا ایک دانت بھی آپکا شہید کر ڈالا لیکن آپ یہی دعا کرتے رہے یا اللہ میری قوم والوں کو بخش دے وہ نادان ہیں سبحان اللہ کوئی قومی جوش اور محبت پیغمبر ول سے سیکھے نہ کہ اس زمانہ کے لیڈروں سے جو قوم قوم پکارتے پھرتے ہیں لیکن دل میں ذرا بھی قوم کی محبت نہیں ہے اپنا گھر بھرنا چاہتے ہیں اس حدیث سے امام بخاری نے باب کا مطلب یوں نکالا کہ جب پیغمبر صاحب نے اس شخص کے لیے بددعا نہ کی جس نے آپ کو زخمی کیا تھا تو اشارہ اور کنایہ سے بُرا کہنے والا کیوں کر قابل قتل ہوگا ۱۲ منہ [2] پھر بیان کرنے کے بعد اگر وہ اس کام کے مرتکب ہوں تو بے شک ان سے مواخذہ ہوگا اس آیت کو لا کر امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ خارجی یا رافضی وغیرہ لوگوں سے اگر حاکم اسلام لڑائی کرے تو پہلے ان کا شبہ رفع کر دے ان کو سمجھا دے اگر اس پر بھی نہ مانیں تو ان سے جنگ کرے آیت سے یہ بھی نکلا کہ شریعت میں جس بات سے منع نہیں کیا گیا اگر کوئی اس کو کرے تو وہ گمراہ نہیں کہا جائے گا نہ اس سے مواخذہ ہوگا ۱۲ منہ [3] امام مسلم نے ابوذرؓ سے روایت کیا خارجی تمام خلق اور مخلوقات میں بدتر ہیں اور بزار نے مرفوعاً حضرت عائشہ سے نکالا آنحضرتؐ نے خارجیوں کا ذکر کیا فرمایا وہ میری امت کے برے لوگ ہیں ان کو میری امت کے اچھے لوگ قتل کریں گے خارجی ایک مشہور فرقہ ہے جس کی ابتدا حضرت عثمانؓ کے اخیر خلافت سے ہوئی یہ لوگ ظاہر میں بڑے عابد زاہد اور قاری قرآن تھے مگر دل میں ذرا بھی قرآن کا نور نہ تھا حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے تو شروع شروع میں یہ لوگ حضرت علیؓ کے ساتھ رہے جب جنگ صفین ہو چکی اور تحکیم کی رائے قرار پائی اس وقت یہ لوگ حضرت علیؓ سے بھی الگ ہو گئے ان کو برا کہنے لگے کہ انہوں نے تحکیم کیسے قبول کی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان الحکم الا اللہ ان کا سردار عبداللہ بن کوا تھا حضرت علیؓ نے عبداللہ بن عباس کو ان کے سمجھانے کے لیے بھیجا اور خود بھی سمجھایا مگر انہوں نے نہ مانا آخر حضرت علیؓ نے ان کو نہروان میں قتل کیا چند لوگ بچ کر بھاگ نکلے ان ہی میں کا ایک عبدالرحمٰن بن ملجم ملعون تھا جس نے حضرت علیؓ کو شہید کیا یہ کمبخت خوارج حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ اور طلحہؓ اور زبیر اور حضرت عائشہؓ کی تکفیر کرتے ہیں اور کبیرہ گناہ کرنے والے کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ کافر ہے ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور حیض کی حالت میں عورت پر نماز کی قضا کرنا واجب جانتے ہیں غرض یہ ساری گمراہی ان کی اس وجہ سے ہوئی کہ قرآن کی تفسیر اپنے دل سے کرنے لگے اور صحابہ اور سلف صالحین کی تفسیر کا خیال نہ رکھا جو آیتیں کافروں کے باب میں تھیں وہ مومنوں کی شان میں کر دیں ۱۲ منہ

لَاَنْ اَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَکْذِبَ عَلَیْهِ وَاِذَا حَدَّثْتُکُمْ فِیْمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ فَاِنَّ الْحَرْبَ خِدْعَةٌ وَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ سَیَخْرُجُ قَوْمٌ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ حُدَّاثُ الْاَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ یَقُوْلُوْنَ مِنْ خَیْرِ قَوْلِ الْبَرِیَّةِ لَا یُجَاوِزُ اِیْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ فَاَیْنَمَا لَقِیْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ فِیْ قَتْلِهِمْ اَجْرًا لِّمَنْ قَتَلَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔

میں آسمان سے نیچے گر پڑوں یہ مجھ کو اس سے اچھا لگتا ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھوں ہاں جب مجھ میں تم میں آپس میں گفتگو ہو تو اس میں بنا کر بات کہنے میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ (آنحضرت نے فرمایا ہے) لڑائی تدبیر اور مکر کا نام ہے[1] دیکھو میں نے آنحضرتؐ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے اخیر زمانہ[2] قریب ہے جب ایسے لوگ (مسلمانوں میں) نکلیں گے جو نو عمر بے وقوف ہوں گے (ان کی عقل میں فتور ہوگا ظاہر میں) تو ساری خلق کے کلاموں میں جو بہتر ہے (یعنی حدیث شریف) وہ پڑھینگے[3] مگر درحقیقت ایمان (کا نور) ان کے حلق کے تلے نہیں اترنے[4] کا وہ دین سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جیسے تیر شکار کے جانور سے پار نکل جاتا ہے (اس میں کچھ لگا نہیں رہتا) تم ان لوگوں کو جہاں پانا (بے تامل) قتل کرنا ان کو جہاں پاؤ قتل کرنے میں قیامت کے دن ثواب ملے گا۔

۶۳۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ یَحْیَی بْنَ سَعِیْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ وَعَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ اَنَّهُمَا اَتَیَا اَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیَّ فَسَاَلَاهُ عَنِ الْحَرُوْرِیَّةِ اَسَمِعْتَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا اَدْرِیْ مَا الْحَرُوْرِیَّةُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَخْرُجُ فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَلَمْ یَقُلْ مِنْهَا قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلٰوتَکُمْ مَعَ صَلٰوتِهِمْ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ حُلُوْقَهُمْ اَوْ حَنَاجِرَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِیَّةِ

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب نے کہا میں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے سنا کہا مجھ کو محمد بن ابراہیم تیمی نے خبر دی انہوں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن اور عطاء بن یسار سے وہ دونوں ابو سعید خدریؓ پاس آئے اور ان سے پوچھا کیا تم نے حروریہ کے باب میں کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے[5] انہوں نے کہا حروریہ (وروریہ) تو میں جانتا نہیں مگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے آپ فرماتے تھے اس امت میں اور یوں نہیں فرمایا اس امت میں سے[6] کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے سامنے حقیر جانو گے[7] اور قرآن کی تلاوت بھی کریں گے مگر قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اترنے کا وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر جانور میں سے پار نکل جاتا ہے (اس میں کچھ لگا نہیں رہتا)

---

[1] اس میں توریہ اور کنایہ اور تعریض سب درست ہے اور آنحضرتؐ بھی جنگ میں توریہ کرتے جیسے اوپر گذر چکا ہے ۱۲ منہ [2] یعنی صحابہ کا اخیر زمانہ یا خلافت کا اخیر زمانہ اور یہی صحیح ہے کیونکہ یہ خارجی ۳۷ھ ہجری میں نکلے تھے اور صحابہ کا آخری زمانہ تو ۱۱۰ھ ہجری تک پہنچا ۱۲ منہ [3] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے جو ساری خلق کے کلام سے بہتر ہے یعنے قرآن کی آئتیں پڑھیں گے ۱۲ منہ [4] کیونکہ وہ صرف الفاظ رٹینگے اس کے معنے اور مطلب سے جس کا بیان حدیث شریف میں ہے کچھ غرض نہ رکھیں گے ۱۲ منہ [5] حروریہ یہ نسبت ہے حرورا کی طرف نجدہ عامری خارجیوں کا رئیس وہیں سے نکلا تھا ۱۲ منہ [6] مطلب یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے ان لوگوں کو اپنی امت میں شریک نہیں کیا ان کو کافر سمجھا مگر امام مسلم کی روایت میں من امتی ہے تو شاید اس روایت میں امت سے امت اجابت اور صحیح مسلم کی روایت میں امت دعوت مراد ہے ۱۲ منہ [7] وہ تم سے کہیں زیادہ یا تم سے کہیں عمدہ اچھی طرح نماز پڑھیں گے ۱۲ منہ

فَيَنْظُرُ الرَّامِي إِلَى سَهْمِهِ إِلَى نَصْلِهِ إِلَى رِصَافِهِ فَيَتَمَارَى فِي الْفُوقَةِ هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَيْءٌ

تیر مارنے والا تیر کو دیکھتا ہے پھر تیر کے پیکان کو دیکھتا ہے پھر اس کے بار کو دیکھتا ہے (کہیں کچھ نہیں) اس کے بعد جڑ میں (جو کمان سے لگتا ہے) اس کو شک ہوتی ہے شاید اس میں خون لگا ہو (مگر وہ بھی صاف ہے)[1]۔

۶۳۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَذَكَرَ الْحَرُورِيَّةَ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ سے عمر بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر خطاب نے ان کے والد نے عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کیا انہوں نے حروریہ (خوارج) کا ذکر کیا اور کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کی شان میں) یوں فرمایا ہے وہ اسلام سے طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکاری جانور سے پار نکل جاتا ہے۔

بَابُ ۳۲ مَنْ تَرَكَ قِتَالَ الْخَوَارِجِ لِلتَّأَلُّفِ وَأَنْ لَا يَنْفِرَ النَّاسُ عَنْهُ۔

باب دل ملانے کے لیے کسی مصلحت سے کہ لوگوں کو نفرت نہ پیدا ہو خارجیوں کو قتل نہ کرنا۔

۶۳۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن

[1] اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ خارجی لوگ محض کفار ہیں ان میں ذرا بھی ایمان نہیں ہے مگر سلف اہل حدیث نے خارجی اور رافضی اور معتزلی اور تمام اہل قبلہ کو اسلام سے خارج نہیں کیا ہے بلکہ ان کو مسلمان سمجھا ہے ہم کہتے ہیں کہ رافضی اور معتزلی کی بات اور ہے یہ لوگ اگرچہ بہت سی باتوں میں اہل سنت کے خلاف ہیں اور رافضی صحابہ کو بھی برا کہتے ہیں مگر وہ پیغمبر صاحب کے مخالف اور دشمن نہیں ہیں رافضی لوگ اپنی غلط فہمی سے جن صحابہ کو برا سمجھتے ہیں وہ اسی وجہ سے کہ انہوں نے اپنی دانست میں ان صحابہ کو پیغمبر صاحب اور آپ کے اہل بیت کرام کا مخالف خیال کیا لیکن خارجی لوگ تو معاذاللہ پیغمبر صاحب کے دشمن ہیں کس لیے کہ آپ کے اہل بیت سے عداوت اور دشمنی رکھتے ہیں حضرت علیؓ سے یا امام حسنؓ اور امام حسین سے دشمنی رکھنا گویا آنحضرت سے دشمنی رکھنا ہے اور ایمان کا مدار محبت خدا اور رسول پر ہے لاکھ نماز پڑھو لاکھ روزے رکھو تہجد گذار ہو جب دل میں پیغمبر صاحب کی محبت نہ ہو تو کوئی فائدہ نہیں فائدہ ہمارے زمانہ میں ایک بلا اور پھیل گئی ہے وہ یہ کہ ہمارے سلف اہل حدیث نے جو کسی اہل قبلہ یعنے رافضی خارجی معتزلی وغیرہ کو کافر نہیں سمجھا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ سب فرقے اصول اسلام کو مانتے تھے مثلاً توحید اور نبوت اور ملائکہ اور حشر اور نشر کو اب اس زمانہ میں جو ایک فرقہ نیچریوں کا نکلا ہے اور وہ نہ فرشتوں کو مانتا ہے نہ حشر اجساد کو نہ بہشت کو نہ دوزخ کو نہ شیطان کو یہ فرقہ اہل قبلہ میں داخل نہیں ہو سکتا اور جو کوئی اس فرقہ کو روافض اور خوارج اور معتزلہ کی طرح اہل قبلہ میں داخل سمجھے وہ گمراہ ہے یہ فرقہ صریح کافر ہے اور جو کوئی اس کو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے اور افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعضے مولویوں نے ایک مجلس بنام ندوۃ العلماء قائم کی تھی جس کے اغراض شروع شروع میں بہت عمدہ تھے یعنی عمومی مذہبی کاموں میں سب اہل قبلہ کامل کر دنیا و دین کی ترقی کے لیے کوشش کرنا اور بیجا تعصب و عناد کی بیخ کنی کرنا مگر اُس کو ہماری قوم کا اوبار کہنا چاہیئے انہوں نے کیا غلطی کی کہ نیچریوں کو بھی اپنی مجلس میں شریک کر لیا اور ان کا اختلاف معتزلہ اور روافض کے اختلاف کی طرح قرار دیا دوسری غلطی یہ ہے کہ اہل حدیث کو اپنی مجلس سے متنفر کر دیا گیا لگے ائمہ حدیث کو برا بھلا کہنے اس افراط اور تفریط پر بہت سے سچے مسلمان اس ندوے سے علیحدہ ہو گئے یا اللہ ندوہ والوں کو نیک توفیق دے کہ وہ اپنی جماعت میں ان ہی

(باقی بر صفحہ آئندہ م)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ جَاءَ عَبْدُ اللهِ بْنُ ذِي الْخُوَيْصِرَةِ التَّمِيمِيُّ فَقَالَ اعْدِلْ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ وَيْلَكَ مَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ فِي قُذَذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِي نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِي رِصَافِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِي نَضِيِّهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ آيَتُهُمْ رَجُلٌ إِحْدَى يَدَيْهِ أَوْ قَالَ ثَدْيَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ قَالَ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ يَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَشْهَدُ سَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا قَتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ جِيءَ بِالرَّجُلِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَنَزَلَتْ فِيهِ وَمِنْهُمْ

بن عوف سے انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے انہوں نے کہا ایک بار ایسا اتفاق ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم[1] کر رہے تھے[2] اتنے میں عبداللہ بن ذی الخویصرہ تیمی آن پہنچا کہنے لگا یا رسول اللہ انصاف کرو آپ نے فرمایا ارے تیری خرابی اگر میں انصاف نہ کروں گا تو پھر (دنیا میں) کون انصاف کرے گا یہ سن کر حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ حکم دیجئے اس کی گردن اڑا دوں[3] آپ نے فرمایا نہیں جانے دے اس کے کچھ ساتھی ہوں گے جن کی نماز کو دیکھ کر تم لوگ اپنی نماز حقیر جانو گے اور جن کا روزہ دیکھ کر تم لوگ اپنا روزہ حقیر جانو گے[4] (اور اصل حقیقت میں) دین سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جیسے تیر جانور میں سے پار ہو جاتا ہے تیر کے پر کو دیکھے تو اس میں بھی کچھ لگا نہیں پیکان کو دیکھے اس میں بھی کچھ نہیں باڑ کو دیکھے اس میں بھی کچھ نہیں اس کی لکڑی کو دیکھے اس میں بھی کچھ نہیں وہ تو لید گوبر خون سب کو پیچھے چھوڑ کر آگے بڑھ گیا (صاف ستھرا نکل گیا) ان لوگوں کی (جب یہ پیدا ہونگے) نشانی یہ ہے ان میں ایک شخص ہوگا جس کا ایک ہاتھ عورت کی چھاتی کی طرح یا یوں فرمایا گوشت کے تھل تھل کرتے لوتھڑے کی طرح ہوگا یہ لوگ اس وقت پیدا ہونگے جب مسلمانوں میں پھوٹ پڑی ہو گی[5] ابوسعید خدری کہتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علیؓ نے (نہروان میں) ان لوگوں کو قتل کیا میں بھی ان کے ساتھ تھا[6] یہ شخص لایا گیا اس کی وہی شکل تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھی[7] ابوسعیدؓ نے کہا اسی عبداللہ بن ذی الخویصرہ کے باب میں

(بقیہ صفحہ سابقہ) لوگوں کو شریک کریں جو واقعی اہل قبلہ ہیں اور اصول اسلام کو بلا تاویل تسلیم کرتے ہیں جیسے ملائکہ اور شیطان اور حشر اور نشر اور دوزخ اور بہشت کو اور جو لوگ اصول اسلام کی بھی قرامطہ اور باطنیہ کی طرح تاویل کرتے ہیں جیسے ہمارے زمانہ کے نیچریوں کا حال ہے کہ وہ فرشتوں اور شیطان کو ایک قوت بتلاتے ہیں حشر اجساد کا انکار کرتے ہیں وہ ہرگز اہل قبلہ نہیں ہیں ان کو فوراً اپنی مجلس سے علیحدہ کر دیں حتی یصیر الناس الی فسطاطین فسطاط ایمان لا نفاق فیہ وفسطاط نفاق لا ایمان فیہ ۱۲ منہ

(حواشی صفحہ ہذا) [1] وہ سونا جو حضرت علیؓ نے یمن سے بھیجا ۹ھ ہجری میں ۱۲ منہ [2] یہ سونا آپ نے چار آدمیوں کو دے دیا اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن اور علقمہ بن علاثہ اور زید طائی کو ۱۲ منہ [3] اس کی نسل سے کچھ لوگ آیندہ پیدا ہوں گے ۱۲ منہ [4] ظاہر میں ایسے عابد زاہد متقی ہوں گے ۱۲ منہ [5] دو گروہ ہونگے جیسے حضرت علیؓ اور معاویہؓ کے زمانہ میں ہوا ۱۲ منہ [6] جب لڑائی ہو چکی تو مُردوں میں سے ۱۲ منہ [7] ایک ہاتھ پستان کی طرح تھل تھل کرتا ہوا ۱۲ منہ

مَنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ

۶۳۴ ــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ حَدَّثَنَا يُسَيْرُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ قُلْتُ لِسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الْخَوَارِجِ شَيْئًا قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ وَأَهْوٰى بِيَدِهٖ قِبَلَ الْعِرَاقِ يَخْرُجُ مِنْهُ قَوْمٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ

بَابٌ ۳۲۱ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةٌ ۔

۶۳۵ ــ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ ۔

بَابٌ ۳۲۲ مَا جَاءَ فِي الْمُتَأَوِّلِيْنَ ۔

(سورہ توبہ کی یہ آیت اتری بعضے لوگ ایسے ہیں جو تجھ پر خیرات کی تقسیم میں عیب لگاتے ہیں ۔

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے سلیمان شیبانی نے کہا ہم سے یسیر بن عمرو نے کہا میں نے سہل بن حنیفؓ (صحابی بدری) سے پوچھا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خارجیوں کے باب میں بھی کچھ سنا ہے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے ہاتھ سے عراق کی طرف اشارہ کیا فرماتے تھے اس ملک سے کچھ ایسے لوگ نکلیں گے جو قرآن تو پڑھیں گے لیکن ان کی ہنسلیوں کے نیچے نہیں اترنے کا یہ لوگ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے جانور کے پار نکل جاتا ہے ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک دو گروہ ایسے آپس میں نہ لڑیں جس کا دعویٰ ایک ہی ہو [1]

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے ابوالزناد نے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ایسے دو گروہ آپس میں نہ لڑیں جن کا دعویٰ ایک ہی ہو (دونوں اسلام کا دعویٰ کریں) ۔

باب تاویل کرنے والوں کا بیان [2]

[1] ہر ایک کہے ہم حق پر ہیں مراد معاویہؓ اور حضرت علیؓ کا گروہ ہے یہ دونوں گروہ اسلام کے مدعی تھے اور ایک سمجھتا تھا کہ میں حق پر لڑ رہا ہوں چنانچہ حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے معاویہؓ کے گروہ کی نسبت فرمایا اخواننا بغوا علینا ہمارے بھائی جو ہم پر چڑھ آئے ۱۲ منہ [2] زبان عرب میں تاویل کے بہت سے معنے آئے ہیں یہاں تاویل سے مراد توجیہ ہے جو کوئی کسی کام کے لیے کوئی وجہ شرعی قائم کرکے اس کو کرے حافظ نے کہا اگر مسلمان کو بلا تاویل یعنی بلا وجہ شرعی کافر کہا تو وہ خود کافر ہو جائے گا اور اگر تاویل سے کہا اور تاویل نادرست ہے تب بھی گناہ گار اور قابل مذمت ہوگا مگر کافر نہ ہوگا اور اگر تاویل درست ہے تو قابل مذمت نہ ہوگا مگر حجت قائم کرکے اس کو صواب کی طرف لائیں گے جو علماء نے کہا کہ تاویل کرنے والا معذور ہے وہ گنہگار نہ ہوگا اس سے مراد وہی تاویل ہو لغت عرب اور محاورے اور وجہ شرعی سے درست ہو مترجم کہتا ہے ایسی تاویلیں کرنا جو لغت عرب اور محاورے کے اعتبار سے نادرست ہوں یا دوسرے نصوص صحیحہ شرعیہ کے برخلاف ہوں تحریف اور تکذیب کے حکم میں ہیں اور اس قسم کی تاویل کرنے والے باتفاق علماء زندیق اور کافر ہیں جیسے قرامطہ باطنیہ آیات (باقی بر صفحہ آئندہ)

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدٍ الْقَارِيَّ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَؤُهَا عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَلِكَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَانْتَظَرْتُهُ حَتَّى سَلَّمَ ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ أَوْ بِرِدَائِي فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ قَالَ أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لَهُ كَذَبْتَ فَوَاللَّهِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأَنِي هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَؤُهَا فَانْطَلَقْتُ أَقُودُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا وَأَنْتَ أَقْرَأْتَنِي سُورَةَ الْفُرْقَانِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسِلْهُ يَا عُمَرُ اقْرَأْ يَا هِشَامُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَؤُهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ فَقَالَ هَكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ

اور لیث بن سعد نے کہا (اس کو اسمٰعیلی نے وصل کیا) مجھ سے یونس نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی ان سے مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمن بن عبد قاری نے بیان کیا انہوں نے حضرت عمرؓ سے انہوں نے کہا میں نے ہشام بن حکیم (صحابی) کو سورۂ فرقان پڑھتے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کان لگا کر جو سنتا ہوں تو معلوم ہوا وہ ایسی بہت سی قراتوں پر پڑھ رہے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو نہیں پڑھائی تھیں قریب تھا کہ میں نماز میں ہی ان پر حملہ کر بیٹھوں مگر میں ٹھہرا رہا جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے اسی کی چادر یا اپنی چادر ان کے گلے میں ڈالی (کہیں بھاگ نہ جائیں) میں نے ان سے پوچھا تم کو یہ سورت کس نے پڑھائی وہ کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نے کہا تم غلط کہتے ہو خدا کی قسم یہی سورۃ جو تم نے پڑھی اور میں نے سنی مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پڑھائی ہے[1] آخر میں انکو گھسیٹتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا میں نے کہا یا رسول اللہ میں نے ان کو سورہ فرقان اور طرح پر پڑھتے سنا یعنے اس کے خلاف جس طرح پر آپ نے مجھ کو پڑھائی ہے حالاں کہ یہ سورت خود آپ نے مجھ کو پڑھائی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر ہشام کو چھوڑ دے پھر ہشام سے فرمایا پڑھ انہوں نے اسی طرح پڑھا جس طرح میں نے ان کو پڑھتے سنا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یہ سورت اسی طرح اتری ہے پھر آپ نے مجھ سے فرمایا عمرؓ تو پڑھ میں نے پڑھا آپ نے فرمایا ہاں اسی طرح اتری ہے اس کے بعد فرمایا دیکھو یہ قرآن سات طرح پر (سات زبانوں پر عرب کے) اترا ہے

(بقیہ صفحہ سابقہ) قرانی کی کیا کرتے تھے مثلاً کہتے تھے اللہ عالم ہے یعنی علم عطا فرماتا ہے قادر ہے یعنی قدرت عطا فرماتا ہے فی ذاتہ وہ علم و قدرت سے موصوف نہیں ہے کعبہ سے مراد مومن کا نفس ہے شیطان سے مراد قوت شہویہ اور غضبیہ ہے جبرائیل سے مراد قوت الہامیہ ہے بہشت سے مراد نفس کی لذت ہے اور اک علوم اور معارف میں دوزخ کی آگ سے مراد جہالت اور نادانی کا رنج اور شہوات جسمانی کے چھٹ جانیکا غم ہمارے زمانہ میں ان قرامطہ کے پیرو چند لوگ پیدا ہوئے جن کو نیچر کہتے ہیں انکی تاویلات بھی اسی قسم کی ہیں وہ

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ

جس طرح آسان معلوم ہو، پڑھو۔[1]

۶۳۶ - حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ ح حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رض قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْا اَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ كَمَا تَظُنُّوْنَ اِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔

ہم نے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم کو وکیع نے خبر دی دوسری سند امام بخاری نے کہا ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا کہ ہم کو وکیع نے خبر دی انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ بن قیس سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا جب (سورہ انعام کی) یہ آیت اتری الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر بہت سخت گذری وہ کہنے لگے ہم میں کون ایسا ہے جس نے اپنی جان پر ظلم (یعنی گناہ) نہ کیا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آیت کا وہ مطلب نہیں ہے جو تم سمجھتے ہو بلکہ ظلم سے وہ (شرک) مراد ہے جو لقمان کے اس کلام میں ہے یا بنی لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم۔[2]

۶۳۷ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ غَدَا عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ اَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَّا ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَقُوْلُوْهُ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ بَلٰى قَالَ فَاِنَّهٗ لَا يُوَافِيْ عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِهٖ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہ ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو معمر نے انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو محمود بن ربیع نے خبر دی کہا میں نے عتبان بن مالک سے سنا انہوں نے کہا صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے مکان پر تشریف لائے اور پوچھا مالک بن دخشن کہاں ہے ایک شخص (خود عتبان) کہنے لگا یا رسول اللہ وہ منافق ہے اللہ اور رسول سے اس کو محبت نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو یہ گمان نہیں ہے کہ وہ اللہ کی رضا مندی کے لئے لا الہ الا اللہ کہتا ہے اس نے کہا ہاں یہ تو ہے (یعنی لا الہ الا اللہ تو کہتا ہے) آپ نے فرمایا بس جو کوئی قیامت کے دن لا الہ الا اللہ کو لے کر آئے گا اللہ اس پر دوزخ حرام کر دے گا۔[3]

(بقیہ صفحہ سابقہ) بھی کافر ہیں ان کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے ۱۲ منہ (حاشیہ صفحہ ہذا) [1] اور تم اس کے خلاف پڑھتے ہو یہ کیونکر ہو سکتا ہے ۱۲ منہ

[1] باب کی مطابقت اس طرح سے ہے کہ حضرت عمرؓ نے ہو حکیم کے گلے میں چادر ڈالی انکو کھینچتے ہوئے لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کوئی مواخذہ نہیں کیا کیونکہ حضرت عمر اپنے نزدیک یہ سمجھے کہ وہ ایک ناجائز قرأت کر رہے ہیں گویا تاویل کرنیوالے ٹھہرے ۱۲ منہ [2] یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے۔ ترجمہ باب کی مطابقت اس طرح ہے کہ آنحضرت نے ظلم کی تاویل شرک کے ساتھ کی کیونکہ ظلم کا ظاہری معنے تو گناہ ہے جو ہر گناہ کو شامل ہے اور یہ تاویل خود شارع نے بیان کی ایسی تاویل بالاتفاق مقبول ہے قسطلانی نے کہا مطابقت اس طرح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے کوئی مواخذہ نہیں کیا جب انہوں نے ظلم کی تاویل مطلق گناہ سے کی بلکہ ان کو دوسرا صحیح معنے بتلا دیا ۱۲ منہ [3] یعنی دوزخ کا وہ طبقہ جس میں کافر اور مشرک رہیں گے یا دوزخ میں ہمیشہ رہنا باب کی مناسبت یہ ہے کہ آنحضرت نے ان لوگوں پر جنہوں نے مالک کو منافق کہا کوئی مواخذہ نہیں کیا اس لئے کہ وہ تاویل کرنے والے تھے یعنی مالک کے حالات دیکھ کر اس کو منافق سمجھتے تھے گو ان کا گمان غلط ہو ۱۲ منہ

۶۳۸ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ فُلَانٍ قَالَ تَنَازَعَ أَبُوعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَحِبَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لِحِبَّانَ لَقَدْ عَلِمْتُ الَّذِي جَرَّأَ صَاحِبَكَ عَلَى الدِّمَاءِ يَعْنِي عَلِيًّا قَالَ مَاهُوَ لَا أَبَالَكَ قَالَ شَيْءٌ سَمِعْتُهُ يَقُولُهُ مَاهُوَ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرَ وَأَبَا مَرْثَدٍ وَكُلُّنَا فَارِسٌ قَالَ انْطَلِقُوا حَتّٰى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاجٍ قَالَ أَبُوسَلَمَةَ هٰكَذَا قَالَ أَبُوعَوَانَةَ حَاجٍ فَإِنَّ فِيهَا امْرَأَةً مَّعَهَا صَحِيفَةٌ مِّنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ فَأْتُونِي بِهَا فَانْطَلَقْنَا عَلٰى أَفْرَاسِنَا حَتّٰى أَدْرَكْنَاهَا حَيْثُ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسِيرُ عَلٰى بَعِيرٍ لَّهَا وَكَانَ كَتَبَ إِلٰى أَهْلِ مَكَّةَ بِمَسِيرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَقُلْنَا أَيْنَ الْكِتَابُ الَّذِي مَعَكِ قَالَتْ مَا مَعِي كِتَابٌ فَأَنَخْنَا بِهَا بَعِيرَهَا فَابْتَغَيْنَا فِي رَحْلِهَا فَمَا وَجَدْنَا شَيْئًا فَقَالَ صَاحِبَايَ مَا نَرٰى مَعَهَا كِتَابًا قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ عَلِمْنَا مَا كَذَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ وضاع یشکری نے انہوں نے حصین بن عبدالرحمٰن سلمی سے انہوں نے فلاں شخص (سعید بن عبیدہ) سے انہوں نے کہا ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن ربیعہ) اور حبان بن عطیہ نے جھگڑا کیا ابوعبدالرحمٰن حبان سے کہنے لگے میں جانتا ہوں جس وجہ سے تمہارے صاحب یعنی حضرت علیؓ کو اس خونریزی کی جراٴت ہوئی ہے حبان نے کہا بتلاتو وہ کیا ہے تیرا باپ نہیں[1] ابوعبدالرحمٰن نے کہا حضرت علی کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اور زبیر بن عوام اور ابومرثد غنوی تینوں کو جو گھوڑے کے سوار تھے۔ بھیجا فرمایا تم روضۂ خاخ پر جاؤ (جو ایک مقام ہے مدینہ سے بارہ میل پر) ابوسلمہ[2] کہتے ہیں ابوعوانہ نے (خاخ کے بدل) حاج کہا ہے[3] وہاں ایک عورت ملے گی (سارہ نامی) اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا ایک خط ہے جو مکہ کے مشرکین کے نام ہے تم وہ خط اس سے چھین لاؤ ہم لوگ گھوڑوں پر سوار روانہ ہوئے اس عورت کو پکڑ لیا۔ جہاں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہیں وہ عورت ملی ایک اونٹ پر سوار جا رہی تھی حاطب نے اس خط میں مکہ کے مشرکوں کو خبر کر دی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (بڑی فوج لے کر) ان کی طرف آنے والے ہیں خیر ہم نے اس عورت سے کہا اب وہ خط کہاں ہے جو تو لائی ہے اس نے کہا میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے آخر ہم نے اس کا اونٹ بٹھایا اور اس کے اسباب میں خط کو تلاش کیا لیکن کوئی خط نہیں ملا میرے رفیق (زبیر اور ابومرثد) کہنے لگے خط تو اس کے پاس نکلا نہیں اب اس کو چھوڑ دینا چاہیئے) میں نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے ہم کو تو اس کا یقین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] یہ ایک کلمہ ہے جو عرب کے محاورے میں اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی شخص ایک عجیب بات کہتا ہے مطلب یہ ہے کہ تیرا کوئی سکھانے والا ادب دینے والا نہ تھا جب تو تو ایسا نالائق رہا یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے اور بیان ہو چکا ہے کہ ابوعبدالرحمٰن عثمانی تھے یعنی حضرت عثمان کو حضرت علیؓ سے افضل جانتے تھے اور حبان بن عطیہ حضرت علیؓ کے جانبدار تھے حضرت علی کو حضرت عثمان سے افضل سمجھتے تھے یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ عبدالرحمٰن کا یہ گمان حضرت علی کی نسبت غلط تھا حضرت علی کی یہ شان نہیں کہ وہ بے وجہ شرعی مسلمانوں کی خونریزی کرتے انہوں نے جو کچھ کیا بحکم شرعی کیا ۱۲ منہ

[2] موسیٰ بن اسمٰعیل امام بخاری کے شیخ ۱۲ منہ [3] نوذی نے کہا یہ ابوعوانہ کی غلطی ہے اور صحیح خاخ ہے ۱۲ منہ

ثُمَّ حَلَفَ عَلِيٌّ وَالَّذِي يُحْلَفُ بِهِ لَتُخْرِجِنَّ
الْكِتَابَ أَوْ لَأُجَرِّدَنَّكِ فَأَهْوَتْ إِلَى حُجْزَتِهَا
وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ فَأَخْرَجَتِ الصَّحِيفَةَ
فَأَتَوْا بِهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ خَانَ اللَّهَ
وَالرَّسُولَ وَالْمُؤْمِنِينَ دَعْنِي فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا حَاطِبُ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ
قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لِي أَنْ لَا أَكُونَ مُؤْمِنًا
بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَكِنِّي أَرَدْتُ أَنْ يَكُونَ
لِي عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يُدْفَعُ بِهَا عَنْ أَهْلِي وَمَالِي
وَلَيْسَ مِنْ أَصْحَابِكَ أَحَدٌ إِلَّا لَهُ هُنَالِكَ
مِنْ قَوْمِهِ مَنْ يَدْفَعُ اللَّهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَ
مَالِهِ فَقَالَ قَدْ صَدَقَ لَا تَقُولُوا لَهُ إِلَّا خَيْرًا
قَالَ فَعَادَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ
خَانَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ
دَعْنِي فَلِأَضْرِبَ عُنُقَهُ قَالَ أَوَ
لَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ وَمَا يُدْرِيكَ
لَعَلَّ اللَّهَ اطَّلَعَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اعْمَلُوا
مَا شِئْتُمْ فَقَدْ أَوْجَبْتُ لَكُمُ الْجَنَّةَ
فَاغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ اللَّهُ وَ
رَسُولُهُ أَعْلَمُ

جھوٹ نہیں فرماتے اس کے بعد میں نے اس عورت سے کہا خدا کی قسم تو خط
نکالتی ہے تو نکال نہیں تو میں تجھ کو ننگا کر دوں گا جب اس نے اپنا ہاتھ نیفے کی
طرف بڑھایا ایک چادر باندھے ہوئے تھی (اوپر سے کس لی تھی) اور خط نکال کر
دیا پھر (ہم تینوں شخص) وہ خط لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے میں نے
اس کا مضمون آپ کو پڑھ کر سنایا حضرت عمرؓ کہنے لگے یا رسول اللہ اس نے
اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی مجھ کو اس کی گردن مارنے دیجئے آپ نے
فرمایا حاطب کہہ تو نے ایسا کام کیوں کیا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ بھلا
یہ بھی کوئی بات ہے میری کیا عقل ماری گئی ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول
پر ایمان نہ رکھوں[۱] میرا مطلب اس خط کے لکھنے سے یہ تھا کہ میرا ایک احسان
ان مکہ کے کافروں پر ہو جائے جس کی وجہ سے میں اپنی جائداد اور بال بچوں
کو (ان کے ہاتھ سے) بچالوں بات یہ ہے کہ آپ کے جتنے دوسرے
اصحاب ہیں ان کے عزیز و اقربا وہاں موجود ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ
ان کے بال بچوں اور جائداد پر کوئی آفت نہیں آنے دیتا[۲] آنحضرتؐ نے
یہ سن کر فرمایا حاطب سچ کہتا ہے حاطب کی نسبت وہی بات کہو جو بھلی ہے
کوئی بری بات ان کے حق میں نہ کہو حضرت عمرؓ نے پھر وہی کہا یا رسول
اللہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی ہے اس کی گردن مارنے
دیجئے آپ نے فرمایا کیا حاطب بدر والوں میں سے نہیں ہے اور عمرؓ تو کیا
جانے بدر والوں کو تو اللہ تعالیٰ نے (عرش پر سے) جھانکا اور فرمایا تم
کیسے بھی عمل کرو (بشرطیکہ کفر اور شرک نہ کرو) میں تو تمہارے لیے بہشت میں
جانا لازم کر چکا یہ سن کر حضرت عمرؓ آبدیدہ ہو گئے (خوشی سے آنکھوں میں
آنسو آ گئے) اور کہنے لگے اللہ اور اس کا رسول (ہم لوگوں سے زیادہ ہر
بات کی حقیقت) جانتا ہے[۳]

[۱] کافر مشرک ہو جاؤں ابن عباس کی روایت میں ہے خدا کی قسم میں اللہ اور اس کے رسول کا سچا خیر خواہ ہوں ۱۲ منہ [۲] اور میرے تو وہاں کوئی ایسے عزیز و اقربا نہیں ۱۲ منہ [۳] یہ حدیث اوپر کئی بار گزر چکی ہے۔ باب کا مطلب اس سے اس طرح نکلا کہ حضرت عمرؓ نے اپنے نزدیک حاطب کو خائن سمجھا بلکہ ایک روایت میں یوں ہے کہ ان کو منافق بھی کہا مگر چونکہ حضرت عمر کے ایسا خیال کرنے کی ایک وجہ تھی یعنی ان کا خط پکڑا جانا جس میں اپنی قوم کا نقصان تھا تو گویا وہ تاویل کرنے والے تھے اور اسی لیے آنحضرتؐ نے ان سے کوئی مواخذہ نہ کیا اب یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ایک بار جب آنحضرتؐ نے (باقی بر صفحہ آئندہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ہے

بَابُ الْاِكْرَاهِ

کتاب زور زبردستی کرنے کے بیان میں۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ. وَقَالَ اِلَّا اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً وَّهِيَ تَقِيَّةٌ وَقَالَ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ اِلٰى قَوْلِهٖ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا فَعَذَرَ اللّٰهُ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يَمْتَنِعُوْنَ مِنْ تَرْكِ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ وَالْمُكْرَهُ لَا يَكُوْنُ اِلَّا مُسْتَضْعَفًا غَيْرَ مُمْتَنِعٍ مِّنْ فِعْلِ مَآ اُمِرَ بِهٖ وَقَالَ الْحَسَنُ التَّقِيَّةُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْمَنْ يُّكْرِهُهٗ

اللہ تعالیٰ نے (سورہ نحل میں) فرمایا مگر اس پر گناہ نہیں جس پر زور زبردستی کی جائے اور اس کا دل ایمان پر مضبوط ہو البتہ جو کوئی دل کھول کر (خوشی سے) کفر اختیار کرے تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غصہ اترے گا اور ان کو بڑا عذاب ہوگا اور (سورۂ آل عمران میں) فرمایا ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ تم کافروں سے اپنے تئیں بچانے کے لیے کچھ بچاؤ کر لو (ظاہر میں ان کے دوست بن جاؤ) یعنی تقیہ کرو اور (سورۂ نساء میں) فرمایا جن لوگوں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے فرشتے جب ان کی جان نکالتے ہیں تو پوچھتے ہیں تم دنیا میں کیسے کام کرتے رہے وہ کہتے ہیں (ہم کیا کرتے) بالکل دنیا میں کمزور تھے (دشمنوں سے ڈرتے تھے) آخیر آیت واجعل لنا من لدنک نصیرا تک امام بخاری نے کہا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کمزور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام بجا نہ لانے پر معذور کہا اور جس پر زور و زبردستی کی جائے وہ بھی کمزور ہی ہوتا ہے کیونکہ وہ اللہ نے جس بات سے منع کیا ہے اس کے ارتکاب پر مجبور کیا جاتا ہے اور امام حسن بصری نے کہا تقیہ قیامت تک قائم رہے گا اور ابن عباس نے کہا (اس کو بھی ابن ابی شیبہ نے وصل کیا) اگر چور ڈاکو

(بقیہ صفحہ سابقہ) حاطب کی نسبت یہ فرمایا کہ وہ سچا ہے تو پھر دوبارہ حضرت عمرؓ نے ان کو مار ڈالنے کی اجازت کیونکر چاہی اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کی رائے ملکی اور شرعی قانون ظاہری پر مبنی ہے جو شخص اپنے بادشاہ یا اپنی قوم کا راز دشمنوں پر ظاہر کرے اس کی سزا موت ہے اور ایک بار آنحضرتؐ کے فرمانے سے کہ وہ سچا ہے ان کی پوری تشفی نہیں ہوئی کیونکہ سچے ہونے کی صورت میں بھی ان کا عذر اس قابل نہ تھا کہ اس جرم کی سزا سے وہ بری ہو جاتے جب آنحضرتؐ نے دوبارہ یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے سب قصور معاف کر دیے ہیں تو اب ان کو تسلی ہو گئی پروردگار بادشاہ خود مختار ہے اس کو اختیار ہے کہ بڑے سے بڑے جرم کو بھی معافی دے سبحان اللہ جب اہل بدر کا یہ درجہ ہو کہ ان کے لیے بہشت میں جانا اللہ تعالیٰ نے لازم کر دیا ہے گو وہ کیسے ہی قصور کریں تو اب شیعہ کس منہ سے بدری صحابیوں پر الزام دھرتے ہیں اور ان کے بہشتی ہونے میں شبہ کرتے ہیں شاید اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے دوزخ لازم کر دی ہے یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید۔

حواشی صفحہ ہذا ۱؎ تقیہ ہماری شریعت میں جائز ہے جب آدمی کو اپنی جان مال یا عزت آبرو جانے کا ڈر ہو اس پر بھی اگر تقیہ نہ کرے اور مصیبت پر صبر کرے تو اور زیادہ اجر ملے گا لیکن ہم لوگ رافضیوں کی طرح تقیہ کو اپنا شعار نہیں کر لیتے کہ ضرورت بے ضرورت ہر وقت تقیہ کرتے رہیں یہ بڑی بزدلی اور بے شرمی کی دلیل ہے ۱۲ منہ ۲؎ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ۔

اللُّصُوصُ فَيُطَلِّقُ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَبِهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَالشَّعْبِيُّ وَالْحَسَنُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ۔

۶۳۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ أُسَامَةَ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ اللّٰهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَالْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ وَابْعَثْ عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ

بَابٌ ۳۲۳ مَنِ اخْتَارَ الضَّرْبَ وَالْقَتْلَ وَالْهَوَانَ عَلَى الْكُفْرِ۔

۶۴۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ الطَّائِفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ أَنْ يَكُونَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ

کسی پر زبردستی کریں اور اسی سے اس کی جورو کو طلاق دلوا دیں تو طلاق نہیں پڑنے کا ابن عمرؓ اور ابن زبیرؓ اور شعبی اور حسن بصری کا بھی یہی قول ہے[1] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام عمل نیت سے صحیح ہوتے ہیں[2]

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے خالد بن یزید سے انہوں نے سعید بن ابی ہلال سے انہوں نے ہلال بن اسامہ سے ان کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف نے خبر دی انہوں نے ابوہریرہؓ سے روایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (عشاء کی) نماز میں (قنوت کی) دعا مانگتے تھے (جب رکوع سے سر اٹھاتے) یوں فرماتے یا اللہ عیاش بن ابی ربیعہ اور سلمہ بن ہشام اور ولید بن ولید کو نجات دلوا دے یا اللہ کمزور مسلمانوں کو (جو مکہ کے کافروں کی قید میں تھے) نجات دلوا دے یا اللہ مضر کے کافروں کو خوب زور سے پیس ڈال اور ان پر حضرت یوسفؑ کے زمانہ کی طرح قحط سالیاں بھیج[3]

باب اگر کوئی شخص باوجود زور زبردستی کے کفر کی بات نہ کرے اور مار کھانا یا قتل ہونا یا ذلیل ہونا گوارا کرے[4]

مجھ سے محمد بن عبداللہ بن حوشب طائفی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے ابوقلابہ عبداللہ بن زید جرمی سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص میں یہ تین خصلتیں ہوں گی وہ ایمان کا مزہ (اس کی حلاوت) پائے گا ایک تو یہ اس کو اللہ اور رسول سے سب لوگوں سے زیادہ محبت ہو دوسرے کسی سے (مرد مومن سے) اللہ کے لیے محبت رکھے

---

[1] ابن عمرؓ اور ابن زبیرؓ کے اثروں کو حمیدی نے اپنی جامع میں اور بیہقی نے وصل کیا اور شعبی کے اثر کو عبدالرزاق نے اور حسن بصری کے اثر کو سعید بن منصور نے ۱۲ منہ [2] یہ حدیث کتاب الایمان میں موصولاً گزر چکی ہے۔ اس حدیث سے بھی امام بخاری نے یہ دلیل لی کہ جس شخص سے زور زبردستی سے طلاق دلا لیا جائے تو طلاق واقع نہ ہوگا کیونکہ اس کی نیت طلاق کی نہ تھی ۱۲ منہ [3] اس حدیث سے امام بخاری نے باب کا مطلب یوں نکالا کہ کمزور مسلمان مکہ کے کافروں کے ہاتھ میں گرفتار تھے اُن کے زور زبردستی سے ان کے کفر کے کاموں میں بھی شریک رہتے ہوں گے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا میں اُن کو مومن فرمایا اگر زور زبردستی سے کفر کی باتیں کرنا کفر ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مومن نہ فرماتے ۱۲ منہ [4] تو اس کی فضیلت بعضوں نے کہا ہے کہ قتل کا جب ڈر ہو تو کلمہ کفر منہ سے نکال دینا اور جان بچانا بہتر ہے لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے صحیح یہی ہے کہ صبر کرنا افضل ہے اور اس باب میں بلال کی حدیث بھی جو اوپر گزر چکی کہ امیہ بن خلف ان کو سخت سخت تکلیفیں دیتا اور وہ صبر کرتے ۱۲ منہ۔

لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ۔

۶۴۱ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنْ إِسْمٰعِيلَ سَمِعْتُ قَيْسًا سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنَّ عُمَرَ مُوثِقِي عَلَى الْإِسْلَامِ وَلَوِ انْقَضَّ أُحُدٌ مِمَّا فَعَلْتُمْ بِعُثْمَانَ كَانَ مَحْقُوقًا أَنْ يَنْقَضَّ۔

۶۴۲ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ قَالَ شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْنَا أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا أَلَا تَدْعُو لَنَا فَقَالَ قَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهَا فَيُجَاءُ بِالْمِيشَارِ فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُجْعَلُ نِصْفَيْنِ وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ لَحْمِهِ وَعَظْمِهِ فَمَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِينِهِ وَاللّٰهِ لَيُتِمَّنَّ هٰذَا الْأَمْرَ حَتّٰى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ

(نہ دنیاوی غرض سے) تیسرے پھر کافر بننا اس کو اتنا ناگوار ہو جتنا آگ میں جھونکا جانا [1]

ہم سے سعید بن سلیمان واسطی نے بیان کیا کہا ہم سے عباد بن عوام نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے کہا کہ میں نے قیس بن ابی حازم سے سنا کہا میں نے سعید بن زید سے وہ کہتے تھے میں نے اپنے تئیں اس حال میں دیکھا ہے کہ عمر (میرے بہنوئی) نے مجھ کو مسلمان ہو جانے پر باندھ کے رکھا تھا (مارا پیٹا بھی تھا) اور عثمان پر جو تم نے ظلم کیا ہے [3] اگر اس ظلم پر احد پہاڑ پھٹ کر گر جاتا تو بے شک بجا ہوتا [2]

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحیٰی بن سعید قطان نے انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے کہا ہم سے قیس بن ابی حازم نے انہوں نے خباب بن ارت رضی سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کے سائے میں ایک چادر پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے اس وقت ہم نے آپ سے کافروں کی ایذا دہی کا شکوہ کیا اور ہم نے کہا آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے مدد نہیں چاہتے دعا نہیں فرماتے آپ نے فرمایا [4] تم سے پہلے اگلے زمانہ میں لوگوں کو اتنی تکلیف دی جاتی کہ زمین میں ایک گڑھا کھود کر اس میں گاڑ دیتے اوپر سے آرہ لا کر اس کے سر پر چلاتے چیر کر دو ٹکڑے کر دیتے اور لوہے کی کنگیاں اس کے گوشت پہ چلاتے ہڈی تک پہنچاتے جب بھی اللہ کے سچے دین سے باز نہ آتا اپنے ایمان پر قائم رہتا تم کیوں گھبراتے ہو، خدا کی قسم اللہ تعالیٰ اس کام کو (یعنی دین اسلام کی اشاعت کو) ضرور پورا کرے گا ایسا ہو جائے گا کہ ایک شخص صنعا سے سوار ہو کر حضرموت تک (جو کئی منزل پر ہے)

---

[1] اس باب کا مطلب یوں نکلا کہ قتل اور خواری اور ضرب سب اس سے آسان ہے کہ آدمی آگ میں جلایا جائے جب کفر اختیار کرنا اس نے آگ میں جلائے جانے کے برابر سمجھا تو مارپیٹ یا ذلت یا قتل کو وہ آسان سمجھے گا لیکن کفر کا کلمہ نکالنا گوارا نہ کرے گا ۱۲ منہ [2] باب کا مطلب یوں نکلا کہ سعید بن زید اور ان کی بی بی نے جو حضرت عمرؓ کی بہن تھیں ذلت خواری مارپیٹ سب گوارا کی لیکن اسلام سے نہ پھرے اور حضرت عثمانؓ نے قتل گوارا کیا مگر باغیوں کا کہنا منظور نہ کیا تو کفر پر بطریق اولیٰ وہ قتل ہو جانا گوارا کرتے ۱۲ منہ [3] ان کا محاصرہ کیا کھانا پانی بند کیا اخیر مار ڈالا ۱۲ منہ [4] واہ واہ تمہارا ابھی سے یہ حال ہو گیا ۱۲ منہ۔

إِلَّا اللّٰهَ وَالذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ۔

جائے گا اور اللہ کے سوا اس کو کسی (کافر) کا ڈر نہ ہو گا اپنی بکریوں پر بھی بھیڑیے کے سوا اور کسی کا اس کو ڈر نہ ہوگا مگر تم جلدی مچاتے ہو[1]۔

بَابٌ ۳۲۴ فِي بَيْعِ الْمُكْرَهِ وَنَحْوِهِ فِي الْحَقِّ وَغَيْرِهِ۔

باب مجبوری سے کوئی بیع کھوچ یا اور کوئی معاملہ کرے[2]۔

۶۴۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُمْ يَا مَعْشَرَ يَهُودَ أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا فَقَالُوا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ ذٰلِكَ أُرِيدُ ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِيَةَ فَقَالُوا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإِلَّا فَاعْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث بن سعد نے انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے اپنے والد (کیسان) سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا ہم لوگ مسجد میں بیٹھے تھے اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور فرمانے لگے چلو یہودیوں کے پاس چلو ہم آپ کے ساتھ چلے ان کے مدرسہ پر (جہاں وہ توراۃ وغیرہ پڑھا کرتے تھے) پہنچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں کھڑے ہو گئے فرمایا یہودیو دیکھو مسلمان ہو جاؤ تم (دین دنیا سب میں) بچے رہو گے (ہر آفت سے سلامت رہو گے) انہوں نے کہا آپ نے جو پہنچانا تھا (خدا کا حکم وہ) پہنچا دیا آپ نے فرمایا میرا بھی مطلب یہی تھا کہ خدا کا حکم تم کو پہنچا دوں) پھر فرمایا دیکھو یہودیو مسلمان ہو جاؤ تم محفوظ رہو گے وہ کہتے آپ نے (خدا کا حکم پہنچا دیا) آپ نے پھر تیسری بار یہی فرمایا اس کے بعد یوں کہا دیکھو زمین سب اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور میں تم کو اس ملک سے نکالنا چاہتا ہوں اگر تم میں سے کسی کو اپنے مال سے الفت ہو تو (جلاوطن ہونے سے پہلے) اس کو بیچ ڈالے ورنہ یہ سمجھ رکھو کہ زمین سب اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔

---

[1] چاہتے ہو ابھی سب کام ہو جائے یہ کیونکر ہو سکتا ہے اللہ نے جو وقت مقرر کیا ہے اس وقت ہوگا۔ یہ بشارت آپ کی پوری ہوئی صنعا سے حضرموت کیا چیز ہے سارا عرب کا ملک کافروں سے صاف ہو گیا بلکہ ایران توران شام روم مصر بھی مسلمانوں کے قبضے میں آ گئے ترجمہ باب اس سے نکلا کہ خباب نے آخر کافروں کے ہاتھ سے مار پیٹ ذلت سب اٹھائی ہوگی جب تو شکوہ کیا مگر اسلام پر قائم رہے آپ نے خباب کا درخواست پر فوراً دعا نہ کی کیونکہ انبیاء تقدیر اور حکم الٰہی سے واقف کیے جاتے ہیں جب تک حکم نہیں ہوتا دعا بھی نہیں کرتے یہ اُن کے علو شان کی وجہ سے ہے عوام مومنین جیسے ہم لوگ ہیں وہ تو ایک کانٹا بھی لگے تو اپنے مالک سے دعا کرنے لگتے ہیں ہماری یہی حیثیت یہی بساط ہے نکو ہر کس بقدر ہمت اوست ۱۲ منہ [2] امام بخاری نے مضطر کی بیع جائز رکھی ہے اور باب کی حدیث اس پر سند لی مضطر سے مراد وہ ہے جو لاچار ہو کر اپنا مال بیچے جیسے باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے ۱۲ منہ۔

بَابٌ ٣٢٥ لَا يَجُوزُ نِكَاحُ الْمُكْرَهِ۔

وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔

٦٤٤ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ يَزِيدَ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهَا۔

٦٤٥ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أَبِي عَمْرٍو وَهُوَ ذَكْوَانُ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يُسْتَأْمَرُ النِّسَاءُ فِي أَبْضَاعِهِنَّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَإِنَّ الْبِكْرَ تُسْتَأْمَرُ

باب زور زبردستی سے نکاح درست نہیں ہوتا

اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ نور میں) فرمایا تمہاری لونڈیاں جو پاک دامن رہنا چاہتی ہیں کہ ان کو بدکاری اور فحش پہ مجبور نہ کرو اور اگر کوئی ان کو مجبور کرے تو اللہ تعالیٰ ان کے مجبور ہونے پر ان (لونڈیوں) کے گناہ بخشنے والا مہربان ہے[1]

ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے عبدالرحمن بن قاسم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عبدالرحمن اور مجمع سے یہ دونوں یزید بن جاریہ انصاری کے بیٹے تھے انہوں نے خنساء بنت خذام انصاریہ سے ان کے والد (خذام) نے ان کا نکاح کر دیا وہ ثیبہ تھیں[2] لیکن وہ اس نکاح کو پسند نہیں کرتی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں آپ نے نکاح فسخ کر دیا[3]

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے ذکوان ابوعمرو سے (جو حضرت عائشہ کے غلام تھے) انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا میں نے پوچھا یارسول اللہ کیا عورتوں سے نکاح میں اجازت لی جائے آپ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا کنواری سے اجازت لی جاتی ہے

[1] جمہور علماء کا یہی قول ہے اور حنفیہ نے مکرہ کا نکاح صحیح رکھا ہے ۱۲ منہ [2] یعنی جب لونڈی کا مالک زبردستی اس سے زنا کرائے تو سارا گناہ مالک کے سر پر رہے گا اس لونڈی بیچاری کی جو خطا ہے وہ اللہ بخش دے گا کیونکہ وہ مجبور تھی اس آیت کا تعلق اس باب سے کچھ نہیں کھلتا بعضوں نے کہا جب ناجائز کام میں اگر وہ منع ہوا تو جائز کام میں بطریق اولیٰ منع ہوگا میں کہتا ہوں غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ جب لونڈی کے خلاف مرضی چلنا منع ہوا حالانکہ وہ لونڈی ہے تو آزاد شخص کی خلاف مرضی چلنا زبردستی اس کو نکاح پہ مجبور کرنا حالانکہ وہ نکاح اور تاہل سے بچا چاہتا ہے کیونکہ جائز ہوگا یہ مطلب مجھ کو اس وقت ظاہر ہوا جب میں امام بخاری کے روح کی طرف رجوع ہوا اور میں نے ان سے کہا آپ جو بتلائیں گے میں لکھ دوں گا اس وقت میرے دل میں دفعتہً یہ وجہ مناسبت ظاہر ہوئی واللہ الموفق ۱۲ منہ [3] پہلے بنی عوف کے ایک شخص سے ان کا نکاح ہوا تھا اور بکارت زائل ہو چکی تھی ۱۲ منہ [4] امام بخاری نے اس حدیث سے یہ دلیل لی کہ مکرہ کا نکاح صحیح نہیں حنفیہ کہتے ہیں کہ ان کا نکاح صحیح ہی نہیں ہوا تھا کیونکہ وہ ثیبہ بالغہ تھیں ان کی اجازت اور رضامندی صریح ضرور تھی ہم کہتے ہیں حدیث میں فرد نکاحہا اگر نکاح صحیح ہی نہ ہوتا تو آپ فرما دیتے کہ نکاح ہی نہیں ہوا اور حدیث میں یوں ہوتا. فابطل نکاحہا اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر کسی نے جبر سے ایک عورت سے نکاح کیا دس ہزار درہم مہر مقرر کر کے حالانکہ اس کا مہر مثل ایک ہزار تھا تو ایک ہزار لازم ہوں گے نو ہزار باطل ہو جائیں گے ہم کہتے ہیں اکراہ کی وجہ سے جیسے مہر کی زیادتی باطل کہتے ہو ویسے ہی اصل نکاح کو بھی باطل کہو ۱۲ منہ۔

فَتَسْتَحِي فَتَسْكُتُ قَالَ سُكَاتُهَا إِذْنُهَا۔

تو وہ شرم کے مارے چپ ہو جاتی ہے[1] آپ نے فرمایا اس کا چپ ہونا یہی اجازت ہے[2]۔

بَابٌ ۳۲۶ إِذَا أُكْرِهَ حَتَّى وَهَبَ عَبْدًا أَوْ بَاعَهُ لَمْ يَجُزْ۔

باب اگر کسی نے اپنا غلام زور زبردستی سے بیچ ڈالا یا ہبہ کر دیا تو نہ ہبہ صحیح ہوگا نہ بیع صحیح ہوگی[3] اور بعضے لوگوں (حنفیہ) نے کہا

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فَإِنْ نَذَرَ الْمُشْتَرِي فِيهِ نَذْرًا فَهُوَ جَائِزٌ بِزَعْمِهِ وَكَذَلِكَ إِنْ دَبَّرَهُ۔

اگر مکرہ سے کوئی چیز خریدے اور خریدنے والا اس میں کوئی نذر کرے یا کوئی غلام مکرہ سے خریدے اور خریدنے والا اس کو مدبر کر دے تو یہ مدبر کرنا درست ہوگا[4]

۶۴۶ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ رض أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ دَبَّرَ مَمْلُوكًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ النَّحَّامِ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ قَالَ فَسَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ عَبْدًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامَ أَوَّلَ۔

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے جابر سے ایک انصاری مرد نے (ابو مذکور) اپنے ایک غلام (یعقوب) کو مدبر کر دیا اس کے سوا اور کوئی مال نہ رکھتا تھا یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ نے فرمایا اس غلام کو مجھ سے کون مول لیتا ہے نعیم بن نحام نے آٹھ سو درم کے بدل اس کو خرید لیا عمرو بن دینار کہتے ہیں میں نے جابرؓ سے سنا یہ غلام یعقوب قبطی تھا[5] وہ پہلے ہی سال مر گیا[6]

بَابٌ ۳۲۷ مِنَ الْإِكْرَاهِ كُرْهٌ وَكَرْهٌ وَاحِدٌ۔

باب اکراہ کی برائی۔

کرہ اور کَرہ دونوں کے معنی ایک ہیں[7]

۶۴۷ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ

ہم سے حسین بن منصور نے بیان کیا کہا ہم سے اسباط محمد نے

---

[1] زبان سے صاف نہیں کہتی ۱۲ منہ [2] جب قرینہ سے معلوم ہو کہ وہ راضی ہے اگر ناراضی ظاہر ہو جیسے سر پیٹ لے یا چیخنے لگے تو اس وقت میں یہ خاموشی اجازت نہیں سمجھی جائے گی ۱۲ قسط [3] معلوم ہوا کہ مکرہ کی بیع صحیح نہیں ہے اور اوپر جو باب امام بخاری نے قائم کیا تھا باب بیع المکرہ ونحوہ اسی میں مکرہ سے مراد مضطر تھا یعنی جو لاچار ہو کر اپنا مال بیچے پیچتے وقت اس پر کوئی جبر نہ کرے اپنی خوشی سے بیچے جیسے یہود نے اس ڈر کے مارے کہ ان کی جائداد ضبط ہو جائے گی کہ اس کو بیچ کیا تھا ۱۲ منہ [4] مہلب نے کہا اس پر علماء کا اجماع ہے کہ بیع اور ہبہ مکرہ کا صحیح نہیں ہے لیکن حنفیہ نے یہ کہا ہے کہ اگر مکرہ سے خریدے ہوئے غلام یا لونڈی کو کوئی آزاد کر دے یا مدبر کر دے تو خریدار کا یہ تصرف جائز ہوگا امام بخاری کے اعتراض کا ماحصل یہ ہے کہ حنفیہ کے کلام میں مناقضہ ہے اگر مکرہ کی بیع صحیح اور مفید ملک ہے تو سب تصرفات خریدار کے درست ہونا چاہئیں اگر صحیح اور مفید ملک نہیں ہے تب نہ نذر صحیح ہونا چاہیئے نہ تدبیر (یعنی مدبر کرنا) اور نذر اور تدبیر کی صحت کا قائل ہونا اور پھر مکرہ کی بیع صحیح نہ سمجھنا دونوں میں مناقضہ ہے ۱۲ منہ [5] یعنی مصر والا اقبط کی قوم میں سے ۱۲ منہ [6] اس حدیث سے امام بخاری نے باب کا مطلب یوں نکالا کہ جب غلام کا مدبر کرنا آنحضرتؐ نے لغو کر دیا حالانکہ اس کے مالک نے اپنی خوشی سے اس کو مدبر کیا تھا اور وجہ یہ ہوئی کہ وارثوں کے لیئے اور کوئی مال اس شخص کے پاس نہ تھا تو گویا وارثوں کی ناراضی کی وجہ سے جن کی ابھی ملک اس غلام سے متعلق بھی نہیں ہوئی تھی تدبیر نا جائز ٹھیری پس وہ تدبیر یا ہبہ یا بیع کیونکر جائز ہو سکتی ہے جس میں خود مالک ناراض ہو [7] باقی آئندہ صفحہ

حَدَّثَنَا اَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمَانُ بْنُ فَيْرُوزَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الشَّيْبَانِيُّ وَحَدَّثَنِي عَطَاءٌ اَبُو الْحَسَنِ السُّوَائِيُّ وَلَآ اَظُنُّهُ اِلَّا ذَكَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا الْاٰيَةَ قَالَ كَانُوْا اِذَا مَاتَ الرَّجُلُ كَانَ اَوْلِيَآءُهُ اَحَقَّ بِامْرَاَتِهٖ اِنْ شَآءَ بَعْضُهُمْ تَزَوَّجَهَا وَاِنْ شَآءُوْا لَمْ يُزَوِّجُوْهَا فَهُمْ اَحَقُّ بِهَا مِنْ اَهْلِهَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ بِذٰلِكَ۔

کہا ہم سے سلیمان بن فیروز شیبانی نے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے اور شیبانی نے یہ بھی کہا مجھ سے ابوالحسن عطاء سوائی نے بیان کیا میں سمجھتا ہوں انہوں نے ابن عباس سے نقل کیا یہ جو اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نساء میں) فرمایا مسلمانو تم کو یہ درست نہیں کہ عورتوں کو ترکے کی طرح مال سمجھ کر زبردستی ان پر قبضہ کرلو تو ہوا یہ تھا کہ جاہلیت کے زمانہ میں یہ (برا) دستور جاری تھا جب کوئی مرجاتا تو اس کے وارث اس کی جورو کے بھی حق دار بنتے[۱] اب ان کا اختیار تھا چاہتے تو خود اس سے نکاح کر لیتے (اگر وہ راضی نہ ہوتی) چاہتے تو کسی اور سے اس کا نکاح کر دیتے چاہتے تو یوں ہی لٹکا کر رکھتے کسی سے نکاح نہ کرنے دیتے یہ میت کے وارث اس عورت پر عورت کے وارثوں سے زیادہ حق رکھتے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری[۲]

بَابٌ ۳۲۸ اِذَا اسْتُكْرِهَتِ الْمَرْاَةُ عَلَى الزِّنَا فَلَا حَدَّ عَلَيْهَا فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي نَافِعٌ اَنَّ صَفِيَّةَ ابْنَةَ اَبِي عُبَيْدٍ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ عَبْدًا مِّنْ رَّقِيْقِ الْاِمَارَةِ وَقَعَ عَلٰى وَلِيْدَةٍ مِّنَ الْخُمُسِ فَاسْتَكْرَهَهَا حَتّٰى اقْتَضَّهَا فَجَلَدَهُ عُمَرُ الْحَدَّ وَنَفَاهُ وَ

باب اگر کسی نے کسی عورت سے زنا بالجبر کی تو عورت پر حد نہ پڑے گی کیونکہ قرآن میں ہے۔ (سورۂ نور میں) جو کوئی ان کو مجبور کرے تو اللہ ان کے مجبور ہونے کی وجہ سے بخشنے والا مہربان ہے[۳] اور لیث بن سعد نے کہا[۴] مجھ سے نافع نے بیان کیا کہ صفیہ بنت ابی عبید نے[۵] ان کو خبر دی انہوں نے کہا ایسا ہوا خلیفہ (حضرت) عمرؓ کے ایک غلام (نام نامعلوم) نے ایک لونڈی (نام نامعلوم) سے جو خمس[۶] میں شریک تھی زنا بالجبر کی اس کی بکارت زائل کی حضرت عمرؓ نے غلام کو کوڑے مارے اور ملک بدر کیا لیکن لونڈی کو حد

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) جبر سے کی جائے ۱۲ منہ [۲] اکثر علماء کا بھی یہی قول ہے بعضوں نے کہا کرہ بہ فتحہ کاف یہ ہے کہ دوسرا شخص زبردستی کرے اور کرہ بہ ضمہ کاف یہ ہے کہ آپ ہی خود ایک کام کو ناپسند کرتا ہو اور کرے ۱۲ منہ

حواشی صفحہ ہذا [۱] جیسے اور مال اور اسباب کے حق دار ہوتے ۱۲ منہ [۲] اس آیت سے عورتوں پر اکراہ اور زبردستی کرنے کی ممانعت نکلی باب کی مناسبت ظاہر ہے ۱۲ منہ [۳] اس آیت سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ جب عورت پر زبردستی کی وجہ سے زنا کا گناہ نہیں ہوا تو حد بھی لازم نہ آئے گی ۱۲ منہ [۴] اس کو امام بغوی نے وصل کیا ۱۲ منہ [۵] جو عبداللہ بن عمر کی جورو تھیں قسطلانی نے غلطی کی جو صفیہ کو عبداللہ بن عمر کی بیٹی لکھ دیا ۱۲ منہ [۶] مال غنیمت کے پانچویں حصے ۱۲ منہ

وَلَمْ يَجْلِدِ الْوَلِيدَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ اسْتَكْرَهَهَا قَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْأَمَةِ الْبِكْرِ يَفْتَرِعُهَا الْحُرُّ يُقِيمُ ذٰلِكَ الْحَكَمُ مِنَ الْأَمَةِ الْعَذْرَاءِ بِقَدْرِ قِيمَتِهَا وَيُجْلَدُ وَلَيْسَ فِي الْأَمَةِ الثَّيِّبِ فِي قَضَاءِ الْأَئِمَّةِ غُرْمٌ وَلٰكِنْ عَلَيْهِ الْحَدُّ۔

نہیں لگائی کیونکہ غلام نے زبردستی اس سے زنا کی تھی[1] زہری نے کہا اگر کوئی آزاد مرد باکرہ لونڈی کی ازالہ بکارت کرے تو حاکم اس شخص سے اتنے دام بھرلے جتنے بکارت جاتے رہنے کی وجہ سے اس کے دام کم ہو گئے ہیں[2] اور اس کو کوڑے بھی لگائے اگر آزاد مرد ثیبہ لونڈی سے زنا کرے تب دین کے اماموں نے یہ حکم نہیں دیا ہے کہ اس کو کچھ مالی تاوان دینا پڑیگا بلکہ صرف حد لگائی جائے گی۔

۶۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَاجَرَ إِبْرَاهِيمُ بِسَارَةَ دَخَلَ بِهَا قَرْيَةً فِيهَا مَلِكٌ مِنَ الْمُلُوكِ أَوْ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَنْ أَرْسِلْ إِلَيَّ بِهَا فَأَرْسَلَ بِهَا فَقَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّي فَقَالَتْ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُولِكَ فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ فَغُطَّ حَتّٰى رَكَضَ بِرِجْلِهِ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد نے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم نے سارہ (اپنی بی بی) کو لے کر ہجرت کی اور ایک گاؤں (حران یا اردن یا مصر) میں پہنچے وہاں ایک ظالم بادشاہ حکومت کرتا تھا اس نے (جبرا) ابراہیم کو یہ حکم دیا کہ سارہ کو میرے پاس بھیج دو۔ حضرت ابراہیمؑ نے (مجبور کیا کرتے) بھیج دیا بادشاہ سارہ پر ہاتھ ڈالنے کے لئے کھڑا ہوا ادھر سارہ کھڑی ہو کر وضو کر کے نماز میں مشغول ہو گئیں اور یوں دعا کرنے لگیں یا اللہ اگر میں تجھ پر اور پیغمبر پر ایمان رکھتی ہوں تو اس ظالم کو مجھ پر قابو نہ دے پھر ایسا ہوا وہ (کمبخت) بادشاہ (ایک ہی ایکا) خراٹے لینے اور (گرگر) پاؤں ہلانے لگا[3]

---

[1] ابن ابی شیبہ نے وائل بن حجر سے نکالا کہ ایک عورت سے زبردستی زنا کی گئی تو آنحضرت نے اس کو حد نہیں لگائی مگر اس کا اسناد ضعیف ہے ۱۲ منہ [2] مثلاً باکرہ لونڈی پانسو روپیہ قیمت کی تھی اب بکارت جاتے رہنے سے اس کی قیمت سو روپیہ رہ گئی تو چارسو روپیہ اس زانی سے ڈنڈ لیوے ۱۲ منہ [3] عراق سے شام یا بیت المقدس سے مصر کو ۱۲ منہ [4] جیسے کسی کا گلا گھونٹو تو وہ زور زور سے سانس کی آواز حلق سے نکالتا ہے یہ اللہ کا عذاب تھا جو اس ظالم بادشاہ پر نازل ہوا۔ یہ دنیا کے نالائق اور نابکار بادشاہ اور رئیس سمجھے کیا ہیں جو دل میں آتا ہے کر گزرنا چاہتے ہیں اُن کو یہ معلوم نہیں کہ ایک شہنشاہ عالی جاہ بڑی قدرت اور طاقت والا اُن کے سر پر موجود ہے وہ دم بھر میں تمہاری ساری نخوت ناک کی راہ نکال دے گا تم ہو کیا مال جیسے اُس کے دوسرے ہزاروں لاکھوں بندے ہیں تم بھی ایک بندہ ہو شکر کرو کہ اُس نے تم کو ظاہری حکومت خالق کی دی نہ اور کوئی دوسری فضیلت اُس کے باقی بندوں پر تم کو حاصل نہیں ہے اس قصے کی مناسبت باب سے بیان کرتے میں لوگ حیران ہوئے ہیں اور مجھ کو جو کچھ کھلا وہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے مجبوراً سارہ کو اُس ظالم بادشاہ کے پاس بھیج دیا اگر اللہ کا عذاب اس کمبخت پر نہ اُترتا تو ضرور وہ سارہ سے حرام کاری کرتا مگر سارہ حد کے لائق نہ ہوتیں کیونکہ وہ مجبور تھیں بس معلوم ہوا کہ زبردستی جس عورت سے زنا کی جائے (باقی برصفحہ آئندہ)

(باقی برصفحہ آئندہ)

باب ۳۲۹ يَمِيْنِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهٖ إِنَّهٗ أَخُوْهُ إِذَا خَافَ عَلَيْهِ الْقَتْلَ أَوْ نَحْوَهٗ وَكَذٰلِكَ كُلُّ مُكْرَهٍ يَخَافُ فَإِنَّهٗ يَذُبُّ عَنْهُ الْمَظَالِمَ وَيُقَاتِلُ دُوْنَهٗ وَلَا يَخْذُلُهٗ فَإِنْ قَاتَلَ دُوْنَ الْمَظْلُوْمِ فَلَا قَوَدَ عَلَيْهِ وَلَا قِصَاصَ وَإِنْ قِيْلَ لَهٗ لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ أَوْ لَتَأْكُلَنَّ الْمَيْتَةَ أَوْ لَتَبِيْعَنَّ عَبْدَكَ أَوْ تُقِرُّ بِدَيْنٍ أَوْ تَهَبُ هِبَةً وَّتَحُلُّ عُقْدَةً أَوْ لَنَقْتُلَنَّ أَبَاكَ أَوْ أَخَاكَ فِي الْإِسْلَامِ وَسِعَهٗ ذٰلِكَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَوْ قِيْلَ لَهٗ لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ أَوْ لَتَأْكُلَنَّ الْمَيْتَةَ أَوْ لَنَقْتُلَنَّ ابْنَكَ أَوْ أَبَاكَ أَوْ ذَا رَحِمٍ مُّحَرَّمٍ لَّمْ يَسَعْهُ لِأَنَّ هٰذَا لَيْسَ بِمُضْطَرٍّ ثُمَّ نَاقَضَ فَقَالَ إِنْ قِيْلَ لَهٗ لَنَقْتُلَنَّ أَبَاكَ أَوْ

باب اگر کوئی شخص دوسرے مسلمان کو اپنا بھائی کہے اور اس پر قسم کھالے اس ڈر سے کہ اگر قسم نہ کھائے گا تو ایک ظالم اس کو مار ڈالے گا یا کوئی اور سزا دے گا[1] اسی طرح ہر شخص جس پر زبردستی کی جائے اور وہ ڈرتا ہو تو ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اس کی مدد کرے ظالم کا ظلم اس پر سے دفع کرے اس کے بچانے کے لیے جنگ کرے اس کو دشمن کے ہاتھ میں چھوڑ دے پھر اگر اس نے مظلوم کی حمایت میں جنگ کی اور اس کے بچانے کی غرض سے ظالم کو مار بھی ڈالا تو اس پر قصاص لازم نہ ہوگا (نہ دیت لازم ہوگی)[2] اور کسی شخص سے یوں کہا جائے تو شراب پی جا یا مردار کھالے یا اپنا غلام بیچ ڈال یا اتنے قرض کا اقرار کرلے (یا اس کی دستاویز لکھ دے) یا فلاں چیز ہبہ کر دے یا کوئی اور یعنی عقد توڑ ڈال[3] نہیں تو ہم تیرے دینی باپ یا بھائی کو مار ڈالیں گے[4] تو اس کو یہ کام کر لینے درست ہو جائیں گے[5] کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ اور بعضے لوگ (حنفیہ) کہتے ہیں اگر اس سے یوں کہا جائے تو شراب پی لے یا مردار کھالے نہیں تو ہم تیرے بیٹے یا باپ یا محرم رشتہ دار (بھائی چچا ماموں وغیرہ) کو مار ڈالیں گے تو اس کو یہ کام کرنے درست نہ ہوں گے نہ وہ مضطر کہلائے گا[6] پھر ان لوگوں نے خود اپنے قول کا (دوسرے مسئلہ میں) خلاف کیا

بقیہ صفحہ سابقہ۔ اس کو حد نہ پڑے گی اور یہی ترجمہ باب ہے بعضوں نے کہا حضرت سارہ نے جو اس ظالم بادشاہ سے خلوت کی اس میں وہ ملامت کے لائق نہ ٹھیریں گے کیونکہ مجبور تھیں تو جیسے جبر کی وجہ سے خلوت قابل ملامت نہ ٹھیری اسی طرح زنا بھی قابل الزام نہ ٹھیرے گی اور جب قابل الزام نہ ٹھیری تو حد بھی واجب نہ ہوگی اور یہی ترجمہ باب ہے ۱۲ منہ

حواشی صفحہ ہذا [1] مثلاً ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے گا تو اس کو کچھ گناہ نہ ہوگا نہ کفارہ لازم ہوگا۔ امام مالک اور شافعی اور احمد اور اہلحدیث اور جمہور علماء کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ نے اس کا خلاف کیا ہے وہ کہتے ہیں کفارہ واجب ہوگا ۱۲ منہ [2] اہلحدیث اور امام بخاری کا یہی قول ہے اور بعضوں کے نزدیک اس پر قصاص لازم ہوگا حنفیہ بھی اسی کے قائل ہیں ۱۲ منہ [3] مثلاً جورو کو طلاق دے دے یا غلام لونڈی کو آزاد کر دے ۱۲ منہ [4] دینی باپ اور بھائی میں حقیقی باپ اور بھائی بھی آگئے ہیں اسی طرح ہر ایک مسلمان گو اس سے قرابت نسبی نہ ہو ۱۲ منہ [5] ایک مسلمان باپ یا بھائی کی جان بچانے اور اس کو چھڑانے کے لیے اور کچھ گنہگار نہ ہوگا بلکہ ثواب پائے گا۔ اس حالت میں اس نے جو اقرار کیا ہے یا بیع کی ہے یا طلاق یا عتاق وغیرہ وہ سب لغو ہوں گے ۱۲ منہ [6] نہ اس پر ظلم کرے نہ ظالم کے ساتھ ملے یہ حدیث اوپر باب الظلم میں موصولاً گذر چکی ہے [6] کیونکہ مضطر جب ہوتا ہے جب خود اس کے قتل کی دھمکی دی جاتی اس لیے اس کو لازم ہے کہ ان حرام کاموں کو نہ کرے اور باپ یا بیٹے یا دوسرے رشتہ دار کے قتل پر صبر کرے اگر ایسی حالت میں ان حرام کاموں کا مرتکب ہوگا تو گنہگار رہے گا حنفیہ کا یہی قول ہے اور اہلحدیث کے نزدیک گنہگار نہ ہوگا ۱۲ منہ

اِبْنَكَ اَوْ لَتَبِيْعَنَّ هٰذَا الْعَبْدَ اَوْ تُقِرُّ بِدَيْنٍ اَوْ تَهَبُ يَلْزَمُهٗ فِي الْقِيَاسِ وَلٰكِنَّا نَسْتَحْسِنُ وَنَقُوْلُ الْبَيْعُ وَالْهِبَةُ وَكُلُّ عُقْدَةٍ فِيْ ذٰلِكَ بَاطِلٌ فَرَّقُوْا بَيْنَ كُلِّ ذِيْ رَحِمٍ مُحَرَّمٍ وَّغَيْرِهٖ بِغَيْرِ كِتَابٍ وَّلَا سُنَّةٍ وَّقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ

کہتے ہیں اگر کسی شخص سے یوں کہا جائے ہم تیرے باپ یا بیٹے کو مار ڈالتے ہیں نہیں تو یہ اپنا غلام بیچ ڈال یا اتنے قرضہ کا اقرار کرے (یا دستاویز لکھ دے) یا فلاں چیز ہبہ کر دے[۱] تو قیاس یہ ہے کہ یہ سب معاملے صحیح اور نافذ ہوں گے[۲] مگر ہم اس مسئلہ میں استحسان پر عمل کرتے ہیں[۳] اور یہ کہتے ہیں کہ ایسی حالت میں بیع اور ہبہ اور ہر ایک عقد (اقرار وغیرہ) باطل ہوگا[۴]۔ ان لوگوں (یعنی حنفیہ) نے ناطہ دار اور غیر ناطہ دار میں بھی فرق کیا ہے[۵] جس پر قرآن اور حدیث سے کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یہ حدیث

[۱] اور وہ بیچارہ ڈر کر ان کاموں کو کرے۔ ۱۲ منہ [۲] اور بیع اور اقرار اور ہبہ وغیرہ سب اُس پر لازم ہوں گے اس لیے کہ وہ مضطر نہیں تھا کیوں کہ مضطر ان کے نزدیک وہی ہے جس کے قتل کو خود دھمکی دی جائے ۱۲ منہ [۳] حنفیہ نے ایک استحسان نکالا ہے قیاس خفی جس کی اصل شریعت میں کچھ نہیں ہے وہ کیا کرتے ہیں جس مسئلہ میں اپنے ہی قواعد اور اصول موضوعہ کا خلاف کرنا چاہتے ہیں تو کہتے ہیں کیا کریں قیاس تو یہی تھا کہ ان اصول اور قواعد کے مطابق حکم دیا یا تا مگر استحسان کی رو سے ہم نے اس مسئلہ میں یہ حکم دیا۔ امام بخاری نے حنفی پر طعن کیا کہ آپ ہی تو ایک قاعدہ باندھیں پھر جب چاہیں استحسان کا بہانہ کر کے اُس قاعدے کو توڑ ڈالیں یہ تو من مانی کارروائی ہوئی نہ شریعت کی پیروی ہوئی نہ قانون کی اور عینی نے جو استحسان کے جواز پر آیت نیتبعون احسنہ اور حدیث مارآہ المسلمون حسنا سے دلیل لی یہ استدلال فاسد ہے کیوں کہ آیت میں یستمعون القول سے کلام الٰہی مراد ہے اور مارآہ المسلمون حسنا یہ عبداللہ بن مسعود کا قول ہے مرفوعاً ثابت نہیں ہے اور حدیث موقوف کوئی حجت نہیں ہے علاوہ اس کے مسلمون سے اس قول میں جمیع مسلمین مراد ہیں یا صحابہ اور تابعین ورنہ عینی کے قول پر یہ لازم آئے گا کہ تمام اہل بدعات اور فساق اور فجار جس بات کو اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہو اس کے سوا ہم یہ کہیں گے کہ اسی قول میں یہ بھی ہے کہ جس چیز کو مسلمان بُرا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی بُری ہے اور اہل حدیث کا گروہ حنفیہ کے استحسان کو بُرا سمجھتا ہے تو وہ اللہ کے نزدیک بھی بُرا ہوا اب استحسان استحسان نہیں رہا بلکہ استہجان یا استقباح ہوا لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ صاحب تیسیر القاری اور کرمانی کے تعصب پر ہم کو تعجب آتا ہے آپ کیا لکھتے ہیں کہ امام بخاری نے جو اس قسم کے مسائل وغیرہ میں بحث کی یہ موضوع کتاب سے خارج اور بے موقع ہے میں کہتا ہوں افسوس ہے گوسالہ با پیر شد وگاؤ نشد ساری صحیح بخاری کی شرح لکھ ڈالی اگر آپ کو اب تک امام بخاری کا موضوع معلوم نہیں ہوا ان کا موضوع اس کتاب میں صرف جمع احادیث نہیں ہے بلکہ جمع احادیث اور تفسیر آیات قرآنی اور استنباط احکام فقہی اور رد اور ابطال اقوال مخالفین ہے واللہ علی نقول شہید ۱۲ منہ [۴] ایسے ہی شراب پی لینے یا مردار کھا لینے کو بھی استحسان کے رو سے ایسی حالت میں درست کہو ایک جگہ استحسان کو لینا دوسری جگہ اُس کو چھوڑ دینا عجیب سامان ہے ۱۲ منہ [۵] صاحب تیسیر القاری نے اس مقام پر ایک ایسی بات لکھی ہے جس پر ہنسی آتی ہے انہوں نے کہا کہ امام ابوحنیفہ کا زمانہ امام بخاری سے پہلے تھا اور وہ کچھ سو ثقہ تابعین سے روایت کرتے ہیں تو اُن کی نسبت یہ کیونکر گمان ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اس باب میں کوئی حدیث نہ سُنی ہو گی کیا خوب کیا ایسا گمان کہ امام ابوحنیفہ نے کوئی حدیث اپنے موافق ضرور سُنی ہو گی کچھ کام آ سکتا ہے اور ایسے گمان کی بنا پر ہم صحیح حدیث کو جو ہم تک پہنچی چھوڑ سکتے ہیں اللہ اُن پر رحم کرے ان کی خطا معاف کرے ۱۲ منہ [۶] حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر کسی سے یوں کہا گیا اپنا غلام بیچ ڈال یا اتنے قرضے کا اقرار کر یا ہبہ کر ورنہ ہم اس مسلمان کو مار ڈالیں گے اور اس نے یہ کام ڈر سے کر لیے تو سب صحیح اور نافذ ہوں گے (باقی بر صفحہ آئندہ)

لِامْرَاَتِہٖ ھٰذِہٖ اُخْتِیْ وَذٰلِکَ فِی اللّٰہِ وَقَالَ النَّخَعِیُّ اِذَا کَانَ الْمُسْتَحْلِفُ ظَالِمًا فَنِیَّۃُ الْحَالِفِ وَاِنْ کَانَ مَظْلُوْمًا فَنِیَّۃُ الْمُسْتَحْلِفِ۔

اور پر موصولاً گزر چکی ہے حضرت ابراہیمؑ نے اپنی بی بی (سارہ) کو فرمایا یہ میری بہن ہے اللہ کی راہ میں (یعنی دین کی رو سے[1]) اور ابراہیم نخعیؒ نے کہا اگر قسم لینے والا ظالم ہو تو قسم کھانے والے کی نیت معتبر ہوگی اور اگر قسم لینے والا مظلوم ہو تو اُسی کی نیت معتبر ہوگی[2]

۶۴۹ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ اَنَّ سَالِمًا اَخْبَرَہٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَؓ اَخْبَرَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یُسْلِمُہٗ وَمَنْ کَانَ فِیْ حَاجَۃِ اَخِیْہِ کَانَ اللّٰہُ فِیْ حَاجَتِہٖ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے اُن کو سالم نے خبر دی اُن کو عبداللہ بن عمرؓ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اُس پر ظلم کرے[3] نہ اُس کو ظالم کے ہاتھ میں چھوڑ دے اور جو شخص اپنے بھائی (مسلمان) کی حاجت پوری کرنے میں مصروف ہو تو اللہ تعالیٰ اُس کی حاجتیں اور مرادیں بر لائے گا[4]

۶۵۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِیْمِ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ سُلَیْمَانَ حَدَّثَنَا ھُشَیْمٌ اَخْبَرَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا کہا ہم سے سعید بن سلیمان واسطی نے کہا ہم سے ہشیم نے کہا ہم کو عبیداللہ بن ابی بکر بن انس نے خبر دی انہوں نے اپنے دادا انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی مسلمان کی (ہر حال میں)

(بقیہ صفحہ سابقہ) یہاں استحسان پر عمل نہیں کرتے یہ عجب خود پسندی ہے برادر من گر اپنے سے قرابت نسبی نہ رکھتا ہو مگر اتحاد دینی یہ رشتہ کیا کم ہے بلکہ قرابت نسبی سے بھی زیادہ ہے صحابہ نے اپنے نسبی رشتہ داروں کو قتل کیا مگر دینی بھائیوں پر جان تصدق کی اور حدیث میں صاف حکم ہے کہ مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے قرآن میں صاف موجود ہے انما المومنون اخوۃ دوسری حدیث میں ہے انصر اخاک ظالما او مظلوما افسوس ہے استحسان کو تو حجت سمجھیں اور حدیث و قرآن سے چشم پوشی کریں ۱۲ منہ

(حواشی صفحہ ہذا) [1] اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ غیر شخص کو بھی جس سے قرابت نسبی نہ ہو بھائی یا بہن کہہ سکتے ہیں غرض یہ ہے کہ حنفیہ کو نسبی رشتہ داروں کو قتل کی دھمکی اور دوسرے بھائی مسلمانوں کے قتل کی دھمکی دونوں کا حکم ایک رکھنا تھا۔ ۱۲ منہ [2] مطلب یہ ہے کہ جو مظلوم ہو قسم اُس کی نیت کے موافق رہے گی اور ظالم کتنا ہی بچا کر پیر پایہ کر کے قسم کھائے مگر اُس کے کلام کا مطلب مظلوم ہی کی نیت کے موافق رکھا جائے گا امام مالک اور جمہور علماء کا یہی قول ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قسم کھانے والے کی نیت کا اعتبار ہوگا اور امام شافعی یہ کہتے ہیں کہ اگر حاکم کے سامنے قسم کھائی جائے تو حاکم کی نیت معتبر ہوگی اور اگر دوسرے مقام میں کھائی جائے تو کھانے والے کی نیت کا اعتبار ہوگا مدعی کے پاس جب گواہ نہ ہوں لیکن دعویٰ سچا ہو تو وہ مظلوم قسم لینے والا ہوگا ۱۲ منہ عـہ امام ابوحنیفہ کے استاذ الاستاذ ۱۲ منہ عـہ اُس کو امام محمد نے کتاب الآثار میں وصل کیا ۱۲ منہ [3] کہ وہ اس پر ظلم کرتا رہے اور دوسرے مسلمان منہ دیکھتے بیٹھے رہیں انہیں اپنے بھائی مسلمان کی مدد کرنا چاہیے ۱۲ منہ [4] اسی حدیث کی رو سے اولیاء اللہ اور اہل اللہ نے دوسرے حاجت مندوں کے لیے جہاں تک اُن سے ہو سکا کوشش کی ہے اور ایسا کرنے میں مطلق شرم نہیں کی ذلت بھی اٹھائی مگر سب گوارا کیا البتہ اپنی حاجت اللہ کے سوا اور کسی کے سامنے نہیں لے گئے ۱۲ منہ

اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْصُرُهٗ اِذَا كَانَ مَظْلُوْمًا اَفَرَاَيْتَ اِذَا كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ اَنْصُرُهٗ قَالَ تَحْجُزُهٗ اَوْ تَمْنَعُهٗ مِنَ الظُّلْمِ فَاِنَّ ذٰلِكَ نَصْرُهٗ۔

مدد کر ظالم ہو یا مظلوم اس پر ایک شخص (نام نامعلوم) بولا اگر وہ مظلوم ہو تو بے شک میں اُس کی مدد کروں گا مگر ظالم ہونے کی صورت میں یا رسول اللہ اُس کی کیسے مدد کروں آپ نے فرمایا ظالم ہونے کی صورت میں اس طرح مدد کر کہ ظلم سے اُس کو باز رکھ (سمجھا بجھا کر یا ڈرا دھمکا کر) یہی اُس کی مدد ہے[1]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كِتَابُ الْحِيَلِ

کتاب شرعی حیلوں کے بیان میں[2]

بَابٌ فِيْ تَرْكِ الْحِيَلِ

وَاِنَّ لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى فِي الْاَيْمَانِ وَغَيْرِهَا۔

باب حیلہ ترک کرنے کا بیان۔

کیونکہ یہ حدیث ہر مرد کو وہی ملے گا جیسے اُس کی نیت ہو قسم وغیرہ (سب عبادات اور معاملات) کو شامل ہے۔

۶۵۱ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمٰنِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ، قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ يَخْطُبُ قَالَ سَمِعْتُ

ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے انہوں نے محمد بن ابراہیم تیمی سے انہوں نے علقمہ بن وقاص لیثی سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عمرؓ سے خطبے میں سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ

---

[1] یہ حدیث اوپر باب المظالم میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ [2] حیلہ کہتے ہیں ایک پوشیدہ تدبیر سے اپنا مقصود حاصل کر لینے کو اگر حیلہ کر کے حق کا ابطال یا باطل کا اثبات کیا جائے تب تو یہ حیلہ حرام ہوگا اور اگر حق کا اثبات اور باطل کا ابطال کیا جائے تو وہ واجب یا مستحب ہوگا اور اگر کسی آفت سے بچنے کے لیے کیا جائے تو مباح ہوگا اگر ترک مستحب کے لیے کیا جائے تو مکروہ ہوگا اب اختلاف ہے علماء کا پہلی قسم کا حیلہ کرنا صحیح ہے یا غیر صحیح اور نافذ ہے یا غیر نافذ اور ایسا حیلہ کرنے سے گنہگار ہوگا یا نہیں جو لوگ صحیح اور جائز کہتے ہیں وہ حضرت ایوبؑ کے قصے سے حجت لیتے ہیں کہ انہوں نے سو لکڑیوں کے بدل سو جھاڑو کے تنکے لے کر مار دیئے اور قسم پوری کر لی اور اس حدیث سے کہ آنحضرتؐ نے ایک ناتواں شخص کے لیے جس نے زنا کی تھی یہ حکم دیا کہ کھجور کی ڈالی لے کر جس میں سو شاخیں ہوں ایک ہی بار اُس کو مار دو اور اس حدیث سے کہ ردی کھجور کو روپیوں کے بدل بیچ کر پھر روپیہ کے بدل عمدہ کھجور لے کر۔ جو لوگ ناجائز کہتے ہیں وہ اصحاب سبت اور یہود کی حدیث سے کہ چربی اُن پر حرام ہوئی تو بیچ کر اُس کی قیمت کھائی اور نجش کی حدیث اور لعن اللہ المحلل والمحلل سے دلیل لیتے ہیں اور حنفیہ کے مذہب میں بہت سے شرعی حیلے منقول ہیں بلکہ اُن کے امام ابو یوسف نے اُن حیلوں میں خاص ایک کتاب لکھی ہے تاہم محققین حنفیہ کہتے ہیں کہ وہی حیلے جائز ہیں جو احقاق حق کے قصد سے کیے جائیں ۱۲ فتح ملخصاً مترجم کہتا ہے قول محقق اس باب میں یہ ہے کہ ضرورت شرعی سے یا کسی مسلمان کی جان. اور عزت بچانے کے لیے حیلہ کرنا درست ہے لیکن جہاں یہ بات نہ ہو بلکہ صرف اپنا فائدہ کرنا مقصود ہو اور دوسرے بھائی مسلمان کا اس سے نقصان ہوتا ہو تو ایسا حیلہ کرنا حرام اور ناجائز ہے جیسے ایک بخیل کی نقل ہے وہ کیا کرتے سال بھر کی زکوٰۃ بہت سے روپیہ اشرفیاں نکال کر ایک مٹی کے گھڑے میں بھرتے اوپر سے اناج وغیرہ ڈال کر ایک فقیر کو دیتے پھر وہ گھڑا قیمت دے کر اس فقیر سے خرید کر لیتے وہ یہ سمجھتا کہ اُس میں غلہ ہی غلہ ہے اور غلہ کے نرخ سے تھوڑی سی زائد قیمت پر انہی کے ہاتھ بیچ ڈالتا ایسا حیلہ کرنا بالاتفاق حرام اور

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ هَاجَرَ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ۔

علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے لوگو ہر ایک عمل میں نیت کا اعتبار ہے اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جیسے اس کی نیت ہو[1] پھر جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو گی اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف سمجھی جائے گی اور جس کی ہجرت دنیا کمانے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لیے ہو گی اُس کی ہجرت اُن ہی کاموں کے لیے سمجھی جائے گی[2]

بَابٌ ۳۳۱ فِي الصَّلٰوةِ

باب نماز میں حیلہ کرنے کا بیان

۶۵۲۔ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلٰوةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ۔

مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق بن ہمام نے انہوں نے معمر سے انہوں نے ہمام سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اللہ تم میں سے کسی کی نماز قبول نہیں کرتا جب وہ بے وضو ہو جب تک کہ وضو نہ کرے[3]

بَابٌ ۳۳۲ فِي الزَّكٰوةِ

باب زکوٰۃ میں حیلہ کرنے کا بیان

وَأَنْ لَا يُفَرَّقَ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ وَلَا يُجْمَعَ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زکوٰۃ کے ڈر سے جو مال اکٹھا ہو اس کو جدا جدا اسی طرح جو جدا جدا ہو اس کو اکٹھا نہ کریں۔

۶۵۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ فَرِيضَةَ

ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا کہا ہم سے والد[4] نے کہا ہم سے ثمامہ بن عبداللہ بن انس نے اُن سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ ابوبکر صدیقؓ نے زکوٰۃ کا حکمنامہ اُن کے لیے لکھا جو

---

[1] اس حدیث سے امام بخاری نے حیلوں کے عدم جواز پر دلیل لی کیونکہ حیلہ کرنے والے کی نیت دوسری ہوتی ہے اس لیے حیلہ اُس کے حق میں کچھ مفید نہیں ہو سکتا۔ ۱۲ منہ [2] نہ خدا اور رسول کے لیے اس کو کچھ ثواب نہیں ملنے کا ۱۲ منہ [3] اس حدیث کو لا کر امام بخاری نے حنفیہ کا رد کیا جو کہتے ہیں اگر اخیر قعدہ کر کے آدمی گوز لگا دے نماز پوری ہو جائے گی گویا یہ حیلہ ہے نماز پوری کرنے کے لیے اہل حدیث کہتے ہیں کہ نماز صحیح نہ ہو گی کیونکہ سلام پھیرنا بھی نماز کا ایک رکن ہے بموجب صحیح حدیث وتحلیلہا التسلیم کے تو گویا ایسا ہوا کہ نماز کے اندر حدث ہوا اور ایسی نماز باب کی حدیث کے رو سے صحیح نہیں ہے۔ ۱۲ منہ [4] عبداللہ بن مثنیٰ بن عبداللہ بن انس بن مالک رضؓ ۱۲ منہ۔

الصَّدَقَةَ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ۔

۶۵۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ طَلْحَةَ ابْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَائِرَ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِي مَاذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا فَقَالَ أَخْبِرْنِي بِمَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصِّيَامِ قَالَ شَهْرَ رَمَضَانَ إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا قَالَ أَخْبِرْنِي بِمَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الزَّكَاةِ قَالَ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَالَ وَالَّذِي أَكْرَمَكَ لَا أَتَطَوَّعُ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ إِنْ صَدَقَ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِي عِشْرِينَ وَمِائَةِ بَعِيرٍ حِقَّتَانِ فَإِنْ أَهْلَكَهَا مُتَعَمِّدًا أَوْ وَهَبَهَا أَوِ احْتَالَ فِيهَا فِرَارًا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھیرایا تھا اس میں یہ بھی تھا کہ جو مال جدا جدا (دو مالکوں کا) ہو وہ اکٹھا اور جو مال اکٹھا ہو (ایک ہی مالک کا) وہ جدا جدا نہ کیا جائے[1]

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے انہوں نے ابوسہیل (نافع) سے انہوں نے اپنے والد (مالک بن ابی عامر) سے انہوں نے طلحہ بن عبید اللہ سے ایک گنوار سر پریشان (ضمام بن ثعلبہ یا اور کوئی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ مجھ کو بتلایئے اللہ نے کون سی نمازیں مجھ پر فرض کیں ہیں آپ نے فرمایا (ہر دن رات میں) پانچ نمازیں ان کے سوا جو تو پڑھے وہ نفل ہوگی پھر اس نے پوچھا بتلایئے اللہ تعالیٰ نے کون سے روزے مجھ پر فرض کیے ہیں آپ نے فرمایا رمضان کے روزے اس کے سوا جو تو روزے رکھے وہ نفل ہوں گے کہنے لگا بتلایئے زکوٰۃ اللہ نے مجھ پر کون سی فرض کی ہے طلحہ کہتے ہیں آپ نے اس کو (زکوٰۃ کے مسائل بھی) اور دوسرے مسئلے بھی شریعت کے بتلائے پھر وہ کہنے لگا قسم اس پروردگار کی جس نے آپ کو عزت دی میں تو جو اللہ نے فرض کیا ہے اس میں کچھ نہ بڑھاؤں گا نہ، گھٹاؤں گا یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ سچ کہتا ہے تو کامیاب ہوگا یا بہشت میں داخل ہوگا[2] اور بعضے لوگوں (یعنی حنفیہ) نے کہا ہے ایک سو بیس اونٹوں میں دو حقے (تین تین برس کی دو اونٹنیاں جو چوتھے برس میں لگی ہوں) زکوٰۃ کے لازم آتے ہیں پھر اگر کسی نے ان اونٹوں کو عمداً تلف کر ڈالا (مثلاً ذبح

---

[1] باب کی مناسبت یہ ہے کہ حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو کوئی حیلہ کر کے اللہ کے فرائض میں گھٹائے یا بڑھائے گا وہ کامیاب نہیں ہو سکتا اور نہ اللہ کے پاس اس کا کوئی عذر قبول ہوگا اور تعجب ہے فقہا سے کہ انہوں نے زکوٰۃ ساقط کرنے کا یہ حیلہ اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب سال پورا ہونے لگے اس وقت مال زکوٰۃ کسی کے نام ہبہ کر دے پھر سال گذر جانے کے بعد اس سے واپس لے لے اسی طرح ہر سال کرتا رہے تو کبھی زکوٰۃ نہ دینا پڑے گی اس حیلے کے حرام ہونے میں شک نہیں اور ایسے ہی فقیہوں کی نسبت شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ خدا کا قرب ان سے دور رہنے میں حاصل کرنا چاہیے معاذ اللہ ۱۲ منہ

[2] اس حدیث کی پوری شرح اور مثال کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے ۱۲ منہ۔

مِنَ الزَّكَاةِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ ‏.‏

۶۵۵۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ فَيَطْلُبُهُ وَيَقُولُ أَنَا كَنْزُكَ قَالَ وَاللَّهِ لَنْ يَزَالَ يَطْلُبُهُ حَتَّى يَبْسُطَ يَدَهُ فَيُلْقِمَهَا فَاهُ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَا رَبُّ النَّعَمِ لَمْ يُعْطِ حَقَّهَا تُسَلَّطُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَخْبِطُ وَجْهَهُ بِأَخْفَافِهَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِي رَجُلٍ لَهُ إِبِلٌ فَخَافَ أَنْ تَجِبَ عَلَيْهِ الصَّدَقَةُ فَبَاعَهَا بِإِبِلٍ مِثْلِهَا أَوْ بِغَنَمٍ أَوْ بِبَقَرٍ أَوْ بِدَرَاهِمَ فِرَارًا مِنَ الصَّدَقَةِ بِيَوْمٍ احْتِيَالًا فَلَا بَأْسَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ إِنْ زَكَّى إِبِلَهُ قَبْلَ أَنْ يَحُولَ الْحَوْلُ بِيَوْمٍ أَوْ بِسَنَةٍ جَازَتْ عَنْهُ ‏.‏

کر دیا، کسی کو ہبہ کر دیا یا اور کوئی حیلہ کیا[1] تو زکوٰۃ اس پر سے ساقط ہو گئی

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم سے معمر بن راشد نے انہوں نے ہمام بن منبہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن آدمی کا خزانہ (جس کی وہ زکوٰۃ نہ دیتا ہو) ایک گنجے سانپ کی شکل بن جائے گا خزانہ کا مالک اس کو دیکھ کر بھاگے گا (یہ بلا کہاں سے آئی) وہ پیچھے لگے گا اور کہے گا (ارے بھاگتا کیوں ہے) میں تیرا خزانہ ہوں نا آنحضرتؐ نے فرمایا وہ برابر اس کے پیچھے رہے گا یہاں تک کہ خزانہ کا مالک (مجبور ہو کر) اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کے منہ میں دے دے گا (خیر ہاتھ جائے مگر جان تو بچے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا جب چوپائے جانوروں کا مالک اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے گا تو قیامت کے دن ان جانوروں کو اس پر قابو دی جائے گی وہ کیا کریں گے اپنے پاؤں سے اس کا منہ کچل ڈالیں گے[2] اور بعضے لوگ (حنفیہ) کہتے ہیں اگر کسی شخص کے پاس اونٹ ہوں اس کو ڈر ہو کہ اب زکوٰۃ دینا پڑے گی (سال قریب الختم ہو) پھر وہ کیا کرے اپنی اونٹوں کو ویسے ہی اونٹوں کے بدل یا گایوں یا بکریوں یا روپیہ کے بدل سال ختم ہونے سے ایک دن پہلے بھی بیچ ڈالے اس نیت سے کہ زکوٰۃ واجب نہ ہو تو کوئی قباحت نہیں اور خود یہی لوگ (یعنے حنفیہ) اس کے بھی قائل ہیں کہ اگر کسی نے اپنے اونٹوں کی ایک دن یا ایک سال پہلے پیشگی زکوٰۃ دے دی تو درست ہے[3]

---

[1] سال پورے ہونے سے ایک دن پہلے بھی ۱۲ منہ [2] شافعیہ بھی اس کے قائل ہیں مگر ایسا حیلہ کرنے والے کو ملامت کے قابل سمجھتے ہیں لیکن مالکیہ اور اہل حدیث کہتے ہیں کہ جو کوئی زکوٰۃ سے بچنے کے لیے اس قسم کے حیلے کرے گا تو زکوٰۃ اس پر سے ساقط نہ ہو گی حنفیہ نے ایک اور عجیب حیلہ لکھا ہے یعنی اگر کسی عورت کو اس کا خاوند نہ چھوڑتا ہو اور وہ اس کے ہاتھ سے تنگ ہو تو خاوند کے بیٹے سے اگر زنا کرائے تو خاوند پر حرام ہو جائے گی امام شافعی کا مناظرہ اس مسئلہ میں امام محمد کے ساتھ مشہور ہے اہل حدیث کے نزدیک یہ حیلہ چل نہیں سکتا کیونکہ ان کے نزدیک مصاہرت کا رشتہ زنا سے قائم نہیں ہو سکتا ۱۲ منہ [2] اس حدیث کو امام بخاری اس لیے لائے کہ زکوٰۃ نہ دینے والے کی سزا اس میں مذکور ہے اور یہ عام ہے اس کو بھی شامل ہے جو کوئی حیلہ نکال کر زکوٰۃ اپنے اوپر ساقط کرے ۱۲ منہ [3] امام بخاری کا مطلب حنفیہ کا تناقض اور تعارض ثابت کرنا ہے کہ آپ ہی تو زکوٰۃ کا دینا (باقی بر صفحہ آیندہ)

(باقی بر صفحہ آیندہ)

۶۵۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ اسْتَفْتَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ تُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْضِهِ عَنْهَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِذَا بَلَغَتِ الْإِبِلُ عِشْرِينَ فَفِيهَا أَرْبَعُ شِيَاهٍ فَإِنْ وَهَبَهَا قَبْلَ الْحَوْلِ أَوْ بَاعَهَا فِرَارًا وَاحْتِيَالًا لِإِسْقَاطِ الزَّكَاةِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَكَذَلِكَ إِنْ أَتْلَفَهَا فَمَاتَ فَلَا شَيْءَ فِي مَالِهِ ؛

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا سعد بن عبادہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا ان کی ماں پر ایک منت تھی لیکن وہ اس کے ادا کرنے سے پہلے مرگئیں (اب کیا کرنا چاہیئے) آپ نے فرمایا تو اپنی ماں کی طرف سے ادا کرنے[۱] اور بعضے لوگ (امام ابو حنیفہؒ) یہ کہتے ہیں کہ جب بیس اونٹ ہو جائیں تو ان میں زکوٰۃ کی چار بکریاں لازم ہیں اگر اونٹوں کا مالک سال گذرنے سے پہلے ان کو بیچ ڈالے یا ہبہ کر دے اس نیت سے کہ زکوٰۃ ساقط ہو جائے تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا اسی طرح اگر ان اونٹوں کو تلف کر ڈالے اس کے بعد مر جائے تو اس کے مال میں سے زکوٰۃ ادا کرنا ضرور نہیں[۲]

بَابٌ ۳۳۳ فِي النِّكَاحِ ؛

باب نکاح میں حیلہ کرنے کا بیان

۶۵۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ قُلْتُ لِنَافِعٍ مَا الشِّغَارُ قَالَ يَنْكِحُ ابْنَةَ الرَّجُلِ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبید اللہ عمری سے انہوں نے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا انہوں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع کیا عبید اللہ کہتے ہیں میں نے نافع سے پوچھا شغار کیا چیز ہے انہوں نے کہا شغار یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے کی بیٹی سے

(بقیہ صفحہ سابقہ) سال گذرنے سے پہلے درست جانتے ہیں اس سے یہ نکلتا ہے کہ زکوٰۃ کا وجوب سال گذرنے سے پہلے ہی ہو جاتا ہے گو وجوب ادا سال گذرنے پر ہوتا ہے جب سال سے پہلے ہی زکوٰۃ کا وجوب ہو گیا تو اب مال کا بدل ڈالنا اس کے لیے کیونکر مسقط زکوٰۃ ہوگا اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ ان سب صورتوں میں اس کے ذمہ سے زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی اور شافعی کا یہ قول ہے کہ جب اونٹ کے بدل اونٹ ہی لے تو زکوٰۃ بدستور پہلے اونٹوں کی ملنے کی تاریخ سے واجب رہے گی۔ اگر دوسرے جانور مثلاً گائے بکریاں لے یا نقد روپیہ کے بدل بیچے تب سال کا شمار از سر نو شروع ہوگا امام احمد نے کہا اگر نقد روپیوں کے بدل بیچے تو بیع کے دن سے چھ ماہ بعد روپیہ کی زکوٰۃ ادا کرے ۱۲ (حواشی صفحہ ہذا) [۱] اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ جب منت مرجانے سے ساقط نہ ہوئی اور ولی کو اس کے ادا کرنے کا حکم دیا گیا تو زکوٰۃ بہ طریق اولیٰ موت یا حیلے سے ساقط نہ ہوگی ۱۲ منہ [۲] یعنی وارثوں پر لازم نہیں کہ اس کے ذمہ جو زکوٰۃ واجب تھی وہ اس کے مال میں سے ادا کریں یہ مسئلہ حنفیہ کا صریح سعد کی حدیث کے خلاف ہے کیونکہ سعد کی ماں مرگئی تھیں مگر آنحضرتؐ نے ان کے ذمہ جو نذر رہ گئی تھی سعد کو اس کے ادا کرنے کا حکم دیا یہی حکم زکوٰۃ میں بھی ہونا چاہیے ۱۲ منہ

وَيُنْكِحَهُ ابْنَتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ وَيُنْكِحَ أُخْتَ الرَّجُلِ وَيُنْكِحَهُ أُخْتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ احْتَالَ حَتَّى تَزَوَّجَ عَلَى الشِّغَارِ فَهُوَ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ وَقَالَ فِي الْمُتْعَةِ النِّكَاحُ فَاسِدٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْمُتْعَةُ وَالشِّغَارُ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ ؛

اس شرط پر نکاح کرے کہ اپنی بیٹی اس کو بیاہ دے گا بس یہی مہر ہو اور کچھ مہر نہ ہو یا ایک آدمی دوسرے کی بہن سے اس شرط پر نکاح کرے کہ اپنی بہن اس کو بیاہ دے گا بس اس کے سوا کوئی مہر مقرر نہ ہو اور بعضے لوگوں (امام ابوحنیفہؒ) نے کہا اگر کسی نے حیلہ کرکے نکاح شغار کرلیا تو نکاح کا عقد درست ہو جائیگا اور شرط لغو ہوگی (ہر ایک کو مہر مثل عورت کا ادا کرنا ہوگا) اور انہی (امام ابوحنیفہؒ) نے متعہ میں یہ کہا ہے کہ وہاں نکاح بھی فاسد ہے اور شرط بھی باطل ہے[1] اور بعضے حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ متعہ اور شغار دونوں جائز ہوں گے[2] اور شرط باطل ہے

۶۵۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِ اللَّهِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِمَا أَنَّ عَلِيًّا قِيلَ لَهُ إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَرَى بِمُتْعَةِ النِّسَاءِ بَأْسًا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ احْتَالَ حَتَّى تَمَتَّعَ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبیداللہ بن عمر سے کہا ہم سے زہری نے انہوں نے امام حسنؓ اور امام عبداللہ سے جو دونوں امام محمد بن حنفیہ کے صاحبزادے تھے انہوں نے اپنے والد سے کہ جناب علی مرتضیٰؓ سے کسی نے کہا کہ عبداللہ بن عباسؓ متعہ میں کوئی قباحت نہیں کہتے ہیں تو فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن متعہ سے اور پالتو گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا[3] اور بعضے لوگوں (امام ابوحنیفہؒ) نے کہا اگر کسی نے حیلہ سے متعہ کا نکاح کرلیا

---

[1] وہاں یوں نہیں کہا کہ نکاح صحیح ہے اور مہر مثل لازم ہوگا بظاہر یہ ترجیح بلا مرجح ہے کیونکہ متعہ اور شغار دونوں کی ممانعت یکساں حدیث سے ثابت ہے بلکہ متعہ تو کئی بار حلال ہوا لیکن نکاح شغار کبھی حلال نہیں ہوا ۱۲ منہ [2] اور شرط باطل ہوگی ہر ایک میں مہر مثل لازم ہوگا یہ قول امام زفر کا ہے جو امام ابوحنیفہ کے شاگرد تھے اور عینی نے جو حافظ صاحب پر اعتراض جمایا ہے کہ زفر کا یہ قول نہیں بلکہ زفر نے یوں کہا ہے کہ اگر کسی شخص نے ایک مدت معین کرکے ایک عورت سے نکاح کیا تو نکاح صحیح ہو جائے گا اور مدت کی شرط باطل ہوگی اور ابوحنیفہ اور صاحبین کے نزدیک نکاح ہی باطل ہوگا یہ عجیب اعتراض ہے کیونکہ نکاح موقت اور متعہ ایک ہی چیز ہے گو الفاظ مختلف ہوں ۱۲ منہ [3] اس حدیث کو امام بخاری اس لیے لائے کہ متعہ کے باب میں جو ممانعت آئی ہے وہ اسی لفظ سے کہ نہی عن المتعہ اور شغار سے بھی ممانعت اسی لفظ سے ہے جیسے اوپر گذر چکی پھر ایک عقد کو صحیح کہنا اور دوسرے کو باطل کہنا جیسے حنفیہ نے اختیار کیا ہے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے حافظ نے کہا حنفیہ دونوں میں یہ فرق کرتے ہیں کہ شغار اپنے اصل سے مشروع ہے لیکن اپنی صفت سے فاسد ہے اور متعہ اپنی اصل ہی سے غیر مشروع ہے ہم کہتے ہیں کہ اس ہندی کی چندی سے کیا فائدہ ہے متعہ اپنے اصل سے مشروع ہے ابن مسعود کی قرات میں ہے فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمّٰی اور کئی بار ہماری شریعت میں مشروع ہو چکا ہے اور نسخ کا حکم اہل قبلہ میں مختلف فیہ ہے امامیہ اور ہمارے مذہب میں سے بھی شاذ و نادر بعض علماء اس کی اباحت کے قائل رہے ہیں (باقی بر صفحہ آئندہ)

فَالنِّكَاحُ فَاسِدٌ وَقَالَ بَعْضُهُمُ النِّكَاحُ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ ۔

تو نکاح فاسد ہو گا اور بعضے حنفیہ (امام زفر) یہ کہتے ہیں نکاح جائز ہو جائے گا اور (میعاد کی) شرط باطل ہو گی (جیسے اوپر گذر چکا ۔

بَابٌ ۳۳۴ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْاِحْتِيَالِ فِي الْبُيُوعِ ۔

باب خرید فروخت میں حیلہ اور فریب کرنا منع ہے

وَلَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهٖ فَضْلُ الْكَلَاِ ۔

اور کسی کو نہیں چاہیے کہ ضرورت سے زیادہ جو پانی ہو اس کو روک رکھے تاکہ اس کی وجہ سے گھانس بھی رکی رہے[1]

۶۵۹۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهٖ فَضْلُ الْكَلَاِ ۔

ہم سے اسماعیل بن ابی ادیس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ابو الزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچا ہوا بے ضرورت پانی اس لیے نہ روکا جائے کہ اس کی وجہ سے بچی ہوئی بے ضرورت گھانس بھی محفوظ رہے[2]

بَابٌ ۳۳۵ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَاجُشِ ۔

باب بخش کا منع ہونا وہ بھی ایک حیلہ ہے یعنی لاڑیا پن[3]

۶۶۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ النَّجْشِ ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بخش سے منع فرمایا۔

بَابٌ ۳۳۶ مَا يُنْهٰى مِنَ الْخِدَاعِ فِي الْبُيُوْعِ ۔

باب خرید و فروخت میں فریب کرنے کی ممانعت

وَقَالَ اَيُّوْبُ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ كَمَا يُخَادِعُوْنَ اٰدَمِيًّا لَوْ اَتَوُا الْاَمْرَ عِيَانًا كَانَ اَهْوَنَ عَلَيَّ ۔

ایوب سختیانی نے کہا کمبخت خدا سے بھی فریب کرتے ہیں جیسے آدمیوں سے ریچ کھوچ میں) فریب کرتے ہیں اگر صاف صاف کھول کر کہہ دیں کہ ہم اتنا نفع لیں گے تو یہ میرے نزدیک آسان ہے[5]

(بقیہ صفحہ سابقہ) برخلاف شغار کے وہ تو ایک بار بھی مشروع نہیں ہوا اور اس کے نامشروع ہونے میں کسی اہل قبلہ کا اختلاف نہیں ہے اس لیے حنفیہ کو بالعکس رائے دینا تھی کہ شغار میں نکاح بالکل درست نہ ہو گا اور متعہ میں درست ہو جائے گا انہوں نے ترجیح بلا مرجح نہیں بلکہ ترجیح مرجوح کی ۱۲ (حاشی صفحہ ہذا) [1] اس حدیث کی تفسیر اوپر کتاب الشرب میں گذر چکی ہے امام بخاری نے بیع کے متعلق اس باب میں کوئی حدیث بیان نہیں کی شاید وہ لکھنا چاہتے ہوں گے مگر اتفاق نہ ہوا ۱۲ [2] اس حدیث کی مناسبت کتاب الحیل سے یہ ہے کہ جنگل کی گھانس تر کسی خاص شخص کی ملک نہیں بلکہ ہر ایک کو حق ہے کہ اپنے جانور وہاں چرائے لیکن اپنے کنویں پر ہر شخص کو اختیار ہے اب کوئی شخص کیا کرے ایسے جنگل میں جہاں اور کوئی کنواں نہیں ہے اسی کا کنواں ہے اپنی ضرورت سے زیادہ پانی کو روکے کسی کو نہ لینے دے تو گویا اس نے ایک حیلہ کیا یعنی ایسا کر کے اس نے وہاں کی گھانس بھی محفوظ کر لی کیونکہ جس جنگل میں پانی نہ ملے گا وہاں کوئی شخص اپنے جانوروں کو چرانے کے لیے نہیں لائے گا ۱۲ منہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

٦٦١. حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوعِ فَقَالَ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی ادیس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے ایک شخص (حبان بن منقذ) خرید و فروخت میں دغا کھا جاتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تو ایسا کر معاملہ کرتے وقت یوں کہہ دیا کر (بھائی) دغا فریب کا کام نہیں ہے[1]

باب ٣٣٧ مَا يُنْهٰى مِنَ الْاِحْتِيَالِ لِلْوَلِيِّ فِي الْيَتِيمَةِ الْمَرْغُوبَةِ وَأَنْ لَا يُكَمِّلَ صَدَاقَهَا۔

باب یتیم لڑکی سے جو مرغوبہ ہو اس کا ولی فریب دے کر (یعنی مہر مثل سے کم مہر مقرر کر کے) نکاح کرے تو یہ منع ہے[2]

٦٦٢ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ عُرْوَةُ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ هِيَ الْيَتِيمَةُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِي مَالِهَا وَجَمَالِهَا فَيُرِيدُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِأَدْنٰى مِنْ سُنَّةِ نِسَائِهَا فَنُهُوا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ ثُمَّ اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا عروہ بن زبیر بیان کرتے تھے میں نے حضرت عائشہؓ سے (سورۂ نساء کی) اس آیت کو پوچھا وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامٰی فانکحوا ما طاب لکم من النساء انہوں نے کہا اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ایک یتیم لڑکی اپنے ولی کی پرورش میں ہو پھر اس کے حسن و جمال پر ولی فریفتہ ہو کر اس سے نکاح کرنا چاہے مگر مہر مثل سے کم مہر مقرر کر کے تو ایسے نکاح سے ممانعت ہوئی مگر جب انصاف سے پورا پورا مہر مقرر کرے۔ اس آیت کے اترنے کے بعد پھر لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا تب (اسی سورت کی) یہ آیت اتری ویستفتونک فی النساء اخیر تک[3]

باب ٣٣٨ إِذَا غَصَبَ جَارِيَةً فَزَعَمَ أَنَّهَا مَاتَتْ فَقُضِيَ بِقِيمَةِ

باب اگر کسی شخص نے دوسرے کی لونڈی زبردستی چھین لی اب لونڈی کے مالک نے اس پر دعویٰ کیا تو چھیننے والے نے یہ کہا

(بقیہ صفحہ سابقہ) ٥٣ بخش کی تفسیر کتاب البیوع میں گذر چکی ہے یعنی کسی چیز کا خریدنا منظور نہ ہو مگر دوسرے خریداروں کو بہکانے کے لیے اس کی قیمت بڑھا دا ۱۲ ٥٤ اس کو وکیع نے اپنے مصنف میں وصل کیا ۱۲ منہ ٥٥ کیونکہ اس میں کوئی فریب نہیں خریدار کو اختیار ہے لے یا نہ لے ۱۲ منہ حواشی صفحہ ہذا ١ اب اگر ایسا کہہ دینے پر بھی کوئی فریق دغا اور فریب کرے تو معاملہ ناجائز ہو گا اہل حدیث اور اہل ظاہر کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ اور شافعیہ اور جمہور علماء کے نزدیک معاملہ صحیح ہو جائے گا پر دغا کرنے والا خدا کا گنہگار ہو گا ۱۲ منہ ٢ اس پر بھی اگر کرے گا تو اہل ظاہر کے نزدیک وہ نکاح بھی صحیح نہ ہو گا اور جمہور علماء کہتے ہیں نکاح تو صحیح ہو جائے گا مگر اس کو حکم دیں گے کہ پورا مہر ادا کرے ۱۲ منہ ٣ یہ حدیث اوپر کئی بار گذر چکی ہے کتاب النکاح اور کتاب التفسیر وغیرہ میں ۱۲ منہ ۔

الْجَارِيَةِ الْمَيِّتَةِ ثُمَّ وَجَدَهَا صَاحِبُهَا فَهِيَ لَهُ وَيَرُدُّ الْقِيمَةَ وَلَا تَكُونُ الْقِيمَةُ ثَمَنًا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الْجَارِيَةُ لِلْغَاصِبِ لِأَخْذِهِ الْقِيمَةَ وَفِي هٰذَا احْتِيَالٌ لِمَنِ اشْتَهَى جَارِيَةَ رَجُلٍ لَا يَبِيعُهَا فَغَصَبَهَا وَاعْتَلَّ بِأَنَّهَا مَاتَتْ حَتّٰى يَأْخُذَ رَبُّهَا قِيمَتَهَا فَيَطِيبُ لِلْغَاصِبِ جَارِيَةُ غَيْرِهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْوَالُكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ وَلِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؞

کہ وہ لونڈی مرگئی حاکم نے قیمت اس سے دلادی اب اس کے بعد مالک کو وہ لونڈی (زندہ) مل گئی تو وہ اپنی لونڈی لے لے گا۔ اور چھیننے والے نے جو قیمت دی تھی وہ اس کو واپس کر دے گا یہ نہ ہوگا کہ جو قیمت چھیننے والے نے دی وہ لونڈی کا مول ہو جائے اور لونڈی چھیننے والے کی ملک ہو جائے بعضے لوگوں (امام ابوحنیفہؒ) نے کہا وہ لونڈی چھیننے والے کی ملک ہو جائے گی کیونکہ مالک اس لونڈی کا مول اس سے لے چکا یہ فتویٰ کیا ہے گویا جس لونڈی کی آدمی کو خواہش ہو اس کے حاصل کر لینے کی ایک تدبیر ہے وہ کیا کرے گا جس کی چاہے گا اس کی جبراً چھین لے گا جب مالک دعویٰ کرے گا تو کہہ دے گا وہ مرگئی اور قیمت مالک کے پلوں میں ڈال دے گا اس کے بعد بے فکری سے پرائی لونڈی سے مزے اڑاتا رہے گا[1] کیونکہ وہ اس کے لیے حلال ہوگی[2] حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں[3] ایک دوسرے کے مال تم پر حرام ہیں اور فرماتے ہیں[4] قیامت کے دن ہر دغا باز کے لیے ایک جھنڈا کیا جائے گا[5]

٦٦٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُعْرَفُ بِهِ ؞

ہم سے ابو نعیم (فضل ابن دکین) نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ہر دغا باز کے لیے قیامت میں ایک جھنڈا ہوگا[6]

---

[1] حنفیہ کے مذہب پر لونڈی جب چاہو کسی کا گھوڑا یا جانور جو پسند ہو چھین لو اور جواب دعوے میں کہو وہ مرگیا یا میں نے اس کو ذبح کر ڈالا اور قیمت مدعی کے حوالے کر دو پھر مزے سے وہ جانور اپنے کام میں لاؤ ایک یہی کیا حنفیہ کے نزدیک اگر کسی عورت پر جھوٹے گواہ قائم کر دیے کہ وہ میری منکوحہ ہے اور قاضی صاحب نے ثبوت نکاح کی ڈگری دیدی تو بس پھر کیا ہی خوب پرائی عورت سے مزے اڑاؤ وہ حلال ہوگئی کیونکہ قاضی کی قضا ان کے نزدیک ظاہراً اور باطناً دونوں میں نافذ ہو جاتی ہے ١٢ منہ [2] حدیث کتاب الحج میں موصولاً گذر چکی ہے۔ [3] یہ حدیث آگے آتی ہے ١٢ منہ [4] تاکہ سب کو اس کی دغا بازی معلوم ہو اور فرماتے ہیں میں بشر ہوں اور کوئی تم میں بڑا زبان آور ہوتا ہے میں اگر اس کے بیان پر اس کے بھائی کا حق اس کو دلا دوں تو دوزخ کا ایک ٹکڑا دلاتا ہوں جب حضرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے سے دوسرے کا مال حلال نہ ہو تو قاضی جونپور کا فیصلہ کیونکر موجب حلت ہوگا تمام مسلمانوں کو لازم ہے کہ ان مسائل میں امام ابو حنیفہؒ کا قول خود ان کی وصیت کے موافق چھپر پر ماریں اور حدیث پر عمل کریں وما علینا الا البلاغ ١٢ منہ [5] جس سے لوگ پہچان لیں گے یہ دنیا میں دغا بازی کرتا تھا ١٢ منہ۔

باب ۳۳۹

۶۶۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ وَأَقْضِيَ لَهُ عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ۔

باب[۱]

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا انہوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد عروہ سے انہوں نے زینب بنت ابی سلمہ سے انہوں نے اپنی والدہ ام المومنین ام سلمہؓ سے انہوں نے کہا انحضرت صلعم نے فرمایا میں بھی آدمی ہوں[۲] تم میرے سامنے جھگڑتے ہوئے آتے ہو کبھی ایسا ہوتا ہے کوئی اپنی دلیل دوسرے فریق کی نسبت اچھی طرح[۳] بیان کرتا ہے اور میں[۴] جو سنتا ہوں اس پر فیصلہ کر دیتا ہوں پھر اگر میں کسی کو اس کے بھائی مسلمان کا کوئی حق (غلطی سے) دلادوں تو وہ ہرگز نہ لے میں اس کو دوزخ کا ایک ٹکڑا دلا رہا ہوں[۵]

باب ۳۴۰ فِي النِّكَاحِ

۶۶۵ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ وَلَا الثَّيِّبُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ إِذَا سَكَتَتْ۔ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنْ لَمْ تُسْتَأْذَنِ الْبِكْرُ وَلَمْ تَزَوَّجْ فَاحْتَالَ رَجُلٌ فَأَقَامَ شَاهِدَيْ زُورٍ أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا بِرِضَاهَا فَأَثْبَتَ الْقَاضِي

باب نکاح پر جھوٹی گواہی گزر جائے تو کیا حکم ہے[۶]؟

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن ابی عبداللہ نے کہا ہم سے یحیٰی بن ابی کثیر نے انہوں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کنواری عورت کا بھی نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس سے اجازت نہ لی جائے اسی طرح بیوہ عورت کا بھی نکاح جب تک (زبان سے اس کا حکم نہ لیں نہ کیا جائے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کنواری کیوں کر اجازت دے گی (وہ تو شرم کرتی ہے) آپ نے فرمایا اس کا (سن کر) چپ ہو جانا بھی اذن ہے اور بعضے لوگوں (امام ابو حنیفہؒ) نے کہا اگر کسی کنواری عورت سے نہ اذن لیا گیا نہ نکاح کیا گیا مگر ایک شخص نے دو جھوٹے گواہ اس امر پر قائم کر دیے کہ اس کنواری عورت نے اپنی رضامندی سے مجھ سے نکاح کیا تھا اور قاضی نے

[۱] اس میں کوئی ترجمہ مذکور نہیں یہ اگلے ہی باب سے متعلق ہے ۱۲ منہ [۲] لوازم بشریت سے پاک نہیں ہوں ۱۲ منہ [۳] فصاحت اور بلاغت خوش تقریری کے ساتھ ۱۲ منہ [۴] ظاہری مقدمہ کی روئداد پر ۱۲ منہ [۵] اس حدیث سے امام ابو حنیفہ کا مذہب بالکل رد ہو جاتا ہے یہ حدیث اس قاعدے کے خلاف نہیں ہے کہ پیغمبر صاحب اخطائے اجتہادی پر قائم نہیں رہ سکتے تھے اللہ تعالیٰ آپ کو مطلع کر دیتا کیوں کہ یہ خطائے اجتہادی نہیں ہے بلکہ وجہ ثبوت پر فیصلہ کرتا ہے جس سے ہر ایک حاکم مجبور ہے ۱۲ منہ [۶] کیا وہ عورت اس دعوی کرنے والے پر جو جانتا ہے کہ میرا دعویٰ جھوٹ ہے حلال ہو جائے گی ۱۲ منہ۔

نِكَاحَهَا وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ أَنَّ الشَّهَادَةَ بَاطِلَةٌ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَطَأَهَا وَهُوَ تَزْوِيجٌ صَحِيحٌ

نکاح ثابت کر دیا حالاں کہ مدعی جانتا ہے کہ یہ جھوٹی گواہی ہے لیکن اس عورت سے جماع کرنا اس کو درست اور نکاح بھی صحیح ہوگیا ۔

۶۶۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ وَلَدِ جَعْفَرٍ تَخَوَّفَتْ أَنْ يُزَوِّجَهَا وَلِيُّهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَأَرْسَلَتْ إِلَى شَيْخَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ جَارِيَةَ قَالَا فَلَا تَخْشَيْنَ فَإِنَّ خَنْسَاءَ بِنْتَ خِذَامٍ أَنْكَحَهَا أَبُوهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ قَالَ سُفْيٰنُ وَأَمَّا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ عَنْ أَبِيهِ إِنَّ خَنْسَاءَ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان عیینہ نے کہا ہم سے یحیٰی بن سعید انصاری نے انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے کہا جعفر بن ابی طالب کے خاندان کی ایک عورت تھی (اس کا نام معلوم نہیں ہوا) اس کو یہ ڈر پیدا ہوا کہیں اس کا ولی جبراً اس کا نکاح نہ پڑھا دے وہ نکاح سے ناراض تھی آخر اس نے دو بڈھے انصاریوں عبدالرحمٰن بن جاریہ[1] اور مجمع بن جاریہ کے پاس (یہ مسئلہ پوچھنے کے لیے) کسی کو بھجوایا انہوں نے کہلا بھیجا تو کاہے کو ڈرتی ہے خنساء بنت خذام کا نکاح اس کے باپ نے جبراً کر دیا تھا وہ ناراض تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نکاح لغو کر دیا سفیان بن عیینہ نے (اسی سند سے) کہا عبدالرحمٰن بن قاسم بھی اس حدیث کو اپنے والد سے روایت کرتے تھے اس طرح کہ خنساء بنت خذام کا نکاح اخیر تک[2]

۶۶۷ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ قَالُوْا كَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ أَنْ تَسْكُتَ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ احْتَالَ إِنْسَانٌ بِشَاهِدَيْ زُوْرٍ عَلٰى تَزْوِيجِ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نے انہوں نے یحیٰی بن ابی کثیر سے انہوں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت خاوند کر چکی ہو اس سے تو جب تک (زبان سے) حکم نہ لیا جائے اس کا نکاح نہ کیا جائے اور کنواری کا بھی نکاح بے اذن نہ کیا جائے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کنواری کیوں کر اذن دے گی، (وہ تو شرمیلی ہوتی ہے) آپ نے فرمایا اس کا خاموش رہنا ، یہی اذن ہے اور بعضے لوگوں (امام حنیفہ) نے کہا اگر کسی نے حیلہ کر کے ایک ثیبہ عورت پر دو جھوٹے گواہ قائم کر دیے اس کے حکم سے

[1] قاضی کا فیصلہ ہو جانے کے بعد ۱۲ منہ [2] جاریہ ان کے دادا کا نام تھا باپ کا نام یزید ہے عبدالرحمٰن اور مجمع دونوں بھائی تھے ۱۲ منہ [3] اس میں عبدالرحمٰن بن جاریہ اور مجمع بن جاریہ کا ذکر نہیں ہے ۱۲ منہ

بِمَاهِرِهَا فَاَثْبَتَ الْقَاضِیُ نِكَاحَهَا اِیَّاهُ وَالزَّوْجُ یَعْلَمُ اَنَّهٗ لَمْ یَتَزَوَّجْهَا قَطُّ فَاِنَّهٗ یَسَعُهٗ هٰذَا النِّكَاحُ وَلَا بَاْسَ بِالْمُقَامِ لَهٗ مَعَهَا

نکاح ہوا ہے اور قاضی نے گواہی کی بنا پر نکاح ثابت کر دیا حالاں کہ وہ مرد (جو نکاح کا دعویٰ کرتا ہے) یہ جانتا ہے کہ اس نے اس عورت سے نکاح نہیں کیا ہے (اور گواہی محض جھوٹی ہے) جب بھی یہ نکاح اس کے حق میں صحیح ہو جائے گا اور اس کو اس عورت کے پاس رہنا درست ہو جائے گا[۱]

۶۶۸ - حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْكَةَ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْبِكْرُ تُسْتَاْذَنُ قُلْتُ اِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْیِیْ قَالَ اِذْنُهَا صُمَاتُهَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ اِنْ هَوِیَ رَجُلٌ جَارِیَةً یَتِیْمَةً اَوْ بِكْرًا فَاَبَتْ فَاحْتَالَ فَجَاءَ بِشَاهِدَیْ زُوْرٍ عَلٰی اَنَّهٗ تَزَوَّجَهَا فَاَدْرَكَتْ فَرَضِیَتِ الْیَتِیْمَةُ فَقَبِلَ الْقَاضِیُ شَهَادَةَ الزُّوْرِ وَالزَّوْجُ یَعْلَمُ بِبُطْلَانِ ذٰلِكَ حَلَّ لَهُ الْوَطْءُ

ہم سے ابو عاصم (ضحاک بن مخلد) نے بیان کیا انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے ذکوان سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کنواری عورت سے بھی نکاح میں اجازت لی جائے میں نے کہا وہ تو شرم کرتی ہے (اجازت کیونکر دے گی) آپ نے فرمایا اسکی اجازت یہی ہے چپ ہو جانا اور بعضے لوگوں (امام ابوحنیفہ) نے کہا اگر کوئی شخص کسی شوہر دیدہ یا کنواری چھوکری پر فریفتہ ہو جائے اور وہ نکاح پر راضی نہ ہو یہ شخص حیلہ کر کے دو جھوٹے گواہ اس بات کے لے آئے کہ اس نے اس چھوکری سے نکاح کیا تھا پھر اس کے بعد وہ چھوکری جوان ہوئی اور اس نکاح سے راضی ہو گئی اور قاضی اس گواہی کو منظور کر لے حالانکہ وہ شخص وہ جانتا ہو کہ یہ سارا معاملہ جھوٹ اور فریب ہے تب بھی اس چھوکری سے جماع کرنا اس کو درست ہو جائے گا۔

بَابٌ ۳۴۱ مَا یُكْرَهُ مِنِ احْتِیَالِ الْمَرْاَةِ مَعَ الزَّوْجِ وَالضَّرَائِرِ وَمَا نَزَلَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ذٰلِكَ

باب عورت کو اپنے خاوند یا سوکنوں سے چتر کرنے کی ممانعت

اور اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اللہ تعالیٰ کا کلام اترا[۲]

---

[۱] ان تمام مسائل کی جن کے امام ابوحنیفہ قائل ہوئے ہیں اور امام بخاری نے ان پر طعن کیا ہے وہی وجہ ہے کہ قاضی کی قضا ان کے نزدیک ظاہراً اور باطناً دونوں طرح نافذ ہو جاتی ہے یہ کلیہ غلط ہے اور احادیث صحیحہ کے بر خلاف قائم کیا گیا ہے اس پر جتنے مسائل متفرع کیے ہیں وہ بھی غلط ہوں گے اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا جب صحت نکاح کے لیے ثیبہ عورت کا حکم دینا ضرور ہے اور ما نحن فیہ میں اس نے کوئی حکم نہیں دیا تھا تو نکاح کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اور خاوند کے لیے فیما بینہ وبین اللہ وہ عورت کیونکر حلال ہو سکتی ہے ۱۲ منہ [۲] مراد سورۂ تحریم کی آیتیں ہیں لم تحرم ما احل اللہ لک اخیر تک اس آیت کی تفسیر اوپر گزر چکی ہے کہ وہ شہد پینے کے یا ماریہ سے صحبت کرنے کے باب میں اتری ۱۲ منہ

۶۶۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَيُحِبُّ الْعَسَلَ وَكَانَ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ أَجَازَ عَلَى نِسَائِهِ فَيَدْنُو مِنْهُنَّ فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ فَاحْتَبَسَ عِنْدَهَا أَكْثَرَ مِمَّا كَانَ يَحْتَبِسُ فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ أَهْدَتِ امْرَأَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةَ عَسَلٍ فَسَقَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَرْبَةً فَقُلْتُ أَمَا وَاللّٰهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِسَوْدَةَ وَقُلْتُ إِذَا دَخَلَ عَلَيْكِ فَإِنَّهُ سَيَدْنُو مِنْكِ فَقُولِي لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَا فَقُولِي لَهُ مَا هٰذِهِ الرِّيحُ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ أَنْ تُوجَدَ مِنْهُ الرِّيحُ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقُولِي لَهُ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ وَسَأَقُولُ ذٰلِكَ وَقُولِيهِ أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى سَوْدَةَ قَالَتْ تَقُولُ سَوْدَةُ وَالَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَقَدْ كِدْتُ أَنْ أُبَادِرَهُ بِالَّذِي قُلْتِ لِي وَإِنَّهُ لَعَلَى الْبَابِ فَرَقًا مِنْكِ فَلَمَّا

ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ نے انہوں نے ہشام سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شرینی اور شہد کو (بہت) پسند کرتے تھے آپ جب عصر کی نماز پڑھ چکتے تو اپنی بیبیوں کے پاس تشریف لے جاتے ان سے اختلاط کرتے ایک بار ایسا ہوا آپ ام المومنین حفصہؓ کے پاس گئے اور معمول سے زیادہ ان کے پاس ٹھیرے رہے میں نے آپ سے اس کی وجہ پوچھی آپ نے کہا حفصہؓ کی قوم والی ایک عورت نے اس کو شہد تحفہ بھیجا تھا تو حفصہؓ نے اس کا شربت مجھ کو پلایا[1] (اس وجہ سے دیر ہوئی) میں نے کہا خدا کی قسم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چیز تر کروں گی میں نے سودہ بنت زمعہ ام المومنین سے یہ قصہ بیان کیا اور ان کو یہ صلاح دی کہ جب آنحضرت تمہارے پاس آئیں اور تم سے نزدیک بیٹھیں تو کہنا یا رسول اللہ آپ نے مغافیر کا گوند کھایا ہے (اس کی بدبو آرہی ہے) آپ فرمائیں گے نہیں تو تم کہنا تو پھر یہ بدبو کاہے کی آرہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا آپ کو سخت ناگوار گزرتا اگر کسی قسم کی بدبو آپ (کے کپڑے یا بدن) میں سے آتی (آپ ازحد نفاست پسند اور لطیف المزاج تھے) خیر آپ فرمائیں گے کہ حفصہؓ نے مجھ کو شہد کا شربت پلایا تھا تم کہنا شاید اس شہد کی مکھی نے عرفط[2] کا درخت چوسا اور میں بھی (جب آپ میرے پاس آئیں گے) ایسا ہی کہوں گی اور صفیہ تم بھی ایسا ہی کہنا خیر جب آنحضرتؐ ام المومنین سودہ پاس گئے سودہ مجھ سے کہتی تھیں قسم خدا کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے ابھی آنحضرت[3] دروازے ہی پر تھے (میرے پاس تک نہیں آئے تھے) لیکن میں نے تمہارے ڈر سے یہ چاہا کہ جلدی سے وہ بات کہہ ڈالوں جو تم نے

---

[1] اکثر روایتوں میں حضرت زینبؓ کے پاس شہد پینا منقول ہے اور احتمال ہے کہ یہ قصہ متعدد بار ہوا ہو ۱۲ منہ [2] اسی میں سے مغافیر کا گوند نکلتا ہے ۱۲ منہ [3] حضرت عائشہ بہت کم اور نو عمر تھیں جوانی کے چونچلے عورتوں میں طبعی ہوتے ہیں شاذ و نادر کوئی عورت ان سے محفوظ رہتی ہے ۱۲ منہ

دَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَكَلْتَ مَغَافِيْرَ قَالَ لَا قُلْتُ فَمَا هٰذِهِ الرِّيْحُ قَالَ سَقَتْنِيْ حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ قُلْتُ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيَّ قُلْتُ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَدَخَلَ عَلٰى صَفِيَّةَ فَقَالَتْ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ قَالَتْ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا أَسْقِيْكَ مِنْهُ قَالَ لَا حَاجَةَ لِيْ بِهِ قَالَتْ تَقُوْلُ سَوْدَةُ سُبْحَانَ اللّٰهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ قَالَتْ قُلْتُ لَهَا اسْكُتِيْ

مجھ کو سکھلائی تھی[1] جب آپ میرے نزدیک آئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نے مغافیر کا گوند کھایا ہے آپ نے فرمایا نہیں تو میں نے کہا پھر یہ بدبو کہاں سے آرہی ہے آپ نے فرمایا حفصہؓ نے مجھ کو شہد کا شربت پلایا تھا میں نے کہا اس شہد کی مکھی نے عرفط کا درخت چوسا ہوگا (اسی کی بو شہد میں آگئی) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں نے بھی یہی کہا اور اُم المومنین صفیہؓ کے پاس گئے انہوں نے بھی ایسا ہی کہا اس کے بعد جو آنحضرتؐ (دوسرے روز) اُم المومنین حفصہؓ کے پاس گئے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں آپ کو شہد کا اور شربت پلاؤں آپ نے فرمایا نہیں کچھ ضرورت نہیں ہے حضرت عائشہ کہتی ہیں سودہؓ مجھ سے کہنے لگیں سبحان اللہ (یہ ہم نے کیا کیا) گویا شہد آپ پر حرام کر دیا میں نے کہا چپ رہو (کہیں آنحضرتؐ سن نہ لیں یا ہمارا چرتر فاش نہ جائے)۔

بَابٌ ۳۴۲ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْاِحْتِيَالِ فِي الْفِرَارِ مِنَ الطَّاعُوْنِ

باب طاعون سے بھاگنے کے لیے حیلہ کرنا منع ہے۔

۶۷۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا جَاءَ بِسَرْغَ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَاءَ وَقَعَ بِالشَّامِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے کہ حضرت عمر (۱۸ھ ہجری ماہ ربیع الثانی میں) شام کے ملک کی طرف روانہ ہوئے جب سرغ میں پہنچے (جو ایک بستی ہے شام کے قریب) تو ان کو یہ خبر پہنچی کہ شام کے ملک میں وبا شروع ہوگئی ہے (یعنے طاعون عمواس) عبدالرحمن بن عوف نے ان سے یہ حدیث بیان کی جب تم سنو کہ کسی ملک میں طاعون پڑا ہے تو وہاں جاؤ بھی نہیں اور جب اسی ملک میں طاعون آئے جہاں تم ہو تو وہاں سے بھاگ کر نکلو بھی نہیں

[1] حضرت عائشہ کا رعب دوسری بی بیوں پر بہت تھا وہ اس وجہ سے ڈرتی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ سے بہت محبت رکھتے تھے دوسری عورتوں کو یہ ڈر رہتا کہیں آنحضرتؐ کو ہم سے خفا نہ کر دیں اس لیے ان کی بات سننا ضرور پڑتی ۱۲ منہ

مِنْهُ فَرَجَعَ عُمَرُ مِنْ سَرْغَ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ إِنَّمَا انْصَرَفَ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ۔

یہ حدیث سنتے ہی حضرت عمرؓ سرغ سے (مدینہ کو) لوٹ آئے اور اسی سند سے ابن شہاب سے مروی ہے انہوں نے سالم بن عبداللہ سے کہ ان کے دادا حضرت عمرؓ عبدالرحمٰن بن عوف کی حدیث سن کر لوٹ آئے۔

١٧٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ سَمِعَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ سَعْدًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الْوَجَعَ فَقَالَ رِجْزٌ أَوْ عَذَابٌ عُذِّبَ بِهِ بَعْضُ الْأُمَمِ ثُمَّ بَقِيَ مِنْهُ بَقِيَّةٌ فَيَذْهَبُ الْمَرَّةَ وَيَأْتِي الْأُخْرٰى فَمَنْ سَمِعَ بِأَرْضٍ فَلَا يَقْدَمَنَّ عَلَيْهِ وَمَنْ كَانَ بِأَرْضٍ وَقَعَ بِهَا فَلَا يَخْرُجْ فِرَارًا مِنْهُ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عامر بن سعد بن ابی وقاصؓ نے خبر دی انہوں نے اسامہ بن زید سے سنا وہ سعد بن ابی وقاص سے نقل کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعون کا ذکر کیا فرمایا طاعون (اللہ کا) ایک عذاب ہے جو اس نے بعض امتوں پر اتارا تھا اسی عذاب میں سے دنیا میں کچھ رہ گیا کبھی آتا ہے کبھی موقوف ہو جاتا ہے[1] پھر جو کوئی سنے کہ کسی ملک میں طاعون پڑا ہے تو اس ملک میں نہ جائے اور اگر اس سرزمین میں طاعون آجائے جہاں وہ رہتا ہو تو بھاگے بھی نہیں[2]۔

بَابٌ ٣٤٣ فِي الْهِبَةِ وَالشُّفْعَةِ

باب ہبہ پھیر لینے یا شفعہ کا حق ساقط کرنے کے لیے حیلہ کرنا مکروہ ہے[3]۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنْ وَهَبَ هِبَةً أَلْفَ دِرْهَمٍ أَوْ أَكْثَرَ حَتّٰى مَكَثَ عِنْدَهُ سِنِيْنَ وَاحْتَالَ فِي ذٰلِكَ ثُمَّ رَجَعَ الْوَاهِبُ فِيْهَا

اور بعضے لوگوں (امام ابوحنیفہ) نے کہا اگر کسی شخص نے دوسرے کو ہزار درہم یا اس سے زیادہ ہبہ کیے اور یہ درہم موہوب لہ پاس برسوں رہ چکے پھر واہب نے حیلہ کرکے ان کو لے لیا ہبہ میں رجوع کر لیا

---

[1] اس کا اصلی سبب کچھ سمجھ میں نہیں آتا یونانی لوگ جدوار خطائی سے اور ڈاکٹر لوگ برف کا ٹکڑا ورم کے مقام پر رکھ کر اور بدوی لوگ داغ دے کر اس کا علاج کرتے مگر اکثر لوگ اس بیماری سے مرجاتے ہیں شاذ ونادر بچ جاتے ہیں ۱۲ منہ [2] کیونکہ موت سے بھاگنا کچھ مفید نہیں ہوتا وہ اپنے وقت پر ضرور آنے گی طاعون سے بھاگنے کا حیلہ یہ ہے کہ مثلاً ظاہر میں سوداگری یا تبدیل آب وہوا کا بہانہ کرکے طاعونی ملک سے چلا جائے اگر اسی ملک میں رہ کر ایک گھر سے یا ایک محلہ سے دوسرے محلہ میں چلا جائے تو یہ بھاگنے میں داخل نہ ہوگا بلکہ ہمارے زمانہ میں تخفیف مرض کے لیے اس کا تجربہ ہوا ہے کہ جس بستی میں طاعون آئے تو اس بستی کو خالی کر دیں اور چند روز تک بستی والے جنگل یا پہاڑ پر جاکر رہیں اور مکانات کو صاف پاک کرائیں ۱۲ منہ [3] مگر حنفیہ میں سے امام ابویوسف نے اس قسم کے حیلے جائز رکھے ہیں اور وہ فقہ کی کتابوں میں بتفصیل مذکور ہیں حنفیہ کے نزدیک واہب اگر اجنبی شخص کو کوئی چیز ہبہ کرے تو قبضہ کے بعد بھی اس میں رجوع کر سکتا ہے امام بخاری نے اس کی قباحت اور حرمت پر صحیح حدیث سے استدلال کیا ۱۲ منہ

فَلَا زَكَاةَ عَلَى وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فَخَالَفَ الرَّسُولَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْهِبَةِ وَأَسْقَطَ الزَّكَاةَ

٦٧٢ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ

٦٧٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ إِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الشُّفْعَةُ لِلْجِوَارِ ثُمَّ عَمَدَ إِلَى مَا شَدَّدَهُ فَأَبْطَلَهُ وَقَالَ إِنِ اشْتَرَى دَارًا فَخَافَ أَنْ يَأْخُذَ الْجَارُ بِالشُّفْعَةِ فَاشْتَرَى سَهْمًا مِنْ مِائَةِ سَهْمٍ ثُمَّ اشْتَرَى الْبَاقِيَ وَكَانَ لِلْجَارِ الشُّفْعَةُ فِي السَّهْمِ الْأَوَّلِ وَلَا شُفْعَةَ لَهُ فِي بَاقِي الدَّارِ وَلَهُ

تو ان میں سے کسی پر زکوٰۃ لازم نہ ہوگی اور ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا خلاف کیا جو ہبہ میں وارد ہے اور (باوجود سال گزرنے کے) اس میں زکوٰۃ ساقط کی۔

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہبہ کر کے پھر اس کو پھیر لینے والا کتے کی طرح ہے جو قے کر کے پھر اس کو چاٹنے جاتا ہے ہم مسلمانوں کے لیے ایسی مثال نہ ہونا چاہیے[1]

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ کا حق اُن جائدادوں میں رکھا جو تقسیم نہ ہوئی ہوں (اور ایک شریک اپنا حصہ بیچنا چاہے تو دوسرا شریک اور لوگوں سے زیادہ اس کا حقدار ہوگا) لیکن جب حدیں پڑ جائیں اور ہر شریک کے رستے الگ الگ پھیر دیے جائیں تو اب شفعہ نہیں رہا اور بعضے لوگ (یعنے ابوحنیفہؒ) کہتے ہیں ہمسایہ کو بھی شفعہ کا حق ہے پھر خود ہی کیا کیا جس حق کو مضبوط کیا تھا اس کو اڑا دیا اور کہنے لگے اگر کسی شخص نے ایک گھر خریدا اور اس کو ڈر ہوا کہیں شفیع شفعہ کا دعویٰ نہ کرے تو اس کو چاہیے پہلے اس گھر کے سو حصوں میں سے ایک حصہ (مشاع کے طور پر) خریدے پھر باقی گھر خریدے اب شفیع ہمسایہ کو صرف ایک حصے میں جو سواں حصہ ہے حق شفعہ ہوگا لیکن باقی ننانوے حصوں میں اس کو حق

[1] اس حدیث سے یہ نکلا کہ موہوب لہ کے قبضہ ہو جانے کے بعد پھر ہبہ میں رجوع کرنا حرام اور ناجائز ہے اور جب رجوع ناجائز ہوا تو موہوب لہ پر ایک سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی اہلحدیث کا یہی قول ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک جب رجوع جائز ہوا گو مکروہ ان کے نزدیک بھی ہے تو نہ واہب پر زکوٰۃ ہوگی نہ موہوب لہ پر اور یہ حیلہ کر کے دونوں زکوٰۃ سے محفوظ رہ سکتے ہیں ۱۲ منہ

أَنْ يَحْتَالَ فِي ذٰلِكَ

۶۷۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الشَّرِيْدِ قَالَ جَاءَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى مَنْكِبِيْ فَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ إِلٰى سَعْدٍ فَقَالَ أَبُوْ رَافِعٍ لِلْمِسْوَرِ أَلَا تَأْمُرُ هٰذَا أَنْ يَشْتَرِيَ مِنِّيْ بَيْتِيَ الَّذِيْ فِيْ دَارِيْ فَقَالَ لَا أَزِيْدُهٗ عَلٰى أَرْبَعِ مِائَةٍ إِمَّا مُقَطَّعَةٍ وَإِمَّا مُنَجَّمَةٍ قَالَ أُعْطِيْتُ خَمْسَ مِائَةٍ نَقْدًا فَمَنَعْتُهٗ وَلَوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْجَارُ أَحَقُّ بِصَقَبِهٖ مَا بِعْتُكَهٗ أَوْ قَالَ مَا أَعْطَيْتُكَهٗ قُلْتُ لِسُفْيٰنَ إِنَّ مَعْمَرًا لَمْ يَقُلْ هٰكَذَا قَالَ لٰكِنَّهٗ قَالَ لِيْ هٰكَذَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَبِيْعَ الشُّفْعَةَ فَلَهٗ أَنْ يَحْتَالَ حَتّٰى يُبْطِلَ الشُّفْعَةَ فَيَهَبَ الْبَائِعُ لِلْمُشْتَرِي الدَّارَ وَيَحُدُّهَا وَيَدْفَعُهَا إِلَيْهِ وَيُعَوِّضُهُ الْمُشْتَرِيْ أَلْفَ دِرْهَمٍ فَلَا يَكُوْنُ لِلشَّفِيْعِ فِيْهَا شُفْعَةٌ۔

شفعہ خریدار کے مقابل نہ رہے گا[1]

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے ابراہیم بن میسرہ سے کہا میں نے عمرو بن شرید سے سنا انہوں نے کہا مسور بن مخرمہ میرے پاس آئے اور میرے مونڈھے پر ہاتھ رکھا میں اور وہ دونوں مل کر سعد بن ابی وقاصؓ پاس گئے ابو رافع نے مسور سے کہا تم سعد بن ابی وقاص سے یہ نہیں کہتے وہ میرا گھر جو ان کی حویلی میں ہے خرید کر لیں سعد نے کہا میں چار سو سے زیادہ اس گھر کے نہیں دوں گا وہ بھی اقساط کے ساتھ ابو رافع نے کہا واہ اس گھر کے مجھ کو پانسو نقد ملتے تھے تب تو میں نے دیا نہیں اور اگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث نہ سنی ہوتی آپ فرماتے تھے ہمسایہ اپنے پڑوس کی جائداد کا زیادہ حق دار ہے تو میں تمہارے ہاتھ بیچتا بھی نہیں یا یوں کہا تم کو دیتا ہی نہیں علی بن مدینی نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے پوچھا معمر نے تو اس روایت میں اس طرح نہیں نقل کیا[2] سفیان نے کہا مجھ سے تو ابراہیم بن میسرہ نے یہ حدیث اس طرح نقل کی بعضے لوگوں (یعنی امام ابو حنیفہ) نے کہا اگر کوئی چاہے کہ شفعہ کا حق شفیع کو نہ رہے تو اس کے لیے حیلہ کر سکتا ہے اور حیلہ یہ ہے کہ جائداد کا مالک خریدار کو وہ جائداد ہبہ کر دے پھر خریدار (یعنی موہوب لہ) اس ہبہ کے معاوضہ میں مالک جائداد کو ہزار درہم مثلاً ہبہ کر دے اس صورت میں شفیع کو شفعہ کا استحقاق نہ رہے گا (کیوں کہ شفعہ بیع میں ہوتا ہے نہ ہبہ میں)[3]

---

[1] کیونکہ خریدار اس گھر کا شریک ہے اور شریک کا حق ہمسایہ پر مقدم ہے اور ان لوگوں نے خریدار کے لیے اس قسم کا حیلہ کرنا جائز رکھا حالاں کہ اس میں ایک مسلمان کا حق تلف کرنا ہے اور امام ابو حنیفہ سے تعجب ہے کہ وہ اس قسم کے حیلوں کو جائز رکھتے ہیں بعضے لوگوں نے کہا یہ حیلہ امام ابو یوسف نے نکالا ہے اور امام محمد اس کو سخت مکروہ جانتے تھے ۱۲ منہ [2] معمر کی روایت کو نسائی نے نکالا معمر کی روایت میں بھی یوں ہی ہے الجار احق بصقبہ تو شاید علی بن مدینی کا مطلب یہ ہے کہ معمر نے اس کو عمرو بن شرید نے انہوں نے اپنے والد شرید سے روایت کیا اور اس روایت میں عمرو بن شرید راوی ہے ۱۲ منہ [3] ہم کہتے ہیں کہ ہبہ بالعوض بھی بیع کے حکم میں ہے تو شفیع کا حق شفعہ قائم رہنا چاہیئے اور ایسا حیلہ کرنا بالکل ناجائز ہے اس میں ایک مسلمان کی حق تلفی کا ارادہ کرنا ہے ۱۲ منہ

٦٧٥۔ حدثنا محمد بن یوسف حدثنا سفیان عن ابراہیم بن میسرۃ عن عمرو بن الشرید عن ابی رافع ان سعدا ساومہ بیتا باربع مائۃ مثقال فقال لولا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الجار احق بصقبہ لما اعطیتک وقال بعض الناس ان اشتری نصیب دار فاراد ان یبطل الشفعۃ وھب لابنہ الصغیر ولا یکون علیہ یمین

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے ابراہیم بن میسرہ سے انہوں نے عمرو بن شرید سے انہوں نے ابورافع سے کہ سعد بن ابی وقاص نے ایک گھر اُن سے چار سو مثقال (چاندی یا سونے کے بدل) چکایا ابورافع نے کہا اگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث نہ سنی ہوتی کہ ہمسایہ اپنے پڑوس کے مکان کا زیادہ حق دار ہے تو میں تم کو یہ مکان نہ دیتا اور بعضے لوگوں (امام ابوحنیفہ) نے کہا اگر کوئی گھر کا ایک حصہ خریدے اور شفیع کا حق شفعہ باطل کرنا چاہے تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ جو حصہ اس نے خریدا ہے وہ اپنے نابالغ بچہ کو ہبہ کر دے اب نابالغ پر قسم بھی نہ آئے گی[1]

باب ٣٤٤ احتیال العامل لیھدی لہ

باب تحصیلدار (یا دوسرے کسی سرکاری ملازم) کا تحفہ لینے کے لیے حیلہ کرنا۔

٦٧٦۔ حدثنا عبید بن اسمعیل حدثنا ابو اسامۃ عن ھشام عن ابیہ عن ابی حمید الساعدی قال استعمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا علی صدقات بنی سلیم یدعی ابن اللتبیۃ فلما جاء حاسبہ قال ھذا ما لکم وھذا ھدیۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فھلا جلست فی بیت ابیک وامک حتی تاتیک ھدیتک ان کنت صادقا ثم خطبنا فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال اما بعد فانی استعمل الرجل منکم علی العمل مما ولانی اللہ فیاتی فیقول ھذا ما لکم وھذا

مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد عروہ سے انہوں نے ابوحمید ساعدی سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن لتبیہ نامی ایک شخص کو بنی سلیم کی زکوٰۃ کا تحصیلدار مقرر کیا جب وہ (زکوٰۃ وصول کر کے) آیا تو آپ نے اس سے حساب لیا اس نے سرکاری مال علیحدہ کیا اور کچھ مال کی نسبت کہنے لگا کہ یہ مجھ کو تحفہ کے طور پر ملا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنے میاں باوا کے گھر بیٹھا رہتا اور یہ تحفہ تجھ کو ملتا جب جانتے تو سچا ہے اس کے بعد آپ نے ہم کو خطبہ سنایا اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا اما بعد میں ایک شخص کو ان کاموں میں سے جو اللہ تعالٰے نے مجھ کو عنایت فرمائے ہیں ایک کام پر مامور کرتا ہوں جب وہ لوٹ کر آتا ہے تو کہتا ہے یہ تو

[1] کیونکہ بالغ بچہ کو اگر ہبہ کرے گا تو شفیع اس سے قسم لے سکتا ہے کہ یہ ہبہ حقیقی ہے اور سب شروط کے ساتھ نافذ ہے یا نہیں ۱۲ منہ

أُهْدِيَتْ لِي أَفَلَا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ حَتَّى تَأْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ وَاللّٰهِ لَا يَأْخُذُ أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَلَا أَعْرِفَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ لَقِيَ اللّٰهَ يَحْمِلُ بَعِيرًا لَهُ رُغَاءٌ أَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةً تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَهُ حَتَّى رُؤِيَ بَيَاضُ إِبْطِيهِ يَقُولُ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ بَصُرَ عَيْنِي وَسَمِعَ أُذُنِي۔

تمہارا (سرکاری) مال ہے اور یہ مجھ کو تحفہ ملا ہے بھلا اپنے میا باوا کے گھر بیٹھا رہتا اور یہ تحفہ اس کے پاس آتا جب جانتے (کہ یہ تحفہ ہے) خدا کی قسم (زکوٰۃ کے مال میں سے) جو شخص ناحق کوئی چیز لے گا تو قیامت کے دن اللہ کے سامنے اس چیز کو (اپنی گردن پر) لادے ہوئے آئے گا دیکھو ایسا نہ ہو میں (قیامت کے دن) تم میں سے ایک شخص کو پہچانوں وہ اللہ کے سامنے اونٹ لادے ہوئے آئے جو بڑبڑ کر رہا ہو یا گائے لادے ہوئے آئے وہ بھائیں بھائیں کر رہی ہو یا بکری لادے ہوئے آئے وہ میں میں کر رہی ہو پھر اپنے دونوں ہاتھ اتنے اونچے اٹھائے کہ آپ کی بغلوں کی سپیدی دکھلائی دی اور دعا کی یا اللہ کیا میں نے تیرا حکم پہونچا دیا (تو گواہ رہیو) ابوحمید کہتے ہیں میری آنکھوں نے آنحضرتؐ کا یہ فرمانا دیکھا اور میرے کانوں نے سنا

۶۷۷ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَارُ أَحَقُّ بِصَقَبِهِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ اشْتَرَى دَارًا بِعِشْرِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَحْتَالَ حَتَّى يَشْتَرِيَ الدَّارَ بِعِشْرِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَيَنْقُدَهُ تِسْعَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ وَتِسْعَ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ وَيَنْقُدَهُ دِينَارًا بِمَا بَقِيَ مِنَ الْعِشْرِينَ الْأَلْفَ فَإِنْ طَلَبَ الشَّفِيعُ أَخَذَهَا بِعِشْرِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَإِلَّا فَلَا سَبِيلَ لَهُ عَلَى الدَّارِ فَإِنِ اسْتُحِقَّتِ الدَّارُ رَجَعَ الْمُشْتَرِي عَلَى الْبَائِعِ بِمَا دَفَعَ إِلَيْهِ وَهُوَ تِسْعَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ وَتِسْعُمِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ دِرْهَمًا وَدِينَارٌ لِأَنَّ الْبَيْعَ

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے ابراہیم بن میسرہ سے انہوں نے عمرو بن شرید سے انہوں نے ابو رافع سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمسایہ اپنے پڑوس کے مکان کا زیادہ حق دار ہے اور بعضے لوگوں (امام ابوحنیفہ) نے کہا اگر کسی شخص نے ایک گھر بیس ہزار درم کو خریدا تو (شفعہ کا حق ساقط کرنے کے لیئے) یہ حیلہ کرنے میں کوئی قباحت نہیں کہ مالک مکان کو نو ہزار نو سو ننانوے درم ادا کرے اب بیس ہزار کے تکملہ میں جو باقی رہے (یعنے دس ہزار اور ایک درم) اس کے بدل مالک مکان کو ایک دینار (اشرفی) دے دے اس صورت میں اگر شفیع اس مکان کو لینا چاہے گا تو اُس کو بیس ہزار درم پر لینا ہو گا ورنہ وہ اس گھر کو نہیں لے سکتا ایسی صورت میں اگر بیع کے بعد یہ گھر (بائع کے سوا) اور کسی کا نکلا تو خریدار بائع سے وہی قیمت پھیرے گا جو اس نے دی ہے یعنی نو ہزار نو سو ننانوے درم اور ایک دینار (بیس ہزار درم نہیں پھیر سکتا) کیونکہ جب وہ گھر کسی اور کا

حِيْنَ اسْتُحِقَّ انْتَقَضَ الصَّرْفُ فِي الدِّيْنَارِ فَإِنْ وَجَدَ بِهٰذِهِ الدَّارِ عَيْبًا وَّلَمْ تُسْتَحَقَّ فَإِنَّهُ يَرُدُّهَا عَلَيْهِ بِعِشْرِيْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ قَالَ فَأَجَازَ هٰذَا الْخِدَاعَ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا دَاءَ وَلَا خِبْثَةَ وَلَا غَائِلَةَ

نکلا تو اب وہ بیع صرف جو بائع اور مشتری کے بیچ میں ہوئی تھی باطل ہو گئی (تو اصل دینار پھیرنا لازم ہوگا نہ کہ اس کے ثمن یعنے دس ہزار اور ایک درم) اگر اس گھر میں کوئی عیب نکلا لیکن وہ بائع کے سوا کسی اور کی ملک نہیں نکلا تو خریدار اس گھر کو بائع کو واپس اور بیس ہزار درم اس سے لے سکتا ہے[1] امام بخاری نے کہا تو ان لوگوں نے مسلمانوں کے آپس میں مکر اور فریب کو جائز رکھا (یہ عجیب مسلمانی ہے) اور آنحضرت نے تو فرمایا ہے مسلمان کی بیع میں جو مسلمان کے ساتھ ہو نہ عیب ہونا چاہیئے (بیماری) نہ خیانت نہ کوئی آفت[2]

۶۷۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيٰنَ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ أَنَّ أَبَا رَافِعٍ سَاوَمَ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ بَيْتًا بِأَرْبَعِ مِائَةِ مِثْقَالٍ وَّقَالَ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْجَارُ أَحَقُّ بِصَقَبِهِ مَا أَعْطَيْتُكَ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے سفیان ثوری سے کہا مجھ سے ابراہیم بن میسرہ نے بیان کیا انہوں نے عمرو بن شرید سے کہ ابو رافع نے سعد سے ایک مکان کی قیمت چار سو مثقال چکائی اور کہنے لگے اگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہ سنا ہوتا کہ ہمسایہ اپنے پڑوس کے مکان کا زیادہ حق دار ہے تو میں یہ مکان تم کو نہ دیتا (اور کسی کے ہاتھ بیچ ڈالتا)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

[1] اور یہ صاف تناقض ہے ۱۲ منہ [2] یہ حدیث کتاب البیوع میں عداء بن خالد کی روایت سے گزر چکی ہے امام بخاری نے اس مسئلہ میں امام ابو حنیفہ پر دو اعتراض کیے ایک تو مسلمانوں کے آپس میں فریب اور دغا بازی کو جائز رکھنا دوسرے ترجیح بلا مرجح کہ استحقاق کی صورت میں تو مشتری صرف نو ہزار نو سو ننانوے درم اور ایک دینار پھیر سکتا ہے اور عیب کی صورت میں پورے بیس ہزار پھیر سکتا ہے حالاں کہ بیس ہزار اس نے دیئے ہی نہیں صحیح مذہب اس مسئلہ میں اہل حدیث کا ہے کہ مشتری عیب یا استحقاق دونوں صورتوں میں بائع سے وہی ثمن پھیریگا جو اس نے بائع کو دی ہے یعنی نو ہزار نو سو ننانوے درم اور ایک دینار اور شفیع بھی اس قدر رقم دے کر اس جائداد کو مشتری سے لے سکتا ہے گو حنفیہ نے ہندی کی چندی کے طور اپنی مذہب کے لیے عقلی ڈھکوسلے بیان کیے ہوں گمر ایسے ڈھکوسلے احادیث صحیحہ کے برخلاف کچھ فائدہ نہیں دے سکتے امام بخاری نے تو اس باب میں چند ہی مسائل حنفی فقہ کے بیان کیے جو کتاب اور سنت اور عقل سلیم کے مخالف ہیں لیکن اگر کوئی نظر غور کے ساتھ حنفی مذہب فقہ کی بڑی بڑی کتابیں جیسے قاضی خاں عالم گیری قنیہ خانیہ بزازیہ القرادی رد المختار وغیرہ مطالعہ کرے تو صدہا مسائل اس قسم کے ان کتابوں میں پائے گا ۱۲ منہ

كِتَابُ التَّعْبِيرِ

بَابُ ۳۴۵ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ

۶۷۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ. وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ فَكَانَ يَأْتِي حِرَاءً فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَتُزَوِّدُهُ بِمِثْلِهَا حَتَّى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فِيهِ فَقَالَ اقْرَأْ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِي

کتاب خواب کی تعبیر کے بیان میں[1]

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو وحی پہلے پہل شروع ہوئی تو یہی اچھا خواب تھی ۔

ہم سے یحیٰی بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل بن خالد سے انہوں نے ابن شہاب سے دوسری سند اور مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم سے معمر نے کہ زہری نے کہا مجھ سے عروہ نے بیان کیا انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا پہلے پہل جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آئی وہ یہی تھی کہ سوتے میں آپ اچھا خواب دیکھتے آپ جو خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح صاف صاف نمود ہوتا آپ کیا کرتے حرا کی غار میں چلے جاتے وہاں عبادت میں مصروف رہتے کئی کئی راتیں آپ اسی غار میں بسر کرتے اور توشہ اپنے ساتھ لے جاتے پھر حضرت خدیجہؓ پاس آتے وہ اتنا ہی توشہ اور تیار کر کے دیدیتیں (ایک مدت تک یہی حال رہی اور اسی طرح گزری) یہاں تک کہ ایک ہی ایکا آپ پر وحی آن پہنچی آپ غار ہی میں تھے کہ حضرت جبریلؑ آئے اور کہنے لگے پڑھو آپ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں آپ فرماتے ہیں جبریلؑ نے یہ سن کر مجھ کو دابا ایسا دابا کہ میں بے طاقت ہوگیا (یا انہوں نے اپنا زور ختم کر دیا پھر چھوڑ دیا اور کہنے لگے پڑھو میں نے کہا میں پڑھا لکھا نہیں ہوں انہوں نے دوبارہ

[1] خواب دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ معاملہ جو روح کو معلوم ہوتا ہے یہ سبب اتصال عالم ملکوت کے اس کو رویا کہتے ہیں دوسرے شیطانی خیال اور وساوس جو اکثر بہ سبب فساد معدہ اور امتلا کے ہوا کرتے ہیں ان کو عربی میں حلم کہتے ہیں جیسے ایک حدیث میں آیا ہے رویا اللہ کی طرف سے ہے اور حلم شیطان کی طرف سے ہمارے زمانہ میں بعضے بے وقوفوں نے ہر طرح کی خوابوں کو بے اصل خیالات قرار دیا ہے معلوم ہوا ان کو تجربہ نہیں ہے کیونکہ وہ رات دن دنیا کے عیش اور عشرت میں مشغول ہیں خوب ڈٹ کر کھاتے پیتے ہیں ان کی خواب کہاں سے سچے ہونے لگے آدمی جیسے راستی اور پاکیزگی اور تقویٰ اور طہارت کا التزام کرتا جاتا ہے ویسے ہی اس کے خواب سچے اور قابل اعتبار ہوتے جاتے ہیں اور جھوٹے شخص کی خواب بھی اکثر جھوٹے ہی ہوتے ہیں ۱۲ منہ

فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ حَتّٰى بَلَغَ مَا لَمْ يَعْلَمْ فَرَجَعَ بِهَا تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى خَدِيجَةَ فَقَالَ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَزَمَّلُوهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ يَا خَدِيجَةُ مَا لِي وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ وَقَالَ قَدْ خَشِيتُ عَلٰى نَفْسِي فَقَالَتْ لَهُ كَلَّا أَبْشِرْ فَوَاللّٰهِ لَا يُخْزِيكَ اللّٰهُ أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ ثُمَّ انْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتّٰى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قُصَيٍّ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيجَةَ أَخِي أَبِيهَا وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ فَيَكْتُبُ بِالْعَرَبِيَّةِ مِنَ الْإِنْجِيلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ أَيِ ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ

مجھ کو دابا اور خوب دابا کہ میں بے طاقت ہوگیا پھر چھوڑ دیا اور کہنے لگے پڑھو میں نے کہا میں پڑھا لکھا نہیں ہوں تیسری بار پھر خوب زور سے دابا کہ میں بے طاقت ہوگیا کہنے لگے اپنے مالک کے نام سے پڑھو جس نے ہر ایک چیز پیدا کی (یعنے سورہ اقرأ پڑھائی) مالم یعلم تک آنحضرتؐ یہ آیتیں سن کر اُس غار سے لوٹے آپ کے مونڈھوں کے گوشت (ڈر کے مارے) پھڑک رہے تھے حضرت خدیجہؓ کے پاس آئے ان سے کہنے لگے مجھ کو کپڑا اڑھا دو کپڑا اڑھا دو لوگوں نے آپ کو کپڑا اڑھا دیا جب آپ کا ڈر جاتا رہا تو (حضرت خدیجہؓ سے) فرمانے لگے خدیجہ مجھے کیا ہوگیا ہے اپنا سارا حال بیان کیا فرمانے لگے مجھ کو اپنی جان جانے کا ڈر ہے یہ سن کر حضرت خدیجہؓ نے کہا خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا آپ خوش رہیے اللہ آپ کو کبھی خراب نہیں کرنے کا آپ تو ناطے والوں سے سلوک کرتے ہیں (ہمیشہ) سچی بات کہا کرتے ہیں لوگوں کے بوجھ (قرضہ وغیرہ) اپنے سر لے لیتے ہیں مہمان کی خاطر تواضع کرتے ہیں ہر ایک معاملہ میں حق بجانب رہتے ہیں پھر ایسا ہوا کہ خدیجہؓ آنحضرت کو اپنے ساتھ لے کر اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزےٰ بن قصی کے پاس پہنچیں اُن کے والد حضرت خدیجہؓ کے والد (خویلد) کے بھائی تھے یہ ورقہ جاہلیت کے زمانہ میں (بت پرستی چھوڑ کر) نصرانی بن گئے تھے اور عربی لکھا کرتے تھے انجیل مقدس میں سے جو اللہ کو منظور ہوتا عربی میں ترجمہ[1] کیا کرتے اور بڑے بوڑھے ہو کر اندھے ہوگئے تھے خیر خدیجہؓ نے اُن سے کہا بھائی ذرا اپنے بھتیجے کی کیفیت تو سنو

---

[1] اس حدیث سے کتاب الٰہی کا ترجمہ دوسری زبانوں میں کرنے کا جواز نکلتا ہے اور اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا یہانتک کہ امام ابوحنیفہ نے تو قرآن کا ترجمہ نماز میں بھی پڑھنا جائز رکھا ہے اور بڑے بڑے اکابر علما نے قران شریف کے ترجمے دوسری زبانوں میں کیے ہیں جیسے شیخ سعدی اور شاہ ولی اللہ صاحب شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین صاحب نے اور بڑا بے وقوف ہے وہ شخص جو قرآن کا ترجمہ کرنا ناجائز کہتا ہے اور پھر لطف یہ کہ اپنے تئیں حنفی بھی کہتا ہے ۱۲ منہ

فَقَالَ وَرَقَةُ ابْنَ أَخِي مَاذَا تَرَى فَأَخْبَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَى فَقَالَ وَرَقَةُ هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى مُوسَى يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا أَكُونُ حَيًّا حِينَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَ مُخْرِجِيَّ هُمْ فَقَالَ وَرَقَةُ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُودِيَ وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ فَتْرَةً حَتَّى حَزِنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا بَلَغَنَا حُزْنًا غَدَا مِنْهُ مِرَارًا كَيْ يَتَرَدَّى مِنْ رُءُوسِ شَوَاهِقِ الْجِبَالِ فَكُلَّمَا أَوْفَى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ لِكَيْ يُلْقِيَ مِنْهُ نَفْسَهُ تَبَدَّى لَهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ رَسُولُ اللهِ حَقًّا فَيَسْكُنُ لِذَلِكَ جَأْشُهُ وَتَقِرُّ نَفْسُهُ فَيَرْجِعُ فَإِذَا طَالَتْ عَلَيْهِ فَتْرَةُ الْوَحْيِ غَدَا لِمِثْلِ ذَلِكَ فَإِذَا أَوْفَى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ تَبَدَّى لَهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَالِقُ الْإِصْبَاحِ ضَوْءُ الشَّمْسِ بِالنَّهَارِ وَضَوْءُ الْقَمَرِ بِاللَّيْلِ

انہوں نے پوچھا کہو بھتیجے تم کیا دیکھتے ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب حال بیان کیا اس وقت ورقہ کہنے لگے یہ تو وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ پر اترا تھا ہائے ہائے کاش میں تمہاری پیغمبری کے زمانہ میں جوان ہوتا کاش میں اس وقت تک جیتا رہتا جب تمہاری قوم کے لوگ تم کو نکال باہر کریں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہائیں (میں نے کیا قصور کیا) کیا میری قوم والے مجھ کو نکال دیں گے ورقہ نے کہا بیشک (ایک تم پر کیا موقوف ہے) جو کوئی تمہاری طرح پیغمبر ہو کر آیا وحی اور اللہ کا کلام لایا لوگ اس کے دشمن ہو گئے خیر اگر میں اس وقت تک زندہ رہا میں نے یہ دن پایا تو تمہاری بہت زور کے ساتھ مدد کروں گا اس کے چند ہی روز بعد ورقہ گزر گئے اور وحی کا آنا بھی بند رہا ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وحی کے بند ہو جانے کا سخت رنج رہا کئی بار تو آپ نے رنج کے مارے یہ چاہا کہ پہاڑ کی چوٹی سے اپنے تئیں گرا دیں آپ جب کسی پہاڑ کی چوٹی پر اس ارادے سے چڑھتے تو جبرئیل نمود ہوتے اور کہتے (ہائیں کوئی ایسا کرتا ہے) تم تو اللہ کے سچے پیغمبر ہو یہ حال دیکھ کر آپ کو ایک گونہ قرار آجاتا کچھ تسلی ہو جاتی آپ (اس ارادے سے باز آکر) لوٹ آتے جب ایک مدت گزر جاتی اور وحی بند ہی رہتی تو آپ اسی ارادے سے ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے (کہ گرا کر اپنے تئیں ہلاک کر ڈالیں گے) اتنے میں جبرئیل نمود ہوتے اور یہی کہنے لگتے (ہائیں تم اللہ کے سچے پیغمبر ہو آپ اس عزم سے باز آجاتے) ابن عباسؓ نے کہا (سورہ انعام میں) جو ہے فالق الاصباح تو اصباح سے مراد دن کو سورج کی اور رات کو چاند کی روشنی ہے[1]۔

بَابُ ۳۴۶ رُؤْيَا الصَّالِحِينَ

باب نیک لوگوں کا خواب اکثر سچا ہوتا ہے۔

[1] یہ حدیث اوپر بدء الوحی میں گزر چکی ہے یہاں امام بخاری اس کو اس لیے لائے کہ اس میں یہ ذکر ہے کہ آپ کا خواب سچا ہوا کرتا ۱۲ منہ

وَقَوْلِهِ تَعَالَى لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا۔

اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ انا فتحنا میں) فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو سچا خواب دکھلایا تھا کہ انشاء اللہ تم مسلمان لوگ بے خوف وخطر مسجد حرام میں داخل ہوگے کچھ لوگ تو تم سے سر منڈائیں گے کچھ بال کترائیں گے تم کو کسی کا ڈر نہ ہوگا اللہ تعالیٰ کو وہ بات معلوم تھی جو تم کو معلوم نہیں تھی پھر اللہ تعالیٰ نے ابھی سردست تم کو ایک فتح کرا دی (یعنے خیبر کی فتح)[1]

۶۸۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے انہوں نے اسحاق بن عبداللہ ابن ابی طلحہ سے انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک بخت شخص کا اچھا خواب پیغمبری کے چھیالیس حصّوں میں سے ایک حصہ ہے[2]

بَابٌ ۳۴۷ الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ

باب اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے

۶۸۱۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى هُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ۔

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف سے سنا کہا میں نے ابوقتادہ انصاری سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور برا خواب (ہولناک) شیطان کی طرف سے ہے

---

[1] ہوا یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں یہ خواب دیکھا کہ مسلمان لوگ مکہ میں داخل ہوئے ہیں کوئی حلق کر رہا ہے کوئی قصر جب کافروں نے آپکو مکہ میں جانے نہ دیا اور قربانی کے جانور وہیں حدیبیہ میں کاٹ دیے گئے تو صحابہ نے کہا آپ کا خواب تو برابر نہیں نکلا اس وقت یہ آیت اتری مطلب یہ ہے کہ پیغمبر کا خواب ہمیشہ سچ ہوتا ہے جھوٹ نہیں ہوسکتا اگر اب نہیں تو آئندہ پورا ہوگا اور پروردگار کو اپنی مصلحت خوب معلوم ہے مکہ میں داخل ہونے سے پیشتر تم کو ایک فتح حاصل کرا دینا اس کو مناسب معلوم ہوا اور وہ فتح یہی صلح حدیبیہ ہے یا فتح خیبر غرض صحابہ یہ سمجھے کہ ہر خواب کی تعبیر فوراً ظاہر ہوتا ہے یہ ان کی غلطی تھی بعض خوابوں کی تعبیر سالہا سال کے بعد ظاہر ہوتی ہے حضرت یوسفؑ نے جو خواب دیکھا تھا اس کی تعبیر ساٹھ برس کے بعد ظاہر ہوئی ۱۲ منہ

[2] ان چھیالیس حصوں کا علم اللہ اور اس کے رسول ہی کو ہے بعضوں نے کہا آپ نبوت کے بعد ۲۳ برس زندہ رہے ہر حصہ چھ مہینے کا تو کل ۴۶ ہوئے یہ سب گمانی باتیں ہیں اب نبوت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی لیکن اس کے ایک حصے کا دنیا میں باقی رہنا ختم نبوت کے منافی نہیں ہے کیونکہ نبوت ان چھیالیس اجزاء کا مجموعہ ہے اور ہر ہر جزء کو نبوت نہیں کہیں گے ۱۲ منہ

[3] وہ آدمی کا دشمن ہے اور کچھ نہیں ہوسکتا تو بدخوابی کرا کر ڈراتا ہے ۱۲ منہ

[4] اسی خواب کی تعبیر تھی کہ ۱۲ منہ

۶۸۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ اللّٰهِ فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تینیسی نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے یزید بن عبداللہ بن ہاد نے انہوں نے عبداللہ بن خباب سے انہوں نے ابوسعید خدری سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب کوئی تم میں سے (اچھا) خواب دیکھے جس کو وہ پسند کرتا ہو تو سمجھ لے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جب کوئی برا خواب دیکھے جسکو ناپسند کرتا ہے تو سمجھ لے وہ شیطان کی طرف سے ہے اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور کسی سے بیان نہ کرے اس کو کچھ نقصان نہیں ہونے کا[1]۔

بَابٌ ۳۴۸ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ۔

باب اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصّہ ہے۔

۶۸۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ وَأَثْنَى عَلَيْهِ خَيْرًا لَقِيتُهُ بِالْيَمَامَةِ عَنْ أَبِيهِ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ فَلْيَتَعَوَّذْ مِنْهُ وَلْيَبْصُقْ عَنْ شِمَالِهِ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ وَعَنْ أَبِيهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن یحییٰ بن ابی کثیر نے مسدد نے ان کی تعریف کی اور کہا میں اُن سے یمامہ میں ملا تھا انہوں نے اپنے والد سے کہا ہم سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف نے انہوں نے ابوقتادہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے پھر جب تم میں سے کوئی برا خواب دیکھے تو اللہ کی پناہ مانگے شیطان سے (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہے) اور بائیں طرف (تین بار) تھو تھو کرے اس کو کچھ نقصان نہیں ہونے کا اور (اسی سند سے) یحییٰ بن ابی کثیر سے مروی ہے کہا ہم سے عبداللہ بن ابی قتادہ نے بیان انہوں نے اپنے والد ابو قتادہ سے انہوں نے آنحضرت سے پھر یہی حدیث نقل کی[2]۔

---

[1] جب خواب اچھا دیکھے اللہ کی حمد کرے خوش ہو اپنے دوست سے بیان کرے نہ دشمن سے جب برا خواب دیکھے تو اللہ کی پناہ مانگے خواب کے شر سے بائیں طرف جاگتے ہی تین بار تھوکے کسی سے بیان نہ کرے ایک روایت میں ہے کہ کروٹ بھی بدل لے بعضوں نے کہا آیۃ الکرسی پڑھ لے ایک روایت میں یہ دعا آئی ہے اعوذ بما عاذت بہ ملائکۃ اللہ و رسلہ من شر رویائی ہذہ ان یصیبنی فیہا ما اکرہ فی دینی و دنیای ایک روایت یہ دعا ہے اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر غضبہ و عذابہ و شر عبادہ و من ہمزات الشیاطین و ان یحضرون ۱۲ منہ

[2] اس حدیث کو اس باب میں لانے کی وجہ ظاہر نہیں ہوتی زرکشی نے امام بخاری پر اعتراض کیا ہے کہ یہ حدیث اس باب سے غیر متعلق ہے میں کہتا ہوں زرکشی امام بخاری کی طرح (باقی بر صفحہ آئندہ)

۶۸۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے عبادہ بن صامت سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا مسلمان کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے[1]۔

۶۸۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ رَوَاهُ ثَابِتٌ وَّحُمَيْدٌ وَّإِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَشُعَيْبٌ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے زہری سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے[2] اس حدیث کو ثابت بنانی اور حمید طویل اور اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ اور شعیب بن حجاب نے بھی انسؓ سے روایت کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے[3]۔

۶۸۶ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَّالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ۔

مجھ سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا کہا مجھ سے ابن ابی حازم اور عبدالعزیز دراوردی نے انہوں نے یزید بن عبداللہ بن خباب سے انہوں نے ابو سعید خدریؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) وقت نظر کہاں سے لاتے اور اس پر اعتراض کر بیٹھے امام بخاری یہ حدیث شروع میں اس لیے لائے کہ آگے کی حدیث میں جس خواب کے نسبت یہ بیان ہوا ہے کہ وہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے اس سے مراد اچھا خواب ہے جو اللہ کی طرف سے ہوتا ہے کیونکہ جو خواب شیطان کی طرف سے ہو وہ نبوت کا جز نہیں ہو سکتا ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] تو جس مسلمان کا خواب اکثر سچا ہوتا ہو تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت کا ایک حصہ اس کو عطا فرمایا ہے ۱۲ منہ [2] مسلم کی روایت میں پینتالیس حصوں میں سے ایک حصہ اور ایک روایت میں ستر حصوں میں سے ایک حصہ اور طبرانی کی روایت میں چھہتر حصوں میں سے ایک حصہ ابن عبدالبر کی روایت میں چھبیس حصوں میں سے ایک حصہ ترمذی کی روایت میں چالیس حصوں میں سے ایک حصہ طبری کی ایک روایت میں چوالیس حصوں میں سے ایک حصہ مذکور ہے یہ اختلاف اس وجہ سے ہے کہ روز بروز آنحضرت کے علوم نبوت میں ترقی ہوتی جاتی اور نبوت کے نئے نئے حصے معلوم ہوتے جاتے جتنا جتنا علم بڑھتا جاتا اتنے ہی حصوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا قسطلانی نے کہا مشہور یہی روایت ہے چھیالیس حصوں کی ۱۲ منہ [3] ثابت اور اسحاق کی روایتوں کو خود امام بخاری نے اسی کتاب میں وصل کیا اور حمید کی روایت کو امام احمد نے اور شعیب کی روایت کو ابن مندہ نے وصل کیا ۱۲ منہ

بَابُ ۳۴۹ اَلْمُبَشِّرَاتُ

۶۸۷ - حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ

باب اچھے خواب خوشخبریاں ہیں[1]

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ ابوہریرہؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے نبوت (کے حصوں) میں سے (میری وفات کے بعد) کچھ باقی نہ رہے گا مگر خوش خبریاں رہ جائیں گی۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ خوشخبریاں کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھے خواب[2]۔

بَابُ ۳۵۰ رُؤْيَا يُوْسُفَ

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يَا اَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سَاجِدِيْنَ ۝ قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلٰى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَا اَتَمَّهَا عَلٰى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْحٰقَ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى يَا اَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُؤْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا وَّقَدْ اَحْسَنَ بِيْ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ

باب حضرت یوسفؑ کی خواب کا بیان

اللہ تعالیٰ نے (سورۂ یوسف میں) فرمایا جب یوسفؑ نے اپنے باپ[3] سے کہا اباجان میں نے (خواب میں) دیکھا کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند مجھ کو سجدہ کر رہے ہیں انہوں نے کہا بیٹا کہیں اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں سے نہ بیان کیجیو وہ (بیٹھے بیٹھے) تجھ کو نقصان پہنچانے کے لیے ایک منصوبہ کریں گے۔ کیونکہ شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تو تجھ کو اسی طرح (میری اولاد میں سے) چن لے گا اور تجھ کو خواب کی تعبیر سکھلائیگا اور جیسے اس نے اپنا احسان تیرے دادا پر پہلے پورا کیا اسی طرح تجھ پر اور یعقوبؑ کی اولاد پر اپنا احسان پورا کرے گا (پیغمبری عطا فرمائے گا) کیونکہ تیرا مالک (سب کچھ) جانتا ہے حکمت والا اور فرمایا بابا جان میری خواب کی جو میں نے پہلے دیکھا تھا اب تعبیر ظاہر ہوئی اللہ تعالیٰ نے اس خواب کو سچا کر دکھایا اور (اس کے سوا) اس نے مجھ پر احسان کیا[4] مجھ کو قید خانہ سے نجات دلوائی اور (حالانکہ مجھ میں اور میرے بھائیوں میں شیطان نے دشمنی ڈلوا دی تھی۔ لیکن وہ سب کو گاؤں گنویں سے یہاں سے لے آیا بیشک میرا مالک جو کرنا چاہتا ہے

---

[1] اللہ کی طرف سے جن کا ذکر اس آیت میں ہے لہم البشرٰی فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ۱۲ منہ [2] جو آدمی خود دیکھے یا دوسرا شخص اس کے نسبت دیکھے ۱۲

[3] اسی سورت میں حضرت یوسفؑ کی زبان پر ۱۲ منہ [4] حکومت اور دولت عنایت فرمائی ۱۲ منہ

لِمَا يَشَآءُ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ فَاطِرٌ وَّالْبَدِيْعُ وَالْمُبْتَدِعُ وَالْبَارِئُ وَالْخَالِقُ وَاحِدٌ مِّنَ الْبَدْءِ بَادِئَةٍ

بڑی باریکی سے اس کو نمود کرتا ہے[1]۔ وہ ہر ایک بات کا جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے پروردگار تو مجھ کو (دنیا کی) بادشاہت تو دے چکا اور خواب کی تعبیریں بھی مجھ کو سکھلائیں (اب اپنی محبت عنایت فرما) تو آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا اور (دنیا اور آخرت میں میرا کام بنانے والا ہے (ایسا کر کہ) دنیا سے مجھ کو ایمان پر اٹھا اور اپنے نیک بندوں سے ملا دے۔ امام بخاری نے کہا فاطر اور بدیع اور مبتدع اور باری اور خالق سب کے معنے ایک ہیں (یعنی پیدا کرنے والا) من البدء (یعنی جنگل اور دیہات سے۔

بَابُ ۳۵ رُؤْيَا اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

باب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خواب کا بیان

وَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ فَلَمَّا اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ وَ نَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ قَالَ مُجَاهِدٌ اَسْلَمَا سَلَّمَا مَا اُمِرَا بِهٖ وَ تَلَّهٗ وَضَعَ وَجْهَهٗ بِالْاَرْضِ

اللہ تعالیٰ نے (سورۃ والصافات) میں فرمایا جب اسماعیل اتنے بڑے ہوئے کہ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ چلنے پھرنے لگے تو حضرت ابراہیم نے ان سے کہا بیٹا میں نے خواب میں دیکھا تجھ کو ذبح کر رہا ہوں تم سوچو تو اس باب میں تمہاری کیا رائے ہے[2] حضرت اسمٰعیل نے کہا باوا جان جیسا اللہ نے آپ کو حکم دیا ویسا بجا لاؤ (کر گذرو) آپ دیکھ لوگے۔ خدا چاہے میں صبر ہی کروں گا[5]۔ جب باپ بیٹے دونوں خدا کا حکم بجالانے پر مستعد ہوگئے اور باپ نے بیٹے کو اوندھا گرایا[3]۔ اور ہم نے (اسی وقت) ابراہیم کو پکارا ابراہیم (بس بس) تم نے اپنا خواب سچا کر دکھایا[4] ہم نیک بختوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ مجاہد نے کہا۔ (اس کو فریابی نے وصل کیا) فَلَمَّآ اَسْلَمَا سے مراد ہے کہ دونوں تعمیل حکم پر راضی ہوگئے۔ بیٹے نے ذبح ہونا اور باپ نے ذبح کرنا تسلیم کر لیا وَتَلَّهٗ یعنی ان کا منہ زمین سے لگا دیا (اوندھا لٹایا[6])۔

---

[1] لوگوں کو ایک بات کا گمان بھی نہیں ہوتا اور وہ ظاہر ہوتی ہے ۱۲ منہ [2] تاکہ اُن کے منہ پر نظر نہ پڑے ایسا نہ ہو شفقت پدری جوش میں آجائے اور تعمیل حکم خداوندی میں دیر ہو ۱۲ منہ [3] تو باپ بیٹے دونوں خوش ہوگئے شکرانہ الٰہی بجا لائے ۱۲ منہ [4] ان دونوں بابوں میں امام بخاری نے آیات قرآنی پر اکتفا کی اور کوئی حدیث نہ لائے۔ شاید ان کو اپنی شرط کے موافق اس باب میں کوئی حدیث نہ ملی ہوگی ۱۲ منہ۔

[5] میں اس خواب پر جو بحکم الٰہی ہے عمل کروں ۱۲ منہ۔

باب ۳۵۲ التَّوَاطُؤ عَلَی الرُّؤْيَا

۶۸۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض أَنَّ أُنَاسًا أُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَمِسُوهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ۔

باب خوابوں کا توارد (یعنی ایک ہی خواب کئی آدمی دیکھیں)

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سالم بن عبداللہ سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا (صحابہ میں سے) چند لوگوں کو شب قدر رمضان کے پچھلی سات راتوں میں تبلائی گئی (یعنی خواب میں) اور کچھ لوگوں کو رمضان کی پچھلی دس راتوں میں آنحضرتؐ نے فرمایا اب ایسا کرو شب قدر کو رمضان کی پچھلی سات راتوں میں تلاش کرو[1]۔

باب ۳۵۳ رُؤْيَا أَهْلِ السُّجُونِ وَالْفَسَادِ وَالشِّرْكِ

لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرَانِي أَعْصِرُ خَمْرًا وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَانِي أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْزًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ٥ قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ٥ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللهِ مِنْ

باب قیدیوں اور مفسدوں اور مشرکوں[2] کے خواب کا بیان۔

اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ یوسف میں) فرمایا اور (ایسا اتفاق ہوا کہ یوسفؑ کے ساتھ اور دو دربادشاہی، غلام بھی قید خانے میں داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک کہنے لگا میں (خواب میں) یہ دیکھتا ہوں جیسے انگور کا شیرہ شراب بنانے کے لیے نچوڑ رہا ہوں دوسرا کہنے لگا میں یہ دیکھتا ہوں جیسے میرے سر پر روٹیاں لدی ہیں۔ پرندے ان کو کھا رہے ہیں[3] ہم دیکھتے ہیں تم نیک آدمی ہو۔ بھلا ان خوابوں کی تعبیر تو ہم کو بتلاؤ۔ یوسفؑ نے کہا تمہارا روز کا کھانا جو آیا کرتا ہے اس کے آنے سے پیشتر ہی میں تم کو ان خوابوں کی تعبیر تبلا دوں گا۔ یہ تعبیر کا علم ان علموں میں سے ہے جو پروردگار نے مجھ کو سکھلائے ہیں۔ میں تو لوگوں کا طریق چھوڑے بیٹھا ہوں جن کو اللہ پر ایمان نہیں اور آخرت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ اور میں اس طریق کا پیرو ہوں جو میرے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوبؑ کا طریق تھا (یعنی توحید کا طریقہ) دیکھو ہم لوگوں کو یہ زیبا

[1] کیونکہ ان پر دونوں گروہوں کے خواب متفق ہیں۔ اگرچہ اس روایت میں توارد اور توافق کی صراحت نہیں ہے۔ مگر امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جو کتاب قیام اللیل میں گذر چکا ہے۔ اس میں صاف یوں ہے ارے رؤیاکم قد تواطات فی السبع الاواخر ۱۲ منہ۔

[2] امام بخاری کا یہ ہے کہ کبھی اس قسم کے لوگوں کے بھی خواب سچے ہوتے ہیں ۱۲ منہ [3] کوئی اچک لے رہے ہیں۔ ۱۲ منہ

شَيْءٍ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَ
عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا
يَشْكُرُونَ ۝ يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَأَرْبَابٌ
مُّتَفَرِّقُونَ وَقَالَ الْفُضَيْلُ لِبَعْضِ الْأَتْبَاعِ
يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللّٰهُ
الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ
دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ
وَآبَاؤُكُمْ مَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ
سُلْطٰنٍ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ أَمَرَ
أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّينُ
الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا
يَعْلَمُونَ ۝ يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَمَّا
أَحَدُكُمَا فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا وَ
أَمَّا الْآخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَأْكُلُ الطَّيْرُ
مِنْ رَأْسِهِ قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ
تَسْتَفْتِيَانِ وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ
نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ
فَأَنْسَاهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهِ فَلَبِثَ
فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ ۝ وَقَالَ
الْمَلِكُ إِنِّي أَرٰى سَبْعَ بَقَرَاتٍ
سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ

نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں (اگر سچ پوچھتے ہو) تو یہ
اللہ کا کرم ہے جو اس نے ہم پر اور دوسرے بندوں پر کیا (توحید کی
توفیق دی مگر بات یہ ہے کہ اکثر لوگ اللہ کا شکر کہاں کرتے ہیں (کم بخت
ناشکرے مشرک ہیں) قید خانے کے ساتھیو بھلا تم ہی کہو الگ الگ
(جھوٹے) کئی خدا بہتر ہیں یا ایک (سچا) خدا جو سب سے زبردست ہے۔
فضیل بن عیاض (جو اولیاء اللہ میں سے تھے) اس آیت کو پڑھ کر اپنے
مریدوں سے کہنے لگے دیکھو الگ الگ کئی خدا اچھے ہیں یا ایک سچا
خدا زبردست بات یہ ہے تم جن ٹھاکروں کو اللہ کے سوا پوجتے ہو
وہ نرے نام ہی نام ہیں (ان کی ہستی تک نہیں) جو تم نے اور تمہارے
باپ دادا نے (نادانی اور حماقت سے) رکھ لیے ہیں۔ اللہ نے انکی کوئی
دلیل نہیں اتاری (دیکھو تمام جہان میں) اللہ کے سوا اور کسی کی حکومت
نہیں ہے۔ اسی نے یہ حکم دیا ہے اسکے سوا کسی کو نہ پوجو یہی سیدھا دین
ہے مگر اکثر لوگ نادان ہیں[1] میرے قید خانے کے یارو (تمہارے خواب کی
تعبیر سنو) تم میں سے ایک شخص تو (قید سے چھوٹ کر) اپنے صاحب کو
شراب پلایا کریگا اور دوسرا سولی پہ چڑھے گا۔ اسکے سر کا گوشت پرندے
نوچ نوچ کر کھائیں گے تم نے جو دریافت کیا اس کا فیصلہ پروردگار کی
طرف سے ہو چکا[2] خیر اب یوسف نے کیا کیا ان دونوں میں سے جس کو
رہائی ہونے والی تھی (یعنی ساقی) اس سے کہا مجھ کو بھولیو نہیں (میرا حال
اپنے صاحب سے ضرور کہیو[3]) لیکن شیطان نے اپنے صاحب کے پاس یوسف کا تذکرہ
کرنا اس کو بھلا دیا اور یوسف کئی برس تک قید خانہ میں پڑا رہا[4] اسی اثنا میں
کیا ہوا (ایک روز) بادشاہ (اپنے مصاحبوں سے) کہنے لگا میں نے خواب

---

۱ سیدھے دین توحید کو چھوڑ کر شرک میں پڑ جاتے ہیں ۱۲ منہ ۲ کیوں کہ خواب کی جب تعبیر دی گئی تو ویسا ہی واقع ہوتا ہے۔ خصوصاً پیغمبروں کی تعبیر وہ ہمیشہ سچی ہوتی ہے۔ ابو یعلیٰ نے انس سے مرفوعاً روایت کیا خواب کی تعبیر وہی ہوگی جو پہلا تعبیر دینے والا دے۔ ایک حدیث ہے خواب گویا پرندے کے پیر پر رکھا ہے تعبیر دی کہ واقع ہو گیا ۱۲ منہ ۳ کہ میں بے قصور قید ہوں اور ایسا علم اور فضل رکھتا ہوں ۱۲ منہ

۴ سات یا بارہ یا چودہ برس تک ۱۲ منہ۔

وَّ سَبْعَ سُنْبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ یٰبِسٰتٍ
یٰٓاَیُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ
اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ ۝ قَالُوْٓا
اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ
الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا
مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا
اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ۝
یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ
سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ
سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعِ سُنْبُلٰتٍ خُضْرٍ
وَّ اُخَرَ یٰبِسٰتٍ لَّعَلِّیْٓ اَرْجِعُ اِلَی
النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝ قَالَ
تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًا فَمَا
حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِیْ سُنْبُلِهٖٓ اِلَّا
قَلِیْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْ
بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ یَّاْكُلْنَ مَا
قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا
تُحْصِنُوْنَ ۝ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ
عَامٌ فِیْهِ یُغَاثُ النَّاسُ وَفِیْهِ
یَعْصِرُوْنَ ۝ وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ
بِهٖ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ
اِلٰی رَبِّكَ وَادَّكَرَ افْتَعَلَ مِنْ
ذَكَرَ اُمَّةٍ قَرْنٍ وَیُقْرَاُ اَمَهٍ نِسْیَانٍ

دیکھا سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دبلی گائیں کھائے چلی جا رہی ہیں اور سات بالیاں ہری ہیں (سات) دوسری سوکھی مصاحبو تبلاؤ تو اگر تم کو خواب کی تعبیر دینا آتی ہے میرے اس خواب کی کیا تعبیر ہے انہوں نے کہا یہ خواب کیا ہے ادہر ادہر کے پریشان خیالات کا مجموعہ ہے اور ایسے (واہیات) خیالوں کی تعبیر ہم کو نہیں آتی (یہ سنتے ہی) اُس قیدی کو جس نے رہائی پائی تھی ایک مدت کے بعد یوسف کا خیال آیا اور[1] کہنے لگا مجھ کو ذرا قید خانے تک جانے دو تو میں اس خواب کی تعبیر تم کو تبلا دوں (پھر وہ قید خانے میں یوسف کے پاس پہنچا اور) کہنے لگا یوسف سچی تعبیر دینے والے اس خواب کی تعبیر تو تبلاؤ سات موٹی گائیں ہیں ان کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات بالیاں ہری ہیں اور (سات) دوسری سوکھی اسکی تعبیر تبلاؤ تو میں لوٹ کر لوگوں کے پاس جاؤں (تمہارا حال کہہ سناؤں) اُنکو معلوم ہو (کہ تم کیسے باکمال شخص ہو) یوسف نے (خواب سنتے ہی یہ تعبیر بیان کر دی) ایسا ہو گا تم لوگ (مصر والے) سات برس تک تو بدستور کھیتی باڑی کرو گے مگر ایسا کرنا فصل کاٹنے پر غلہ بالیوں ہی میں رہنے دینا تھوڑا سا اپنے کھانے کے موافق نکال لینا پھر اسکے بعد سات برس بالکل سوکھے سخت قحط کے آئیں گے تم نے جتنا غلہ چارہ وغیرہ ان سالوں کے لیے اٹھا رکھا ہو گا وہ سب کا سب تمام کر دینگے تھوڑا سا تخم کے لیے رہ جائیگا اب آٹھواں سال جو آئیگا اس میں خوب سماں (اچھا ہنگام) ہو گا بارش بھی ہو گی (انگور بھی پیدا ہونگے) لوگ انکے شیرے[2] نکالینگے بادشاہ نے حکم دیا یوسف کو میرے پاس لے آؤ جب بادشاہی بلانیوالا ہرکارہ یوسف کے پاس آیا تو وہ (قید خانہ سے نہیں اٹھے) کہنے لگے بادشاہ کے پاس لوٹ جا اخیر تک ادکر ذکر سے نکلا ہے اس کو باب افتعال میں لے گئے[3] امۃ ایک زمانے ایک قرن کے بعد بعضوں نے اُمّۃ کے بدل اَمہٍ پڑھا ہے یعنی بھول جانیکے بعد[4]

[1] بادشاہ اور درباریوں سے ۱۲ منہ [2] ساقی یہ سن کر آیا اور بادشاہ اور درباریوں سے بیان کی سب کو سخت تعجب ہوا کہ ایسا عالم و فاضل شخص اور قید میں پڑا رہے ۱۲ منہ [3] پھر تے کو ذال میں ادغام کر کے ذال کو دال سے بدل دیا ۱۲ منہ [4] یہ قرأت ابن عباس سے منقول ہے مگر شاذ ہے ۱۲ منہ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَعْصِرُونَ الْأَعْنَابَ وَالدُّهْنَ تُحْصِنُونَ تَحْرُسُونَ۔

ابن عباسؓ نے کہا یعصرون کا معنے تیل اور شیرہ نکالنے کے ہیں تحصنون کا معنے حفاظت کرو گے۔

۶۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَ اَبَا عُبَيْدٍ اَخْبَرَاهُ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوسُفُ ثُمَّ اَتَانِي الدَّاعِي لَاَجَبْتُهُ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے انہوں نے امام مالک سے انہوں نے زہری سے کہ سعید بن مسیب اور ابو عبید (سعد بن عبید) نے انکو خبر دی، ان دونوں نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر میں اتنے دنوں قید میں پڑا رہتا جتنے دنوں یوسفؑ پڑے رہے پھر (بادشاہی) بلانیوالا میرے پاس آتا تو فوراً چلا جاتا[1]

بَابٌ ۳۵ مَنْ رَاٰی النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا

۶۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي اَبُو سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَاٰنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي قَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ سِيرِينَ اِذَا رَاٰهُ فِي صُورَتِهِ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی انہوں نے یونس سے انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف نے بیان کیا کہ ابو ہریرہؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو کوئی خواب میں مجھ کو دیکھے وہ عنقریب (یعنی مرنے کے بعد) مجھ کو بیداری میں بھی دیکھے گا[2] اور شیطان میری صورت نہیں بن سکتا۔ امام بخاری نے کہا محمد بن سیرین نے کہا[3] اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو خواب میں مجھ کو میری صورت یعنی میرے حلیہ میں دیکھے[4]

۶۹۱۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ

ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن مختار نے کہا ہم سے ثابت بنانی نے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا اس نے

---

[1] مجھ سے حضرت یوسفؑ کا سا صبر نہ ہو سکتا آپ نے حضرت یوسفؑ کے صبر اور استقلال کی تعریف کی ۱۲ منہ رح [2] بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ وہ ہجرت کر کے میرے پاس آ جائیگا اور بیداری میں مجھ سے ملیگا ۱۲ منہ رح [3] اس کو اسمٰعیل قاضی نے وصل کیا ۱۲ منہ رح [4] اس کا خواب سچا ہے بعضوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جس صورت میں دیکھے اس نے آنحضرت صلعم ہی کو دیکھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں دیکھنا گویا آپ ہی کو دیکھنا ہے اور شیطان کو یہ قدرت نہیں ہے کہ آپ کی صورت بن کر آئے مگر خواب میں جو حکم آپ دیں اگر وہ شریعت کے احکام کے برخلاف ہو تو اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہے اس پر سب علماء کا اتفاق ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ [5] اس کو ابی حاتم نے وصل کیا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ؛

رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَخَیَّلُ بِیْ وَرُؤْیَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءً مِّنَ النُّبُوَّةِ۔

بیشک مجھ کو دیکھا، کیونکہ شیطان میری شکل نہیں بن سکتا اور مسلمان کا (نیک) خواب نبوت کے چھیالیس حصّوں میں سے ایک حصّہ ہے۔

۶۹۲۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰہِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّیْطٰنِ فَمَنْ رَاٰی شَیْئًا یَکْرَھُہٗ فَلْیَنْفِثْ عَنْ شِمَالِہٖ ثَلٰثًا وَّلْیَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّیْطٰنِ فَاِنَّھَا لَا تَضُرُّہٗ وَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَرَایَا بِیْ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عبید اللہ بن ابی جعفر سے کہا مجھ کو ابو سلمہ نے خبر دی انہوں نے ابو قتادہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک خواب اللہ کی طرف سے ہے اور بُرا خواب شیطان کی طرف سے، پھر جو کوئی بُرا خواب دیکھے اُس کو چاہیئے کہ بائیں طرف (کروٹ لے کر) تین بار تھو تھو کرے اور شیطان سے پناہ مانگے (اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم کہے) یہ بُرا خواب اس کو کچھ نقصان نہیں دینے کا، اور شیطان میری صورت میں اپنے تئیں نہیں دکھا سکتا[۱]

۶۹۳۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ خَلِیٍّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِی الزُّبَیْدِیُّ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ تَابَعَہٗ یُوْنُسُ وَابْنُ اَخِی الزُّھْرِیِّ۔

ہم سے خالد بن خلی نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن حرب نے کہا مجھ سے محمد بن ولید زبیدی نے انہوں نے زہری سے کہ ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا ابو قتادہ رضی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے (خواب میں) مجھ کو دیکھا اُس نے سچ (مجھی کو) دیکھا زبیدی کے ساتھ اس حدیث کو یونس اور زہری کے بھتیجے نے بھی روایت کیا[۲]

۶۹۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ حَدَّثَنِی ابْنُ الْھَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَکَوَّنُنِیْ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے یزید بن عبداللہ بن ہاد نے انہوں نے عبداللہ بن خباب سے انہوں نے ابو سعید خدری رض سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے جس نے مجھ کو دیکھا اُس نے سچ (مجھی کو) دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت پر نہیں ہو سکتا۔

بَابُ رُؤْیَا اللَّیْلِ رَوَاہُ سَمُرَةُ۔ ۳۵۵

باب رات کو جو خواب دیکھے اُس کا بیان[۳]

[۱] یہ ترجمہ اس صورت میں ہے جب حدیث میں لا یتزایا بی کی ہو۔ بعضے نسخوں میں لا یتزایا بی ہے یعنی وہ میری شکل نہیں بن سکتا ۱۲ منہ رح [۲] ان کی روایتوں کو امام مسلم نے وصل کیا ۱۲ منہ رح [۳] امام بخاری کا مقصود اس باب کے لانے سے یہ ہے کہ رات اور دن دونوں کا خواب معتبر اور برابر ہے بعضوں نے کہا امام بخاری نے ابو سعیدؓ کی حدیث کی طرف اشارہ کیا کہ رات کا خواب زیادہ سچا ہوتا ہے بعضوں نے کہا جو خواب شروع رات میں دیکھے اس کی تعبیر دیر میں ظاہر ہوتی ہے اور اخیر شب میں خصوص سحر کے وقت جو خواب دیکھے اُس کی تعبیر جلدی ظاہر ہوتی ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ؛

٦٩٥۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ الْبَارِحَةَ إِذْ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ حَتّٰى وُضِعَتْ فِي يَدِي قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَذَهَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ تَنْتَقِلُونَهَا۔

ہم سے احمد بن مقدام نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن عبد الرحمٰن طفاوی نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ نے مجھ کو باتوں کی کنجیاں عنایت فرمائیں[1] اور میرا رعب دشمنوں کے دلوں میں ڈال کر میری مدد کی گئی، اور ایسا ہوا گذشتہ رات کو میں سو رہا تھا اتنے میں زمین کی کنجیاں لا کر میرے ہاتھ میں دیدی گئیں[2] ابوہریرہؓ نے یہ حدیث بیان کرکے کہا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو (دنیا سے) تشریف لے گئے اور تم ان کنجیوں کو الٹ پلٹ رہے ہو (یا نکال رہے ہو یا لوٹ رہے ہو)[3]

٦٩٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلًا آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا تَقْطُرُ مَاءً مُتَّكِئًا عَلٰى رَجُلَيْنِ أَوْ عَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيلَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَأَلْتُ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کو میں نے دیکھا کہ میں کعبے کے پاس ہوں اتنے میں ایک گندمی رنگ کا شخص بہت اچھا گندمی رنگ جو تم نے دیکھا ہوا آیا سر پر کاندھوں تک بال بہت اچھے بال جو تم نے دیکھے ہوں ان میں کنگھی کی ہوئی پانی ٹپک رہا ہے دو مردوں پر ٹیکا دیئے ہوئے یا یوں فرمایا دو مردوں کے کاندھوں پر ٹیکا دیئے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہے، میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون شخص ہیں انہوں نے کہا مسیح مریمؑ کے بیٹے[4] اتنے میں اور ایک شخص دکھلائی دیا جو بہت گھونگریال والا داہنی ہاتھ کا کانا تھا اس کی آنکھ ایسی تھی جیسے کہ پھولا ہوا انگور میں نے پوچھا یہ کون ہے، انہوں نے کہا کہ یہ

[1] یعنی میری باتیں ایسی ہوتی ہیں جن میں لفاظ تھوڑے اور معانی اور مطالب انتہا ہوتے ہیں، ایک روایت میں مفاتیح الکلم کے بدل جوامع الکلم ہے ۱۲ منہ

[2] زمین سے مراد وہ ملک ہیں جہاں تک اسلام کی حکومت پہنچی، اور مسلمانوں نے ان کو فتح کیا وہاں کے خزانے لوٹے، یہ حدیث آپکی نبوت کی کھلی دلیل ہے، ایسی صاف پیشین گوئی پیغمبرؐ کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا ۱۲ منہ رح

[3] بعضے نسخوں میں تنتقلونہا بعضوں میں تنتثلونہا بعضوں میں تنتقونہا ہے اس لیے تین ترجمے ہم نے برترتیب لکھے ۱۲ منہ رح

[4] اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر دنیا میں تشریف لائیں گے اور اسلام کے طریقے پر کعبے کا طواف کریں گے، اور قادیانی کا دعویٰ کہ میں مثیل مسیح ہوں اور اب مسیح دنیا میں آنے والے نہیں ہیں، محض غلط اور فریب ہے، ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

مَنْ هٰذَا فَقِيلَ الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ

٦٩٧ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رض كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي أُرِيتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَتَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَسُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رض أَوْ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ شُعَيْبٌ وَإِسْحٰقُ بْنُ يَحْيٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ رض يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَعْمَرٌ لَا يُسْنِدُهُ حَتّٰى كَانَ بَعْدُ۔

مسیح الدجال ہے [1] (لعنہ اللہ)

ہم سے یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے کہ ابن عباسؓ بیان کرتے تھے ایک شخص (نام نامعلوم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں نے خواب میں رات کو دیکھا اخیر ایت تک [2] زہری کے ساتھ اس حدیث کو سلیمان بن کثیر نے بھی روایت کیا (اس کو امام مسلم نے وصل کیا) اور زہری کے بھتیجے [3] نے اور سفیان بن حسین نے [4] اس کو زہری سے روایت کیا انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکن محمد بن ولید زبیدی نے اس کو یوں روایت کیا زہری سے انہوں نے عبیداللہ سے کہ ابن عباسؓ [5] یا ابوہریرہؓ نے اُن سے بیان کیا، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (اس کو امام مسلم نے وصل کیا) اور شعیب بن ابی حمزہ اور اسحاق بن یحییٰ نے اس کو زہری سے روایت کیا کہ ابوہریرہؓ [6] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے [7] اور معمر بن راشد اس حدیث کو پہلے متصلاً نہیں بیان کرتے تھے [8] پھر متصلاً بیان کرنے لگے [9]

[1] یہ حدیث اوپر کتاب احادیث الانبیاء میں گذر چکی ہے اور دجال جو مکہ اور مدینہ میں نہیں جائیگا اس کا مطلب یہ ہے کہ اسکی حکومت اور شوکت ظاہر ہونے کے بعد اور یہ واقعہ اُس سے بیشتر کا ہوگا، یعنی ابھی دجالی دعویٰ اُس نے نہ کیا ہوگا۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ دجالی کا دعویٰ کرنے سے پہلے مسلمانوں کے طریق پر ہوگا، پھر بدل کر لوگوں کو گمراہ کرنے لگا اور وہ خدائی کا دعویٰ کرنے لگیگا۔ قادیانی دجّال کا بھی یہی حال ہے پہلے تو مہدی ہونے کا دعویٰ کیا پھر مثیل مسیح ہونے کا، اب سُنا ہے کہ اپنے تئیں محمد رسول اللہ کہنے لگا ہے، آئندہ شاید خدائی کا دعویٰ بھی کریگا ؎ یا بہ یا اسماں دعویٰ نبوت کردہ است ؛ سال آئندہ خدا خواہد خدا خواہد شدن ؛ ۱۲ منہ رح [2] یہ حدیث آگے مذکور ہوگی باب من لم یر الرؤیا لاول عابر اذا لم یصب ۱۲ منہ رح [3] محمد بن عبداللہ بن مسلم زہری ۱۲ منہ رح [4] اس کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا ۱۲ منہ رح [5] اس کو احمد نے وصل کیا ۱۲ منہ رح [6] اس کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا ۱۲ منہ رح [7] عبیداللہ بن عبداللہ کا واسطہ چھوڑ کر زہری سے یوں نقل کرتے تھے کہ ابن عباسؓ کہتے تھے کہ ابوہریرہؓ بیان کرتے تھے ۱۲ منہ رح [8] عبیداللہ کا نام لینے لگے اس کو اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں وصل کیا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ؛

بَابُ ۲۵۶ الرُّؤْيَا بِالنَّهَارِ

وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ رُؤْيَا النَّهَارِ مِثْلُ رُؤْيَا اللَّيْلِ۔

۶۹۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ وَجَعَلَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ فَنَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ شَكَّ إِسْحٰقُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ كَمَا قَالَ فِي الْأُولَى قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ

باب دن کو جو خواب دیکھے اُس کا بیان

اور عبداللہ بن عون نے کہا محمد بن سیرین سے نقل کیا کہ دن کا خواب بھی رات کے خواب کی طرح ہے [۱]

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے انہوں نے انس بن مالک سے سُنا، وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام بنت ملحان پاس (جو آپ کی رضاعی خالہ تھیں) جایا کرتے وہ عبادہؓ بن صامت (صحابی) کے نکاح میں تھیں، ایک دن جو آنحضرت صلعم اُن کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے آپؐ کو کھانا کھلایا، اور آپؐ کے سر کے بال دیکھنے لگیں (جوئیں نکالنے لگیں) آپ سو گئے، پھر جاگے تو (خوشی سے) ہنس رہے تھے، ام حرام نے پوچھا یا رسول اللہ صلعم! آپ کیوں ہنسے فرمایا میری اُمت کے کچھ لوگ میرے سامنے لائے گئے جو جہاد کے لئے اس سمندر کے بیچا بیچ اس شان و شوکت سے سوار ہو رہے ہیں جیسے بادشاہ تختوں پر سوار ہوتے ہیں۔ اسحٰق راوی کو شک ہے کہ مُلوكاً على الاسرة فرمایا مثل الملوك على الاسرة ام حرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! دُعا فرمائیے اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی ان لوگوں میں شریک کرے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی، اس کے بعد پھر سر تکیہ پر رکھ کر سو گئے، پھر جاگے تو ہنستے ہوئے، ام حرام نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ فرمایا میری اُمت کے کچھ لوگ میرے سامنے لائے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کو جا رہے ہیں وہی کلمہ فرمایا جو پہلے فرمایا تھا [۲] ام حرام نے کہا یا رسول اللہ صلعم! دُعا فرمائیے اللہ مجھ کو بھی ان

---

[۱] اس کو قیروانی نے کتاب التعبیر میں وصل کیا ۱۲ منہ رح [۲] یعنی اس شان و شوکت سے جیسے بادشاہ سوار ہوتے ہیں ۱۲ منہ رح

يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِيْ زَمَانِ مُعٰوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيٰنَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَآبَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ۔

بَابٌ ۳۵۷ رُؤْيَا النِّسَآءِ۔

۶۹۹۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ اُمَّ الْعَلَاءِ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ بَايَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهُمُ اقْتَسَمُوا الْمُهَاجِرِيْنَ قُرْعَةً قَالَتْ فَطَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ وَاَنْزَلْنَاهُ فِيْ اَبْيَاتِنَا فَوَجِعَ وَجَعَهُ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَلَمَّا تُوُفِّيَ غُسِّلَ وَكُفِّنَ فِيْ اَثْوَابِهٖ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ اَبَا السَّائِبِ فَشَهَادَتِيْ عَلَيْكَ لَقَدْ اَكْرَمَكَ

لوگوں میں کرے، آپ نے فرمایا تو تو پہلے لوگوں میں شریک ہو چکی، پھر ایسا ہوا کہ ام حرام معاویہؓ کے زمانہ میں سمندر میں سوار ہوئیں اور وہاں سے نکلیں تو جانور پر سے گر کر مر گئیں [۱]

باب عورتوں کے خواب کا بیان [۲]

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے عقیل نے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو خارجہ بن زید بن ثابت نے خبر دی کہ ان کی ماں ام علاء نے جو ایک انصاری عورت تھی، اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی اُن سے بیان کیا کہ آنحضرت صلعم نے قرعہ ڈ کر مہاجرین کو بانٹ دیا [۳] ام علاء کہتی ہیں ہمارے حصہ میں عثمان بن مظعون (مہاجر) آئے، ہم نے ان کو اپنے گھروں میں اتارا، وہ اُس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں انہوں نے وفات پائی۔ جب اُنکی وفات ہو گئی اور غسل اور کفن سے فراغت ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، میری زبان سے یہ نکل گیا ابو السائب (یہ عثمان بن مظعون کی کنیت تھی) اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے، میں اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو عزت دی،

---

[۱] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے آپ کی نبوت کی دلیلوں میں سے یہ حدیث بھی ایک بڑی دلیل ہے، کسی شخص کے حالات کی ایسی صحیح پیشنگوئی کرنا بجز پیغمبر کے اور کسی سے نہیں ہو سکتا، ابن تین نے کہا بعضوں نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ معاویہؓ کی خلافت صحیح تھی حالانکہ حدیث سے یہ نہیں نکلتا کیونکہ یہ واقعہ اس وقت ہوا جب معاویہؓ حضرت عثمان کی طرف سے شام کے حاکم تھے، اور حدیث میں نہ خلافت کا اثبات ہے نہ اُسکی نفی ہے، اگر یہ مان بھی لیں کہ یہ واقعہ معاویہ کی خلافت میں ہوا تو اس حدیث کے خلاف نہ ہوگا جس میں یہ مذکور ہے کہ خلافت میرے بعد تیس برس تک رہے گی کیونکہ اُس حدیث میں خلافت سے خلافت نبوت مراد ہے، اور معاویہ بادشاہوں کی طرح تھے گو (مجازاً) ان کو خلیفہ بھی کہیں کذا فی الفتح، میں کہتا ہوں معاویہ اور اُنکے بعد والے سلاطین بنی امیہ کو تمام علماء نے بادشاہ گنا ہے نہ خلیفہ، اور جس نے خلافت کا لفظ ان کی حکومت پر اطلاق کیا ہے تو اس سے مراد بادشاہت ہے کیونکہ خلافت راشدہ جناب امام حسن علیہ السلام پر تمام ہو گئی، اور ہمارے پیر و مرشد حضرت شیخ عبد القادر جیلانی نے جو غنیۃ الطالبین میں فرمایا واما خلافۃ معاویۃ فثابتۃ تو خلافت سے انکی مراد یہی دنیاوی بادشاہت ہے ۱۲ منہ رحمہ [۲] کہتے ہیں کہ عورتیں ایسا خواب دیکھیں جو اُن کے مناسب حال نہ ہو تو وہ اُنکے خاوند کے لئے ہوگا جیسے غلام کا خواب مالک کے لئے ہوتا ہے اور لڑکے کا ماں باپ کے لئے، ابن بطال نے کہا عورت کا نیک خواب بھی نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے ۱۲ منہ رحمہ [۳] جس مہاجر کا نام جس انصاری کے نام پر نکلا وہ اُسی کے گھر میں اُترا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيْكِ اَنَّ اللّٰهَ اَكْرَمَهٗ فَقُلْتُ بِاَبِيْ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَنْ يُّكْرِمُهُ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا هُوَ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ جَآءَهُ الْيَقِيْنُ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ لَهُ الْخَيْرَ وَوَاللّٰهِ مَآ اَدْرِيْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَاذَا يُفْعَلُ بِيْ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَآ اُزَكِّيْ بَعْدَهٗ اَحَدًا اَبَدًا۔

یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ کو کیسے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو عزت دی، میں نے کہا یا رسول اللہ صلعم میرے ماں باپ آپ پر قربان پھر اور کن لوگوں کو اللہ عزت دیگا اگر عثمان ہی کو عزت نہ دیگا جو ایسے ایماندار اور مخلص آدمی تھے) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم عثمان کی موت تو آن پہنچی، اور میں تو اُن کی بہتری کی اُمید رکھتا ہوں (لیکن یقیناً کچھ نہیں کہہ سکتا) خدا کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں، لیکن مجھ کو معلوم نہیں کہ میرا کیا ہونا ہے[1] اُس وقت ام العلاء نے کہا اب (آج سے) خدا کی قسم میں کسی کو پاک صاف نہیں کہنے کی[2]

۷۰۰۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا وَقَالَ مَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِهٖ قَالَتْ وَاَحْزَنَنِيْ فَنِمْتُ فَرَاَيْتُ لِعُثْمٰنَ عَيْنًا تَجْرِيْ فَاَخْبَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذٰلِكَ عَمَلُهٗ۔

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب بن ابی حمزہ نے خبر دی، انہوں نے زہری سے یہی حدیث اس میں یوں ہے کہ میں نہیں جانتا عثمان کا کیا حال ہونا ہے، ام علاء کہتی ہیں مجھے آنحضرت صلعم کے ایسا فرمانے سے رنج ہوا میں سو گئی تو کیا دیکھتی کہ عثمان کے لئے ایک چشمہ بہ رہا ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپنے فرمایا یہ اُن کا عمل ہے[3]

بَابٌ ۳۵۸ اَلْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِذَا حَلَمَ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَّسَارِهٖ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔

باب بُرا خواب شیطان کی طرف سے ہے، جب کوئی ایسا خواب دیکھے تو بائیں طرف تھوکے اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہے۔

[1] شاید یہ حدیث آپنے اُس وقت فرمائی جب سورۂ فتح کی یہ آیت لیغفر اللہ لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر نہیں اُتری تھی تو ممکن ہے کہ آپنے تفصیل حالات معلوم ہونے کی نفی کی ہو اور اجمالاً آپ کو اپنی نجات کا یقین ہو جیسے قرآن میں ہے وان ادری ما یفعل بی ولا بکم اور بے دینی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتے ہیں کہ جب خود آپ کو اپنی نجات کا یقین نہ تھا تو اپنی امت کو کیا بخشوائیں گے، یہ اعتراض لغو ہے کس لیے کہ بندہ کیسا ہے مقبول اور بڑے درجہ کا ہو لیکن آخر بندہ ہے حق تعالیٰ کے استغنا اور بے پرواہی کو دیکھ کر وہ ہر حال میں کانپتا رہتا ہے خصوصاً مقرب بندوں کو زیادہ خوف رہتا ہے کیا انہوں نے یہ نہیں سنا ع نزدیکاں را بیش بود حیرانی ۱۲ منہ رح [2] اللہ ہی کو معلوم ہے کہ حقیقت میں اس کا کیا حال ہے گو اس روایت میں باب کا مطلب مذکور نہیں ہے مگر اس کے بعد کے طریق میں باب کا مطلب مذکور ہے اس کی مناسبت سے اس حدیث کو بھی لائے ۱۲ منہ رح [3] کہتے ہیں ان کا ایک صالح بیٹا سائب نامی چھوڑ گئے تھے جو جنگ بدر میں شریک ہوا تھا، یا اللہ تعالیٰ کی راہ میں چوکی پہرہ دیتے تھے، دوسری روایت میں ہے کہ ہر میت کا عمل موت سے تمام ہو جاتا ہے مگر اللہ کی راہ میں جس نے چوکی پہرہ دیا ہو اُس کا عمل بڑھتا ہی چلا جاتا ہے قیامت تک بڑھتا رہیگا ۱۲ منہ رحمہ سدرہ

٧٠١۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفُرْسَانِهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرُّؤْيَا مِنَ اللهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمُ الْحُلُمَ يَكْرَهُهُ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ مِنْهُ فَلَنْ يَضُرَّهُ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوقتادہ انصاری سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور آپ کے (ہمراہی کے) خاص سواروں میں سے تھے وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپؐ فرماتے تھے اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور بُرا خواب شیطان کی طرف سے، جب کوئی تم میں سے بُرا خواب دیکھے جو اُس کو ناگوار ہو تو اپنے بائیں طرف تھوکے اور شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے، اُس کو کوئی نقصان نہ ہوگا۔

بَابُ ٣٥٩ اللَّبَنِ

باب خواب میں دُودھ دیکھنا

٧٠٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ مِنْ أَظْفَارِي ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي يَعْنِي عُمَرَ قَالُوا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ الْعِلْمَ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو یونس نے انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو حمزہ بن عبداللہ نے انہوں نے (اپنے والد) عبداللہ بن عمر سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے، ایک بار میں سو رہا تھا (سوتے میں) دُودھ کا ایک پیالہ میرے سامنے لایا گیا، میں نے دُودھ پیا اتنا پیا، میں (خواب ہی میں) کیا دیکھتا ہوں جیسے دودھ کی ترادت میرے ناخونوں سے پھوٹ نکلی میں نے پی کر پھر (بچا ہوا دُودھ) عمرؓ کو دیدیا، صحابہؓ نے پوچھا اس کی تعبیر کیا ہے یا رسول اللہ صلعم آپؐ نے فرمایا علم، اور کیا[1]

[1] اس حدیث سے حضرت عمرؓ کی بڑی فضیلت نکلی، حقیقت میں حضرت عمرؓ تمام علوم میں خصوصًا علم سیاست اور تدبیر مدن میں تو اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ یا اللہ اب بھی مسلمانوں میں ایک اور شخص حضرت عمرؓ کی طرح پیدا کر دے جو دشمنان اسلام کو مغلوب اور مقہور کر دے، حکیم سنائی حدیقہ میں لکھتے ہیں کہ آگ کا خواب میں دیکھنا غصہ کی دلیل ہے، پانی کا دیکھنا آنکھ کا نور ہے، خواب میں رونا خوشی کی دلیل ہے، غلام ہونا آزادی کی نشانی ہے، شطرنج اور چوسر کھیلنا جنگ و فساد کا سبب ہے شیریں اور صاف پانی حلال روزی ہے، گدلا پانی ناخوشی کی دلیل ہے، خاک دیکھنا خصوصًا کاشتکار کے لئے روزی کا باعث ہے، ہوا گرم ہو یا سرد رنج اور غم کی نشانی ہے، اگر معتدل طور سے بدن پر لگتی ہوئی دیکھے تو خوشی کا موجب ہے، مُردے کو کوئی چیز دینا مال و اسباب تباہ ہونے کی نشانی ہے ہمسار رنج و غم کی نشانی ہے، پانی پینا اور پیاس نہ بجھنا شوق علم کی دلیل ہے، طبلہ بجانا راز کا فاش ہونا بوق جنگ کی دلیل ہے، بیڑی میں گرفتاری شریعت کی پابندی باغ غذائے (باقی بر صفحہ ۴۵۴)

بَابٌ ٣٦٠ إِذَا جَرَى اللَّبَنُ فِي أَطْرَافِهِ أَوْ أَظَافِيرِهِ.

٧٠٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ مِنْ أَطْرَافِي فَأَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَنْ حَوْلَهُ فَمَا أَوَّلْتَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ الْعِلْمَ.

باب اگر دُودھ اعضاء اور ناخونوں سے پھوٹ نکلے تو کیا تعبیر ہے۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے کہا ہم سے والد (ابراہیم بن سعد) نے انھوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ سے حمزہ بن عبداللہ بن عمر نے بیان کیا، انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بار مَیں سو رہا تھا اتنے میں دُودھ کا پیالہ میرے پاس لایا گیا مَیں نے اس کو پیا، یہاں تک کہ دُودھ کی تازگی میرے اعضائ کے کناروں سے نکلتی ہوئی معلوم ہوئی، پھر مَیں نے اپنا بچا ہُوا دُودھ عمرؓ کو دے دیا، جو لوگ آپ کے گرد بیٹھے تھے انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ آپ اس کی کیا تعبیر دیتے ہیں، فرمایا کہ علم اور کیا۔

بَابٌ ٣٦١ الْقَمِيصِ فِي الْمَنَامِ

٧٠٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ

باب خواب میں قمیص (کرتہ) دیکھنا

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے کہا ہم سے والد نے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ سے ابو امامہ بن سہل نے بیان کیا انہوں نے ابو سعید خدریؓ سے سُنا، وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَیں سو رہا تھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ میرے سامنے لائے جا رہے ہیں اور وہ کرتہ پہنے ہیں، کسی کا کرتہ چھاتیوں تک،

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۵۳) روحانی ہے، میوہ بادشاہ سے فائدہ ہونا۔ ہاتھ کا لمبا ہونا، سخاوت ہے۔ ہاتھ کا چھوٹا ہونا، بخل ہے۔ سیدھا ہاتھ فرزند ہے۔ بایاں ہاتھ، دختر ہے، انگلیاں، اولاد، انت، ماں باپ۔ سینہ اور پستان، خزانہ۔ اسی طرح پیٹ جگر اور دل بھی خزانہ۔ ساق اور زانو، رنج اور تکلیف مغز، پوشیدہ مال۔ پہلو، عورت۔ عضو تناسل، فرزند۔ ہاتھ دھونا، نا امید ہونا۔ ناچنا، بے شرمی، ننگی کرچھ۔ جہاز، خادم۔ بربط بجانا، جھوٹ کرنا کشتی کرنا، کسی کو ستانا۔ دوا کھانا، بیماری سے نجات۔ خوشبو لگانا، خوشی ہونا۔ خوشبو اس کے بدن یا کپڑے سے چھڑانا، رنج اور غم۔ دُھواں نقصان، بیماری، خوشبو ئی نئے کپڑے موت ہے۔ کشتی میں ناچنا، غرق ہونا۔ قید میں ناچنا، رہائی۔ بدن سے خون بہنا، حلال مال پانا۔ اگر زخم نہ ہو زخم دیکھے، تو تکلیف مغلبی۔ عورت کا شرمگاہ سے خون بہتے دیکھنا، حمل ساقط ہونا۔ کھجور کا شراب پی کر نشہ ہونا خرابی کی دلیل ہے۔ انگور کے شراب سے نشہ ہونا مال اور دولت ملنے کی دلیل ہے، دودھ، مال کا نفع، حلال روزی۔ پورانے کپڑے، رنج و غم۔ نئے کپڑے، دولت۔ گدھا، سستی و نادانی (باقی بر صفحہ آئندہ)

قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذٰلِكَ وَمَرَّ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ قَالُوا مَا أَوَّلْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الدِّينَ۔

کسی کا اس سے بھی چھوٹا (یا اس سے بڑا) پھر عمرؓ میرے سامنے آئے، اُن کا کرتہ اتنا لمبا تھا کہ وہ اس کو گھسیٹ رہے تھے (زمین پر رُلتا جاتا تھا) صحابہؓ نے پوچھا، اس کی تعبیر آپ کیا دیتے ہیں، آپؐ نے فرمایا دینداری اور کیا۔

بَابُ ۳۶۲ جَرِّ الْقَمِيصِ فِي الْمَنَامِ۔

باب خواب میں کرتہ گھسیٹنا۔

۷۰۵۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوا عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجْتَرُّهُ قَالُوا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الدِّينُ۔

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے عقیل نے، انہوں نے ابن شہاب سے کہا ہم کو ابوامامہ بن سہل نے خبر دی، انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپ فرماتے تھے کہ میں سو رہا تھا، اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ میرے سامنے لائے جا رہے ہیں، وہ کُرتے پہنے ہیں، بعضوں کے کرتے چھاتیوں تک، بعضوں کے اس سے بھی کم (یا زیادہ) اور عمرؓ جو سامنے لائے گئے ان کا کرتہ اتنا لمبا تھا کہ اس کو (زمین پر) گھسیٹ رہے تھے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی تعبیر آپ کیا دیتے ہیں فرمایا کہ دین اور کیا[1]

بَابُ ۳۶۳ الْخُضْرِ فِي الْمَنَامِ وَالرَّوْضَةِ الْخَضْرَاءِ۔

باب خواب میں سبزی یا سبز خواب دیکھنا

۷۰۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ قَالَ قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ كُنْتُ فِي حَلْقَةٍ فِيهَا سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَابْنُ عُمَرَ فَمَرَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالُوا هٰذَا

ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے حرمی بن عمارہ نے کہا ہم سے قرہ بن خالد نے انہوں نے محمد بن سیرین سے کہ قیس بن عباد نے کہا، میں لوگوں کے حلقے میں بیٹھا تھا، ان لوگوں میں سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن عمر بھی تھے، اتنے میں عبداللہ بن سلام سامنے سے نکلے، لوگوں نے کہا یہ شخص بہشت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۵۴) گھوڑا، عورت۔ اونٹ، سفر دور و دراز۔ گائے، ارزانی۔ شیر۔ دشمن غالب۔ ہاتھی بادشاہ مہیب۔ بکری، مال و دولت۔ ریچھ، مکار دشمن۔ آفتاب، بادشاہت۔ چاند، عورت۔ مریخ یا زحل، رنج اور غم۔ مشتری، وزیر۔ زہرہ، عیش و راحت۔ واللہ اعلم ۱۲ منہ رح (حاشیہ صفحہ ھٰذا) [1] کرتہ بدن کو چھپاتا ہے گرمی سردی سے بچاتا ہے اسی طرح دین بھی روح کو بچاتا ہے ۱۲ منہ رح

رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْتُ لَهٗ اِنَّهُمْ قَالُوْا كَذَا وَكَذَا قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا كَانَ يَنْبَغِيْ لَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّمَا رَاَيْتُ كَاَنَّمَا عَمُوْدٌ وُّضِعَ فِيْ رَوْضَةٍ خَضْرَآءَ فَنُصِبَ فِيْهَا وَفِيْ رَاْسِهَا عُرْوَةٌ وَّفِيْ اَسْفَلِهَا مِنْصَفٌ وَّالْمِنْصَفُ الْوَصِيْفُ فَقِيْلَ ارْقَهْ فَرَقِيْتُهٗ حَتّٰى اَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُوْتُ عَبْدُ اللّٰهِ وَهُوَ اٰخِذٌ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى۔

والوں میں سے ہیں، مَیں نے لوگوں کی یہ بات (جاکر) عبداللہ بن سلام سے بیان کی، انہوں نے کہا سبحان اللہ! ان لوگوں کو جو بات معلوم نہیں اُس کو زبان سے نکالنا کیا ضرور تھا، اصل حقیقت یہ ہے کہ مَیں نے آنحضرت صلعم کے زمانہ میں ایک خواب دیکھا جیسے ایک ہرے بھرے باغ میں ایک ستون کھڑا کیا گیا ہے اس کی چوٹی پر ایک کنڈہ لگا ہے اور نیچے ایک غلام کھڑا ہے، مجھ سے کہا گیا اس ستون پر چڑھ جا، میں چڑھ گیا اور اوپر جاکر کنڈا تھام لیا، پھر مَیں نے یہ خواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، آپؐ نے فرمایا عبداللہ بن سلام اس کنڈے کو مضبوط تھامے ہوئے مرے گا[1]

بَابٌ ۳۶۴ كَشْفِ الْمَرْاَةِ فِي الْمَنَامِ۔

باب عورت کو کھول خواب میں دیکھنا۔

۷۰۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ رض قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ اِذَا رَجُلٌ يَّحْمِلُكِ فِيْ سَرَقَةِ حَرِيْرٍ فَيَقُوْلُ هٰذِهِ امْرَاَتُكَ فَاَكْشِفُهَا فَاِذَا هِيَ اَنْتِ فَاَقُوْلُ اِنْ يَّكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهٖ۔

ہم سے عبید بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا میں نے تجھ کو دو بار خواب میں دیکھا کہ ایک شخص تجھ کو اُٹھائے ہوئے ہے (وہ حضرت جبریلؑ تھے) ایک ریشمی کپڑے میں اور کہہ رہا ہے یہ تمہاری بی بی ہے، میں نے کپڑا کھول کر جو دیکھا تو تُو نظر آئی، اُس وقت مَیں نے (اپنے دل میں) کہا اگر اللہ کی یہی مرضی ہے تو ضرور پوری ہو گی[2]

بَابٌ ۳۶۵ ثِيَابِ الْحَرِيْرِ فِي الْمَنَامِ

باب خواب میں ریشمی کپڑا دیکھنا۔

۷۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ رض قَالَتْ قَالَ

ہم سے محمد (بن علاء یا بن سلام یا بن مثنیٰ) نے بیان کیا، کہا ہم کو ابومعاویہ نے خبر دی، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا

[1] یعنی ایمان پر اُن کا خاتمہ ہوگا، دُوسری روایت میں یوں ہے کہ باغ سے مراد اسلام ہے اور یہ کنڈا اسلام کا کنڈا ہے صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ عبداللہ بن سلام نے کہا، مجھ کو امید ہے کہ میں بہشت والوں میں سے ہونگا ۱۲ منہ رح [2] تو میرے نکاح میں آئے گی ۱۲ منہ رح

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيْتُكِ قَبْلَ اَنْ اَتَزَوَّجَكِ مَرَّتَيْنِ رَاَيْتُ الْمَلَكَ يَحْمِلُكِ فِيْ سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيْرٍ فَقُلْتُ لَهٗ اكْشِفْ فَكَشَفَ فَاِذَا هِيَ اَنْتِ فَقُلْتُ اِنْ يَّكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهٖ ثُمَّ اُرِيْتُكِ يَحْمِلُكِ فِيْ سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيْرٍ فَقُلْتُ اكْشِفْ فَكَشَفَ فَاِذَا هِيَ اَنْتِ فَقُلْتُ اِنْ يَّكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهٖ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا تیرا نکاح ہونے سے پیشتر میں نے دوبار تجھ کو خواب میں دیکھا تھا، میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ تجھ کو ایک ریشمی کپڑے میں لپیٹے اٹھائے ہوئے ہے، میں نے اس سے کہا کپڑا تو کھول، اس نے جو کھولا تو اندر تُو تھی، میں نے کہا یہ تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو ضرور پورا ہوگا[۱] پھر (دوبارہ) تو مجھے خواب میں دکھائی گئی، میں کیا دیکھتا ہوں (کہ ایک فرشتہ) تجھ کو ایک ریشمی کپڑے میں لپیٹے اٹھائے ہوئے ہے میں نے اس سے کہا کپڑا کھول، اس نے جو کھولا تو اندر تو تھی، میں نے کہا یہ اللہ کا حکم ہے ضرور پورا ہوگا۔

بَابٌ ٣٦٦ الْمَفَاتِيْحِ فِي الْيَدِ۔

باب خواب میں کنجیوں کا ہاتھ میں دیکھنا

٧٠٩۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدِيْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبَلَغَنِيْ اَنَّ جَوَامِعَ الْكَلِمِ اَنَّ اللّٰهَ يَجْمَعُ الْاُمُوْرَ الْكَثِيْرَةَ الَّتِيْ كَانَتْ تُكْتَبُ فِي الْكُتُبِ قَبْلَهٗ فِي الْاَمْرِ الْوَاحِدِ وَالْاَمْرَيْنِ اَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ۔

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے عقیل نے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو سعید بن مسیب نے خبر دی کہ ابو ہریرہؓ نے کہا، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ مجھ کو ایسی باتیں دی گئیں جن کے الفاظ تھوڑے اور معانی بہت ہیں، اور میرا رعب دشمنوں کے دل میں ڈال کر میری مدد کی گئی، اور ایک بار میں سو رہا تھا، اتنے میں زمین کے خزانوں کی کنجیاں لا کر میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں محمد بن مسلم زہری (یا امام بخاری) نے کہا مجھ کو یہ بات پہنچی کہ جوامع الکلم سے یہ مراد ہے کہ اگلے زمانہ میں بہت سی باتیں جو (توریت) کتابوں میں لکھی جاتی تھیں وہ اللہ تعالیٰ نے ایک یا دو باتوں میں آپ کے لیے جمع کر دیں[۲]

[۱] لفظی ترجمہ یوں ہے کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو پورا کریگا، مگر مطلب وہی ہے جو ہم نے ترجمہ میں لکھا، کیونکہ آپ کو اس خواب کے اللہ کی طرف سے ہونے میں کچھ شک نہ تھی، پیغمبروں کا خواب وحی ہوتا ہے ۱۲ منہ [۲] جوامع الکلم سے قرآن اور حدیث دونوں مراد ہو سکتے ہیں، کنجیاں ہاتھ میں رکھی جانا اگر خواب میں دیکھے تو اس کی یہی تعبیر ہے کہ بادشاہت اور حکومت ملے گی، اگر یہ دیکھے کہ کنجی سے ایک دروازہ کھولا تب اس کی حاجت کسی صاحب قوت کی امداد سے پوری ہوگی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ؛

بَابٌ ۳۶۷ التَّعْلِيقِ بِالْعُرْوَةِ وَ الْحَلْقَةِ۔

۱۰۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ ح وَحَدَّثَنِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ رَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ وَسَطَ الرَّوْضَةِ عَمُودٌ فِي أَعْلَى الْعَمُودِ عُرْوَةٌ فَقِيلَ ارْقَهُ قُلْتُ لَا أَسْتَطِيعُ فَأَتَانِي وَصِيفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِي فَرَقِيتُ فَاسْتَمْسَكْتُ بِالْعُرْوَةِ فَانْتَبَهْتُ وَأَنَا مُسْتَمْسِكٌ بِهَا فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ رَوْضَةُ الْإِسْلَامِ وَذٰلِكَ الْعَمُودُ عَمُودُ الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقَى لَا تَزَالُ مُسْتَمْسِكًا بِالْإِسْلَامِ حَتَّى تَمُوتَ۔

بَابٌ ۳۶۸ عَمُودِ الْفُسْطَاطِ تَحْتَ وِسَادَتِهٖ۔

باب کنڈے یا حلقے کو خواب میں پکڑ کر اس سے لٹک جانا۔

ہم سے عبداللہ بن مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ازہر بن سعد نے انہوں نے عبداللہ بن عون سے دُوسری سند اور مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا کہا ہم سے معاذ بن معاویہ عنبری نے کہا ہم سے عبداللہ بن عون نے انہوں نے محمد بن سیرین سے کہا ہم سے قیس بن عباد نے انہوں نے عبداللہ بن سلام سے انہوں نے کہا میں نے خواب میں ایسا دیکھا جیسے میں ایک باغیچہ میں ہوں، اور اس کے بیچا بیچ ایک ستون گڑا ہوا ہے ستون کی چوٹی پر ایک کنڈا لگا ہے مجھ سے کہا گیا اس پر چڑھ جا میں نے کہا میں نہیں چڑھ سکتا، پھر ایک خادم آیا اُس نے میرا کپڑا اٹھایا میں چڑھ گیا، اور اوپر جا کر کنڈا مضبوط تھام لیا میں اس کو تھامے ہی تھا اسی اثنا میں آنکھ کھل گئی، یہ خواب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، آپؐ نے فرمایا، باغ تو اسلام کا باغ ہے اور ستون بھی اسلام کا ستون ہے، اور کنڈے سے مراد وہ مضبوط کنڈا ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہے فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى اور مرتے تک تو اسلام کو تھامے رہیگا۔

باب ڈیرے کا ستون تکیہ کے تلے دیکھنا[ف]

ف اس باب میں امام بخاری نے کوئی حدیث بیان نہیں کی، شاید اُن کی شرط پر نہ ملی ہوگی، اور انہوں نے اشارہ کیا اس حدیث کی طرف جس کو یعقوب بن سفیان اور طبرانی اور حاکم نے نکالا، اور کہا صحیح ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سو رہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ دین کا ستون میرے سر کے تلے سے اٹھایا گیا، پس اس کو برابر دیکھتا رہا، آخر وہ شام کے ملک میں رکھا گیا، دیکھو جب فتنے اور فساد پیدا ہونگے تو ایمان شام کے ملک میں رہ جائیگا۔ دوسری روایت میں ہے میں نے معراج کی رات کو ایک سفید ستون جھنڈے کی طرح دیکھا جس کو فرشتے اٹھائے ہوئے تھے، میں نے پوچھا یہ کیا ہے، انہوں نے کہا عمود الکتاب یعنی دین کا ستون، اور ہم کو حکم ہے کہ شام کے ملک میں اُس کو رکھیں تیسری روایت میں ہے میں سو رہا تھا اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ عمود الکتاب میرے تکیے کے تلے سے اُچک لیا گیا، میں سمجھا شاید اللہ تعالیٰ نے زمین والوں پر تجلی کی اور میں اُس کو برابر دیکھتا رہا وہ ایک چمکتا نور تھا آخر شام کے ملک میں رکھا گیا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۶۹ الاستبرق ودخول الجنة في المنام۔

۱۱۷۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِي يَدِي سَرَقَةً مِنْ حَرِيرٍ لَا أَهْوِي بِهَا إِلَى مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ فِي إِلَيْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أَخَاكِ رَجُلٌ صَالِحٌ أَوْ قَالَ إِنَّ عَبْدَ اللهِ رَجُلٌ صَالِحٌ۔

باب ۳۷۰ القيد في المنام۔

۱۱۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ عَوْفًا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رض يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ تَكْذِبُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَقُولُ هٰذِهٖ قَالَ وَكَانَ يُقَالُ الرُّؤْيَا ثَلٰثٌ حَدِيثُ النَّفْسِ وَتَخْوِيفُ الشَّيْطَانِ وَبُشْرَى مِنَ اللهِ فَمَنْ رَأَى شَيْئًا

باب خواب میں سنگین ریشمی کپڑا دیکھنا، یا بہشت میں جانا۔

ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ریشمی کپڑے کا ایک ٹکڑا ہے[۱]۔ میں بہشت میں جس جگہ پر جانے کا قصد کرتا ہوں یہ ریشمی کپڑے کا ٹکڑا مجھ کو وہاں اُڑائے جاتا ہے میں نے یہ خواب (اپنی بہن) ام المؤمنین حفصہؓ سے بیان کیا، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا تیرا بھائی یا یوں فرمایا عبداللہ ایک نیک بخت آدمی ہے[۲]

باب خواب میں پاؤں کی بیڑیاں دیکھنا۔

ہم سے عبداللہ بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے کہا میں نے عوف بن ابی جمیل سے سُنا، کہا ہم سے محمد بن سیرین نے بیان کیا انہوں نے ابوہریرہؓ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب (قیامت کا) زمانہ نزدیک آلگیگا یا جب دن رات برابر معتدل زمانہ ہوگا) تو مسلمان کا خواب بالکل جھوٹ نہ ہوگا (ہمیشہ سچ ہوگا) اور مسلمان کا خواب کیا ہے، نبوت کے چھیالیس حصّوں میں سے ایک حصّہ ہے، محمد بن سیرین نے کہا (جو علم تعبیر کے بڑے عالم تھے) نبوت کا حصّہ جھوٹ نہیں ہو سکتا ابوہریرہؓ کہتے ہیں[۳] خواب تین طرح کے ہیں، ایک تو نفسانی خیالات[۴] دوسرے شیطان کا ڈراوا[۵]، تیسرے اللہ کی طرف سے خوش خبری، اب جو

---

[۱] اس حدیث میں یہ ذکر نہیں ہے کہ وہ ٹکڑا سنگین ریشمی کپڑے کا ٹکڑا تھا، مگر امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو ترمذی نے نکالا اسمیں صاف یوں ہے کانما فی یدای قطعة استبرق ۱۲ منہ رح [۲] دوسری روایت میں یوں ہے، کہ عبداللہ اچھا آدمی ہے اگر رات کو تہجد پڑھا ہوتا، آپ کے یہ فرمانے کے بعد پھر عبداللہ نے تہجد پڑھنا شروع کیا اور عمر بھر پڑھتے رہے ۱۲ منہ رح [۳] ترمذی اور نسائی کی روایت میں یوں ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۱۲ منہ رح [۴] جیسے کہتے ہیں بلی کے خواب میں چھیچھڑے ۱۲ منہ رح [۵] اسی میں احتلام بھی داخل ہے ۱۲ منہ

يَكْرَهُهُ فَلَا يَقُصَّهُ عَلَى أَحَدٍ وَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ قَالَ وَكَانَ يَكْرَهُ الْغُلَّ فِي النَّوْمِ وَكَانَ يُعْجِبُهُمُ الْقَيْدُ وَيُقَالُ الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ وَرَوَى قَتَادَةُ وَيُونُسُ وَهِشَامٌ وَأَبُو هِلَالٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَدْرَجَهُ بَعْضُهُمْ كُلَّهُ فِي الْحَدِيثِ وَحَدِيثُ عَوْفٍ أَبْيَنُ وَقَالَ يُونُسُ لَا أَحْسِبُهُ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَيْدِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ لَا تَكُونُ الْأَغْلَالُ إِلَّا فِي الْأَعْنَاقِ۔

شخص ایسا خواب دیکھے جو اُس کو ناگوار ہو تو کسی سے بیان نہ کرے اور نیند سے اٹھ کر نماز پڑھے۔ محمد بن سیرین نے کہا ابوہریرہؓ خواب میں طوق کا گلے میں دیکھنا برا سمجھتے تھے[1] اور پاؤں میں بیڑی دیکھنا اچھا سمجھتے تھے، لوگ کہتے تھے بیڑی کی تعبیر یہ ہے کہ دینداری میں مضبوط رہیگا، اور اس حدیث کو قتادہ اور یونس اور ہشام اور ابو ہلال (محمد بن سلیم) نے بھی ابن سیرین سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور بعضوں نے ساری حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ بیان کیا ہے[2] لیکن عوف اعرابی کی روایت زیادہ صاف ہے[3] اور یونس نے اپنی روایت میں یوں کہا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ بیڑی کی یہ تعبیر آنحضرت صلعم سے منقول ہے[4] امام بخاری نے کہا اغلال یعنی طوق ہمیشہ گردنوں ہی میں ہوتے ہیں[5]

بَابُ الْعَيْنِ الْجَارِيَةِ فِي الْمَنَامِ

باب خواب میں پانی کا بہتا چشمہ دیکھنا

۱۳۱۷ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ وَهِيَ امْرَأَةٌ مِنْ نِسَائِهِمْ بَايَعَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ طَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ فِي السُّكْنَى

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو معمر بن راشد نے انہوں نے زہری سے انہوں نے خارجہ بن زید بن ثابت سے انہوں نے ام علاء سے جو انہی کے خاندان کی ایک عورت تھی، (یعنی انصاری عورت) اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی وہ کہتی تھیں کہ جب انصار نے مہاجرین پر قرعہ ڈالا[6] تو ہمارے حصہ میں عثمان بن مظعون

[1] کیونکہ گلے میں طوق دوزخیوں کی نشانی ہے ۱۲ منہ رح [2] قتادہ کی روایت کو امام مسلم اور نسائی نے اور یونس کی روایت کو بزار نے مسند میں اور ہشام کی روایت کو امام احمد نے اور ابو ہلال کی روایت کو معلوم نہیں کس نے وصل کیا ہے ۱۲ منہ رح [3] اس نے آنحضرتؐ کا فرمودہ الگ اور ابن سیرین اور ابو ہریرہؓ کا قول جداگانہ بیان کیا ہے جیسے اوپر گذرا ۱۲ منہ رح [4] انہوں نے اس کے رفع اور وقف میں شک کی ۱۲ منہ رح [5] جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اذ الاغلال فی اعناقھم۔ امام بخاری نے یہ کہہ کر ان لوگوں کا رد کیا جو کہتے ہیں اغلال ہاتھوں میں بھی ہوتے ہیں اور قرآن میں ہے وقالت الیھود ید اللہ مغلولۃ مغلولۃ غل سے نکلا ہے، میں کہتا ہوں امام بخاری کا کلام قابل تسلیم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے غلت ایدیھم اور شاید اغلال کا لفظ گردنوں سے خاص ہو، واللہ اعلم ۱۲ منہ [6] یعنی کون انصاری کس مہاجر کو اپنے گھر رکھے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

حِيْنَ اقْتَرَعَتِ الْاَنْصَارُ عَلٰى سُكْنَى الْمُهَاجِرِيْنَ فَاشْتَكٰى فَمَرَّضْنَاهُ حَتّٰى تُوُفِّيَ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ فِيْ اَثْوَابِهٖ فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ اَبَا السَّائِبِ فَشَهَادَتِيْ عَلَيْكَ لَقَدْ اَكْرَمَكَ اللّٰهُ قَالَ وَمَا يُدْرِيْكِ قُلْتُ لَا اَدْرِيْ وَاللّٰهِ قَالَ اَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِيْنُ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ لَهُ الْخَيْرَ مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ قَالَتْ اُمُّ الْعَلَاءِ فَوَاللّٰهِ لَا اُزَكِّيْ اَحَدًا بَعْدَهُ قَالَتْ وَرَاَيْتُ لِعُثْمَانَ فِي النَّوْمِ عَيْنًا تَجْرِيْ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ ذَاكَ عَمَلُهُ يَجْرِيْ لَهُ۔

آئے وہ بیمار ہو گئے، ہم اُن کی تیمارداری کرتے رہے، یہاں تک کہ انہوں نے انتقال کیا، ہم نے اُن کو (غسل دیکر) کفن پہنایا، اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، میری زبان سے یہ نکلا ابوالسائب (یہ عثمان کی کنیت تھی) تم پر اللہ کی رحمت ہے میں اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ اللہ نے تم کو عزت اور آبرو دی، یہ سُن کر آنحضرت صلعم نے پوچھا تجھ کو کہاں سے معلوم ہوا، میں نے کہا بیشک مجھ کو معلوم نہیں ہے، خدا کی قسم آپ نے فرمایا بات یہ ہے کہ عثمان تو مر گئے اور مجھ کو اللہ سے اُن کی بھلائی کی امید ہے (رہا یقین وہ تو نہیں ہے) خدا کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں لیکن یہ نہیں جانتا کہ مجھ کو کیا پیش آئیگا اور تم کو کیا پیش آنیوالا ہے، ام علاء نے کہا میں تو اب عثمان کے بعد اور کسی کی پاکی نہیں بیان کرنے کی (کیونکہ اللہ ہی جانتا ہے اس کا کیا حال ہے) ام علاء کہتی ہیں میں نے (خواب میں) دیکھا عثمان کے لئے ایک چشمہ بہ رہا ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، آپ نے فرمایا یہ عثمان کا نیک عمل ہے جس کا ثواب ان کو مرنے کے بعد بھی مل رہا ہے [1]

بَابُ ٣٧٢ نَزْعِ الْمَاءِ مِنَ الْبِئْرِ حَتّٰى يَرْوَى النَّاسُ۔

باب خواب میں کنوئیں سے پانی کھینچنا، لوگوں کو سیراب کرنا۔

رَوَاهُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اس کو ابو ہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا یہ حدیث آگے موصولاً مذکور ہو گی۔

١٤٧٤ - حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رض حَدَّثَهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعیب بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے صخر بن جویریہ نے کہا ہم سے نافع نے ان سے ابن عمرؓ نے بیان کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں (خواب میں) ایک کنوئیں پر تھا، پانی نکال رہا تھا اتنے میں ابو بکرؓ اور عمرؓ

[1] اس حدیث کی شرح اوپر گذر چکی ہے کہتے ہیں یہ عثمان بہت مالدار آدمی تھے، شاید کوئی صدقہ جاریہ چھوڑ گئے ہوں، امام بخاریؒ اس حدیث کو یہاں اس لئے لائے ہیں کہ چشمے سے نیک عمل کی تعبیر ہوتی ہے ١٢ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ؛

أَنَا عَلَى بِئْرٍ أَنْزِعُ مِنْهَا إِذْ جَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ الدَّلْوَ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ فَغَفَرَ اللَّهُ لَهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَدِ أَبِي بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِي يَدِهِ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَّهُ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ.

بَابُ ۳۷۳ نَزْعِ الذَّنُوبِ وَالذَّنُوبَيْنِ مِنَ الْبِئْرِ بِضَعْفٍ.

۷۱۵ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُوسَى عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ النَّاسَ اجْتَمَعُوا فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ قَامَ ابْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَمَا رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَّهُ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ.

۷۱۶ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

آن پہنچے، اور ابوبکرؓ نے ڈول لیا، ایک ۲ ڈو ڈول کھینچے، وہ بھی کمزوری کے ساتھ، اللہ ان کو بخشے، اس کے بعد خطاب کے بیٹے (یعنی عمرؓ) نے ابوبکرؓ کے ہاتھ سے ڈول لے لیا، وہ ڈول ان کے ہاتھ میں بڑا ہوکر چرسہ بن گیا (یعنی موٹھ کا ڈول) پھر میں نے تو ایسا شاہ زور آدمی لوگوں میں نہیں دیکھا جو اُن کا سا کام کرے، (اتنا پانی کھینچا اور پلایا) کہ لوگ اپنے اپنے اونٹوں کو خوب پلا کر بٹھانے کی جگہ میں لے گئے [1]

باب کمزوری کے ساتھ کنوئیں سے ایک یا دو ڈول کھینچنا۔

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خواب بیان کیا جو آپ نے ابوبکرؓ اور عمرؓ کی خلافت کے متعلق دیکھا تھا آپ نے فرمایا میں نے (خواب میں) لوگ ایک کنوئیں پر جمع ہیں، پہلے ابوبکرؓ کھڑے ہوئے انہوں نے ایک یا دو ڈول نکالے وہ بھی کمزوری کے ساتھ، اللہ انکو بخشے، پھر خطاب کا بیٹا عمرؓ کھڑا ہوا (اس نے ابوبکرؓ کے ہاتھ سے ڈول لے لیا) وہ ڈول (بڑا ہوکر) چرسہ ہو گیا میں نے تو لوگوں میں کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جو انکا سا کام کرتا ہو (اتنا پانی کھینچا) کہ لوگ اپنے اپنے اونٹوں کو پانی پلا کر تھانوں میں لیگئے

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے عقیل بن خالد نے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو

[1] یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی بڑی دلیل ہے، اس میں یہ اشارہ ہے کہ ابوبکر صدیق کی خلافت ایک یا دو سال رہے گی، اس میں بھی وہ جوش اور زور نہ ہوگا جو عمرؓ کی خلافت میں ہوگا، پھر ابوبکرؓ کے ہی ہاتھ سے عمرؓ کو خلافت پہنچے گی، وہ ایسے زور سے چلائیں گے کہ ماشاء اللہ سینکڑوں ملک فتح کر کے مسلمانوں کو مالا مال کر دیں گے، آپ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا، حدیث سے یہ مقصود نہیں ہے کہ ابوبکرؓ کی خلافت میں کوئی نقص ہوگا یا اُن خود میں کوئی عیب ہوگا، مگر مطلب یہ ہے کہ ان کی خلافت تھوڑی مدت تک رہے گی، اور اس میں بڑی بڑی فتوحات بھی نہ ہوں گے۔ سبحان اللہ حضرت عمرؓ کا احسان سارے مسلمانوں کی گردنوں پر قیامت تک باقی ہے، مگر جو ناشکرا محسن کش ہو وہ حضرت عمرؓ کو (باقی بر صفحہ ۴۶۳)

أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلِيبٍ وَعَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَأَخَذَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ۔

سعید بن مسیب نے خبر دی، اُن کو ابو ہریرہؓ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بار ایسا ہوا کہ مَیں سو رہا تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنوئیں پر گیا ہوں وہاں ایک ڈول پڑا ہے جتنا اللہ کو منظور تھا مَیں نے اس میں سے پانی نکالا، پھر ابو قحافہ کے بیٹے (ابوبکر) نے وہ ڈول لے لیا اور ایک یا دو ڈول نکالے وہ بھی ناتوانی کے ساتھ اللہ انکی مغفرت کرے، پھر کیا ہوا وہ ڈول بڑا ہو کر چرسہ ہو گیا، اور عمر نے اس کو سنبھالا، مَیں نے ان کا سا شاہ زور آدمی نہیں دیکھا جو اُن کی طرح پانی کھینچے، اتنا پانی کھینچا کہ لوگوں نے اونٹوں کو سیراب کر کے اپنے اپنے تھانوں میں لے جا کر بٹھلا دیا[1]

بَابٌ ۲۷ الْاِسْتِرَاحَةِ فِي الْمَنَامِ

باب خواب میں راحت لینا آرام کرنا

١٧ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رض يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ أَنِّي عَلَى حَوْضٍ أَسْقِي النَّاسَ فَأَتَانِي أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ الدَّلْوَ مِنْ يَدِي لِيُرِيحَنِي فَنَزَعَ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ فَأَتَى ابْنُ الْخَطَّابِ فَأَخَذَ مِنْهُ

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی انہوں نے معمر سے انہوں نے ہمام سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے سُنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا ہوا میں ایک دفعہ سو رہا تھا کہ مَیں نے خواب میں دیکھا مَیں ایک حوض پر ہوں، لوگوں کو پانی پلا رہا ہوں، اتنے میں ابوبکر آئے اور مجھ کو آرام دینے کے لئے میرے ہاتھ سے ڈول لے لیا[2] اور دو ڈول کمزوری کے ساتھ (کنوئیں میں سے) نکالے (حوض میں ڈالے) اللہ انکو بخشے، اس کے بعد خطابؓ کے بیٹے آئے اور ابوبکرؓ کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۶۲) بُرا کہیگا۔ باقی جس میں رتی برابر بھی عقل ہوگی اُن کا شکریہ عمر بھر کرتا رہے گا، رضی اللہ عنہ وارضاہ ۱۲ منہ رح

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] سبحان اللہ اس شہ زوری اور پہلوانی کا کیا کہنا اسلام کو وہ رونق دی کہ سارا زمانہ بے اختیار کہہ اُٹھا، ع
این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ اور پھر فقط فتوحات نہیں بلکہ موافق اور مخالف سب پر وہ دھاک کہ چوں کرنے کی مجال کسی کو نہیں ہوئی کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے دس برس خلافت کی، اس دس برس کے عرصے میں شام اور مصر اور ایران اور عراق اور روم کے اکثر شہر فتح ہو گئے، چار ہزار بڑے بڑے شہر مع برکات ممالک محروسہ اسلام میں شریک ہوئے، اور بے شمار خزانے اور اموال مسلمانوں کے ہاتھ آئے، سارے مسلمان مالا مال ہو گئے، سبحان اللہ! خلافت ہو تو ایسی ہو، اگر حضرت عمرؓ دس برس اور زندہ رہ جاتے تو یورپ اور افریقہ اور ایشیا سب کے صاف ہو جاتے اور ہر طرف اسلام ہی اسلام نظر آتا، مگر اللہ تعالیٰ کی تقدیر الٰہی ہی تھی جو واقع ہوئی، ویفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید ۱۲ منہ رح [2] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ۱۲ منہ

فَلَمْ يَزَلْ يَنْزِعُ حَتَّى تَوَلَّى النَّاسُ وَالْحَوْضُ يَتَفَجَّرُ۔

بَابُ ۳۷۵ الْقَصْرِ فِي الْمَنَامِ۔

۷۱۸۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ قُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ قَالُوا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَبَكَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ قَالَ أَعَلَيْكَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ أَغَارُ۔

۷۱۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمٰنَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِقَصْرٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالُوا لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَمَا مَنَعَنِي أَنْ أَدْخُلَهُ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِلَّا مَا أَعْلَمُ مِنْ غَيْرَتِكَ قَالَ وَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُولَ اللهِ۔

بَابُ ۳۷۶ التَّوَضُّؤِ فِي الْمَنَامِ۔

ہاتھ سے ڈول لے لیا وہ برابر پانی نکالتے رہے یہاں تک کہ لوگ (سیراب ہوکر) چل دیے اور حوض سے لبالب پانی ابل رہا تھا۔

باب خواب میں محل دیکھنا۔

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے عقیل نے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو سعید بن مسیب نے خبر دی کہ ابوہریرہؓ نے کہا ایسا ہوا ایک بار ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس بیٹھے تھے اتنے میں آپ نے فرمایا میں نے سوتے میں دیکھا میں بہشت میں ہوں اور ایک محل ہے اس کے ایک کونے میں ایک عورت وضو کر رہی ہےؓ میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے فرشتوں نے کہا حضرت عمرؓ کا یہ سنتے ہی میں پیٹھ موڑ کر وہاں سے چلتا ہوا مجھ کو عمرؓ کی غیرت کا خیال آیا ابوہریرہؓ کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے جو یہ سنا تو رو دیے کہنے لگے میرے ماں باپ یا رسول اللہ آپ پر صدقے ہوں بھلا میں آپ پر غیرت کروں گا۔ؓ

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر ابن سلیمان نے کہا ہم سے عبید اللہ بن عمر نے انہوں نے محمد بن منکدر سے انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بہشت میں گیا (یعنی خواب میں) وہاں سونے کا ایک محل دکھائی دیا میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے فرشتوں نے کہا قریش کے ایک شخص (یعنی حضرت عمرؓ) کا خطاب کے بیٹے میں جو اس محل کے اندر نہیں گیا تو تمہاری غیرت کا خیال کر کے حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر میں غیرت کروں گا۔ؓ

باب سوتے میں کسی کو وضو کرتے دیکھنا۔

ؓ اس کا نام ام سلیمہ تھا وہ اس وقت تک زندہ تھی ۱۲ منہ ؓ آپ تو تمام مومنین کے ولی اور مثل والد بزرگوار کے ہیں دوسرے حضرت عمرؓ کی عزیز بیٹی حضرت حفصہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں تھیں، داماد اپنے بیٹے کی طرح عزیز ہوتا ہے اس پر کون غیرت کرتا ہے ۱۲ منہ ؓ آپ پر سے تو جان و مال، بی بیاں اولاد سب تصدق ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ؛

٧٠٢٠ - حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ فَقَالُوا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكَى عُمَرُ وَقَالَ عَلَيْكَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغَارُ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے شہاب سے کہا مجھ کو سعید بن مسیب نے خبر دی کہا ابوہریرہؓ نے کہا ایک بار ایسا ہوا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں آپ نے فرمایا سوتے میں مَیں نے دیکھا میں بہشت میں ہوں اور ایک عورت ایک محل کے کونے میں وضو کر رہی ہے[1] میں نے (فرشتوں سے) پوچھا یہ محل کس کا ہے انہوں نے کہا عمرؓ کا مجھ کو اُن کی غیرت کا خیال آیا اور پیٹھ موڑ کر وہاں سے چلا آیا یہ سن کر حضرت عمرؓ رو دیئے کہنے لگے یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ صدقے بھلا آپ پر میں غیرت کروں گا۔

بَابُ ٣٧ الطَّوَافِ بِالْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ۔

باب سوتے میں کعبے کا طواف کرتے دیکھنا

٧٠٢١ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعَرِ بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطُفُ رَأْسُهُ مَاءً فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا ابْنُ مَرْيَمَ فَذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِيمٌ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا هَذَا الدَّجَّالُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ وَابْنُ قَطَنٍ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ مِنْ خُزَاعَةَ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو سالم بن عبداللہ بن عمر نے خبر دی اُن کے والد عبداللہ بن عمرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سو رہا تھا اتنے میں کیا دیکھتا ہوں میں کعبے کا طواف کر رہا ہوں اور ایک شخص ہے گندمی رنگ سیدھے بال والا دو مردوں پر ٹیکا دیے اس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے لوگوں نے کہا یہ عیسیٰ ہیں مریم کے بیٹے اُن کے بعد میں چلا اِدھر اُدھر دیکھا ایک اور شخص دکھائی دیا سرخ رنگ موٹا گھونگھر بال والا داہنی آنکھ کانی اس کی آنکھ ایسی جیسے پھولا انگور مَیں نے پوچھا یہ کون ہے انہوں نے کہا یہ دجال ہے اس کی صورت عبدالعزٰے بن قطن سے بہت ملتی تھی یہ عبدالعزٰے بنی مصطلق میں تھا جو خزاعہ قبیلے کی ایک شاخ ہے[2]

[1] وضو سے مراد ہاتھ پاؤں صاف کرنے کیلئے دھونا ہے شرعی وضو مراد نہیں ہے کیونکہ بہشت عیش کا گھر ہے نہ عمل کا ۱۲ منہ (باقی بر صفحہ ۴۶۶)

بَابٌ ۳۷۸ إِذَا أَعْطَى فَضْلَهُ غَيْرَهُ فِي النَّوْمِ۔

۶۷۲۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَجْرِي ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلَهُ عُمَرَ قَالُوا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْعِلْمَ۔

بَابٌ ۳۷۹ الْأَمْنِ وَذَهَابِ الرَّوْعِ فِي الْمَنَامِ۔

۶۷۲۳۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ إِنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يَرَوْنَ الرُّؤْيَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُصُّونَهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللَّهُ وَأَنَا غُلَامٌ حَدِيثُ السِّنِّ وَبَيْتِي الْمَسْجِدُ قَبْلَ أَنْ أَنْكِحَ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي

باب سوتے میں اپنا بچا ہوا (دودھ) دوسرے شخص کو دینا۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا ہے کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو حمزہ بن عبداللہ بن عمر نے خبر دی اُن کے والد عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ نے فرمایا ایک بار ایسا ہوا میں سو رہا تھا اتنے میں دودھ کا پیالہ میرے سامنے لایا گیا میں نے اتنا پیا کہ دودھ کی تازگی (ہر رگ وپے میں جاری ہو گئی) اُس کے بعد میں بچا ہوا دودھ عمر کو دے دیا صحابہ نے پوچھا آپ اس کی کیا تعبیر دیتے ہیں فرمایا علم اور کیا [1]

باب سوتے میں آدمی اپنے تئیں بے ڈر دیکھے [2]

مجھ سے عبیداللہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے عفان بن مسلم نے کہا ہم سے صخر بن جویریہ نے، کہا ہم سے نافع نے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ کے اصحاب میں سے کئی شخص خواب دیکھتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے آپ جو اللہ کو منظور ہوتا ویسی تعبیر دیتے ان دونوں میں ایک کم سن لڑکا تھا اور میرا نکاح بھی نہیں ہوا تھا خانہ خدا ہی میرا گھر تھا (رات دن وہیں پڑا رہتا) میں نے اپنے دل میں یہ خیال کیا اگر تو بھی کچھ اچھا آدمی ہوتا تو ان لوگوں کی طرح تو بھی خواب دیکھتا، خیر ایک رات ایسا ہوا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۶۵) [2] بعضوں نے کہا ہے دجال مکہ میں جائیگا صرف مدینہ میں نہ جا سکیگا لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے مکہ اور مدینہ دونوں کو اللہ تعالیٰ اس کے شر سے بچائے گا، اور حدیث کا مطلب یہی ہے جو اوپر بیان ہوا یعنی دجال اپنی شوکت اور حکومت حاصل کرنے سے پیشتر مکہ میں جائیگا اور طواف کریگا، شاید وہ پہلے مسلمان ہوگا پھر مرتد ہو کر خدائی کا دعویٰ کرنے لگیگا ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہٰذا) [1] معلوم ہوا کہ حضرت عمر جہاں اور فضائل رکھتے تھے وہاں علم نبوی کے حامل بھی تھے، دوسری حدیث میں ہے اگر میرے بعد کوئی پیغمبر ہوتا تو عمرؓ پیغمبر ہوتے ۱۲ منہ

[2] علمائے تعبیر نے کہا ہے اگر سوتے میں آدمی اپنے تئیں بے ڈر دیکھے تو ڈر پیدا ہوگا، اگر ڈرتا دیکھے تو امن سے رہیگا، غرض اس کی تعبیر بالعکس ہے ۱۲ منہ

لَوْ كَانَ فِيكَ خَيْرٌ لَرَأَيْتَ مِثْلَ مَا يَرَى هٰؤُلَاءِ فَلَمَّا اضْطَجَعْتُ لَيْلَةً قُلْتُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ فِيَّ خَيْرًا فَأَرِنِي رُؤْيَا فَبَيْنَمَا أَنَا كَذٰلِكَ إِذْ جَاءَنِي مَلَكَانِ فِي يَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيدٍ يُقْبِلَانِ بِي إِلَى جَهَنَّمَ وَأَنَا بَيْنَهُمَا أَدْعُو اللّٰهَ اللّٰهُمَّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ جَهَنَّمَ ثُمَّ أُرَانِي لَقِيَنِي مَلَكٌ فِي يَدِهِ مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيدٍ فَقَالَ لَنْ تُرَاعَ نِعْمَ الرَّجُلُ أَنْتَ لَوْ تُكْثِرُ الصَّلٰوةَ فَانْطَلَقُوا بِي حَتّٰى وَقَفُوا بِي عَلٰى شَفِيرِ جَهَنَّمَ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ لَهُ قُرُونٌ كَقَرْنِ الْبِئْرِ بَيْنَ كُلِّ قَرْنَيْنِ مَلَكٌ بِيَدِهِ مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيدٍ وَأَرٰى فِيهَا رِجَالًا مُعَلَّقِينَ بِالسَّلَاسِلِ رُءُوسُهُمْ أَسْفَلَهُمْ عَرَفْتُ فِيهَا رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ فَانْصَرَفُوا بِي عَنْ ذَاتِ الْيَمِينِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ فَقَالَ نَافِعٌ لَمْ يَزَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ يُكْثِرُ الصَّلٰوةَ۔

میں لیٹ رہا اور میں نے دعا کی، یا اللہ اگر تو جانتا ہے کہ مجھ میں کچھ بھلائی ہے تو مجھ کو بھی کوئی اچھا خواب دکھلا یہ دعا کر کے میں سو گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ دو فرشتے میرے پاس آئے، ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کا ایک ایک گرز تھا، وہ مجھ کو دوزخ کی طرف لے جا رہے تھے اور میں دونوں کے بیچ میں یہ دعا کر رہا تھا، الٰہی دوزخ سے تیری پناہ پھر میں نے دیکھا ایک اور فرشتہ آیا اُس کے ہاتھ میں بھی لوہے کا گرز تھا، وہ کہنے لگا ڈر نہیں (کاہیکو ڈرتا ہے) تُو تو اچھا آدمی ہے اگر نماز بہت پڑھا کرے آخر یہ تینوں فرشتے مجھ کو دوزخ کے کنارے لیکر پہنچے، کیا دیکھتا ہوں کہ دوزخ ایک گول کنوئیں کی طرح ہے اس کے دونوں طرف مٹکے بنے ہیں[1] ہر دو مٹکوں کے بیچ میں ایک فرشتہ لوہے کا گرز ہاتھ میں لیے ہوئے کھڑا ہے، میں نے کچھ لوگ اُس کنوئیں میں ایسے بھی دیکھے جو اُلٹے (سر تلے پاؤں اوپر) زنجیروں میں لٹک رہے ہیں، ان میں بعضے آدمیوں کو میں نے پہچانا بھی جو قریش قبیلے کے تھے، پھر وہ تینوں فرشتے مجھ کو (دوزخ دکھلا کر) داہنی طرف لیگئے، میں نے یہ خواب (اپنی بہن) ام المومنین حفصہؓ سے بیان کیا، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، آپ نے فرمایا عبداللہ ایک نیک آدمی ہے (اگر رات کو تہجد پڑھتا ہوتا)۔ نافع کہتے ہیں عبداللہ ابن عمر نے جب سے یہ خواب دیکھا تو وہ (نفل) نماز بہت پڑھا کرتے[2]

بَابُ الْأَخْذِ عَلَى الْيَمِينِ فِي النَّوْمِ

باب خواب میں داہنی طرف لیجاتے دیکھنا

۴۲۷ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام

---

[1] جیسے کنوئیں پر ہوتے ہیں جن پر موٹھ کی لکڑی لگائی جاتی ہے ۱۲ منہ رح [2] دوسری روایت میں ہے کہ عبداللہ شب کو بہت کم سوتے اکثر رات عبادت اور تہجد گذاری میں صرف کرتے، سُبحان اللہ نماز ایسی ہی عبادت ہے جس کی وجہ سے دوزخ کا بچاؤ ہوتا ہے، خصوصاً شب کی نماز یہ وقت نہایت متبرک ہوتا ہے اکثر لوگ سوتے رہتے ہیں اور سکوت اور خاموشی کی وجہ سے نماز میں خوب مزہ آتا ہے، اہلحدیث بھائیو! میں تم کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ قیام شب کو ہرگز نہ چھوڑنا، تھوڑی یا بہت جو ہو سکے شب کو عبادت کرتے رہنا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا شَابًّا عَزَبًا فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ أَبِيتُ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ مَنْ رَأَى مَنَامًا قَصَّهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ لِي عِنْدَكَ خَيْرٌ فَأَرِنِي مَنَامًا يُعَبِّرُهُ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ مَلَكَيْنِ أَتَيَانِي فَانْطَلَقَا بِي فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ آخَرُ فَقَالَ لِي لَنْ تُرَاعَ إِنَّكَ رَجُلٌ صَالِحٌ فَانْطَلَقَا بِي إِلَى النَّارِ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَإِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُ بَعْضَهُمْ فَأَخَذَا بِي ذَاتَ الْيَمِينِ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِحَفْصَةَ فَزَعَمَتْ حَفْصَةُ أَنَّهَا قَصَّتْهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ عَبْدَ اللهِ رَجُلٌ صَالِحٌ لَوْ كَانَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بَعْدَ ذَلِكَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ۔

بَابُ ۳۸۱ الْقَدَحِ فِي النَّوْمِ۔

۷۲۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رض قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ الْعِلْمَ۔

بن یوسف نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہوں نے زہری سے انہوں نے سالم سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک نوجوان مجرد تھا، مسجد ہی میں رات بسر کرتا اور صحابہ میں سے جو کوئی کچھ خواب دیکھتا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا، میں نے بھی یہ دعا کی کہ یا اللہ اگر میں تیرے نزدیک کچھ بھی اچھا شخص ہوں تو مجھ کو بھی ایک خواب دکھلا، جس کی تعبیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمائیں، خیر میں (یہ دعا کر کے) سو رہا میں نے (خواب میں) دیکھا دو فرشتے میرے پاس آئے اور مجھ کو لے چلے، پھر ایک اور فرشتہ ملا وہ کہنے لگا کہ ڈر نہیں تو اچھا آدمی ہے یہ دونوں فرشتے مجھ کو دوزخ کی طرف لے گئے، کیا دیکھتا ہوں وہ گول اندارے کی طرح تہ بر تہ بنی ہوئی ہے، اس میں کچھ لوگ ایسے بھی میں نے دیکھے جن کو میں پہچانتا تھا، صبح کو یہ خواب میں نے ام المؤمنین حفصہؓ سے کہا، حفصہؓ کہتی ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر دیا آپ نے فرمایا کہ عبداللہ نیک بخت آدمی ہے، اگر رات کو بہت نماز پڑھتا ہوتا زہری نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد عبداللہ رات کو بہت نماز پڑھا کرتے۔

باب خواب میں پیالہ دیکھنا۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے حمزہ بن عبداللہ سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے میں سو رہا تھا کیا دیکھتا ہوں دودھ کا ایک پیالہ میرے سامنے لایا گیا، میں نے اس کو پیا پھر بچا ہوا دودھ عمرؓ کو دیدیا، صحابہؓ نے عرض کیا اس کی تعبیر کیا ہے، آپؐ نے فرمایا علم اور کیا۔

بَابٌ ٣٨٢ إِذَا طَارَ الشَّيْءُ فِي الْمَنَامِ.

٧٢٦ - حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عُبَيْدَةَ بْنِ نَشِيطٍ قَالَ قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنْ رُؤْيَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي ذَكَرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذُكِرَ لِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ أَنَّهُ وُضِعَ فِي يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَفُظِعْتُهُمَا وَكَرِهْتُهُمَا فَأُذِنَ لِي فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ الَّذِي قَتَلَهُ فَيْرُوزُ بِالْيَمَنِ وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ.

باب خواب میں اڑتے ہوئے دیکھنا ؎۱

ہم سے سعید بن محمد نے بیان کیا کہ ہم یعقوب بن ابراہیم نے کہا ہم سے والد (ابراہیم بن سعد) نے انھوں نے صالح بن کیسان سے انھوں نے عبداللہ بن عبیدہ بن نشیط سے انھوں نے کہا، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے کہا میں نے عبداللہ بن عباس رض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی خواب پوچھا جو آپ نے بیان کیا ہو، انھوں نے کہا مجھ سے یوں بیان کیا گیا (یہ بیان کرنے والے ابوہریرہ رض تھے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بار میں سو رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ سونے کے دو کنگن میرے ہاتھ میں ڈالے گئے میں نے ان کو برا جان کر کاٹ ڈالا پھر مجھ کو حکم ہوا، میں نے ان پر پھونک ماری وہ دونوں اڑ گئے، اس کی تعبیر میں نے یہ کی ہے کہ ان کنگنوں سے دو جھوٹے شخص مراد ہیں جو (پیغمبری کا جھوٹا دعوے کرکے، زور دینگے (اخیر میں ہارے جائیں گے اور تباہ ہونگے) عبیداللہ نے کہا۔ یہ دونوں جھوٹے ایک تو اسود عنسی تھا اس کو فیروز دیلمی نے یمن میں قتل کیا دوسرے مسیلمہ ؎۲

بَابٌ ٣٨٣ إِذَا رَأَى بَقَرًا تُنْحَرُ.

٧٢٧ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ

باب خواب میں گائے کو ذبح ہوتے دیکھے

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ نے انھوں نے برید بن عبداللہ سے انھوں نے اپنے دادا ابوبردہ سے، انھوں نے اپنے والد ابوموسیٰ اشعری رض سے راوی نے کہا، میں سمجھتا ہوں ابوموسیٰ رض نے یہ حدیث آنحضرت ص سے نقل کی آپ نے فرمایا، میں نے خواب میں دیکھا جیسے میں مکہ سے ہجرت کرکے ایسے ملک میں گیا ہوں

۱؎ یعنی اس چیز کو جو اڑنے والی نہ ہو اہل تعبیر کہتے ہیں اگر کوئی شخص خواب میں اتنا اونچا اڑتے دیکھے کہ آسمان میں جاکر غائب ہو جائے، پھر نہ لوٹے تو اس کی تعبیر موت ہے، اگر لوٹ آئے تو بیماری سے چنگا ہو جائے گا، اگر جوڑا اٹھے تو سفر درپیش ہوگا، اور مرتبہ بلند ہوگا، اسی طرح اگر کوئی سیڑھی پر چڑھتا دیکھے اور چڑھ کر اترے نہیں، تو اس کی تعبیر موت ہے، اگر اتر آئے تو بیماری کے بعد بچ جائے گا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

۲؎ کذاب بن حبیب حنفی یمامہ کا رہنے والا بڑا شعبدہ باز اس کو وحشی نے مارا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ؛

وَهَلِيَ إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ وَرَأَيْتُ فِيهَا بَقَرًا وَاللّٰهُ خَيْرٌ فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ أُحُدٍ وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللّٰهُ مِنَ الْخَيْرِ وَثَوَابُ الصِّدْقِ الَّذِي آتَانَا اللّٰهُ بِهِ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ۔

بَابُ ۳۸۴ النَّفْخِ فِي الْمَنَامِ۔

۷۲۸۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أُوتِيتُ خَزَائِنَ الْأَرْضِ فَوُضِعَ فِي يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَكَبُرَا عَلَيَّ وَأَهَمَّانِي فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنِ انْفُخْهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبَ صَنْعَاءَ وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ۔

بَابُ ۳۸۵ إِذَا رَأَى أَنَّهُ أَخْرَجَ الشَّيْءَ مِنْ كُوَّةٍ فَأَسْكَنَهُ مَوْضِعًا آخَرَ۔

۷۲۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

جہاں کھجور کے درخت ہیں، میرا خیال یمامہ یا ہجر کی طرف گیا[1] پھر (اللہ کا کرنا ایسا) وہ مدینہ نکلا، اور میں نے خواب میں گائے دیکھی[2] اور یہ آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے اللّٰہُ خَیْرٌ (یعنی اللہ بہتر ہے) تو گائے سے مراد وہ مسلمان ہیں جو احد کے دن شہید ہوئے، اور خیر سے مراد وہ لوٹ کا مال ہے، اور سچائی کا بدلہ (ثواب) جو اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر کے بعد ہم کو عنایت فرمایا۔

باب خواب میں پھونک مارتے دیکھنا

مجھ سے اسحٰق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی ہم کو معمر نے انہوں نے ہمام بن منبہ سے وہ کہتے تھے یہ وہ حدیث ہے جو ابوہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے ہم کو سنائی، آپ نے فرمایا ہم مسلمان دنیا میں تو اخیر میں آئے لیکن آخرت میں (دوسری امتوں سے) آگے ہوں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا میں سو رہا تھا اتنے میں زمین کے خزانے میرے سامنے لائے گئے اور میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ڈالے گئے، مجھے ناگوار گذرا اور رنج ہوا[3] پھر مجھ کو حکم دیا گیا ان پر پھونک مار، میں نے پھونکا تو دونوں اڑ گئے (غائب ہو گئے) ان کی تعبیر میں نے یہ کی کہ ان کنگنوں سے وہ دو جھوٹے شخص مراد ہیں جو میری دونوں طرف ہیں، میں انکے بیچ میں ہوں، ایک تو اسود بن کعب عنسی صنعاء والا دوسرا (مسیلمہ کذاب) یمامہ والا۔

باب اگر خواب میں یہ دیکھے کہ ایک چیز کو ایک مقام سے نکال کر دوسری جگہ رکھا۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے

---

[1] یمامہ مکہ اور یمن کے بیچ میں ایک ملک ہے، وہاں ایک چھوکری تھی جو تین دن کے رستے سے سوار کو دیکھ لیتی، اس کا نام یمامہ تھا، بستی اس کے نام سے موسوم ہو گئی، ہجر بحرین کا پائے تخت ہے یا یمن میں ایک شہر ہے ۱۲ منہ رح

[2] اس روایت میں اس کے ذبح ہونے کا ذکر نہیں ہے مگر امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا، جس کو امام احمد نے نکالا، اسمیں صاف یوں ہے بقر النحر تو باب کی مطابقت حاصل ہو گئی ۱۲ منہ

[3] کیونکہ آپ کی شریعت میں مرد کو سونے کا زیور پہننا حرام تھا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ؛

حَدَّثَنِي أَخِي عَبْدُ الْحَمِيدِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ كَأَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى قَامَتْ بِمَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ فَأَوَّلْتُ أَنَّ وَبَاءَ الْمَدِينَةِ نُقِلَ إِلَيْهَا۔

بھائی عبدالحمید نے انہوں نے سلیمان بن بلال سے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے سالم بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد (عبداللہ بن عمرؓ) سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے (خواب میں) دیکھا کہ ایک کالی عورت پریشان سر مدینہ سے نکل گئی اور مہیعہ (جحفہ) میں جا کر کھڑی ہوئی [1] میں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ مدینہ کی وبا جحفہ میں چلی گئی۔

بَابُ ۳۸۶ الْمَرْأَةِ السَّوْدَاءِ۔

باب کالی عورت کا خواب میں دیکھنا

۳۷۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فِي رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَدِينَةِ رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى نَزَلَتْ بِمَهْيَعَةَ فَتَأَوَّلْتُهَا أَنَّ وَبَاءَ الْمَدِينَةِ نُقِلَ إِلَى مَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ۔

ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے کہا مجھ سے سالم بن عبداللہ نے انہوں نے (اپنے والد) عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خواب بیان کیا جو آپ نے مدینہ کے باب میں دیکھا تھا، آپؐ نے فرمایا میں نے دیکھا کہ ایک کالی عورت سر پریشان مدینہ سے نکل کر مہیعہ میں جا کر اتر گئی میں نے اس کی یہ تعبیر دی کہ مدینہ کی وبا مہیعہ یعنی جحفہ میں پہنچی،

بَابُ ۳۸۷ الْمَرْأَةِ الثَّائِرَةِ الرَّأْسِ

باب سر پریشان عورت خواب میں دیکھنا

۳۷۱۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى قَامَتْ بِمَهْيَعَةَ فَأَوَّلْتُ أَنَّ وَبَاءَ الْمَدِينَةِ نُقِلَ إِلَى مَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ۔

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا مجھ سے ابوبکرؓ بن ابی اویس نے کہا مجھ سے سلیمان بن بلال نے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے والد عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ایک کالی عورت پریشان سر والی (خواب میں) دیکھی جو مدینہ سے نکل کر مہیعہ میں (یعنی جحفہ میں) جا کر اتری، میں نے اسکی تعبیر یہ کی کہ مدینہ کی وبا جحفہ میں پہنچی،

بَابُ ۳۸۸ إِذَا هَزَّ سَيْفًا فِي الْمَنَامِ۔

باب خواب میں تلوار ہلانا۔

[1] یہ مقام مدینہ سے چھ کوس پر ہے، وہاں اُس وقت یہودی لوگ رہا کرتے تھے ہوا یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے تو وہاں وبا کا زور رہا کرتا تھا، آپ نے دعا فرمائی تو وبا مدینہ سے جاتی رہی، اور جحفہ میں جا کر جم گئی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۷۳۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِي رُؤْيَا أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهٗ فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهٗ أُخْرٰى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ نے انہوں نے برید بن عبداللہ بن ابی بردہ سے انہوں نے اپنے دادا ابوبردہ سے انہوں نے ابوموسیٰ اشعری سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ تلوار ہلا رہا ہوں، ایک ہی ایکا وہ اوپر سے ٹوٹ گئی، پھر دوبارہ جو ہلایا تو اچھی خاصی درست ہوگئی، اب ٹوٹنے کی تعبیر وہ ہوئی جو اُحد کے دن مسلمانوں پر آفت آئی (ستر مسلمان شہید ہوئے) اور درست ہوجانے کی تعبیر وہ ہوئی جو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد مکہ فتح کرادیا مسلمانوں کا جتھا بڑھ گیا۔

بَابُ ۳۸۹ مَنْ كَذَبَ فِي حُلْمِهٖ۔

باب جھوٹا خواب بیان کرنے کی سزا

۷۳۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلُمٍ لَمْ يَرَهٗ كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلٰى حَدِيْثِ قَوْمٍ وَهُمْ كَارِهُوْنَ أَوْ يَفِرُّوْنَ مِنْهُ صُبَّ فِي أُذُنِهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً عُذِّبَ وَكُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيْهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ قَالَ سُفْيٰنُ وَصَلَهٗ لَنَا أَيُّوْبُ وَقَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَوْلَهٗ مَنْ كَذَبَ فِي رُؤْيَاهُ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا جو شخص بن دیکھے (جھوٹ) خواب بیان کرے تو (قیامت کے دن) اس کو یہ حکم دیا جائیگا کہ دو گرہ دیکر جوڑے اور وہ جوڑ نہ سکے گا (اس پر مار کھاتا رہیگا) اور جو شخص دوسرے لوگوں کی بات سننے کیلئے کان لگائے وہ اُس کا سننا پسند نہ کرتے ہوں یا اس سے بھاگتے پھرتے ہوں[1] تو قیامت کے دن اُس کے کانوں میں رانگا (سیسہ) پگھلا کر ڈالا جائے گا، اور جو شخص (کسی جاندار کی) صورت بنائے اُس پر عذاب ہوگا، اُس سے کہا جائیگا اب اس میں جان بھی ڈال، وہ ڈال نہ سکیگا، سفیان نے کہا ایوب نے ہم سے یہ حدیث موصولاً بیان کی، اور قتیبہ بن سعید نے کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا انہوں نے قتادہ سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ ابوہریرہؓ نے کہا جو شخص بن دیکھے جھوٹا خواب بیان کرے اخیر حدیث تک (تو حدیث کو موقوفاً نقل کیا)

[1] کہیں وہ ہماری بات سُن نہ لے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ۔

وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الرُّمَّانِيِّ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رض قَوْلَهُ مَنْ صَوَّرَ وَمَنْ تَحَلَّمَ وَمَنِ اسْتَمَعَ۔

اور شعبہ نے ابو ہاشم رمانی (یحیٰی بن دینار سے) روایت کی (اس کو اسمٰعیلی نے وصل کیا) کہا میں نے عکرمہ سے سُنا کہ ابو ہریرہ کہتے تھے (یعنی انہی کا قول موقوفاً) جو شخص مورت بنائے جو شخص جھوٹ خواب بیان کرے جو شخص کان لگا کر دوسرے لوگوں کی بات سُنے (یعنی یہی حدیث نقل کی)

۷۳۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ مَنِ اسْتَمَعَ وَمَنْ تَحَلَّمَ وَمَنْ صَوَّرَ نَحْوَهُ تَابَعَهُ هِشَامٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهُ

ہم سے اسحٰق بن شاہین واسطی نے بیان کیا کہا ہم سے خالد طحان نے انہوں نے خالد حذاء سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس رض سے جو شخص کان لگا کر دوسروں کی بات سُنے اور جو شخص جھوٹا خواب بیان کرے اور جو شخص مورت بنائے ایسی ہی حدیث نقل کی (موقوفاً ابن عباس رض سے) خالد حذاء کے اس حدیث کو ہشام بن حسان فردوسی نے بھی عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس رض سے موقوفاً روایت کیا ہے[1]

۷۳۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ أَفْرَى الْفِرَى أَنْ يُرِيَ عَيْنَيْهِ مَا لَمْ تَرَيَا

ہم سے علی بن مسلم نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الصمد بن عبد الوارث نے کہا ہم سے عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن دینار نے جو ابن عمر رض کے غلام تھے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عبد اللہ بن عمر رض سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب بہتانوں میں بڑا بہتان یہ ہے کہ جو خواب آنکھوں نے (نہ دیکھا ہو کہے کہ میری آنکھوں نے دیکھا ہے۔

بَابٌ ۳۹۰ إِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلَا يُخْبِرْ بِهَا وَلَا يَذْكُرْهَا۔

باب جب کوئی بُرا خواب دیکھے تو کسی سے بیان نہ کرے

۷۳۶۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُولُ لَقَدْ كُنْتُ أَرَى الرُّؤْيَا فَتُمْرِضُنِي حَتَّى سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ وَأَنَا كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا تُمْرِضُنِي حَتَّى سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ اللّٰهِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ فَلَا يُحَدِّثْ

ہم سے سعید بن ربیع نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عبد ربہ بن سعید سے کہا میں نے ابو سلمہ رض سے سُنا وہ کہتے تھے میں ایک خواب دیکھتا اُس کے ڈر سے بیمار ہو جاتا ہوں میں نے ابو قتادہ سے سُنا وہ کہنے لگے میرا بھی یہی حال تھا کہ ایک خواب دیکھتا اس کے ڈر سے بیمار ہو جاتا یہاں تک کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے جب کوئی تم میں سے خواب دیکھے تو اُس شخص سے بیان کرے جو اپنا دوست ہو اور جب

---

[1] مگر اسمٰعیلی نے اس کو رفع کیا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ [2] حافظ نے کہا یہ روایت مجھ کو موصولاً نہیں ملی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ؒ

بِهٖ اِلَّا مَنْ يُّحِبُّ وَاِذَا رَاٰى مَا يَكْرَهُ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَلْيَتْفِلْ ثَلٰثًا وَّلَا يُحَدِّثْ بِهَا اَحَدًا فَاِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ۔

برا خواب دیکھے تو اس کی برائی سے اور شیطان کی برائی سے اللہ کی پناہ مانگے، اور تین بار (بائیں طرف) تھوتھو کرے اور کسی سے بیان نہ کرے، اس کو کوئی نقصان نہ ہوگا۔

۷۳۷۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا رَاٰى اَحَدُكُمُ الرُّءْيَا يُحِبُّهَا فَاِنَّهَا مِنَ اللّٰهِ فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا وَاِذَا رَاٰى غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَاِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِاَحَدٍ فَاِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ۔

مجھ سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن ابی حازم اور دراوردی نے انہوں نے یزید بن عبداللہ سے انہوں نے عبداللہ بن خباب سے انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے جب کوئی تم میں سے ایسا خواب دیکھے جس کو پسند کرتا ہو تو وہ اللہ کی طرف سے ہے اللہ کا شکر کرے اور (اپنے دوست سے) بیان کرے اور اگر برا خواب دیکھے تو اس کی بدی سے اللہ کی پناہ مانگے، اور کسی سے بیان نہ کرے، اس کو کچھ نقصان نہ ہوگا۔

بَابُ ۳۹۱ مَنْ لَّمْ يَرَ الرُّؤْيَا لِاَوَّلِ عَابِرٍ اِذَا لَمْ يُصِبْ۔

باب اگر پہلا تعبیر دینے والا غلط تعبیر دے تو اس کی تعبیر سے کچھ نہ ہوگا۔ [1]

۷۳۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَجُلًا اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطِفُ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ فَاَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُوْنَ مِنْهَا فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ وَاِذَا سَبَبٌ وَّاصِلٌ مِّنَ الْاَرْضِ اِلَى السَّمَاءِ فَاَرَاكَ اَخَذْتَ بِهٖ فَعَلَوْتَ ثُمَّ اَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ اٰخَرُ فَعَلَا بِهٖ ثُمَّ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا (اس کا نام معلوم نہیں ہوا) کہنے لگا یا رسول اللہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا ایک ابر کا ٹکڑا ہے اس میں سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے لوگ اپنے ہاتھوں میں لے رہے ہیں کسی نے بہت لیا کسی نے کم، اتنے میں ایک رسی نمودار ہوئی جو آسمان سے زمین تک لگی ہوئی ہے، پہلے آپ آئے یا رسول اللہ اور اس رسی کو تھام کر اوپر چڑھ گئے، پھر ایک دوسرے شخص نے وہ رسی تھامی وہ بھی اوپر

---

[1] امام بخاری کا مطلب اس باب کے لانے سے یہ ہے کہ ان لوگوں نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ خواب کی تعبیر وہی ہوتی ہے جو پہلا تعبیر کرنیوالا دے اسی طرح ابوداؤد اور ترمذی کی یہ حدیث کہ خواب پرندے کے سر پر ہے، جہاں تعبیر دی کہ واقع ہو گیا ان حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ اگر پہلا تعبیر دینے والا علم تعبیر کا عالم ہو اور صحیح اور درست تعبیر دی، تب تعبیر اسی کے بیان کے موافق ہوگی، ورنہ جو شخص ٹھیک تعبیر دے اسکے موافق تعبیر ہوگی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَانْقَطَعَ ثُمَّ وُصِلَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ وَاللّٰهِ لَتَدَعَنِّي فَأَعْبُرَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْبُرْ قَالَ أَمَّا الظُّلَّةُ فَالْإِسْلَامُ وَأَمَّا الَّذِي يَنْطِفُ مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ فَالْقُرْآنُ حَلَاوَتُهُ تَنْطِفُ فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فَالْحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ تَأْخُذُ بِهِ فَيُعْلِيكَ اللّٰهُ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُهُ رَجُلٌ آخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهِ ثُمَّ يُوَصَّلُ لَهُ فَيَعْلُو بِهِ فَأَخْبِرْنِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا قَالَ فَوَاللّٰهِ لَتُحَدِّثَنِّي بِالَّذِي أَخْطَأْتُ قَالَ لَا تُقْسِمْ۔

بَابُ ۹۲ تَعْبِيرِ الرُّؤْيَا بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ

۳۹۷ ـ حَدَّثَنِي مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ أَبُو هِشَامٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ

چلا گیا، پھر ایک تیسرے شخص نے تھامی وہ بھی اوپر چلا گیا، پھر ایک چوتھے شخص نے وہ رسی تھامی تو وہ ٹوٹ کر گر پڑی، لیکن پھر جڑ گئی (وہ بھی چڑھ گیا) یہ سن کر ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر صدقے خدا کی قسم اسکی تعبیر مجھے کہنے دیجئے، آپؐ نے فرمایا، اچھا کہہ، انہوں نے کہا ابر کا ٹکڑا تو اسلام کا دین ہے اور شہد اور گھی جو اس میں سے ٹپکتا ہے اس سے مراد قرآن اور اس کی شیرینی ہے، اب کوئی شخص بہت قرآن سیکھتا ہے کوئی کم، رہی رسی جو آسمان سے زمین تک لٹکتی تھی، اس سے مراد وہ سچا طریق ہے جس پر آپ ہیں آپ اسی پر قائم رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اٹھا لیگا۔ پھر آپکے بعد ایک شخص اس طریق کو لیگا (جو آپ کا خلیفہ ہوگا) وہ بھی مرتے تک اس پر قائم رہیگا۔ پھر ایک اور شخص لیگا اس کا بھی یہی حال ہوگا، پھر ایک اور شخص لیگا تو اس کا معاملہ (خلافت کا) کٹ جائے گا پھر جڑ جائے گا[1] تو وہ بھی اوپر چڑھ جائے گا۔ یارسول اللہ! بتلائیے میں نے یہ صحیح تعبیر دی یا اس میں غلطی کی؟ آپ نے فرمایا تو نے کچھ صحیح تعبیر دی، کچھ غلط دی۔ وہ کہنے لگے خدا کی قسم بتلائیے میں نے کیا غلطی کی؟ آپ نے فرمایا کہ قسم مت کھا[2]

باب صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے[3] تعبیر دینا جائز ہے

ہم سے ابوہشام موسیٰ بن ہشام نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن ابراہیم نے کہا ہم سے عوف اعرابی نے کہا ہم سے ابورجاء نے

[1] یعنی کٹنے کے قریب ہو جائے گا۔ جب باغیوں نے حضرت عثمان کو بہت تنگ کیا تو ان کے دل میں آیا تھا کہ خلافت سے دست بردار ہو جائیں، لیکن انہوں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ نے فرمایا عثمانؓ جو کرتہ اللہ نے تجھ کو پہنایا ہے اس کو نہ اتاریو، انہوں نے بیدار ہو کر عزم مصمم کر لیا کہ مرتے تک خلافت سے دست بردار نہ ہوں گے، اور صبر کیا آخر شہید ہوئے، رضی اللہ عنہ وارضاہ ۱۲ منہ رح

[2] آپ نے ابوبکر صدیقؓ کے قسم کھانے پر بھی ان کی قسم سچی نہ کی حالانکہ دوسری حدیث میں قسم کے سچا کرنے کا حکم ہے، اس لیے کہ وہ حدیث اس موقع پر ہے جہاں قسم پوری کرنے میں کسی دینی قباحت کا اندیشہ نہ ہو، اور اس خواب کی تفصیل بیان کرنے میں بڑے بڑے اندیشے تھے اس لیے آپ نے سکوت فرمانا مناسب سمجھا۔ دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ صحابہؓ نے آپکے چہرے پر ناراضی کا اثر پایا، کیونکہ اس خواب سے آپ کو رنج ہوا کہ ایک خلیفہ میرا آفتوں میں گرفتار ہوگا ۱۲ منہ رح

[3] اس باب کے لانے سے امام بخاری کی یہ غرض ہے کہ وہ جو بعضوں نے کہا ہے کہ عورت سے خواب بیان نہ کرنا چاہیئے، نہ سورج نکلنے سے پہلے ان کا قول بے دلیل ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ؛

حَدَّثَنَا اَبُوْ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ لِاَصْحَابِهٖ هَلْ رَاٰى اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنْ رُّؤْيَا قَالَ فَيَقُصُّ عَلَيْهِ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُصَّ وَاِنَّهٗ قَالَ ذَاتَ غَدَاةٍ اِنَّهٗ اَتَانِي اللَّيْلَةَ اٰتِيَانِ وَاِنَّهُمَا ابْتَعَثَانِي وَاِنَّهُمَا قَالَا لِي انْطَلِقْ وَاِنِّي انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا وَاِنَّا اَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُّضْطَجِعٍ وَّاِذَا اٰخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ وَّاِذَا هُوَ يَهْوِيْ بِالصَّخْرَةِ لِرَاْسِهٖ فَيَثْلَغُ رَاْسَهٗ فَيَتَهَدْهَدُ الْحَجَرُ هٰهُنَا فَيَتْبَعُ الْحَجَرَ فَيَاْخُذُهٗ فَلَا يَرْجِعُ اِلَيْهِ حَتّٰى يَصِحَّ رَاْسُهٗ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهٖ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْاُوْلٰى قَالَ قُلْتُ لَهُمَا سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا هٰذَانِ قَالَ قَالَا لِي انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَاَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُّسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ وَاِذَا اٰخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِكَلُّوْبٍ مِّنْ حَدِيْدٍ وَّاِذَا هُوَ يَاْتِي اَحَدَ شِقَّيْ وَجْهِهٖ فَيُشَرْشِرُ شِدْقَهٗ اِلٰى قَفَاهُ وَمَنْخِرَهٗ اِلٰى قَفَاهُ وَعَيْنَهٗ اِلٰى قَفَاهُ قَالَ وَرُبَّمَا قَالَ اَبُوْ رَجَاءٍ فَيَشُقُّ قَالَ ثُمَّ يَتَحَوَّلُ اِلَى الْجَانِبِ الْاٰخَرِ فَيَفْعَلُ بِهٖ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ الْاَوَّلِ فَمَا يَفْرُغُ مِنْ ذٰلِكَ الْجَانِبِ حَتّٰى يَصِحَّ ذٰلِكَ الْجَانِبُ كَمَا كَانَ ثُمَّ

کہا ہم سے سمرہ بن جندبؓ نے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب سے پوچھا کرتے کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے، سمرہ کہتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا وہ اپنا خواب بیان کرتا۔ ایک دن صبح کے وقت[۱] ایسا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گذشتہ رات کو میرے پاس دو فرشتے آئے، (جبریلؑ اور میکائیلؑ) دونوں نے مجھ کو اٹھایا، اور کہنے لگے چلو میں انکے ساتھ چلا، ایک آدمی پاس پہنچے جو کروٹ پر لیٹا ہے[۲] اور ایک دوسرا شخص (فرشتہ) پتھر لئے ہوئے اُس کے سر پر کھڑا ہے، وہ کیا کرتا ہے جھک کر پتھر سے اُس کا سر کچل ڈالتا ہے، اور پتھر ڈھلک کر اُدھر آ جاتا ہے وہ شخص (فرشتہ) پتھر کو سنبھالنے کے لیے جاتا ہے، اور جب پتھر لے کر آئے اس لیٹے ہوئے کا سر جڑ کر جیسے پہلے تھا ویسا ہی درست ہو جاتا ہے، پھر وہ پتھر مار کر اس کا سر کچلتا ہے (ایسا ہی برابر ہو رہا ہے) میں نے ان فرشتوں سے پوچھا سُبحان اللہ یہ دونوں کون ہیں، انہوں نے کہا چلو چلو (ابھی نہ پوچھو) خیر ہم (تینوں) پھر چلے، اور ایک شخص پر پہنچے جو چت لیٹا ہوا ہے اور اس کے پاس ایک اور شخص (فرشتہ) لوہے کی سنسی لئے کھڑا ہے وہ کیا کرتا ہے اُس کے منہ کے ایک طرف جا کر اُس کا گل پھڑا گدی تک پھاڑ ڈالتا اور نتھنی اور آنکھ کو بھی اسی طرح گدی تک چیر دیتا ہے عوف اعرابی نے کہا کبھی ابو رجا راوی نے اس حدیث میں بجائے فیشرشر کے فیشق کہا ہے (معنے ایک ہی ہے) پھر منہ کی دوسری طرف جا کر بھی ایسا ہی کرتا ہے[۳] اور جب ایک طرف کا چیرتا ہے تو دوسری طرف کا بالکل درست ہو کر اپنی اصلی حالت پر آ جاتا ہے پھر اس کو چیرتا ہے تو یہ درست

---

[۱] یہیں سے باب کا مطلب نکلا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خواب سورج نکلنے سے پہلے صحابہؓ سے بیان کیا ۱۲ منہ رح [۲] جریر کی روایت میں یُوں ہے کہ چت لیٹا ہوا تھا ۱۲ منہ رح [۳] گلپھڑا اور نتھنا اور آنکھ کی گدی تک چیر ڈالتا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ؂

يَعُودُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُولَى قَالَ قُلْتُ سُبْحَانَ اللهِ مَا هٰذَانِ قَالَ قَالَا لِي انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى مِثْلِ التَّنُّورِ قَالَ فَأَحْسِبُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فَإِذَا فِيهِ لَغَطٌ وَأَصْوَاتٌ قَالَ فَاطَّلَعْنَا فِيهِ فَإِذَا فِيهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ وَإِذَا هُمْ يَأْتِيهِمْ لَهَبٌ مِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ فَإِذَا أَتَاهُمْ ذٰلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰؤُلَاءِ قَالَ قَالَا لِي انْطَلِقِ انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى نَهَرٍ حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ أَحْمَرَ مِثْلِ الدَّمِ وَإِذَا فِي النَّهَرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَسْبَحُ وَإِذَا عَلَى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجَارَةً كَثِيرَةً وَإِذَا ذٰلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ مَا يَسْبَحُ ثُمَّ يَأْتِي ذٰلِكَ الَّذِي قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ فَيَفْغَرُ لَهُ فَاهُ فَيُلْقِمُهُ حَجَرًا فَيَنْطَلِقُ يَسْبَحُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ كُلَّمَا رَجَعَ إِلَيْهِ فَغَرَ لَهُ فَاهُ فَأَلْقَمَهُ حَجَرًا قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰذَانِ قَالَ قَالَا لِي انْطَلِقِ انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ كَرِيهِ الْمَرْآةِ كَأَكْرَهِ مَا أَنْتَ رَاءٍ رَجُلًا مَرْآةً وَإِذَا عِنْدَهُ نَارٌ يَحُشُّهَا وَيَسْعَى حَوْلَهُ قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰذَا قَالَ قَالَا لِي انْطَلِقِ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى رَوْضَةٍ مُعْتَمَّةٍ فِيهَا مِنْ كُلِّ

ہو جاتا ہے (ایسا ہی برابر ہو رہا ہے) میں نے (اپنے ساتھ والے) فرشتوں سے پوچھا، سبحان اللہ یہ دونوں کون ہیں انہوں نے کہا! چلو چلو (ابھی کچھ مت پوچھو) خیر پھر ہم تینوں چلے ایک گھڑے پر پہنچے جو تندور کی طرح تھا۔ سمرہ بن جندب کہتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا اس تندور میں غل اور شور ہو رہا تھا، ہم نے جو جھانک کر دیکھا تو اس میں مرد اور عورتیں ہیں لیکن سب ننگے (برہنہ) اور جب اُن کے نیچے سے آگ کی ڈیک (لپٹ) اُن پر آتی ہے تو وہ چلاتے ہیں، میں نے اپنے ساتھ والے فرشتوں سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں، انہوں نے کہا چلو چلو (ابھی کچھ نہ پوچھو) خیر پھر ہم تینوں چلے اور ایک ندی پر پہنچے، سمرہ کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُس کا پانی خون کی طرح لال تھا اور ایک شخص اُس ندی میں تیر رہا تھا، ندی کے کنارے ایک اور شخص کھڑا تھا جس نے اپنے سامنے بہت سے پتھر اکٹھا کر رکھے تھے، یہ شخص جو ندی میں تیر رہا تھا تیرتے تیرتے اس کنارے والے شخص کے پاس آتا اور اپنا منہ کھول دیتا وہ اس کے منہ میں ایک پتھر دے دیتا تو پھر ندی میں چل دیتا پھر لوٹ کر آتا تو کنارے والا شخص ایک اور پتھر اُس کے منہ میں دیدیتا، غرض جب لوٹ کر آتا یہی ہوتا، میں نے اپنے ساتھ والے (فرشتوں سے پوچھا) یہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے کہا چلو چلو (ابھی کچھ نہ پوچھو) خیر پھر ہم تینوں چلے، چلتے چلتے ایک نہایت بدصورت بدشکل مرد کے پاس پہنچے بہت ہی بد صورت جو تم نے کبھی نہ دیکھا ہو، وہ کیا کر رہا تھا آگ سُلگا رہا تھا اور اُس کے گرد دوڑ رہا تھا، میں نے اپنے ساتھ والے فرشتوں سے پوچھا یہ کون ہے انہوں نے کہا چلو چلو (ابھی کچھ نہ پوچھو) خیر پھر ہم تینوں چلے، چلتے چلتے ایک بہت گھنے سبز باغیچے پر پہنچے

نَوْرِ الرَّبِيعِ وَإِذَا بَيْنَ ظَهْرَيِ الرَّوْضَةِ
رَجُلٌ طَوِيلٌ لَا أَكَادُ أَرَى رَأْسَهُ طُولًا
فِي السَّمَاءِ وَإِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ
أَكْثَرِ وِلْدَانٍ رَأَيْتُهُمْ قَطُّ قَالَ قُلْتُ
لَهُمَا مَا هٰذَا مَا هٰؤُلَاءِ قَالَ قَالَا
لِي انْطَلِقِ انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا
فَانْتَهَيْنَا إِلَى رَوْضَةٍ عَظِيمَةٍ لَمْ أَرَ
رَوْضَةً قَطُّ أَعْظَمَ مِنْهَا وَلَا أَحْسَنَ
قَالَ قَالَا لِي ارْقَ فِيهَا قَالَ فَارْتَقَيْنَا
فِيهَا فَانْتَهَيْنَا إِلَى مَدِينَةٍ مَبْنِيَّةٍ
بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ فَأَتَيْنَا
بَابَ الْمَدِينَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا فَفُتِحَ لَنَا
فَدَخَلْنَاهَا فَتَلَقَّانَا فِيهَا رِجَالٌ شَطْرٌ
مِنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ وَشَطْرٌ
كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَاءٍ قَالَ قَالَا لَهُمُ اذْهَبُوا
فَقَعُوا فِي ذٰلِكَ النَّهَرِ قَالَ وَإِذَا نَهَرٌ
مُعْتَرِضٌ يَجْرِي كَأَنَّ مَاءَهُ الْمَحْضُ
فِي الْبَيَاضِ فَذَهَبُوا فَوَقَعُوا فِيهِ ثُمَّ
رَجَعُوا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوءُ
عَنْهُمْ فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَ
قَالَا لِي هٰذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ وَهٰذَاكَ
مَنْزِلُكَ قَالَ فَسَمَا بَصَرِي صُعُدًا فَإِذَا
قَصْرٌ مِثْلُ الرَّبَابَةِ الْبَيْضَاءِ قَالَ
قَالَا لِي هٰذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالَ قُلْتُ
لَهُمَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيكُمَا ذَرَانِي فَأَدْخُلَهُ

اس میں ہر قسم کے پھول تھے، اس کے بیچا بیچ ایک لمبے قد کا آدمی
تھا، اتنا لمبا کہ مجھ کو اس کا سر دیکھنا مشکل ہو گیا، اور اس کے
گرد اگرد بہت سے لڑکے جمع ہیں اتنے بہت لڑکے میں نے کبھی
نہیں دیکھے، میں نے اپنے ساتھ والے فرشتوں سے پوچھا یہ لمبا
شخص کون ہے اور یہ لڑکے کون ہیں، انہوں نے کہا چلو چلو
(ابھی کچھ نہ پوچھو) خیر پھر ہم تینوں چلے اور ایک بڑے باغ پر
پہنچے، ایسا بڑا اور عمدہ باغ میں نے کبھی نہیں دیکھا میرے
ساتھ والے فرشتوں نے مجھ سے کہا، اس باغ میں ایک درخت
تھا، اس پر چڑھ جا ہم تینوں اس پر چڑھ گئے اور جاتے جاتے
ایک شہر پر پہنچے، جو سونے چاندی کی اینٹوں سے بنایا گیا
تھا ہم نے اس شہر کے دروازے پر آ کر دروازے کو کھلوایا
دروازہ کھولا گیا ہم اس کے اندر گئے وہاں ہم کو ایسے آدمی
ملے کہ ان کا آدھا دھڑ تو نہایت خوبصورت بہت ہی
خوبصورت جو تم نے کبھی دیکھا ہو۔ میرے ساتھ والے
فرشتوں نے ان سے کہا جاؤ اس ندی میں گر پڑو (غوطہ
لگاؤ) وہاں ایک اور ندی دکھائی دی جو عرض میں بہ رہی
تھی اُس کا پانی دودھ کی طرح سفید تھا غرض یہ آدمی اس
ندی میں کود پڑے پھر جو لوٹ کر ہمارے پاس آئے تو اُن کی
بدصورتی بالکل جاتی رہی اور اُن کا سارا دھڑ نہایت خوبصورت
ہو گیا اب میرے ساتھ والے فرشتے کہنے لگے یہ شہر
جنتہ العدن ہے (ہمیشہ رہنے کا باغ) اور یہی تمہارا مقام
ہے میری آنکھ جو اوپر اٹھی تو کیا دیکھتا ہوں ایک محل
ہے سفید ابر کی طرح ان فرشتوں نے کہا یہ تمہارا
گھر ہے میں نے کہا اللہ تم کو برکت دے، مجھ کو چھوڑو
میں اپنے گھر میں جاؤں، انہوں نے کہا نہیں، ابھی تم اُس گھر

قَالَا اَمَّا الْاٰنَ فَلَا وَاَنْتَ دَاخِلُهٗ قَالَ قُلْتُ لَهُمَا فَاِنِّیْ قَدْ رَاَیْتُ مُنْذُ اللَّیْلَةِ عَجَبًا فَمَا هٰذَا الَّذِیْ رَاَیْتُ قَالَ قَالَا لِیْ اَمَا اِنَّا سَنُخْبِرُكَ اَمَّا الرَّجُلُ الْاَوَّلُ الَّذِیْ اَتَیْتَ عَلَیْهِ یُثْلَغُ رَاْسُهٗ بِالْحَجَرِ فَاِنَّهُ الرَّجُلُ یَاْخُذُ الْقُرْاٰنَ فَیَرْفُضُهٗ وَیَنَامُ عَنِ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ وَاَمَّا الرَّجُلُ الَّذِیْ اَتَیْتَ عَلَیْهِ یُشَرْشَرُ شِدْقُهٗ اِلٰی قَفَاهُ وَمَنْخِرُهٗ اِلٰی قَفَاهُ وَعَیْنُهٗ اِلٰی قَفَاهُ فَاِنَّهُ الرَّجُلُ یَغْدُوْ مِنْ بَیْتِهٖ فَیَكْذِبُ الْكَذْبَةَ تَبْلُغُ الْاٰفَاقَ وَاَمَّا الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ الْعُرَاةُ الَّذِیْنَ فِیْ مِثْلِ بِنَآءِ التَّنُّوْرِ فَاِنَّهُمُ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِیْ وَاَمَّا الرَّجُلُ الَّذِیْ اَتَیْتَ عَلَیْهِ یَسْبَحُ فِی النَّهَرِ وَیُلْقَمُ الْحَجَرَ فَاِنَّهٗ اٰكِلُ الرِّبٰوا وَاَمَّا الرَّجُلُ الْكَرِیْهُ الْمَرْاٰةِ الَّذِیْ عِنْدَ النَّارِ یَحُشُّهَا وَیَسْعٰی حَوْلَهَا فَاِنَّهٗ مَالِكٌ خَازِنُ جَهَنَّمَ وَاَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِیْلُ الَّذِیْ فِی الرَّوْضَةِ فَاِنَّهٗ اِبْرَاهِیْمُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَّا الْوِلْدَانُ الَّذِیْنَ حَوْلَهٗ فَكُلُّ مَوْلُوْدٍ مَّاتَ عَلَی الْفِطْرَةِ قَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِیْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِیْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ

میں نہیں جا سکتے (تمہاری دنیا میں رہنے کی عمر ابھی باقی ہے) لیکن (عنقریب مرنے کے بعد) تم اس میں داخل ہو گے۔ میں نے کہا اچھا خیر اس رات کو میں نے جو عجیب عجیب باتیں دیکھیں ہیں اُن کی تو حقیقت بیان کرو، انہوں نے کہا ہاں اب ہم تم سے اُن کی حقیقت بیان کرتے ہیں پہلا شخص جو تم نے دیکھا جس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا یہ وہ شخص ہے جس نے دنیا میں قرآن سیکھ کر اس کو چھوڑ دیا تھا) فرض نماز کا وقت قضا ہو جاتا وہ سوتا پڑا رہتا۔ اور وہ شخص جس کے کلپھڑے اور نتھنے اور آنکھیں گدی تک چیرے تھے وہ دنیا میں کیا کرتا تھا، صبح کو گھر سے نکلتے ہی ایک جھوٹی خبر تراشتا (لوگوں سے کہتا) وہ خبر سارے جہان میں پھیل جاتی۔ اور ننگے مرد اور عورت جو تم نے تندور میں دیکھے، وہ زنا کرنے والے اور زنا کرنے والیاں ہیں۔ اور وہ شخص جو ندی میں تیر رہا تھا اس کے منہ میں پتھر دیئے جاتے تھے، یہ سود خوار ہے۔ اور وہ بدصورت شخص جو آگ سلگا رہا تھا اور اس کے گرد دوڑ رہا تھا وہ دوزخ کا داروغہ ہے مالک نامی، لمبا شخص جو باغیچہ میں ملا تھا وہ ابراہیم علیہ السلام پیغمبر ہیں، اُن کے گرد وہ لوگ ہیں جو اسلام کی فطرت پر مرے (یعنی توحید پر) سمرہ کہتے ہیں بعضے مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم اور مشرکوں کے بچے جو نابالغ مرتے ہیں وہ بھی ان میں داخل ہیں، آپؐ نے فرمایا ہاں مشرکوں کے بچے بھی[1] اب رہے وہ لوگ جن کا آدھا

[1] کیونکہ ہر ایک بچہ اسلام ہی کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر ماں باپ کے گمراہ کرنے سے وہ گمراہ ہو جاتا ہے، اس لیے جو بچہ کمسنی میں مر جائے اس کا حکم وہی ہو گا جو مسلمانوں کی اولاد کا ہے، مشرکوں کی اولاد میں بہت اختلاف ہے کہ وہ کہاں ہیں گے، اس حدیث (باقی آگے)

أَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَمَّا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانُوْا شَطْرٌ مِّنْهُمْ حَسَنًا وَشَطْرٌ مِّنْهُمْ قَبِيْحًا فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔

آدھا دھڑ خوبصورت تھا اور آدھا دھڑ بدصورت، یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے (دنیا میں) اچھے اور بُرے سب طرح کے کام کیئے، اللہ تعالیٰ نے اُن کے قصور معاف کر دیئے [1]

(بقیہ حاشیہ سابقہ) سے تو نکلتا ہے کہ وہ بھی بہشتی ہیں اور قرین قیاس بھی یہی ہے کس لیئے کہ وہ بے قصور ہیں اور اسلامی فطرت پر پیدا ہوئے تھے بعضوں نے کہا ان کا امتحان لیا جائیگا، بعضوں نے کہا اپنے ماں باپ کے ساتھ وہ بھی دوزخ میں رہیں گے واللہ اعلم ۱۲ منہ رح (حواشی متعلقہ صفحہ ھٰذا) [1] سبحان اللہ کیا کرم اور رحم ہے صدقے اس کے کرم اور رحم کے، یا اللہ ہم کو اپنے ان غلاموں میں کر دے اور ہماری خطائیں معاف فرما، ہم تو اس لائق بھی نہیں کہ ان لوگوں میں گنے جائیں، سر سے پا تک ہم گناہوں میں مبتلا ہیں ہمارے پاس تو نیک عمل ایک بھی اس لائق نہیں ہے کہ تیری درگاہ میں پیش کیا جائے، مگر تو اپنی عنایت اور نوازش سے اگر قبول کرے تو یہ تیرا فضل اور احسان ہے، ایک حدیث میں ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنا خواب کسی سے بیان کرے تو وہ یوں کہے خیر لنا وشر لاعدائنا یہ عبد الرزاق نے نکالا، اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن سند منقطع ہے، طبرانی اور بیہقی کی روایت میں یوں ہے کہ آپ صبح کی نماز پڑھ کر صحابہؓ سے پوچھتے تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ ایک بار ابن زمل نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے دیکھا ہے، آپؐ نے فرمایا خیرًا تلقاہ وشرًا تتوقاہ وخیر لنا وشر لاعدائنا والحمد للہ رب العالمین۔ مگر اس کی سند ضعیف ہے، قسطلانی نے کہا تعبیر دینے والے کو چاہیئے کہ طلوع اور غروب آفتاب اور زوال کے وقت تعبیر نہ دے، اسی طرح رات کو، اور خواب اُس وقت اعتبار کے لائق ہوتا ہے جب آدمی راست گو ہو اور داہنے کروٹ پر باوضو سوئے، اور سوتے وقت والشمس، واللیل، والتین، اور اخلاص اور معوذتین پڑھ لے اور یہ دعا پڑھ کر سوئے، اللھم انی اعوذ بک من سیئ الاحلام واستجیر بک من تلاعب الشیطان فی الیقظۃ والمنام اللھم انی اسألک رؤیا صالحۃ صادقۃ نافعۃ حافظۃ غیر منسیۃ اللھم ارنی فی منامی ما احب اور عورت اور دشمن اور جاہل سے اپنا خواب بیان نہ کرے بلکہ ایسے شخص سے تعبیر پوچھے جو دیندار عالم پرہیزگار اور راز دار ہو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اللھم اغفر لکاتبہ ولمن سعی فیہ ولوالدیہم اجمعین

تَمَّ الْجُزْءُ الثَّامِنُ وَالْعِشْرُوْنَ وَيَتْلُوْهُ الْجُزْءُ التَّاسِعُ وَالْعِشْرُوْنَ

اللہ کے فضل سے اٹھائیسواں پارہ تمام ہوا۔ اب اُس کے فضل و کرم کے بھروسے پر انتیسواں پارہ

اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی

شروع ہوتا ہے

انتیسواں پارہ ۲۹

کِتَابُ الْفِتَنِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

بَابُ ۳۹۲ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالٰی

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً وَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَذِّرُ مِنَ الْفِتَنِ۔

۶۴۰۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَتْ أَسْمَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا عَلٰی حَوْضِي أَنْتَظِرُ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ فَيُؤْخَذُ بِنَاسٍ مِّنْ دُوْنِي فَأَقُوْلُ أُمَّتِي فَيَقُوْلُ لَا تَدْرِي مَشَوْا عَلَى الْقَهْقَرٰى قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ اللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ أَنْ نَّرْجِعَ عَلٰی أَعْقَابِنَا،

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ انفال میں یہ فرمانا) کہ اُس فتنے[1] سے بچو، جو ظالموں پر خاص نہیں رہتا بلکہ ظالم غیر ظالم عام و خاص سب اُس میں پس جاتے ہیں[2]، اس کا بیان، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنی امت کو، فتنوں سے ڈراتے تھے اُس کا ذکر۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن سری نے کہا ہم سے نافع بن عمر نے انہوں نے عبداللہ بن ابی ملیکہ سے، اُنہوں نے کہا کہ اسماء بنت ابی بکرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی، آپ فرماتے تھے (کہ قیامت کے دن) میں اپنے حوض پر ہونگا اتنے میں کچھ لوگ میرے پاس آنے پائیں گے، اُن کو فرشتے گرفتار کرلیں گے، میں کہوں گا یہ تو میری اُمت کے لوگ ہیں[3] جواب ملے گا تم نہیں جانتے کہ یہ لوگ الٹے پاؤں پھر گئے[4] ابن ابی ملیکہ (اس حدیث کو روایت کرکے) یوں دُعا کرتے یا اللہ ہم ایڑیوں کے بل لوٹ جانے

---

[1] فتنے سے مراد یہاں ہر ایک آفت ہے، دینی ہو یا دنیاوی، لغت میں فتنہ کے معنی سونے کو آگ میں تپانے کے ہیں تاکہ اُس کا کھرا یا کھوٹا پن معلوم ہو کبھی فتنہ عذاب کے معنی بھی آتا ہے جیسے اس آیت میں ذوقوا فتنتکم کبھی آزمانے کے معنی میں ۱۲ منہ رح

[2] یہاں فتنے سے مراد وہ گناہ ہے جسکی سزا عام ہوتی ہے مثلاً بُری باتوں کو دیکھ کر خاموش رہنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں سستی اور مداہنت کرنا پھوٹ نا اتفاقی بدعت کا شیوع جہاد میں سُستی، امام احمد اور بزار نے مطرف بن عبداللہ بن شخیر سے نکالا میں نے جنگ جمل کے دن زبیرؓ سے کہا تم ہی لوگوں نے تو حضرت عثمانؓ کو نہ بچایا وہ مارے گئے، اب اُنکے خون کا دعویٰ کرنے کے لئے آئے ہو، زبیرؓ نے کہا ہم نے آنحضرت صلعم کے زمانہ میں یہ آیت پڑھی واتقوا فتنۃ لاتصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ اور ہم کو یہ گمان نہ تھا کہ ہم لوگ اس فتنے میں مبتلا ہونگے یہاں تک کہ جو ہونا تھا وہ ہوا یعنی اس بلا میں ہم لوگ خود گرفتار ہوئے ۱۲ منہ رح

[3] اُن کو آنے کیوں نہیں دیتے ۱۲ منہ

[4] یعنی اسلام سے مرتد ہو گئے، حافظ نے کہا اس صورت میں تو کوئی اشکال نہ ہوگا، اگر بدعتی یا دوسرے گنہگار مراد ہوں تو بھی ممکن ہے کہ اُس وقت حوض پر آنے سے روک دیئے جائیں، پھر آگے چل کر آپ کی شفاعت سے دوزخ سے نکالے جائیں ۱۲ منہ رح

أَوْ نُفْتَنَ۔

۷۴۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ لَيُرْفَعَنَّ إِلَيَّ رِجَالٌ مِنْكُمْ حَتّٰى إِذَا أَهْوَيْتُ لِأُنَاوِلَهُمُ اخْتُلِجُوا دُونِي فَأَقُولُ أَيْ رَبِّ أَصْحَابِي يَقُولُ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ۔

۷۴۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ وَرَدَهُ شَرِبَ مِنْهُ وَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهُ أَبَدًا لَيَرِدُ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ قَالَ أَبُو حَازِمٍ سَمِعَنِي النُّعْمَانُ بْنُ أَبِي عَيَّاشٍ وَأَنَا أُحَدِّثُهُمْ هٰذَا فَقَالَ هٰكَذَا

اور فتنوں میں پڑنے سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ نے انہوں نے مغیرہ بن مقسم سے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے کہا عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حوض کوثر پر تم لوگوں کا پیش خیمہ ہونگا، اور تم میں سے کچھ لوگ مجھ تک اٹھائے جائیں گے (میرے پاس لائے جائیں گے) جب میں انکو (پانی) دینے کیلئے جھکونگا تو وہ ہٹا دیئے جائیں گے، میں عرض کرونگا پروردگار! یہ تو میری (امت کے) لوگ ہیں، ارشاد ہوگا تم نہیں جانتے کہ انہوں نے جو جو (دین میں) نئی باتیں تمہارے بعد نکالیں[1]۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے ابو حازم (سلمہ بن دینار) سے کہا میں نے سہل بن سعد سے سنا، وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے میں حوض کوثر پر تمہارا پیش خیمہ ہوں گا، جو شخص وہاں آئے گا وہ اسمیں سے پیئے گا اور جو اس میں پیئے گا وہ پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اور کچھ لوگ حوض پر ایسے آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں وہ مجھ کو پہچانتے ہیں[2] پھر وہ (روک دیئے جائیں گے) مجھ میں اور ان میں آڑ کر دی جائے گی۔ ابو حازم نے کہا نعمان بن ابی عیاش نے سنا میں یہ حدیث لوگوں سے بیان کر رہا تھا پوچھا کیا تم نے سہل سے یہ حدیث اسی طرح سے سنی، میں نے کہا ہاں، نعمان نے کہا میں گواہی دیتا ہوں

---

[1] معاذاللہ دین میں نئی بات یعنی بدعت نکالنا کتنا بڑا گناہ ہے، ان بدعتیوں کو پہلے آنحضرتؐ کے پاس لاکر پھر جو ہٹالے جائیں گے اس سے یہ مقصود ہوگا کہ انکو اور زیادہ رنج ہو جیسے کہتے ہیں سے قسمت تو دیکھیئے کہ کہاں ٹوٹی جا کمند۔ دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا۔ یا اس لیئے کہ دوسرے مسلمان انکا حال پر اختلال اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں، مسلمانو! ہوشیار ہو جاؤ بدعت سے بھاگتے رہو، حضرت مجددؒ فرماتے ہیں میں کسی بدعت میں ظلمت اور تاریکی کے سوا مطلق نور نہیں پاتا۔ آنحضرت صلعم کی سنت پر چلنا لازم کرلو اسمیں دین اور دنیا دونوں کے فائدے ہیں، وما علینا الا البلاغ ۱۲ منہ

[2] یا جنکو میں پہچان لونگا وہ مجھ کو پہچان لیں گے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

سَمِعْتَ سَهْلًا فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَأَنَا أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ لَسَمِعْتُهُ يَزِيدُ فِيهِ قَالَ إِنَّهُمْ مِنِّي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا بَدَّلُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِي۔

میں نے ابوسعید خدریؓ سے یہی حدیث سُنی ابوسعید اس میں اتنا بڑھاتے تھے آنحضرتؐ کہیں گے یہ لوگ تو میری امت کے ہیں ارشاد ہوگا تم نہیں جانتے انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی باتیں (دین میں) نکالیں[1] اُس وقت میں کہوں گا جس شخص نے میرے بعد دین بدل ڈالا وہ دُور ہو دور ہو[1]

بَابٌ ۳۹۴ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أُمُورًا تُنْكِرُونَهَا

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا (انصار سے) یوں فرمانا تم میرے بعد ایسے ایسے کام دیکھو گے جو تم کو بُرے لگیں گے

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ۔

اور عبداللہ بن زید بن عامر نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (انصار سے) یہ بھی فرمایا تم اِن کاموں پر حوض کوثر پر مجھ سے ملنے تک صبر کیے رہنا[2]۔

۶۴۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً وَأُمُورًا تُنْكِرُونَهَا قَالُوا فَمَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ أَدُّوا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُوا اللّٰهَ حَقَّكُمْ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے زید بن وہب نے کہا میں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا تم میرے بعد اپنی حق تلفی دیکھو گے (جو لوگ مستحق نہیں ہیں انکو تو حکومت ملے گی تم محروم رہو گے) اور ایسی باتیں جنکو تم برا (خلاف شرع) سمجھو گے، یہ سُن کر صحابہؓ نے عرض کیا پھر (ایسے وقت میں) آپ ہم کو کیا حکم دیتے ہیں، فرمایا اُس وقت کے حاکموں کو اُنکا حق ادا کر دو (زکوٰۃ وغیرہ) اور تم اپنا حق اللہ سے مانگو[3]

[1] معاذ اللہ آنحضرت صلعم کو بدعت کے نام سے نفرت ہے یہ سنتے ہی کہ ان لوگوں نے دین میں نئی باتیں نکالی تھیں، یا دین کی اصلی باتوں کو بدل کر دوسری باتیں اختیار کر لی تھیں، آپ کو غصہ آجائیگا با توپہلے شفقت تھی یا یوں ارشاد ہوگا، دُور ہو دُور ہو، مسلمانو! اس حدیث سے تم سمجھ سکتے ہو کہ ہمارے پیغمبر صاحبؐ کا دست شفقت کن مسلمانوں پر ہے، انہی مسلمانوں پر جو ہر بات میں سنت کی پیروی کرتے ہیں اور بدعت پر چلنے والے کتنی ہی نیکی اور عبادت کریں سب بیکار ہے، کس لئے کہ جب آنحضرت ہی ناراض ہوئے تو ہم اپنی عبادت کو لیکر کیا کریں گے، چاٹیں گے یا خاک میں جھونکیں گے، ہم لوگوں کو تو یہ کوشش کرنا چاہیئے کہ اعتقاد اور عمل دونوں میں سلف صالحین یعنی صحابہ اور تابعین کے طریق پر رہیں اور پچھلے متکلمین میں جو نئی باتیں اعتقادات میں اور پچھلے فقہاء نے جو نئی باتیں اعمال میں نکالی ہیں ان سب کو دھتا بتائیں ہم کو اپنے پیغمبرؐ کی عنایت اور شفقت درکار ہے ہمارے پیغمبر ہم سے راضی ہوں تو ہمارا بیڑا پار ہے انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ رح [2] یہ حدیث اوپر کتاب المغازی میں موصولاً گزر چکی ہے ۱۲ منہ رح [3] یعنی اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اللہ انکو انصاف اور حق کی توفیق دے، جیسے ثوری کی روایت میں ہے یا اللہ انکے بدل تم پر دوسرے حاکم جو عادل اور منصف ہوں مقرر کرے مسلم اور طبرانی کی روایت میں یوں ہے کہ یا رسول اللہ ہم اُن سے لڑیں نہیں، آپ نے فرمایا نہیں جب وہ نماز پڑھتے رہیں، (بقیہ بر صفحہ ۴۸۴) [4] یا دین میں کیا کیا بدل ڈالا ۱۲ منہ رح

۴۴۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنِ الْجَعْدِ عَنْ اَبِيْ رَجَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَرِهَ مِنْ اَمِيْرِهٖ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ فَاِنَّهٗ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَّاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا اُنہوں نے عبدالوارث بن سعید سے انہوں نے جعد صیرفی سے انہوں نے ابورجا عطاردی سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو شخص دین کے مقدمہ میں حاکم کی کوئی بات ناپسند کرے تو اس کو صبر کرنا چاہیے اس لیے کہ بادشاہ اسلام کی اطاعت سے اگر کوئی بالشت برابر باہر ہو جائے تو اس کی موت جاہلیت کی سی موت ہوگی

۴۴۵۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمٰنِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْجَعْدِ اَبِيْ عُثْمٰنَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ رَجَآءٍ الْعُطَارِدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَّاٰى مِنْ اَمِيْرِهٖ شَيْئًا يَّكْرَهُهٗ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ فَاِنَّهٗ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ اِلَّا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً۔

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ابوعثمان جعد صیرفی سے کہا مجھ سے ابورجا بن ملحان نے بیان کیا کہا میں نے ابن عباسؓ سے سُنا اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو شخص اپنے بادشاہ سے ایسی بات دیکھے جس کو ناپسند کرتا ہو تو صبر کرے اس لیے کہ جو کوئی بالشت برابر بھی جماعت سے جدا ہو گیا اور اُسی حال مرا تو اُس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

۴۴۶۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ جُنَادَةَ بْنِ اَبِيْ اُمَيَّةَ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَهُوَ مَرِيْضٌ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ نے انہوں نے عمرو بن حارث سے انہوں بکیر بن عبداللہ اشج سے انہوں نے بسر بن سعید سے انہوں نے جنادہ بن ابی اُمیہ سے انہوں نے کہا ہم عبادہ بن صامت پاس گئے وہ بیمار تھے ہم نے کہا

(بقیہ حاشیہ ص۴۸۳) معلوم ہوا جب مسلمان حاکم نماز پڑھنا بھی چھوڑ دے تو پھر اس سے لڑنا اور اس کا خلاف کرنا درست ہو گیا، بے نمازی حاکم کی اطاعت ضرور نہیں ہے اس پر تمام اہل حدیث کا اتفاق ہے ۱۲ منہ رح (حواشی صفحہ ھٰذا) ؎۱ حافظ نے کہا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ کافر ہو جائے گا، اور کفر پر مریگا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ جاہلیت والوں کا کوئی امام نہیں ہوتا، اسی طرح اُس کا بھی نہ ہوگا، دوسری روایت میں یوں ہے جو شخص جماعت سے بالشت برابر جُدا ہو گیا اُس نے اسلام کی رسّی اپنی گردن سے نکال ڈالی، ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ مسلمان حاکم گو ظالم یا فاسق ہو اُس سے بغاوت کرنا درست نہیں، اور فقہائے نے اس پر اجماع کیا ہے کہ ظالم حاکم کے ساتھ رہ کر کافروں سے جہاد کرنا درست ہے اور اس کی اطاعت واجب ہے۔ البتہ اگر صریح کفر اختیار کرے تب اس کی اطاعت جائز نہیں بلکہ جس کو قدرت ہو اُس کو اُس پر جہاد کرنا واجب ہے۔ میں کہتا ہوں کہ امام حسین علیہ السلام نے جو یزید پر خروج کیا تو اوّل تو آپ نے اُس سے بیعت نہیں کی تھی اور اُس کی خلافت قبول نہیں کی تھی، دوسرے یزید نے وہ باتیں کرنی شروع کیں جو صراحۃً کفر تھیں جیسے شراب اور زنا اور جمع بین الاختین کی حلت وغیرہ اور ایسی حالت میں اُس سے لڑنا اور اُس پر جہاد کرنا واجب تھا، اور امام نے جو کیا وہ بجا کیا، آپ نے دین اور شریعت کی حفاظت کیلئے اُس پر خروج کیا، اور اللہ کی راہ میں شہید ہوئے، درجات عالیہ حاصل کیئے ۱۲ منہ رح ؎ لڑائی اور بغاوت نہ کرے

قُلْنَا اَصْلَحَكَ اللّٰهُ حَدِّثْ بِحَدِيْثٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهٖ سَمِعْتَهٗ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَاهُ فَقَالَ فِيْمَا اَخَذَ عَلَيْنَا اَنْ بَايَعَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِيْ مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَاَثَرَةٍ عَلَيْنَا وَاَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ۔

اللہ تمہارا بھلا کرے ہم سے ایسی حدیث بیان کرو جو تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہو اللہ تم کو اُس کی وجہ سے فائدہ دے انہوں نے کہا ایسا ہوا (لیلۃ العقبہ میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بلا بھیجا ہم نے آپ سے بیعت کی آپ نے بیعت میں ہم سے یہ اقرار لیا کہ خوشی اور ناخوشی تکلیف اور آسانی ہر حال میں آپ کا حکم سُنیں گے اور بجا لائیں گے گو ہماری حق تلفی ہو (ہم محروم کیے جائیں اور دوسروں کو عہدے اور خدمات ملیں) آپ نے یہ بھی اقرار لیا کہ جو شخص حاکم بن جائے ہم اُس سے جھگڑا نہ کریں[1] البتہ جب تم علانیہ اُس کو کفر کرتے دیکھو تو اللہ کے پاس تم کو دلیل

٧٤٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا وَلَمْ تَسْتَعْمِلْنِيْ قَالَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ۔

ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے اسید بن حضیر سے ایک شخص (خود اسید) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا کہنے لگا یا رسول اللہ آپ نے فلاں شخص (عمرو بن عاص) کو حاکم بنا دیا اور مجھ کو حکومت نہیں دی آپ فرمایا تم (انصاری لوگ) میرے بعد اپنی حق تلفیاں دیکھو گے تو قیامت (کے دن) مجھ سے ملنے تک صبر کیے رہنا۔

[1] امام احمد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے گو تم اپنے تئیں حکومت کا حق دار سمجھو جب بھی اس خیال پر نہ چلو بلکہ حاکم وقت کی اطاعت کرو اس کا حکم سنو یہاں تک کہ اگر اللہ کو منظور ہے تو بن لڑے بھڑے تم کو حکومت مل جائے گی ابن حبان اور امام احمد کی روایت میں ہے گو یہ حاکم تمہارا مال کھالے تمہاری پیٹھ پر مار لگائے (یعنی جب بھی صبر کرو) ۱۲ منہ [2] اور اس سے رنج پر تم کو مواخذہ نہ ہوگا دوسری روایت میں یوں ہے جب تک وہ تم کو صاف اور صریح کفر کی بات کا تم کو نہ حکم دے تیسری روایت میں ہے جو حاکم اللہ کی نافرمانی کرے اُس کی اطاعت نہیں کرنا چاہیے ابن ابی شیبہ کی روایت میں یوں ہے جب تم پر ایسے لوگ حاکم ہونگے جو تم کو ایسی باتوں کا حکم کریں گے جو تم نہیں پہچانتے اور ایسے کام کریں گے جن کو تم برا جانتے ہو تو ایسے حاکموں کی اطاعت کرنا تم کو ضرور نہیں یہ جو فرمایا اللہ کے پاس تم کو دلیل مل جائے گی یعنی اُس سے لڑنے اور اُس کی مخالفت کرنے کی سند تم کو مل جائے گی اس سے یہ نکلا یہ جب تک حاکم کے قول یا فعل کی کوئی تاویل شرعی ہو سکے اُس وقت تک اُس سے لڑنا یا اُس پر خروج کرنا جائز نہیں البتہ اگر صاف و صریح وہ شرع کے مخالف حکم دے اور قواعد اسلام کے برخلاف چلے جب تو اُس پر اعتراض کرنا اور اگر نہ مانے تو اس کو ہٹا نا درست ہے داؤدی نے کہا کہ اگر ظالم حاکم کا معزول کرنا بغیر فتنہ اور فساد کے ممکن ہو تب واجب ہے کہ وہ معزول کر دیا جائے ورنہ صبر کرنا چاہیے بعضوں نے کہا ابتداءً فاسق کو حاکم بنانا درست نہیں اگر حکومت ملتے وقت عادل ہو پھر فاسق ہو جائے تو اس پر خروج کرنے میں علماء کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ خروج اُس وقت تک جائز نہیں جب تک علانیہ کفر نہ کرے اگر علانیہ کفر کی باتیں کرنے لگے اس وقت اُس کو معزول کرنا اور اُس سے لڑنا واجب ہے ۱۲ منہ۔

بَابُ ۳۹۵ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَاكُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ أُغَيْلِمَةٍ سُفَهَاءَ۔

۴۸۷ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَدِّي قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ وَمَعَنَا مَرْوَانُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ يَقُولُ هَلَكَةُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ غِلْمَةً فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُولَ بَنِي فُلَانٍ وَبَنِي فُلَانٍ لَفَعَلْتُ فَكُنْتُ أَخْرُجُ مَعَ جَدِّي إِلَى بَنِي مَرْوَانَ حِينَ مَلَكُوا بِالشَّامِ فَإِذَا رَآهُمْ غِلْمَانًا أَحْدَاثًا قَالَ لَنَا عَسَى هٰؤُلَاءِ أَنْ يَكُونُوا مِنْهُمْ قُلْنَا أَنْتَ أَعْلَمُ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا چند بیوقوف چھوکروں[۱] کی حکومت سے میری امت کی تباہی آئے گی ۔

ہم سے موسٰی بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ بن سعید بن عمرو بن سعید نے کہا مجھ سے میرے دادا (سعید) نے بیان کیا میں مسجد نبوی میں مدینہ میں ابوہریرہؓ کے پاس بیٹھا تھا اور مروان بھی وہیں تھا اتنے میں ابوہریرہؓ نے کہا میں نے پیغمبر صاحبؐ سے سُنا جو سچے تھے اور اللہ نے اُن کو سچا کیا تھا آپ فرماتے تھے قریش کے چند چھوکروں کے ہاتھ میری امت تباہ ہوگی مروان نے کہا اللہ اُن پر لعنت کرے چھوکروں کے ہاتھ سے ابوہریرہؓ نے کہا اگر میں چاہوں تو اُن کے نام بیان کر دوں فلانے کے بیٹے فلانے[۲] کے بیٹے عمرو بن یحیٰی کہتے ہیں میں اپنے دادا کے ساتھ مروان کی اولاد پاس جایا کرتا جب وہ شام کے ملک میں حاکم بن گئے تھے میرے دادا جب ان کم عمر لڑکوں کو دیکھتے تو کہتے شاید یہ چھوکرے بھی اُس حدیث میں داخل ہوں ہم لوگ کہتے تم جانو[۳]

سلہ چھوکروں کی حکومت خرابی اور بربادی کی جڑ ہے یہ خرابی، سلام میں یزید پلید کے زمانہ سے شروع ہوئی وہ کم بخت ایک کمسن چھوکرا تھا بوڑھے بوڑھے صحابہ اس وقت تک موجود تھے اسکو کسی قاعدے سے خلافت کا حق نہ تھا لیکن زور زبردستی حاکم بن بیٹھا آخر مسلمان پر وہ تباہی آئی کہ پناہ بخدا مسلمانوں کے سردار امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے جن سے اسلام کی زینت تھی اور مدینہ منورہ کی بے حرمتی ہوئی بہت سے صحابہ اور تابعین کو یزید کے لشکر نے مدینہ میں آن کر شہید کیا لعنۃ اللہ علی یزید و علی اتباعہ ۱۲ منہ سلہ انہوں نے نام بنام ظالم حاکموں کے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنے تھے مگر ڈر کی وجہ سے بیان نہیں کر سکتے تھے مروان خود ان چھوکروں میں داخل تھا گویا اُس نے اپنے اوپر لعنت کی کئی حدیثوں میں جن کو طبرانی وغیرہ نے نکالا یہ موجود ہے کہ آنحضرتؐ نے مروان کے باپ حاکم پر لعنت کی اور اسکی اولاد پر بھی لعنت کی ۱۲ منہ سلہ شک کی وجہ یہ تھی کہ ابوہریرہؓ نے ان چھوکروں کے نام نہیں بیان کیے تھے۔ حافظ نے کہا اُن چھوکروں میں پہلا چھوکرہ یزید پلید تھا اور ابن ابی شیبہ نے ابوہریرہؓ سے مرفوعاً نکالا میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں چھوکروں کی حکومت سے اگر تم اُن کا کہنا مانو تو دین کی تباہی ہے اگر نہ سنو تو وہ تم کو تباہ کریں دوسری روایت میں ابن ابی شیبہ کے یوں ہے ابوہریرہؓ بازار میں چلتے چلتے یہ دعا کرتے یا اللہ ۶۰ھ ہجری مجھ کو مت دکھلانا چھوکروں کی حکومت ۶۰ھ ہجری میں یزید خلیفہ ہوا اور ابوہریرہ کی دعا قبول ہوئی وہ ایک سال پہلے دنیا سے گذر گئے تفتازانی نے کہا جس نے امام حسین کو قتل کیا یا آپ کے قتل کا حکم دیا یا آپ کے قتل کو جائز رکھا یا اُس سے خوش ہوا وہ بالاتفاق ملعون ہے اور یزید سے یہ باتیں بتواتر ثابت ہیں اُس پر اور اس کے مددگاروں پر سب پر لعنت کی ۱۲ منہ ۞

۱

باب ۳۹۶ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ۔

۷۴۹۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُنَّ أَنَّهَا قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّوْمِ مُحْمَرًّا وَجْهُهُ يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَعَقَدَ سُفْيَانُ تِسْعِينَ أَوْ مِائَةً قِيلَ أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا ایک بلا سے جو نزدیک آن پہنچی عرب کی خرابی ہونے والی ہے۔

ہم سے مالک بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے زہری سے سُنا انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے زینب بنت سلمہ سے انہوں نے ام المومنین ام حبیبہؓ سے انہوں نے اُم المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہن سے انہوں نے کہا ایک دِن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوتے سے جاگے آپ کا منہ (گھبراہٹ کی وجہ سے) سرخ تھا فرمانے لگے لا الٰہ الا اللہ ایک بلا سے جو نزدیک آن پہنچی عرب کی خرابی ہونے والی ہے[1] آج یاجوج اور ماجوج کے روک کی دیوار میں اتنا روزن ہو گیا سفیان بن عیینہ نے نوّے یا سَو کا اشارہ کرکے بتلایا[2] ام المومنین زینب نے عرض کیا یارسول اللہ کیا اچھے نیک لوگوں کے رہنے پر بھی ہم ہلاک ہو جائیں گے (خدا کا عذاب اُترے گا) آپ نے فرمایا ہاں جب برائی بہت پھیل جائے گی[3]

۷۵۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَحَدَّثَنِي مَحْمُودٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ أَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِ

ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ بن زبیر سے دوسری سند امام بخاری نے کہا اور مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی کہا ہم کو معمر بن راشد نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے اسامہ بن زید سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ

---

[1] قسطلانی نے کہا اس بلا سے مراد وہ اختلاف ہے جو حضرت عثمانؓ کی اخیر خلافت میں ہوا یا وہ جنگ جو حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ میں ہوئی ۱۲ منہ [2] نوے کا اشارہ یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کے کلمے کی اور سو کا اشارہ بھی اسی کے قریب قریب ہے اسی وجہ سے شک ہوئی ۱۲ منہ۔ [3] برائی مراد زنا ہے یا اولاد زنا یا دوسرے فسق و فجور جب یاجوج ماجوج کی سد آنحضرت کے زمانہ میں اتنی کھل گئی تھی تو اب تک معلوم نہیں کتنی کھل گئی ہو گی اور ممکن ہے کہ گر کر برابر ہو یا پہاڑوں میں چھپ گئی ہو اور اسی وجہ سے جغرافیہ والوں کی نظر اس پر نہیں پڑی ۱۲ منہ

الْمَدِينَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى قَالُوا لَا قَالَ فَإِنِّي لَأَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ كَوَقْعِ الْقَطْرِ۔

علیہ وسلم مدینہ کے محلوں میں سے ایک محل پر چڑھے اور صحابہ سے پوچھا جو میں دیکھتا ہوں وہ تم دیکھتے ہو انہوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں وہ بارش کے قطروں کی طرح تمہارے گھروں میں ٹپک رہے ہیں

بَابُ ۳۹۷ ظُهُورِ الْفِتَنِ۔

باب۔ فتنوں کا ظاہر ہونا[1]

۱۵۷۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيَنْقُصُ الْعَمَلُ وَيُلْقَى الشُّحُّ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّمَ هُوَ قَالَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ وَقَالَ شُعَيْبٌ وَيُونُسُ وَاللَّيْثُ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ نے کہا ہم سے معمر نے انہوں نے زہری سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہؓ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا زمانہ جلدی گزرنے لگے گا[2] اور نیک اعمال گھٹ جائیں گے (یا علم اٹھ جائے گا) اور بخیلی دلوں میں سما جائے اور فتنے فساد پھوٹ پڑیں گے اور ہرج بہت ہو گی صحابہ نے پوچھا ہرج کیا ہے آپ نے فرمایا قتل خونریزی اس حدیث کو شعیب بن ابی حمزہ اور یونس اور لیث بن سعد اور زہری کے بھتیجے (محمد بن عبداللہ بن مسلم) نے زہری سے روایت کیا انہوں نے حمید سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے[3]

---

[1] مراد وہی فتنے ہیں جیسے قتل عثمانؓ جنگ صفین جنگ جمل واقعہ حرہ جو یزید کی حکومت میں ہوا قتل امام حسین علیہ السلام واقعہ کربلا قتل عبداللہ بن الزبیر مکہ کی بے حرمتی وغیرہ وغیرہ اب تک مٹھ فتنے مسلمانوں میں اٹھ گئے ۱۲ منہ [2] یعنے لوگ عیش اور عشرت اور غفلت میں پڑ جائیں گے ان کو ایک سال ایسا گزرے گا جیسے ایک ماہ ایک ماہ ایسے جیسے ایک ہفتہ ایک ہفتہ جیسے ایک دن یا یہ مراد ہے کہ دن رات برابر ہو جائیں گے یا دن رات چھوٹے ہو جائیں گے گویا یہ بھی قیامت کی ایک نشانی یا شر اور فساد نزدیک آجائے گا کہ کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا یا دولتیں اور حکومتیں جلد جلد بدلتے اور مٹنے لگیں گی یا عمریں چھوٹی ہو جائیں گی یا زمانہ میں سے برکت جاتی رہے گی جو کام اگلے لوگ ایک ماہ میں کرتے تھے وہ ایک سال میں بھی پورا نہ ہوگا ۱۲ منہ [3] شعیب کی روایت کو امام بخاری نے کتاب الادب میں اور یونس کی روایت کو امام مسلم نے صحیح میں اور لیث کی روایت کو طبرانی نے معجم اوسط میں اور زہری کے بھتیجے کی روایت کو بھی طبرانی نے معجم اوسط میں وصل کیا مطلب یہ ہے کہ ان چاروں نے معمر کا خلاف کیا انہوں نے زہری کا شیخ اس حدیث میں حمید کو بیان کیا اور امام بخاری نے دونوں طریقوں کو صحیح سمجھا جب تو ایک طریق یہاں بیان کیا اور ایک کتاب الادب میں کیونکہ احتمال ہے زہری نے اس حدیث کو سعید بن مسیب اور حمید دونوں سے سنا ہو ۱۲ منہ

۷۵۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ وَأَبِي مُوسٰى فَقَالَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ لَأَيَّامًا يَنْزِلُ فِيهَا الْجَهْلُ وَيُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ۔

ہم سے عبید اللہ بن موسٰی نے بیان کیا انہوں نے اعمش سے انہوں نے شقیق سے انہوں نے کہا میں عبداللہ بن مسعودؓ اور ابو موسٰی اشعریؓ کے ساتھ تھا دونوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے قریب کچھ پہلے ہی ایسے دن آئیں گے جن میں جہالت اُتر آئے گی اور (دین کا) علم اُٹھ جائے گا اور ہرج یعنے خون ریزی بہت ہوگی۔

۷۵۳۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيقٌ قَالَ جَلَسَ عَبْدُ اللهِ وَأَبُو مُوسٰى فَتَحَدَّثَا فَقَالَ أَبُو مُوسٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ أَيَّامًا يُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ وَيَنْزِلُ فِيهَا الْجَهْلُ وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے والد نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے ابووائل شقیق بن سلمہ نے انہوں نے کہا میں عبداللہ بن مسعودؓ اور ابو موسٰی اشعریؓ پاس بیٹھا تھا اتنے میں ابو موسٰی نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے پھر وہی حدیث بیان کی جو اوپر گذری ہرج حبشی زبان کا لفظ ہے اُس کا معنی خون ریزی

۷۵۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ إِنِّي لَجَالِسٌ مَعَ عَبْدِ اللهِ وَأَبِي مُوسٰى فَقَالَ أَبُو مُوسٰى سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَالْهَرْجُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ الْقَتْلُ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابووائل سے انہوں نے کہا میں عبداللہ اور ابو موسٰی کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں ابو موسٰیؓ نے کہا میں نے آنحضرتؐ سے سنا پھر اس حدیث کی طرح بیان کیا ہرج حبشہ کی زبان میں قتل کو کہتے ہیں۔

۷۵۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ وَأَحْسِبُهُ رَفَعَهُ قَالَ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ أَيَّامُ الْهَرْجِ يَزُولُ الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ فِيهَا الْجَهْلُ قَالَ أَبُو مُوسٰى وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ وَقَالَ أَبُو عَوَانَةَ عَنْ

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر (محمد بن جعفر) نے کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے واصل بن حیان سے انہوں نے ابووائل (شقیق بن سلمہ) انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ نے ابووائل نے کہا میں سمجھتا ہوں عبداللہ بن مسعودؓ نے اس حدیث کو مرفوعاً بیان کیا قیامت کے سامنے ہرج (خون ریزی) کے دن آئیں گے (دین کا) علم مٹ جائے گا[۱]

[۱] اس طرح کہ دین کے عالم گذر جائیں گے اور جو لوگ باقی رہیں گے وہ ہمہ تن دنیا کمانے میں غرق ہونگے ان کو دینی علوم کا بالکل شوق ہی نہیں رہے گا۔ ہمارے زمانہ میں یہ آثار شروع ہوگئے ہیں ہزارہا لکھہا مسلمان اپنے بچوں کو صرف انگریزی تعلیم دلاتے ہیں قرآن و حدیث سے بقیہ بر صفحہ آئندہ

عَاصِمٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ الْأَشْعَرِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ تَعْلَمُ الْأَيَّامَ الَّتِي ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّامَ الْهَرْجِ نَحْوَهُ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِكُهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ أَحْيَاءٌ۔

ابوموسٰی نے کہا ہرج حبشی زبان میں خون ریزی کو کہتے ہیں اور ابوعوانہ (وضاح بن عبداللہ یشکری) نے عاصم سے روایت کی انہوں نے ابووائل سے انہوں نے ابوموسٰی اشعری سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا تم وہ دن جانتے ہو جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خون ریزی کے دن ہوں گے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے بدترین لوگ وہ ہوں گے جو قیامت قائم ہوتے وقت زندہ ہوں گے[1]

بَابٌ ٣٩٨ لَا يَأْتِي زَمَانٌ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ۔

باب ہر زمانہ کے بعد دوسرے زمانہ کا اس سے بدتر آنا۔

٥٦٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ أَتَيْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ مَا نَلْقَى مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ اصْبِرُوا فَإِنَّهُ لَا يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ حَتَّى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے زبیر بن عدی سے انہوں نے کہا ہم انس بن مالکؓ کے پاس آئے ہم نے اُن سے حجاج بن یوسف (ظالم) کا شکوہ کیا جو جو مصیبتیں اُس کی طرف سے ہم کو پہنچ رہی تھیں انسؓ نے کہا ابھی صبر کرو اس کے بعد جو زمانہ آئے گا وہ اس سے بھی بدتر ہوگا اسی طرح ہمیشہ ہوتا رہے گا یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے مل جاؤ گے میں نے یہ تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا[2]

(بقیہ صفحہ سابقہ) بالکل بے بہرہ رکھتے ہیں الا ماشاء اللہ کچھ کچھ جو دین کے عالم رہ گئے ہیں قیامت کے قریب یہ بھی نہ رہیں گے علم دین کو محض بیکار سمجھ کر لوگ اُس کی تحصیل چھوڑ دینگے ۱۲ منہ۔ حواشی صفحہ ہذا [1] کیونکہ اچھے لوگ قیامت سے پہلے اُٹھ جائیں گے جیسے امام مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی قیامت کے قریب اللہ تعالیٰ یمن کی طرف سے ایک ہوا بھیجے گا جو حریر سے زیادہ ملائم ہوگی اُس کے لگتے ہی جس شخص کے دل میں رتی برابر بھی ایمان ہوگا وہ اُٹھ جائے گا دوسری حدیث میں ہے کہ قیامت جب تک قائم نہ ہوگی جب تک زمین میں اللہ اللہ کہا جائے گا اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ ایک حدیث میں ہے قیامت تک میری امت کا ایک گروہ حق پر قائم رہے گا تو اس سے یہ نکلتا ہے کہ قیامت اچھے لوگوں پر بھی ہوگی کیونکہ اس حدیث میں قیامت تک یہ مراد ہے کہ اس ہوا چلنے تک جس کے لگتے ہی ہر ایک مومن مر جائے گا اور کفار ہی دنیا میں رہ جائیں گے انہی پر قیامت آئے گی ۱۲ قسطلانی [2] اب یہ کبھی اعتراض نہ ہوگا کہ بعد کا زمانہ اگلے زمانہ سے بہتر ہوگا مثلاً کوئی بادشاہ عادل اور متبع شرع پیدا ہو گیا ہے جیسے عمر بن عبدالعزیز جن کا زمانہ حجاج کے بعد تھا وہ نہایت عادل اور متبع سنت تھے کیونکہ ایک آدھ شخص کے بعد عمدہ پیدا ہونے سے اُس زمانہ کی فضیلت اگلے زمانہ پر لازم نہیں آتی حجاج گو ظالم تھا مگر اُس کے زمانہ میں جتنے صحابہ اور تابعین زندہ تھے وہ عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں زندہ نہ تھے تو حجاج کا زمانہ عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ سے اچھا ہوا ۱۲ منہ

۷۵۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ الْفِرَاسِيَّةِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَزِعًا يَقُولُ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَا أُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ يُرِيدُ أَزْوَاجَهُ لِكَيْ يُصَلِّينَ رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْآخِرَةِ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے دوسری سند امام بخاری نے کہا اور ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے انہوں نے سلیمان بن بلال سے انہوں نے محمد بن ابی عتیق سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ہند بنت حارث فراسیہ سے انہوں نے ام المومنین ام سلمہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت ایک رات جاگے گھبرائے ہوئے آپ فرما رہے تھے سبحان اللہ اس رات کو اللہ تعالیٰ نے کیا کیا خزانے اتارے (جو مسلمانوں کے ہاتھ آئے جیسے روم اور ایران کے خزانے) اور کیا کیا فتنے اور فسادات[1] اور حجرے والیوں (ازواج مطہرات) کو کون جگاتا ہے تاکہ (اٹھیں اور) تہجد پڑھیں، دیکھو بہت سی عورتیں ایسی ہیں جو دنیا میں پہنے اوڑھے ہیں، لیکن آخرت میں ننگی (نیکیوں سے خالی) ہوں گی۔

بَابُ ۲۹۶ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا جو شخص ہم مسلمانوں پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے (یعنے مسلمانوں میں) سے نہیں ہے۔

۷۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تینسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے[2]

۷۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ حماد بن اسامہ نے انہوں نے برید سے انہوں نے ابو بردہ سے انہوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ

[1] جو دنیا میں آپ کی وفات کے بعد ہوئے ۱۲ منہ [2] بلکہ کافر ہے اگر مسلمان پر ہتھیار اٹھانا درست جانتا ہے اگر درست نہیں جانتا تو ہمارے طریق یعنی سنت پر نہیں ہے اس لیے کہ ایک امر حرام کا ارتکاب کرتا ہے ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا۔

٧٦٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُشِيرُ أَحَدُكُمْ عَلَى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ۔

٧٦١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرٍو يَا أَبَا مُحَمَّدٍ سَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ مَرَّ رَجُلٌ بِسِهَامٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ بِنِصَالِهَا قَالَ نَعَمْ۔

٧٦٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ بِأَسْهُمٍ قَدْ أَبْدَى نُصُولَهَا فَأُمِرَ أَنْ يَأْخُذَ بِنُصُولِهَا لَا يَخْدِشُ مُسْلِمًا۔

وسلم سے آپ نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتھیار اُٹھائے وہ ہم میں سے (مسلمانوں میں سے) نہیں ہے۔

ہم سے محمد ابن یحییٰ ذہلی یا محمد بن رافع [۱] نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے انہوں نے معمر سے انہوں نے ہمام سے کہ میں نے ابوہریرہؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کوئی تم میں سے اپنے بھائی مسلمان پر ہتھیار نہ اٹھائے (گو کھیل ہی کے طور پر ہو) کیونکہ شاید شیطان اُس کے ہاتھ سے ہتھیار چلوا دے اور مسلمان کو مار کر وہ دوزخ کے کڈھے میں جا گرے۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار سے کہا ابو محمد (یہ عمرو بن دینار کی کنیت ہے) تم نے جابرؓ سے یہ حدیث سنی ہے وہ کہتے تھے مسجد میں ایک شخص (نام نامعلوم) تیر لے کر گذرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی نوکیں تھام لے عمرو نے کہا ہاں میں نے سنی ہے [۲]۔

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے جابرؓ سے ایک شخص مسجد (نبوی) میں تیر لیے ہوا گذرا اُن کی نوکیں کھلی ہوئی تھیں آنحضرت نے یہ حکم دیا اُن کے پھلوں کو تھام لے ایسا نہ ہو کہ کسی مسلمان کے چبھ جائیں۔

[۱] حافظ نے کہا احتمال ہے کہ یہ محمد بن رافع ہوں کیونکہ امام مسلم نے اس حدیث کو محمد بن رافع سے انہوں نے عبدالرزاق سے روایت کی عینی کی عقل جاتی رہی انہوں نے حافظ صاحب پر اعتراض جمایا کہ مسلم نے جو محمد بن رافع سے روایت کی یہ اس کو مستلزم نہیں ہے کہ بخاری نے بھی انہی سے روایت کی ہو ارے مرد آدمی حافظ نے یحتمل کا لفظ کہا اور اس کا قرینہ یہ بیان کیا کہ امام مسلم نے اس حدیث کو انہی کے واسطہ سے عبدالرزاق سے روایت کیا اور اکثر حدیثوں میں امام بخاری اور مسلم کے شیوخ متفق ہیں پھر اس میں استلزام کی بحث لانا کمال فہم کی دلیل ہے ۱۲ منہ

[۲] آپ نے نوکیں تھامنے کا اس لیے حکم دیا ایسا نہ ہو کہ مسلمان کے لگ جائے اس کو زخم پہنچے ۱۲ منہ ؛

۷۶۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِي مَسْجِدِنَا أَوْ فِي سُوقِنَا وَمَعَهُ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ عَلَى نِصَالِهَا أَوْ قَالَ فَلْيَقْبِضْ بِكَفِّهِ أَنْ يُصِيبَ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْهَا شَيْءٌ۔

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ نے انہوں نے برید سے انہوں نے ابوبردہ سے انہوں نے ابوموسیٰ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے ہماری مسجد میں یا ہمارے بازار میں تیر لے کر گذرے تو اس کی پیکان تھام لے یا یوں فرمایا اپنی تھیلی میں رکھ لے ایسا نہ ہو کہ کسی مسلمان کو اس سے تکلیف پہنچے [1]۔

باب ۴۰۰ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا میرے بعد ایک دوسرے کی گردن مار کر کافر نہ بن جانا۔

۷۶۴۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيقٌ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے والد نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے شقیق ابووائل بن سلمہ نے کہ عبداللہ بن مسعود نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو برا کہنا گالی دینا گناہ ہے [2] اور اس سے (بلا وجہ شرعی) لڑنا کفر ہے [3]۔

۷۶۵۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي وَاقِدٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے کہا مجھ کو واقد بن محمد نے خبر دی انہوں نے اپنے والد (محمد بن زید بن عبداللہ بن عمرؓ) سے انہوں نے آنحضرتؐ سے سنا آپ حجۃ الوداع میں فرماتے تھے دیکھو میرے بعد کہیں ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافر نہ بن جانا۔

---

[1] ہر ہتھیار کا یہی حکم ہے جس سے ایذا پہنچنے کا احتمال ہو حیدرآباد میں اکثر لوگ بندوقیں بھری ہوئی مسجد میں لے کر آتے ہیں اُن کو اس بات سے باز رہنا چاہیے ۱۲ منہ [2] ایسا کرنے میں آدمی فاسق ہو جاتا ہے ۱۲ منہ [3] یعنی کافر کا سا فعل ہے جیسے کافر مسلمانوں سے ناحق لڑتے ہیں ایسے ہی اس شخص نے بھی کیا گویا کافروں کی طرح عمل کیا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو مسلمان کسی مسلمان سے لڑا وہ کافر ہو گیا ہے جیسے خارجیوں کا مذہب ہے اس لیے کہ اللہ نے قرآن میں فرمایا وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا اور دونوں گروہوں کو مومن قرار دیا اور صحابہ نے آپس میں لڑائیاں کیں گو ایک طرف والے خطائے اجتہادی میں تھے مگر کسی نے ان کو کافر نہیں کہا خود حضرت علیؓ نے معاویہ والوں کے حق میں فرمایا اخواننا بغوا علینا۔ خارجی مردود مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ ہو کر سارے مسلمانوں کو کافر قرار دینے لگے بس اپنے ہی تئیں مسلمان سمجھے اور پھر لطف یہ کہ ان خارجیوں ہی مردودوں نے مسلمانوں کے سردار جناب علی مرتضیٰ کو قتل کیا امام حسین کو بھی انہوں ہی نے شہید کیا حضرت عائشہ اور حضرت عثمانؓ اور اجلائے صحابہ کو کافر قرار دیا کہو جب یہ لوگ کافر ہوئے تو تم کو اسلام کہاں سے نصیب ہوا تھا

٦٦٧ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ وَعَنْ رَجُلٍ اٰخَرَ هُوَ اَفْضَلُ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ اَلَا تَدْرُوْنَ اَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ فَقَالَ اَلَيْسَ بِيَوْمِ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَيُّ بَلَدٍ هٰذَا اَلَيْسَتْ بِالْبَلْدَةِ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنَّ دِمَآءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ وَاَبْشَارَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَاِنَّهٗ رُبَّ مُبَلِّغٍ يُبَلِّغُهٗ مَنْ هُوَ اَوْعٰى لَهٗ فَكَانَ كَذٰلِكَ قَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ حُرِّقَ ابْنُ الْحَضْرَمِيِّ حِيْنَ حَرَّقَهٗ جَارِيَةُ ابْنُ قُدَامَةَ قَالَ اَشْرِفُوْا

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے قرہ بن خالد نے کہا ہم سے محمد بن سیرین نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے انہوں نے اپنے والد ابوبکرہؓ سے اور محمد بن سیرین نے اس حدیث کو اور ایک شخص (حمید بن عبدالرحمٰن) سے بھی سنا اور کہا وہ میرے نزدیک عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے افضل تھے[1] انہوں نے بھی ابوبکرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرتؐ نے (یوم النحر کو منٰی میں) خطبہ سنایا اور فرمانے لگے تم جانتے ہو یہ کون سا دن ہے صحابہ نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے ابوبکرہ کہتے ہیں (آپ اتنی دیر خاموش رہے) کہ ہم سمجھے شاید آپ اس دن کا کچھ اور نام رکھیں گے پھر فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں ہے ہم لوگوں نے کہا بیشک یوم النحر ہے یا رسول اللہؐ آپ نے فرمایا اچھا یہ شہر کون سا شہر ہے کیا حرمت والا شہر (مکہ) نہیں ہے ہم نے کہا بیشک یا رسول اللہ حرمت والا شہر مکہ ہے آپ نے فرمایا پھر دیکھو تمہاری جان مال عزت آبرو بدن کے چمڑے ایک دوسرے پر اس طرح سے حرام ہیں جیسے اس دن کی حرمت اس مہینے اس شہر میں سن لو میں نے اللہ کا حکم تم کو پہنچا دیا یا نہیں ہم نے کہا بے شک آپ نے پہنچا دیا اس وقت آپ نے دعا کی یا اللہ گواہ رہیو اور فرمایا جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ میرا یہ کہنا ان لوگوں کو پہنچا دیں جو موجود نہیں ہیں[2] اس لیے کبھی ایسا ہوتا ہے جس کو کوئی بات پہنچائی جاتی ہے وہ اس بات کے سننے والے سے زیادہ اس کو یاد رکھتا ہے محمد بن سیرین نے کہا آپ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا[3] اور آنحضرتؐ نے یہ بھی فرمایا دیکھو میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافر نہ بن جانا عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ کہتے ہیں جب وہ

[1] کیونکہ یہ حمید بڑے زاہد اور عابد اور اولیاء اللہ میں سے تھے ۱۲ منہ [2] یعنی دوسرے مسلمانوں کو جو اس وقت وہاں حاضر نہ تھے اسی طرح ان مسلمانوں کو جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے ۱۲ منہ [3] یعنی بعد کے لوگ جن کو حاضرین نے یہ حدیث پہنچائی اُن سے زیادہ حافظ نکلے اور انہوں نے اس کو خوب یاد رکھا ۱۲

عَلَىٰ أَبِي بَكْرَةَ فَقَالُوا هٰذَا أَبُو بَكْرَةَ يَرَاكَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَحَدَّثَتْنِي أُمِّي عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّهُ قَالَ لَوْ دَخَلُوا عَلَيَّ مَا بَهَشْتُ بِقَصَبَةٍ۔

وہ دن آیا جس دن عبداللہ بن عمرو حضرمی کو جاریہ بن قدامہ نے (ایک مکان میں گھیر کر) جلادیا تو جاریہ نے اپنے لشکر والوں سے کہا ذرا ابوبکرہ کو تو جھانکو (وہ کس خیال میں ہیں) انہوں نے کہا یہ ابوبکرہ موجود ہیں تم کو دیکھ رہے ہیں عبدالرحمن ابن ابی بکرہ کہتے ہیں مجھ سے میری والدہ (ہالہ بنت غلیظ) نے کہا ابوبکرہؓ نے کہا اگر یہ لوگ (یعنی جاریہ کے لشکر والے) میرے گھر میں بھی گھس آئیں (اور مجھ کو مارنے لگیں) تو بھی ایک بانس کی چھڑی ان پر نہیں چلانے کا[1]

۶۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْتَدُّوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔

ہم سے احمد بن اشکاب نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن فضیل نے انہوں نے اپنے والد فضیل بن غزوان سے انہوں نے عکرمہ انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافر مرتد نہ بن جانا۔

۶۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ جَدِّهِ جَرِيرٍ

ہم سے سلیمان بن حرب زادی نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے علی بن مدرک سے میں نے ابوزرعہ بن عمرو بن جریر سے سنا انہوں نے اپنے دادا جریر بن

[1] جب جاریہ کے لشکر والوں کی یہ گفتگو سنی کہ شاید ابوبکرہ ہتھیار سے مقابلہ کریں یا زبان سے برا بھلا کہیں تو ۱۲ منہ [2] چہ جائیکہ ہتھیار سے لڑوں کیوں کہ ابوبکرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سن چکے تھے کہ مسلمان کو مارنا اس سے لڑنا کفر ہے عبداللہ بن عمرو حضرمی کا قصہ یہ ہے کہ وہ معاویہ کا بھیجا ہوا بصرے میں آیا تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ بصرے والوں کو بہکا کر کے حضرت علی کا مخالف کروائے گویا امیر معاویہ کی یہ پولیٹیکل چال تھی جب حضرت علی نے یہ سنا تو جاریہ بن قدامہ کو اس کی گرفتاری کے لیے روانہ کیا حضرمی ایک مکان میں چھپ گیا جاریہ نے اس کو گھیر کر مکان میں آگ لگادی اور حضرمی مکان سمیت جل کر خاک ہو گیا یہ واقعہ ۳۸ھ ہجری کا ہے اور ابن ابی شیبہ اور طبری نے نکالا کہ عبداللہ بن عباسؓ جو حضرت علی کی طرف سے بصرے کے حاکم تھے وہ وہاں سے نکلے اور زیاد بن سمیہ کو اپنا خلیفہ کر گئے اس وقت معاویہ نے موقع پاکر عبداللہ بن عمرو حضرمی کو بھیجا کہ جاکر بصرے پر قبضہ کرے وہ بنی تمیم کے محلہ میں اترا اور حضرت عثمان کے طرف دار جو لوگ تھے وہ اس کے شریک ہو گئے زیاد نے حضرت علی کو اس واقعہ کی خبر کی اور مدد چاہی حضرت علی نے پہلے اعین بن ضبیعہ ایک شخص کو روانہ کیا لیکن وہ دغا سے مار ڈالا گیا پھر جاریہ بن قدامہ کو بھیجا انہوں نے حضرمی کو اس کے چالیس یا ستر رفقاء سمیت ایک مکان میں گھیر لیا اور اس کو آگ لگادی اور اس کے ساتھی سب جل کر خاک ہو گئے چلو خس کم جہاں پاک ۱۲ منہ

قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ کُفَّارًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔

بَابٌ ۱۰۴۰ تَکُوْنُ فِتْنَۃٌ الْقَاعِدُ فِیْہَا خَیْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ۔

۷۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدِ اللّٰہِ حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ وَحَدَّثَنِیْ صَالِحُ بْنُ کَیْسَانَ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَتَکُوْنُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِیْہَا خَیْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِیْہَا خَیْرٌ مِّنَ الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ فِیْہَا خَیْرٌ مِّنَ السَّاعِیْ مَنْ تَشَرَّفَ لَہَا تَسْتَشْرِفْہُ فَمَنْ وَجَدَ فِیْہَا مَلْجَأً اَوْ مَعَاذًا فَلْیَعُذْ بِہٖ۔

۷۷۰۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ سَلَمَۃَ بْنُ

عبداللہ بجلی سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج وداع میں مجھ سے فرمایا ذرا لوگوں کو تو خاموش کر پھر فرمایا دیکھو میرے ایسا نہ کرنا ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافر بن جاؤ۔

باب۔ آنحضرتؐ کا یہ فرمانا ایک ایسا فتنہ نمود ہو گا جس میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے شخص سے بہتر ہو گا۔

ہم سے محمد بن عبید اللہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے اپنے والد سعد بن ابراہیم سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے ابراہیم بن سعد نے کہا اور مجھ سے صالح بن کیسان نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے انہوں سے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کئی فتنے ایسے ہوں گے جن میں بیٹھے رہنے والا شخص کھڑے رہنے والے سے اور کھڑا رہنے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہو گا جو شخص دور سے ان کو جھانکے گا وہ اُس کو بھی سمیٹ لیں گے[1] اُس وقت جس کسی کو کوئی پناہ کی جگہ یا بچاؤ کا مقام مل سکے وہ اُس چلا جائے[2]

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے

[1] آفت میں مبتلا کر دیں گے ۱۲ [2] تاکہ ان فتنوں سے محفوظ رہے مراد وہ فتنہ ہے جو مسلمانوں میں آپس میں پیدا ہو اور یہ نا معلوم ہو سکے کہ حق کس کی طرف ہے ایسے وقت میں گوشہ گیری بہتر ہے بعضوں نے کہا اُس شہر سے ہجرت کر جائے جہاں ایسا فتنہ واقع ہو اگر وہ آفت میں مبتلا ہو جائے اور کوئی اس کو مارنے آئے تو صبر کرے مارا جائے پر مسلمان پر ہاتھ نہ اٹھائے بعضوں نے کہا اپنی جان یا مال کو بچا سکتا ہے جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ جب کوئی گروہ امام سے باغی ہو جائے تو امام کے ساتھ ہو کر اُس سے لڑنا جائز ہے جیسے حضرت علیؓ کی خلافت میں ہوا اور اکثر اکابر صحابہ نے اُنکے ساتھ ہو کر امیر معاویہ کے باغی گروہ سے مقابلہ کیا اور یہی حق ہے مگر بعضے صحابہ جیسے سعد و ابن عمرؓ اور ابوبکرہ دونوں فریق سے الگ ہو کر گھر میں بیٹھے رہے ۱۲ منہ

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُوْنُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَآئِمِ وَالْقَآئِمُ خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَّجَدَ مَلْجَأً اَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهٖ۔

خبر دی کہ ابوہریرہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کئی ایسے فتنہ ہوں گے جن میں بیٹھ رہنے والا کھڑا رہنے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا رہنے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے جو شخص ان (فتنوں) کو جھانکے گا وہ ان میں مبتلا ہو جائے گا (ایسے وقت میں) جو شخص پناہ کی جگہ پاوے وہاں پناہ پکڑے۔

بَابٌ ۴۰۲ اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا۔

باب جب دو مسلمان تلواریں لیکر ایک دوسرے سے بھڑ جائیں

۱۷۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ رَّجُلٍ لَّمْ يُسَمِّهٖ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ خَرَجْتُ بِسِلَاحِيْ لَيَالِيَ الْفِتْنَةِ فَاسْتَقْبَلَنِيْ اَبُوْ بَكْرَةَ فَقَالَ اَيْنَ تُرِيْدُ قُلْتُ اُرِيْدُ نُصْرَةَ ابْنِ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَكِلَاهُمَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ قِيْلَ فَهٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ اِنَّهٗ اَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهٖ قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ لِاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ وَاَنَا اُرِيْدُ اَنْ يُّحَدِّثَانِيْ بِهٖ فَقَالَا اِنَّمَا رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ الْحَسَنُ عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ۔

ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایک شخص سے (جس کا نام نہیں لیا[1]) انہوں نے امام حسن بصری سے انہوں نے کہا میں فتنے کے زمانہ یعنے جنگ صفین وجنگ جمل میں اپنے ہتھیار لگا کر نکلا[2] رستے میں ابوبکرہ (صحابی) ملے انہوں نے پوچھا کہاں جاتے ہو میں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی (یعنی حضرت علیؓ) کی مدد کو جاتا ہوں ابوبکرہ نے کہا (لوٹ جا) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب دو مسلمان اپنی اپنی تلواریں لے کر بھڑ جائیں تو دونوں دوزخی ہوں گے لوگوں نے پوچھا خیر جو قاتل ہو وہ تو دوزخی ہوگا مگر جو مارا گیا (یعنے مقتول) وہ کیوں دوزخی ہونے لگا آپ نے فرمایا نہیں وہ بھی دوزخی ہے (وہ اپنے ساتھی کو مارڈالنے کی) نیت کر چکا تھا حماد بن زید کہتے ہیں میں نے یہ حدیث ایوب اور یونس بن عبید سے بیان کی میرا مطلب یہ تھا وہ دونوں یہ حدیث مجھ سے بیان کریں انہوں نے کہا اس حدیث کو حسن بصری نے احنف بن قیس سے روایت کیا انہوں نے ابوبکرہ سے[3]

---

[1] یہ شخص عمرو بن عبید تھا معتزلہ کا سردار اہل حدیث نے حدیث کی روایت میں اس کو غیر معتبر قرار دیا ہے بعضوں نے کہا ہشام بن حسان فردوسی تھا ۱۲ منہ [2] تاکہ حضرت علی کا شریک ہوں ۱۲ منہ [3] تو ہتھیار لے کر احنف بن قیس نکلے تھے نہ حسن بصری مطلب یہ ہے کہ عمرو بن عبید نے اپنی روایت میں غلطی کی جو احنف کا نام چھوڑ دیا ۱۲ منہ

۷۷۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ بِهٰذَا وَقَالَ مُؤَمَّلٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَيُونُسُ وَهِشَامٌ وَمُعَلَّى بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْأَحْنَفِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ وَرَوَاهُ بَكَّارُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ وَقَالَ غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد نے پھر یہی حدیث نقل کی اور مؤمل بن ہشام نے کہا[1] ہم سے حماد بن یزید نے بیان کیا کہا ہم سے ایوب اور یونس اور ہشام اور معلی بن زیاد نے انہوں نے حسن بصری سے انہوں نے احنف بن قیس سے انہوں نے ابوبکرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور معمر نے بھی اس حدیث کو ایوب سے روایت کیا[2] اور بکار بن عبدالعزیز نے اس کو اپنے باپ سے انہوں نے ابوبکرہ سے روایت کیا (اس کو طبرانی نے وصل کیا[3]) اور غندر (محمد بن جعفر) نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا انہوں نے منصور سے انہوں نے ربعی بن حراش سے انہوں نے ابوبکرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (پھر ایسی ہی حدیث نقل کی[4]) اور سفیان ثوری نے بھی اس حدیث کو منصور بن معتمر سے[5] روایت کیا پر یہ روایت مرفوع نہیں ہے[6]۔

بَابٌ ۴۰۳ كَيْفَ الْأَمْرُ إِذَا لَمْ تَكُنْ جَمَاعَةٌ

باب جب کسی شخص کی امامت پر اتفاق نہ ہو تو لوگ کیا کریں

۷۷۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْحَضْرَمِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيَّ أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُولُ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ولید بن مسلم نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نے کہا مجھ سے بسر بن عبیداللہ حضرمی نے بیان کیا انہوں نے ابوادریس خولانی سے سنا انہوں نے حذیفہ بن یمان سے انہوں نے کہا لوگ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھلی باتوں سے پوچھا کرتے اور میں برائی (فتنے اور فساد)

---

[1] اس کو اسمٰعیل نے وصل کیا اور امام احمد نے ۱۲ منہ [2] انہوں نے حسن سے انہوں نے احنف بن قیس سے اس کو مسلم اور نسائی نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] طبرانی کے الفاظ یہ ہیں سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فتنۃ کائنۃ القاتل والمقتول فی النار المقتول قد اراد قتل القاتل ۱۲ منہ [4] اس کو امام احمد نے وصل کیا ان کے الفاظ یہ ہیں اذا التقی المسلمان حمل احدھما علی الآخر السلاح فھما علی جرف جہنم فاذا قتلہ وقعا فیہا جمیعا ترجمہ جب دو مسلمان بھڑ جائیں ایک دوسرے پر ہتھیار اٹھائے تو دونوں دوزخ کے کنارے لگ گئے ہیں اگر خون ہو جائے یعنی دونوں میں سے کوئی مارا جائے تو دونوں دوزخ میں گریں گے ۱۲ منہ [5] انہوں نے ربعی سے انہوں نے ابوبکرہ سے ۱۲ منہ [6] بلکہ ابوبکرہ کا قول ہے اس کو نسائی نے نکالا اس لفظ سے اذا حمل الرجلان المسلمان السلاح احدھما علی الآخر فھما علی جرف جہنم فاذا قتل احدھما الآخر فھما فی النار ترجمہ وہی ہے جو امام احمد کی روایت کا اوپر گذرا ۱۲ منہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَاءَنَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ وَفِيْهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهُ قَالَ قَوْمٌ يَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِيْ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ عَلٰى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا قَالَ هُمْ

کو پوچھا کرتا اس ڈر سے کہیں اُس میں گرفتار نہ ہو جاؤں (ایک دن) میں نے کہا یا رسول اللہ ہم لوگ جاہلیت اور خرابی میں گرفتار تھے پھر اللہ تعالیٰ یہ بھلائی ہم پر لے کر آیا (اسلام کی توفیق دی) اب اس بھلائی کے بعد کیا پھر برائی پیدا ہو گی آپ نے فرمایا ہاں میں نے پوچھا پھر اس بُرائی کے بعد پھر بھلائی ہو گی آپ نے فرمایا ہاں مگر اُس میں دھواں ہو گا[1] میں نے عرض کیا دھواں کیا بات آپ نے فرمایا ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو (پورا پورا) میری سُنت پر نہیں چلنے کے[2] اُن کی کوئی کوئی بات اچھی ہو گی کوئی کوئی بُری خلاف شرع[3] میں نے پوچھا پھر اس بھلائی کے بعد برائی ہو گی آپ نے فرمایا ہاں اس وقت دوزخ کی طرف بلانے والے دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہوں گے جو کوئی اُن کی بات مانے گا بس اُس کو دوزخ میں جھونک دیں گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اُن لوگوں کی صفت تو بیان

[1] یعنی خالص بھلائی نہ ہو گی ظلمت اور کدورت برائی کی بھی ملی ہو گی ۱۲ منہ [2] گو یہ ظاہر اسلام کا دعویٰ کریں گے ۱۲ منہ [3] محدثین نے کہا پہلی برائی سے وہ فتنے مراد ہیں جو حضرت عثمانؓ کے بعد ہوئے اور دوسری بھلائی سے عمر بن عبد العزیز کا زمانہ مراد ہے اور اُنکے بعد کا اس زمانہ میں کوئی خلیفہ عادل ہوتا متبع سُنت کوئی ظالم ہوتا بدعتی جیسے خلفاء عباسیہ میں مامون رشید بڑا ظالم اور اہل حدیث کا مخالف گذرا متوکل علی اللہ اچھا گذرا اُس نے امام احمد کو قید سے مخلصی دی اور معتزلہ کی خوب سرکوبی کی بعضوں نے کہا پہلی بُرائی سے حضرت عثمان کا قتل دوسری بھلائی سے حضرت علیؓ کا زمانہ مراد ہے اور دھوئیں سے خارجیوں اور رافضیوں کے پیدا ہونے کی طرف اشارہ ہے اور دوسری بُرائی سے بنی امیہ کا زمانہ مراد ہے جب حضرت علیؓ کو بر سر منبر برا کہا جاتا میں کہتا ہوں آنحضرت کی مراد اس حدیث سے واللہ اعلم یہ ہے کہ ایک زمانہ تک تو جو نقشہ میرے وقت میں ہے یہی چلتا رہے گا اور بھلائی قائم رہے گا یعنی لوگ کتاب و سنت کی پیروی کرتے رہیں گے جیسے تین سو ہجری تک رہا اُس کے بعد برائی پیدا ہو گی یعنی لوگ تقلید شخصی میں گرفتار ہو کر کتاب و سُنت ہی سے بالکل مُنہ نہ موڑیں گے بلکہ قرآن و حدیث کی تحصیل ہی چھوڑ دیں گے قرآن و حدیث کے بدل دوسری کتابیں پڑھنے لگیں گے دین کے مسائل بعوض قرآن و حدیث کے اُن کتابوں سے نکالے جائیں گے جیسے شرح منہاج شرح لمعہ در مختار ہدایہ شامی طحطاوی قہستانی کیدانی وغیرہ سے پھر اس کے بعد ایک مدت دراز گذرنے پر لوگ ذرا قرآن و حدیث کی طرف مائل ہونگے اور تقلید شخصی کا بھنڈارہ پھوٹے گا یہ لوگ اہل حدیث کہلائیں گے ان میں بھلائی ہو گی مگر خالص بھلائی نہ ہو گی کچھ کچھ تقلید یا تعصب کی ظلمت اُن میں باقی رہے گی مثلاً دیکھو اس وقت میں جو ایک جماعت اہل حدیث کی کہلاتی ہے وہ باوجود دعویٰ اتباع سُنت کے کبھی کبھی اپنے علماء کے جیسے ابن تیمیہ شاہ ولی اللہ اور شوکانی اور مولانا اسمٰعیل شہید کی ایسے مقلد بن جاتے ہیں کہ ان کی رائے کے خلاف دلیل بیان کرنے والے کی دلیل نہیں سُنتے یہی ظلمت اور تاریکی ہے یا اگلے ائمہ دین جیسے امام ابو حنیفہ امام شافعی وغیرہ ہیں یا دوسرے اولیاء اللہ یا صوفیہ کرام ان کی توہین کرتے ہیں خیر ایک مدت گزرنے کے بعد پھر کچھ لوگ پیدا ہونگے جو صریح کفار ہوں گے لوگوں کو دوزخ کی طرف بلانے اُن میں بھلائی کا نام نہ ہو گا اس سے مراد نیچری اور چکڑالوی اور ندوانی اور قادیانی فرقے ہیں ۱۲ منہ ؛

مِّنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِاَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَاْمُرُنِيْ اِنْ اَدْرَكَنِيْ ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامَهُمْ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُمْ جَمَاعَةٌ وَّلَا اِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ اَنْ تَعَضَّ بِاَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَاَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ۔

فرمائیے (تاکہ ہم اُن کو پہچان لیں) آپ نے فرمایا یہ لوگ (بظاہر) تو ہماری جماعت (یعنی مسلمانوں میں سے ہوں گے ہماری ہی زبان بولیں گے (عربی، فارسی، اردو[1]) میں نے کہا یارسول اللہ اگر میں یہ زمانہ پاؤں تو کیا کروں آپ نے فرمایا ایسا کر مسلمانوں کی جماعت اور امام کے ساتھ رہ میں نے کہا اگر اس وقت جماعت نہ ہو اور نہ امام ہو[2] فرمایا تو پھر ایسا کر ان کل فرقوں سے الگ رہ (جنگل میں دور دراز چلا جا) اگر وہاں (کچھ کھانے کو نہ ملے) ایک درخت کی جڑ مرتے تک چباتا رہے (تو یہ تیرے حق میں بہتر ہے)

بَابٌ مَنْ كَرِهَ اَنْ يُّكَثِّرَ سَوَادَ الْفِتَنِ وَالظُّلْمِ۔

باب مفسدوں اور ظالموں کی جماعت بڑھانا منع ہے[3]

۴۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَغَيْرُهُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَسْوَدِ

ہم سے عبداللہ بن یزید نے بیان کیا کہا ہم سے حیوہ بن شریح وغیرہ[4] نے کہا ہم سے ابوالاسود (محمد بن عبدالرحمن اسدی) نے

---

[1] اسلام اور مسلمانوں کی خیرخواہی اور اصلاح کا دم بھرینگے مگر درحقیقت منافق اور بدباطن اور بدخواہ اسلام ہونگے وہ کفار کا تقرب حاصل کرنے کے لیے درپردہ یہ چاہیں گے کہ دین اسلام کی بیخ کنی ہو جائے اور مسلمانوں میں جو کچھ رہی سہی اسلام کی عظمت باقی ہے وہ بھی نہ رہے ظاہراً اور باطناً ہر طرح نصاری کے خیرخواہ بن جائیں اور معاشرت اور رسم و رواج اور ہر امر میں ان کی تقلید اختیار کریں گویا اپنی قوم کو محض فنا کرکے ایک دوسری قوم میں غرق ہو جائیں اتنا غرق ہوں کہ اپنی قوم کا کوئی نام و نشان بجز صفحہ تواریخ کے اور کہیں باقی نہ رہے سبحان اللہ اگر کوئی عاقل شخص ذرا بھی غور کرے تو یہ سمجھ لے گا کہ یہ لوگ مسلمانوں اور اسلام کے بہی خواہ نہیں ہیں بلکہ مسلمانوں کے رہے سہے نام و نشان کو بھی دبانا چاہتے ہیں مسلمانوں کا خیرخواہ وہی شخص ہو سکتا ہے جو اسلام کے اصول اور اعتقادات کی مضبوطی میں کوشش کرے مسلمانوں کو عموماً قرآن اور حدیث اور مذہبی کتابیں پڑھنے پر مجبور کرے بالفرض اگر مسلمانوں نے اسلام کے اصول اور اعتقادات کو چھوڑ کر دنیا بھی کمائی اور مالدار بن گئے تو کیا فائدہ ہوا وہ مسلمان ہی نہ رہے مسلمان رہ کر دنیاوی ترقیات کریں تو اس کو اسلامی ترقی کہہ سکتے ہیں ۱۲ منہ [2] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے یعنے لوگوں میں اتفاق نہ ہو اور انہوں نے کسی کو بالاتفاق امام نہ بنایا ہو تو ایسی حالت میں کیا کروں حذیفہ نے جو بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کی تھی ہمارے زمانہ میں وہی بات ہو رہی ہے مسلمانوں کا کوئی امام نہیں ہے جس کی بالاتفاق وہ اطاعت کریں اس کی بات مانیں ہر فرقہ نے مولویوں مرشدوں کو امام بنا رکھا ہے کوئی کسی کی نہیں سنتا ۱۲ منہ [3] یعنی ان کی جماعت میں جا کر شریک ہونا ان کی تعداد بڑھانا منع ہے ابویعلیٰ نے ابن مسعودؓ سے مرفوعاً روایت کی جو شخص کسی قوم کی جماعت کو بڑھائے وہ انہی میں سے ہے اور جو شخص کسی قوم کے کاموں سے راضی ہو وہ گویا خود وہ کام کر رہا ہے اس حدیث سے اہل بدعات اور فسق کی مجلسوں میں شریک ہونے کی اور ان کا شمار بڑھانے کی ممانعت نکلتی ہے گو یہ آدمی انکے اعتقاد اور عمل میں شریک نہ ہو متاخرین علماء نے تو یہ لکھا ہے کہ جو کوئی کافروں یا مشرکوں یا میلے ٹھیلے جیسے ہولی دسہرہ دیوالی وغیرہ میں شریک ہوکر تماشا کے طور پر جائے تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور اس کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے یعنی جورو نکاح سے باہر ہو جاتی ہے میں کہتا ہوں جو کوئی حال قال چراغاں عرس گانے بجانے کی محفل میں شریک ہو وہ بدعتیوں میں گنا جائے گا گو ان کاموں کو اچھا نہ جانتا ہو ۱۲ منہ [4] وغیرہ سے ابن لہیعہ مراد ہے وہ ضعیف ہے ۱۲ منہ

وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ قُطِعَ عَلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ بَعْثٌ فَاكْتُتِبْتُ فِيهِ فَلَقِيتُ عِكْرِمَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَنَهَانِي أَشَدَّ النَّهْيِ ثُمَّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ أُنَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا مَعَ الْمُشْرِكِينَ يُكَثِّرُونَ سَوَادَ الْمُشْرِكِينَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتِي السَّهْمُ فَيُرْمَى فَيُصِيبُ أَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهُ أَوْ يَضْرِبُهُ فَيَقْتُلُهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ۔

دوسری سند اور لیث بن سعد نے کہا ابوالاسود نے کہا مدینہ والوں کو بھی ایک فوج بھیجنے کا حکم دیا گیا[1] میرا بھی نام اُس فوج میں لکھا گیا پھر میں عکرمہ سے ملا اُن سے بیان کیا تو انہوں نے مجھ کو اس فوج میں شریک ہونے سے سخت منع کیا اور کہنے لگے مجھ سے ابن عباس نے بیان کیا مشرکوں کے ساتھ کچھ مسلمان بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ان کی جماعت بڑھانے کے لیے نکلتے پھر (مسلمانوں کی طرف سے) تیر آکر ان کو لگتا یا تلوار کی ضرب پڑتی وہ مارے جاتے اُن کے شان میں اللہ نے (سورہ نساء کی) یہ آیت اتاری جن لوگوں کی فرشتے جان نکالتے ہیں اور وہ گنہ گار ہیں اخیر آیت تک[2]۔

بَابٌ ۴۰۵ إِذَا بَقِيَ فِي حُثَالَةٍ مِنَ النَّاسِ

باب اگر خراب لوگوں میں (کوڑا کرکٹ میں) کوئی مسلمان رہ جائے تو کیا کرے

۶۷۷۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَيْنِ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا انہوں نے زید بن وہب سے کہا ہم سے حذیفہ نے کہا ہم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو حدیثیں بیان فرمائیں ایک کا تو ظہور میں دیکھ چکا ہوں دوسری کے ظہور کا انتظار کر رہا ہوں آپ نے فرمایا ایمان داری آدمیوں کے دلوں کی جڑ پر اتاری (یعنی پیدائش سے دلوں میں ایمان ہوتا ہے) پھر انہوں نے قرآن سیکھا حدیث سیکھی (تو اس ایمانداری کو اور زور ہو گیا) اور آنحضرتؐ نے ہم سے اس ایمان داری کے اٹھ جانے کا حال بیان کیا آپ فرمایا ایسا ہو گا ایک آدمی سو جائے گا پھر ایمان داری اُس کے دل سے اُٹھائی جائے گی اُس کا نشان ایک کالے داغ کی طرح رہ جائے گا پھر جو سوئے گا تو اری بھی

[1] یعنی عبداللہ بن زبیر کی خلافت میں شام والوں سے مقابلہ کرنے کے لیے ۱۲ منہ [2] مطلب عکرمہ کا یہ ہے کہ یہ مسلمان مسلمانوں سے لڑنے کے لیے نہیں نکلتے تھے بلکہ کافروں کی جماعت بڑھانے کے لیے تب بھی اللہ تعالیٰ نے اُن کو ظالم اور گنہ گار فرمایا بس اسی قیاس پر جو لشکر مسلمانوں سے لڑنے کے لیے نکلے گا وہ گنہ گار ہو گا گو اس کی نیت مسلمانوں سے جنگ کرنے کی نہ ہو ۱۲ منہ غفرلہ

النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقٰى فِيْهَا اَثَرُهَا مِثْلَ
اَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلٰى رِجْلِكَ
فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ
وَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ فَلَا يَكَادُ
اَحَدٌ يُؤَدِّي الْاَمَانَةَ فَيُقَالُ اِنَّ فِيْ
بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا اَمِيْنًا وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ
مَا اَعْقَلَهٗ وَمَا اَظْرَفَهٗ وَمَا اَجْلَدَهٗ
وَمَا فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ
مِّنْ اِيْمَانٍ وَلَقَدْ اَتٰى عَلَيَّ زَمَانٌ
وَلَا اُبَالِيْ اَيُّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ
مُسْلِمًا رَدَّهٗ عَلَيَّ الْاِسْلَامُ وَاِنْ كَانَ
نَصْرَانِيًّا رَدَّهٗ عَلَيَّ سَاعِيْهِ وَاَمَّا
الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ اُبَايِعُ اِلَّا فُلَانًا
وَّفُلَانًا۔

ایمان داری اُٹھائی جائے گی اب اُس کا ایک ہلکا نشان آبلہ کے نشان کی طرح رہ جائے گا جیسے تو ایک انگارہ اپنے پاؤں پر پھرلے اور ایک آبلہ پھول آئے وہ پھولا دکھائی دیتا ہے مگر اُس کے اندر کچھ نہیں ہوتا اور (قیامت کے قریب) ایسا ہو گا لوگ خرید و فروخت کریں گے اُن میں کوئی ایمان دار نہیں ہونے کا یہاں تک کہ لوگ کہیں گے فلاں قوم یا خاندان میں ایک شخص ایماندار ہے (اتنی ایمان داروں کی قلت ہوگی) اور کسی شخص کی نسبت یوں کہا جائے گا کیا عقلمند عمدہ بہادر آدمی ہے لیکن اُس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہ ہوگا حذیفہ کہتے ہیں مجھ پر ایک زمانہ ایسا گذر چکا ہے جب مجھ کو کچھ پروا نہ ہوتی تھی جس سے چاہوں خرید و فروخت (معاملہ) کروں اگر میں جس سے معاملہ کرتا وہ مسلمان ہوتا تب تو اُس کا اسلام اُس کو مجبور کرتا وہ بے ایمانی نہ کر سکتا اگر نصرانی ہوتا تو اُس کے حاکم لوگ اُس کو دباتے ایمان داری پر مجبور کرتے مگر آج کے دن (اس زمانہ میں) تو میں کسی سے معاملہ خرید و فروخت نہیں کرتا مگر فلاں فلاں آدمیوں سے[1][2]

بَابُ التَّعَرُّبِ فِي الْفِتْنَةِ۔

باب فتنے فساد کے وقت جنگل میں جا رہنا[3][4]

۶۷۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّهٗ دَخَلَ عَلَى

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے حاتم بن اسمٰعیل نے انہوں نے یزید بن ابی عبید سے انہوں نے سلمہ بن اکوع سے وہ حجاج بن یوسف (ظالم) کے پاس گئے[5] تو حجاج کہنے لگا۔

[1] کیونکہ اس وقت اکثر لوگ ایمان دار تھے ۱۲ منہ [2] حذیفہ نے چند آدمیوں کا نام لیا جو اس زمانہ میں ایمانداری میں مشہور ہونگے یہ حدیث مع شرح اوپر گذر چکی ہے اگرچہ اس حدیث میں ترجمہ باب کی صراحت نہیں ہے مگر اشارۃً اس سے مطلب نکلتا ہے اور ترجمہ باب صراحۃً ایک حدیث میں مذکور ہے جس کو ابن حبان نے ابوہریرہ سے نکالا اس میں صاف یوں ہے تو کیا کرے گا جب ناقص کوڑا کرکٹ لوگوں میں رہ جائے گا پھر فرمایا ایسے وقت تو خاص اپنے نفس کی فکر کر اور عامۂ خلائق کو انکے حال پر چھوڑ دے مگر یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر نہ تھی اس وجہ سے اُس کو نہ لاسکے ۱۲ منہ [3] یعنی جس شہر میں ہجرت کی ہو اُس کو چھوڑ کر جنگل میں جا کر رہ جانا آنحضرت کے زمانہ میں یہ حرام تھا مگر جس کو آپ نے اجازت دی اُسکے لیے جائز تھا بعضے نسخوں میں تعرب ہے غین معجمہ سے بعضوں میں تعزب زاے معجمہ سے صاحب مطالع نے کہا یہ غلط ہے اگر صحیح ہو تو تعزب کے معنے یہاں یہ ہونگے کہ دور ہونا لوگوں سے الگ رہنا ۱۲ منہ [5] جب حجاج حجاز کا حاکم بنا عبداللہ بن زبیر کو شہید کر کے ۱۲ منہ

الْحَجَّاجِ فَقَالَ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ ارْتَدَدْتَ عَلَى عَقِبَيْكَ تَعَرَّبْتَ قَالَ لَا وَلَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِي فِي الْبَدْوِ وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ خَرَجَ سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ إِلَى الرَّبَذَةِ وَتَزَوَّجَ هُنَاكَ امْرَأَةً وَوَلَدَتْ لَهُ أَوْلَادًا فَلَمْ يَزَلْ بِهَا حَتَّى قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ بِلَيَالٍ فَنَزَلَ الْمَدِينَةَ۔

اکوع کے بیٹے تو (اسلام سے) ایڑیوں کے بل پھر گیا پھر جنگلی بن گیا[1] سلمہ بن اکوع نے کہا میں اسلام سے نہیں پھرا بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو خاص اجازت دی جنگل[2] میں رہنے کی اور یزید بن ابی عبید سے مروی ہے جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تو سلمہ بن اکوع مدینہ سے نکل کر جا کر ربذہ میں رہے اور وہاں ایک عورت سے نکاح کیا اُس سے اولاد بھی پیدا ہوئی سلمہ عمر بھر وہیں رہے مرنے سے چند[3] راتیں پہلے مدینہ میں آ گئے (اور وہیں ان کا انتقال ہوا)

۶۶۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے عبدالرحمٰن عبداللہ بن ابی صعصعہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابو سعید خدریؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ زمانہ قریب ہے جب مسلمان کیلئے بہتر مال یہ ہو گا کہ چند بکریاں لے کر پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کے مقامات پر چلا جائے اپنا دین فتنوں سے بچانے کو بھاگتا پھرے[4]۔

[1] حجاج مردود نہایت بے ادب اور گستاخ تھا اُس نے سلمہ کی صحابیت کا کچھ ادب نہیں کیا اور لگا اُن کو مرتد بنانے کہتے ہیں اُس مردود نے سلمہ بن اکوع کو قتل کرنا چاہا اور قتل کے لیے یہ بہانہ ڈھونڈا کہ تو نے پھر جنگل میں جا کر اپنی ہجرت توڑ دی اور مرتد ہو گیا طبرانی نے جابر بن سمرہ سے مرفوعاً نکالا جو شخص ہجرت کے بعد پھر جنگل میں جا کر رہ جائے مدینہ چھوڑ دے اس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہاں اگر فتنہ ہو تو اور بات ہے کیونکہ جنگل میں رہنا فتنہ میں رہنے سے بہتر ہے [2] منہ [3] جو مکہ اور مدینہ کے بیچ میں ہے وہیں ابو ذر غفاری بھی جا کر رہ گئے تھے [2] منہ [3] حضرت عثمانؓ ۳۵ھ میں شہید ہوئے اور سلمہ اسی سنہ میں مدینہ سے نکل کر جا کر ربذہ میں رہ گئے ۷۴ھ ہجری میں انہوں نے مدینہ میں انتقال کیا تو چالیس برس کے قریب ربذہ ہی میں گذارے اور اخیر وقت مدینہ میں آ گئے جہاں ہجرت کی تھی وہیں آن کر مرے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل دیکھیے سلمہ پر کہ رات کو اسی مقام پر مارا جہاں انہوں نے ہجرت کی تھی اور اپنے پیغمبر کے جوار میں دفن ہوئے سلمہؓ نے جو جو جانثاریاں آنحضرت کے ساتھ کی ہیں وہ حجاج کے باپ کو بھی نصیب نہیں ہوئیں بقول شخصے موچی کو عطر کی کیا قدر اور المغازی میں اوپر گذر چکا کہ سلمہ نے اکیلے اتنے بہت ڈاکوؤں سے سب اونٹ چھڑا لیے اُن کے بھائی عامر بن اکوع جنگ خیبر میں شہید ہوئے اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہمارے پیادوں میں آج سلمہ سب سے بہتر ہے حجاج مردود کا ہے کا مسلمان تھا اُس نے نہ صحابی ہونے کا خیال کیا نہ تابعی ہونے کا نہ بندگی نہ فضیلت نہ تقویٰ نہ پرہیزگاری کا ستر ہزار صحابہ اور تابعین کو ناحق قتل کیا عبداللہ بن زبیر کو حرم مکہ جا کر شہید کیا پھر اُن کی لاش سولی پر لٹکتی ہوئی چھوڑ دی اسماء بنت ابی بکرؓ جو آنحضرت کی بڑی سالی تھیں اُن سے بے ادبی کی معاذ اللہ اسماء کو بھی قتل کرنا چاہتا تھا یہ عجب اسلام ہے ایسے اسلام کو دور ہی سے سلام [4] منہ باقی صفحہ آئندہ پر

بَابٌ التَّعَوُّذِ مِنَ الْفِتَنِ۔

۷۷۸۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ سَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَحْفَوْهُ بِالْمَسْأَلَةِ فَصَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْمِنْبَرَ فَقَالَ لَا تَسْأَلُوْنِي عَنْ شَيْءٍ اِلَّا بَيَّنْتُ لَكُمْ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَاِذَا كُلُّ رَجُلٍ رَأْسُهٗ فِي ثَوْبِهٖ يَبْكِي فَاَنْشَأَ رَجُلٌ كَانَ اِذَا لَاحٰى يُدْعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَنْ اَبِي فَقَالَ اَبُوْكَ حُذَافَةُ ثُمَّ اَنْشَأَ عُمَرُ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ سُوْءِ الْفِتَنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاَيْتُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَالْيَوْمِ قَطُّ اِنَّهٗ صُوِّرَتْ لِيَ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَتّٰى رَاَيْتُهُمَا دُوْنَ الْحَائِطِ قَالَ قَتَادَةُ يُذْكَرُ هٰذَا الْحَدِيْثُ عِنْدَ هٰذِهِ الْاٰيَةِ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْأَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَقَالَ عَبَّاسٌ النَّرْسِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَقَالَ كُلُّ رَجُلٍ لَافًّا

باب فتنوں سے پناہ مانگنا۔

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انسؓ سے لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات شروع کیے یہاں تک کہ آپ کو تنگ کر ڈالا اُس وقت آپ منبر پر چڑھے اور فرمایا لوگو تم مجھ سے جو بات (غیب کی) پوچھو وہ میں بیان کر دونگا انسؓ کہتے ہیں میں نے داہنے اور بائیں طرف جو دیکھا ہر شخص کو کپڑا لپیٹے روتا ہوا پایا (وہ ڈر گئے کہیں آپ کے غصّے کی وجہ سے اللہ کا عذاب نہ اترے) اتنے میں ایک شخص¹ جس کو لوگ اُس کے باپ کے سوا ایک اور کا بیٹا کہا کرتے تھے اُس نے پوچھا یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے اس کے بعد حضرت عمرؓ اُٹھے اور کہنے لگے² ہم اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد کے پیغمبر ہونے پر (دل سے) راضی اور خوش ہیں اور فتنوں کی خرابی سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آج کے دن کی طرح کوئی اچھی اور بری چیز نہیں دیکھی (اچھی تو بہشت اور بری دوزخ) بہشت اور دوزخ دونوں کی تصویر مجھ کو دکھائی گئی میں نے دونوں کو اس دیوار یعنی محراب کی دیوار کے ادھر ہی دیکھ لیا³ قتادہ نے کہا یہ حدیث اس آیت کے ساتھ بیان کی جاتی ہے (جو سورۂ مائدہ میں ہے) یایہاالذین آمنوا لاتسالوا عن اشیاء ان تبد لکم تسوکم اور عباس بن ولید نرسی نے کہا اس کو ابو نعیم نے تخرج میں وصل کیا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے کہا ہم سے قتادہ نے اُن سے انسؓ نے یہی حدیث

---

⁴ معلوم ہوا فتنے کے وقت عزلت اور گوشہ گیری بہتر ہے اگر فتنہ کا ڈر نہ ہو اکثر علماء نے اختلاط کو افضل کہا ہے کیونکہ اس میں جمعہ اور جماعت اور تعلیم اور تعلّم کا موقع ملتا ہے ۱۲ منہ ¹ قیس یا خارجہ یا عبداللہ ۱۲ منہ ² ہم کو آپ کے سچے پیغمبر ہونے میں کوئی شبہ نہیں ۱۲ منہ ³ تصویر تو آسمان یا زمین یا پہاڑ کی ایک ذرا سی جگہ میں آسکتی ہے اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ بہشت اور دوزخ اتنی بڑی ہو کر مسجد میں کیونکر سمائیں ۱۲ منہ

ثُمَّ اُسَهٗ فِىْ ثَوْبِهٖ يَبْكِىْ وَقَالَ عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ سُوْءِ الْفِتَنِ اَوْ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ سُوْءِ الْفِتَنِ وَقَالَ لِىْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ وَّ مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَقَالَ عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ الْفِتَنِ۔

بیان کی (جو اوپر گذری) انسؓ نے کہا ہر شخص کپڑے میں اپنا سر لپیٹے ہوئے رو رہا تھا اور فتنے سے اللہ کی پناہ مانگ رہا تھا یا یوں کہہ رہا تھا اعوذ باللہ من سوء الفتن[1] امام بخاری نے کہا مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ اور معتمر بن سلیمان نے انہوں نے معتمر کے والد (سلیمان بن طرخان) سے انہوں نے قتادہ سے اُن سے انس نے بیان کیا پھر یہی حدیث آنحضرتؐ سے نقل کی اس میں یوں ہے عائذا باللہ من شر الفتن (یعنے بجائے سوء کے شر کا لفظ ہے)

بَابُ قَوْلِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفِتْنَةُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ فتنہ پورب کی طرف سے آئے گا[2]

۶۷۷۵۔ حَدَّثَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَامَ اِلٰى جَنْبِ الْمِنْبَرِ فَقَالَ الْفِتْنَةُ هٰهُنَا الْفِتْنَةُ هٰهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ

مجھ سے عبداللہ بن سندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن یوسف صنعانی نے انہوں نے معمر بن راشد سے انہوں نے زہری سے انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے والد عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ منبر کے پاس (یا منبر پر ترمذی) کھڑے ہوئے اور فرمایا دیکھو فتنہ ادھر سے آئے گا

[1] اس روایت کے لانے سے امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ سعید کی روایت میں سوا ہی شک کے ساتھ مذکور ہے جتنے صحابہ وہاں موجود تھے سب رونے لگے کیونکہ اُن کو معلوم ہو گیا تھا کہ آنحضرتؐ بوجہ کثرت سوالات بالکل رنجیدہ ہو گئے ہیں اور آنحضرتؐ کا رنجیدہ ہونا خدا کے غضب کی نشانی ہے جب کثرت سوالات سے آپ کو غصہ آیا تو خیال کرنا چاہیئے کہ جو شخص آپ کے ارشاد سن کر اس پر عمل نہ کرے اور دوسرے چیلے چاپڑوں کی بات سنے اُس پر آپ کا غصہ کس قدر ہو گا اور اس کو خدا کے غضب سے کتنا ڈرنا چاہیے میں اوپر لکھ چکا تھا کہ اہل ہند کی غفلت اور بے اعتنائی اور حدیث اور قرآن کو چھوڑ دینے کی سزائیں کئی سال سے اُن پر طاعون کی بلا نازل ہوئی ہے معلوم نہیں آیندہ اور کیا عذاب اترتا ہے ابھی یہ پارہ ختم نہیں ہوا تھا یعنی ماہ صفر ۱۳۲۳ ہجری میں پنجاب سے خبر آئی کہ وہاں سخت زلزلہ ہوا اور ہزاروں لاکھوں مکانات تہ خاک ہو گئے صدہا ہزارہا آدمی مر گئے اور جو بچ رہے ہیں اُن کی بھی حالت تباہ ہے نہ رہنے کو گھر نہ بیٹھنے کا ٹھکانا غرض اہل ہند کسی طرح خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتے اور تعصب اور ناحق شناسی نہیں چھوڑ دیتے معلوم نہیں آئندہ اور کیا کیا عذاب آنے والے ہیں یا اللہ سچے مسلمانوں پر رحم کر اور اُن کو ان عذابوں سے بچائے آمین یا رب العالمین ۱۲ منہ [2] مدینہ کے پورب کی طرف نجد عراق عرب اور ایران اور ہند یہ سب ممالک واقع ہیں قیامت کے قریب انہی ملکوں میں سے فتنہ شروع ہو گا اور اب تک بھی اکثر فتنے اسی سمت سے آچکے ہیں بڑا فتنہ تاتاریوں کا تھا جنہوں نے خلافت اسلامی کو درہم برہم کر دیا اور ہزارہا مسلمانوں کو قتل کیا بغداد کو جو اسلام کا دار السلطنت تھا خراب اور برباد کیا ۱۲ منہ

الشَّیْطَانِ وَقَالَ قَرْنُ الشَّمْسِ۔

۷۸۰۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا لَیْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ مُسْتَقْبِلُ الْمَشْرِقِ یَقُوْلُ اَلَا اِنَّ الْفِتْنَۃَ ھٰھُنَا مِنْ حَیْثُ یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ۔

۷۸۱۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ حَدَّثَنَا اَزْھَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَکَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا قَالُوْا وَفِیْ نَجْدِنَا قَالَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَفِیْ نَجْدِنَا فَاَظُنُّہٗ قَالَ فِی الثَّالِثَۃِ ھُنَاکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِھَا یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ۔

ادھر سے (پورب کی طرف اشارہ کیا۔مسلم) جہاں سے شیطان کی چوٹی نکلتی ہے یا سورج کا سرا نمود ہوتا ہے

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ پورب کی طرف منہ کیے ہوئے تھے فرماتے تھے فتنہ ادھر سے نمودار ہوگا ادھر سے جہاں سے شیطان کی چوٹی نکلتی ہے۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے ازہر بن سعد نے انہوں نے عبداللہ بن عون سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا فرمائی یا اللہ ہمارے شام ملک میں برکت دے یا اللہ ہمارے یمن کے ملک میں برکت دے صحابہ نے عرض کیا یہ بھی فرمایئے ہمارے نجد کے ملک میں آپ نے پھر یہی دعا کی یا اللہ ہمارے شام کے ملک میں برکت دے یا اللہ ہمارے یمن کے ملک میں برکت دے صحابہ نے عرض کیا یہ بھی فرمایئے ہمارے نجد کے ملک میں میں سمجھتا ہوں تیسری بار جب صحابہؓ نے یہ عرض کیا (کہ نجد کے لیے بھی دعا فرمایئے) تو آپ نے فرمایا وہیں تو زلزلے آئیں گے فتنے پیدا ہوں گے وہیں سے شیطان کی چوٹی نمود ہوگی [1]

[1] یعنے دجال جو مشرق کے ملک سے آئے گا اُسی طرف سے یاجوج ماجوج آئیں گے نجد سے مراد وہ ملک ہے عراق کا جو بلندی پر واقع ہے آنحضرتؐ نے اس کے لیے دعا نہیں فرمائی کیونکہ اُدھر سے بڑی بڑی آفتوں کا ظہور ہونے والا تھا امام حسین بھی اسی سرزمین میں شہید ہوئے کوفہ بابل وغیرہ یہ سب نجد میں داخل ہیں بعضے بیوقوفوں نے نجد کے فتنے سے محمد بن عبدالوہاب کا نکلنا مراد رکھا ہے اُن کو یہ معلوم نہیں کہ محمد بن عبدالوہاب تو مسلمان اور موحد تھے وہ تو لوگوں کو توحید اور اتباع سنت کی طرف بلاتے تھے اور شرک و بدعت سے منع کرتے تھے اُن کا نکلنا تو رحمت تھا نہ فتنہ اور اہل مکہ کو جو رسالہ انہوں نے لکھا ہے اس میں سراسر یہی مضامین ہیں کہ توحید اور اتباع سنت اختیار کرو اور شرکی اور بدعتی امور سے پرہیز کرو اپنی اپنی قبریں مت بناؤ قبروں پر جاکر نذریں مت چڑھاؤ منتیں مت مانو یہ سب (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

۷۸۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَلَفٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ وَبَرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَرَجَوْنَا أَنْ يُحَدِّثَنَا حَدِيْثًا حَسَنًا قَالَ فَبَادَرَنَا إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدِّثْنَا عَنِ الْقِتَالِ فِي الْفِتْنَةِ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَقَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا الْفِتْنَةُ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ إِنَّمَا كَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِيْنَ وَكَانَ الدُّخُوْلُ فِيْ دِيْنِهِمْ فِتْنَةً وَّلَيْسَ كَقِتَالِكُمْ عَلَى الْمُلْكِ۔

ہم سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن عبداللہ طحان نے انہوں نے بیان بن بشر سے انہوں نے وبرہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے کہا ایسا ہوا ایک دن عبداللہ بن عمرؓ ہم لوگوں پر برآمد ہوئے ہم کو امید ہوئی کہ وہ کوئی اچھی حدیث بیان کریں گے[1] اتنے میں ایک شخص (حکیم) نے ان سے جلدی کرکے پوچھا ابوعبدالرحمٰن فتنے میں لڑنا کیسا ہے اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے اُن سے لڑو تاکہ فتنہ نہ رہے (تو فتنے میں لڑنا بہتر ٹھیرا[2]) انہوں نے کہا ارے تو جانتا ہے فتنہ کس کو کہتے ہیں (خدا کرے تو مرے) تیری ماں تجھ کو روئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتنہ رفع کرنے کے لیے مشرکوں سے لڑتے تھے شرک میں پڑنا یہ فتنہ ہے کیا آنحضرتؐ کی لڑائی تم لوگوں کی طرح بادشاہت حاصل کرنے کے لیے تھی[3]

(بقیہ صفحہ سابقہ) امور تو نہایت عمدہ اور سنت نبوی کے موافق ہیں آنحضرتؐ اور حضرت علیؓ نے بھی اونچی قبروں کو گرا دینے کا حکم دیا تھا پھر محمد بن عبدالوہاب نے اگر پیغمبر کی پیروی کی تو کیا قصور کیا ۱۲ منہ [حواشی صفحہ ہذا] [1] جس میں رحمت اور بشارت کا ذکر ہوگا ۱۲ منہ [2] عبداللہ بن عمرؓ کا یہ مذہب تھا کہ جب مسلمانوں میں آپس میں فتنہ ہو تو لڑنا درست نہیں دونوں طرف والوں سے الگ رہ کر خاموش گھر میں بیٹھنا چاہیے اور اسی لیے عبداللہ بن عمرؓ نہ معاویہؓ کے شریک ہوئے نہ حضرت علیؓ کے اس شخص نے گویا عبداللہ بن عمر کا رد کیا کہ اللہ تو فتنہ رفع کرنے کے لیے لڑنے کا حکم دیتا ہے اور تم فتنے میں لڑنے کے لیے منع کرتے ہو ۱۲ منہ [3] تو اس آیت وقاتلوھم حتی لاتکون فتنۃ میں فتنہ سے مراد شرک ہے یعنے مشرکوں سے لڑو اس لیے کہ دنیا میں شرک باقی نہ رہے اللہ کی توحید پھیل جائے آنحضرت کی کل لڑائیاں اسی غرض سے ہیں بادشاہت حاصل کرنے کی غرض سے ہرگز نہ تھیں یہی وجہ تھی کہ جب معاویہ اور علیؓ میں لڑائی ہوئی تو عبداللہ بن عمر ان میں سے کسی کی طرف شریک نہیں ہوئے اور حضرت علیؓ گو خلیفہ برحق تھے اور معاویہ والے باغی تھے مگر عبداللہ بن عمرؓ حضرت علیؓ کے لشکر میں شریک نہیں ہوئے تھے کیونکہ انہوں نے لوگوں کے اختلاف کی وجہ سے ابھی تک حضرت علیؓ سے بیعت نہیں کی تھی وہ اس انتظار میں تھے دیکھیں آئندہ معاملات کی کیا صورت پیدا ہوتی ہے اگر حضرت علیؓ پر سب کا اتفاق ہو گیا انہی سے بیعت کر لیں گے عبداللہ بن عمرؓ کا یہ خاص خیال تھا کہ جب تک لوگوں کا اتفاق کسی پر نہ ہو جائے اس کی خلافت صحیح نہیں ہے مگر تعجب یہ ہوتا ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے اختلاف کی وجہ سے حضرت علیؓ کی بیعت کرنے میں تو تامل کیا لیکن یزید سے کیونکر بیعت کر لی حالانکہ اہل مدینہ اور اہل مکہ سے بہت سے اصحاب اور اہل بیعت اس کی بیعت کے خلاف میں تھے بعضے کہتے ہیں عبداللہ بن عمر نے یزید سے اس وقت بیعت کر لی تھی پھر اس کے برے اطوار دیکھ کر اہل مدینہ نے انکی بیعت توڑ دی اس پر یزید نے مسلم بن عقبہ کو لشکر دے کر مدینہ والوں کے قتل کے لیے بھیجا عبداللہ بن عمرؓ نے اس لیے کیونکہ انہوں نے یزید کی بیعت نہیں توڑی تھی اور عبدالملک بن مروان سے عبداللہ بن عمرؓ نے اس وقت بیعت کی جب وہ عبداللہ بن زبیر پر غالب آگیا اور عبداللہ بن زبیر شہید ہو گئے اور سب جگہ مسلمانوں نے (بقیہ بر صفحہ آئندہ ۵۰۸)

بَابُ ۴۰۹ الْفِتْنَةِ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ خَلَفِ بْنِ حَوْشَبٍ كَانُوا يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يَتَمَثَّلُوا بِهَذِهِ الْأَبْيَاتِ عِنْدَ الْفِتَنِ قَالَ امْرُؤُ الْقَيْسِ ؎

الْحَرْبُ أَوَّلُ مَا تَكُونُ فَتِيَّةً
تَسْعَى بِزِينَتِهَا لِكُلِّ جَهُولِ
حَتَّى إِذَا اشْتَعَلَتْ وَشَبَّ ضِرَامُهَا
وَلَّتْ عَجُوزًا غَيْرَ ذَاتِ حَلِيلِ
شَمْطَاءَ يُنْكَرُ لَوْنُهَا وَتَغَيَّرَتْ
مَكْرُوهَةً لِلشَّمِّ وَالتَّقْبِيلِ

۶۸۳- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيقٌ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُولُ بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ عُمَرَ إِذْ قَالَ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ يُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ لَيْسَ عَنْ هَذَا أَسْأَلُكَ وَلَكِنِ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَأْسٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ عُمَرُ أَيُكْسَرُ الْبَابُ أَمْ يُفْتَحُ قَالَ

باب اُس فتنے کا بیان جو سمندر کی طرح موجیں مار کر اُمنڈ آئے گا

سفیان بن عیینہ نے خلف بن حوشب سے روایت کیا[1] اگلے لوگ فتنے کے وقت امرالقیس شاعر کی یہ بیتیں پڑھنا پسند کرتے تھے (بعضوں نے کہا یہ بیتیں عمرو بن معدیکرب کی ہیں)

ابتدا میں ایک جوان عورت کی صورت ہے یہ جنگ
دیکھ کر نادان اُسے ہوتے ہیں عاشق اور دنگ
جب کہ بھڑکے شعلے اُس کے پھیل جائیں ہر طرف
تب وہ ہو جاتی ہے بوڑھی اور بدل جاتا ہے رنگ
ایسی بدصورت کو رکھے کون چونڈا ہے سپید
سونگھنے اور چومنے سے اُس کے سب ہوتے ہیں تنگ

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے والد نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے شقیق نے کہا میں نے حذیفہ سے سنا وہ کہتے تھے ایک بار ایسا ہوا ہم حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں انہوں نے پوچھا فتنے کے باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تم میں سے کس کو یاد ہے حذیفہ نے کہا اُس فتنے کے باب میں جو آدمی کو اُس کے گھر بار مال اولاد میں پیدا ہوا کرتا ہے (اُن کی محبت میں خدا کو بھول جاتا ہے) ایسے فتنے کا کفارہ نماز ہے اور صدقہ اور امر بالمعروف (اچھی بات کا حکم کرنا) نہی عن المنکر (بری بات سے منع کرنا) حضرت عمرؓ نے کہا میں یہ (چھوٹے چھوٹے) فتنے نہیں پوچھتا اُس فتنے کو پوچھتا ہوں جو سمندر کی طرح اُمنڈ آئے گا۔ حذیفہ نے کہا اُس فتنے سے آپ کو کچھ ڈر نہیں امیر المومنین آپ اور اُس فتنے کے درمیان تو ایک بند دروازہ ہے حضرت عمرؓ نے کہا بھلا یہ دروازہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) عبدالملک کی حکومت تسلیم کرلی ورنہ عبداللہ بن عمر کی نیت تھی کہ اگر عبداللہ بن زبیر غالب ہو جائیں اور عبدالملک مغلوب تو عبداللہ بن زبیر ہی سے بیعت کرلیں ۱۲ منہ (حوشی صفحہ ہذا) [1] تمام جہان پر اُس کا اثر پھیل جائیگا لوگوں کی عقلیں جاتی رہیں گی ۱۲ منہ [2] اس کو امام بخاری نے تاریخ صغیر میں وصل کیا ۱۲ منہ

بَلْ يُكْسَرُ قَالَ عُمَرُ إِذًا لَا يُغْلَقُ أَبَدًا قُلْتُ أَجَلْ قُلْنَا لِحُذَيْفَةَ أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ قَالَ نَعَمْ كَمَا أَعْلَمُ أَنَّ دُونَ غَدٍ لَيْلَةً وَذٰلِكَ أَنِّي حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَهُ مَنِ الْبَابُ فَأَمَرْنَا مَسْرُوقًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ مَنِ الْبَابُ قَالَ عُمَرُ۔

توڑ ڈالا جائے گا یا کھولا جائے گا حذیفہ نے کہا توڑ ڈالا جائیگا[۱] حضرت عمرؓ نے کہا پھر تو وہ دروازہ کبھی بند نہ ہوگا[۲] حذیفہ نے جی ہاں شقیق کہتے ہیں ہم نے حذیفہ سے پوچھا کیا حضرت عمرؓ اس دروازے کو جانتے تھے انہوں نے کہا ایسا یقین کے ساتھ جانتے تھے جیسے یہ بات آج کی رات کل کے دن سے پہلے ہے اس کی وجہ یہ تھی میں نے ان ایک حدیث بیان کی تھی جو کچھ اٹکل پچو بات[۳] نہ تھی شقیق کہتے ہیں کہ حذیفہ سے یہ پوچھنے میں ڈرے وہ کون تھا ہم نے مسروق سے کہا تم تم پوچھو انہوں نے پوچھا حذیفہؓ نے کہا وہ دروازہ خود حضرت عمرؓ تھے[۴]۔

۷۸۴- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى حَائِطٍ مِنْ حَوَائِطِ الْمَدِينَةِ لِحَاجَتِهِ وَخَرَجْتُ فِي إِثْرِهِ فَلَمَّا دَخَلَ الْحَائِطَ جَلَسْتُ عَلَى بَابِهِ وَقُلْتُ لَأَكُونَنَّ الْيَوْمَ

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی انہوں نے شریک بن عبداللہ سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوموسیٰ اشعریؓ سے انہوں نے کہا ایسا ہوا ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاجت ضروری کے لیے مدینہ کے ایک باغ میں تشریف لے گئے میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے گیا جب آپ باغ کے اندر گھس گئے تو میں دروازے پر بیٹھ رہا میں نے کہا آج میں آپ کا دربان ہوں گا گو آپ نے مجھ کو دربان بننے کا حکم نہیں دیا تھا[۵] خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[۱] وہ دروازہ حضرت عمرؓ تھے توڑنا یہ کہ شہید کیے جائیں گے ۱۲ منہ [۲] بند کیسے ہوگا جب ٹوٹ پھوٹ گیا ۱۲ منہ [۳] بلکہ آنحضرت سے سنی ہوئی یقینی بات تھی ۱۲ منہ [۴] یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے سبحان اللہ حضرت عمرؓ کی ذات مسلمانوں کی پشت پناہ تمام آفتوں اور بلاؤں کی روک تھی جب سے یہ ذات مقدس اٹھ گئی مسلمان مصیبت میں مبتلا ہوگئے آئے دن ایک ایک آفت ایک ایک مصیبت اگر حضرت عمرؓ زندہ ہوتے تو ان کی جاہلیت رجاہل ہو درویشوں اور صوفیوں اور ان کی جو معاذ اللہ ہر چیز کو خدا اور عابد اور معبود کو ایک سمجھتے ہیں پیغمبروں اور آسمانی کتابوں کو جھٹلاتے ہیں اور ان بدعتی گور پرستوں اور پیر پرستوں اور ان رافضیوں اور خارجیوں دشمنان صحابہ و اہل بیت کی کچھ دال گلنے پاتی کبھی نہیں ہرگز نہیں یا اللہ حضرت عمرؓ کی طرح اور ایک شخص کو مسلمانوں میں بھیج دے جو اسلام کا جھنڈا از سر نو بلند کرے اور دشمنان اسلام کو سرنگوں کرے آمین یا رب العالمین ۱۲ منہ [۵] مگر اوپر ایک روایت میں گزر چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دروازے کی نگہبانی کا حکم دیا شاید جب ابوموسیٰ کے دل میں ایسا خیال آیا ہو تو آنحضرت نے روشن ضمیری سے اُن کی خواہش معلوم کرکے اُن کو دربانی پر مقرر کر دیا ۱۲ منہ

بَوَّابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَأْمُرْنِي
فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَضٰى
حَاجَتَهُ وَجَلَسَ عَلٰى قُفِّ الْبِئْرِ فَكَشَفَ عَنْ
سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَجَآءَ اَبُوْبَكْرٍ
يَسْتَاْذِنُ عَلَيْهِ لِيَدْخُلَ فَقُلْتُ كَمَا اَنْتَ
حَتّٰى اَسْتَاْذِنَ لَكَ فَوَقَفَ فَجِئْتُ اِلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَبُوْبَكْرٍ
يَسْتَاْذِنُ عَلَيْكَ قَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ
بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ فَجَآءَ عُمَرُ فَقُلْتُ كَمَآ
اَنْتَ حَتّٰٓى اَسْتَاْذِنَ لَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ
بِالْجَنَّةِ فَجَآءَ عَنْ يَّسَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ فَدَلَّاهُمَا فِي
الْبِئْرِ فَامْتَلَأَ الْقُفُّ فَلَمْ يَكُنْ فِيْهِ
مَجْلِسٌ ثُمَّ جَآءَ عُثْمَانُ فَقُلْتُ كَمَا
اَنْتَ حَتّٰٓى اَسْتَاْذِنَ لَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ
بِالْجَنَّةِ مَعَهَا بَلَآءٌ يُّصِيْبُهٗ فَدَخَلَ
فَلَمْ يَجِدْ مَعَهُمْ مَجْلِسًا فَتَحَوَّلَ
حَتّٰى جَآءَ مُقَابِلَهُمْ عَلٰى شَفَةِ الْبِئْرِ
فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ دَلَّاهُمَا فِي

باغ کے اندر جاکر حاجت سے فراغت کی اور وہاں سے آکر
کنوئیں کی مینڈ پر بیٹھ گئے اپنی پنڈلیاں کھول کر کنوئیں میں لٹکا
دیں اتنے میں حضرت ابوبکرؓ صدیق آئے انہوں نے اندر
جانے کی اجازت مانگی میں نے کہا ٹھیر جاؤ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے اجازت لے لوں وہ ٹھیر گئے میں اندر گیا اور عرض کیا
یارسول اللہ ابوبکرؓ آئے اور آپ پاس آنے کی اجازت چاہتے
ہیں آپ نے کہا جا اُن کو اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری بھی
خیر ابوبکر اندر گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف
بیٹھے انہوں نے بھی پنڈلیاں کھول کر کنوئیں میں لٹکا دیں اتنے
میں حضرت عمرؓ آئے میں نے کہا ٹھیرو میں آنحضرتؐ سے اجازت
لے لوں (اور میں نے اندر جاکر آپ سے عرض کیا) آپ نے فرمایا
ان کو بھی اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری بھی خیر وہ بھی
آئے اور اسی کنوئیں کی مینڈ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
بائیں طرف بیٹھ گئے اپنی پنڈلیاں کھول کر کنوئیں لٹکا دیں
اب مینڈ بھر گئی اُس پر بیٹھنے کی جگہ نہیں رہی اتنے میں حضرت
عثمانؓ آئے میں نے کہا ٹھیرو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
اجازت لے لوں (اور اندر جاکر میں نے عرض کیا) آپ نے فرمایا
اُن کو بھی اجازت دے اور خوشخبری بھی سُنا - مگر ایک
بلا کے ساتھ جو (دنیا میں) اُن پر آئے گی[1] پھر وہ بھی اندر
گئے مینڈ پر تو بیٹھنے کی جگہ نہیں رہی تھی وہ دوسری طرف آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جاکر بیٹھے اور اپنی پنڈلیاں کھول کر

[1] بلا سے باغیوں کا بلوہ اُنکو گھیر لینا اُنکے ظلم اور تعدی کی شکایتیں کرنا خلافت سے اتار دینے کی سازشیں کرنا مراد ہے گو حضرت عمرؓ بھی شہید ہوئے
مگر اُن پر یہ آفتیں نہیں آئیں بلکہ ایک کافر نے دھوکے سے اُن کو مار ڈالا وہ بھی عین نماز میں باب کا مطلب یہیں سے نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے حضرت عثمانؓ کی نسبت یہ فرمایا کہ ایک بلا یعنے فتنے میں مبتلا ہونگے اور یہ فتنہ بہت بڑا تھا اُسی کی وجہ سے جنگ جمل اور جنگ صفین واقع ہوئی
جس میں ہزارہا مسلمان شہید ہوئے ۱۲ منہ سہ میں نے اُن سے جاکر کہا تو انہوں نے کہا الحمد للہ واللہ المستعان ۱۲ منہ

الْبِئْرِ فَجَعَلْتُ أَتَمَنَّى أَخًا لِي وَأَدْعُو اللَّهَ أَنْ يَأْتِيَ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَتَأَوَّلْتُ ذَلِكَ قُبُورَهُمُ اجْتَمَعَتْ هَهُنَا وَانْفَرَدَ عُثْمَانُ.

کنویں میں لٹکادیں ابوموسیٰ کہتے ہیں اس وقت مجھ کو آرزو ہوئی کاش میرا بھائی (ابوبردہ یا ابورہم) بھی اس وقت آجاتا اور میں دعا کرنے لگا یا اللہ اس کو بھی بھیج دے[1] سعید بن مسیب کہتے ہیں میں نے اس واقعے کی یہ تعبیر نکالی کہ آنحضرتؐ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کی قبریں ایک ہی جگہ بنیں (کیونکہ تینوں ایک ہی مینڈ پر بیٹھے تھے) اور حضرت عثمانؓ اکیلے ایک علیحدہ جگہ میں دفن ہوئے۔

۸۵۔ حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ قِيلَ لِأُسَامَةَ أَلَا تُكَلِّمُ هَذَا قَالَ قَدْ كَلَّمْتُهُ مَا دُونَ أَنْ أَفْتَحَ بَابًا أَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يَفْتَحُهُ وَمَا أَنَا بِالَّذِي أَقُولُ لِرَجُلٍ بَعْدَ أَنْ يَكُونَ أَمِيرًا عَلَى رَجُلَيْنِ أَنْتَ خَيْرٌ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُجَاءُ بِرَجُلٍ فَيُطْرَحُ فِي النَّارِ فَيَطْحَنُ فِيهَا كَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاهُ فَيُطِيفُ بِهِ أَهْلُ النَّارِ فَيَقُولُونَ أَيْ فُلَانُ أَلَسْتَ كُنْتَ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ فَيَقُولُ إِنِّي كُنْتُ آمُرُ

مجھ سے بشر بن خالد نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے سلیمان اعمش سے کہا میں نے ابووائل سے سنا وہ کہتے تھے لوگوں نے اسامہ بن زیدؓ سے کہا (جو آنحضرتؐ کے محبوب تھے) یہ کہا کہ تم حضرت عثمانؓ سے گفتگو کرو[2] اسامہ نے کہا میں پوشیدہ اُن سے گفتگو کر چکا ہوں اور میں یہ نہیں چاہتا کہ علانیہ اُن کو بُرا بھلا کہہ کے فتنے اور فساد کا دروازہ[3] پہلے کھولنے والا میں بنوں اور میں (خوشامدی) ایسا شخص بھی نہیں ہوں کہ کوئی دو آدمیوں پر حاکم بن جائے تو میں اُس کو خوش کرنے کے لیے خواہ مخواہ یوں کہوں تم اچھے آدمی ہو[4] جب سے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سُنی ہے میں نے آپ سے سُنا آپ فرماتے تھے (قیامت کے دن) ایک آدمی کو لے کر آئیں گے اُس کو دوزخ میں ڈال دیں گے وہ[5] اُن کو لیے ہوئے) اس طرح چکر مارتا رہے گا۔ جیسے چکی کا گدھا گھومتا رہتا ہے دوزخ کے لوگ اُس کے گرد جمع ہو جائیں گے پوچھیں گے بھلے آدمی تو تو (دنیا میں اچھا آدمی تھا

---

[1] تاکہ بہشت کی بشارت وہ بھی پالے ۱۲ منہ [2] اُن کو سمجھاؤ کہ کہ تم نے ولید بن عقبہ وغیرہ اپنے عزیزوں کو حاکم بنا دیا ہے وہ شراب کثراب اڑاتے ہیں لوگوں پر ظلم کرتے ہیں [3] ترجمہ باب یہیں سے نکلا ۱۲ منہ [4] یعنی نسبت میری تم لوگ یہ خیال نہ کرنا کہ میں عثمان کو نیک بات سمجھانے میں مداہنت اور سُستی کرتا ہوں اور عثمانؓ کی اس وجہ سے کہ وہ حاکم ہیں خواہ مخواہ خوشامد کے طور پر تعریف کرتا ہوں بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ جو شخص دو آدمیوں پر بھی حاکم بنے میں اُس کی تعریف کرنے والا نہیں اس لیے کہ حکومت بڑے مواخذے کی چیز ہے حاکم کو عدل اور انصاف اور رعایا کی پوری خبر گیری کا انتظام کرنا چاہیے تو حاکم شخص کے لیے یہی غنیمت ہے کہ حکومت کی وجہ سے اور مواخذہ میں گرفتار نہ ہو چہ جائیکہ بھلائی اور ثواب حاصل کرے ۱۲ منہ [5] اُس کی انتڑیاں باہر نکل پڑیں گی ۱۲ منہ

بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اَفْعَلُهٗ وَاَنْهٰی عَنِ الْمُنْكَرِ وَاَفْعَلُهٗ۔

لوگوں کو نیک بات کا حکم دیتا تھا بُری بات سے منع کرتا تھا (تو اس آفت میں کیوں گرفتار ہوا) وہ کہے گا بیشک میں لوگوں کو تو اچھی بات کا حکم کرتا لیکن خود نہ کرتا اور بری بات سے منع کرتا لیکن خود باز نہ آتا اور برے کام کرتا[1]

باب ۲۱۰ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ قَالَ لَقَدْ نَفَعَنِیَ اللّٰهُ بِكَلِمَةٍ اَيَّامَ الْجَمَلِ لَمَّا بَلَغَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ فَارِسًا مَلَّكُوا ابْنَةَ كِسْرٰی قَالَ لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَّلَّوْا اَمْرَهُمُ امْرَاَةً۔

باب[2] - ہم سے عثمان بن ہیثم نے بیان کیا کہا ہم سے عوف اعرابی نے انہوں نے امام حسن بصریؒ سے انہوں نے ابوبکرہ سے انہوں نے کہا جنگ جمل کے واقع میں اللہ نے مجھ کو ایک کلمہ سے فائدہ دیا جو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا ہوا یہ کہ جب آنحضرتؐ کو یہ خبر پہنچی کہ ایران والوں نے (بوران) کسرے (شیرویہ بن پرویز بن ہرمز) کی بیٹی کو بادشاہ بنایا تو آپ نے فرمایا وہ قوم کبھی پنپنے والی نہیں جو ایک عورت کو اپنا حاکم بنائیں[3]۔

---

۷۸۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَصِيْنٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْيَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ الْاَسَدِیُّ قَالَ لَمَّا سَارَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَائِشَةُ اِلَى الْبَصْرَةِ بَعَثَ

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے کہا ہم سے ابوبکر بن عیاش نے کہا ہم سے ابوحصین نے کہا ہم سے ابومریم عبداللہ بن زیاد اسدی نے انہوں نے کہا جب طلحہ بن عبیداللہ اور زبیر حضرت عائشہ کے ساتھ بصرے کی طرف گئے[4] تو حضرت علیؓ نے (سنہ ۳۶ ہجری میں)

---

[1] اسامہ نے یہ حدیث بیان کر کے لوگوں کو یہ سمجھایا کہ تم میری نسبت یہ گمان نہ کرنا کہ میں عثمان کو نیک صلاح نہیں دیتا میں کوتاہی کرتا ہوں کیا میں قیامت کے دن اپنا حال اسی شخص کا سا کرلوں گا جو انتڑیاں اٹھائے ہوئے گدھے کی طرح گھومے گا یعنی اگر میں تم لوگوں کو یہ کہوں کہ بری بات دیکھتے ہی منع کیا کرو اور جو کوئی برا کام کرے اس کو سمجھا کر ایسے کام سے باز رکھا کرو اور خود میں ایسا نہ کروں بلکہ برے کاموں کو دیکھ کر خاموش رہ جاؤں تو میرا حال اسی شخص کا سا ہونا ہے ۱۲ منہ [2] اس میں کوئی ترجمہ مذکور نہیں گویا پہلے ہی باب سے متعلق ہے ۱۲ منہ [3] اور جنگ جمل میں ایسا ہی ہوا تھا کہ حضرت عائشہ اس فریق کی سردار تھیں جس نے حضرت علی سے مقابلہ کیا تھا تو ابو بکرہؓ نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ حضرت عائشہؓ کا فریق کامیاب نہیں ہو سکتا اور ایسا ہی ہوا کہ حضرت عائشہ کو جن لوگوں نے بڑا کر رکھا تھا[5] سب بھاگ کھڑے ہوئے اور کچھ مارے گئے حضرت عائشہ اونٹ پر تن تنہا رہ گئیں حضرت علی نے ان کو مدینے روانہ کر دیا اور جنگ ختم ہوئی اسی لڑائی میں طلحہ حضرت عائشہ کی طرف سے شہید ہوئے اور زبیر میدان جنگ سے لوٹ کر ایک جگہ جا کر سو رہے تھے وہاں ایک شخص نے ان کا سر کاٹ لیا ۱۲ منہ [4] ہوا یہ کہ جب حضرت عثمان مدینہ میں شہید کیے گئے تو حضرت عائشہؓ اس وقت مکہ میں تھیں انہوں نے لوگوں کو ترغیب دی کہ حضرت عثمان کے خون کا بدلہ ان کے قاتلوں سے لینا چاہیے طلحہ اور زبیر دونوں مدینہ میں تھے حضرت علیؓ سے بیعت کر چکے تھے انہوں نے عمرے

عَلِیٌّ عَمَّارُ بْنُ یَاسِرٍ وَّحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ فَقَدِمَا عَلَیْنَا الْکُوْفَۃَ فَصَعِدَا الْمِنْبَرَ فَکَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ فَوْقَ الْمِنْبَرِ فِیْ اَعْلَاہُ وَقَامَ عَمَّارٌ اَسْفَلَ مِنَ الْحَسَنِ فَاجْتَمَعْنَا اِلَیْہِ فَسَمِعْتُ عَمَّارًا یَقُوْلُ اِنَّ عَائِشَۃَ قَدْ سَارَتْ اِلَی الْبَصْرَۃِ وَوَاللّٰہِ اِنَّھَا لَزَوْجَۃُ نَبِیِّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ابْتَلَاکُمْ لِیَعْلَمَ اِیَّاہُ تُطِیْعُوْنَ اَمْ ھِیَ۔

عمار بن یاسر اور امام حسن علیہ السلام کو روانہ کیا یہ دونوں صاحب کوفہ میں ہمارے پاس آئے اور منبر پر چڑھے امام حسن علیہ السلام تو منبر کے اوپر کے درجے پر کھڑے ہوئے اور عمار اُن سے نیچے ہم سب لوگ (خطبہ سننے کے لیے) اُن کے پاس جمع ہو گئے عمار نے کہا دیکھو حضرت عائشہ بصری کی طرف چلی گئی ہیں اور خدا کی قسم حضرت عائشہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی ہیں دنیا اور آخرت دونوں مقاموں میں[1] مگر اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو آزمایا ہے کہ تم اُس (یعنی پروردگار کی) اطاعت کرتے ہو یا حضرت عائشہ کی[2]

(بقیہ صفحہ سابقہ) کی اجازت حضرت علیؓ سے لی مکہ میں آئے حضرت عائشہؓ کے ساتھ شریک ہو گئے حضرت عائشہؓ ایک اونٹ پر جس کا نام عسکر تھا اور یعلی بن امیہ نے اُس کو دو سو اشرفیوں سے خریدا تھا سوار ہو کر بصرے کی طرف روانہ ہوئیں تین ہزار آدمیوں کا لشکر اُنکے ہمراہ تھا طلحہ اور زبیر بھی اُسی لشکر میں تھے رستے میں بنی عامر کے ایک چشمہ پر پہنچے جس کو حوّاب کہتے تھے حضرت عائشہ نے پوچھا اس چشمے کا نام کیا ہے لوگوں نے کہا حوّاب وہاں کتے بھونکنے لگے حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے آنحضرتؐ سے سنا آپ فرماتے تھے تم بی بیوں میں سے ایک بی بی کا کیا حال ہوگا جب حوّاب کے کتے اس پر بھونکیں گے بزار کی روایت میں ابن عباسؓ سے یوں ہے آنحضرتؐ نے اپنی بی بیوں سے فرمایا تم میں وہ عورت کون ہے جو اونٹ پر سوار ہو کر نکلے گی حوّاب کے کتے اس کو بھونکیں گے اس کے گرد پیش بہت سے ... مارے جائیں گے اور مشکل سے اُس کی جان بچے گی کہتے ہیں حضرت عائشہؓ اُس حدیث کو یاد کر کے نادم ہوئیں اور اُن کا ارادہ جنگ کا نہ تھا مگر دونوں طرف کے لونڈوں نے لڑائی شروع کرا دی پہلے گالی گلوچ کی پھر تیر مارنے شروع کر دیے یہ لڑائی بصرے میں ہوئی حضرت عائشہ کے لشکر والوں نے بصرے کے گرد خندق کھودلی تھی آخر حضرت علی کا لشکر غالب ہوا حضرت علیؓ نے حکم دے دیا تھا کہ جو بھاگے اُس تعاقب نہ کرنا کسی کے گھر میں نہ گھسنا جو دروازہ بند کر لے یا ہتھیار ڈال دے اُس سے معترض نہ ہونا ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اگر میں جنگ جمل میں نہ جاتی اپنے گھر بیٹھی رہتی تو مجھ کو اس سے زیادہ اچھا لگتا کہ میں آنحضرتؐ کے نطفے سے دس بیٹے جنتی ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] یعنی اُن کی عزت اور حرمت میں کلام نہیں ۱۲ منہ [2] عمار کا مطلب یہ تھا حضرت علیؓ خلیفہ برحق ہیں اور خلیفہ کی اطاعت خدا اور رسول کی اطاعت ہے حضرت عائشہ گو پیغمبر کی بی بی اور بڑی عزت حرمت والی ہیں مگر خلیفہ برحق کے خلاف لوگوں نے بھڑکا کر اُن کو بغاوت پر مجبور کیا ہے وہ عورت ذات پھسلاتے میں آ گئیں تو تم لوگ کہیں حضرت عائشہ کے ساتھ شریک ہو کر اللہ کی نافرمانی میں مبتلا نہ ہو جانا اسمٰعیل کی روایت میں یوں ہے کہ عمار نے لوگوں کو حضرت عائشہ سے لڑنے کیلئے برانگیختہ کیا اور امام حسن نے حضرت علیؓ کی طرف سے پیغام سنایا میں لوگوں کو خدا کی یاد دلا کر یہ کہتا ہوں کہ وہ بھاگیں نہیں اگر میں مظلوم ہوں تو اللہ میری مدد کرے گا اور اگر میں ظالم ہوں تو اللہ مجھ کو تباہ کرے گا خدا کی قسم طلحہؓ اور زبیرؓ نے خود مجھ سے بیعت کی پھر بیعت توڑ کر حضرت عائشہؓ کے ساتھ لڑنے کے لیے نکلے عبداللہ بن بدیل کہتے ہیں میں جنگ شروع ہوتے وقت حضرت عائشہ کے کجاوے کے پاس آیا میں نے کہا ام المومنین جب عثمان شہید ہوئے تو میں آپ کے پاس آیا آپ نے خود فرمایا کہ اب علی بن ابی طالبؓ کے ساتھ رہنا اور پھر اب آپ خود اُن سے لڑنا چاہتے ہیں یہ کیا بات ہے حضرت عائشہ نے کچھ جواب نہ دیا آخر اُن کے اونٹ کی کونچیں کاٹی گئیں پھر میں اور اُن کے بھائی محمد بن ابی بکر دونوں اُترے اور کجاوے کو اٹھا کر حضرت علیؓ کے پاس لائے حضرت علیؓ نے اُن کو گھر میں زنانہ میں بھیج دیا ۱۲ منہ

بَاب ۱۱۴

۷۸۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي غَنِيَّةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَامَ عَمَّارٌ رض عَلَى مِنْبَرِ الْكُوفَةِ فَذَكَرَ عَائِشَةَ رض وَذَكَرَ مَسِيرَهَا وَقَالَ إِنَّهَا زَوْجَةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَكِنَّهَا مِمَّا ابْتُلِيتُمْ۔

۷۸۸۔ حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَسَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يَقُولُ دَخَلَ أَبُو مُوسَى وَأَبُو مَسْعُودٍ عَلَى عَمَّارٍ حَيْثُ بَعَثَهُ عَلِيٌّ إِلَى أَهْلِ الْكُوفَةِ يَسْتَنْفِرُهُمْ فَقَالَا مَا رَأَيْنَاكَ أَتَيْتَ أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدَنَا مِنْ إِسْرَاعِكَ فِي هَذَا

باب [1]

ہم سے ابو نعیم بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الملک بن ابی غنیہ سے انہوں نے حکم بن عتیبہ سے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے کہا عمار بن یاسرؓ کوفہ کے منبر پر کھڑے ہوئے اور حضرت عائشہؓ کا[2] اور اُن کے بصرے کی طرف (بارادہ جنگ) چلے جانے کا ارادہ کیا اور کہنے لگا وہ تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا اور آخرت میں بی بی ہیں مگر (مگر تقدیر کا لکھا ضرور پورا ہونا ہے) اللہ نے تمہاری آزمائش کی ہے[3]

ہم سے بدل بن محبر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو عمرو بن مرہ نے خبر دی کہا میں نے ابو وائل سے سُنا وہ کہتے تھے ابو موسیٰ اشعریؓ اور ابو مسعود انصاری دونوں عمار بن یاسرؓ کے پاس اس وقت گئے جب حضرت علیؓ نے اُن کو کوفہ بھیجا تھا اس لیے کہ لوگوں کو لڑنے کے لیے مستعد کریں[4] ابو موسیٰ اور ابو مسعود دونوں عمار سے کہنے لگے جب سے تم

---

[1] اس باب میں کوئی ترجمہ مذکور نہیں اور بعضے نسخوں میں باب کا لفظ ساقط ہے اور وہی صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس باب کی حدیث اگلی حدیث کا ایک جزو ہے ۱۲ منہ

[2] حضرت عائشہ کی عزت اور حرمت میں کلام نہیں ۱۲ منہ [3] دیکھیں اس فساد میں تم حق کی پیروی کرتے ہو یا نہیں عمار بن یاسر بڑے اعلیٰ درجہ کے صحابی اور آنحضرتؐ اور آپ کے اہل بیت کے جانثار تھے انہوں نے گو حضرت عائشہ سے بدرجہ مجبوری لوگوں کو لڑنے کے لیے ترغیب دی مگر جیسے حق پرست لوگوں کا قاعدہ ہوتا ہے حضرت عائشہ کی فضیلت اور عزت اور حرمت میں کوئی کلام نہیں کیا یہاں حافظ صاحب اور قسطلانی نے انکی پیروی سے ایک عجیب بات لکھ ماری اُنہوں نے یہ کہا کہ عمار جو منبر پر نیچے کھڑے ہوئے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ امام حسن اُن لوگوں کے جن کو حضرت علیؓ نے بھیجا تھا سردار تھے اور خلیفہ وقت کے صاحبزادے تھے اس لیے اوپر کھڑے ہوئے گو عمار فضیلت میں امام حسن پر راجح تھے یا عمار نے تواضع کی راہ سے ایسا کیا میں کہتا ہوں عمارؓ اگرچہ بڑے درجہ کے صحابی تھے مگر امام حسن پر وہ راجح نہیں ہو سکتے امام علیہ السلام صحابی بھی تھے دوسرے آنحضرت کے نواسے بیٹے کی جگہ تھے عمار کسی طرح اُن سے افضل نہیں ہو سکتے عمار اور دوسرے سب صحابہ باستثنا جناب عباسؓ اور حمزہ اور علی مرتضیٰ کے اُن کے خادموں کی طرح تھے واللہ علی مانقول شہید ولانخاف نے سبیل اللہ لومۃ لائم ۱۲ منہ

[4] حضرت علیؓ نے اس لیے جلدی کی کہ کہیں فتنہ بڑھ نہ جائے اور بہت سے لوگ حضرت عائشہ کے شریک ہو کر باغی نہ بن جائیں اس وقت اس فتنہ کا بجھانا مشکل ہو جاتا بقول شخصے ؎

سرچشمہ شاید گرفتن بہ میل　　چو پر شد نہ شاید گذشتن بہ پیل ؎

الْاَمْرِ مُنْذُ اَسْلَمْتَ فَقَالَ عَمَّارٌ مَا رَاَيْتُ مِنْكُمَا مُنْذُ اَسْلَمْتُمَا اَمْرًا اَكْرَهَ عِنْدِيْ مِنْ اِبْطَائِكُمَا عَنْ هٰذَا الْاَمْرِ وَكَسَاهُمَا حُلَّةً حُلَّةً ثُمَّ رَاحُوْا اِلَى الْمَسْجِدِ۔

٧٧٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ كُنْتُ جَالِسًا مَّعَ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِيْ مُوْسٰى وَعَمَّارٍ فَقَالَ اَبُوْمَسْعُوْدٍ مَّا مِنْ اَصْحَابِكَ اَحَدٌ اِلَّا لَوْشِئْتُ لَقُلْتُ فِيْهِ غَيْرَكَ وَمَا رَاَيْتُ مِنْكَ شَيْئًا مُنْذُ صَحِبْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْيَبَ عِنْدِيْ مِنِ اسْتِسْرَاعِكَ فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ قَالَ عَمَّارٌ يَا اَبَا مَسْعُوْدٍ وَّمَا رَاَيْتُ مِنْكَ وَلَا مِنْ صَاحِبِكَ هٰذَا شَيْئًا مُنْذُ صَحِبْتُمَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْيَبَ عِنْدِيْ مِنْ اِبْطَائِكُمَا فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ فَقَالَ اَبُوْمَسْعُوْدٍ وَّكَانَ مُوْسِرًا

مسلمان ہوئے ہم نے کوئی بات تمہاری اس سے زیادہ بری نہیں دیکھی جو تم اس کام میں[1] جلدی کر رہے ہو عمارؓ نے جواب دیا میں نے بھی جب سے تم دونوں مسلمان ہوئے ہو تمہاری کوئی بات اس سے زیادہ بری نہیں دیکھی جو تم اس کام میں دیر کر رہے ہو[2] ابو مسعود نے عمار اور ابو موسیٰ دونوں کو ایک ایک کپڑے کا نیا جوڑا پہنایا پھر تینوں مل کر مسجد کو سدھارے[3]

ہم سے عبدان نے بیان کیا انہوں نے ابو حمزہ سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے شقیق بن سلمہ سے انہوں نے کہا میں (کوفہ میں) ابو مسعود اور ابو موسیٰ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھا تھا اتنے میں ابو مسعودؓ نے عمار سے کہا تمہارے ساتھ والے جتنے لوگ ہیں میں اگر چاہوں تو تمہارے سوا ان میں سے ہر ایک کا کچھ نہ کچھ عیب بیان کر سکتا ہوں (لیکن ایک تم بے عیب ہو) اور جب سے تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی میں نے کوئی عیب کا کام تمہارا نہیں دیکھا ایک یہی عیب کا کام دیکھتا ہوں کہ تم اس امر میں (یعنی لوگوں کو جنگ کے لیے اٹھانے میں) جلدی کر رہے ہو عمار نے کہا ابو مسعودؓ تم اور تمہارے ان ساتھی (ابو موسیٰ اشعریؓ) سے جب سے تم دونوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی میں نے کوئی عیب کا کام اس سے زیادہ نہیں دیکھا جو تم دونوں اس کام میں دیر کر رہے ہو

[1] یعنی لوگوں کو حضرت عائشہ سے لڑنے کے لیے برانگیختہ کرنے میں ١٢ منہ [2] کیونکہ خلیفہ وقت کا حکم فوراً بجا لانا چاہیے جیسے پیغمبر صاحب کا حکم ہے ١٢ منہ [3] تاکہ نماز جمعہ ادا کریں عمار دور دراز سفر کر کے مدینہ سے کوفہ میں آئے تھے اُن کے کپڑے میلے کچیلے ہو گئے تھے تو ابو مسعود نے انکو نئے کپڑے پہنائے اور چونکہ یہ مناسب نہ تھا کہ اُن کو پہناتے اور ابو موسیٰ منہ دیکھتے رہتے اس لیے ان کو بھی پہنائے ١٢ منہ [4] ہوا یہ تھا کہ ابو موسیٰ اشعری حضرت عثمان کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے حضرت علیؓ نے بھی انہی کو قائم رکھا جب حضرت عائشہ ایک فوج کثیر کے ساتھ بصرے تشریف لے گئیں اور طلحہؓ اور زبیرؓ دونوں حضرت علیؓ کی بیعت توڑ کر ان کے ساتھ ہو گئے تو حضرت علی نے ابو موسیٰ کو کہلا بھیجا کہ مسلمانوں کو جنگ کیلئے تیار رکھ اور حق کی مدد کر ابو موسیٰ نے سائب بن مالک اشعری سے رائے لی انہوں نے یہی دی کہ خلیفہ وقت کے حکم پر چلنا چاہیے لیکن ابو موسیٰ نے نہ سنا اور اُلٹا لوگوں سے یہ کہنے لگے کہ جنگ کا ارادہ نہ کرو آخر حضرت علیؓ نے قرظہ بن کعب کو کوفہ کا حاکم کیا (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

يَا غُلَامُ هَاتِ حُلَّتَيْنِ فَأَعْطَى إِحْدَاهُمَا أَبَا مُوسَى وَالْأُخْرَى عَمَّارًا وَقَالَ رُوحَا فِيهِ إِلَى الْجُمُعَةِ۔

پھر ابن مسعودؓ نے جو ایک مال دار آدمی تھے اپنے غلام سے کہا ارے چھوکرے کے کپڑے دو (نئے) جوڑے لے کر آ وہ لے کر آیا ابو مسعودؓ نے ایک جوڑا ابو موسیٰؓ کو دیا اور ایک عمارؓ کو سلہ اور کہنے لگے (بھائی) یہ کپڑے پہن کر جمعہ کی نماز کو چلو

بَابٌ ۴۱۲ إِذَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا۔

باب کسی قوم پر جب اللہ تعالیٰ عذاب اتارتا ہے (تو اس میں سب طرح کے لوگ شامل ہو جاتے ہیں)

۷۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رض يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا أَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيهِمْ ثُمَّ بُعِثُوا عَلَى أَعْمَالِهِمْ۔

ہم سے عبدان عبداللہ بن عثمان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس بن یزید ایلی نے انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو حمزہ بن عبداللہ بن عمرؓ نے خبر دی انہوں نے اسے عبداللہ بن عمرؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر اپنا عذاب اتارتا ہے تو اس قوم کے سب لوگ عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں (اچھے ہوں یا برے) پھر قیامت کے دن ہر ایک کا حشر اس کے اعمال کے موافق ہوگا سلہ

بَابٌ ۴۱۳ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ إِنَّ ابْنِي هٰذَا السَّيِّدُ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امام حسنؓ کے لیے یہ فرمانا میرا یہ بیٹا (مسلمانوں کا) سردار ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں کو ایک دوسرے سے لڑنا چاہتے ہونگے ملاد

(بقیہ صفحہ سابقہ) اور ابو موسیٰؓ کو معزول کیا ادھر طلحہؓ اور زبیرؓ نے بصرے جا کر کیا کیا کہ حضرت علیؓ کے نائب ابن حنیف کو گرفتار کر لیا یہ تو علانیہ بغاوت اور عہد شکنی ٹھہری اور ایسے لوگوں سے لڑنا بموجب نص قرآنی فقاتلوا التی تبغی حتی تفیٔ الی امر اللہ ضرور تھا اور حضرت عمارؓ کی رائے بالکل ٹھیک تھی کہ خلیفہ وقت کی تعمیل حکم میں دیر نہ کرنا چاہیے اور آنحضرتؐ نے خود حضرت علیؓ سے فرمایا تھا یا علی تم بیعت توڑنے والوں سے اور باغیوں سے لڑو گے کہتے ہیں جب جنگ جمل شروع ہوئی ۳۶ھ ہجری ۱۵ جمادی الاول کو تو ایک شخص حضرت علیؓ کے پاس آیا کہنے لگا تم ان لوگوں سے کیسے لڑتے ہو انہوں نے کہا میں حق پر لڑتا ہوں وہ کہنے لگا وہ بھی یہ کہتے ہیں ہم حق پر لڑتے ہیں حضرت علیؓ نے کہا میں ان سے بیعت شکنی اور جماعت کو چھوڑ دینے پر لڑتا ہوں ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) سلہ دونوں کو اچھے کپڑے پہنائے ۱۲ منہ سلہ قیامت کے دن جو لوگ اس قوم میں اچھے اور نیک ہونگے وہ عذاب میں شریک نہیں کیے جائیں گے کیونکہ قیامت انصاف کا دن ہے وہاں ہر ایک کو اپنے اعمال کے موافق جزا اور سزا ملے گی ابن حبان نے حضرت عائشہؓ سے مرفوعاً نکالا اور اس کو صحیح کہا ہے اللہ تعالیٰ جب اپنا زور (دنیا میں) ان کو دکھلاتا ہے جن پر ان کا غصہ ہوتا ہے تو اچھے نیک لوگ بھی بروں کے ساتھ بلا میں مبتلا ہو جاتے ہیں لیکن قیامت

(باقی آئندہ صفحہ پر)

۶۷۹۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيلُ أَبُو مُوسٰى وَلَقِيتُهُ بِالْكُوفَةِ جَاءَ إِلَى ابْنِ شُبْرُمَةَ فَقَالَ أَدْخِلْنِي عَلٰى عِيسٰى فَأَعِظَهُ فَكَأَنَّ ابْنَ شُبْرُمَةَ خَافَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَفْعَلْ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ لَمَّا سَارَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رض إِلٰى مُعٰوِيَةَ بِالْكَتَائِبِ قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لِمُعٰوِيَةَ أَرٰى كَتِيبَةً لَا تُوَلِّي حَتّٰى تُدْبِرَ أُخْرٰهَا قَالَ مُعٰوِيَةُ مَنْ لِذَرَارِيِّ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ أَنَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ نَلْقَاهُ فَنَقُولُ لَهُ الصُّلْحَ قَالَ الْحَسَنُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ جَاءَ الْحَسَنُ فَقَالَ النَّبِيُّ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے ابوموسیٰ (اسرائیل بن موسیٰ) نے سفیان نے کہا میں ابوموسیٰ سے کوفہ میں ملا تھا وہ عبداللہ بن شبرمہ (کوفہ کے قاضی) کے پاس آئے تھے اور اُن سے کہتے تھے مجھ کو عیسیٰ (بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ) کے پاس لے چلو[۱] میں اُن کو نصیحت کروں گا لیکن ابن شبرمہ ابوموسیٰ کی حق گوئی سے ڈرتے تھے وہ اُن کو (عیسیٰ کے پاس) نہیں لے گئے[۲] خیر ابوموسیٰ نے کہا ہم سے امام حسن بصری نے بیان کیا جب امام حسن علیہ السلام فوجیں لے کر معاویہؓ کی طرف چلے تو عمرو بن عاصؓ[۳] معاویہؓ سے کہنے لگے یہ فوج تو میں ایسی دیکھتا ہوں جو پیٹھ موڑنے والی نہیں جب تک اُس کے مقابل فوج پیٹھ نہ پھیرے[۴] اس وقت معاویہ نے کہا اگر لڑائی ہو (اور یہ مسلمان مارے جائیں) تو اُن کی اولاد کی کون خبرگیری کرے گا کوئی نہیں[۵] اس وقت عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمن بن سمرہ نے کہا (یہ دونوں قریشی تھے) ہم امام حسن علیہ السلام سے ملتے ہیں اور اُن صلح کا پیغام دیتے ہیں[۶] حسن بصری نے کہا میں نے ابوبکرہؓ سے سنا

(بقیہ صفحہ سابقہ) کے دن اپنی اپنی نیت اور عمل کے موافق اٹھائے جائیں گے اصحاب سنن نے ابوبکرہ سے مرفوعاً نکالا جب لوگ کسی بری بات کو دیکھیں اور اس کو نہ روکیں تو قریب میں اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو عذاب میں مبتلا کریگا یعنی گنہگاروں کو اُنکے گناہ پر اور دوسروں کو گناہ سے نہ روکنے اور منع نہ کرنے پر ۱۲

حواشی صفحہ ہذا[۱] وہ منصور عباسی کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے ۱۲ منہ[۲] اس ڈر سے کہ ابوموسیٰ صاف گو آدمی ہیں ایسا نہ ہو عیسیٰ اُن کو ایذا دے ۱۲ منہ[۳] یا جب تک اُس کا آخری حصہ پیٹھ نہ موڑے۔ دوسری روایت میں یوں ہے یہ فوج اُس وقت تک پیٹھ موڑنے والی نہیں جب تک اپنے مقابل والوں کو مار نہیں لیگی یہ عمرو بن عاصؓ معاویہ کے صاحب اور مشیر خاص مثل وزیر کے تھے ۱۲ منہ[۴] اگرچہ حدیث میں انا کا لفظ ہے اور ظاہری ترجمہ یہ ہوتا ہے کہ عمرو نے کہا میں خبرگیری کرونگا مگر یہ صحیح نہیں ہے عمرو کا ایسا کہنا کسی روایت میں منقول نہیں ہے حافظ نے کہا یہ انا ہے یعنی پھر کون خبرگیری کریگا کوئی نہیں ۱۲ منہ[۵] پھر وہ دونوں امام حسن کے پاس آئے اور صلح کی تجویز ٹھہر گئی امام حسنؓ کے ساتھ بے حد اور بے حساب ٹڈی دل لشکر تھا اور آپنے سب لوگوں سے موت پر بیعت لی تھی بھلا ایسے لشکر سے معاویہؓ کیا مقابلہ کرسکتے تھے انہوں نے پولٹیکل چال کر کے صلح کر لی امام حسنؓ کے مقدمہ لشکر کے سردار قیس بن سعد تھے یہ دونوں لشکر کوفہ کے قریب ایک دوسرے سے ملے امام حسنؓ نے ان لشکروں کی تعداد پر نظر ڈالی کر معاویہ کو پکارا فرمایا میں نے اپنے پروردگار کے پاس جو ملنے والا ہے اُس کو اختیار کیا اگر خلافت اللہ نے تمہارے لیے لکھی ہے تو مجھ کو ملنے والی نہیں اگر میرے لیے لکھی ہے تو میں نے تم کو دے ڈالی اس وقت معاویہ کے لشکر والوں نے تکبیر کہی اور مغیرہ بن شعبہ نے یہ حدیث سنائی

(باقی صفحہ آئندہ پر)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

٧١٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عَمْرٌو اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ اَنَّ حَرْمَلَةَ مَوْلٰى اُسَامَةَ اَخْبَرَهٗ قَالَ عَمْرٌو وَّقَدْ رَاَيْتُ حَرْمَلَةَ قَالَ اَرْسَلَنِيْ اُسَامَةُ اِلٰى عَلِيٍّ وَّقَالَ اِنَّهٗ سَيَسْأَلُكَ الْاٰنَ سَيَقُوْلُ مَا خَلَّفَ صَاحِبَكَ فَقُلْ لَّهٗ يَقُوْلُ لَكَ لَوْ كُنْتَ فِيْ شِدْقِ الْاَسَدِ لَاَحْبَبْتُ اَنْ اَكُوْنَ مَعَكَ فِيْهِ وَلٰكِنْ هٰذَا اَمْرٌ لَّمْ اَرَهٗ فَلَمْ يُعْطِنِيْ شَيْئًا فَذَهَبْتُ اِلٰى حَسَنٍ وَّحُسَيْنٍ وَّابْنِ جَعْفَرٍ فَاَوْقَرُوْا لِيْ رَاحِلَتِيْ۔

ایک دن آنحضرتؐ خطبہ سنا رہے تھے امام حسن علیہ السلام تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میرا بیٹا سردار ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے دو گروہ مسلمان کے درمیان صلح کرا دے۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہ عمرو بن دینار نے کہا مجھ سے امام محمد باقر نے بیان کیا ان کو حرملہ نے خبر دی جو اسامہ بن یزید کے غلام تھے عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے خود بھی حرملہ کو دیکھا تھا[1] حرملہ کہتے تھے اسامہ بن یزیدؓ نے (مدینہ سے) مجھ کو حضرت علیؓ کے پاس (کوفہ میں) بھیجا (اسامہ کچھ روپیہ چاہتے) اسامہ نے حرملہ سے کہہ دیا تھا حضرت علی تم سے کچھ پوچھیں گے کہیں گے تمہارے صاحب (یعنی اسامہ) گھر میں کیوں بیٹھ رہے[2] تو تم کہنا اگر (خدانخواستہ) تم شیر کے منہ میں بھی ہو تو میں تمہارے ساتھ رہنا پسند کروں لیکن یہ معاملہ ایسا ہے (یعنی مسلمانوں کی آپس کی جنگ) کہ میں اس میں شریک نہیں ہو سکتا حرملہ کہتے ہیں میں حضرت علیؓ کے پاس گیا اسامہ کا پیغام پہنچایا لیکن انہوں نے کچھ نہیں دیا[3] پھر میں امام حسنؓ اور امام حسینؓ اور عبداللہ بن جعفر سے ملا[4] انہوں نے کیا کیا کہ اتنا مال و اسباب مجھ کو دیا جتنا میرا اونٹ اٹھا سکتا تھا[5]

حواشی صفحہ سابقہ

ان ابنی ھذا سید الیٰ اخیر تک پھر امام حسنؓ نے خطبہ سنایا اور خلافت معاویہؓ کے سپرد کر دی اس شرط پر کہ وہ اللہ کی کتاب اور سنت پر عمل کریں لوگ امام حسنؓ کو کہنے لگے یا عار المسلمین یعنی مسلمانوں کے ننگ۔ آپ نے جواب دیا العار خیر من النار جو صلح نامہ قرار پایا تھا اس میں یہ بھی شرط تھی کہ معاویہ کے بعد پھر خلافت امام حسنؓ کو ملے گی محمد بن قدامہ نے بہ سند صحیح اور ابن ابی خیثمہ نے ایسا ہی روایت کیا ہے کہ امام حسنؓ نے معاویہؓ سے اسی شرط پر بیعت کی تھی کہ ان کے بعد امام حسن خلیفہ ہوں گے لیکن معاویہؓ نے بدعہدی کی مرنے سے پہلے اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ بنا دیا حالانکہ وہ کسی طریق سے خلافت کا مستحق نہ تھا ١٢ منہ حواشی صفحہ

[1] مگر یہ حدیث میں نے ان سے نہیں سنی ١٢ منہ [2] کی جنگ میں انہوں نے میری رفاقت نہ کی ١٢ منہ [3] کیونکہ یہ بیت المال کا روپیہ لڑنے والوں کا حصہ ہے ١٢ منہ [4] ان سے بیان کیا گیا اسامہ کو کچھ روپیہ کی احتیاج ہے ١٢ منہ [5] امام حسینؓ کو اسامہ کا حال معلوم تھا آنحضرتؐ ایک ران پر امام صاحب کو ایک ران پر اسامہ کو بٹھلاتے اور فرماتے یا اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں انہوں نے اس قدر مال و اسباب اسامہ کے لیے بھجوا دیا جتنا اونٹ پر لد سکتا تھا ١٢ منہ

بَابٌ ۲۱۴ إِذَا قَالَ عِنْدَ قَوْمٍ شَيْئًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ بِخِلَافِهِ.

٧٩١٢ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ لَمَّا خَلَعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ جَمَعَ ابْنُ عُمَرَ حَشَمَهُ وَوَلَدَهُ فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَإِنَّا قَدْ بَايَعْنَا هَذَا الرَّجُلَ عَلَى بَيْعِ اللهِ وَرَسُولِهِ وَإِنِّي لَا أَعْلَمُ غَدْرًا أَعْظَمَ مِنْ أَنْ تُبَايَعَ رَجُلٌ عَلَى بَيْعِ اللهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُنْصَبُ لَهُ الْقِتَالُ وَإِنِّي لَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنْكُمْ خَلَعَهُ وَلَا بَايَعَ فِي هَذَا الْأَمْرِ إِلَّا كَانَتِ الْفَيْصَلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ.

باب کوئی شخص لوگوں کے سامنے ایک بات کہے پھر اُنکے پاس نکل کر دوسری بات کہنے لگے (تو یہ دغا بازی ہے)

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سے انہوں نے نافع سے انہوں نے کہا جب مدینہ والوں نے یزید کی بیعت توڑ ڈالی تو عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے گھر والوں لونڈی غلاموں اولاد وغیرہ کو جمع کیا[۱] اور کہنے لگے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے ہر دغا باز کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا کھڑا کیا جائے گا[۲] دیکھو ہم تو اس شخص (یزید) سے اللہ اور اُس کے رسول کے حکم کے موافق بیعت کر چکے ہیں اب میں اس سے بڑھ کر کوئی دغا بازی نہیں سمجھتا کہ اللہ اور اُس کے رسول کے حکم کے موافق ایک شخص سے بیعت کی جائے پھر (بیعت توڑ کر) اُس سے لڑنے کا سامان کیا جائے اور (دیکھو) مدینہ والو تم میں سے جو کوئی یزید کی بیعت توڑ کر دوسرے کسی سے بیعت کرے تو اُس میں اور مجھ میں کوئی تعلق نہیں رہا میں اُس سے الگ ہوں[۳]۔

---

[۱] جو یزید سے بیعت کر چکے تھے انہوں نے اپنی بیعت نہیں توڑی تھی ١٢ منہ [۲] کہیں وہ بھی مدینہ والوں کے ساتھ ہو کر یزید کی بیعت نہ توڑ ڈالیں ١٢ منہ [۳] تاکہ لوگ اُسے پہچان لیں کہ یہ دغا باز تھا ١٢ منہ [۴] ہوا یہ تھا کہ پہلے پہل مدینہ والوں نے یزید کو اچھا سمجھ کر اُس سے بیعت کر لی تھی پھر لوگوں کو اُسکے دریافت حال کے لیے بھجوایا تو معلوم ہوا وہ کمبخت فاسق فاجر شراب خور ہے تب انہوں نے یزید کے نائب عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو مدینہ سے نکال دیا اور یزید کی بیعت توڑ دی یزید یہ حال سن کر غصے ہوا اور مسلم بن عقبہ کو فوج کثیر دے کر اُسے مدینہ پر بھیجا اور یہ حکم دیا کہ جب مدینہ والوں پر غالب ہو تو تین دن تک قتل و غارت اور خون ریزی کرتے رہنا اُس نے ایسا ہی کیا کہتے ہیں خود معاویہؓ نے مرتے وقت یزید کو وصیت کی تھی کہ اہل مدینہ سے تجھ کو تکلیف پہنچے گی تو مسلم بن عقبہ کو فوج کا سردار کر کے وہاں بھیجنا مجھے اُس کی خیر خواہی پر پورا اعتماد ہے اس کمبخت مسلم بن عقبہ نے مدینہ والوں کو بے دریغ قتل کیا پھر ان سے فارغ ہو کر مکہ کو چلا عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کے لیے لیکن رستے ہی میں فی النار و سقر ہوا لطف تو یہ ہے کہ یہ مسلم بن عقبہ مرتے وقت کہنے لگا یا اللہ میں نے کوئی نیکی اس سے زیادہ نہیں کی ہے کہ مدینہ والوں کو قتل کیا اُنکا مال اسباب لوٹا لعنۃ اللہ علیہ و علی من ارسلہ ١٢ منہ [۵] عبداللہ بن عمرؓ کو معاویہؓ نے دو لاکھ روپیہ بھیج کر یہ خواہش کی تھی کہ وہ اُن کی زندگی ہی میں یزید اُنکے صاحبزادے سے بیعت کر لیں مگر عبداللہ نے کہا کہ شاید معاویہؓ مجھ سے دو لاکھ روپے کا عوض یہ چاہتے ہیں تو کیسے ہو سکتا ہے میں اپنے دین کو ایسے سستے داموں میں بیچ ڈالوں

(باقی بر صفحہ آئندہ)

۶۹۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنْ عَوْفٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ لَمَّا كَانَ ابْنُ زِيَادٍ وَمَرْوَانُ بِالشَّامِ وَوَثَبَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ وَوَثَبَ الْقُرَّاءُ بِالْبَصْرَةِ فَانْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي إِلَى أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَيْهِ فِي دَارِهِ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ عُلِّيَّةٍ لَهُ مِنْ قَصَبٍ فَجَلَسْنَا إِلَيْهِ فَأَنْشَأَ أَبِي يَسْتَطْعِمُهُ الْحَدِيثَ فَقَالَ يَا أَبَا بَرْزَةَ أَلَا تَرَى مَا وَقَعَ فِيهِ النَّاسُ فَأَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ تَكَلَّمَ بِهِ إِنِّي احْتَسَبْتُ عِنْدَ اللَّهِ أَنِّي أَصْبَحْتُ سَاخِطًا عَلَى أَحْيَاءِ قُرَيْشٍ إِنَّكُمْ يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ كُنْتُمْ عَلَى الْحَالِ الَّذِي

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے ابوشہاب (عبدربہ بن نافع) اُنہوں نے عوف اعرابی سے انہوں نے ابوالمنہال سے انہوں نے کہا جب ابن زیاد اور مروان شام میں حاکم ہوئے[ع] اور عبداللہ بن زبیر مکہ میں خلافت پر آ جھکے اُدھر خارجیوں نے (جن کا رئیس نافع بن الازرق تھا) بصرے میں زور جمایا تو میں اپنے والد (سلامہ ریاحی) کے ساتھ ابوبرزہ اسلمی صحابہ پاس گیا ہم ان کے گھر میں گئے وہ بانس کے ایک بالاخانے کے سایہ میں بیٹھے تھے ہم بھی اُن کے پاس جا کر بیٹھے میرے والد نے چاہا وہ کچھ باتیں کریں انہوں نے کہا ابوبرزہ نے پہلی جو بات کی وہ میں نے سنی انہوں نے کہا میں جو ان قریش کے لوگوں سے ناراض ہوں تو محض اللہ کی رضامندی کے لیے اللہ میرا اجر دینے والا ہے عرب کے لوگو تم جانتے ہو پہلے تمہارا کیا حال تھا

(حواشی بقیہ سابقہ) شریعت کی رو سے دو امیروں سے ایک دم بیعت نہیں ہو سکتی غرض جب معاویہ مرگئے تو عبداللہ بن عمرؓ نے اُنکے بیٹے یزید کو لکھ بھیجا کہ میں نے تم سے بیعت کر لی یزید بہت خوش ہوا اور اسی وجہ سے عبداللہ اسکی آفتوں سے ہمیشہ محفوظ رہے عبداللہ کا یہ مذہب تھا کہ گو یزید فاسق ہو مگر فسق و فجور کی وجہ سے امام معزول نہیں ہو سکتا جیسے ہمارے زمان کے اکثر فقہوں کا قول ہے ہم کہتے ہیں یزید کی امامت ہی صحیح نہ تھی کیونکہ اہل حل وعقد نے اس سے بیعت نہیں کی تھی سب کے سردار اُس وقت امام حسین علیہ السلام تھے انہوں نے اور دوسرے معتبر اہل بیعت اور صحابہ نے اُس کی بیعت نہیں کی تھی دوسرے یزید کی خلافت دغا بازی اور زبردستی پر مبنی تھی اُسکے بزرگوار یہ شرط قبول کر چکے تھے کہ امام حسنؓ نے تاحیات خلافت میرے سپرد کی ہے پھر معاویہ کے بعد خلافت اپنے اصلی حقدار کی طرف رجوع کرے گی اصلی حق دار امام حسنؓ اور ان کے بعد امام حسینؓ تھے لیکن یزید نے امام حسنؓ کو زہر دلوا دیا اور ان کی وفات پر بہت خوش ہوا بلکہ یہ کہا کہ امام حسنؓ ایک انگارہ تھے جس کو اللہ نے بجھا دیا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ معاویہؓ بھی اس سازش میں شریک اور رازدار تھے اس پر طرہ یہ کیا کہ آپکو ایک حین حیاتی وہ بھی ستعار خلافت کا حق حاصل تھا آپکو کیا اختیار تھا کہ عہد شکنی کر کے اپنے بیٹے کو خلافت دے جائیں اگر معاویہ صحابی نہ ہوتے تو ہم اُنکی شان میں بہت کچھ کہہ سکتے صحابیت کا ہم ادب کر کے سکوت کرتے ہیں اور یہ معاملہ حق تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں ۱۲ منہ[ع]

[۱] یہ ابن زیاد مردود وہی ہے جو امام حسینؓ سے لڑنے آیا تھا اور جس کے لشکر والوں نے امام حسین کو شہید کیا یزید نے اسکو بصرے کا حاکم کیا تھا یہ زیاد بن ابی سفیان کا بیٹا تھا یعنی یزید کا چچا زاد بھائی بقول شخصے سگ زرد برادر شغال جب یزید ملعون فی النار ہوا تو بصرے والوں نے پندرہ روز کے لیے اس سے کہا تم ہی حاکم رہو یہاں تک کہ کوئی خلیفہ مقرر ہو اسکے بعد خلافت کے کئی ٹکڑے ہو گئے عبداللہ بن زبیر مکہ میں خلیفہ ہوئے اور بصرے میں خوارج کا زور ہوا تو ابن زیاد بصرے سے بھاگ کر شام میں چلا گیا مروان سے جا کر مل گیا مروان عبداللہ بن زبیر سے بیعت کرنا چاہتا تھا لیکن اسنے منع کیا اور مروان کو خلیفہ بنایا ۱۲ منہ

ع۔ حضرت معاویہؓ ایک جلیل القدر صحابی تھے ان کے متعلق ایسی رائے رکھنا درست نہیں، فاضل مترجم نے جو کچھ لکھا ہے وہ شیعہ کی ضعیف اور موضوع روایات سے ماخوذ ہے۔ ۔ عبدالصمد ریالوی۔

عَلِمْتُمْ مِنَ الذِّلَّةِ وَالْقِلَّةِ وَالضَّلَالَةِ وَاِنَّ اللّٰهَ اَنْقَذَكُمْ بِالْاِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَلَغَ بِكُمْ مَا تَرَوْنَ وَهٰذِهِ الدُّنْيَا الَّتِيْ اَفْسَدَتْ بَيْنَكُمْ اِنَّ ذَاكَ الَّذِيْ بِالشَّامِ وَاللّٰهِ اِنْ يُّقَاتِلُ اِلَّا عَلَى الدُّنْيَا وَاِنَّ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ وَاللّٰهِ اِنْ يُّقَاتِلُوْنَ اِلَّا عَلَى الدُّنْيَا وَاِنَّ ذَاكَ الَّذِيْ بِمَكَّةَ وَاللّٰهِ اِنْ يُّقَاتِلُ اِلَّا عَلَى الدُّنْيَا۔

٧٩٥۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ الْاَحْدَبِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ الْيَوْمَ شَرٌّ مِّنْهُمْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا يَوْمَئِذٍ يُسِرُّوْنَ وَالْيَوْمَ يَجْهَرُوْنَ۔

٧٩٦۔ حَدَّثَنَا خَلَّادٌ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ اِنَّمَا كَانَ النِّفَاقُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَاِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ۔

(یعنی آنحضرتؐ کی نبوت سے پہلے) جہان بھر کے ذلیل خدائی خوار تمہارا کیا شمار گمراہی میں گرفتار پھر اللہ تعالیٰ نے اسلام کی طفیل سے اور اپنے پیغمبر برحق حضرت محمدؐ کے صدقے سے تم کو اس بری حالت سے نجات دی یہاں تک کہ تم اس مرتبہ کو پہنچے (دنیا کے حاکم اور سردار بن گئے) پھر اس دنیا نے تم کو خراب کر دیا دیکھو یہ شخص جو شام میں حاکم بن بیٹھا ہے (یعنی مروان) دنیا کے لیے لڑتا ہے اور یہ خارجی لوگ جو تمہارے گرد اگرد ہیں (جو اپنے تئیں بڑا قاری کہتے ہیں) خدا کی قسم یہ بھی دنیا کے لیے لڑتے ہیں اور یہ شخص جو مکہ میں خلیفہ بن بیٹھا ہے۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے واصل احدب سے انہوں نے ابووائل سے انہوں نے حذیفہ بن یمان سے انہوں نے کہا آج کل کے منافق کم بخت ان منافقوں سے بھی بدتر ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے وہ تو اپنا نفاق چھپاتے تھے یہ تو علانیہ نفاق کرتے ہیں[2]۔

ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے مسعر بن کدام نے انہوں نے حبیب بن ابی ثابت سے انہوں نے ابوالشعثاء سے انہوں نے حذیفہ بن یمان سے انہوں نے کہا نفاق تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک تھا (کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو بتلا دیتا کہ فلاں شخص منافق ہے) لیکن اس زمانہ میں تو یا آدمی مومن ہے یا کافر[3]۔

---

[1] ابوبرزہ کا مطلب یہ تھا کہ اس وقت سب آپے دھاپے میں گرفتار ہیں ہر شخص چاہتا ہے میں سب کا سردار بنوں اور سب سے بڑا ہو کر رہوں کسی کی غرض یہ نہیں ہے کہ دین کی ترقی ہو اسلام پہلے جیسے اگلے خلیفوں اور پیغمبر صاحب کی نیت تھی باب کا مطلب اس سے یوں نکلا کہ مروان یا خوارج یا عبداللہ بن زبیر لوگوں سے تو یہ کہتے کہ ہم دین کے لیے لڑتے ہیں اور در پردہ طلب دنیا کی نیت تھی تو جیسا لوگوں کے سامنے کہتے تھے اس کے خلاف نیت رکھتے تھے ۱۲ منہ۔ [2] یعنی نفاق کی باتیں مثلاً حاکم وقت سے بغاوت لوگوں کو بہکانا بیعت کے بعد (باقی صفحہ آئندہ)

بَابٌ ۴۱۵ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُغْبَطَ اَهْلُ الْقُبُوْرِ۔

۷۹۷۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ مَكَانَهٗ۔

باب قیامت اُس وقت تک نہ ہوگی جب تک لوگ قبر والوں پر رشک نہ کریں لہ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ایک آدمی دوسرے آدمی کی قبر پر گذر کر یوں نہ کہے گا کاش میں اُسکی جگہ (قبر میں) ہوتا (مرگیا ہوتا۔)

بَابٌ ۴۱۶ تَغْيِيْرُ الزَّمَانِ حَتّٰى يَعْبُدُوا الْاَوْثَانَ۔

۷۹۸۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَضْطَرِبَ اَلْيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ عَلٰى ذِي الْخَلَصَةِ وَذُو الْخَلَصَةِ طَاغِيَةُ دَوْسٍ الَّتِيْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

باب قیامت کے قریب زمانہ کا رنگ بدلنا (عرب میں) پھر بت پرستی شروع ہونا

ہم سے ابوالیمان (حکم بن نافع) نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہا مجھ کو ابوہریرہؓ نے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دوس قبیلے کی عورتیں ذوالخلصہ کے بت خانہ میں چوتڑ مٹکاتی نہ پھریں ذوالخلصہ ایک مقام کا نام ہے جہاں پر دوس قبیلے کا بت تھا جاہلیت کے زمانہ میں اُس کو پوجا کرتے تھے ۲ہ

(بقیہ صفحہ سابقہ) پھر بیعت توڑ دیا ۱۲منہ ۳ہ حذیفہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اِس زمانہ میں نفاق کا وجود نہیں ہو سکتا نفاق کا وجود ہر زمانہ میں ہو سکتا ہے حذیفہ کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد چونکہ وحی بند ہو گئی اس لیے اب یہ حکم نہیں دیا جا سکتا کہ فلاں شخص منافق ہے اسلیے کہ دل کا حال معلوم نہیں ہو سکتا بظاہر حال یا آدمی مومن ہوگا یا کافر ۱۲منہ (حواشی صفحہ ہذا) لہ آرزو نہ کریں کاش ہم بھی مر کر قبر میں گڑ گئے ہوتے کہ آفتیں اور بلائیں نہ دیکھتے بعضوں نے کہا یہ اُس وقت ہوگا جب قیامت کے قریب فتنوں کی کثرت ہوگی دین ایمان جاتے رہنے کا ڈر ہوگا کیونکہ گمراہ کرنے والوں کا ہر طرف سے نرغہ ہوگا ایماندار مغلوب ہونگے وہی یہ آرزو کرینگے لیکن مسلم کی روایت میں یوں ہے دنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص قبر پر سے گزریگا اس پر لوٹ جائے گا کہیگا کاش میں اِس قبر والے کی جگہ پر ہوتا اور یہ کہنا اس کا کچھ دینداری کے وجہ سے نہ ہوگا بلکہ بلاؤں اور آفتوں کی وجہ سے ہوگا ابن مسعودؓ نے کہا ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ اگر موت بکتی ہو تو اس کے مول لینے پر مستعد ہونگے ۱۲منہ ۲ہ چوتڑ مٹکانے سے مراد یہ ہے کہ اُس کے گرد طواف کرینگی معلوم ہوا کہ کعبے کے سوا اور کسی قبر یا جھنڈے یا شدے یا بت کا طواف کرنا شرک ہے (باقی بر صفحہ آئندہ)

۷۹۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِّنْ قَحْطَانَ يَسُوقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا مجھ سے سلیمان بن بلال نے اُنہوں نے ثور بن زید دیلی سے انہوں نے ابوالغیث (سالم) سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک قحطان[۱] قبیلے کا ایک شخص لوگوں کو اپنی چھڑی سے نہ ہانکے گا[۲]

بَابُ خُرُوجِ النَّارِ وَقَالَ أَنَسٌ

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ نَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ۔

باب (حجاز کے ملک سے) ایک آگ نکلنا

اور انسؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی نشانی قیامت کی (یعنی علامات کبرے میں سے) ایک آگ ہے یعنی حجاز کے ملک میں جو لوگوں کو پورب سے پچھم کی طرف لے جائے گی[۳]

(بقیہ صفحہ سابقہ) اِس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ پہلے شرک اور بت پرستی عورتوں سے بھی پھیلے گی کیونکہ عورتیں ضعیف الاعتقاد ہوتی ہیں جلدی سے کفر کی باتیں اختیار کر لیتی ہیں حدیث سے یہ بھی نکلا کہ قیامت کے دِن تک کچھ نہ کچھ اسلام باقی رہے گا مگر ضعیف ہو جائے گا جیسے دوسری حدیث میں ہے بَدَأَ الاسلام غریبا وسیعود کما بدء عرب ہی کے ملک سے سارے جہان میں توحید پھیلی ہے قیامت کے قریب وہاں بھی شرک ہونے لگے گا دوسرے ملکوں کا کیا پوچھنا وہ تو اب بھی شرک اور مشرکوں سے پٹے پڑے ہیں دوسری روایت میں یوں ہے کہ قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک لات اور عزیٰ کی پرستش پھر نہ شروع ہو گی تیسری روایت میں یوں ہے یہاں تک کہ میری امت کے کئی قبیلے بت پرستی شروع نہ کر دیں گے حاکم کی روایت میں یوں ہے یہاں تک کہ بنی عامر کی عورتوں کے مونڈھے ذی الخلصہ کے پاس نہ لڑیں اور ٹکر نہ کھائیں ایک روایت میں یوں ہے کہ یہاں تک میری امت کے کئی قبیلے مشرکوں سے نہ مل جائیں معاذ اللہ ہمارے پیغمبر صاحب دنیا میں اسی لیے تشریف لائے تھے کہ اللہ کی توحید جاری کریں شرک اور کفر اور بت پرستی کی کمر توڑیں پس جو شخص شرک اور شرک کے مقامات کو بیٹے بتوں اور تھانوں اور جھنڈوں اور قبروں اور گنبدوں کو جہاں پر شرک کی جاتی ہے تباہ اور مسمار اور برباد کرے وہی درحقیقت پیغمبر صاحب کا پیرو ہے اور یوں تو ہر کوئی دعویٰ کرتا ہے کہ میں پیغمبر صاحب کا عاشق ہوں پر علانیہ شرک ہوتے دیکھتا ہے اور منہ سے ایک حرف نہیں نکالتا ایسا زبانی دعویٰ کچھ کام نہیں آنے کا ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [۱] کہتے ہیں یہ قحطانی مہدی کے بعد نکلے گا اور اُنہی طریق پر چلے گا یہ نعیم بن حماد نے نکالا اور انہوں ہی نے عبدالرحمن بن قیس بن جابر صدفی سے انہوں نے باپ سے انہوں نے دادا سے مرفوعًا نکالا کہ امام مہدی کے بعد قحطانی آئیگا وہ اُن سے کم نہ ہو گا شاید وہ حضرت عیسیٰ کا نائب ہو گا ۱۲ منہ [۲] یعنی اُن کا بادشاہ فرمان روا بنے گا بعضوں نے کہا حقیقۃً لکڑی سے ہانکے گا بندگان خدا کو جانوروں کی طرح سمجھے گا اس کا نام جہجاہ ہو گا جیسے صحیح مسلم کی روایت میں ہے حافظ نے کہا چونکہ جہجاہ قریش کے خاندان سے نہ ہو گا جن کو خلافت اور حکومت کا حق ہے یہ گویا زمانہ کا تغیر ہوا کہ خلافت غیر مستحق کو ملی تو باب کی مطابقت حاصل ہو گئی اسی طرح اگلی حدیث سے اُس میں کفر اور شرک سے زمانہ کا تغیر ہے ۱۲ منہ [۳] یہ حدیث باب الہجرۃ میں موصولاً گذر چکی ہے حجاز عرب کے اُس قطعہ کو کہتے ہیں جس میں مکہ مدینہ طائف واقع ہیں کہتے ہیں یہ آگ آ چکی ہے ساتویں صدی ہجری میں ماہ جمادی الثانی ۶۵۴ھ ہجری میں مدینہ میں زلزلہ ہوا لوگوں نے جانا قیامت آئی پھر ایک طرف سے زمین پھٹ گئی اُس میں سے ایک آگ نکلی اور چالیس دن تک (باقی برصفحہ آئندہ)

۸۰۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيءُ أَعْنَاقَ الْإِبِلِ بِبُصْرَى۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی اُنہوں نے زہری سے کہ سعید بن مسیب نے کہا مجھ کو ابوہریرہؓ نے خبر دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک آگ حجاز کی زمین سے نکلے گی جو بصرے تک (بصری ایک شہر ہے شام میں دمشق کے قریب) کے اونٹوں کی گردنیں روشن کر دے گی[1]

۸۰۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَدِّهِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَهُ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا قَالَ عُقْبَةُ وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ

ہم سے عبداللہ بن سعید کندی نے بیان کیا کہا ہم سے عقبہ بن خالد نے کہا ہم سے عبیداللہ بن عمر نے انہوں نے خبیب بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے عبیداللہ کے دادا حفص بن عاصم بن عمر سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ زمانہ قریب ہے کہ فرات کی ندی میں ایک خزانہ نمود ہوگا جو کوئی وہاں (یہ خزانہ نکلنے وقت) موجود ہو وہ اس میں سے کچھ نہ لے[2] (اسی سند سے) عقبہ بن خالد نے کہا ہم سے عبیداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابوالزناد نے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے

(بقیہ صفحہ سابقہ) اس کی روشنی رہی لوہا پتھر اُس آگ سے جلتا تھا مگر گھاس نہ جلتی تھی سینکڑوں کوس تک اُس کی روشنی جاتی تھی مترجم کہتا ہے اس قسم کے واقعہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں ابھی ابھی پنجاب میں ایسے زور کا زلزلہ آیا کہ ہزارہا مکانات گر گئے لوگ مر گئے بعد اُس کے خبر آئی کہ تبت کی طرف ایک پہاڑ میں سے آگ نظر آئی زلزلہ کا سبب اکثر حکیموں نے یہی کہا ہے کہ زمین میں ایک قسم کا سائل مادہ جمع ہوتا ہے وہ باہر نکلنا چاہتا ہے لیکن پہاڑ اس کو روکتے ہیں اُس کے تصادم کی وجہ سے زمین کے اجزا میں غیر معمولی حرکت پیدا ہوتی ہے مگر مدینہ میں اس قسم کے شدید زلزلے بہت کم آتے ہیں اسلئے ممکن ہے کہ آنحضرت کی مراد اس آگ سے یہی واقعہ ہوا جو ۶۵۴ھ ہجری میں ہوا اور ممکن ہے کہ حجاز میں آگ نکلنے سے آپ کی یہ مراد ہو کہ حجاز میں ریل جاری ہوگی اور یہ فرمانا آپ کا صحیح ہوا آج کل بڑی مستعدی سے حجاز میں ریل بن رہی ہے اور مشرق سے مغرب تک لوگوں کو لے جائے گی اِس کا مطلب بھی ریلوے پر خوب چسپاں ہوتا ہے یعنے جب یہ ریل جاری ہو کر بغداد ریلوے سے جو ابھی بن رہی ہے مل جائے گی اُس وقت ایشیا والے جو مشرق والے ہیں یورپ کا سفر جو مغرب میں ہے اسی ریل پر کریں گے ۱۲ منہ

(حواشی صفحہ ہذا) [1] یعنے اُس کی روشنی ایسی تیز ہوگی کہ شام کے ملک تک پہنچے گی وہاں کے اونٹ دکھلائی دیں گے یہ مبالغہ کے طور پر فرمایا اور عرب کی زبان میں ایسے مبالغے رائج ہیں جس صورت میں کہ اس آگ سے حجاز ریلوے مراد ہو تو مطلب حدیث کا صاف ہے یعنی حجاز سے شام تک یہ ریل جاری ہوگی بصرے دمشق کے پاس ہے یہ ریل دمشق ہی سے حجاز تک بن رہی ہے ۱۲ منہ [2] کیونکہ اس خزانہ پر بڑا کشت و خون ہوگا دوسری روایت میں ہے سو آدمی میں سے ننانوے مارے جائیں گے ایک زندہ بچے گا ایسا سونا کس کام کا جس کے بعد سونا پڑے مثل مشہور ہے بھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹیں کان ۱۲

الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ یَحْسِرُ عَنْ جَبَلٍ مِّنْ ذَهَبٍ۔

انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر یہی حدیث نقل کی اس میں یوں ہے کہ فرات ندی میں ایک سونے کا پہاڑ نمود ہوگا تو خزانہ کے بدل پہاڑ کا لفظ ہے [۱]

بَابٌ ۴۱۸

۸۰۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا مَعْبَدٌ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ تَصَدَّقُوْا فَسَیَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَمْشِیْ بِصَدَقَتِهٖ فَلَا یَجِدُ مَنْ یَقْبَلُهَا قَالَ مُسَدَّدٌ حَارِثَةُ اَخُوْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ لِاُمِّهٖ۔

باب

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحیٰ بن سعید قطان نے انہوں نے شعبہ بن حجاج سے انہوں نے کہا ہم سے معبد بن خالد نے بیان کیا کہا میں نے حارثہ بن وہب سے سُنا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا لوگو جو خیرات کرنا ہو کر عنقریب ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ آدمی اپنی خیرات لے کر پھرتا رہے گا اور کوئی شخص ایسا نہ ملیگا جو اُس خیرات کو قبول کرے مسدد نے کہا حارثہ بن وہب عبید اللہ بن عمر کے اخیافی بھائی تھے [۲]

۸۰۳۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِیْمَتَانِ یَکُوْنُ بَیْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِیْمَةٌ دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةٌ وَحَتّٰی یُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ قَرِیْبٌ مِّنْ ثَلٰثِیْنَ کُلُّهُمْ یَزْعُمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَحَتّٰی یُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتَکْثُرَ الزَّلَازِلُ وَ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا انہوں نے عبدالرحمٰن اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ایسے بڑے بڑے دو گروہوں میں لڑائی نہ ہوگی جن دونوں کا دین ایک ہی ہوگا مراد صفین کی لڑائی ہے دونوں طرف والے مسلمان تھے اور قیامت اُس وقت تک نہ ہوگی جب تک جھوٹے دجال پیدا نہ ہولیں یہ تیس کے قریب ہونگے اُن میں کا ہر ایک یہ دعوے کرے گا میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور قیامت اُس وقت تک نہ ہوگی

---

[۱] اِس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے معلوم نہیں ہوتی بعضوں نے کہا امام بخاریؒ نے اِس حدیث کو اِس باب میں لا کر یہ اشارہ کیا کہ یہ خزانہ اُسی وقت نکلے گا جب یہ آگ نکلے گی اور لوگ اُس سے ڈر کر بھاگ رہے ہونگے ۱۲ منہ [۲] یہ زمانہ اخیر وقت قیامت کے قریب ہوگا جب دنیا کی آبادی بہت کم رہ جائے گی اور مال و دولت کی بوجہ کثرت کوئی قدر نہ رہے گی ایسے وقت میں کون خیرات قبول کرے گا بعضوں نے یہ کہا کہ یہ زمانہ ہو چکا عمر بن عبدالعزیزؒ کی خلافت میں مال کی ایسی ہی کثرت ہو گئی تھی ۱۲ منہ [۳] دونوں کی ماں اُم کلثوم بنت جرول تھی ۱۲ منہ۔

يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ وَحَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ فَيَفِيضَ حَتَّى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ وَحَتَّى يَعْرِضَهُ فَيَقُولُ الَّذِي يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ لَا أَرَبَ لِي بِهِ وَحَتَّى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِي الْبُنْيَانِ وَحَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ وَحَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ يَعْنِي آمَنُوا أَجْمَعُونَ فَذَلِكَ حِينَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهِ وَلَا يَطْوِيَانِهِ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهِ فَلَا يَطْعَمُهُ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يُلِيطُ حَوْضَهُ فَلَا يَسْقِي فِيهِ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أُكْلَتَهُ إِلَى فِيهِ فَلَا يَطْعَمُهَا۔

جب تک جھوٹے دجال پیدا نہ ہولیں یہ تیس کے قریب ہوں گے اُن میں کا ہر ایک یہ دعوےٰ کرے گا میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور قیامت اُس وقت تک نہ ہوگی یہاں تک کہ (دین کا) علم دنیا سے اٹھ جائے اور زلزلے بہت ہونگے (یعنے معمول کے خلاف زور سے یا جلد جلد) اور زمانہ میں برکت نہ رہے (عیش و غفلت کی وجہ سے) جلد جلد گذرے اور (فتنے (دین کے فسادات) نمود ہونگے اور ہرج بہت ہو (یعنی خون ریزی) اور مال بہت ہو کر نکلے اتنا کہ مال والے کو اس کی فکر رہے گی دیکھئے اُس کی خیرات کوئی لیتا ہے یا نہیں ایک شخص کو خیرات دینے جائے گا وہ کہے گا کچھ حاجت نہیں مجھ کو ضرورت نہیں اور لوگ خوب لمبی لمبی عمارتیں ٹھونکیں گے اور ایک شخص دوسرے شخص کی قبر پر سے گذرے گا اور کہیگا کاش میں اس جگہ ہوتا (مرگیا ہوتا) اور سورج پچھم کی طرف سے نکلے گا جب ادہر سے نکلے گا اور سب لوگ دیکھ لیں گے تو سب کے سب خدا پر ایمان لائیں گے مگر اُس وقت کا ایمان لانا اُس شخص کے لیے کچھ مفید نہ ہوگا جو اس سے پہلے ایمان نہیں لاچکا تھا یا (ایمان لاکر) کچھ نیک کام نہیں کرچکا تھا[1] اور قیامت ایسی اچانک آجائے گی کہ دو آدمی کپڑا پھیلائے بیچ کھوچ کر رہے ہوں گے ابھی بیچنے سے فراغت نہیں کریں گے اور کپڑا تہ تک نہ کریں گے کہ قیامت آجائے گی اور کوئی آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ لے جا رہا ہوگا ابھی پینے کی نوبت نہیں آئی ہوگی کہ قیامت آجائے گی اور کوئی آدمی اپنا عوض لیپ پوت رہا ہوگا اپنے جانوروں کو اُس میں پانی نہ پلایا ہوگا کہ قیامت آجائے گی اور کوئی آدمی لوالہ مُنہ تک اٹھا چکا ہوگا ابھی کھایا نہ ہوگا کہ قیامت آجائے گی۔

---

[1] مگر جو پچھم سے سورج نکلنے سے بیشتر ایمان لاچکے یا ایمان کے ساتھ نیک اعمال بھی کرچکا ایسے لوگوں کو اُن کا ایمان فایدہ دیگا اس صورت میں معتزلہ کا یہ استدلال پورا نہ ہوگا کہ مومن گنہگار جس نے اعمال خیر نہ کیے ہونگے ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے ۱۲ منہ

بَابٌ ٤١٩ ذِكْرُ الدَّجَّالِ۔

۸۰۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِي الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ مَا سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَّالِ مَا سَأَلْتُهُ وَإِنَّهُ قَالَ لِيْ مَا يَضُرُّكَ مِنْهُ قُلْتُ لِأَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ إِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَهَرَ مَاءٍ قَالَ هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ

۸۰۵۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ۔

باب دجال کا بیان[1]

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے اسمٰعیل بن ابی خالد نے کہا مجھ سے قیس بن ابی حازم نے کہا مجھ سے مغیرہ بن شعبہ نے کہا دجال کو جتنا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اتنا کسی سے نہیں پوچھا میں اکثر دجال کا حال آپ سے پوچھا کرتا تھا آپ نے فرمایا تجھ کو دجال سے کچھ نہیں ڈر (کیونکہ میں ابھی زندہ ہوں) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ لوگ کہتے ہیں کے ساتھ روٹیوں کا ایک پہاڑ ہوگا اور پانی کی ندی ہوگی آپ نے فرمایا پھر اس سے کیا ہوتا ہے اگر یہ بات بھی ہو جب بھی اللہ کے نزدیک وہ کچھ مال نہیں[2]

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے امام بخاری نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ ابن عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپ نے فرمایا دجال داہنی آنکھ کا کانا ہوگا اسکی آنکھ کیا ہے گویا پھولا ہوا انگور ہے[3]

---

[1] دجال دجل سے نکلا ہے جس کا معنی حق کو چھپانا اور ملمع سازی کرنا جادو اور شعبدہ بازی کرنا ہر شخص کو جس میں یہ صفتیں ہوں دجال کہہ سکتے ہیں چنانچہ اوپر گذرا کہ اس امت میں تیس کے قریب دجال پیدا ہوں گے اُن میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کریگا ہمارے زمانہ میں جو ایک مرزا قادیان میں پیدا ہوا ہے وہ بھی اُن تیس میں کا ایک ہے اور بڑا دجال وہ ہے جو قیامت کے قریب ظاہر ہوگا عجیب عجیب شعبدے دکھلائے گا خدائی کا دعویٰ کریگا لیکن مردود کانا ہوگا یہ باب اسی کے حالات میں ہے اللہ تعالیٰ اُس شر سے محفوظ رکھے ایک حدیث میں ہے جو کوئی تم میں سے سنے دجال نکلا تو اس سے دور رہے (یعنی جہاں تک ہو سکے اُس کے پاس نہ جائے ۱۲ منہ [2] یعنی باوجود اس بات کے کہ اُسکے پاس روٹیوں کے پہاڑ اور پانی کی نہریں ہوں جب بھی وہ اللہ کے نزدیک اِس لائق نہ ہوگا کہ لوگ اسکو خدا سمجھیں گے کیونکہ وہ کانا اور عیب دار ہوگا اور اُس کی پیشانی پر کفر کا لفظ مرقوم ہوگا جس کو دیکھ کر سب مسلمان پہچان لیں گے کہ یہ جعلیہ مردود ہے دوسری میں ہے کوئی تم میں سے مرے تک اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتا اور دجال کو لوگ دنیا میں دیکھ لیں گے تو معلوم ہوا وہ جھوٹا ہے اس حدیث سے اُن لوگوں کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں دنیا میں بیداری میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوتا ہے صحیح مسلم کی روایت میں کہ حضرت عیسیٰؑ اس کو اتر کر قتل کریں گے ۱۲ منہ [3] اس باب میں مختلف روایتیں آئی ہیں کسی میں داہنی آنکھ کا کانا مذکور ہے غرض ایک آنکھ اُسکی کانی ہوگی اور اختلاف اس پر محمول ہے کہ راویوں کو بہ تحقیق یاد نہ رہا کہ آنے داہنی آنکھ کا کانا فرمایا یا بائیں آنکھ کا بعضوں نے کہا ایک آنکھ کانی اور دوسری میں پھلی ہوگی کس بوتے پر اتنا پانی مردود اتنا بڑا تو عیب نہ رکھتا ہوگا اس پر خدائی کا دعویٰ کیا زیب دیگا

۸۰۶ - حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيءُ الدَّجَّالُ حَتَّى يَنْزِلَ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِينَةِ ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِينَةُ ثَلٰثَ رَجَفَاتٍ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ۔

ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے انہوں نے اپنے چچا انس بن مالک سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال مشرق کی طرف سے (خراسان سے) آئے گا اور مدینہ کے قریب آن کر اترے گا پھر مدینہ میں تین بار زلزلہ آئے گا اور جتنے کافر اور منافق ہیں وہ (ڈر کے مارے) مدینہ سے نکل کر دجال کے پاس چل دیں گے[1]

۸۰۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُعْبُ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَلَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا ہم سے دادا (ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف) سے انہوں نے ابوبکرہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا مدینہ والوں پر دجال کا رعب نہیں پڑنے کا اُس دن مدینہ کے سات دروازے[2] ہونگے ہر دروازے پر دو فرشتے (پہرہ دیتے) ہونگے۔

۸۰۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُعْبُ الْمَسِيحِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ قَالَ وَقَالَ ابْنُ إِسْحٰقَ عَنْ صَالِحِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَدِمْتُ الْبَصْرَةَ فَقَالَ لِي أَبُو بَكْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا۔

علی بن عبداللہ نے کہا محمد بن اسحاق نے صالح بن ابراہیم سے روایت کیا انہوں نے اپنے باپ ابراہیم (بن عبدالرحمٰن بن عوف) سے انہوں نے کہا میں بصرہ میں گیا وہاں ابوبکرہ نے مجھ سے بیان کیا میں نے آنحضرت سے سُنا یہی حدیث (اوپر والی بیان کی)[3]

۸۰۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سالم بن عبداللہ سے اُن کے والد

---

[1] دجال صاحب پہلے اپنی آنکھ تو درست کرو پھر دوسروں کی خبر لو ۱۲ منہ ۔ جو پکے مومن ہیں وہی مدینہ میں رہ جائیں گے دوسری روایت میں ہے وہ سب شہروں میں جائے گا۔ سوا مکہ اور مدینہ کے ان شہروں کی فرشتے حفاظت کریں گے ۱۲ منہ [2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشن گوئی بالکل صحیح ہوئی مدینہ کے گرد شہر پناہ بن گئی ہے پہلے چھ دروازے تھے چند سال سے ساتواں دروازہ بھی بن گیا ہے دوسری روایت میں ہے دجال دور ہی سے آپ کا روضہ مبارک دیکھ کر کہے گا اخاہ محمدؐ کا یہی سفید محل ہے ۱۲ منہ [3] اس سند کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کا سماع ابوبکرہ سے ثابت ہو جائے، کیونکہ بعض محدثین نے ابراہیم کی روایت ابوبکرہ سے منکر بھی ہے (اس لیے کہ ابراہیم مدنی ہیں) اور ابوبکرہ حضرت عمرؓ کے زمانہ سے اپنی وفات تک بصرہ میں رہے ۱۲ منہ صحیح

اِبْرَاهِيْمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنِّيْ لَاُنْذِرُكُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَقَدْ اَنْذَرَهٗ قَوْمَهٗ وَلٰكِنِّيْ سَاَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهٖ اِنَّهٗ اَعْوَرُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ۔

عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سنانے کو لوگوں میں کھڑے ہوئے پہلے جیسے چاہیے ویسی اللہ کی تعریف بیان کی پھر دجال کا تذکرہ کیا فرمایا میں بھی تم کو دجال سے ڈراتا ہوں اور ہر پیغمبر نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا ہے مگر میں اس کی ایک نشانی تم سے کہے دیتا ہوں جو کسی پیغمبر نے اپنی امت کو نہیں بتلائی وہ مردود کانا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے[1]

۸۱۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَاِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبِطُ الشَّعَرِ يَنْطُفُ اَوْ يُهَرَاقُ رَاْسُهٗ مَاءً قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ ذَهَبْتُ اَلْتَفِتُ فَاِذَا رَجُلٌ جَسِيْمٌ اَحْمَرُ جَعْدُ الرَّاْسِ اَعْوَرُ الْعَيْنِ كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قَالُوْا هٰذَا الدَّجَّالُ اَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ رَجُلٌ مِّنْ خُزَاعَةَ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا ہوا ایک بار سوتے میں میں نے دیکھا میں کعبہ کا طواف کر رہا ہوں اتنے میں ایک شخص گندم گوں سیدھے بال والا دکھلائی دیا اس کے بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے لوگوں نے کہا یہ عیسیٰ ہیں مریم کے بیٹے (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پھر میں نے دوسری طرف نگاہ کی تو ایک سرخ رنگ کا موٹا شخص نظر آیا اس کے بال گھونگرالے تھے آنکھ کانی جیسے پھولا انگور میں نے پوچھا یہ کون ہے لوگوں نے کہا یہ دجال ہے اس کی صورت عبدالعزےٰ بن قطن سے بہت ملتی تھی (یہ ایک شخص تھا جو جاہلیت کے زمانہ میں مر گیا تھا[2]

۸۱۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ رضی

ہم سے عبدالعزیز بن اویسی نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ بن زبیرؓ سے

[1] دوسری روایت میں ہے نوح کے بعد جتنے پیغمبر گذرے ہیں سب نے اپنی اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے ایک روایت میں ہے نوح نے بھی ڈرایا کانا ہونا ایک بڑا عیب ہے اور اللہ تعالیٰ ہر عیب اور نقص سے پاک ہے ۱۲ منہ [2] یہ حدیث اوپر کتاب التعبیر میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ

قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَعِيْذُ فِيْ صَلَاتِهٖ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ۔

حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نماز میں دجال کے فتنے سے پناہ مانگتے تھے[1]

۸۱۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الدَّجَّالِ اِنَّ مَعَهٗ مَاءً وَّنَارًا فَنَارُهٗ مَاءٌ بَارِدٌ وَّمَاؤُهٗ نَارٌ قَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ اَنَا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم سے والد نے انہوں نے شعبہ بن حجاج سے انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے انہوں نے ربعی بن حراش سے انہوں نے حذیفہ بن یمان سے انہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا دجال کے ساتھ پانی ہوگا آگ بھی ہوگی لیکن اُس کی آگ حقیقت میں ٹھنڈا پانی اور اُس کا پانی حقیقت میں آگ ہے حذیفہ کی یہ حدیث سن کر ابو مسعود انصاری نے کہا میں نے بھی یہ حدیث آنحضرت صلعم سے سنی ہے[2]

۸۱۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بُعِثَ نَبِيٌّ اِلَّا اَنْذَرَ اُمَّتَهُ الْاَعْوَرَ الْكَذَّابَ اَلَا اِنَّهٗ اَعْوَرُ وَاِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ وَاِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوْبٌ كَافِرٌ فِيْهِ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی پیغمبر ایسا نہیں نہیں آیا جس نے اپنی امت کو جھوٹے کانے دجال سے نہ ڈرایا ہو سُن لو وہ مردود کانا ہوگا اور تمہارا پروردگار کانا نہیں ہے اور اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا اس باب میں ابوہریرہؓ اور ابن عباسؓ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے[3]

---

[1] یہ امت کی تعلیم کے لیے تھا اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے پہلے آپ کو یہ خبر نہیں دی گئی تھی دجال کب نکلے گا آپ کو یہ خیال تھا شاید میری زندگی ہی میں نکل آئے ۱۲ منہ [2] دوسری روایت میں یوں ہے تم میں سے جو کوئی اُس کا زمانہ پائے تو اسکی آگ میں چلا جائے وہ نہایت شریں ٹھنڈا عمدہ پانی ہوگی مطلب یہ ہے کہ دجال ایک شعبدہ باز ہوگا اور ساحر ہوگا پانی کو آگ اور آگ کو پانی کر کے لوگوں کو بتلائے گا یا اللہ تعالیٰ اُس کو ذلیل کر کے اُلٹ کر دے گا جن لوگوں کو وہ پانی دے گا اُن کے لیے وہ پانی آگ ہو جائے گا اور جن مسلمانوں کو وہ مخالف سمجھ کر آگ میں ڈال دے گا ان کے حق میں آگ پانی ہو جائے گا جن لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ آگ اور پانی دونوں مختلف حقیقتیں ہیں اُن میں انقلاب کیسے ہوگا درحقیقت وہ پرلے سرے کے بیوقوف ہیں یہ انقلاب تو دنیا میں رات دن ہو رہا ہے عناصر کا کون و فساد برابر جاری ہے بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ کوئی دجال کا کہنا مانے گا وہ اس کو ٹھنڈا پانی دے گا تو درحقیقت یہ ٹھنڈا پانی آگ ہے یعنی قیامت میں وہ دوزخی ہوگا اور جس کو مخالف سمجھے گا اور اس آگ میں ڈالے گا اُسکے حق میں یہ آگ پانی ہوگی یعنی قیامت کے دن وہ بہشتی ہوگا اُس کو بہشت کا ٹھنڈا پانی ملے گا ۱۲ منہ [3] یہ دونوں حدیثیں اوپر احادیث الانبیاء میں موصولاً گزر چکی ہیں دوسری روایت میں ہے کہ مومن پڑھ لے گا خواہ لکھا پڑھا ہو یا نہ ہو کافر نہ پڑھ سکے گا گو لکھا پڑھا بھی ہو یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہوگی نووی نے کہا صحیح یہ ہے کہ حقیقۃً یہ لفظ

(باقی بر صفحہ آئندہ)

بَابٌ ۴۱۹ لَا يَدْخُلُ الدَّجَّالُ الْمَدِينَةَ

۶۸۱۴ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا حَدِيثًا طَوِيلًا عَنِ الدَّجَّالِ فَكَانَ فِيمَا يُحَدِّثُنَا بِهِ أَنَّهُ قَالَ يَأْتِي الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِينَةِ فَيَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِي تَلِي الْمَدِينَةَ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ وَهُوَ خَيْرُ النَّاسِ أَوْ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِي حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَهُ فَيَقُولُ الدَّجَّالُ أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَتَلْتُ هَذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ هَلْ تَشُكُّونَ فِي الْأَمْرِ فَيَقُولُونَ لَا فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيهِ فَيَقُولُ وَاللَّهِ مَا كُنْتُ فِيكَ أَشَدَّ بَصِيرَةً مِنِّي الْيَوْمَ فَيُرِيدُ الدَّجَّالُ أَنْ يَقْتُلَهُ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ۔

۶۸۱۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُجْمِرِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

باب دجال مدینہ طیبہ میں نہیں جانے کا۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ ابن مسعود نے بیان کیا کہ ابوسعید خدریؓ نے کہا ہم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن دجال کا لمبا قصہ بیان فرمایا اس میں یہ بھی تھا کہ دجال پر مدینہ کے اندر جانا حرام کر دیا گیا ہے وہ کیا کرے گا مدینہ کے باہر ایک کھاری زمین میں اُترے گا جو مدینہ کے قریب ہوگی اس وقت مدینہ والوں میں سے ایک آدمی جو سب میں اچھا آدمی ہوگا اس کے پاس جائے گا اور کہے گا میں گواہی دیتا ہوں تو وہی دجال ہے جس کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے فرما گئے تھے دجال اپنے لوگوں سے کہے گا دیکھو اگر میں اس شخص کو مار ڈالوں پھر جلا دوں تب بھی تم کو میرے باب میں (میرے سچے ہونے کی) کچھ شک نہیں رہنے کی وہ کہیں گے نہیں (پھر کیا شک رہے گی) دجال کیا کرے گا اس شخص کو مار ڈالے گا[1] پھر جلائے گا تب وہ شخص کہے گا اب تو مجھ کو اور یقین ہو گیا تو ہی (کم بخت) دجال ہے پھر دجال اس کو مار ڈالنا چاہے گا تو مار نہ سکے گا[2]

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے نعیم بن عبداللہ مجمر سے انہوں نے

(بقیہ صفحہ سابقہ) اُس کی پیشانی پر لکھا ہوگا بعضوں نے اس کی تاویل کی ہے اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کے دل میں ایمان کا ایسا نور دیگا کہ وہ دجال کو دیکھتے ہی پہچان لیں گے کہ یہ کافر جعلساز بدمعاش ہے اور کافر کی عقل پر پردہ ڈال دیگا وہ سمجھے گا کہ دجال سچا ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] دوسری روایت میں ہے یہ شخص مسلمان ہوگا اور لوگوں سے پکار کر کہے گا مسلمانوں یہی دجال ہے جس کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی ایک روایت میں ہے کہ دجال اُس کو آرے سے چیر ڈالے گا ایک روایت میں ہے کہ تلوار سے دو نیم کر دے گا اور یہ جلانا کچھ دجال کا معجزہ نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے کافر کو معجزہ نہیں دیتا بلکہ خدا کا ایک فعل ہوگا جس کو وہ اپنے بندوں کو آزمانے کے لیے دجال کے ہاتھ ظاہر کرے گا اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ ولی کی بڑی نشانی یہ بھی ہے کہ شریعت پر قائم ہو اگر کوئی شخص شریعت کے خلاف چلتا ہو اور مردے کو بھی زندہ کر کے دکھلائے جب بھی اُس کو نائب دجال سمجھنا چاہیے ۱۲ منہ [2]

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَنْقَابِ الْمَدِیْنَۃِ مَلٰٓئِکَۃٌ لَّا یَدْخُلُھَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ۔

ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ کے رستوں پر فرشتے پہرہ دیتے ہیں اُس میں نہ طاعون آئے گا نہ دجال۔

٨١٦۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیَی بْنُ مُوْسٰی حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ ھَارُوْنَ اَخْبَرَنَا شُعْبَۃُ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَدِیْنَۃُ یَاْتِیْھَا الدَّجَّالُ فَیَجِدُ الْمَلٰٓئِکَۃَ یَحْرُسُوْنَھَا فَلَا یَقْرَبُھَا الدَّجَّالُ قَالَ وَلَا الطَّاعُوْنُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ۔

مجھ سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ہارون نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا دجال مدینہ پر آئے گا دیکھے گا تو فرشتے وہاں پہرہ دے رہے ہیں تو مدینہ کے پاس نہ پھٹک سکے گا اسی طرح طاعون بھی خدا چاہے تو مدینہ میں نہ آسکے گا [1]

بَابٌ ٤٢١ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ۔

باب یاجوج اور ماجوج کا بیان [2]

٨١٧۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ ح وَحَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ حَدَّثَنِیْ اَخِیْ عَنْ سُلَیْمٰنَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ عَتِیْقٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّ زَیْنَبَ ابْنَۃَ اَبِیْ سَلَمَۃَ حَدَّثَتْہُ عَنْ اُمِّ حَبِیْبَۃَ بِنْتِ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے دُوسری سند اور ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ کو میرے بھائی عبدالحمید نے انہوں نے سلیمان بن بلالؒ انہوں نے محمد بن ابی عتیق سے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے زینب بنت ابی سلمہ سے بیان کیا اُن سے

[1] یہ آنحضرت کی برکت ہے کہ مدینہ ان بلاؤں سے محفوظ ہے ہیضہ تو مدینہ میں آتا ہے میں نے خود دیکھا ہے اس لیے طاعون سے مراد ورم ہے جو بغل یا ران یا گردن میں ہوتا ہے بڑی جلن اور سوزش اور بخار کے ساتھ یعنی پلیگ جو آج کل ہندوستان میں شایع ہے بعضوں نے کہا آپ نے انشاء اللہ کے ساتھ فرمایا تو یہ بیماری بھی مدینہ میں جاسکتی ہے ١٢ منہ [2] صحیح یہ ہے کہ یاجوج ماجوج آدمی ہیں یافث بن نوح کی اولاد سے بعضوں نے کہا وہ آدم کی اولاد ہیں مگر حوا کی اولاد نہیں آدم کا نطفہ مٹی میں مل گیا تھا اُس سے پیدا ہوئے مگر یہ قول محض بے دلیل ہے ابن مردویہ اور حاکم نے حذیفہ سے مرفوعاً نکالا کہ یاجوج ماجوج دو قبیلے ہیں یافث بن نوح کی اولاد ہیں اُن میں کوئی شخص اُس وقت تک نہیں مرتا جب تک ہزار اولاد اپنی نہیں دیکھ لیتا اور ابن ابی حاتم نے نکالا آدمیوں اور جنوں کے دس حصے ہیں ان میں نو حصے یاجوج ماجوج ہیں ایک حصے میں باقی لوگ کعب سے منقول ہیں یاجوج ماجوج کے کئی لوگ کئی قسم کے ہیں بعضے تو شمشاد کی طرح لمبے بعضے طول عرض دونوں میں چار چار ہاتھ بعضے اتنے بڑے کان رکھتے ہیں کہ ایک کو بچھاتے ایک کو اوڑھ لیتے ہیں اور حاکم نے ابن عباسؓ سے نکالا یاجوج ماجوج کے لوگ ایک ایک بالشت کے لوگ ہیں بہت لمبے اُن میں وہ ہیں جو تین بالشت کے ہیں ابن کثیر نے کہا ابن ابی حاتم نے اُن کے اشکال اور حالات اور قد و قامت اور کانوں کے باب باب میں عجیب عجیب حدیثیں نقل کی ہیں جن کی سندیں صحیح نہیں ہیں کہتا ہوں جتنا صحیح حدیثوں سے ثابت ہے وہ اسی قدر ہے کہ یاجوج ماجوج دو قومیں ہیں آدمیوں کی قیامت کے قریب وہ نہایت ہجوم کریں گے اور ہر بستی میں گھس آئیں گے اس کو تباہ و برباد کریں گے واللہ اعلم ١٢ منہ

أَبِي سُفْيَانَ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَزِعًا يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هَذِهِ وَحَلَّقَ بِإِصْبَعِهِ الْإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا قَالَتْ زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ۔

۸۱۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُفْتَحُ الرَّدْمُ رَدْمُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلَ هَذِهِ وَعَقَدَ وُهَيْبٌ تِسْعِينَ۔

ام حبیبہ بنت ابی سفیان نے انہوں نے ام المومنین زینب بنت جحش سے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گھبرائے ہوئے تشریف لائے آپ فرما رہے تھے لا الہ الا اللہ عرب کی خرابی ایک آفت سے جو نزدیک ہی آن پہنچی آج یاجوج ماجوج کی دیوار اتنی کھل گئی اور آپ نے انگوٹھے اور کلمے کی انگلی کا حلقہ کر کے بتلایا یہ سن کر ام المومنین زینب نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اچھے نیک بخت لوگ زندہ رہنے پر بھی ہم تباہ اور برباد ہوں گے آپ نے فرمایا ہاں جب بدکاری بہت پھیل جائے گی۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے کہا ہم سے عبداللہ بن طاؤس نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا یاجوج ماجوج کی دیوار اتنی کھل گئی وہیب نے نوے کا اشارہ کر کے بتلایا اس اشارے کا ذکر اوپر گذر چکا [1]

[1] ہمارے زمانہ میں بہت سے لوگ اس میں شبہ کرتے ہیں کہ جب یاجوج ماجوج اتنی بڑی قوم ہے کہ اس میں کا کوئی شخص اس وقت تک نہیں مرتا جب تک ہزار آدمی اپنی نسل کے نہیں دیکھ لیتا تو یہ قوم اس وقت دنیا کے کس حصے میں آباد ہے اہل جغرافیہ نے تو ساری زمین کو چھان ڈالا ہے یہ ممکن ہے کہ کوئی چھوٹا سا جزیرہ ان کی نظر سے رہ گیا ہو مگر اتنا بڑا ملک جس میں ایسی کثیر التعداد قوم بستی ہے نظر نہ آنا قیاس سے دور ہے دوسرے اس زمانہ میں لوگ بڑے بڑے اونچے پہاڑوں پر چڑھ جاتے ہیں ان میں ایسے ایسے سوراخ کرتے ہیں جس میں سے ریل چلی جاتی ہے تو یہ دیوار ان کو کیونکر روک سکتی ہے سخت سے سخت چیز دنیا میں فولاد ہے اس میں بھی بآسانی سوراخ ہو سکتا ہے کتنی ہی اونچی دیوار ہو آلات کے ذریعہ سے اس پر چڑھ سکتے ہیں۔ ڈائنامنٹ سے اس کو دم بھر میں گرا سکتے ہیں ان شبہوں کا جواب یہ ہے کہ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ دیوار اب تک موجود ہے اور یاجوج ماجوج کو روکے ہوئے ہے البتہ آنحضرت کے زمانہ تک ضرور موجود تھی اور اس وقت تک دنیا میں صنعت اور آلات کا ایسا رواج نہ تھا تو یاجوج ماجوج کی وحشی قومیں اس دیوار کی وجہ سے رکی رہنے میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اور یہ کہ یاجوج ماجوج کے کسی شخص کا نہ مرنا جب تک وہ ہزار آدمی اپنی نسل سے نہ دیکھ لے یہ بھی ممکن ہے کہ اسی وقت تک کا بیان ہو جب تک آدمی کی عمر ہزار اور دو ہزار سال تک ہوا کرتی تھی نہ ہمارے زمانہ کا جب عمر انسانی کی مقدار سو برس یا ایک سو بیس برس رہ گئی ہے آخر یاجوج ماجوج بھی انسان ہیں ہماری عمروں کی طرح ان کی عمریں بھی گھٹ گئی ہونگی اب یہ جو آثار صحابہ اور تابعین سے منقول ہے کہ ان کے قد و قامت اور کان ایسے ہیں ان کی سندیں صحیح اور قابل اعتماد نہیں ہیں اور جغرافیہ والوں نے جن قوموں کو دیکھا ہے انہی میں سے دو بڑی قومیں یاجوج اور ماجوج ہیں اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ کونسی قومیں ہیں بعضوں نے قیاس سے روس اور تاتاری یعنی چینی اور جاپانی (باقی بر صفحہ آئندہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كِتَابُ الْاَحْكَامِ

بَابٌ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا (سورۂ نساء میں) اللہ اور رسول کا اور اپنے حاکموں (سرداروں) کا کہا مانو[1]

۸۱۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَطَاعَنِيْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ اَطَاعَ اَمِيْرِيْ فَقَدْ اَطَاعَنِيْ وَمَنْ عَصٰى اَمِيْرِيْ فَقَدْ عَصَانِيْ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی انہوں نے یونس بن یزید سے انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی انہوں نے ابوہریرہؓ سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی (کیونکہ میں اللہ کا پیغام پہنچانے والا ہوں) اس طرح جس نے میرے مقرر کیے ہوئے حاکم کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے اُس کی نافرمانی کی گویا میری نافرمانی کی۔

۸۲۰۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ کو امام مالک نے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سن لو

(بقیہ صفحہ سابقہ) قوموں کو یاجوج ماجوج کہا ہے بعضوں نے انگریز اور روس کو۔ انگریز کی قوم کوئی بڑی تعداد کی قوم نہیں روس تاتار چین جاپان یہ دونوں یاجوج ماجوج ہو سکتے ہیں مسلم کی حدیث میں ہے کہ یاجوج ماجوج بحیرہ طبریہ پر سے گذریں گے تو اُسکا پانی تمام کر دیں گے امام احمد کی روایت ہے جس پر سے گذریں گے اس کو تباہ کریں گے جس پانی پر سے گذریں گے اس کو پی جائیں گے مسلم کی ایک حدیث میں ہے وہ کہیں گے اب زمین والوں کو تو ہم مار چکے لاؤ آسمان والوں کو بھی ماریں پھر آسمان کی طرف تیر ماریں گے اللہ تعالیٰ اُس کو خون سے رنگ کر لوٹا دے گا ابن جریر اور ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے وہ کہیں گے اب ہم آسمان والوں پر بھی غالب ہوئے ایک حدیث میں ہے کہ وہ زمین کے سب جانور سانپ بچھو تک بھی کھا جائیں گے اور ہاتھی اور سور بھی اُن کا مقدمۃ الجیش شام میں ہوگا تو ساقہ (لشکر کا اخیر حصہ) خراساں میں لیکن اللہ مکہ اور مدینہ اور بیت المقدس کو اُن سے بچائے رکھے گا ۱۲ منہ

(حواشی صفحہ ہذا) [1] امام بخاری نے اس آیت کو لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ صحیح اور راجح قول یہی ہے کہ اولی الامر منکم سے بادشاہ اور سردار مراد ہیں بعضوں نے عالم مراد لیے ہیں قسطلانی نے کہا بادشاہوں اور حاکموں کی اطاعت اسی وقت تک واجب ہے جب تک وہ خلاف شرع حکم نہ دیں جب [illegible] فرمائیں تو اُن کی اطاعت واجب نہیں ہے ۱۲ منہ

قَالَ اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ فَالْاِمَامُ الَّذِيْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَّهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰۤى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰۤى اَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ اَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ۔

تم میں سے ہر شخص حکومت رکھتا ہے اور ہر شخص سے اُس کی رعیت کی بازپرس ہوگی بادشاہ تو بڑا حاکم ہے اُس سے تو اُس کی رعایا کی پوچھ ہوگی لیکن دوسرے لوگ بھی اپنے اپنے گھر والوں کے حاکم ہیں (گھر کے لوگ اسکی رعیت ہیں) اُن کی بازپرس اُس سے ہوگی اور عورت اپنے خاوند کے گھر والوں کی نگہبان ہے اُس سے ان کی پوچھ ہوگی اسی طرح آدمی کا غلام اپنے سردار کے مال کا نگہبان ہے اُس سے اسکی پوچھ ہوگی (کچھ چرائی یا تلف تو نہیں کی) غرض ہر شخص حکومت رکھتا ہے اور اُس سے اپنی رعیت کی پرسش ہونا ہے

بَابٌ ۴۲۲ اَلْاُمَرَاءُ مِنْ قُرَيْشٍ۔

باب امیر اور سردار اور خلیفہ ہمیشہ قریش قبیلے سے ہونا چاہیے

۸۲۱۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُّحَدِّثُ اَنَّهٗ بَلَغَ مُعٰوِيَةَ وَهُوَ عِنْدَهٗ فِيْ وَفْدٍ مِّنْ قُرَيْشٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يُّحَدِّثُ اَنَّهٗ سَيَكُوْنُ مَلِكٌ مِّنْ قَحْطَانَ فَغَضِبَ فَقَامَ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهٗ بَلَغَنِيْ اَنَّ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا محمد بن جبیر بن مطعم بیان کرتے تھے وہ قریش کے چند لوگوں کے ساتھ معاویہؓ کے پاس گئے تھے (ان کو مدینہ والوں نے بھیجا تھا معاویہؓ سے بیعت کرنے کے لیے جب امام حسنؓ نے خلافت اُن پر سپرد کر دی تھی) معاویہؓ کو یہ خبر پہنچی کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ عنقریب ایک شخص قحطان کا بادشاہ ہوگا (یعنے قحطان قبیلے کا جیسے ابوہریرہؓ کی روایت سے بھی اوپر گذر چکا) معاویہؓ یہ سن کر غصے ہوئے

لہ یہ ترجمہ باب خود ایک حدیث کا لفظ ہے جس کو طبرانی نے نکالا لیکن چونکہ وہ بخاری کی شرط پر نہ تھے اس لیے اُس کو نہ لا سکے جمہور علماء سلف اور خلف کا یہی قول ہے کہ امامت اور خلافت کے لیے قریشی ہونا شرط ہے اور غیر قریشی کی امامت اور خلافت صحیح نہیں ہے اور حضرت ابوبکر صدیق نے اسی حدیث سے استدلال کر کے انصار کے دعویٰ کو رد کیا جب وہ کہتے تھے کہ ایک امیر انصار میں سے رہے ایک قریش میں سے اور تمام صحابہؓ نے اس پر اتفاق کیا گویا صحابہ کا اس پر اجماع ہوگیا کہ غیر قریشی کے لیے خلافت نہیں ہو سکتی البتہ خلیفہ وقت کا وہ نائب رہ سکتا ہے جیسے آنحضرتؐ نے اور خلفاء راشدین نے اور خلفاء بنی امیہ اور عباسیہ نے اپنے عہد میں غیر قریشی لوگوں کو اپنا نائب اور عامل مقرر کیا ہے حافظ نے کہا خارجی اور معتزلیوں نے اس مسئلہ میں خلاف کیا وہ غیر قریشی کی امامت اور خلافت جائز رکھتے ابن طیب نے کہا اُن کا قول التفات کے لائق نہیں ہے جب حدیث سے ثابت ہے کہ قریش کا حق ہے کہ ہر قرن میں مسلمانوں نے اسی اصول پر عمل کیا ہے قاضی عیاض نے کہا سب علما کا یہی مذہب ہے کہ امام کے لیے قریشی ہونا شرط ہے اور یہ اجماعی مسائل میں سے ہے اور خارجی اور معتزلہ نے یہ شرط نہیں رکھی اُن کا قول تمام مسلمانوں کے خلاف ہے مترجم کہتا ہے اب سلطان روم خلیفہ شرعی نہیں ہو سکتے البتہ بادشاہ اسلام یا نائب خلیفہ ہو سکتے ہیں ۱۲ منہ۔

رِجَالًا مِنْكُمْ يُحَدِّثُوْنَ أَحَادِيْثَ لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا تُؤْثَرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُولٰئِكَ جُهَّالُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَالْأَمَانِيَّ الَّتِيْ تُضِلُّ أَهْلَهَا فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ فِيْ قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيْهِمْ أَحَدٌ إِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهِ مَا أَقَامُوا الدِّيْنَ تَابَعَهُ نُعَيْمٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

اور خطبہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے پہلے جیسے چاہیے ویسی اللہ کی تعریف کی پھر کہنے لگے امابعد مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے تم میں سے چند لوگ ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں جن کا ثبوت اللہ کی کتاب (قرآن) سے نہیں ہے اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں[1] ایسے لوگ بڑے جاہل ہیں تم لوگ ایسے خیالات سے بچے رہو جو گمراہ کرنے والے ہیں میں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے یہ امر یعنے خلافت اور سرداری قریش میں رہے گی جب تک وہ دین اور شریعت کو قائم رکھیں گے[2] اور جو کوئی ان میں سے (یعنی قریشی خلیفوں سے دشمنی کرے گا اللہ اس کو اوندھے منہ دوزخ میں گرا دے گا۔ شعیب کے ساتھ اس حدیث کو نعیم بن حماد نے بھی ابن مبارک سے انہوں نے معمر سے انہوں نے زہری سے انہوں نے محمد بن جبیر سے

[1] یہ معاویہؓ کا کہنا بے معنی نہ تھا کیونکہ عبداللہ بن عمرو اس حدیث کو آنحضرت سے نقل کرتے تھے اور ابوہریرہ اور ابن عمر نے بھی اس کو روایت کیا ہے شاید معاویہ کا یہ مطلب ہو گا کہ عبداللہ بن عمروؓ جو اس حدیث سے یہ سمجھے ہیں کہ اوائل زمانہ اسلام میں ایسا ہو گا یعنی قحطانی بادشاہ ہو گا یہ غلط ہے آنحضرت نے ایسا نہیں فرمایا ہے بلکہ امت اور خلافت کو قریش سے خاص رکھا ہے اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے قریب ایسا ہو گا یعنی ایک قحطانی شخص بادشاہ ہو گا ١٢ منہ [2] جب دین اور شریعت کی پیروی چھوڑ دیں گے تو انکی خلافت بھی مٹ جائے گی ایسا ہی ہوا جب خلفائے عباسیہ نے دین کی پیروی چھوڑ دی اور شراب خوری اور عیش اور عشرت میں پڑ گئے اللہ تعالیٰ نے خلافت اُن کے خاندان سے نکال لی اُس زمانہ سے اب تک پھر خلافت قریشی لوگوں کو نصیب نہیں ہوئی البتہ یمن یا مغرب یا مصر میں بعضے بعضے حاکم قریشی بلکہ سادات میں سے ہوئے مگر اب اُن کی بھی حکومت باقی نہ رہی اب سارے عرب اور روم میں ایک مسلمان بادشاہ رہ گیا ہے جو خانوادۂ ترک میں سے ہے اسی طرح مصر کا بادشاہ بھی ترکی ہے ایران کا قاچاری ہے افغانستان کا بارک زئی ہے پٹھان. بخارا کا اوزبک ہے غرض قریشی کوئی خلیفہ نہ رہا اور یہی امر اہل اسلام کی تباہی کا باعث ہو رہا ہے اب بھی اگر سب مسلمان مل کر ایک قریشی بلکہ بنی فاطمہ میں سے متقی اور عالم شخص کو اپنا خلیفہ بنائیں اور سارے جہان کے مسلمان اس کے تابع حکم رہیں تو ابھی پھر اسلام چمک جاتا ہے مولانا اسمٰعیل شہید نور اللہ مرقدہ نے تیرہویں صدی کے شروع میں ایسا کرنا چاہا تھا اور حضرت سید احمد صاحب بریلوی کو خلیفہ قرار دیا تھا لیکن اللہ کو منظور نہ تھا چند ہی روز میں مولانا صاحب اور سید صاحب سب ہی شہید ہوئے سفاقسی نے کہا حدیث سے یہ نکلا کہ اگر قریشی خلیفہ بھی کفر یا بدعت کی طرف لوگ بلائے تو اُس سے لڑنا اور اس کا معزول کرنا درست ہے میں کہتا ہوں یہی قول صحیح ہے اور اسی لیے امام حسین علیہ السلام نے یزید پلید[عہ] پر خروج کیا تھا باوجود یہ کہ قریشی تھا کیونکہ یزید لوگوں کو گناہ اور معصیت کی طرف لے جانا چاہتا تھا اور قسطلانی نے جو اس پر اعتراض کیا کہ مامون اور معتصم اور واثق خلق قرآن کے قائل تھے اور بدعت کی طرف دعوت کرتے تھے علماء اہل سنت کو ستاتے تھے مگر کسی نے اُن پر خروج کرنے کو واجب نہیں کہا یہ اعتراض لغو ہے کیوں کہ اس وقت لوگ مجبور ہو گئے اس لیے مجبوری سے ترک واجب پر گنہگار نہ ہوئے ١٢ منہ

عہ یزید تمام اہل سنت کے نزدیک ایک مسلمان شخص تھا اُس کو خبیث یا پلید کے القاب سے ذکر کرنا درست نہیں۔ عبدالصمد ریالوی۔

جُبَیْرٍ۔

۸۲۲۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ اَبِیْ یَقُوْلُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَزَالُ ھٰذَا الْاَمْرُ فِیْ قُرَیْشٍ مَّا بَقِیَ مِنْھُمُ اثْنَانِ۔

بَابٌ ۴۲۴ اَجْرِ مَنْ قَضٰی بِالْحِکْمَۃِ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَاسِقُوْنَ

۸۲۳۔ حَدَّثَنَا شِہَابُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ حُمَیْدٍ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ قَیْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَتَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَسَلَّطَہٗ عَلٰی ھَلَکَتِہٖ فِی الْحَقِّ وَاٰخَرُ اٰتَاہُ اللّٰہُ حِکْمَۃً فَھُوَ یَقْضِیْ بِھَا وَیُعَلِّمُھَا۔

بَابٌ ۴۲۵ السَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ لِلْاِمَامِ مَا لَمْ تَکُنْ مَّعْصِیَۃً۔

محمد بن جبیر سے روایت کیا[1]

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے عاصم بن محمد نے کہا میں نے والد (محمد بن زید بن عبداللہ بن عمرؓ) سے وہ کہتے تھے دادا صاحب یعنی عبداللہ بن عمرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خلافت اور سرداری ہمیشہ قریش ہی میں رہے گی جب تک قریش کے دو آدمی بھی باقی رہیں گے

باب جو شخص اللہ کے حکم کے موافق فیصلہ کرے اُس کا ثواب کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ مائدہ میں) فرمایا جو لوگ اللہ کے اتارے موافق فیصلہ نہ کریں وہی گنہگار ہیں (معلوم ہوا جو اللہ کے اتارے موافق فیصلہ کریں اُن کو ثواب ملے گا)

ہم سے شہاب بن عباد نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن حمید نے اُنہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے قیس بن ابی حازم سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی پر رشک نہ ہونا چاہیے مگر دو آدمیوں پر ایک تو اُس شخص پر جس کو اللہ تعالیٰ نے (حلال) مال دیا ہے اور وہ اُس کو نیک کاموں میں خرچ کر رہا ہے دوسرے اُس شخص پر جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہے (یعنی دین کا علم قرآن حدیث کا) وہ اُس کے موافق فیصلہ کرتا ہے لوگوں کو تعلیم کرتا ہے[2]

باب امام (اور بادشاہ اسلام) کی بات سننا اور ماننا واجب ہے بشرطیکہ خلاف شرع اور گناہ کی بات کا حکم نہ دے[3]

[1] اس کو طبرانی نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] یعنی اور لوگ رشک کے قابل ہی نہیں ہیں یہ دو شخص البتہ رشک کے قابل ہیں کیونکہ ان دونوں شخصوں نے دین اور دنیا دونوں حاصل کرلی دنیا میں نیک نام ہوئے اور آخرت میں شادکام بعضے بندے اللہ تعالیٰ کے ایسے بھی گذرے ہیں جن کو یہ دونوں نعمتیں سرفراز ہوئی ہیں اُن پر بے حد رشک ہوتا ہے نواب سید محمد صدیق حسن خاں صاحب کو اللہ تعالیٰ نے دین کا علم بھی دیا تھا اور دولت بھی عنایت فرمائی تھی انہوں نے اپنی دولت بہت سے نیک کاموں میں جیسے اشاعت کتب حدیث وغیرہ میں صرف کی اللہ تعالیٰ انکے درجے بلند کرے اور اُن کی نیکیاں قبول فرمائے ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالےٰ

[3] ورنہ واجب نہیں کیونکہ دوسری حدیث میں ہے لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق ۱۲ منہ ؎

٨٢٤ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَإِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے ابوالتیاح (یزید بن حمید ضبعی) سے انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (سردار کی بات) سنو اور مانو گو تم پر ایک حبشی غلام سردار کیا جائے جس کا سر منقے کی طرح چھوٹا ہو (یعنے بے وقوف ہو)[1]

٨٢٥ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَنُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنِ الْجَعْدِ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَرْوِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَكَرِهَهُ فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ يُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَيَمُوتُ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے جعد بن دینار سے انہوں نے ابورجا عمران عطاردی سے انہوں نے ابن عباسؓ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جو شخص اپنے حاکم سے کوئی بری بات دیکھے تو صبر کرے اس لیے کہ جو شخص جماعت سے بالشت بھر الگ ہو کر مرے اُس کی موت جاہلیت کی سی موت ہوگی[2]

٨٢٦ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبیداللہ عمری سے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا مسلمان پر اپنے امام اور بادشاہ اسلام کی اطاعت واجب ہے خوشی یا ناخوشی ہر حال میں، جب تک گناہ کا حکم اس کو نہ دیا جائے پھر جب (امام یا بادشاہ اسلام کی طرف سے اس کو گناہ (ناجائز کام) کا حکم دیا جائے تو نہ سنے نہ اطاعت کرے[3]

[1] اس کا مطلب یہ نہیں کہ حبشی غلام خلیفہ ہو کیونکہ خلافت تو قریشی کے سوا اور کسی کی صحیح نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ خلیفہ اگر ایک حبشی غلام کو کہیں کا سردار یا حاکم مقرر کرے تو ان لوگوں کو اسکی اطاعت کرنا چاہیے ۱۲ منہ [2] جماعت سے الگ ہونا اس سے یہ مراد ہے کہ امام اور حاکم اسلام سے الگ ہو کر رہے اسکی اطاعت سے نکل جائے جیسے خارجیوں نے حضرت علیؓ کی خلافت میں کیا تھا حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مشرک یا بدعتوں کی جماعت میں شریک رہے اُن سے الگ ہونا واجب ہے جیسے قرآن میں ہے فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین ۱۲ منہ [3] اس حدیث سے اگلی حدیث کی تفسیر ہو گی کہ جماعت میں وہیں تک شریک رہنا ضرور ہے جب تک جماعت خلاف شرع کام کا حکم نہ دے اگر ایسی بات کا حکم دے تو اس جماعت کو سلام کرنا چاہیے اکیلے ہی رہ کر اپنی زندگی گذارنا اور حق تعالیٰ کے حکم پر قائم رہنا بہتر ہے ۱۲ منہ

۸۲۷ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ رض قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً وَّاَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يُّطِيْعُوْهُ فَغَضِبَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ اَلَيْسَ قَدْ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُطِيْعُوْنِيْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ لَمَا جَمَعْتُمْ حَطَبًا وَّاَوْقَدْتُّمْ نَارًا ثُمَّ دَخَلْتُمْ فِيْهَا فَجَمَعُوْا حَطَبًا فَاَوْقَدُوْا فَلَمَّا هَمُّوْا بِالدُّخُوْلِ فَقَامَ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّمَا تَبِعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرَارًا مِّنَ النَّارِ اَفَنَدْخُلُهَا فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ اِذْ خَمَدَتِ النَّارُ وَسَكَنَ غَضَبُهٗ فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ دَخَلُوْهَا مَا خَرَجُوْا مِنْهَا اَبَدًا اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے میرے والد نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے سعید بن عبیدہ نے انہوں نے ابو عبدالرحمٰن سلمی سے انہوں نے حضرت علیؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (سنہ ۹ ہجری) میں ایک لشکر بھیجا اس کا سردار ایک انصاری (عبداللہ بن حذافہ سہمی) کو مقرر کیا اور لوگوں کو یہ حکم دیا کہ ان کی اطاعت کریں (رستے میں ایسا اتفاق ہوا) عبداللہ بن حذافہ ان لوگوں پر غصے ہوئے کہنے لگے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو یہ حکم نہیں دیا تھا کہ میری اطاعت کرنا انہوں نے کہا بیشک یہ حکم تو دیا تھا عبداللہ نے کہا تو میں تم سے بقصد ہو کر یہ کہتا ہوں تم لکڑیاں جمع کرو انگار سلگاؤ اس میں گھس جاؤ انہوں نے لکڑیاں جمع کیں آگ سلگائی جب اس میں گھسنے کا قصد کیا تو ایک دوسرے کو تکنے لگے کہنے لگے ہم نے جو اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی تو محض (دوزخ کی) آگ سے بچنے کے لیے اب ہم پھر آگ میں داخل ہو جائیں (تو اسلام لانے سے اتنی تکلیف اٹھانے سے نتیجہ ہی کیا ہوا) اتنے میں آگ (خود بخود) بجھ گئی اور عبداللہ کا غصہ بھی جاتا رہا پھر یہ قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا گیا آپ نے فرمایا اگر یہ لشکر والے اس آگ میں گھس جاتے تو کبھی اس میں سے نہ نکلتے[1] (حاکم کی) اطاعت اسی کام میں کرنا چاہیئے جو جائز ہو[2]

بَابُ ۴۲۶ مَنْ لَّمْ يَسْاَلِ الْاِمَارَةَ اَعَانَهُ اللّٰهُ

باب جس کو بن مانگے سرداری ملے تو اللہ اس کی مدد کرے[3] گا

[1] ہمیشہ کے لیے دوزخی ہو جاتے ہیں [2] نہ کہ گناہ کے کام میں ۱۲ منہ [3] اس کی سرداری نیک نامی کے ساتھ گذرے گی اور جو شخص مانگ کر پیچھے پڑ کر حکومت حاصل کرے اللہ تعالیٰ اپنی مدد اس سے اٹھائے گا ہمارے زمانہ میں مسلمانوں کو خبط ہو گیا ہے خصوص حیدرآباد میں جس کو دیکھیے حکومت اور تعلقداری کا طالب ہے . . . . اے بھائیو حکومت بڑے مواخذہ کا کام ہے روٹی کمانے کے ہزار ہا طریق ہیں طبیب بنو ڈاکٹر بنو انجنیر بنو سوداگر بنو کاشتکار بنو کوئی ہنر یا پیشہ کرو مگر عدالت اور مال کی خدمت کرو اگر زبردستی بادشاہ اسلام تم کو ایسی خدمت پر مامور کرے تو اللہ سے مدد چاہو اور اس سے ڈر کر اپنی خدمت ایمانداری کے ساتھ ادا کرو ۱۲ منہ

٨٢٨ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ وَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ۔

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن حازم نے انہوں نے امام حسن بصریؒ سے اُنہوں نے عبدالرحمٰن بن سمرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا عبدالرحمٰن حکومت اور سرداری کی درخواست نہ کر کیونکہ اگر مانگے پر تجھ کو حکومت اور سرداری ملے گی تو اللہ اپنی مدد تجھ سے اٹھالے گا (تو جانے تیرا کام جانے) اور بن مانگے (زبردستی) تو سردار بنایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ تیری مدد کریگا اور جب تو کسی بات کی قسم کھائے پھر اُس کے خلاف کرنا بہتر سمجھے تو اپنی قسم کا کفارہ دیدے اور جو کام بہتر معلوم ہو وہ کر۔

باب ۴۲۷ مَنْ سَأَلَ الْإِمَارَةَ وُكِلَ عَلَيْهَا۔

باب جو شخص مانگ کر حکومت اور سرداری لے اُس کو اللہ چھوڑ دے گا (وہ جانے اُس کا کام جانے)

٨٢٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ۔

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے کہا ہم سے یونس بن یزید نے انہوں نے امام بصری سے کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن سمرہ نے بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا عبدالرحمٰن حکومت اور سرداری کی درخواست نہ کیجیو اگر درخواست پر تجھے ملے گی تو چھوڑ دیا جائے گا (تو جانے تیرا کام جانے) اور اگر بن درخواست ملے گی تو اللہ تیری مدد کریگا اور جب تو کسی بات کی قسم کھائے پھر اُس کے خلاف کرنا بہتر سمجھے تو جو کام بہتر ہے وہ کر اور قسم کا کفارہ دیدے۔

باب ۴۲۸ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحِرْصِ عَلَى الْإِمَارَةِ۔

باب حکومت اور سرداری کی حرص کرنا منع ہے۔

٨٣٠ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُونَ عَلَى الْإِمَارَةِ وَسَتَكُونُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے ابوہریرہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا تم لوگ قریب میں حکومت اور سرداری کی حرص کرو گے اور قیامت کے دن تم کو اُس کی وجہ سے ندامت اور شرمندگی ہوگی حکومت اور

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُمْرَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ۔

۸۳۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَىؓ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ قَوْمِي فَقَالَ أَحَدُ الرَّجُلَيْنِ أَمِّرْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَقَالَ الْآخَرُ مِثْلَهُ فَقَالَ إِنَّا لَا نُوَلِّي هٰذَا مَنْ سَأَلَهُ وَلَا مَنْ حَرَصَ عَلَيْهِ۔

بَابٌ ۴۲۹ مَنِ اسْتُرْعِيَ رَعِيَّةً فَلَمْ يَنْصَحْ۔

۸۳۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَبُو

سرداری ایک انّا کی طرح ہے دُودھ پلاتے وقت تو مزہ ہے اور دُودھ چھٹتے وقت تکلیف[1] اور محمد بن بشار نے کہا ہم سے عبداللہ بن حمران نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالحمید بن جعفر نے انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے عمر بن حکم سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے اُن کا قول نقل کیا یہی جو اوپر گذرا[2]

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ نے انہوں نے برید سے انہوں نے اپنے دادا ابوبریدہ سے انہوں نے اپنے والد ابوموسیٰ اشعریؓ سے انہوں نے کہا میں ایک قوم والے دو شخصوں کے ساتھ اُن میں ابوموسیٰ کے نہیں ہوئے۔ طبرانی کی روایت میں ہے ایک ان میں ابوموسیٰ کے چچازاد بھائی تھے آنحضرتؐ کے پاس گیا اُن میں ایک کہنے لگا یارسول اللہ ہم کو کہیں کی حکومت دیجئے دوسرے نے بھی یہی عرض کیا آنحضرتؐ نے فرمایا ہم اس شخص کو حکومت نہیں دیتے جو اس کی درخواست کرے یا حرص کرے۔

باب جو شخص رعیت کا حکم دے اور انکی خیرخواہی نہ کرے اُن کا عذاب۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے ابوالاشہب جعفر بن

---

[1] سبحان اللہ آنحضرت نے کیا عمدہ مثال دی ہے آدمی کو حکومت اور سرداری ملتے وقت بڑی لذت ہوتی ہے خوب روپیہ کماتا ہے مزے اُڑاتا ہے لیکن اس کو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ سدا قائم رہنے والی چیز نہیں ایک دن چھن جائے گی تو جتنا مزہ اُٹھایا ہے وہ سب کرکرا ہو جائے گا اور اُس رنج کے سامنے جو سرداری اور حکومت جاتے وقت ہوگا یہ خوشی کوئی چیز نہیں ہے عاقل کو چاہیئے کہ جس کام کے انجام میں رنج ہو اُس کو تھوڑی سی لذت کی وجہ سے ہرگز اختیار نہ کرے عاقل وہی کام کرتا ہے جس میں رنج اور دکھ کا نام نہ ہو نری لذت ہی لذت ہو گو یہ لذت مقدار میں تھوڑی ہو لیکن اُس لذت سے بدرجہا بہتر ہے جس کے بعد رنج سہنا پڑے لاحول ولاقوۃ الا باللہ لعنت خدا کی دنیا کی حکومت پر سرداری اور بادشاہت درحقیقت ایک عذاب الیم ہے اسی لیے عقلمند بزرگ اُس سے ہمیشہ بھاگتے رہے امام ابوحنیفہؒ نے مار کھائی قید میں رہے مگر حکومت نہ کی دوسری حدیث ہے جو شخص عدالت کا حاکم یعنے قاضی (جج) بنایا گیا وہ بن چھری ذبح کیا گیا ہمارے شہر حیدرآباد میں ہم نے آنکھوں سے دیکھا کئی شخصوں کو وزارت کا عہدہ ملا اور انہوں نے بڑی خوشی سے قبول کیا مگر چند ہی سال میں یہ عہدہ ان سے چھن گیا اور چھنتے ہی اُنکو ایسا رنج ہوا کہ اُسی رنج میں دنیا سے چلتے ہوئے بعضوں نے خودکشی کر لی ۱۲ منہ

[2] تو اس طریق میں دو باتیں اگلے طریق کے خلاف ہیں ایک تو سعید مقبری اور ابوہریرہؓ میں عمر بن حکم کا واسطہ ہونا دوسرے حدیث کو موقوفاً نقل کرنا ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

الْاَشْهَبِ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ فَقَالَ لَهٗ مَعْقِلٌ اِنِّيْ مُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ اسْتَرْعَاهُ اللّٰهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيْحَةٍ اِلَّا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ۔

بیان) نے انہوں نے امام حسن بصریؒ سے کہ عبید اللہ بن زیاد نے معقل بن یسار صحابی کی مرض موت میں عیادت کی معقل نے اس سے کہا میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے آنحضرت صلی اللہ وسلم سے سنی ہے آپ فرماتے تھے جو شخص ایسا ہو کہ اللہ تعالےٰ نے اُس کو رعیت کی نگہبانی پر مقرر کیا ہو وہ خیر خواہی کے ساتھ اُن کی نگہبانی نہ کرے[1] تو قیامت کے دن وہ بہشت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا (بہشت میں جانا کہاں[2]

٨٣٣۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ قَالَ زَائِدَةُ ذَكَرَهٗ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اَتَيْنَا مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ نَعُوْدُهٗ فَدَخَلَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَقَالَ لَهٗ مَعْقِلٌ اُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا مِنْ وَّالٍ يَّلِيْ رَعِيَّةً مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَيَمُوْتَ وَهُوَ غَاشٌّ لَّهُمْ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ۔

ہم سے اسحاق بن منصور کوسج نے بیان کیا، کہا ہم کو حسین بن علی جعفی نے خبر دی کہ زائدہ بن قدامہ نے یہ حدیث ہشام بن حسن سے نقل کی انہوں نے امام بصری سے انہوں نے کہا ہم عیادت (بیمار پرسی) کے لیے معقل بن یسار صحابیؓ کے پاس گئے اتنے میں عبید اللہ بن زیاد بھی وہاں آیا معقل نے اُس سے کہا میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے آپ نے فرمایا جو بادشاہ یا حاکم مسلمانوں پر حکومت کرتا ہو اور اُن کی بدخواہی پر اُس کا خاتمہ ہو تو بہشت اُس پر حرام ہے۔

بَابٌ ٢٣٤ مَنْ شَاقَّ شَقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔

باب جو شخص بندگان خدا کو ستائے (مشکل میں پھانسے) اللہ تعالیٰ اُس کو ستائے گا (مشکل میں پھنسائے گا

٨٣٤۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ طَرِيْفٍ اَبِيْ تَمِيْمَةَ قَالَ شَهِدْتُّ صَفْوَانَ وَجُنْدَبًا وَاَصْحَابَهٗ

مجھ سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن عبد اللہ طحان نے انہوں نے سعید بن ایاس جریری سے انہوں نے ابو تمیمہ طریف بن مجالد سے انہوں نے کہا میں

[1] بلکہ اُن پر ظلم و تعدی کرے یا ظلم و تعدی ہونے دے اُس کا بندوبست نہ کرے ١٢ منہ [2] طبرانی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے حالانکہ بہشت کی خوشبو ستر برس کی راہ سے محسوس ہوتی ہے طبرانی کی دوسری روایت میں ہے کہ یہ عبید اللہ بن زیاد ایک ظالم سفاک چھوکرا تھا جس کو معاویہؓ نے حاکم بنایا تھا وہ بہت خونریزی کیا کرتا تھا آخر عبد اللہ بن معقل بن یسار صحابی نے اُس کو نصیحت کی کہ ان کاموں سے باز رہ اخیر تک ١٢ منہ

وَهُوَ يُوْصِيْهِمْ فَقَالُوْا هَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ اللهُ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ وَمَنْ يُّشَاقِقْ يَشْقُقِ اللهُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالُوْا اَوْصِنَا فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُنْتِنُ مِنَ الْاِنْسَانِ بَطْنُهٗ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَّا يَاْكُلَ اِلَّا طَيِّبًا فَلْيَفْعَلْ وَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَّا يُحَالَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ بِمِلْءِ كَفِّهٖ مِنْ دَمٍ اَهْرَاقَهٗ فَلْيَفْعَلْ قُلْتُ لِاَبِيْ عَبْدِ اللهِ مَنْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُنْدَبٌ قَالَ نَعَمْ جُنْدَبٌ۔

اس وقت موجود تھا جب صفوان بن محرز اور ان کے ساتھیوں کو جندب بن عبداللہ بجلی صحابی نصیحت کر رہے تھے لوگوں نے ان سے پوچھا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے انہوں نے کہا ہاں سنا ہے آپ فرماتے تھے جو شخص لوگوں کو سنانے (ریا اور ناموری) کے لیے نیک کام کرے گا اللہ تعالیٰ بھی قیامت کے دن اس ریاکاری کا حال لوگوں کو سنا دے گا اور جو شخص بندگان خدا پر سختی کرے گا اللہ تعالیٰ بھی اس پر سختی کرے گا یہ سن کر لوگوں نے کہا ہم کو (اور) نصیحت کرو انہوں نے کہا (یعنی جندب نے) دیکھو آدمی کی پہلی چیز جو (مرے بعد) سڑتی ہے وہ پیٹ ہے اب جس سے ہو سکے وہ پیٹ میں حلال ہی لقمہ ڈالے (حرام سے پرہیز رکھے) اور جس سے ہو سکے وہ چلو بھر لہو بہا کر (یعنی ناحق خون کر کے) بہشت میں جانے سے اپنے تئیں نہ روکے فربری کہتے ہیں میں نے امام بخاری سے پوچھا اس حدیث میں یہ قول میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کس کا قول ہے جندب کا ہے انہوں نے کہا ہاں۔

بَابُ ۱۴۳ الْقَضَاءِ وَالْفُتْيَا فِي الطَّرِيْقِ وَقَضَى يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ فِي الطَّرِيْقِ وَقَضَى الشَّعْبِيُّ عَلٰى بَابِ دَارِهٖ۔

۸۳۵ - حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رض قَالَ بَيْنَمَا اَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجَانِ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَقِيَنَا

باب رستے چلتے چلتے کوئی فیصلہ کرنا یا فتویٰ دینا

اور یحییٰ بن یعمر (تابعی مشہور) نے رستے میں فیصلہ کیا (اس کو ابن سعد نے طبقات میں وصل کیا) اور شعبی نے اپنے گھر کے دروازے پر فیصلہ کیا (اس کو بھی ابن سعد نے وصل کیا)[1]

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے کہا ہم سے انس بن مالک رض نے بیان کیا انہوں نے کہا ایک بار ایسا ہوا میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں مسجد سے نکل رہے تھے اتنے میں مسجد کے دروازے پر

[1] اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آپ نے بازار میں فیصلہ کیا مطلب یہ ہے امام بخاری کا کہ فیصلہ کرنے کے لیے کوئی خاص مقام جیسے محکمہ یا مسجد شرط نہیں ہے ۱۲ منہ

رَجُلٌ عِنْدَ سُدَّةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَعْدَدْتَ لَهَا فَكَأَنَّ الرَّجُلَ اسْتَكَانَ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا أَعْدَدْتُ لَهَا كَبِيرَ صِيَامٍ وَلَا صَلٰوةٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلٰكِنِّي أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ قَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ۔

ایک شخص ملا (نام نامعلوم) اور کہنے لگا یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی آپ نے فرمایا تو نے قیامت کے لیے کیا سامان طیار کر رکھا ہے یہ سنتے ہی وہ جیسے دب گیا (شرمندہ ہو گیا عاجز بن گیا) اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں نے تو قیامت کے لیے نہ ایسا بہت کچھ روزہ طیار کیا ہے نہ نماز نہ صدقہ بس اتنی بات ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا تو (قیامت کے دن) اسی کے ساتھ ہو گا جس سے محبت رکھے گا[1]

بَاب ۴۳۰ مَا ذُكِرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ لَهُ بَوَّابٌ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی دربان نہ تھا (نہ عرض بیگی بلکہ ہر شخص کو آپ کے پاس جانے کی اجازت تھی)

۸۳۶ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ لِامْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ تَعْرِفِينَ فُلَانَةَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهَا وَهِيَ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي فَقَالَتْ إِلَيْكَ عَنِّي فَإِنَّكَ خِلْوٌ مِنْ مُصِيبَتِي قَالَ فَجَاوَزَهَا وَمَضَى فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ فَقَالَ مَا قَالَ لَكِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا عَرَفْتُهُ قَالَ إِنَّهُ لَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَاءَتْ إِلَى بَابِهِ فَلَمْ تَجِدْ

ہم سے اسحاق بن منصور کوسج نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالصمد بن الوارث نے خبر دی کہا ہم کو شعبہ نے بیان کیا کہا ہم سے ثابت بنانی نے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے اپنی بی بی سے پوچھا کہ تو فلانی[2] عورت کو پہچانتی ہے اس نے کہا ہاں پہچانتی ہوں انسؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سے گذرے وہ ایک قبر پر بیٹھی رو رہی تھی آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور صبر کرو وہ کہنے لگی اجی جاؤ بھی تم پر یہ مصیبت تھوڑے ہے یہ سن کر آنحضرتؐ آگے بڑھ گئے اس وقت ایک اور شخص (فضل بن عباس) اس عورت پر سے گذرے اور پوچھنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے کیا فرمایا وہ کہنے لگی میں نے نہیں پہچانا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے (میں سمجھی کوئی اور شخص ہیں) انہوں نے کہا وہ آنحضرتؐ تھے یہ سن کر وہ عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی دیکھا

[1] ترجمہ باب اس نکلا کہ آپ نے مسجد کے دروازے پر چلتے چلتے اس کو یہ فتویٰ سنایا یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے اور بڑی امید کی حدیث ہے خصوصاً ہم گنہ گاروں کے لیے جن کے پاس کوئی نیکی نہیں ہے اللھم ارزقنی حبک وحب من یحبک ۱۲ منہ [2] حافظ نے کہا نہ انس کی بی بی کا نہ اس عورت کا نام معلوم ہوا ۱۲ منہ

عَلَيْهِ بَوَّابًا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا عَرَفْتُكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الصَّبْرَ عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ۔

تو آپ کے دروازے پر کوئی دربان نہیں ہے کہنے لگی یا رسول اللہ (قصور معاف فرمائیے) خدا کی قسم میں نے اس وقت آپ کو نہیں پہچانا (اب صبر کرتی ہوں) آپ نے فرمایا صبر تو اسی وقت اجر رکھتا ہے جب صدمہ شروع ہو[1]

بَابُ ۳۴ الْحَاكِمِ يَحْكُمُ بِالْقَتْلِ عَلَى مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ دُوْنَ الْإِمَامِ الَّذِيْ فَوْقَهُ۔

باب ماتحت کا حاکم قصاص کا حکم دے سکتا ہے بڑے حاکم سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں[2]

۸۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الذُّهْلِيُّ حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ كَانَ يَكُوْنُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشُّرَطِ مِنَ الْأَمِيْرِ۔

ہم سے محمد بن خالد نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے کہا ہم سے والد نے انہوں نے ثمامہ سے انہوں نے انس سے انہوں نے کہا قیس بن سعد بن عبادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس طرح رہا کرتے جیسے کوتوال امیر کے پاس رہا کرتا ہے[3]

۸۳۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ قُرَّةَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ وَأَتْبَعَهُ بِمُعَاذٍ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا مَحْبُوْبُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحیٰی بن سعید قطان نے انہوں نے قرہ سے کہا مجھ کو حمید بن ہلال نے بیان کیا کہا ہم سے ابو بردہ نے انہوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ابو موسیٰ کو (یمن کی طرف) بھیجا پھر ان کے پیچھے ہی معاذ بن جبل کو روانہ کیا دوسری سند امام بخاری نے کہا اور مجھ سے عبداللہ بن صباح نے بیان کیا کہا ہم سے محبوب بن حسن نے کہا ہم سے خالد حذاء نے انہوں نے حمید بن ہلال سے انہوں نے ابو بردہ سے انہوں نے ابو موسیٰ اشعری

---

[1] ورنہ رو دھو کر تو سب کو اخیر میں صبر آ جاتا ہے یہ حدیث اوپر کتاب الجنائز میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ

[2] اور قصاص کی طرح حد بھی ہے تو ہر ملک کا عامل حدود اور قصاص شرع کے موافق جاری کر سکتا ہے بڑے بادشاہ یا خلیفہ سے اجازت لینا شرط نہیں ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ عاملوں کو ایسا کرنا درست نہیں بلکہ شہر کے سردار حدیں قائم کریں ابن قاسم نے کہا قصاص دار الخلافہ ہی میں لیا جاوے گا جہاں خلیفہ رہتا ہو یا اس کی تحریری اجازت سے اور مقاموں میں اشہب نے کہا جس عامل یا والی کو خلیفہ اجازت دے حدود اور قصاص قائم کرنے کی وہ قائم کر سکتا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ

[3] اس کا یہ مطلب نہیں کہ قیس بن سعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کوتوال تھے کیونکہ کوتوال کا عہدہ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا نہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں بلکہ بنی امیہ کی حکومت میں یہ عہدہ ایجاد ہوا اور انہی کا اثر اس عہد میں آگیا اکثر کوتوال ظالم سفاک اور بے رحم ہوتا ہے اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے ۱۲ منہ

اَنَّ رَجُلًا اَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ فَاَتٰى مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَّهُوَ عِنْدَ اَبِىْ مُوْسٰى فَقَالَ مَا لِهٰذَا قَالَ اَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ قَالَ لَا اَجْلِسُ حَتّٰى اَقْتُلَهٗ قَضَآءَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(آنحضرتؐ کے زمانہ میں) ایک شخص (نام نامعلوم) مسلمان ہوگیا تھا پھر یہودی ہوگیا وہ شخص ابوموسیٰ کے سامنے لایا گیا اتنے میں معاذ بن جبل آن پہنچے ابوموسیٰ سے پوچھا کیوں اس شخص کا کیا حال ہے (یعنی اس کی مشکیں بندھی ہوئی تھیں) انہوں نے کہا یہ شخص مسلمان ہونے کے بعد یہودی ہوگیا (مرتد ہوگیا) معاذ نے کہا میں نہیں بیٹھوں گا جب تک اللہ اور رسول کے موافق اُس کو قتل نہ کرلوں[1]

باب ٤٣٣ هَلْ يَقْضِى الْحَاكِمُ اَوْ يُفْتِىْ وَهُوَ غَضْبَانُ۔

باب غصّے کی حالت میں حاکم یا قاضی کو فیصلہ کرنا درست ہے یا نہیں۔

٨٣٩۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِىْ بَكْرَةَ قَالَ كَتَبَ اَبُوْ بَكْرَةَ اِلَى ابْنِهٖ وَكَانَ بِسِجِسْتَانَ بِاَنْ لَّا تَقْضِىَ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَاَنْتَ غَضْبَانُ فَاِنِّىْ سَمِعْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَقْضِيَنَّ حَكَمٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے عبدالملک بن عمیر نے کہا میں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے سنا ابوبکرہ نے اپنے بیٹے (عبیداللہ) کو لکھا جو سجستان میں قاضی تھا جس وقت تو غصّے میں ہو تو آدمیوں کا فیصلہ نہ کر کیونکہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کوئی حاکم دو آدمیوں کا اُس وقت فیصلہ نہ کرے جب غصّہ میں ہو[2]

٨٤٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِىْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِىِّ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ وَاللّٰهِ لَاَتَاَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِّمَّا يُطِيْلُ بِنَا فِيْهَا قَالَ فَمَا رَاَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ ابن مبارک نے خبر دی کہا مجھ کو اسمٰعیل بن ابی خالد نے انہوں نے قیس بن ابی حازم سے اُنہوں نے ابومسعود انصاری سے انہوں نے کہا ایک شخص (سلیم بن حارث یا اور کوئی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا یا رسول اللہ خدا کی قسم میں صبح کی جماعت میں اس وجہ سے شریک نہیں ہوسکتا کہ فلاں صاحب (معاذ بن جبل یا ابی بن کعبؓ) اس نماز کو لنبا کرتے ہیں ابومسعودؓ کہتے ہیں ہم نے کسی وعظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا

---

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلا کیونکہ معاذ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عامل تھے انہوں نے قتل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہیں لی ۱۲منہ

[2] غصّے کی حالت میں آنحضرت کے سوا اور لوگوں کو فیصلہ کرنا منع ہے اور حنابلہ کے نزدیک غصّے کی حالت میں جو حکم دے وہ نافذ نہ ہوگا ۱۲منہ

اَشَدَّ غَضَبًا فِی مَوْعِظَۃٍ مِّنْہُ یَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ مِنْکُمْ مُّنَفِّرِیْنَ فَاَیُّکُمْ مَا صَلّٰی بِالنَّاسِ فَلْیُوْجِزْ فَاِنَّ فِیْہِمُ الْکَبِیْرَ وَالضَّعِیْفَ وَذَا الْحَاجَۃِ۔

غصے نہیں دیکھا جتنا اُس دن غصے ہوئے بعد اس کے فرمایا لوگو تم میں بعض لوگ ایسے ہیں جو دین سے نفرت دلانا چاہتے ہیں جب کوئی تم میں لوگوں کا امام بنے تو مختصر نماز پڑھے اس لیے کہ اُن میں کوئی بوڑھا ہوتا ہے کوئی کمزور کوئی کام ضرورت والا[1]

۱۴۱۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ یَعْقُوْبَ الْکِرْمَانِیُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنِیْ سَالِمٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ طَلَّقَ امْرَاَتَہٗ وَھِیَ حَائِضٌ فَذَکَرَ عُمَرُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَغَیَّظَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِیُرَاجِعْہَا ثُمَّ لِیُمْسِکْہَا حَتّٰی تَطْہُرَ ثُمَّ تَحِیْضَ فَتَطْہُرَ فَاِنْ بَدَا لَہٗ اَنْ یُّطَلِّقَہَا فَلْیُطَلِّقْہَا۔

ہم سے محمد بن ابی یعقوب بیان کیا کہا ہم سے حسان بن بن ابراہیم نے کہا ہم سے یونس بن یزید ایلی نے کہ زہری نے کہا مجھ کو سالم نے خبر دی اُن کو اُن کے والد عبد اللہ بن عمرؓ نے انہوں نے حیض کی حالت میں اپنی جورو (آمنہ بنت غفار) کو طلاق دے دیا حضرت عمرؓ نے اس کا تذکرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ غصے ہوئے اور فرمایا عبد اللہ کو چاہیے کہ رجعت کرلے اور عورت کو (اپنے پاس) رہنے دے یہاں تک وہ حیض سے پاک ہو پھر حیض آئے پھر پاک ہو اب اگر چاہے اس کو طلاق دے دے۔

بَابٌ ۴۳۵ مَنْ رَّاٰی لِلْقَاضِیْ اَنْ یَّحْکُمَ بِعِلْمِہٖ فِیْ اَمْرِ النَّاسِ اِذَا لَمْ یَخَفِ الظُّنُوْنَ وَالتُّہْمَۃَ کَمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِہِنْدٍ خُذِیْ مَا یَکْفِیْکِ وَوَلَدَکِ بِالْمَعْرُوْفِ وَذٰلِکَ اِذَا کَانَ اَمْرٌ مَّشْہُوْرٌ۔

باب قاضی کو اپنے ذاتی علم کی رو سے معاملات میں حکم دینا درست ہے (نہ حدود اور حقوق اللہ میں) یہ بھی جب کہ بدگمانی اور تہمت کا ڈر نہ ہو[2] اس کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہند (ابوسفیان کی جورو) کو یہ حکم دیا تو ابوسفیان کے مال میں سے اتنا لے سکتی ہے جو دستور کے موافق تجھ کو اور تیری اولاد کو کافی ہو۔

۱۴۲۸۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّہْرِیِّ حَدَّثَنِیْ عُرْوَۃُ اَنَّ عَائِشَۃَ رَضِیَ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی اُنہوں نے زہری سے کہا مجھ سے عروہ نے بیان کیا

---

[1] یہ حدیث لا کر امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ غصے میں جو حکم دینے کی ممانعت اگلی حدیث میں ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور لوگوں کے لیے ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غصے میں حکم دینا جائز تھا کیونکہ آپ غصے میں بھی حق سے تجاوز نہ کرتے آپ پوری طرح اپنے نفس پر قادر رہتے اور لوگوں میں یہ بات نہیں ہے ۱۲ منہ

[2] حنفیہ کا یہی قول لیکن دوسرے علماء کے نزدیک معاملات میں بھی قاضی کو اپنی ذاتی علم پر حکم دینا درست نہیں ہے قسطلانی نے کہا اگر گواہوں کی گواہی قرینہ عقل یا مشاہدہ کے یا ظن غالب کے خلاف ہو تب اُس گواہی پر بالاتفاق حکم دینا درست نہیں ہے ۱۲ منہ

قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ وَاللهِ مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَذِلُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ وَمَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَعِزُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ ثُمَّ قَالَتْ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيكٌ فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ حَرَجٍ أَنْ أُطْعِمَ الَّذِي لَهُ عِيَالَنَا قَالَ لَهَا لَا حَرَجَ عَلَيْكِ أَنْ تُطْعِمِيهِمْ مِنْ مَعْرُوفٍ۔

بَابُ ۴۳۶ الشَّهَادَةِ عَلَى الْخَطِّ الْمَخْتُومِ وَمَا يَجُوزُ مِنْ ذٰلِكَ وَمَا يَضِيقُ عَلَيْهِمْ وَكِتَابِ الْحَاكِمِ إِلَى عَامِلِهِ وَالْقَاضِي إِلَى الْقَاضِي وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ كِتَابُ الْحَاكِمِ جَائِزٌ إِلَّا فِي الْحُدُودِ ثُمَّ قَالَ إِنْ كَانَ الْقَتْلُ خَطَأً فَهُوَ جَائِزٌ لِأَنَّ هٰذَا مَالٌ بِزَعْمِهِ وَإِنَّمَا صَارَ مَالًا بَعْدَ أَنْ ثَبَتَ الْقَتْلُ فَالْخَطَأُ وَالْعَمْدُ وَاحِدٌ وَقَدْ كَتَبَ عُمَرُ إِلَى عَامِلِهِ فِي الْحُدُودِ وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي سِنٍّ كُسِرَتْ

حضرت عائشہؓ نے کہا ہند عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئی کہنے لگی یارسول اللہ خدا کی قسم ساری زمین پر کوئی گھروالے ایسے نہیں تھے جن کا میں ذلیل اور خوار ہونا اتنا پسند کرتی نہیں جتنا آپ کے گھروالوں کا (کیونکہ ہند کے باپ اور عزیزوں کو جنگ بدر میں علی اور حمزہؓ نے قتل کیا تھا) اور اب آج یہ حال ہے کہ ساری زمین پر کسی گھروالوں کو عزت اور آبرو حاصل ہونا مجھ کو اتنا پسند نہیں جتنا آپ کے گھروالوں کا (کیونکہ میں مسلمان ہوگئی ہوں) پھر کہنے لگی ابوسفیان بہت ہی بخیل ممسک آدمی ہے (اس کے دل سے پیسہ نہیں نکلتا) کیا مجھ پر کچھ گناہ ہوگا اگر میں اس کے مال میں سے بے اس کے پوچھے اپنے بال بچوں کو کھلاؤں آپ نے فرمایا نہیں کچھ نہیں گناہ ہونے کا اگر دستور کے موافق کھلائے[1]

باب مہری خط پر گواہی دینے کا بیان (کہ یہ فلاں شخص کا خط ہے) اور کونسی گواہی اس مقدمہ میں جائز ہے کونسی ناجائز اور حاکم جو اپنے نائبوں کو پروانے لکھے اسی طرح ایک ملک کا قاضی دوسرے ملک کے قاضی کو اس کا بیان اور بعضے لوگوں (امام ابوحنیفہؒ) نے کہا حاکم جو پروانے اپنے نائبوں کو لکھے ان پر عمل ہوسکتا ہے مگر حدود شرعیہ میں نہیں ہوسکتا (کیونکہ ڈر ہے کہیں پروانہ جعلی نہ ہو) پھر خود ہی کہتے ہیں کہ قتل خطا میں پروانے پر عمل ہوسکتا ہے کیونکہ وہ ان کی رائے پر مثل مالی دعووں کے ہے[2] حالانکہ قتل خطا مالی دعووں کی طرح نہیں ہے بلکہ ثبوت کے بعد اس کی سزا مالی ہوتی ہے تو قتل خطا اور عمد دونوں کا حکم ایک ہونا چاہیئے (دونوں میں پروانے کا اعتبار

[1] تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقدمہ میں اپنے ذاتی علم پر حکم دیا آپ کو معلوم تھا کہ یہ ہند ابوسفیان کی جورو ہے اس لیے یہ حکم نہیں دیا کہ پہلے گواہ لے کر آ کہ تو کون ہے اور ابوسفیان کی جورو ہے یا نہیں [2] قتل خطا میں دیت لازم ہوتی ہے تو مالی دعاوی کی طرح ٹھیرا ۱۲ منہ

وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ كِتَابُ الْقَاضِيْ اِلَى الْقَاضِيْ جَائِزٌ اِذَا عَرَفَ الْكِتَابَ وَالْخَاتَمَ وَكَانَ الشَّعْبِيُّ يُجِيْزُ الْكِتَابَ الْمَخْتُوْمَ بِمَا فِيْهِ مِنَ الْقَاضِيْ وَيُرْوٰى عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوُهٗ وَقَالَ مُعٰوِيَةُ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الثَّقَفِيُّ شَهِدْتُّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ يَعْلٰى قَاضِيَ الْبَصْرَةِ وَاِيَاسَ بْنَ مُعٰوِيَةَ وَالْحَسَنَ وَثُمَامَةَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ وَبِلَالَ بْنَ اَبِيْ بُرْدَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بُرَيْدَةَ الْاَسْلَمِيَّ وَعَامِرَ بْنَ عَبِيْدَةَ وَعَبَّادَ بْنَ مَنْصُوْرٍ يُجِيْزُوْنَ كُتُبَ الْقُضَاةِ بِغَيْرِ مَحْضَرٍ مِّنَ الشُّهُوْدِ فَاِنْ قَالَ الَّذِيْ جِيْءَ عَلَيْهِ بِالْكِتَابِ اِنَّهٗ زُوْرٌ قِيْلَ لَهُ اذْهَبْ فَالْتَمِسِ الْمَخْرَجَ مِنْ ذٰلِكَ وَاَوَّلُ مَنْ سَاَلَ عَلٰى كِتَابِ الْقَاضِيْ الْبَيِّنَةَ ابْنُ اَبِيْ لَيْلٰى وَسَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ

نہ ہونا چاہیے[1] اور حضرت عمرؓ نے اپنے عاملوں کو حدود میں پروانے لکھے ہیں[2] اور عمر بن عبدالعزیزؒ نے دانت توڑنے کے مقدمہ میں[3] پروانہ لکھا[4] اور ابراہیم نخعی نے کہا[5] ایک قاضی دوسرے قاضی کے خط پر عمل کرے جب اس کی مہر اور خط کو پہچانتا ہو تو یہ جائز ہے اور شعبی مہری خط کو جو ایک قاضی کی طرف سے آئے جائز رکھتے تھے (اس کو بھی ابن ابی شیبہ نے نکالا) اور عبداللہ بن عمرؓ سے بھی ایسا ہی منقول ہے[6] اور معاویہ بن عبدالکریم ثقفی نے کہا میں عبدالملک بن یعلی بصرے کے قاضی اور ایاس بن معاویہ (بصرے کے قاضی) اور حسن بصری (بصرے کے قاضی) اور ثمامہ بن عبداللہ بن انس (بصرے کے قاضی) اور بلال بن ابی بردہ (بصرے کے قاضی) اور عبداللہ بن بریدہ (مرو کے قاضی) اور عامر بن عبیدہ (کوفہ کے قاضی) اور عباد بن منصور (بصرے کے قاضی) ان سبھوں سے ملا ہوں یہ سب ایک قاضی کا خط دوسرے قاضی کے نام بغیر گواہوں کے منظور کرتے[7] اگر فریق ثانی جس کو اس خط سے ضرر ہوتا ہے یوں کہے کہ خط جعلی ہے تو اس کو حکم دیں گے کہ اچھا اس کا ثبوت دے اور قاضی کے خط پر سب سے پہلے ابن ابی لیلے (کوفہ کے قاضی) اور سوار بن عبداللہ (بصرے کے قاضی) نے گواہی چاہی[8] اور ہم سے ابو نعیم

---

[1] امام بخاری کے اعتراض کا ماحصل یہ ہے کہ رجوع مقدمہ کے ذنت قتل خواہ خطا ہو یا عمد مالی دعوے نہیں گنا جاتا اسی لیئے قتل کا دعوےٰ فوجداری دعوے کہلاتا ہے اور مالی دعوے دیوانی کا دعوےٰ ہے اب یہ کہنا کہ خطا ثابت ہونے کے بعد قاتل سے مال دلایا جاتا ہے اس لیئے وہ مالی دعویٰ ہوا صحیح نہیں ہے کس لیئے کہ کبھی قتل عمد میں بھی جب وارث دیت پر راضی ہو جائیں تو دیت کا حکم دیا جاتا ہے حالانکہ قتل عمد بالاتفاق مالی دعویٰ نہیں ہے ۱۲ منہ [2] یعلی بن امیہ کو زنا کے مقدمہ میں پروانہ لکھا تھا بعضے نسخوں میں سنے الجارود کے بدل سنے الجار ود ہے جارود ایک شخص تھا عبدالقیس قبیلے کا سردار اس نے آکر حضرت عمرؓ کے پاس قدامہ بن مظعون عامل پر یہ گواہی دی کہ وہ شراب پی کر متوالا ہو گیا تھا حضرت عمرؓ نے اس باب میں قدامہ کو لکھا پھر اس کو حد لگائی یہ قصہ عبدالرزاق نے بہ سند صحیح روایت کیا ۱۲ منہ [3] اپنے عامل زریق بن حکیم کو ۱۲ منہ [4] اس کو ابوبکر خلال نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [6] حافظ نے کہا عبداللہ بن عمرؓ کا اثر مجھ کو موصولاً نہیں ملا ۱۲ منہ [7] جب فریق ثانی کو اس کی صحت میں کچھ کلام نہ ہوتا ۱۲ منہ [8] یہ دونوں اخیر زمانہ کے قاضی تھے ابن ابی لیلی تو ولید بن یزید کی طرف سے اور سوار منصور عباسی کی طرف سے انہوں نے صرف خط منظور نہ کیا بلکہ یوں کہا دو گواہوں کو ساتھ لاؤ جو یہ گواہی دیں کہ یہ خط فلاں قاضی کا لکھا ہوا ہے ۱۲ منہ ؛

لَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحْرِزٍ جِئْتُ بِکِتَابٍ مِّنْ مُّوْسَی بْنِ اَنَسٍ قَاضِی الْبَصْرَۃِ وَاَقَمْتُ عِنْدَہُ الْبَیِّنَۃَ اَنَّ لِیْ عِنْدَ فُلَانٍ کَذَا وَکَذَا وَھُوَ بِالْکُوْفَۃِ وَجِئْتُ بِہِ الْقَاسِمَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَاَجَازَہُ وَکَرِہَ الْحَسَنُ وَاَبُوْقِلَابَۃَ اَنْ یَّشْھَدَ عَلٰی وَصِیَّۃٍ حَتّٰی یَعْلَمَ مَا فِیْھَا لِاَنَّہٗ لَا یَدْرِیْ لَعَلَّ فِیْھَا جَوْرًا وَّقَدْ کَتَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰٓی اَھْلِ خَیْبَرَ اِمَّآ اَنْ یَّدُوْا صَاحِبَکُمْ وَاِمَّآ اَنْ تُؤْذِنُوْا بِحَرْبٍ وَّقَالَ الزُّھْرِیُّ فِیْ شَھَادَۃٍ عَلَی الْمَرْاَۃِ مِنْ وَّرَآءِ السِّتْرِ اِنْ عَرَفْتَھَا فَاشْھَدْ وَاِلَّا فَلَا تَشْھَدْ۔

(فضل بن دکین) نے کہا ہم سے عبید اللہ بن محرز نے بیان کیا کہ میں نے موسیٰ بن انس بصرے کے قاضی کے پاس اس مدعی پر گواہ پیش کیے کہ فلاں شخص پر میرا اتنا حق آتا ہے اور وہ کوفہ میں ہے پھر میں اُن کا خط لے کر قاسم بن عبد الرحمٰن کوفے کے قاضی کے پاس آیا انہوں نے اس کو منظور کیا اور امام حسن بصری اور ابو قلابہ نے کہا وصیت نامہ پر اس وقت تک گواہی کرنا مکروہ ہے جب تک اُس کا مضمون نہ سمجھے ایسا نہ ہو وہ ظلم اور خلاف شرع ہو[1] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں کو خط بھیجا (یہ حدیث کتاب القسامۃ میں موصولاً گذر چکی ہے) یا تو اُس شخص کی (یعنی عبد اللہ بن سہل) کی دیت دو جو تمہاری بستی میں مارا گیا ورنہ جنگ کے لیے مستعد ہو جاؤ اور زہری نے کہا اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا اگر عورت پردے کی آڑ میں ہو اور تو اُس کو پہچانتا ہو (آواز وغیرہ سے) جب تو اس پر گواہی دے سکتا ہے ورنہ نہیں[2]۔

۸۴۴۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ لَمَّا اَرَادَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّکْتُبَ اِلَی الرُّوْمِ قَالَ اِنَّھُمْ لَا یَقْرَءُوْنَ کِتَابًا اِلَّا مَخْتُوْمًا فَاتَّخَذَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّۃٍ کَاَنِّیْٓ اَنْظُرُ اِلٰی وَبِیْصِہٖ وَ

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا ہم سے غندر (محمد بن جعفر) نے کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے کہا میں نے قتادہ سے سُنا انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا جب ۶ھ ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روم والوں کو پروانہ لکھنا چاہا تو صحابہ کہنے لگے روم والے اُسی خط کو پڑھتے ہیں (قابل اعتماد سمجھتے ہیں) جس پر مہر لگی ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُن کر چاندی کی ایک مہر بنوائی گویا میں اُس وقت اس کی چمک

[1] لیکن امام مالک نے وصیت نامہ پر گواہی کرنا جائز رکھا ہے گو گواہ کو اس کے مضمون کا علم نہ ہو اسی طرح بند کتاب پر حسن بصری کے اثر کو دارمی نے اور ابو قلابہ کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک جب تک عورت اپنا منہ گواہ کو نہ دکھلائے اُس پر گواہی دینا درست نہیں کیونکہ آواز دوسری آواز کے مشابہ ہوتی ہے اور یہی صحیح ہے اور اسی لیے ہماری شریعت میں عورت کا منہ اور دونوں ہتھیلیاں ستر نہیں رکھی گئی ہیں اور ضرورت کے وقت مثلاً قاضی یا گواہ کے سامنے اس کا کھولنا درست ہے ۱۲ منہ بنکو

نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ۔

بَابٌ ۴۲۷ مَتٰى يَسْتَوْجِبُ الرَّجُلُ الْقَضَاءَ وَقَالَ الْحَسَنُ اَخَذَ اللّٰهُ عَلَى الْحُكَّامِ اَنْ لَّا يَتَّبِعُوا الْهَوٰى وَلَا يَخْشَوُا النَّاسَ وَلَا يَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ثُمَّ قَرَاَ يَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ وَقَرَاَ اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَّحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا اسْتَوْدِعُوْا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا

دیکھ رہا ہوں اس کا کندہ یہ تھا محمد رسول اللہ۔

باب قاضی بننے کے لیے کیا کیا شرطیں ہونا ضرور ہے اور امام حسن بصری نے کہا اس کو ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں وصل کیا اللہ تعالیٰ نے حاکموں سے یہ عہد لیا ہے (اُن پر لازم کیا ہے) کہ خواہش نفس کی پیروی نہ کریں اور لوگوں کا ڈر نہ رکھیں (کہ حق فیصلہ کرنے سے کوئی ناراض ہو جائے گا ہو جائے بیزار سے) اور اس کی آیتوں کے بدل (دنیا کا) تھوڑا مول نہ لیں پھر انہوں نے یہ آیت (سورۂ ص کی) پڑھی اے داؤد ہم نے تجھ کو زمین کا حاکم بنایا تو انصاف کے ساتھ لوگوں کا فیصلہ کیا کر اور نفس کی خواہش پر نہ چل نفس کی خواہش تجھ کو خدا کے ٹھیک رستے سے ڈگا دے گی جو لوگ اللہ کی راہ (حق اور انصاف سے) ڈگ (بہک جاتے) ہیں اُن کو بدلے اور حساب کا دن بھول جانے کی وجہ سے سخت سزا ملے گی اور امام حسن بصری نے (سورۂ مائدہ کی) یہ آیت بھی پڑھی بیشک ہم نے توریت اُتاری اُس میں ہدایت ہے اور روشنی خدا کے تابعدار پیغمبر جو حضرت موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل میں آئے یہودیوں کو اُسی کے موافق حکم دیتے رہے اور پیغمبروں کے علاوہ مشائخ اور مولوی بھی اُسی پر حکم دیتے رہے اس لیے کہ اللہ کی کتاب کے وہ نگہبان اور امانت دار بنائے گئے تھے اُس کی نگہبانی کرتے رہے

ل اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ خط پر عمل ہو سکتا ہے اور قاضی کا خط مالکیہ کے نزدیک حجت ہے اُس پر مہر ہو یا نہ ہو طحاوی نے کہا اور تمام فقہا نے امام مالک کا خلاف کیا ہے کیونکہ ایک خط دوسرے خط کے مشابہ ہوتا ہے ابن بطال نے کہا اس پر علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ گواہ کو صرف اپنا خط دیکھ کر گواہی دینا درست نہیں جب اُس کو وہ معاملہ یاد نہ ہو ۱۲ منہ ۔ شافعیہ نے کہا قضا کی شرط یہ ہے کہ آدمی مسلمان پرہیزگار مکلف آزاد مرد سنتا دیکھتا بولتا ہو تو کافر یا نابالغ یا مجنوں یا غلام یا لونڈی یا خنثے یا عورت یا بہرے یا گونگے یا اندھے کی قضا درست نہیں ہے اہلحدیث اور شافعیہ کے نزدیک قضا کے لیے مجتہد ہونا بھی ضرور ہے یعنے قرآن اور حدیث اور ناسخ اور منسوخ کا عالم ہونا اسی طرح قضایائے صحابہ اور تابعین سے واقف ہونا اور ہر مقدمہ میں اللہ کی کتاب کے موافق حکم دے اگر اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہ ملے تو حدیث کے موافق اگر حدیث میں بھی نہ ملے تو صحابہ کے اجماع کے موافق اگر صحابہ میں اختلاف ہو تو جس کا قول قرآن و حدیث کے زیادہ موافق دیکھیں اس پر حکم دیں اور اہل حدیث اور محققین علماء نے مقلد کی قضا جائز نہیں رکھی اور یہی صحیح ہے ۱۲ منہ ؛

بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا وَمَنْ لَّمْ
يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْكٰفِرُوْنَ وَقَرَاَ دَاوُدَ وَ
سُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ
اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَ
كُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ فَفَهَّمْنٰهَا
سُلَيْمٰنَ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا
وَّعِلْمًا فَحَمِدَ سُلَيْمٰنَ وَلَمْ
يَلُمْ دَاوُدَ وَلَوْلَا مَا ذَكَرَ اللّٰهُ
مِنْ اَمْرِ هٰذَيْنِ لَرَاَيْتُ اَنَّ
الْقُضَاةَ هَلَكُوْا فَاِنَّهٗ اَثْنٰى
عَلٰى هٰذَا بِعِلْمِهٖ وَعَذَرَ
هٰذَا بِاجْتِهَادِهٖ وَقَالَ
مُزَاحِمُ بْنُ زُفَرَ قَالَ لَنَا
عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ خَمْسٌ
اِذَا اَخْطَاَ الْقَاضِيْ مِنْهُنَّ
خَصْلَةً كَانَتْ فِيْهِ وَصْمَةٌ
اَنْ يَّكُوْنَ فَهِمًا حَلِيْمًا
عَفِيْفًا صَلِيْبًا
عَالِمًا سَؤُوْلًا

تو یہود یو دیکھو لوگوں سے مت ڈرو مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کے
بدل دنیا کا تھوڑا مول مت لو یعنی رشوت کھا کر خلاف شرع
فیصلہ نہ کرو) اور جو لوگ اللہ کے اتارے موافق حکم نہ دیں وہی
کافر ہیں[1] اور امام حسن بصری نے (سورۂ انبیاء کی یہ آیت بھی پڑھی
اور اے پیغمبر داؤد اور سلیمان کو یاد کر جب دونوں ایک کھیت
یا باغ کا فیصلہ کرنے لگے جس میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کے وقت
چر پڑی تھیں اور ہم اُن کے فیصلے کو دیکھ رہے تھے پھر ہم نے
اُس مقدمہ کا ..... ٹھیک فیصلہ سلیمان کو سمجھا دیا اور ہم نے
ہر ایک کو داؤد اور سلیمان دونوں میں فیصلہ کرنے کی سمجھ دی
تھی اور علم دیا تھا تو اللہ نے سلیمان کی تعریف کی اور داؤد پر
بھی ملامت نہیں کی (گو اُن کا فیصلہ ٹھیک نہ تھا) اور اگر قرآن
شریف میں اللہ تعالیٰ اُن دونوں پیغمبروں کا ذکر نہ کرتا تو میں سمجھتا
ہوں قاضی لوگ تباہ ہی ہو جاتے[1] مگر اللہ تعالیٰ نے کیا کہا کہ سلیمان
کی تو تعریف کی اور داؤد کو اُن کی خطاء اجتہادی میں معذور رکھا[2]
اور مزاحم بن زفر نے کہا (اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا) ہم
سے عمر بن عبد العزیز خلیفہ نے کہا قاضی کے لیے پانچ باتیں ضرور ہیں
اگر اُن میں سے ایک بات بھی نہ ہو تو وہ عیب دار ہے سمجھ والا
ہو (قرآن و حدیث میں فہم سلیم رکھتا ہو) دوسرے بردبار ہو غصیلا
نہ ہو) تیسرے حرام کاموں اور بدکاری سے پاک ہو (یعنی متقی پرہیزگار ہو) چوتھے حق اور انصاف پر پکا اور مضبوط ہو[3]

[1] اس لیے کہ قاضیوں سے اکثر رائے اور اجتہاد میں غلطی ہوتی ہے ۱۲ منہ [2] معلوم ہوا پیغمبر بھی اجتہاد کرتے ہیں اور کبھی اُن سے اجتہاد
میں خطا بھی ہوتی ہے مگر وہ خطا پر قائم نہیں رہ سکتے اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے سے اُن کو مطلع کر دیتا ہے جب پیغمبروں سے اجتہاد
میں خطا ہونا ممکن ہوا تو ائمہ اربعہ ایسے کہاں کے بڑے بڑے آئے جن سے خطا نہ ہو سکتی ہو مقلدین کو اس پر غور کرنا چاہیے اور
لطف یہ ہے کہ مقلدین اپنے اصول میں یہ فقرہ پڑھتے ہیں المجتہد یخطی ویصیب باوجود اس کے اپنے مجتہد کی خطا پر جمے رہتے ہیں
اور حق بات کو قبول نہیں کرتے و بل ہذا الاظلم عظیم ۱۲ منہ [3] انصاف کرنے میں اُس کو کسی کا ڈر یہاں تک کہ بادشاہ کا بھی ڈر نہ ہو اگر قضا
کا عہدہ جاتا رہا تو بیزار سے جا رہے خواہش کس کو ہے ۱۲ منہ

عَنِ الْعِلْمِ۔

بَابٌ ۴۳۸ رِزْقُ الْحُكَّامِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا

وَكَانَ شُرَيْحٌ الْقَاضِيْ يَأْخُذُ عَلَى الْقَضَاءِ أَجْرًا وَّ قَالَتْ عَائِشَةُ يَأْكُلُ الْوَصِيُّ بِقَدْرِ عُمَالَتِهِ وَأَكَلَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ۔

۴۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ بْنُ أُخْتِ نَمِرٍ أَنَّ حُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعُزّٰى أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ السَّعْدِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ فِيْ خِلَافَتِهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَلَمْ أُحَدَّثْ أَنَّكَ تَلِيْ مِنْ أَعْمَالِ النَّاسِ أَعْمَالًا فَإِذَا أُعْطِيْتَ الْعُمَالَةَ كَرِهْتَهَا فَقُلْتُ بَلٰى فَقَالَ عُمَرُ مَا تُرِيْدُ إِلٰى ذٰلِكَ قُلْتُ إِنَّ لِيْ أَفْرَاسًا وَّأَعْبُدًا وَّأَنَا بِخَيْرٍ وَّأُرِيْدُ أَنْ تَكُوْنَ عُمَالَتِيْ صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ عُمَرُ

پانچویں عالم ہو اور علم کی باتیں (دوسرے عالموں سے بھی) خوب تحقیق کرتا رہے[1]۔

باب حاکموں اور عالموں کو تنخواہ لینا درست ہے[2]

اور شریح (کوفہ کے قاضی جو حضرت عمرؓ کی طرف سے مقرر ہوئے تھے) قضا کی تنخواہ لیتے[3] تھے اور حضرت عائشہ نے کہا جو شخص میت کا وصی ہو وہ اپنی محنت کے موافق یتیم کے مال میں سے کھا سکتا ہے[4] اور ابوبکر اور عمرؓ نے بھی بیت المال میں سے تنخواہ لی[5]۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو سائب بن یزید نمر کے بھانجے نے اُن کو حویطب بن عبدالعزےٰ نے اُن کو عبداللہ بن سعیدی نے وہ حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانہ میں اُن کے پاس آئے حضرت عمرؓ نے کہا میں نے سُنا ہے تو عام لوگوں کے کاموں میں سے (جیسے تحصیلداری قضاۃ وغیرہ) ایک خدمت بجالاتا ہے جب اُس کی تنخواہ تجھ کو دی جاتی ہے تو اُس کا لینا برا جانتا ہے عبداللہ بن سعدی نے کہا ہاں یہ بات سچ ہے حضرت عمرؓ نے کہا پھر اس سے تیرا مطلب کیا ہے عبداللہ نے کہا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو گھوڑے غلام لونڈی (سب طرح کے مال) عنایت فرمایا ہے میں جانتا ہوں مسلمانوں کی خدمت بجا لاؤں حضرت عمرؓ نے کہا نہیں ایسا مت کریں میں نے بھی

---

[1] یہ نہیں کہ اپنے علم پر نازاں ہو دوسرے سب لوگوں کو اپنے مقابل نہ سمجھے اگر کسی قاضی کو یہ خیال ہو تو وہ جونپور کا قاضی اور گدھا ہے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ایک کو ایک سے بڑھ کر عالم پیدا کیا ہے تو علم حاصل کرنے میں ہرگز شرم نہ کرنا چاہیے جو بات اپنے تائیں معلوم نہ ہو وہ دوسرے سے بے دریغ پوچھے دریافت کرے ۱۲ منہ [2] جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ حکومت اور قضا کی اجرت لینا درست ہے حنفیہ کہتے ہیں اگر قاضی محتاج ہو تب تو بقدر کفایت اجرت قبول کرے اگر مالدار ہو تو افضل یہ ہے کہ اجرت نہ لے ۱۲ منہ [3] اس کو عبدالرزاق اور سعید بن منصور نے وصل کیا کہ مسروق قضا کی تنخواہ نہیں لیتے تھے اور شریح لیا کرتے تھے [4] وصی پر قاضی کا بھی قیاس ہو سکتا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] جب خلیفہ ہوئے اس کو بھی ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۔

لَا تَفْعَلْ فَاِنِّیْ كُنْتُ اَرَدْتُّ الَّذِیْٓ اَرَدْتَّ
فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُعْطِيْنِي الْعَطَآءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهٖ اَفْقَرَ
اِلَيْهِ مِنِّيْ حَتّٰٓى اَعْطَانِيْ مَرَّةً مَالًا
فَقُلْتُ اَعْطِهٖ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّيْ فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ
وَتَصَدَّقْ بِهٖ فَمَا جَآءَكَ مِنْ هٰذَا
الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَآئِلٍ
فَخُذْهُ وَاِلَّا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ وَعَنِ
الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ
اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ
يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِي
الْعَطَآءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهٖ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّيْ
حَتّٰٓى اَعْطَانِيْ مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ اَعْطِهٖ
مَنْ هُوَ اَفْقَرُ اِلَيْهِ مِنِّيْ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَ
تَصَدَّقْ بِهٖ فَمَا جَآءَكَ مِنْ هٰذَا
الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَآئِلٍ
فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ۔

آنخضرت صلعم کے زمانہ میں ایسا ہی کرنا چاہا تھا (کہ اپنی خدمت کا اجورہ نہ لوں) آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو دے رہے تھے میں کہہ رہا تھا یہ روپیہ آپ اُس کو کیوں نہیں دیتے جو مجھ سے زیادہ اُس کی احتیاج رکھتا ہے ایک بار ایسا ہوا کہ آنخضرتؐ نے (ایک خدمت کے بدل) مجھ کو کچھ روپیہ دینا چاہا میں نے عرض کیا یارسولؐ اللہ اُس کو دیجئے جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو آپ نے فرمایا نہیں لے لے مالدار بن جا (پھر تیرا جی چاہے تو) فقیروں کو خیرات کردے اور دیکھ جو مال تیرے پاس (اللہ کا بھیجا ہوا) آجائے تو نے اُس کی تاک نہ لگائی ہو نہ سوال کیا ہو تو اُس کو لے لے اور جو مال اس طرح نہ آئے اس کے پیچھے مت پڑ اور اسی سند سے زہری سے مروی ہے کہا مجھ سے سالم بن عبداللہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں نے حضرت عمرؓ سے سُنا وہ کہتے تھے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو کچھ عنایت فرماتے تو میں کہتا اُس کو دیجئے نا جو مجھ سے بڑھ کر محتاج ہے ایک بار آپ نے مجھ کو کچھ روپیہ دیا میں نے عرض کیا اُس کو دیجیے نا جو مجھ سے زیادہ احتیاج رکھتا ہے آپ نے فرمایا لے لے اور مالدار بن جا اور پھر اگر تجھ کو احتیاج نہیں ہے (تو خیرات کردے[1]) دنیا کا مال جو بن تیرے تاکے اور مانگے تیرے پاس آئے اُس کو لے لے اور جو (اس طرح) نہ آئے اس کے پیچھے مت لگ۔

[1] سبحان اللہ آنخضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ عمدہ رائے بتلائی جو حضرت عمر کو بھی نہیں سوجھی تھی یعنے اگر حضرت عمرؓ اس مال کو نہ لیتے صرف واپس کر دیتے تو اُس میں اتنا فائدہ نہ تھا جتنا لے لینے میں اور پھر اللہ کی راہ میں خیرات کرنے میں کیوں کہ صدقہ کا ثواب بھی اس میں حاصل ہوا محققین صوفیہ فرماتے ہیں کہ بعضے وقت مال کے رد کرنے میں بھی نفس کو ایک خوشی حاصل ہوتی ہے کہ ہم ایسے بے پروا ہیں کہ لوگ روپیہ لاتے ہیں اور ہم واپس لاتے ہیں اگر نفس میں یہ بات پیدا ہو تو فوراً لے لینا چاہیئے اور لے لینے کے بعد پھر دوسرے موقع پر محتاجوں کو خیرات کردے غرض تصوف میں اصل الاصول یہ ہے کہ نفس کو موٹا نہ ہونے دے یہ ظالم جو بات کہے اُس کے خلاف کرے ۱۲ منہ

بَابٌ ۴۳۹ مَنْ قَضٰى وَلَاعَنَ فِي الْمَسْجِدِ وَلَاعَنَ عُمَرُ عِنْدَ مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَضٰى شُرَيْحٌ وَّالشَّعْبِيُّ وَيَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ فِي الْمَسْجِدِ وَقَضٰى مَرْوَانُ عَلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بِالْيَمِيْنِ عِنْدَ الْمِنْبَرِ وَكَانَ الْحَسَنُ وَزُرَارَةُ بْنُ اَوْفٰى يَقْضِيَانِ فِي الرَّحَبَةِ خَارِجًا مِّنَ الْمَسْجِدِ۔

باب جو شخص مسجد میں فیصلہ کرے یا لعان کرائے اور حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس لعان کرایا اور شریح قاضی اور شعبی اور یحییٰ بن یعمر نے مسجد میں قضا کا کام کیا[1] اور مروان نے زید بن ثابت کو مسجد میں منبر نبوی کے پاس قسم کھانے کا حکم دیا[1] اور امام حسن بصری اور زرارہ بن اوفی دونوں مسجد کے باہر ایک دالان میں بیٹھ کر قضا کا کام کیا کرتے (ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے عین مسجد میں)

۸۴۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ شَهِدْتُّ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَاَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے روایت کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہ زہری نے سہل بن سعد سے روایت کی میں اُس وقت موجود تھا جو رو خاوند دونوں نے لعان کیا اس وقت میری عمر پندرہ برس کی تھی پھر لعان کے بعد دونوں میں جُدائی کر دی گئی[2]

۸۴۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَهْلٍ اَخِيْ بَنِيْ سَاعِدَةَ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَّجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَاَنَا شَاهِدٌ۔

ہم سے یحییٰ بن جعفر بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق بن ہمام نے کہا مجھ کو ابن جریج نے خبر دی کہا مجھ کو ابن شہاب نے انہوں نے کہا سہل بن سعد سے جو بنی ساعدہ قبیلے کے ایک شخص تھے انہوں نے کہا ایک انصاری مرد (عویمر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا بتلائیے اگر کوئی شخص اپنی جورو کے ساتھ غیر مرد کو (برا کام کرتے) پائے تو کیا کرے اس کو مار ڈالے پھر (ایسا ہوا کہ عویمر اور اُس کی جورو دونوں نے مسجد کے اندر لعان کیا اس وقت میں موجود تھا۔

بَابٌ ۴۴۰ مَنْ حَكَمَ فِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى اِذَا اَتٰى عَلٰى حَدٍّ اَمَرَ اَنْ يُّخْرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَيُقَامَ وَقَالَ عُمَرُ اَخْرِجَاهُ

باب حد کا مقدمہ مسجد میں سُننا پھر جب حد لگانے کا وقت آئے تو مجرم کو مسجد سے باہر لے جانا اور حضرت عمرؓ نے فرمایا اس مجرم کو مسجد کے باہر لے جاؤ اور حد لگاؤ اس کو ابن

[1] شریح اور یحییٰ بن یعمر کے اثروں کو ابن ابی شیبہ نے اور شعبی کے اثر کو سعید بن عبدالرحمٰن مخزومی نے جامع سفیان میں وصل کیا ۱۲ منہ [2] حالانکہ اس روایت سے باب کا مطلب نہیں نکلتا مگر آگے کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ لعان عین مسجد میں ہوا تھا ۱۲ منہ رع یہ اثر کتاب الشہادات میں موصولاً گذر چکا ہے ۔ ۱۲ منہ۔

مِنَ الْمَسْجِدِ وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهُ۔

ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے وصل کیا، اور حضرت علیؓ سے بھی ایسا ہی منقول ہے[1]

۸۴۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعًا فَقَالَ أَبِكَ جُنُونٌ قَالَ لَا قَالَ اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَهُ بِالْمُصَلَّى رَوَاهُ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجْمِ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابوسلمہ اور سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے ایک شخص (ماعز اسلمی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس وقت آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہنے لگا یا رسول اللہ میں نے زنا کی آپ نے اُس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور (وہ دوسری طرف سے آیا اور یہی کہا) جب چار بار اُس نے اقرار کیا تو آپ نے اُس سے پوچھا کہیں تو دیوانہ تو نہیں ہے اس نے کہا جی نہیں (میں خاصا چنگا سیانا ہوں) اُس وقت آپ نے صحابہ سے فرمایا اس کو (باہر) لے جاؤ اور سنگسار کرو ابن شہاب نے (اسی سند سے) کہا مجھ کو اُس شخص (ابوسلمہ) نے بیان کیا جس نے جابر ابن عبداللہ انصاریؓ سے سنا وہ کہتے تھے میں بھی اُن لوگوں میں شریک تھا جنہوں نے اس شخص کو عیدگاہ میں سنگسار کیا اس حدیث کو یونس بن یزید اور معمر اور ابن جریج نے زہری سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے جابرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا[2]

بَابٌ ۲۴۱ مَوْعِظَةِ الْإِمَامِ لِلْخُصُومِ

باب حاکم مدعی اور مدعا علیہ کو نصیحت کر سکتا ہے

۸۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَؓ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے زینب بنت ابی سلمہ سے انہوں نے

[1] اس کو ابن شیبہ نے وصل کیا اس کی سند ضعیف ہے اس میں یوں ہے کہ ایک شخص حضرت علیؓ کے پاس آیا اور آپ کے پاس آیا اور آپ سے سرگوشی کی آپ نے قنبر سے کہا اس کو مسجد سے باہر لے جاؤ اور حد لگاؤ ۱۲ منہ [2] تو ان تینوں کی روایت عقیل کے خلاف ہے عقیل نے اس کو ابوہریرہؓ سے اور انہوں نے جابر سے روایت کیا ان تینوں کی روایتیں اوپر موصولاً اسی کتاب میں باب الحدود میں گذر چکیں ۱۲ منہ

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِيَ نَحْوَ مَا أَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ۔

ام المؤمنین ام سلمہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو میں بھی آدمی ہوں (لوازم) بشریت سے پاک نہیں ہوں تم آپس میں جھگڑتے ہوئے میرے پاس آتے ہو اور کبھی ایسا ہوتا ہے تم میں سے ایک فریق (مدعی یا مدعی علیہ) بحث کرنے میں دوسرے فریق سے زیادہ چالاکی کر دیتا ہے[1] اور میں اُس کی بحث سن کر اُس کے موافق فیصلہ کر دیتا ہوں (مجھ کو غیب کا علم نہیں ہے) اب اگر میں کسی فریق کو (ظاہری روئداد پر) اُس کے بھائی کا کچھ حق دلا دوں[2] تو میں اسکو دوزخ کا ایک ٹکڑا دلا رہا ہوں[3][4]

بَابُ ٢٢ الشَّهَادَةُ تَكُونُ عِنْدَ الْحَاكِمِ فِي وِلَايَةِ الْقَضَاءِ أَوْ قَبْلَ ذَٰلِكَ لِلْخَصْمِ

وَقَالَ شُرَيْحٌ الْقَاضِي وَسَأَلَهُ إِنْسَانٌ الشَّهَادَةَ فَقَالَ ائْتِ الْأَمِيرَ حَتَّى أَشْهَدَ لَكَ وَقَالَ عِكْرِمَةُ قَالَ عُمَرُ لِعَبْدِ الرَّحْمَٰنِ بْنِ عَوْفٍ لَوْ رَأَيْتَ رَجُلًا عَلَى حَدٍّ زِنًا أَوْ سَرِقَةٍ وَأَنْتَ أَمِيرٌ فَقَالَ شَهَادَتُكَ شَهَادَةُ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ صَدَقْتَ

باب اگر قاضی خود عہدۂ قضا حاصل ہونے کے بعد یا اُس سے پہلے ایک امر کا گواہ ہو تو کیا اُسکی بنا پر فیصلہ کر سکتا ہے[5]

اور (شریح کوفہ کے قاضی سے ایک آدمی (نام نامعلوم) نے کہا تم اس مقدمہ میں گواہی دو[6]، انہوں نے کہا تو بادشاہ کے پاس جا کر فریاد کر وہاں میں گواہی دوں[7] گا اور عکرمہ کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے عبدالرحمٰن بن عوف سے پوچھا اگر تو خود اپنی آنکھ سے کسی کو زنا یا چوری کا جرم کرتے دیکھے اور تو امیر ہو تو کیا اُس کو حد لگا دیگا عبدالرحمٰن نے کہا نہیں حضرت عمرؓ نے کہا آخر تیری گواہی ایک مسلمان کی گواہی کی طرح ہو گی یا نہیں عبدالرحمٰن نے کہا بیشک سچ کہتے ہو[8] حضرت عمرؓ نے کہا

---

[1] بہت فصاحت اور خوش تقریری سے بحث کرتا ہے ۱۲ منہ [2] جس کا وہ واقع میں حقدار نہ ہو ۱۲ منہ [3] وہ اپنے حق میں اس کو درست نہ سمجھے ۱۲ منہ [4] اس حدیث سے امام مالک اور شافعی اور احمد اور اہلحدیث اور جمہور علماء کا مذہب ثابت ہوا کہ قاضی کا فیصلہ ظاہر میں نافذ ہوتا ہے لیکن اس کے فیصلے سے جو شے حرام ہے وہ حلال نہیں ہوتی نہ حلال حرام ہوتی ہے اور امام ابوحنیفہ کا قول رد ہو گیا کہ قاضی کا فیصلہ ظاہراً اور باطناً دونوں طرح نافذ ہو جاتا ہے اور اس مسئلہ کا ذکر اوپر ہو چکا ہے حدیث سے یہ بھی نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم نہ تھا البتہ اللہ تعالیٰ اگر آپ کو بتلا دیتے تو معلوم ہو جاتا ۱۲ منہ

[5] یعنی اپنی شہادت اور واقفیت کی بنا پر اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور امام بخاری کے نزدیک راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ قاضی کو خود اپنے علم یا گواہی پر فیصلہ کرنا درست نہیں بلکہ ایسا مقدمہ بادشاہ وقت یا دوسرے قاضی کے پاس رجوع ہونا چاہیئے اور اُس قاضی کو مثل دوسرے گواہوں کے وہاں گواہی دینا چاہیئے ۱۲ منہ [6] کیونکہ تم کو اس کا حال خوب معلوم ہے میں تم کو گواہ کر چکا تھا ۱۲ منہ [7] اس کو سفیان ثوری نے اپنی جامع میں وصل کیا ۱۲ منہ [8] اس کو ثوری اور ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ہوا یہ تھا کہ حضرت عمرؓ کو یہ معلوم تھا کہ

(باقی بر صفحہ آئندہ)

قَالَ عُمَرُ لَوْلَا اَنْ يَّقُوْلَ النَّاسُ زَادَ عُمَرُ فِیْ كِتَابِ اللهِ لَكَتَبْتُ اٰيَةَ الرَّجْمِ بِيَدِیْ وَاَقَرَّ مَاعِزٌ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالزِّنَا اَرْبَعًا فَاَمَرَ بِرَجْمِهٖ وَلَمْ يُذْكَرْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْهَدَ مَنْ حَضَرَهٗ وَقَالَ حَمَّادٌ اِذَا اَقَرَّ مَرَّةً عِنْدَ الْحَاكِمِ رُجِمَ وَقَالَ الْحَكَمُ اَرْبَعًا۔

اگر لوگ یوں نہ کہیں کہ عمرؓ نے اللہ کی کتاب میں اپنی طرف سے بڑھا دیا تو میں رجم کی آیت مصحف میں اپنے ہاتھ سے لکھ دیتا اور ماعز اسلمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چار بار زنا کا اقرار کیا آپ نے اُس کو سنگسار کرنے کا حکم دے دیا اور یہ منقول نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے اقرار پر حاضرین کو گواہ کیا ہو اور حماد بن ابی سلیمان (امام ابوحنیفہ کے اُستاد) نے کہا اگر زنا کرنے والا حاکم کے سامنے ایک بار بھی اقرار کرے تو وہ سنگسار کیا جائے گا اور حکم بن عتیبہ نے کہا جب تک چار بار اقرار نہ کرے سنگسار نہیں ہو سکتا (اس کو بھی ابن ابی شیبہ نے وصل کیا)

۸۴۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ مَوْلٰى اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ اَبَا قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ مَنْ لَّهٗ بَيِّنَةٌ عَلٰى قَتِيْلٍ قَتَلَهٗ فَلَهٗ سَلَبُهٗ فَقُمْتُ لِاَلْتَمِسَ بَيِّنَةً عَلٰى قَتِيْلٍ فَلَمْ اَرَ اَحَدًا يَّشْهَدُ لِیْ فَجَلَسْتُ ثُمَّ بَدَا لِیْ فَذَكَرْتُ اَمْرَهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے انہوں نے عمر بن کثیر سے انہوں نے ابو محمد نافع سے جو ابو قتادہ کے غلام تھے انہوں نے ابو قتادہ سے کہ حنین کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا جو شخص کسی کافر کے مار ڈالنے پر گواہ رکھتا ہو اُس کا سامان اُسی کو ملے گا یہ سُن کر میں اُٹھا کہ میں نے جس کافر کو مارا تھا اُس کے مار ڈالنے پر کوئی گواہ تلاش کروں لیکن کوئی گواہ نہ ملا پھر میرے دل میں آیا لاؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر تو کروں اور میں نے آپ سے اس کا مار ڈالنا بیان کر دیا ایک شخص جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا

(بقیہ صفحہ سابقہ) الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما نکالا من اللہ قرآن کی آیت ہے عبدالرحمن بن عوف نے کہا جب آپ کو معلوم ہے تو پھر مصحف میں شریک کر دیجیے اُس وقت حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا کہ گو میں اس وقت خلیفہ اور بادشاہ ہوں مگر معاملات میں صرف میری گواہی پر فیصلہ نہیں ہو سکتا جب تک دوسرا کوئی گواہ نہ ہو اور میری گواہی ایک مسلمان کی گواہی کی مثل ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) سلہ یہ ایک دوسرا مسئلہ امام بخاری نے اس باب میں بیان کر دیا یعنے اگر مدعیٰ علیہ حاکم کے سامنے اقرار کرے تو حاکم کو اُس کی بناپر (اقرار کی بناپر) فیصلہ صادر کرنا درست ہے یہ ضرور نہیں کہ دو گواہوں کو بلائے اور اُن کے سامنے اقرار کرائے جمہور علماء کا یہی قول ہے اس حدیث کو لاکر امام بخاری ... نے جمہور کا مذہب ثابت کیا اور ان لوگوں کا رد کیا جو ایسی حالت میں گواہوں کا بلانا اور مدعا علیہ کے اقرار پر اُن لوگوں کو گواہ کرنا ضروری جانتے ہیں ۱۲ منہ سلہ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ سلہ اس مسئلہ کا ذکر اوپر کتاب الحدود میں ہو چکا ہے ۱۲ منہ

رَجُلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ سِلَاحُ هٰذَا الْقَتِيْلِ الَّذِيْ يَذْكُرُ عِنْدِيْ قَالَ فَأَرْضِهِ مِنْهُ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ كَلَّا لَا يُعْطِهِ أُصَيْبِغَ مِنْ قُرَيْشٍ وَيَدَعُ أَسَدًا مِنْ أُسْدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قَالَ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدَّاهُ إِلَيَّ فَاشْتَرَيْتُ مِنْهُ خِرَافًا فَكَانَ أَوَّلَ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ قَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ اللَّيْثِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدَّاهُ إِلَيَّ وَقَالَ أَهْلُ الْحِجَازِ الْحَاكِمُ لَا يَقْضِيْ بِعِلْمِهٖ شَهِدَ بِذٰلِكَ فِيْ وِلَايَتِهٖ أَوْ قَبْلَهَا وَلَوْ أَقَرَّ خَصْمٌ عِنْدَهُ لِآخَرَ بِحَقٍّ فِيْ مَجْلِسِ الْقَضَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَقْضِيْ عَلَيْهِ فِيْ قَوْلِ بَعْضِهِمْ حَتّٰى يَدْعُوَ بِشَاهِدَيْنِ فَيُحْضِرَهُمَا إِقْرَارَهُ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِرَاقِ مَا سَمِعَ أَوْ رَآهُ فِيْ مَجْلِسِ الْقَضَاءِ قَضٰى بِهٖ وَمَا كَانَ فِيْ غَيْرِهٖ لَمْ يَقْضِ إِلَّا بِشَاهِدَيْنِ وَقَالَ آخَرُوْنَ مِنْهُمْ بَلْ يَقْضِيْ بِهٖ لِأَنَّهُ

تھا کہنے لگا اُس کا سامان میرے پاس ہے آنحضرت نے فرمایا اچھا تو جان ابوقتادہ کو راضی کر دے[1] یہ سن کر ابوبکر صدیق نے کہا ایسا کبھی نہیں ہو سکتا آپ قریش کی ایک چڑیا (ایک چھوٹے بچہ) کو تو سامان دلا دیں اور اللہ کے ایک شیر کو محروم کر دیں جو اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے لڑتا ہے ابوقتادہ رضؓ کہتے ہیں آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کو حکم دیا اُس نے وہ سامان مجھ کو دے دیا میں نے اُس کے بدل ایک باغ خریدا یہ پہلی جائداد تھی جو میں نے حاصل کی[2] امام بخاری نے کہا عبداللہ بن صالح نے (مجھ سے) کہا انہوں نے لیث بن سعد سے روایت کی یہی حدیث اس میں یوں ہے پھر آنحضرتؐ کھڑے ہوئے اور وہ سامان مجھ کو دلا دیا اور اہل حجاز (امام مالک وغیرہ) نے کہا قاضی کو اپنے علم پر فیصلہ کرنا درست نہیں خواہ اُس معاملہ پر عہدہ قضا حاصل ہوئے بعد گواہ ہوا ہو یا اُس سے پہلے اور اگر مدعی علیہ اُس کے سامنے اقرار کرے مجلس قضا میں جب بھی بعضے لوگ کہتے ہیں قاضی کو اُس اقرار کی بنا پر فیصلہ کرنا درست نہیں یہاں تک کہ دو گواہ بلائے اور اُن کو اُس کے اقرار پر گواہ کر دے[3] اور بعضے عراق والوں (امام ابوحنیفہ وغیرہ) نے کہا اگر قاضی مجلس قضا میں کوئی بات سنے یا دیکھے تو اُس کی بنا پر فیصلہ کر سکتا ہے لیکن اگر غیر مجلس قضا میں کسی فریق سے کوئی بات دیکھے تو اُس کی بنا پر فیصلہ نہیں کر سکتا جب تک دو گواہ یہ گواہی نہ دے کہ اُس فریق نے ایسا کہا تھا اور بعضے عراق والے (امام ابویوسف وغیرہ) کہتے ہیں

[1] بعضے نسخوں میں فارضہ منی ہے اس صورت میں یہ کلام اُسی شخص کا ہوگا جس کے پاس سامان تھا مطلب یہ ہے کہ ابوقتادہ کو راضی کر دیجیے کہ اُس کا سامان میرے پاس ہی رہنے دیں ۱۲ منہ [2] اس حدیث کی مناسبت باب سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس اس دوسرے شخص کے اقرار پر وہ سامان ابوقتادہ کو دلا دیا اور اس کے اقرار پر آپ نے گواہ نہیں کیے ۱۲ منہ [3] لیکن یہ قول ابوقتادہ کی حدیث سے اور نیز ماعز اسلمی کی حدیث سے رد ہو جاتا ہے ۱۲ منہ

مُؤْتَمَنٌ وَإِنَّمَا يُرَادُ مِنَ الشَّهَادَةِ مَعْرِفَةُ الْحَقِّ فَعِلْمُهُ أَكْثَرُ مِنَ الشَّهَادَةِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَقْضِي بِعِلْمِهِ فِي الْأَمْوَالِ وَلَا يَقْضِي فِي غَيْرِهَا وَقَالَ الْقَاسِمُ لَا يَنْبَغِي لِلْحَاكِمِ أَنْ يُمْضِيَ قَضَاءً بِعِلْمِهِ دُونَ عِلْمِ غَيْرِهِ مَعَ أَنَّ عِلْمَهُ أَكْثَرُ مِنْ شَهَادَةِ غَيْرِهِ وَلَكِنَّ فِيهِ تَعَرُّضًا لِتُهْمَةِ نَفْسِهِ عِنْدَ الْمُسْلِمِينَ وَإِيقَاعًا لَهُمْ فِي الظُّنُونِ وَقَدْ كَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظَّنَّ فَقَالَ إِنَّمَا هَذِهِ صَفِيَّةُ

نہیں قاضی جو بیان سنے اس کی بنا پر حکم دے سکتا ہے کیوں کہ قاضی کی ایمانداری پر بھروسہ کیا گیا ہے آخر گواہی لینے سے کیا غرض ہے یہی ناکہ جو امر حق ہے وہ کھل جائے پھر قاضی کا علم تو گواہی سے بھی بڑھ کر ہے[1] اور بعضے عراق والوں (امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف) نے کہا قاضی کو دیوانی مقدمات میں اپنے علم پر فیصلہ کرنا درست ہے دوسرے (فوجداری) مقدمات میں درست نہیں[2] اور قاسم بن محمد بن ابی بکر نے کہا[3] حاکم کو اپنے علم پر فیصلہ کرنا نہیں چاہیے جیسے دوسرے کسی شخص کے علم پر اگرچہ قاضی کا ذاتی علم قوت میں دوسرے کی شہادت سے زیادہ ہے لیکن اس میں لوگوں کو تہمت کا موقع ملتا ہے اور مسلمانوں کو بدگمانی پیدا ہوتی ہے (کہ قاضی صاحب نے ایک فریق کی رعایت کرکے ناجائز فیصلہ کر دیا) اور آنحضرت صلی علیہ وسلم نے بدگمانی کو برا جانا جیسے ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا یہ صفیہ (میری بی بی) ہے[4]

---

[1] خواہ مجلس قضا میں یا غیر مجلس قضا میں ۱۲ منہ [2] امام شافعی کا بھی یہی قول ہے کہ قاضی کو اپنے علم پر فیصلہ کرنا درست ہے امام مالک کہتے ہیں اگر یہ امر جائز رکھا جائے تو اس میں بڑا ڈر ہے بعضے قاضی بے ایمان ہوتے ہیں وہ اُن لوگوں کو جن سے دشمنی ہوگی اپنے علم کی بناپر پھانسی دیں گے اور سزا دیں گے امام شافعی سے ایک قول یہ بھی منقول ہے کہ انہوں نے کہا اگر بدمعاش قاضی دنیا میں نہ ہوتے تو میں یہ کہتا کہ قاضی کو اپنے علم کی بناپر فیصلہ کرنا درست ہے ۱۲ منہ [3] مثلاً حدود و قصاص وغیرہ ۱۲ منہ [4] تو اگر حاکم قاضی نے کسی شخص کو زنا یا چوری یا خون کرتے دیکھا تو صرف اپنے علم کی بناپر مجرم کو سزا نہیں دے سکتے جب تک باقاعدہ شہادت سے ثبوت نہ ہو امام احمد سے بھی ایسا ہی مروی ہے امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں قیاس تو یہ تھا کہ ان سب مقدمات میں بھی قاضی کو اپنے علم پر فیصلہ کرنا جائز ہوتا لیکن میں قیاس کو چھوڑ دیتا ہوں اور استحسان کی رو سے یہ کہتا ہوں کہ قاضی ان مقدمات میں اپنے علم کی بناپر حکم نہ دے۔

مترجم کہتا ہے ہمارے زمانہ میں ایک تو تقویٰ اور پرہیزگاری اور خدا ترسی کا کال ہوگیا ہے دوسرے اگلے زمانہ میں خیر بعضے قاضی بدمعاش ہوتے تھے لیکن پھر مسلمان ہوتے تھے مسلمان سے کبھی تو توقع ہوتی ہے کہ خدا سے ڈرے گا مگر اب تو قاضی ایسے لوگ کیے جاتے ہیں جو مسلمان بھی نہیں ہیں اور کفار کی حکومت میں تو ایسا کیے جانے پر تعجب نہیں ہوتا لیکن افسوس ہے کہ اسلامی حکومتیں بھی اب غیر مسلم کو قاضی مقرر کرتی ہیں حیدرآباد میں ہندو اور پارسی اور نصرانی قاضی بنائے گئے ہیں کیا خوب اسی طرح سنا جاتا ہے کہ مصر میں بھی نصرانی قاضی ہیں کیا ان اسلامی حکومتوں کو اتنا نہیں معلوم ہے کہ عہدہ قضا کے لیے بالاتفاق مسلمان ہونا شرط ہے جب اصل سے عہدہ قضا ہی صحیح نہ ہو تو اب قاضی کے علم پر فیصلہ ہونا یہ تو اس کی فرع ہے اس لیے ہمارے زمانہ میں یہی قول مختار ہے کہ قاضی کو کسی معاملہ میں دیوانی ہو یا فوجداری اپنے علم پر فیصلہ کرنا درست نہیں اور اگر قاضی خود کسی مقدمہ میں گواہ ہو تو ایسا مقدمہ کسی دوسرے قاضی پاس رجوع کیا جائے اور یہ قاضی دوسرے گواہوں کی طرح اُس کے پاس جا کر گواہی دے تاکہ مدعی کا حق تلف نہ ہو ۱۲ منہ [5] یا قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعودؓ نے ۱۲ منہ [6] یہ حدیث اوپر مذکور ہوچکی ہے اور آگے بھی آتی ہے امام بخاری نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ قاضی کو اپنے علم پر فیصلہ کرنا درست نہیں کیونکہ اس میں (باقی برصفحہ آئندہ)

۸۵۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَتْهُ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَلَمَّا رَجَعَتِ انْطَلَقَ مَعَهَا فَمَرَّ بِهِ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَدَعَاهُمَا فَقَالَ اِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ قَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنِ ابْنِ اٰدَمَ مَجْرَى الدَّمِ رَوَاهُ شُعَيْبٌ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَابْنُ اَبِيْ عَتِيْقٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ يَحْيٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيٍّ يَعْنِي ابْنَ حُسَيْنٍ عَنْ صَفِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے امام زین العابدین علیہ السلام سے کہ ام المومنین صفیہ بنت حیی رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (ملنے کو) آئیں (اُس وقت آپ مسجد میں اعتکاف میں تھے) جب وہ لوٹ کر جانے لگیں تو آپ (گھر تک اُن کو پہنچا دینے کو) اُن کے ساتھ گئے رستے میں دو انصاری آدمی (نا معلوم) ملے آپ نے اُن کو بلایا اور فرمایا یہ صفیہ بنت حی ہے (میری بی بی) وہ کہنے لگے سبحان اللہ، آپ نے فرمایا کہ شیطان آدمی کے بدن میں خون کی طرح دوڑتا پھرتا ہے اس حدیث کو شعیب اور عبدالرحمن بن خالد بن مسافر اور ابن ابی عتیق اور اسحاق بن یحیٰی نے بھی زہری سے روایت کیا انہوں نے امام زین العابدین سے انہوں ام المومنین صفیہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

بَابٌ ۴۴۳ اَمْرُ الْوَالِيْ اِذَا وَجَّهَ اَمِيْرَيْنِ اِلٰى مَوْضِعٍ اَنْ يَّتَطَاوَعَا وَلَا يَتَعَاصَيَا۔

باب اگر بادشاہ دو شخصوں کو ایک ہی ملک کا حاکم کر کے بھیجے اور اُن کو نصیحت کرے کہ مل کر رہنا ایک دوسرے سے اختلاف نہ کرنا۔

۸۵۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبِيْ وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ يَسِّرَا

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالملک بن عمرو عقدی نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے سعید بن ابی بردہ سے کہا میں نے اپنے والد سے سنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا اور فرمایا دیکھو دونوں لوگوں پر آسانی

(بقیہ صفحہ سابقہ) بدگمانی کا موقع پیدا ہوتا ہے اور آنحضرت صلعم نے بدگمانی پیدا کرنے کو برا جانا جب تو ان صحابیوں سے فرمایا کہ یہ عورت کوئی غیر عورت نہیں ہے بلکہ صفیہ میری بی بی ہے ۱۲ منہ حافظ نے کہا قسطلانی نے بیان کیا کہ قاسم کے اثر کو کس نے وصل کیا ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) لے آپ ایسا کیوں فرماتے ہیں کہ ہم آپ پر کوئی بُرا گمان کر سکتے ہیں ۱۲ منہ ۲ہ نہیں یہ بات نہیں اصل یہ ہے ۱۲ منہ ۳ہ میں ڈرا ایسا نہ ہو تمہارے دل میں کوئی وسوسہ ڈالے ۱۲ منہ ۴ہ شعیب اور ابن مسافر اور ابن ابی عتیق کی روایتوں کو خود امام بخاری نے اسی کتاب میں اور اسحاق بن یحیٰی کی روایت کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا ۱۲ منہ۔

وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا فَقَالَ لَهُ اَبُوْ مُوْسٰى اِنَّهُ يُصْنَعُ بِاَرْضِنَا الْبِتْعُ فَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَقَالَ النَّضْرُ وَاَبُوْ دَاوُدَ وَيَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ وَوَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

رہنا سختی نہ کرنا خوش رکھنا نفرت نہ دلانا اور دونوں مل کر رہنا اختلاف نہ کرنا۔ ابوموسیٰؓ نے آنحضرتؐ سے عرض کیا یارسول اللہ ہمارے ملک میں ایک (شہد کا شراب بنا کرتا ہے جس کو بتع کہتے ہیں (اس کا کیا حکم ہے) آپ نے فرمایا جو شراب نشہ پیدا کرے وہ حرام ہے (شہد کا ہو یا کسی اور چیز کا) اس حدیث کو نضر بن شمیل اور ابوداؤد طیالسی اور یزید بن ہارون اور وکیع نے بھی روایت کیا انہوں نے شعبہ سے انہوں نے سعید سے انہوں نے والد سے انہوں نے سعید کے (دادا) ابوموسیٰ اشعری سے انہوں نے آنحضرت صلعم سے [1]

بَابٌ ۴۴۴ اِجَابَةِ الْحَاكِمِ الدَّعْوَةَ وَقَدْ اَجَابَ عُثْمَانُ عَبْدًا لِلْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ

باب حاکم دعوت قبول کر سکتا ہے [2] اور حضرت عثمانؓ نے مغیرہ کے غلام (نام نامعلوم) کی دعوت قبول کی [3]

۸۵۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيٰنَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُكُّوا الْعَانِيَ وَاَجِيْبُوا الدَّاعِيَ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے سفیان ثوری سے کہا مجھ سے منصور بن معتمر نے بیان کیا انہوں نے ابووائل سے انہوں نے ابوموسیٰ اشعریؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو مسلمان قید ہو جائے اس کو قید سے چھڑاؤ [4]۔ اور دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرو [5]۔

---

[1] یزید کی روایت کو ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں اور باقی شخصوں کی روایتوں کو خود امام بخاری نے مغازی میں وصل کیا ۱۲ منہ [2] کیونکہ دعوت قبول کرنے کی حدیثیں عام ہیں حاکم اور غیر حاکم سب کو شامل ہیں علماء نے کہا ہے کہ حاکم کو جیسے قاضی یا نائب یا صوبہ یا تعلقدار یا تحصیلدار وغیرہ ہیں کسی شخص کی خاص دعوت نہ قبول کرنی چاہیے البتہ عام دعوت میں جا سکتے ہیں ۱۲ منہ [3] حضرت عثمان اسکی دعوت میں گئے لیکن روزہ دار تھے تو برکت کی دعا دیکر چلے آئے اس کو ابومحمد بن صاعد نے زوائد البر والصلہ لابن المبارک میں بہ سند صحیح وصل کیا ۱۲ منہ [4] کافروں کو فدیہ وغیرہ دے کر ۱۲ منہ [5] خصوصاً ولیمہ کی دعوت اس کا قبول کرنا بعضے شافعیہ نے واجب کہا ہے ابن بطال نے امام مالکؒ سے نقل کیا قاضی کوئی دعوت قبول نہ کرے صرف ولیمہ کی دعوت قبول کرے میں کہتا ہوں امام مالک نے اہل فضل کے لیے یہ مکروہ رکھا ہے کہ جو کوئی انکو دعوت دے اسکی دعوت میں چلے جائیں اور ان کا یہ قول صحیح نہیں ہے اہل فضل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین سے بڑھ کر نہیں ہو سکتے اور آنحضرتؐ جولاہے اور قصاب اور غلام ہر ایک کی دعوت میں تشریف لے جاتے اور ایسا ہی خلفائے راشدین سے منقول ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ اہل فضل اور صلاح کے لیے یہ مناسب ہے کہ امراء اور دنیاداروں نوابوں کی دعوت میں اگر نہ جائیں تو خیر مگر غریبوں کی دعوت میں جنکی کمائی حلال کی ہو ضرور جائیں تاکہ نفس شکنی ہو حضرت ضیاء الدین (بقیہ صفحہ آئندہ)

(بقیہ صفحہ آئندہ)

بَابُ ۴۴۵ هَدَايَا الْعُمَّالِ۔

۸۵۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ عُرْوَةَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيُّ قَالَ اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ اَسَدٍ يُّقَالُ لَهُ ابْنُ الْاُتْبِيَّةِ عَلٰى صَدَقَةٍ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا اُهْدِيَ لِيْ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ سُفْيٰنُ اَيْضًا فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ الْعَامِلِ نَبْعَثُهٗ فَيَاْتِيْ يَقُوْلُ هٰذَا لَكَ وَهٰذَا لِيْ فَهَلَّا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ اَبِيْهِ وَاُمِّهٖ فَيَنْظُرَ اَيُهْدٰى لَهٗ اَمْ لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَاْتِيْ بِشَيْءٍ اِلَّا جَاءَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَحْمِلُهٗ عَلٰى رَقَبَتِهٖ اِنْ كَانَ بَعِيْرًا لَّهٗ رُغَاءٌ اَوْ بَقَرَةً لَّهَا خُوَارٌ اَوْ شَاةً تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَاَيْنَا عُفْرَتَيْ اِبْطَيْهِ اَلَا هَلْ

باب حاکموں کو جو ہدیے تحفے دیئے جائیں ان کا بیان [1]

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ بن زبیر سے سُنا کہ ہم کو ابو حمید ساعدی نے خبر دی انہوں نے کہا ایسا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسد کے ایک شخص (عبداللہ ابن اتبیہ [2]) کو زکوٰۃ کا تحصیلدار بنا کر بھیجا جب وہ لوٹ کر آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا یہ مال تو (زکوٰۃ کا) آپ کا اور مسلمان کا ہے اور یہ مال مجھ کو تحفہ میں ملا ہے یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے سفیان نے یوں کہا منبر پر چڑھے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا یہ تحصیلداروں کا کیا حال ہے ہم ان کو زکوٰۃ تحصیلنے کے لیے بھیجتے ہیں جب وہ لوٹ کر آتے ہیں تو کہتے ہیں یہ مال آپ کا ہے یہ مال ہمارا ہے (ہم کو تحفہ ملا ہے) بھلا اپنے باوا یا اپنی مّیا کے گھر بیٹھے رہتے تو معلوم ہوتا کوئی ان کو تحفہ لاکر دیتا ہے یا نہیں [3] قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو شخص زکوٰۃ کے مال میں سے تحفہ کے طور پر کچھ لے گا تو قیامت کے دن اس کو اپنی گردن پر لادے ہوئے لائے گا اگر اونٹ لیا ہے تو وہ بڑبڑ کر رہا ہو گا گائے لی ہے تو وہ بھیں بھیں کر رہی ہو گی بکری لی ہے تو وہ میں میں کر رہی ہو گی اس کے بعد آپ نے (دعا کے لیے) دونوں ہاتھ اتنے اٹھائے کہ ہم نے آپ کی بغلوں کی سپیدی دیکھی فرمایا سُن لو میں نے خدا کا حکم تم کو

(بقیہ صفحہ سابقہ) ابوالنجیب سہروردی نے قیدیوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا ان کو اپنے ساتھ بٹھایا اگر امیروں کی دعوت میں گئے اور غریبوں کی دعوت میں نہ گئے تو سمجھ لو کہ بس تم نے نفس کی پیروی کی پھر صلاح و تقویٰ اور خدا ترسی تم سے رخصت ہوئی ۱۲ منہ۔

حواشی صفحہ ہذا [1] حاکم کو کسی رعیت کا ہدیہ یا تحفہ قبول کرنا ناجائز ہے البتہ امام یا بادشاہ کی اجازت سے قبول کر سکتا ہے ۱۲ منہ [2] بہ ضم ہمزہ و سکون تا و کسر باء موحدہ و تشدید یاء تحتانی اور بعضے نسخوں میں لتبیہ ہے کہ بر ضم لام و سکون تا و کسر باء و تشدید یا ۱۲ منہ [3] کون دیتا کوئی ایک پیسہ کا مال بھی بن غرض نہیں دیتا اسی حدیث سے بعضوں نے یہ نکالا ہے کہ قاضی یا حاکم کو اس شخص کا تحفہ لینا درست ہے جو عہدہ ملنے سے پیشتر بھی اس کے پاس تحفہ بھیجتا رہا تھا لیکن عہدہ ملنے کے بعد جو لوگ تحفہ بھیجیں ان کا تحفہ نہ لینا چاہیے ۱۲ منہ

بَلَغْتُ ثَلَاثًا قَالَ سُفْيٰنُ قَصَّهٗ عَلَيْنَا الزُّهْرِيُّ وَزَادَ هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعَ اُذُنَايَ وَاَبْصَرَتْهُ عَيْنِيْ وَسَلُوْا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَاِنَّهٗ سَمِعَهٗ مَعِيْ وَلَمْ يَقُلِ الزُّهْرِيُّ سَمِعَ اُذُنِيْ خُوَارٌ صَوْتٌ وَّالْجُؤَارُ مِنْ تَجْاَرُوْنَ كَصَوْتِ الْبَقَرَةِ۔

پہنچا دیا تین بار یہی فرمایا سفیان بن عیینہ نے کہا اس حدیث کو زہری نے ہمیں سنایا اور ہشام کی روایت میں اپنے والد سے انہوں نے ابوحمید ساعدی سے اتنا زیادہ ہے ابوحمید نے کہا میرے کانوں نے آنحضرتؐ کا یہ فرمانا سنا اور آنکھوں نے دیکھا اور تم لوگ زید بن ثابت صحابی سے پوچھ لو انہوں نے بھی یہ حدیث میرے ساتھ سنی ہے سفیان نے کہا زہری نے یہ لفظ نہیں کہا میرے کان نے سنا امام بخاری نے کہا حدیث میں خوار کا لفظ ہے یعنے گائے کی آواز یا جوار کا لفظ جو تجارون سے نکلا ہے دجو سورۂ مومنون میں ہے یعنے گائے کی طرح آواز نکالتے ہوں گے۔

بَابٌ ۴۴۶ اِسْتِقْضَاءِ الْمَوَالِيْ وَاسْتِعْمَالِهِمْ

۸۵۴۔ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ جُرَيْجٍ اَنَّ نَافِعًا اَخْبَرَهٗ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ قَالَ كَانَ سَالِمٌ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ يَؤُمُّ الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ وَاَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَسْجِدِ قُبَاءٍ فِيْهِمْ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَاَبُوْسَلَمَةَ وَزَيْدٌ وَّعَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ

باب آزاد شدہ غلام کو قاضی یا حاکم بنانا[1]

ہم سے عثمان بن صالح مصری نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو ابن جریج نے خبر دی ان کو نافع نے ان کو عبداللہ بن عمرؓ نے کہ سالم جو ابوحذیفہ کے آزاد شدہ غلام تھے مہاجرین اولین کی اور دوسرے اصحاب کی مسجد قبا میں نماز میں امامت کیا کرتے تھے ان اصحاب میں ابوبکر اور عمر اور ابوسلمہ اور زید بن حارثہ اور عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہم بھی تھے[2]

بَابٌ ۴۴۷ الْعُرَفَاءِ لِلنَّاسِ۔

۸۵۵۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ حَدَّثَنِيْ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَمِّهٖ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ

باب چودھری یا نقیب بنانا۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے اسمٰعیل بن ابراہیم نے انہوں نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے کہ ابن شہاب نے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا

[1] حدیث میں نماز کی امامت کا ذکر ہے اور قضا اور تولیت اُس پر قیاس کی گئی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو جو آپ کے آزاد شدہ غلام تھے لشکر کا سردار مقرر کر کے بھیجا ۱۲ منہ [2] اس کی وجہ یہ تھی کہ سالم قرآن کے بڑے قاری تھے جیسے دوسری حدیث میں ہے قرآن چار شخصوں سے سیکھو عبداللہ بن مسعود اور سالم مولی ابی حذیفہؓ اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبلؓ سے ایک روایت میں ہے حضرت عائشہؓ کہتی ہیں ایک بار آنحضرتؐ کے پاس آنے میں میں نے دیر لگائی آپ نے وجہ پوچھی میں نے کہا ایک قاری کو نہایت عمدہ طور سے میں نے قرآن پڑھتے سنا یہ سنتے ہی آپ چادر لے کر باہر نکلے دیکھا تو وہ سالم ہیں مولی ابی حذیفہ کے آپ نے فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میری امت میں ایسا شخص بنایا ۱۲ منہ

عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَاهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِيْنَ اَذِنَ لَهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ فِيْ عِتْقِ سَبْيِ هَوَازِنَ اِنِّيْ لَا اَدْرِيْ مَنْ اَذِنَ مِنْكُمْ مِمَّنْ لَمْ يَاْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰى يَرْفَعَ اِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ اَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ فَرَجَعُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّ النَّاسَ قَدْ طَيَّبُوْا وَاَذِنُوْا۔

بَابُ ۴۴۸ مَا يُكْرَهُ مِنْ ثَنَاءِ السُّلْطٰنِ وَاِذَا خَرَجَ قَالَ غَيْرَ ذٰلِكَ۔

۸۵۶۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اُنَاسٌ لِابْنِ عُمَرَ اِنَّا نَدْخُلُ عَلٰى سُلْطَانِنَا فَنَقُوْلُ لَهُمْ خِلَافَ مَا نَتَكَلَّمُ اِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ قَالَ كُنَّا نَعُدُّهَا نِفَاقًا۔

۸۵۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ شَرَّ النَّاسِ ذُو الْوَجْهَيْنِ

اُن کو مروان اور مسور بن مخرمہ نے خبر دی جب مسلمانوں نے جنگ حنین کے بعد، ہوازن کے قیدی آزاد کرانے کی اجازت دے دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کیسے جانوں، کس نے اجازت دی ہے کس نے اجازت نہیں دی کیونکہ ہزاروں مسلمان وہاں موجود تھے تم لوگ ایسا کرو اس وقت لوٹ جاؤ اور تمہارے نقیب یا چودھری ہم سے بیان کریں گے تم لوگ راضی ہو یا نہیں یہ سن کر سب لوگ لوٹ گئے اور اُن کے چودھریوں اور نقیبوں نے اُن سے گفتگو کی بعد اُس کے آنحضرتؐ پاس گئے اور آپ کو خبر دی کہ لوگوں نے خوشی سے اجازت[1] دی

باب۔ بادشاہ کے سامنے (منہ در منہ) تو خوشامد کرنا پیٹھ پیچھے اُس کو بُرا کہنا یہ منع ہے (کیونکہ دغابازی اور نفاق ہے

ہم سے ابو نعیم (فضل بن دکین) نے بیان کیا کہا ہم سے عاصم بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمرؓ نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے کہا چند لوگوں[2] نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہا ہم لوگ اپنے بادشاہ وقت پاس جاتے ہیں تو اُن سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو وہاں سے نکلنے کے بعد نہیں کرتے[3] تے عبداللہ نے کہا[4] ہم تو اس کو نفاق سمجھتے[5]

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے انہوں نے عراک بن مالک سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے سب میں بُرا وہ آدمی ہے

[1] قیدیوں کو چھوڑ دینے کی ۱۲ منہ [2] جیسے عروہ بن زبیر اور ابواسحاق شیبانی اور ابو الشعثاء نے ۱۲ [3] یعنی منہ پر زیادہ تعریف اور خوشامد کرتے ہیں پیٹھ پیچھے اُتنی نہیں کرتے ۱۲ منہ [4] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ۱۲ منہ [5] اب یہ جو ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے آپ سے اندر آنے کی اجازت مانگی آپ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کیا بُرا آدمی ہے جب وہ اندر آیا تو اس سے بکشادہ پیشانی ملے تو یہ نفاق نہیں ہے کیونکہ آپ نے اُس سے ملنے کے بعد اُس کے حق میں تعریف کا کوئی کلمہ نہیں کہا رہا اخلاق اور مروت سے ملنا تو یہ دوست دشمن سب کے ساتھ ہونا چاہیے ۱۲ منہ

الَّذِیْ یَاْتِیْ هٰٓؤُلَآءِ بِوَجْهٍ وَّهٰٓؤُلَآءِ بِوَجْهٍ۔

جو دوغلا دو رخہ ہو ان کے پاس جائے تو ایک منہ لے کر اُنکے پاس جائے تو دوسرا منہ لے کر[1]

بَابٌ ۴۴۹ اَلْقَضَاۤءِ عَلَى الْغَآئِبِ

باب یک طرفہ فیصلہ کرنے کا بیان[2]

۸۵۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ هِنْدًا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبَا سُفْيٰنَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ فَاَحْتَاجُ اَنْ اٰخُذَ مِنْ مَّالِهٖ قَالَ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ۔

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ ہندہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ابوسفیان ایک ہی بخیل آدمی ہے اور مجھے اُس کا روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت پڑتی ہے[3] آپ نے فرمایا تو اتنا روپیہ لے سکتی ہے جتنا دستور کے موافق تجھ کو اور تیری اولاد کو کافی ہو[4]

بَابٌ ۴۵۰ مَنْ قُضِيَ لَهٗ بِحَقِّ اَخِيْهِ فَلَا يَاْخُذْهُ فَاِنَّ قَضَآءَ الْحَاكِمِ لَا يُحِلُّ حَرَامًا وَّلَا يُحَرِّمُ حَلَالًا۔

باب اگر کسی شخص کو حاکم دوسرے بھائی مُسلمان کا مال (ناحق) دلا دے اس کو نہ لے حاکم کے فیصلہ سے نہ حرام حلال ہو سکتا ہے نہ حلال حرام[5]

۸۵۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اولیسی نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے صالح بن کیسان سے

---

[1] مطلب یہ ہے کہ ایک فرقہ میں جا کر اُن کی تعریف کرے اور دوسرے فرقہ میں جا کر اُن کی برائی بیان کرے قسطلانی نے کہا اگر کسی کی نیت دو جماعتوں کو ملا دینے کی ہو اور مسلمانوں میں اصلاح کرا دینے کی ہو تو ایسے موقع پر بات بنانے میں قباحت نہیں بلکہ اچھا ہے ۱۲ منہ [2] یعنی مدعی علیہ کی غیبت میں اس قسم کا فیصلہ حنفیہ نے مطلق جائز نہیں رکھا لیکن مالک اور شافعی اور اہلحدیث اور امام احمد نے دیوانی معاملات میں جائز رکھا ہے حقوق اللہ میں جائز نہیں لہذا اگر غائب مجرم پر چوری کے گواہ پیش ہوں تو صرف مال کی ڈگری دی جائے گی نہ ہاتھ کاٹنے کی علماء نے کہا ہے ایسی صورت میں لازم ہے کہ مدعی علیہ کو تین بار آواز دی جائے اگر وہ حاضر نہ ہو تو یک طرفہ فیصلہ صادر کیا جائے ۱۲ منہ [3] آخر بال بچوں کو کہاں سے کھلاؤں خود کیا کھاؤں وہ تو خرچ نہیں دیکر جاتا ۱۲ منہ [4] ظاہر ہے کہ آنحضرتؐ نے یہ حکم ابوسفیان کی غیبت میں دیا تو قضا علی الغائب ثابت ہوئی بعضوں نے کہا اس حدیث سے استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ قصہ مکہ میں ہوا اور ابوسفیان وہاں موجود تھا ہم کہتے ہیں مکہ میں موجود ہونے سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ جس وقت آنحضرتؐ نے ہند کو یہ اجازت دی اُس وقت بھی ابوسفیان اس مجلس میں حاضر ہوا تھا تو امام بخاری کا استدلال صحیح ہے مگر ابن مندہ کی ایک روایت سے یہ نکلتا ہے کہ ابوسفیان اس وقت بھی موجود تھا جب ہند نے یہ گفتگو کی اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ شاید یہ دوسرا واقعہ ہو ۱۲ منہ [5] یہ مطلب اُوپر کئی بار بیان ہو چکا ہے اور حنفیہ نے صحیح حدیثوں کا خلاف کر کے یہ حکم دیا ہے کہ قاضی کی قضا نکاح اور طلاق میں ظاہراً اور باطناً نافذ ہو جاتی ہے اور یہ دلیل لی انہوں نے اس حدیث سے شاہداک زوجاک حافظ نے کہا یہ حدیث ثابت نہیں اور قرطبی نے کہا اس مسئلہ کی وجہ سے حنفیہ پر قدیماً اور حدیثاً بہت تشنیع ہوئی ہے اور تعجب یہ ہے کہ انہوں نے قاضی کی قضا سے مالی دعاوی میں تو یہ حکم نہیں دیا کہ وہ مال مدعی کیلئے درست ہو جائے گا مگر شرمگاہ کو جائز کر دیا حالانکہ شرمگاہ کا خیال مال سے زیادہ ہونا چاہیے تھا ۱۲ منہ

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَمِعَ خُصُومَةً بِبَابِ حُجْرَتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّهُ يَأْتِينِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَادِقٌ فَأَقْضِي لَهُ بِذٰلِكَ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ لِيَتْرُكْهَا۔

۸۶۰- حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ فَقَالَ ابْنُ أَخِي قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَامَ إِلَيْهِ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللهِ ابْنُ أَخِي كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ

انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی اُن کو زینب بنت ابی سلمہ نے اُن کو بی بی ام سلمہؓ نے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے اپنے دروازے پر کچھ جھگڑے کی آواز سُنی تو باہر تشریف لے گئے اور فرمایا میں بھی آدمی ہوں میرے پاس ایک مقدمہ آتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے تم میں سے کسی کی تقریر دوسرے سے عمدہ ہوتی ہے میں سمجھتا ہوں وہ سچا ہے اُس کے موافق فیصلہ کر دیتا ہوں پھر جس کسی کو (میں ظاہری روئداد پر بھروسا کر کے) دوسرے مسلمان کا حق دلا دوں وہ اس کو لے یا چھوڑ دے (اختیار ہے) میں اُس کو درحقیقت دوزخ کا ایک ٹکڑا دلا رہا ہوں[1]۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے اُنہوں نے ابن شہاب سے اُنہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا عتبہ بن ابی وقاص نے (جو کافر مرا تھا اسی نے آنحضرتؐ کا دندان مبارک شہید کیا تھا) اپنے بھائی سعد بن ابی وقاصؓ کو یہ وصیت کی کہ زمعہ کی لونڈی کا جو بیٹا ہے وہ میرے نطفہ سے ہے تو اُس کو لے لیجیو خیر جس سال مکہ فتح ہوا سعد نے اُس بچہ کو لے لیا اور کہنے لگے یہ میرا بھتیجا ہے اور بھائی نے اُس کے لے لینے کی مجھ کو وصیت کی تھی عبد بن زمعہ اُٹھے اور کہنے لگے (واہ اچھی ٹھہری) یہ میرا بھائی ہے کیونکہ میرے باپ کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے غرض دونوں ایک کے بعد ایک (جھگڑتے ہوئے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے سعد نے کہا یارسول اللہ میرا بھتیجا ہے

[1] تو اگر کسی نے جھوٹے گواہ نکاح یا طلاق یا مال و اسباب یا حقوق پر قائم کر دیے اور قاضی نے بحق مدعی فیصلہ کر دیا تب بھی مدعی کو عند اللہ وہ لینا درست نہ ہوگا قسطلانی نے کہا لیکن مجتہدین کے خلاف مسائل میں قاضی کی قضا باطناً بھی نافذ ہو جائے گی مثلاً اگر حنفی قاضی ایک شافعی ہمسایہ کو حق شفعہ دلا دے تو مدعی اُس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے ۱۲ منہ۔

أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِبِي مِنْهُ لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ فَمَا رَآهَا حَتَّى لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالَى۔

بھائی نے اُس کے لینے کی مجھ کو وصیت کی تھی عبد بن زمعہ بولے (حضرت) یہ میرا بھائی ہے میرے باپ کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے آپ فیصلہ کیا اے عبد یہ بچہ تیرا ہے (تیرا بھائی ہے) پھر فرمایا بچہ اُسی کا ہوتا ہے جو عورت کا خاوند یا مالک ہو اور زنا کرنے والے کے لیے پتھروں کی سزا ہے باوجود اس فیصلے کے آپ نے ام المومنین سودہ بنت زمعہ سے فرمایا تو اس سے پردہ کر (حالانکہ وہ ان کا بھائی ہوا) کیونکہ آپ نے دیکھا اُس کی صورت عتبہ سے ملتی تھی [1]

بَابٌ ۴۵۱ الْحُكْمِ فِي الْبِئْرِ وَنَحْوِهَا

باب کنویں کا مقدمہ فیصل کرنا۔

۸۶۱- حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْلِفُ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ مَالًا وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ الْآيَةَ فَجَاءَ الْأَشْعَثُ وَعَبْدُ اللّٰهِ يُحَدِّثُهُمْ فَقَالَ فِيَّ نَزَلَتْ وَفِي رَجُلٍ خَاصَمْتُهُ فِي بِئْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَكَ بَيِّنَةٌ قُلْتُ لَا قَالَ

ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق بن ہمام نے کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی انہوں نے منصور اور اعمش سے انہوں نے ابووائل سے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایسی قسم کھالے جس سے اس کا حق ثابت ہو جائے حالانکہ وہ قسم جھوٹی ہو اُس کی وجہ سے کسی دوسرے شخص کا مال مارلے تو جب وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا اللہ اُس پر غصے ہوگا اس کے بعد یہ آیت اُتری ان الذین یشترون بعہداللہ الآیہ (جو سورۂ آل عمران میں ہے) عبداللہ یہ حدیث بیان کر رہے تھے کہ اشعث بن قیس آن پہنچے انہوں نے کہا یہ آیت تو میرے ہی باب میں اُتری ہے ہوا یہ تھا کہ مجھ میں اور ایک شخص (جفشیش یا جریر) میں ایک کنوئیں پر تکرار ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا تیرے پاس

[1] سبحان اللہ بخاری کے باریک فہم پر آفرین انہوں نے اس حدیث سے باب کا مطلب یوں ثابت کیا کہ اگر قاضی کی قضا ظاہر اور باطن یعنی عندالناس وعنداللہ دونوں طرف نافذ ہو جاتی جیسے حنفیہ کہتے ہیں تو جب آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ بچہ زمعہ کا بیٹا ہے تو سودہ کا بھائی ہو جاتا اور اس وقت آپ سودہ کو اُس سے پردہ کرنے کا کیوں حکم دیتے جب پردے کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ قضائے قاضی سے باطنی اور حقیقی امر نہیں بدلتا گو ظاہر میں وہ وہ کا بھائی ٹھہرا مگر حقیقتہً اور عنداللہ بھائی نہ ٹھہرا اور اسی وجہ سے پردے کا حکم دیا ۱۲ منہ۔

فَلْيَحْلِفْ قُلْتُ إِذًا يَحْلِفُ فَنَزَلَتْ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ الْآيَةَ۔

گواہ ہیں میں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا پھر تو تیرا مدعی علیہ قسم کھائیگا میں نے کہا یارسول اللہ وہ تو قسم کھا کر میرا مال اڑا لے گا اُس وقت یہ آیت اُتری ان الذین یشترون بعہد اللہ الآیۃ۔

بَابٌ ۴۵۲ الْقَضَاءِ فِي كَثِيرِ الْمَالِ وَقَلِيلِهِ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ الْقَضَاءُ فِي قَلِيلِ الْمَالِ وَكَثِيرِهِ سَوَاءٌ۔

باب ناحق مال اڑانے میں جو وعید ہے وہ تھوڑے

اور بہت دونوں مالوں کو شامل ہے[1] اور سفیان بن عیینہ نے کہا ابن شبرمہ (کوفہ کے قاضی) نے کہا دعوے تھوڑا ہو یا بہت سب کا فیصلہ یکساں ہے[2]۔

۸۶۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَبَةَ خِصَامٍ عِنْدَ بَابِهِ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّهُ يَأْتِينِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضًا أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ أَقْضِي لَهُ بِذَلِكَ وَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَادِقٌ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ لِيَدَعْهَا۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے اُن کو زینب بنت ابی سلمہ نے انہوں نے ام المومنین ام سلمہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر کے دروازے پر کچھ تکرار کی جھنجھٹ سنی تو باہر نکلے فرمایا دیکھو میں بھی آدمی ہوں میرے سامنے مقدمہ آتا ہے تو ایک فریق دوسرے سے خوش تقریر ہوتا ہے میں اس کے موافق فیصلہ کرتا ہوں وہ سچا ہے پھر جس شخص کو میں غلطی سے کسی مسلمان کا حق دلا دوں اُس کو دوزخ کا ایک ٹکڑا دلا رہا ہوں اب اُس کو اختیار ہے لے یا چھوڑ دے۔

بَابٌ ۴۵۳ بَيْعِ الْإِمَامِ عَلَى النَّاسِ أَمْوَالَهُمْ وَضِيَاعَهُمْ وَقَدْ بَاعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نُعَيْمِ بْنِ النَّحَّامِ۔

باب حاکم (بیوقوف اور غائب) لوگوں کی جائداد

منقولہ اور غیر منقولہ بیچ سکتا ہے[3]۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مدبر غلام نعیم بن نحام کے ہاتھ بیچ ڈالا یہ حدیث آگے آتی ہے

---

[1] اس حدیث اور آیت سے بھی امام بخاری نے حنفیہ کا رد کیا کیونکہ اگر قاضی کے فیصلے سے دوسرے مسلمان کا حق یا مال درست ہو جاتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے لیے وعید کیوں فرماتے مگر مال میں تو حنفیہ بھی کہتے ہیں کہ قاضی کے فیصلے سے درست نہ ہوگا ۱۲ منہ [2] یعنے دونوں میں برابر گناہ ہے جیسے ایک لاکھ روپیہ کسی کا ناحق اڑا لینا ایسے ہی ایک پیسہ بھی ناحق اڑا لینا ۱۲ منہ [3] یعنے ہر ایک کا حکم ایک ہے یا بڑے یا چھوٹے ہر ایک دعویٰ کے فیصلہ کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے بلکہ بعضے وقت چھوٹے سے دعویٰ میں مشکلات یا پیچیدگیاں آن پڑتی ہیں جو بڑے دعوے میں نہیں پڑتیں حافظ نے کہا یہ اثر مجھ کو موصولاً نہیں لیکن عینی نے کہا اس کو سفیان ثوری نے اپنی مسند میں ابن شبرمہ سے نقل کیا ۱۲ منہ [4] حالانکہ حدیث میں صرف غلام کے بیچنے کا ذکر ہے مگر غیر منقولہ جائداد کا اس پر قیاس کر لیا یہ ابو مذکور جس نے اپنے غلام کو مدبر کر دیا تھا درحقیقت سفیہ کے حکم میں تھا کیونکہ اور کوئی جائداد نہیں رکھتا تھا ایسی حالت میں اُس کا اپنے غلام کو مدبر کر دینا حماقت پر مبنی تھا ۱۲ منہ [5] ان کا قرض ادا کرنے کے لیے یا اور کسی غرض سے ۱۲ منہ نوٹ

۸۶۳۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِهِ أَعْتَقَ غُلَامًا عَنْ دُبُرٍ لَمْ يَكُنْ لَّهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَاعَهُ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ ثُمَّ أَرْسَلَ بِثَمَنِهِ إِلَيْهِ۔

ہم سے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن بشر نے کہا ہم سے اسمٰعیل بن ابی خالد نے کہا ہم سے سلمہ بن کہیل نے انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص (ابو مذکور) نے اپنے غلام کو مدبر کر دیا[1] اس شخص کے پاس اُس غلام کے سوا اور کوئی جائداد نہ تھی آپ نے کیا کیا اُس غلام کو آٹھ سو درہم پر بیچ دیا اور وہ روپیہ اُس شخص (ابو مذکور) کے پاس بھیج دیئے۔

بَابٌ ۴۵۷ مَنْ لَّمْ يَكْتَرِثْ بِطَعْنِ مَنْ لَا يَعْلَمُ فِي الْأُمَرَاءِ حَدِيثًا۔

باب کسی شخص کی سرداری میں نادانی سے لوگ طعنہ کریں، اور حاکم اُن کے طعنہ کی پرواہ نہ کرے۔

۸۶۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رضہ يَقُولُ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَّأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطُعِنَ فِي إِمَارَتِهِ وَقَالَ إِنْ تَطْعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلِهِ وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِّلْإِمْرَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے کہا ہم سے عبداللہ بن دینار نے کہا میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوج روانہ کی (روم کے نصاریٰ سے لڑنے کے لیے) اُس کا سردار اسامہ بن زید کو مقرر کیا اب لوگوں نے اسامہ کی سرداری پر طعنہ مارنا شروع کیا آپؐ نے (منبر پر چڑھ کر) فرمایا لوگو اگر تم اسامہ کی سرداری پر طعنہ مارتے ہو (تو یہ کوئی نئی بات نہیں) اس سے پہلے تم اس کے باپ کی سرداری پر طعنہ مار چکے ہو اور اللہ کی قسم وہ سرداری کے لائق تھا (تو تمہارا طعنہ لغو تھا) اور (ان لوگوں میں سے تھا) جو مجھ کو بہت محبوب ہیں اب اُس کا یہ بیٹا اسامہ اس کے بعد ان لوگوں میں سے ہے جو مجھ کو محبوب ہیں[2]۔

[1] یعنی یوں کہہ دیا تو میرے مرنے پر آزاد ہے ۱۲ منہ [2] حالانکہ اس لشکر میں ابو بکرؓ اور عمرؓ اور بڑے بڑے صحابہ شریک تھے ۱۲ منہ [3] کہ بوڑھے بوڑھے لوگ ہوتے ہوئے آپ نے ایک چھوکرے کو سردار بنایا حالانکہ آپ کا کوئی فعل مصلحت اور دور اندیشی سے خالی نہ تھا ہوا یہ تھا کہ اسامہ کے والد زید بن حارثہ ان رومی کافروں کے ہاتھ شہید ہوئے تھے آپ نے اُن کے بیٹے کو اسلیے سردار بنایا کہ وہ اپنے باپ کے مارنے والوں کے ساتھ بڑے جوش کے ساتھ لڑینگے دوسرے یہ کہ اسامہ کے دل کو ذرا تسلی ہوگی ۱۲ منہ [4] حضرت زید کو آنحضرت نے (باقی بر صفحہ آئندہ)

بَابٌ ۴۵۵ اَلْاَلَدُّ الْخَصِمُ وَهُوَ الدَّائِمُ فِي الْخُصُوْمَةِ لُدًّا عُوْجًا۔

۸۶۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِيْ مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْغَضُ الرِّجَالِ اِلَى اللّٰهِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ۔

باب الد الخصم کا بیان، یعنی اُس شخص کا جو ہمیشہ لوگوں سے لڑتا جھگڑتا رہے، (سورہ مریم میں جو ہے وتنذر بہ قوماً لُدّاً) یہاں لُدّا کا معنی ٹیڑھی اور کج ہے (یعنی گمراہی کی طرف جانیوالے)

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے ابن جریج سے کہا میں نے ابن ابی ملیکہ سے سنا وہ حضرت عائشہ رض سے نقل کیا کرتے تھے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک سب لوگوں میں زیادہ برا وہ شخص ہے جو لڑاکا جھگڑالو ہو (آئے دن ایک نہ ایک سے لڑتا اور جھگڑتا رہے)

بَابٌ ۴۵۶ اِذَا قَضَى الْحَاكِمُ بِجَوْرٍ اَوْ خِلَافِ اَهْلِ الْعِلْمِ فَهُوَ رَدٌّ۔

۸۶۶۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدًا ح وَحَدَّثَنِيْ نُعَيْمٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اِلَى بَنِيْ جَذِيْمَةَ فَلَمْ يُحْسِنُوْا

باب اگر حاکم کا فیصلہ ظلم یا علماء کے خلاف ہو تو وہ رد کر دیا جائے گا (اس کا ماننا ضرور نہ ہوگا۔

مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے سالم سے انہوں نے عبداللہ بن عمر رض سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو[1] بھیجا دوسری سند امام بخاری نے کہا اور مجھ سے نعیم بن حماد نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں زہری سے انہوں نے سالم سے انہوں نے عبداللہ بن عمر رض سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجا (اسلام کی دعوت دینے کو) ان لوگوں کی زبان سے

(بقیہ صفحہ سابقہ) بیٹا بنایا تھا جب وہ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے تھے تو ایک اکلوتا بیٹا اسامہ چھوڑ گئے تھے آنحضرت ان کو بے انتہا چاہتے تھے یہاں تک کہ ایک ران پر اس کو بٹھاتے اور ایک ران پر امام حسن کو اور فرماتے یا اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت کر اس حدیث کے لانے سے یہاں یہ غرض ہے کہ آنحضرت نے لوگوں کے لعن طعن اور تشنیع پر کچھ خیال نہیں کیا اور اسامہ کو سرداری سے علیحدہ نہیں کیا اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ حضرت عمر رض نے اہل کوفہ کی بے اصل شکایات پر سعد بن ابی وقاص کو کیوں معزول کر دیا کیونکہ ہر زمانہ اور ہر موقع کی مصلحت جداگانہ ہوتی ہے گو سعد کی شکایت جب حضرت عمر رض نے دریافت کیں تو بے اصل نکلیں مگر کسی فتنے یا فساد کے ڈر سے حضرت عمر رض کو ان کا علیحدہ ہی کر دینا قرین مصلحت نظر آیا اور آنحضرت کو ایسے کسی فتنہ اور فساد کا اندیشہ نہ تھا بہر حال یہ امر امام کی رائے کی طرف مفوض ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] سردار بنا کر بنی جذیمہ کی طرف ۱۲ منہ ر ح

أَنْ يَقُولُوا أَسْلَمْنَا فَقَالُوا صَبَأْنَا صَبَأْنَا فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ وَيَأْسِرُ وَدَفَعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ فَأَمَرَ كُلَّ رَجُلٍ مِنَّا أَنْ يَقْتُلَ أَسِيرَهُ فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَا أَقْتُلُ أَسِيرِي وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِي أَسِيرَهُ فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ مَرَّتَيْنِ۔

بَابٌ ۷۵۴ الْإِمَامِ يَأْتِي قَوْمًا فَيُصْلِحُ بَيْنَهُمْ

۸۶۷- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ الْمَدِينِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ كَانَ قِتَالٌ بَيْنَ بَنِي عَمْرٍو فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَتَاهُمْ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا حَضَرَتْ صَلوٰةُ الْعَصْرِ فَأَذَّنَ بِلَالٌ وَأَقَامَ وَأَمَرَ أَبَا بَكْرٍ فَتَقَدَّمَ وَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ فِي الصَّلوٰةِ فَشَقَّ النَّاسَ حَتَّى قَامَ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فَتَقَدَّمَ فِي الصَّفِّ الَّذِي يَلِيهِ قَالَ وَصَفَّحَ الْقَوْمُ وَكَانَ

اچھی طرح یہ تو نہ نکلا کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں یوں کہنے لگے ہم نے اپنا دین بدل دیا[1] لیکن خالد نے اُن کو قتل کرنا شروع کیا اور ایک ایک قیدی ہم میں سے ہر شخص کو دے کر یہ حکم کیا کہ اپنے اپنے قیدی کو مار ڈالے عبداللہ کہتے ہیں میں نے تو قسم کھالی میں کبھی اپنے قیدی کو نہیں مارنے کا اور جو شخص میرا ساتھ دے وہ بھی نہ مارے خیر پھر جب ہم اُس جنگ سے لوٹ کر آئے تو ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ یوں دعا کرنے لگے یا اللہ خالد بن ولید نے جو کیا میں اُس سے بیزار ہوں دوبار آپ نے یہی دعا کی[2]

باب امام (یا بادشاہ) لوگوں میں ملاپ کرانیکو اگر خود جائے

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے کہا ہم سے ابو حازم مدینی نے انہوں نے سہل بن سعد ساعدیؓ سے انہوں نے کہا بنی عمرو بن عوف کے قبیلے کے لوگ آپس میں لڑ پڑے تھے یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ ظہر کی نماز پڑھ کر اُن میں ملاپ کرانے کے لیے تشریف لے گئے اتنے میں عصر کی نماز کا وقت آ گیا (اور آنحضرت لوٹ کر نہیں آئے تھے) بلالؓ نے اذان اور اقامت کہی اور ابوبکر صدیقؓ سے نماز پڑھانے کو کہا وہ امامت کے لیے آگے بڑھے (نماز شروع کر دی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت آئے جب نماز شروع کر چکے تھے آپ صفیں چیر کر اُس صف میں شریک ہوئے جو ابوبکرؓ کے قریب تھی (یعنی پہلی صف میں)[3] سہل کہتے ہیں

---

[1] مطلب وہی تھا کہ شرک چھوڑ کر مسلمان ہو گئے ۱۲ منہ [2] تو خالد کا غلط فیصلہ آپ نے رد کر دیا اور خالد کو سزا نہ دی کیونکہ وہ مجتہد تھے اور حاکم تھے حاکم اور مجتہد اگر غلطی کرے تو اس پر تاوان لازم نہیں آتا مگر عبداللہ بن عمرؓ نے جو خالد کا غلط حکم نہ سنا اس سے صاف ثابت ہوا کہ حاکم کا جو حکم خلاف شرع ہو اس کی تعمیل نہ کرے اور پہلے اس حاکم کو نرمی اور ملائمت سے سمجھانا چاہیے کہ تیرا حکم خلاف شرع ہے اس کو واپس لے اگر وہ کسی طرح نہ مانے اور اپنی رائے پر جمارہے تب اللہ سے مدد مانگ کر اس کمبخت حاکم سے لڑنا اور اسکو معزول کرنا چاہیے ۱۲ منہ [3] یہ آپ کے لیے

أَبُوْ بَكْرٍ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ لَمْ يَلْتَفِتْ حَتّٰى يَفْرُغَ فَلَمَّا رَأَى التَّصْفِيْحَ لَا يُمْسَكُ عَلَيْهِ الْتَفَتَ فَرَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهٗ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِ امْضِهْ وَأَوْمَأَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَلَبِثَ أَبُوْ بَكْرٍ هُنَيَّةً يَحْمَدُ اللّٰهَ عَلٰى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَشَى الْقَهْقَرٰى فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ تَقَدَّمَ فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ قَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ إِذْ أَوْمَأْتُ إِلَيْكَ أَنْ لَّا تَكُوْنَ مَضَيْتَ قَالَ لَمْ يَكُنْ لِابْنِ أَبِيْ قُحَافَةَ أَنْ يَّؤُمَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لِلْقَوْمِ إِذَا نَابَكُمْ أَمْرٌ فَلْيُسَبِّحِ الرِّجَالُ وَلْيُصَفِّحِ النِّسَاءُ۔

بَابُ ۴۵۸ يُسْتَحَبُّ لِلْكَاتِبِ أَنْ يَّكُوْنَ أَمِيْنًا عَاقِلًا

۸٦۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَبُوْ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ بَعَثَ إِلَيَّ أَبُوْ بَكْرٍ لِمَقْتَلِ أَهْلِ

لوگوں نے یہ حال دیکھ کر (عین نماز میں) دستک دینا شروع کی مگر ابو بکرؓ کی عادت تھی وہ جب نماز شروع کرتے تو نماز سے فراغت ہونے تک کسی طرف خیال نہ کرتے جب دستک پر دستک ہونے لگی بند نہ ہوئی تو انہوں نے نگاہ پھیری دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پیچھے کھڑے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اشارہ کیا (عین نماز میں) کہ نماز پڑھائے جاؤ آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا اپنی جگہ رہو لیکن انہوں نے کیا کیا ذرا سی دیر ٹھہر کر اللہ کا شکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری نسبت ایسا فرمایا (مجھ کو امامت کے لائق سمجھا) اُس کے بعد اُلٹے پاؤں صف میں آگئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ حال دیکھ کر آگے بڑھے اور نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا ابو بکرؓ میں نے تم کو اشارہ بھی کیا جب بھی تم اپنی جگہ ٹھہرے اور نماز پڑھاتے نہ رہے انہوں نے عرض کیا بھلا ابو قحافہ کے بیٹے کو یہ سزاوار ہو سکتا ہے کہ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا امام بنے پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا سنو جب نماز میں تم کو کوئی سانحہ پیش آئے تو مرد سبحان اللہ کہیں عورتیں دستک دیں۔

باب لکھنے والا منشی ایماندار اور عقلمند ہونا چاہیئے۔

ہم سے ابو ثابت محمد بن عبید اللہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبید بن سباق سے انہوں نے زید ثابت سے انہوں نے کہا یمامہ کی لڑائی (مسیلمہ کذاب کے لوگوں سے) ہوئی (اور اس میں

(بقیہ صفحہ سابقہ) جائز تھا اور کسی کو ایسا کرنا درست نہیں کہ صفوں کو چیر کر آگے کی صف میں چلا جائے بعضوں نے کہا ہر امام اور ہر بادشاہ کو ایسا کرنا درست ہے ابو داود کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ جاتے وقت بلال سے فرما گئے تھے اگر نماز کا وقت آجائے اور میں لوٹ کر نہ آؤں تو ابو بکر سے کہو وہ نماز پڑھائیں گے ۱۲ منہ **(حواشی صفحہ ہذا)** لہ اس حدیث کی شرح اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ ٢ہ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بذات خاص لوگوں میں ملاپ کرانے کے لیے تشریف لے گئے ۱۲ منہ رہ

الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّ عُمَرَ اَتَانِىْ فَقَالَ اِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْاٰنِ وَاِنِّىْ اَخْشٰى اَنْ يَّسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِقُرَّاءِ الْقُرْاٰنِ فِى الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا فَيَذْهَبَ قُرْاٰنٌ كَثِيْرٌ وَاِنِّىْ اَرٰى اَنْ تَاْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ كَيْفَ اَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِىْ فِىْ ذٰلِكَ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِىْ لِلَّذِىْ شَرَحَ لَهٗ صَدْرَ عُمَرَ وَرَاَيْتُ فِىْ ذٰلِكَ الَّذِىْ رَاٰى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّاِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَّا نَتَّهِمُكَ قَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْىَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ فَاجْمَعْهُ قَالَ زَيْدٌ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفَنِىْ نَقْلَ جَبَلٍ مِّنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ بِاَثْقَلَ عَلَىَّ مِمَّا كَلَّفَنِىْ مِنْ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَّمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ

قرآن کے بہت سے قاری شہید ہوئے تو ابوبکر صدیقؓ نے مجھ کو بلا بھیجا وہاں حضرت عمرؓ بھی موجود تھے (میں گیا) ابوبکرؓ نے کہا یہ عمرؓ میرے پاس آئے کہتے ہیں یمامہ کی لڑائی میں قرآن کے بہت سے قاری مارے گئے میں ڈرتا ہوں اسی طرح اگر دوسری لڑائیوں میں بھی قاری لوگ شہید ہوں تو کہیں قرآن کا ایک بڑا حصہ نہ اُٹھ جائے میری رائے یہ ہے کہ تم قرآن کو (ایک مصحف میں) جمع کرنے کا حکم دے دو یہ سن کر میں نے حضرت عمرؓ سے کہا بھلا میں ایسا کام کیوں کر کروں جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا[1] لیکن عمرؓ نے یہ کہا خدا کی قسم یہ کام بہتر ہے اور عمرؓ برابر مجھ سے یہی کہتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے میرے دل میں بھی ڈال دیا کہ عمرؓ سچ کہتے ہیں اور ان کی میری ایک رائے ہو گئی زید کہتے ہیں ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا تم ایک جوان عقلمند آدمی ہو ہم تم کو جھوٹا نہیں سمجھتے (یعنے ایماندار بھی ہو) اور تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی قرآن لکھا کرتے تھے تم ایسا کرو قرآن کی (جا بجا) تلاش کر کے اس کو اکٹھا کرو زید کہتے ہیں اگر ابوبکرؓ مجھ کو ایک پہاڑ ڈھونے کے لیے کہتے تو وہ بھی مجھ پر اتنا سخت نہ ہوتا جتنا یہ کام مجھ پر سخت گذرا اور میں نے ابوبکرؓ اور عمرؓ دونوں سے کہا تم دونوں ایسا کام کیوں کرتے ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا ابوبکرؓ نے کہا خدا کی قسم یہ کام بہت

[1] کیونکہ اس وقت تک قرآن لوگوں کے سینوں میں تھا اور کچھ کچھ لکھا ہوا بھی تھا مگر متفرق جا بجا قطعوں میں سب ایک مصحف میں جمع نہ تھا ۱۲ منہ [2] اس قول سے صاف نکلتا ہے کہ صحابہؓ کو دین کی اس بات کے کرنے میں تامل ہوتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کی پس جس بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ اور تابعینؒ کسی نے نہ کیا ہو مثلاً مجلس میلاد یا عرس یا سوم یا چہلم یا نیازات اور فاتحے وغیرہ ان میں سچے مسلمانوں کو ضرور تامل ہوگا اور اگر ان باتوں کو بدعت سمجھ کر ان سے باز رہیں تو مستحق ثواب ہوں گے نہ قابل ملامت اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقل سلیم عطا فرمائے ۱۲ منہ [3] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ۱۲ منہ [4] اس میں دین کی بڑی حفاظت اور مصلحت ہے ۱۲ منہ

يَحُثُّ مُرَاجَعَتِي حَتَّى شَرَحَ اللهُ صَدْرِي
لِلَّذِي شَرَحَ اللهُ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ
وَرَأَيْتُ فِي ذٰلِكَ الَّذِي رَأَيَا فَتَتَبَّعْتُ
الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسُبِ وَالرِّقَاعِ
وَاللِّخَافِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ فَوَجَدْتُ
آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ
مِنْ أَنْفُسِكُمْ إِلَى آخِرِهَا مَعَ خُزَيْمَةَ أَوْ
أَبِي خُزَيْمَةَ فَأَلْحَقْتُهَا فِي سُورَتِهَا وَ
كَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَيَاتَهُ
حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ
حَيَاتَهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ
بِنْتِ عُمَرَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ
اللِّخَافُ يَعْنِي الْخَزَفَ۔

بَابُ ۷۵۹ كِتَابِ الْحَاكِمِ إِلَى عُمَّالِهِ
وَالْقَاضِي إِلَى أُمَنَائِهِ۔

۸۶۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي لَيْلَى ح حَدَّثَنَا
إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي لَيْلَى
بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْلٍ
عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ هُوَ
وَرِجَالٌ مِنْ كُبَرَاءِ قَوْمِهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ
بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا إِلَى خَيْبَرَ
مِنْ جَهْدٍ أَصَابَهُمْ فَأُخْبِرَ مُحَيِّصَةُ
أَنَّ عَبْدَ اللهِ قُتِلَ وَطُرِحَ فِي فَقِيرٍ

عمدہ ہے اور برابر مجھ سے بحث کرتے رہے یہاں تک
کہ اللہ نے میرے دل میں بھی وہی ڈال دیا جو ابو بکرؓ اور
عمرؓ کے دل میں ڈالا تھا میری رائے اور ان کی رائے ایک
ہو گئی آخر میں نے قرآن کی تلاش شروع کی ہر جگہ سے
اکٹھا کرنا شروع کیا کہیں کھجور کی چھڑیوں پر کہیں پرچوں
پر کہیں چوڑے پتھروں پر دریا ٹھیکریوں پر مجھ کو لکھا ملا کچھ
لوگوں کو زبانی یاد تھا سورہ توبہ کی اخیر آیت لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ
مِنْ أَنْفُسِكُمْ الآیہ خزیمہ بن ثابت یا ابو خزیمہ کے پاس (لکھی ہوئی
ملی (گو یاد بہتوں کو تھی) اب یہ مصحف جو طیار ہوا ابو بکرؓ کی
زندگی بھر ان کے پاس رہا پھر جب اللہ نے ان کو اٹھا لیا تو عمرؓ کی
زندگی بھر ان کے پاس رہا پھر عمرؓ کے بعد اُن کی بیٹی ام المومنین
حفصہؓ کے پاس رہا محمد بن عبید اللہ نے کہا حدیث میں لخاف
کے لفظ سے ٹھیکرے مراد ہیں۔

باب امام یا بادشاہ کا اپنے نائبوں کو اور قاضی کا
اپنے عملہ کو لکھنا[1]۔

ہم سے عبد اللہ بن یوسف تینسی نے بیان کیا کہا
ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابو لیلے سے دوسری سند
امام بخاری نے کہا ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا
کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ابو لیلے بن عبد اللہ بن
عبد الرحمن بن سہل سے انہوں نے سہل بن ابی حثمہ سے ابو لیلی
کو سہل اور ان کی قوم کے دوسرے بڑے لوگوں نے خبر دی
کہ عبد اللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود دونوں کھانے
کی تکلیف اُٹھا کر خیبر کی طرف گئے (وہاں سے کچھ کھجوریں
لے کر آئیں) جب وہاں پہنچے (اور الگ الگ ہو گئے) تو محیصہ کو

[1] قاضی کا عملہ جیسے ناظر امین مہتمم تعمیل دار و منہ مجلس کو توال وغیرہ ۱۲ منہ

اَوْعَيْنٍ فَاَتٰى يَهُوْدَ فَقَالَ اَنْتُمْ وَاللّٰهِ قَتَلْتُمُوْهُ قَالُوْا مَا قَتَلْنَاهُ وَاللّٰهِ ثُمَّ اَقْبَلَ حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى قَوْمِهٖ فَذَكَرَ لَهُمْ وَاَقْبَلَ هُوَ وَاَخُوْهُ حُوَيِّصَةُ وَهُوَ اَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ فَذَهَبَ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِىْ كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُحَيِّصَةَ كَبِّرْ كَبِّرْ يُرِيْدُ السِّنَّ فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِمَّا اَنْ يَّدُوْا صَاحِبَكُمْ وَاِمَّا اَنْ يُّؤْذِنُوْا بِحَرْبٍ فَكَتَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ بِهٖ فَكُتِبَ مَا قَتَلْنَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَتَحْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ دَمَ صَاحِبِكُمْ قَالُوْا لَا قَالَ اَفَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُوْدُ قَالُوْا لَيْسُوْا بِمُسْلِمِيْنَ فَوَدَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهٖ مِائَةَ نَاقَةٍ حَتّٰى اُدْخِلَتِ الدَّارَ قَالَ سَهْلٌ فَرَكَضَتْنِىْ

خبر آئی کہ عبداللہ بن سہل کو کسی نے مار کر پانی کے چشمہ میں ڈال دیا ہے[1]۔ یہ حال دیکھ کر محیصہ (خیبر کے) یہودیوں کے پاس گئے اور اُن سے کہنے لگے خدا کی قسم تم ہی لوگوں نے اس کا خون کیا ہے وہ مکر گئے کہنے لگے واہ واہ خدا کی قسم ہم نے اس کو نہیں مارا آخر محیصہ (خیبر سے لوٹ کر) اپنی قوم والوں کے پاس آئے اُن سے یہ واقعہ بیان کیا پھر وہ اُن کے بڑے بھائی حویصہ اور عبدالرحمٰن بن سہل یہ تینوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے محیصہ نے چاہا میں گفتگو شروع کروں کیونکہ وہی (عبداللہ کے ساتھ) خیبر میں گئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے کو بات کرنے دے بڑے کو بات کرنے دے یعنے جو عمر میں بڑا ہے پہلے اُس کو بولنے دے تب حویصہ نے (جو عمر میں سب سے بڑے تھے) گفتگو کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو یہودی تمہارے ساتھی (عبداللہ) کی دیت دیں نہیں تو اُن کو لڑائی کی نوٹس دی جائے پھر آپ نے یہودیوں کو اس مقدمہ میں لکھا انہوں نے جواب میں یہ لکھا کہ ہم نے اس کو نہیں مارا آپ نے حویصہ اور محیصہ اور عبدالرحمٰن سے فرمایا اب تم لوگ قسم کھاؤ (کہ یہودیوں نے اُس کو مارا ہے) تو تمہارے ساتھی کا خون اُن پر ثابت ہو جائے گا انہوں نے کہا ہم قسم نہیں کھانے کے آپ نے فرمایا تو پھر یہودیوں سے قسم لی جائے گی (کہ ہم نے اس کو نہیں مارا) انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ وہ تو مسلمان نہیں[2]۔ آخر عبداللہ کی دیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے سو اونٹنیاں دیں سہل کہتے ہیں یہ سب اونٹنیاں

---

[1] اُن کی گردن توڑ کر پانی میں ڈال دیا تھا (ابن اسحاق) ۱۲ منہ [2] کافر ہیں اُن کو قسم کھانے میں کیا باک وہ تو ہم سب کو مار ڈالیں گے اور پھر قسم کھالیں گے ہم نے نہیں مارا ۱۲ منہ

مِنْهَا نَاقَةٌ۔

ہمارے میں لائی گئیں (مجھ کو یاد ہے) ان میں سے ایک اونٹنی نے مجھ کو لات ماری تھی[1]

بَابٌ ۴۷ هَلْ يَجُوزُ لِلْحَاكِمِ أَنْ يَبْعَثَ رَجُلًا وَحْدَهُ لِلنَّظَرِ فِي الْأُمُورِ

باب کیا حاکم صرف ایک شخص کو کسی بات کے دریافت کرنے کے لئے بھیج سکتا ہے[2]

۸۷۰ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَا جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ صَدَقَ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ فَقَالُوا لِي عَلَى ابْنِكَ الرَّجْمُ فَفَدَيْتُ ابْنِي مِنْهُ بِمِائَةٍ مِنَ الْغَنَمِ وَوَلِيدَةٍ ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَقَالُوا إِنَّمَا عَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ أَمَّا الْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ لِرَجُلٍ فَاغْدُ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے کہا ہم سے زہری نے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ عتبہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے اور زید بن خالد جہنی سے ان دونوں نے کہا ایک گنوار (نام نامعلوم) آنحضرتؐ کے پاس آیا کہنے لگا یارسول اللہ اللہ کی کتاب کے موافق ہمارے مقدمہ کا فیصلہ کر دیجئے یہ سن کر اس کا حریف کھڑا ہوا کہنے لگا بیشک کہا یارسول اللہ اللہ کی کتاب کے موافق ہمارے جھگڑے کا فیصلہ کر دیجئے اب وہ گنوار کہنے لگا یارسول اللہ مقدمہ یہ ہے کہ میرا بیٹا اس کے یہاں نوکر تھا اس نے کیا کیا اس کی جورو سے زنا کی لوگوں نے مجھ سے کہا تیرا بیٹا سنگسار کیا جائے گا میں نے بکریاں اور ایک لونڈی اس کو دے کر اپنے بیٹے کو چھڑا لیا جو میں نے دوسرے عالموں سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا تیرا بیٹا (سنگسار نہ ہوگا) سو کوڑے کھائے گا ایک برس کے لیے دیس سے نکالا جائے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم دونوں کا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کروں گا بکریاں اور لونڈی اپنی واپس لے لے تیرے بیٹے کو سو کوڑے پڑیں گے ایک برس کے لیے دیس باہر ہوگا انیس تو ایسا کر کل اس دوسرے شخص کی جورو کے پاس جا اگر وہ

[1] اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے کیونکہ حدیث میں یہ ذکر کہاں ہے کہ آپ نے نائب کو لکھا یا امین کو بعضوں نے کہا جب یہودیوں کو لکھا وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رعایا تھے تو اپنے ہی رعایا کو خط لکھا اس سے امین کو لکھنے کا جواز طریق دلالۃ نکل آیا بعضوں نے کہا آخر آپ نے جو خط بھیجا تھا وہ کسی ایک خاص یہودی کا تھا اس کے نام ہوگا جو سارے خیبر کے یہودیوں کا سردار ہوگا وہی گویا نائب کے مثل ہوا ۱۲ منہ [2] یعنے بطور حاکم کے نہ بطور گواہ کے کیونکہ ایک شخص کی گواہی پر قاضی کو کوئی حکم دینا جائز نہیں ۱۲ منہ

عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا أُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا۔

بَابُ ٢٤ تَرْجَمَةِ الْحُكَّامِ وَهَلْ يَجُوْزُ تَرْجُمَانٌ وَاحِدٌ وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَتَعَلَّمَ كِتَابَ الْيَهُوْدِ حَتّٰى كَتَبْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُتُبَهُ وَأَقْرَأْتُهُ كُتُبَهُمْ إِذَا كَتَبُوْا إِلَيْهِ وَقَالَ عُمَرُ وَعِنْدَهُ عَلِيٌّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَعُثْمَانُ مَاذَا تَقُوْلُ هٰذِهٖ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حَاطِبٍ فَقُلْتُ تُخْبِرُكَ بِصَاحِبِهِمَا الَّذِيْ صَنَعَ بِهِمَا وَقَالَ أَبُوْ جَمْرَةَ كُنْتُ أُتَرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا بُدَّ لِلْحَاكِمِ مِنْ مُتَرْجِمَيْنِ۔

زنا کا اقرار کرے تو اُس کو سنگسار کر صبح کو انیس اس کے پاس گئے اُس نے زنا کا اقرار کیا انیس نے اس کو سنگسار کر ڈالا[1]۔

باب حاکم کے سامنے مترجم کا رہنا، اور کیا ایک ہی شخص ترجمہ کے لئے کافی ہے[2] اور خارجہ بن زید بن ثابت نے زید بن ثابت سے روایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان یہودیوں کی تحریر سیکھنے کا حکم دیا تو زید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خط جو آپ یہود کو لکھواتے لکھتے اور یہود کے خط جو آپ کے پاس آتے پڑھ کر آپ کو سناتے[3] اور حضرت عمرؓ نے (عبدالرحمٰن بن حاطب سے) کہا یہ لونڈی (نوبیہ) کیا کہتی ہے اُس وقت حضرت عمرؓ کے پاس حضرت علی اور عبدالرحمٰن بن عوف اور عثمان بیٹھے تھے انہوں نے کہا یہ کہتی ہے کہ فلاں غلام (یرغوس) نے مجھ سے زنا کی[4] اور ابوحمزہ نے کہا میں ابن عباس اور لوگوں کے بیچ میں مترجم رہا کرتا اور بعض لوگ (امام محمد اور امام شافعی) کہتے ہیں حاکم کے سامنے ترجمہ کرنے کے لیے کم سے کم دو مترجموں کا ہونا ضرور ہے[5]۔

---

[1] تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس کو اپنا نائب بنا کر بھیجا تھا اور انیس کے سامنے اُس کے اقرار کا وہی حکم ہوا جیسے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اقرار کرتی اگر انیس گواہ بنا کر بھیجے گئے ہوتے تو ایک شخص کی گواہی پر اقرار کیسے ثابت ہو سکتا ہے حافظ نے کہا امام بخاری نے یہ باب لا کر امام محمد کے اختلاف کی طرف اشارہ کیا ان کا مذہب یہ ہے کہ قاضی کسی شخص کے اقرار پر کوئی حکم نہیں دے سکتا جب تک دو عادل شخصوں کو جو قاضی کی مجلس میں رہا کرتے ہیں اس کے اقرار پر گواہ نہ بنا دے اور جب وہ دونوں اُس کے اقرار پر گواہی دیں تب قاضی ان کی شہادت کی بنا پر حکم دے ۱۲ منہ [2] جب وہ ثقہ اور عادل ہو امام مالک کا یہی قول ہے اور امام ابوحنیفہ اور امام احمد بھی اسی کے قائل ہیں امام بخاری کا بھی یہی قول ہے (معلوم ہوتا ہے) لیکن شافعی نے کہا جب حاکم فریقین یا ایک فریق کی زبان نہ سمجھتا ہو تو دو شخص عادل بطور مترجم کے ضرور ہیں جو حاکم کو اس کا بیان ترجمہ کر کے سنائیں ۱۲ منہ [3] اس کو امام بخاری نے تاریخ میں وصل کیا۔ کہتے ہیں زید بن ثابت ایسے ذہین تھے کہ پندرہ دن کی محنت میں یہود کی کتاب پڑھنے لگے اور لکھنے لگے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کافروں کی زبان اور تحریر دونوں سیکھنا درست ہے خصوصاً جب ضرورت ہو کیونکہ آنحضرتؐ نے زید سے فرمایا تھا مجھ کو یہودیوں سے لکھوانے پر اطمینان نہیں ہوتا ۱۲ منہ [4] حاملہ ہوں اس کو عبدالرزاق اور سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] یہ حدیث اوپر کتاب العلم میں موصولاً گذر چکی ہے ۱۲ منہ [6] تو ترجمہ کو انہوں نے شہادت پر قیاس کیا یہاں سے ان لوگوں کا جواب ہو گیا جو کہتے ہیں امام بخاری نے بعض الناس کے لفظ سے امام ابوحنیفہ کی تحقیر کی ہے کیونکہ بعض الناس کوئی تحقیر کا کلمہ نہیں اگر تحقیر کا کلمہ ہوتا تو امام شافعی کے لیے کیونکر استعمال کرتے ۱۲ منہ

۱۸۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي رَكْبٍ مِنْ قُرَيْشٍ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ قُلْ لَهُمْ إِنِّي سَائِلٌ هٰذَا فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوهُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَقَالَ لِلتَّرْجُمَانِ قُلْ لَهُ إِنْ كَانَ مَا تَقُولُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی ان کو عبداللہ بن عباسؓ نے اُن سے ابوسفیان نے بیان کیا کہ ہرقل (بادشاہ روم) نے ان کو قریش کے اور کئی سواروں کے ساتھ بلا بھیجا پھر اپنے ترجمان[1] سے کہنے لگا ان لوگوں سے کہہ میں اس شخص سے (یعنی ابوسفیان سے) کچھ باتیں پوچھنا چاہتا ہوں اگر یہ جھوٹ بولے تو تم کہہ دینا یہ جھوٹا ہے پھر اخیر تک ساری حدیث بیان کی (جو شروع کتاب میں گذر چکی ہے) اخیر میں ہرقل نے اپنے ترجمان (مترجم) سے کہا اس شخص (یعنی ابوسفیان) سے کہہ اگر تونے جو کہا وہ سچ ہے (اس پیغمبر کا یہی حال ہے) تو وہ عنقریب اُس ملک کا بھی مالک ہو جائیگا جو اس وقت میرے دونوں پاؤں کے تلے ہے۔

بَابٌ ۲۶۴ مُحَاسَبَةِ الْإِمَامِ عُمَّالَهُ۔

باب امام یا بادشاہ اپنے عاملوں سے حساب لے سکتا ہے[2]

۱۸۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ ابْنَ الْأُتْبِيَّةِ عَلَى صَدَقَاتِ بَنِي سُلَيْمٍ فَلَمَّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَاسَبَهُ قَالَ هٰذَا الَّذِي لَكُمْ وَهٰذِهِ هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو عبدہ بن سلیمان نے خبر دی کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابوحمید ساعدی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن اتبیہ کو بنی سلیم کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے تحصیلدار بنایا جب وہ (زکوٰۃ وصول کر کے) آنحضرت صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا آپ نے اُس سے حساب لیا وہ کہنے لگا یہ تو تمہارا (یعنی زکوٰۃ کا مال) ہے اور یہ مجھ کو تحفہ کے طور پر ملا ہے

---

[1] یہاں یہ اعتراض ہوا ہے کہ ہرقل کا فعل کیا حجت ہے وہ تو کافر تھا نصرانی اس کا جواب یوں دیا ہے کہ گو ہرقل کافر ہو مگر اگلے پیغمبروں کی کتابوں اور ان کے حالات سے خوب واقف تھا تو گویا اگلی شریعتوں میں بھی ایک ہی مترجم کا ترجمہ کرنا کافی سمجھا جاتا تھا بعضوں نے کہا ہرقل کے فعل سے غرض نہیں بلکہ ابن عباسؓ نے جو اس امت کے عالم تھے اس قصّے کو نقل کیا اور اس پر یہ اعتراض نہ کیا کہ ایک شخص کا ترجمہ غیر کافی تھا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک شخص کی مترجمی کافی سمجھتے تھے ۱۲ منہ [2] اور جو سرکاری روپیہ انہوں نے کھایا ہو وہ ان سے وصول کر سکتا ہے ۱۲ منہ و حو

لِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَّا جَلَسْتَ فِي بَيْتِ أَبِيكَ وَبَيْتِ أُمِّكَ حَتّٰى تَأْتِيَكَ هَدِيَّتُكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَسْتَعْمِلُ رِجَالًا مِنْكُمْ عَلٰى أُمُورٍ مِمَّا وَلَّانِي اللّٰهُ فَيَأْتِي أَحَدُكُمْ فَيَقُولُ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذِهِ هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِي فَهَلَّا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَبَيْتِ أُمِّهِ حَتّٰى تَأْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ إِنْ كَانَ صَادِقًا فَوَاللّٰهِ لَا يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مِنْهَا شَيْئًا قَالَ هِشَامٌ بِغَيْرِ حَقِّهِ إِلَّا جَاءَ اللّٰهَ يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَلَا فَلَأَعْرِفَنَّ مَا جَاءَ اللّٰهَ رَجُلٌ بِبَعِيرٍ لَهُ رُغَاءٌ أَوْ بِبَقَرَةٍ لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةٍ تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ۔

بَابُ ۴۶۳ بِطَانَةِ الْإِمَامِ وَأَهْلِ مَشُورَتِهِ الْبِطَانَةُ الدُّخَلَاءُ۔

۸۷۳۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ وَلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيفَةٍ إِلَّا كَانَتْ لَهُ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَبِطَانَةٌ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو سچا ہے تو اپنے باوا یا اپنی میّا کے گھر بیٹھا رہتا اور پھر یہ تحفہ تجھ کو ملتا تو دیکھتے اس کے بعد آپ کھڑے ہوئے لوگوں کو خطبہ سنایا اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا امابعد میں تم لوگوں میں سے بعضوں کو تحصیلدار بناتا ہوں اور وہ خدمتیں لیتا ہوں جو اللہ نے مجھ کو عنایت فرمائی ہیں جب وہ لوٹ کر آتے ہیں تو کہتے ہیں یہ مال تو تمہارا ہے اور یہ مجھ کو تحفہ کے طور پر ملا ہے بھلا اگر وہ سچا ہے تو اپنے باوا میّا کے گھر بیٹھا رہتا پھر یہ تحفہ اس کے پاس آتا تو خیر قسم خدا کی زکوٰۃ کے مال میں سے اگر کوئی شخص کوئی چیز لے گا ہشام راوی نے اتنا اور زیادہ کیا ناحق تو وہ قیامت کے دن اُس کو لادے ہوئے آئے گا سُن لو میں اس کو پہچان لوں گا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ایک اونٹ لیے ہوئے آئے گا وہ بڑبڑا رہا ہو گا یا ایک گائے لیے ہوئے وہ بھیں بھیں کر رہی ہو گی یا ایک بکری لیے ہوئے وہ میں میں کر رہی ہو گی اُس کے بعد آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اتنے اٹھائے کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سپیدی دیکھ لی اور فرمایا سُن رکھو میں نے خدا کا حکم تم کو پہنچا دیا۔

باب امام یا بادشاہ کا مشیرِ خاص جس کو بطانہ بھی کہتے ہیں، (یعنی رازدار دوست)

ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن وہب نے خبر دی کہا مجھ کو یونس بن یزید ایلی نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابوسعید خدری سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی پیغمبر یا پیغمبر کا خلیفہ ایسا نہیں بھیجا جس کے دو طرح کے رفیق نہ ہوں ایک رفیق تو اُس کو اچھی باتیں کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اُن کی رغبت دلاتا ہے اور ایک رفیق بری باتیں کرنے کا ان کی رغبت

تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ فَالْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ تَعَالَى وَقَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ بِهٰذَا وَعَنِ ابْنِ أَبِي عَتِيقٍ وَمُوسَى عَنِ ابْنِ شِهَابٍ مِثْلَهُ وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَوْلَهُ وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ وَمُعٰوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ أَبِي حُسَيْنٍ وَسَعِيدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَوْلَهُ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي صَفْوَانُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

دلاتا ہے لیکن جس کو اللہ بری باتوں سے بچائے رہے وہ بچا رہتا ہے[۱] اور سلیمان بن بلال نے اس حدیث کو یحییٰ بن سعید انصاری سے روایت کیا کہا مجھ کو ابن شہاب نے خبر دی (اس کو اسمٰعیل نے وصل کیا) اور ابن ابی عتیق اور موسیٰ بن عقبہ سے بھی ان دونوں نے ابن شہاب سے یہی حدیث (اس کو بیہقی نے وصل کیا) اور شعیب بن ابی حمزہ نے زہری سے یوں روایت کیا مجھ سے ابوسلمہ نے بیان کیا انہوں نے ابوسعید خدری سے اُن کا قول (یعنی حدیث کو موقوفاً نقل کیا) اور امام اوزاعی اور معاویہ بن سلام نے کہا مجھ سے زہری نے بیان کیا کہا مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے[۲] اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین اور سعید بن زیاد نے اس کو ابوسلمہ سے روایت کیا انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے موقوفاً (یعنی ابوسعید کا قول[۳]) اور عبداللہ بن ابی جعفر نے کہا مجھ سے صفوان بن سلیم نے بیان کیا انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابوایوب سے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا (اس کو امام نسائی نے وصل کیا[۴])

بَابٌ كَيْفَ يُبَايِعُ الْإِمَامُ النَّاسَ

باب امام لوگوں سے کن باتوں پر بیعت لے۔

۸۷۴۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عُبَادَةَ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے کہا مجھ کو عبادہ بن ولید نے خبر دی کہا مجھ کو میرے والد نے انہوں نے

---

[۱] مطلب یہ ہے کہ پیغمبروں کو بھی شیطان بہکانا چاہتا ہے مگر وہ اُس کے دام میں نہیں آتے کیونکہ اللہ تعالیٰ اُن کو معصوم رکھنا چاہتا ہے باقی دوسرے خلیفے اور بادشاہ کبھی بدکار مشیر کے دام میں پھنس جاتے ہیں اور برے کام کرنے لگتے ہیں بعضوں نے کہا نیک رفیق سے فرشتہ اور برے رفیق سے شیطان مراد ہے بعضوں نے کہا نفس امارہ اور نفس مطمئنہ ۱۲ منہ [۲] اوزاعی کی روایت کو امام احمد نے اور معاویہ کی روایت کو امام نسائی نے وصل کیا ان دونوں نے راوی حدیث ابوہریرہؓ کو قرار دیا اور اوپر کی روایتوں میں ابوسعیدؓ تھے ۱۲ منہ [۳] عبداللہ بن ابی حسین اور سعید کی روایتوں کو معلوم نہیں کس نے وصل کیا ۱۲ منہ [۴] حاصل یہ ہے کہ اس حدیث میں ابوسلمہ پر راویوں کا اختلاف ہے کوئی کہتا ہے ابوسلمہ نے ابوہریرہ سے روایت کیا کوئی کہتا ہے ابوایوب سے کوئی ابوسعید سے موقوفاً نقل کرتا ہے کوئی مرفوعاً ۱۲ منہ

بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ وَأَنْ نَقُومَ أَوْ نَقُولَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ۔

(اپنے والد) عبادہ بن صامت سے انہوں نے کہا ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا حکم سننے اور ماننے پر بیعت کی خوشی اور ناخوشی دونوں حالوں میں اور اس شرط پر کہ جو شخص سرداری کے لائق ہوگا (مثلاً قریش میں سے ہو اور شرع پر قائم ہو) اس کی سرداری قبول کرلیں گے اس سے جھگڑا نہ کریں گے اور جہاں کہیں رہیں گے وہاں حق پر قائم رہیں گے یا حق بات کہیں گے اور اللہ کی راہ میں ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرنے کے۔

۸۷۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ وَالْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ الْخَنْدَقَ فَقَالَ:

اَللّٰهُمَّ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَةِ،
فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ

فَأَجَابُوا:

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا
عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدًا

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن حارث نے کہا ہم سے حمید طویل نے انہوں نے انس سے انہوں نے کہا ایسا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو سردی کے وقت برآمد ہوئے دیکھا تو مہاجرین اور انصاری خندق کھود رہے ہیں آپ یہ شعر پڑھنے لگے فائدہ جو کچھ کہ ہے وہ آخرت کا فائدہ ہے۔ بخش دے انصار اور پردیسیوں کو اے خدا: انہوں نے جواب میں یہ شعر پڑھے ؎

اپنے پیغمبر محمدؐ سے یہ بیعت ہم نے کی
جان جب تک ہے لڑیں گے کافروں سے ہم سدا

۸۷۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی قَالَ كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُولُ لَنَا فِيمَا اسْتَطَعْتَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا ہم جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر پر بیعت کرتے تھے کہ آپ کا حکم سنیں گے اور مانیں گے تو آپ فرماتے یوں کہو جہاں تک ممکن ہوگا یعنے ہو سکے گا[1]

۸۷۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحیے بن سعید قطان نے انہوں نے سفیان ثوری سے کہا ہم سے

[1] یہ آپ کی کمال شفقت اور مہربانی تھی اپنی امت پر تاکہ وہ جھوٹے نہ ہوں ۱۲ منہ

دِيْنَارٍ قَالَ شَهِدْتُ ابْنَ عُمَرَ حَيْثُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلٰى عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ كَتَبَ إِنِّيْ أُقِرُّ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللّٰهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ مَا اسْتَطَعْتُ وَإِنَّ بَنِيَّ قَدْ أَقَرُّوْا بِمِثْلِ ذٰلِكَ۔

عبداللہ بن دینار نے بیان کیا انہوں نے کہا میں اُس وقت موجود تھا جب لوگوں نے عبدالملک بن مروان پر اتفاق کر لیا تو عبداللہ بن عمرؓ نے بیعت کا خط اس مضمون کا لکھا میں اللہ کے بندے عبدالملک بن مروان کا حکم سننے اور اطاعت کرنے کا اقرار کرتا ہوں اللہ کی شریعت اور اس کے پیغمبر صلعم کی سنت کے موافق جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا اور میرے بیٹے بھی ایسا ہی اقرار کرتے ہیں[۱]۔

۸۷۸۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَلَقَّنَنِيْ فِيْمَا اسْتَطَعْتُ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشیم نے کہا ہم سے سیار بن وردان نے انہوں نے شعبی سے انہوں نے جریر بن عبداللہ بجلی سے اُنہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا حکم سُننے اور ماننے پر بیعت کی تو آپ نے مجھ کو یہ کلمہ سکھلا دیا یوں کہہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا اور میں نے اس امر پر بھی آپ سے بیعت کی کہ ہر مُسلمان کا خیر خواہ رہوں گا

۸۷۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ لَمَّا بَايَعَ النَّاسُ عَبْدَ الْمَلِكِ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيْرِ

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے یحیے بن سعید قطان نے انہوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے کہا مجھ سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا انہوں نے کہا جب لوگوں نے عبدالملک بن مروان سے بیعت کر لی تو عبداللہ بن عمرؓ نے بھی اُس کو یوں خط لکھا اللہ کے بندے

---

[۱] عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد ۷۳ھ ہوا یہ جب کہ یزید خلیفہ ہوا تو عبداللہ بن زبیرؓ نے اس سے بیعت نہیں کی یزید کے مرتے ہی عبداللہ بن زبیرؓ نے خلافت کا دعویٰ کیا ادہر معاویہ بن یزید بن معاویہ خلیفہ ہوا کچھ لوگوں نے عبداللہ سے کچھ لوگوں نے معاویہ بن یزید سے بیعت کی لیکن یہ معاویہ جیا نہیں چالیس ہی دن سلطنت کر کے مر گیا اور مروان خلیفہ بن بیٹھا وہ چھ مہینے جی کر مر گیا اور اپنے بیٹے عبدالملک کو خلیفہ کر گیا عبدالملک نے حجاج بن یوسف ظالم کو عبداللہ بن زبیرؓ سے لڑنے کے لیے روانہ کیا جب حجاج غالب ہوا اور عبداللہ بن زبیر شہید ہوئے تو اب سب لوگوں کا اتفاق عبدالملک پر ہو گیا اس وقت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے بیٹوں سمیت اُس سے بیعت کر لی عبداللہ بن عمر کے بیٹوں کے نام یہ تھے عبداللہ، ابوبکر و ابوعبیدہ، بلال اور عمر یہ سب صفیہ بنت ابی عبید کے بطن سے تھے اور عبدالرحمٰن ان کی ماں علقمہ بنت نافس تھی اور سالم و عبداللہ اور حمزہ ان کی ماں لونڈی تھی اسی طرح زید ان کی ماں بھی لونڈی تھی ۱۲ منہ و کو

الْمُؤْمِنِيْنَ إِنِّيْ أُقِرُّ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى سُنَّةِ اللهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ فِيْمَا اسْتَطَعْتُ وَإِنَّ بَنِيَّ قَدْ أَقَرُّوْا بِذٰلِكَ۔

امیر المومنین عبدالملک بن مروان کو معلوم ہو میں اللہ کی شریعت اور اس کے پیغمبر کی سنت کے موافق تیرا حکم سننے اور ماننے کا اقرار کرتا ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا اور میرے بیٹے بھی یہی اقرار کرتے ہیں۔

۸۸۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ قَالَ قُلْتُ لِسَلَمَةَ عَلٰى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا ہم سے حاتم بن اسمٰعیل نے انہوں نے یزید بن ابی عبیدہ سے میں نے سلمہ بن اکوع سے پوچھا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیبیہ کے دن کس بات پر بیعت کی تھی انہوں نے کہا (لڑ کر) مر جانے پر۔

۸۸۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهٗ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهٗ أَنَّ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ وَلَّاهُمْ عُمَرُ اجْتَمَعُوْا فَتَشَاوَرُوْا قَالَ لَهُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لَسْتُ بِالَّذِيْ أُنَافِسُكُمْ عَلٰى هٰذَا الْأَمْرِ وَلٰكِنَّكُمْ إِنْ شِئْتُمْ اخْتَرْتُ لَكُمْ مِنْكُمْ فَجَعَلُوْا ذٰلِكَ إِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَلَمَّا وَلَّوْا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ أَمْرَهُمْ فَمَالَ النَّاسُ عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى مَا أَرٰى أَحَدًا مِنَ النَّاسِ يَتْبَعُ أُولٰئِكَ الرَّهْطَ وَلَا يَطَأُ عَقِبَهٗ وَمَالَ النَّاسُ عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُشَاوِرُوْنَهٗ تِلْكَ اللَّيَالِيَ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ اللَّيْلَةُ

ہم سے محمد بن عبداللہ بن اسماء نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے انہوں نے امام مالک سے انہوں نے زہری سے انہوں نے حمید بن عبدالرحمٰن سے ان سے مسور بن مخرمہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر (مرتے وقت) جن چھ آدمیوں کو خلافت کے لیے نامزد کر گئے تھے (یعنی علی عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمٰن بن عوف) یہ سب جمع ہوئے انہوں نے مشورہ کیا کون خلیفہ ہو آخر عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا مجھ کو کچھ خلافت کی آرزو نہیں ہے لیکن اگر تم کہو تو میں تم میں سے کسی کو خلافت کے لیے چن سکتا ہوں (میری رائے پر رکھ دو) انہوں نے ایسا ہی کیا (عبدالرحمٰن کو اختیار دے دیا کہ وہ جس کو چاہیں چن لیں) اب لوگ سب عبدالرحمٰن کی طرف[1] جھکے ایک آدمی بھی ان باقی آدمیوں کے ساتھ نہیں رہا ان کے پیچھے پیچھے چلتا تھا اور جس کو دیکھو وہ راتوں کو عبدالرحمٰن سے مشورہ کر رہا ہے (کس کو خلیفہ کرنا چاہیئے) مسور ابن مخرمہ کہتے ہیں جب وہ رات آئی جس کی صبح کو ہم نے حضرت عثمان رضی

[1] دنیا ہوا کی ساتھی ہے جب ان کو معلوم ہو گیا کہ خلافت عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں ہے تو بس انہی پر جھکے پڑے جس کو دیکھو ان کے ساتھ ۱۲ منہ

الَّتِیْ اَصْبَحْنَا مِنْهَا فَبَایَعْنَا عُثْمَانَ قَالَ الْمِسْوَرُ طَرَقَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بَعْدَ هَجْعٍ مِّنَ اللَّیْلِ فَضَرَبَ الْبَابَ حَتّٰی اسْتَیْقَظْتُ فَقَالَ اَرَاكَ نَائِمًا فَوَاللّٰهِ مَا اكْتَحَلْتُ هٰذِهِ اللَّیْلَةَ بِكَبِیْرِ نَوْمٍ انْطَلِقْ فَادْعُ الزُّبَیْرَ وَسَعْدًا فَدَعَوْتُهُمَا لَهٗ فَشَاوَرَهُمَا ثُمَّ دَعَانِیْ فَقَالَ ادْعُ لِیْ عَلِیًّا فَدَعَوْتُهٗ فَنَاجَاهُ حَتّٰی ابْهَارَّ اللَّیْلُ ثُمَّ قَامَ عَلِیٌّ مِّنْ عِنْدِهٖ وَهُوَ عَلٰی طَمَعٍ وَّقَدْ كَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ یَخْشٰی مِنْ عَلِیٍّ شَیْئًا ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِیْ عُثْمَانَ فَدَعَوْتُهٗ فَنَاجَاهُ حَتّٰی فَرَّقَ بَیْنَهُمَا الْمُؤَذِّنُ بِالصُّبْحِ فَلَمَّا صَلّٰی لِلنَّاسِ الصُّبْحَ وَاجْتَمَعَ اُولٰٓئِكَ الرَّهْطُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ فَاَرْسَلَ اِلٰی مَنْ كَانَ حَاضِرًا مِّنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَاَرْسَلَ اِلٰٓی اُمَرَآءِ الْاَجْنَادِ وَكَانُوْا وَافَوْا تِلْكَ الْحَجَّةَ مَعَ عُمَرَ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا تَشَهَّدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ یَا عَلِیُّ اِنِّیْ قَدْ نَظَرْتُ فِیْ اَمْرِ النَّاسِ فَلَمْ اَرَهُمْ یَعْدِلُوْنَ بِعُثْمَانَ فَلَا تَجْعَلَنَّ عَلٰی نَفْسِكَ سَبِیْلًا فَقَالَ اُبَایِعُكَ عَلٰی سُنَّةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْخَلِیْفَتَیْنِ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی تو تھوڑی رات گئے عبدالرحمٰن بن عوف میرے پاس آئے دروازہ کھٹکھٹایا میں سوتے سے جاگ اُٹھا مجھ سے کہنے لگے واہ تم سو رہے ہو میں تو اس رات (یا ان تین راتوں) میں کچھ زیادہ نہیں سویا جاؤ زبیرؓ بن عوام اور سعدؓ بن ابی وقاص کو بلا لاؤ میں اُن کو بلا لایا عبدالرحمٰن ان سے مشورہ کرتے رہے پھر مجھ کو بلایا اور کہا جاؤ حضرت علیؓ کو بلا لاؤ۔ میں اُن کو بھی بلا لایا آدھی رات تک اُن سے کاناپھوسی (سرگوشی) کرتے رہے جب حضرت علیؓ اُن کے پاس سے اُٹھے تو ان کو یہی امید تھی کہ عبدالرحمٰن مجھ ہی کو (خلافت کے لیے) تجویز کریں گے۔ مگر تھا یہ کہ عبدالرحمٰن کے دل میں ذرا حضرت علیؓ کی طرف سے کچھ ڈر[1] تھا۔ پھر انہوں نے مجھ سے کہا اب حضرت عثمانؓ کو بلا لاؤ۔ میں اُن کو بلا لایا اُن سے اس وقت تک سرگوشی رہی کہ صبح کی اذان ہوئی اذان کے وقت دونوں جدا ہوئے۔ جب لوگوں نے صبح کی نماز پڑھی اور یہ چھیوں آدمی منبر کے پاس جمع ہو گئے تو عبدالرحمٰن نے جتنے مہاجرین اور انصار مدینہ میں حاضر تھے اور جتنے فوجوں کے سردار وہاں موجود تھے جو اتفاق سے اس سال حج کے لیے آئے تھے اور حضرت عمرؓ کے ساتھ اُنہوں نے حج کیا تھا سب کو بلا بھیجا۔ جب سب لوگ اکٹھے ہو گئے اس وقت عبدالرحمٰن نے تشہد پڑھا اور کہنے لگے علیؓ تم بُرا نہ ماننا میں نے سب لوگوں سے اس معاملہ میں گفتگو کی (پوچھ گیا کروں) وہ عثمانؓ کو مقدم رکھتے ہیں ان کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے۔ پھر عثمانؓ سے کہا (ہاتھ لاؤ) میں تم سے اللہ کے دین اور اُس کے رسول کی سنت اور آپ کے بعد

---

[1] عبدالرحمٰن یہ ڈرتے تھے کہ حضرت علیؓ کے مزاج میں ذرا سختی ہے اور عام لوگ اُن سے خوش نہیں ہیں ان سے خلافت سنبھلتی ہے یا نہیں۔ ایسا نہ ہو کوئی فتنہ کھڑا ہو جائے بعضے کہتے ہیں حضرت علیؓ کی مزاج شریف میں ظرافت اور خوش طبعی بہت تھی۔ عبدالرحمٰن کو یہ ڈر ہوا کہ اس مزاج کے ساتھ خلافت کا کام اچھی طرح سے چلے گا یا نہیں چنانچہ ایک شخص نے حضرت علیؓ سے اسی ظرافت اور خوش طبعی کی نسبت کہا ہذا الذی اخرک الی الرابعۃ ۱۲ منہ

مِنْ بَعْدِهٖ فَبَايَعَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَبَايَعَهُ النَّاسُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ وَأُمَرَاءُ الْأَجْنَادِ وَالْمُسْلِمُوْنَ۔

دونوں خلیفوں (ابوبکرؓ اور عمرؓ) کے طریق پر بیعت کرتا ہوں - یہ کہہ کر عبدالرحمٰن نے حضرت عثمانؓ سے بیعت کر لی۔ اور جتنے مہاجرین اور انصار اور فوجوں کے سردار اور عام مسلمان وہاں موجود تھے اُنہوں نے بھی بیعت کر لی[1]

بَابُ ۷۴۵ مَنْ بَايَعَ مَرَّتَيْنِ

باب دو بار بیعت کرنا (یعنی ایک ہی امام سے)

۸۸۲- حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَقَالَ لِيْ يَا سَلَمَةُ أَلَا تُبَايِعُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ بَايَعْتُ فِي الْأَوَّلِ قَالَ وَفِي الثَّانِيْ۔

ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا اُنہوں نے یزید بن ابی عبید سے اُنہوں نے سلمہ بن اکوع سے اُنہوں نے کہا میں نے حدیبیہ میں درخت رضوان کے تلے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ پھر آپ نے فرمایا سلمہ تو بیعت نہیں کرتا میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں پہلے ہی بار بیعت کر چکا آپ نے فرمایا دوسری بار پھر سہی[2]۔

بَابُ ۷۴۶ بَيْعَةِ الْأَعْرَابِ

باب گنواروں (دیہاتیوں) کا (اسلام اور جہاد پر) بیعت کرنا۔

۸۸۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَهٗ وَعْكٌ فَقَالَ أَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَأَبٰى ثُمَّ جَاءَهٗ فَقَالَ أَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَأَبٰى فَخَرَجَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے محمد منکدر سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے ایک گنوار (نام نامعلوم) نے (مدینہ میں آکر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام پر بیعت کی۔ پھر اس کو بخار آگیا۔ اس نے کہا یارسول اللہ میری بیعت فسخ کر دیجئے آپ نے انکار کیا پھر کہنے لگا میری بیعت فسخ کر دیجئے۔ آپ نے انکار کیا۔ آخر وہ مدینہ سے نکل کر اپنے جنگل کی طرف چل دیا، اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ بھٹی کی طرح ہے پلید چیز (میل کچیل) کو دور

[1] یہاں تک کہ حضرت علی نے بھی بیعت کر لی امر الٰہی یہی تھا کہ پہلے حضرت عثمان خلیفہ ہوں اور اخیر میں جناب مرتضوی کو خلافت ملے اگر جناب مرتضےٰ علیؓ شیر بیشہ شریعت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہی خلافت مل جاتی جب بھی آپ اس کے مستحق تھے[3]۔ مگر حق تعالیٰ جل شانہ کو ان چاروں بزرگوں کو خلافت کا شرف یکے بعد دیگرے دینا منظور تھا وکان امر اللہ مفعولا ۱۲منہ [2] سلمہ بن اکوع بڑے بہادر اور لڑنے والے شخص تھے خصوصاً تیراندازی اور دوڑ میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی فضیلت ظاہر کرنے کے لیے ان سے دو بار بیعت لی ۱۲ منہ [3] فاضل مترجم کی یہ ذاتی رائے ہے تمام اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت ابو بکرؓ سب سے پہلے مستحق خلافت تھے۔ عبدالصمد ریالوی

وَيَنْصَعُ طِيْبُهَا۔

کر دیتا ہے اور خالص پاکیزہ کو رکھ لیتا ہے[1]۔

بَابٌ بَيْعَةِ الصَّغِيْرِ۔

باب نابالغ لڑکے کا بیعت کرنا

۴۸۸۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ هُوَ ابْنُ أَبِيْ أَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ عَقِيْلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هِشَامٍ وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ ابْنَةُ حُمَيْدٍ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَغِيْرٌ فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَدَعَا لَهُ وَكَانَ يُضَحِّيْ بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيْعِ أَهْلِهِ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن یزید نے کہا ہم سے سعید بن ابی ایوب نے کہا مجھ سے ابوعقیل زہرہ بن معبد نے اُنہوں نے اپنے دادا عبداللہ بن ہشام سے اُنہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (بچپنے میں) دیکھا تھا۔ اُن کی ماں زینب بنت حمید بن زہیر بن حارث بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی اُن کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی تھیں۔ اُنہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس سے بیعت کر لیجئے آپ نے فرمایا وہ ابھی کم سن ہے[2] آپ نے اُنکے سر پہ ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا دی اور عبداللہ بن ہشام کا دستور تھا وہ اپنے سب گھر والوں کی طرف سے ایک بکری قربانی کیا کرتے تھے[3]۔

بَابٌ مَنْ بَايَعَ ثُمَّ اسْتَقَالَ الْبَيْعَةَ۔

باب بیعت کے بعد اس کا فسخ کرانا (نہیں ہو سکتا)

۴۸۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَأَتَى الْأَعْرَابِيُّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَأَبَى

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی اُنہوں نے محمد بن منکدر سے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے ایک گنوار نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام پر بیعت کی۔ پھر مدینہ میں اُس کو تپ آنے لگی۔ وہ آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میری بیعت فسخ کر دیجئے۔ آپ نے انکار کیا۔ پھر دوبارہ آپ کے پاس آیا۔ کہنے لگا!

---

[1] بیشک آپ کا فرمانا صحیح ہے۔ مدینہ طیبہ ایسا ہی شہر ہے برے لوگ وہاں ٹھہرنے نہیں پاتے خود بخود نکل کر چل دیتے ہیں مدینہ میں وہی لوگ اقامت کرتے ہیں جو نیک اور صالح ہوتے ہیں اللھم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک واجعل موتی ببلد رسولک ۱۲ منہ [2] یہاں سے یہ نکلا کہ نابالغ کی بیعت صحیح نہیں ہے ۱۲ منہ [3] یہی سنت ہے کہ ہر ایک گھر کی طرف سے عید اضحیٰ میں ایک بکری قربانی کی جائے سارے گھر والوں کی طرف سے ایک ہی بکری کافی ہے۔ اب یہ جو رواج ہو گیا ہے کہ بہت سی بکریاں قربانی کرتے ہیں یہ سنت نبوی کے خلاف ہے اور صرف فخر کے لیے لوگوں نے ایسا کرنا اختیار کر لیا ہے۔ جیسے کتاب الاضحیہ میں گذر چکا ہے۔ حافظ نے کہا عبداللہ بن ہشام آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے بہت مدت تک زندہ رہے ۱۲ منہ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيْبُهَا۔

یا رسول اللہ میری بیعت فسخ کر دیجئے آپ نے انکار کیا آخر دیہاتی مدینہ سے نکل کر چل دیا اُس وقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ بھٹی کی طرح ہے۔ پلید میل کچیل کو چھانٹ ڈالتا ہے اور ستھرا خالص مال رکھ لیتا ہے۔

بَابٌ ۶۹ مَنْ بَايَعَ رَجُلًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِلدُّنْيَا۔

باب جو شخص محض دنیا کمانے کی نیت سے بیعت کرے اُس کی سزا۔

۸۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ رَجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَاءٍ بِالطَّرِيْقِ يَمْنَعُ مِنْهُ ابْنَ السَّبِيْلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَاهُ إِنْ أَعْطَاهُ مَا يُرِيْدُ وَفٰى لَهُ وَإِلَّا لَمْ يَفِ لَهُ وَرَجُلٌ يُبَايِعُ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ

ہم سے عبدان نے بیان کیا انہوں نے ابوحمزہ محمد بن میمون سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے بات تک نہ کرے گا نہ انکو (گناہوں سے) پاک صاف کرے گا بلکہ اُن کو دکھ کی مار پڑے گی۔ ایک تو وہ شخص جس کے پاس رستے میں بے ضرورت پانی ہو (یعنی اُس کی حاجت سے زیادہ) اور وہ مسافر کو نہ دےؔ۔ دوسرے جو شخص محض دنیا کمانے کی غرض سے کسی امام سے بیعت کرے اگر وہ اس کو دنیا کا روپیہ پیسہ دے تب تو بیعت پوری کرے ورنہ پوری نہ کرے۔ تیسرے وہ شخص جو عصر کی نماز کے بعد بازار میں کچھ سامان بیچنے کو نکالے۔ اور اللہ کی جھوٹی قسم کھائے کہ اس

لہ جس کو پانی کی احتیاج ہو معاذ اللہ یہ کیسی سخت دلی اور قساوت قلبی ہے۔ بزرگوں نے تو یہ کیا ہے کہ مرتے وقت بھی خود پانی نہ پیا اور دوسرے بھائی مسلمان کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ جنگ یرموک میں جس میں بہت سے صحابہ شریک تھے ایک صاحب بیان کرتے ہیں میں اپنے چچازاد بھائی کے پاس جو زخمی ہو کر گرا پڑا تھا پانی لے کر گیا اتنے میں اس کے پاس ایک اور مسلمان زخمی پڑا تھا اُس نے پانی مانگا میرے بھائی نے اشارے سے کہا پہلے اس کو پلاؤ جب میں اُن کے پلانے کو گیا تو ایک اور زخمی نے پانی مانگا اس نے اشارے سے کہا اس کے پاس لے جاؤ۔ مگر میں جب تک پانی لے کر اس کے پاس پہنچوں وہ جان بحق تسلیم ہوا لوٹ کر آیا تو وہ شخص بھی مر چکا تھا جس کے پلانے کے لیے میرے بھائی نے کہا تھا آگے بڑھا تو کیا دیکھتا ہوں میرا بھائی بھی مر گیا ہے۔ رضی اللہ عنہم۔ جب ادنیٰ مسافر کو پانی نہ دینے کی یہ سزا ہو تو خیال کر لینا چاہیے کہ جن اشقیاء نے امام حسین علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے فرات ایک ندی کا پانی روک دیا اور انکو پیاسا شہید کیا انکو کتنا عذاب ہوگا۔ معاذ اللہ کوئی جانور کے ساتھ بھی ایسی بے دردی نہیں کرتا جو ان اشقیاء بدنہاد نے صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے ساتھ کی۔ ان مردودوں کو آنحضرت کا بھی خیال نہ آیا کہ آپ ہی کی جوتیوں کی طفیل سے اس درجہ کو پہنچے کہ حکومت اور سرداری ملی ورنہ ننگ دھڑنگ جانوروں کی طرح جنگل میں مارے پھرتے تھے پوچھتا کون تھا ۱۲ منہ۔

بِاللّٰهِ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ. فَأَخَذَهَا وَلَمْ يُعْطِ بِهَا.

مال کا مول مجھ کو اتنا ملتا تھا لیکن میں نے نہ بیچا) اور اس کی قسم کے اعتبار پر کوئی وہ سامان خرید لے حالانکہ وہ جھوٹا ہو اُس کو اتنا مول نہیں ملتا تھا[1]۔

بَابُ بَيْعَةِ النِّسَاءِ رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب عورتوں سے بیعت لینا۔ اُس کو ابن عباسؓ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے (یہ حدیث باب العیدین میں مذکور ہو چکی ہے)۔

۶۸۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ يَقُولُ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسٍ تُبَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ فَأَمْرُهُ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَاءَ

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے دوسری سند اور لیث بن سعد نے کہا (اس کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا) مجھ سے یونس نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو ابو ادریس (عائذ اللہ) خولانی نے خبر دی انہوں نے عبادہ بن صامت سے سنا وہ کہتے تھے ہم مجلس میں بیٹھے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا تم مجھ سے ان شرطوں پر بیعت کرتے ہو۔ کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ گے اور چوری نہ کرو گے زنا نہ کرو گے اپنی اولاد کا خون ناحق نہ کرو گے (جیسے شرک کے زمانہ میں بعضے اپنی بیٹیوں کو مار ڈالتے) اپنے ہاتھ اور پاؤں کے درمیان طوفان نہ جوڑو گے[2] اچھی بات میں نافرمانی نہ کرو گے۔ پھر جو کوئی ان شرطوں کو پورا کرے اُس کا ثواب اللہ دیگا اور جس سے ان میں سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے (یعنی شرک کے سوا دوسرے گناہوں میں سے کوئی گناہ) پھر دنیا ہی میں اُس کی سزا مل جائے (حد کھائے) تو وہ سزا اس کے گناہ کا اتار ہو جائے گی اگر سزا نہ ہو،

---

[1] مسلم کی روایت میں تین آدمی اور ہیں ایک بوڑھا حرام کار دوسرے جھوٹا بادشاہ تیسرے مغرور فقیر۔ ایک روایت میں ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانے والا۔ دوسرا خیرات کر کے احسان جتانے والا تیسرا جھوٹی قسم کھا کر مال بیچنے والا مذکور ہے۔ ایک روایت میں قسم کھا کر کسی کا مال چھین لینے والا مذکور ہے ۱۲ منہ

[2] اکثر گناہ ہاتھ اور پاؤں ہی سے صادر ہوتے ہیں اس لیے افترا میں انہی کا بیان کیا۔ بعضوں نے کہا یہ محاورہ ہے۔ جیسے کہتے ہیں، بما کسبت ایدیکم اور پاؤں کا ذکر محض تاکید کے لیے ہے۔ بعضوں نے کہا بین ایدیکم و ارجلکم سے قلب مراد ہے افترا و پہلے قلب سے کیا جاتا ہے آدمی دل میں اس کی نیت کرتا ہے پھر زبان سے نکالتا ہے ۱۲ منہ

عَاقَبَهُ وَإِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذَالِكَ.

اللہ تعالیٰ (دنیا میں) اُس کا گناہ چھپائے رکھے تو قیامت کے دن، اللہ تعالیٰ کا اختیار ہوگا چاہے تو اُس کو عذاب کرے چاہے تو معاف کردے (عبادہؓ کہتے ہیں) ہم نے انہی شرطوں پر آپ سے[1] بیعت کی۔

۸۸۸۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ النِّسَاءَ بِالْكَلَامِ بِهٰذِهِ الْآيَةِ لَا يُشْرِكْنَ بِاللهِ شَيْئًا قَالَتْ وَمَا مَسَّتْ يَدُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ إِلَّا امْرَأَةً يَمْلِكُهَا.

ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق بن ہمام نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے زبانی بیعت لیتے اسی آیت کے موافق (جو سورۂ ممتحنہ میں ہے) ان لایشرکن باللہ شیئا اخیر تک۔ حضرت عائشہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ کسی (غیر) عورت کے ہاتھ سے نہیں لگا۔ البتہ اُس عورت کو آپ نے ہاتھ لگایا جو آپ کی بی بی یا لونڈی تھی[2]۔

۸۸۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيَّ أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللهِ شَيْئًا وَنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ فَقَبَضَتِ امْرَأَةٌ مِنَّا يَدَهَا فَقَالَتْ فُلَانَةُ أَسْعَدَتْنِي وَأَنَا أُرِيدُ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے حفصہ بنت سیرین سے انہوں نے ام عطیہ سے انہوں نے کہا ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تو آپ نے مجھ کو یا ہم کو سورۂ ممتحنہ کی یہ آیت سنائی ان لایشرکن باللہ شیئا اخیر تک اور ہم کو میت پر نوحہ کرنے (چلا کر رونے پیٹنے) سے منع فرمایا ایک عورت نے کیا کیا خود ام عطیہ یا کسی اور عورت نے بیعت کے وقت اپنا ہاتھ کھینچ لیا[3]۔

[1] بہ ظاہر اس حدیث کا تعلق ترجمہ باب سے سمجھ میں نہیں آتا۔ مگر امام بخاری کی باریک بینی اللہ اکبر یہ ہے کہ یہ شرطیں سورۂ ممتحنہ میں قرآن شریف میں عورتوں کے باب میں مذکور ہیں یا ایہا النبی اذا جاءک المؤمنات یبایعنک علی ان لایشرکن باللہ شیئا اخیر آیت تک تو امام بخاری نے عبادہ کی حدیث بیان کر کے اس آیت کی طرف اشارہ کیا جس میں صراحتہً عورتوں کا ذکر ہے۔ بعضوں نے کہا امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا اس میں صاف یوں مذکور ہے کہ عبادہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ان شرطوں پر بیعت لی کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے چوری نہ کریں گے اخیر تک ۱۲ منہ [2] نسائی اور طبری کی روایت میں یوں ہے۔ امیمہ بنت رقیقہ کئی عورتوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی کہنے لگی ہاتھ لائیے ہم آپ سے مصافحہ کریں آپ نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ یحییٰ بن سلام نے اپنی تفسیر میں شعبی سے نکالا کہ عورتیں کپڑا رکھ کر آپ کا ہاتھ تھامتیں یعنی بیعت کے وقت ۱۲ منہ [3] اس سے یہ نکلتا ہے کہ عورتیں بھی بیعت کے وقت آپ سے ہاتھ ملاتیں (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

أَنْ أَجْزِيَهَا فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَذَهَبَتْ ثُمَّ رَجَعَتْ فَمَا وَفَتِ امْرَأَةٌ إِلَّا أُمُّ سُلَيْمٍ وَأُمُّ الْعَلَاءِ وَابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ امْرَأَةُ مُعَاذٍ أَوِابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ وَامْرَأَةُ مُعَاذٍ۔

اور کہنے لگی یارسول اللہ فلانی عورت (نام نامعلوم) نے میری ایک میت میں میری مدد کی تھی (میرے ساتھ مل کر نوحہ کیا تھا) میں چاہتی ہوں اس کا بدلہ کردوں (اس کے بعد نوحہ سے توبہ کروں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کچھ نہیں فرمایا وہ گئی اور پھر لوٹ کر آئی[1]۔ ام عطیہ کہتی ہیں پھر یہ شرطیں ام سلیم (انسؓ کی والدہ) اور ام علاء اور ابو سبرہ کی بیٹی معاذ کی جورو یا ابو سبرہ کی بیٹی اور معاذ کی جورو کے سوا اور عورتوں نے پوری نہیں کیں[2]۔

بَابُ ۱۷۲ مَنْ نَكَثَ بَيْعَةً وَقَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا۔

باب بیعت توڑنا گناہ ہے

اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ فتح میں) فرمایا جو لوگ تجھ سے (اے پیغمبرؐ) بیعت کرتے ہیں درحقیقت وہ خدا سے بیعت کر رہے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ انکے ہاتھوں کے اوپر ہے۔ پھر جو کوئی بیعت کرکے اپنا اقرار توڑے وہ اپنا آپ نقصان کرے گا۔ اور جو کوئی اس اقرار کو پورا کرے جو اس نے اللہ کے ساتھ باندھا اس کو اللہ تعالےٰ بہت بڑا ثواب دیگا۔

۸۹۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَايِعْنِي عَلَى الْإِسْلَامِ فَبَايَعَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ ثُمَّ جَاءَ الْغَدَ مَحْمُومًا فَقَالَ أَقِلْنِي فَأَبَىٰ فَلَمَّا وَلَّىٰ قَالَ الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا

ہم سے ابو نعیم (فضل بن دکین) نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے محمد بن منکدر سے انہوں نے کہا۔ میں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے سنا۔ وہ کہتے تھے ایک گنوار (نام نامعلوم یا قیس بن ابی حازم) آں حضرت صلعم کے پاس آیا کہنے لگا۔ یارسول اللہ اسلام پر مجھ سے بیعت لیجئے۔ آپ نے اس سے بیعت لے لی۔ پھر دوسرے دن بخار میں ہلہلاتا آیا کہنے لگا میری بیعت فسخ کر دیجئے۔ آپ نے انکار کیا (بیعت فسخ نہیں کی) جب وہ پیٹھ موڑ کر

(بقیہ صفحہ سابقہ) کپڑا رکھ کر ہاتھ ملاتی ہوگی بعضوں نے کہا۔ ہاتھ کھینچنے سے مراد یہ ہے کہ بیعت کی شرطیں قبول کرنے میں اس نے توقف کیا ۱۲ منہ

(حواشی صفحہ ہذا) [1] نسائی کی روایت میں صاف یوں ہے آپ نے فرمایا جا اس کا بدلہ کر آ وہ گئی اور پھر آئی اور آپ سے بیعت کی شاید یہ نوحہ اس قسم کا نہ ہوگا جو قطعاً حرام ہے یا یہ اجازت خاص طور سے اس عورت کے لیے ہوگی بعضے مالکیہ کا یہ قول ہے کہ نوحہ حرام نہیں ہے۔ مگر نوحہ میں جاہلیت کے افعال حرام ہیں جیسے کپڑے پھاڑنا منہ یا بدن نوچنا خاک اڑانا۔ بعضوں نے کہا اس وقت نوحہ حرام نہیں ہوا تھا۔ قسطلانی نے کہا صحیح یہ ہے کہ پہلے نوحہ جائز تھا پھر مکروہ تنزیہی ہوا پھر مکروہ تحریمی ۱۲ منہ [2] یہ راوی کو شک ہے کہ ابو سبرہ کی بیٹی وہی معاذ کی جورو تھی یا معاذ کی جورو اسکے سوا تھی۔ حافظ نے کہا صحیح واو عطف کے ساتھ ہے۔ کیونکہ معاذ کی جورو ام عمرو بنت خلاد تھی ۱۲ منہ

وَيَنْصَعُ طِيبُهَا۔

بَابٌ ٢٦٦ الِاسْتِخْلَافِ۔

۱۸۹۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رض وَا رَأْسَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ فَأَسْتَغْفِرُ لَكِ وَأَدْعُو لَكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رض وَا ثُكْلِيَاهُ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِي وَلَوْ كَانَ ذَاكَ لَظَلِلْتَ آخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ أَنَا وَا رَأْسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ فَأَعْهَدَ أَنْ يَقُولَ الْقَائِلُونَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّونَ ثُمَّ قُلْتُ يَأْبَى اللَّهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ أَوْ يَدْفَعُ اللَّهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُونَ۔

چلتا ہوا تو فرمایا مدینہ کیا ہے (لوہار کی) بھٹی ہے۔ پلید اور ناپاک (میل کچیل) کو چھانٹ ڈالتا ہے اور کھرا ستھرا مال رکھ لیتا ہے۔

باب۔ ایک خلیفہ مرتے وقت کسی اور کو خلیفہ کر جائے تو کیسا۔

ہم سے یحییٰ بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم کو سلیمان بن بلال نے خبر دی۔ انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے انہوں نے کہا میں نے قاسم بن محمد سے سُنا وہ کہتے تھے حضرت عائشہؓ کے سر میں درد ہوا، کہنے لگیں ہائے سر پھٹا جاتا ہے۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایسا ہوا اور میں زندہ رہا تو تیرے لیے بخشش چاہوں گا دعا کروں گا (یعنی اگر تو میرے سامنے مرگئی) حضرت عائشہ نے کہا ہائے مصیبت! خدا کی قسم میں سمجھتی ہوں آپ میرا مرنا چاہتے ہیں مرجاؤں تو آپ اسی دن شام کو دوسری عورت سے شادی کریں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نہیں میں کہتا ہوں ہائے سر پھٹا جاتا ہے (آپ کو وحی سے معلوم ہوگیا تھا کہ میں پہلے مروں گا۔ حضرت عائشہؓ ابھی بہت دنوں تک زندہ رہیں گی) میں نے یہ قصد کیا ابوبکر اور اُن کے بیٹے کو بلا بھیجوں۔ ابوبکرؓ کو خلیفہ بنا دوں۔ ایسا نہ ہو (میری وفات کے بعد) لوگ کچھ اور کہنے لگیں (کہیں خلافت ہمارا حق ہے) یا آرزو کرنے والے کچھ اور آرزو کریں (خود خلیفہ بننا چاہیں) پھر میں نے (اپنے دل میں) کہا اللہ تعالیٰ کو خود ابوبکر کے سوا اور کسی کی خلافت منظور نہیں ہے۔ نہ مسلمان اور کسی کو خلیفہ ہونے دیں گے (اس لیے پہلے سے خلیفہ بنانا بیکار ہے)[1]

[1] دوسری روایت میں یوں ہے آپ نے مرض موت میں فرمایا عائشہ اپنے باپ اور بھائی کو بلالے۔ تاکہ میں اُن کے لیے لکھ دوں یعنی ابوبکرؓ کی خلافت لکھ جاؤں۔ اس کے اخیر میں بھی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور مسلمان لوگ ابوبکر کے سوا اور کسی کی خلافت نہیں ماننے کے (بقیہ برصفحہ آیندہ)

(بقیہ برصفحہ آیندہ)

۸۹۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رض قَالَ قِيلَ لِعُمَرَ أَلَا تَسْتَخْلِفُ قَالَ إِنْ أَسْتَخْلِفْ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّي أَبُوبَكْرٍ وَ إِنْ أَتْرُكْ فَقَدْ تَرَكَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَثْنَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ رَاغِبٌ رَاهِبٌ وَدِدْتُ أَنِّي نَجَوْتُ مِنْهَا كَفَافًا لَا لِي وَ لَا عَلَيَّ لَا أَتَحَمَّلُهَا حَيًّا وَ مَيِّتًا۔

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے تو ان سے کہا گیا آپ کسی کو خلیفہ نہیں کر جاتے۔ انہوں نے کہا اگر میں کسی کو خلیفہ کر جاؤں (تو یہ بھی ممکن ہے) جو شخص مجھ سے بہتر تھے یعنی ابوبکر وہ خلیفہ کر گئے تھے اور اگر میں کسی کو خلیفہ نہ کروں (مسلمانوں کی رائے پر چھوڑ دوں) تو یہ بھی ہو سکتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ نہیں بنا گئے جو مجھ سے بہتر تھے[1] پھر لوگوں نے اُن کی تعریف شروع کی اُنہوں نے کہا بات یہ ہے کوئی تو دل سے میری تعریف کرتا ہے کوئی مجھ سے ڈر کر[2] اور میں تو یہی غنیمت سمجھتا ہوں کہ خلافت کے مقدمہ میں برابر چھوٹ جاؤں نہ مجھ کو ثواب ملے نہ عذاب ہو میں نے خلافت کا بوجھ اپنی زندگی بھر اُٹھایا اب مرنے پر میں یہ بوجھ اپنی گردن پر نہیں اُٹھاتا[3]۔

۸۹۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رض أَنَّهُ سَمِعَ خُطْبَةَ عُمَرَ الْآخِرَةَ

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی اُنہوں نے معمر بن راشد سے اُنھوں نے زہری سے کہا مجھ کو انس بن مالک نے خبر دی انھوں نے حضرت عمرؓ کا دوسرا خطبہ سنا جب وہ منبر پر بیٹھے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے

(بقیہ صفحہ سابقہ) اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر کی خلافت ارادہ الٰہی اور مرضی نبویؐ کے موافق تھی اور جو لوگ ایسے پاک نفس خلیفہ کو غاصب اور ظالم جانتے ہیں وہ خود ناپاک اور پلید ہیں ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] سبحان اللہ حضرت عمر کی احتیاط انہوں نے جب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کسی کو خلیفہ نہیں کیا مسلمانوں کی رائے پر چھوڑا اور ابوبکر صدیق خلیفہ کر گئے تو وہ ایسے رستے چلے جس میں دونوں کی پیروی ہو جاتی ہے۔ یعنی کچھ مشورہ پر چھوڑا کچھ مقرر کر دیا انہوں نے چھ آدمیوں کو جو اس وقت افضل اور اعلیٰ تھے معین کیا۔ پھر ان چھ میں سے کسی کی تعیین مسلمانوں کی رائے پر چھوڑ دی گویا دونوں سنتوں پر عمل کیا دوسرے تقوی شعاری دیکھئے کہ عشرہ مبشرہ میں سے سعید بن زید بھی زندہ تھے۔ مگر ان کا نام تک نہ لیا اس خیال سے کہ وہ حضرت عمرؓ سے کچھ رشتہ رکھتے تھے۔ ہائے حضرت عمرؓ کی طرح مسلمانوں میں کون بے نفس اور عادل اور منصف پیدا ہوا ہے۔ ان کا ایک ایک کام ایسا ہے جو ان کی فضیلت پہچاننے کے لیے کافی ہے۔ اور افسوس ہے ان عقل کے اندھوں پر جو ایسے فرد فرید کو جس کا نظیر اسلام میں نہیں ہوا برا جانتے ہیں ۱۲ منہ [2] یا کوئی شخص خلافت کو رغبت کے ساتھ چاہتا ہے کوئی اس سے ڈرتا ہے۔ کیوں کہ خلافت بڑے مواخذہ کا کام ہے ۱۲ منہ [3] اس لیے میں کسی معین شخص کو خلیفہ نہیں کرتا ۱۲ منہ۔

حِيْنَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَ ذَالِكَ الْغَدَ مِنْ يَوْمٍ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَتَشَهَّدَ وَ اَبُوْبَكْرٍ صَامِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ قَالَ كُنْتُ اَرْجُوْ اَنْ يَعِيْشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يَدْبُرَنَا يُرِيْدُ بِذَالِكَ اَنْ يَكُوْنَ اٰخِرَهُمْ فَاِنْ يَكُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ جَعَلَ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ نُوْرًا تَهْتَدُوْنَ بِهٖ هَدَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَانِيَ اثْنَيْنِ فَاِنَّهٗ اَوْلَى الْمُسْلِمِيْنَ بِاُمُوْرِكُمْ فَقُوْمُوْا فَبَايِعُوْهُ وَكَانَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ قَدْ بَايَعُوْهُ قَبْلَ ذَالِكَ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الْعَامَّةِ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ لِاَبِيْ بَكْرٍ يَوْمَئِذٍ اِصْعَدِ الْمِنْبَرَ فَلَمْ يَزَلْ بِهٖ حَتّٰى صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَبَايَعَهُ النَّاسُ عَامَّةً۔

دوسرے دن انہوں نے سنا یا پہلے خطبہ میں تو انہوں نے کہا تھا کہ آنحضرت کی وفات نہیں ہوئی جو کوئی ایسا کہے گا میں اس کی گردن اڑا دوں گا، انہوں نے تشہد پڑھا ابوبکر صدیق خاموش بیٹھے رہے کوئی بات نہیں کی۔ پھر حضرت عمر کہنے لگے مجھ کو تو یہ امید تھی کہ آنحضرتؐ اس وقت تک زندہ رہیں گے کہ ہم سب دنیا سے اٹھ جائیں گے آپ ہم سب کے بعد وفات فرمائیں گے خیر اب جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم گذر گئے تو اللہ تعالیٰ نے تم میں ایک نور باقی رکھا ہے (یعنی قرآن) جس کی وجہ سے تم راہ پاتے رہو گے اسی نور سے اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی راہ بتلائی اور دیکھو (مسلمانو) ابوبکر صدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص رفیق ہیں ثانی اثنین اذ ہما فی الغار (یعنی غار ثور میں دوسرے شخص جو آنحضرت کے ساتھ تھے) تمام مسلمانوں میں ان کو خلافت کا زیادہ حق ہے اٹھو ان سے بیعت کرو حضرت عمر نے یہ خطبہ اس وقت سنایا جب مسلمانوں کا ایک گروہ پہلے ہی بنی ساعدہ کے منڈوے میں ابوبکر سے بیعت کر چکا تھا لیکن وہ خاص بیعت تھی) یہ عام بیعت ہوئی منبر پر (وفات کے دوسرے روز) اسی سند سے زہری نے انس بن مالک سے روایت کی کہ حضرت عمرؓ اس روز ابوبکر صدیق سے برابر یہی کہتے رہے اٹھو منبر پر چڑھو (آخر وہ چڑھے) اور لوگوں نے عام طور سے اُن سے بیعت کی[1]۔

۷۸۹۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن جبیر

[1] باب کی مناسبت اس سے نکلی کہ حضرت عمرؓ نے ابوبکر صدیقؓ کی نسبت فرمایا وہ تم سب میں خلافت کے زیادہ مستحق اور زیادہ لائق ہیں شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت صدیق کی خلافت حضرت عمرؓ ہی کے زور اور اصرار سے ہوئی۔ ورنہ صدیق بالکل درویش صفت اور منکسر المزاج اور خلافت سے متنفر تھے۔ ہم کہتے ہیں اگر ایسا ہی ہو جب بھی کیا قباحت ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے نزدیک جس کو خلافت کے لایق سمجھا اس کے لیے زور دیا اور حق پسند لوگوں کا یہی قاعدہ ہوتا ہے۔ اگر حضرت عمرؓ کی یہ رائے غلط ہوتی تو دوسرے صدہا ہزارہا صحابہ جو وہاں موجود تھے۔ وہ کیوں اتفاق کرتے غرض باجماع صحابہ ابوبکر صدیق خلافت کے اہل اور قابل ٹھہرے ۱۲ منہ

مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ كَأَنَّهَا تُرِيدُ الْمَوْتَ قَالَ إِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ۔

بن مطعم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے کہا ایک عورت (نام نامعلوم) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ اور آپ سے ایک امر میں کچھ عرض کیا آپ نے فرمایا پھر آئیو اس نے کہا یارسول اللہ اگر میں پھر آؤں اور آپ کو نہ پاؤں (یعنے آپ کی وفات ہوگئی ہو تو کیا کروں) فرمایا اگر مجھ کو نہ پائے تو ابوبکر پاس آئیو[1]۔

۵۸۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رض قَالَ لِوَفْدِ بُزَاخَةَ تَتْبَعُونَ أَذْنَابَ الْإِبِلِ حَتَّى يُرِيَ اللهُ خَلِيفَةَ نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُهَاجِرِينَ أَمْرًا يَعْذِرُونَكُمْ بِهِ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحیی بن سعید قطان نے انہوں نے سفیان ثوری سے کہا مجھ سے قیس بن مسلم نے بیان کیا۔ انہوں نے طارق بن شہاب سے انہوں نے ابوبکر صدیق سے انہوں نے بزاخہ قبیلہ کے پیغام لانے والوں سے کہا تم (جنگل میں) اونٹ چراتے رہو جب تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کے خلیفہ اور دوسرے مہاجرین کو کوئی ایسا امر بتلائے جس کی وجہ سے وہ تمہارا قصور معاف کریں[2]۔

۴۷۳ بَابٌ

باب

۵۸۹۶۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَكُونُ اثْنَا

مجھ سے محمد بن مثنی نے بیان کیا کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے کہا میں نے جابر بن سمرہ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے (میری امت میں) بارہ امیر (سردار) ہوں گے

[1] یہ حدیث صاف دلیل ہے اس بات کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ آپ کے بعد ابوبکر خلیفہ ہونگے۔ دوسری روایت میں جس کو طبرانی اور اسمٰعیلی نے نکالا یوں ہے کہ آنحضرت سے ایک گنوار نے بیعت کی پوچھا اگر آپ کی وفات ہوجائے تو کس کے پاس آؤں آپ نے فرمایا ابوبکر کے پاس۔ پوچھا اگر وہ بھی گذر جائیں فرمایا عمر کے پاس ۱۲ منہ [2] یہ بزاخہ والے بہت سے لوگ تھے طے اور اسد اور غطفان قبیلوں کے، انہوں نے کیا کیا آں حضرت کی وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے اور طلیحہ بن خویلد اسدی پر ایمان لائے جس نے آنحضرت کے بعد پیغمبری کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ حضرت خالد بن ولید جب مسیلمہ کے قتل و قمع سے فارغ ہوئے تو ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ آخر ان پر غالب آئے انہوں نے عاجز ہو کر توبہ کی اور اپنی طرف سے چند لوگوں کو معافی قصور کے لیے ابوبکر صدیق کے پاس بھجوایا ابوبکر نے فرمایا یا تو جنگ اختیار کرو مال اسباب گھر بار اہل و عیال سے ہاتھ دھوؤ یا ذلت کی صلح اختیار کرو۔ انہوں نے پوچھا ذلت کی صلح کیا ہے۔ ابوبکر نے فرمایا ہتھیار اور سامان جنگ ہم سب تم سے لے لیں گے اور جو لوٹ کا مال ہاتھ آیا ہے وہ مسلمانوں پر تقسیم ہو جائے گا۔ جو لوگ ہم میں سے مارے گئے اُن کی دیت دو تم میں سے جو لوگ مارے گئے ان کو داخل جہنم سمجھو اور تم غریب رعیت کی طرح جنگل میں اونٹ چراتے رہو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کے خلیفہ اور مہاجرین کو وہ بات بتلائے جس سے وہ تمہارا قصور معاف کریں ۱۲

عَشَرَ اَمِيْرًا فَقَالَ كَلِمَةً لَمْ اَسْمَعْهَا فَقَالَ اَبِيْ اِنَّهٗ قَالَ كُلُّهُمْ مِّنْ قُرَيْشٍ۔

بَابٌ اِخْرَاجِ الْخُصُوْمِ وَاَهْلِ الرِّيَبِ مِنَ الْبُيُوْتِ بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ وَقَدْ اَخْرَجَ عُمَرُ اُخْتَ اَبِيْ بَكْرٍ حِيْنَ نَاحَتْ۔

۷۰۹۸۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ يُحْتَطَبُ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰى رِجَالٍ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ يَعْلَمُ اَحَدُكُمْ اَنَّهٗ يَجِدُ عَرْقًا سَمِيْنًا اَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ يُوْنُسُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ مِرْمَاةٌ مَا بَيْنَ ظِلْفِ الشَّاةِ مِنَ اللَّحْمِ مِثْلُ مِنْسَاةٍ

اس کے بعد ایک کلمہ فرمایا جس کو میں نے نہیں سنا میرے باپ سمرہ نے مجھ سے کہا آپ نے یہ فرمایا کہ یہ سب قریش میں سے ہوں[1] گے۔

باب جھگڑا اور فسق اور فجور کرنے والوں کو جب انکی پہچان ہو جائے گھروں سے نکلوا دینا۔ اور حضرت عمرؓ نے ابوبکر صدیق کی بہن (ام فروہ) کو گھر سے نکلوا دیا جب انہوں نے[2] نوحہ کیا[3]۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے یہ قصد کیا لکڑیاں اکٹھا کرنے کا حکم دوں۔ پھر نماز کی اذان دینے کا حکم دوں اذان ہو چکے بعد میں ایک شخص سے کہوں وہ نماز پڑھائے اور میں پیچھے سے ان لوگوں کے گھروں پر جاؤں (جو جماعت میں حاضر نہیں ہوتے) انکے گھر جلا دوں[4] قسم اس پروردگار کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ان لوگوں میں سے (جو جماعت میں نہیں آتے) کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ اسکو گوشت کی ایک موٹی ہڈی یا بکری کے دو اچھے کھر ملیں گے تو عشا کی جماعت میں (حالانکہ وہ رات کو ہوتی ہے) ضرور شریک ہو محمد بن یوسف فربری نے کہا یونس نے کہا محمد بن سلیمان نے کہا امام بخاری نے کہا مرماۃ وہ گوشت ہے جو بکری کے کھروں میں ہوتا ہے بروزن منساۃ

[1] دوسری روایت میں ہے یہ دین برابر عزت سے رہے گا بارہ خلیفوں کے زمانہ تک ابوداوٗد کی روایت میں یوں ہے یہ دین برابر قائم رہے گا یہاں تک کہ تم پر بارہ خلیفہ ہوں گے اور سب پر امت اتفاق کرے گی۔ یہ بارہ خلیفے آنحضرت کی امت میں گذر چکے ہیں حضرت صدیق سے لیکر عمر بن عبدالعزیز تک چودہ شخص حاکم ہوئے ہیں ان میں سے دو کا زمانہ بہت قلیل رہا ایک معاویہ بن یزید دوسرے مروان کا ان کو نکال ڈالو تو وہی بارہ خلیفے ہوتے ہیں جنہوں نے بہت زور شور کے ساتھ خلافت کی۔ عمر بن عبدالعزیز کے بعد پھر زمانہ کا رنگ بدل گیا۔ اور امام حسن علیہ السلام اور عبداللہ بن زبیر پر گو سب لوگ جمع نہیں ہوئے تھے مگر اکثر لوگ تو جمع ہو گئے۔ پہلے اس لیے ان دونوں صاحبوں کی بھی خلافت حق اور صحیح ہے۔ امامیہ نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ بارہ امام مراد ہیں یعنی حضرت علی سے لے کر امام محمد بن حسن مہدی تک مگر اس میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ امام حسن کے بعد پھر کسی امام پر لوگ جمع نہیں ہوئے نہ انکو شوکت اور حکومت حاصل ہوئی بلکہ اکثر جان کے ڈر سے چھپے رہے تو یہ لوگ اس حدیث سے کیسے مراد ہو سکتے ہیں واللہ اعلم ۱۲ منہ [2] اپنے بھائی ابوبکر صدیقؓ پر ۱۲ منہ [3] اس کو اسحاق بن راہویہ نے اپنے مسند میں وصل کیا ۱۲ منہ [4] امام ابن قیم نے اس حدیث سے اور دوسری حدیثوں سے یہ دلیل لی ہے کہ ہماری شریعت میں تعزیر بالمال ہے اور حنفیہ نے اسکو جائز نہیں رکھا ۱۲ منہ

وَمِيضَاةٌ الْمِيمُ مَحْفُوظَةٌ۔

اور میضاۃ بہ کسرہ میم۔

بَابٌ[1] هَلْ لِلْإِمَامِ أَنْ يَمْنَعَ الْمُجْرِمِيْنَ وَأَهْلَ الْمَعْصِيَةِ مِنَ الْكَلَامِ مَعَهُ وَالزِّيَارَةِ وَنَحْوِهِ۔

باب کیا امام کو یہ درست ہے کہ جو لوگ مجرم اور گناہگار ہوں ان سے بات کرنے کی اور ملاقات کرنے کی لوگوں کو ممانعت کر دے۔

۸۹۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا تَخَلَّفَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَذَكَرَ حَدِيْثَهُ وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا فَلَبِثْنَا عَلٰى ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً وَاٰذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا۔

مجھ سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے انہوں نے اپنے والد عبداللہ بن کعب سے جو کعب کو اندھے ہو جانے کے بعد لے کر چلا کرتے۔ انہوں نے کہا میں نے کعب سے وہ قصہ سنا جب وہ غزوۂ تبوک میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر پیچھے رہ گئے تھے۔ (یہ قصہ اوپر تفصیل سے گذر چکا ہے) کعب نے سارا قصہ بیان کیا اور یہ کہا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مسلمانوں کو منع کر دیا ہم سے کوئی بات تک نہ کرے۔ ہم نے پچاس راتیں اسی حال میں کاٹیں۔ پھر آپ نے یہ خبر سنائی کہ اللہ تعالےٰ نے ہمارا قصور معاف کر دیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كِتَابُ التَّمَنِّيْ

کتاب آرزوؤں کے بیان میں[2]

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّمَنِّيْ وَمَنْ تَمَنَّى الشَّهَادَةَ

باب شہادت کی آرزو کرنا

۸۹۹۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے عبدالرحمن بن خالد نے انہوں نے ابن شہاب سے۔ انہوں نے ابوسلمہ اور سعید بن مسیب سے کہ ابوہریرہ نے کہا۔

[1] معلوم ہوا بوجہ شرعی مسلمان سے تین دن سے زیادہ ترک ملاقات کر سکتے ہیں بلا وجہ شرعی تین دن سے زیادہ منع ہے ۱۲ منہ

[2] جس کو عربی میں تمنے کہتے ہیں یعنی آدمی کا یوں کہنا کاش ایسا ہوتا تمنے اور ترجی میں یہ فرق ہے کہ تمنی اس بات میں بھی ہوتی ہے جو محال ہو۔ جیسے کاش جوانی پھر آجاتی اور ترجی ہمیشہ انہی باتوں میں ہوتی ہے جو ممکن ہوں ۱۲ منہ

أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا أَنَّ رِجَالًا يَكْرَهُونَ أَنْ يَتَخَلَّفُوا بَعْدِي وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ مَا تَخَلَّفْتُ لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ۔

میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ بعضوں لوگوں کو میرا ساتھ چھوڑ کر (جہاد سے) پیچھے رہ جانا ناگوار گزرتا ہے[1] اور میں اُن کو سواریاں نہیں دے سکتا تو میں فوج کی ہر ٹکڑی کے ساتھ نکلتا[2] اور مجھ کو تو یہ آرزو ہے کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر مارا جاؤں[3]۔

۹۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ وَدِدْتُ أَنِّي لَأُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقُولُهُنَّ ثَلَاثًا أَشْهَدُ بِاللّٰهِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابو الزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے یہ آرزو ہے میں اللہ کی راہ میں لڑوں مارا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر جلایا جاؤں راوی نے کہا میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ ابوہریرہ یہ کلمہ تین بار کہتے تھے[4]۔

بَابُ تَمَنِّي الْخَيْرِ وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ لِي أُحُدٌ ذَهَبًا۔

باب نیک کام جیسے خیرات وغیرہ کی آرزو کرنا

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہوتا۔

۹۰۱۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كَانَ عِنْدِي أُحُدٌ ذَهَبًا لَأَحْبَبْتُ

ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے انہوں نے معمر سے انہوں نے ہمام بن منبہ سے انہوں نے ابوہریرہ سے سُنا آپ نے فرمایا اگر میرے پاس احد پہاڑ برابر سونا ہو تو میری آرزو یہ ہے کہ میں تین دن نہ گزرنے دوں سب

---

[1] اور ان لوگوں کو اتنا مقدور نہیں کہ ہر لڑائی میں میرے ساتھ جائیں اتنی سواریاں اور سامان کہاں سے آئے گا ۱۲ منہ

[2] ہر لڑائی میں شریک ہوتا ۱۲ منہ [3] اخیر ختم شہادت پر کیا کیونکہ مقصود وہی تھی گو آنحضرت کو تبلا دیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہر جنگ میں آپکی جان کی حفاظت کریگا جیسے فرمایا واللہ یعصمک من الناس لیکن یہ آرزو محض شہادت کی فضیلت ظاہر کرنے کے لیے آپ نے کی گو وہ حاصل ہونے والی بات آپ کے لیے نہیں تھی ۱۲ منہ [4] جیسے اس روایت میں ہے اگلی روایت میں چار بار ہے ۱۲ منہ۔

أَنْ لَا يَأْتِيَ عَلَيَّ ثَلٰثٌ وَعِنْدِي مِنْهُ دِيْنَارٌ لَيْسَ شَيْءٌ أَرْصُدُهُ فِي دَيْنٍ عَلَيَّ أَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهُ۔

خرچ کر ڈالوں ایک اشرفی بھی جس کو کوئی لینا قبول کرے نہ رکھ چھوڑوں (بلکہ دے ڈالوں) البتہ کسی کا قرض مجھ پر آتا ہو اس کے ادا کرنے کے لیے رکھ چھوڑوں تو یہ اور بات ہے[1]۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اگر مجھ کو پہلے سے وہ معلوم ہوتا جو بعد کو معلوم ہوا۔

۹۰۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا سُقْتُ الْهَدْيَ وَلَحَلَلْتُ مَعَ النَّاسِ حِيْنَ حَلُّوْا۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ سے عروہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (حجۃ الوداع) میں، فرمایا اگر مجھ کو اپنا حال پہلے سے معلوم ہوتا جو بعد کو معلوم ہوا تو میں اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا اور (عمرہ کر کے، دوسرے لوگوں کی طرح جب انہوں نے احرام کھولا میں بھی احرام کھول ڈالتا۔

۹۰۳۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَبَّيْنَا بِالْحَجِّ وَقَدِمْنَا مَكَّةَ لِأَرْبَعٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَطُوْفَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَأَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً وَلْنَحِلَّ إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ قَالَ وَلَمْ

ہم سے حسن بن عمر جرمی نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع بصری نے انہوں نے حبیب بن ابی قریبہ سے انہوں نے عطار بن ابی رباح سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے انہوں نے کہا ہم (حجۃ الوداع میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہم لوگوں نے حج کی نیت سے لبیک کہی اور مکہ میں ذی حجہ کی چوتھی تاریخ پہنچے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یہ حکم دیا کہ بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے ہم اپنے حج کو (جس کی نیت باندھ چکے تھے) عمرہ کر ڈالیں اور احرام کھول دیں البتہ جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہو

[1] یعنی اصل درویشی یہ ہے جو آنحضرتؐ نے بیان فرمادی کہ کل کیلئے کچھ نہ رکھ چھوڑے جو روپیہ یا مال متاع آئے وہ غرباء اور مستحقین کو فوراً تقسیم کر دے اگر کوئی شخص خوانخواہ اپنے لیے جمع کرے اور تین دن سے زیادہ روپیہ پیسہ اپنے پاس رکھ چھوڑے تو اس کو درویش نہ کہیں گے بلکہ دنیا دار کہیں گے ایک بزرگ کے پاس روپیہ آیا انھوں نے پہلے چالیسواں حصہ اس میں سے زکوٰۃ کا نکالا پھر باقی ۳۹ حصے بھی تقسیم کر دیئے اور کہنے لگے میں نے زکوٰۃ کا ثواب حاصل کرنے کے لیے پہلے چالیسواں حصہ نکالا اگر سب ایک بارگی خیرات کر دیتا تو اس فرض کے ثواب سے محروم رہتا حیدرآباد میں بہت سے مشائخ اور درویش ایسے نظر آتے ہیں کہ دنیاداروں سے بمراتب بہتر ہیں افسوس ان کو اپنے تئیں درویش کہتے ہوئے شرم نہیں آتی وہ تو ساہوکاروں کی طرح مال و دولت اکٹھا کرتے ہیں ان کو مہاجن یا ساہوکار کا لقب دینا چاہیے نہ شاہ اور فقیر کا ۱۲ منہ۔

يَكُنْ مَعَ أَحَدٍ مِنَّا هَدْيٌ غَيْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةَ وَجَاءَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ مَعَهُ الْهَدْيُ فَقَالَ أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا نَنْطَلِقُ إِلَى مِنًى وَذَكَرُ أَحَدِنَا يَقْطُرُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْلَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَحَلَلْتُ قَالَ وَلَقِيَهُ سُرَاقَةُ وَهُوَ يَرْمِي جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَنَا هٰذِهِ خَاصَّةً قَالَ لَا بَلْ لِأَبَدٍ قَالَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ قَدِمَتْ مَكَّةَ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَنْسُكَ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنَّهَا لَا تَطُوفُ وَلَا تُصَلِّي حَتَّى تَطْهُرَ فَلَمَّا نَزَلُوا الْبَطْحَاءَ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتَنْطَلِقُونَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ وَأَنْطَلِقُ بِحَجَّةٍ قَالَ ثُمَّ أَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنْ يَنْطَلِقَ مَعَهَا إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرَتْ عُمْرَةً فِي ذِي الْحَجَّةِ بَعْدَ أَيَّامِ الْحَجِّ

وہ احرام نہ کھولے (جب تک حج سے فارغ نہ ہو) اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور طلحہ کے سوا ہم میں سے کسی کے ساتھ قربانی کا جانور نہ تھا اتنے میں حضرت علیؓ بھی یمن سے تشریف لائے ان کے ساتھ قربانی کے جانور تھے وہ کہنے لگے میں نے تو احرام باندھتے وقت وہی نیت کی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی خیر جب آں حضرت نے صحابہ کو یہ حکم دیا[1] وہ کہنے لگے[2] کیا ہم منا کو ایسی حالت میں جائیں کہ ہمارے ذکر سے منی ٹپک رہی ہو (یعنی جماع پر کچھ دن نہ گذرے ہوں) یہ سن کر آپ نے فرمایا اگر مجھ کو وہ بات معلوم ہوتی جو اب معلوم ہوئی تو میں بھی اپنے ساتھ قربانی کے جانور نہ لاتا اگر قربانی کے جانور میرے ساتھ نہ ہوتے تو میں بھی (تمہاری طرح) احرام کھول ڈالتا اور سراقہ بن مالک بن جعشم (اسی حجۃ الوداع میں) آپ سے اس وقت ملے جب آپ بڑے شیطان کو کنکریاں مار رہے تھے انہوں نے پوچھا یارسول اللہ (یہ حج کو عمرہ کر ڈالنا) خاص ہم لوگوں کے لئے ہے آپ نے فرمایا نہیں ہمیشہ کے لئے یہی حکم ہے جابر نے کہا اور حضرت عائشہؓ جب مکہ پہنچیں تو ان کو حیض آگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ حکم دیا کہ حج کے سب کام (دوسرے حاجیوں کی طرح) کرتی جائیں صرف بیت اللہ کا طواف نہ کریں نماز نہ پڑھیں جب تک پاک نہ ہولیں۔ خیر جب لوگ حج سے فارغ ہو کر محصب میں اترے (مدینہ جانے لگے) تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ لوگ تو ایک حج ایک عمرے کا ثواب لے کر[3] گھر کو لوٹتے ہیں اور میرا تو فقط حج ہی ہوا آپ نے ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے کہا تم ان کو لے کر تنعیم میں (عمرہ کرا لاؤ) انہوں نے عین ذی حجہ میں حج کے بعد عمرہ کیا[4]۔

بَابُ قَوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْتَ كَذَا وَكَذَا

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یوں فرمانا کاش ایسا ہوتا۔

[1] کہ عمرہ کر کے احرام کھول ڈالو عورتوں سے صحبت کرو ۱۲ منہ [2] حج تو بالکل قریب آلگا ہے ۱۲ منہ [3] ۔۔ [4] اس حدیث کی پوری بحث کتاب الحج میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ

۹۰۴۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ أَرِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ السِّلَاحِ قَالَ مَنْ هٰذَا قِيلَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ جِئْتُ أَحْرُسُكَ فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى سَمِعْنَا غَطِيطَهُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ بِلَالٌ۔

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ

فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے کہا مجھ سے یحییٰ بن سعید انصاری نے کہا میں نے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے سُنا انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ کہتی تھیں ایسا ہُوا ایک رات کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھُل گئی (آپ کی نیند اچاٹ ہو گئی) آپ نے فرمایا کاش میرے اصحاب میں سے کوئی نیک بخت شخص اس رات کو میری نگہبانی کرے (چوکی پہرہ دے) اتنے میں ہم نے ہتھیار کی کھڑکھڑاہٹ سنی۔ آپ نے پوچھا کون ہے جواب ملا سعد بن ابی وقاص آپ کا چوکی پہرہ دینے کے لئے حاضر ہُوا ہے یہ سنتے ہی آپ بے فکر ہو کر سو گئے ہیں نے آپ کے خراٹے کی آواز سُنیؔ[1]۔ امام بخاری نے کہا حضرت عائشہ کہتی ہیں بلال جب نئے نئے مدینہ میں آئے اور بخار سے حیران ہوئے تو یہ شعر پڑھتے تھے :

کاش میں مکہ کی پاؤں ایک رات
گرد میرے ہوں جلیل اذخر نبات

میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا[2]

بَابُ تَمَنِّي الْقُرْآنِ وَالْعِلْمِ۔

باب قرآن اور علم کی آرزو کرنا

۹۰۵۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَاسُدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ يَقُولُ لَوْ أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ هٰذَا لَفَعَلْتُ

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی پر رشک کرنا اچھا نہیں مگر دو شخصوں پر ایک تو اس پر جس کو اللہ تعالےٰ نے قرآن یاد کرایا ہے وہ رات اور دن کے وقتوں میں اس کو پڑھتا رہتا ہے اس پر کوئی شخص رشک کر کے یوں کہہ سکتا ہے کاش مجھ کو بھی یہ نعمت ملتی تو میں بھی اس کی طرح کیا کرتا دوسرے

[1] یہ اس وقت کا ذکر ہے جب آپ خروع شروع مدینہ میں تشریف لائے تھے دشمنوں کا ہجوم تھا آپ کی دعا سعد کے حق میں قبول ہوئی ۱۲ منہ
[2] کہ بلال یہ شعر پڑھتے ہیں انکے کلام میں کاش کا لفظ تھا تو باب کا مطلب ثابت ہُوا یہ حدیث کتاب الہجرۃ میں موصولاً گذر چکی ہے ۱۲ منہ

كَمَا يَفْعَلُ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا يُنْفِقُهُ فِي حَقِّهٖ فَيَقُولُ لَوْ أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ۔

اس شخص پر جس کو اللہ تعالیٰ نے (حلال) مال دیا ہے وہ اُس کو نیک کاموں میں جن میں خرچ کرنا چاہیئے خرچ کرتا ہے۔ اس پر کوئی شخص یوں رشک کرسکتا ہے۔ اگر مجھ کو بھی اس طرح دولت ملتی تو میں بھی ویسا ہی کرتا جیسے وہ کر رہا ہے۔

۶۰۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بِهٰذَا۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے پھر یہی حدیث بیان کی۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَنِّي

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔

باب جو آرزو کرنا منع ہے

اور (اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نساء) میں فرمایا اللہ نے جو تم میں سے کسی کو دوسرے سے زیادہ (مال) دیا ہے تو اس کی ہوس نہ کرو مرد اپنی کمائی کا ثواب پائیں گے عورتیں اپنی کمائی کا اور (اللہ سے اس کا فضل مانگو (لوگوں کو دیکھ کر ہوس کرنا کیا ضرور ہے)، بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے (ہر ایک کی حالت سے واقف ہے، اس نے جتنا جس کو دیا ہے اسی میں کچھ حکمت ہے)

۶۰۷۔ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ قَالَ أَنَسٌ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ لَتَمَنَّيْتُ۔

ہم سے حسن بن ربیع نے بیان کیا کہا ہم سے ابوالاحوص سلام بن سلیم نے انہوں نے عاصم بن سلیمان سے اُنہوں نے نضر بن انس سے کہ انس بن مالک نے کہا اگر میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہوتا کہ موت کی آرزو نہ کرو تو میں موت کی آرزو کرتا[1]۔

۶۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ قَالَ أَتَيْنَا خَبَّابَ بْنَ الْأَرَتِّ نَعُودُهٗ وَقَدِ اكْتَوٰى

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم سے عبدہ بن سلیمان نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے قیس بن ابی حازم سے انہوں نے کہا ہم لوگ خباب بن ارت صحابی کی بیمار پرسی کو گئے

[1] حضرت انسؓ کی عمر بہت طویل ہوئی تھی انہوں نے طرح طرح کے فتنے اور فساد مسلمانوں میں دیکھے مثلاً حضرت عثمان کی شہادت امام حسین علیہ السلام کی شہادت خارجیوں کا زور ظلم اس وجہ سے موت کو پسند کرنے لگے۔ قسطلانی نے کہا اگر آدمی کو دین کی خرابی اور فتنے میں پڑنے کا ڈر ہو تب تو موت کی آرزو کرنا بلا کراہت جائز ہے میں کہتا ہوں ایک حدیث میں ہے اذا اردت بعبادک فتنۃ فاقبضنی الیک غیر مفتون دوسری حدیث میں ہے ایسے وقت میں یوں دعا کرنا بہتر ہے۔ اللھم احینی ما کانت الحیوۃ خیرا لی وتوفنی اذا کانت الوفاۃ خیرا لی ۱۲ منہ۔

سَبْعًا فَقَالَ لَوْلَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہَانَا اَنْ نَّدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِہٖ۔

۹۰۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ہِشَامُ بْنُ یُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّہْرِیِّ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدٍ اسْمُہٗ سَعْدُ بْنُ عُبَیْدٍ مَّوْلٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَزْہَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَتَمَنّٰی اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّہٗ یَزْدَادُ وَاِمَّا مُسِیْئًا فَلَعَلَّہٗ یَسْتَعْتِبُ۔

بَابٌ ۸۲ قَوْلِ الرَّجُلِ لَوْلَا اللّٰہُ مَا اهْتَدَیْنَا۔

۹۱۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ یَوْمَ الْاَحْزَابِ وَلَقَدْ رَاَیْتُہٗ وَارَی التُّرَابُ بَیَاضَ بَطْنِہٖ یَقُوْلُ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَیْنَا ٭ نَحْنُ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا فَاَنْزِلَنْ سَکِیْنَةً عَلَیْنَا اِنَّ الْاُلٰی وَرُبَّمَا قَالَ الْمَلَا قَدْ بَغَوْا عَلَیْنَا ٭ اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَیْنَا اَبَیْنَا یَرْفَعُ بِہَا صَوْتَہٗ۔

انہوں نے سات جگہ داغ لگایا تھا کہنے لگے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں موت کی دعا کرتا۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے ابوعبید (سعد بن عبید) سے جو غلام تھے عبدالرحمٰن بن ازہر کے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے موت کی آرزو نہ کرے۔ کیونکہ اگر وہ نیک شخص ہے (زندہ رہے) تو اور نیکیاں کرے گا اور اگر گنہگار (برا) شخص ہے جب بھی (زندہ رہے تو) شاید توبہ کرلے[1]۔

باب آدمی کا یوں کہنا درست ہے اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم کو ہدایت نہ ہوتی۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا مجھ کو والد (عثمان بن جبلہ) نے خبر دی انہوں نے شعبہ سے روایت کی کہا ہم سے ابواسحاق نے بیان کیا انہوں نے براء بن عازب سے انہوں نے کہا خندق کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی (بہ نفس نفیس) ہم لوگوں کے ساتھ مٹی ڈھو رہے تھے۔ میں نے دیکھا آپ کے مبارک پیٹ کی سفیدی کو مٹی نے ڈھانپ لیا تھا آپ یہ شعر یں پڑھ رہے تھے ؎ اے خدا اگر تو نہ ہوتا[2] تو کہاں ملتی نجات ٭ کیسے پڑھتے ہم نمازیں کیسے دیتے ہم زکوٰة ٭ اب اتار ہم پر تسلی اے شہ عالی صفات[3] ٭ بے سبب ہم پر یہ دشمن ظلم سے چڑھ آئے ہیں ٭ جب وہ فتنہ چاہیں تو سنتے نہیں ہم ان کی بات ٭ آپ بلند آواز سے یہ شعر یں پڑھتے۔

---

[1] بعضے نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زیادہ ہے قال ابوعبداللہ ابوعبید اسمہ سعد بن عبید مولی عبدالرحمٰن بن ازہر یعنی امام بخاری نے کہا ابوعبید کا نام سعد بن عبید ہے وہ عبدالرحمٰن بن ازہر کا غلام تھا ۱۲ منہ [2] یعنی تو ہدایت نہ کرتا ۱۲ منہ [3] اس کا مصرع ثانی اس روایت میں متروک ہے۔ بارہویں پارے میں گذر چکا ہے۔ پاؤں جموا دے لڑائی میں تو دے ہم کو ثبات ۱۲ منہ ٭

بَابٌ ۸۴۳ كَرَاهِيَةِ التَّمَنِّي لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَرَوَاهُ الْأَعْرَجُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۹۱۱۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعٰوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ وَكَانَ كَاتِبًا لَهُ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى فَقَرَأْتُهُ فَإِذَا فِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ۔

بَابٌ ۸۴۴ مَا يَجُوزُ مِنَ اللَّوْ وَقَوْلِهِ تَعَالَى لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً

۹۱۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْقٰسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ أَهِيَ الَّتِي قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا امْرَأَةً مِّنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ قَالَ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ أَعْلَنَتْ۔

۹۱۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ

باب دشمن سے مڈبھیڑ ہونے کی آرزو کرنا منع ہے

اس کو اعرج نے ابوہریرہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے (یہ روایت کتاب الجہاد میں گذر چکی ہے)۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے کہا ہم سے ابواسحاق نے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے سالم ابوالنضر سے جو عمر بن عبیداللہ کے غلام تھے اور ان کے منشی بھی تھے انہوں نے کہا عبداللہ بن ابی اوفی (صحابی) نے عمر بن عبیداللہ کو ایک خط لکھا تھا میں نے اس کو پڑھا۔ اس میں یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دشمن سے مڈبھیڑ ہونے کی آرزو نہ کرو (اگر ہو جائے تو صبر کرو) اور اللہ سے امن و سلامتی (و ہر بلا سے بچانے) کی دعا کرتے رہو۔

باب اگر مگر کہنا کہاں پر درست ہے[1]

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے ابوالزناد نے انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے کہا ابن عباس نے لعان کرنے والوں کا قصہ بیان کیا تو عبداللہ بن شداد نے پوچھا کیا یہ وہی عورت تھی جس کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا تھا اگر میں کسی کو بن گواہوں کے سنگسار کرتا تو اس عورت کو کرتا انہوں نے کہا نہیں یہ دوسری عورت تھی جس کی بدکاری کھل گئی تھی (مگر قاعدے سے ثبوت نہ تھا)

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان

---

[1] امام بخاری نے یہ باب لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ مسلم نے جو ابوہریرہ سے روایت کی کہ اگر مگر کہنا شیطان کا کام کھولتا ہے۔ اور نسائی نے جو روایت کی جب تجھ پہ کوئی بلا آئے تو یوں نہ کہہ اگر میں ایسا کرتا اگر یوں ہوتا بلکہ یوں کہہ اللہ کی تقدیر میں یونہی تھا اس نے جو چاہا وہ کیا تو ان روایتوں کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر مگر کہنا مطلقاً منع ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو اللہ اور رسول کے کلام میں اگر کا لفظ کیوں آتا بلکہ ان روایتوں کا مطلب یہ ہے کہ اپنی تدبیر ... کی مشیت سے غافل ہو کر اگر مگر کہنا منع ہے ۱۲ منہ۔

عَمْرٌو حَدَّثَنَا عَطَآءٌ قَالَ أَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَاءِ فَخَرَجَ عُمَرُ فَقَالَ الصَّلٰوةَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ رَقَدَ النِّسَآءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ وَرَاْسُهٗ يَقْطُرُ يَقُوْلُ لَوْلَآ اَنْ اَشُقَّ عَلٰٓى اُمَّتِيْٓ اَوْعَلَى النَّاسِ وَقَالَ سُفْيٰنُ اَيْضًا عَلٰٓى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالصَّلٰوةِ هٰذِهِ السَّاعَةَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ فَجَآءَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَقَدَ النِّسَآءُ وَالْوِلْدَانُ فَخَرَجَ وَهُوَ يَمْسَحُ الْمَآءَ عَنْ شِقِّهٖ يَقُوْلُ اِنَّهُ الْوَقْتُ لَوْلَآ اَنْ اَشُقَّ عَلٰٓى اُمَّتِيْ وَقَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا عَطَآءٌ لَيْسَ فِيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ اَمَّا عَمْرٌو فَقَالَ رَاْسُهٗ يَقْطُرُ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ يَمْسَحُ الْمَآءَ عَنْ شِقِّهٖ وَقَالَ عَمْرٌو لَوْلَآ اَنْ اَشُقَّ عَلٰٓى اُمَّتِيْ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بن عیینہ نے کہ عمرو بن دینار نے کہا ہم سے عطار بن ابی رباح نے بیان کیا ایک رات ایسا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشار کی نماز میں دیر کی آخر حضرت عمرؓ نکلے اور کہنے لگے یارسول اللہ نماز پڑھیے عورتیں اور بچے تو سونے لگے اس وقت آپ (حجرے سے) برآمد ہوئے آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا (غسل کر کے باہر تشریف لائے) فرمانے لگے اگر میری امت پر یا یوں فرمایا۔ لوگوں پر دشوار نہ ہوتا سفیان بن عیینہ نے یوں کہا میری امت پر دشوار نہ ہوتا تو میں اس وقت (اتنی رات گئے) اُن کو یہ نماز پڑھنے کا حکم دیتا۔ اور ابن جریج نے (اسی سند سے سفیان سے انھوں نے ابن جریج سے) عطار سے روایت کی انھوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلعم نے اس نماز (یعنی عشار کی نماز) میں دیر کی حضرت عمرؓ آئے اور کہنے لگے یارسول اللہ عورتیں بچے تو سو گئے یہ سن کر آپ باہر تشریف لائے اپنے سر کی ایک جانب سے پانی پونچھ رہے تھے فرمار ہے تھے اس نماز کا (عمدہ) وقت یہی ہے۔ اگر میری امت پر شاق نہ ہو عمرو بن دینار نے اس حدیث میں یوں نقل کیا ہم سے عطار نے بیان کیا اور ابن عباس کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن عمرو نے یوں کہا آپکے سر سے پانی ٹپک رہا تھا اور ابن جریج کی روایت میں یوں ہے آپ سر کے ایک جانب سے پانی پونچھ رہے تھے اور عمرو نے کہا آپنے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا اور ابن جریج نے کہا آپ نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو اس نماز کا (افضل) وقت تو یہی ہے۔ اور ابراہیم بن منذر (امام بخاری کے شیخ) نے کہا ہم سے معن بن عیسٰی نے بیان کیا کہا مجھ سے محمد بن مسلم نے انھوں نے عمرو بن دینار سے انھوں نے عطار بن ابی رباح سے انھوں نے ابن عباسؓ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (یہی حدیث نقل کی)[1]

[1] تو اس میں ابن عباس کا ذکر ہے اب جس روایت میں یوں ہے کہ ابن عباس کا ذکر نہیں کیا وہ وہم ہے ۱۲ منہ

۹۱۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رضہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے جعفر بن ربیعہ کندی سے انہوں نے عبدالرحمٰن اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں مسواک کا حکم اُن کو دیتا (یعنی واجب کر دیتا)[1]

۹۱۵ - حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رضہ قَالَ وَاصَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرَ الشَّهْرِ وَوَاصَلَ أُنَاسٌ مِنَ النَّاسِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ مُدَّ بِيَ الشَّهْرُ لَوَاصَلْتُ وِصَالًا يَدَعُ الْمُتَعَمِّقُونَ تَعَمُّقَهُمْ إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أَظَلُّ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ مُغِيرَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ نے کہا ہم سے حمید طویل نے انہوں نے ثابت سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے اخیر مہینے میں طے کے روزے رکھے۔ دوسرے چند لوگوں نے بھی ایسا کیا یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ نے فرمایا اگر رمضان کا مہینہ اور باقی رہتا (عید کا چاند نہ ہو جاتا) تو میں اتنے طے کے روزے رکھتا کہ ہوس کرنے والے اپنی ہوس چھوڑ دیتے[2] میں کچھ تمہاری طرح تھوڑے ہوں مجھ کو تو میرا مالک کھلاتا پلاتا رہتا ہے[3] حمید کے ساتھ اس حدیث کو سلیمان بن مغیرہ نے بھی ثابت سے انہوں نے انس سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا (اس کو امام مسلم نے وصل کیا)

۹۱۶ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ قَالُوا فَإِنَّكَ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی۔ انہوں نے زہری سے دوسری سند اور لیث بن سعد نے کہا (اس کو دارقطنی نے وصل کیا) مجھ سے عبدالرحمٰن بن خالد نے بیان کیا انہوں نے زہری سے ان کو سعید بن مسیب نے خبر دی کہ ابوہریرہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طے روزے رکھنے سے منع فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا آپ تو رکھتے ہیں۔ فرمایا تم میں میری طرح کون ہے۔

[1] بعضے نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زیادہ ہے تابعہ سلیمان بن مغیرة عن ثابت عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حافظ نے کہا یہ غلطی ہے ۱۲ منہ
[2] یعنی جو عبادت میں خلاف سنت تشدد اور سختی کرنا چاہتے ہیں ۱۲ منہ [3] یعنی حقیقةً بہشت کا کھانا پانی تو اس صورت میں آپ کا وصال ظاہری ہوگا نہ حقیقةً یا کھانے پینے سے مجازی معنی مراد ہے۔ یعنی وہ قوت مجھ کو دیتا رہتا ہے جو تم کو کھانے پینے سے حاصل ہوتی ہے ۱۲ منہ

تُوَاصِلُ قَالَ اَيُّكُمْ مِثْلِي اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِ فَلَمَّا اَبَوْا اَنْ يَّنْتَهُوْا وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَاَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَاَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ۔

میں تو رات کو اپنے پروردگار پاس رہتا ہوں وہ مجھ کو کھلا پلا دیتا ہے۔ آخر ایسا ہوا کہ جب صحابہ نے کسی طرح نہ مانا طے کے روزے رکھنا نہ چھوڑے، تو آپ نے اُن کے ساتھ طے کا روزہ رکھا۔ ایک دن کچھ نہیں کھایا دوسرے دن بھی کچھ نہیں کھایا تیسرے دن عید کا چاند ہو گیا آپ نے فرمایا اگر چاند نہ ہوتا تو میں اور کئی دن نہ کھاتا[1] گویا آپ نے اُن کو تنبیہ کرنے کے لیے ایسا فرمایا۔

۹۱۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ حَدَّثَنَا اَشْعَثُ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَدْرِ اَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا لَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوْهُ فِي الْبَيْتِ قَالَ اِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ قُلْتُ فَمَا شَاْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا قَالَ فَعَلَ ذَالِكِ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوْا مَنْ شَاءُوْا وَيَمْنَعُوْا مَنْ شَاءُوْا لَوْلَا اَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَاَخَافُ اَنْ تُنْكِرَ قُلُوْبُهُمْ اَنْ اُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ وَاَنْ اُلْصِقَ بَابَهُ فِي

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے ابو الاحوص (سلام بن سلیم) نے کہا ہم سے اشعث بن ابی الشعثار نے انہوں نے اسود بن یزید سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا حطیم کعبہ میں داخل ہے آپ نے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا پھر لوگوں کو کیا ہو گیا تھا انہوں نے حطیم کو کعبے میں کیوں نہیں شریک فرمایا تیری قوم قریش کے پاس روپیہ کی قلت تھی[2]۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کعبے کا دروازہ اتنا اونچا کیوں رکھا گیا کہ آدمی بن سیڑھی کے اندر نہیں جا سکتا۔ آپ نے فرمایا یہ تیری قوم والوں (قریش) نے کیا۔ اُن کا مطلب (دروازہ اونچا رکھنے سے) یہ تھا کہ جس کو چاہیں اندر لے جائیں اور جس کو چاہیں اندر نہ آنے دیں[3]۔ بات یہ ہے اگر تیری قوم کے جہالت کا زمانہ ابھی حال ہی میں نہ گزرا ہوتا۔ اور ان کے دلوں میں انکار آجانے کا مجھ کو ڈر نہ ہوتا تو میں کعبے کو گرا کر حطیم کو کعبہ میں شریک کر دیتا اور اس کا دروازہ نیچا

---

[1] دیکھنا تم میرے ساتھ کہاں تک طے کر سکتے ہو ۱۲ منہ [2] کہ میری ریس کی سزا تم کو ملتی ۱۲ منہ [3] اس لیے حطیم کو کعبے کی عمارت میں شریک نہ کر سکے۔

[4] اگر دروازے کی نہ نیچے ہوتی تو ہر شخص بلا کلفت گھس جاتا کہاں تک روکتے اب تک یہ ہوتا ہے کہ داخلی کے وقت ایک سیڑھی لگائی جاتی ہے اور شیبی صاحب ایک ایک ریال لوگوں سے لے کر داخل کراتے ہیں وہ بھی کس مشکل سے، حبشی زور آور اور غلام دروازے پر کھڑے رہتے ہیں اور بازو پکڑ پکڑ کر جس کو منظور ہوتا ہے اوپر کھینچ لیتے ہیں وہ وہ چپقلش ہوتی ہے کہ معاذ اللہ کعبہ کی داخلی کرنا کچھ ضرور نہیں ہے۔ لوگوں کو چاہیئے داخلی کا خیال چھوڑ دیں اور یہ ریال جو مال داروں کے تھیلے بن جاتے ہیں مکہ معظمہ کے غریب اور محتاج لوگوں کو دیں۔ اس میں داخلی سے زیادہ ثواب کی امید ہے ۱۲ منہ ۔

الْاَرْضِ۔

زمین پر لگاتا۔

۹۱۸۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَاً مِّنَ الْاَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَّسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ وَادِيًا اَوْ شِعْبًا لَّسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ اَوْ شِعْبَ الْاَنْصَارِ۔

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابو ہریرہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں نے مکہ سے مدینہ میں ہجرت نہ کی ہوتی تو میرا شمار بھی انصاریوں میں ہوتا[1] اور مجھ کو انصار سے اتنی محبت ہے اگر لوگ ایک رستے پر چلیں اور انصار دوسرے رستے یا درے میں تو میں تو اسی رستے یا درے میں چلا جاؤں جدھر سے انصار جا رہے ہوں۔

۹۱۹۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَاً مِّنَ الْاَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا اَوْ شِعْبًا لَّسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ وَشِعْبَهَا تَابَعَهٗ اَبُو التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الشِّعْبِ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے انہوں نے عمرو بن یحییٰ سے انہوں نے عباد بن تمیم سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن زید مازنی سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اگر میں نے ہجرت نہ کی ہوتی تو میں ایک انصاری آدمی ہوتا۔ اور اگر دنیا جہان کے لوگ ایک رستے یا درے میں چلیں اور انصار دوسرے رستے یا درے میں، تو میں انصار کے درے اور رستے میں چلا جاؤں۔ عباد کے ساتھ اس حدیث کو ابو التیاح نے بھی انسؓ سے روایت کیا انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں بھی درے کا ذکر ہے (یہ حدیث اوپر

---

[1] دوسری روایت میں یوں ہے اس کے دو دروازے رکھتا ایک مشرقی ایک مغربی۔ عبداللہ بن زبیر نے اپنی خلافت میں یہ حدیث حضرت عائشہ سے سن کر جیسا منشا آں حضرت کا تھا اسی طرح کعبہ کو بنا دیا مگر خدا حجاج ظالم سے سمجھے اس کم بخت نے کیا کیا عبداللہ کی ضد سے پھر کعبہ توڑوا کر جیسا جاہلیت کے زمانہ میں تھا ویسا ہی کر دیا اگر کعبہ میں دو دروازے رہتے تو داخلہ کے وقت کیسی راحت رہتی۔ ہوا آتی اور نکلتی رہتی اب ایک ہی دروازہ اور روشن دان بھی ندارد اُدھر لوگوں کا ہجوم داخلہ کے وقت وہ تکلیف ہوتی ہے کہ معاذ اللہ۔ اور گرمی اور گھمس کے مارے نماز بھی اچھی طرح اطمینان سے نہیں پڑھی جاتی ۱۲ منہ [2] میں بھی ایک انصاری گنا جاتا اس حدیث سے انصار کی فضیلت بیان کرنا منظور ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں اپنا خاندان یا نسب بدل ڈالتا کیونکہ یہ حرام ہے اور قطع نظر اس کے آپ کا خاندان اور نسب تو سارے عرب میں عمدہ اور افضل اور اعلیٰ تھا ۱۲ منہ۔

کتاب المغازی میں موسوم ہو چکا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كِتَابُ أَخْبَارِ الْآحَادِ

بَابُ ۱۸ مَا جَاءَ فِي إِجَازَةِ خَبَرِ الْوَاحِدِ الصَّدُوقِ فِي الْأَذَانِ وَالصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالْفَرَائِضِ وَالْأَحْكَامِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ وَيُسَمَّى الرَّجُلُ طَائِفَةً لِقَوْلِهِ تَعَالٰى وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَلَوِ اقْتَتَلَ رَجُلَانِ دَخَلَ فِي مَعْنَى الْآيَةِ وَقَوْلُهُ تَعَالٰى إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوْا وَكَيْفَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ایک سچے شخص کی خبر پر اذان نماز روزے فرائض سارے احکام میں عمل ہونا اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ توبہ میں) فرمایا۔ ایسا کیوں نہیں کرتے ہر فرقہ میں سے کچھ لوگ نکلیں۔ تاکہ وہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔ اور لوٹ کر اپنی قوم کے لوگوں کو ڈرائیں۔ اس لیے کہ وہ تباہی سے بچے رہیں[۲] اور ایک شخص کو بھی طائفہ کہہ سکتے ہیں جیسے (سورۂ حجرات کی) اس آیت میں فرمایا اگر مسلمانوں کے دو طائفے لڑ پڑیں۔ اور اس میں وہ دو مسلمان بھی داخل ہیں جو آپس میں لڑیں (تو ہر ایک مسلمان ایک طائفہ ہوا[۳]) اور (اسی سورت میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا مسلمانو (جلدی مت کیا کرو) اگر تمہارے پاس بدکار شخص کچھ خبر لائے تو اس کو تحقیق کر لیا کرو[۴] اور اگر خبر واحد مقبول نہ ہوتی

---

[۱] اس باب میں امام بخاری نے ان حدیثوں کو جمع کیا جن میں اگر کا لفظ ہے تو معلوم ہوا کہ اگر مگر کہنا مطلقاً منع نہیں ہے۔ اور دوسری حدیث میں جو آیا ہے اگر مگر سے بچا رہ وہ خاص مقاموں پر محمول ہے یعنی جب کسی کار خیر کا ارادہ کرے اور اس پر قدرت ہو تو اس کو کر ڈالے اس میں اگر مگر نہ نکالے۔ دوسرے جب کوئی مصیبت پیش آئے کچھ نقصان ہو جائے تو اللہ کی تقدیر اور اس کے ارادے سے سمجھے۔ اس میں بھی اگر مگر نکالنا اور یوں کہنا اگر ہم ایسا کرتے تو یہ آفت نہ آتی منع ہے۔ کیوں کہ اس میں تقدیر الٰہی پر بے اعتمادی اور اپنی تدبیر پر بھروسہ نکلتا ہے ۱۲ منہ [۲] جن کو اصطلاح اہل حدیث میں خبر واحد کہتے ہیں اکثر صحیح حدیثیں اسی قسم کی ہیں کہ ان کو ایک یا دو صحابہ یا ایک یا دو تابعینوں نے روایت کیا ہے۔ خبر واحد کا جب راوی سچا اور ثقہ اور معتبر ہو تو اس کا قبول کرنا تمام اماموں نے واجب رکھا ہے اور ہمیشہ قیاس کو ایسی حدیث کے مقابل ترک کر دیا ہے۔ بلکہ امام ابو حنیفہ نے تو اور زیادہ احتیاط کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ مرسل اور ضعیف حدیث یہاں تک کہ صحابی کا قول بھی حجت ہے۔ اور قیاس کو اس کے مقابلہ میں ترک کر دیں گے اللہ تعالیٰ امام ابو حنیفہ کو جزائے خیر دے وہ اہل سنت یعنی اہل حدیث کے پیشوا تھے۔ ہمارے زمانہ میں جو لوگ اپنے تئیں حنفی کہتے ہیں اور صحیح حدیث کو سن کر بھی قیاس کی پیروی نہیں چھوڑتے وہ سچے حنفی نہیں ہیں۔ بلکہ بدنام کنندۂ نکو نامے چند اپنے امام کے جھوٹے نام لیوا ہیں۔ سچے حنفی اہل حدیث ہیں جو امام ابو حنیفہ کی ہدایت اور ارشاد کے مطابق چلتے ہیں اور تمام عقاید اور صفات اللہ اور رسول میں ان کے ہم اعتقاد اور ہم عمل ہیں ۱۲ [۳] اس آیت سے خبر واحد کا حجت ہونا نکلتا ہے۔ کیونکہ طائفہ ایک شخص کو بھی کہہ سکتے ہیں اور بعضے فرقے میں صرف تین ہی آدمی ہوتے ہیں ۱۲ منہ [۴] اس آیت سے صاف نکلتا ہے کہ اگر نیک اور سچا اور معتبر شخص کوئی خبر لائے تو اس کو مان لینا چاہیے اس میں تحقیق کی ضرورت نہیں کیوں کہ اگر اس کی خبر کا بھی یہی حکم ہو جو بدکار کی خبر کا ہے (باقی بر صفحہ آیندہ)

أُمَرَاءَهُ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ فَإِنْ سَهَا أَحَدٌ مِنْهُمْ رُدَّ إِلَى السُّنَّةِ۔

توآنحضرت صلعم ایک شخص کو حاکم بناکر اور اس کے بعد دوسرے شخص کو کیوں بھیجتے اور یہ کیوں فرماتے کہ اگر پہلا حاکم کچھ بھول جائے تو دوسرا حاکم اس کو سنت کے طریق پر لگا وے[1]۔

۹۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفِيقًا فَلَمَّا ظَنَّ أَنَّا قَدِ اشْتَهَيْنَا أَهْلَنَا أَوْ قَدِ اشْتَقْنَا سَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا بَعْدَنَا فَأَخْبَرْنَاهُ قَالَ ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ فَأَقِيمُوا فِيهِمْ وَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ وَذَكَرَ أَشْيَاءَ أَحْفَظُهَا أَوْ لَا أَحْفَظُهَا وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ۔

ہم سے محمد بن مثنے نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے ابوقلابہ سے کہا ہم سے مالک بن حویرث نے بیان کیا ہم کئی جوان پٹھے ایک ہی عمر کے (اپنی قوم کی طرف سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور بیس راتوں تک آپ کی صحبت میں رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑے نرم دل تھے۔ آپ جب یہ سمجھے کہ ہم لوگ اپنے گھروں کو جانا چاہتے ہیں تو پوچھا تم لوگ (اپنے عزیزوں میں سے) کن کو گھروں میں چھوڑ کر آئے ہو ہم نے بیان کیا آپ نے فرمایا اب تم ایسا کرو اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ وہیں جاکر رہو اور اپنے لوگوں کو اسلام کی باتیں سکھلاؤ۔ اسلام کے فرائض اور واجبات بجا لانے کا ان کو حکم دو۔ ابوقلابہ نے کہا مالک بن حویرث نے اور کئی باتیں بیان کیں کچھ یاد ہیں کچھ نہیں ہیں (جو یاد ہیں ان میں یہ بات بھی تھی کہ) آپ نے فرمایا جیسے تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا اسی طرح نماز پڑھتے رہنا اور جب نماز کا وقت آجائے۔ اس وقت تم میں سے ایک شخص اذان دے۔ اور جو عمر میں بڑا ہو وہ امامت کرے[2]۔

۹۲۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ

(بقیہ صفحہ سابقہ) تو نیک اور بدکار دونوں کا یکساں ہونا لازم آئے گا۔ ابن کثیر نے کہا آیت سے یہ بھی نکلا کہ فاسق اور بدکار شخص کی روایت کی ہوئی حدیث حجت نہیں۔ اسی طرح مجہول الحال کی ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] اور اس کی غلطی ظاہر کردے۔ اگر خبر واحد قبول کے لائق نہ ہوتی تو ایک شخص واحد کو حاکم بنا کر بھیجنا یا ایک شخص واحد کا دوسرے کی غلطی ظاہر کرنا اس کو ٹھیک رستے پر لگانا اس کے کچھ معنی نہ ہوتے ۱۲ منہ۔

[2] ترجمہ باب اس سے نکلا کہ آپ نے فرمایا تم میں سے ایک شخص اذان دے تو معلوم ہوا کہ ایک شخص کے اذان دینے پر لوگوں کو عمل کرنا اور نماز پڑھ لینا درست ہے آخر یہ بھی خبر واحد ہے ۱۲ منہ۔

التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعَنَّ اَحَدَكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ مِّنْ سَحُوْرِهٖ فَاِنَّهٗ يُؤَذِّنُ اَوْ قَالَ يُنَادِيْ لِيَرْجِعَ قَآئِمَكُمْ وَ يُنَبِّهَ نَآئِمَكُمْ وَ لَيْسَ الْفَجْرُ اَنْ يَّقُوْلَ هٰكَذَا وَ جَمَعَ يَحْيٰى كَفَّيْهِ حَتّٰى يَقُوْلَ هٰكَذَا وَ مَدَّ يَحْيٰى اِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَتَيْنِ۔

بن سعید قطان نے اُنہوں نے سلیمان تیمی سے انہوں نے ابوعثمان نہدی سے انہوں نے عبداللہ ابن مسعودؓ سے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلالؓ کی اذان تم لوگوں کو سحری کھانے سے نہ روکے۔ کیونکہ وہ رات رہے سے اس لیے اذان دیتا ہے کہ جو شخص نماز میں کھڑا ہوا ہے (عبادت کر رہا ہے)، وہ ذرا آرام کرنے یا کھانے پینے کے لیے، لوٹ جائے۔ اور جو سو رہا ہے وہ جاگ اُٹھے (تہجد پڑھے) اور فجر (یعنی صبح صادق) اس طرح (لمبی دھاری) نہیں ہوتی۔ اور یحیی بن سعید قطان نے اپنی دونوں ہتھیلیاں ملا کر بتلایا جب تک اس طرح سے روشنی نہ ہو جائے[1] یحیی نے کلمے کی انگلیاں کو پھیلا کر بتلایا۔

۹۲۲۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ بِلَالًا يُنَادِيْ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے کہا ہم سے عبداللہ بن دینار نے کہا میں نے عبداللہ بن عمرؓ بن خطاب سے سنا۔ انہوں نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا بلال رات رہے سے اذان دے دیتا ہے۔ تم لوگ اس وقت تک کھایا پیا کرو جب تک عبداللہ بن ام مکتوم اذان دے[2]۔

۹۲۳۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيْلَ اَزِيْدَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ۔

ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے حکم بن عتیبہ سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ بن قیس سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھولے سے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھا ئیں (جب سلام پھیرا)، تو لوگوں نے کہا کیا نماز بڑھ گئی (یعنی چار سے پانچ رکعتیں پڑھنے کا حکم ہوا)، آپ نے فرمایا یہ کیا بات لوگوں نے کہا آپنے پانچ رکعتیں پڑھیں پھر آپنے سلام کے بعد (سہو کے دو سجدے کیے)[3]

[1] یعنی چوڑے آسمان کے کنارے کنارے پھیلی ہوئی ۱۲ منہ [2] ترجمہ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ آپ نے صرف ایک شخص بلال یا عبداللہ بن ام مکتوم کی اذان کو کافی سمجھا ۱۲ منہ [3] اگرچہ اس روایت کی تطبیق ترجمہ باب سے مشکل ہے کیونکہ یہ کہنے والے کہ آپ نے (باقی بر صفحہ آیندہ)

۹۲۴۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنِ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَمْ نَسِيتَ فَقَالَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ سَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ ثُمَّ رَفَعَ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ابوہریرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ ذوالیدین ایک شخص تھا وہ کہنے لگا یا رسول اللہ کیا نماز (اللہ کی طرف سے) کم کردی گئی یا آپ بھول گئے آپ نے لوگوں سے پوچھا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے انہوں نے کہا جی ہاں اس وقت آپ کھڑے ہوکر اور دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر سلام پھیرا۔ پھر اللہ اکبر کہہ کے ایک سجدہ کیا جیسے معمولی سجدہ کیا کرتے تھے یا اس سے کچھ لمبا پھر سجدے سے سر اٹھایا۔ پھر اللہ اکبر کہا اور دوسرا سجدہ ویسا ہی کیا پھر سر اٹھایا[1]۔

۹۲۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوهَا وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا ایسا ہوا لوگ صبح کی نماز مسجد قبا میں پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص (عباد بن بشر) آیا۔ اور کہنے لگا رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف اترا اور آپ کو (نماز میں) کعبہ شریف کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا ہے۔ یہ سنتے ہی (عین نماز میں) انہوں نے کعبے کی طرف منہ کر لیا۔ پہلے پہلے ان کے منہ شام کی طرف تھے۔ اُدھر ہی سے گھوم کر کعبے کی طرف منہ کر لیا[2]۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) پانچ رکعتیں پڑھیں۔ کئی آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو خود انہوں نے کتاب الصلوٰۃ باب اذا صلی خمسا میں روایت کیا اس میں یہ صیغہ مفرد یوں ہے۔ قال صلیت خمسا تو باب کی مطابقت حاصل ہوگئی۔ اس لیے کہ آنحضرت صلعم نے ایک شخص کے کہنے پر عمل کیا حافظ نے کہا اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] اور سلام پھیر دیا تشہد نہیں پڑھا اس کی بحث گذر چکی ہے۔ ترجمۂ باب کی مطابقت ظاہر ہے کیونکہ آپ نے ذوالیدین اکیلے ایک شخص کا بیان منظور کرلیا اور دوسرے لوگوں سے جو پوچھا تو تاکید اور مضبوطی کے لیے۔ اگر ایک شخص کی خبر قابل لحاظ نہ ہوتی تو آپ ذوالیدین کے کہنے پر کچھ خیال ہی نہ فرماتے ۱۲ منہ [2] باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ ایک شخص کی خبر پر مسجد قبا والوں نے عمل کیا ۱۲ منہ

٩٢٦ - حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ صَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُوَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوُجِّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ وَصَلّٰى مَعَهُ رَجُلٌ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ فَمَرَّ عَلٰى قَوْمٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ قَدْ وُجِّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَانْحَرَفُوا وَهُمْ رُكُوعٌ فِي صَلٰوةِ الْعَصْرِ۔

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ بلخی نے بیان کیا کہا ہم سے وکیع بن جراح نے انہوں نے اسرائیل بن یونس سے انہوں نے اپنے دادا ابواسحٰق سبیعی سے انہوں نے براء بن عازب سے انہوں نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب (مکہ سے ہجرت کر کے) مدینہ میں تشریف لائے تو سولہ مہینے یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے رہے۔ مگر آپ کی خواہش یہ تھی کہ کعبے کی طرف منہ کرنے کا حکم ہو جائے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے (سورۂ بقرہ کی) یہ آیت اتاری ہم تیرا بار بار آسمان کی طرف منہ پھرانا دیکھ رہے ہیں۔ جو قبلہ تو پسند کرتا ہے ہم وہی تجھ کو عنایت فرمائیں گے (اور کعبے کی طرف منہ کرنے کا حکم ہو گیا) ایک شخص (عباد بن بشر) نے آپ کے ساتھ عصر کی نماز (کعبہ کی طرف پڑھی) پھر انصار کے کچھ لوگوں پر گذرا (جو عصر کی نماز بیت المقدس کی طرف پڑھ رہے تھے) رکوع میں تھے۔ اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کو کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہو چکا۔ یہ سنتے ہی رکوع ہی میں وہ کعبے کی طرف پھر گئے[1]

٩٢٧ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رض قَالَ كُنْتُ أَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ وَأَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ شَرَابًا مِّنْ فَضِيخٍ وَهُوَ تَمْرٌ فَجَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ يَا أَنَسُ قُمْ إِلٰى هٰذِهِ الْجِرَارِ فَاكْسِرْهَا

مجھ سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے، انہوں نے انس بن مالک سے، انہوں نے کہا میں (شراب حرام ہونے سے پہلے) ابوطلحہ انصاری اور ابوعبیدہ بن جراح اور ابی بن کعب کو کھجور کا شراب پلا رہا تھا۔ اتنے میں ایک شخص (نام نامعلوم) آیا اور کہنے لگا۔ سنتے ہو شراب پینا حرام ہو گیا۔ اسی وقت ابوطلحہ نے کہا انسؓ اٹھ اور شراب کے یہ سب مٹکے توڑ ڈال۔ انسؓ کہتے ہیں میں ایک ہاون دستہ لے کر اُٹھا۔

[1] یہ واقعہ تحویل قبلہ کے پہلے دن مسجد بنی حارثہ یعنی مسجد قبلتین کا ہے۔ بعضی روایتوں میں ظہر کی نماز مذکور ہے۔ اور اگلی حدیث کا واقعہ دوسرے روز کا مسجد قبا کا ہے تو دونوں روایتوں میں اختلاف نہیں رہا۔ باب کی مطابقت ظاہر ہے ۱۲ منہ

قَالَ اَنَسٌ فَقُمْتُ اِلٰى مِهْرَاسٍ لَّنَا فَضَرَبْتُهَا بِاَسْفَلِهٖ حَتّٰى انْكَسَرَتْ۔

اور نیچے کی طرف اس سے مار مار کر سب مٹکوں کو توڑ ڈالا۔ (شراب بہ گیا)[1]

۹۲۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَهْلِ نَجْرَانَ لَاَبْعَثَنَّ اِلَيْكُمْ رَجُلًا اَمِيْنًا حَقَّ اَمِيْنٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا اَصْحَابُ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے ابو اسحاق سبیعی سے انہوں نے صلہ بن زفر سے انہوں نے حذیفہ بن یمان سے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران (ایک شہر ہے یمن میں) وہاں کے لوگوں سے فرمایا[2] میں تمہارے پاس ایک شخص کو بھیجوں گا وہ ایمان دار ہے ایمان دار بھی کیسا پکا ایمان دار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ یہ سن کر منتظر رہے دیکھیں آپ کس کو بھیجتے ہیں (آپ کی رائے میں کون اس صفت سے موصوف ہے) پھر آپ نے ابو عبیدہ بن جراح کو بھیجا[3]۔

۹۲۹۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَّاَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْ عُبَيْدَةَ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے خالد بن مہران سے انہوں نے ابو قلابہ سے انہوں نے انس سے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر امت کا ایک امین (معتمد علیہ) شخص ہوتا ہے۔ اور اس امت کا امین ابو عبیدہ بن جراح ہے[4]۔

۹۳۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رض قَالَ وَكَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اِذَا غَابَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے یحیی بن سعید انصاری سے انہوں نے عبید بن حنین سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے حضرت عمرؓ سے انہوں نے کہا انصاریوں میں ایک شخص تھا (اوس بن خولی نامی) جب وہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے کہیں جاتا تو میں

[1] سبحان اللہ صحابہ کی ایمان داری اور تقوی شعاری ایمان ہو تو ایسا ہو باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ انہوں نے ایک شخص کی خبر پر شراب کے حرام ہو جانے میں اعتماد کر لیا ۱۲ منہ [2] جب انہوں نے درخواست کی کسی ایماندار شخص کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے ۱۲ منہ [3] یہ ایمان داری اور امانت داری میں فرد فرید تھے۔ گو اور سب صحابہ بھی ایمان دار تھے مگر ان کا درجہ اس خاص صفت میں بہت بڑھا ہوا تھا جیسے حضرت عثمان کا درجہ حیا او شرم میں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شجاعت و بلاغت میں رضی اللہ عنہم ۱۲ منہ [4] اس حدیث کو اس باب میں کوئی مناسبت نہیں ہے۔ مگر اگلی حدیث باب سے متعلق تھی اس کو بھی اس کی مناسبت سے ذکر کر دیا ۱۲ منہ۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدْتُهُ أَتَيْتُهُ بِمَا يَكُونُ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَا غِبْتُ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَ أَتَانِي بِمَا يَكُونُ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حاضر رہتا اور جو بات آپ کی سنتا یا دیکھتا اس کی خبر اس کو کر دیتا۔ اسی طرح جب میں کہیں جاتا تو وہ آپ کے پاس حاضر رہتا اور جو کچھ بات آپ کی سنتا یا دیکھتا اس کی خبر مجھ کو کر دیتا[1]۔

۹۲۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ رض أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ جَيْشًا وَّأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا فَأَوْقَدَ نَارًا وَّقَالَ ادْخُلُوهَا فَأَرَادُوا أَنْ يَّدْخُلُوهَا وَقَالَ آخَرُونَ إِنَّمَا فَرَرْنَا مِنْهَا فَذَكَرُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِلَّذِينَ أَرَادُوا أَنْ يَّدْخُلُوهَا لَوْ دَخَلُوهَا لَمْ يَزَالُوا فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَقَالَ لِلْآخَرِينَ لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةٍ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے۔ کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے زبید سے انہوں نے سعد بن عبیدہ سے انہوں نے ابو عبدالرحمٰن سلمی سے انہوں نے حضرت علیؓ سے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا۔ اور ایک شخص (عبداللہ بن حذافہ سہمی) کو اس کا سردار مقرر کیا اس نے کیا کیا آگ سلگائی۔ اور لشکر والوں سے کہنے لگا۔ اس میں گھس جاؤ۔ انہوں نے چاہا گھس جائیں[2] اور بعضوں نے کہا ہم تو آگ ہی سے بھاگ کر (حضرت کے پاس) آئے ہیں۔ پھر لوگوں نے اس کا تذکرہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ نے ان لوگوں سے فرمایا جنہوں نے اس آگ میں گھسنا چاہا تھا اگر گھس جاتے تو پھر قیامت تک اسی میں رہتے (قبر میں یہی عذاب ہوتا رہتا) اور جو لوگ نہیں گھسنا چاہتے تھے ان سے فرمایا۔ دیکھو اللہ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہ کرنا چاہیئے۔ اطاعت اسی کام میں ضرور ہے جو شرع کے موافق ہو[3]۔

---

[1] یہ حدیث اوپر کتاب العلم اور کتاب التفسیر میں طول کے ساتھ گذر چکی ہے۔ یہاں اس لیے لائے کہ اس سے خبر واحد کا حجت ہونا نکلتا ہے۔ کیوں کہ حضرت عمرؓ اس کی خبر پر اعتماد کرتے وہ ان کی خبر پر اعتماد کرتا ۱۲ منہ [2] باقی خدا و رسول کے حکم کے خلاف کسی کا حکم نہ ماننا چاہیئے۔ بادشاہ ہو یا وزیر سب چھپر پر رہے۔ ہمارا بادشاہ حقیقی اللہ ہے۔ یہ دنیا کے جھوٹے بادشاہ گویا گڑیوں کے بادشاہ ہیں یہ کیا کر سکتے ہیں۔ بہت ہوا تو دنیا کی چند روزہ زندگی لے لیں گے وہ بھی جب بادشاہ حقیقی چاہے گا ورنہ ایک بال ان سے بیکا نہیں ہو سکتا اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں نکلتی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز باتوں میں سردار کی اطاعت کا حکم دیا۔ حالانکہ وہ ایک شخص ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ بعضے صحابہ نے اس کی بات سنی اور آگ میں بھی گھسنا چاہا ۱۲ منہ [3] کیوں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سردار کی اطاعت کرنے کا حکم دیا تھا ۱۲ منہ

۹۳۲- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا
يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ
أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ
أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا
شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ
بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ
أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَامَ رَجُلٌ
مِّنَ الْأَعْرَابِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اقْضِ
لِي بِكِتَابِ اللهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ صَدَقَ
يَا رَسُولَ اللهِ اقْضِ لَهُ بِكِتَابِ اللهِ وَأْذَنْ
لِي فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ
فَقَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هٰذَا وَالْعَسِيفُ
الْأَجِيرُ فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى
ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةٍ مِّنَ
الْغَنَمِ وَوَلِيدَةٍ ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ
فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى امْرَأَتِهِ الرَّجْمَ وَإِنَّمَا
عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيبُ عَامٍ فَقَالَ
وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا
بِكِتَابِ اللهِ أَمَّا الْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ فَرُدُّوهَا
وَأَمَّا ابْنُكَ فَعَلَيْهِ جَلْدُ مِائَةٍ وَّ
تَغْرِيبُ عَامٍ وَّ أَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ
لِرَجُلٍ مِّنْ أَسْلَمَ فَاغْدُ عَلَى

ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب بن
ابراہیم نے کہا ہم سے والد (ابراہیم بن سعد) نے انہوں نے
صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے ان کو عبیداللہ
بن عبداللہ نے خبر دی ان کو ابوہریرہ اور زید بن خالد جہنی نے
کہ دو شخصوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا مقدمہ
پیش کیا **دوسری سند** امام بخاری نے کہا اور ہم سے ابوالیمان نے
بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہ مجھ کو
عبیداللہ بن عبداللہ نے کہ ابوہریرہ نے کہا ایسا ہوا ہم ایک مرتبہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں
ایک گنوار شخص (نام نامعلوم) کھڑا ہوا کہنے لگا یا رسول اللہ، اللہ
کی کتاب کے موافق میرا فیصلہ کر دیجئے۔ پھر اس کا حریف (فریق ثانی)
کھڑا ہوا کہنے لگا سچ کہتا ہے یا رسول اللہ، اللہ کی کتاب کے
موافق اس کا فیصلہ کر دیجئے۔ اور مجھ کو اجازت دیجئے۔
تو میں مقدمہ کے واقعات بیان کروں۔ آپ نے فرمایا اچھا بیان کر۔
وہ کہنے لگا میرا بیٹا اس کے پاس نوکر تھا اس نے کیا کیا اس کی
جورو سے زنا کی لوگوں نے مجھ سے کہا تیرا بیٹا سنگسار کیا
جائے گا۔ میں نے سو بکریاں اور ایک لونڈی اس کو دے کر
اپنے بیٹے کو چھڑا لیا۔ پھر جو میں نے عالموں سے مسئلہ پوچھا
تو انہوں نے کہا اس کی جورو سنگسار کی جائے گی اور تیرے
بیٹے پر سو کوڑے پڑیں گے ایک سال کے لیے جلا وطن ہوگا
یہ سن کر آنحضرت نے فرمایا خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان
ہے میں تم دونوں کا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کروں گا بکریاں
اور لونڈی تو واپس لے لے اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے پڑینگے
ایک سال کے لیے جلا وطن ہوگا۔ اور انیس تو ایسا کر (یہ
انیس اسلم قبیلے کا ایک شخص تھا) صبح کو اس کی جورو کے پاس جا

اِمْرَاَةِ هٰذَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا اُنَيْسٌ فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا۔

اس سے پوچھ اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر ڈال انیس صبح کو اس عورت کے پاس گیا اس نے زنا کا اقرار کیا انیس نے اس کو سنگسار کر ڈالا[1]۔

بَابٌ ۴۸۶ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزُّبَيْرَ طَلِيْعَةً وَحْدَهٗ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زبیر کو اکیلے بھیجنا کافروں کی خبر لانے کے لیے۔

۹۲۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَدَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ فَقَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ قَالَ سُفْيٰنُ حَفِظْتُهٗ مِنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ وَقَالَ لَهٗ اَيُّوْبُ يَا اَبَا بَكْرٍ حَدِّثْهُمْ عَنْ جَابِرٍ فَاِنَّ الْقَوْمَ يُعْجِبُهُمْ اَنْ تُحَدِّثَهُمْ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے محمد بن منکدر نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے سنا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے دن لوگوں کو بلایا تو سب سے پہلے زبیرؓ حاضر اور مستعد ہوئے پھر بلایا تو وہی پہلے آئے۔ پھر بلایا تو وہی پہلے آئے تین بار ایسا ہی ہوا آخر آپ نے فرمایا ہر پیغمبر کا ایک رفیق (یا مددگار خاص) ہوتا ہے۔ اور میرا رفیق زبیر ہے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا میں نے اس حدیث کو محمد بن منکدر سے یاد رکھا۔ اور ایوب سختیانی نے محمد بن منکدر سے کہا ابوبکر (یہ محمد بن منکدر کی کنیت ہے) تم جابرؓ کی حدیثیں لوگوں کو سناؤ لوگوں کو یہ بہت

---

[1] باب کی مطابقت اس سے نکلی کہ آپ نے ایک شخص واحد انیس کو حکم دیا اس نے حکم شرعی یعنی رجم جاری کیا بعضوں نے کہا آپ نے ہر فریق کی جو ایک تن تنہا تھا بات قبول کی اس کی تصدیق فرمائی۔ امام ابن قیم نے فرمایا خبر واحد تین قسم کی ہے۔ ایک یہ کہ قرآن کے موافق ہو دوسرے یہ کہ اس میں قرآن کی تفصیل ہو تیسرے یہ کہ اس میں ایک نیا حکم ہو جو قرآن میں نہیں ہے۔ ہر حال میں اس کا اتباع واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے علاوہ رسولؐ کی اطاعت کا جداگانہ حکم دیا پس اگر خبر واحد وہی قابل قبول ہو جو قرآن کے موافق ہے تو رسول کی اطاعت علیحدہ اور خاص نہیں ہوئی۔ اور حنفیہ جو کہتے ہیں کہ قرآن پر زیادتی خبر واحد سے نہیں ہو سکتی بلکہ خبر مشہور یا متواتر ہونا ضرور ہے انہوں نے بہت سے مسائل میں اپنے اس اصول کے خود خلاف کیا ہے جیسے نبیذ تمر سے وضو کے جواز اور نصاب سرقہ اور مہر دس درم سے کم نہ ہونا اور ایک عورت اور اسکی پھوپھی یا خالہ میں جمع حرام ہونا اور شفعہ اور رہن اور صدہا مسائل ہیں جن میں آحاد حدیثیں وارد ہیں اور باوجود اسکے حنفیہ نے ان سے کلام اللہ پر زیادت کی ہے میں کہتا ہوں حنفیہ کا کوئی اصول جمتا ہی نہیں ہے۔ اصول میں تو یہ لکھتے ہیں کہ خبر واحد اور قول صحابی بھی حجت ہے نیز ترک بہ القیاس اور پھر صدہا مسائل میں حدیث کے خلاف قیاس پر عمل کرتے ہیں۔ اصول میں لکھتے ہیں کہ کتاب اللہ پر زیادت کے لیے خبر مشہور یا متواتر ضرور ہے۔ اور پھر صدہا مسائل میں خبر واحد سے زیادات کرتے ہیں۔ اور جہاں چاہتے ہیں وہاں خبر مشہور کو بھی یہ بہانہ کر کے کہ مخالف کتاب اللہ ہے ترک کر دیتے ہیں۔ مثلاً یمین مع الشاہد الواحد کی حدیثوں کو غرض یہ اصول عجب ہیں جو کچھ سمجھ میں نہیں آتے اور حق یہ ہے کہ یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصول نہیں ہیں خود پچھلوں نے قائم کیے ہیں۔ اور روبرو حق تعالیٰ کے پاس جواب دہ ہوں گے اللہ انصاف نصیب کرے ۱۲ منہ۔

عَنْ جَابِرٍ فَقَالَ فِي ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ سَمِعْتُ جَابِرًا فَتَابَعَ بَيْنَ أَحَادِيثَ سَمِعْتُ جَابِرًا قُلْتُ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ الثَّوْرِيَّ يَقُولُ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَقَالَ كَذَا حَفِظْتُهُ كَمَا أَنَّكَ جَالِسٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ قَالَ سُفْيَانُ هُوَ يَوْمٌ وَاحِدٌ وَتَبَسَّمَ سُفْيَانُ۔

بھلا لگتا ہے کہ تم جابر کی حدیثیں ان کو سناؤ اس پر محمد بن منکدر نے اسی مجلس میں کہا میں نے جابرؓ سے سنا اور (چار) حدیثوں میں پے در پے یہ کہا میں نے جابرؓ سے سنا علی بن مدینی کہتے ہیں میں نے سفیان بن عیینہ سے کہا سفیان ثوری اس حدیث میں یوں روایت کرتے ہیں کہ آں حضرتؐ نے بنی قریظہ کے دن ایسا فرمایا (یعنی لوگوں کو بلایا تو پہلے زبیر حاضر ہوئے) انہوں نے کہا میں نے تو محمد بن منکدر سے اس طرح سے سنا جیسے تم اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہو انہوں نے یہی کہا خندق کے دن پھر سفیان نے کہا خندق کا دن اور بنی قریظہ کا دن ایک ہی ہے اور مسکرا اٹھے۔[1]

بَابٌ ۴۸ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ فَإِذَا أَذِنَ لَهٗ وَاحِدٌ جَازَ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۃ احزاب میں) فرمانا مسلمانو پیغمبرؐ کے گھروں میں یعنی زنانہ میں نہ جاؤ مگر اجازت لیکر جب تم کو کھانے کے لیے بلایا جائے اور ظاہر ہے کہ اجازت کے لیے ایک شخص کا بھی اذن دینا کافی ہے۔[2]

۹۲۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوْسٰى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا وَأَمَرَنِي بِحِفْظِ الْبَابِ فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا أَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے ابوعثمان نہدی سے انہوں نے ابوموسیٰ اشعریؓ سے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ کے) ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ اور مجھ سے فرمایا تم دربانی کرو (کوئی بے اجازت اندر آنے نہ پائے) اتنے میں ایک شخص آئے وہ اجازت مانگتے تھے۔ آپ نے فرمایا ان کو اجازت دے اور بہشت کی خوش خبری سنا دے

---

[1] بنی قریظہ کے دن سے وہ دن مراد ہے جب جنگ خندق میں آنحضرت نے بنی قریظہ کی خبر لانے کے لیے فرمایا تھا وہ دن مراد نہیں ہے جب بنی قریظہ کا محاصرہ کیا اور ان سے جنگ شروع کی کیوں کہ یہ جنگ جنگ خندق کے بعد ہوئی جو کئی دن تک قائم رہی تھی۔ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیلے ایک شخص زبیر کو خبر لانے کے لیے بھیجا اور ایک شخص کی خبر قابل اعتماد سمجھی ۱۲ منہ۔

[2] جمہور کا یہی قول ہے کیوں کہ آیت میں کوئی قید نہیں کہ ایک شخص یا اتنے شخص اجازت دیں۔ بلکہ اذن کے لیے شخص غیر عادل کا بھی اجازت دینا کافی ہے۔ کیوں کہ ایسے معاملوں میں جھوٹ بولنے کا دستور نہیں ہے ۱۲ منہ۔

عُمَرُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ۔

کیا دیکھتا ہوں وہ ابوبکر صدیق ہیں پھر حضرت عمرؓ آئے آپ نے فرمایا ان کو بھی اجازت دے اور بہشت کی خوش خبری سنادے پھر حضرت عثمان آئے آپ نے فرمایا ان کو بھی اجازت دے اور بہشت کی خوش خبری سنادے[۱]۔

---

۹۳۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رض قَالَ جِئْتُ فَإِذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ وَغُلَامٌ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْوَدُ عَلَى رَأْسِ الدَّرَجَةِ فَقُلْتُ قُلْ هَذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَذِنَ لِي۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا۔ انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے انہوں نے عبید بن حنین سے انہوں نے ابن عباس سے سنا انہوں نے حضرت عمرؓ سے انہوں نے کہا میں[۲] جو آیا دیکھا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالاخانہ (ماڑی) میں تشریف رکھتے ہیں ایک کالا غلام (رباح نامی) زینے کی چوٹی پر (پہرے کے طور سے) بیٹھا ہے۔ میں نے اس سے کہا اندر جاکر عرض کر کہ عمر حاضر ہے آپ نے اجازت دی[۳]۔

بَابُ ۸۲ مَا كَانَ يَبْعَثُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأُمَرَاءِ وَالرُّسُلِ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِحْيَةَ الْكَلْبِيَّ بِكِتَابِهِ إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى قَيْصَرَ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نائبوں اور ایلچیوں کو ایک کے بعد ایک بھیجنا

اور ابن عباس نے کہا (یہ بدء الوحی میں موصولاً گذر چکا ہے) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کلبی کو اپنا خط دے کر بصرے کے رئیس کی طرف بھیجا[۴] اور اس سے کہلا بھیجا کہ یہ خط روم کے بادشاہ کو پہنچا دے[۵]۔

۹۳۶ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث بن سعد نے انہوں نے یونس بن یزید ایلی سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے خبر دی ان کو عبداللہ بن عباس نے کہ آں حضرت

---

[۱] ترجمہ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ ان لوگوں نے ایک شخص یعنی ابوموسیٰ کی اجازت کو کافی سمجھا ۱۲ منہ [۲] یہ خبر سن کر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کو طلاق دے دیا ۱۲ منہ [۳] تو ایک شخص کی اجازت کافی ہوئی اور یہی ترجمہ باب ہے ۱۲ منہ [۴] اس کا نام حارث بن ابی شمر تھا ۱۲ منہ [۵] اور حاطب بن ابی بلتعہ کو خط دے کر مقوقس بادشاہ اسکندریہ کے پاس بھیجا یہ خط اب تک موجود ہے۔ اس کی عکسی تصویریں حال ہی میں شائع ہوئی ہیں۔ اور شجاع بن ابی شمر کو بلقاء کے حاکم کے پاس بھیجا ۱۲ منہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهٖ اِلٰى كِسْرٰى فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّدْفَعَهٗ اِلٰى عَظِيْمِ الْبَحْرَيْنِ يَدْفَعُهٗ عَظِيْمُ الْبَحْرَيْنِ اِلٰى كِسْرٰى فَلَمَّا قَرَاَهٗ كِسْرٰى مَزَّقَهٗ فَحَسِبْتُ اَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط کسرے (پرویز بادشاہ ایران) کے نام پہ (عبداللہ بن حذافہ کے ہاتھ) بھیجا۔ آپ نے عبداللہ بن حذافہ سے فرمایا تم یہ خط بحرین کے رئیس (منذر بن ساوی) کو دینا وہ کسریٰ کے پاس پہنچا دے گا۔ غرض جب یہ خط کسریٰ کے پاس پہنچا اس (مردود) نے پڑھ کر پھاڑ ڈالا زہری نے کہا میں سمجھتا ہوں سعید بن مسیب نے اس حدیث میں اتنا اور بیان کیا پھر آنحضرت صلعم نے ایران والوں کو بد دعا دی الٰہی ان کو بھی بالکل پھاڑ ڈال[1]۔

۶۳۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْاَكْوَعِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ مِّنْ اَسْلَمَ اَذِّنْ فِىْ قَوْمِكَ اَوْ فِى النَّاسِ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ اَنَّ مَنْ اَكَلَ فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَكَلَ فَلْيَصُمْ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے یزید بن ابی عبید سے انہوں نے سلمہ بن اکوع سے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلم قبیلے کے ایک شخص (ہند بن اسماء بن حارثہ) سے عاشورے کے دن فرمایا لوگوں میں یا اپنی قوم والوں میں یوں منادی کر دے۔ آج جس نے کچھ کھا لیا ہو وہ اب باقی دن کچھ نہ کھائے (امساک کرے) اور جس نے نہ کھایا ہو وہ روزے کی نیت کرلے[2]۔

بَابُ ۴۸۹ وَصَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُفُوْدَ الْعَرَبِ اَنْ يُّبَلِّغُوْا مَنْ وَّرَآءَهُمْ قَالَهٗ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عرب کے ایلچیوں کو یہ حکم کرنا کہ جن لوگوں کو تم اپنے ملک میں چھوڑ آئے ہو ان کو (دین کی باتیں) پہنچا دینا

یہ مالک بن حویرث صحابی نے نقل کیا (یہ حدیث بھی موصولاً گذر چکی ہے)

---

[1] ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ ان کی حکومت کا نام و نشان نہ رہے۔ ایسا ہی ہوا ایران والوں کی سلطنت حضرت عمرؓ کی خلافت میں بالکل نابود ہو گئی اور پھر آج تک پارسیوں کو سلطنت نصیب نہیں ہوئی جہاں ہیں دوسروں کی رعیت ہیں انکی شہزادیاں تک قید ہو کر مسلمانوں کے تصرف میں آئیں اس سے بڑھ کر اور کیا ذلت ہوگی۔ مردود کسریٰ پرویز ایک ذرے سے ملک کا بادشاہ ہو کر یہ دماغ رکھتا تھا کہ پروردگار عالم کے محبوب کا خط جو آنکھوں پر رکھنا تھا اس نے حقیر جان کر پھاڑ ڈالا اس کی سزا ملی یہ دنیا کے دجاہل، بادشاہ درحقیقت طاغوت ہیں معلوم نہیں اپنے تئیں کیا سمجھتے ہیں کہو جیسے تم ویسے ہی خدا کی دوسری مخلوق تم میں کیا لعل لٹکتے ہیں جوں جوں دنیا میں علم کی ترقی ہوتی جاتی ہے وہ وہ بادشاہوں کے ناک کے کیڑے جھڑتے جاتے ہیں۔ اور ایک زمانہ وہ آنے والا ہے کہ کوئی ان جاہل بادشاہوں کو ایک کوڑی برابر بھی نہیں پوچھنے کا عظمت اور عزت کا تو کیا ذکر ہے ۱۲ منہ

[2] ترجمہ باب اس سے یہ نکلا کہ آپ نے ایک ہی شخص کو اپنی طرف سے ایلچی مقرر کیا ۱۲ منہ۔

۹۳۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُقْعِدُنِي عَلَى سَرِيرِهِ فَقَالَ إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ الْوَفْدُ قَالُوا رَبِيعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ وَالْقَوْمِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامَى قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارَ مُضَرَ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَنُخْبِرُ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا فَسَأَلُوا عَنِ الْأَشْرِبَةِ فَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ وَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللهِ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللهِ قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ وَإِقَامُ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءُ الزَّكٰوةِ وَأَظُنُّ فِيهِ صِيَامُ رَمَضَانَ وَتُؤْتُوا مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ

ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے۔ دوسری سند امام بخاری نے کہا اور مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم کو نضر بن شمیل نے خبر دی کہا ہم کو شعبہ نے انہوں نے ابو جمرہ سے انہوں نے کہا ابن عباس مجھ کو (خاص) اپنے پلنگ پر بٹھا لیتے۔ ایک بار مجھ سے کہنے لگے کہ عبدالقیس قبیلے کے کچھ ایلچی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے پوچھا تم کس قوم کے ایلچی ہو۔ انہوں نے کہا ربیعہ قبیلے کے (عبدالقیس اسی قبیلے کی ایک شاخ ہے) آپ نے فرمایا واہ کیا اچھے ایلچی آئے۔ یا یوں فرمایا کیا اچھے لوگ آئے تم نہ رسوا ہوئے نہ شرمندہ[1]۔ وہ کہنے لگے یا رسول اللہ (بڑی مشکل ہے) ہم میں اور آپ کے بیچ میں مضر کا فروں کا ملک پڑتا ہے[2]۔ اس لیے ہم کو ایسی بات بتلا دیجئے جس کو کر کے ہم بہشت میں پہنچ جائیں اور جو لوگ ہمارے پیچھے (ہمارے ملک میں) ہیں ان کو بھی اس کی خبر کر دیں۔ پھر انہوں نے شراب کے برتنوں کو پوچھا[3] آپ نے چار باتوں سے ان کو منع فرمایا اور چار باتوں کا حکم دیا ایمان کا حکم دیا پھر فرمایا جانتے ہو ایمان باللہ کیا ہے انہوں نے کہا (ہم کیا جانیں) اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے اس بات کی (صدق دل سے) گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اور نماز درستی سے ادا کرنا اور زکوٰۃ دینا۔ راوی نے کہا میں سمجھتا ہوں یہ بھی فرمایا اور رمضان کے روزے رکھنا اور لوٹ کے مال میں سے پانچواں حصہ (امام وقت کے پاس) داخل کرنا اور ان کو کدو کے تونبے اور سبز لاکھی برتن اور رال کے برتن اور کریدی ہوئی لکڑی کے برتن سے منع فرمایا

[1] اپنی خوشی سے مسلمان ہو گئے ورنہ ذلیل ہوتے قید ہوتے ۱۲ منہ [2] ہم ہر وقت آپ پاس آ نہیں سکتے ۱۲ منہ [3] کہ ان میں کھانا پینا کیسا ہے ۱۲ منہ

وَالنَّقِيْرِ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ قَالَ احْفَظُوْهُنَّ وَ اَبْلِغُوْهُنَّ مَنْ وَّرَآءَكُمْ۔

برتن سے منع فرمایا (اس زمانہ میں ان برتنوں میں شراب بنا کرتا تھا) بعضی روایتوں میں نقیر کے بدل مقیر کا لفظ ہے (یعنی قار لگا ہوا۔ قار وہ روغن ہے جو کشتیوں پر ملا جاتا ہے) آں حضرت نے فرمایا ان باتوں کو یاد رکھو اور اپنے ملک والوں کو پہنچا دو۔

باب ۷۹ خَبَرِ الْمَرْاَةِ الْوَاحِدَةِ

باب ایک عورت کی خبر کا بیان

۹۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ قَالَ قَالَ لِي الشَّعْبِيُّ اَرَاَيْتَ حَدِيْثَ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَاعَدْتُّ ابْنَ عُمَرَ قَرِيْبًا مِّنْ سَنَتَيْنِ اَوْ سَنَةٍ وَّ نِصْفٍ فَلَمْ اَسْمَعْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ هٰذَا قَالَ كَانَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِمْ سَعْدٌ فَذَهَبُوْا يَاْكُلُوْنَ مِنْ لَحْمٍ فَنَادَتْهُمْ امْرَاَةٌ مِّنْ بَعْضِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ لَحْمُ ضَبٍّ فَاَمْسَكُوْا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا اَوِاطْعَمُوْا فَاِنَّهٗ حَلَالٌ اَوْ قَالَ لَا بَاْسَ بِهٖ شَكَّ فِيْهِ وَلٰكِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ طَعَامِيْ۔

ہم سے محمد بن ولید نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے توبہ بن کیسان عنبری سے انہوں نے کہا مجھ سے عامر بن شعبی نے کہا تم دیکھتے ہو۔ امام حسن بصری کتنی حدیثیں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (مرسلا) نقل کرتے ہیں۔ اور میں تو دو برس یا اڑھائی برس کے قریب عبداللہ بن عمر کی صحبت میں رہا میں نے ان کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث روایت کرتے نہیں سنا۔ صرف یہی حدیث سنی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی اصحاب جن میں سعد بن ابی وقاص بھی تھے ایک گوشت کھانے کو تھے اتنے میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بی بی (ام المومنین میمونہؓ) نے پکار کر کہا یہ گوہ کا گوشت ہے یہ سن کر وہ رک گئے۔ اس وقت آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں (مزے سے) کھاؤ اور کھلاؤ۔ گوہ حلال ہے۔ یا یوں فرمایا اس کے کھانے میں کوئی قباحت نہیں۔ بات یہ ہے کہ یہ جانور میری خوراک نہیں ہے (مجھ کو اس کے کھانے سے ایک قسم کی نفرت آتی ہے)۔

ـــــــــــــ

لـہ جو یہاں نہیں آئے ۱۲ منہ ۲ـہ اس حدیث کی شرح اوپر کئی بار گذر چکی ہے۔ ترجمہ باب اسی فقرے سے نکلتا ہے کہ اپنے ملک والوں کو پہنچا دو کیوں کہ یہ عام ہے۔ ایک شخص بھی ان میں کا یہ باتیں دوسروں کو پہنچا سکتا ہے ۱۲ منہ ۳ـہ اگر یہ عورت ثقہ ہو تو وہ بھی واجب القبول ہے ۱۲ منہ ۴ـہ شعبی کا یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ حسن بصری جھوٹے ہیں۔ بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ حسن بصری حدیث بیان کرنے میں بہت جرأت کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ تابعی ہیں عبداللہ صحابی ہو کر بہت کم حدیثیں بیان کرتے تھے ۱۲ منہ ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كِتَابُ الْاِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

کتاب قرآن و حدیث کی پیروی کرنے کے بیان میں

۹۴۰۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مِسْعَرٍ وَغَيْرِهٖ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ لِعُمَرَ يَآ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَوْ اَنَّ عَلَيْنَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا فَقَالَ عُمَرُ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اَيَّ يَوْمٍ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ نَزَلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ فِيْ يَوْمِ جُمُعَةٍ سَمِعَ سُفْيٰنُ مِنْ مِسْعَرٍ وَمِسْعَرٌ قَيْسًا وَقَيْسٌ طَارِقًا۔

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے مسعر بن کدام وغیرہ سے[1] انہوں نے قیس بن مسلم سے انہوں نے طارق بن شہاب سے ایک یہودی (کعب احبار اسلام لانے سے پہلے) حضرت عمرؓ سے کہنے لگے امیرالمؤمنین تمہارے قرآن میں (سورۂ مائدہ میں) ایک آیت ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا اگر یہ آیت ہم یہودیوں پر اترتی تو ہم اس دن کو جس دن یہ آیت اتری عید (خوشی) کا دن مقرر کر لیتے۔ حضرت عمرؓ نے کہا مجھ کو خوب معلوم ہے یہ آیت (کب اور کہاں اتری) عرفہ کے دن (عرفات میں) جمعہ کے روز[2] امام بخاری نے کہا سفیان بن عیینہ نے یہ حدیث مسعر سے سنی ہے اور مسعر نے قیس سے اور قیس نے طارق سے[3]۔

۹۴۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عُمَرَ الْغَدَ حِيْنَ بَايَعَ الْمُسْلِمُوْنَ اَبَا بَكْرٍ وَّاسْتَوٰى عَلٰى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے۔ انہوں نے عقیل بن خالد سے انہوں نے ابن شہاب سے۔ کہا مجھ کو انس بن مالک نے خبر دی انہوں نے حضرت عمرؓ کا وہ خطبہ سنا جو آں حضرت کی وفات کے دوسرے روز انہوں نے پڑھا۔ جب مسلمانوں نے ابوبکر صدیق سے بیعت کی تھی۔ حضرت عمرؓ

[1] وغیرہ سے شاید سفیان ثوری مراد ہوں۔ کیوں کہ امام احمد نے اس حدیث کو انہی کے طریق سے نکالا ۱۲ منہ [2] تو اس دن مسلمانوں کی دو عیدیں یعنے عرفہ اور جمعہ تھیں اور اتفاق سے یہود اور نصاریٰ اور مجوس کی عیدیں بھی اسی دن آگئی تھیں اس سے پیشتر کبھی ایسا نہیں ہوا تھا [3] حدیث میں عن عن کے ساتھ روایت تھی اس لیے امام بخاری نے سماع کی تصریح کر دی اس حدیث کی مناسبت باب سے یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ پر اس آیت میں احسان جتایا کہ میں نے آج تمہارا دین پورا کر دیا اپنا احسان تم پر تمام کر دیا یہ جب ہی ہوگا کہ امت اللہ اور رسول کے احکام پر قائم رہے قرآن و حدیث کی پیروی کرتی رہے ۱۲ منہ۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشَهَّدَ قَبْلَ أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ أَمَّا بَعْدُ فَاخْتَارَ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عَلَى الَّذِيْ عِنْدَكُمْ وَهٰذَا الْكِتَابُ الَّذِيْ هَدَى اللّٰهُ بِهٖ رَسُوْلَكُمْ فَخُذُوْا بِهٖ تَهْتَدُوْا وَإِنَّمَا هَدَى اللّٰهُ بِهٖ رَسُوْلَهٗ۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر چڑھے۔ اور ابو بکرؓ کے خطبہ سنانے سے پہلے انہوں نے تشہد پڑھا۔ پھر کہنے لگے اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبرؐ کے لیے دنیا کی نعمتوں سے جو تمہارے پاس ہیں وہ نعمتیں زیادہ پسند کیں جو اس کے پاس ہیں (یعنے آخرت کی نعمتیں۔ اور یہ قرآن وہ کتاب ہے جس کے سبب سے اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبر کو (دین کا) سیدھا رستہ دکھلایا تو اس کو (مضبوط) تھامے رہو تم سیدھا رستہ پاؤ گے یعنی وہ رستہ جو اللہ نے اپنے پیغمبر کو تبلایا[1]۔

۹۴۲۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِيْ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے انہوں نے خالد سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اپنے سینے سے لگایا اور یوں دعا کی۔ یا اللہ اس کو قرآن کا علم دے[2]۔

۹۴۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ عَوْفًا أَنَّ أَبَا الْمِنْهَالِ حَدَّثَهٗ أَنَّهٗ سَمِعَ أَبَا بَرْزَةَ

ہم سے عبد اللہ بن صباح نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے کہا میں نے عوف اعرابی سے سنا ان سے ابو المنہال نے بیان کیا انہوں نے ابو برزہ صحابی سے

---

[1] اگر قرآن کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے قرآن کا مطلب حدیث سے کھلتا ہے تو قرآن اور حدیث یہی دین کی اصلیں ہیں۔ ہر مسلمان کو ان دونوں کو تھامنا یعنے سمجھ کر پڑھنا اور انہی کے موافق اعتقاد اور عمل کرنا فرض ہے۔ جس شخص کا اعتقاد یا عمل قرآن اور حدیث کے موافق نہ ہو وہ کبھی اللہ کا ولی اور مقرب بندہ نہیں ہو سکتا اور جس شخص میں جتنا اتباع قرآن و حدیث زیادہ ہے اتنا ہی ولایت میں اس کا درجہ بلند ہے۔ مسلمانوں خوب سمجھ رکھو موت سر پر کھڑی ہے۔ اور آخرت میں پروردگار اور اپنے پیغمبر کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم وہاں شرمندہ بنو اور اس وقت کی شرمندگی کچھ فائدہ نہ دے۔ دیکھو یہی قرآن اور حدیث کی پیروی تم کو نجات دلوانے والی اور تمہارے بچاؤ کے لیے ایک عمدہ دستاویز ہے۔ باقی سب چیزیں ڈھونگ ہیں۔ کشف و کرامات تصور شیخ درویشی کے شطحیات دوسرے خرافات جیسے حال قال نیاز اعراس میلے ٹھیلے چراغاں صندل یہ چیزیں کچھ کام آنے والی نہیں ہیں۔ ایک شخص نے حضرت جنید کو جو رئیس الاولیا تھے خواب میں دیکھا پوچھا کہو کیا گذری۔ انہوں نے کہا وہ درویشی کے حقائق اور دقائق اور فقیری کے نکتے اور ظرائف سب گئے گذرے کچھ کام نہیں آئے۔ چند رکعتیں تہجد کی جو ہم سحر کے قریب (سنت کے موافق) پڑھا کرتے تھے۔ انہوں ہی نے ہم کو بچایا۔ یا اللہ قرآن اور حدیث پر ہم کو جمائے رکھ اور شیطانی علوم اور وسوسوں سے بچائے رکھ آمین ثم آمین ۱۲ منہ

[2] آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ ابن عباس اس امت کے بڑے عالم ہوئے خصوصاً علم تفسیر میں تو وہ بے نظیر تھے ۱۲ منہ

قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يُغْنِيكُمْ أَوْ نَعَشَكُمْ بِالْإِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے اسلام کی وجہ سے تم کو مالدار کر دیا (یا تمہارا درجہ بلند کر دیا) اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے (ورنہ اسلام سے پہلے تم ذلیل اور محتاج تھے[1])

۹۴۴۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَتَبَ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يُبَايِعُهُ وَأُقِرُّ لَكَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ عَلَى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ فِيمَا اسْتَطَعْتُ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے کہا عبداللہ بن عمر نے عبدالملک کو ایک خط لکھا اس میں عبدالملک کی بیعت قبول کی[2] اور یہ لکھا کہ میں تیرا حکم سنوں گا اور مانوں گا۔ بشرطیکہ اللہ کی شریعت اور اس کے پیغمبر کی سنت کے موافق ہو جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا۔

بَابُ ۵۹۱ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا میں جامع باتیں دیکر بھیجا گیا (یعنی جن کے لفظ تھوڑے اور معنی بہت ہیں)

۹۴۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَدْ ذَهَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ تَلْغَثُونَهَا أَوْ تَرْغَثُونَهَا أَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابو ہریرہ سے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جامع باتیں دے کر بھیجا گیا اور میرا رعب دشمنوں کے دلوں میں ڈال کر میری مدد کی گئی۔ اور ایک بار میں سو رہا تھا میں نے خواب میں دیکھا زمین کے خزانوں کی کنجیاں لا کر میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔ ابو ہریرہ اس حدیث کو روایت کر کے کہتے تھے پھر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو (عالم آخرت) کو سدھارے اور تم اس دنیا کے مال و اسباب کو مزے سے چکھتے ہو دیا چوستے ہو) یا کوئی ایسا ہی کلمہ کہا[3]۔

[1] بعضے نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زیادہ ہے یُنْظَرُ فی اصل کتاب الاعتصام جو میں نے ایک علیحدہ کتاب لکھی ہے ان کو دیکھو یہ کتاب بھی امام بخاری کی ہے ۱۲ منہ [2] جب عبداللہ بن زبیر شہید ہو چکے اور لوگوں کا اتفاق عبدالملک کی خلافت پر ہو گیا تو ۱۲ منہ [3] حدیث میں تلغثونہا ہے یہ کلمہ لغیث سے نکلا ہے لغیث کہتے ہیں کھانے کو جس میں جو ملے ہوں یعنی جس طرح اتفاق پڑے اس کو کھاتے ہو یا ترغثونہا ہے جو رغث سے نکلا ہے عرب لوگ کہتے ہیں رغث الجدی امہ یعنی بکری کے بچے نے اپنی ماں کا دودھ پی لیا ۱۲ منہ

۶۴۹۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ اِلَّا اُعْطِيَ مِنَ الْاٰيَاتِ مَا مِثْلُهٗ اُوْمِنَ اَوْ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ اُوْتِيْتُ وَحْيًا اَوْحَاهُ اللّٰهُ اِلَيَّ فَاَرْجُوْ اَنِّيْ اَكْثَرُهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے سعید بن ابی سعید سے انہوں نے اپنے والد (کیسان) سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ہر پیغمبر کو کچھ کچھ نشانیاں (معجزے) ایسے دیئے گئے جن پر خلقت کو ایمان نصیب ہوا یا خلقت ایمان لائی۔ اور مجھ کو (بڑا) معجزہ جو دیا گیا وہ قرآن ہے جس کو اللہ نے مجھ پر بھیجا (قرآن قیامت تک باقی ہے۔ دوسرے پیغمبروں کے معجزے گذر کر حکایت رہ گئے) اس لیے مجھ کو امید ہے کہ قیامت کے دن میری پیروی کرنے والے شمار میں بہت ہوں گے[1]۔

بَابُ ۴۹۲ اَلْاِقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا قَالَ اَئِمَّةً نَقْتَدِيْ بِمَنْ قَبْلَنَا وَيَقْتَدِيْ بِنَا مَنْ بَعْدَنَا وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ ثَلٰثٌ اُحِبُّهُنَّ لِنَفْسِيْ وَلِاِخْوَانِيْ هٰذِهِ السُّنَّةُ اَنْ يَتَعَلَّمُوْهَا وَيَسْاَلُوْا عَنْهَا وَالْقُرْاٰنُ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی پیروی کرنا

اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ فرقان) میں فرمایا پروردگار ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے (مجاہد نے) کہا یعنی امام کہ ہم لوگ اگلے لوگوں (صحابہ اور تابعین) کی پیروی کریں اور ہمارے بعد جو لوگ آئیں وہ ہماری کریں۔ اس کو فریابی اور طبری نے وصل کیا۔ اور عبداللہ بن عون نے کہا[2] تین باتیں ایسی ہیں جن کو میں خاص اپنے لیے اور دوسرے مسلمان بھائیوں کے لیے پسند کرتا ہوں ایک تو یہ حدیث شریف مسلمانوں کو چاہیے

---

[1] قرآن ایسا معجزہ ہے جو قیامت تک باقی ہے آج قرآن اترے پر چودہ سو برس ہو رہے ہیں۔ لیکن کسی سے قرآن کی ایک سورت نہ بن سکی۔ باوجودیکہ ہر زمانہ میں قرآن کے صدہا مخالف اور دشمن گذر چکے اب کوئی یہ نہ کہے کہ مردم شماری کے رو سے نصاریٰ کی تعداد بہ نسبت مسلمانوں کے زیادہ معلوم ہوتی ہے تو مسلمانوں کا شمار آخرت میں کیونکر زیادہ ہوگا اس لیے کہ نصاریٰ جو حضرت عیسیٰؑ کی امت کہلانے کے لائق ہیں وہی ہیں جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک گذر چکے۔ ان میں بھی وہ نصاریٰ جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی سچی شریعت پر قائم ہیں یعنی توحید الٰہی کے قائل اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بندہ اور پیغمبر سمجھتے تھے ان نصاریٰ سے قیامت کے دن مسلمان تعداد میں زیادہ ہوں گے۔ اس زمانہ کے نصاریٰ درحقیقت حضرت عیسیٰؑ کی امت اور سچے نصاریٰ نہیں ہیں وہ صرف حضرت عیسیٰؑ کے نام لیوا ہیں انہوں نے اپنا دین بدل ڈالا اور دین کے بڑے رکن یعنی توحید ہی کو خراب کر دیا۔ افسوس اسی طرح نام کے مسلمانوں نے بھی اپنا دین بدل ڈالا اور شرک کرنے لگے اس قسم کے مسلمان بھی درحقیقت مسلمان نہیں ہیں نہ امت محمدی میں ان کا شمار ہو سکتا ہے ۱۲ منہ [2] اس کو محمد بن نصر مروزی نے کتاب السنۃ میں وصل کیا ۱۲ منہ

وَالْقُرْاٰنُ اَنْ يَتَفَهَّمُوْهُ وَيَسْاَلُوْا عَنْهُ وَيَدَعُوا النَّاسَ اِلَّا مِنْ خَيْرٍ۔

اس کو سیکھیں اور حدیث کے عالموں سے پوچھتے رہیں دوسرے قرآن اس کو سمجھ کر پڑھیں[۱] اور لوگوں سے قرآن کے مطالب کی تحقیق کرتے رہیں۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں کا ذکر نہ کریں[۲] مگر خیر اور بھلائی کے ساتھ۔

۶۴۷۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ اَبِيْ وَاۤئِلٍ قَالَ جَلَسْتُ اِلٰى شَيْبَةَ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ قَالَ جَلَسَ اِلَيَّ عُمَرُ فِيْ مَجْلِسِكَ هٰذَا فَقَالَ هَمَمْتُ اَنْ لَّا اَدَعَ فِيْهَا صَفْرَآءَ وَلَا بَيْضَآءَ اِلَّا قَسَمْتُهَا بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ قُلْتُ مَا اَنْتَ بِفَاعِلٍ قَالَ لِمَ قُلْتُ لَمْ يَفْعَلْهُ صَاحِبَاكَ قَالَ هُمَا الْمَرْاٰنِ يُقْتَدٰى بِهِمَا۔

ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے واصل ابن حیان سے انہوں نے ابو وائل (شقیق بن سلمہ) سے انہوں نے کہا میں شیبہ بن عثمان حجبی پاس (جو کعبے کے کلید بردار تھے) اس مسجد میں (یعنی مسجد حرام میں) بیٹھا رہا وہ کہنے لگے جہاں تم بیٹھے ہو یہیں (ایک دن) حضرت عمرؓ میرے پاس بیٹھے تھے کہنے لگے میں نے قصد کیا کہ کعبے میں جو اشرفیاں یا روپیہ (بطریق نذر اللہ کے) آتے ہیں وہ ایک نہ چھوڑوں۔ سب مسلمانوں کو بانٹ دوں میں نے اُن سے کہا تم ایسا نہیں کر سکتے۔ انہوں نے پوچھا کیوں۔ میں نے کہا اس لیے کہ تم سے پیشتر جو دو صاحب گذرے ہیں[۳] انہوں نے ایسا نہیں کیا[۴]۔ حضرت عمر نے کہا بیشک یہ دونوں صاحب ایسے گذرے ہیں جن کی پیروی کرنا چاہیئے۔

۶۴۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَاَلْتُ الْاَعْمَشَ فَقَالَ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ مِنَ السَّمَآءِ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے اعمش سے پوچھا انہوں نے زید بن وہب سے روایت کی کہا میں نے حذیفہ بن یمان سے سنا وہ کہتے تھے ہم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا فرمایا ایمانداری آسمان سے لوگوں کے دلوں کی جڑ پہ اتری ہے آدمی کی فطرت میں داخل ہے، اور قرآن بھی (آسمان سے) اترا

---

[۱] مطلب میں غور کرکے ۱۲ منہ [۲] غیبت نہ کریں یا مسلمانوں کو خیر اور بھلائی کی طرف بلاتے رہیں وعظ ونصیحت کرتے رہیں۔ یہ دوسرا ترجمہ اس وقت ہے جب حدیث میں ویدعوا الناس الی خیر ہو ۱۲ منہ [۳] یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیقؓ ۱۲ منہ [۴] بلکہ اس روپیہ کو کعبے ہی کے لیے چھوڑ دیا کہ وہاں کی مرمت اور درستی وغیرہ میں صرف ہو ۱۲ منہ۔

الرِّجَالِ وَ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ فَقَرَؤُا الْقُرْاٰنَ وَ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ۔

پھر لوگوں نے اس کو پڑھا اور حدیث شریف سے قرآن کا مطلب سمجھا[1] تو قرآن اور حدیث دونوں سے اس ایمانداری کو جو فطرتی تھی پوری قوت مل گئی،

۹۴۹۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ سَمِعْتُ مُرَّةَ الْهَمْدَانِیَّ یَقُوْلُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اِنَّ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ اَحْسَنَ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ وَ شَرَّ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم کو عمرو بن مرہ نے خبر دی کہا میں نے مرہ ہمدانی سے سنا وہ کہتے تھے عبد اللہ بن مسعود نے کہا وہ کہتے تھے سب کلاموں سے اچھا کلام اللہ تعالیٰ کا کلام (یعنی قرآن شریف ہے) اور سب طریقوں میں عمدہ طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ اور سب کاموں میں برے وہ کام ہیں جو (دین میں) نئے نکالے جائیں (جن کو بدعت کہتے ہیں[2]) اور دیکھو جن باتوں کا (آخرت میں) تم سے وعدہ ہے

[1] قرآن کی تفسیر حدیث شریف ہے۔ بغیر حدیث کے قرآن کا صحیح مطلب معلوم نہیں ہوتا جتنے گمراہ فرقے اس امت میں ہیں وہ کیا کرتے ہیں قرآن کو لے لیتے ہیں اور حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں اور چونکہ قرآن کی بعضی آیتیں گول مول ہیں ان میں اپنی رائے کو دخل دے کر گمراہ ہو جاتے ہیں اس لیے مسلمانوں کو لازم ہے کہ قرآن کو حدیث کے ساتھ ملا کر پڑھیں اور جو تفسیر حدیث کے موافق ہو اسی کو اختیار کریں۔ اللہ کے فضل و کرم سے اس آخری زمانہ میں جب طرح طرح کے فتنے مسلمانوں میں نمود ہو رہے ہیں۔ اور دجال اور شیطان کے نائب ہر جگہ پھیل رہے ہیں اس نے عام مسلمانوں کا ایمان بچانے کے لیے قرآن کی ایک مختصر اور صحیح تفسیر یعنی تفسیر موضحۃ الفرقان مرتب کرا دی۔ اب ہر مسلمان بڑی آسانی کے ساتھ قرآن کا صحیح مطلب سمجھ سکتا ہے۔ اور ان دجالی اور شیطانی پھندوں سے اپنے تئیں بچا سکتا ہے و للہ الحمد ۱۲ منہ [2] دوسری مرفوع حدیث میں جابر کی کل بدعۃ ضلالۃ اور حضرت عائشہ کی حدیث میں ہے من احدث فی امرنا ہذا مالیس منہ فہو رد اور عرباض بن ساریہ کی حدیث میں ہے ایاکم و محدثات الامور فان کل بدعۃ ضلالۃ اس کو ابن ماجہ اور حاکم اور ابن حبان نے صحیح کہا حافظ نے کہا بدعت شرعی وہ ہے جو دین میں نئی بات نکالی جائے جس کی اصل شرع سے نہ ہو۔ ایسی ہر بدعت مذموم اور قبیح ہے۔ لیکن لغت میں بدعت ہر نئی بات کو کہتے ہیں اس میں بعضی بات اچھی ہوتی ہے بعضی بری۔ امام شافعی نے کہا ایک بدعت محمود ہے جو سنت کے موافق ہو دوسری مذموم جو سنت کے خلاف ہو اور امام بیہقی نے مناقب شافعی میں ان سے نکالا انہوں نے کہا نئے کام دو قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ جو کتاب و سنت اور آثار صحابہ اور اجماع کے خلاف ہیں وہ بدعت ضلالت ہیں۔ دوسرے وہ جو ان کے خلاف نہیں ہیں وہ گو محدث ہوں مگر مذموم نہیں ہیں میں کہتا ہوں بدعت کی تحقیق میں علماء کے مختلف اقوال ہیں اور انہوں نے اس باب میں جداگانہ رسائل اور کتابیں تصنیف کیے ہیں۔ اور بہتر رسالہ مولانا اسمٰعیل صاحب کا ہے۔ ایضاح الحق ابن عبد السلام نے کہا۔ بدعت پانچ قسم ہے۔ بعضی بدعت واجب ہے جیسے علم صرف اور نحو کا حاصل کرنا جس سے قرآن و حدیث کا مطلب سمجھ میں آئے بعضے مستحب ہیں جیسے تراویح میں جمع ہونا مدرسے بنانا سرائیں بنانا بعضے حرام ہیں جو خلاف سنت ہیں جیسے قدریہ مرجیہ مشبہہ کے بدعات بعضے مباح ہیں جیسے مصافحہ نماز فجر یا نماز عصر کے بعد اور کھانے پینے کی لذتیں وغیرہ بعضے مکروہ اور خلاف اولیٰ میں کہتا ہوں ابن عبد السلام کی مراد بدعت سے بدعت لغوی ہے۔ بیشک اس کی کئی قسمیں ہو سکتی ہیں۔ لیکن بدعت شرعی جس کی کوئی اصل کتاب و سنت سے نہ ہو اور قرون ثلثہ کے بعد دین میں نکالی جاتے وہ نری گمراہی ہے۔ ایسی بدعت کوئی اچھی نہیں ہو سکتی اور صرف و نحو کا علم حاصل کرنا یا مدرسے یا سرائیں بنانا یا نماز تراویح میں جمع ہونا بدعت شرعی نہیں ہے۔ کیوں کہ ان کی اصل کتاب و سنت سے پائی جاتی ہے۔ اور ان میں کی بعضی باتیں صحابہ اور (باقی بر صفحہ آئندہ)

الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَإِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَآتٍ وَّمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ۔

(حشر ونشر عذاب قبر وغیرہ) وہ سب ہونے والی ہیں۔ اور تم پروردگار سے بچ کر کہیں جا نہیں سکتے۔

۹۵۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے زہری نے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے انہوں نے ابو ہریرہؓ اور زید بن خالد جہنی سے دونوں نے کہا ہم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے (اتنے میں دو گنوار لڑتے آئے) آپ نے فرمایا میں تم دونوں کا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کر دوں گا۔[1]

۹۵۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ أُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبٰى قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ يَّأْبٰى قَالَ مَنْ أَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ أَبٰى۔

ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے کہا ہم سے ہلال بن علی نے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابو ہریرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے سب لوگ (گو وہ گنہ گار ہوں ایک نہ ایک دن) بہشت میں جائیں گے مگر جو میری نافرمانی کرے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ نافرمانی کرنے سے کیا مراد ہے۔ آپ نے فرمایا جس نے میری بات سنی (میری اطاعت سب کی اطاعت پر مقدم رکھی) وہ تو بہشت میں جائے گا جس نے میری بات نہ سنی[2] وہ دوزخ میں جائے گا۔

۹۵۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ حَدَّثَنَا سَلِيْمُ بْنُ حَيَّانَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ حَدَّثَنَا أَوْ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ

ہم سے محمد بن عبادہ نے بیان کیا کہا ہم کو یزید بن ہارون نے خبر دی کہا ہم کو سلیم بن حیان نے (یزید نے ان سلیم کی تعریف کی)۔ کہا ہم سے سعید بن مینار نے۔ کہا ہم سے جابر بن عبد اللہ نے۔ وہ کہتے تھے سوتے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتے آئے

(بقیہ صفحہ سابقہ) تابعین کے وقت میں شروع ہو گئی تھیں۔ بدعت شرعی وہ ہے جو صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے بعد دین میں نکالی جائے اور اس کی اصل کتاب اور سنت سے نہ ہو۔ رہا مصافحہ عصر اور فجر کی نماز کے بعد تو گو ابن عبد السلام نے اس کو مباح کہا۔ مگر اکثر علماء نے اس کو باعث مذموم قرار دیا ہے۔ اسی طرح عیدین کے بعد بھی مصافحہ اور معانقہ سے منع کیا ہے ۱۲ منہ۔

(حواشی صفحہ ہذا) [1] یہ حدیث مفصل طور سے اوپر گذر چکی ہے ۱۲ منہ

[2] حدیث کے خلاف کسی مجتہد یا امام یا پیر یا درویش کا کہنا سنا ۱۲ منہ۔

يَقُوْلُ جَاءَتْ مَلٰئِكَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَّ الْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوْا إِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هٰذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوْا لَهٗ مَثَلًا فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهٗ نَائِمٌ وَّقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَّالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوْا مَثَلُهٗ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا وَّ جَعَلَ فِيْهَا مَأْدُبَةً وَّبَعَثَ دَاعِيًا فَمَنْ أَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَ أَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ وَمَنْ لَّمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ فَقَالُوْا أَوِّلُوْهَا لَهٗ يَفْقَهْهَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهٗ نَائِمٌ وَّقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَّالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوْا فَالدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِيْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصٰى مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَرْقٌ

(جبریل اور میکائیل) ایک کہنے لگا وہ سو رہے ہیں دوسرے نے کہا کیا ہوا ان کی آنکھ (ظاہر میں) سوتی ہے پر دل بیدار اور ہوشیار ہے (ہر وقت ذاکر پروردگار رہے) پھر کہنے لگے اس پیغمبرؐ کی ایک مثال ہے تو وہ مثال اس کے لیے بیان کرو ایک کہنے لگا وہ سو رہے ہیں۔ دوسرے نے کہا ان کی آنکھ سوتی ہے پر دل بیدار ہے۔ انہوں نے کہا اس کی مثال اس شخص کی مثال ہے جس نے ایک گھر بنایا۔ پھر کھانا تیار کرایا۔ اب ایک شخص کو دعوت دینے کے لیے بھیجا۔ جس نے دعوت دینے والے کی بات سُنی وہ گھر میں آیا (مزے مزے سے) کھانا کھایا۔ اور جس نے اس کی بات نہیں سنی وہ نہ گھر میں آیا نہ اس نے کھانا کھایا۔ پھر کہنے لگے اس مثال کی شرح تو بیان کرو کہ یہ پیغمبر اس کو سمجھ لیں۔ اس پر ایک فرشتہ بولا (کیا فائدہ، وہ تو سو رہے ہیں۔ دوسرے نے کہا بھائی! دکھہ تو دیا) اُن کی آنکھ (ظاہر میں) سوتی ہے دل بیدار ہوشیار ہے۔ اس وقت دوسرے فرشتے نے کہا گھر سے مراد بہشت ہے اور دعوت دینے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (گھر کا مالک اللہ تعالیٰ ہے) پھر جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی اور مانی اس نے اللہ کی بات سنی اور مانی۔ اور جس نے حضرت محمدؐ کی بات نہ مانی اس نے اللہ کی بھی بات نہ مانی[1] حضرت محمدؐ کیا ہیں گویا اچھے کو بُرے سے جدا کرنے والے ہیں۔

[1] وہ کم بخت بہشت سے محروم رہا اور وہاں کے کھانے سے بھی مسلمانو دیکھو اگر تم کو مرے بعد بہشت میں جانا منظور ہے تو قرآن اور حدیث پر فدا رہو رات اور دن قرآن اور حدیث کا مطالعہ کرتے رہو۔ جو حدیث کے خلاف کہے بڑا ہو یا چھوٹا اس کی بات چھپر پہ مار دہیں اس سے غرض ہی کیا ہے بڑے تھے تو اپنے گھر کے بڑے تھے ہمارے پروردگار نے ہم کو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا دوسرے کسی کی اطاعت کا حکم نہیں دیا بس ہم کو حضرت محمدؐ سے کام ہے۔ اور انہی کا سایہ عاطفت اور عنایت ہم کو کافی اور وافی ہے بڑے ہوں یا چھوٹے سب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعدار اور غلام اور کفش بردار ہیں۔ ہم آقا کو چھوڑ کر نمک حرام بننا نہیں چاہتے دوسروں کی پیروی تم ہی کو مبارک رہے ہم تو حافظ صاحب کا یہ مصرع پڑھا کرتے ہیں ع طاعت غیر تو در مذہب ما نتواں کرد ١٢ منہ۔

بَيْنَ النَّاسِ تَابَعَهُ قُتَيْبَةُ عَنْ لَيْثٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ جَابِرٍ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

محمد بن عبادہ کے ساتھ اس حدیث کو قتیبہ بن سعید نے بھی لیث سے روایت کیا انہوں نے خالد بن یزید مصری سے انہوں نے سعید بن ابی ہلال سے انہوں نے جابر سے کہ آنحضرت ہم پر برآمد ہوئے۔ پھر یہی حدیث نقل کی (اس کو امام ترمذی نے وصل کیا)

۹۵۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْقُرَّاءِ اسْتَقِيمُوا فَقَدْ سَبَقْتُمْ سَبْقًا بَعِيدًا فَإِنْ أَخَذْتُمْ يَمِينًا وَشِمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا۔

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے ہمام بن حارث سے انہوں نے حذیفہ بن یمان سے انہوں نے کہا قرآن اور حدیث کے پڑھنے والو تم (قرآن اور حدیث پر جمے رہو) تو بہت آگے بڑھ جاؤ گے[1] اگر تم قرآن اور حدیث پر نہ جمو گے ادھر ادھر داہنے بائیں رستہ لو گے[2] تو بس گمراہ ہو گئے کیسے گمراہ بہت گمراہ۔

۹۵۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا فَقَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَاءَ فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِهِ فَأَدْلَجُوا فَانْطَلَقُوا عَلَى مَهَلِهِمْ فَنَجَوْا وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ فَأَصْبَحُوا مَكَانَهُمْ

ہم سے ابوکریب محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ نے انہوں نے برید سے انہوں نے اپنے دادا ابوبردہ سے انہوں نے اپنے والد ابوموسیٰ اشعری سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا میری اور اللہ نے جو مجھ کو دے کر بھیجا اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو ایک قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا میں نے (دشمن کا) لشکر اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا اور میں ننگ دھڑنگ[3] تم کو ڈرانے کے لیے (بھاگ کر) آیا ہوں تو بھاگو بھاگو (اپنے تئیں بچاؤ) اب کچھ لوگوں نے تو اس کا کہنا سنا وہ رات ہی رات اطمینان سے بھاگ کر چل دیئے کچھ لوگوں نے کہا یہ جھوٹا معلوم ہوتا ہے اور اپنے ٹھکانوں ہی میں پڑے رہے۔ آخر صبح سویرے

---

[1] یعنی ان لوگوں سے کہیں افضل ہو گے جو تمہارے بعد آئیں گے یہ ترجمہ اس وقت ہے۔ جب حدیث میں فقد سبقتم بہ صیغہ معروف ہو تو ترجمہ یہ ہوگا۔ تم حدیث اور قرآن پر جم جاؤ کیونکہ دوسرے لوگ حدیث اور قرآن کی پیروی کرتے ہیں تم سے بہت آگے بڑھ گئے ہیں یعنے دور نکل گئے ہیں ۱۲ منہ۔

[2] دوسرے لوگوں کی رائے پر چلو گے ۱۲ منہ [3] عرب میں قاعدہ تھا جب دشمن نزدیک آن پہنچتا اور کوئی شخص اس کو دیکھ لیتا اس کو یہ ڈر ہوتا کہ میرے پہنچنے سے پہلے یہ لشکر میری قوم پر پہنچ جائے گا تو ننگا ہو کر چیختا چلاتا بھاگتا۔ بعضے کہتے ہیں اپنے کپڑے اتار کر جھنڈے کی طرح ایک لکڑی پر لگاتا اور چلاتا ہوا بھاگتا ۱۲ منہ۔ اللھم اغفر لکاتبہ ولمن سعیٰ فیہ۔

فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ فَذَٰلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِي فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِي وَكَذَّبَ بِمَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الْحَقِّ۔

(دشمن کا) لشکر ان پر آپڑا ان کو مار ا برباد کردیا۔ بس یہی مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے میرا کہنا سنا اور جو حکم میں لے کر آیا اس کو مانا[1]۔ اور ان لوگوں نے جنہوں نے میرا کہنا نہ مانا اور جو حکم میں لے کر آیا اس کو جھٹلایا (شیطان کے لشکر نے ان کو آدبوچا اور تباہ کردیا دوزخ میں ڈلوادیا)

۹۵۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ فَقَالَ وَاللهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَإِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللهِ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهِ فَقَالَ عُمَرُ فَوَاللهِ مَا هُوَ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور ابوبکرؓ صدیق خلیفہ ہوئے اور عرب کے کئی قبیلے پھر گئے۔ (ابوبکرؓ نے ان سے لڑنا چاہا) تو حضرت عمرؓ ابوبکر سے کہنے لگے تم ان لوگوں سے کیسے لڑوگے[2] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے مجھے اس وقت تک لوگوں سے لڑنے کا حکم ہوا ہے جب تک وہ اس بات کی گواہی نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے۔ پھر جس نے یہ گواہی دی (لا الٰہ الا اللہ) کہا اس نے اپنی دولت اور جان مجھ سے بچالی۔ البتہ کسی حق کے بدل ہو تو وہ اور بات ہے (مثلاً کسی کا مال مارے یا کسی کا خون کرے) اب اس کے باقی اعمال کا حساب اللہ کے حوالے ہے۔ ابوبکرؓ صدیق نے یہ سن کر جواب دیا میں تو خدا کی قسم اس شخص سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے[3] زکوٰۃ مال کا حق ہے[4]۔ خدا کی قسم اگر وہ ایک رسی (جس سے جانور باندھتے ہیں) نہ دیں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیا کرتے تھے تو میں اُسکے نہ دینے پر اُن سے لڑوں گا۔ حضرت عمر کہتے ہیں پھر جو میں نے غور کیا

---

[1] انہوں نے شیطان کے شر سے اپنے تئیں بچالیا ۱۲ منہ [2] وہ تو کلمہ گو ہیں صرف زکوٰۃ نہیں دیتے ۱۲ منہ [3] نماز پڑھے لیکن زکوٰۃ نہ دے دونوں برابر کے فرض ہیں ۱۲ منہ [4] جیسے نماز سلامتی جسم کا حق ہے ۱۲ منہ

إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِيْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ قَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ عَنِ اللَّيْثِ عَنَاقًا وَّهُوَ أَصَحُّ۔

۹۵۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُّوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ بْنِ بَدْرٍ فَنَزَلَ عَلَى ابْنِ أَخِيْهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ وَّكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِيْنَ يُدْنِيْهِمْ عُمَرُ وَكَانَ الْقُرَّآءُ أَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهِمْ كُهُوْلًا كَانُوْا أَوْ شُبَّانًا فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ أَخِيْهِ يَا ابْنَ أَخِيْ هَلْ لَكَ وَجْهٌ

تو میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کے دل میں لڑائی کی تجویز ڈالی ہے اور ان ہی کی رائے حق ہے ابن بکیر نے اور عبداللہ بن صالح نے لیث سے اس حدیث میں بجائے عقالا کے عناقا روایت کیا ہے۔ یعنی بکری کا بچہ وہی زیادہ صحیح ہے[1]۔

مجھ سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے انہوں نے یونس بن یزید ایلی سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عباس نے کہا عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر (مدینہ میں) آیا اور اپنے بھتیجے حر بن قیس بن حصن کے پاس اترا[2] حر بن قیس ان لوگوں میں سے تھے جن کو حضرت عمر کا قرب حاصل تھا اور حضرت عمر کے مقرب اور مشیر وہی لوگ رہتے جو قرآن کے قاری (اور عالم) ہوتے جوان ہوں یا بوڑھے[3] خیر عیینہ نے حر سے کہا میرے بھتیجے تم کو امیر المومنین کے پاس وجاہت اور عزت

[1] کیونکہ زکوٰۃ میں بکری کا بچہ تو کبھی آ جاتا ہے۔ مگر رسی زکوٰۃ میں نہیں دی جاتی۔ بعضوں نے کہا آنحضرت نے جب محمد بن مسلمہ کو زکوٰۃ تحصیلنے کے لیے بھیجا تو وہ ہر شخص سے زکوٰۃ کے جانوروں کے ساتھ ایک رسی بھی ان کے باندھنے کے لیے لیتے اس طرح گویا رسی بھی تبعاً زکوٰۃ میں دی جاتی ہے۔

[2] یہ عیینہ بن حصن آنحضرت کے عہد میں مسلمان ہو گیا تھا۔ پھر جب طلیحہ اسدی نے آنحضرت کی وفات کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا تو عیینہ بھی اس کے معتقدوں میں شریک ہو گیا ابوبکر کی خلافت میں طلیحہ پر مسلمانوں نے حملہ کیا وہ تو بھاگ گیا لیکن عیینہ قید ہو گیا اس کو مدینہ میں لے کر آئے۔ ابوبکرؓ نے اس سے کہا توبہ کر اس نے توبہ کی ۱۲ منہ

[3] سبحان اللہ علم کی قدردانی تب ہی ہوتی ہے جب بادشاہ اور رئیس عالموں کو مقرب رکھتے ہیں۔ علم ایسی ہی چیز ہے کہ جوان میں ہو یا بوڑھے میں ہر طرح اس سے افضلیت پیدا ہوتی ہے۔ ایک جوان عالم درجہ اور مرتبہ میں اس سو برس کے بوڑھے سے کہیں زائد ہے۔ جو کم بخت زا بد لٹھ ہو۔ حضرت عمر میں جہاں اور فضیلتیں جمع تھیں وہاں علم کی قدردانی بھی بدرجہ کمال ان میں تھی۔ اب ہمارے زمانہ کے بادشاہوں کو دیکھو عالموں کی قدردانی تو کجا عالموں کے جانی دشمن اور جاہل پرست ہیں۔ جہاں کسی عالم کا نام سنا اس کو نکلوایا موقوف کیا ذلیل کیا اور جاہلوں کے لیے وزارت عدالت مال سب صیغے کھلے ہوئے ہیں۔ ہنسی تو ان بے وقوفوں پر آتی ہے جو کہتے ہیں جہاں آدمی عالم ہوا پھر وہ دنیا کے انتظامی کاموں اور ریاست کے اعلیٰ عہدوں کے لائق نہیں رہتا۔ ارے خدا کی مار تم پر تم ایسے ہی لوگوں نے تو دنیا میں جہالت کی گرم بازاری کر دی ہے۔ اور علم کو صفحۂ دنیا سے مفقود کر دیا ہے۔ ارے مردود علم ہی سے تو آدمی دنیا اور دین دونوں کے کاموں کی لیاقت پیدا کرتا ہے۔ تم بیچارے ہو کیا اور تم عالم کے سامنے کیا کام کر سکتے ہو۔ عالم لوگ تمہاری تحریروں اور تقریروں کو گائے کا موت اور گوز شتر خیال کرتے ہیں ۱۲ منہ۔

عِنْدَ هٰذَا الْاَمِيْرِ فَتَسْتَاْذِنَ لِيْ عَلَيْهِ قَالَ سَاَسْتَاْذِنُ لَكَ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاسْتَاْذَنَ لِعُيَيْنَةَ فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَاللّٰهِ مَا تُعْطِيْنَا الْجَزْلَ وَمَا تَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ فَغَضِبَ عُمَرُ حَتّٰى هَمَّ بِاَنْ يَّقَعَ بِهٖ فَقَالَ الْحُرُّ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ فَوَاللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِيْنَ تَلَاهَا عَلَيْهِ وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ۔

۹۵۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ ابْنَةِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّهَا قَالَتْ اَتَيْتُ عَائِشَةَ حِيْنَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ وَالنَّاسُ قِيَامٌ وَهِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّيْ فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَاَشَارَتْ بِيَدِهَا نَحْوَ السَّمَاءِ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقُلْتُ اٰيَةٌ قَالَتْ بِرَاْسِهَا اَنْ نَعَمْ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ اَرَهٗ اِلَّا وَقَدْ رَاَيْتُهٗ فِيْ مَقَامِيْ

حاصل ہے مجھ کو بھی ان کے پاس اجازت مانگ کرلے چلو۔ حر نے کہا اچھا میں اجازت لوں گا ابن عباس کہتے ہیں پھر حر نے عیینہ کو لانے کی اجازت (حضرت عمرؓ سے) لی۔ عیینہ جونہی دربار میں پہنچا تو کیا کہنے لگا خطاب کے بیٹے نہ تو تو ہم کو مال کا گجھا دیتا ہے نہ انصاف کرتا ہے حضرت عمرؓ یہ (بے ادبی کی گفتگو) سن کر غصے ہوئے اور قریب تھا کہ عیینہ کو مار بیٹھیں حر نے عرض کیا امیر المومنین اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا ہے معافی کا شیوہ اختیار کر اور اچھی بات کا حکم کر اور جاہلوں کی گفتگو سے چشم پوشی کر حر نے جونہی یہ آیت پڑھی (حضرت عمرؓ) بس جیسے سہم گئے) انہوں نے ذرا حرکت بھی نہ کی ان کی عادت تھی اللہ کی کتاب پر فوراً عمل کرتے[1]۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا۔ انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے فاطمہ بنت منذر سے انہوں نے اسماء بنت ابی بکرؓ سے۔ انہوں نے کہا سورج گہن کے وقت میں حضرت عائشہؓ کے پاس گئی دیکھا تو وہ نماز میں کھڑی ہیں لوگ بھی کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے (نماز ہی میں) ان سے پوچھا لوگوں کو کیا ہوا (کیا آفت آئی جو ایسے پریشان ہیں) انہوں نے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہنے لگیں سبحان اللہ میں نے کہا کیا اللہ کی قدرت کی کوئی نشانی ہے (یا عذاب کی نشانی ہے) انہوں نے سر کے اشارے سے ہاں کہا خیر جب آنحضرت (گہن کی) نماز سے فارغ ہوئے تو اللہ کی مدح وثنا کی پھر فرمایا آج اس جگہ پر دنیا اور آخرت کی کوئی چیز باقی نہ رہی جس کو

[1] سبحان اللہ خلاف ایسے لوگوں کو ... اوار ہے جو قرآن اور حدیث کے ایسے تابع اور مطیع ہوں اب ان جاہلوں سے پوچھنا چاہیئے کہ عیینہ بن حصن تو تمہارا ہی بھائی تھا پھر اس نے ایسی بے تمیزی کیوں کی۔ اگر ذرا بھی علم رکھتا ہوتا تو ایسی بے ادبی کی بات منہ سے نہ نکالتا۔ حر بن قیس جو عالم تھے ان کی وجہ سے اس کی عزت بچ گئی ورنہ حضرت عمر کے ہاتھ سے وہ مار کھاتا کہ چھٹی کا دودھ یاد آجاتا ۱۲ منہ۔

حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ قَرِيبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُسْلِمُ لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ فَأَجَبْنَا وَآمَنَّا فَيُقَالُ نَمْ صَالِحًا عَلِمْنَا أَنَّكَ مُوقِنٌ وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ۔

۹۵۸۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ۔

بَابٌ ۹۴۳ مَا يُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ وَتَكَلُّفِ مَا لَا يَعْنِيهِ وَ

میں نے نہ دیکھ لیا ہو یہاں تک کہ بہشت اور دوزخ کو بھی اور اللہ نے مجھ کو یہ بتلایا کہ قبر میں تم لوگوں کا امتحان ہوگا اور امتحان بھی کیسا سخت اس کے قریب قریب جو دجال کے سامنے ہوگا۔ پھر جو شخص مومن ہے یا مسلمان ہے فاطمہ کہتی ہیں مجھ کو یاد نہ رہا اسماء نے کونسا لفظ کہا مومن یا مسلم، وہ کہے گا[1] یہ حضرت محمدؐ ہیں اللہ کی نشانیاں اور معجزے لیکر ہمارے پاس آئے ہم نے ان کا کہنا مان لیا ان پر ایمان لائے فرشتے اس سے کہیں گے تو نیک ہے آرام سے قبر میں، سو جا دیا اچھی طرح سو جا، ہم تو پہلے ہی سے جانتے تھے کہ تو ایمان اور یقین والا ہے اور منافق یا شکی معلوم نہیں اسماء نے کونسا لفظ کہا وہ کہے گا میں نہیں جانتا دیقین سے کچھ[2] نہیں کہہ سکتا) میں نے لوگوں سے جیسا سنا ویسا بک دیا[3]۔

ہم سے اسمٰعیل بن اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے۔ انہوں نے ابو الزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جس بات کا ذکر میں تم سے نہ کروں وہ مجھ سے نہ پوچھو دیعنی بلاضرورت سوالات نہ کرو) اس لیے کہ اگلی امتیں اسی (بے فائدہ) پوچھنے اور اپنے پیغمبروں پر اختلاف کرنے کی وجہ سے تباہ ہو چکی ہیں۔ جب کسی کام سے تم کو منع کر دوں۔ تو اس سے بچے رہو۔ اور جب میں کسی بات کا حکم دوں تو جہاں تک تم سے ہو سکے اس کو بجا لاؤ[4]۔

باب بے فائدہ بہت سوالات کرنا منع ہے

اسی طرح بے فائدہ سختی اٹھانا اور وہ باتیں بنانا جن میں کوئی فائدہ

---

[1] جب آنحضرتؐ کے باب میں اس سے پوچھیں گے یہ کون شخص ہیں ۱۲ منہ [2] یہ حدیث کتاب العلم اور کتاب الکسوف میں گذر چکی ہے۔ اس باب کا مطلب اس فقرے سے نکلتا ہے کہ ہم نے ان کا کہنا مان لیا ان پر ایمان لائے ۱۲ منہ [3] اور جب نہ ہو سکے تو مواخذہ ہوگا مثلاً کوئی گناہ کے کام پر مجبور کیا گیا یا حلق میں نوالہ اٹک گیا پانی نہیں ہے تو شراب سے اتار لیا ۱۲ منہ

قَوْلِهٖ تَعَالٰی لَا تَسْأَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ۔

نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ مائدہ میں فرمایا مسلمانوں ایسی باتیں نہ پوچھو کہ اگر بیان کی جائیں تو تم کو بری لگیں[1]۔

۹۵۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَعْظَمَ الْمُسْلِمِيْنَ جُرْمًا مَنْ سَاَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ فَحُرِّمَ مِنْ اَجْلِ مَسْئَلَتِهٖ۔

ہم سے عبداللہ بن یزید مقری نے بیان کیا کہا ہم سے سعید بن ابی ایوب نے کہا مجھ سے عقیل بن خالد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عامر بن سعد بن ابی وقاص سے۔ انہوں نے اپنے والد سعد بن ابی وقاص سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑا قصوروار وہ مسلمان ہے جو ایک بات (خواہ مخواہ بے فائدہ) پوچھے وہ حرام نہ ہو لیکن اس کے پوچھنے کی وجہ سے حرام ہو جائے[2]۔

۹۶۰۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ سَمِعْتُ اَبَا النَّضْرِ يُحَدِّثُ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيْرٍ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا لَيَالِيَ حَتّٰى اجْتَمَعَ اِلَيْهِ نَاسٌ ثُمَّ فَقَدُوْا صَوْتَهٗ لَيْلَةً فَظَنُّوْا اَنَّهٗ قَدْ نَامَ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحْنَحُ لِيَخْرُجَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ مَا زَالَ بِكُمُ الَّذِيْ رَاَيْتُ مِنْ صَنِيْعِكُمْ حَتّٰى خَشِيْتُ اَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهٖ فَصَلُّوْا اَيُّهَا النَّاسُ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَاِنَّ اَفْضَلَ صَلٰوةِ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةَ

ہم سے اسحاق بن منصور کوسج نے بیان کیا کہا ہم کو عفان بن مسلم صفار نے خبر دی کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے کہا میں نے ابو النضر سے سنا وہ بسر بن سعید سے روایت کرتے تھے وہ زید بن ثابت سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں چٹائی گھیر کر ایک حجرہ بنا لیا اور رمضان کی کئی راتوں میں اس میں عبادت کرتے رہے (تراویح پڑھتے رہے) کئی لوگ بھی جمع ہونے لگے (وہ آپ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے) ایک رات ایسا ہوا لوگوں نے آپ کی آواز بالکل نہ سنی وہ سمجھے آپ سو گئے یہ خیال کر کے بعضے لوگ کھنگارنے لگے تاکہ آپ برآمد ہوں۔ آپ نے فرمایا میں تمہارے حال سے واقف ہوا میں اس خیال سے نہ نکلا ایسا نہ ہو کہ یہ نماز (تراویح اور تہجد کی) تم پر فرض ہو جائے پھر تم اس کو بجا نہ لا سکو لوگو تم اپنے گھروں میں یہ نماز پڑھ لیا کرو افضل نماز وہی ہے جو گھر میں ہو۔ ایک فرض نماز

---

[1] اور بعضوں نے اس ممانعت کو عام رکھا ہے ہر زمانہ کے لیے اور کہا ہے جب تک کوئی حادثہ واقع نہ ہو تو خواہ مخواہ فرضی سوالات کرنا منع ہے جیسے فقہا کی عادت ہے۔ بعضوں نے کہا یہ ممانعت زمانہ وحی سے خاص تھی۔ کیونکہ اس وقت یہ ڈر تھا کہیں سوال کی وجہ سے وہ شے حرام نہ ہو جائے ۱۲ منہ [2] گو سوال تحریم کی علت نہیں ہے۔ مگر جب اس کی حرمت کا حکم سوال کے بعد اترا تو گویا سوال ہی اسکی حرمت کا باعث ہوا ۱۲ منہ۔

الْمَكْتُوبَةَ ۔

٩٦١ - حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا أَكْثَرُوا عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ غَضِبَ وَقَالَ سَلُونِي فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَبِي قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَبِي فَقَالَ أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا بِوَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَضَبِ قَالَ إِنَّا نَتُوبُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ۔

٩٦٢ - حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ اكْتُبْ إِلَيَّ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَ

مسجد میں پڑھنا افضل ہے[1]۔

ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ حماد بن اسامہ نے انہوں نے برید بن ابی بردہ سے انہوں نے ابو موسیٰ اشعری سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے چند باتیں ایسی پوچھیں جن کا پوچھنا آپ کو برا لگا[2] جب لوگ برابر پوچھتے ہی رہے (باز نہ آئے) تو آپ غصے ہوئے۔ فرمانے لگے (اچھا یوں ہی سہی) اب پوچھتے جاؤ۔ اتنے میں ایک شخص (عبداللہ بن حذافہ) کھڑا ہوا کہنے لگا یارسول اللہ میرا باپ کون تھا آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ تھا۔ پھر دوسرا شخص (سعد بن سالم) اٹھا اس نے پوچھا یارسول اللہ میرا باپ کون تھا آپ نے فرمایا تیرا باپ سالم تھا شیبہ بن ربیعہ کا غلام۔ جب حضرت عمرؓ نے دیکھا آپ کے (مبارک) چہرہ پر غصہ تھا تو عرض کرنے لگے ہم لوگ پروردگار کی بارگاہ میں (آپ کو غصہ دلانے سے) توبہ کرتے ہیں۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ (وضاح یشکری نے) کہا ہم سے عبدالملک بن عمیر کوفی نے۔ انہوں نے وراد سے جو مغیرہ بن شعبہ کے منشی تھے۔ انہوں نے کہا معاویہ نے مغیرہ ابن شعبہ کو لکھا تم نے کوئی حدیث آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو مجھ کو لکھ بھیجو۔ انہوں نے جواب میں یہ لکھوایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر اللہم لا مانع لما اعطیت ولا معطے لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد۔

[1] یا جو نماز جماعت سے ادا کی جاتی ہے جیسے عیدین گہن کی نماز وغیرہ یا تحیۃ المسجد کہ وہ خاص مسجد ہی کے تعظیم کے لیے ہے۔ اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ ان لوگوں کو مسجد میں اس نماز کا حکم نہیں ہوا تھا مگر انہوں نے اپنے نفس پر سختی کی آپ نے اس سے باز رکھا معلوم ہوا کہ سنت کی پیروی افضل ہے۔ اور خلاف سنت عبادت کے لیے سختی اٹھانا قیدیں لگانا کوئی عمدہ بات نہیں ہے ۱۲ منہ [2] کسی نے یہ پوچھا میری اونٹنی اس وقت کہاں ہے۔ کسی نے پوچھا قیامت کب آئے گی کسی نے پوچھا ہر سال حج فرض ہے ۱۲ منہ۔

لَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَكَتَبَ إِلَيْهِ إِنَّهُ كَانَ يَنْهَىٰ عَنْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةِ الْمَالِ وَكَانَ يَنْهَىٰ عَنْ عُقُوقِ الْأُمَّهَاتِ وَوَأْدِ الْبَنَاتِ وَمَنْعٍ وَهَاتِ۔

اور یہ بھی لکھوایا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے فائدہ بک بک اور بہت سوالات کرنے اور مال دولت کو ضایع کرنے اور ماؤں کو ستانے اور لڑکیوں کو جیتا گاڑ دینے اور دوسروں کا حق نہ دینے اور (بے ضرورت) مانگنے سے منع فرماتے تھے[1]۔

۹۶۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ نُهِينَا عَنِ التَّكَلُّفِ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ثابت سے انہوں نے انس سے انہوں نے کہا ہم حضرت عمرؓ کے پاس تھے تو ہم کو تکلف[2] سے منع کیا گیا[3]۔

۹۶۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَحَدَّثَنِي مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ أَنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا أُمُورًا عِظَامًا ثُمَّ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ عَنْهُ فَوَاللهِ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ مَا دُمْتُ فِي مَقَامِي هٰذَا قَالَ أَنَسٌ فَأَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءَ وَأَكْثَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی۔ اُنہوں نے زہری سے دوسری سند امام بخاری نے کہا اور ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو انس بن مالک نے خبر دی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلتے ہی باہر نکلے۔ اور ظہر کی نماز (اول وقت) پڑھائی جب سلام پھیرا تو منبر پر کھڑے ہوئے اور قیامت کا ذکر کیا[4] فرمایا قیامت سے پہلے کئی بڑی بڑی باتیں ہوں گی۔ پھر فرمایا جس کو کچھ پوچھنا منظور ہو وہ پوچھ لے قسم خدا کی میں جب تک اس جگہ رہوں گا۔ جو بات تم پوچھو گے میں بتلا دوں گا انسؓ کہتے ہیں یہ سن کر لوگ بہت رونے لگے (آپ کے غصے سے ڈر گئے کہیں عذاب نہ اترے)، اور آپ بار بار یہی فرماتے جاتے تھے پوچھو نا پوچھو نا۔

[1] بعضی نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زیادہ ہے قال ابو عبداللہ کانوا یقتلون بناتہم فی الجاہلیۃ فحرم اللہ ذلک۔ امام بخاری نے کہا عرب لوگ جاہلیت کے زمانہ میں بیٹیوں کو مار ڈالتے پھر اللہ نے اس کو حرام کر دیا ۱۲ منہ [2] یعنی سختی اور تشدد اور بے فائدہ ایک بات کے پیچھے لگ جائے ۱۲ منہ [3] ابونعیم نے مستخرج میں نکالا انس سے کہ ہم حضرت عمرؓ کے پاس تھے وہ چار پیوند لگے ہوئے ایک کرتہ پہنے تھے اتنے میں انہوں نے یہ آیت پڑھی وفاکھۃ و ابا تو کہنے لگے فاکہہ تو ہم کو معلوم ہے لیکن اب کیا چیز ہے۔ پھر کہنے لگے ہائیں ہم کو تکلف سے منع کیا گیا اور اپنے تئیں آپ پکارنے لگے کہنے لگے اے عمر کی ماں کے بیٹے یہی تو تکلف ہے۔ اگر تجھ کو یہ معلوم نہ ہو کہ اب کیا چیز ہے تو کیا نقصان ہے ۱۲ منہ [4] آپ کو یہ خبر تھی کہ چند منافق لوگ آپ کو تنگ کرنے کے لیے آپ سے سوالات کرنا چاہتے ہیں ۱۲ منہ۔

فَقَالَ أَنَسٌ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ أَيْنَ مَدْخَلِي يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ النَّارُ فَقَامَ عَبْدُ اللهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ قَالَ ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي سَلُونِي فَبَرَكَ عُمَرُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا قَالَ فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ آنِفًا فِي عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ وَأَنَا أُصَلِّي فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ۔

۹۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا

آخر ایک شخص (نام نامعلوم) اُٹھا پوچھنے لگا یارسول اللہ میں (مرے بعد) کہاں جاؤں گا آپ نے فرمایا دوزخ میں[1] (ایک اور شخص نے پوچھا میں کہاں جاؤں گا کیا بہشت میں آپنے فرمایا ہاں بہشت میں (طبرانی) پھر عبداللہ بن حذافہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یارسول اللہ میرا باپ (واقعی) کون تھا (لوگ اور کچھ بتاتے ہیں) آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ تھا۔ پھر آپ بار بار یہی فرمانے لگے پوچھے جاؤ نا پوچھے جاؤ نا یہ حال (آپ کے غصے کا) حضرت عمرؓ دیکھ کر (ادب سے) دو زانو ہو بیٹھے اور کہنے لگے ہم اپنے پروردگار کے رب ہونے سے اسلام کے دین ہونے سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے سے راضی ہیں۔ انس کہتے ہیں پھر آپ خاموش ہو رہے (آپ کا غصہ جاتا رہا) جب آپ نے حضرت عمرؓ کی یہ بات سنی[2] اس کے بعد فرمایا تم خوش ہوتے یا نہیں (یا یوں فرمایا اولی یعنی تم پہ افسوس) قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ ابھی بہشت اور دوزخ دونوں میرے سامنے اس دیوار کے عرض میں لائی گئیں (یعنی ان کی تصویریں) اس وقت میں نماز پڑھ رہا تھا۔ میں نے آج کے دن کی طرح نہ کبھی کوئی اچھی چیز (یعنی بہشت) نہ بری چیز (یعنی دوزخ) دیکھی۔

مجھ سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا مجھ کو موسے بن انس نے خبر دی۔ کہا میں نے انس بن مالک سے سنا۔ ایک شخص (عبداللہ بن حذافہ) نے کہا یارسول اللہ میرا باپ

۱؎ شاید یہ شخص منافق ہوگا۔ حافظ نے کہا شاید صحابہ نے اس کا نام عمداً بیان نہیں کیا تاکہ اس کا پردہ چھپا رہے ۱۲ منہ۔

۲؎ دوسری روایت میں ہے حضرت عمرؓ اٹھے آپ کے پاؤں چومے اس میں اتنا زیادہ ہے اور قرآن کے امام ہونے سے یارسول اللہ معاف فرمایئے اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے گا برابر یہی کہتے رہے یہاں تک کہ آپ خوش ہو گئے ۱۲ منہ۔

نَبِيَّ اللّٰهِ مَنْ اَبِيْ قَالَ اَبُوْكَ فُلَانٌ وَّ نَزَلَتْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْاَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ الْاٰيَةِ۔

۹۶۶۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا وَرْقَآءُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّبْرَحَ النَّاسُ يَتَسَآءَلُوْنَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا هٰذَا اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ۔

۹۶۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرْثٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّاُ عَلٰى عَسِيْبٍ فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْاَلُوْهُ لَا يُسْمِعُكُمْ مَّا تَكْرَهُوْنَ فَقَامُوْٓا اِلَيْهِ فَقَالُوْا يَآ اَبَا الْقَاسِمِ حَدِّثْنَا عَنِ الرُّوْحِ فَقَامَ سَاعَةً يَنْظُرُ فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ يُوْحٰٓى اِلَيْهِ

کون تھا آپ نے فرمایا فلاں شخص اور یہ آیت (سورۂ مائدہ کی) اتری۔ مسلمانوں ایسی باتیں نہ پوچھو جو اگر کھول دی جائیں تو تم کو بری لگیں۔

ہم سے حسن بن صباح نے بیان کیا کہا ہم سے شبابہ بن سوار نے کہا ہم سے ورقا بن عمرو نے انہوں نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن (ابوطوالہ) سے کہا میں نے انس بن مالک سے سنا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے لوگ برابر سوالات کرتے رہیں گے یہاں تک کہ یہ بھی کہیں گے اچھا اللہ تو ہوا جس نے سب کو پیدا کیا اب اللہ کو کس نے پیدا کیا۔[1]

ہم سے محمد بن عبید بن میمون نے بیان کیا کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے انہوں نے کہا میں مدینہ میں ایک کھیت میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ ایک کھجور کی چھڑی ٹیکتے جا رہے تھے۔ اتنے میں چند یہودی ملے اور وہ (آپس میں) کہنے لگے ان پیغمبر صاحب سے پوچھو روح کیا چیز ہے۔ بعضوں نے کہا نہ پوچھو ایسا نہ ہو وہ کوئی ایسی بات کہیں جو تم کو ناگوار ہو[2] آخر وہ آنحضرتؐ پاس آن کھڑے ہوئے اور کہنے لگے ابوالقاسم بیان تو کرو روح کیا چیز ہے آپ ایک گھڑی تک خاموش (آسمان کی طرف) دیکھتے رہے۔ میں سمجھ گیا

---

[1] معاذ اللہ یہ شیطان ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالے گا۔ دوسری روایت میں ہے جب ایسا وسوسہ آئے تو اعوذ باللہ پڑھو۔ یا آمنت باللہ کہو یا اللہ احد اللہ الصمد اور بائیں طرف تھوکو اعوذ باللہ پڑھو ۱۲ منہ [2] ان یہودیوں نے آپس میں یہ صلاح کی تھی کہ ان سے روح کو پوچھو اگر یہ روح کی کچھ حقیقت بیان کریں جب تو سمجھ جائیں گے کہ یہ حکیم ہیں پیغمبر نہیں ہیں۔ چونکہ کسی پیغمبر نے روح کی حقیقت بیان نہیں کی اگر یہ بھی بیان نہ کریں تو معلوم ہوگا کہ پیغمبر ہیں اس پر بعضوں نے کہا نہ پوچھو اس لیے کہ اگر انہوں نے بھی روح کی حقیقت بیان نہیں کی تو انکی پیغمبری کا ایک اور ثبوت پیدا ہوگا اور تم کو ناگوار گذرے گا ۱۲ منہ

فَتَأَخَّرْتُ عَنْهُ حَتّٰى صَعِدَ الْوَحْيُ ثُمَّ قَالَ وَ يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ۔

کہ آپ پر وحی آرہی ہے اور پیچھے سرک گیا یہاں تک کہ وحی موقوف ہوگئی۔ پھر آپ نے (سورۂ بنی اسرائیل کی) یہ آیت سنائی لوگ تجھ سے روح کو پوچھتے ہیں۔ کہہ دے روح میرے مالک کا حکم ہے[۱]۔

باب ۴۹۲ الْإِقْتِدَاءِ بِأَفْعَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاموں کی پیروی کرنا۔

۹۶۶۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمر سے انہوں نے کہا ایسا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (پہلے) سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی لوگوں نے بھی (آپ کے دیکھا دیکھی) سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں۔ آپ نے فرمایا میں نے سونے کی انگوٹھی بنوائی (تو تم سبھوں نے بھی بنوالیں) پھر آپ نے اس کو اتار کر پھینک دیا اور فرمایا اب میں کبھی نہیں پہننے کا یہ حال دیکھ کر لوگوں نے

[۱] روح کی حقیقت میں حضرت آدم سے لے کر تا ایں دم ہزارہا حکیموں نے غور کیا اور اب تک اس کی حقیقت معلوم نہیں ہوئی۔ اب امریکہ کے حکیم روح کے پیچھے پڑے ہیں لیکن ان کو بھی اب تک پوری حقیقت دریافت نہ ہو سکی پر اتنا تو معلوم ہو گیا کہ بیشک روح ایک جوہر ہے جس کی صورت ذی روح کی صورت کی سی ہوتی ہے۔ مثلاً آدمی کی روح اس کی صورت پر اور یہ جوہر ایک لطیف جوہر ہے۔ جس کا ہر جزو جسم حیوانی کے ہر جزو میں سما جاتا ہے۔ اور بوجہ شدت لطافت کے اس کو نہ پکڑ سکتے ہیں نہ بند کر سکتے ہیں۔ روح کی لطافت اس درجہ ہے کہ شیشہ میں سے بھی پار ہو جاتی ہے۔ حالانکہ ہوا اور پانی دوسرے اجسام لطیفہ اس میں سے نہیں نکل سکتے یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے اس نے روح کو اپنی ذات مقدس کا ایک نمونہ اس دنیا میں رکھا ہے تاکہ جو لوگ صرف محسوسات کو مانتے ہیں وہ روح پر غور کر کے مجردات یعنی جنوں اور فرشتوں اور پروردگار کو بھی مانیں۔ کیونکہ روح کے وجود سے انکار کرنا یہ ممکن نہیں ہو سکتا ہے۔ ہر آدمی جانتا ہے کہ ساٹھ برس اُدھر میں فلانے ملک میں گیا تھا۔ میں نے یہ یہ کام کیے تھے۔ حالانکہ اس ساٹھ برس میں اس کا بدن کئی بار بدل گیا یہاں تک کہ اس کا کوئی جزو قائم نہ رہا۔ پھر وہ چیز کیا ہے جو نہیں بدلی اور جس پر میں کا اطلاق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کا عجز دکھانے کے لیے روح کی حقیقت پوشیدہ کر دی۔ پیغمبروں کو اتنا ہی تبلایا گیا کہ وہ پروردگار کا امر یعنی حکم ہے۔ مثلاً ایک آدمی کہیں کا حاکم ہو تعلقدار یا تحصیل دار یا ڈپٹی کلکٹر پر اس کی موقوفی کا حکم بادشاہ کے پاس سے صادر ہو جائے دیکھو وہ شخص وہی رہتا ہے جو پہلے تھا اس کی کوئی چیز نہیں بدلتی۔ لیکن موقوفی کے بعد اس کو تعلق دار یا تحصیل دار یا ڈپٹی کلکٹر نہیں کہتے۔ آخر کیا چیز اس میں سے جاتی رہی۔ وہی حکم بادشاہ کا جاتا رہا۔ اسی طرح روح بھی پروردگار کا ایک حکم ہے۔ یعنے حیات کی صفت کا ظہور ہے۔ جہاں یہ حکم اٹھ گیا حیوان مر گیا۔ اس کا جسم وغیرہ سب ویسا ہی رہتا ہے۔ ۱۲ منہ اللھم اغفر لکاتبہ ولوالدیہ ولمن سعیٰ فیہ۔

فَنَبَذَهٗ وَقَالَ اِنِّیْ لَنْ اَلْبَسَهٗ اَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّعَمُّقِ وَالتَّنَازُعِ فِي الْعِلْمِ وَالْغُلُوِّ فِي الدِّيْنِ وَالْبِدَعِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ۔

۹۶۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُوَاصِلُوْا قَالُوْا اِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّيْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ فَلَمْ يَنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ قَالَ فَوَاصَلَ بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَيْنِ اَوْ لَيْلَتَيْنِ ثُمَّ رَاَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَاَخَّرَ الْهِلَالُ لَزِدْتُكُمْ كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ۔

بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں اتار کر ڈال دیں[1]۔

باب کسی امر میں تشدد اور سختی کرنا یا علم کی بات میں (بے موقع فضول) جھگڑا کرنا اور دین میں یا بدعتوں میں غلو کرنا حد سے بڑھ جانا، منع ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نساء) میں فرمایا۔ کتاب والو اپنے دین میں حد سے مت بڑھو[2]۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی۔ انہوں نے زہری سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طے کے روزے نہ رکھو لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ تو طے کرتے ہیں فرمایا میں تمہاری طرح تھوڑے ہوں میں تو رات اپنے مالک کے پاس رہتا ہوں۔ وہ مجھ کو کھلا پلا دیتا ہے۔ آخر وہ طے کے روزے رکھنے سے باز نہ آئے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیا کہ دو دن یا دو رات برابر طے کا روزہ رکھا پھر (اتفاق سے عید کا) چاند ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اگر ابھی چاند نہ ہوتا تو میں اور طے کرتا۔ گویا ان کو سزا دینے کے لیے آپ نے فرمایا[3]۔

[1] یہیں سے ترجمۃ الباب نکلتا ہے۔ حضور کا انگوٹھی کو پہننا یا نہ پہننا دین کے فرائض، واجبات یا ضروریات میں سے نہ تھا۔ مگر اس کے باوجود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا جذبۂ اطاعت اور حضور سے جذبۂ عقیدت اتنا گہرا تھا کہ وہ حضور کے ہر ہر عمل پر نظر رکھتے تھے اور اسی کی پیروی کرتے تھے۔ آج کل کے لوگوں کی طرح وہ کسی کام کے کرنے اور نہ کرنے کے وجوہ دریافت نہیں کرتے تھے [2] جیسے یہود نے حضرت عیسیٰؑ کو گھٹایا۔ یہاں تک کہ ان کی پیغمبری سے بھی انکار کیا اور نصاریٰ نے چڑھایا یہاں تک کہ خدا بنا دیا دونوں باتیں غلو ہیں غلو اسی کو کہتے ہیں کہ ایک امر مستحب کو فرض بنا دینا یا مباح کو حرام کر دینا یا حرام کو شرک کہہ دینا یہ امر مسلمانوں میں بھی ہے اللہ رحم کرے ۱۲ منہ [3] گو یہ روایت باب کے مطابق نہیں ہے۔ مگر امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا اس میں صاف یوں مذکور ہے کہ میں اتنی طے کرتا کہ یہ سختی کرنے والے اپنی سختی چھوڑ دیتے۔ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ہر عبادت اور ریاضت اسی طرح دین کے سب کاموں میں آں حضرتؐ کے ارشاد اور آپ کی سنت کی پیروی کرنا ضرور ہے۔ اسی میں زیادہ ثواب ہے۔ باقی کسی بات میں غلو کرنا یا حد سے بڑھ جانا مثلاً ساری رات جاگتے یا ہمیشہ روزہ رکھنا یہ کچھ افضل نہیں ہے۔ کیا تم نے وہ شعر نہیں سنا۔ بہ زہد و ورع کوش و صدق و صفا؛ ولیکن میفزائے بر مصطفیٰ + اسی طرح یہ جو بعضے مسلمانوں نے عادت کرلی ہے کہ ذرا سے مکروہ کام کو دیکھا تو اس کو حرام کہہ دیا یا سنت یا مستحب پر (باقی بر صفحہ آئندہ)

۹۶۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ خَطَبَنَا عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ عَلَى مِنْبَرٍ مِنْ آجُرٍّ وَعَلَيْهِ سَيْفٌ فِيهِ صَحِيفَةٌ مُعَلَّقَةٌ فَقَالَ وَاللَّهِ مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ يُقْرَأُ إِلَّا كِتَابُ اللَّهِ وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ فَنَشَرَهَا فَإِذَا فِيهَا أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَإِذَا فِيهَا الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مِنْ عَيْرٍ إِلَى كَذَا فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَإِذَا فِيهِ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَإِذَا فِيهَا مَنْ وَالَى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ

ہم سے عمرو بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا مجھ سے والد نے کہا ہم سے اعمش نے کہا مجھ سے ابراہیم بن یزید تیمی نے کہا مجھ سے والد نے کہا حضرت علی نے ہم کو اینٹوں کے منبر پر (کھڑے ہو کر) خطبہ سنایا وہ تلوار باندھے تھے۔ اس میں ایک کاغذ لٹک رہا تھا کہنے لگے خدا کی قسم ہمارے پاس قرآن کے سوا اور کوئی کتاب نہیں جو پڑھی جاتی ہو۔ اور اس کاغذ کے سوا پھر اس کاغذ کو کھولا تو اس میں اونٹوں کی عمروں کا بیان تھا کہ دیت میں اتنی اتنی عمر کے اونٹ دیئے جائیں) اور اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ مدینہ طیبہ کی زمین عیر سے لے کر یہاں (یعنی ثور) تک یہ دونوں مدینہ کے پہاڑ ہیں) حرم ہے جو کوئی اس جگہ نئی بات نکالے (بدعت) اس پر اللہ اور فرشتوں اور سب آدمیوں کی پھٹکار اللہ تعالیٰ اس کا نہ فرض قبول کریگا نہ نفل[1] اور اس میں یہ بھی تھا مسلمانوں کا ذمہ (عہد) ایک ہے ایک ادنیٰ مسلمان اس میں کام کر سکتا ہے۔ سو جس نے مسلمان کا ذمہ توڑا اس پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول کریگا نہ نفل اور اس میں یہ بھی تھا جس نے اپنے صاحبوں کو چھوڑ کر اور کسی کو مولے بنایا تو اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی پھٹکار۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض

(بقیہ صفحہ سابقہ) فرض واجب کی طرح سختی کی یا حرام یا مکروہ کام کو شرک قرار دے دیا اور مسلمان کو مشرک بنا دیا یہ طریقہ خوب نہیں ہے وہ غلو میں داخل ہے وہ لاتقولوا ہذا حلال و ہذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] باب کا مطلب یہیں سے نکلا اور گو حدیث میں اس جگہ کی قید ہے۔ مگر بدعت کا حکم ہر جگہ ایک ہے۔ دوسری روایت میں یوں ہے اس میں یہ بھی تھا کہ جو اللہ کے سوا اور کسی کی تعظیم کے لیے ذبح کرے اس پر اللہ نے لعنت کی اور جو کوئی زمین کا نشان چرائے اس پر اللہ نے لعنت کی اور جو کوئی اپنے باپ پر لعنت کرے اس پر اللہ نے لعنت کی۔ اور جو شخص کسی بدعتی کو ٹھکانا دے اس پر اللہ نے لعنت کی اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ شیعہ لوگ جو بہت سی کتابیں جناب امیر کی طرف منسوب کرتے ہیں جیسے صحیفہ کاملہ وغیرہ یا جناب امیر کا کوئی اور قرآن اس مروج قرآن کے سوا جانتے ہیں وہ جھوٹے ہیں۔ اسی طرح سورۂ علی جو بعضے شیعوں نے اپنی کتابوں میں نقل کی ہے پوری مفتری مفروض ہے لعنۃ اللہ علیہ علی واضعہ البتہ بعضی روایتوں سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ جناب امیر کے قرآن شریف کی ترتیب دوسری طرح پر تھی یعنے باعتبار تاریخ نزول کے اور ایک تابعی کہتے ہیں کہ اگر یہ قرآن شریف موجود ہوتا تو ہم کو بہت فائدے حاصل ہوتے یعنے سورتوں کی تقدیم اور تاخیر معلوم ہو جاتی باقی قرآن یہی تھا۔ جو اب مروج ہے۔ اس سے زیادہ اس میں کوئی سورت نہ تھی ۱۲ منہ۔

اللّٰہُ مِنْہُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا۔

قبول کرے گا نہ نفل۔

۹۶۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَۃُ رضی اللہ عنہا صَنَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا تَرَخَّصَ فِیْہِ وَ تَنَزَّہَ عَنْہُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذٰلِکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰہَ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَّتَنَزَّہُوْنَ عَنِ الشَّیْءِ اَصْنَعُہٗ فَوَاللّٰہِ اِنِّیْ اَعْلَمُھُمْ بِاللّٰہِ وَ اَشَدُّھُمْ لَہٗ خَشْیَۃً۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے والد نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے مسلم بن صبیح نے انہوں نے مسروق سے انہوں نے کہا حضرت عائشہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کیا (مثلاً افطار یا نکاح) اس کی اجازت دی بعضے لوگوں نے اس سے پرہیز کرنا بچنا اختیار کیا[1] یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ نے (خطبہ سنایا) اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا بعضے لوگوں کو کیا ہو گیا ہے میں ایک کام کو کرتا ہوں وہ اس سے بچتے ہیں خدا کی قسم میں ان سب لوگوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے واقف[2] اور ان سب[3] سے زیادہ اس سے ڈرنے والا ہوں۔

۹۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَخْبَرَنَا وَکِیْعٌ عَنْ نَّافِعِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ قَالَ کَادَ الْخَیِّرَانِ اَنْ یَّھْلِکَا اَبُوْبَکْرٍ وَّ عُمَرُ لَمَّا قَدِمَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفْدُ بَنِیْ تَمِیْمٍ اَشَارَ اَحَدُھُمَا بِالْاَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِیِّ اَخِیْ بَنِیْ مُجَاشِعٍ وَّ اَشَارَ الْاٰخَرُ بِغَیْرِہٖ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ لِعُمَرَ اِنَّمَا

ہم سے محمد بن مقاتل ابوالحسن مروزی نے بیان کیا کہا ہم کو وکیع نے خبر دی انہوں نے نافع بن عمر سے انہوں نے ابی ملیکہ سے انہوں نے کہا یہ دو بڑے نیک آدمی یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تھے (لیکن اللہ تعالےٰ نے بچا لیا) ہوا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب بنی تمیم کے ایلچی آئے (انہوں نے یہ درخواست کی کسی کو ہمارا سردار بنا دیجئے) تو ابوبکرؓ اور عمرؓ میں سے ایک نے (یعنی عمرؓ نے) یہ کہا اقرع بن حابس حنظلی کو جو بنی مجاشع میں سے تھا سردار بنا دیجئے اور دوسرے (یعنی ابوبکر صدیق) نے کسی اور کو (قعقاع بن سعید بن زرارہ کو) سردار بنانے کی رائے دی

[1] اس کو ادنے درجہ کا سمجھے اور کہنے لگے آنحضرتؐ کی بات اور ہے۔ اور اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں۔ آپ کو تھوڑی سی ہی عبادت کافی ہے لیکن ہم کو بہت زیادہ محنت اٹھانا چاہیئے ۱۲ [2] اس کی مرضی پہچاننے والا ۱۲ منہ [3] داؤدی نے کہا آنحضرتؐ نے جو کام کیا اس سے بچنا اس کو خلاف تقویٰ سمجھنا بڑا گناہ ہے بلکہ الحاد اور بے دینی ہے میں کہتا ہوں جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کو تقویٰ یا اولیٰ کے خلاف یا آپ کی عبادت کو بے حقیقت سمجھے اس سے کہنا چاہیئے تجھ کو تقوے کہاں سے معلوم ہوا اور تو نے عبادت کیا سمجھی نہ تو نے خدا کو دیکھا نہ تو خدا سے ملا جو کچھ تو نے علم حاصل کیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے پھر خدا کی مرضی تو کیا جانے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا یا بتلایا اسی میں خدا کی مرضی ہے ۱۲ ؎

خلاف پیمبر کسے راہ گزید | کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید ۱۲ منہ

اَرَدْتَ خِلَافِیْ فَقَالَ عُمَرُ مَا اَرَدْتُ خِلَافَكَ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ اِلٰی قَوْلِهٖ عَظِیْمٌ قَالَ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَیْرِ فَكَانَ عُمَرُ بَعْدُ وَلَمْ یَذْکُرْ ذٰلِكَ عَنْ اَبِیْهِ یَعْنِیْ اَبَا بَکْرٍ اِذَا حَدَّثَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِیْثٍ حَدَّثَهٗ كَاَخِی السِّرَارِ لَمْ یُسْمِعْهُ حَتّٰی یَسْتَفْهِمَهٗ۔

اس وقت ابوبکرؓ عمرؓ سے کہنے لگے (تم کو مصلحت سے غرض نہیں ہے) بس مجھ سے اختلاف کرنا چاہتے ہو۔ عمر کہنے لگے نہیں میری نیت اختلاف کی نہیں ہے۔ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں آخر (سورۂ حجرات کی) یہ آیت اتری۔ مسلمانوں پیغمبر کی آواز پر اپنی آواز مت بلند کیا کرو اخیر آیت عظیم تک۔ ابن ابی ملیکہ نے کہا عبداللہ بن زبیر کہتے تھے اس آیت کے اترنے کے بعد حضرت عمرؓ نے یہ طریقہ اختیار کیا اور ابوبکر نے اپنے نانا کا ذکر نہیں کیا۔ وہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ عرض کرتے تو اتنی آہستگی سے جیسے کوئی کان میں بات کرتا ہے۔ یہاں تک کہ آں حضرتؐ کو ان کی بات سنائی نہ دیتی۔ تو آپ دوبارہ پوچھتے کیا کہا[1]۔

۱۷۹۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَآئِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ مَرَضِهٖ مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ یُّصَلِّیْ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَآئِشَةُ قُلْتُ اِنَّ اَبَا بَکْرٍ اِذَا قَامَ فِیْ مَقَامِكَ لَمْ یُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُکَآءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَآئِشَةُ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُوْلِیْ اِنَّ اَبَا بَکْرٍ اِذَا قَامَ فِیْ مَقَامِكَ لَمْ یُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُکَآءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں یہ حکم دیا ابوبکرؓ سے کہو نماز پڑھائیں۔ اس پر میں نے عرض کیا یارسول اللہ ابوبکر (بڑے نرم دل آدمی ہیں) وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (آپ کی یاد میں) روتے روتے ان کی آواز بھی نکل نہ سکے گی۔ اس لیے عمر کو نماز پڑھانے کا حکم دیجئے آپ نے پھر یہی فرمایا ابوبکرؓ سے کہو نماز پڑھائیں اس وقت میں نے حفصہؓ سے کہا اب تم عرض کرو کہ ابوبکرؓ جب آپ کی جگہ کھڑے ہونگے تو روتے روتے ان کی آواز تک نہیں نکلے گی عمرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیجئے حفصہؓ نے ایسا ہی عرض کیا آپ نے فرمایا تم تو یوسف پیغمبر کے

[1] اس حدیث کی مطابقت باب سے یہ ہے کہ اس میں جھگڑا کرنے کا ذکر ہے۔ کیونکہ ابوبکرؓ اور عمرؓ دونوں تولیت کے باب میں جھگڑ رہے تھے یعنی کس کو حاکم بنایا جائے یہ ایک علم کی بات تھی ۱۲ عینی ؛

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُنَّ لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِاُصِيْبَ مِنْكِ خَيْرًا۔

٩٧٢۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ جَاءَ عُوَيْمِرٌ اِلٰى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ فَقَالَ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَّجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا فَيَقْتُلُهٗ اَتَقْتُلُوْنَهٗ بِهٖ سَلْ لِيْ يَا عَاصِمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ فَكَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَ فَرَجَعَ عَاصِمٌ فَاَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ الْمَسَائِلَ فَقَالَ عُوَيْمِرٌ وَّاللّٰهِ لَاٰتِيَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ وَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى الْقُرْاٰنَ خَلْفَ عَاصِمٍ فَقَالَ لَهٗ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْكُمْ قُرْاٰنًا فَدَعَا بِهِمَا فَتَقَدَّمَا فَتَلَاعَنَا ثُمَّ قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَمْسَكْتُهَا

ساتھ والیاں ہو دل میں تو کچھ اور ہے لیکن زبان سے دوسرا بہانہ کرتی ہو) ابو بکرؓ سے کہو وہ نماز پڑھائیں آنحضرتؐ کا یہ ارشاد سن کر ام المومنین حفصہؓ حضرت عائشہؓ سے کہنے لگیں مجھ کو تم سے کچھ بھلائی پہنچے یہ نہیں ہو سکتا۔[1]

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب زہری نے انہوں نے سہل بن سعد سے انہوں نے کہا ایسا ہوا عویمر عجلانی عاصم بن عدی صحابی کے پاس آیا۔ (جو اس کی قوم والے تھے) اور پوچھنے لگا بتلاؤ اگر کوئی شخص اپنی جورو کے ساتھ غیر مردوے کو (برا کام کرتے) پائے تو کیا کرے۔ اس کو مار ڈالے تو تم اس کو (قصاص) میں مار ڈالو گے[2] عاصم تم ایسا کرو میرے لیے یہ مسئلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو۔ عاصم نے آپ سے پوچھا آپ نے ایسے سوالوں کو برا جانا اور پوچھنے والے پر عیب لگایا۔ آخر عاصم اپنے گھر لوٹ آئے اور عویمر سے کہہ دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے سوالوں کو برا جانا اور کچھ جواب نہیں دیا، عویمر نے کہا خدا کی قسم میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤں گا (اور آپ سے پوچھوں گا) خیر عویمر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اللہ تعالیٰ پہلے ہی عاصم کے لوٹ جانے کے بعد قرآن کی آیتیں (یعنی لعان کی) اتار چکا تھا آپ نے عویمر سے فرمایا اللہ نے تم لوگوں کے باب میں قرآن اتارا ہے۔ پھر آپ نے عویمر اور اس کی جورو (خولہ) دونوں کو بلا بھیجا ان میں لعان کرایا لعان کے بعد عویمر نے کہا یا رسول اللہ اگر میں اب اس عورت کو رکھوں تو جیسے میں نے اس پر جھوٹا طوفان کیا غرض عویمر نے

[1] تم نے بھڑکا کر مجھ سے ایک بات کہلوائی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مجھ پر غصہ کرایا۔ یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گذر چکی ہے اس باب میں اس لیے لائے کہ اس سے اختلاف کرنے کی یا بار بار ایک ہی مقدمہ میں عرض کرنے کی جھگڑا کرنے کی برائی نکلتی ہے ١٢ منہ۔

[2] اگر نہ مارے تو ایسی بے غیرتی پر صبر بھی مشکل ہے ١٢ منہ۔

فَفَارَقَهَا وَلَمْ يَأْمُرْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِرَاقِهَا فَجَرَتِ السُّنَّةُ فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرُوهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَحْمَرَ قَصِيرًا مِثْلَ وَحَرَةٍ فَلَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ كَذَبَ وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَسْحَمَ أَعْيَنَ ذَا أَلْيَتَيْنِ فَلَا أَحْسِبُ إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى الْأَمْرِ الْمَكْرُوهِ۔

اس کو چھوڑ دیا آں حضرتؐ نے اس کو چھوڑ دینے کا حکم نہیں دیا۔ اس کے بعد لعان کرنے والوں میں یہی طریقہ جاری ہو گیا کہ لعان ہوتے ہی جورو خاوند جدا ہو جاتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (عویمر کی جورو کے باب میں) یہ بھی فرمایا۔ تم لوگ دیکھتے رہو اگر اس کا بچہ لال لال پست قد بامہنی کی طرح پیدا ہو تو میں سمجھتا ہوں (وہ بچہ عویمر کا ہے) عویمر نے عورت پر جھوٹا طوفان کیا۔ اور اگر سانولے رنگ کا بڑی آنکھ والا بڑے چوتڑ والا پیدا ہو تو جب میں سمجھوں گا عویمر سچا ہے۔ پھر اس عورت کا بچہ اسی مکروہ صورت کا (یعنی جس مرد سے بدنام ہوئی تھی اسی کی صورت کا) پیدا ہوا[1]۔

۹۷۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ النَّصْرِيُّ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِي ذِكْرًا مِنْ ذَلِكَ فَدَخَلْتُ عَلَى مَالِكٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ انْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى عُمَرَ أَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُونَ قَالَ نَعَمْ فَدَخَلُوا فَسَلَّمُوا وَجَلَسُوا فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَأَذِنَ لَهُمَا قَالَ الْعَبَّاسُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ الظَّالِمِ اسْتَبَّا فَقَالَ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے عقیل نے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو مالک بن اوس نصری نے خبر دی ابن شہاب کہتے ہیں۔ محمد بن جبیر بن مطعم بھی اس حدیث کا کچھ حصہ مجھ سے بیان کر چکے تھے۔ پھر میں مالک بن اوس پاس گیا ان سے پوچھا تو انہوں نے بیان کیا میں چلا حضرت عمرؓ پاس پہنچا میں ان کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں ان کا دربان یرفا نامی آیا اور کہنے لگا آپ سے عثمان بن عفان اور عبدالرحمن بن عوف اور زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص سے ملنا چاہتے ہیں وہ آپکے پاس آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا ہاں ان کو آنے دے وہ آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ اس کے بعد پھر یرفا آیا اور کہنے لگا آپ سے علی بن ابی طالب اور عباس ملنا چاہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ان کو بھی اجازت دی (وہ بھی آئے) اس وقت حضرت عباسؓ کہنے لگے امیرالمومنین میرا اور اس ظالم (یعنے حضرت علیؓ) کا فیصلہ کر دیجئے۔ دونوں

[1] یہ حدیث لعان کے باب میں گذر چکی ہے ترجمہ باب اس سے نکلتا ہے کہ آنحضرت نے ایسے سوالات کو برا جانا ان پر عیب کیا ۱۲ منہ

الرَّهْطُ عُثْمَانُ وَ أَصْحَابُهُ يَا أَمِيرَ
الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا
مِنَ الْآخَرِ فَقَالَ اتَّئِدُوا أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ
الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ
هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا
صَدَقَةٌ يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ قَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ
ذَلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ
أَنْشُدُكُمَا بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَلِكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ
عُمَرُ فَإِنِّي مُحَدِّثُكُمْ عَنْ هَذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ
خَصَّ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْمَالِ بِشَيْءٍ
لَمْ يُؤْتِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ فَإِنَّ اللَّهَ يَقُولُ مَا أَفَاءَ اللَّهُ
عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ الْآيَةَ فَكَانَتْ
هَذِهِ خَالِصَةً لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ثُمَّ وَاللَّهِ مَا احْتَازَهَا دُونَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا
عَلَيْكُمْ وَقَدْ أَعْطَاكُمُوهَا وَبَثَّهَا فِيكُمْ حَتَّى بَقِيَ
مِنْهَا هَذَا الْمَالُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هَذَا
الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللَّهِ
فَعَمِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ

صاحبوں نے آپس میں سخت گفتگو کی[1] اس وقت حاضرین یعنی عثمان
اور ان کے ساتھ والے کہنے لگے ہاں بہتر ہے امیرالمؤمنین ان کا
فیصلہ ہی کر دیجئے دونوں کو آرام حاصل ہو[2]۔ حضرت عمرؓ نے کہا
ٹھیرو (ذرا صبر کرو) میں تم کو اس پروردگار کی قسم دیتا ہوں جس
کے حکم سے زمین اور آسمان قائم ہیں تم کو یہ معلوم ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم پیغمبر لوگوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا
جو ہم چھوڑ جائیں وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ حاضرین نے
کہا بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے۔ اُس
وقت حضرت عمرؓ علیؓ اور عباسؓ کی طرف مخاطب ہوئے کہنے لگے۔
میں تم دونوں کو پروردگار کی قسم دیتا ہوں تم جانتے ہو کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے اُنہوں نے کہا بیشک فرمایا ہے
حضرت عمرؓ نے کہا بس اب تم سے اس معاملہ کی ساری حقیقت بیان
کرتا ہوں۔ یہ جو لوٹ کا مال بن لڑے بھڑے ہاتھ آئے وہ اللہ تعالیٰ
نے خاص اپنے پیغمبر کو دیا تھا۔ دوسرے کسی کو نہیں دیا تھا چنانچہ
(سورۂ حشر میں) فرماتا ہے۔ ما آفاء اللہ علی رسولہ منہم فما اوجفتم
علیہ اخیر آیت تک۔ تو یہ مال خاص آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا تھا۔ مگر آپ نے اس کو خاص اپنے اوپر خرچ نہیں کیا نہ
اپنی ذاتی جائداد بنایا بلکہ تم ہی لوگوں کو دیا تم ہی لوگوں میں تقسیم
کیا۔ تقسیم کے بعد یہ بچ رہا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا
کیا کرتے تھے۔ ان میں سے اپنی بی بیوں کا سال بھر کا خرچہ
نکال لیتے اور باقی جو رہتا وہ بیت المال میں (مسلمانوں کی عام
ضرورتوں کے لیے) شریک کر دیتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[1] مسلم کی روایت میں یوں ہے کہ حضرت عباس نے کہا میرا اور اس جھوٹے قصوروار دغاباز چور کا فیصلہ کر دیجئے۔ حضرت عباس بزرگ تھے۔ انہوں نے شفقت اور غصے کی راہ سے جیسے اپنے چھوٹوں پر کیا کرتے ہیں یہ کلمات حضرت علی کی نسبت کہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ حضرت عباس حضرت علی کو ایسا سمجھتے تھے ۱۲ منہ

[2] رات دن کے ٹنٹے بکھیڑے سے نجات ملے ۱۲ منہ

حَيَاتَهٗ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ فَقَالُوْا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَّ عَبَّاسٍ اَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا اَبُوْبَكْرٍ نَعْمَلُ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتُمَا حِيْنَئِذٍ وَّاَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ تَزْعُمَانِ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ فِيْهَا كَذَا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّهٗ فِيْهَا صَادِقٌ بَارٌّ رَّاشِدٌ تَابِعٌ لِّلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ اَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ اَعْمَلُ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ جِئْتُمَانِيْ وَكَلِمَتُكُمَا عَلٰى كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ وَّاَمْرُكُمَا جَمِيْعٌ جِئْتَنِيْ تَسْاَلُنِيْ نَصِيْبَكَ مِنِ ابْنِ اَخِيْكَ وَاَتَانِيْ هٰذَا يَسْاَلُنِيْ نَصِيْبَ امْرَاَتِهٖ مِنْ اَبِيْهَا فَقُلْتُ اِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا اِلَيْكُمَا عَلٰى اَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيْثَاقَهٗ تَعْمَلَانِ

اپنی زندگی بھر ایسا ہی کرتے رہے۔ حاضرین! میں تم لوگوں کو خدا کی قسم دیتا ہوں بیچ کہنا تم کو یہ معلوم ہے یا نہیں۔ انہوں نے کہا بیشک معلوم ہے پھر علی اور عباس سے کہا تم کو خدا کی قسم یہ بات جانتے ہو یا نہیں انھوں نے کہا بیشک جانتے ہیں حضرت عمرؓ نے کہا خیر پھر اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے اٹھا لیا (ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے) وہ کہنے لگے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ولی (کارپرداز) ہوں، ابوبکرؓ نے اس جائداد کو اپنے قبضے میں رکھا اور جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے ویسا ہی کیا (جن جن کاموں میں آپ خرچ کرتے انہی کاموں میں خرچ کرتے رہے)، اس کے بعد حضرت عمرؓ علیؓ اور عباسؓ کی طرف مخاطب ہوئے۔ کہنے لگے تم دونوں اس وقت یہ سمجھتے تھے کہ ابوبکرؓ اس معاملہ میں خطاوار ہیں[1]۔ حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ ابوبکرؓ اس معاملہ میں حق پر اور سچے اور ایماندار تھے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے ابوبکرؓ کو دنیا سے اٹھا لیا (میں خلیفہ ہوا) میں نے کہا اب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ دونوں کا ولی ہوں میں نے دو برس تک اس جائداد کو اپنے قبضے میں رکھا۔ اور جیسے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کرتے تھے کرتا رہا۔ پھر تم دونوں مل کر میرے پاس آئے اس وقت تم دونوں کی ایک ہی بات تھی ملے جلے تھے کوئی اختلاف نہ تھا عباس تم آئے اپنے بھتیجے (یعنی آنحضرتؐ) کا ترکہ مانگتے ہوئے اور علی تم آئے اپنی بی بی کا ترکہ ان کے والد کے مال میں سے مانگتے ہوئے میں نے تم سے یہ کہا (یہ جائداد تقسیم تو نہیں ہو سکتی لیکن) اگر تم چاہتے ہو تو میں (اہتمام کے طور پر)

[1] تم دونوں اپنا اپنا حصہ اس جائداد میں سے چاہتے تھے ۱۲ منہ

فِيْهَا بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمِلَ فِيْهَا اَبُوْ بَكْرٍ وَّبِمَا عَمِلْتُ فِيْهَا مُنْذُ وُلِّيْتُهَا وَاِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِيْ فِيْهَا فَقُلْتُمَا ادْفَعْهَا اِلَيْنَا بِذٰلِكَ فَدَفَعْتُهَا اِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا اِلَيْهِمَا بِذٰلِكَ قَالَ الرَّهْطُ نَعَمْ فَاَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ فَقَالَ اَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا اِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ اَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّيْ قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ فَوَالَّذِيْ بِاِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ لَا اَقْضِيْ فِيْهَا قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ فَاِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا اِلَيَّ فَاَنَا اَكْفِيْكُمَاهَا۔

تمہارے قبضے میں دے دیتا ہوں۔ لیکن اس شرط سے تم کو اللہ کا عہد و پیمان کہ اس جائداد کی آمدنی میں سے وہی سب کام کرتے رہو گے جو آنحضرت صلعم اور ابوبکرؓ کرتے رہے اور میں اپنی خلافت کے شروع سے اب تک کرتا رہا[1] نہیں تو اس جائداد کے بارے میں مجھ سے کچھ گفتگو نہ کرو تم نے یہ کہا نہیں اسی شرط پر یہ جائداد ہمارے حوالے کر دو۔ میں نے اسی شرط پر تمہارے حوالے کر دی۔ کیوں حاضرین! تم کو خدا کی قسم اسی شرط پر میں نے ان کو یہ جائداد دی نا اس پر حاضرین کہنے لگے بیشک سچ ہے۔ پھر علی اور عباس کی طرف مخاطب ہوئے کہنے لگے کیوں تم کو خدا کی قسم اسی شرط پر میں نے یہ جائداد تم کو دی ہے نا۔ انہوں نے کہا بیشک تب حضرت عمرؓ نے کہا پھر اب اس کے سوا اور کونسا فیصلہ مجھ سے کرایا چاہتے ہو قسم اس پروردگار کی جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں میں اس فیصلے کے سوا اور کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا۔ قیامت تک نہیں کر سکتا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے اگر تم سے اس جائداد کا انتظام نہیں ہو سکتا تو پھر میرے حوالے کر دو میں اس کا انتظام بھی کر لوں گا[2]۔

بَابٌ ۴۹۶ اِثْمِ مَنْ اٰوٰى مُحْدِثًا رَوَاهُ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب جو شخص بدعتی کو ٹھکانا دے (اس کو اپنے پاس ٹھہرائے) اس باب میں حضرت علیؓ نے آنحضرتؐ سے روایت کی ہے[3]۔

۴۹۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے

---

[1] جہاں اور رہرواروں خلافت کے کام دیکھتا ہوں ۱۲ منہ [2] یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے۔ اور ترجمہ باب کی مطابقت اس طرح سے ہے۔ کہ حضرت عثمان اور ان کے ساتھیوں نے علیؓ اور عباس کے تنازع اور اختلاف کو برا سمجھا۔ جب تو حضرت عمرؓ سے کہا ان دونوں کا فیصلہ کر کے ان کو آرام دیجئے ۱۲ منہ۔

[3] جو اوپر کے باب میں موصولاً گذر چکی ہے اور نیز باب الجزیہ میں ۱۲ منہ

عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ أَحَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ قَالَ نَعَمْ مَا بَيْنَ كَذَا إِلَى كَذَا لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ قَالَ عَاصِمٌ فَأَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ أَوْ آوٰى مُحْدِثًا۔

عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے عاصم بن سلیمان نے۔ میں نے انس سے کہا کیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی زمین کو بھی حرم قرار دیا۔ انہوں نے کہا، ہاں یہاں سے (عیر سے) لے کر وہاں (ثور) تک آپ نے فرمایا اس جگہ کا درخت کوئی نہ کاٹے۔ اور جو کوئی یہاں بدعت نکالے۔ اس پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی۔ عاصم نے کہا مجھ سے موسیٰ بن انس نے یہ حدیث بیان کی۔ اس میں اتنا زیادہ ہے یا بدعت نکالنے والے کو جائے دے (وہاں رکھے)[1]

بَابٌ ۹۷۴ مَا يُذْكَرُ مِنْ ذَمِّ الرَّأْيِ وَتَكَلُّفِ الْقِيَاسِ وَلَا تَقْفُ لَا تَقُلْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ

باب دین کے مسائل میں رائے پر عمل کرنے کی مذمت اسی طرح بے ضرورت قیاس کرنے کی[2]

۹۷۵۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شُرَيْحٍ وَغَيْرُهُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ حَجَّ عَلَيْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ سَمِعْتُ

ہم سے سعید بن تلید نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے۔ کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن شریح وغیرہ (ابن لہیعہ نے)، انہوں نے ابوالاسود (محمد بن عبدالرحمٰن) سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے کہا عبداللہ بن عمرو بن عاص حج کے لیے آئے تھے ہم سے ملے میں نے اُن سے سُنا

---

[1] معاذ اللہ بدعت سے آنحضرت کو کتنی نفرت تھی۔ کہ فرمایا جو کوئی بدعتی کو اپنے پاس اتارے جائے دے اس پر بھی لعنت۔ مسلمانو! اپنے پیغمبر صاحب کے فرمانے پر غور کرو۔ بدعت سے اور بدعتیوں کی صحبت سے بچتے رہو۔ اور ہر وقت سنت نبوی اور سنت پر چلنے والوں کے عاشق رہو۔ اگر کسی کام کے بدعت حسنہ یا سیئہ ہونے میں اختلاف ہو جیسے مجلس میلاد یا قیام وغیرہ تو اس سے بھی بچنا ہی افضل ہوگا اس لیے کہ اس کا کرنا کچھ فرض نہیں ہے اور نہ کرنے میں احتیاط ہے۔ مسلمانو تم جو بدعت کی طرف جاتے ہو یہ تمہاری نادانی ہے۔ اگر آخرت کا ثواب چاہتے ہو تو آنحضرت کی ایک ادنیٰ سنت پر عمل کرلو جیسے فجر کی سنت کے بعد ذرا سا لیٹ جانا اس میں ہزار مولود سے زیادہ تم کو ثواب ملے گا ۱۲ منہ [2] یا تکلف کے ساتھ قیاس کرنے کی۔ جیسے حنفیہ نے استحسان نکالا ہے یعنی قیاس جلی کے خلاف ایک باریک علت کو لینا ہماری شرع میں ان باتوں کو کسی صحابی نے پسند نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ کتاب اور سنت پر عمل کرتے رہے۔ جس مسئلہ میں کتاب و سنت کا حکم نہ ملا اس میں اپنی رائے کو دخل دیا وہ بھی سیدھے سادھے طور سے اور پیچ دار وجہوں سے ہمیشہ پرہیز کیا۔ ترجمہ باب میں رائے کی مذمت سے وہی رائے مراد ہے جو نص کے ہوتے ساتھ دی جائے ۱۲ منہ۔

النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ إِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ أَنْ أَعْطَاکُمُوْہُ انْتِزَاعًا وَلٰکِنْ یَنْتَزِعُہٗ مِنْھُمْ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَاءِ بِعِلْمِھِمْ فَیَبْقٰی نَاسٌ جُھَّالٌ یُسْتَفْتَوْنَ فَیُفْتُوْنَ بِرَأْیِھِمْ فَیَضِلُّوْنَ وَیُضِلُّوْنَ فَحَدَّثْتُ عَائِشَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ إِنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَمْرٍو حَجَّ بَعْدُ فَقَالَتْ یَا ابْنَ أُخْتِیْ انْطَلِقْ إِلٰی عَبْدِ اللّٰہِ فَاسْتَثْبِتْ لِیْ مِنْہُ الَّذِیْ حَدَّثْتَنِیْ عَنْہُ فَجِئْتُہٗ فَسَأَلْتُہٗ فَحَدَّثَنِیْ بِہٖ کَنَحْوِ مَا حَدَّثَنِیْ فَأَتَیْتُ عَائِشَۃَ فَأَخْبَرْتُھَا فَعَجِبَتْ فَقَالَتْ وَاللّٰہِ لَقَدْ حَفِظَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَمْرٍو۔

وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ (قیامت کے قریب) یہ نہیں کرنے کا کہ علم تم کو دے کر پھر تم سے چھین لے (تمہارے دل سے بھلا دے) بلکہ علم اس طرح اٹھالے گا کہ عالم لوگ مرجائیں گے انکے ساتھ علم بھی چلا جائے گا اور چند جاہل لوگ رہ جائیں گے ان سے کوئی مسئلہ پوچھے گا تو اپنی رائے سے بیان کریں گے[1]۔ آپ بھی گمراہ ہونگے دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ میں نے یہ حدیث حضرت عائشہؓ (اپنی خالہ) سے بیان کی اتنے میں عبداللہ بن عمر پھر حج کو آئے حضرت عائشہؓ نے کہا میرے بھانجے تو ایسا کر پھر عبداللہؓ کے پاس جا اور جو حدیث ان سے سن کر تو نے مجھ سے نقل کی تھی اس کو دوبارہ ان سے سن کر خوب مضبوط کرے۔ میں ان کے پاس گیا انہوں نے دوبارہ بھی اس حدیث کو اسی طرح بیان کیا جس طرح پہلی بار بیان کیا تھا۔ میں نے آکر حضرت عائشہ کو خبر کی۔ ان کو تعجب ہوا کہنے لگیں عبداللہ بن عمرؓ نے خدا کی قسم خوب یاد رکھا[2]۔

۹۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبُوْ حَمْزَۃَ سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا وَائِلٍ ھَلْ شَھِدْتَ صِفِّیْنَ قَالَ نَعَمْ فَسَمِعْتُ سَھْلَ بْنَ حُنَیْفٍ یَقُوْلُ وَحَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ إِسْمٰعِیْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَۃَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِیْ وَائِلٍ قَالَ قَالَ سَھْلُ بْنُ حُنَیْفٍ

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو ابوحمزہ نے خبر دی میں نے اعمش سے سنا کہا میں نے ابووائل سے پوچھا تم جنگ صفین میں موجود تھے انہوں نے کہا ہاں میں نے سہل بن حنیف صحابیؓ سے (اسی جنگ کے وقت سنا) دوسری سند امام بخاری نے کہا اور ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابووائل سے انہوں نے کہا سہل بن حنیف نے کہا لوگو اپنی

[1] باوجود اس کے کہ وہ مسئلہ حدیث و قرآن میں موجود ہوگا ۱۲ منہ [2] کہ اتنی مدت کے بعد بھی حدیث میں ایک لفظ کا فرق نہیں کیا اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ ایک زمانہ ایسا آسکتا ہے جس میں کوئی مجتہد نہ ہو جمہور کا یہی قول ہے۔ لیکن حنابلہ وغیرہ نے اس کو جائز نہیں رکھا کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ ایک گروہ میری امت کا ہمیشہ حق پر غالب رہے گا جب تک اللہ کا حکم یعنی قیامت آئے ۱۲ منہ۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّهِمُوا رَأْيَكُمْ عَلَى دِينِكُمْ لَقَدْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ وَلَوْ أَسْتَطِيعُ أَنْ أَرُدَّ أَمْرَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَدَدْتُهُ وَمَا وَضَعْنَا سُيُوفَنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا إِلَى أَمْرٍ يُفْظِعُنَا إِلَّا أَسْهَلْنَ بِنَا إِلَى أَمْرٍ نَعْرِفُهُ غَيْرَ هٰذَا الْأَمْرِ قَالَ وَقَالَ أَبُو وَائِلٍ شَهِدْتُ صِفِّينَ وَبِئْسَتْ صِفُّونَ۔

رائے کو دین کے مقدمہ میں غلط سمجھو میں نے (صلح حدیبیہ میں) خود اپنے تئیں دیکھا جب ابوجندل (زنجیروں میں بندھا) آگیا تھا اگر مجھ کو کچھ بھی گنجایش ہوتی تو میں اس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف کرتا[1] اور ہم نے جب کسی مہم پر اپنی تلواریں کاندھوں پر رکھیں (لڑائی شروع کی) تو ان تلواروں کی بدولت ہم کو ایک آسانی مل گئی جس کو ہم پہچانتے تھے مگر ایک اسی مہم[2] میں اعمش نے کہا ابو وائل نے کہا میں صفین میں موجود تھا اور صفین کی لڑائی بھی کیا بری لڑائی تھی (جس میں مسلمان آپس میں کٹ مرے[3])

بَابُ[4] مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْئَلُ مِمَّا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي أَوْ لَمْ يُجِبْ حَتّٰى يُنْزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ وَلَمْ يَقُلْ بِرَأْيٍ وَّلَا بِقِيَاسٍ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّوْحِ فَسَكَتَ حَتّٰى أُنْزِلَتْ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مسئلہ رائے یا قیاس سے نہیں تبلایا بلکہ جب آپ سے کوئی ایسی بات پوچھی جاتی جس باب میں کوئی وحی نہ اتری ہوتی تو آپ فرماتے میں نہیں جانتا یا وحی اترنے تک خاموش رہتے۔ کچھ جواب نہ دیتے۔ کیوں کہ اللہ تعالےٰ نے (سورۂ نساء میں) فرمایا۔ تاکہ اللہ جیسا تجھ کو بتلائے اس کے موافق تو حکم دے اور عبداللہ بن مسعود نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا روح کیا چیز ہے آپ خاموش رہے۔ یہاں تک کہ یہ آیت اتری[5]۔

۹۷۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے

---

[1] جب آپ نے ابوجندل کو قریش کے حوالہ کردیا اور قریش سے لڑتا۔ لیکن حکم رسول کے سامنے ہم لوگوں نے کچھ دم نہ مارا ۱۲ منہ۔

[2] یعنی جنگ صفین میں ہم مشکل میں گرفتار رہیں۔ دونوں طرف والے اپنے دلائل پیش کرتے ہیں ۱۲ منہ [3] بعضے نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زیادہ ہے قال ابوعبداللہ اتہموا رایکم یقول مالم یکن فیہ کتاب ولا سنۃ ولا ینبغی لہ ان یفتی امام بخاری نے کہا اتہموا رایکم جو سہل کی کلام میں ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ ہر مسئلہ میں جب تک کتاب اور سنت سے کوئی دلیل نہ ہو تو اپنی رائے کو صحیح نہ سمجھو اور رائے پر فتوی نہ دو۔ بلکہ کتاب سنت میں غور کرکے اس میں سے اس کا حکم نکالو۔ ابن عبدالبر نے کہا رائے مذموم سے وہی رائے مراد ہے کہ کتاب وسنت کو چھوڑ کر آدمی قیاس پر عمل کرے ۱۲ منہ [4] ویسألونک عن الروح یہ حدیث ابھی موصولاً گذر چکی ہے ۱۲ منہ۔

سُفْيٰنَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ مَرِضْتُ فَجَآءَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّهُمَا مَاشِيَانِ فَاَتَانِيْ وَقَدْ اُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ وَضُوْءَهٗ عَلَيَّ فَاَفَقْتُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيٰنُ فَقُلْتُ اَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اَقْضِيْ فِيْ مَالِيْ كَيْفَ اَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ قَالَ فَمَا اَجَابَنِيْ بِشَيْءٍ حَتّٰى نَزَلَتْ اٰيَةُ الْمِيْرَاثِ۔

سفیان بن عیینہ نے کہا میں نے محمد بن منکدر سے سنا وہ کہتے تھے۔ میں نے جابر بن عبد اللہ سے سنا انہوں نے کہا میں بیمار ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ پاؤں سے چلتے ہوئے میرے دیکھنے کو آئے میں بے ہوش پڑا تھا۔ آپ نے وضو کیا۔ اور وضو کا پانی مجھ پر ڈالا مجھ کو ہوش آگیا۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ایک مرتبہ سفیان نے یوں کہا اے رسول اللہ میں اپنے مال کا کیا فیصلہ کروں۔ آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ میراث کی آیت اتری[1]۔

بَابُ ۹۹۴ تَعْلِيْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمَّتَهٗ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ لَيْسَ بِرَاْيٍ وَّلَا تَمْثِيْلٍ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کے مرد اور عورتوں کو وہی باتیں سکھلانا جو اللہ نے آپ کو سکھلائی تھیں باقی رائے اور تمثیل آپؐ نے نہیں سکھلائی[2]۔

۹۷۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَصْبَهَانِيِّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ ذَكْوَانَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ جَآءَتِ امْرَاَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے انہوں نے عبد الرحمٰن بن اصبہانی سے انہوں نے ابو صالح ذکوان سے انہوں نے ابو سعید سے انہوں نے کہا ایک عورت (نام نامعلوم یا اسماء بنت یزید) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی کہنے لگی یارسول اللہ آپ کی سب حدیثیں

[1] حدیث سے آپ کا سکوت نکلا آیت اترنے تک لیکن یہ فرمانا کہ میں نہیں جانتا ابن حبان کی روایت میں ہے۔ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کونسی جگہ افضل ہے آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا۔ دارقطنی اور حاکم کی روایت میں ہے آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا حدود گناہ کرنے والوں کا کفارہ ہیں یا نہیں۔ مہلب نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضے مشکل مقامات میں سکوت فرمایا۔ لیکن آپ ہی نے اپنی امت کو قیاس کی تعلیم فرمائی۔ ایک عورت سے فرمایا، اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا تو تو ادا کرتی یا نہیں۔ تو اللہ کا حق ضرور ادا کرنا ہوگا۔ یہ عین قیاس ہے۔ اور امام بخاری کا یہ مطلب نہیں کہ بالکل قیاس نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ ایسا قیاس جو اصول شرعیہ کے خلاف ہو یا کسی دلیل شرعی پر مبنی نہ ہو صرف ایک خیالی بات ہو نہ کرنا چاہیئے۔ اور یہ مسئلہ تو علماء کا اجماعی ہے کہ نص موجود ہوتے ہوئے قیاس جائز نہیں اور جو شخص حدیث خلاف کرے حالانکہ وہ دوسری حدیث سے اس کا معارضہ نہ کرتا ہو نہ اس کے نسخ کا دعویٰ کرے نہ اس کی سند میں قدح کرے تو اس کی عدالت جاتی رہے گی وہ لوگوں کا امام کہاں ہو سکتا ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو وہ تو سر آنکھوں پر ہے۔ اور صحابہ رضی اللہ کے مختلف قولوں میں سے کوئی قول چن لیں گے۔ میں کہتا ہوں بس حنفیہ کو اپنے امام کے قول پر چلنا چاہیئے ۱۲ منہ

[2] یعنی ایک چیز کا حکم دوسری چیز کی مثل قرار دینا بوجہ علت جامع کے جس کو قیاس کہتے ہیں ۱۲ منہ

بِعَدِيثِكَ فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيكَ فِيهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللهُ فَقَالَ اجْتَمِعْنَ فِي يَوْمِ كَذَا وَكَذَا فَاجْتَمَعْنَ فَأَتَاهُنَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللهُ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ وَلَدِهَا ثَلٰثَةً إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِّنْهُنَّ يَا رَسُولَ اللهِ اثْنَيْنِ قَالَ فَأَعَادَتْهَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ۔

مردوں ہی نے ماریں (یاد کریں)، آپ ہم عورتوں کے لیے بھی ایک دن مقرر فرمائیے اس دن ہم آپکے پاس آیا کریں۔ آپ ہم کو بھی وہ باتیں سکھلائیں جو اللہ نے آپ کو سکھلائیں۔ آپ نے فرمایا اچھا فلاں فلاں دن فلاں فلاں جگہ میں تم اکٹھا ہوا کرو۔ وہ اکٹھا ہوئیں۔ آپ ان کے پاس تشریف لے گئے اور جو باتیں اللہ نے آپ کو سکھلائیں تھیں وہ ان کو سکھلائیں[1] پھر فرمایا دیکھو جو کوئی عورت اپنے تین بچوں کو (اللہ کے پاس) آگے بھیج چکی ہو تو قیامت کے دن وہ اس کے لیے دوزخ سے آڑ ہوں گے۔ ایک عورت نے پوچھا ام سلیم یا ام ایمن یا ام مبشر نے، یارسول اللہ اگر دو بچے بھیجے ہوں۔ اس عورت نے دو کا لفظ دو بار کہا۔ آپ نے فرمایا اور دو اور دو اور دو بھی۔

بَابُ[۴۵] قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ يُقَاتِلُونَ وَهُمْ أَهْلُ الْعِلْمِ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر ہو کر لڑتا رہے گا۔

امام بخاری نے کہا اس گروہ سے دین کے عالموں کا گروہ مراد ہے[3]۔

۹۷۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْمٰعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ۔

ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا۔ انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے، انہوں نے قیس بن ابی حازم سے انہوں نے مغیرہ بن شعبہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ برابر غالب رہے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آن پہنچے۔ وہ اس وقت تک غالب ہی رہیں گے[2]۔

---

[1] باب کا مطلب یہیں سے نکلتا ہے کرمانی نے کہا اس قول سے کہ وہ اسکے لیے دوزخ سے آڑ ہونگے کیونکہ یہ امر بغیر خدا کے تبلائے قیاس اور رائے سے معلوم نہیں ہو سکتا ۱۲ منہ [2] یہ دوسری حدیث کے خلاف نہیں ہے جس میں یہ ہے کہ قیامت بدترین خلق اللہ پر قائم ہوگی۔ کیونکہ یہ بدترین لوگ ایک مقام میں ہوں گے اور وہ گروہ دوسرے مقام میں ہوگا (بقیہ صفحہ آئندہ) [3] علی بن مدینی نے کہا جو امام بخاری کے استاد ہیں۔ اہل حدیث کا گروہ مراد ہے ۱۲

حَدَّثَنَا۔ اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ حُمَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيٰنَ يَخْطُبُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّيُعْطِي اللّٰهُ وَلَنْ يَّزَالَ اَمْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ مُسْتَقِيْمًا حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ اَوْحَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو حمید نے خبر دی کہا میں نے معاویہ بن ابی سفیان سے سنا وہ خطبہ میں کہہ رہے تھے۔ میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اللہ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ عنایت فرماتا ہے اور میں تو بانٹنے والا ہوں دینے والا اللہ ہے اور اس امت کا کام قیامت تک برابر بنا رہے گا یا یوں فرمایا جب تک اللہ کا حکم آجائے[1]۔

بَابٌ۵۰۱ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَوْيَلْبِسَكُمْ شِيَعًا۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ انعام میں) یوں فرمانا یا تمہارے کئی فرقے کردے۔

۹۸۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ لَمَّا نَزَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ قَالَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ اَوْمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ قَالَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ فَلَمَّا نَزَلَتْ اَوْيَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ قَالَ هَاتَانِ اَهْوَنُ اَوْاَيْسَرُ۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہ عمرو بن دینار نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ سے سنا وہ کہتے تھے جب یہ آیت (سورۂ انعام کی) اتری۔ قل ہو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تیرے مبارک منہ کی پناہ۔ اومن تحت ارجلکم یا اللہ تیرے مبارک منہ کی پناہ۔ پھر جب یہ آیت اتری اویلبسکم شیعا ویذیق بعضکم باس بعض تو آپ نے فرمایا یہ دونوں باتیں سہل ہیں[2]۔

بَابٌ۵۰۲ مَنْ شَبَّهَ اَصْلًا مَّعْلُوْمًا

باب ایک امر معلوم کو دوسرے امر واضح سے

(بقیہ صفحہ سابقہ) یا اس حدیث میں امراللہ سے یہ مراد ہے، یہاں تک کہ قیامت قریب آن پہنچے تو قیامت سے کچھ پہلے یہ فرقہ والے مر جائیں گے اور برے برے لوگ رہ جائیں گے۔ جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ قیامت کے قریب ایک ہوا چلے گی جس سے ہر مومن کی روح قبض ہو جائے گی ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] معلوم ہوا اسلام کا دین قیامت تک قائم رہے گا اور پادری جو بکتے پھرتے ہیں کہ اب اسلام چند صدیوں کا اور مہمان ہے یہ ان کی بے وقوفی ہے۔ محال است کہ ہنرمنداں بمیرند و بے ہنراں جائے او شاں گیرند ۱۲ منہ [2] یہ حدیث تفسیر سورۂ انعام میں گذر چکی ہے۔ من فوقکم سے پتھروں یا بارش کا عذاب مراد ہے۔ من تحت ارجلکم سے زلزلہ اور دھنسنا مراد ہے۔ ۱۲ منہ۔

بِأَصْلٍ مُّبَيَّنٍ قَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ حُكْمَهُمَا لِيُفْهِمَ السَّائِلَ۔

تشبیہ دینا جس کا حکم اللہ نے بیان کر دیا ہے۔ تاکہ پوچھنے والا سمجھ جائے[1]

۹۸۱- حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ وَإِنِّي أَنْكَرْتُهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا أَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ قَالَ إِنَّ فِيهَا لَوُرْقًا قَالَ فَأَنّٰى تُرٰى ذٰلِكَ جَاءَهَا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عِرْقٌ نَزَعَهَا قَالَ وَلَعَلَّ هٰذَا عِرْقٌ نَزَعَهُ وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُ فِي الْإِنْتِفَاءِ مِنْهُ۔

ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے انہوں نے یونس بن یزید ایلی سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے ایک گنوار (ضمضم بن قتادہ یا فزارہ بن ذبیان) آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری جورو ایک کالا بچہ جنی ہے۔ جس کو میں اپنا نہیں سمجھتا (یعنی دل میں گو زبان سے اس نے انکار نہیں کیا)، آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا۔ تیرے پاس اُونٹ ہیں، بولا ہاں ہیں۔ آپ نے فرمایا اُن کا رنگ کیا ہے؟ کہنے لگا سُرخ ہیں۔ آپ نے فرمایا کوئی خاکی رنگ کا بھی ہے کہنے لگا ہاں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ پھر یہ خاکی رنگ کہاں سے آیا۔ (جب ماں باپ دونوں سُرخ رنگ تھے)، کہنے لگا کسی رگ نے یہ رنگ کھینچ لیا ہوگا۔ آپ نے فرمایا شاید تیرے بچہ کا بھی رنگ کسی رگ نے کھینچ لیا ہوگا بہرحال آپ نے اس کو یہ اجازت نہ دی کہ اس بچہ کی نسبت یوں کہے۔ میرا بچہ نہیں ہے۔

۹۸۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے انہوں نے ابوبشر سے انہوں نے سعید بن جبیر سے

[1] اسی کو قیاس کہتے ہیں۔ باب کی دونوں حدیثوں سے قیاس کا جواز نکلتا ہے۔ لیکن ابن مسعودؓ نے صحابہ میں سے اور عامر شعبی اور ابن سیرین نے فقہا میں سے قیاس کا انکار کیا ہے۔ باقی تمام فقہار نے قیاس کے جواز پر اتفاق کیا ہے۔ جب اس کی ضرورت ہو۔ اور جمہور صحابہ اور تابعین سے قیاس منقول ہے۔ اور اوپر جو امام بخاری نے رائے اور قیاس کی مذمت بیان کی ہے۔ اس سے مراد وہی قیاس اور رائے ہے جو فاسد ہو۔ لیکن قیاس صحیح شرائط کے ساتھ وہ بھی جب حدیث اور قرآن میں وہ مسئلہ صراحت کے ساتھ نہ ملے اکثر علماء نے جائز رکھا ہے اور بغیر اس کے کام چلنا دشوار ہے ۱۲ منہ۔

جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَاَةً جَاءَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ اُمِّيْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ فَمَاتَتْ قَبْلَ اَنْ تَحُجَّ اَفَاَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّيْ عَنْهَا اَرَاَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى اُمِّكِ دَيْنٌ اَكُنْتِ قَاضِيَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَاقْضُوا الَّذِيْ لَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ اَحَقُّ بِالْوَفَاءِ۔

انہوں نے ابن عباسؓ سے ایک عورت (سنان بن سلمہ جہنی کی جورو یا اس کی پھوپھی) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی کہنے لگی۔ میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی۔ لیکن وہ حج کرنے سے پہلے مرگئی۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کروں۔ آپ نے فرمایا ہاں اس کی طرف سے حج کر بھلا بتلا تو سہی اگر تیری ماں پر کچھ قرض ہوتو تو ادا کرے گی۔ اس نے کہا بیشک ادا کروں گی۔ آپ نے فرمایا تو پھر اللہ کا بھی قرض ادا کر۔ اس کا قرض ادا کرنا تو اور زیادہ ضروری ہے۔

بَابٌ ۵۰۳ مَا جَاءَ فِي اجْتِهَادِ الْقُضَاةِ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِقَوْلِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ وَمَدَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبَ الْحِكْمَةِ حِيْنَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا لَا يَتَكَلَّفُ مِنْ قِبَلِهٖ وَمُشَاوَرَةِ الْخُلَفَاءِ وَسُؤَالِهِمْ اَهْلَ الْعِلْمِ۔

باب قاضیوں کو کوشش کرکے اللہ کی کتاب کے موافق حکم دینا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو لوگ اللہ کے اتارے موافق حکم نہ کریں۔ وہی لوگ ظالم ہیں اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علم والے کی تعریف کی جو علم کے موافق حکم دیتا ہے۔ اور لوگوں کو سکھلاتا ہے (یہ حدیث اوپر بھی گزر چکی ہے۔ اس باب میں بھی آتی ہے) اور اپنی طرف سے کوئی بات نہیں بناتا اس باب میں یہ بھی بیان ہے کہ خلیفوں نے اہل علم سے مشورہ لیا ہے، ان سے مسئلہ پوچھا ہے۔

۹۸۳۔ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ وَاٰخَرُ اٰتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ

ہم سے شہاب بن عباد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن حمید نے۔ انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے، انہوں نے قیس بن ابی حازم سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رشک دو آدمیوں کے سوا اور کسی پر نہ ہونا چاہیے۔ ایک تو اس شخص پر جس کو اللہ نے روپیہ پیسہ دیا ہے، اچھے کاموں میں اس کے ہاتھ سے خرچ کراتا ہے۔ دوسرے

يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا۔

وہ شخص جس کو اللہ نے حکمت[1] دیا ہے وہ اس کے موافق فیصلہ کرتا ہے اس کی تعلیم کرتا ہے۔

۶۹۸۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ سَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ هِيَ الَّتِي يُضْرَبُ بَطْنُهَا فَتُلْقِي جَنِينًا فَقَالَ أَيُّكُمْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ شَيْئًا فَقُلْتُ أَنَا فَقَالَ مَا هُوَ قُلْتُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِيهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ فَقَالَ لَا تَبْرَحْ حَتَّى تَجِيئَنِي بِالْمَخْرَجِ فِيمَا قُلْتَ فَخَرَجْتُ فَوَجَدْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ فَجِئْتُ بِهِ فَشَهِدَ مَعِي أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِيهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ تَابَعَهُ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا۔ انہوں نے اپنے والد (عروہ) سے انہوں نے مغیرہ بن شعبہ سے انہوں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے لوگوں سے یہ پوچھا کوئی کسی پیٹ والی عورت کے پیٹ پر مارے اس کا بچہ گر پڑے تو اس باب میں کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنی ہے۔ میں نے کہا، ہاں میں نے سنی ہے۔ انہوں نے کہا بیان کرو۔ میں نے کہا میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ اس میں ایک بردہ دینا لازم ہوتا ہے، غلام ہو یا لونڈی۔ حضرت عمر رضؓ نے کہا خبردار تو چھوٹ نہیں سکتا جب تک اس حدیث پر دوسرا گواہ کوئی نہ لائے۔ یہ سن کر میں نکلا، میں نے محمد بن مسلمہ صحابی کو پایا۔ میں ان کو لے کر آیا۔ انہوں نے میرے ساتھ گواہی دی کہ انہوں نے بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے۔ آپ فرماتے تھے اس میں ایک بردہ لازم ہوگا۔ غلام ہو یا لونڈی[2]۔ ہشام بن عروہ کے ساتھ اس حدیث کو ابن ابی الزناد نے بھی اپنے باپ سے انہوں نے عروہ سے، انہوں نے مغیرہ سے

[1] یعنے دین کا علم قرآن حدیث کا ۱۲ منہ [2] ترجمہ باب اس سے نکلا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ وقت تھے۔ مگر انہوں نے دوسرے صحابہ سے یہ مسئلہ پوچھا اب یہ اعتراض نہ ہوگا۔ کہ حضرت عمر رضؓ نے جو صرف مغیرہ کا بیان قبول نہ کیا تو خبر واحد کیونکر حجت ہوگی۔ حالانکہ وہ حجت ہے جیسے اوپر گذر چکا۔ کیوں کہ حضرت عمر رضؓ نے مزید احتیاط اور مضبوطی کے لیے دوسری گواہی طلب کی۔ نہ اس لیے کہ خبر واحد ان کے پاس حجت نہ تھی۔ کیوں کہ محمد بن مسلمہ کی شہادت کے بعد بھی یہ خبر واحد ہی رہی ۱۲ منہ

اللھم اغفر لکاتبہ ولمن سعی فیہ۔

الْمُغِيْرَةِ۔

روایت کیا (اس کو محاملی نے وصل کیا)

بَابٌ ۵۰۴ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا تم لوگ (یعنی مسلمان بھی) اگلے لوگوں کی چال پر چلو گے۔

۹۸۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَأْخُذَ أُمَّتِي بِأَخْذِ الْقُرُونِ قَبْلَهَا شِبْرًا بِشِبْرٍ وَّ ذِرَاعًا بِذِرَاعٍ فَقِيْلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَفَارِسَ وَالرُّومِ فَقَالَ وَمَنِ النَّاسُ إِلَّا أُولٰئِكَ۔

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے ابوہریرہ سے انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا۔ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک میری امت بھی اگلی امت کی چال پر نہ چلے گی۔ بالشت بالشت اور ہاتھ ہاتھ۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ اگلی امتوں سے کون لوگ مراد ہیں پارسی اور نصرانی آپ نے فرمایا پھر اور کون[1]۔

۹۸۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ الصَّنْعَانِيُّ مِنَ الْيَمَنِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا شِبْرًا وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوهُمْ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى قَالَ فَمَنْ۔

ہم سے محمد بن عبدالعزیز رملی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابو عمر صنعانی نے (جو یمن کے رہنے والے تھے) انہوں نے زید بن اسلم سے، انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابوسعید خدری سے انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا۔ تم اگلے لوگوں کی چالوں پر چلو گے بالشت بالشت ہاتھ ہاتھ یہاں تک کہ اگر وہ گوڑ پھوڑ کی سوراخ میں گھسیں گے تو تم بھی گھس جاؤ گے ہم لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ اگلے لوگوں سے یہود اور نصاریٰ مراد ہیں۔ آپ نے فرمایا پھر کون[2]۔

بَابٌ ۴۹۹ إِثْمِ مَنْ دَعَا إِلٰى ضَلَالَةٍ

باب جو شخص گمراہ کی طرف بلائے اس کا گناہ

[1] جب مسلمانوں کی سلطنت ہوئی پہلے انہوں نے ایرانیوں کی چال ڈھال وضع قطع اختیار کی۔ پھر بعد کے زمانہ میں مغلیہ سلاطین کی سلطنت ۱۲۰۰ھ تک رہی تو انہیں کی سب باتیں جاری ہوئیں یہاں تک کہ سن الٰہی جاری ہوگیا۔ اس کے بعد انگریزوں کی حکومت ہوئی اب اکثر مسلمان ان کی مشابہت کر رہے ہیں کھانے پینے لباس معاشرت نشست برخاست سب رسموں میں انہی کی پیروی کر رہے ہیں ۱۲ منہ [2] گوڑ پھوڑ کے بل میں گھسنے کا مطلب یہ ہے کہ انہی کی سی چال ڈھال اختیار کرو گے اچھی ہو یا بری ہر حال میں ان کی چال چلنا پسند کرو گے۔ ہمارے زمانے میں بعینہ یہی حال ہے مسلمانوں سے قوت اجتہادی اور اختراعی کا مادہ بالکل سلب ہوگیا ہے۔ بس جیسے انگریزوں کو کرتے دیکھا وہی کام خود بھی کرنے لگتے ہیں۔ کچھ سوچتے ہی نہیں کہ آیا یہ کام ہمارے ملک اور ہماری آب و ہوا کے لحاظ سے مناسب اور قرین عقل بھی ہے یا نہیں۔ اللہ رحم کرے ۱۲ منہ

أَوْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ الْآيَةَ۔

اسی طرح جو شخص بری رسم قائم کرے[1] اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نحل میں) فرمایا اُن لوگوں کا بھی بوجھ اُٹھائیں گے جن کو بے علمی کی وجہ سے گمراہ کرتے ہیں۔

۹۸۷۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْهَا وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيٰنُ مِنْ دَمِهَا لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ أَوَّلًا۔

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے عبداللہ بن مرہ سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی آدمی ظلم سے ناحق مارا جاتا ہے اس کے گناہ کا ایک حصہ آدمؑ کے پہلے بیٹے (قابیل) پر ڈالا جاتا ہے (جس نے ہابیل اپنے بھائی کو ناحق مار ڈالا تھا) کبھی سفیان بن عیینہ نے اس حدیث میں یوں کہا اس کے خون کے گناہ کا ایک حصہ۔ کیوں کہ (روئے زمین پر) ناحق خون کی بنا (رسم) اسی نے قائم کی[2]

تَمَّ الْجُزْءُ التَّاسِعُ وَالْعِشْرُوْنَ وَيَتْلُوْهُ الْجُزْءُ الثَّلٰثُوْنَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

اللہ کے فضل و کرم سے انتیسواں پارہ تمام ہوا۔ اب تیسواں پارہ خدا چاہے تو شروع ہوگا۔

منور حسین خوشنویس محلہ بہاول پورہ
حافظ آباد

---

[1] اس باب میں صریح حدیثیں وارد ہیں۔ مگر امام بخاری اپنی شرط پر نہ ہونے سے شاید ان کو نہ لا سکے۔ امام مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نکالا۔ آں حضرت نے فرمایا جو شخص گمراہی کی طرف بلائے گا اس پر اس کا گناہ اور ان لوگوں کا جو اس پر عمل کرتے رہیں گے پڑتا رہے گا عمل کرنے والوں کا گناہ کچھ کم نہ ہوگا۔ اور امام مسلم نے جریر بن عبداللہ بجلی سے روایت کیا جو شخص اسلام میں بری رسم قائم کرے اس پر اس کا بوجھ اور عمل کرنے والوں کا بوجھ پڑتا رہے گا عمل کرنے والوں کا بوجھ کچھ کم نہ ہوگا ۱۲ منہ [2] بدعت نکالنے والے والے کو اس حدیث سے ڈرنا چاہیے۔ اس کو ہلکا نہ سمجھے قیامت تک اس کم بخت پر بوجھ پڑتا رہے گا ۱۲ منہ

تیسواں پارہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

بَابُ ۵۰۷ مَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَضَّ عَلَى اتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَمَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْحَرَمَانِ مَكَّةُ وَالْمَدِيْنَةُ وَمَا كَانَ بِهَا مِنْ مَّشَاهِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَمُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۹۸۸ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ السَّلَمِيِّ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَجَاءَ الْأَعْرَابِيُّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَأَبَى رَسُوْلُ اللّٰهِ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عالموں کے اتفاق کرنے کا جو ذکر فرمایا ہے اس کی ترغیب دی ہے۔ اور مکہ اور مدینہ کے عالموں کے اجماع کا بیان[1] اور مدینہ میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین انصار کے متبرک مقامات ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز گاہ اور منبر اور قبر کا بیان۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے محمد بن منکدر سے انہوں نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے ایک گنوار (قیس بن ابی حازم یا قیس بن حازم یا اور کوئی) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام پر بیعت کی۔ پھر مدینہ میں اس کو تپ آنے لگا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا یا رسول اللہ میری بیعت فسخ کر دیجیے۔ آپ نے انکار کیا

---

[1] اکثر علما کا یہ قول ہے۔ کہ اجماع جب معتبر ہوتا ہے کہ تمام جہان کے مجتہدین اسلام اس مسئلہ پر اتفاق کریں۔ ایک کا بھی اختلاف نہ ہو، اور امام مالکؒ نے اہل مدینہ کا اجماع بھی حجت رکھا ہے۔ امام بخاری کے کلام سے یہ نکلتا ہے۔ کہ اہل مکہ اور اہل مدینہ دونوں کا اجماع بھی حجت ہے۔ مگر حافظ نے کہا امام بخاری کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ اہل مدینہ اور اہل مکہ کا اجماع حجت ہے۔ بلکہ ان کا مطلب یہ ہے۔ کہ اختلاف کے وقت اس جانب کو ترجیح ہو گی۔ جس پر اہل مکہ اور مدینہ اتفاق کریں۔ بعضے لوگوں نے اہل بیت اور خلفائے اربعہ کا اتفاق۔ بعضوں نے ائمہ اربعہ کا اتفاق اجماع سمجھا ہے۔ مگر جمہور کا وہی قول ہے۔ کہ ایسے اتفاقات اجماع نہیں ہو سکتے۔ جب تک تمام جہان کے مجتہدین اسلام اتفاق نہ کریں۔ امام شوکانی نے کہا۔ اجماع کا دعوے ایک ایسا دعوے ہے۔ کہ طالب حق کو اس سے خوف نہ کرنا چاہیے میں کہتا ہوں اس وقت حرمین شریفین میں بہت سے بدعات اور امور خلاف شرع جاری ہیں۔ اس لیے اہل حرمین کا اجماع کوئی حجت نہیں ہے۔ اور ہمیشہ طالب حق کو دلیل کی پیروی کرنا چاہیے۔ اور جس قول کی دلیل قوی ہو اسی کو اختیار کرنا چاہیے۔ گو اس کے قائل قلیل ہوں۔ البتہ مسائل جن پر تمام جہان کے علماء نے شرقاً اور غرباً اتفاق کیا ہے۔ ایک مجتہد یا عالم سے بھی اس میں اختلاف منقول نہیں ہے۔ ایسے مسائل میں بے شک اجماع کا خلاف کرنا جائز نہیں ۱۲ منہ۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبٰى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبٰى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيبُهَا۔

۹۸۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أُقْرِئُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ فَلَمَّا كَانَ آخِرُ حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بِمِنًى لَوْ شَهِدْتَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَتَاهُ رَجُلٌ قَالَ إِنَّ فُلَانًا يَقُولُ لَوْ مَاتَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ لَبَايَعْنَا فُلَانًا فَقَالَ عُمَرُ لَأَقُومَنَّ الْعَشِيَّةَ فَأُحَذِّرَ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَغْصِبُوهُمْ قُلْتُ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ يَغْلِبُونَ عَلٰى مَجْلِسِكَ فَأَخَافُ أَنْ لَا يُنْزِلُوهَا عَلٰى وَجْهِهَا فَيُطِيرُ بِهَا كُلُّ مُطِيرٍ فَأَمْهِلْ حَتّٰى تَقْدَمَ

پھر آیا اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ میری بیعت فسخ کر دیجئے۔ آپ نے انکار کیا۔ پھر آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میری بیعت فسخ کر دیجئے آپ نے انکار کیا۔ آخر وہ مدینہ سے نکل کر (اپنے جنگل کو) چل دیا اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مدینہ لوہار کی بھٹی کی طرح میل کچیل کو چھانٹ ڈالتا ہے۔ اور کھرے پاکیزہ مال کو رکھ لیتا ہے[1]۔

ہم سے موسٰی بن اسمٰعیل نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے معمر بن راشد نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے کہا میں عبدالرحمٰن بن عوف کو قرآن پڑھایا کرتا جب حضرت عمرؓ نے (اپنی خلافت میں) آخری حج کیا۔ تو عبدالرحمٰن بن عوف منیٰ میں مجھ سے کہنے لگے۔ ابن عباسؓ کاش تم (آج کے دن) امیرالمومنین کے پاس ہوتے۔ ہوا یہ کہ ایک شخص (نام نامعلوم) ان کے پاس آیا۔ کہنے لگا۔ فلاں شخص (نام نامعلوم) کہتا ہے۔ اگر عمر جائیں تو ہم فلاں شخص[2] سے بیعت کر لیں گے۔ یہ سن کر امیرالمومنین نے کہا۔ میں آج سہ پہر کو کھڑے ہو کر خطبہ سناؤں گا۔ اور ان لوگوں کو ڈراؤں گا جو (عام مسلمانوں کا حق) غصب کرنا چاہتے ہیں[3]۔ میں نے کہا۔ نہیں امیرالمومنین ایسا نہ کرو۔ (یہاں پر یہ خطبہ نہ سناؤ) کیونکہ یہ حج کا موسم ہے یہاں ہر قسم کے (شریف) رذیل لوگ جمع ہیں۔ یہ سب کثرت سے آپ کی مجلس میں اکٹھا ہو جاویں گے۔ اور میں ڈرتا ہوں کہ کہیں آپ کی کلام کا مطلب یہ سمجھ کر کچھ اور نہ معنے کر لیں۔ اور منہ در منہ

[1] اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے اس طرح ہے کہ جب مدینہ سب شہروں سے افضل ہوا تو وہاں کے علماء کا اجماع ضرور معتبر ہوگا۔ کیوں کر مدینہ میں برے اور بدکار لوگ ٹھہر ہی نہیں سکتے۔ وہاں کے علماء سب اچھے اور نیک اور صالح ہی ہوں گے۔ میں کہتا ہوں یہ حکم خاص تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکات سے ورنہ بعد آپ کی وفات کے بہت سے اجلائے صحابہ مدینہ سے نکل گئے۔ اور دوسرے ملکوں میں جا کر مرے۔ جیسے علیؓ اور ابن مسعود اور ابوموسٰی اور ابوذر اور عمار اور حذیفہ اور عبادہ بن صامت وغیرہمؓ ۱۲ منہ [2] طلحہ بن عبیدہ یا حضرت علیؓ ۱۲ منہ [3] یا اپنی حیثیت سے زیادہ باتیں بناتے ہیں چھوٹا منہ بڑی بات۔ حضرت عمرؓ کا مطلب یہ ہے۔ کہ خلافت میں رائے دینے کا حق تمام مسلمانوں کو ہے۔ پس جس پر اکثر لوگ اتفاق کریں اس سے بیعت کرنا چاہیے یہ کیا بات ہے کہ ہم فلانے سے بیعت کر لیں گے فلانے سے بیعت کر لیا گئے ایک تم ہی تھوڑے ہو ۱۲ منہ

الْمَدِيْنَةَ دَارَ الْهِجْرَةِ وَدَارَ السُّنَّةِ فَتَخْلُصَ بِأَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ فَيَحْفَظُوْا مَقَالَتَكَ وَيُنْزِلُوْهَا عَلٰى وَجْهِهَا فَقَالَ وَاللهِ لَأَقُوْمَنَّ بِهٖ فِيْ أَوَّلِ مَقَامٍ أَقُوْمُهُ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ فِيْمَا أُنْزِلَ آيَةُ الرَّجْمِ۔

۹۹۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رض وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مِنْ كَتَّانٍ فَتَمَخَّطَ فَقَالَ بَخْ بَخْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَتَمَخَّطُ فِي الْكَتَّانِ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَإِنِّيْ لَأَخِرُّ فِيْمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ رض مَغْشِيًّا عَلَيَّ فَيَجِيْءُ الْجَائِيْ فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلٰى عُنُقِيْ وَيُرٰى أَنِّيْ مَجْنُوْنٌ وَمَا بِيْ جُنُوْنٌ مَّا بِيْ إِلَّا الْجُوْعُ

اس کو اڑاتے پھریں آپ ٹھہر جایئے جب مدینہ میں پہنچئے جو ہجرت اور سنت نبوی کا مقام ہے وہاں آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مہاجرین اور انصار خالص ایسے ہی لوگ ملیں گے جو آپ کا کلام یاد رکھیں گے اور اس کا مطلب بھی ٹھیک بیان کریں گے (وہاں فراغت سے خطبہ سنایئے) امیر المومنین نے کہا خیر خدا کی قسم میں مدینہ پہنچ کر جو پہلا خطبہ جو کھڑے ہو کر سناؤں گا۔ اس میں اس کا بیان کروں گا۔ ابن عباس کہتے ہیں پھر ہم مدینہ پہنچے (حضرت عمرؓ جمعہ کے دن دوپہر ڈھلی برآمد ہوئے اور خطبہ سنایا) انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا۔ اور آپ پر قرآن بھیجا۔ اس قرآن میں رجم کی آیت بھی تھی (آخیر دیکھو کتاب الحدود میں مفصل طور سے گزر چکا ہے[1]

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا۔ کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے محمد بن سیرینؒ انہوں نے کہا ہم ابو ہریرہؓ کے پاس بیٹھے تھے۔ وہ کتان کے دو کپڑے گیرو سے رنگے ہوئے پہنے تھے۔ اتنے میں انہوں نے انہیں کپڑوں میں ناک سنکی اور کہنے لگے واہ واہ ابو ہریرہؓ کو دیکھو کتان کے کپڑوں میں ناک سنکتا ہے (اب ایسا مالدار ہو گیا) اور میں نے (ایک زمانہ میں) خود اپنے تئیں دیکھا ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور حضرت عائشہؓ کے حجرے کے درمیان (جہاں پر اب قبر شریف ہے) بے ہوش پڑا رہتا تھا کبھی کوئی آنے والا آتا تو اپنا پاؤں میری گردن پر رکھ دیتا۔ وہ سمجھتا میں دیوانہ ہوں (جیب تو رستے میں اس طرح چوپٹ پڑا ہوں۔ حالانکہ میں دیوانہ نہ تھا۔ بھوک کے مارے میرا یہ حال ہو جاتا۔[2]

---

[1] اس روایت کی مطابقت باب سے یہ ہے کہ اس میں مدینہ کی فضیلت مذکور ہے کہ وہ دار السنت ہے یعنی حدیث شریف کا گھر ہے تو وہاں کے علماء کا اجتماع بہ نسبت اور شہر والوں کے اجماع کے زیادہ معتبر ہو گا۔ حافظ نے کہا صحابہ کا اجماع حجت ہے یا نہیں اس میں بھی اختلاف ہے ۱۲ منہ

[2] بے ہوش رہنے میں گر جانا تن بدن کا کچھ خیال نہ رہنا ابو ہریرہ کا مطلب یہ ہے کہ یا تو ایسے افلاس اور تنگی میں گرفتار تھے۔ کہ کھانے کو روٹی کا ایک ٹکڑا نہ ملتا یا اب ایسے مالدار ہیں کہ کتان کے کپڑے میں جو بہت قیمتی ہوتے ہیں ناک سنکتے ہیں اس حدیث کا تعلق ترجمہ باب سے یہ ہے کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

۹۹۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَشَهِدْتَ الْعِيدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَوْلَا مَنْزِلَتِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ مِنَ الصِّغَرِ فَأَتَى الْعَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً ثُمَّ أَمَرَ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَ النِّسَاءُ يُشِرْنَ إِلَى آذَانِهِنَّ وَحُلُوقِهِنَّ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَتَاهُنَّ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی انہوں نے عبدالرحمٰن بن عابس سے انہوں نے کہا ابن عباسؓ سے پوچھا کیا تم عید کی نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے انہوں نے کہا ہاں اور میں اس وقت کم سن تھا۔ اگر آنحضرتؐ سے مجھ کو اتنا نزدیک کا رشتہ نہ ہوتا۔ اور میں کم سن نہ ہوتا تو آپ کے ساتھ کبھی نہیں رہ سکتا۔ آنحضرتؐ گھر سے نکل کر[1] اس نشان کے پاس آئے جو کثیر بن صلت کے گھر کے قریب ہے وہاں عید کی نماز پڑھائی اس کے بعد خطبہ سنایا۔ ابن عباسؓ نے عید کی نماز میں اذان اور اقامت کا بیان نہیں کیا پھر خطبہ کے بعد آپ نے (عورتوں کو نصیحت کی ان کو خیرات کرنے کا حکم دیا۔ عورتیں اپنے کان اور گلے کی طرف ہاتھ بڑھانے لگیں آپ نے بلال کو حکم دیا۔ وہ عورتوں کے پاس آئے[2]۔ اس کے بعد بلال لوٹ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے[3]۔

۹۹۲ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِي قُبَاءَ مَاشِيًا وَرَاكِبًا

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمر سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبا کی مسجد میں (جو مدینہ سے دو میل پر ہے) پیدل اور سوار ہو کر دونوں طرح آیا کرتے۔

۹۹۳ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ادْفِنِّي مَعَ صَوَاحِبِي وَلَا تَدْفِنِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ أُزَكَّى

ہم سے عبید بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے (مرتے وقت) عبداللہ بن زبیر کو یہ وصیت کی مجھ کو میری سوکنوں کے ساتھ (بقیع میں) گاڑ دینا اور حجرے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ گاڑنا میں نہیں چاہتی کہ آپ کی دوسری بی بیوں سے زیادہ لوگ میری تعریف کریں[4]۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کا بیان ہے اور قبر شریف کا ۱۲ منہ (صفحہ ہذا) [1] کیونکہ آپ عورتوں کو بھی وعظ سنانے گئے تھے ۱۲ منہ [2] عورتوں نے خیرات کا زیور ان کے کپڑے میں ڈال دیا۔ ۱۲ منہ [3] اس حدیث کی مناسبت باب سے یہ ہے کہ اس میں آنحضرتؐ کا کثیر بن صلت کے گھر کے پاس تشریف لے جانا وہاں عید کی نماز پڑھنا مذکور ہے ۱۲ منہ [4] کیوں وہ بقیع میں دفن ہیں۔ یہ خاص آنحضرتؐ کے پاس تو ان کا درجہ بہت بڑا ہے ۱۲ منہ

وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عُمَرَ اَرْسَلَ اِلٰى عَائِشَةَ ائْذَنِيْ لِيْ اَنْ اُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيَّ فَقَالَتْ اِيْ وَاللّٰهِ قَالَ وَكَانَ الرَّجُلُ اِذَا اَرْسَلَ اِلَيْهَا مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَتْ لَا وَاللّٰهِ لَا اُوْثِرُهُمْ بِاَحَدٍ اَبَدًا۔

اور اسی سند سے، ہشام سے مروی ہے انہوں نے اپنے والد سے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عائشہؓ کے پاس (جب وہ زخمی ہوئے تھے) کسی کو بھیجا اور اپنے دونوں ساتھیوں[1] کے پاس گڑنے کی اجازت چاہی انہوں نے کہا بیشک خدا کی قسم میں اجازت دیتی ہوں عروہ کہتے ہیں دوسرے صحابہ جب حضرت عائشہؓ سے اس کی اجازت مانگتے تو وہ کہتیں نہیں خدا کی قسم میں ان کے ساتھ کسی اور کو نہیں گڑنے دوں گی[2]

۹۹۴۔ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَيَاْتِي الْعَوَالِيَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَزَادَ اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ وَبُعْدُ الْعَوَالِيْ اَرْبَعَةُ اَمْيَالٍ اَوْ ثَلٰثَةٌ

ہم سے ایوب بن سلیمان نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے ابوبکر بن ابی اویس نے انہوں نے سلیمان بن بلال سے انہوں نے صالح بن کیسان سے کہ ابن شہاب نے کہا۔ مجھ کو انس بن مالک نے خبر دی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھتے پھر آپ (عصر کی نماز پڑھ کر) ان گاؤں میں جاتے جو مدینہ کی بلندی پر واقع ہیں۔ وہاں پہنچ جاتے اور سورج بلند رہتا[3] لیث نے بھی اس حدیث کو یونس سے روایت کیا[4] اس میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ گاؤں مدینہ سے تین یا چار میل پر واقع ہیں۔

۹۹۵۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ الْجُعَيْدِ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ كَانَ الصَّاعُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدًّا وَثُلُثًا بِمُدِّكُمُ الْيَوْمَ وَقَدْ زِيْدَ فِيْهِ۔

ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے قاسم بن مالک نے انہوں نے جعید بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے کہا میں نے سائب بن یزید سے سنا۔ وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صاع ایسا تھا جیسا تمہارے وقت کا ایک مد اور تہائی مد پھر صاع کا مقدار بڑھ گیا[5]۔ امام بخاری نے کہا قاسم بن مالک نے جعید بن عبدالرحمٰن سے سنا ہے[6]

۹۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا۔ انہوں نے امام مالک سے انہوں نے اسحاق ابن عبداللہ بن ابی طلحہ سے انہوں نے انس بن

---

[1] یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ ۱۲ منہ [2] حضرت عائشہؓ نے براہ تواضع یہ نہیں منظور کیا۔ کہ دوسری بی بیوں سے بڑھ چڑھ کر رہیں بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن ہوں کہتے ہیں اب حجرہ شریفہ میں صرف ایک قبر کی جگہ اور باقی ہے وہاں حضرت عیسٰی علیہ السلام دفن ہونگے طبرانی نے ایسا ہی روایت کیا ۱۲ منہ [3] ترجمہ باب سے مطابقت اس طرح ہے کہ مدینہ کے بلند گاؤں جن کو عوالی کہتے ہیں۔ ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیگئے ہیں وہ متبرک مقامات میں سے ہیں ۱۲ منہ [4] انہوں نے زہری سے اس کو امام بیہقی نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] یعنی عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں وہ چار مد کا ہوگیا۔ ایک رطل عراقی کا ہوتا ہے۔ ۱۲ منہ [6] اس حدیث کی مطابقت باب سے اس طرح ہے کہ یاد حجر دیکھ (باقی بر صفحہ آئندہ)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْ صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ يَعْنِيْ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ ـ

مالکؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کو دعا دی فرمایا یا اللہ ان کے ماپ میں برکت دے ان کے صاع اور مد میں برکت دے۔

۹۹۷ ـ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا اَبُوْ ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ الْيَهُوْدَ جَاءُوْا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَّامْرَاَةٍ زَنَيَا فَاَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيْبًا مِّنْ حَيْثُ تُوْضَعُ الْجَنَائِزُ عِنْدَ الْمَسْجِدِ

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابوضمرہ (انس بن عیاض نے) کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے یہودی لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرد (نام نامعلوم) اور ایک عورت (بسرہ) کو لے کر آئے جنہوں نے زنا کی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ وہ دونوں مسجد کے قریب اس مقام پر سنگسار کئے گئے جہاں جنازے رکھے جاتے ہیں[۱]

۹۹۸ ـ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهُ اُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَاِنِّيْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا تَابَعَهُ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اُحُدٍ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے عمرو بن ابی عمرو سے جو مطلب کے غلام تھے انہوں نے انس بن مالک سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (سفر سے لوٹتے وقت) احد پہاڑ دکھلائی دیا۔ آپ نے فرمایا یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم کو چاہتا ہے۔ ہم اس کو چاہتے ہیں۔ یا اللہ ابراہیم پیغمبر نے مکہ کو حرم بنایا تھا۔ میں مدینہ کو دونوں پتھریلے کناروں کے بیچ میں حرم بناتا ہوں۔ انس بن مالک کے ساتھ اس حدیث کو سہل بن سعد صحابی نے بھی آنحضرت سے روایت کیا مگر اس میں صرف احد پہاڑ کا ذکر ہے۔ یہ دعا مذکور نہیں یہ روایت اوپر معلقاً گزر چکی ہے)

۹۹۹ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ اَنَّهُ كَانَ بَيْنَ جِدَارِ الْمَسْجِدِ مِمَّا يَلِيْ

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابوغسان (محمد بن مطرف) نے کہا مجھ سے ابوحازم (سلمہ بن دینار) نے انہوں نے سہل بن سعد ساعدی سے انہوں نے کہا مسجد کے قبلے کی دیوار اور منبر کے

بقیہ صفحہ سابقہ۔ عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں صاع کی مقدار بڑھ گئی لیکن احکام شرعیہ میں جیسے صدقہ فطر وغیرہ ہے اسی صاع کا اعتبار رہا جو اہل مدینہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا ۱۲ منہ (صفحہ ہذا) [۱] باب کی مطابقت اس طرح سے کہ مسجد کے قریب یہ مقام متبرک ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہیں کھڑے ہو کر آخر جنازے کی نماز پڑھاتے ہوں گے۔ ۱۲ منہ

الْقِبْلَةَ وَبَيْنَ الْمِنْبَرِ مَمَرُّ الشَّاةِ

بیچ میں اتنا فاصلہ تھا کہ اس میں سے بکری نکل جائے [١]

١٠٠٠ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي۔

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے خبیب بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے حفص بن عاصم سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے حجرے (یا قبر) اور میرے منبر کے درمیان بہشت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے [٢] اور منبر میرا (قیامت کے دن) حوض کوثر پر رکھا جائے گا [٣]

١٠٠١ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَابَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْخَيْلِ فَأُرْسِلَتِ الَّتِي ضُمِّرَتْ مِنْهَا وَأَمَدُهَا إِلَى الْحَفْيَاءِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ وَالَّتِي لَمْ تُضَمَّرْ أَمَدُهَا ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ كَانَ فِيمَنْ سَابَقَ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑ دوڑ کرائی۔ اب جو گھوڑے شرط کے لیے تیار کئے گئے تھے۔ ان کی دوڑ حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک رکھی (دونوں مقاموں کے نام ہیں) اور جو شرط کے لیے تیار نہیں کئے گئے تھے ان کی دوڑ ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک رکھی (بنی زریق انصار کا ایک قبیلہ ہے) اور عبداللہ بن عمرؓ بھی ان لوگوں میں تھے جنہوں نے شرط کے گھوڑے دوڑائے تھے۔

١٠٠٢ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ لَيْثٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا عِيسٰى وَابْنُ إِدْرِيسَ وَابْنُ أَبِي غَنِيَّةَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ عَلَى مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا۔ انہوں نے لیث بن سعد سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے دوسری سند امام بخاری نے کہا اور مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی اور عبداللہ بن ادریس اور یحییٰ بن عبدالملک بن حمید بن ابی غنیہ نے انہوں نے ابوحیان (یحییٰ بن سعید) سے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عمرؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر سنا [٤]

---

[١] یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے ١٢ منہ [٢] اس حدیث کی شرح اوپر گزر چکی ہے ١٢ منہ [٣] یعنی یہ منبر جو دنیا میں ہے۔ یا آخرت کا ١٢ منہ [٤] یہ حدیث مختصر ہے اوپر کتاب الاشربہ میں تفصیل گزر چکی ہے کہ حضرت عمرؓ نے منبر پر فرمایا شراب وہ ہے جو عقل کو چھپا لے۔ ١٢ منہ۔

۱۰۰۳ - حدثنا ابو اليمان اخبرنا شعيب عن الزهري اخبرني السائب بن يزيد سمع عثمان بن عفان خطبنا على منبر النبي صلى الله عليه وسلم۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی۔ انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو سائب بن یزید نے خبر دی انہوں نے حضرت عثمانؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خطبہ پڑھتے سنا

۱۰۰۴ - حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبد الاعلى حدثنا هشام بن حسان ان هشام بن عروة حدثه عن ابيه ان عائشة قالت كان يوضع لي ولرسول الله صلى الله عليه وسلم هذا المركن فنشرع فيه جميعا

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ نے کہا ہم سے ہشام بن حسان نے ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا انہوں نے اپنے والد عروہ سے انہوں نے کہا حضرت عائشہ نے کہا میرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے (نہانے کے لیے) یہ لگن رکھی جاتی تھی۔ ہم دونوں اس میں سے پانی لیتے جاتے (اور نہاتے)

۱۰۰۵ - حدثنا مسدد حدثنا عباد بن عباد حدثنا عاصم الاحول عن انس قال حالف النبي صلى الله عليه وسلم بين الانصار وقريش في داري التي بالمدينة وقنت شهرا يدعو على احياء من بني سليم

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے عباد بن عباد نے کہا ہم سے عاصم احول نے انہوں نے انس سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش اور انصار میں میرے گھر میں بھائی چارہ کرایا مدینہ میں اور آپ ایک مہینہ تک (رکوع کے بعد نمازوں میں) قنوت پڑھتے رہے بنی سلیم کے چند قبیلوں پر بد دعا کرتے تھے[1]

۱۰۰۶ - حدثني ابو كريب حدثنا ابو اسامة حدثنا بريد عن ابي بردة قال قدمت المدينة فلقيني عبد الله بن سلام فقال لي انطلق الى المنزل فاسقيك في قدح شرب فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم وتصلي في مسجد صلى فيه النبي صلى الله عليه وسلم فانطلقت معه فسقاني سويقا واطعمني تمرا وصليت في مسجده

مجھ سے ابوکریب نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ نے کہا ہم سے برید بن عبداللہ نے انہوں نے ابوبردہ سے انہوں نے کہا میں مدینہ میں آیا۔ تو عبداللہ بن سلامؓ مجھ سے ملے کہنے لگے میرے ساتھ گھر کو چلو میں تم کو اس پیالہ میں پلاؤں گا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا ہے۔ اور تم اس جگہ نماز بھی پڑھنا جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز بھی پڑھی تھی۔ یہ سن کر میں ان کے ساتھ گیا۔ انہوں نے مجھ کو ستو پلائے اور کھجوریں کھلائیں۔ اور ان کی نماز کی جگہ میں نے نماز پڑھی۔

۱۰۰۷ - حدثنا سعيد بن الربيع حدثنا علي بن المبارك عن يحيى بن ابي كثير حدثني عكرمة عن ابن عباس ان عمر حدثه

ہم سے سعید بن ربیع نے بیان کیا۔ کہا ہم علی بن مبارک نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے کہا مجھ سے عکرمہ نے بیان کیا انہوں نے ابن عباسؓ سے ان سے حضرت عمرؓ نے وہ کہتے تھے مجھ سے آنحضرت

[1] جنہوں نے قاریوں کو دغا سے مار ڈالا تھا۔ یہ قصہ اوپر گزر چکا ہے ۱۲ منہ

قَالَ حَدَّثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِنْ رَبِّي وَهُوَ بِالْعَقِيقِ أَنْ صَلِّ فِي هٰذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ وَحَجَّةٌ وَقَالَ هَارُونُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ

۱۰۰۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَقَّتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرْنًا لِأَهْلِ نَجْدٍ وَالْجُحْفَةَ لِأَهْلِ الشَّامِ وَذَا الْحُلَيْفَةِ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ قَالَ سَمِعْتُ هٰذَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَلَغَنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمُ وَذُكِرَ الْعِرَاقُ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ عِرَاقٌ يَوْمَئِذٍ

۱۰۰۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أُرِيَ وَهُوَ فِي مُعَرَّسِهِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ

صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ نے فرمایا۔ رات کو ایک فرشتہ پروردگار کے پاس سے میرے پاس آیا۔ اس وقت میں عقیق میں تھا۔ اس نے کہا اس برکت والے میدان میں نماز پڑھو اور کہو عمرہ اور حج (دونوں کی نیت کرتا ہوں)[1]۔ اور ہارون بن اسمٰعیل نے کہا ہم سے علی بن مبارک نے بیان کیا پھر یہی حدیث نقل کی اس میں یوں ہے کہ عمرہ حج میں شریک ہو گیا[2]۔

ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد والوں کا میقات قرن اور شام والوں کا جحفہ اور مدینہ والوں کا ذوالحلیفہ مقرر کیا ابن عمرؓ کہتے تھے یہ تینوں تو میں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے اور دوسرے شخص کے ذریعے سے مجھ کو یہ خبر پہنچی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن والوں کا میقات یلملم مقرر کیا پھر عراق والوں کا ذکر آیا[3]۔ انہوں نے کہا عراق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کہاں فتح ہوا تھا۔

ہم سے عبدالرحمٰن بن مبارک نے بیان کیا کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے کہا مجھ سے سالم بن عبداللہ نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ ذوالحلیفہ میں آخیر رات میں اترے ہوئے تھے۔ وہاں خواب میں آپ سے کہا گیا تم برکت والے میدان میں ہو[4]۔

[1] عقیق ایک میدان ہے مدینہ کے باہر یہ حدیث کتاب الحج میں گزر چکی ہے کہ آپ ہجرت کے نویں سال حج کے لیے چلے جب اس میدان میں پہنچے جس کا نام عقیق تھا۔ تو یہ حدیث فرمائی ۱۲ منہ [2] اس کو عبد بن حمید نے اپنی مسند میں وصل کیا ۱۲ منہ [3] یعنی کسی نے عبداللہ سے پوچھا عراق والے کہاں سے احرام باندھیں ۱۲ منہ [4] حافظ نے کہا امام بخاری نے اس باب میں جو حدیثیں بیان کیں اس سے مدینہ کی فضیلت بیان کی اور اس کی فضیلت میں شک کیا ہے وہاں وحی اترتی رہی۔ وہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہے اور منبر ہے جو بہشت کی ایک کیاری ہے کلام اس میں ہے کہ مدینہ کے عالم کیا دوسرے ملکوں کے عالموں پر مقدم ہیں تو اگر یہ مقصود ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب تک صحابہ مدینہ میں جمع تھے تو یہ مسلم ہے اگر یہ مراد ہو کہ ہر زمانہ میں تو اس میں نزاع ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ مدینہ کے عالم ہر زمانہ میں دوسرے ملکوں کے عالموں پر مقدم ہوں (باقی صفحہ آئندہ)

بَاب ۵۰۷ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ

۱۰۱۰ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي الصَّلٰوةِ الْفَجْرِ رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَّفُلَانًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ۔

باب اللہ تعالیٰ کا رسورۂ آل عمران میں) فرمایا اے پیغمبر تجھ کو اس کام میں کوئی دخل نہیں۔ آخیر آیت تک۔

ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو معمر نے انہوں نے زہری سے انہوں نے سالم سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فجر کی نماز میں آخیر رکعت میں رکوع سے سر اٹھا کر یوں فرمایا اللھم ربنا ولک الحمد یا اللہ فلانے کافر پر لعنت کر فلانے کافر پر لعنت کر اس وقت یہ آیت اتری لیس لک من الامر شیئ او یتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظالمون۔

بَاب ۵۰۸ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔

۱۰۱۱ - حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ اَخْبَرَنَا عَتَّابُ بْنُ بَشِيْرٍ عَنْ اِسْحٰقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ اَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهٗ وَفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ اَلَا تُصَلُّوْنَ فَقَالَ عَلِيٌّ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا اَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ فَاِذَا شَاءَ اَنْ يَّبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

باب اللہ تعالیٰ کا رسورہ کہف میں) یہ فرمانا آدمی سب سے زیادہ جھگڑالو ہے (اور سورۂ عنکبوت میں) یوں فرمانا کتاب والوں یہود اور نصاریٰ سے جھگڑا نہ کرو۔ مگر اچھی طرح سے[۱]۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی۔ انہوں نے زہری سے دوسری سند امام بخاری نے کہا اور مجھ سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم کو عتاب بن بشیر نے خبر دی انہوں نے اسحٰق بن راشد سے کہا مجھ کو امام زین العابدین علی بن حسین علیہ السلام نے ان کو انکے والد ماجد امام حسین علیہ السلام نے انہوں نے کہا حضرت علی کہتے تھے ایک رات ایسا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو میرے اور حضرت فاطمہ الزہرا اپنی صاحبزادی علیہا السلام کے پاس تشریف لائے فرمایا تم تہجد کی) نماز نہیں پڑھتے رکیا ساری رات سویا ہی کروگے (حضرت علی کہتے ہیں) میں نے عرض کیا یارسول اللہ ہماری جانیں سب اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ جب چاہے گا توہم کو جگا دیگا ہم نماز پڑھینگے

(بقیہ صفحہ سابقہ) اس لیے کہ آئمہ مجتہدین کے زمانے کے بعد پھر مدینہ میں ایک بھی عالم ایسا نہیں ہوا۔ جو دوسرے ملکوں کے کسی عالم سے بھی زیادہ علم رکھتا ہو چہ جائیکہ دوسرے ملکوں کے سب عالموں سے بڑھ کر ہو۔ بلکہ مدینہ میں ایسے ایسے بدعتی اور بدطینت لوگ جاکر رہے جن کی بدنیتی اور بدطینتی میں کوئی کلام نہیں ہوسکتی انتہےٰ مختصراً ۱۲ منہ صفحہ ہٰذا) [۱] یعنی نرمی کے ساتھ اللہ کے پیغمبروں اور اس کی کتابوں کا ادب رکھ کر ۱۲ منہ۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعَهُ وَهُوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۞ مَا أَتَاكَ لَيْلًا فَهُوَ طَارِقٌ وَيُقَالُ الطَّارِقُ النَّجْمُ وَالثَّاقِبُ الْمُضِيءُ يُقَالُ أَثْقِبْ نَارَكَ لِلْمُوْقِدِ

۱۰۱۲ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوْا إِلَى يَهُوْدَ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتّٰى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُمْ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ يَهُوْدَ أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا فَقَالُوْا بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ أُرِيْدُ أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا فَقَالُوْا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ أُرِيْدُ ثُمَّ قَالَهَا الثَّالِثَةَ فَقَالَ اعْلَمُوْا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَأَنِّيْ أُرِيْدُ

جونہی میں نے یہ کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیٹھ موڑ کر چلے اور کچھ جواب نہ دیا۔ اب پیٹھ موڑ کر جب جا رہے تھے۔ تو میں نے سنا آپ اپنی ران پر ہاتھ مارتے اور کہتے جاتے تھے۔ آدمی سب سے زیادہ جھگڑالو ہے[۱]۔ امام بخاری نے کہا رات کو جو شخص تیرے پاس آئے اس کو طارق کہیں گے اور قرآن میں جو والطارق کا لفظ آیا ہے۔ اس سے مراد ستارہ ہے ثاقب کا معنے چمکتا ہوا۔ عرب لوگ آگ سلگانے والے سے کہتے اثقب نارک یعنی آگ روشن کر۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے اپنے والد ابوسعید کیسان سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا ایسا ہوا ایک مرتبہ ہم مسجد نبوی میں بیٹھے تھے۔ اتنے میں آنحضرتؐ گھر سے برآمد ہوئے فرمایا چلو یہودیوں کے پاس چلو ہم آپ کے ساتھ روانہ ہوئے جب ان کے مدرسے پر پہنچے تو آپ کھڑے ہو گئے ان کو آواز دی فرمایا یہودیو دیکھو مسلمان ہو جاؤ ہر آفت سے بچے رہو گے۔ وہ کہنے لگے ابوالقاسم تم نے (اللہ کا) پیغام پہنچا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا یہی مطلب تھا۔ (کہ تم اقرار کر لو کہ میں نے اللہ کا حکم تم کو پہنچا دیا) پھر آپ نے فرمایا دیکھو مسلمان ہو جاؤ ہر آفت سے بچے رہو گے۔ وہ کہنے لگے ابوالقاسم تم نے (اللہ کا) پیغام پہنچا دیا۔ آپ نے فرمایا میرا مطلب یہی تھا۔ پھر تیسری بار ان سے فرمایا۔ دیکھو مسلمان ہو جاؤ اس کے بعد فرمایا یہ سمجھ رکھو ساری دنیا اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور میں تم کو اس ملک سے

[۱] حضرت علی نے یہ جواب بطریق انکار کے نہیں دیا۔ مگر ان سے نیند کی حالت میں یہ کلام نکل گیا۔ اس میں شک نہیں کہ اگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرماتے پر اٹھ کھڑے ہوتے اور نماز پڑھتے تو اور زیادہ افضل ہوتا۔ اگرچہ حضرت علی نے جو کہا وہ بھی درست تھا۔ مگر کسی شخص کا جگانا اور بیدار کرنا بھی اللہ ہی کا جگانا اور بیدار کرنا ہے حضرت علی اس موقعہ پر یہ کہنا کہ جب اللہ ہم کو جگائے گا تو اٹھیں گے محض مجادلہ اور بیکار تھی اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت پڑھتے ہوئے تشریف لے گئے اور تہجد کی نماز کچھ فرض نہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مجبور کرتے دوسرے ممکن ہے۔ کہ حضرت علی اس کے بعد اٹھے ہوں اور تہجد کی نماز پڑھی ہو ۱۲ منہ۔

أُجْلِيكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْأَرْضِ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإِلَّا فَاعْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ

باہر کرنے والا ہوں۔ اگر کسی شخص کو تم میں سے اس کی جائیداد کی قیمت ملتی ہو تو بیچ ڈالے ورنہ چھوڑ کر جاتا ہوگا۔

بَابُ ۵۰۹ قَوْلِهِ تَعَالَى وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا وَمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلُزُومِ الْجَمَاعَةِ وَهُمْ أَهْلُ الْعِلْمِ

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ بقرہ میں) یہ فرمانا ہم نے تم کو اے مسلمانوں اس طرح بیچ کی ایک امت بنایا (یعنی معتدل اور سیدھی راہ پر چلنے والی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ جماعت کے ساتھ رہو جماعت سے مراد اس امت کے عالم لوگ ہیں۔

۱۰۱۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاءُ بِنُوحٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُقَالُ لَهُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ يَا رَبِّ فَتُسْأَلُ أُمَّتُهُ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُولُونَ مَا جَاءَنَا مِنْ نَذِيرٍ فَيَقُولُ مَنْ شُهُودُكَ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ فَيُجَاءُ بِكُمْ فَتَشْهَدُونَ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَوْنٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ

ہم سے اسحٰق بن منصور نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابو اسامہ نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے ابو صالح (ذکوان) نے انہوں نے ابو سعید خدریؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایسا ہوگا۔ فرشتے حضرت نوح پیغمبر کو لے کر آئیں گے۔ ان سے کہا جائے گا۔ کیا تم نے اللہ کا پیغام اپنی امت کو پہنچا دیا تھا۔ وہ کہیں گے جی ہاں پروردگار۔ ان کی امت سے پوچھا جائے گا تو وہ مکر جائے گی کہے گی (دنیا میں تو) ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا پیغمبر آیا ہی نہیں اللہ تعالیٰ حضرت نوحؑ سے پوچھے گا تمہارے گواہ کون ہیں۔ وہ عرض کریں گے میرے گواہ حضرت محمدؐ اور ان کی امت کے لوگ ہیں پھر تم مسلمانوں کو فرشتے لے کر آئیں گے اور تم گواہی دو گے[۱] اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ وکذلک جعلناکم امۃ وسطاً۔ وسطاً کا معنی عادل (میانہ رو) تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر تم پر گواہ بنے اسحٰق بن منصور نے اس حدیث کو جعفر بن عون سے بھی روایت کیا انہوں نے کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا۔ انہوں نے ابو صالح سے

[۱] حالانکہ مسلمانوں نے حضرت نوحؑ کو دنیا میں نہیں دیکھا نہ ان کی امت والوں کو مگر یقین کے ساتھ گواہی دیں گے۔ کیونکہ جو بات اللہ اور رسول کے فرمانے سے اور تواتر کے ساتھ سنی جائے وہ مثل دیکھی ہوئی بات کے یقینی ہوتی ہے اور دنیا میں بھی ایسی گواہی لی جاتی ہے مثلاً ایک شخص کسی کا بیٹا ہو اور سب لوگوں میں مشہور ہو تو یہ گواہی دے سکتے ہیں کہ وہ فلاں شخص کا بیٹا ہے حالانکہ اس کو پیدا ہوتے وقت آنکھ سے نہیں دیکھا۔ اس آیت سے بعضوں نے یہ نکالا ہے کہ اجماع حجت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو امت عادلہ فرمایا اور یہ ممکن نہیں کہ ساری امت کا اجماع ناحق اور باطل پر ہو جائے ۱۲ منہ ؎

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا۔

انہوں نے ابوسعید خدری سے انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے۔

بَابُ ۵۱۰ إِذَا اجْتَهَدَ الْعَامِلُ أَوِ الْحَاكِمُ فَأَخْطَأَ خِلَافَ الرَّسُولِ مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ فَحُكْمُهُ مَرْدُودٌ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ

باب اگر قاضی یا حاکم یا اور کوئی عہدیدار ایک مقدمہ میں کوشش کرکے رائے دے لیکن کم علمی کی وجہ سے وہ رائے حدیث کیخلاف نکلے تو منسوخ کردی جائے گی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایسا کام کرے جس کا حکم ہم نے نہیں دیا تو وہ مردود ہے[۵]

۱۰۱۴۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ أَخِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَخَا بَنِي عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيَّ وَاسْتَعْمَلَهُ عَلَى خَيْبَرَ فَقَدِمَ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا لَنَشْتَرِي الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ مِنَ الْجَمْعِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَفْعَلُوا وَلٰكِنْ مِثْلًا بِمِثْلٍ أَوْ بِيعُوا هٰذَا وَاشْتَرُوا بِثَمَنِهِ مِنْ هٰذَا وَكَذٰلِكَ الْمِيزَانُ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ادریس نے بیان کیا۔ انہوں نے اپنے بھائی (ابوبکر) سے انہوں نے سلیمان ابن بلال سے انہوں نے عبدالمجید بن سہیل بن عبدالرحمٰن بن عوف سے انہوں نے سعید بن مسیب سے سنا وہ کہتے تھے ان سے ابوسعید خدریؓ اور ابوہریرہؓ دونوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عدی کے ایک شخص (سواد بن غزیہ) انصاری کو خیبر کا تحصیل دار بنایا۔ وہ ایک عمدہ قسم کی کھجور لے کر آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا خیبر کی سب کھجوریں ایسی ہی (عمدہ) ہوتی ہیں۔ اس نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ خدا کی قسم ہم اس کھجور کا ایک صاع دو صاع الم غلم کھجور دے کر خریدتے ہیں۔ آپنے فرمایا ایسا نہ کرو کھجور جب کھجور کے بدل بیچو تو برابر برابر یا یوں کرو الم غلم کھجور نقد داموں پر بیچ ڈالو پھر یہ کھجور اس کے بدل خرید کرلو اسی طرح ہر چیز کو جو تل کر بکتی ہے (اس کا حکم اپنی چیزوں کا سا ہے جو ناپ کر بکتی ہیں

بَابُ ۵۱۱ أَجْرِ الْحَاكِمِ إِذَا اجْتَهَدَ فَأَصَابَ أَوْ أَخْطَأَ۔

باب اگر کوئی حاکم حق کی کوشش کرکے غلطی بھی کرے تب بھی اس کا ثواب۔

۱۰۱۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو

ہم سے عبداللہ بن یزید مقری مکی نے بیان کیا کہا ہم سے حیوۃ بن شریح نے کہا ہم سے یزید بن عبداللہ بن ہاد نے انہوں نے محمد ابراہیم بن حارث سے انہوں نے بسر بن سعید سے انہوں نے ابوقیس (عبدالرحمٰن بن ثابت) سے جو عمرو بن عاص کے غلام تھے

[۵] اس کو امام مسلم نے وصل کیا ۱۲ منہ

بْنِ الْعَاصِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ قَالَ فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَقَالَ هٰكَذَا حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

انہوں نے عمرو بن عاص سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب حاکم اجتہاد کرکے (یعنی حق کی بات دریافت کرنے کی کوشش کرکے، کوئی حکم دے پھر وہ حکم ٹھیک ہو تو اس کو دو اجر ملیں گے۔ اور جب حاکم اجتہاد کرکے کوئی حکم دے اس میں براہ بشریت) غلطی کرے تو اس کو ایک اجر ملے گا یزید بن عبداللہ نے کہا میں نے یہ حدیث ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے بیان کی انہوں نے کہا مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے ابوہریرہؓ سے ایسی ہی حدیث روایت کی اور عبدالعزیز بن مطلب نے (جو مدینہ کا قاضی تھا) اس حدیث کو عبداللہ بن ابی بکر سے روایت کیا[1] اس نے ابوسلمہ سے اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے[2]

بَاب ۵۱۲ الْحُجَّةِ عَلَى مَنْ قَالَ إِنَّ أَحْكَامَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ ظَاهِرَةً وَمَا كَانَ يَغِيبُ بَعْضُهُمْ مِنْ مَشَاهِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمُورِ الْإِسْلَامِ

باب اس شخص کا رد جو یہ سمجھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احکام ہر ایک صحابی کو معلوم رہتے تھے۔ اس باب میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ بہت سے صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے غائب رہتے تھے اور ان کو اسلام کی کئی باتوں کی خبر نہ ہوتی تھی[3]

[1] جو ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کا بیٹا تھا یہ ہی مدینہ کا قاضی تھا ۱۲ منہ [2] یعنی مرسلا روایت کی اس کے والد نے موصولاً روایت کی تھی اس حدیث سے یہ نکلا کہ ہر مسئلہ میں حق ایک ہی امر ہوتا ہے لیکن مجتہد اگر غلطی کرے تو بھی اس سے مواخذہ نہ ہوگا۔ بلکہ اس کو اجر اور ثواب ملے گا۔ یہ اس صورت میں ہے جب مجتہد جان بوجھ کر نص یا اجماع کا خلاف نہ کرے ورنہ گنہگار ہوگا۔ اور اس کی عدالت جاتی رہے گی۔ جیسے اوپر گزر چکا ہے اس حدیث سے بعضوں نے یہ بھی نکالا ہے کہ ہر قاضی مجتہد ہونا چاہیئے ورنہ اس کی قضا صحیح نہ ہوگی۔ اہلحدیث کا یہی قول ہے اور یہی راجح ہے اور حنفیہ نے مقلد قاضی کی بھی قضا جائز رکھی ہے اور یہ کہا ہے کہ مقلد کو اپنے امام کے حکم کے برخلاف حکم دینا جائز نہیں مگر اس پر کوئی دلیل نہیں ہے ممکن ہے کہ آدمی کچھ مسائل میں مقلد ہو کچھ مسائل میں مجتہد ہو جس مسئلہ میں آدمی تمام دلائل کو اچھی طرح دیکھ لے اس میں وہ مجتہد ہو جاتا ہے اور جب اس مسئلہ میں مجتہد ہو گیا تو اب اس کو اس مسئلہ میں تقلید درست نہیں ہے بلکہ دلیل پر عمل کرنا چاہیے۔ یہی قول حق اور یہی صواب ہے اور جس نے اس کے خلاف کہا ہے کہ دلیل معلوم ہونے پر بھی اس کو خلاف اپنے امام کے قول پر جمے رہنا چاہیے اس کا قول نامعقول اور غلط ہے دلیل معلوم ہونے کے بعد دلیل کی پیروی کرنا ضرور ہے۔ اور تقلید جائز نہیں اور اللہ تعالے نے جا بجا قرآن مجید میں ایسے مقلدوں کی مذمت کی ہے جو دلیل معلوم ہو جانے پر تقلید پر جمے رہتے ہیں یہ صریح جہالت اور ناانصافی ہے اللہ تعالیٰ مقلدوں کو آنکھ اور عقل دے ۱۲ منہ [3] تو بعضی بات اکابر صحابہ پر جیسے حضرت عمرؓ یا عبداللہ بن مسعود تھے پوشیدہ رہ جاتی جب دوسرے صحابہ سے سنتے تو فوراً اس پر عمل کرتے اور اپنی رائے سے رجوع کرتے صحابہ تابعین ائمہ دین سب کے زمانوں میں یہی ہوتا رہا کہ کچھ حدیثیں ان کو پہنچیں کچھ نہ پہنچیں کیونکہ اس زمانہ میں حدیث کی کتابیں جمع نہ تھیں اب حنفیہ کا یہ سمجھنا کہ امام ابوحنیفہ کو سب حدیثیں پہنچی

(باقی صفحہ آیندہ)

۱۰۱۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِيْ عَطَاءٌ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ اَبُوْ مُوْسٰى عَلٰى عُمَرَ فَكَاَنَّهٗ وَجَدَهٗ مَشْغُوْلًا فَرَجَعَ فَقَالَ عُمَرُ اَلَمْ اَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ائْذَنُوْا لَهٗ فَدُعِيَ لَهٗ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ فَقَالَ اِنَّا كُنَّا نُؤْمَرُ بِهٰذَا قَالَ فَاْتِنِيْ عَلٰى هٰذَا بِبَيِّنَةٍ اَوْ لَاَفْعَلَنَّ بِكَ فَانْطَلَقَ اِلٰى مَجْلِسٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالُوْا لَا يَشْهَدُ اِلَّا اَصَاغِرُنَا فَقَامَ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ فَقَالَ قَدْ كُنَّا نُؤْمَرُ بِهٰذَا فَقَالَ عُمَرُ خَفِيَ عَلَيَّ هٰذَا

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے ابن جریج سے کہا مجھ سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا، انہوں نے عبید بن عمیر سے انہوں نے کہا ابوموسیٰ اشعریؓ نے حضرت عمرؓ کے پاس جانے کی اجازت مانگی (لیکن اجازت نہ ملی) ابوموسیٰؓ یہ سمجھ کر کہ حضرت عمرؓ کسی کام میں مشغول ہیں لوٹ کر چل دیئے تھوڑی دیر (حضرت عمرؓ نے (لوگوں سے) کہا ابھی ابوموسیٰؓ کی آواز آئی تھی نا ان کو اندر آنے کی اجازت دو (دیکھا تو وہ چل دیئے ہیں) آخر ان کو بلا کر لائے جب آئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا (یعنی لوٹ کر کیوں چلے گئے تم کو انتظار کرنا چاہیے تھا) انہوں نے کہا ہم کو (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے) یہی حکم ملا ہے[1] حضرت عمرؓ نے کہا تم اس بات پر کسی اور کو گواہ لاؤ ورنہ میں تم کو سزا دوں گا[2]۔ ابوموسیٰ یہ سن کر انصار کی مجلس میں گئے اور ان سے یہ قصہ بیان کیا اس وقت ابوسعید خدریؓ ان کے ساتھ کھڑے ہوئے انہوں نے بھی جا کر حضرت عمرؓ سے کہا بیشک (آنحضرت کی طرف سے) ہم کو ایسا

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) تھیں بالکل خلاف عقل اور خلاف واقع ہے ایسا ہوتا تو خود امام ابوحنیفہ یہ کیوں فرماتے جہاں تم کو آنحضرتؐ کی حدیث مل جائے تو میرا قول چھوڑ دو۔ جب حضرت عمرؓ کو سب حدیثیں نہ پہنچیں ہوں تو امام ابوحنیفہ کی نسبت یہ خیال کرنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اور جب حضرت عمرؓ سے بعضے مسائل میں غلطی ہوئی ہے تو اور امام یا مجتہدین کس شمار و قطار میں ہیں ۱۲ منہ (حاشیہ صفحہ ہذا) [1] کہ تین بار اجازت مانگو اگر اجازت نہ ملے تو لوٹ جاؤ ۱۲ منہ [2] حضرت عمرؓ نے مزید احتیاط کے لیے فرمایا تاکہ لوگ حدیث بیان کرنے میں احتیاط رکھیں۔ ابوموسیٰؓ اجلائے صحابہ میں تھے یہ نہیں کہ خبر واحد قبول کرنے کے لائق نہیں ہے خود حضرت عمرؓ نے عبدالرحمن بن عوف کی خبر واحد طاعون اور مجوس کے جزیے کے باب میں اور عمرو بن حزم کی خبر واحد دیت کے باب میں قبول کی ہے اس حدیث کے مطابق باب سے ظاہر ہے کہ اس حدیث کی خبر حضرت عمرؓ کو نہ تھی جب حدیث سن لی تو اپنی رائے سے رجوع کیا مسلمانو دیکھو حضرت عمرؓ حدیث میں ایسی احتیاط برتتے تھے کہ ابوموسیٰؓ کے سے ثقہ صحابی کے نقل کرنے پر بھی انہوں نے اکتفا نہ کی اور ایک دوسرے صحابی کی شہادت چاہی پھر تمہارے سامنے ہر ایک بوالفضل ہرزہ گو جو حدیث بیان کر دے تم اس کے بیان پر بھروسہ نہ کیا کرو بلکہ جب کوئی حدیث بیان کرے اس سے پوچھو کہ یہ حدیث کس محدث نے باسناد روایت کی ہے اور اس کے راویوں کو رجال کتاب سے جانچو اور یہ بھی دیکھو کہ حدیث کے اماموں نے اس کو صحیح اور معتبر کہا ہے یا نہیں ہمارے زمانہ میں نیا عجیب بلا پھیلی ہے کہ جاہل صوفی اور درویش اور واعظ عوام کو بہکانے کے لیے جھوٹ موٹ بیان کر دیتے ہیں حدیث میں یہ آیا ہے اور اس قصہ خوانی کو لوگ حدیث بیانی کہتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ بھی یاد رکھو کہ تصوف کی کتابوں میں یا اگلے درویشوں کے ملفوظات وغیرہ میں جو حدیثیں بلا سند ملیں ان پر ہرگز بھروسہ نہ کرنا چاہیئے جب تک حدیث کی کتابوں میں ان کی سند نہ ملے پھر سند مسلسل ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک موصول ہو راوی سب ثقہ اور معتبر ہوں۔ ۱۲ منہ

مِنْ اَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ

حکم ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نہیں سُنی مجھ پر پوشیدہ رہی بات یہ ہے کہ بازاروں میں خرید و فروخت کرنے کی وجہ سے میں (اس حدیث سے) غافل رہ گیا۔

۱۰۱۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ اَنَّهُ سَمِعَ مِنَ الْاَعْرَجِ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّكُمْ تَزْعُمُوْنَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيْثَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ اِنِّيْ كُنْتُ امْرَأً مِّسْكِيْنًا اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِيْ وَكَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ وَكَانَتِ الْاَنْصَارُ يَشْغَلُهُمُ الْقِيَامُ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ فَشَهِدْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَقَالَ مَنْ يَبْسُطْ رِدَاءَهُ حَتّٰى اَقْضِيَ مَقَالَتِيْ ثُمَّ يَقْبِضْهُ فَلَنْ يَنْسٰى شَيْئًا سَمِعَهُ مِنِّيْ فَبَسَطْتُ بُرْدَةً كَانَتْ عَلَيَّ فَوَالَّذِيْ بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا نَسِيْتُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْهُ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا مجھ سے زہری نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج سے سنا وہ کہتے تھے مجھ کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ لوگوں سے کہتے تھے تم سمجھتے ہو کہ ابوہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی حدیثیں نقل کیں[۱]۔ خیر اللہ تعالیٰ سے ایک روز ملنا ہے (اس روز جھوٹ سچ معلوم ہو جائے گا) بات یہ ہے کہ میں ایک فقیر محتاج آدمی تھا۔ اپنا پیٹ بھرنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑتا اور دوسرے مہاجرین بازاروں اپنے اپنے دھندوں میں پھنسے رہتے۔ اور انصاری لوگ اپنی کھیتی باڑی کے کام میں لگے رہتے۔ ایک دن ایسا ہوا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا۔ آپ نے فرمایا جب تک میں اپنی تقریر ختم کروں۔ اس وقت تک اگر کوئی اپنی چادر بچھائے رکھے اور میری تقریر ختم ہونے پر اس کو سمیٹے تو وہ کوئی بات جو مجھ سے سنی ہو نہیں بھولنے کا میں نے یہ سن کر اپنی چادر بچھا دی[۲] قسم خدا کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا۔ میں آپ کی کوئی بات نہیں بھولا۔ جو آپ سے سنی تھی[۳]۔

بَابُ ۵۱۳ مَنْ رَاٰى تَرْكَ النَّكِيْرِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حُجَّةً

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک بات کی جائے اور آپ اس پر انکار نہ کریں (جس کو تقریر کہتے ہیں) تو یہ حجت

---

[۱] دوسرے صحابہ نے اتنی نہیں نقل کیں۔ اس لیے ان کی حدیثوں میں شبہ رہتا ہے ۱۲ منہ [۲] پھر آپ کی تقریر ختم ہونے پر سمیٹ لی ۱۲ منہ

[۳] قسطلانی نے کہا ان حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ کبھی بڑے درجے کے صحابی پر جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت صحبت رہی ہو اور علم وسیع رکھتا ہو دین کی کوئی کوئی بات پوشیدہ رہتی اور دوسرے صحابی کو معلوم ہوتی جیسے حضرت ابوبکر صدیق نے جدہ کی میراث محمد بن مسلمہ اور مغیرہ سے حدیث سن کر معلوم کی۔ اسی طرح حضرت عمرؓ نے استیذان کا مسئلہ ابوموسیٰؓ سے سن کر معلوم کیا ۱۲ منہ

لَا مِنْ غَيْرِ الرَّسُوْلِ

ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی کی تقریر حجت نہیں[1]

۱۰۱۸ ۔ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَاَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَحْلِفُ بِاللّٰهِ اَنَّ ابْنَ الصَّائِدِ الدَّجَّالُ قُلْتُ تَحْلِفُ بِاللّٰهِ قَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ عَلٰى ذٰلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكِرْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

ہم سے حماد بن حمید نے بیان کیا کہا ہم سے عبید اللہ معاذ نے کہا ہم سے والد (معاذ بن حسان) نے کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے سعد بن ابراہیم سے انہوں نے سعد بن منکدر سے انہوں نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہ کو دیکھا۔ وہ اس بات پر قسم کھاتے تھے کہ ابن صیاد وہی دجال ہے میں نے کہا ہائیں تم اس بات پر قسم کیوں کھاتے ہو[2]۔ انہوں نے کہا میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات پر قسم کھاتے تھے اور آپ نے انکار نہیں کیا[3]۔

بَابُ ۵۱۴ الْاَحْكَامِ الَّتِيْ تُعْرَفُ بِالدَّلَائِلِ وَكَيْفَ مَعْنَى الدِّلَالَةِ وَتَفْسِيْرُهَا ۔

باب دلائل شرعیہ سے احکام کا نکالا جانا اور دلالت کے کیا معنے ہیں[4]؟

---

[1] کیونکہ آپ خطا سے معصوم اور محفوظ تھے اور آپ کا انکار نہ کرنا اس فعل کے جواز کی دلیل ہے دوسرے لوگوں کا سکوت جواز کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ بعضوں نے کہا ہے اگر ایک صحابی نے دوسرے صحابی کے سامنے یا ایک مجتہد نے ایک بات کہی اور دوسرے صحابہ نے یا دوسرے مجتہدوں نے اس کو سن کر اس پر سکوت کیا تو یہ اجماع سکوتی کہلایا جائے گا پھر بھی حجت ہے جیسے حضرت عمرؓ نے متعہ کی حرمت بر سر منبر بیان کی اور دوسرے صحابہ نے اس پر انکار نہیں کیا تو گویا اس کی حرمت پر اجماع سکوتی ہو گیا ۱۲ منہ [2] معلوم نہیں شاید دجال ابن صیاد نہ ہو اور کوئی شخص ہو ۱۲ منہ [3] اگر ابن صیاد دجال نہ ہوتا تو آپ ضرور حضرت عمرؓ کو اس پر قسم کھانے سے منع فرماتے یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ اوپر کتاب الجنائز میں گزر چکا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس کی گردن مارنا چاہی تو آپ نے فرمایا اگر وہ دجال ہے تو تو اس کی گردن نہ مار سکے گا۔ اگر دجال نہیں ہے تو اس کا مارنا تیرے حق میں بہتر نہ ہوگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے دجال ہونے میں شبہ تھا۔ پھر آنحضرتؐ نے عمرؓ کے قسم کھانے پر انکار کیوں نہ کیا اس کا جواب یہ ہے کہ شاید پہلے آنحضرتؐ کو اس کے دجال ہونے میں شبہ ہو پھر جب حضرت عمرؓ نے قسم کھائی اس وقت معلوم ہو گیا کہ وہی دجال ہے۔ ابوداؤد نے ابن عمرؓ سے نکالا وہ قسم کھاتے تھے اور کہتے تھے بیشک ابن صیاد وہی مسیح دجال ہے اور ممکن ہے کہ آنحضرت نے حضرت عمرؓ پر اس لیے انکار نہ کیا۔ کہ ابن صیاد بھی ان تیس دجالوں میں کا ایک دجال ہو جن کے نکلنے کا ذکر دوسری حدیث میں ہے اس معنی کر اس کا دجال ہونا یقینی ہوا اور مسلم نے تمیم داری کا قصہ نکالا کہ انہوں نے دجال کو ایک جزیرے میں دیکھا اور آنحضرت نے یہ قصہ نقل کیا اور مسلم نے ابوسعید سے نکالا کہ ابن صیاد کا اور میرا مکہ تک ساتھ ہوا وہ کہنے لگا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے مجھ کو دجال کہتے ہیں کیا تم نے آنحضرت سے یہ نہیں سنا کہ دجال مکہ اور مدینہ میں نہیں جائے گا۔ میں نے کہا بیشک سنا ہے کیا تم نے آنحضرت سے یہ نہیں سنا کہ اس کی اولاد نہ ہوگی۔ میں نے کہا بیشک سنا ہے ابن صیاد نے کہا میری تو اولاد بھی ہوئی ہے اور میں مدینہ میں پیدا ہوا اور مکہ جا رہا ہوں اور ابوداؤد نے جابرؓ سے روایت کیا کہ ابن صیاد واقعہ حرہ میں گم ہو گیا بعضوں نے کہا وہ مدینہ میں مرا اور لوگوں نے اس پر نماز پڑھی ایک روایت میں ہے کہ ابن صیاد نے کہا۔ البتہ یہ تو ہے میں دجال کو پہچانتا ہوں اور اس کے پیدا ہونے کی جگہ جانتا ہوں یہ بھی جانتا ہوں اب وہ کہاں ہے یہ سنتے ہی ابوسعید خدریؓ نے کہا ارے کمبخت تیری تباہی ہو سارے دن یعنی تو نے پھر شبہ ڈال دیا ایک روایت میں عبد الرزاق کی بہ سند صحیح ابن عمر سے یوں ہے کہ ابن صیاد کی ربا قی بر صفحہ آئندہ

وَقَدْ اَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْرَ الْخَيْلِ وَغَيْرِهَا ثُمَّ سُئِلَ عَنِ الْحُمُرِ فَدَلَّهُمْ عَلٰى قَوْلِهِ تَعَالٰى فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ لَآ اٰكُلُهٗ وَلَآ اُحَرِّمُهٗ وَ اُكِلَ عَلٰى مَآئِدَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الضَّبُّ فَاسْتَدَلَّ ابْنُ عَبَّاسٍ بِاَنَّهٗ لَيْسَ بِحَرَامٍ

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں وغیرہ کے حکم بیان کیے۔ پھر آپ سے گدھوں وغیرہ کا حکم پوچھا گیا تو یہ آیت بتائی فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ (یہ حدیث آگے آتی ہے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ گھوڑپھوڑ آپ نے فرمایا نہ میں اس کو کھاتا ہوں نہ حرام کہتا ہوں۔ مگر دوسرے صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر اس کو کھایا۔ اس سے ابن عباسؓ نے یہ نکالا۔ کہ وہ حرام نہیں ہے (یہ بھی دلالت کی مثال ہے یہ حدیث بھی آگے آتی ہے۔)

١٠١٩ حَدَّثَنَآ اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْ صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لِثَلٰثَةٍ لِرَجُلٍ اَجْرٌ وَّلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَّعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ فَاَمَّا الَّذِيْ لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَطَالَ فِيْ مَرْجٍ اَوْ رَوْضَةٍ فَمَآ اَصَابَتْ فِيْ طِيَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ الْمَرْجِ وَالرَّوْضَةِ كَانَ لَهٗ حَسَنَاتٍ وَلَوْ اَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے ابوصالح سمان سے انہوں نے ابوہریرۃؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گھوڑے تین طرح کے ہیں۔ کسی کے لیے تو ثواب اور اجر ہیں کسی کے لیے برابر سرابر (نہ ثواب نہ عذاب) کسی کے لیے عذاب ہیں جو شخص گھوڑوں کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے باندھے پھر کسی رمنے یا چمن میں ان کی رسی لمبی کر دے وہ اس رسی کے لنبائو میں اس رمنے یا چمن میں جہاں تک چریں اس کو نیکیاں ہی نیکیاں ملیں گی۔ اگر کہیں انہوں نے رسی تڑالی اور ایک یا دو زغن مارے تو ان کے ٹاپوں کے نشان ان کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ایک آنکھ پھول گئی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا تیری آنکھ کب سے پھولی اس نے کہا میں نہیں جانتا میں نے کہا تو جھوٹا ہے آنکھ تیری ہے اور کہتا ہے میں نہیں جانتا یہ سن کر اس نے اپنی آنکھ پر ہاتھ پھیرا اور تین بار گدھے کی سی آواز نکالی میں نے اس کا ذکر ام المومنین حفصہؓ سے کیا انہوں نے کہا تو اس سے بچارہ کیونکہ میں نے لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ دجال کو غصہ دلایا جائے گا اس وقت وہ نکل پڑے گا پھر صحابہ کو اس میں شبہ ہی رہا۔ کہ ابن صیاد دجال ہے یا نہیں۔ امام احمد نے ابوذر سے نکالا اگر میں دس بار یہ قسم کھاؤں کہ ابن صیاد دجال ہے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ میں ایک بار قسم کھاؤں کہ وہ دجال نہیں ہے۔ ۱۲ منہ ۵؎ دلائل شرعیہ یعنی اصول شرع وہ دو ہیں۔ قرآن اور حدیث اور بعضوں نے اجماع اور قیاس کو بھی بڑھایا ہے لیکن امام الحرمین اور غزالی نے قیاس کو خارج کیا ہے اور سچ یہ ہے کہ قیاس کوئی حجت شرعی نہیں ہے یعنی حجت ملزمہ اس لیے کہ ایک مجتہد کا قیاس دوسرے مجتہد کو کافی نہیں ہے تو حجت ملزمہ دو ہی چیزیں ہوئیں کتاب اور سنت البتہ قیاس حجت مظہرہ ہے یعنی ہر مجتہد جس مسئلہ میں کوئی نص کتاب اور سنت سے نہ ہو تو اپنے قیاس پر عمل کر سکتا ہے۔ البتہ اجماع حجت ملزمہ ہو سکتا ہے بشرطیکہ اجماع ہو اگر ایک مجتہد کا بھی اس میں خلاف ہو تو اجماع باقی علما کا حجت نہ ہوگا دلالت کے معنی یہ ہیں کہ ایک شے جس میں کوئی خاص نص نہ ہو اور اس کو کسی شے منصوص کے حکم میں داخل کرنا بدلالت عقل جس کی مثال آگے خود امام بخاری نے

آثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ، وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَ بِهِ كَانَ ذَلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ، وَهِيَ لِذَلِكَ الرَّجُلِ أَجْرٌ، وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللَّهِ فِي رِقَابِهَا وَظُهُورِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ، وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً فَهِيَ عَلَى ذَلِكَ وِزْرٌ. وَسُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيَّ فِيهَا إِلَّا هَذِهِ الْآيَةَ الْفَاذَّةَ الْجَامِعَةَ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ.

لیدین سب اس کے لیے نیکیاں ہی نیکیاں ہوں گی۔ اگر کسی ندی پر جا کر پانی پی لیں لیکن مالک کی نیت پانی پلانے کی نہ ہو۔ جب بھی اس کے لیے نیکیاں ہی لکھی جائیں گی۔ اور جو شخص گھوڑے اپنی ضرورت کام کاج کے لیے باندھے تاکہ دوسروں سے سواری مانگنے کی ضرورت نہ پڑے اور اللہ کا جو حق ان کی گردن اور پیٹھ میں ہے[۱] اس کو فراموش نہ کرے[۲] تو اس کے لیے نہ ثواب ہے نہ عذاب اور جو شخص فخر اور تکبر اور نمائش کے لیے باندھے وہ اس کے لیے عذاب ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا گدھوں کے باب میں کیا حکم ہے (پوچھنے والا شاید صعصعہ بن معاویہ تھا) آپ نے فرمایا[۳]۔ صرف ایک یہی اکیلی (بے نظیر) اور جامع آیت ہے۔ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ

١٠٢٠ - حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ النُّمَيْرِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شَيْبَةَ حَدَّثَتْنِي أُمِّي عَنْ عَائِشَةَ رض أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَيْضِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْهُ قَالَ تَأْخُذِينَ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِينَ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّئِي قَالَتْ كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّئِينَ بِهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَعَرَفْتُ الَّذِي يُرِيدُ

ہم سے یحیی بن جعفر بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے منصور بن صفیہ سے انہوں نے اپنی والدہ (صفیہ بنت شیبہ) سے انہوں نے حضرت عائشہ رض سے ایک عورت (اسماء بنت شکل) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ دوسری سند امام بخاری نے کہا اور مجھ سے محمد بن عقبہ نے بیان کیا کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے کہا ہم سے منصور بن عبد الرحمن نے کہا مجھ سے والد (صفیہ بنت شیبہ) نے انہوں نے کہا ایک عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کو پوچھا یعنی حیض کا غسل کیونکر کرے۔ آپ نے فرمایا ایک لتہ مشک لگا ہوا لے اس سے پاکی کرلے اس نے عرض کیا یارسول اللہ پاکی کیوں کر کروں آپ نے فرمایا اری پاکی کرلے حضرت عائشہ رض نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ کا مطلب سمجھ گئی۔ میں نے اس کو پکڑ کر کھینچ لیا

[۱] یعنی کسی سوار درماندے کو سوار کر لینا یا ضرورت کے وقت کسی مسلمان کو مانگنے پر دینا یا مجاہدین کو جہاد کرنے کے لیے دینا ۱۲ منہ [۲] حنفیہ نے کہا یعنی زکوٰۃ دے ۱۲ منہ [۳] گدھوں کے باب میں تو کوئی خاص حکم نہیں اترا ۱۲ منہ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَجِدُ بِہَا إِلَی فَعَلَّمْتُہَا۔

۱۰۲۱۔ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ إِسْمَاعِیْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَۃَ عَنْ أَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ أَنَّ أُمَّ حُفَیْدٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ حَزْنٍ أَھْدَتْ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمْنًا وَأَقِطًا وَأَضُبًّا فَدَعَا بِھِنَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَأُکِلْنَ عَلٰی مَائِدَتِہٖ فَتَرَکَھُنَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَالْمُتَقَذِّرِ لَہٗ وَلَوْ کُنَّ حَرَامًا مَا أُکِلْنَ عَلٰی مَائِدَتِہٖ وَلَا أَمَرَ بِأَکْلِھِنَّ۔

۱۰۲۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَھْبٍ أَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ أَخْبَرَنِیْ عَطَاءُ بْنُ أَبِیْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ أَکَلَ ثُوْمًا أَوْ بَصَلًا فَلْیَعْتَزِلْنَا أَوْ لِیَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْیَقْعُدْ فِیْ بَیْتِہٖ وَإِنَّہٗ أُتِیَ بِبَدْرٍ قَالَ ابْنُ وَھْبٍ یَعْنِیْ طَبَقًا فِیْہِ خَضِرَاتٌ مِنْ بُقُوْلٍ فَوَجَدَ لَھَا رِیْحًا فَسَأَلَ عَنْھَا فَأُخْبِرَ بِمَا فِیْھَا مِنَ الْبُقُوْلِ فَقَالَ قَرِّبُوْھَا فَقَرَّبُوْھَا

اور اس کو سمجھا دیا[1]۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے انہوں نے ابوبشر سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا ام حفید بنت حارث بن حزن نے (جو ام المومنین میمونہ کی بہن تھیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گھی اور پنیر اور گھوڑ پھوڑ تحفہ بھیجے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منگوا بھیجا۔ پھر یہ گھوڑ پھوڑ آنحضرتؐ کے دسترخوان پر کھائے گئے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے کوئی نفرت کرتا ہے ان کو نہ کھایا (یہ نفرت طبعی تھی) اگر گھوڑ پھوڑ حرام ہوتے تو آپ کے دسترخوان پر نہ کھائے جاتے نہ آپ (دوسرے صحابہ کو) ان کے کھانے کا حکم دیتے[2]۔

ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو یونس نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو عطاء بن ابی رباح نے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لہسن یا پیاز کھائے (یعنی کچی) وہ ہم سے الگ رہے یا یوں فرمایا ہماری مسجد سے الگ رہے اپنے گھر میں بیٹھا رہے (جمعہ اور جماعت میں شریک نہ ہو جب تک اس کے منہ میں بو رہے) جابرؓ نے یہ بھی کہا آنحضرتؐ کے پاس ایک طباق لایا گیا۔ اس میں کچھ بھاجیاں (ساگ ترکاریاں تھیں) آپ نے دیکھا تو اس میں سے بو آتی ہے پوچھا تو لوگوں نے بیان کر دیا فلاں فلاں بھاجیاں ترکاریاں ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ ان کے پاس لے

---

[1] کہ پاکی سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ اس لتے کو خون کے مقاموں پر پھیر تا کہ خون کی بدبو رفع ہو جائے۔ ترجمہ باب اس سے نکلتا ہے کہ حضرت عائشہؓ بدلالت عقل سمجھ گئیں کہ لتے سے وضو تو ہو نہیں سکتا تو توضئی سے آپ کی مراد یہ ہے۔ کہ اس کو بدن پر پھیر کر پاک کرے ۱۲ منہ [2] گھوڑ پھوڑ تو حرام ہو ہی نہیں سکت وہ تو عربوں کی اصلی غذا ہے خصوصاً ان عربوں کی جو صحرانشین ہیں چنانچہ فردوسی کہتا ہے۔ ز شیر شتر خوردن و سوسمار؛ عرب را بجائے رسید است کار؛ حدیث سے امام بخاری نے دلالت شرعیہ کی مثال دی کہ جب گھوڑ پھوڑ آنحضرت کے دسترخوان پر دوسرے لوگوں نے کھائے تو معلوم ہوا کہ حلال ہیں۔ حرام ہوتے تو آپ اپنے دسترخوان پر رکھنے بھی نہ دیتے چہ جائیکہ کھانا ۱۲ منہ؛

إِلَى بَعْضِ أَصْحَابِهِ كَانَ مَعَهُ فَلَمَّا رَآهُ كَرِهَ أَكْلَهَا قَالَ كُلْ فَإِنِّي أُنَاجِي مَنْ لَا تُنَاجِي وَقَالَ ابْنُ عُفَيْرٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ بِقِدْرٍ فِيهِ خَضِرَاتٌ وَلَمْ يَذْكُرِ اللَّيْثُ وَأَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ قِصَّةَ الْقِدْرِ فَلَا أَدْرِي هُوَ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ أَوْ فِي الْحَدِيثِ

جاؤ (یعنی ابوایوب انصاری رضؓ کے پاس) جو آپ کے ساتھ رہتے تھے[1] ابوایوب نے جب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہیں کھایا تو انہوں نے بھی اس کا کھانا پسند نہیں کیا لیکن آنحضرتؐ نے ان سے فرمایا تم کھاؤ (میری اور بات ہے) میں ان (فرشتوں) سے سرگوشی کرتا ہوں جن سے تم سرگوشی نہیں کرتے سعید بن کثیر بن عفیر نے (جو امام بخاری کے شیخ ہیں) عبداللہ بن وہب سے اس حدیث میں یوں روایت کیا آنحضرتؐ کے پاس ایک ہانڈی گئی جس میں ترکاریاں تھیں۔ اور لیث اور ابوصفوان (عبداللہ بن سعید اموی) نے بھی اس حدیث کو یونس سے روایت کیا پر انہوں نے ہانڈی کا قصہ نہیں بیان کیا اب میں نہیں جانتا کہ ہانڈی کا قصہ حدیث میں داخل ہے یا زہری نے بڑھا دیا ہے[2]

۱۰۲۳۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي وَعَمِّي قَالَا حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِيهِ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرٍ أَنَّ أَبَاهُ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ فَأَمَرَهَا بِأَمْرٍ فَقَالَتْ أَرَأَيْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لَمْ أَجِدْكَ قَالَ إِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ زَادَ الْحُمَيْدِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ كَأَنَّهَا تَعْنِي الْمَوْتَ ـ

مجھ سے عبداللہ بن سعد بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے والد (سعد) اور چچا[3] نے ان دونوں نے کہا ہم سے والد نے بیان کیا (ابراہیم بن سعد نے) کہا مجھ کو محمد بن جبیر بن مطعم نے خبر دی ان کو والد جبیر بن مطعم نے ایک انصاری عورت (نام نامعلوم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کسی مقدمہ میں کچھ گفتگو کی۔ آپ نے حکم بھی دیا پھر وہ کہنے لگی یارسول اللہ اگر میں پھر آؤں اور آپ کو نہ پاؤں (تو کیا کروں) آپ نے فرمایا ابوبکرؓ کے پاس آئیو۔ امام بخاری نے کہا حمیدی نے روایت میں ابراہیم بن سعد سے اتنا بڑھایا ہے۔ آپ کو نہ پاؤں اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کی وفات ہو جائے[4]

---

[1] کیونکہ آپ جب مدینہ میں آئے تو انہی کے مکان میں اترے تھے ۱۲ منہ [2] لیث کی روایت کو زہریات میں ذہلی نے وصل کیا اور ابوصفوان کی روایت کو خود امام بخاری نے کتاب الاطعمہ میں ۱۲ منہ [3] یعقوب بن ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف [4] اس حدیث کو امام بخاری، دلالت کی مثال کے طور پر لائے کہ آنحضرتؐ نے عورت کے یہ کہنے سے اگر میں آپ کو نہ پاؤں یہ سمجھ لیا کہ مراد اس کی موت ہے بعضوں نے کہا اس میں دلالت ہے ابوبکر رضؓ صدیقؓ کے خلیفہ ہونے کی اور حضرت عمر رضؓ نے جو کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہیں کیا اس کا مطلب یہ ہے (باقی بر صفحہ آئندہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

بَابُ ۵۱۵ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْأَلُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ

وَقَالَ أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعَ مُعٰوِيَةَ يُحَدِّثُ رَهْطًا مِّنْ قُرَيْشٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَذَكَرَ كَعْبَ الْأَحْبَارِ فَقَالَ إِنْ كَانَ مِنْ أَصْدَقِ هٰؤُلَاءِ الْمُحَدِّثِيْنَ الَّذِيْنَ يُحَدِّثُوْنَ عَنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَإِنْ كُنَّا مَعَ ذٰلِكَ لَنَبْلُوْ عَلَيْهِ الْكَذِبَ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اہل کتاب (یہود اور نصاریٰ) سے دین کی کوئی بات نہ پوچھو۔

ابوالیمان نے کہا جو امام بخاری کے شیخ ہیں۔ ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو حمید بن عبدالرحمٰن نے خبر دی انہوں نے معاویہ سے سنا وہ قریش کے کئی لوگوں سے جو مدینہ میں تھے حدیث بیان کرتے تھے[1]۔ معاویہ نے کعب احبار کا ذکر کیا[2]۔ اور کہنے لگے جتنے لوگ اہل کتاب سے حدیثیں نقل کرتے ہیں۔ ان سب میں کعب احبار بہت سچے تھے۔ اور باوجود اس کے کبھی کبھی ان کی بات جھوٹ نکلتی تھی (یعنی غلط نکلتی تھی یہ مطلب نہیں ہے کہ کعب احبار جھوٹ بولتے تھے۔

۱۰۲۴۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضـ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُوْنَ التَّوْرٰاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عثمان بن عمر نے کہا ہم کو علی بن مبارک نے خبر دی انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا کتاب والے (یہود) تورات کو عبرانی زبان میں پڑھتے اور عربی میں ترجمہ کر کے مسلمانوں کو سمجھاتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل کتاب کو نہ سچا کہو نہ جھوٹا۔ یوں کہو ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر جو ہم پر اترا (یعنی قرآن پر) اور اس پر جو تم پر اترا (تورات وغیرہ) اخیر

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) کہ صراحت کے ساتھ باقی اشارے کے طور پر تو کئی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ابوبکر صدیقؓ کو خلیفہ کرنا چاہتے تھے مثلاً یہ حدیث اور مرض موت میں ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کی حدیث اور حضرت عائشہؓ کی وہ حدیث کہ اپنے بھائی اور باپ کو بلا بھیج میں لکھ دوں ایسا نہ کوئی آرزو کرنے والا کچھ اور آرزو کرے۔ اور وہ حدیث کہ صحابہ نے آپ سے پوچھا ہم آپ کے بعد کس کو خلیفہ کریں فرمایا ابوبکرؓ کو خلیفہ کرو گے تو وہ ایسے ہیں عمرؓ کو کرو گے تو وہ ایسے ہیں علیؓ کو کرو گے تو وہ ایسے ہیں۔ مگر مجھ کو امید نہیں کہ تم علیؓ کو کرو گے اس حدیث میں بھی ابوبکرؓ کو پہلے بیان کیا اور شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا میں اس بحث کو بہت تفصیل سے بیان کیا ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] جب انہوں نے اپنی خلافت میں حج کیا تھا۔ ۱۲ منہ [2] جو یہود کے بڑے عالم اور حضرت عمرؓ کی خلافت میں مسلمان ہو گئے تھے ۱۲ منہ۔

وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمُ الْآيَةَ

١٠٢٥ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ وَكِتَابُكُمُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْدَثُ تَقْرَءُونَهُ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ وَقَدْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ بَدَّلُوا كِتَابَ اللهِ وَغَيَّرُوهُ وَكَتَبُوا بِأَيْدِيهِمُ الْكِتَابَ وَقَالُوا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أَلَا يَنْهَاكُمْ مَا جَاءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مَسْأَلَتِهِمْ لَا وَاللهِ مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلًا يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ

باب ٥١٦ كَرَاهِيَةِ الْخِلَافِ

١٠٢٦ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سَلَّامِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ

١٠٢٧ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ

آیت تک (جو سورۂ بقرہ میں ہے۔)

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے کہا ہم ابن شہاب نے خبر دی انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے کہ ابن عباسؓ نے کہا تم اہل کتاب (یہود اور نصاریٰ) سے کیا پوچھتے ہو۔ تمہاری کتاب تو نبی اللہ کے پاس سے اتری ہے تم خالص اس کو پڑھتے ہو۔ اس میں کچھ ملونی نہیں ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے تم سے فرما دیا۔ کہ کتاب والوں نے اپنا دین بدل ڈالا۔ اور وہ اپنے ہاتھ سے ایک کتاب لکھتے تھے (معلوم نہیں اس میں کیا کیا ملاتے تھے) پھر کہتے تھے یہ اللہ کے پاس سے اتری ہے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ دنیا کا تھوڑا سا مول کما لیں دیکھو تم کو جو اللہ نے علم دیا (قرآن اور حدیث) اس میں اس کی ممانعت ہے کہ تم اہل کتاب سے (دین کی باتیں) پوچھو خدا کی قسم[1] اور ہم نے اہل کتاب میں سے ایک شخص کو نہیں دیکھا جو وہ باتیں پوچھے جو تم پر اتریں۔ (پھر تم کاہیکو ان سے پوچھتے ہو[2])۔

باب احکام شرعیہ میں جھگڑا کرنے کی کراہت کا بیان۔

ہم سے اسحٰق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالرحمٰن بن مہدی نے انہوں نے سلام بن ابی مطیع سے انہوں نے ابوعمران جونی سے انہوں نے جندب بن عبداللہ بجلی سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن پڑھا کرو جب تک تمہارے دل ملے رہیں پس جب اختلاف کرو تو اٹھ کھڑے ہو۔

ہم سے اسحٰق بن منصور یا حنظلی نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالصمد

---

[1] یہ بڑے شرم کی بات ہے تم تو ان سے پوچھو ۱۲ منہ ۔ [2] بہت سے عالموں نے اس حدیث کی رو سے توراۃ اور انجیل اور اگلی آسمانی کتابوں کا مطالعہ کرنا مکروہ رکھا ہے کیونکہ ان میں تحریف اور تبدیل ہوئی ہے ایسا نہ ہو ضعیف الایمان لوگوں کا اعتقاد بگڑ جائے لیکن جس شخص کو یہ ڈر نہ ہو اور وہ اہل کتاب سے مباحثہ کرنا چاہے اور اسلام پر جو اعتراضات وہ کرتے ہیں ان کا جواب دینا تو اس کے لیے مکروہ نہیں ہے بلکہ باعث اجر ہے۔ انما الاعمال بالنیات ۱۲ منہ ۔

حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ وَقَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ هَارُونَ الْأَعْوَرِ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ عَنْ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۰۲۸ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حُضِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ هَلُمَّ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ قَالَ عُمَرُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ فَحَسْبُنَا كِتَابُ اللَّهِ وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوا فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ قَرِّبُوا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغَطَ وَالِاخْتِلَافَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُومُوا عَنِّي قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ

بن عبدالوارث نے خبر دی۔ کہا ہم سے ہمام (ابن یحییٰ بصری) نے کہا ہم سے ابو عمران جونی نے انہوں نے جندب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پڑھا کرو جب تک تمہارے دل ملے رہیں پس جب اختلاف واقع ہو تو اٹھ جاؤ[1]۔ اور یزید بن ہارون واسطی[2] نے کہا انہوں نے ہارون اعور سے روایت کی کہا ہم سے عمران نے جندب سے بیان کیا۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (اس کو دارمی نے وصل کیا)

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی انہوں نے معمر سے انہوں نے زہری سے انہوں نے عبید اللہ بن عبداللہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت ہوا۔ اس وقت گھر میں چند لوگ تھے۔ جن میں حضرت عمرؓ بھی تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا میرے پاس (لکھنے کا سامان) لاؤ میں تمہیں ایسی نوشت لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو۔ حضرت عمرؓ نے کہا آپ پر بیماری کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے تو قرآن ہمیں (گمراہی سے بچنے کے لیے) کافی ہے (آپ کو لکھوانے کی تکلیف دینا مناسب نہیں) اور جو لوگ گھر میں موجود تھے انہوں نے اختلاف کیا۔ اور آپس میں جھگڑنے لگے بعض تو کہتے تھے۔ (قلم دوات وغیرہ) آپ کے پاس لاؤ تم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نوشتہ لکھوا دیں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو۔ اور بعضے وہی بات کہتے تھے جو حضرت عمرؓ نے کہی۔ جب جھگڑا اور شور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زیادہ ہوا تو آپ نے فرمایا میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ عبید اللہ نے کہا[3] ابن عباسؓ کہا کرتے تھے۔ بھاری مصیبت تو وہ تھی جو رسول اللہ،

۱؎ یعنی جب کوئی شبہ درپیش ہو اور جھگڑا اٹھے تو اختلاف نہ کرو بلکہ اس وقت قرأت ختم کر کے علیحدہ علیحدہ ہو جاؤ مراد حضرت کی جھگڑے سے ڈرانا ہے نہ قرأت سے منع کرنا کیونکہ نفس قرأت منع نہیں ۱۲ منہ ۲؎ یہ تعلیق نہیں ہے بلکہ پہلی سند سے موصول ہے ۱۲ منہ۔

بَيْنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذَلِكَ الْكِتَابَ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ

صلی اللہ علیہ وسلم اور اس نوشت لکھوانے کے درمیان حائل ہوئے یعنی جھگڑا اور شور۔

بَابُ ۵۱۷ نَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّحْرِيمِ إِلَّا مَا تُعْرَفُ إِبَاحَتُهُ وَكَذَلِكَ أَمْرُهُ نَحْوَ قَوْلِهِ حِينَ أَحَلُّوا أَصِيبُوا مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ جَابِرٌ وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلَكِنْ أَحَلَّهُنَّ لَهُمْ وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس کام سے منع کریں۔ وہ حرام ہوگا۔ مگر جس کا مباح ہونا قرائن یا دوسری دلیلوں سے معلوم ہو جائے اسی طرح آپ جس کام کا حکم کریں[۵۱] جیسے حجۃ الوداع میں جب صحابہ نے احرام کھول ڈالا تھا۔ تو آپ نے فرمایا عورتوں سے صحبت کرو جابر نے کہا کچھ صحبت کرنا آپ نے واجب نہیں کر دیا بلکہ مطلب یہ تھا کہ صحبت کرنا تم کو مباح ہو گیا[۵۲] اور ام عطیہ نے کہا ہم عورتوں کو جنازوں کے ساتھ ساتھ جانے سے منع کیا گیا۔ لیکن حرام نہیں ہوا یہ حدیث کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے۔

۱۰۲۹۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ فِي أُنَاسٍ مَعَهُ قَالَ أَهْلَلْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَجِّ خَالِصًا لَيْسَ مَعَهُ عُمْرَةٌ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَحِلَّ وَقَالَ أَحِلُّوا وَأَصِيبُوا مِنَ النِّسَاءِ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلَكِنْ أَحَلَّهُنَّ لَهُمْ فَبَلَغَهُ أَنَّا نَقُولُ لَمَّا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا خَمْسٌ أَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ إِلَى نِسَائِنَا

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا انہوں نے ابن جریج سے کہا عطا بن ابی رباح نے کہا جابر نے کہا دوسری سند امام بخاری نے کہا محمد بن بکر برسانی نے کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا کہا مجھ کو عطا بن ابی رباح نے خبر دی کہا میں نے جابر بن عبداللہ سے سنا اس وقت میرے ساتھ اور لوگ بھی تھے۔ وہ کہتے تھے ہم صحابہ نے خالص حج کی نیت سے احرام باندھا۔ عمرے کی نیت نہ تھی عطا نے کہا جابر نے کہا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چوتھی ذی الحجہ صبح کو مدینہ میں تشریف لائے جب ہم لوگ مدینہ پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو احرام کھولنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا احرام کھول ڈالو اور عورتوں سے صحبت کرو عطا نے کہا جابر نے کہا لیکن آپ نے کچھ صحبت کرنا واجب نہ کیا۔ پھر آپ کو یہ خبر پہنچی۔ ہم لوگ یوں کہہ رہے ہیں کہ عرفہ کے دن میں صرف پانچ دن باقی ہیں۔ کیا ہم اپنی عورتوں سے صحبت کریں اور

---

[۵۱] وہ واجب ہو جائے گا مگر جب قرینہ یا دلیل سے معلوم ہو جائے کہ واجب نہیں ہے ۱۲ [۵۲] اس اثر کو اسمٰعیل نے وصل کیا مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ اصل میں امر وجوب کے لیے اور نہی تحریم کے لیے موضوع ہے مگر جہاں قرائن یا دوسرے دلائل سے معلوم ہو جائے کہ وجوب یا تحریم مقصود نہیں ہے۔ تو وہاں امر اباحت کے لیے اور نہی کراہت کے لیے ہو سکتی ہے ۱۲۔

فَنَأْتِي عَرَفَةَ تَقْطُرُ مَذَاكِيرُنَا الْمَذْيَ قَالَ
وَيَقُولُ جَابِرٌ بِيَدِهِ هٰكَذَا وَحَرَّكَهَا
فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي أَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ
وَأَصْدَقُكُمْ وَأَبَرُّكُمْ وَلَوْلَا هَدْيِي
لَحَلَلْتُ كَمَا تَحِلُّونَ فَحِلُّوا فَلَوِ
اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ
مَا أَهْدَيْتُ فَحَلَلْنَا وَسَمِعْنَا وَ
أَطَعْنَا۔

۱۰۳۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ
الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ
حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ الْمُزَنِيُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوا قَبْلَ صَلٰوةِ
الْمَغْرِبِ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ كَرَاهِيَةَ
أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً۔

بَابُ ۵۱۸ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَأَمْرُهُمْ شُورٰى بَيْنَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ

وَأَنَّ الْمُشَاوَرَةَ قَبْلَ الْعَزْمِ وَالتَّبَيُّنِ
لِقَوْلِهِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى
اللّٰهِ فَإِذَا عَزَمَ الرَّسُولُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ لِبَشَرٍ التَّقَدُّمُ عَلَى

عرفات میں اس حال میں جائیں کہ ہمارے ذکر سے مذی یا منی ٹپک
رہی ہو۔ عطاء نے کہا جابر نے ہاتھ سے اشارہ کیا (کہ اس طرح مذی
ٹپک رہی ہو) اس کو ہلایا۔ آخر آنحضرتؐ (خطبہ سنانے کو) کھڑے
ہوئے فرمایا لوگو تم جانتے ہو کہ میں تم سب میں اللہ سے زیادہ ڈرنے
والا ہوں۔ اور تم سب میں زیادہ سچا اور زیادہ نیک ہوں۔ اور اگر میرے
ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی تمہاری طرح احرام کھول ڈالتا اور اگر
مجھ کو پہلے سے وہ معلوم ہوتا جو بعد کو معلوم ہوا تو میں قربانی
اپنے ساتھ نہ لاتا۔ جابر کہتے ہیں آنحضرتؐ کے اس ارشاد پر ہم لوگوں
نے احرام کھول ڈالا آپ کا حکم سن لیا اور مان لیا[1]۔

ہم سے ابومعمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید
نے انہوں نے حسین بن ذکوان معلم سے انہوں نے عبداللہ بن بریدہؓ
سے کہا مجھ سے عبداللہ بن مغفل نے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا مغرب کی نماز سے پہلے (نفل کا دوگانہ
پڑھو (تین بار یہی فرمایا) تیسری بار میں یوں فرمایا جو کوئی چاہے آپ کو
برا معلوم ہوا کہیں لوگ اس کو لازمی سنت نہ سمجھ لیں[2]۔

باب اللہ تعالٰی کا (سورۂ شوریٰ میں) فرمانا مسلمانوں کا کام آپس کی صلاح اور مشورے سے چلتا ہے۔

(اور سورۂ آل عمران میں) فرمانا اے پیغمبر ان سے کاموں میں مشورہ
لے اور یہ بھی بیان ہے کہ مشورہ ایک کام کا مصمم عزم اور اس کے
بیان کر دینے سے پہلے لینا چاہیئے (جیسے اسی صورت میں) فرمانا
پھر جب ایک بات ٹھہرا لے (یعنی صلاح و مشورے کے بعد)

۱؎ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ عورتوں سے صحبت کرنے کا جو حکم آپ نے دیا تھا۔ وہ وجوب کے لئے نہ تھا۔ قرآن میں بھی ایسے امر موجود ہیں جیسے
فرمایا وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا یعنی جب تم احرام کھول ڈالو تو شکار کرو حالانکہ شکار کرنا کچھ واجب نہیں ہے

۲؎ یعنی سنت مؤکدہ جو واجب کے قریب ہوتی ہے اس حدیث سے بھی معلوم
ہوا کہ اصل میں امر وجوب کے لیے ہے جب تو آپ نے تیسری بار میں لمن شاء فرما کر یہ وجوب رفع کیا ۱۲ منہ۔

اللهِ وَرَسُولِهِ وَشَاوَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ يَوْمَ أُحُدٍ فِي الْمُقَامِ وَالْخُرُوجِ فَرَأَوْا لَهُ الْخُرُوجَ فَلَمَّا لَبِسَ لَأْمَتَهُ وَعَزَمَ قَالُوا أَقِمْ فَلَمْ يَمِلْ إِلَيْهِمْ بَعْدَ الْعَزْمِ وَقَالَ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ يَلْبَسُ لَأْمَتَهُ فَيَضَعُهَا حَتَّى يَحْكُمَ اللهُ وَشَاوَرَ عَلِيًّا وَأُسَامَةَ فِيمَا رَمَى أَهْلُ الْإِفْكِ عَائِشَةَ وَسَمِعَ مِنْهُمَا حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ فَجَلَدَ الرَّامِينَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَى تَنَازُعِهِمْ وَلَكِنْ حَكَمَ بِمَا أَمَرَهُ اللهُ وَكَانَتِ الْأَئِمَّةُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَشِيرُونَ الْأُمَنَاءَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْأُمُورِ الْمُبَاحَةِ لِيَأْخُذُوا بِأَسْهَلِهَا فَإِذَا وَضَحَ الْكِتَابُ أَوِ السُّنَّةُ لَمْ يَتَعَدَّوْهُ إِلَى غَيْرِهِ اقْتِدَاءً بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو اللہ پر بھروسہ کر (اس کو کر گزر)[1] پھر جب آنحضرتؐ مشورہ کرنے کے بعد) ایک کام ٹھہرا لیں اب کسی آدمی کو اللہ اور اس کے رسول سے آگے بڑھنا درست نہیں (یعنی دوسری رائے دینا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد میں اپنے اصحاب سے مشورہ لیا کہ مدینہ میں رہ کر لڑیں یا باہر نکل کر جب آپ نے زرہ پہن لی اور باہر نکل کر لڑنا ٹھہرا لیا۔ اب بعض لوگ کہنے لگے مدینہ ہی میں رہنا اچھا ہے آپ نے ان کے قول کی طرف التفات نہیں کیا کیونکہ (مشورے کے بعد) آپ ایک بات ٹھہرا چکے تھے[2] آپ نے فرمایا جب پیغمبر (لڑائی پر مستعد ہو کر) اپنی زرہ پہن لے (ہتھیار وغیرہ باندھ کر لیس ہو جائے اب بغیر اللہ کے حکم کے اس کو اتار نہیں سکتا (اس حدیث کو طبرانی نے ابن عباس سے وصل کیا) اور آنحضرتؐ نے حضرت علی اور اسامہ بن زید سے حضرت عائشہ پر جو بہتان لگایا گیا تھا۔ اس مقدمہ میں مشورہ کیا اور ان کی رائے سنی۔ یہاں تک کہ قرآن اترا اور آپ نے تہمت لگانے والوں کو کوڑے مارے اور علی اور اسامہ میں جو اختلاف رائے تھا۔ اس پر کچھ التفات نہیں کیا (علی کہتے تھے حضرت عائشہ کو چھوڑ دیجئے۔) بلکہ آپ نے اللہ کے ارشاد کے موافق حکم دیا[3]۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جتنے امام خلیفہ ہوئے وہ ایماندار لوگوں سے اور عالموں سے مباح کاموں میں مشورہ لیا کرتے تاکہ جو کام آسان ہو[4] اس کو اختیار کریں پھر جب ان کو قرآن اور حدیث کا حکم مل جاتا۔ تو اس کے خلاف کسی کی نہ سنتے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی

[1] سبحان اللہ عمدہ اخلاق حاصل کرنے کے لیے قرآن سے زیادہ کوئی کتاب نہیں ہے اس آیت میں وہ طریقہ اختصار کے ساتھ بیان کر دیا جو بڑی بڑی کتابوں کا لب لباب ہے حاصل یہ ہے کہ آدمی کو دینی اور دنیاوی کاموں میں صرف اپنی منفرد رائے پر بھروسہ کرنا باعث تباہی اور بربادی ہے ہر کام میں عقلاء اور علماء سے مشورہ لینا چاہیے پھر بعضے لوگ کیا کرتے ہیں۔ مشورہ ہی لیتے لیتے وہمی مزاج ہو جاتے ہیں ان میں قوت فیصلہ بالکل نہیں ہوتی ایسے آدمیوں سے بھی کوئی کام پورا نہیں ہوتا تو فرمایا جب مشورہ کرنے کے بعد ایک کام ٹھہرا لے اب کوئی وہم نہ کر اور اللہ کے بھروسے پر کر گزر یہی قوت فیصلہ ہے ۱۲ منہ [2] اب اگر پھر اس کو نسخ کر دیتے تو قوت فیصلہ کا ابطال ہوتا اور یہ آدمی میں بڑا عیب گنا جاتا ہے ۱۲ منہ [3] یہ قصہ اوپر تجربہ ہو چکا ہے ۱۲ منہ [4] اس میں کسی خرابی کا ڈر نہ ہو ۱۲ منہ

وَرَاٰى اَبُوْبَكْرٍ قِتَالَ مَنْ مَّنَعَ الزَّكٰوةَ فَقَالَ عُمَرُ كَيْفَ تُقَاتِلُ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَآءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ مَا جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَابَعَهٗ بَعْدُ عُمَرُ فَلَمْ يَلْتَفِتْ اَبُوْبَكْرٍ اِلٰى مَشُوْرَةٍ اِذْ كَانَ عِنْدَهٗ حُكْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَاَرَادُوْا تَبْدِيْلَ الدِّيْنِ وَاَحْكَامِهٖ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ وَكَانَ الْقُرَّآءُ اَصْحَابَ مَشُوْرَةِ عُمَرَ كُهُوْلًا كَانُوْا اَوْ شُبَّانًا وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔

سب پر مقدم ہے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان لوگوں سے جو زکوٰۃ نہیں دیتے تھے لڑنا مناسب سمجھا تو حضرت عمرؓ نے کہا تم ان لوگوں سے کیسے لڑو گے آنحضرت ﷺ نے تو یہ فرمایا ہے مجھ کو لوگوں سے لڑنے کا حکم ہوا یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہیں جب انہوں نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا تو اپنی جانوں اور مالوں کو مجھ سے بچا لیا۔ ابوبکر نے جواب دیا میں تو ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا۔ جو ان فرضوں کو جدا کریں جن کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یکساں رکھا۔ اس کے بعد عمرؓ کی بھی وہی رائے ہو گئی۔ غرض ابوبکرؓ نے عمرؓ کے مشورے پر التفات نہ کیا۔ کیونکہ ان کے پاس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم موجود تھا۔ کہ جو لوگ نماز اور زکوٰۃ میں فرق کریں دین کے احکام اور ارکان کو بدل ڈالیں ان سے لڑنا چاہیے۔ (وہ کافر ہو گئے) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا دین بدل ڈالے (اسلام سے پھر جائے) اس کو مار ڈالو اور حضرت عمرؓ کے مشورے میں وہی صحابہ شریک رہتے جو قرآن کے قاری تھے (یعنی عالم لوگ) جوان ہوں یا بوڑھے اور حضرت عمرؓ اللہ کی کتاب کا کوئی حکم سنتے بس ٹھہر جاتے اس کے موافق عمل کرتے اس کے خلاف کسی کا مشورہ نہ سنتے۔[1]

۱۰۳۱ ۔ حَدَّثَنَا الْاُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ عَائِشَةَ حِيْنَ قَالَ لَهَا اَهْلُ الْاِفْكِ قَالَتْ وَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ وَّ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر اور سعید بن مسیب اور علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے حضرت عائشہؓ سے بہتان کا قصہ روایت کیا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ اور اسامہ بن زید کو بلوا بھیجا کیونکہ وحی اترنے میں دیر ہوئی۔ آپ نے

[1] یہ سب حدیثیں اوپر موصولاً گزر چکی ہیں امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ حاکم اور بادشاہ اسلام کو سلطنت کے کاموں میں علما اور عقلمندوں سے مشورہ لینا چاہیئے لیکن جس کام میں اللہ اور رسول کا حکم صاف صاف موجود ہے اس میں مشورہ کی حاجت نہیں اللہ اور رسول کے حکم پر عمل کرنا چاہیئے اگر مشورے والے اس کے خلاف مشورہ دیں تو ان کو گوز شتر سمجھنا چاہیئے۔ اللہ اور رسول پر کسی کی تقدیم جائز نہیں ہے ۱۲ منہ۔

حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْاَلُهُمَا وَهُوَ يَسْتَشِيْرُ
هُمَا فِيْ فِرَاقِ اَهْلِهٖ فَاَمَّا اُسَامَةُ فَاَشَارَ
بِالَّذِيْ يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ اَهْلِهٖ وَاَمَّا عَلِيٌّ
فَقَالَ لَمْ يُضَيِّقِ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا
كَثِيْرٌ وَّسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ فَقَالَ
هَلْ رَاَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَّرِيْبُكِ قَالَتْ مَا
رَاَيْتُ اَمْرًا مِّنْ اَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ
تَنَامُ عَنْ عَجِيْنِ اَهْلِهَا فَتَاْتِي الدَّاجِنُ
فَتَاْكُلُهٗ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ يَا
مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ يَّعْذِرُنِيْ مِنْ
رَّجُلٍ بَلَغَنِيْ اَذَاهُ فِيْ اَهْلِيْ وَاللّٰهِ مَا
عَلِمْتُ عَلٰى اَهْلِيْ اِلَّا خَيْرًا فَذَكَرَ
بَرَاءَةَ عَائِشَةَ وَقَالَ اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ
حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى
بْنُ اَبِيْ زَكَرِيَّا الْغَسَّانِيُّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ
عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ
اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ مَا تُشِيْرُوْنَ عَلَيَّ
فِيْ قَوْمٍ يَّسُبُّوْنَ اَهْلِيْ مَا عَلِمْتُ
عَلَيْهِمْ مِّنْ سُوْءٍ قَطُّ - وَعَنْ عُرْوَةَ
قَالَ لَمَّا اُخْبِرَتْ عَائِشَةُ بِالْاَمْرِ
قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ان دونوں کی رائے پوچھی ان سے مشورہ لیا۔ کیا میں اس بی بی سے جدا ہو
جاؤں (اس کو طلاق دے دوں) اسامہ تو جانتے تھے۔ کہ آپ
کی بی بیاں ایسی ناپاک باتوں سے پاک ہیں۔ ویسا ہی انہوں نے مشورہ
دیا[۱]۔ اور حضرت حضرت علیؓ نے یہ کہا اللہ تعالےٰ نے کچھ آپ پر تنگی
نہیں کی۔ عائشہؓ کے سوا بہت سی عورتیں ہیں آپ ذرا بریرہ سے تو
پوچھئے۔ وہ سچ سچ عائشہؓ کا حال بیان کر دے گی۔ آخر آپ نے بریرہؓ
کو بلا بھیجا اور اس سے فرمایا عائشہ کی تو نے کبھی کوئی ایسی بات
دیکھی ہے جس سے بدگمانی پیدا ہو۔ وہ کہنے لگی یا رسول اللہ میں
نے کبھی کوئی بات بدگمانی کی نہیں دیکھی میں اتنا جانتی ہوں۔ کہ حضرت
عائشہ رضی اللہ (عنہا) کے ابھی کمسن چھوکری ہیں آٹا گندھا چھوڑ کر سو جاتی ہیں۔
بکری آن کر آٹا کھا جاتی ہے[۲] یہ سنتے ہی آپ منبر پر کھڑے ہوئے
فرمایا مسلمانوں اگر میں اس شخص سے بدلہ لوں جس نے میری
بیوی پر تہمت اٹھا کر مجھ کو ستایا۔ تو کون کون لوگ مجھ کو معذور
رکھیں گے[۳] خدا کی قسم میں تو اپنی بیوی کو نیک ہی (پارسا) عصمت (والی) سمجھتا
ہوں اور حضرت عائشہؓ کی پاکدامنی کا قصہ بیان کیا[۴] اور ابو اسامہ نے
ہشام بن عروہ سے نقل کیا۔ امام بخاری نے کہا مجھ سے محمد بن حرب
نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن ابی زکریا غسانی نے انہوں نے
ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عائشہؓ
سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سنایا۔ پہلے اللہ کی حمد و ثنا
بیان کی پھر کہنے لگے تم لوگ کیا رائے دیتے ہو میں ان شخصوں کو کیا سزا
دوں جو میری بی بی کو بدنام کرتے ہیں۔ میں نے تو اس کی کوئی برائی کبھی
نہیں دیکھی۔ اور عروہ سے روایت ہے انہوں نے کہا جب

[۱] کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سب جھوٹ ہے حضرت عائشہؓ بالکل پاک دامن اور معصوم بی بی ہیں ۱۲ منہ [۲] بے چاری بالکل بھولی بھالی وہ ایسے برے کاموں کو کیا جانیں ۱۲ منہ [۳] میری حمایت اور طرفداری کریں گے ۱۲ منہ [۴] جو اللہ نے کتاب میں اتارا ۱۲ منہ

أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَنْطَلِقَ إِلَى أَهْلِي فَأَذِنَ لَهَا وَأَرْسَلَ مَعَهَا الْغُلَامَ وَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ

حضرت عائشہؓ کو اس بہتان کی خبر ہوئی۔ تو انہوں نے کہا یارسول اللہ آپؐ مجھ کو اپنے گھر والوں میں جانے کی ذرا اجازت دیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا جا اور ایک چھوکرا ان کے ساتھ کر دیا۔ انصار کے ایک آدمی (ابوایوبؓ) کہنے لگے سبحانک مایکون لنا ان نتکلم بھذا سبحانک ہذا بہتان عظیم (اللہ تعالے نے ایسا ہی فقرہ قرآن میں اتارا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كِتَابُ التَّوْحِيْدِ وَالرَّدِّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ وَغَيْرِهِمْ

کتاب اللہ تعالیٰ کی توحید اس کی ذات اور صفات کے بیان میں اور جہمیوں وغیرہ کا رد[1]

بَابُ ۵۱۹ مَا جَاءَ فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ إِلَى تَوْحِيْدِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کو توحید خداوندی کی طرف بلانا۔

[1] امام بخاری جب اعمال کے بیان سے فارغ ہوئے تو عقائد کا بیان شروع کیا گویا ادنے سے اعلیٰ کی طرف ترقی کی اوپر خوارج اور روافض کا رد ہو چکا تھا۔ اب قدریوں اور جہمیوں کا رد اس کتاب میں کیا۔ یہی چار فرقے بدعتیوں کے سرکردہ ہیں۔ جہمیہ منسوب ہے جہم بن صفوان کی طرف جو ایک بدعتی شخص ہشام بن عبدالملک کی خلافت میں ظاہر ہوا تھا۔ یہ اللہ کی صفات کی جو قرآن وحدیث میں وارد ہیں۔ بالکل نفی کرتا تھا۔ گویا اپنے نزدیک تنزیہ میں مبالغہ کرتا تھا اور اہل حدیث کو مشبہہ اور مجسمہ قرار دیتا آخر سلم بن احوز نے اس کی گردن کاٹی کمبخت کا منہ کالا ہو گیا امام ابو حنیفہ نے کہا جہم نے نفی تشبیہ میں یہاں تک مبالغہ کیا کہ اللہ کو لاشے اور معدوم بنا دیا۔ میں کہتا ہوں ہمارے زمانے میں بھی اللہ رحم کرے جہم کے متبعین کا ہجوم ہو رہا ہے اور اللہ تعالے کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ کسی مکان اور جہت میں نہیں ہے نہ اترتا ہے نہ چڑھتا ہے نہ بات کرتا ہے نہ سنتا ہے نہ تعجب کرتا ہے معاذ اللہ اہل حدیث ان سب صفات کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں اللہ جل جلالہ کی ذات مقدس عرش کے اوپر ہے مگر وہ عرش کا محتاج نہیں عرش فرش سب اس کے محتاج ہیں وہ جب چاہتا ہے آواز اور حروف کے ساتھ بات کرتا ہے جس لغت میں چاہتا ہے کلام کرتا ہے جہاں چاہتا ہے اترتا ہے تجلی فرماتا ہے پھر عرش کی طرف چڑھ جاتا ہے وہ دیکھتا ہے سنتا ہے ہنستا ہے تعجب کرتا ہے عرش پردہ کر رتی رتی تحت الثریٰ تک سب جانتا ہے اس کے علم سمع اور بصر سے کوئی چیز باہر نہیں ہو سکتی وہ علم سے سب کے ساتھ ہے مدد سے مومنوں کے ساتھ ہے اور رحمت اور کرم سے نیک بندوں کے ساتھ ہے اس کے ہاتھ ہیں پاؤں ہیں منہ ہے آنکھ ہے انگلیاں ہیں کمر ہے جیسے اس کی ذات مقدس کو لائق ہے نہ یہ کہ مخلوق کے ہاتھوں اور پاؤں یا منہ انگلیوں یا آنکھوں یا کمر کی طرح جیسے اس کی ذات مخلوق کی ذات کے مشابہ نہیں ہے ویسے ہی اس کے صفات بھی مخلوقات کے صفات سے نہیں ملتیں نہ اس کی کسی صفت کو ہم تشبیہ دے سکتے ہیں۔ وہ جس صورت میں چاہے تجلی فرما سکتا ہے آنحضرتؐ نے اسے ایک جوان مرد کی صورت میں دیکھا اور قیامت کے دن بھی ایک صورت میں ظاہر ہوگا۔ پھر دوسری صورت میں اور مومنین اور نیک بندے اس کے دیدار سے مشرف ہوں گے یہ خلاصہ ہے اہل حدیث کے اور اہل سنت کے اعتقاد کا جس میں کسی اگلے امام کا اختلاف نہیں اللہ تعالیٰ سچے مسلمانوں کو اسی اعتقاد پر قائم رکھے اور اسی (باقی برصفحہ آئندہ)

۱۰۲۳۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ اَبِيْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ اَبِي الْاَسْوَدِ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اُمَيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ لَمَّا بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَاذًا نَحْوَ الْيَمَنِ قَالَ لَهٗ اِنَّكَ تَقْدَمُ عَلٰى قَوْمٍ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَلْيَكُنْ اَوَّلَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلٰى اَنْ يُّوَحِّدُوا اللهَ تَعَالٰى فَاِذَا عَرَفُوْا ذٰلِكَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللهَ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ فَاِذَا صَلَّوْا فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكٰوةً فِيْ اَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ غَنِيِّهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فَقِيْرِهِمْ فَاِذَا اَقَرُّوْا بِذٰلِكَ فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ اَمْوَالِ النَّاسِ۔

ہم سے ابوعاصم نبیل نے بیان کیا کہا ہم سے زکریا بن اسحاق نے انہوں نے یحییٰ بن عبداللہ بن صیفی سے انہوں نے ابومعبد سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذؓ کو یمن کی طرف بھیجا۔ دوسری سند امام بخاری نے کہا اور مجھ سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا کہا ہم سے فضل بن علاء نے کہا ہم سے اسمٰعیل ابن امیہ نے انہوں نے یحییٰ بن محمد بن عبداللہ بن صیفی سے انہوں نے ابومعبد سے سنا جو عبداللہ بن عباس کے غلام تھے انہوں نے ابن عباسؓ سے وہ کہتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو (حاکم بناکر) یمن کی طرف بھیجا تو ان سے فرمایا دیکھو تم کو اہل کتاب کے کچھ لوگ ملیں گے تو پہلے ان کو اللہ کی توحید کی طرف بلائیو[1] جب وہ یہ توحید سمجھ لیں (اس کو مان لیں) تو اب ان سے یہ کہیو کہ اللہ نے ان پر ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جب وہ نماز بھی پڑھنے لگیں تو اب ان سے کہیو اللہ نے ان کے مالوں میں زکوٰۃ بھی فرض کی ہے ان میں جو مالدار ہے اس سے لیجائے گی اور ان میں جو محتاج ہے اس کو دے دی جائے گی۔ جب وہ اس کو بھی مان لیں تو اس سے زکوٰۃ وصول کر[2] اور زکوٰۃ میں عمدہ عمدہ مال لینے سے بچا رہ[3]۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) اعتقاد پر مارے اسی اعتقاد پر حشر کرے اور پچھلے مولویوں کی گمراہی سے بچائے رکھے جنہوں نے اپنے عقائد بدل ڈالے اور صحابہ اور تابعین اور مجتہدین امت یعنی امام ابوحنیفہ اور شافعی اور امام مالک اور احمد بن حنبل اور سفیان ثوری اور اوزاعی اور اسحٰق بن راہویہ اور امام بخاری اور ترمذی اور طبرانی اور ابن جریر اور شیخ عبدالقادر جیلانی اور ابن حزم اور ابن تیمیہ اور ابن قیم اور عبداللہ بن مبارک وغیرہ ہم رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے خلاف اپنا اعتقاد یوں قائم کیا کہ اللہ کی کلام میں حرف اور صوت نہیں ہے۔ نہ وہ عرش کے اوپر ہے نہ فرش پر نہ آگے نہ پیچھے نہ داہنی نہ بائیں نہ اوپر نہ نیچے نہ وہ اتر سکتا ہے نہ چڑھ سکتا ہے نہ بات کر سکتا ہے نہ کسی صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے نہ اس کا منہ نہ ہاتھ نہ پاؤں ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا)

[1] جو سورۂ اخلاص میں مذکور ہے اللہ اکیلا ہے اللہ بے نیاز ہے کسی چیز کا محتاج نہیں نہ اس نے کسی کو جنا ہے نہ جنا گیا اس کے جوڑ کا کوئی دوسرا نہیں ہے ۱۲ منہ [2] معلوم ہوا زکوٰۃ بھی ایک فرض ہے نماز کی طرح اور جو کوئی زکوٰۃ نہ دے اس سے لڑنا چاہیے اور امام اس کو سزائے مالی بھی دے سکتا ہے اور سزائے مالی کی دلیل وہ ہے جو ابوداؤد اور نسائی اور ابن خزیمہ اور حاکم نے روایت کی اور کہا صحیح ہے بہز بن حکیم سے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جو زکوٰۃ نہ دے تو ہم اس سے بالجبر لیں گے اور اس کا آدھا مال تاوان ہے خدا کی طرف سے اہل حدیث نے اس حدیث (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۰۳۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ وَالْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ سَمِعَا الْأَسْوَدَ بْنَ هِلَالٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ أَتَدْرِي مَا حَقُّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ قَالَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا أَتَدْرِي مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ قَالَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ۔

۱۰۳۴ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ وَكَانَ الرَّجُلُ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ زَادَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَخْبَرَنِي أَخِي قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابوحصین (عثمان بن عاصم) ہندی اور اشعث بن سلیم سے ان دونوں نے اسود بن ہلال سے سنا انہوں نے معاذ بن جبل سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاذ تو جانتا ہے اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے معاذ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اس کی پوجا کریں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں پھر فرمایا معاذ تو جانتا ہے بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ اللہ ان کو عذاب نہ کرے۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا ایک شخص نام نامعلوم نے دوسرے شخص (قتادہ بن نعمان) کو سنا وہ بار بار قل ہو اللہ احد پڑھ رہا تھا۔ صبح کو سننے والا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ سے بیان کیا وہ قل ہو اللہ کا پڑھنا ایک کم درجہ کی عبادت سمجھتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قل ہو اللہ احد (ثواب میں) تہائی قرآن کے برابر ہے[۱]۔ اسمٰعیل بن جعفر نے امام مالک سے انہوں نے عبدالرحمٰن سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابوسعید سے یوں روایت کیا میرے بھائی قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے

(بقیہ حواشی صفحہ سابقہ) کی رو سے تعزیر بمال درست رکھی ہے۔ جیسے اوپر گزر چکا۔ لیکن حنفیہ نے اس کو جائز نہیں رکھا۔ یہ حدیث ان پر حجت ہے ۱۲ منہ ۵۳ بلکہ اوسط درجہ کا مال سے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [۱] قرآن کے تین حصے ہیں ایک حصہ توحید الٰہی اور اس کے صفات و افعال کا بیان۔ دوسرا قصص کا بیان۔ تیسرا احکام شریعت کا بیان۔ تو قل ہو اللہ میں ایک حصہ موجود ہے۔ اس لیے تہائی قرآن کے برابر ہوا ۱۲ منہ ؛

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

١٠٣٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ أَنَّ أَبَا الرِّجَالِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَكَانَتْ فِي حَجْرِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا عَلَى سَرِيَّةٍ وَكَانَ يَقْرَأُ لِأَصْحَابِهِ فِي صَلَاتِهِ فَيَخْتِمُ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ فَلَمَّا رَجَعُوا ذَكَرُوا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَلُوهُ لِأَيِّ شَيْءٍ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فَسَأَلُوهُ فَقَالَ لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَقْرَأَ بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبِرُوهُ أَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهُ۔

بَابُ ٥١٤ قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى۔

١٠٣٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی تو قتادہ بن نعمان کا ذکر زیادہ کیا (یہ روایت اوپر مذکور ہو چکی ہے فضائل القرآن میں)

ہم سے محمد بن یحیی (ذہلی) نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن صالح نے کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا ہم سے عمرو بن حارث مصری نے انہوں نے سعید بن ابی ہلال سے ان سے ابوالرجال محمد بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا انہوں نے اپنی والدہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پرورش میں تھیں انہوں نے حضرت عائشہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص (کلثوم بن زہدم یا کسی اور) کو ایک لشکر کا سردار بنا کر بھیجا وہ نماز میں (ہر رکعت میں) اپنی قرأت قل ہو اللہ احد پر ختم کرتا[1]۔ جب لشکر کے لوگ لوٹ کر مدینہ میں آئے تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا اس سے پوچھو ایسا کیوں کرتا ہے لوگوں نے پوچھا وہ کہنے لگے اس سورت میں اللہ کی صفتیں مذکور ہیں مجھ کو اس کا پڑھنا اچھا لگتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے کہو اللہ تجھ سے محبت رکھتا ہے۔

باب اللہ تعالٰے کا یہ فرمانا (سورۃ بنی اسرائیل میں) اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دے اللہ کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو جس نام سے پکارو اس کے تو سب نام اچھے ہیں[2]۔

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو ابومعاویہ (محمد بن حازم)

[1] یعنی دوسری سورتوں کے ساتھ قل ہو اللہ بھی ضرور پڑھتا ١٢ منہ [2] تو دو پر تو نام تو بہت مشہور ہیں ترمذی کی حدیث میں وارد ہیں۔ اور ان کے سوا بھی بہت اسماء اور صفات قرآن وحدیث میں وارد ہیں۔ ان سب سے اللہ کی یاد کر سکتے ہیں لیکن اپنی طرف سے کوئی نام یا صفت تراشنا جائز نہیں حضرات صوفیہ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے مبارک ناموں میں عجیب آثار ہیں۔ بشرطیکہ آدمی باطہارت ہو کر ادب سے ان کو پڑھا کرے اور یہ بھی ضرور ہے کہ حلال کا لقمہ کھاتا ہو حرام سے پرہیز کرتا ہو۔ مثلاً غنا اور توانگری کے لیے یا غنی یا مغنی کا ورد رکھے شفا اور تندرستی کے لیے یا شافی یا کافی یا معافی کا حصول مطالب کے لیے یا قاضی الحاجات یا کافی المہمات کا دشمن پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے یا عزیز یا قہار کا ازدیاد عزت اور آبرو کے لیے یا رافع یا معز کا علیٰ ہذا القیاس ١٢ منہ

عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ وَ أَبِي ظَبْيَانَ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ ۔

١٠٣٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَسُولُ إِحْدَى بَنَاتِهِ يَدْعُوهُ إِلَى ابْنِهَا فِي الْمَوْتِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ فَأَخْبِرْهَا أَنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَمُرْهَا فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَعَادَتِ الرَّسُولَ أَنَّهَا أَقْسَمَتْ لَتَأْتِيَنَّهَا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ مَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَدُفِعَ الصَّبِيُّ إِلَيْهِ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ كَأَنَّهَا فِي شَنٍّ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا

نے خبر دی انہوں نے اعمش سے انہوں نے زید بن وہب سے اور ابوظبیان سے انہوں نے جریر بن عبداللہ بجلیؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ ان لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ (یا آخرت میں رحم نہیں کرے گا) جو اس کے بندوں پر (دنیا میں) رحم نہیں کرتے [1]

ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل سدوسی نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے عاصم احول سے انہوں نے ابوعثمان نہدی سے انہوں نے اسامہ بن زید سے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ اتنے میں آپ کی ایک صاحبزادی (علیا حضرت زینبؓ) کی طرف سے ایک شخص [2] آپ کو بلانے کو آیا کہنے لگا۔ ان کا بچہ مرنے کے قریب ہو رہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اور زینب سے کہہ دے اللہ ہی کا سب مال ہے جو چاہے لے لے اور جو چاہے دے اور ہر ذی روح کی حیات کا اللہ کے پاس ایک وقت مقرر ہے (وہ اتنا ہی جیئے گا) اس سے کہہ دے کہ صبر کر اور اللہ سے صبر کا ثواب مانگ [3]۔ لیکن حضرت زینب نے دوبارہ اس کو بھیجا اور قسم دی آپ ضرور تشریف لائیے اس وقت آپ کھڑے ہوئے آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ اور معاذ بن جبلؓ بھی گئے حضرت زینبؓ نے بچہ کو (آپ کی گود میں) ڈال دیا اس کی جان نکل رہی تھی (دم ٹوٹ رہا تھا) جیسے پرانی مشک کا حال ہوتا ہے یہ کیفیت دیکھ کر آنحضرت کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے سعد بن عبادہ نے کہا یا رسول اللہ یہ رونا کیسا [4]۔ آپ نے فرمایا یہ رونا رحم کی وجہ سے ہے جو اللہ نے

[1] عبادت بجز خدمت خلق نیست ۔ بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست ۔ اللہ کے بندوں پر رحم کرنا ان کے آرام اور راحت کی فکر کرنا ایسی عبادت ہے جو ہر شریعت میں مکت اور نجات کی باعث ہے باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ اللہ کی صفت رحم ہے تو رحمٰن اور رحیم کے نام سے اس کو پکار سکتے ہیں ١٢ منہ [2] اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا ١٢ منہ [3] یہ سن کر وہ گیا آنحضرتؐ کا پیغام پہنچایا ١٢ منہ [4] آپ کی شان کے تو خلاف ہے ١٢ منہ۔

يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ۔

بَابُ ۵۲۱ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ۔

۱۰۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِىْ حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحَدٌ اَصْبَرُ عَلٰى اَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللّٰهِ يَدْعُوْنَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ يُعَافِيْهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ۔

بَابُ ۵۲۲ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا۔ وَاِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ۔ وَاَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ۔ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ۔ اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ قَالَ يَحْيٰى اَلظَّاهِرُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَّالْبَاطِنُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا۔

۱۰۳۹۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا

اپنے بندوں کے دل میں رکھا ہے اور اللہ انہی بندوں پر رحم کرتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں[۱]۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۃ والذاریات میں) یوں فرمایا روزی دینے والا میں ہوں زور دار مضبوط[۲]

ہم سے عبدان نے کہا انہوں نے ابوحمزہ سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابو عبدالرحمٰن سلمی سے انہوں نے ابوموسیٰ اشعریؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے زیادہ تکلیف کی بات سن کر صبر کرنے والا[۳] کوئی نہیں ہے کمبخت مشرک کہتے ہیں اللہ اولاد رکھتا ہے[۴] باوجود ایسی باتوں کے وہ ان مشرکوں کو چنگا بھلا کرتا ہے ان کو روزی دیتا ہے[۵]۔

باب اللہ تعالیٰ کا سورۃ جن میں فرمانا غیب کا جاننے والا وہ اپنا غیب کسی پر نہیں کھولتا۔

اور سورۃ لقمان میں) فرمایا اللہ ہی کو معلوم ہے قیامت کب آئے گی اور (سورۃ نسا میں) فرمانا اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے جو اس نے تجھ پر اتارا جان بوجھ کر (یعنی علم کے ساتھ) اس کو اتارا اور سورۃ حم سجدہ میں) فرمانا اور کسی مادہ کو پیٹ نہیں رہتا نہ وہ جنتی ہے مگر اس کو معلوم ہے اور اسی سورۃ میں فرمانا قیامت کب آئے گی۔ اس کا علم اسی کے حوالے ہے یحییٰ بن زیاد فراء نے کہا ہر چیز پر ظاہر ہے یعنی علم کی وجہ سے اور ہر چیز پر باطن ہے یعنی علم کی وجہ سے۔

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن

---

[۱] ترجمہ باب یہیں سے نکلا کہ اللہ کے لیے رحم کی صفت کا اثبات ہوا ۱۲ منہ [۲] قرآن میں یوں ہے ان اللہ ہو الرزاق ذو القوۃ المتین۔ امام بخاری نے ترجمہ باب میں یوں لکھا انی انا الرزاق ذو القوۃ المتین ابن مسعودؓ کی یہی قرأت ہے ۱۲ منہ [۳] یعنی مہلت دینے والا عذاب میں دیر کرنے والا ۱۲ منہ [۴] حالانکہ وہ اولاد وغیرہ سے پاک اور برتر ہے ۱۲ منہ [۵] اس حدیث میں صفت رزاقیت کا اثبات ہے اللہ تعالیٰ کو تکلیف نہیں ہو سکتی مطلب یہ ہے کہ اس کے پیغمبروں اور نیک بندوں کو مشرک ایسی باتیں کر کے تکلیف دیتے ہیں ۱۲ منہ [۶] تو صفت علم کا اثبات ہوا ۱۲ منہ۔

سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللّٰهُ لَا يَعْلَمُ مَا تَغِيْضُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتٰى يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ إِلَّا اللّٰهُ۔

۱۰۴۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ إِسْمٰعِيْلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ وَهُوَ يَقُوْلُ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَقَدْ كَذَبَ وَهُوَ يَقُوْلُ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ۔

بَابُ ۵۲۳ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ۔

۱۰۴۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا

بلال نے کہا مجھ سے عبد اللہ بن دینار نے انہوں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا غیب کی پانچ کنجیاں ہیں جن کو اللہ ہی جانتا ہے (پیٹوں کا گھٹنا بڑھنا ان میں ایک بچہ ہے یا زیادہ پورا ہے یا ادھورا اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کل کیا ہوگا۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا مینہ کب برسے گا۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا جاندار کس سرزمین میں مرے گا اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا قیامت کب ہوگی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔[۱]

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد بجلی سے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا جو کوئی تجھ سے یہ کہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اپنے پروردگار کو دیکھا وہ جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ تو (سورۃ انعام میں) فرماتا ہے۔ آنکھیں اس کو نہیں پا سکتیں[۲]۔ اور جو کوئی تجھ سے یہ کہے کہ حضرت محمدؐ غیب کی بات جانتے تھے۔ وہ جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ سورۃ نمل میں فرماتا ہے۔ کسی کو غیب کا علم بجز خدا کے نہیں ہے[۳]۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۃ حشر میں) فرمانا وہ سلام ہے (یعنی تمام عیبوں سے پاک) اور مومن ہے[۴]

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر بن معاویہ

---

[۱] اس باب کی دونوں حدیثوں میں صفت علم کا اثبات ہے ۱۲ منہ [۲] یہ حضرت عائشہ کا اجتہاد تھا دوسرے صحابہ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے شب معراج میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور وہ کہتے ہیں لاتدرکہ الابصار سے یہ مراد ہے کہ دنیا میں اس کو آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں اور مطلق رویت کی نفی مراد نہیں ہے ورنہ آخرت میں مومنوں کو دیدار کیونکر ہو سکے گا۔ جو صحیح حدیثوں سے ثابت ہے ابن عباسؓ نے کہا اللہ تعالیٰ نے کلام سے حضرت موسیٰ کو سرفراز فرمایا۔ اور رویت سے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ۱۲ منہ [۳] اس پر سب مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ غیب کا علم آنحضرتؐ کو بھی نہ تھا۔ مگر جو بات اللہ آپ کو بتلا دیتا وہ معلوم ہو جاتی ابن اسحاق نے مغازی میں نقل کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہو گئی تو ابن صلیت کہنے لگا محمد اپنے تئیں پیغمبر کہتے ہیں اور آسمان کے حالات تم سے بیان کرتے ہیں لیکن ان کو اپنے تئیں اونٹنی کی خبر نہیں وہ کہاں ہے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا ایک شخص ایسا ایسا کہتا ہے اور میں تو قسم خدا کی وہی بات جانتا ہوں جو اللہ نے مجھ کو بتلائی اور اب اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بتلا دیا وہ اونٹنی فلاں گھاٹی میں ہے ایک درخت پر اٹکی ہوئی ہے آخر صحابہ گئے اور اس کو لے کر آئے ۱۲ منہ [۴] اپنے بندوں کو امن دینے والا اپنے وعدے کو سچ کرنے والا ۱۲ منہ

زُهَيرٌ حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ حَدَّثَنَا شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنَّا نُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَقُولُ السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ وَلٰكِنْ قُولُوا التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

جعفی نے کہا ہم سے مغیرہ بن مقسم نے کہا ہم سے شقیق بن سلمہ نے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے تو یوں کہتے (یعنی تشہد میں) اللہ پر سلام آنحضرتؐ نے (جب نماز سے فارغ ہوئے) فرمایا یوں نہ کہو اللہ پر سلام) اللہ تو خود سلام ہے (سب کا بچانے والا) بلکہ یوں کہا کرو التحیات للہ والصلوٰت والطیبات السلام علیک یہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ

بَابُ ٥٢٤ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَلِكِ النَّاسِ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۃ الناس میں) فرمانا ملک الناس یعنی سب آدمیوں کا بادشاہ۔

فِيهِ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اس باب میں ابن عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے[1]

١٠٤٢۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ وَقَالَ شُعَيْبٌ وَالزُّبَيْدِيُّ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ يَحْيٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ۔

ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو یونس بن یزید نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو مٹھی میں لے لے گا۔ اور آسمانوں کو داہنے ہاتھ پر لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں اب زمین کے (جھوٹے) بادشاہ کہاں گئے (کوئی بولتا تک نہیں) اس حدیث کو شعیب اور محمد بن ولید زبیدی اور اسحاق بن یحییٰ کلبی نے بھی زہری سے روایت کیا انہوں نے ابوسلمہ سے[2]۔

بَابُ ٥٢٥ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَمَنْ حَلَفَ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَصِفَاتِهِ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (کئی جگہ قرآن میں) یوں فرمانا وہ پروردگار عزت والا ہے حکمت والا۔

اور سورۃ والصافات میں) اے پیغمبر تیرا مالک جو عزت والا ہے ان باتوں سے پاک ہے جو یہ کافر بناتے ہیں اور (سورۃ منافقون میں) عزت

---

[1] جو آگے موصولاً مذکور ہوگی۔ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آسمان زمین اپنے ہاتھ میں لے کر فرمائے گا۔ انا الملک ۱۲ منہ [2] شعیب کی روایت کو دارمی نے اور زبیدی کی روایت کو ابن خزیمہ نے اور اسحاق بن یحییٰ کی روایت کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا ۱۲ منہ

وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ جَهَنَّمُ قَطْ قَطْ وَعِزَّتِكَ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْقَى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ آخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُولًا الْجَنَّةَ فَيَقُولُ رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا قَالَ أَبُو سَعِيدٍ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ وَقَالَ أَيُّوبُ وَعِزَّتِكَ لَا غِنَى بِي عَنْ بَرَكَتِكَ۔

۱۰۴۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوتُونَ۔

۱۰۴۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا

اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے اور جو شخص اللہ کی عزت اور دوسری صفات کی قسم کھائے تو وہ قسم منعقد ہو جائیگی اگر قسم کے خلاف کرے گا تو کفارہ دینا ہوگا[۱]۔ اور انس نے کہا (یہ حدیث کتاب التفسیر میں موصولاً گزر چکی ہے)، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جب اللہ تعالیٰ دوزخ میں اپنا پاؤں رکھے گا) تو وہ کہے گی بس بس قسم تیری عزت کی (میں بھر گئی) اور ابوہریرہؓ نے کہا[۲] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص (جہینہ) دوزخ اور بہشت کے بیچ میں رہ جائے گا۔ یہ ان دوزخیوں میں سے ہوگا جو سب کے بعد بہشت میں جائے گا۔ وہ کہے گا پروردگار ایک ذرا میرا منہ دوزخ کی طرف سے پھرا دے تیری عزت کی قسم بس اور کوئی سوال تجھ سے نہیں کرنے کا[۳] اس حدیث میں ابوسعید خدریؓ نے یوں کہا آنحضرتؐ نے کہا اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ بھی لے اور اس سے دس گنی (نعمتیں) اور لے اور ایوبؑ پیغمبر علیہ السلام[۴] نے عرض کیا پروردگار قسم تیری عزت کی کہاں میں تیری عنایت اور سرفرازی سے کبھی بے پرواہ ہو سکتا ہوں[۵]۔

ہم سے ابومعمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے کہا ہم سے حسین معلم نے کہا مجھ سے عبداللہ بن بریدہ نے انہوں نے یحییٰ بن یعمر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں کہتے اس پروردگار کی عزت کی پناہ مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی سچا خدا نہیں ہے پروردگار تجھ ہی کو موت نہیں ہے باقی جنات اور آدمی سب کو موت ہے۔

ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا کہا ہم سے

---

[۱] بعضوں نے کہا صفات ذاتیہ جیسے علم قدرت سمع بصر کلام حیوۃ کی قسم کھائے تو قسم منعقد ہوگی۔ اگر صفات فعلیہ جیسے استواء نزول صعود رزق وغیرہ کی قسم کھائے تو حانث نہ ہوگا ۱۲ منہ [۲] یہ حدیث کتاب الرقاق میں موصولاً گزر چکی ہے ۱۲ منہ [۳] پھر سارا قصہ بیان کیا جو اوپر گزر چکا ہے۔ ۱۲ منہ [۴] جب سونے کی ٹڈیاں ان پر برسیں وہ کپڑے میں بٹورنے لگے ۱۲ منہ [۵] یہ حدیث بھی کتاب الطہارت میں موصولاً گزر چکی ہے ۱۲ منہ۔

حَرَمِيٌّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُلْقَى فِي النَّارِ وَ قَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رض وَعَنْ مُعْتَمِرٍ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ يُلْقَى فِيهَا وَ تَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ حَتَّى يَضَعَ فِيهَا رَبُّ الْعَالَمِينَ قَدَمَهُ فَيَنْزَوِي بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ ثُمَّ تَقُولُ قَدْ قَدْ بِعِزَّتِكَ وَ كَرَمِكَ وَلَا تَزَالُ الْجَنَّةُ تَفْضُلُ حَتَّى يُنْشِئَ اللّٰهُ لَهَا خَلْقًا فَيُسْكِنَهُمْ فَضْلَ الْجَنَّةِ۔

بَابٌ ۵۲۶ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ۔

۱۰۴۵ - **حَدَّثَنَا** قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ طَاوُسٍ

حرمی بن عمارہ نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس رض سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوزخ میں لوگ برابر پڑتے رہیں گے دوسری سند امام بخاری نے کہا مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس رض سے تیسری سند اور خلیفہ بن خیاط نے اس حدیث کو معتمر بن سلیمان سے بھی روایت کیا کہا میں نے اپنے والد سے سنا انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس رض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برابر گنہگار لوگ دوزخ میں پڑتے رہیں گے اور وہ یہی کہتی جائے گی ۔ اور کچھ ہیں اور کچھ ہیں[۱] آخر پروردگار اپنا (مبارک) قدم اس پر رکھ دے گا ۔ اس وقت وہ سمٹ کر (چھوٹی ہو جائے گی) عرض کرے گی ۔ بس بس تیری عزت اور بزرگی کی قسم (میں بھر گئی اب گنجائش نہیں رہی) اور بہشت کسی طرح نہیں بھرے گی اس میں بہت خالی جگہ رہے گی آخر اللہ تعالیٰ اور ایک مخلوق پیدا کرے گا ۔ اور بہشت کی خالی جگہ ان کو رہنے کے لیے دے گا[۲]

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۃ انعام میں) فرمانا وہی خدا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا[۳]

ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے سلیمان احول سے انہوں نے

---

[۱] یعنی ابھی بہت جگہ خالی ہے اور لاؤ اور لاؤ ۱۲ منہ [۲] اس حدیث سے قدم کا ثبوت ہوتا ہے ۔ اہل حدیث نے ید اور وجہ اور عین اور حقو اور اصبع کی طرح اس کی بھی تاویل نہیں کی، لیکن تاویل کرنے والے کہتے ہیں قدم رکھنے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کر دے گا ۱۲ منہ [۳] یعنی اپنا وجود پہچاننے کے لیے اس لیے مصنوع سے صانع پر استدلال ہوتا ہے بعضوں نے کہا مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ اس آیت سے یہ ثابت کریں کہ اس کے کلام پر حق کا اطلاق ہوتا ہے یعنی آسمان زمین کو کلمہ کُن سے جو حق ہے پیدا کیا حق کا اطلاق خود پروردگار پر بھی ہوتا ہے ۔ یعنی ہمیشہ قائم اور باقی کبھی فنا ہونے والا نہیں ۱۲ منہ ۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ مِنَ اللَّيْلِ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَاَسْرَرْتُ وَاَعْلَنْتُ اَنْتَ اِلٰهِيْ لَآ اِلٰهَ لِيْ غَيْرُكَ۔

طاؤس سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو یوں دعا کرتے (یعنی تہجد کے وقت) یا اللہ تجھ ہی کو تعریف سزاوار ہے تو آسمان اور زمین کا مالک ہے تجھ ہی کو تعریف سزاوار ہے تو آسمان اور زمین کا قائم رکھنے والا ہے اور ان کا بھی جو ان دونوں میں رہتے ہیں۔ (آدمی جن فرشتے) تجھی کو تعریف سزاوار ہے تو آسمان اور زمین کا نور ہے۔ تیرا کلام سچا تیرا وعدہ سچا تجھ سے ملنا سچ ہے بہشت سچ ہے دوزخ سچ ہے قیامت سچ ہے یا اللہ میں تیرا تابعدار بن گیا تجھ پر ایمان لایا تجھ بھروسہ کیا تیرے ہی طرف رجوع ہوا۔ اور تیرے ہی مدد سے میں نے دشمنوں کا مقابلہ کیا اور تجھ ہی سے ہی جھگڑے میں انصاف چاہتا ہوں میرے اگلے اور پچھلے اور چھپے اور کھلے سب گناہ بخش دے تو ہی میرا معبود ہے تیرے سوا کوئی میرا معبود نہیں۔

۱۰۴۶۔ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ بِهٰذَا وَقَالَ اَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ۔

ہم سے ثابت بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے یہی حدیث نقل کی اس میں یوں ہے تو حق ہے تیرا کلام حق ہے

بَابُ ۵۲۷ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا۔

باب اللہ تعالیٰ کا (قرآن میں کئی جگہ) فرمایا اللہ تعالیٰ سنتا دیکھتا ہے۔

وَقَالَ الْاَعْمَشُ عَنْ تَمِيْمٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَسِعَ سَمْعُهُ الْاَصْوَاتَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا۔

اور اعمش نے تمیم بن سلمہ سے روایت کی اس نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا ساری تعریف اللہ ہی کیلئے سزاوار ہے جو ساری آوازوں کو سنتا ہے (پھر خولہ بنت ثعلبہ کا قصہ بیان کیا اور کہا) پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری (سورۃ مجادلہ کی)

۱۰۴۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَكُنَّا اِذَا عَلَوْنَا كَبَّرْنَا

مجھ سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا۔ کہا ہم حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے ابو عثمان نہدی سے انہوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے انہوں نے کہا ہم ایک سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہم جب کسی چڑھاو پر چڑھتے تو زور سے

فَقَالَ ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا تَدْعُونَ سَمِيعًا بَصِيرًا قَرِيبًا ثُمَّ أَتَى عَلَيَّ وَأَنَا أَقُولُ فِي نَفْسِي لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فَقَالَ لِي يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ أَوْ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ بِهِ۔

چلاکر) اللہ اکبر کہتے آنحضرت ؐ نے فرمایا لوگو اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہو۔ (آہستہ اللہ کی یاد کرو) کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب کو تھوڑے پکارتے ہو۔ تم اس (پروردگار) کو پکارتے ہو جو (رتی رتی) سنتا اور دیکھتا ہے اور (علم اور سمع اور بصر کے لحاظ سے) نزدیک ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں دل ہی دل میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھ رہا تھا آپ نے فرمایا عبداللہ بن قیس لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھ ضا رہ۔ یہ کلمہ بہشت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ راوی نے کہا یا آپ نے یوں فرمایا عبداللہ بن قیس میں تجھ کو بہشت کا ایک خزانہ بتلاؤں[1]

۱۰۴۸ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلِّمْنِي

ہم سے یحیٰی بن سلیمان نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے خبر دی انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے انہوں نے ابوالخیر (مرثد بن عبداللہ) سے انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے سنا کہ ابوبکر صدیق رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھ کو کوئی ایسی دعا بتلایئے جس کو

---

[1] وہ بھی لاحول ولا قوۃ الا باللہ ہے سو اللہ تعالےٰ غائب نہیں ہے اس کا یہ معنی ہے کہ وہ ہر جگہ ہر چیز کو ہر آواز کو دیکھ اور سن رہا ہے آواز کیا چیز ہے وہ تو دلوں تک کی بات جانتا ہے یہ جو کہا کرتے ہیں اللہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اس کا بھی یہی معنی ہے کہ کوئی چیز اس کے علم اور سمع اور بصر سے پوشیدہ نہیں ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے جیسے جہمیہ ملاعنہ سمجھتے ہیں کہ اللہ اپنی ذات قدسی صفات سے ہر مکان یا ہر جگہ میں موجود ہے ذات مقدس تو بالائے عرش ہے مگر اس کا علم اور سمع اور بصر ہر جگہ ہے حضور کا یہی معنے ہے خود امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں اللہ آسمان پر ہے زمین میں نہیں ہے یعنی اس کی ذات مقدس بالائے آسمان اپنے عرش پر ہے اور دین کے کل اماموں کا یہی مذہب ہے جیسے اوپر بیان ہو چکا ہے یہ کلمہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ عجیب پر اثر کلمہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کلمہ میں یہ اثر رکھا ہے کہ جو کوئی اس کو ہمیشہ پڑھا کرے وہ ہر شے سے محفوظ رہتا ہے ہمارے پیر و مرشد حضرت مجدد کا ختم روزانہ یہی تھا کہ سو سو بار اول و آخر درود شریف پڑھتے اور پانسو مرتبہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور دنیا و آخرت کے تمام مہمات اور مقاصد حاصل ہونے کے لیے یہ بارہ کلمے میں نے تجربہ کئے ہیں جو کوئی ان کو ہر وقت جب فرصت ہو بلا قید پڑھتا رہے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی کل مرادیں پوری ہوں گی۔ ایسا ہوا ایک ملحد بے دین شخص اہلحدیث اور اہل علم کا بڑا دشمن تھا اور اس قدر طاقتور ہو گیا تھا کہ اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ ہر شخص کو خصوصاً دینداروں کو اس کے شر سے اپنی عزت و آبرو سنبھالنی دشوار ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کلموں کے طفیل سے اس کا قلع قمع کر دیا۔ اور اپنے بندوں کو راحت دی جب اس کے فی النار والسقر ہونے کی خبر آئی تو دفعتاً یہ مادہ تاریخ دل میں گزرا ع چونکہ بوجہل رفت از دنیا گشتہ تاریخ او بماذ مرہ۔ رائے بیرون کن دبگیر حدیث،

دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ أَنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مِنْ عِنْدِكَ مَغْفِرَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ۔

۱۰۴۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رض حَدَّثَتْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَادَانِي قَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ۔

بَاب ۵۲۸ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَىٰ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ

۱۰۵۰۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَىٰ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِي قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ السُّلَمِيُّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُ أَصْحَابَهُ الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ

میں نماز میں پڑھا کروں، آپ نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو۔ اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیراً ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفر لی من عندک مغفرۃ انک انت الغفور الرحیم[۵]۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تینسی نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن وہب نے خبر دی کہا مجھ کو یونس بن یزید ایلی نے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ سے عروہ نے بیان کیا ان سے حضرت عائشہ رض نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیلؑ نے مجھ کو پکار کہنے لگے تمہاری قوم قریش کی باتیں سن لیں اور جو انہوں نے تم کو جواب دیا وہ بھی سن لیا۔

باب اللہ تعالیٰ کا رسورۃ انعام میں، فرمانا کہہ دے وہ پروردگار قدرت والا ہے۔

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے معن بن عیسےٰ نے کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن ابی الموالی نے کہا میں نے محمد بن منکدر سے سنا۔ وہ عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے حدیث بیان کرتے تھے کہتے تھے میں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے سنا وہ کہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو ہر کام میں رجو مباح ہے استخارہ کرنا سکھاتے تھے اور اس طرح سکھاتے تھے راحتیاط کے ساتھ) جیسے قرآن کی سورۃ سکھاتے تھے

[۵] اس حدیث میں مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے بعضوں نے کہا اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا اسی وقت فائدہ دے گا جب وہ سنتا دیکھتا ہو تو آپؐ نے جو ابوبکر صدیق رض کو یہ دعا مانگنے کا حکم دیا تو معلوم ہوا وہ سنتا دیکھتا ہے میں کہتا ہوں سبحان اللہ امام بخاری کی باریکی فہم اس دعا میں اللہ تعالیٰ کو مخاطب کیا ہے۔ یہ صیغہ امر اور بکاف خطاب اور اللہ تعالیٰ کا مخاطب کرنا اسی وقت صحیح ہوگا۔ جب وہ سنتا دیکھتا اور حاضر ہو ورنہ غائب شخص کو کون مخاطب کرے گا۔ پس اس دعا سے باب کا مطلب ثابت ہوگیا۔ دوسرے یہ کہ حدیث میں وارد ہے۔ جب کوئی تم میں سے نماز پڑھتا ہے تو اپنے پروردگار سے سرگوشی کرتا ہے۔ اور سرگوشی کی حالت میں کوئی بات کہنا اسی وقت موثر ہوگی جب مخاطب بخوبی سنتا ہو تو اس حدیث کو اس حدیث کے ساتھ ملانے سے یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کا سمع بے انتہا ہے وہ عرش پر رہ کر بھی نمازی کی سرگوشی سن لیتا ہے۔ اور یہی باب کا مطلب ہے منہ ؂

يَقُولُ إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ لِيَقُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اللّٰهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هٰذَا الْأَمْرَ ثُمَّ تُسَمِّيهِ بِعَيْنِهِ خَيْرًا لِي فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ قَالَ أَوْ فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ اللّٰهُمَّ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ۔

بَابُ ۵۲۹ مُقَلِّبِ الْقُلُوبِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ۔

۱۰۵۱۔ **حَدَّثَنِي** سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَكْثَرُ مَا كَانَ النَّبِيُّ

آپ فرماتے تھے جب تم میں سے کوئی کسی کام کا قصد کرے تو پہلے دو رکعتیں نفل پڑھے پھر (سلام کے بعد یا تشہد کے بعد یا سجدے میں یہ دعا پڑھے یا اللہ میں تیرے علم کی طفیل سے اس کام میں خیریت چاہتا ہوں (یعنی دین دنیا کی بھلائی) اور تجھ سے قدرت چاہتا ہوں۔ تیری قدرت کی طفیل سے اور تیرا فضل چاہتا ہوں تو ہی قدرت رکھتا ہے۔ مجھ کو یہ علم نہیں ہے اور تو ہی علم رکھتا ہے (کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے) مجھ کو یہ علم نہیں ہے تو ہی غیب کی باتوں کو خوب جانتا، یا اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (یہاں پر اس کام کا بیان کرے جس کے لیے استخارہ کرتا ہے (زبان سے اس کا نام لے یا دل میں تصور کرے)، میرے لیے فی الحال اور (دنیا) اور (انجام کے لیے بہتر ہے تو اس کو میری قسمت میں (مقدر میں) کر دے اور اس کو آسان کر پھر اس میں برکت دے یا اللہ اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین اور دنیا اور انجام کے لیے برا ہے یا یوں فرمایا۔ فی الحال اور آئندہ کے لیے برا ہے تو اس کو مجھ پر سے ہٹا دے (دور کر دے کہ میں اس کو نہ کر سکوں) اور پھر جو امر بہتر ہو جہاں ہو میرے لیے مقدر کر دے پھر اس کو مجھ پر راضی اور خوش رکھ[1]

باب اللہ کی ایک صفت یہ بھی ہے مقلب القلوب یعنی دلوں کا پھیرنے والا۔

اور سورۃ انعام میں) اللہ نے فرمایا اور ہم ان کے دل اور آنکھیں پھیر دیں گے۔

ہم سے سعید بن سلیمان نے انہوں نے عبداللہ بن مبارک سے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یوں فرمایا کرتے

[1] یہ حدیث اوپر کتاب التہجد اور کتاب الدعوات میں گزر چکی ہے یہاں اس کو اس لیے لائے کہ اس میں قدرت الٰہی کا اثبات ہے ۱۲ منہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْلِفُ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ

تھے۔ نہیں[1] قسم اس کی جو دلوں کا پھیرنے والا ہے۔

بَابٌ ۵۳۰ إِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ اِسْمٍ إِلَّا وَاحِدًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذُو الْجَلَالِ الْعَظَمَةِ الْبَرُّ اللَّطِيْفُ۔

باب اللہ تعالیٰ کے ایک کم سو نام ہیں۔

ابن عباسؓ نے کہا (اس کو ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں نقل کیا) ذوالجلال کا معنی بڑائی اور بزرگی والا اور[2] برّ کا معنی لطیف باریک بین[3]۔

۱۰۵۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ أَحْصَيْنَاهُ حَفِظْنَاهُ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد نے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے نو دو نو (۹۹) نام ہیں (یعنی ایک کم سو) جو کوئی ان کو یاد کرے (یعنی ان پر عمل کرے) تو وہ جنت میں جائے گا[4]۔

بَابٌ ۵۳۱ السُّؤَالِ بِأَسْمَاءِ اللهِ تَعَالَى وَالْاِسْتِعَاذَةِ بِهَا۔

باب اللہ کے نام لے کر مانگنا ان کی پناہ چاہنا[5]

۱۰۵۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ فِرَاشَهُ فَلْيَنْفُضْهُ بِصَنِفَةِ ثَوْبِهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَلْيَقُلْ بِاسْمِكَ رَبِّ وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ إِنْ أَمْسَكْتَ

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا تم میں جب کوئی اپنے بچھونے پر سونے کے لیے آئے تو اپنی چادر (رومال) کے کونے سے اس کو تین بار جھٹک لے[6] اور یہ دعا پڑھے (پاک) پروردگار میں تیرا نام لے کر[7] اپنی کروٹ بچھونے پر رکھتا ہوں اور تیرا ہی نام لے کر اٹھاؤں گا اگر تو میری جان روک

[1] میں یہ کام نہیں کروں گا یا یہ بات نہیں کہوں گا ۱۲ منہ [2] ابن عباسؓ نے کہا اس کو طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] یا نیکی اور احسان کرنے والا ۱۲ منہ [4] یہ ننانویں نام ایک روایت میں وارد ہیں لیکن اس کا اسناد ضعیف ہے اس لیے امام بخاری اس کو اس کتاب میں نہ لا سکے اہلحدیث کے نزدیک اللہ کے اسماء اور صفات اس کی ذات کی طرح غیر مخلوق ہیں اور جہمیہ نے ان کو مخلوق کہا ہے لعنہم اللہ تعالیٰ ننانوے ۹۹ کا عدد کچھ حصر کے لیے نہیں ہے ان کے سوا بھی اور نام قرآن اور حدیثوں میں وارد ہیں جیسے مقلب القلوب ذوالجبروت ذوالملکوت ذوالکبریا ذوالعظمۃ کافی دائم صادق ذی الفضل غالب ذی المعارج وغیرہ ۱۲ منہ [5] یہ باب لاکر امام بخاری نے اہل حدیث کا مذہب ثابت کیا کہ اسم عین مسمی ہے اور مسمی کی طرح غیر مخلوق ہے اور جہمیوں کا رد کیا۔ کیونکہ اگر اسم مخلوق ہوتا اور مسمی کا غیر ہوتا تو غیر خدا سے مانگنا اور غیر خدا سے پناہ چاہنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے ۱۲ منہ [6] ایسا نہ ہو کوئی کیڑا وغیرہ بیٹھا ہو ۱۲ منہ [7] یعنی تیرے نام کی مدد سے ۱۲ منہ ؎

نَفْسِي فَاغْفِرْ لَهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ تَابَعَهُ يَحْيَى وَبِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَادَ زُهَيْرٌ وَأَبُو ضَمْرَةَ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ وَأُسَامَةُ بْنُ حَفْصٍ۔

۱۰۵۴۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَحْيَا وَأَمُوتُ وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ۔

۱۰۵۵۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ

رکھے (پھر بدن میں نہ آنے دے یعنی مرجاؤں) تو اس کے گناہ بخش دے اور اگر تو اس کو پھر بدن میں جانے کے لیے چھوڑ دے تو اس کو ہر بلا سے اس طرح محفوظ رکھ جیسے اپنے نیک بندوں کو محفوظ رکھتا ہے عبدالعزیز کے ساتھ اس حدیث کو یحییٰ بن سعید قطان اور بشر بن مفضل نے بھی عبیداللہ سے انہوں نے سعید سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا[1]۔ اور زہیر بن معاویہ اور ابوضمرہ اور اسمٰعیل بن زکریا نے اس حدیث کو یوں روایت کیا عبیداللہ سے انہوں نے سعید سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے (تو سعید کے والد کا واسطہ زیادہ کیا[2]) اور محمد بن عجلان نے اس حدیث کو سعید سے روایت کیا انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے[3] محمد بن عجلان کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن عبدالرحمٰن طفاوی اور عبدالعزیز دراوردی اور اسامہ بن حفص نے بھی روایت کیا۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے انہوں نے ربعی بن حراش سے انہوں نے حذیفہ بن یمان سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بچھونے پر سونے کے لیے تشریف لے جاتے تو فرماتے یا اللہ تیرا ہی نام لے کر میں جیتا ہوں اور تیرے ہی نام پر مروں گا۔ اور جب صبح ہوتی تو فرماتے شکر اس پاک پروردگار کا جس نے مرے بعد ہم کو جلایا۔ اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے (یعنی حشر کے دن)

ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شیبان نے

---

[1] یحییٰ کی روایت کو امام نسائی نے اور بشر کی روایت کو مسدد نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] زہیر کی روایت اوپر اسی کتاب میں کتاب الدعوات میں گزر چکی ہے۔ اور ابوضمرہ کی روایت کو امام مسلم نے اور اسمٰعیل کی روایت کو حارث بن ابی اسامہ نے اپنی سند میں وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو امام احمد نے وصل کیا ۱۲ منہ۔

حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ بِاسْمِكَ نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔

۱۰۵۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّاْتِيَ اَهْلَهُ فَقَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَاِنَّهُ اِنْ يُّقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِيْ ذٰلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ اَبَدًا۔

۱۰۵۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ اُرْسِلُ كِلَابِيَ الْمُعَلَّمَةَ قَالَ اِذَا اَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَاَمْسَكْنَ فَكُلْ وَاِذَا رَمَيْتَ بِالْمِعْرَاضِ فَخَزَقَ فَكُلْ۔

انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ربعی بن حراش سے انہوں نے خرشہ بن حر سے انہوں نے ابوذرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اپنے بستر پر جاتے (خواب گاہ) پر تو فرماتے (یا اللہ) تیرے ہی نام پر ہم جیتے ہیں۔ تیرے ہی نام پر مرتے ہیں۔ (یعنی سوتے ہیں) پھر جب نیند سے جاگتے تو فرماتے شکر اس خدا کا جس نے مرے بعد ہم کو جلایا اور اسی کی طرف (قبر سے) اٹھ کر جانا ہے۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے انہوں نے کریب سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی جب اپنی بی بی سے صحبت کرنے لگے اس وقت یوں کہے میں اللہ کا نام لے کر صحبت کرتا ہوں یا اللہ ہم کو شیطان سے بچا دے اور شیطان کو اس سے دور رکھ جو اولاد تو ہم کو عنایت فرمائے تو اگر ان کی قسمت میں اولاد ہوگی تو شیطان اس کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا ہم سے فضیل بن عیاض (مشہور ولی کامل) نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ابراہیم بن نخعی سے انہوں نے ہمام بن حارث سے انہوں نے عدی بن حاتم طائی سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرتؐ سے پوچھا میں اپنے تعلیم یافتہ کتوں کو شکار کے جانور پر چھوڑتا ہوں (کیا وہ جانور کھاؤں) آپ نے فرمایا جب تو اپنے تعلیم یافتہ کتوں کو اللہ کا نام لے کر چھوڑے اور وہ جانور کو پکڑلیں (مار ڈالیں پر اس کو کھائیں نہیں) تو اس جانور کو کھا اور جب تو بن بھال کے تیر (یعنی لکڑی) سے کوئی شکار مارے لیکن وہ نوک سے لگ کر جانور کا گوشت چیر دے (اس میں گھس جائے) تو اس کو کھا[1]۔

[1] اگر عرض کی طرف سے پڑے اور جانور اس کی وجہ سے مر جائے تو مت کھا وہ مردار ہے ۱۲ منہ ؒ۔

۱۰۵۸۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِ قَالَتْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هُنَا أَقْوَامًا حَدِيثًا عَهْدُهُمْ بِشِرْكٍ يَأْتُونَا بِلُحْمَانٍ لَا نَدْرِي يَذْكُرُونَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا أَمْ لَا قَالَ اذْكُرُوا أَنْتُمْ اسْمَ اللَّهِ وَكُلُوا تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ وَأُسَامَةُ بْنُ حَفْصٍ۔

ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ابو خالد احمر نے کہا میں نے ہشام بن عروہ سے سنا وہ اپنے والد سے روایت کرتے تھے۔ وہ حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا لوگوں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا یہاں چند ایسے آدمی ہیں جو نومسلم ہیں (ابھی ان کا شرک کا زمانہ گزرا ہے) وہ ہمارے پاس کٹا ہوا گوشت (بیچنے کو) لاتے ہیں ہم کو معلوم نہیں انہوں نے ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا یا نہیں لیا آپ نے فرمایا تم اللہ کا نام لے کر کھا لو۔ ابو خالد کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن عبدالرحمن اور دراوردی اور اسامہ بن حفص نے بھی (ہشام بن عروہ سے) روایت کیا[1]۔

۱۰۵۹۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ يُسَمِّي وَيُكَبِّرُ۔

ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھوں کی اللہ کا نام لے کر قربانی کی اور اللہ اکبر کہا۔

۱۰۶۰۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبٍ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ صَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرَى وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللَّهِ۔

ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے اسود بن قیس سے انہوں نے جندب بن عبداللہ بجلی سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ موجود تھے آپ نے نماز پڑھی پھر خطبہ سنایا پھر فرمایا جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کر لی وہ دوسری قربانی کرے اور جس نے نہ کی ہو وہ اللہ کے نام پر قربانی کاٹے۔

۱۰۶۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے ورقا بن عمر خوارزمی نے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے باپ دادا کی قسم مت کھاؤ جس شخص کو قسم کھانا منظور ہو وہ اللہ کی قسم کھائے[2]۔

---

[1] محمد بن عبدالرحمن طفاوی اور اسامہ بن حفص کی روائتیں خود اسی کتاب میں موصولاً گزر چکی ہیں اور عبدالعزیز کی روایت کو عدی نے وصل کیا ۱۲ منہ
[2] ورنہ خاموش رہے ترمذی نے ابن عمرؓ سے روایت کیا اور حاکم نے کہا صحیح ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جس نے اللہ کے سوا اور کسی کی قسم کھائی اس نے شرک کی۔ اس باب میں امام بخاری نے متعدد حدیثیں لا کر یہ ثابت کیا کہ اسم مسمیٰ کا عین ہے اگر غیر ہوتا تو نہ اسم سے مدد لی جاتی (باقی بر صفحہ آئندہ)

بَابُ ۵۲۲ مَا يُذْكَرُ فِي الذَّاتِ وَ النُّعُوتِ وَأَسَامِي اللهِ۔

باب اللہ تعالیٰ کو ذات کہہ سکتے (اسی طرح شخص) اس کے صفات اور اسماء ہیں۔

وَقَالَ خُبَيْبٌ وَّ ذٰلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلٰهِ فَذَكَرَ الذَّاتَ بِاسْمِهٖ تَعَالٰى۔

اور خبیب بن عدی صحابی نے (مرتے وقت) کہا یہ سب تکلیف اللہ کی ذات مقدس کے لیے ہے تو اللہ کے نام کے ساتھ انہوں نے ذات کا لفظ لگایا۔[۱]

۱۰۶۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ أَسِيدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ حَلِيفٌ لِبَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةً مِنْهُمْ خُبَيْبٌ الْأَنْصَارِيُّ فَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عِيَاضٍ أَنَّ ابْنَةَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمْ حِينَ اجْتَمَعُوا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوسٰى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَلَمَّا خَرَجُوا مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ قَالَ خُبَيْبٌ الْأَنْصَارِيُّ ؎

وَلَسْتُ أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِي
وَذٰلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلٰهِ وَإِنْ يَشَأْ
يُبَارِكْ عَلٰى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب بن ابی حمزہ نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عمرو بن ابی سفیان بن اسید بن ابی جاریہ نے جو بنی زہرہ کا حلیف اور ابو ہریرہؓ کے ساتھیوں میں سے تھا۔ کہا ابو ہریرہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (عضل اور قارہ والوں کی درخواست پر) دس آدمیوں کو ان کے پاس بھیجا ان میں خبیب بن عدی انصاری بھی تھے (اور عاصم اس ٹکڑی کے سردار تھے[۲]) ابن شہاب نے کہا مجھ کو عبید اللہ بن عیاض نے خبر دی ان کو حارث کی بیٹی زینب نے کہ جب بنی حارث خبیب کو قتل کرنے کے لیے اکٹھا ہوئے تو انہوں نے زینب سے ایک استرہ صفائی کرنے کے لیے مانگا جب وہ خبیب کو حرم کے باہر قتل کرنے کے لیے لے چلے تو انہوں نے یہ شعریں پڑھیں ؎

جب مسلمان رہ کے دنیا سے چلوں
مجھ کو کیا ڈر ہے کسی کروٹ گروں

میرا مرنا ہے خدا کی ذات میں | وہ اگر چاہے نہ ہوں گا میں زبوں
تن جو ٹکڑے ٹکڑے اب ہو جائیگا | اس کے جوڑوں پر وہ برکت دے فزوں

(بقیہ حواشی صفحہ سابقہ) نہ اسم پر ذبح کرنا جائز ہو تا نہ اسم پر کتا چھوڑنا علی ہذا القیاس ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [۱] اس کے سوا احادیث الانبیاء میں گزر چکا ہے حضرت ابراہیم کے قصے میں ثنتین فی ذات اللہ اور ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے تفکروا فی کل شیئ ولا تفکروا فی ذات اللہ اور قرآن میں ویحذرکم اللہ نفسہ نفس اور ذات ایک ہی ہے ۱۲ منہ [۲] یہ قصہ اوپر گزر چکا ہے کہ بنی لحیان کے دو سو آدمیوں نے ان کو گھیر لیا آخر سات شخص شہید ہوئے اور تین آدمیوں کو قید کر کے لے گئے ان میں خبیب کو بنی حارث نے خرید کر لیا اور ایک مدت تک قید رکھ کر ان کو قتل کیا۔ رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ ؛

فَقَتَلَهُ ابْنُ الْحَارِثِ فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ خَبَرَهُمْ يَوْمَ أُصِيبُوا۔

بَابُ ۵۳۳ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى

وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ۔

۱۰۶۳۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَمَا أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللَّهِ۔

۱۰۶۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِي كِتَابِهِ وَهُوَ يَكْتُبُ عَلَى نَفْسِهِ وَهُوَ وَضْعٌ عِنْدَهُ عَلَى الْعَرْشِ إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي

۱۰۶۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ

آخر عقبہ بن حارث نے ان کو مار ڈالا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دن اپنے اصحاب کو ان کے مارے جانے کی خبر کر دی۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورہ آل عمران میں) فرمانا اللہ اپنے نفس (ذات) سے، تم کو ڈراتا ہے۔

اور (سورہ مائدہ میں) تو جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے نفس میں ہے۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے والد نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے شقیق سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی غیرت دار نہیں ہے۔ اسی لیے اس نے بے حیائی کی باتیں (جیسے زنا وغیرہ) حرام کی ہیں، اور اللہ سے زیادہ کسی کو تعریف کرنا پسند نہیں ہے[۱]۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا انہوں نے ابوحمزہ سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اللہ نے جب خلقت کو پیدا کیا تو اپنی کتاب میں خود اپنے نفس (ذات) پر یہ کہا میری رحمت میرے غصے پر غالب ہے یہ کتاب عرش پر اس کے پاس رکھی ہوئی ہے۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے والد نے بیان کیا کہا ہم سے اعمش نے کہا میں نے ابوصالح سے سنا

[۱] آدمی کے لیے یہ عیب ہے کہ اپنی تعریف پسند کرے لیکن پروردگار کے حق میں عیب نہیں ہے کیونکہ وہ تعریف کے سزاوار ہے اس کی جتنی تعریف کی جائے وہ کم ہے اس حدیث کی مطابقت باب سے اس طرح ہے کہ امام بخاری نے اس کو لا کر اس کے دوسرے طریق کی طرف اپنی عادت کے مطابق اشارہ کیا یہ طریق تفسیر سورۃ انعام میں گزر چکا ہے۔ اس میں اتنا زائد ہے۔ و. لذلک مدح نفسہ تو نفس کا اطلاق پروردگار پر ثابت ہوا کرمانی نے اس پر خیال نہیں کیا، اور جس حدیث کی شرح کتاب التفسیر میں کر آئے تھے اس کو یہاں بھول گئے۔ انہوں نے کہا مطابقت اس طرح سے ہے کہ احد کا لفظ بھی نفس کے لفظ کے مثل ہے ۱۲ منہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَکَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَکَرْتُهٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْهُمْ وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ ذِرَاعًا وَّاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ بَاعًا وَّاِنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً۔

انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں[ا] ۔ اور وہ جب میری یاد کرے تو میں (اپنے علم اور اپنے فضل و کرم سے) اس کے ساتھ ہوں اگر اپنے دل میں میری یاد کرے تو میں بھی اپنے دل میں اس کی یاد کرتا ہوں ۔ اور اگر اک جماعت میں (علانیہ) میری یاد کرے تو میں اس سے بہتر جماعت (یعنی مقرب فرشتوں کی جماعت) میں اس کی یاد کرتا ہوں ۔ اگر وہ ایک بالشت میرے نزدیک ہو تو میں ایک ہاتھ اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ مجھ سے نزدیک ہو تو میں ایک بام (یعنی دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے برابر) اس سے نزدیک ہوتا ہوں اور اگر میرے پاس چلتا ہوا آتا ہے تو میں دوڑتا ہوا اس کی طرف جاتا ہوں[۲] ۔

بَابٌ ۵۳۴ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ۔

باب اللہ تعالیٰ کا فرمانا (سورۂ قصص میں) ہر چیز سوا پروردگار کے ہلاک اور برباد ہونے والی ہے[۳] ۔

۱۰۶۶۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰی اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِکُمْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ فَقَالَ اَوْمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِکُمْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے انہوں نے کہا جب یہ آیت (سورۃ انعام کی) اتری اے پیغمبر کہہ دے وہ اللہ ایسی قدرت رکھتا ہے کہ تم پر اوپر سے عذاب بھیجے ۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ میں تیرے (مبارک) منہ کی پناہ چاہتا ہوں پھر یہ اترا یا تم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے ۔

---

[۱] یعنی میرا بندہ جیسا میرے ساتھ گمان رکھے گا۔ میں اسی طرح اس سے پیش آؤں گا۔ اگر یہ گمان رکھے گا کہ میں اس کے قصور معاف کر دوں گا تو ایسا ہی ہوگا۔ اگر یہ گمان رکھے گا کہ میں اس کو عذاب کروں گا تو ایسا ہی ہوگا۔ حدیث سے یہ نکلا کہ رجا کا جانب بندے میں غالب ہونا چاہیئے اور پروردگار کے ساتھ نیک گمان رکھنا چاہیئے۔ اگر گناہ بہت ہیں تو بھی یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ غفور اور رحیم ہے ۔ اس کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہیئے ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً انہ ہو الغفور الرحیم ۱۲ منہ [۲] قسطلانی نے کہا یعنی اس کی ہر نیکی کا ثواب اس کی نیکی سے کسی حصہ زیادہ دیتا ہوں دوڑنا اور ایک ہاتھ یا ایک بام نزدیک ہونا یہ صرف مجازات میں یا بطور مشاکلت کے ہیں جیسے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا یا فانا منکم کما تسخرون ۱۲ منہ [۳] غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ منہ کا اطلاق پروردگار پر قرآن اور حدیث دونوں میں آیا ہے اور گمراہ جہمیہ نے اس کا انکار کیا ہے انہوں نے منہ سے ذات اور ایسے قدرت مراد لی ہے امام ابوحنیفہ رح نے اس کا رد کیا ہے ۱۲ منہ۔

أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا أَيْسَرُ۔

اور آپس میں لڑا دے تو فرمایا یہ (بہ نسبت اگلے عذابوں کے آسان ہے (کیونکہ ان میں سب تباہ ہو جاتے ہیں)

بَاب ۵۳۵ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ تُغَذّٰى وَقَوْلُهٗ جَلَّ ذِكْرُهٗ تَجْرِيْ بِأَعْيُنِنَا۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۃ طٰہٰ میں) یہ فرمانا مطلب یہ تھا کہ تو میری آنکھ کے سامنے پرورش پائے۔

اور سورۃ قمر میں) فرمایا نوح کی کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے پانی پر تیر رہی تھی[1]

۱۰۶۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ذُكِرَ الدَّجَّالُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْكُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَأَشَارَ بِيَدِهٖ إِلٰى عَيْنِهٖ وَإِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دجال کا ذکر آیا۔ تو فرمایا سچا خدا تم پر چھپ نہیں سکتا (وہ مردود تو کانا ہوگا) اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے (اس کی دونوں آنکھیں سالم اور بے عیب ہیں۔ آنحضرتؐ نے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی طرف اشارہ کیا۔[2] فرمایا دجال داہنی آنکھ کا کانا ہوگا۔ اس کی آنکھ ایسی ہوگی جیسے پھولا انگور۔

۱۰۶۸۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَ قَوْمَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ إِنَّهٗ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ۔

ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا کہا ہم کو شعبہ نے کہا ہم کو قتادہ نے خبر دی کہا میں نے انس بن مالک سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اللہ نے کوئی پیغمبر ایسا نہیں بھیجا۔ جس نے اپنی امت کو جھوٹے کانے دجال سے نہ ڈرایا ہو۔ یاد رکھو وہ مردود کانا ہوگا۔ اور تمہارا پروردگار کانا نہیں ہے۔ اس کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں کافر لکھا ہوگا۔

بَاب ۵۳۶ قَوْلِ اللّٰهِ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورہ حشر میں فرمانا وہی اللہ ہر چیز کا بنانے والا پیدا کرنے والا نقشہ کھینچنے والا۔

۱۰۶۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا مُوْسٰى هُوَ ابْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ

ہم سے اسحٰق بن منصور (یا اسحٰق بن راہویہ) نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے کہا مجھ سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے ابن محیریز سے انہوں نے ابو سعید خدریؓ

---

[1] اس باب کا مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آنکھیں ہیں۔ اہلحدیث کا یہی قول ہے۔ مخالفین نے تاویل کی ہے اور کہا ہے کہ آنکھ سے صفت بصر مراد ہے۔

[2] اس سے ان لوگوں کا رد ہوا جو آنکھ کی تاویل بصر سے کرتے ہیں۔ ۱۲ منہ

الْخُدْرِيِّ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ أَنَّهُمْ أَصَابُوا سَبَايَا فَأَرَادُوا أَنْ يَسْتَمْتِعُوا بِهِنَّ وَلَا يَحْمِلْنَ فَسَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ كَتَبَ مَنْ هُوَ خَالِقٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَنْ قَزَعَةَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَتْ نَفْسٌ مَخْلُوقَةٌ إِلَّا اللَّهُ خَالِقُهَا۔

سے انہوں نے کہا غزوۂ بنی مصطلق میں لوگوں نے قیدیں عورتیں پکڑیں انہوں نے چاہا۔ ان سے محبت کریں۔ لیکن ان کو پیٹ نہ رہے آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا عزل کرنا کیسا ہے[1] آپ نے فرمایا عزل کیوں نہ کرو (عزل کرنے میں کوئی قباحت نہیں) کیونکہ اللہ تعالےٰ نے قیامت تک جس کا پیدا ہونا لکھ دیا ہے۔ وہ ضرور پیدا ہوگا اور مجاہد نے قزعہ سے روایت کیا کہا میں نے ابوسعید خدریؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی جان ایسی نہیں جس کی قسمت میں پیدا ہونا لکھا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ ضرور اس کو پیدا کرے گا۔

بَابُ ۵۳۷ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ

باب اللہ تعالیٰ کا (سورہ ص میں) فرمانا (یعنی شیطان سے) تو نے اس کو کیوں سجدہ نہیں کیا جس کو میں نے خاص اپنے ہاتھوں سے بنایا[2]

۱۰۷۰۔ حَدَّثَنِي مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجْمَعُ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذَلِكَ فَيَقُولُونَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ يَا آدَمُ أَمَا تَرَى النَّاسَ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ شَفِّعْ لَنَا إِلَى رَبِّنَا

مجھ سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے قتادہ بن دعامہ سے انہوں نے انسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسی طرح جیسے ہم دنیا میں جمع ہوتے ہیں مومنوں کو اکٹھا کرے گا۔ وہ گرمی وغیرہ سے پریشان ہو کر کہیں گے۔ کاش ہم کسی کی سفارش بھی تو اپنے مالک کے پاس کرائیں وہ ہم کو اس جگہ سے (جہاں سخت تکلیف سے) نکال کر آرام دے پھر (سب مل کر) آدمؑ کے پاس آئیں گے ان سے کہیں گے اے آدمؑ آپ لوگوں کا حال نہیں دیکھتے کس بلا میں گرفتار ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے خاص اپنے ہاتھ سے بنایا اور فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا اور ہر چیز کے نام آپ کو بتلائے ہر لغت میں بولنا بات کرنا سکھلایا[3] اب اس

---

[1] عزل کے معنی اوپر گزر چکے۔ یعنی انزال کے وقت ذکر باہر نکال لینا تاکہ عورت کو حمل نہ رہے ۱۲ منہ [2] اس باب میں صفت ید کا بیان ہے اہلحدیث اللہ تعالےٰ کے ہاتھوں کو ثابت کرتے ہیں۔ اُن کی تاویل نہیں کرتے امام ابوحنیفہ نے کہا ید کی تاویل قدرت یا نعمت سے کرنا قدریہ اور معتزلہ کا طریق ہے۔ ۱۲ منہ [3] بعضے بیوقوفوں نے اگلے زمانہ میں یہ خیال کیا تھا۔ کہ عالم قدیم ہے اور ہمیشہ سے ایسا ہی چلا آتا ہے۔ اور اس پر دلیل یہ قائم کی تھی کئی بچوں کو پیدائش سے لے کر الگ مکان میں رکھا ان کو بات نہ کرنے دی۔ جب وہ بڑے ہوئے (باقی برصفحہ آئندہ)

حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكَ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ وَلٰكِنِ ائْتُوْا نُوْحًا فَاِنَّهُ اَوَّلُ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ وَلٰكِنِ ائْتُوْا اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطَايَاهُ الَّتِيْ اَصَابَهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُوْسٰى عَبْدًا اٰتَاهُ اللّٰهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهُ تَكْلِيْمًا فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهُ وَكَلِمَتَهُ وَرُوْحَهُ فَيَاْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَاَخَّرَ فَيَاْتُوْنِيْ فَاَنْطَلِقُ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ فَاِذَا رَاَيْتُ رَبِّيْ وَقَعْتُ لَهُ سَاجِدًا

وقت پروردگار کے پاس ہماری کچھ سفارش کیجئے تاکہ ہم کو اس جگہ سے نجات ہو کر آرام ملے آدمؑ کہیں گے میں اس لائق نہیں ان کو وہ گناہ یاد آ جائے گا جو انہوں نے کیا تھا (ممنوع درخت میں سے کھانا) مگر تم لوگ ایسا کرو نوحؑ پیغمبر کے پاس جاؤ وہ پہلے پیغمبر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف بھیجا تھا[1] آخر وہ لوگ سب نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی یہی جواب دیں گے میں اس لائق نہیں اپنی خطا جو انہوں نے (دنیا میں) کی تھی یاد کریں گے کہیں گے۔ تم لوگ ایسا کرو ابراہیم پیغمبر کے پاس جاؤ جو اللہ کے خلیل ہیں۔ (ان کے پاس جائیں گے) وہ بھی اپنی خطائیں یاد کر کے کہیں گے۔ میں اس لائق نہیں تم موسیٰ پیغمبر کے پاس جاؤ اللہ نے ان کو توراۃ عنایت فرمائی۔ ان سے بول کر باتیں کیں یہ لوگ موسیٰ کے پاس آئیں گے۔ وہ بھی یہی کہیں گے میں اس لائق نہیں اپنی خطا جو انہوں نے دنیا میں کی تھی یاد کریں گے مگر تم ایسا کرو عیسیٰ پیغمبر کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے اس کے رسول اس کے خاص کلمہ اور خاص روح ہیں یہ لوگ عیسیٰ کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں تم ایسا کرو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ اللہ کے ایسے بندے ہیں جن کی اگلی پچھلی سب خطائیں بخش دی گئی ہیں۔ آخر یہ سب لوگ (جمع ہو کر) میرے پاس آئیں گے میں چلوں گا اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت مانگوں گا۔ مجھ کو اجازت ملے گی۔ میں اپنے پروردگار کو دیکھتے

(بقیہ حواشی صفحہ سابقہ) تو بالکل گونگے تھے۔ کوئی بات نہیں کر سکتے تھے۔ اس سے انہوں نے یہ نکالا۔ کہ اگر عالم حادث ہوتا تو سب لوگ گونگے ہی ہوتے۔ یہ استدلال جدید فلسفہ کی رو سے غلط نکلا۔ علم جیالوجی سے صاف عالم کا حدوث ثابت ہو گیا۔ اب یہ کہ لوگ گونگے کیوں نہ ہوئے۔ اس کا جواب وہی ہے کہ جیسا قرآن وحدیث میں وارد ہے۔ وہی حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سب زبانیں تعلیم کیں۔ انہوں نے اپنی اولاد سے مختلف زبانوں میں باتیں کیں اور اس طرح دنیا میں بولنا اور بات کرنا لوگوں نے سیکھا ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] ہمارے پیغمبر کے سوا کوئی پیغمبر ساری زمین والوں کی طرف نہیں بھیجا گیا۔ تو مراد یہ ہوگی کہ طوفان کے بعد جو لوگ دنیا میں بچے تھے۔ وہ اس وقت ساری زمین والے تھے۔ کیونکہ باقی سب لوگ ڈوب کر ہلاک ہو گئے تھے گو حضرت شیثؑ حضرت نوحؑ سے پہلے تھے۔ مگر ان کی کوئی نئی شریعت نہ تھی۔ بلکہ آدم علیہ السلام کی ہی شریعت پہ چلتے تھے۔ تو شریعت والے پیغمبروں میں آدمؑ کے بعد سب سے پہلے نوحؑ آئے تھے ۱۲ منہ

فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَدَعَنِي ثُمَّ يُقَالُ لِي ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيهَا ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَرْجِعُ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَدَعَنِي ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيهَا رَبِّي ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَرْجِعُ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَدَعَنِي ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ قُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيهَا ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ

ہی سجدے میں گر پڑوں گا۔ اور جب تک اس کو منظور ہے۔ وہ مجھ کو سجدے میں پڑا رہنے دے گا[1]۔ اس کے بعد حکم ہوگا۔ محمدؐ اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو تمہاری عرض سنی جائے گی۔ تمہاری درخواست منظور ہوگی۔ تمہاری سفارش مقبول ہوگی۔ اس وقت میں اپنے مالک کی ایسی ایسی تعریفیں کروں گا۔ جو وہ مجھ کو سکھا چکا ہے۔ (یا سکھلائے گا) پھر لوگوں کی سفارش شروع کر دوں گا۔ سفارش کی ایک حد مقرر کر دی جائے گی[2]۔ میں ان کو بہشت میں لے جاؤں گا۔ پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس حاضر ہوں گا۔ اور اس کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑوں گا۔ جب تک پروردگار چاہے گا مجھ کو سجدے میں پڑا رہنے دے گا۔ اس کے بعد ارشاد ہوگا۔ محمدؐ اپنا سر اٹھاؤ جو تم کہو گے سنا جائے گا۔ اور سفارش کرو گے تو قبول ہوگی۔ پھر میں اپنے پروردگار کی ایسی تعریفیں کروں گا۔ جو اللہ نے مجھ کو سکھلائیں (یا سکھلائے گا) اس کے بعد سفارش کر دوں گا۔ لیکن سفارش کی ایک حد مقرر کر دی جائے گی۔ میں[3] ان کو بہشت میں لے جاؤں گا۔ پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس حاضر ہوں گا۔ اس کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑوں گا۔ جب تک پروردگار چاہے گا مجھ کو سجدہ میں پڑا رہنے دے گا۔ اس کے بعد حکم ہوگا۔ محمدؐ اپنا سر اٹھاؤ جو تم کہو گے سنا جائے گا۔ اور سفارش کرو گے تو قبول ہوگی۔ پھر میں اپنے پروردگار کی ایسی تعریفیں کروں گا جو اللہ نے مجھ کو سکھلائیں (یا سکھلائے گا) اس کے بعد سفارش شروع کر دوں گا۔ لیکن سفارش کی ایک حد مقرر کر دی جائے گی۔ میں ان کو بہشت میں لے جاؤں گا۔ پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے

---

[1] بڑی دیر تک پروردگار آپ کو سجدے میں ہی پڑا رہنے دے گا تاکہ عبودیت اور الوہیت کی شان سب پر کھل جائے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کتنے ہی مقرب اور شان والے سہی۔ مگر پروردگار کے بندے اور غلام ہیں۔ اپنے پروردگار کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑیں گے۔ جیسے غلام اپنے مالک کے پاؤں پر گرتا ہے ۱۲ منہ [2] اور اس قسم کے بندوں کی سفارش کرو ۱۲ منہ [3] جو لوگ اس اس حد کے اندر ہوں گے ۱۲ منہ

ثُمَّ اَسْجُدُ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيْرَةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ بُرَّةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مَا يَزِنُ مِنَ الْخَيْرِ ذَرَّةً۔

پاس حاضر ہوں گا۔ عرض کروں گا یا پاک پروردگار اب تو دوزخ میں ایسے ہی لوگ رہ گئے ہیں۔ جو قرآن کے بموجب دوزخ ہی میں ہمیشہ رہنے کے لائق ہیں۔ (یعنی کافر اور مشرک) انسؓ نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوزخ سے وہ لوگ بھی نکال لیے جائیں گے۔ جنہوں نے (دنیا میں) لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور ان کے دل میں ایک جو کے برابر ایمان ہوگا۔ پھر وہ لوگ بھی نکال لیے جائیں گے جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا۔ اور ان کے دل میں گیہوں بھر ابر ایمان ہوگا۔ (گیہوں جو سے چھوٹا ہوتا ہے) پھر وہ بھی نکال لیے جائیں گے جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا۔ اور ان کے دل میں چیونٹی بھر ابر (یا بھنگے بھر ابر) ایمان ہوگا[1]

۱۰۷۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدُ اللّٰهِ مَلْأَىٰ لَا يَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَقَالَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَدِهِ وَقَالَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْأُخْرَىٰ الْمِيْزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا انہوں نے اعرج سے انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ خرچ کرنے سے اس میں کمی نہیں ہوتی۔ رات دن اس کی بخشش جاری ہے۔ (جود و عطا کا دریا بہہ رہا ہے) فرمایا بتلاؤ اللہ نے جب سے آسمان اور زمین پیدا کیے کتنا کچھ خرچ کیا ہوگا۔ مگر اس کے ہاتھ میں جو تھا وہ کچھ کم نہیں ہوا[2]۔ فرمایا اس کا عرش[3] پانی پر تھا[4]۔ پروردگار کے دوسرے ہاتھ میں[5] ترازو ہے کسی کو پست کر دیتا کسی کو بلند کر دیتا ہے[6]۔

۱۰۷۲۔ حَدَّثَنَا مُقَدَّمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ

ہم سے مقدم بن محمد نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے میرے چچا

---

[1] یہ حدیث اوپر کتاب التفاسیر میں گزر چکی ہے۔ یہاں اس کو اس لیے لائے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا بیان ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں خاص اپنے مبارک ہاتھوں سے بنائیں۔ تورات اپنے ہاتھ سے لکھی۔ آدم کا پتلہ اپنے ہاتھ سے بنایا۔ جنت العدن کے درخت اپنے ہاتھ سے لگائے ۱۲ منہ [2] ویسا ہی ہاتھ بھرا ہے جیسے پہلے بھرا تھا ۱۲ منہ [3] آسمان زمین پیدا کرنے سے پہلے ۱۲ منہ [4] ہندوؤں کی قدیم کتابوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ دنیا میں تھا پانی ہی پانی اور نارایں یعنی پروردگار کا تخت پانی پر تھا۔ پانی میں سے ایک بخار نکلا جس سے ہوا پیدا ہوئی۔ ہواؤں کے آپس میں لڑنے سے آگ پیدا ہوئی۔ پانی کی تلچھٹ اور درد سے زمین کا مادہ بنا واللہ اعلم ۱۲ منہ [5] خلقت کے چڑھاؤ اتار کا ۱۲ منہ [6] کسی کا اقبال ہوتا ہے کسی کا ادبار ہر ایک قوم کا چڑھاؤ اس کے ہاتھ میں ہے ۱۲ منہ۔

حَدَّثَنِي عَمِّي الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ اللهَ يَقْبِضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْأَرْضَ وَتَكُونُ السَّمٰوٰتُ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ رَوَاهُ سَعِيدٌ عَنْ مَالِكٍ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ سَمِعْتُ سَالِمًا سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَقَالَ أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبِضُ اللهُ الْأَرْضَ۔

قاسم بن یحییٰ نے انہوں نے عبیداللہ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ سے آپ نے فرمایا۔ قیامت کے دن پروردگار (ساتوں) زمینوں کو ایک مٹھی میں لے لے گا۔ اور (ساتوں) آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں ہوں گے پھر فرمائے گا۔ (سچا) بادشاہ میں ہوں۔ اس حدیث کو سعید بن داؤد بن ابی زبیر نے امام مالک سے روایت کیا[1] اور عمرو بن حمزہ نے کہا[2] میں نے سالم سے سُنا۔ کہا میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث اور ابوالیمان نے کہا (یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے) ہم کو شعیب نے خبر دی۔ انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو ابوسلمہ نے خبر دی۔ کہ ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ زمین کو ایک مٹھی میں لے لے گا۔

۱۰۷۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ وَسُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّ يَهُودِيًّا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْأَرَضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلَى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ ثُمَّ قَرَأَ وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَزَادَ

ہم سے مسدد نے بیان کیا۔ انہوں نے یحییٰ بن سعید قطان سے سنا۔ انہوں نے سفیان ثوری سے کہا مجھ سے منصور بن معتمر اور سلیمان اعمش دونوں نے بیان کیا۔ انہوں نے ابراہیم بن نخعی سے انہوں نے عبیدہ سلیمانی سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک یہودی (نام نامعلوم یا یہودیوں کا عالم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا محمدؐ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر زمینوں کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں کو ایک انگلی پر درختوں کو ایک انگلی پر۔ ساری خلقت کو ایک انگلی پر اٹھا لے گا۔ پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں۔ یہ سن کر آپ اتنا ہنسے کہ آپ کے (مبارک) دانت کھل گئے اور آپ نے یہ آیت (سورۂ زمر کی) پڑھی۔ ان لوگوں نے اللہ کا مرتبہ جیسے چاہیئے تھا۔ ویسا نہیں جانا[3] یحییٰ بن سعید قطان نے

---

[1] اس کو دارقطنی اور لالکائی نے وصل کیا ۱۲ [2] اس کو امام مسلم اور ابوداؤد نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] جب تو اس کے لیے شریک ٹھہرائے اولاد ثابت کی۔ ان حدیثوں کے لیے مٹھی اور انگلیوں کا ثبوت ہوتا ہے۔ امام مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے آپ تعجب سے (باقی برصفحہ آئندہ)

فِيْهِ فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَجُّبًا وَتَصْدِيْقًا لَهٗ۔

کہا اس حدیث میں فضیل بن عیاض نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے عبیدہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے اتنا بڑھایا ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیئے اس کی بات پر تعجب کر کے اور اس کے قول کی تصدیق کر کے (اس کو امام مسلم نے وصل کیا)[1]

۱۰۷۴۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ يَقُوْلُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْأَرَضِيْنَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ وَالثَّرٰى عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلٰى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ثُمَّ قَرَأَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے والد نے کہا ہم سے اعمش نے کہا۔ میں نے ابراہیم نخعی سے سُنا وہ کہتے تھے میں نے علقمہ بن قیس سے وہ کہتے تھے علقمہ بن مسعود بیان کرتے تھے۔ اہلِ کتاب میں سے ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔ ابوالقاسم اللہ تعالے آسمانوں کو ایک انگلی پہ اور زمینوں کو ایک انگلی پہ اور درخت اور گیلی مٹی کو ایک انگلی پہ اور خلقت کو ایک انگلی پر روک لے گا (تھام لے گا) پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں میں بادشاہ ہوں۔ عبداللہ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ یہ سن کر اتنا ہنسے کہ آپ کے دانت کھل گئے۔ پھر یہ آیت پڑھی ما قدروا اللہ حق قدرہ۔

بَابٌ ۵۳۸ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اللہ تعالیٰ سے

(بقیہ حواشی صفحہ سابقہ) ہنسے اور اس یہودی کے کلام کی تصدیق کرنے کے لیے ابن خزیمہ کی روایت میں ہے۔ تصدیقا لقولہ اب بعضوں نے جو کہا ہے کہ انگلی کا ذکر صحیح حدیثوں میں نہیں ہے۔ یہ اُن کی غلطی ہے۔ اس حدیث کے سوا مسلم کی ایک حدیث میں ان قلب ابن آدم بین اصبعین من اصابع الرحمٰن۔ اسی طرح بعضوں نے جو کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس یہودی کی جہالت پر ہنسے آپ کا ہنسنا گویا انکار تھا اس کے کلام کا یہ بھی غلط ہے۔ امام حافظ ابن خزیمہ نے اس قول کو خوب رد کیا ہے۔ اور ابن صلاح نے کہا ہے کہ اگر آپ کی ہنسی کا مطلب انکار ہوتا تو راوی لوگ یہ کیسے کہتے تصدیقا لہ یا تصدیقا لقولہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے یہ بعید تھا۔ کہ آپ لوگوں کو اللہ کی ذات اور صفات کے مقدمہ میں باطل اور غلط خیال پہ قائم رکھتے اور اوپر ایک صحیح حدیث میں گذر چکا ہے کہ اللہ تعالے ساری زمین کو قیامت کے دن ایک روٹی کی طرح اپنے ہاتھ سے اُلٹ پلٹ کرے گا۔ ۱۲ منہ

(حواشی صفحہ ہذا) [1] حافظ ابن صلاح نے کہا جب ثقہ راویوں کے نقل سے یہ لفظ ثابت ہو یعنی تصدیقا لہ اور شیخین یعنی بخاری مسلم دونوں اسی پر متفق ہوں تو یہ مثل متواتر کے ہوگا۔ اور اس کا انکار کرنا ثقہ راویوں کو مطعون کرنا ہے اور صحیح حدیث کو رد کرنا ہے۔ اللہ تعالی ایسی جرأت اور دلیری سے بچائے ۱۲ منہ۔

وَسَلَّمَ لَا شَخْصَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ۔

اور اللہ سے بڑھ کر کوئی غیرت دار نہیں ہے[1]

وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ لَا شَخْصَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ۔

اور عبیداللہ بن عمرو نے کہا انہوں نے عبدالملک سے لاشخص اغیر من اللہ کے معنی وہی ہیں۔

۱۰۷۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ وَاللّٰهِ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّي وَمِنْ أَجْلِ غَيْرَةِ اللّٰهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللّٰهِ وَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ بَعَثَ الْمُبَشِّرِينَ وَالْمُنْذِرِينَ وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ وَعَدَ اللّٰهُ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے کہا ہم سے عبدالملک بن عمیر نے انہوں نے وراد سے جو مغیرہ بن شعبہ کے منشی تھے۔ انہوں نے مغیرہ بن شعبہ سے انہوں نے کہا سعد بن عبادہ (انصار کے رئیس) نے کہا اگر میں اپنی جورو کے پاس غیر مرد کو پاؤں تو تلوار کی دھار سے ماروں (اس کا کام ہی تمام کر دوں) یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی۔ آپ نے (انصاری) سے فرمایا تم کو سعد کی غیرت (اور حمیت) پر تعجب آتا ہوگا۔ خدا کی قسم میں سعد سے زیادہ غیرت دار ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت دار ہے۔ اور غیرت ہی کی وجہ سے اس نے بیشرمی کے چھپے اور کھلے سب کام حرام کر دیئے ہیں۔ اور اللہ سے زیادہ کسی کو حجت قائم کرنا عذر کا کوئی موقع باقی نہ رکھنا پسند نہیں ہے۔ اس لیے اس نے پیغمبروں کو دنیا میں بھیجا جو (مومنوں) کو خوش خبری اور کافروں کو ڈراوا دینے والے[2]۔ اور کسی کو اپنی تعریف ہونا اللہ سے زیادہ پسند نہیں ہے۔ اور اس لیے اس نے[3] بہشت کا

[1] اس باب میں امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ کو شخص کہہ سکتے ہیں۔ اور جنہوں نے اس کا انکار کیا ہے۔ ان کا رد کیا حافظ صاحب نے کہا عبیداللہ کے سوا اور راویوں کی روایت میں بھی شخص کا لفظ وارد ہے۔ اسی صورت میں خطابی کا یہ اعتراض کہ عبیداللہ اس لفظ سے منفرد ہے۔ غلط ہے اور صحیح روایتوں کا رد کرنا اور حدیث کے اماموں پر طعن کرنا زیبا نہیں۔ باوجود ممکن ہونے تاویل کے کہ میں کہتا ہوں۔ تاویل کی کوئی ضرورت نہیں۔ شخص کے لیے جسم لازم ہونا ضروری نہیں بلکہ شخص ایک فرد کو کہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرد ہے۔ اس کے علاوہ ہماری شریعت میں کوئی ایک دلیل بھی اس امر کی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم نہیں ہے۔ یا جسم ہے۔ اور جسم کا اطلاق جیسے پروردگار پر درست نہیں ایسے ہی جسم کی نفی بھی درست نہیں اور پچھلے متکلمین نے جو اللہ کے تنزیہ میں یہ بڑھایا ہے۔ کہ وہ جسم نہیں۔ یہ ان کی تراشی ہوئی تنزیہ ہے۔ شرعی تنزیہ نہیں ہے

[2] تاکہ آخرت میں اس کے بندوں کو کوئی عذر کا موقع نہ رہے ۱۲ منہ۔

[3] اپنے نیک بندوں کے لیے جو اس کی تعریف کرتے ہیں ۱۲ منہ

الْجَنَّةَ

بَابٌ ۵۳۹ قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً

وَسَمَّی اللّٰهُ تَعَالٰی نَفْسَهٗ شَیْئًا قُلِ اللّٰهُ وَسَمَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنَ شَیْئًا وَ هُوَ صِفَةٌ مِّنْ صِفَاتِ اللّٰهِ وَ قَالَ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ۔

۱۰۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ اَمَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَیْءٌ قَالَ نَعَمْ سُوْرَةُ كَذَا وَ سُوْرَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا۔

بَابٌ ۵۴۰ قَوْلِهٖ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔

وعدہ کیا ہے[۵۱]۔

باب اللہ تعالےٰ کا (سورۃ انعام) میں فرمایا اے پیغمبر ان سے پوچھ کس شے کی گواہی سب سے بڑی گواہی ہے

تو اللہ تعالےٰ نے اپنے تئیں شے فرمایا جیسے آگے ارشاد ہوتا ہے۔ قل اللہ شہید بینی وبینکم[۵۲] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو شے فرمایا[۵۳] حالانکہ قرآن اللہ کا کلام اس کی ایک صفت ہے اور اللہ تعالےٰ نے (سورۃ قصص) میں فرمایا۔ ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر اس کا منہ[۵۴]

ہم سے عبداللہ بن یوسف تینسی نے بیان کیا۔ کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابوحازم (سلمہ بن دینار) سے انہوں نے سہل بن سعد سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص (نام نامعلوم) سے فرمایا[۵۵] تیرے پاس قرآن میں سے کوئی شے ہے۔ وہ کہنے لگا جی ہاں فلانی سورہ فلانی سورۃ کئی سورتوں کا اس نے نام لیا۔

باب[۵۶] اللہ تعالےٰ کا (سورۃ ہود) میں فرمانا اس کا عرش پانی پر تھا۔ (یعنی تخت) اور سورۃ توبہ میں فرمایا وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔

---

۵۱ اس حدیث کو عبیداللہ بن عمرو نے بھی عبدالملک بن عمیر سے روایت کیا ہے۔ اس کو دارمی نے وصل کیا اس میں یوں ہے اللہ سے زیادہ کوئی شخص غیرت دار نہیں ہے ۱۲ منہ ۵۲ عربی میں شے کہتے ہیں موجود کو اللہ تعالےٰ موجود ہے بلکہ درحقیقت وجود اسی کا وجود ہے تو وہ شے بھی ہوا۔ امام بخاری نے یہ باب لاکر ان کا رد کیا جو اللہ کو شے نہیں کہتے۔ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں۔ اللہ شے ہے مگر اور اشیاء کی طرح نہیں ہے۔ جو بے وقوف اللہ کو شے نہیں کہتے۔ ان سے پوچھنا چاہیئے جب اللہ شے نہ ہوا۔ تو معاذ اللہ لا شے ہوگا۔ اس لیے کہ ارتفاع نقیضین محال ہے اور لا شے کہتے ہیں۔ معدوم ٹھہرا۔ تعالی اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیرا۔ وہ تو موجود ہے اور موجود بھی کیسا موجود حقیقی کہ اس کے وجود کے مقابل کسی کا وجود نہیں ہے۔ پناہ بلندی وپستی توئی۔ ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی ۱۲ منہ ۵۳ اور جب صفت شے ہوئی تو موصوف بطریق اولیٰ شے ہوگا ۱۲ منہ ۵۴ تو معلوم ہوا کہ پروردگار کا منہ بھی ایک شے ہے ۱۲ منہ
۵۵ جیسے آگے باب کی حدیث میں آتا ہے ۱۲ منہ ۵۵ جب اس نے کہا یارسول اللہ اگر اس عورت کی آپ کو خواہش نہیں تو مجھ سے اس کا نکاح کر دیجئے ۱۲ منہ ۵۶ اس باب کی حدیث میں امام بخاری نے عرش کا اور اللہ کے عرش پر ہونے کا اثبات کیا اور جہمیہ کا رد کیا جو استوی علی العرش کے منکر ہیں ان کا پیشوا جہم ابن صفوان کہا کرتا تھا۔ اور مجھ سے ہو سکتا تو میں استوا کی آئتیں مصحف میں سے چھیل ڈالتا ۱۲ منہ

قَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَاءِ ارْتَفَعَ فَسَوّٰهُنَّ خَلَقَهُنَّ وَ قَالَ مُجَاهِدٌ اسْتَوٰى عَلَا عَلَى الْعَرْشِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمَجِيْدُ الْكَرِيْمُ وَالْوَدُوْدُ الْحَبِيْبُ يُقَالُ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ كَاَنَّهٗ فَعِيْلٌ مِنْ مَاجِدٍ مَحْمُوْدٌ مِنْ حَمِيْدٍ۔

۱۰۷۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ مُحْرِزٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ اِنِّيْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَهٗ قَوْمٌ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا بَنِيْ تَمِيْمٍ قَالُوْا بَشَّرْتَنَا فَاَعْطِنَا فَدَخَلَ نَاسٌ مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا اَهْلَ الْيَمَنِ اِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ قَالُوْا قَبِلْنَا جِئْنَاكَ لِنَتَفَقَّهَ فِي الدِّيْنِ وَلِنَسْاَلَكَ عَنْ اَوَّلِ هٰذَا الْاَمْرِ مَا كَانَ قَالَ كَانَ

ابوالعالیہ نے کہا۔ استوٰی الی السماء یعنی آسمان کی طرف چڑھ گیا، بلند ہوا[۱] فسوّٰھن (جو سورۃ بقرہ میں ہے) اس کا معنے بنایا۔ اور مجاہد نے کہا (اس کو فریابی نے وصل کیا) استوٰی علی العرش یعنی عرش پر بلند ہوا[۲]۔ اور ابن عباسؓ نے کہا (اس کو ابن ابی حاتم نے تفسیر میں وصل کیا) (مجید) کے معنی (ذوالعرش المجید) میں بزرگی والا۔ اور ودود کا معنی (جو سورۃ بروج میں ہے) محبت رکھنے والا عرب لوگ کہتے ہیں۔ حمید مجید۔ مجید ماجد سے نکلا ہے (یعنی بزرگی والا) اور محمود حمید سے نکلا ہے یعنی تعریف کیا گیا[۳]۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا انہوں نے ابوحمزہ سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے جامع بن شداد سے انہوں نے صفوان بن محرز سے انہوں نے عمران بن حصینؓ سے انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ اتنے میں بنی تمیم کے کچھ لوگ آئے۔ آپؐ نے فرمایا بنی تمیم کے لوگو تم خوشخبری قبول کرو۔ انہوں نے کہا آپ ہمکو بہشت کی خوشخبری دیتے ہیں[۴]۔ کچھ[۵] دلوایئے۔ اس کے بعد کچھ یمن کے لوگ آئے[۶]۔ آپ نے فرمایا۔ یمن والوں تم تو بھی خوشخبری قبول کرو۔ بنی تمیم والوں نے تو نہیں قبول کی (اور دنیا کے طالب ہوئے۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ ہم کو یہ خوشخبری قبول (اور بدل منظور) ہے۔ ہم تو آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں کہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔ اور یہ دریافت کریں کہ عالم کی ابتدائے پیدائش کیونکر ہوئی[۸]؟ آپ نے فرمایا ایسا ہوا اللہ تعالیٰ موجود تھا۔

[۱] اس کو طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ [۲] یعنی عرش پر بیٹھا[*] استوٰی کا سب سے صحیح معنی یہی ہے۔ اور معتزلہ اور جہمیہ نے کہا استوٰی کا معنی زور زبردستی سے غالب ہوا ہم کہتے ہیں اس کا مقابل کون تھا۔ جس پر وہ زور زبردستی سے غالب ہوا۔ اور ہم نے خاص اس صفت یعنی صفت استوٰی کے بیان میں ایک جداگانہ کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے الانتہاق الاستوی ۱۲ منہ [۳] اس نسخہ میں یوں ہی ہے اور صحیح نسخہ وہ معلوم ہوتا ہے جس میں یوں ہے سوحمید من محمود سے نکلا ہے مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ حمید اور مجید گو دونوں فعیل کے وزن پر ہیں۔ مگر مجید بمعنی اسم فاعل اور حمید بمعنی اسم مفعول ہے ۱۲ منہ [۴] ہم تو دنیا کی طلب میں آئے ہیں ۱۲ منہ [۵] دنیا کا مال ۱۲ منہ [۶] اشعری لوگ ابوموسےٰ کی قوم والے ۱۲ منہ [۷] اہل اللہ اور نیک بندوں کے پاس جانے کا اصل مقصد خدا کی طلب ہونا چاہیئے۔ اگر دنیا کی طلب منظور ہے۔ تو تجارت، زراعت نوکری وغیرہ دنیا کے دھندوں میں مشغول ہوں اہل اللہ کے پاس جاکر پھر دنیا کی خواہش کرنا (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

[*] عرش پر بیٹھنے کا ذکر قرآن و حدیث میں چونکہ نہیں ہے اس لیے استوی علی العرش کے معنی صرف یہی ہوں گے کہ عرش پر برابر ہوا کیونکہ استواء مستلزم جلوس نہیں ہے (عبدالصمد ریالوی)

اللہ ولم یکن شیء قبلہ وکان عرشہ علی الماء ثم خلق السموات والارض وکتب فی الذکر کل شیء ثم اتانی رجل فقال یا عمران ادرک ناقتک فقد ذھبت فانطلقت اطلبھا فاذا السراب ینقطع دونھا وایم اللہ لوددت انھا قد ذھبت ولم اقم۔

اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی۔ اس کا تخت پانی پر تھا[۵۱]۔ پھر آسمان اور زمین پیدا کئے اور لکھنے کے مقام (یعنی لوح محفوظ) میں ہر چیز کو لکھا۔ جو قیامت تک پیدا ہونے والی تھی (عمران رض کہتے ہیں۔ آپ یہی بیان کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک آدمی (نام نامعلوم) آیا اور کہنے لگا۔ عمران (بیٹھا کیا ہے) تیری اونٹنی چل دی ہیں یہ سن کر اس کے ڈھونڈنے کو چلا دیکھا تو وہ (اتنی دور چل دی ہے) (چمکتی ریتی[۵۲] اس کے بھی پرے نکل گئی ہے۔ خدا کی قسم مجھ کو یہ آرزو رہی اونٹنی چل دیتی تو چل دیتی۔ مگر میں آنحضرت کے پاس سے نہ اٹھتا[۵۳]

۱۰۷۸۔ حدثنا علی بن عبد اللہ حدثنا عبد الرزاق اخبرنا معمر عن ھمام حدثنا ابو ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان یمین اللہ ملأی لا یغیضھا نفقۃ سحاء اللیل والنھار ارایتم ما انفق منذ خلق السموات والارض فانہ لم ینقص ما فی یمینہ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالرزاق بن ہمام نے کہا ہم کو معمر بن راشد نے خبر دی انہوں نے ہمام بن منبہ سے کہا ہم سے ابوہریرہ نے بیان کیا انہوں نے آنحضرت سے روایت کی　آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا داہنا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ کوئی خرچ اس میں جو خزانہ ہے اس کو کم نہیں کرتا رات اور دن فیض کا چشمہ اس میں سے جاری ہے۔ بتلاؤ تو آسمان زمین جب سے بنے ہیں۔ اس نے (اب تک) کتنا کچھ خرچ کیا ہوگا مگر اس پر بھی جو خزانہ اس کے داہنے ہاتھ میں تھا وہ کم نہیں ہوا (بلکہ جوں کا توں ہے) اس کا تخت پانی پر ہے اس کے دوسرے ہاتھ میں بھی فیض (یعنی جود

بقیہ حواشی صفحہ سابقہ) بڑی کم نصیبی اور بدبختی ہے۔ ہمارے زمانہ میں مرید اور مرشد دونوں بگڑ گئے مرید تو اس لیے مرید ہوتے ہیں کہ پیر صاحب کی بدولت دنیا کے فوائد حاصل کریں حکومت اور عہدہ ملے دنیا و آبرو حاصل ہو پیر صاحب ایسے مریدوں کی فکر میں رہتے ہیں جس سے خوب خوب نذریں ہاتھ آئیں۔ رات دن ملوے مانڈے پر ہاتھ چلے۔ اسے لعنت خدا یہ پیری مریدی ہے یا مکاری اور دنیا طلبی ہے۔ ایسے پیر اور ایسے مرید دونوں سے بھاگنا چاہیئے۔ اگلے اہل اللہ کے پاس اگر کوئی شخص دنیا طلبی کی نیت سے آتا تو اس کو نکال کر باہر کرتے اور کہتے فقیروں کے پاس تمہارا کیا کام ہے امیروں اور نوابوں کے پاس جاؤ ۱۲ منہ ۵۰ عالم کی خلقت سے پہلے ہمیشہ سے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) ۵۱ پہلے اس نے پانی پر تخت بنایا ۱۲ منہ ۵۲ سراب جو دور سے پانی معلوم ہوتی ہے۔ ۱۲ منہ ۵۳ یہ مزے مزے کی باتیں ابتدائے آفرینش عالم کی سنتا رہتا ۱۲ منہ

وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْأُخْرَى الْفَيْضُ أَوِ الْقَبْضُ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ۔

۱۰۷۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ جَاءَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ يَشْكُو فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اتَّقِ اللهَ وَأَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَوْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاتِمًا شَيْئًا لَكَتَمَ هٰذِهِ قَالَ فَكَانَتْ زَيْنَبُ تَفْخَرُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ زَوَّجَكُنَّ أَهَالِيكُنَّ وَزَوَّجَنِي اللهُ تَعَالَى مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ وَعَنْ ثَابِتٍ

اور عطا) ہے یعنی راویوں نے فیض کے بدل قبض نقل کیا ہے یعنی دوسرے ہاتھ سے جانیں قبض کرتا ہے[۱] یعنی بعضے لوگوں کو بڑھاتا ہے۔ ترقی دیتا ہے، بعضوں کو گراتا ہے (تنزل کرتا ہے)

ہم سے احمد بن سیار مروزی نے نقل کیا ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ثابت بنانی سے انہوں نے انس سے انہوں نے کہا زید بن حارثہ اپنی بی بی (حضرت زینب) کا شکوہ کرتے آئے (کہ وہ مجھ سے بدزبانی کرتی ہیں مجھ کو حقیر سمجھتی ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے تھے ارے مرد خدا اللہ سے ڈر اپنی بی بی کو رہنے دے (اس کو طلاق نہ دے) حضرت عائشہ رضہ کہتی ہیں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن میں سے کچھ چھپانے والے ہوتے تو اس آیت کو چھپاتے[۲] انس رض کہتے ہیں بی بی زینب آنحضرتؐ کی دوسری بی بیوں پر فخر کیا کرتیں۔ تم کو تمہارے لوگوں نے بیاہا۔ اور مجھ کو تو اللہ تعالےٰ نے سات آسمانوں کے اوپر (اپنے عرش پر) سے بیاہ دیا[۳] اور اسی سند سے ثابت بنانی

---

[۱] گویا داہنے ہاتھ سے تمام مخلوقات کو نعمتیں اور غذائیں دے کر پرورش کرتا ہے۔ بائیں ہاتھ سے فنا کرتا ہے کہ جو ہندو مشرک اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ برہما الگ ذات ہے۔ جو پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح بشن پالتا ہے۔ مہادیو مارتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ ہو الخالق و ہو المحیی و ہو الممیت جل شانہٗ ۱۲ منہ

[۲] وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس واللہ احق ان تخشاہ۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبروں پر عتاب فرمایا کہ دل میں اور کچھ اور زبان پر اور کچھ یہ پیغمبروں کی شان نہیں۔ ہوا یہ تھا کہ آپ زبان سے تو زید کو یہ نصیحت کر رہے تھے۔ کہ اپنی بی بی کو رہنے دے اس کو مت چھوڑ وہ کہہ رہے تھے نہیں میرا اس کا گذر نہیں ہوسکتا۔ میں طلاق دے دیتا ہوں۔ آپ طلاق سے منع کرتے تھے۔ مگر آپ کے دل میں بی بی زینب کی محبت آگئی تھی۔ چونکہ وہ قریش کی شریف زادی اور بڑی حسین اور جمیل تھیں۔ دل میں آپ کے یہ تھا۔ کہ اگر زید طلاق دے دے گا تو میں ان سے نکاح کروں گا۔ یہ امر عوام کے حق میں کچھ گناہ نہیں ہے۔ لیکن پیغمبروں کی شان بڑی ہوتی ہے۔ ان کو اتنی سی بات پر بھی تنبیہ کی گئی۔ حضرت عائشہ رضہ صدیقہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس آیت میں ایک شرم کی بات مذکور ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن میں سے کچھ چھپانے والے ہوتے تو اس آیت کو چھپا رکھتے عام لوگوں کو نہ سناتے لیکن آپ نے نہیں چھپایا۔ بلکہ اترتے ہی سنا دیا۔ معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی میں سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھی اور جس نے ایسا گمان کیا اس کا گمان غلط ہے۔ ۱۲ منہ

[۳] فرمایا ہم نے تیرا نکاح زینب سے کر دیا۔ اسی لیے آپ نے نہ ان سے عقد کیا نہ کچھ بس ایک ہی ایکا ان کے پاس چلے گئے ان سے صحبت کی ۱۲ منہ

وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ نَزَلَتْ فِيْ شَانِ زَيْنَبَ وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ۔

سے مروی ہے۔ یہ آیت (سورہ احزاب کی) وتخفی فی نفسك ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس۔ زینب اور زید بن حارثہ کی شان میں اتری ہے۔

۱۰۸۰۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ نَزَلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ فِيْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَاَطْعَمَ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ خُبْزًا وَلَحْمًا وَكَانَتْ تَفْخَرُ عَلٰى نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ تَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ اَنْكَحَنِيْ فِي السَّمَاءِ۔

ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عیسٰے بن طہمان نے کہا میں نے انس بن مالکؓ سے سنا وہ کہتے تھے حجاب کی آیت (یایہا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوت النبی جو سورہ احزاب میں ہے) زینب بنت جحش ام المومنین کے باب میں تری آپ نے ان کے ولیمہ کا کھانا کیا۔ گوشت روٹی لوگوں کو اس دن کھلایا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بی بیوں پر فخر کرتی تھیں کہتی تھیں اللہ نے میرا نکاح آسمان پر سے کر دیا۔

۱۰۸۱۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا قَضَى الْخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهٗ فَوْقَ عَرْشِهٖ اِنَّ رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ غَضَبِيْ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی۔ کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اللہ تعالےٰ جب خلقت پیدا کر چکا۔ تو اس نے عرش کے اوپر اپنے پاس یہ لکھا۔ میرا رحم میرے غضب سے آگے بڑھ گیا ہے۔

۱۰۸۲۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ حَدَّثَنِيْ هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ هَاجَرَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ جَلَسَ فِيْ اَرْضِهِ الَّتِيْ وُلِدَ فِيْهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نُنَبِّئُ النَّاسَ

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا مجھ سے محمد بن فلیح نے کہا مجھ سے والد (فلیح بن سلیمان) نے کہا مجھ سے ہلال نے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو کوئی اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور نماز درستی سے ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے۔ تو اللہ پر اس کا یہ حق ہے کہ اس کو بہشت میں لے جاوے۔ خواہ اس نے اپنے مالک سے اللہ کی راہ میں ہجرت کی ہو یا نہ کی ہو۔ وہیں رہا ہو جہاں پیدا ہوا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگوں کو اس کی خبر کر دیں۔ (انکو

بِذٰلِكَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِهِ كُلُّ دَرَجَتَيْنِ مَا بَيْنَهُمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَسَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ۔

خوشخبری دے دیں آپ نے فرمایا اور سنو! بہشت میں اوپر تلے سو درجے ہیں۔ جو اللہ تعالٰے نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کر رکھے ہیں۔ ہر درجے میں دوسرے درجے تک اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ آسمان زمین میں ہے پھر جب تم اللہ تعالٰے سے مانگو تو فردوس مانگو وہ بہشت کا بیچا بیچ اور سب سے بلند درجہ ہے (یا بہشت کا عمدہ ترین اور بلند ترین درجہ ہے[1]۔ اس کے اوپر اللہ کا عرش ہے۔ اور فردوس ہی سے بہشت کی سب نہریں نکلتی ہیں۔ (ان کا منبع وہیں ہے)

۱۰۸۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ هَلْ تَدْرِي أَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا تَذْهَبُ تَسْتَأْذِنُ فِي السُّجُودِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَأَنَّهَا قَدْ قِيلَ لَهَا ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا ثُمَّ قَرَأَ ذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا فِي قِرَاءَةِ عَبْدِ اللّٰهِ۔

ہم سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا کہا ہم سے ابو معاویہ نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم تیمی سے انہوں نے اپنے والد (یزید بن شریک) سے انہوں نے ابوذر غفاریؓ سے انہوں نے کہا میں مسجد میں گیا دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں بیٹھے ہیں جب سورج ڈوبنے لگا تو آپ نے فرمایا ابوذر تو جانتا ہے یہ سورج کہاں جاتا ہے میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ جا کر سجدے کی اجازت مانگتا ہے اس کو اجازت ملتی ہے اس وقت آگے بڑھ جاتا ہے ایک دن ایسا ہوگا اس سے یوں کہا جائیگا جا جہاں سے آیا ہے ادھر ہی لوٹ جا۔ وہ لوٹ کر پھر پچھم سے نکلے گا اور پورب کی طرف چلے گا اس کے بعد آپ نے سورۃ یٰس کی یہ آیت پڑھی۔ ذٰلک مستقر لھا عبداللہ بن مسعود کی قرات یوں ہی ہے[2]

[1] اگر بہشت کے درجے بطور دوائر کے ہوں۔ تب تو فردوس بیچا بیچ اور بلند ترین درجہ ہو سکتا ہے۔ اگر اور طرح پر ہوں تو اوسط سے عمدہ ترین مراد ہوگی۔ ابن خزیمہ کی روایت میں یوں ہے کرسی پانی کے اوپر ہے اور اللہ تعالٰے عرش پر ہے۔ اور تمہارا کوئی کام اس سے پوشیدہ نہیں ہے ۱۲ منہ

[2] یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے اس حدیث سے یہ نکلتا ہے۔ کہ سورج حرکت کرتا ہے اور زمین ساکن ہے جیسے اگلے فلاسفہ کا قول تھا اور ممکن ہے حرکت سے مراد یہ ہو کہ ظاہر میں جو سورج حرکت کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے مگر اس صورت میں لوٹ جانے کا لفظ ذرا غیر چسپاں ہوگا دوسرا شبہ اس حدیث میں یہ ہوتا ہے۔ کہ طلوع اور غروب سورج کا باعتبار اختلاف اقالیم اور بلدان تو ہر آن میں ہو رہا ہے پھر لازم آتا ہے سورج ہر آن میں سجدہ کر رہا ہے اور اجازت طلب کر رہا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک ہر آن میں وہ ایک ملک میں طلوع دوسرے میں غروب کر رہا ہے۔ اور ہر آن میں اللہ تعالیٰ کا سجدہ گزار اور طالب حکم ہے اس میں کوئی استبعاد نہیں سجدے سے یہ سجدہ متعارف مراد ہے۔ بقیہ بر صفحہ آئندہ)

۱۰۸۴۔ حَدَّثَنَا مُوسٰی عَنْ اِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ السَّبَّاقِ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهٗ قَالَ اَرْسَلَ اِلَيَّ اَبُوْ بَكْرٍ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْاٰنَ حَتّٰى وَجَدْتُّ اٰخِرَ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ مَعَ اَبِيْ خُزَيْمَةَ الْاَنْصَارِيِّ لَمْ اَجِدْهَا مَعَ اَحَدٍ غَيْرِهٖ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ حَتّٰى خَاتِمَةِ بَرَآءَةَ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا انہوں نے ابراہیم بن سعد سے کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا۔ انہوں نے عبید بن سباق سے کہ زید بن ثابت نے کہا۔ دوسری سند اور لیث بن سعد نے کہا۔ مجھ سے عبدالرحمٰن بن خالد نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابن سباق سے ان سے زید بن ثابت نے بیان کیا کہ ابوبکرؓ نے مجھ کو بلا بھیجا (میں گیا پھر سارا قصہ جو اوپر گذر چکا بیان کر کے انہوں نے کہا) میں نے قرآن کی جابجا تلاش شروع کی سورۂ توبہ کے اخیر کی یہ آیت لقدجاءکم رسول من انفسکم آخر سورۃ تک یعنی رب العرش العظیم تک کسی کے پاس نہ ملی ایک ابوخزیمہ کے پاس (لکھی ہوئی) ملی (گو یاد بہتوں کو تھی)[۱]

۱۰۸۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ بِهٰذَا وَقَالَ مَعَ اَبِيْ خُزَيْمَةَ الْاَنْصَارِيِّ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے یونس سے پھر یہ حدیث نقل کی اس میں یوں ہے۔ ابوخزیمہ انصاری کے پاس یہ آیت ملی۔

۱۰۸۶۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيْمُ الْحَلِيْمُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ۔

ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے انہوں نے سعید بن ابی عروبہ سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے ابوالعالیہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سختی اور مصیبت کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے لا الٰہ الا اللہ العلیم الحلیم[۲] - لا الٰہ الا اللہ رب العرش العظیم - لا الٰہ الا اللہ رب السمٰوٰت ورب الارض ورب العرش العظیم۔

بقیہ حواشی صفحہ سابقہ) جیسے آدمی سجدہ کرتا ہے۔ بلکہ سجدہ قہری اور حالی یعنی اطاعت اور امر خداوندی دوسرے روایت میں ہے کہ وہ عرش کے تلے سجدہ کرتا ہے۔ یہ بھی بالکل صحیح ہے معلوم ہوا پروردگار کا عرش بھی کرہ ہے اور سورج ہر طرف سے اس کے تلے واقع ہے۔ کیونکہ عرش عالم کے اوپر اور تمام عالم کو محیط ہے اب یہ اشکال رہے گا۔ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ حَتّٰى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ میں حتیٰ کے کیا معنے رہیں گے اس کا جواب یہ ہے کہ حتیٰ یہاں تعلیل کے لیے ہے یعنی وہ اس لیے چل رہا ہے۔ کہ وہ ہمیشہ عرش کے تلے سر بسجود اور مطیع امر خداوندی رہے ۱۲ منہ ؎ مشہور قرات لمستقر لہا ہے ۱۲ منہ

حواشی صفحہ ہذا) [۱] باب کی مناسبت یہ ہے کہ اس میں عرش عظیم کا ذکر ہے ۱۲ منہ [۲] بعض روایتوں میں العظیم الحلیم ہے ۱۲ منہ

۱۰۸۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰى اٰخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ وَقَالَ الْمَاجِشُوْنُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ بُعِثَ فَاِذَا مُوْسٰى اٰخِذٌ بِالْعَرْشِ -

بَاب ۵۳۵ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ -

وَقَوْلُهٗ جَلَّ ذِكْرُهٗ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَقَالَ اَبُوْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بَلَغَ اَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِاَخِيْهِ اعْلَمْ لِىْ عِلْمَ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِىْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ يَاْتِيْهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَآءِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُ الْكَلِمَ الطَّيِّبَ يُقَالُ ذِى الْمَعَارِجِ اَلْمَلٰٓئِكَةُ

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے عمرو بن یحییٰ سے انہوں نے اپنے والد (یحییٰ بن عمارہ) سے انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن لوگ بے ہوش ہو جائیں گے (پھر سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا) کیا دیکھوں گا موسیٰ پیغمبر عرش کا ایک پایہ پکڑے (کھڑے) ہیں اور عبدالعزیز ماجشون نے عبداللہ بن فضل سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں روایت کیا میں سب سے پہلے ہوش میں آؤں گا۔ کیا دیکھوں گا موسیٰ عرش تھامے ہوئے ہیں۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ معارج میں) فرمانا فرشتے اور روح اس پاک پروردگار تک ایک دن میں چڑھتے ہیں۔

اور سورۂ فاطر میں) فرمانا پاکیزہ کلمہ یعنی (لا الٰہ الا اللہ) اس پاک پروردگار تک چڑھ جاتا ہے[۱] ۔ اور ابوجمرہ (نصر بن عمران ضبعی) نے ابن عباسؓ سے روایت کی ابوذرؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کی خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے بھائی (انیس) سے کہا تم (جاؤ) اس پیغمبر کی خبر لاؤ جو کہتا ہے۔ مجھ پر آسمان سے خبر آتی ہے اور مجاہد نے کہا (اس کو فریابی نے وصل کیا) نیک عمل پاکیزہ کلمے کو اٹھا لیتا ہے (اللہ تک پہنچا دیتا ہے[۳]) بعضوں نے کہا ذوالمعارج سے یہی مراد ہے

[۱] اس باب میں امام بخاری نے اللہ جل جلالہ کے علو اور فوقیت کے اثبات کے دلائل بیان کئے ہیں۔ اہل حدیث کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ جہت فوق میں ہے اور اللہ کو اوپر سمجھنا بہ انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ جاہل سے جاہل شخص جب مصیبت کے وقت دعا کرتا ہے۔ تو منہ اوپر اٹھا کر فریاد کرتا ہے۔ مگر جہمیہ اور ان کے اتباع نے خلاف شریعت و برخلاف فطرت انسانی و فوقیت رحمانی کا انکار کیا ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ جہم نماز میں بھی بجائے سبحان ربی الاعلیٰ کی بجائے سبحان ربی الاسفل کہا کرتا لعنۃ اللہ علیہ ۱۲ منہ [۲] یعنے اللہ تعالیٰ کے پاس سے یہ حدیث اوپر موصولاً گذر چکی ہے ۱۲ منہ [۳] بیہقی نے ابن عباسؓ سے نکالا کہ پاکیزہ کلمہ سے ذکر الٰہی مراد ہے اور نیک عمل سے دین کے فرائض اور آیت کا مطلب ہے کہ جو شخص اللہ کے فرائض ادا کرے اس کا ذکر مقبول ہوگا۔ اللہ تک پہنچے گا۔ اور جو فرائض ادا نہ کرے اس کا ذکر واپس کر دیا جائے گا۔ پروردگار تک پہنچنے نہ پائے گا ۱۲ منہ

تَعْرُجُ إِلَى اللّٰهِ ۔

۱۰۸۸ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضـ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَصَلٰوةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ فَيَقُولُ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَقَالَ خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَصْعَدُ إِلَى اللّٰهِ إِلَّا الطَّيِّبُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهِ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ حَتّٰى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ وَرَوَاهُ وَرْقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَصْعَدُ إِلَى اللّٰهِ إِلَّا الطَّيِّبُ ۔

کہ وہ پاک پروردگار فرشتوں والا ہے ۔ جو اس کی طرف چڑھتے رہتے ہیں ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ابو زناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے فرشتے تمہارے پاس باری باری آتے رہتے ہیں کچھ رات کو کچھ دن کو اور فجر اور عصر کے وقت دن اور رات دونوں کے فرشتے اکٹھے ہو جاتے ہیں ۔ بعد اسکے جو فرشتے رات کو تمہارے پاس رہ چکے تھے وہ چڑھ جاتے ہیں ۔ پروردگار ان سے پوچھتا ہے ۔ حالانکہ وہ خوب جانتا ہے ۔ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا وہ کہتے ہیں جب ہم انکے پاس سے نکلے (یعنی فجر کے وقت) اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے ۔ اور جب ہم ان کے پاس پہنچے تھے (یعنی عصر کے وقت) اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے ۔ امام بخاری نے کہا خالد بن مخلد نے کہا[۱]۔ ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا ۔ کہا مجھ سے عبداللہ بن دینار نے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ جو شخص حلال کمائی میں سے ایک کھجور برابر خیرات نکالے اور اللہ کی طرف وہی خیرات چڑھتی ہے جو حلال کمائی میں سے ہو تو اللہ اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور اسکی پرورش اس طرح سے کرتا رہتا ہے جیسے تم میں کوئی اپنے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ خیرات (جو کھجور کے برابر تھی) پہاڑ برابر ہو جاتی ہے اس حدیث کو ورقاء بن عمر نے بھی عبداللہ بن دینار سے روایت کیا ۔ انہوں نے سعید بن یسار سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں بھی یہ فقرہ ہے کہ اللہ کی طرف وہی خیرات چڑھتی ہے جو حلال کمائی میں سے ہو[۲] ۔

---

[۱] جو امام بخاری کے شیخ ہیں ۔ اس کو ابوبکر جوزقی نے جمع بین الصحیحین میں وصل کیا ۱۲ منہ [۲] اس کو امام بیہقی نے وصل کیا امام بخاری کی غرض اس سند کے لانے کی یہ ہے کہ ورقاء اور سلیمان دونوں نے روایت میں اتنا اختلاف ہے کہ ورقاء اپنا شیخ الشیخ سعید بن یسار کو بیان کرتا ہے اور سلیمان (باقی برصفحہ آئندہ)

۱۰۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ بِهِنَّ عِنْدَ الْكَرْبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ۔

ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یزید بن زریع نے کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے ابوالعالیہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرب اور سختی کی حالت میں ان کلموں سے دعا کرتے تھے:۔ لا الٰہ الا اللہ العظیم الحلیم۔ لا الٰہ الا اللہ رب العرش العظیم۔ لا الٰہ الا اللہ رب السموٰت ورب العرش الکریم۔

۱۰۹۰۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نُعْمٍ اَوْ اَبِيْ نُعْمٍ شَكَّ قَبِيْصَةُ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ بُعِثَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذُهَيْبَةٍ فَقَسَمَهَا بَيْنَ اَرْبَعَةٍ وَحَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نُعْمٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ وَّهُوَ بِالْيَمَنِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذُهَيْبَةٍ فِيْ تُرْبَتِهَا فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْاَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِيْ مُجَاشِعٍ وَّبَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرِنِ الْفَزَارِيِّ وَبَيْنَ عَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِيْ كِلَابٍ وَّبَيْنَ زَيْدِ الْخَيْلِ الطَّائِيِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِيْ نَبْهَانَ فَتَغَضَّبَتْ قُرَيْشٌ وَالْاَنْصَارُ فَقَالُوْا يُعْطِيْهِ صَنَادِيْدَ اَهْلِ نَجْدٍ وَّيَدَعُنَا قَالَ اِنَّمَا اَتَاَلَّفُهُمْ فَاَقْبَلَ

ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے اپنے والد سعید بن مسروق سے انہوں نے عبدالرحمن بن ابی نعم سے یا ابونعم سے یہ شک قبیصہ راوی کو ہوئے۔ انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے انہوں نے کہا حضرت علیؓ نے جب وہ یمن میں تھے۔ آنحضرتؐ کے پاس سونے کا ایک ٹکڑا بھیجا۔ آپ نے کیا کیا وہ سونا چار شخصوں میں تقسیم کر دیا۔ دوسری سند اور مجھ سے اسحاق بن ابراہیم بن نصر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی اپنے باپ سے انہوں نے عبدالرحمن بن ابی نعم سے انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے انہوں نے کہا حضرت علی نے جب وہ یمن میں تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سونے کا ایک ٹکڑا بھیجا۔ آپ نے کیا کیا وہ سونا اقرع بن حابس حنظلی کو جو بنی مجاشع میں سے تھا اور عیینہ بن بدر فزاری اور علقمہ بن علاثہ عامری کو جو بنی کلاب میں سے تھا۔ اور زید خیل طائی کو جو بنی نبہان میں سے تھا۔ ان چار آدمیوں کو تقسیم کر دیا۔ یہ حال دیکھ کر قریش اور انصار کے لوگ غصے ہوئے اور کہنے لگے آنحضرتؐ کو کیا ہو گیا ہے۔ آپ نجد کے رئیسوں کو تو دیتے ہیں۔ مگر ہم کو نہیں دیتے[۵] آپ نے فرمایا میں نے یہ مال نجد والوں کو دیا ہے۔ تو ایک مصلحت کیلئے

(بقیہ حواشی صفحہ سابقہ) ابوصالح کو سب باقی باتوں سے اتفاق ہے ۱۲ منہ ۔ (حواشی صفحہ ہذا) ۵ے حالانکہ ہمارا حق کہیں زیادہ ہے۔ ۱۲ منہ

رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِيْنِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ مَحْلُوقُ الرَّاْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اتَّقِ اللّٰهَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ يُطِيعُ اللّٰهَ اِذَا عَصَيْتُهُ فَيَاْمَنُنِي عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَلَا تَاْمَنُوْنِي فَسَاَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ قَتْلَهُ اُرَاهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ فَمَنَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمًا يَّقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ ۔

لیے میں ان کا دل بہلاتا ہوں[1]۔ اتنے میں ایک شخص آن پہنچا عبداللہ ذوالخویصرہ جس کی آنکھیں اندر گھسی ہوئیں پیشانی اوراٹھی ہوئی ڈاڑھی بہت گھنی ہوئی گلے پھولے ہوئے سر گھٹا ہوا[2] دمردود کیا کہنے لگا محمدؐ خدا سے ڈرو۔ آپ نے فرمایا۔ اگر میں اللہ کا رسول ہو کر اس کی نافرمانی کروں گا تو پھر اس کی اطاعت کون کرے گا۔ وہ تو زمین والوں پر مجھ کو امین جانتا ہے (جب تو اس نے مجھ کو پیغمبر اور اپنا نائب بنا کر بھیجا) اور تم میرا اعتبار نہیں کرتے ایک شخص مسلمانوں میں سے (خالد بن ولید یا عمر بن خطاب)، کہنے لگے یارسول اللہ حکم ہو تو اس کی گردن اڑا دیں آپ نے اجازت نہ دی جب وہ پیٹھ موڑ کر چلا تو آپ نے فرمایا۔ (کمبخت) اس کی نسل سے کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے۔ جو قرآن کے حرف (لفظ) پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے[3] گا یہ لوگ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے۔ جیسے تیر شکاری جانور میں سے پار نکل جاتا ہے (اس میں کچھ لگا نہیں رہتا) یہ کمبخت کیا کریں گے مسلمانوں کو تو ماریں گے (کہیں گے تم کافر ہو گئے) اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ (ان پر جہاد نہیں کریں گے) اگر میں نے کہیں ان کا زمانہ پایا تو عاد کی قوم کی طرح ان کو نیست و نابود کر دوں گا[4]۔

۱۰۹۱۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهٖ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا قَالَ مُسْتَقَرُّهَا

ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا کہا ہم سے وکیع نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم تیمی سے انہوں نے اپنے والد (یزید بن شریک) سے انہوں نے ابوذر غفاریؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کو پوچھا والشمس تجری لمستقر لہا (جو سورۂ یٰسین میں ہے)، آپ نے فرمایا سورج کا مستقر

[1] تا کہ وہ اسلام پر قائم رہیں ابھی تو نو مسلم ہیں اور تم لوگ تو پرانے مسلمان ہو ۱۲ منہ [2] معاذ اللہ خدا اس حلیہ سے پناہ میں رکھے اکثر ایسا آدمی اُجڈ اور بے ایمان مکار ہوتا ہے ۱۲ منہ [3] کیونکہ سمجھ کر نہیں پڑھنے کے ان کے دل پر کچھ اثر نہ ہوگا ۱۲ منہ [4] یہ حدیث اوپر کئی بار گذر چکی ہے اس باب میں امام بخاری اس کو اس لیے لائے۔ کہ اس کے دوسرے طریق میں یوں ہے جو کتاب المغازی میں گذرا کہ میں اس پاک پروردگار کا امین ہوں جو آسمان میں یعنی آسمان کے اوپر عرش پر ہے۔ امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس طریق کی طرف اشارہ کیا ۱۲ منہ ::

تَحْتَ الْعَرْشِ -

بَابُ ۵۴۲ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ -

۱۰۹۲ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ وَّھُشَیْمٌ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ قَیْسٍ عَنْ جَرِیْرٍ قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ نَظَرَ اِلَی الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ قَالَ اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ کَمَا تَرَوْنَ ھٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِیْ رُؤْیَتِہٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰی صَلٰوۃٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَصَلٰوۃٍ قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَافْعَلُوْا -

۱۰۹۳ - حَدَّثَنَا یُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰی حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ یُوْسُفَ الْیَرْبُوْعِیُّ حَدَّثَنَا اَبُوْشِھَابٍ

عرش کے تلے ہے[۱]

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۃ قیامت) میں فرمانا کچھ منہ اس دن تروتازہ اور خوش وخرم ہوں گے اپنے پروردگار کو دیکھ رہے ہوں گے[۲]

ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا کہا ہم سے خالد طحان نے اور ہشیم نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے قیس بن ابی حازم سے انہوں نے جریر بن عبداللہ بجلی سے انہوں نے کہا ہم آنحضرتؐ کے پاس بیٹھے تھے۔ اتنے میں آپ نے چودھویں رات کے چاند کو دیکھا۔ فرمایا تم ضرور (یعنی مرنے کے بعد آخرت میں) اپنے پروردگار کو اس طرح (بے تکلف) دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو اس کے دیکھنے میں کوئی اڑچن یعنی کشمکش نہیں ہوگی[۳] اب اگر تم سے ہو سکے تو ایسا کرو کہ سورج نکلنے سے پہلے جو نماز پڑھی جاتی ہے یعنی فجر کی اسی طرح سورج ڈوبنے سے پہلے جو نماز پڑھی جاتی ہے (یعنی عصر کی) یہ دونوں نمازیں تم سے فوت نہ ہونے پائیں۔

ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عاصم بن یوسف یربوعی نے کہا ہم سے ابوشہاب نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے

---

[۱] ان کی سب حدیثوں سے امام بخاری نے علو اور فوقیت باری تعالیٰ کی اور اس کے لیے جہت فوق ثابت کی۔ جیسے اہل حدیث کا مذہب ہے، اور ابن عباسؓ کی روایت میں جو رب العرش ہے۔ اس سے بھی یہی مطلب نکالا۔ کیونکہ عرش تمام اجسام کے اوپر ہے اور رب العرش عرش کے اوپر ہوگا اور تعجب ہے ابن منیر سے کہ انہوں نے امام بخاری کے مشرب کے خلاف یہ کہا کہ اس باب سے ابطال جہت مقصود ہے اگر امام بخاری کی یہ غرض ہوتی تو وہ صعود اور عروج کی آیتیں اور علو کی حدیثیں اس باب میں کیوں لاتے معلوم نہیں کہ فلاسفہ کے چوزوں کا اثر ابن منیر اور ابن حجر اور ایسے علماء حدیث پر کیونکر پڑ گیا جو اثبات جہت کی دلیلوں سے الٹا مطلب سمجھتے ہیں۔ یعنی ابطال جہت ان ہذا الشیٔ عجاب ۱۲ منہ [۲] یہ تشبیہ رؤیت کی ہے ساتھ رؤیت کے جیسے چاند کی رؤیت ہر شخص کو بے دقت اور تکلیف کے میسر ہوتی ہے اسی طرح آخرت میں پروردگار کا دیدار بھی ہر مومن کو بے دقت اور تکلیف حاصل ہوگا۔ اب قسطلانی نے جو صعلوکی سے نقل کیا کہ اس کی رؤیت بلا جہت ہوگی تمام جہات میں کیونکہ وہ جہت سے پاک ہے۔ یہ عجیب کلام ہے جس پر کوئی دلیل نہیں ہے اور منشا ان خیالات کا وہی تقلید ہے فلاسفہ اور پچھلے متکلمین کی کیسے اللہ نے یا اس کے رسولؐ نے کہاں فرمایا ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ شانہ جہت یا جسمیت سے پاک اور منزہ ہے۔ یہ دل کی تراشی ہوئی باتیں ہیں ۱۲ منہ۔ [۳] اس باب میں امام بخاری نے دیدار الٰہی کا اثبات کیا جس کا جہمیہ اور معتزلہ اور روافض نے انکار کیا ہے ۱۲ منہ

عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا۔

۱۰۹۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا لَا تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ۔

۱۰۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّاسَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُضَارُّونَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَهَلْ تُضَارُّونَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُونَهَا سَحَابٌ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذٰلِكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُولُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ الشَّمْسَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ الْقَمَرَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيتَ الطَّوَاغِيتَ وَتَبْقٰى هٰذِهِ الْأُمَّةُ شَافِعُوهَا أَوْ مُنَافِقُوهَا شَكَّ

انہوں نے قیس بن ابی حازم سے انہوں نے جریر بن حازم سے انہوں نے جریر بن عبداللہ بجلی سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے پروردگار کو کھلم کھلا ضرور آنکھوں سے[1] دیکھو گے (حجاب اٹھ جائیگا)۔

ہم سے عبدہ بن عبداللہ نے بیان کیا ہم سے حسین بن علی جعفی نے انہوں نے زائدہ سے کہا ہم سے بیان بن بشر نے انہوں نے قیس بن ابی حازم سے کہا ہم سے جریر بن عبداللہ نے بیان کیا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چودھویں شب کو ہم پر برآمد ہوئے اور فرمایا تم اپنے پروردگار کو قیامت کے دن اپنی آنکھوں سے اس طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو۔ اس کے دیکھنے میں تم کو کوئی اڑچن (کشمکش) نہ ہوگی۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عطاء بن یزید لیثی سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم اپنے پروردگار کو قیامت کے دن دیکھیں گے۔ آپ نے فرمایا بتاؤ تم کو چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں کوئی تکلیف ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا جس وقت سورج صاف ہو ابر نہ ہو۔ اس کے دیکھنے میں تم کو کوئی اڑچن ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا بس اسی طرح تم اپنے پروردگار کو دیکھو گے ہوگا یہ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب لوگوں کو (مومن ہوں یا کافر مشرک) اکٹھا کرے گا اسکے بعد فرمائے گا۔ دیکھو دنیا میں جو جس کو پوجتا تھا۔ اس کے ساتھ ہو جائے۔ جو شخص سورج کو پوجتا تھا وہ سورج کے ساتھ ہو جائے جو شخص چاند کو پوجتا تھا وہ چاند کے پیچھے لگ جائے جو شخص بتوں شیطانوں کو پوجتا تھا۔ وہ ان کے ہمراہ ہو جائے (یہ سن کر ہر قوم اپنے معبود کے ساتھ چل دے گی) اور اس امت کے لوگ رہ جائیں گے۔ ان میں وہ لوگ بھی ہوں گے جو (بڑے

[1] بے تکلف بے مشقت بے ہجوم ۱۲ منہ

إِبْرَاهِيمُ فَيَأْتِيهِمُ اللَّهُ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ هَذَا مَكَانُنَا حَتَّى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَإِذَا جَاءَنَا رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَأْتِيهِمُ اللَّهُ فِي صُورَتِهِ الَّتِي يَعْرِفُونَ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ أَنْتَ رَبُّنَا فَيَتْبَعُونَهُ وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ فَأَكُونُ أَنَا وَأُمَّتِي أَوَّلَ مَنْ يُجِيزُهَا وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الرُّسُلُ وَدَعْوَى الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِي جَهَنَّمَ كَلَالِيبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ هَلْ رَأَيْتُمُ السَّعْدَانَ قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَإِنَّهَا

درجہ کے، شفاعت کرنے والے ہیں، یا یوں فرمایا جو دنیا میں منافق تھے[۱] خیر پھر اللہ تعالیٰ[۲] ان کے پاس آئے گا[۳]۔ اور فرمائے گا۔ میں تمہارا خدا ہوں وہ کہیں گے (اللہ کی پناہ) ہم تو اسی جگہ ٹھہرے رہیں گے جب تک ہمارا مالک تشریف لائے تشریف لاتے ہی ہم اس کو پہچان لیں گے پھر اللہ تعالیٰ اس صورت میں تجلی فرمائے گا (تشریف لائیگا) جس کو وہ پہچانتے ہوں اور فرمائے گا۔ میں تمہارا خدا ہوں وہ کہیں گے بیشک تو ہمارا خدا ہے اور اسکے ساتھ ہو جائیں گے[۴] اور صراط کا پل دوزخ کی پشت پر نصب کیا جائے گا۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں سب سے پہلے میں پار ہوں گا میری امت کے لوگ پار ہوں گے۔ اس وقت پیغمبروں کے سوا کوئی بات نہیں کر سکتے گا اور پیغمبر بھی یہی کہیں گے۔ یا اللہ بچائیو یا اللہ بچائیو[۵] ادھر دوزخ میں سعدان کے کانٹوں کی طرح آنکڑے رکھے ہوں گے (تم نے سعدان کا کانٹا دیکھا ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ جی ہاں دیکھا ہے۔ (اس کی نوک خم ہوتی ہے

[۱] لیکن بظاہر مسلمان گنے جاتے تھے۔ ابراہیم بن سعد کو شک ہے کونسا لفظ کہا ۱۲ منہ [۲] ایک اور صورت میں اس صورت کے سوا جس میں پہلے اس کو دیکھ چکے تھے ۱۲ منہ [۳] قسطلانی نے یہاں فلاسفہ اور پچھلے متکلمین کی تقلید کر کے آنے کی تاویل کی اور کہا اللہ تعالیٰ کے آنے سے اس کے کسی فرشتے کا آنا مراد ہے یا آنا وہ آنا ہے جس میں حرکت اور انتقال نہ ہو یہ بالکل فاسد تاویل ہے بھلا فرشتہ اگر آتا تو وہ یہ کیسے کہتا انا ربکم جیسے آگے مذکور ہے اور اللہ تعالیٰ پر حرکت اور ایک مکان سے دوسرے مکان میں جانا یہ کس دلیل کی رو سے منع ہے۔ اس کی مخلوق تو یہ قدرت رکھیں اور وہ نہ رکھے معاذ اللہ ان لوگوں کے دل میں شیطان کے اغواء سے کیسے کیسے وسوسے جم گئے ہیں۔ کیا ہمارا پروردگار معاذ اللہ مجبور یا اپاہج ہے۔ کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت نہیں کر سکتا۔ تو وہ ایسی جلد حرکت کر سکتا ہے کہ کوئی مخلوق اس قدر جلد حرکت نہیں کر سکتی اور دم بھر میں آسمان سے زمین زمین سے آسمان پر وہاں سے عرش پر جا سکتا ہے حالانکہ یہ ہزاروں برس کی راہ ہے۔ ارے لوگو غور کرو تم کو کیا خبط ہو گیا ہے تمہاری روح یا نگاہ تو دم بھر میں آسمان تک پہنچ سکتی ہے باوجودیکہ وہ پروردگار کی ادنیٰ مخلوق ہے اور خالق کریم کو اس کی قدرت نہ ہو وہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکتا ہو۔ یہ کیسی واہی بات ہے حافظ ابن[…] سے جو بڑے محدث ہیں کسی نے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ جب نزول فرماتا ہے اس وقت عرش اس سے خالی ہو جاتا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں خالی ہو جاتا ہے مطلب حافظ صاحب کا یہ تھا کہ نزول سے اس کا حقیقی معنے یعنی اترنا بلا تاویل سمجھو گے گو اللہ تعالیٰ کی قدرت ایسی عجیب ہے کہ وہ نزول بھی فرماتا ہے اور عرش پر بھی رہتا ہے یہ امر کہ ایک وقت میں دو جگہ نہیں رہ سکتی ان چیزوں میں محال ہے جو مخلوق کی طرح تمکن رکھتی ہیں خالق کریم کی شان بہت اعلیٰ اور ارفع ہے۔ وللہ المثل الاعلیٰ ۱۲ منہ [۴] سبحان اللہ کیا عمدہ وقت ہو گا جو لوگ اللہ کی محبت میں غرق ہیں ان کو نہ قیامت کا ڈر اور نہ وہاں کے اہوال کا نہ موت کا نہ موت کی سختیوں کا۔ وہ تو کہتے ہیں خدا کرے جلد مر جائیں ابھی قیامت آ جائے اپنے محبوب پروردگار کی قدم بوسی نصیب ہو عاشقاں را روز محشر باقیامت کار نیست۔ کار عاشق جز تماشائی رخ دلدار نیست ۱۲ منہ [۵] کہیں دوزخ میں نہ گر پڑیں۔ معاذ اللہ کیا سخت اور ہولناک وقت ہو گا ۱۲ منہ

۔۔۔

مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا قَدْرُ عِظَمِهَا إِلَّا اللّٰهُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمُ الْمُوبَقُ بَقِيَ بِعَمَلِهِ أَوِ الْمُوثَقُ بِعَمَلِهِ وَمِنْهُمُ الْمُخَرْدَلُ أَوِ الْمُجَازَى أَوْ نَحْوُهُ۔ ثُمَّ يَتَجَلَّى حَتَّى إِذَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ بِرَحْمَتِهِ مَنْ أَرَادَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ أَنْ يُخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مِمَّنْ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَرْحَمَهُ مِمَّنْ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَيَعْرِفُونَهُمْ فِي النَّارِ بِأَثَرِ السُّجُودِ تَأْكُلُ النَّارُ ابْنَ آدَمَ إِلَّا أَثَرَ السُّجُودِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُودِ فَيَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ قَدِ امْتُحِشُوا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيٰوةِ فَيَنْبُتُونَ تَحْتَهُ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَبْقَى رَجُلٌ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهِ عَلَى النَّارِ هُوَ آخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُولًا الْجَنَّةَ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ

آپ نے فرمایا بس اسی کانٹے کی طرح وہاں آنکڑے ہوں گے۔ مگر اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ آنکڑے کتنے بڑے بڑے ہوں گے۔ یہ آنکڑے لوگوں کو ان کے اعمال کے موافق اچک لیں گے (دوزخ میں گھسیٹ لیں گے) کوئی تو اپنے (بُرے) عمل کی وجہ سے بالکل ہی تباہ ہو جائے گا (جیسے کافر مشرک) کوئی چھل چھلا کر رہ جائیگا کسی کو تکلیف پہنچے گی (لیکن بچ جائے گا) یا کچھ ایسا ہی کلمہ فرمایا راوی کو شک ہے۔ خیر پھر اس کے بعد اللہ تعالےٰ ظاہر ہوگا۔ (دربار میں بیٹھے گا) جب لوگوں کا فیصلہ کر چکے گا۔ تو اپنی رحمت سے بعضے دوزخیوں کے لیے جن کو دوزخ سے نکالنا چاہئے گا فرشتوں کو یہ حکم دے گا۔ دیکھو جن لوگوں نے دنیا میں میرے ساتھ شرک نہیں کی تھی (بلکہ موحد تھے) ان کو دوزخ سے نکال لو یہ وہ لوگ ہوں گے۔ جن پر کلمہ گویوں یعنی لا الہ الا کہنے والوں میں سے اللہ تعالیٰ رحم کرنا چاہے گا۔ فرشتے دوزخ میں جا کر ان لوگوں کو سجدے کے نشانوں سے پہچان لیں گے۔ کیونکہ دوزخ کی آگ سارے بدن کو کھا لے گی۔ پر سجدے کے مقام یعنی پیشانی ناک ہتھیلیاں وغیرہ) سالم رہیں گی۔ اللہ تعالےٰ نے وہ دوزخ پر حرام کر دیئے ہیں۔ یہ لوگ کالے کوئلے کی طرح دوزخ سے نکلیں گے۔ پھر ان پر آب حیات چھڑکا جائے گا۔ تو اس پانی کے پڑتے ہی ایسے اُگ آئیں گے جیسے دانہ بہیا کے کوڑے کچرے میں (کس زور سے) اگتا ہے۔ آخر اللہ تعالےٰ سب بندوں کے فیصلے سے فراغت کرے گا لیکن ایک شخص رہ جائے گا اس کا منہ دوزخ کی طرف ہوگا۔ یہ شخص تمام دوزخیوں کا آخری شخص ہوگا جو بہشت میں جائیں گے۔ جو سب کے بعد بہشت میں جائیگا[۵]

[۵] حذیفہ کی حدیث میں ہے۔ یہ شخص بنی اسرائیل میں کا ایک کفن چور ہوگا۔ اور دار قطنی نے غرائب مالک میں نکالا۔ کہ وہ جہینہ کا ایک شخص ہوگا سہیلی نے کہا اس کا نام ہناد ہوگا ۱۲ منہ

فَإِنَّهُ قَدْ قَشَبَنِي رِيحُهَا وَأَحْرَقَنِي ذَكَاؤُهَا فَيَدْعُو اللَّهَ بِمَا شَاءَ أَنْ يَدْعُوَهُ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ هَلْ عَسَيْتَ إِنْ أُعْطِيتَ ذَلِكَ أَنْ تَسْأَلَنِي غَيْرَهُ فَيَقُولُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ وَيُعْطِي رَبَّهُ مِنْ عُهُودٍ وَمَوَاثِيقَ مَا شَاءَ فَيَصْرِفُ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ فَإِذَا أَقْبَلَ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَآهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ أَيْ رَبِّ قَدِّمْنِي إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ اللَّهُ أَلَسْتَ قَدْ أَعْطَيْتَ عُهُودَكَ وَمَوَاثِيقَكَ أَنْ لَا تَسْأَلَنِي غَيْرَ الَّذِي أُعْطِيتَ أَبَدًا وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ وَيَدْعُو اللَّهَ حَتَّى يَقُولَ هَلْ عَسَيْتَ إِنْ أُعْطِيتَ ذَلِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ فَيَقُولُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ وَيُعْطِي مَا شَاءَ مِنْ عُهُودٍ وَمَوَاثِيقَ فَيُقَدِّمُهُ

وہ عرض کرے گا پروردگار اتنا احسان کر میرا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے۔ اس کی بدبو نے میرا ناک میں دم کر دیا ہے اس کی لپٹ نے مجھ کو جلا ڈالا ہے اور جو دعائیں اللہ چاہے گا وہ کرتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا۔ اچھا خیر اگر میں تیری یہ درخواست قبول کر لوں تب تو دوسری اور درخواست کرے گا۔ (آدمی کی عادت میں یہ داخل ہے) وہ کہے گا نہیں تیری عزت کی قسم اب میں تجھ سے کوئی اور درخواست نہیں کرنے کا اور جیسے جیسے اللہ کو منظور ہوں گے ویسے مضبوط عہد و پیمان کرے گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ دوزخ کی طرف سے اس کا منہ پھیر کر بہشت کی طرف اس کا منہ کر دے گا جب وہ بہشت کو دیکھے گا۔ تو جب تک جتنی مدت تک) اللہ کو منظور ہے۔ خاموش رہے گا[1] پھر عرض کرے گا۔ پروردگار اتنا احسان کر مجھ کو بہشت کے دروازے پر ڈالدے[2]۔ پروردگار فرمائے گا۔ ارے تو نے کیا کیا عہد و پیمان (کیسے زور کے ساتھ کئے تھے کہ اب میں کبھی کوئی اور درخواست نہیں کرنے کا۔ ارے آدمزاد تو بھی کیا دغا باز ہے۔ وہ کہے گا بیشک پروردگار میں نے یہ قول قرار کیا تھا۔ پر اللہ سے دعا کرتا رہے گا[3] آخر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ اب میں تیری یہ درخواست بھی منظور کر لوں تب تو کوئی اور درخواست کرے گا[4]۔ وہ عرض کرے گا پروردگار نہیں تیری عزت کی قسم اب اور کوئی درخواست نہیں کرنے کا[5]۔ اور جیسے جیسے اللہ کو منظور ہیں۔ ویسے ویسے قول قرار بڑی سختی کے ساتھ

---

[1] اس کو شرم آئے گی کہ اتنا جلد اپنا اقرار کیسے توڑوں ۱۲ منہ [2] خیر بہشت میں نہیں گیا تو نہیں گیا۔ دروازے ہی پر پڑا رہوں گا یا اللہ صدقے تیرے کرم اور رحم کے ہم گنا ہوگاروں کے لیے تو یہی معراج ہے کہ بہشت کے دروازے ہی پر پڑے رہیں بہشتوں کی کفش برداری کیا کریں۔ تو اپنے فضل و کرم سے بچاوے ۱۲ منہ [3] صدقے اس کے رحم و کرم کے ہم کیا ہمارا قول و قرار کیا ۱۲ منہ [4] اب کے خطا ہوئی اب نہیں ہوگی ۱۲ منہ

إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا قَامَ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ انْفَهَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَرَأَى مَا فِيهَا مِنَ الْحَبْرَةِ وَالسُّرُورِ فَيَسْكُتُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ أَيْ رَبِّ أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُولُ اللَّهُ أَلَسْتَ قَدْ أَعْطَيْتَ عُهُودَكَ وَمَوَاثِيقَكَ أَنْ لَا تَسْأَلَ غَيْرَ مَا أُعْطِيتَ فَيَقُولُ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ لَا أَكُونَنَّ أَشْقَى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو حَتَّى يَضْحَكَ اللَّهُ مِنْهُ فَإِذَا ضَحِكَ مِنْهُ قَالَ لَهُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِذَا دَخَلَهَا قَالَ اللَّهُ لَهُ تَمَنَّهْ فَسَأَلَ رَبَّهُ وَتَمَنَّى حَتَّى إِنَّ اللَّهَ لَيُذَكِّرُهُ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا حَتَّى انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللَّهُ لَهُ ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ وَأَبُو سَعِيدٍ

کرے گا۔ اس وقت اللہ تعالےٰ اس کو بہشت کے دروازے پر پہنچا دے گا۔ جونہی بہشت کے دروازے پر کھڑا ہو گا۔ اور بہشت اس پر نمود ہو گی۔ تو وہاں کی آرائشیں چین لذتیں خوشیاں دیکھ کر جب تک اللہ کو منظور ہے خاموش رہے گا۔ (بہشتیوں کو دیکھ کر ترستا رہے گا) آخر نہ رہا جائے گا۔ کہہ اٹھے گا۔ پروردگار مجھ کو بہشت میں پہنچا دے۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا۔ واہ رے آدمی تو نے کیا کیا اقرار عہد و پیمان کئے تھے کہ اب کوئی اور درخواست نہیں کرنے کا۔ ارے تیری خرابی کیا دغا باز نکلا۔ وہ عرض کرے گا۔ بیشک (میں نے سب کچھ قول قرار کئے تھے) مگر کیا میں ہی ایک تیرے تمام (موحد) بندوں میں سے بدنصیب ہوں[1] پھر برابر دعا (اور گریہ زاری) کا تار باندھ دے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ اس پر ہنس دے گا[2] ہنستے ہی حکم صادر ہو گا (چل جا بہشت میں جا جب وہ بہشت میں جائے گا۔ تو پروردگار فرمائے گا۔ اب کچھ آرزوئیں تو کرو۔ وہ جو اس کے دل میں آئے گا مانگے گا۔ پروردگار اس کو یاد دلاتا جائے گا۔ یہ بھی تو مانگ یہ بھی تو مانگ[3] یہاں تک کہ اس کی سب آرزوئیں ختم ہو جائیں گی اس وقت پروردگار فرمائے گا یہ سب تجھ کو دیا اور اتنا ہی اور عطاء بن یزید راوی کہتے ہیں۔ ابو ہریرہ رضؓ

[1] سب کو بہشت ملے چین اڑائیں۔ میں ترستا رہوں ۱۲ منہ [2] سبحان اللہ زہے قسمت اس شخص کی کہ مالک اس کو دیکھ کر ہنس دے گا۔ جب پروردگار ہنس دیا تو پھر کیا ہے ساری نعمتیں مارلیں قسطلانی وغیرہ نے اپنی عادت کے موافق ان بیانیہ کی تاویل کی ہے کہ ہنسنے سے اس کا لازم رضامندی مراد ہے۔ میں کہتا ہوں یہ تاویل فاسد ہے ہنسنا پروردگار کی ایک علیحدہ صفت ہے۔ رضامندی دوسری چیز ہے۔ افسوس ان لوگوں نے اتنا نہ سوچا۔ کہ اگر ہنسنے سے رضامندی مراد ہو تو رضامندی سے بھی ہنسنا مراد ہو سکتا ہے۔ پھر جہاں اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ وہاں اگر کوئی یہ معنے کرے۔ کہ اللہ ان سے ہنستا رہے گا۔ اور وہ اللہ سے ہنستے رہیں گے۔ تو کیا کہو گے اس کو منظور نہ کرو گے۔ پس معلوم ہوا کہ رضا اور ایک صفت ہے اس کا استعمال اپنے موقع پر ہوا ہے۔ اور ہنسنا ایک دوسری صفت ہے۔ اس کا استعمال اپنے موقع پر ہوا ہے۔ ایک کو دوسرے پر لے جانا نری نادانی اور نافہمی ہے۔ افسوس یہ لوگ سننے اور دیکھنے کی تو اس کے لازم یعنی علم کے ساتھ تعبیر نہیں کرتے۔ اور کہتے ہیں سمع اور بصر علم کے سوا علیحدہ صفتیں ہیں۔ اور ضحک کی تاویل کرتے ہیں۔ اس کا لازمی معنے رضا مراد لیتے ہیں۔ اور لغت اور عقل سلیم دونوں کا خلاف کرتے ہیں۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

الْخُدْرِيُّ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيثِهِ شَيْئًا حَتَّى إِذَا حَدَّثَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ مَعَهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا حَفِظْتُ إِلَّا قَوْلَهُ ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ أَشْهَدُ أَنِّي حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهُ ذَلِكَ لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَذَلِكَ الرَّجُلُ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ ۔

۹۶۱ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ هَلْ تُضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ إِذَا كَانَتْ صَحْوًا قُلْنَا لَا قَالَ فَإِنَّكُمْ لَا تُضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ يَوْمَئِذٍ إِلَّا كَمَا تُضَارُونَ فِي رُؤْيَتِهِمَا ثُمَّ قَالَ يُنَادِي مُنَادٍ لِيَذْهَبْ كُلُّ قَوْمٍ إِلَى مَا كَانُوا يَعْبُدُونَ فَيَذْهَبُ أَصْحَابُ الصَّلِيبِ مَعَ صَلِيبِهِمْ وَأَصْحَابُ الْأَوْثَانِ مَعَ أَوْثَانِهِمْ وَ

نے جب یہ حدیث بیان کی تو ابو سعید خدری صحابیؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ چپ چاپ سنتے رہے۔ ابو ہریرہؓ کی کسی بات پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ جب ابو ہریرہؓ نے یہ آخیر کا فقرہ بیان کیا۔ پروردگار فرمائے گا۔ یہ سب تجھ کو دیا۔ اور اتنا ہی اور تو ابو سعیدؓ کہنے لگے ابو ہریرہؓ اور اس کا دس گنا۔ ابو ہریرہؓ نے کہا میں نے تو یہی آپ کا قول یاد رکھا ہے۔ یہ سب تجھ کو دیا اور اتنا اور ابو سعیدؓ نے کہا میں یہ گواہی دیتا ہوں۔ کہ میں نے آنحضرتؐ سے اس حدیث کو یوں یاد رکھا ہے۔ یہ سب تجھ کو دیا اور اس کا دس گنا اور خیر ابو ہریرہؓ نے کہا یہ شخص وہ ہوگا۔ جو سب بہشتیوں کے بعد بہشت میں جائے گا۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے خالد بن یزید سے انہوں نے سعید بن ابی ہلال سے انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابو سعید خدری سے انہوں نے کہا ہم لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا ہم قیامت کے دن اپنے مالک کو دیکھیں گے آپ نے فرمایا بھلا جب آسمان صاف ہو۔ تو تم کو چاند سورج کے دیکھنے میں کوئی تکلیف ہوتی ہے۔ ہم نے کہا نہیں آپ نے فرمایا۔ بس اسی طرح تم کو قیامت کے دن اپنے پروردگار کے دیدار میں بھی کوئی تکلیف نہیں ہونے کی۔ اتنی ہی تکلیف ہوگی جتنی چاند سورج کے دیکھنے میں ہوتی ہے۔ اس کے بعد یوں فرمایا قیامت کے دن ایک منادی ہوگی۔ دیکھو ہر گروہ اپنے اس معبود کی طرف جائے۔ جس کو وہ دنیا میں پوجا کرتا تھا اس منادی ہونے پر زسول (صلیب) پوجنے والے نصاری صلیب

(بقیہ حواشی صفحہ سابقہ) اربل ہذا الا لحکم ۱۲ منہ ۵۳ یعنی بہشت کے لوازم سامان عیش و عشرت تو مانگ ۱۲ منہ ۵۴ سبحان اللہ تو وہ داتا ہے کہ سیری نہیں دیتے سے تجھے لذت جود سے پھر مانگ سکھایا مجھ کو ۱۲ منہ ؎

أَصْحَابُ كُلِّ آلِهَةٍ مَعَ آلِهَتِهِمْ
حَتَّى يَبْقَى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ
اللَّهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ وَغُبَّرَاتٌ
مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ ثُمَّ يُؤْتَى
بِجَهَنَّمَ تُعْرَضُ كَأَنَّهَا سَرَابٌ
فَيُقَالُ لِلْيَهُودِ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ
قَالُوا كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللَّهِ فَيُقَالُ
كَذَبْتُمْ لَمْ يَكُنْ لِلَّهِ صَاحِبَةٌ وَلَا
وَلَدٌ فَمَا تُرِيدُونَ قَالُوا نُرِيدُ
أَنْ تَسْقِيَنَا فَيُقَالُ اشْرَبُوا فَيَتَسَاقَطُونَ
فِي جَهَنَّمَ ثُمَّ يُقَالُ لِلنَّصَارَى مَا
كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ فَيَقُولُونَ كُنَّا
نَعْبُدُ الْمَسِيحَ ابْنَ اللَّهِ فَيُقَالُ
كَذَبْتُمْ لَمْ يَكُنْ لِلَّهِ صَاحِبَةٌ
وَلَا وَلَدٌ فَمَا تُرِيدُونَ فَيَقُولُونَ
نُرِيدُ أَنْ تَسْقِيَنَا فَيُقَالُ اشْرَبُوا
فَيَتَسَاقَطُونَ حَتَّى يَبْقَى مَنْ
كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ
فَاجِرٍ فَيُقَالُ لَهُمْ مَا يَحْبِسُكُمْ
وَقَدْ ذَهَبَ النَّاسُ فَيَقُولُونَ
فَارَقْنَاهُمْ وَنَحْنُ أَحْوَجُ مِنَّا
إِلَيْهِ الْيَوْمَ وَإِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا
يُنَادِي لِيَلْحَقْ كُلُّ قَوْمٍ بِمَا

کے ساتھ اور پوجنے والے اپنے بتوں کے ساتھ اور ہر ایک معبود
والے اپنے اپنے معبودوں کے ساتھ ہو جائیں گے[1] صرف
وہ لوگ رہ جائیں گے جو (دنیا میں) خدا پرست تھے خواہ نیک
ہوں یا گناہگار اور کچھ بچے ہوئے یہود اور نصاریٰ اس
کے بعد دوزخ کو سامنے لائیں گے۔ وہ اس چمکتی ریتی کی طرح
معلوم ہوگی۔ جو دور سے پانی معلوم ہوتی ہے۔ اب یہودیوں
سے پوچھا جائے گا۔ تم دنیا میں کس کو پوجتے تھے۔ وہ کہیں گے
حضرت عزیر کو جو خدا کے فرزند تھے۔ ان کو جواب ملے گا تم جھوٹے
ہو۔ اللہ کی تو نہ کوئی جورو ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے۔ خیر اب
تم چاہتے کیا ہو کہو۔ وہ کہیں گے ہم کو پانی پلواؤ حکم ہوگا جاؤ (اسی
چمکتی ریتی کی طرف جو دور سے پانی معلوم ہوتی ہے چلیں گے) دوزخ
میں جاکر گر پڑیں گے۔ اب نصاریٰ سے پوچھا جائیگا کہو تم دنیا میں
کس کی پرستش کرتے تھے۔ وہ کہیں گے خداوند یسوع مسیح کی جو
اللہ کے فرزند تھے جواب ملے گا تم جھوٹے ہو اللہ کی تو نہ کوئی
جورو ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد (بیٹا بیٹی) ہے اب تم کیا
چاہتے ہو کہو وہ کہیں گے ہم کو پانی پلواؤ حکم ہوگا۔ اچھا اس ریتی
کی طرف جاؤ (پیو) جاتے ہی) دوزخ میں گر پڑیں گے اب وہی لوگ
رہ جائیں گے جو خالص اللہ کے پوجنے والے تھے۔ ان میں اچھے
برے سب طرح کے لوگ ہوں گے۔ ان سے کہا جائے گا تم لوگ
یہاں کیوں ٹھہرے ہوئے ہو اور لوگ تو سب چل دیئے۔ وہ
کہیں گے (چل دیئے تو اچھا ہوا) ہم دنیا میں ان سے الگ رہے
جہاں ان کے زیادہ محتاج تھے[2] بات یہ ہے کہ ہم نے ایک
منادی سنی۔ ہر گروہ اس معبود سے مل جائے۔ جس کو وہ دنیا میں

[1] جیسے قبر پوجنے والے قبروں کے ساتھ شدے تعزیے جھنڈے علم پوجنے والے ان کے ساتھ ۱۲ منہ [2] تو آج ہم کو ان کے ساتھ رہنے کی کیا ضرورت ہے ۱۲ منہ ::

كَانُوا يَعْبُدُونَ وَإِنَّمَا نَنْتَظِرُ رَبَّنَا قَالَ فَيَأْتِيهِمُ الْجَبَّارُ فِي صُورَةٍ غَيْرِ صُورَتِهِ الَّتِي رَأَوْهُ فِيهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ أَنْتَ رَبُّنَا فَلَا يُكَلِّمُهُ إِلَّا الْأَنْبِيَاءُ فَيَقُولُ هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ آيَةٌ تَعْرِفُونَهُ فَيَقُولُونَ السَّاقُ فَيَكْشِفُ عَنْ سَاقِهِ فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَيَبْقَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلَّهِ رِيَاءً وَسُمْعَةً فَيَذْهَبُ كَيْمَا يَسْجُدَ فَيَعُودُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا ثُمَّ يُؤْتَى بِالْجَسْرِ فَيُجْعَلُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْجَسْرُ قَالَ مَدْحَضَةٌ مَزِلَّةٌ عَلَيْهِ خَطَاطِيفُ وَكَلَالِيبُ وَحَسَكَةٌ مُفَلْطَحَةٌ لَهَا شَوْكَةٌ عُقَيْفَاءُ تَكُونُ بِنَجْدٍ يُقَالُ لَهَا السَّعْدَانُ الْمُؤْمِنُ عَلَيْهَا كَالطَّرْفِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيحِ وَكَأَجَاوِيدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ

پوجا کرتا تھا[1]۔ اسی انتظار میں کھڑے ہیں۔ وہ آئے تو اس کے ساتھ چلے جائیں گے)، اس کے بعد کیا ہوگا۔ پروردگار اس صورت کے سوا جس صورت میں یہ لوگ اس کو پہلے دیکھ چکے ہوں گے۔ ایک دوسری صورت میں نمودار ہوگا۔ اور فرمائے گا (ادھر آؤ) میں تمہارا معبود ہوں (جب اس کو پہچان لیں گے)، تو کہیں گے۔ بیشک تو ہمارا معبود ہے۔ اس سے کوئی بات نہ کر سکے گا۔ صرف پیغمبر بات کریں گے۔ وہ ارشاد فرمائے گا تم اپنے معبود کو کس نشانی سے پہچانتے ہو۔ عرض کریں گے ساق (یعنی پنڈلی) کی نشانی سے[2]۔ پھر پروردگار اپنی پنڈلی کھولے گا۔ اور ہر مومن اس کو دیکھ کر سجدے میں گر پڑے گا[3]۔ اور جو شخص دنیا میں ریاء (دکھلاوے) کے لیے اور لوگوں کو سنانے کے لیے سجدہ کرتا تھا (اس کے دل میں ایمان نہ تھا) وہ بھی سجدہ کرنا چاہے گا لیکن اس کی پیٹھ کی ہڈیاں جڑ کر ایک تختہ ہو جائیں گی۔ (وہ سجدہ نہ کر سکے گا) اس کے بعد پل صراط کو لائیں گے۔ اور دوزخ کی پشت پر رکھیں گے[4]۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ یہ پل صراط کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ایک پھسلوان گرنے کا مقام ہے۔ اس پر سنسیاں ہیں۔ آنکڑے ہیں چوڑے چوڑے کانٹے ہیں۔ ان کا سر خم دار سعدان کے کانٹوں کی طرح جو نجد کے ملک میں ہوتے ہیں۔ مسلمان اس پر سے پلک مارنے کی طرح اور بجلی کی طرح اور آندھی کی طرح اور تیز گھوڑوں کی طرح سانڈنیوں کی طرح

---

[1] ہم دنیا میں ایک اکیلے پروردگار کو پوجا کرتے تھے۔ شرک سے بیزار تھے ۱۲ [2] حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعے سے اپنے بندوں کو بشارت دی ہے کہ اس دن پروردگار اپنی نورانی پنڈلی کھولے گا۔ تو بندے یہی عرض کریں گے کہ ہمارے پروردگار کی نشانی پنڈلی کھولنا ہے۔ بعضوں نے پنڈلی سے ایک عظیم الشان نور مراد لیا ہے۔ لیکن یہ تاویل ہے۔ اور اہل حدیث کا محقق مذہب وہی ہے کہ جیسے ید اور وجہ اور عین وغیرہ سے معانی ظاہرہ مراد ہے۔ ویسے ہی ساق سے بھی ظاہری معنے پنڈلی مراد ہے۔ بلا تشبیہ اور تمثیل کے اور اس کی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے ۱۲ منہ [3] سبحان اللہ کیا خوشی ہوگی جب اپنے مالک کے قدم دیکھیں گے ۱۲ منہ [4] اس پل صراط کا ذکر ژند وستا میں بھی ہے۔ یعنی پارسیوں کی کتاب میں اس کا نام چنیود پل لکھا ہے ۱۲ منہ ؎

فَنَاجٍ مُّسَلَّمٌ وَّنَاجٍ مَخْدُوشٌ وَ
مَكْدُوسٌ فِي نَارِ جَهَنَّمَ حَتَّى
يَمُرَّ اٰخِرُهُمْ يُسْحَبُ سَحْبًا فَمَا
اَنْتُمْ بِاَشَدَّ لِي مُنَاشَدَةً فِي الْحَقِّ
قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِ يَوْمَئِذٍ
لِّلْجَبَّارِ وَاِذَا رَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ نَجَوْا
فِيْ اِخْوَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِخْوَانُنَا
كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَنَا وَيَصُوْمُوْنَ مَعَنَا
وَيَعْمَلُوْنَ مَعَنَا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى
اذْهَبُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ فِيْ قَلْبِهٖ
مِثْقَالَ دِيْنَارٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجُوْهُ
وَيُحَرِّمُ اللّٰهُ صُوَرَهُمْ عَلَى النَّارِ
فَيَاْتُوْنَهُمْ وَبَعْضُهُمْ قَدْ غَابَ
فِي النَّارِ اِلٰى قَدَمِهٖ وَاِلٰى اَنْصَافِ
سَاقَيْهِ فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا
ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ فَيَقُوْلُ اذْهَبُوْا
فَمَنْ وَجَدْتُّمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ
نِصْفِ دِيْنَارٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ
مَنْ عَرَفُوْا ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ فَيَقُوْلُ
اذْهَبُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ فِيْ قَلْبِهٖ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ
فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا
قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ فَاِنْ لَّمْ تُصَدِّقُوْنِيْ

گذر جائیں گے[۱]۔ بعضے تو صحیح سلامت وہاں سے بچ کر نکل جائیں گے بعضے کچھ زخمی ہو کر جھل جھلا کر بعضے دوزخ میں گر پڑیں گے۔ اخیر شخص جو پل صراط سے پار ہوگا۔ اس کو کھینچ کھینچ کر پار کریں گے تم لوگ آج کے دن اپنا حق کھلے بند جتنا تقاضا اور مطالبہ مجھ سے کرتے ہو۔ اس سے زیادہ مسلمان لوگ اللہ سے تقاضے اور مطالبہ کریں گے۔ یعنی جب خود نجات پا جائیں گے۔ تو اپنے بھائی مسلمانوں کو دوزخ سے نجات دلانے کے لیے بار بار پروردگار سے عرض کریں گے کہیں گے پروردگار یہ لوگ ہمارے مسلمان بھائی تھے۔ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ روزے رکھتے تھے دوسرے نیک اعمال کیا کرتے تھے۔ ان کو بھی دوزخ سے نجات عطا فرما، پروردگار فرمائیگا اچھا جاؤ جس شخص کے دل میں ایک اشرفی برابر ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو اللہ تعالیٰ ان گنہگار مسلمانوں کے منہ دوزخ پر حرام کر دیگا۔ جب یہ نیک مسلمان ان کو نکالنے وہاں آئیں گے تو دیکھیں گے بعضے تو پاؤں تک آگ میں ڈوبے ہوں گے۔ بعضے آدھی پنڈلیوں تک خیر جن جن لوگوں کو یہ نیک مسلمان پہچانیں گے ان کو نکال لیں گے پھر دوبارہ پروردگار کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض معروض کریں گے، حکم ہوگا اچھا جاؤ جس کے دل میں آدھی اشرفی برابر ایمان ہو اس کو بھی نکال لو وہ ایسے لوگوں کو بھی نکال لیں گے پھر لوٹ کر پروردگار پاس حاضر ہوں گے عرض معروض کریں گے حکم ہوگا اچھا جاؤ جس کے دل میں چیونٹی برابر بھی ایمان دیکھو۔ اس کو بھی نکال لو۔ وہ آن کر جن جن کو پہچانیگے نکال لیں گے ابو سعید خدریؓ نے کہا اگر تم مجھ کو

---

[۱] یعنی درجہ بدرجہ جو اعلیٰ درجہ کے ہیں۔ وہ اس قدر جلد پار ہو جائیں گے جیسے آنکھ کی جھپک یا بجلی کی چمک پھر ان سے اتر کر آندھی کی طرح پھر ان سے اتر کر گھوڑوں کی طرح پھر ان سے اتر کر تیز اونٹوں کی طرح ۱۲ منہ۔

فَاقْرَءُوْا إِنَّ اللهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا فَيَشْفَعُ النَّبِيُّوْنَ وَالْمَلَائِكَةُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ فَيَقُوْلُ الْجَبَّارُ بَقِيَتْ شَفَاعَتِيْ فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ أَقْوَامًا قَدِ امْتُحِشُوْا فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهَرٍ بِأَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُوْنَ فِيْ حَافَتَيْهِ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ قَدْ رَأَيْتُمُوْهَا إِلَى جَانِبِ الصَّخْرَةِ إِلَى جَانِبِ الشَّجَرَةِ فَمَا كَانَ إِلَى الشَّمْسِ مِنْهَا كَانَ أَخْضَرَ وَمَا كَانَ مِنْهَا إِلَى الظِّلِّ كَانَ أَبْيَضَ فَيَخْرُجُوْنَ كَأَنَّهُمُ اللُّؤْلُؤُ فَيُجْعَلُ فِيْ رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِيْمُ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ الرَّحْمٰنِ أَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ فَيُقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلُهُ مَعَهُ

۱۰۹۷- وَقَالَ حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ

مجھ کو سچا نہیں سمجھتے۔ تو قرآن کی یہ آیت (جو سورۃ نساء میں ہے) پڑھو۔ اللہ تعالیٰ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرنے کا۔ بلکہ اگر کوئی نیکی ہو تو اس کو دونا کر دے گا۔ غرض پیغمبر اور فرشتے اور (نیک) مسلمان سب (اپنے اپنے درجہ اور محل پر) شفاعت کریں گے[۵۱] پروردگار فرمائے گا۔ اب خاص میری شفاعت باقی رہی اور دوزخ میں سے ایک مٹھی نکال لے گا۔ یہ لوگ جل کر کوئلہ ہو رہے ہوں گے لیکن بہشت کے سرے پر جو آب حیات کی نہر ہے اس میں ڈال دیئے جائیں گے۔ اس نہر کے دونوں کناروں پر ایسے ابھریں گے جیسے بہا کے کچرے کوڑے میں دانہ (خوب زور سے) ابھرتا ہے۔ تم نے دیکھا ہوگا یہ دانہ کبھی پتھر کے نزدیک اگتا ہے کبھی درخت کے نزدیک پھر جس پر دھوپ پڑتی ہے وہ تو سبز رہتا ہے اور جو سایہ میں ابھرتا ہے وہ سفید رہتا ہے۔ غرض یہ لوگ اس نہر میں سے جب نکلیں گے تو موتی کی طرح چمکتے ان کی گردنوں پر مہر کر دی جائے گی۔ (کہ یہ اللہ کے آزاد کئے ہوئے غلام ہیں) پھر وہ بہشت میں جائیں گے تو بہشتی کہیں گے یہ لوگ اللہ کے آزاد کئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے نہ کوئی عمل کیا نہ کوئی ثواب کا کام کر کے آگے بھیجا[۵۲]۔ اب ان لوگوں سے ارشاد ہوگا تم نے جو نعمتیں (بہشت میں) دیکھیں وہ سب کو اور اتنی ہی اور لو[۵۳]

اور حجاج بن منہال نے کہا (جو امام بخاری کے

[۵۱] جب سب کی شفاعت ختم ہو چکے گی ۱۲ منہ [۵۲] بلکہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ان کو آزاد کر دیا ۱۲ منہ [۵۳] اس میں اختلاف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو لوگ اپنی خاص مٹھی سے نکالے گا۔ یہ کون لوگ ہوں گے۔ بعضوں نے کہا جنہوں نے توحید اور رسالت کو مانا ہو لیکن بالکل اعمال خیر نہ کئے ہوں۔ بعضوں نے کہا مراد وہ کفار ہیں۔ جو موحد رہے ہیں۔ لیکن انہوں نے کسی پیغمبر کو نہیں مانا لیکن یہ قول ضعیف ہے۔ کیونکہ دوسری بہت سی آیتوں اور حدیثوں سے کافروں کا دوزخ میں ابدالآباد رہنا نکلتا ہے۔ قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ اس امت کے گنہگار لوگ دوزخ میں جائیں گے پھر شفاعت سے نکالے جائیں گے اور صحیح مذہب یہی ہے اور اس پر بہت سے نصوص دلالت کرتے ہیں۔ بعضوں نے اس کا انکار کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ اس امت کے گنہگار لوگ جو مومن ہوں گے وہ دوزخ میں نہیں جانے کے لیکن یہ قول غلط ہے البتہ یہ صحیح ہے کہ ان گنہگار مسلمانوں کا عذاب کافروں اور مشرکوں کی طرح کا نہیں ہوگا۔ ان کا سارا بدن نہیں جلنے کا۔ نہ آگ میں غرق ہوں گے (باقی بر صفحہ آئندہ)

حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْبَسُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُهِمُّوا بِذٰلِكَ فَيَقُولُونَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا فَيُرِيحُنَا مِنْ مَكَانِنَا فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ أَنْتَ آدَمُ أَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ وَأَسْكَنَكَ جَنَّتَهُ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ لِتَشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا قَالَ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ قَالَ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ أَكْلَهُ مِنَ الشَّجَرَةِ وَقَدْ نُهِيَ عَنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوا نُوحًا أَوَّلَ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ سُؤَالَهُ رَبَّهُ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلٰكِنِ ائْتُوا إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَ الرَّحْمٰنِ قَالَ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ إِنِّي لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ثَلَاثَ كَلِمَاتٍ كَذَبَهُنَّ وَلٰكِنِ ائْتُوا مُوسَى عَبْدًا آتَاهُ اللّٰهُ

شیخ ہیں) ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے قتادہ بن دعامہ نے انہوں نے انس بن مالک سے کہ آنحضرت ؐ نے فرمایا۔ قیامت کے دن ایماندار لوگ (گرم میدان میں) رُک کے رُک کے ملول ہو جائیں گے۔ آخر (صلاح کر کے) کہیں گے۔ چلو بھائی اپنے مالک کے پاس کسی کی سفارش تو بھی کرائیں تاکہ اس تکلیف سے نجات پائیں آخر سب مل کر آدم پیغمبرؑ کے پاس آئیں گے۔ ان سے کہیں گے آپ آدم ہیں سب لوگوں کے باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا پتلہ خاص اپنے ہاتھ سے بنایا آپ کو بہشت میں بسایا۔ اپنے فرشتوں سے آپ کو سجدہ کروایا ہر چیز کا نام آپ کو بتلایا۔ (ہر زبان میں بات کرنا سکھلایا) اب ہماری پروردگار کے پاس کچھ سفارش کیجئے۔ ہم اس تکلیف سے نجات پائیں (دھوپ میں جل رہے ہیں پسینے میں غرق ہیں) وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنے گناہ کو یاد کریں گے جو انہوں نے اس درخت میں سے کھالیا تھا جس کا کھانا اللہ تعالے نے منع فرمایا تھا۔ مگر تم ایسا کرو نوحؑ پیغمبر کے پاس جاؤ وہ پہلے پیغمبر ہیں جن کو (نئی شریعت کے ساتھ) اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف بھجوایا تھا۔ آخر یہ لوگ حضرت نوحؑ کے پاس آئیں گے (ان سے عرض کریں گے) وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اپنا گناہ یاد کریں گے۔ جو انہوں نے ناوانستہ اپنے بیٹے (کنعان) کے مقدمہ میں معروضہ کیا تھا۔ مگر تم ایسا کرو ابراہیمؑ پیغمبر کے پاس جاؤ وہ اللہ کے خلیل ہیں پھر سب لوگ ابراہیمؑ کے پاس آئیں گے وہ بھی یہی کہیں گے۔ میں اس لائق نہیں ہوں اور اپنے تین جھوٹ جو انہوں نے دنیا میں بولے تھے۔ ان کو یاد کریں گے۔ مگر تم ایسا کرو موسیٰؑ پیغمبر کے پاس جاؤ وہ (ایسے شان) والے بندے ہیں۔

(بقیہ حواشی صفحہ سابقہ) بلکہ اعضائے سجود اور منہ وغیرہ محفوظ رہیں گے اور دوزخ میں جاتے ہی بے ہوش ہو جائیں گے یعنی مر جائیں گے ابو سعیدؓ کی حدیث میں اس کی صراحت ہے تو ان کا عذاب یہی ہوگا کہ ان کے بدن تنکے کچھ حصے جلیں گے اور بہشت میں فوراً داخل ہونے سے رُکے رہیں گے جیسے زیر دنیا قیدی ہوتے ہیں۔ برخلاف کفار کے ان کے موت نہ ہوگی تاکہ خوب عذاب کی تکلیف چکھیں ۱۲ منہ

التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهُ وَقَرَّبَهُ نَجِيًّا قَالَ فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُ إِنِّي لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ قَتْلَهُ النَّفْسَ وَلَكِنِ ائْتُوا عِيسَى عَبْدَ اللَّهِ وَرَسُولَهُ وَرُوحَ اللَّهِ وَكَلِمَتَهُ قَالَ فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلَكِنِ ائْتُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَأْتُونِي فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فِي دَارِهِ فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدَعَنِي فَيَقُولُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَ قَالَ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأُثْنِي عَلَى رَبِّي بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأُدْخِلُهُمْ

جن کو اللہ تعالیٰ نے توراۃ عنایت فرمائی۔ ان سے بات کی نزدیک کرکے ان سے سرگوشی کی۔ یہ سن کر سب لوگ موسیٰؑ کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنا وہ گناہ یاد کریں گے جو ایک قبطی کا خون ان کے ہاتھ سے ہوگیا تھا۔ مگر تم ایسا کرو عیسیٰؑ پیغمبر کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کے بندے اس کے رسول اس کے روح خاص اس کے کلمہ خاص ہیں۔ یہ سنکر سب لوگ عیسیٰؑ کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں۔ تم ایسا کرو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ وہ ایسے شان والے بندے ہیں جنکے اگلے پچھلے گناہ سب اللہ تعالیٰ نے بخشدیئے ہیں۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں۔ یہ سنکر سب لوگ میرے پاس آئیں گے[1]۔ میں پروردگار کے درِ دولت (یعنی عرش معلّیٰ[2]) جاکر اذن چاہوں گا۔ مجھ کو اذن ملے گا میں پروردگار کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑوں گا۔ پروردگار جب تک اس کو منظور ہوگا۔ مجھ کو سجدے میں پڑا رہنے دیگا۔ اس کے بعد فرمائے گا محمدؐ اپنا سر اٹھا کہہ تیرا کہنا ہم سنیں گے سفارش کریگا تو ہم مانیگے مانگے گا تو ہم دیں گے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اس ارشاد پر میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے پروردگار کی وہ وہ تعریف اور ثنا کرونگا جو اس وقت مجھکو سکھلائے گا پھر سفارش شروع کردوں گا۔ لیکن میری سفارش کے لیے ایک حد مقرر

[1] اور عرض کریں گے سب در ہو آئے۔ اب آپ ہی کا در باقی ہے مرحبا سید مکی مدنی العربی۔ دل و جان پر فدایت چہ عجب خوش لقبی۔ ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات۔ رحم فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی۔ اور فقیر آخر میں یہ عرض کرے گا۔ سیدی انت حبیبی وطبیب القلب این وعید آمدہ پیشت پئے درمان طلبی۔ یہاں یہ اعتراض نہ ہوگا۔ کہ جب مسلمان لوگ یہ حدیث سن چکے ہیں۔ اور جان چکے ہیں کہ دوسرے پیغمبر سب جواب دے دیں گے۔ تو پھر ان کے پاس کیوں جائیں گے کیونکہ ایماندار لوگ حضرت آدم کے وقت سے قیامت تک کے سب یہ صلاح کریں گے اور اگلے پیغمبروں کی امت کے لوگ اس حدیث سے واقف نہ ہوں گے دوسرے قیامت کا دن ایسا ہولناک ہوگا۔ کہ اس وقت کوئی بات یاد نہ رہے گی۔ جیسے لوگ صلاح دیں گے۔ اس پر عمل کریں گے۔ ۱۲ منہ

[2] بعضوں نے کہا پروردگار کے گھر سے بہشت مراد ہے۔ اور اضافت تشریف کے لیے ہے جیسے کہتے ہیں بیت اللہ مصابیح والے نے کہا کہ ترجمہ یوں ہے میں اپنے مالک سے اجازت چاہوں گا۔ جب میں اس کے گھر یعنی جنت میں ہوں گا میں کہتا ہوں کہ سب تاویلات فاسد ہیں اور یہاں گھر سے مراد خاص وہ مقام ہے۔ جہاں پروردگار اس وقت تجلی فرما ہوگا۔ وہ کیا ہے عرش معلّیٰ اور عرش معلّیٰ کو صحابہ نے خدا کا گھر کہا ہے۔ ایک صحابی فرماتے ہیں وکان مکان اللہ اعلیٰ وارفع ۱۲ منہ

الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةُ وَسَمِعْتُهُ أَيْضًا يَقُولُ فَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُودُ فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فِي دَارِهِ فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدَعَنِي ثُمَّ يَقُولُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَ قَالَ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأُثْنِي عَلَى رَبِّي بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ قَالَ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةُ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ فَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُودُ الثَّالِثَةَ فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فِي دَارِهِ فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدَعَنِي ثُمَّ يَقُولُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأُثْنِي عَلَى رَبِّي بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ قَالَ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا

کر دی جائے گی ۔ میں پروردگار کے درِ دولت سے نکل کر ان لوگوں کو دوزخ سے نکال کر، بہشت میں لے جاؤں گا ۔ قتادہ نے کہا میں نے انس رضؓ سے یہ بھی سنا آنحضرتؐ نے فرمایا میں ان لوگوں کو بہشت میں داخل کر کے پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس آؤں گا اور درِ دولت پر پہنچ کر اذن مانگوں گا ۔ مجھ کو اذن ملے گا میں اس کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑوں گا ۔ اور جب تک وہ چاہے گا مجھ کو سجدے میں پڑا رہنے دے گا ۔ پھر فرمائے گا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سر اٹھا اور کہہ ہم سنیں گے سفارش کر ہم مانیں گے ۔ مانگ ہم دیں گے ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا ۔ اور پروردگار کی وہ وہ ثنا اور تعریف کروں گا ۔ مجھ کو سکھلائے گا ۔ پھر سفارش شروع کروں گا ۔ لیکن سفارش کی ایک حد مقرر کر دی جائے گی ۔ میں وہاں سے نکل کر (دوزخ پر جا کر ان لوگوں کو نکال لوں گا اور) بہشت میں داخل کر دوں گا ۔ قتادہ نے کہا میں نے انس رضؓ سے سنا ۔ جب میں ان کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کر چکوں گا ۔ اس وقت پھر لوٹ کر تیسری بار اپنے پروردگار کے پاس آؤں گا ۔ اور درِ دولت پر پہنچ کر اذن چاہوں گا ۔ مجھ کو اذن ملے گا ۔ میں اس کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑوں گا ۔ اور جب تک اس کو منظور ہے ۔ وہ مجھ کو سجدے ہی میں پڑا رہنے دے گا اس کے بعد فرمائے گا ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر اٹھا کہہ کیا کہنا ہے ۔ ہم سنیں گے سفارش کرتا ہے تو کر ہم مانیں گے ۔ مانگتا ہے تو مانگ ہم دیں گے[1] میں اس ارشاد پر سر اٹھاؤں گا اور اپنے پروردگار کی (اس کی عنایت اور نوازش شاہانہ کے شکریہ میں) وہ وہ ثنا اور تعریف کروں گا جو مجھ کو سکھلائے گا ۔ پھر سفارش شروع کر دوں گا ۔ لیکن سفارش کی ایک حد مقرر

[1] یہاں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ بارگاہ خداوندی میں معلوم کرنا چاہیئے ۔ کہ تین تین بار آپ اجازت چاہیں گے ۔ اور آپ کو اجازت دی جائے گی ۔ اتنا تقرب کسی پیغمبر کو حاصل نہیں ہے ۔ حضرات صوفیہ نے فرمایا ہے حقیقت محمدیہ تمام حقائق سے بالاتر اور بالکل مرتبہ الوہیت سے نزدیک ہے ۔ بعد از خدا بزرگ توئی کہ قصہ مختصر ۱۲ منہ ۔ عہ مترجم کا یہ ذاتی خیال ہے ورنہ عہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک عبد الصمد ریالوی

فَاَخْرُجَ فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةُ وَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ فَاَخْرُجُ فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ حَتّٰى مَا يَبْقٰى فِى النَّارِ اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ اَىْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ - قَالَ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا قَالَ وَهٰذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِىْ وُعِدَهُ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

کر دی جائے گی۔ میں وہاں سے نکل کر دوزخ پر جاؤں گا۔ اور[۱] بہشت میں لے جاؤں گا۔ قتادہ نے کہا میں نے انس رض سے سنا آنحضرت ؐ نے فرمایا جب میں ان لوگوں کو بھی دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کر چکوں گا۔ تو اب دوزخ میں وہی لوگ رہ جائیں گے۔ جو قرآن کے رو سے ہمیشہ دوزخ ہی میں رہنے کے لائق ہیں (یعنی کافر اور مشرک) پھر انس رض نے یہ حدیث بیان کر کے (سورۂ بنی اسرائیل کی) یہ آیت پڑھی عسی ان یبعثك ربك مقاما محمودا کہنے لگے مقام محمود یہی ہے۔ جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا[۲]۔

۱۰۹۸۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنِىْ عَمِّىْ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَ اِلَى الْاَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِىْ قُبَّةٍ وَقَالَ لَهُمْ اصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَاِنِّىْ عَلَى الْحَوْضِ -

ہم سے عبید اللہ بن سعد بن ابراہیم نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے میرے چچا (یعقوب بن ابراہیم بن سعد) نے کہا ہم سے والد نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ سے انس بن مالک نے بیان کیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلا بھیجا۔ جب انہوں نے لوٹ کی تقسیم پر ناراضگی ظاہر کی تھی۔ اور ایک ڈیرے میں ان سب کو اکٹھا کیا۔ فرمایا دیکھو اس وقت تک صبر کئے رہو۔ کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے مل جاؤ[۳] کیونکہ میں (قیامت کے دن حوض کوثر پر ہوں گا۔

۱۰۹۹۔ حَدَّثَنِىْ ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الْاَحْوَلِ عَنْ طَاوٗسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ

مجھ سے ثابت بن محمد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے سلیمان احول سے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباس رض سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد پڑھتے۔ تو فرماتے یا اللہ مالک ہمارے تجھ ہی کو ساری تعریف سجتی ہے۔ تو آسمان زمین کا تھامنے والا اور

---

[۱] حد کے اندر جو لوگ ہوں گے ان کو وہاں سے نکال کر ۱۲ منہ [۲] تو مقام محمود وہ رفیع الشان درجہ ہے۔ جو خاص ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو عنایت ہوگا۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ اس مقام پر اگلے اور پچھلے سب رشک کریں گے۔ اب جس جاہل فقیر نے اپنے پیر مرشد کی تعریف میں یہ کہا ہے۔ کہ مقام محمود ان کا ایک ادنےٰ مقام ہے۔ وہ بڑا بے ادب اور سخت سزا کے لائق ہے۔ اس کے پیر مرشد تو کیا بڑے بڑے پیغمبر اس مقام کو نہیں پہنچ سکیں گے ۱۲ منہ [۳] ترجمہ باب کی مطابقت اس سے نکل کر فرمایا تم اللہ سے مل جاؤ۔ یعنی اللہ کا دیدار تم کو حاصل ہو ۱۲ منہ ؎

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ اَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ خَاصَمْتُ وَبِكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَاَسْرَرْتُ وَاَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ وَّاَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ قَيَّامٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْقَيُّوْمُ الْقَائِمُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَقَرَاَ عُمَرُ الْقَيَّامُ وَكِلَاهُمَا مَدْحٌ۔

۱۱۰۰۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنِي الْاَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا سَيُكَلِّمُهٗ رَبُّهٗ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ تُرْجُمَانٌ وَّلَا حِجَابٌ يَّحْجُبُهٗ۔

۱۱۰۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ عَنْ اَبِيْ عِمْرَانَ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْهِ

قائم رکھنے والا ہے۔ تجھی کو تعریف سجتی ہے۔ تو آسمان زمین کا مالک ہے اور ان کا جو آسمان زمین کے درمیان رہتے ہیں تجھ ہی کو تعریف سجتی ہے۔ تو آسمان اور زمین کا اور ان کا جو آسمان زمین کے بیچ میں ہے۔ روشن کرنے والا ہے۔ تو سچا تیرا قول سچا تیرا وعدہ سچا۔ تجھ سے ملنا سچ بہشت سچ دوزخ سچ قیامت سچ ہے۔ یا اللہ میں تیرا تابعدار بن گیا۔ تجھ پر ایمان لایا۔ تجھ پر بھروسا کیا۔ تیرے ہی پاس اپنا جھگڑا لاتا ہوں۔ تجھ ہی سے فیصلہ چاہتا ہوں۔ میرے اگلے پچھلے چھپے کھلے سب گناہ بخش دے۔ وہ گناہ بھی بخش دے جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ امام بخاری نے کہا قیس بن سعد اور ابوالزبیر نے اس حدیث میں طاؤس سے بجائے قیم السموات کے قیام السموات نقل کیا ہے[2]۔ اور مجاہد نے کہا اس کو فریابی نے وصل کیا قیوم کے معنی ہر چیز کو قائم رکھنے والا[3]۔ اور حضرت عمرؓ نے (آیۃ الکرسی میں) اللہ لا الہ الا ہو الحی القیام پڑھا ہے۔

ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابواسامہ نے کہا مجھ سے اعمش نے انھوں نے خیثمہ بن عبدالرحمٰن سے انھوں نے عدی بن حاتم سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں ہر شخص سے اللہ تعالیٰ ضرور بات کرے گا۔ وہ بھی اس طرح کہ بیچ میں کوئی مترجم نہ ہوگا۔ نہ حجاب (بلکہ ہر مومن اللہ تعالیٰ کو بے حجاب دیکھے گا)

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالعزیز بن عبدالصمد نے انھوں نے ابوعمران سے انھوں نے ابوبکر بن عبداللہ بن قیس سے انھوں نے اپنے والد ابوموسیٰ اشعریؓ سے انھوں نے

---

[1] ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے ۱۲ منہ [2] قیام مبالغہ کا صیغہ ہے معنی وہی ہے یعنی خوب تھامنے والا۔ قیس کی روایت کو مسلم اور ابوداؤد نے اور ابوالزبیر کی روایت کو امام مالک نے موطا میں وصل کیا۔ ۱۲ منہ [3] کیونکہ سب چیزیں اپنے وجود اور بقاء میں ہر آن اپنے مالک کی محتاج ہیں۔ ۱۲ منہ رہ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ اَنْ يَّنْظُرُوْا اِلٰى رَبِّهِمْ اِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ۔

۷۱۰۲۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَعْيَنَ وَجَامِعُ بْنُ اَبِيْ رَاشِدٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ بِيَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِصْدَاقَهٗ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهٗ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ۔ الْاٰيَةَ۔

۷۱۰۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَةٌ لَّا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ رَجُلٌ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا بہشت میں دو باغ چاندی کے ہیں۔ ان کے برتن اور سب سامان چاندی کے اور دو باغ سونے کے ہیں۔ ان کے برتن اور سب سامان سونے کے اور جنۃ العدن میں لوگوں اور اللہ پاک کے دیکھنے میں کوئی چیز حائل نہ ہوگی فقط ایک بندگی کی چادر حائل ہوگی جو پروردگار کے منہ پر پڑی ہوگی [۱]

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے عبدالملک بن اعین اور جامع بن ابی راشد نے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا مال مار لے تو وہ جب (قیامت کے دن) اللہ سے ملے گا۔ اللہ اس پر غصے ہوگا۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے (یہ حدیث بیان کر کے) (سورہ آل عمران کی) یہ آیت پڑھی۔ ان الذین یشترون بعهد الله وایمانهم ثمنا قلیلا اولئك لاخلاق لهم فی الاخرة ولا یکلمهم الله۔ اخیر تک [۲]

ہم سے عبداللہ بن مسندی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے ابو صالح سمان انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا تین آدمیوں سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بات تک نہیں کرنے کا نہ ان پر [۳] شفقت کی نگاہ ڈالے گا۔

---

[۱] جب پروردگار کو منظور ہوگا اس چادر کو اپنے منہ سے ہٹا دے گا۔ اور بہشتی اس کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔ معلوم ہوا۔ کہ جنۃ العدن خاص پروردگار کا در دولت ہے۔ اور تمام حجابوں کے پرے ہے۔ جنۃ العدن میں جب آدمی پہنچ گیا۔ تو اس نے سارے حجابوں کو طے کر لیا۔ اگر یہ بزرگی کی چادر پروردگار پر نہ پڑی رہتی تو ہر وقت اس کا دیدار ہوتا رہتا ۱۲ منہ [۲] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے باب کی مطابقت اس سے نکلی لقی اللہ وہو علیہ غضبان ۱۲ منہ [۳] ترجمہ باب یہیں سے نکلا ۱۲ منہ

حَلَفَ عَلٰى سِلْعَةٍ لَقَدْ اَعْطٰى بِهَا اَكْثَرَ مِمَّا اَعْطٰى وَهُوَ كَاذِبٌ وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَاءٍ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَلْيَوْمَ اَمْنَعُكَ فَضْلِيْ كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَا لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ

ایک تو وہ شخص جو کسی چیز کی نسبت جھوٹی قسم کھائے۔ کہ مجھ کو اس کی اتنی قیمت ملتی تھی۔ حالانکہ اتنی قیمت نہ ملتی ہو بلکہ کم دوسرے وہ شخص جو عصر کی نماز کے بعد جھوٹی قسم کھائے اس لیے کہ کسی مسلمان کا مال (ناحق) مارے۔ تیسرے وہ شخص جو بچا ہوا (اپنی ضرورت سے زیادہ) پانی روک رکھے (کسی کو پینے یا پلانے نہ دے) اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اس سے فرمائے گا میں بھی آج اپنا فضل تجھ سے روک لیتا ہوں۔ جیسے تو نے وہ بچی ہوئی چیز روک رکھی۔ جس کو تیرے ہاتھوں نے نہیں بنایا تھا[1]

۱۱۰۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلٰثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِيْ بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ اَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ يُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلٰى

ہم سے محمد بن مثنےٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالوہاب نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے انہوں نے ابوبکرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا زمانہ گھوم گھما کر پھر اصلی حالت پر آگیا۔ جس حالت پر اس دن تھا جس دن اللہ نے زمین اور آسمان پیدا کیے تھے۔ دیکھو سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے۔ ان مہینوں میں چار ادب والے مہینے ہیں۔ تین تو پے درپے ذیقعد اور ذوالحجہ اور محرم اور ایک الگ یعنی مضر کا رجب[2] جو جمادی الاخر اور شعبان کے بیچ میں پڑتا ہے۔ بتلاؤ یہ مہینہ کونسا مہینہ ہے۔ ہم نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ خاموش رہے یہاں تک کہ ہم سمجھے آپ اس مہینے کا کوئی دوسرا نام رکھیں گے۔ پھر آپ نے خود ہی فرمایا کیا یہ ذیحجہ کا مہینہ نہیں ہے۔ ہم نے عرض کیا بیشک ذیحجہ کا مہینہ ہے

[1] بلکہ اللہ نے بنایا تھا یعنی پانی ۱۲ منہ [2] اس حدیث کی شرح اوپر گزر چکی ہے یہاں اس کو اس لیے لائے کہ اس میں پروردگار سے ملنے کا ذکر ہے۔ رجب اس لیے کہا کہ مضر اس مہینے کا بہت ادب کرتے تھے۔ تو یہ مہینہ انہی کی طرف منسوب ہو گیا۔ ۱۲ منہ

قَالَ اَیُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَ الْبَلْدَةَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَاَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَاِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَاَحْسِبُهٗ قَالَ وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْاَلُكُمْ عَنْ اَعْمَالِكُمْ اَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ اَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُبَلِّغُهٗ اَنْ يَكُوْنَ اَوْعٰى مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهٗ فَكَانَ مُحَمَّدٌ اِذَا ذَكَرَهٗ قَالَ صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ۔

پھر فرمایا یہ کون سا شہر ہے۔ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ اس کے بعد آپ خاموش رہے یہاں تک کہ ہم سمجھے آپ اس شہر کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ پھر فرمایا کیا یہ مکہ کا شہر نہیں ہے۔ ہم نے کہا۔ بے شک مکہ کا شہر ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا یہ دن کون سا دن ہے۔ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے اس کے بعد آپ خاموش ہو رہے ہم سمجھے آپ اس کا نام کچھ اور رکھیں گے۔ پھر فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں ہے۔ ہم نے کہا بے شک یوم النحر ہے آپ نے فرمایا دیکھو تمہارے خون اور مال محمد بن سیرین نے کہا میں سمجھتا ہوں ابوبکرہ نے یہ بھی کہا۔ تمہاری عزتیں اور آبروئیں آپس میں ایک دوسرے پر ایسی حرام ہیں جیسے اس دن کی حرمت اس شہر اس مہینے میں اور تم (ایک دن) ضرور اپنے پروردگار سے ملو گے[۱] وہ تمہارے اعمال کی تم سے پرسش کرے گا۔ تو ایسا نہ کرنا میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں مار کر گمراہ بن جاؤ دیکھو جو لوگ اس وقت موجود ہیں وہ میری یہ حدیث ان لوگوں کو سنا دیں۔ جو موجود نہیں ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے۔ کہ جس کو ایک بات پہنچائی جاتی ہے۔ وہ اس سے زیادہ یاد رکھتا ہے جس نے خود سنی ہوتی ہے محمد بن سیرین حدیث کے اس فقرے کو بیان کر کے کہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا[۲] اس کے بعد آپ نے (لوگوں سے) فرمایا دیکھو میں نے (خدا کا حکم تم کو) پہنچا دیا۔ دیکھو (خدا کا حکم میں نے تم کو پہنچا دیا۔

۱؎ ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے ۱۲ منہ ۲؎ بہت سے پچھلے حدیث کے سننے والے اگلوں سے زیادہ حافظ ہوئے۔ چنانچہ آخری زمانہ میں امام بخاری اور امام مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی حدیث کے بڑے بڑے حافظ پیدا ہوئے۔ جنہوں نے ہزاروں لاکھوں حدیثوں کو یاد رکھا۔ اور صحیح حدیثوں کو ضعیف حدیثوں سے جدا کیا اللہ ان کو جزائے خیر دے ۱۲ منہ۔

باب ۵۴۳ ماجاء في قول الله تعالى إن رحمت الله قريب من المحسنين.

۱۱۰۵ - حدثنا موسى بن إسمعيل حدثنا عبد الواحد حدثنا عاصم عن أبي عثمن عن أسامة قال كان ابن لبعض بنات النبي صلى الله عليه وسلم يقضي فأرسلت إليه أن يأتيها فأرسل إن لله ما أخذ وله ما أعطى وكل إلى أجل مسمى فلتصبر ولتحتسب فأرسلت إليه فأقسمت عليه فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم وقمت معه ومعاذ بن جبل وأبي بن كعب وعبادة بن الصامت فلما دخلنا ناولوا رسول الله صلى الله عليه وسلم الصبي ونفسه تقلقل في صدره حسبته قال كأنها شنة فبكى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال سعد بن عبادة أتبكي فقال إنما يرحم الله من عباده الرحماء.

۱۱۰۶ - حدثنا عبيد الله بن سعد بن إبراهيم حدثنا يعقوب حدثنا أبي عن صالح بن كيسان عن الأعرج عن أبي هريرة

باب اللہ تعالیٰ کا سورۂ اعراف میں یوں فرمانا اللہ کی رحمت نیک لوگوں سے نزدیک ہے۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے عاصم احول نے انہوں نے ابوعثمان نہدی سے انہوں نے اسامہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی (حضرت زینبؓ) کا بیٹا گزر رہا تھا انہوں نے آنحضرتؐ کو بلا بھیجا۔ آپ نے جواب میں یہ کہلا بھیجا اللہ ہی کا سب مال ہے۔ جو اس نے لیا اور جو دیا۔ اور ہر چیز کی ایک میعاد مقرر ہے۔ تو صبر کرو اللہ سے ثواب چاہو۔ انہوں نے پھر قسم دے کر پھر آپ کو بلا بھیجا۔ آخر آپ اٹھے میں بھی اٹھا۔ اور معاذ بن جبلؓ اور ابی بن کعبؓ اور عبادہ بن صامتؓ یہ سب آپ کے ساتھ چلے۔ جب صاحبزادی صاحبہ کے گھر پہنچے تو ان لوگوں نے کیا کیا بچہ کو لاکر آنحضرت کے حوالے کر دیا۔ اس کی جان سینے میں تڑپ رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے پرانی مشک یہ حال دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رو دیئے۔ سعد بن عبادہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ روتے ہیں۔ (آپ سے تعجب ہے) فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں بندوں پر رحم کرے گا جو دوسرے بندوں پر رحم کرتے ہیں[1]۔

ہم سے عبیداللہ بن سعد بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے کہا ہم سے والد نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ

[1] دوسری روایت میں ہے۔ یہ رحم اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ کسی شخص کی مصیبت اور تکلیف دیکھ کر دل کو رنج اور صدمہ ہونا ایک فطری بات ہے۔ اور جس شخص کا دل پتھر کی طرح سخت ہو وہ کسی کی تکلیف پر رحم نہ کرے۔ تو یہ کوئی خوبی کی بات نہیں ہے۔ بلکہ اس کو حق تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا بھی اس پر رحم نہ کرے ۱۲ منہ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اخْتَصَمَتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ اِلٰى رَبِّهِمَا فَقَالَتِ الْجَنَّةُ يَا رَبِّ مَا لَهَا لَا يَدْخُلُهَا اِلَّا ضُعَفَآءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ وَقَالَتِ النَّارُ يَعْنِيْ اُوْثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلْجَنَّةِ اَنْتِ رَحْمَتِيْ وَقَالَ لِلنَّارِ اَنْتِ عَذَابِيْ اُصِيْبُ بِكِ مَنْ اَشَآءُ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْكُمَا مِلْؤُهَا قَالَ فَاَمَّا الْجَنَّةُ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِنْ خَلْقِهٖ اَحَدًا وَاِنَّهٗ يُنْشِئُ لِلنَّارِ مَنْ يَّشَآءُ فَيُلْقَوْنَ فِيْهَا فَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ثَلٰثًا حَتّٰى يَضَعَ فِيْهَا قَدَمَهٗ فَتَمْتَلِئُ وَيُرَدُّ بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ وَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ قَطْ

۷۱۰۱ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيُصِيْبَنَّ اَقْوَامًا سَفْعٌ مِّنَ النَّارِ بِذُنُوْبٍ اَصَابُوْهَا عُقُوْبَةً ثُمَّ يُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ يُقَالُ لَهُمُ الْجَهَنَّمِيُّوْنَ

سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا پروردگار کے سامنے دوزخ اور بہشت دونوں میں جھگڑا ہوا۔ بہشت نے کہا پروردگا میرا کیا حال ہے۔ مجھ میں وہی لوگ آ رہے ہیں۔ جو (دنیا میں) کمزور ناتواں مفلس محتاج تھے۔ اور دوزخ کہنے لگی مجھ میں تو وہ لوگ آ رہے ہیں جو بڑائی کرنے والے تھے۔ (یعنی دنیا کے متکبر مغرور) اس وقت اللہ تعالےٰ نے بہشت سے فرمایا۔ تو میری رحمت ہے[1]۔ اور دوزخ سے فرمایا تو میرا عذاب ہے۔ میں جس کو چاہتا ہوں۔ اس کو تیری وجہ سے عذاب دیتا ہوں۔ اور تم دونوں میں سے ہر ایک کی بھرتی ہونے والی ہے۔ بہشت کی تو اس طرح سے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرنے کا[2]۔ اور دوزخ کی اس طرح سے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہے گا دوزخ کے لیے پیدا کرے گا۔ وہ اس میں ڈالی جائے گی۔ اس کے بعد دوزخ کہے گی۔ اور کچھ مخلوق ہے (میں ابھی خالی ہوں) تین بار ایسا ہی ہوگا[3] آخر پروردگار اپنا پاؤں اس پر رکھ دے گا اس وقت بھر جائے گی۔ ایک پر ایک اُلٹ کر سمٹ جائے گی۔ کہنے لگے گی بس بس بس میں بھر گئی۔

ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کچھ لوگوں پر ان کے گناہ کی وجہ سے دوزخ میں جلنے کا ایک دھبہ رہ جائے گا یہ ان کے گناہ کی سزا ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحمت سے ان کو بہشت میں لے جائے گا۔ ان کو لوگ جہنمی کہا کریں گے۔ ہمام نے کہا

[1] ترجمہ باب یہیں سے نکلا ۱۲ منہ [2] اس لیے جو نیک بندے ہیں وہ ضرور اپنی نیکی کا بدلہ پائیں گے ۱۲ منہ [3] یعنی لوگ اس میں جھونکے جائیں گے۔ وہ کہے گی اور ہیں اور ہیں ۱۲ منہ

قَالَ هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

یہ حدیث ہم سے قتادہ نے بیان کی۔ کہا ہم سے انس نے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (یہ روایت کتاب الرقاق میں موصولاً گزر چکی ہے[۱])

باب ۵۴۴ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُوْلَا۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۃ فاطر میں) یہ فرمانا آسمانوں اور زمینوں کو اللہ ہی تھامے ہوئے ہے۔ وہ اپنی جگہ سے ٹل نہیں سکتے

۱۱۰۸۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَاءَ حَبْرٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللّٰهَ يَضَعُ السَّمَاءَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْأَرْضَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ وَالْأَنْهَارَ عَلَى إِصْبَعٍ وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلَى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُوْلُ بِيَدِهٖ أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ (وضاح لشکری) نے انہوں نے سلیمان اعمش سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا یہود کا ایک عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ (اس کا نام معلوم نہیں ہوا) وہ کہنے لگا یا محمد (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ آسمان کو ایک انگل پر اور زمین کو ایک انگل پر اور پہاڑوں کو ایک انگل پر اور درخت اور ندیوں کو ایک انگل پر اور باقی مخلوق کو ایک انگل پر رکھیگا۔ پھر ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمائے گا میں بادشاہ ہوں۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیئے۔ اور یہ آیت پڑھی۔ وما قدروا اللہ حق قدرہ (جو سورۃ زمر میں ہے)

باب ۵۴۵ مَا جَاءَ فِي تَخْلِيْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْخَلَائِقِ وَهُوَ فِعْلُ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَأَمْرُهٗ فَالرَّبُّ بِصِفَاتِهٖ وَفِعْلِهٖ وَأَمْرِهٖ وَهُوَ الْخَالِقُ هُوَ الْمُكَوِّنُ غَيْرُ مَخْلُوْقٍ وَمَا كَانَ بِفِعْلِهٖ وَأَمْرِهٖ وَتَخْلِيْقِهٖ وَتَكْوِيْنِهٖ فَهُوَ مَفْعُوْلٌ مَخْلُوْقٌ مُكَوَّنٌ۔

باب۔ آسمان اور زمین اور دوسری مخلوقات کے پیدا کرنے کا بیان۔ پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا ایک فعل ہے۔ اور اس کا حکم ہے تو پروردگار اپنے صفات اور افعال اور امر اور کلام سمیت خالق ہے۔ سب کا پیدا کرنے والا اس کے صفات اور افعال اور امر اور کلام (اس کی ذات کی طرح) مخلوق نہیں ہیں لیکن جو چیزیں اس کے فعل یا امر یا خلق یا تکوین سے بنی ہیں وہ سب مخلوق اور مکوّن ہیں[۲]

---

[۱] اس طریق کے بیان کرنے سے امام بخاری کی یہ غرض ہے کہ قتادہ کا سماع انس سے ثابت کریں ۱۲ منہ [۲] یہ باب لا کر امام بخاری نے اہل سنت کا مذہب ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے صفات خواہ ذاتیہ ہوں جیسے علم قدرت خواہ فعلیہ ہوں جیسے خلق ترزیق کلام نزول استواء وغیرہ۔ یہ سب غیر مخلوق ہیں۔ اور معتزلہ اور جہمیہ کا رد کیا۔ امام بخاری نے رسالہ خلق افعال العباد میں لکھا ہے کہ قدریہ تمام افعال کا خالق بشر کو جانتے ہیں (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

۷۱۰۹۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ بِتُّ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ لَيْلَةً وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا لِأَنْظُرَ كَيْفَ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَتَحَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَقَرَأَ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِلَى قَوْلِهِ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ ثُمَّ صَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى لِلنَّاسِ الصُّبْحَ۔

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی کہا مجھ کو شریک بن عبداللہ بن ابی نمر نے انہوں نے کریب سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے کہا میں ایک رات اپنی خالہ (ام المومنین میمونہؓ کے پاس رہ گیا اس رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہی کے پاس تھے۔ میرا مطلب یہ تھا دیکھوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز (تہجد) کیونکہ پڑھتے ہیں خیر آپ نے (عشاء کی نماز کے بعد) تھوڑی دیر اپنی بی بی (ام المومنین میمونہ) سے باتیں کیں۔ اس کے بعد سو رہے۔ جب آخری تہائی حصہ رات کا آن پہنچا۔ یا اس کا کوئی حصہ باقی رہا۔ اس وقت (نیند سے اٹھ کر) بیٹھ گئے۔ اور آسمان کی طرف دیکھا (سورہ آل عمران کی) یہ آیت پڑھی ان فی خلق السموٰت والارض اولی الالباب تک اس کے بعد کھڑے ہوئے۔ مسواک کی۔ وضو کیا پھر گیارہ رکعتیں پڑھیں پھر بلالؓ نے صبح کی اذان دی۔ آپ نے دو رکعتیں (فجر کی سنت کی) پڑھیں۔ پھر باہر نکلے اور صبح کی نماز لوگوں کو پڑھائی [1]

بَابٌ ۵۴۶ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ۔

باب:۔ اللہ تعالیٰ کا (سورۂ والصافات میں) فرمانا ہم تو پہلے ہی اپنے بھیجے ہوئے بندوں کے باب میں یہ فرما چکے ہیں کہ (ایک روز) ان کی مدد ہوگی اور ہمارا ہی لشکر غالب ہوگا۔[2]

(بقیہ حواشی صفحہ سابقہ) اور جبریہ تمام افعال کا خالق اور فاعل خدا کو کہتے ہیں۔ اور جہمیہ کہتے ہیں فعل اور مفعول ایک ہے۔ اسی وجہ سے کلمہ کن کو بھی مخلوق کہتے ہیں۔ اور سلف اہل سنت کا یہ قول ہے کہ تخلیق اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ اور مخلوق ہمارے افعال ہیں۔ نہ اللہ تعالیٰ کے افعال وہ تو اللہ کی صفات ہیں۔ اللہ کی ذات صفات کے سوا باقی سب چیزیں مخلوق ہیں۔ (حواشی صفحہ ہذا) [1] اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کے پیدائش اور اس میں غور کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے صفات فعلیہ میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ نے ان کو بھی قدیم کہا ہے۔ اور اشعریہ اور محققین اہل حدیث کہتے ہیں۔ کہ صفات فعلیہ جیسے کلام نزول استوا تکوین وغیرہ یہ سب حادث ہیں اور ان کے حدوث سے پروردگار کا حادث لازم نہیں آتا۔ اور یہ قاعدہ فلاسفہ کا باندھا ہوا کہ حوادث کا محل بھی حادث ہوتا ہے۔ محض لغو اور غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر روز ہزاروں کام کرتا ہے فرمایا کل یوم ہو فی شان پر کیا اللہ تعالیٰ حادث ہے۔ ہرگز نہیں وہ قدیم ہے۔ اب جن لوگوں نے صفات فعلیہ کو بھی قدیم کہا ہے ان کا مطلب یہ ہے۔ کہ اصل صفت قدیم ہے مگر اس کا تعلق حادث ہے مثلاً خلق کی صفت قدیم ہے لیکن زید سے اس کا تعلق حادث ہے اسی طرح صفت استوا قدیم ہے۔ مگر عرش سے اس کا تعلق حادث ہے ۱۲ منہ
[2] یہ باب لا کر امام بخاری نے اس طرف اشارہ کیا (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

۱۱۱۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جب خلقت کو پیدا کر چکا۔ تو اس نے اپنے عرش کے اوپر ایک کتاب میں یوں لکھا میری رحمت میرے غضب سے آگے بڑھ گئی ہے[1]

۱۱۱۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ إِنَّ خَلْقَ أَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا وَأَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَهُ ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَهُ ثُمَّ يُبْعَثُ إِلَيْهِ الْمَلَكُ فَيُؤْذَنُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ رِزْقَهُ وَأَجَلَهُ وَعَمَلَهُ وَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ ثُمَّ يَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى لَا يَكُونُ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے اعمش نے کہا میں نے زید بن وہب سے سنا۔ کہا میں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے وہ کہتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کیا آپ سچے تھے۔ آپ سے جو وعدہ کیا گیا وہ بھی سچ تھا۔ تم میں سے ہر شخص کا نطفہ اس کے ماں کے پیٹ میں چالیس دن یا چالیس رات جمع رہتا ہے۔ پھر ایک چلہ کے بعد وہ ایک خون کی پھٹکی بن جاتا ہے۔ پھر ایک چلہ کے بعد گوشت کا ٹکڑا ہو جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ اس کے پاس بھیجتا ہے۔ اس کو چار باتوں کا حکم ہوتا ہے۔ اس کی روزی اس کا عمل اس کی عمر اس کی نیک بختی یا بدبختی لکھنے کا پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ (یعنی روح انسانی جس کو نفس ناطقہ کہتے ہیں[2]) اور (تم میں سے کوئی ساری عمر) بہشتیوں کے سے کام کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس میں اور بہشت میں ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ اس وقت

بقیہ حواشی صفحہ سابقہ) کہ صفات افعال جیسے کلام وغیرہ قدیم نہیں ہیں۔ ورنہ ان میں سبقت اور تقدم اور تاخر کیونکر ہو سکتا ۱۲ منہ

حواشی (صفحہ ہذا) [1] معلوم ہوا کہ رحم اور غصہ دونوں صفات افعالیہ میں سے ہیں۔ جب تو ایک دوسرے سے آگے ہو سکتا ہے۔ آیت سے کلام کے قدیم نہ ہونے کا اور حدیث سے رحم اور غصے کے قدیم نہ ہونے کا اثبات کیا ۱۲ منہ۔

[2] یہ روح حیوانی پر سوار ہے۔ اسی روح کی وجہ سے آدمی دوسرے جانوروں سے ممتاز ہے اور اسی روح کی وجہ اس کے لیے عذاب ثواب رکھا گیا ہے۔ موت کیا ہے اس روح کی سواری کا بدلا جانا۔ موت سے روح حیوانی تو تحلیل اور فنا ہو جاتی ہے لیکن روح انسانی اس سواری کو چھوڑ کر دوسری سواری لیتی ہے۔ وہ فنا نہیں ہوتی بدستور باقی رہتی ہے۔ البتہ نفخ صعود کے وقت بے ہوش ہو جائے گی۔ پھر دوسرے نفخہ پر ہوش میں آ جائے گی۔ اور کہے گی ہم کیا میٹھی نیند سو رہے تھے۔ کس نے ہم کو جگا دیا ۱۲ منہ

فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُ النَّارَ وَ اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهَا وَ بَيْنَهٗ اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتٰبُ فَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا۔

اللہ کا لکھا (جو اس کی پیدائش کے وقت لکھا گیا تھا) پورا ہوتا ہے اور وہ دوزخیوں کا سا کام کر کے دوزخ میں جاتا ہے اور کوئی تم میں سے (ساری عمر) دوزخیوں کے سے کام کرتا رہتا ہے۔ جب اس میں اور دوزخ میں ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے اس وقت اللہ کا لکھا اس پر پورا ہوتا ہے وہ بہشتیوں کا سا کام کر کے بہشت میں جاتا ہے۔ تو اعتبار خاتمہ کا ہے[1]

۱۱۱۲۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ سَمِعْتُ اَبِيْ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا جِبْرِيْلُ مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَزُوْرَنَا اَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا فَنَزَلَتْ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ قَالَ هٰذَا كَانَ الْجَوَابَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

ہم سے خلاد بن یحیٰی نے بیان کیا کہا ہم سے عمر بن ذر نے کہا میں نے اپنے والد (ذر بن عبداللہ) سے سنا وہ سعید بن جبیر سے نقل کرتے تھے۔ وہ ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل سے فرمایا تم جتنا ہمارے پاس آیا کرتے ہو۔ اس سے زیادہ کیوں نہیں آیا کرتے اس وقت یہ آیت (سورہ مریم) کی اتری۔ ہم فرشتے تو جب تیرے پروردگار کا حکم ہوتا ہے۔ اسی وقت اترتے ہیں۔ (بن حکم نہیں آ سکتے) اسی کا ہے جو ہمارے سامنے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے اور جو ان کے بیچ میں ہے۔ اور تیرا پروردگار بھولنے والا نہیں آنحضرتؐ نے حضرت جبرئیل سے جو فرمایا تھا۔ اس کا جواب اس آیت میں اترا[2]

۱۱۱۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ

ہم سے یحیٰی (بن جعفر یا یحیٰی بن موسیٰ) نے بیان کیا کہا ہم سے وکیع بن جراح نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم نخعی

---

[1] اس حدیث سے (امام بخاری نے یہ دلیل کی۔ کہ اللہ کا کلام حادث ہوتا ہے کیونکہ جب نطفے پر چار مہینے گزر لیتے ہیں۔ اس وقت فرشتہ بھیجا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان چار باتوں کے لکھنے کا اس کو حکم دیتا ہے ۱۲ منہ [2] اس حدیث اور آیت سے امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام اور حکم حادث ہوتا ہے۔ کیونکہ فرشتوں کو وقتاً فوقتاً ارشادات اور احکام صادر ہوتے رہتے ہیں اور رد ہوا ان لوگوں کا جو اللہ کا کلام قدیم اور ازلی جانتے ہیں۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ اللہ کا کلام مخلوق نہیں ہے بلکہ اس کی ذات کی طرح غیر مخلوق ہے۔ باقی اس میں آواز ہے حروف ہیں۔ جس لغت میں منظور ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں کلام کرتا ہے۔ یہی اعتقاد ہے اہل حدیث کا اور جن متکلمین نے اس کے خلاف اعتقاد قائم کئے ہیں۔ وہ آپ بھی بہک گئے دوسروں کو بھی بہکا گئے۔ ضلوا فاضلوا ۱۲ منہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرْثٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلٰى عَسِيْبٍ فَمَرَّ بِقَوْمٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْئَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَسَأَلُوْهُ فَقَامَ مُتَوَكِّئًا عَلٰى عَسِيْبٍ وَّأَنَا خَلْفَهُ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُوْحٰى إِلَيْهِ فَقَالَ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ وَمَا أُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيْلًا. فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ قَدْ قُلْنَا لَكُمْ لَا تَسْئَلُوْهُ

سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے ایک کھیت میں جا رہا تھا۔ آپ ایک کھجور کی لکڑی پر ٹیکا دیئے چل رہے تھے۔ اتنے میں چند یہودیوں پر سے گزر ہوا وہ آپس میں کہنے لگے ان سے پوچھو روح کیا چیز ہے بعضوں نے کہا نہ پوچھو۔ آخر انہوں نے پوچھا ہی سہی۔ آنحضرت یہ سنتے ہی اس لکڑی پر ٹیکا دے کر کھڑے ہو رہے۔ میں آپ کے پیچھے تھا میں سمجھ گیا۔ کہ آپ پر وحی آ رہی ہے۔ تھوڑی دیر میں آپ نے (سورۂ بنی اسرائیل کی) یہ آیت سنائی۔ تجھ سے پوچھتے ہیں۔ روح کیا چیز ہے کہہ دے روح میرے مالک کا حکم ہے۔ اور تم بندوں کو (کیا کچھ بہت علم ملا ہے نہیں) تھوڑا ہی سا علم ملا ہے۔ اب آپس میں یہودی کہنے لگے۔ کیونکہ ہم نے نہیں کہا تھا مت پوچھو[۱]۔

۱۱۱۴۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِهِ وَتَصْدِيْقُ كَلِمَاتِهِ بِأَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يُرْجِعَهُ إِلٰى مَسْكَنِهِ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص محض اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کی نیت سے اپنے گھر سے نکلے اس کو اللہ کے کلام کا جو اس نے قرآن میں فرمایا ہے دل سے) یقین ہو۔ تو اللہ اس کا ضامن ہے یا تو اس کو شہادت کا درجہ دے کر) بہشت میں لے جائے گا۔ یا اپنے گھر کو ثواب

---

[۱] گر تم نے نہ مانا پوچھ ہی کر چھوڑا۔ اب تو ان کی پیغمبری کا ایک اور ثبوت ہو گیا انہوں نے آپس میں صلاح کی تھی۔ اگر یہ روح کی کچھ حقیقت بیان کریں۔ تب تو معلوم ہو جائے گا۔ یہ حکیم ہیں پیغمبر نہیں ہیں۔ کیونکہ حکیموں نے اپنی عقل کے موافق روح کی تفسیر کی ہے اور پیغمبروں نے روح کی حقیقت بیان نہیں کی۔ اس کا حکم اللہ ہی پر رکھا ہے۔ روح اللہ کا ایک حکم ہے۔ یعنی ایک ارشاد ہے اس ارشاد کی مدت ختم ہوتے ہی آدمی وہی رہتا ہے۔ وہی آنکھ وہی ناک وہی جسم مگر وہ عہدہ جو اللہ تعالیٰ نے آدمی کو دیا تھا جس کی وجہ سے اس کو بہت سی قدرت بہت سا اختیار تھا۔ وہ نکل جاتا ہے اب آدمی کنکر پتھر کی طرح بے حس اور بے ارادہ رہ جاتا ہے جیسے ایک آدمی سرکار کی طرف سے مجسٹریٹ ہو ایک ہی ایکا مجسٹریٹی چھن جائے فرمایئے اس میں سے کیا چیز کم ہو گئی جس سے اس کا اختیار جو رعایا پر تھا جاتا رہا۔ نہ اس کا رعب داب رعایا کے دلوں پر باقی رہا روح کی بعینہٖ یہی مثال ہے ۱۲ منہ ؁

الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ۔

اور لوٹ کا مال دلا کر مع الخیر لوٹا لائے گا۔[1]

۱۱۱۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَيُقَاتِلُ شَجَاعَةً وَيُقَاتِلُ رِيَاءً فَأَيُّ ذَلِكَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابووائل سے انہوں نے ابوموسیٰ اشعریؓ سے انہوں نے کہا ایک شخص (لاحق بن ضمیرہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا پوچھنے لگا یارسول اللہ بعض آدمی اپنی (عزت بچانے کے لیے) حمیت اور غیرت کی وجہ سے لڑتا ہے۔ بعضا بہادری کی وجہ سے بعضا دکھلانے اور سنانے کی نیت سے (تاکہ لوگوں میں تعریف ہو) تو ان میں سے کون لڑنا اللہ کی راہ میں لڑنا ہے۔ آپ نے فرمایا جس لڑائی سے یہ غرض ہو کہ اللہ کا بول بالا ہو۔ (شرک اور کفر دب جائے) وہ اللہ کی راہ میں لڑتا ہے۔[2]

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ نحل میں) یہ فرمانا ہم تو جب کوئی چیز بنانا چاہتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔[3]

۱۱۱۶۔ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي قَوْمٌ ظَاهِرِينَ عَلَى النَّاسِ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللَّهِ۔

ہم سے شہاب بن عباد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابراہیم بن حمید نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے قیس بن ابی حازم سے انہوں نے مغیرہ بن شعبہ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میری امت میں سے ایک گروہ حق پر غالب رہے گا۔ یہاں تک کہ اللہ کا امر آئے (یعنی قیامت کا حکم صادر ہو)

---

[1] اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ اس میں اللہ کے کلام کا ذکر ہے ۱۲ منہ [2] باقی ان لڑائیوں میں سے کوئی لڑائی اللہ کی راہ میں نہیں ہے۔ اسی طرح اگر مال و دولت یا حکومت یا ملک کے لیے لڑے وہ بھی اللہ کی راہ میں لڑنا نہیں ہے ۱۲ منہ [3] اور سورہ یٰس میں یوں فرمایا۔ انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون مطلب اس باب سے امام بخاری کا یہ ہے کہ قول اور امر دونوں سے ایک ہی چیز مراد ہے یعنی حق تعالیٰ کا کلمہ کن فرمانا۔ بویطی نے کہا اللہ نے سب مخلوق کو کلمہ کن سے پیدا کیا۔ اگر کن بھی مخلوق ہوتا تو مخلوق کا مخلوق سے پیدا کرنا لازم آتا ۱۲ منہ

۱۱۱۷۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللَّهِ مَا يَضُرُّهُمْ مَنْ كَذَّبَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ فَقَالَ مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ سَمِعْتُ مُعَاذًا يَقُولُ وَهُمْ بِالشَّامِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ هَذَا مَالِكٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذًا يَقُولُ وَهُمْ بِالشَّامِ۔

ہم سے حمیدی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ولید بن مسلم نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن زید بن جابر نے کہا مجھ سے عمیر بن ہانی نے انہوں نے معاویہ بن ابی سفیان سے سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میری امت کا ایک گروہ برابر اللہ کے حکم پر (قرآن حدیث پر) قائم رہے گا۔ کوئی ان کو جھٹلائے اور ان کا خلاف کرے۔ تو ان کا کچھ نقصان نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ اللہ کا حکم آن پہنچے گا۔ اور وہ اسی حال میں ہوں گے۔ (قرآن حدیث پر چل رہے ہوں گے) یہ سن کر مالک بن یخامر نے کہا میں نے معاذ بن جبلؓ سے سنا وہ کہتے تھے یہ گروہ شام کے ملک میں ہوگا۔ اس وقت معاویہ نے کہا مالک بن یخامر یہ کہتا ہے۔ کہ اس نے معاذؓ سے سنا کہ یہ گروہ شام کے ملک میں ہوگا۔

۱۱۱۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مُسَيْلِمَةَ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالَ لَوْ سَأَلْتَنِي هَذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللَّهِ فِيكَ وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللَّهُ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی۔ انہوں نے عبداللہ بن ابی حسین سے کہا ہم سے نافع بن جبیر نے بیان کیا انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا جب مسیلمہ کذاب اپنے ساتھیوں کو لئے ہوئے مدینہ میں آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس کھڑے ہوئے فرمایا اگر تو یہ لکڑی کا ٹکڑا (جو اس وقت آپ کے ہاتھ میں تھا) مجھ سے مانگے تو بھی میں نہیں دینے کا[۱]۔ اور اللہ نے جو حکم تیرے باب میں دے رکھا ہے۔ تو اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا اور اگر تو اسلام سے پھر جائے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ہلاک کرے گا[۲]۔

[۱] چہ جائے کہ میں اپنے بعد تجھ کو خلیفہ کروں مسیلمہ کی یہی درخواست تھی ۱۲ منہ [۲] مسیلمہ کذاب نے یمامہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور بہت سے لوگ اس کے پیرو ہو گئے تھے وہ بڑا شعبدہ باز آدمی تھا لوگوں کو شعبدے دکھا کر دام میں لے آیا تھا وہ مدینہ آیا اور آنحضرتؐ سے یہ درخواست کی اگر آپ اپنے بعد مجھ کو خلیفہ کر جائیں تو میں مع اپنے ساتھیوں کے آپ کا تابعدار ہو جاتا ہوں اس وقت آپ نے یہ حدیث فرمائی کہ خلافت تو بڑی چیز ہے میں ایک چھڑی کا ٹکڑا بھی تجھ کو نہیں دینے کا آخر مسیلمہ اپنے ساتھیوں کو لیکر چلا گیا اور یمامہ کے ملک میں اس کی جماعت بہت ہو گئی آنحضرتؐ نے وفات پائی ابوبکر صدیقؓ کی خلافت میں مسیلمہ اور اس کے ساتھیوں پر لشکر کشی ہوئی اس میں بہت مسلمان شہید ہوئے لیکن آخر مسلمانوں کا غلبہ ہوا اور وحشی کے ہاتھ سے مسیلمہ مارا گیا (وحیدی)

۱۱۱۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ بَيْنَا أَنَا أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ حَرْثِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَسِيبٍ مَعَهُ فَمَرَرْنَا عَلَى نَفَرٍ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوهُ أَنْ يَجِيءَ فِيهِ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَهُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَنَسْأَلَنَّهُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ مَا الرُّوحُ فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ فَقَالَ وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتُوا مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا قَالَ الْأَعْمَشُ هٰكَذَا فِي قِرَاءَتِنَا۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا انہوں نے عبدالواحد بن زیاد سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ بن قیس سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا ایسا ہوا میں مدینہ کے ایک کھیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا اتنے میں چند یہودیوں پر سے گزر ہوا وہ آپس میں کہنے لگے ان سے روح کو پوچھو۔ بعضوں نے کہا مت پوچھو ایسا نہ ہو وہ ایسی بات کہیں جو تم کو بری لگے اس پر دوسروں نے کہا نہیں ہم ضرور پوچھیں گے آخر ان میں کا ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا ابوالقاسم بتلاؤ تو روح کیا چیز ہے آپ خاموش ہو رہے میں سمجھ گیا آپ پر وحی آ رہی ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتوا من العلم الا قلیلا۔ اعمش نے کہا ہم نے اس آیت کو یوں ہی پڑھا ہے (عبداللہ بن مسعودؓ کی قرأت یہی ہے مشہور قرأت میں وما اوتیتم ہے)

بَاب ۵۴۸ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمٰتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا۔ وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ إِنَّ

باب اللہ تعالیٰ کا (سورہ کہف میں) فرمانا اے پیغمبر کہدے اگر میرے مالک کی باتیں لکھنے کے لیے سارا سمندر روشنائی ہو جائے تو میرے مالک کی باتیں ختم نہ ہوں اور سمندر تمام ہو جائے گو اتنا ہی ایک اور سمندر ہم اس کی مدد کو لائیں اور (سورۂ لقمان میں) فرمانا اگر زمین میں جتنے درخت ہیں ان سب کے قلم بنائے جائیں اور سمندر روشنائی بنے اس کے بعد سات سمندر اور اتنی ہو بڑے روشنائی بنیں جب بھی اللہ کی

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ مسیلمہ کو فی النار والسقر کیا جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ویسا ہی ہوا مسیلمہ ہلاک ہوا اس کے ساتھی سب تتر بتر ہو گئے کہتے ہیں اب بھی کہیں شاذ و نادر مسیلمہ کے پیرو باقی ہیں ان کو صادقیہ کہتے ہیں مسیلمہ نے دو کتابیں چھوڑیں جن کو وہ کتاب آسمانی کہتا تھا ایک فاروق اول ثانی ایک فاروق ثانی (مسیلمہ نے کئی باتوں میں برخلاف شریعت اسلامی حکم دیا تھا مثلاً آخر میں چل کر اس نے زنا کو حلال کر دیا تھا لعنۃ اللہ علیہ وعلی اتباعہ[۱۲])

رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ

باتیں ختم نہ ہوں اور (سورۂ اعراف میں) فرمایا بے شک تمہارا مالک اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے پھر تخت پر بیٹھ گیا رات سے دن کو ڈھانپتا ہے اور دن کو رات سے رات دن کے پیچھے لگی دوڑی آ رہی ہے اور سورج اور چاند اور تاروں کو بنایا وہ سب اس کے حکم کے تابعدار ہیں سن لو اسی کی خلقت ہے اسی کا حکم چلتا ہے بڑی برکت والا ہے اللہ جو سارے جہان کا مالک ہے سخر کا معنے تابعدار کیا[1]

۱۱۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِىْ سَبِيْلِهٖ لَا يُخْرِجُهٗ مِنْ بَيْتِهٖ اِلَّا الْجِهَادُ فِىْ سَبِيْلِهٖ وَتَصْدِيْقُ كَلِمَتِهٖ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرُدَّهٗ اِلٰى مَسْكَنِهٖ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے گھر سے صرف اسی وجہ سے نکلے کہ اس کو اللہ کے کلموں کا یقین ہو اور اس کی یہی نیت ہو۔ کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے تو اللہ اس کا ضامن ہے۔ یا تو (شہادت کا درجہ دے کر) اس کو بہشت میں لے جائے گا۔ یا ثواب اور لوٹ کا مال دے کر اس کو (مع الخیر) اس کے گھر لوٹا لائے گا۔

بَابُ ۵۴۹ فِى الْمَشِيَّةِ وَالْاِرَادَةِ

وَمَا تَشَاۗءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى تُؤْتِى الْمُلْكَ مَنْ تَشَاۗءُ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّىْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ

باب مشیت اور ارادہ کا بیان[2]۔ اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ الفطرت میں) فرمایا تم کچھ نہیں چاہ سکتے جب تک اللہ نہ چاہے (اور سورۂ آل عمران میں) فرمایا تو جس کو چاہتا ہے بادشاہت دیتا ہے اور (سورۂ کہف میں) فرمایا کسی بات کو مت کہہ کل میں اس کو کروں گا مگر یہ شرط لگا کر اگر اللہ چاہے اور (سورۂ قصص میں) فرمایا تو جس کو چاہے اس کو راہ پر نہ

[1] ان آیتوں کو لا کر امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ امر خلق میں داخل نہیں جب تو فرمایا الا لہ الخلق والامر اور دوسری آیتوں اور حدیثوں میں کلمات سے وہی اوامر اور ارشادات الٰہی مراد ہیں ۱۲ منہ [2] اس باب کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ مشیت اور ارادہ دونوں کو ثابت کریں دونوں ایک ہی ہیں امام شافعی سے بیہقی نے نکالا انہوں نے کہا مشیت اللہ کا ارادہ ہے کرلسیہ نے ان دونوں میں فرق کیا ہے قرآن کی آیتوں سے دونوں کا ایک مطلب ثابت ہوتا ہے

يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ نَزَلَتْ فِي أَبِي طَالِبٍ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔

لگا سکتا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے وہ جس کو چاہتا ہے راہ پر لگاتا ہے۔ سعید بن مسیب نے اپنے والد سے نقل کیا (یہ روایت کتاب التفسیر میں موصولاً گزر چکی ہے) یہ آیت ابوطالب کے باب میں اتری اور (سورۂ بقر میں) فرمایا[1] اللہ تم پر آسانی کرنا چاہتا ہے۔ اور تم پر سختی کرنا نہیں چاہتا۔

۱۱۲۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَوْتُمُ اللَّهَ فَاعْزِمُوا فِي الدُّعَاءِ وَلَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِي فَإِنَّ اللَّهَ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے انہوں نے عبدالعزیز بن صہیب سے۔ انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اللہ سے دعا کرو تو قطعی طور سے مانگو (یعنے فلاں چیز ہم کو عنایت فرما) یوں نہ کہو اگر تو چاہے تو ہم کو دے کیونکہ اللہ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں (پھر مشیت کی قید لگانا لغو ہے۔

۱۱۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَحَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَبْدُ الْحَمِيدِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَالَ لَهُمْ أَلَا تُصَلُّونَ قَالَ عَلِيٌّ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللَّهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے دوسری سند امام بخاری نے کہا اور ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے بھائی عبدالحمید نے انہوں نے سلیمان بن بلال سے انہوں نے محمد بن ابی عتیق سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے امام زین العابدین علی بن حسین علیہما السلام سے ان سے امام حسین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک رات ان کے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے ان سے فرمایا تم نماز نہیں پڑھتے (یعنی تہجد کی نماز) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (بات یہ ہے) ہماری جانیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں وہ جب ہم کو اٹھانا چاہے گا اٹھاوے گا حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب میں نے یہ کہا تو یہ جواب سن کر آنحضرت[2] لوٹ گئے

[1] بیان تریدکا لفظ جو ارادہ سے نکلا ہے ۱۲ منہ [2] تو ہر کام اپنے ارادے سے کرتا ہے اس ۱۲ منہ

بعثنا فانصرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین قلت ذلک ولم یرجع الی شیئا ثم سمعتہ وھو مدبر یضرب فخذہ ویقول وکان الانسان اکثر شیئ جدلا۔

۱۱۲۳۔ **حدثنا** محمد بن سنان حدثنا فلیح حدثنا ھلال بن علی عن عطاء بن یسار عن ابی ھریرۃ رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مثل المؤمن کمثل خامۃ الزرع یفیئ ورقہ من حیث اتتھا الریح تکفئھا فاذا سکنت اعتدلت وکذلک المؤمن یکفا بالبلاء ومثل الکافر کمثل الارزۃ صماء معتدلۃ حتی یقصمھا اللہ اذا شاء۔

۱۱۲۴۔ **حدثنا** الحکم بن نافع اخبرنا شعیب عن الزھری اخبرنی سالم بن عبد اللہ ان عبد اللہ بن عمر قال سمعت

کچھ جواب نہیں دیا پھر جب آپ پیٹھ موڑ کر جارہے تھے اس وقت میں نے سنا اپنی ران پر ہاتھ مارتے جاتے تھے۔ اور یہ آیت پڑھ رہے تھے (جو سورۂ کہف میں ہے)، وکان الانسان اکثر شئے جدلا۔

ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے کہا ہم سے ہلال بن علی نے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی مثال کھیتی کے نرم پودے کی سی ہے جدھر کی ہوا آئی ہے ادھر اس کے پتے جھکتے ہیں وہ بھی جھک جاتا ہے پھر جب ہوا تھم جاتی ہے تو سیدھا ہو جاتا ہے یہی حال مسلمان کا ہے بلاؤں اور مصیبتوں سے وہ جھک جاتا ہے اپھر ایمان کی وجہ سے صبر کر کے سیدھا ہو جاتا ہے) اور کافر کی مثال شمشاد کے درخت کی سی ہے وہ سخت اور سیدھا ہی رہتا ہے پھر جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اس کو جڑ سے اکھیڑ ڈالتا ہے[۵]

ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو سالم عبداللہ نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ منبر پر کھڑے

---

[۵] یس جہاں کافر پر مصیبت آئی پھر نہیں بچتا بلکہ دنیا سے چلتا ہوتا ہے کیونکہ اس کو ایمان نہیں اور اللہ کے فضل وکرم پر بھروسہ نہیں مصیبت آتے ہی اس کا دل ٹوٹ جاتا ہے کم بخت خدا کی رحمت سے ناامید ہو جاتا ہے اور دنیا سے چل بستا ہے اس حدیث کا مجھ کو متواتر تجربہ ہو چکا ہے کافر ملحد اور جاہل دنیا پرست اپنی دولت و اقبال پر مغرور رہتے ہیں بیمار تک نہیں ہوتے مگر جہاں ان کے اقبال کا زمانہ ختم ہوا کوئی بلا آئی وہیں جان دے دیتے ہیں یا تو رنج کے مارے خود مر جاتے یا خودکشی کر لیتے ہیں مومن پر ہزاروں مصائب آتے ہیں مگر وہ خدا سے بھلائی کی امید رکھ کر صبر کیے رہتا ہے اور اسی امید پر اس کی زندگی قائم رہتی ہے ان مع العسر یسرا ۔ رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماندہ بن انس خود میری نسبت بعضے دشمنوں نے یہ خیال کیا تھا کہ زوال عہدہ اور فقدان معاش اور کثرت اخراجات وغیرہ سے ان کا زندہ رہنا مشکل ہے مگر اللہ تعالیٰ نے سب کام آسان کر دیئے جب میں عہدے پر مامور تھا اس سے بھی زیادہ مجھ کو متمول اور غنی اور مالدار کر دیا تھا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اور ایسی عظیم الشان خدمت مجھ سے متعلق کی جس کا فیض اور ثواب قیامت تک باقی رہے گا کسی دشمن کے مٹانے مٹ نہ سکے گا تمام دنیاداروں کی اور دنیادار بادشاہوں کی یادگاریں مٹ جائیں گی مگر میری یادگار قیامت تک لازوال اور مستحکم ہے فاللہ ہو المولیٰ وھو یحیی الموتی وھو علی کل شیئ قدیر ۱۲ منہ

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ قَائِمٌ عَلَی الْمِنْبَرِ اِنَّمَا بَقَاؤُکُمْ فِیْمَا سَلَفَ قَبْلَکُمْ مِّنَ الْاُمَمِ کَمَا بَیْنَ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی غُرُوْبِ الشَّمْسِ اُعْطِیَ اَھْلُ التَّوْرٰۃِ التَّوْرٰۃَ فَعَمِلُوْا بِہٖ حَتّٰی انْتَصَفَ النَّھَارُ ثُمَّ عَجَزُوْا فَاُعْطُوْا قِیْرَاطًا قِیْرَاطًا ثُمَّ اُعْطِیَ اَھْلُ الْاِنْجِیْلِ الْاِنْجِیْلَ فَعَمِلُوْا بِہٖ حَتّٰی صَلٰوۃِ الْعَصْرِ ثُمَّ عَجَزُوْا فَاُعْطُوْا قِیْرَاطًا قِیْرَاطًا ثُمَّ اُعْطِیْتُمُ الْقُرْاٰنَ فَعَمِلْتُمْ بِہٖ حَتّٰی غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَاُعْطِیْتُمْ قِیْرَاطَیْنِ قِیْرَاطَیْنِ قَالَ اَھْلُ التَّوْرٰۃِ رَبَّنَا ھٰؤُلَاءِ اَقَلُّ عَمَلًا وَّاَکْثَرُ اَجْرًا قَالَ ھَلْ ظَلَمْتُکُمْ مِّنْ اَجْرِکُمْ مِّنْ شَیْءٍ قَالُوْا لَا فَقَالَ فَذٰلِکَ فَضْلِیْ اُوْتِیْہِ مَنْ اَشَاءُ

۱۱۲۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ الْمُسْنَدِیُّ حَدَّثَنَا ھِشَامٌ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ اَبِیْ اِدْرِیْسَ عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ رَھْطٍ فَقَالَ اُبَایِعُکُمْ عَلٰی اَنْ لَّا تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُھْتَانٍ تَفْتَرُوْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ

تھے فرماتے تھے تمہاری (یعنی تم مسلمانوں کی) عمر (دنیا میں بقا) اگلی امتوں کے مقابل ایسی ہے جیسے عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک ہوا یہ کہ توراۃ والوں کو توراۃ ملی انہوں نے دوپہر دن تک اس پر عمل کیا پھر عاجز ہو گئے (دن پورا نہ کر سکے) آخر ایک ایک قیراط ان کو مزدوری ملی اس کے بعد انجیل والوں کو انجیل ملی انہوں نے دوپہر سے عصر کی نماز تک اس پر عمل کیا اس کے بعد عاجز ہو گئے (سارا دن پورا نہ کر سکے) ان کو بھی ایک ایک قیراط کی مزدوری ملی پھر تم کو قرآن دیا گیا تو تم نے سورج ڈوبنے تک اس پر عمل کیا (کام پورا کر دیا) تم کو دو دو قیراط مزدوری کے ملے اب توراۃ والے کہنے لگے[1] پروردگار ان مسلمانوں نے کام تو کم کیا اور ان کو مزدوری زیادہ ملی پروردگار نے فرمایا پھر تم کو کیا میں نے تمہارا کچھ حق دبا رکھا انہوں نے کہا نہیں (حق تو ہمارا پورا ملا) پروردگار نے فرمایا پھر یہ میرا فضل ہے میں جس پر چاہتا ہوں کرتا ہوں (اس میں تمہارا کیا اجارہ ہے)۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن یوسف صنعانی نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے ابوادریس (عائذ اللہ) سے انہوں نے عبادہ بن صامتؓ سے انہوں نے کہا میں نے اور کئی آدمیوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی آپ نے فرمایا میں تم سے ان شرطوں پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گے چوری نہ کرو گے اپنی اولاد کا خون نہ کرو گے کوئی بہتان اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان سے اٹھا کر کھڑا ا

[1] اس روایت میں اتنا ہے کہ توراۃ والوں نے یہ کہا اور ان کا وقت مسلمانوں کے وقت سے زیادہ ہونے میں کچھ شبہ نہیں جس روایت میں یہ ہے کہ یہود اور نصاریٰ دونوں نے یہ کہا اس سے حنفیہ نے دلیل لی ہے کہ عصر کی نماز کا وقت دو مثل سایہ سے شروع ہوتا ہے مگر یہ استدلال صحیح نہیں ہے اور اس روایت کے الفاظ پر تو استدلال کا کوئی محل ہی نہیں ہے ۱۲ منہ۔

وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُونِي فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَالِكَ شَيْئًا فَأُخِذَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ لَهُ كَفَّارَةٌ وَطَهُورٌ وَمَنْ سَتَرَهُ اللهُ فَذَالِكَ إِلَى اللهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ

نہ کروگے اور اچھی بات میں میری نافرمانی نہ کروگے پھر جو کوئی تم میں سے ان شرطوں کو پورا کرے اللہ اس کو ثواب دے گا اور جو کوئی ان گناہوں میں سے کوئی گناہ کر بیٹھے اور دنیا ہی میں اس کی سزا مل جائے (حد شرعی پڑ جائے) تو یہی اس کی کفارہ اور پاکیزگی ہوگی (گناہ معاف ہو جائے گا) اگر (دنیا میں سزا نہ ملے) اللہ اس کا گناہ چھپائے رکھے تو (آخرت میں) اللہ کا اختیار ہے چاہے اس کو عذاب دے چاہے اس کا گناہ بخش دے۔

۱۱۲۶۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ لَهُ سِتُّونَ امْرَأَةً فَقَالَ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى نِسَائِي فَلْيَحْمِلْنَ كُلُّ امْرَأَةٍ وَلْتَلِدْنَ فَارِسًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَطَافَ عَلَى نِسَائِهِ فَمَا وَلَدَتْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَلَدَتْ شِقَّ غُلَامٍ قَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ سُلَيْمَانُ اسْتَثْنَى لَحَمَلَتْ كُلُّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ فَوَلَدَتْ فَارِسًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللهِ۔

ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ حضرت سلیمان پیغمبر کی ساٹھ بی بیاں تھیں۔ انہوں نے کہا میں آج شب کو اپنی سب عورتوں پاس ہو آؤں گا اور ہر عورت حاملہ ہو کر ایک بچہ جنے گی جو گھوڑے پر سوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا۔ خیر انہوں نے ایسا ہی کیا رات کو اپنی سب بی بیوں کے پاس گئے (ان سے صحبت کی) پھر کوئی عورت نہ جنی (کسی کو حمل نہ رہا) ایک عورت جنی وہ بھی ادھورا بچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سلیمان انشاء اللہ کہتے تو ہر عورت کو پیٹ رہ جاتا اور اس کا بچہ پیدا ہوتا جو سوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کرتا لہ۔

۱۱۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى أَعْرَابِيٍّ يَعُودُهُ فَقَالَ لَا بَأْسَ عَلَيْكَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللهُ قَالَ الْأَعْرَابِيُّ طَهُورٌ

مجھ سے محمد بن سلام (یا محمد بن مثنیٰ) نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی نے کہا ہم سے خالد حذاء نے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گنوار (قیس بن ابی حازم ایاس) اس کے پوچھنے کو تشریف لے گئے (وہ بخار سے بیمار تھا) آپ نے فرمایا کچھ فکر نہیں انشاء اللہ یہ بیماری تجھ کو گناہوں سے

لہ ترجمہ باب انشاء اللہ کے لفظ سے نکلا کیونکہ اس میں مشیت الٰہی کا ذکر ہے ۱۲ منہ۔

بَلْ هِيَ حُمَّى تَفُورُ عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ تُزِيرُهُ الْقُبُورَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ إِذًا۔

۱۱۲۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ حِينَ نَامُوا عَنِ الصَّلٰوةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِينَ شَاءَ وَرَدَّهَا حِينَ شَاءَ فَقَضَوْا حَوَائِجَهُمْ وَتَوَضَّؤُا إِلَى أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَابْيَضَّتْ فَقَامَ فَصَلّٰى۔

۱۱۲۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَالْأَعْرَجِ وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُحَمَّدًا عَلَى الْعٰلَمِينَ فِي قَسَمٍ يُقْسِمُ بِهِ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسٰى

پاک کردے گی (یا تو اچھا ہو جائے گا) وہ کیا کہنے لگا واہ واہ یہ تو بخار ہے جو ایک بڑے بوڑھے شخص پر زور مار رہا ہے اس کو قبر تک پہنچا کر چھوڑے گا آپ نے فرمایا ہاں تجھ کو ایسا خیال ہے تو ایسا ہی ہوگا۔[۱]

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو ہشیم بن بشیر نے خبر دی انہوں نے حصین بن عبد الرحمٰن سلمی سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے وہ قصہ بیان کیا جب لوگ سو گئے تھے اور صبح کی نماز قضا ہو گئی تھی۔[۲] تو کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہاری جانیں جب تک چاہا روک رکھیں اور جب چاہا چھوڑ دیں (تم جاگ اٹھے) آخر لوگوں نے حاجت پوری کی اور وضو کیا اتنے میں سورج پورا نکل آیا اور سفید ہو گیا اس وقت آپ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھائی۔

ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن اور عبد الرحمٰن بن ہرمز اعرج سے دوسری سند امام بخاری نے کہا اور ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے بھائی عبد الحمید نے انہوں نے سلیمان بن بلال سے انہوں نے محمد بن ابی عتیق سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن اور سعید بن مسیب سے کہ ابوہریرہؓ نے کہا کہ ایک مسلمان (حضرت ابوبکر صدیق) اور یہودی (فنحاص) میں تکرار ہوئی مسلمان کہنے لگا قسم اس پروردگار کی جس نے حضرت محمد مصطفےٰ کو سارے جہان والوں پر چن لیا یہودی کہنے لگا قسم اس پروردگار کی جس نے حضرت موسیٰؑ کو سارے جہان والوں پر چن لیا

---

[۱] طبرانی کی روایت میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو ہماری بات نہیں مانتا تو جیسا تو سمجھتا ہے ویسا ہی ہوگا اور اللہ کا حکم پورا ہو کر رہے گا پھر دوسرے دن شام بھی نہیں ہونے پائی تھی کہ دنیا سے گزر گیا ۱۲ منہ [۲] یہ قصہ باب الاذان میں گزر چکا ہے ۱۲ منہ

عَلَى الْعَالَمِينَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ الْيَهُودِيَّ فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسَى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ فَإِذَا مُوسَى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ۔

چن لیا یہ سن کر مسلمان نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور یہودی کو ایک طمانچہ رسید کیا یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (فریاد کرنے کو) گیا اور سارا قصہ جو اس میں اور مسلمان میں گزرا تھا آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا (مسلمانوں دیکھو) مجھ کو موسیٰ سے مت بڑھاؤ[۵] قیامت کے دن (پہلا صور پھونکنے پر) لوگ بے ہوش ہو جائیں گے پھر (دوسرا صور پھونکنے پر) سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا کیا دیکھوں گا موسیٰ پیغمبر (مجھ سے پہلے) عرش کا کونا تھامے کھڑے ہیں اب میں نہیں جانتا کہ وہ بیہوش ہو کر مجھ سے پہلے ہوش میں آ جائیں گے یا وہ ان لوگوں میں داخل ہیں جن کا اللہ نے اس آیت میں استثناء کیا[۶]۔

۱۱۳۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ أَبِي عِيسٰى أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةُ يَأْتِيهَا الدَّجَّالُ فَيَجِدُ الْمَلٰئِكَةَ يَحْرُسُونَهَا فَلَا يَقْرَبُهَا الدَّجَّالُ وَلَا الطَّاعُونُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

ہم سے اسحاق بن عیسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو یزید بن ہارون نے خبر دی کہا ہم کو شعبہ بن حجاج نے انھوں نے قتادہ سے انھوں نے انس رضی اللہ عنہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال مدینہ پر آئے گا دیکھے گا تو وہاں فرشتے پہرہ دے رہے ہیں تو اگر خدا نے چاہا مدینہ میں دجال نہ آ سکے گا نہ طاعون۔

۱۱۳۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ فَأُرِيدُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انھوں نے زہری سے کہا مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر پیغمبر کو ایک ایک دعا ایسی ملی ہے جس کے قبول کرنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر لیا ہے میں خدا چاہے تو اپنی یہ دعا

---

[۵] یعنی موسیٰ پر فضیلت نہ دو یہ آپ نے تواضع کی راہ سے فرمایا یا مطلب یہ ہے کہ اس طرح سے فضیلت نہ دو کہ حضرت موسیٰ کی توہین نکلے یا یہ واقعہ پہلے کا ہے جب تک آپ کو یہ نہیں بتلایا گیا تھا کہ آپ سب پیغمبروں سے افضل ہیں ۱۲ منہ [۶] فصعق من فی السموٰت ومن فی الارض الا من شاء اللہ (جو سورۂ زمر میں ہے) باب کا مطلب اس سے نکلا کہ آیت میں الا من شاء اللہ کا لفظ ہے اللہ کی مشیت مذکور ہے الا من شاء اللہ سے جبرائیل میکائیل اسرافیل عزرائیل رضوان خازن بہشت مالک خازن دوزخ حاملان عرش مراد ہیں یہ بے ہوش نہ ہوں گے ۱۲ منہ۔

أَنْ أَخْتَبِئَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔

۱۱۳۲ ۔ حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيلٍ اللَّخْمِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلِيبٍ فَنَزَعْتُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ أَنْزِعَ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ أَخَذَهَا عُمَرُ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَّهُ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ حَوْلَهُ بِعَطَنٍ ۔

۱۱۳۳ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ السَّائِلُ وَرُبَّمَا قَالَ جَاءَهُ السَّائِلُ أَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ اشْفَعُوا فَلْتُؤْجَرُوا وَيَقْضِي اللّٰهُ عَلَى لِسَانِ رَسُولِهِ مَا شَاءَ ۔

۱۱۳۴ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ

قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے چھپا رکھوں گا ۔

ہم سے یسیرہ بن صفوان بن جمیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے زہری رض سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابو ہریرہ رض سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بار میں سو رہا تھا خواب میں کیا دیکھتا ہوں ایک کنویں پر کھڑا ہوں میں نے اس میں سے جتنا اللہ کو منظور تھا[1] اتنا پانی نکالا پھر پانی کا ڈول (میرے ہاتھ سے) ابوبکر صدیق نے لے لیا انہوں نے ایک یا دو ڈول نکالے وہ بھی ناتوانی کے ساتھ سے اللہ ان کو بخشے پھر وہ ڈول عمر بن خطاب نے (ابوبکر کے ہاتھ سے) لے لیا ان کے لیتے ہی وہ یا تو ڈول تھا یا چرسہ ہو گیا (جس سے کھیت سینچتے ہیں) میں نے عمر کا سا شہ زور شخص نہیں دیکھا جو ان کی طرح پانی نکالتا ہو اتنا پانی نکالا کہ لوگ اپنے جانوروں کو سیراب کر کے بٹھلانے کی جگہ لے گئے ۔

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے انہوں نے برید سے انہوں نے ابو بردہ سے انہوں نے ابو موسیٰ رض سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس جب کوئی سائل یا کوئی احتیاج والا آتا تو آپ صحابہ سے فرماتے تم بھی اس کی سفارش کرو تم کو ثواب ملے گا اور اللہ کو تو جو منظور ہے وہ اپنے پیغمبر کی زبان پر ڈالے گا[2]

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ جعفی نے (یا یحییٰ بلخی) نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الرزاق نے انہوں نے معمر سے انہوں نے ہمام سے

ف۱ ترجمہ باب یہیں سے نکلا کیونکہ حدیث میں مشیت کا ذکر ہے ۱۲ منہ ف۲ تم کو نیک کام میں سفارش کرنے کا یا کسی مسلمان کی کار براری کے لیے سفارش کرنے کا ثواب مل جائے گا مطلب حاصل ہو یا نہ ہو یہ اللہ کا اختیار ہے باب کا مطلب حدیث کے اس لفظ سے نکلا ویقضی اللہ علی لسان رسولہ ما شاء ۱۲ منہ ۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُلْ أَحَدُكُمُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ ارْزُقْنِي إِنْ شِئْتَ وَلْيَعْزِمْ مَسْئَلَتَهُ إِنَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ لَا مُكْرِهَ لَهُ۔

انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی یوں نہ کہے یا اللہ اگر تو چاہے تو مجھ کو بخش دے اگر تو چاہے مجھ پر رحم کر اگر تو چاہے مجھ کو روزی دے، بلکہ قطعی طور سے مانگے (یا اللہ مجھ کو بخش دے رحم کر روزی دے) اس لیے کہ اللہ تو وہی کام کرتا ہے جو چاہتا ہے اس پر زبردستی کرنے والا کوئی نہیں [۱]

۱۱۳۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرٌو وَحَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ تَمَارَى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِي صَاحِبِ مُوسَى أَهُوَ خَضِرٌ فَمَرَّ بِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنِّي تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِي هٰذَا فِي صَاحِبِ مُوسَى الَّذِي سَأَلَ السَّبِيلَ إِلَى لُقِيِّهِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهُ قَالَ نَعَمْ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا مُوسَى فِي مَلَإِ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ فَقَالَ مُوسَى لَا فَأُوحِيَ إِلَى مُوسَى بَلَى عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَأَلَ مُوسَى

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ابو حفص عمرو بن ابی سلمہ نے کہا ہم سے امام اوزاعی نے کہا مجھ سے ابن شہاب نے انہوں نے عبید اللہ بن عبداللہ ابن عتبہ بن مسعود سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے حر بن قیس بن حصن فزاری سے اس میں جھگڑا کیا کہ موسیٰ علیہ السلام جن صاحب سے جا کر ملے تھے وہ خضر تھے یا اور کوئی اتنے میں ابی بن کعب صحابیؓ اُدھر سے گزرے ابن عباسؓ نے ان کو بلایا اور کہا مجھ میں اور میرے اس ساتھی میں یہ بحث ہو رہی ہے کہ موسیٰؑ نے جن صاحب سے ملاقات کی خواہش کی تھی وہ کون تھے کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں کچھ سنا ہے انہوں نے کہا میں نے آنحضرتؐ سے یہ قصہ سنا ہے آپ فرماتے تھے ایک بار موسیٰ پیغمبر بنی اسرائیل کے سرداروں (یا جماعت) میں بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص ان کے پاس آیا پوچھنے لگا تم اپنے سے بڑھ کر بھی کسی عالم کو جانتے ہو انہوں نے کہا نہیں (حضرت موسیٰؑ کا یہ کہنا جناب احدیت کو ناگوار ہوا) وحی آئی تجھ سے بڑھ کر عالم ہمارا ایک بندہ خضر موجود ہے حضرت موسیٰؑ نے پروردگار سے درخواست کی مجھ کو اس بندے سے ملا دے اللہ تعالیٰ نے ایک مچھلی کو ان کے

[۱] باب کا مطلب اس سے نکلا یفعل ما یشاء ۱۲ منہ۔

السَّبِيلَ إِلَى لُقِيِّهِ، فَجَعَلَ اللَّهُ لَهُ الْحُوتَ آيَةً وَقِيلَ لَهُ إِذَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَكَانَ مُوسَى يَتْبَعُ أَثَرَ الْحُوتِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ فَتَى مُوسَى لِمُوسَى أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ فَقَالَ مُوسَى ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا فَوَجَدَا خَضِرًا وَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا مَا قَصَّ اللَّهُ.

۱۱۳۶ - **حَدَّثَنَا** أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ ابْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَنْزِلُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ يُرِيدُ الْمُحَصَّبَ.

۱۱۳۷ - **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَاصَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ الطَّائِفِ فَلَمْ يَفْتَحْهَا فَقَالَ إِنَّا قَافِلُونَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ نَقْفُلُ

لیے نشانی مقرر کیا اور فرمایا جہاں یہ مچھلی گم ہو جائے وہیں لوٹ آ وہ بندہ تجھ سے ملے گا تو حضرت موسیٰ دریا میں اسی مچھلی کے نشان پر جا رہے تھے اتنے میں موسیٰ کے خادم (یوشع) نے کہا سنو تو جب ہم صخرے کے پاس ٹھیرے تھے (تم سو گئے تھے) تو میں مچھلی کا قصہ ہی کہنا بھول گیا اور یہ شیطان ہی کا کام تھا اس نے مجھ کو مچھلی کی یاد بھلا دی حضرت موسیٰ نے کہا واہ واہ ہم تو اسی فکر میں تھے[1] آخر دونوں باتیں کرتے ہوئے اپنے قدموں کی نشانی پر لوٹے (کیونکہ آگے بڑھ گئے تھے) وہاں خضر سے ملاقات ہوئی پھر وہ قصہ گزرا جو اللہ نے قرآن میں بیان فرمایا۔[2]

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے دوسری سند اور احمد بن صالح نے کہا (جو امام بخاری کے شیخ تھے) ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا کہا مجھ کو یونس نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کل ہم خدا چاہے تو بنی کنانہ کے ٹیکرے (محصب) پر اتریں گے جہاں پر قریش کے لوگوں نے کافر رہنے کی (اور بنی ہاشم اور بنی مطلب سے ترک معاملہ کرنے کی) قسم کھائی تھی۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے ابوالعباس (سائب بن فروخ) سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف والوں کو گھیر لیا اس کو فتح نہیں کیا آخر آپ نے فرمایا کل خدا چاہے تو ہم (مدینہ کو) لوٹ چلیں گے اس پر مسلمان بولے واہ ہم بغیر فتح کیے

---

[1] کہ مچھلی گم ہوتی ہے وہیں تو خضر سے ملاقات ہوگی ۱۲ منہ [2] اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے اس طرح ہے کہ اس میں حضرت خضر اور موسیٰ کے قصے کی طرف اشارہ ہے جو قرآن میں بیان ہوا ہے اور قرآن میں حضرت موسیٰ کا یہ قول اسی قصہ میں مذکور ہے ستجدنی ان شاء اللہ صابرا ولا اعصی لک امرا ۱۲ منہ

وَلَمْ نَفْتَحْ قَالَ فَاغْدُوْا عَلَى الْقِتَالِ فَغَدَوْا فَأَصَابَتْهُمْ جِرَاحَاتٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَكَأَنَّ ذٰلِكَ أَعْجَبَهُمْ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

لوٹ جائیں آپ نے فرمایا ایسا ہے تو پھر کل سویرے لڑائی شروع کرو صبح کو مسلمان لڑنے گئے لیکن (قلعہ فتح نہیں ہوا) مسلمان زخمی ہوئے[1] پھر آپ نے فرمایا صبح کو خدا چاہے تو ہم مدینہ میں لوٹ چلیں گے اس پر مسلمان خوش ہوئے (اب کسی نے یہ نہیں کہا ہم بغیر فتح کئے کیسے جائیں) یہ حال دیکھ کر آنحضرتؐ مسکرائے۔

بَابٌ ۵۵۰ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ حَتّٰى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ وَلَمْ يَقُلْ مَاذَا خَلَقَ رَبُّكُمْ وَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَقَالَ مَسْرُوْقٌ

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ سبا میں) فرمانا اور خدا کے پاس سفارش کام نہیں آتی مگر جس کو وہ حکم دے جب ان کے (یعنے فرشتوں کے) دل سے گھبراہٹ جاتی رہتی ہے تو آپس میں کہتے ہیں تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا دوسرے کہتے ہیں حق فرمایا (سچا ارشاد ہوا) اور وہ بلند ہے بڑا تو فرشتوں نے یوں کہا پروردگار نے فرمایا یوں نہیں کہا پروردگار نے کیا بنایا کیا پیدا کیا[2] اور (آیۃ الکرسی میں) فرمایا کون ایسا ہے جو اس کے بن حکم یعنی بن اجازت

[1] قلعہ والوں نے اندر سے تیر مارے مسلمانوں کے تیر وہاں تک نہیں پہنچتے تھے ۱۲ منہ [2] یہ باب لاکر امام بخاری نے معتزلہ اور متکلمین کا رد کیا معتزلہ کہتے ہیں کہ اللہ کا کلام معاذ اللہ مخلوق ہے اور مخلوقات کی طرح متکلمین کہتے ہیں کہ اللہ کے کلام میں نہ حروف ہیں نہ آواز ہیں بلکہ اللہ کا کلام عبارت ہے ایک کلام نفسی سے جو ایک صفت ازلی ہے اس کی ذات سے قائم ہے اور سکوت کے منافی ہے اسی کلام سے اگر عربی میں تعبیر کرو تو وہ توراۃ ہے میں کہتا ہوں یہ ایک لغو خیال ہے جو متکلمین نے ایک قاعدہ فاسدہ کی بنا پر باندھا ہے انہوں نے یہ تصور کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے کلام میں حروف اور اصوات ہوں اور وہ ہر وقت جب اللہ چاہے اس سے صادر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ حوادث کا محل ہو جائے گا اور جو حوادث کا محل ہو وہ حادث ہوتا ہے حالانکہ یہ قاعدہ خود ایک ڈھکوسلا ہے اور مبنی علی الفاسد فاسد ہے ایک ذات قدیم فاعل مختار سے نئی نئی باتیں صادر ہونا اس کے حدوث کو مستلزم نہیں بلکہ اس کے کمال پر دال ہیں اور ہماری شریعت اور نیز اگلی شریعتیں سب اس بات سے بھری ہوئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب چاہے اس وقت کلام کرتا اور فرشتے اس کا کلام سنتے ہیں اس کے حکم کے موافق تعمیل کرتے ہیں حضرت موسیٰ نے اس کا کلام سنا جس میں آواز تھی اللہ تعالیٰ ہر روز ہر آن نئے نئے احکام صادر فرماتا ہے نئی نئی مخلوقات پیدا کرتا ہے کیا اس سے اس کے قدیم اور ازلی ہونے میں کوئی فرق آیا ہرگز نہیں آیا خود فلاسفہ جنہوں نے اس قاعدہ فاسدہ کی بنا ڈالی ہے وہ کہتے ہیں عقل فعال قدیم ہے حالانکہ ہزارہا حوادث اور اشیا اس سے صادر ہوتے ہیں غرض مسئلہ کلام میں ہزاروں آدمی گمراہ ہو گئے ہیں اور انہوں نے جادۂ مستقیم سے منہ موڑ کر وہی تاویلات اختیار کی ہیں اور اپنی دانست میں یہ لوگ بڑے محقق اور دانشمند بنے ہیں حالانکہ محض بے عقلی ہیں اللہ تعالیٰ جو ہر شئے پر قادر اور تمام کمالات سے موصوف ہے اور اس نے اپنے ایک ادنیٰ مخلوق انسان کو کلام کی طاقت دی ہے وہ تو کلام نہ کر سکے نہ اپنی آواز کسی کو سنا سکے اور اس کی مخلوق فراغت سے جب چاہیں باتیں کیا کریں یہ کیا نادانی کا خیال ہے صحیح مذہب اہل حدیث اور محققین حنابلہ کا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب چاہے اور جس زبان میں چاہے کلام فرماتا ہے اور قرآن کے الفاظ اور معانی دونوں اس کے کلام ہیں اور ازلی اور غیر مخلوق ہیں اس کے کلام میں حروف اصوات ہیں وہ جب چاہتا ہے کلام کرتا ہے ۱۲ منہ۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ إِذَا تَكَلَّمَ اللّٰهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ السَّمٰوٰتِ شَيْئًا فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ وَسَكَنَ الصَّوْتُ عَرَفُوْا أَنَّهُ الْحَقُّ وَنَادَوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَيُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَحْشُرُ اللّٰهُ الْعِبَادَ فَيُنَادِيْهِمْ بِصَوْتٍ يَسْمَعُهُ مَنْ بَعُدَ كَمَا يَسْمَعُهُ مَنْ قَرُبَ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الدَّيَّانُ

اس کے پاس سفارش کرے اور مسروق بن اجدع تابعی نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے[۱] اللہ تعالیٰ جب وحی بھیجنے کے لیے بولتا ہے تو آسمان والے (فرشتے) کچھ سنتے ہیں[۲] پھر جب ان کی گھبراہٹ جاتی رہتی ہے اور (پروردگار کی) آواز تھم جاتی ہے پہچان لیتے ہیں کہ یہ کلام برحق ہے اور ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کیوں پروردگار نے کیا فرمایا دوسرے کہتے ہیں بجا ارشاد فرمایا اور جابرؓ نے عبداللہ بن انیس صحابی سے روایت کی[۳] انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اللہ (قیامت کے دن) بندوں کا حشر کرے گا پھر آواز سے ان کو پکارے گا اس کی آواز نزدیک اور دور والے سب برابر سنیں گے فرمائے گا میں بادشاہ ہوں میں ہر ایک کے اعمال کا) بدلہ دینے والا ہوں۔

۱۱۳۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلٰئِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلٰى صَفْوَانٍ قَالَ عَلِيٌّ وَقَالَ غَيْرُهُ صَفْوَانٍ يَنْفُذُهُمْ ذٰلِكَ فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آسمان میں جب کوئی حکم دیتا ہے[۴] تو فرشتے عاجزی سے اپنے پنکھ مارنے لگتے ہیں یعنی اس کا ارشاد سن کر جس میں ایسی آواز ہوتی ہے جیسے ایک (لوہے کی) زنجیر چکنے پتھر پر چلاؤ علی بن مدینی کہتے ہیں سفیان کے سوا دوسرے راویوں نے اس حدیث میں بجائے صفوان کے بہ فتح فا صفوان روایت کیا ہے[۵] یہ آواز فرشتوں تک پہنچتی ہے جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ جاتی رہتی ہے

[۱] اس کو امام بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں وصل کیا ۱۲ منہ [۲] ایک آواز سنتے ہیں جیسے زنجیر کو گھسیٹو ویسی آواز ہوتی ہے اس کو امام بخاری نے ادب مفرد میں اور امام احمد اور ابو یعلیٰ اور طبرانی نے وصل کیا ۱۲ منہ [۳] طبرانی کی روایت میں ہے جب اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے ۱۲ منہ [۴] ابوسفیان نے صفوان بہ سکون فا روایت کیا ہے دونوں کے معنے ایک ہیں یعنی چکنا صاف سپاٹ پتھر ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ۔

الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ قَالَ عَلِيٌّ وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهٰذَا قَالَ سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ عَلِيٌّ قُلْتُ لِسُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لِسُفْيَانَ إِنَّ إِنْسَانًا رَوَى عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ أَنَّهُ قَرَأَ فُرِّغَ قَالَ سُفْيَانُ هٰكَذَا قَرَأَ عَمْرٌو فَلَا أَدْرِي سَمِعَهُ هٰكَذَا أَمْ لَا قَالَ سُفْيَانُ وَهِيَ قِرَاءَتُنَا۔

تو وہ مقرب فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہو پروردگار نے کیا ارشاد فرمایا وہ کہتے ہیں بجا ارشاد فرمایا وہ بلند بڑا ہے علی بن مدینی نے کہا اور ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ عمرو بن دینار نے عکرمہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے یہی حدیث روایت کی سفیان بن عیینہ نے کہا عمرو نے یوں کہا میں نے عکرمہ سے سنا وہ کہتے تھے ہم سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا علی بن مدینی نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے پوچھا کیا عمرو بن دینار نے یوں کہا میں نے عکرمہ سے سنا انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہا ہاں علی نے یہ بھی کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے کہا ایک آدمی نے عمرو بن دینار سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے مرفوعاً یوں روایت کی ہے کہ آیت میں فرغ (یعنی جیسے مشہور قرات ہے) سفیان نے کہا عمرو بن دینار اس آیت میں اسی طرح پڑھتی تھی اب میں یہ نہیں جانتا کہ انہوں نے یہ قرات عکرمہ سے سنی یا نہیں سفیان نے کہا ہم بھی یوں پڑھتے ہیں (یعنی فزع ہم بھی یوں ہی پڑھتے تھے (یعنی فزع)[1]

۱۱۳۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَذِنَ اللهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ وَقَالَ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی انہوں نے ابوہریرہؓ سے وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ کسی بات کو اتنا متوجہ ہو کر نہیں سنتا جتنا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا قرآن پڑھنا متوجہ ہو کر سنتا ہے جو خوش آوازی سے اس کو پڑھتا ہے۔ ابوہریرہؓ کے ایک ساتھی نے کہا اس حدیث میں

---

[1] اور ابن عامر نے فزّع پڑھا ہے بہ صیغہ معروف بعضوں نے فرّغ پڑھا ہے رائے مہملہ سے جب ان کے دلوں کو فراغت حاصل ہو جاتی ہے مطلب وہی ہے کہ ڈر جاتا رہتا ہے ان سندوں کو بیان کر کے امام بخاریؒ نے یہ ثابت کیا کہ اوپر کی روایت جو عن عن کے ساتھ ہے وہ متصل ہے ۱۲ منہ

صَاحِبٌ لَّهٗ يُرِيْدُ اَنْ يَّجْهَرَ بِهٖ۔

تَغَنّٰی بِالْقُرْاٰنِ یہ معنے ہے کہ اس کو پکار کر پڑھتا ہے[1]

۱۴۰ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رض قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ يَا اٰدَمُ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ فَيُنَادِيْ بِصَوْتٍ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكَ اَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْثًا اِلَى النَّارِ۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے میرے والد نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے ابو صالح (ذکوان) نے انہوں نے ابو سعید خدری رض سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) آدم سے فرمائے گا آدم وہ عرض کریں گے حاضر ہوں تیری خدمت کے لیے مستعد ہوں پھر بلند آواز سے ان کو پکارے گا[2] اللہ تجھ کو یہ حکم دیتا ہے تو اپنی اولاد میں سے دوزخ کا لشکر نکال۔

۱۴۱ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَاَةٍ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَلَقَدْ اَمَرَهٗ رَبُّهٗ اَنْ يُّبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ۔

ہم سے عبید بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہ رض سے انہوں نے کہا مجھ کو اتنی رشک اپنی کسی سوکن پر نہیں آئی جتنی حضرت خدیجہ رض پر آئی اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو حکم دیا کہ خدیجہ رض کو بہشت میں ایک گھر کی بشارت دیں[3]۔

بَابُ ۱۵۵ كَلَامِ الرَّبِّ مَعَ جِبْرِيْلَ وَنِدَاءِ اللّٰهِ الْمَلٰٓئِكَةَ وَقَالَ مَعْمَرٌ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ اَيْ يُلْقٰى عَلَيْكَ وَتَلَقَّاهُ اَنْتَ اَيْ تَاْخُذُهٗ عَنْهُمْ وَمِثْلُهٗ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ

باب اللہ تعالیٰ کا حضرت جبریل ع سے بات کرنا اور فرشتوں کو پکارنا

معمر بن مثنیٰ (ابو عبیدہ) نے کہا یہ جو اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نمل میں) فرمایا اے پیغمبر تجھ کو قرآن اس کی طرف سے ملتا ہے جو حکمت والا اخبر دار ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن تجھ پر ڈالا جاتا ہے اور تو اس کو لیتا ہے جیسے (سورۂ بقر میں) فرمایا فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمَاتٍ

---

[1] بظاہر اس حدیث کا تعلق باب سے معلوم نہیں ہوتا کرمانی نے کہا امام بخاری نے اذن کے معنے اجازت دینے کے سمجھے نہ متوجہ ہو کر سننے کے اور اسی لیے وہ اس حدیث کو اس باب میں لائے میں کہتا ہوں امام بخاری کا مطلب اس حدیث کے یہاں لانے سے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا متوجہ ہو کر سننا اس حدیث سے ثابت ہوا اور سننا بھی ایک صفت ہے مخلوق کی جیسے بولنا پھر سننے کا تو اقرار کرتے ہیں یعنی حق تعالیٰ کے سمع کے قائل اور کلام کا انکار کرتے ہیں۔ یہ نری ہٹ دھرمی ہے ۱۲ منہ:

[2] یہاں سے اللہ کے کلام میں آواز ثابت ہوئی اور ان نادانوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں اللہ کے کلام میں نہ آواز ہے نہ حروف ہیں معاذ اللہ کلام اللہ کے لفظوں کو کہتے ہیں یہ اللہ کے کلام نہیں ہیں کیونکہ الفاظ اور حروف اور اصوات سب حادث ہیں امام احمد نے فرمایا یہ کمبخت لفظیہ جہمیہ سے بدتر ہیں ۱۲ منہ [3] اس حدیث سے امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ اللہ کا کلام صرف نفسی اور قدیم نہیں ہے بلکہ وقتاً فوقتاً وہ کلام کرتا رہتا ہے چنانچہ حضرت خدیجہ رض کو بشارت دینے کے لیے اس نے کلام کیا ۱۲ منہ:

کَلِمَاتٍ -

۱۱۴۲ - حَدَّثَنِيْ إِسْحٰقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا نَادٰى جِبْرِيْلَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ ثُمَّ يُنَادِيْ جِبْرِيْلُ فِي السَّمَاءِ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ وَيُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِيْ أَهْلِ الْأَرْضِ -

یعنی آدمؑ نے اپنے پروردگار سے چند کلمے حاصل کئے ان کا استقبال کرتے لے کے

مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالصمد نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل کو پکارتا ہے آواز دیتا ہے، دیکھو اللہ فلاں شخص سے محبت رکھتا ہے تو بھی اس سے محبت رکھ پھر جبرئیل بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اس کے بعد جبرئیل سارے آسمان میں منادی کر دیتے ہیں دیکھو اللہ تو کو فلاں شخص سے محبت ہے تم سب بھی اس سے محبت رکھو پھر سارے آسمان والے فرشتے اس سے محبت کرنے لگتے اور زمین کے لوگوں میں بھی وہ شخص مقبول ہو جاتا ہے[۲]

۱۱۴۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَصَلٰوةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَأَتَيْنَاهُمْ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات دن کے فرشتے باری باری تمہارے پاس آتے رہتے ہیں اور عصر اور فجر کی نماز میں رات اور دن دونوں کے فرشتے اکٹھا ہو جاتے ہیں پھر جو فرشتے رات کو تمہارے پاس رہے تھے وہ اوپر چڑھ جاتے ہیں پروردگار ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ خوب جانتا ہے تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا وہ کہتے ہیں ہم نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا اور جب ان کے پاس گئے تھے،

لے اصل میں تلقی کے معنے آگے جا کر ملنے یعنی استقبال کرنے کے ہیں چونکہ آنحضرتؐ وحی کے انتظار میں رہتے اس وقت وحی اترتی تو گویا آپ وحی کا استقبال کرتے اس قول کو امام بخاری نے یہ نکالا کہ اللہ کے کلام میں حروف اور الفاظ ہیں ورنہ پیغمبر لوگ اس کو کیسے سے سکتے سورۂ بقرہ کی آیت میں صاف کلمات کا لفظ ہے یعنے آدمؑ نے جو الفاظ سیکھے تھے وہ اللہ تعالےٰ کے بتلائے ہوئے تھے ۱۲ منہ ۲ اس کی تعظیم اور محبت سب کے دل میں سما جاتی ہے مراد یہ ہے کہ زمین میں جو نیک لوگ ہیں ان کے دلوں میں اس کی محبت سما جاتی ہے نہ یہ کہ فساق فجار بدعتی لوگوں کے دلوں میں وہ تو اللہ اور اس کے رسول کے دشمن ہیں اللہ کا جو دوست ہوگا اس کے بھی دشمن ہوں گے کیونکہ دشمن کا دوست بھی دشمن ہوتا ہے ۱۲ منہ۔

وَهُوَ يُصَلُّوْنَ

اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے[1]

۱۱۴۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ عَنِ الْمَعْرُوْرِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَبَشَّرَنِيْ اَنَّهٗ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰى قَالَ وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰى -

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے کپڑے واصل سے انہوں نے معرور بن سوید سے انہوں نے کہا میں نے ابوذر رضی سے سنا. انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جبریل میرے پاس آئے مجھ کو یہ خوشخبری دی کہ جو شخص مر جائے گا وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو (بلکہ موحد ہو) تو (ایک نہ ایک دن وہ بہشت میں جائے گا میں نے کہا اگر وہ زنا اور چوری کرتا ہو انہوں نے کہا گو زنا اور چوری کرتا ہو[2]

بَابٌ ۵۵۲ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ قَالَ مُجَاهِدٌ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ بَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَالْاَرْضِ السَّابِعَةِ -

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ نساء میں) فرمانا اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کو جان کر اتارا ہے اور فرشتے بھی گواہ ہیں[3]. اور مجاہد نے کہا (اس کو فریابی نے وصل کیا) یہ جو سورۂ طلاق میں فرمایا ان ساتوں آسمانوں اور زمینوں میں اللہ کے حکم اترتے رہتے ہیں یعنی ساتویں آسمان سے لے کر ساتویں زمین تک -

۱۱۴۵ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فُلَانُ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَقُلِ اللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ وَ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے ابوالاحوص (سلام بن سلیم) نے کہا ہم سے ابواسحاق ہمدانی نے انہوں نے براء بن عازب رضی سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فلانے (یعنی براء بن عازب رضی سے) جب تو (سونے کے لیے اپنے بستر پر جائے تو یوں کہہ یا اللہ میں نے اپنی جان تیرے سپرد کر دی اور اپنا منہ تیری طرف کر لیا اور اپنا کام سب تجھ کو

[1] اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کلام کرتا ہے ۱۲ منہ [2] اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے بعضوں نے کہا دوسری آیت میں یہ ہے کہ وما نتنزل الا بامر ربک تو حضرت جبریل اسی وقت اترے تھے جب اللہ کا حکم ہوتا تھا اس لیے یہ بشارت جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی بامر الٰہی تھی گویا اللہ نے حضرت جبریل سے فرمایا کہ جا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بشارت دے پس باب کی مطابقت حاصل ہو گئی تھی ۱۲ منہ [3] اس باب میں امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ قرآن اللہ کا اتارا ہوا کلام ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل کو یہ کلام سنایا تھا اور جبریل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو یہی قرآن یعنی الفاظ اور معانی اللہ کا کلام ہیں اسی کو اللہ نے اتارا ہے مطلب یہ ہے کہ وہ مخلوق نہیں ہے جیسے جہمیہ اور معتزلہ نے گمان کیا ہے ۱۲ منہ ؒ -

فَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ وَاَلْجَاْتُ
ظَهْرِیْ اِلَیْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَیْكَ
لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ
اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِیِّكَ
الَّذِیْ اَرْسَلْتَ فَاِنَّكَ اِنْ مُتَّ فِیْ لَیْلَتِكَ
مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاِنْ اَصْبَحْتَ اَصَبْتَ اَجْرًا۔

۱۱۴۶۔ **حَدَّثَنَا** قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ
حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاَحْزَابِ اَللّٰهُمَّ
مُنْزِلَ الْكِتٰبِ سَرِیْعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْاَحْزَابَ
وَزَلْزِلْ بِهِمْ زَادَ الْحُمَیْدِیُّ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ
حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ خَالِدٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ
سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۱۴۷۔ **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَیْمٍ عَنْ
اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ
وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا قَالَ
اُنْزِلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
مُتَوَارٍ بِمَكَّةَ وَكَانَ اِذَا رَفَعَ صَوْتَهٗ سَمِعَ
الْمُشْرِكُوْنَ فَسَبُّوا الْقُرْاٰنَ وَمَنْ اَنْزَلَهٗ
وَمَنْ جَاءَ بِهٖ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَا تَجْهَرْ
بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ
حَتّٰى یَسْمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا

سونپ دیا اور اپنی پیٹھ تیرے فضل و کرم کے بھروسے پر ٹیک دی یہ سب
تیرے ثواب کی امیدوار اور تیرے عذاب کے ڈر سے تجھ سے بھاگ
کر یا بچ کر جانے کا ٹھکانا بجز تیرے ہی پاس کے اور کہیں نہیں ہے
میں اس کتاب پر ایمان لایا جس کو تو نے اتارا[۵۱] اور اس پیغمبر پر جس کو
تو نے بھیجا جب تو یہ دعا پڑھ کر سوئے گا پھر اگر اسی رات کو مر جائے گا
تو اسلام پر مرے گا اور اگر جیتا رہا صبح ہوئی تو ثواب کمائے گا۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ
نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے عبداللہ بن ابی
اوفی سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق
کے دن فرمایا یا اللہ کتاب (قرآن) کے اتارنے والے[۵۲] جلدی حساب لینے
والے ان کافروں کی فوجوں کو بھگا دے ان کا پاؤں ڈگمگا دے حمیدی
نے اس کو یوں روایت کیا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہا ہم
سے اسمٰعیل بن ابی خالد نے کہا میں نے عبداللہ بن اوفی سے سنا
کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا[۵۳]

ہم سے مسدد نے بیان کیا انہوں نے ہشیم بن بشیر سے
انہوں نے ابوبشر سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ
سے یہ جو (سورۂ بنی اسرائیل کی) آیت ہے اور نماز نہ اتنی چلا کر پڑھ نہ اتنی آہستہ
یہ اس وقت اتری جب آپ مکہ میں چھپ کر بسر کرتے تھے پھر جب
آپ قرآن پکار کر پڑھتے اور مشرک سنتے تو قرآن مجید (کو برا بھلا کہتے
اسی طرح اس کو جس نے قرآن اتارا (یعنی جبرئیلؑ) کو اسی طرح اس
کو جو قرآن لے کر آیا (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
تب اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا اور نماز نہ اتنی چلا کر پڑھ کہ مشرکوں کے
کان تک آواز نہ جائے اور نہ اتنی آہستہ کر اپنے اصحاب کو بھی

۵۱ ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے ۱۲ منہ　۵۲ ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے ۱۲ منہ　۵۳ اس سند میں سفیان کے
سماع کی ابن ابی خالد سے اور ابن ابی خالد کے سماع کی عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے صراحت ہے ۱۲ منہ

عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا أَسْمِعْهُمْ وَلَا تَجْهَرْ حَتّٰى يَأْخُذُوا عَنْكَ الْقُرْآنَ۔

بَاب ۵۵۵ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللّٰهِ لَقَوْلٌ فَصْلٌ حَقٌّ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ بِاللَّعِبِ۔

۱۱۴۸۔ **حَدَّثَنَا** الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِيَ الْأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ۔

۱۱۴۹۔ **حَدَّثَنَا** أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَأَكْلَهُ وَشُرْبَهُ مِنْ أَجْلِي وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ حِينَ يُفْطِرُ

(جو تیرے مقتدی ہوں) نہ سنائی دے اور بیچ بیچ کا رستہ اختیار کرلے مطلب یہ ہے کہ اتنی آواز سے پڑھ کر تیرے اصحاب سن لیں اور قرآن سیکھ لیں چلا کر نہ پڑھ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورہ فتح میں) فرمانا یہ گنوار لوگ چاہتے ہیں اللہ کا کلام بدل ڈالیں (یعنی اللہ نے جو وعدے حدیبیہ کے مسلمانوں سے کیے تھے کہ ان کو بلاشرکت غیرے ایک لوٹ ملے گی؎) اور سورہ طارق اور ایسا قرآن فیصلہ کرنے والا کلام ہے وہ کچھ ہنسی دل لگی نہیں ہے۔

ہم سے حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے زہری نے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے آدم کا بیٹا مجھ کو تکلیف دیتا ہے وہ کیا کرتا ہے زمانہ کو برا کہتا ہے (اس کو کاٹتا کوستا ہے، حالانکہ زمانہ کیا کر سکتا ہے) میں زمانہ کا پیدا کرنے والا ہوں سارا کام میرے ہاتھ میں ہے میں رات اور دن کو الٹ پلٹ کرتا ہوں۔

ہم سے ابونعیم (فضل بن دکین) نے بیان کیا کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے کہا اللہ فرماتا ہے روزہ خاص میرے لیے ہوتا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا روزہ دار اپنی خواہش کی چیزیں (پان تمباکو جماع وغیرہ) کھانا پینا سب میری (رضامندی) کے لیے چھوڑ دیتا ہے اور روزہ (درحقیقت) گناہوں کی سپر ہے روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں ایک خوشی تو افطار کے وقت

؎ اس باب کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ اللہ کا کلام کچھ قرآن سے خاص نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اور جس وقت چاہتا ہے بحسب ضرورت اور موقع کلام کرتا ہے چنانچہ صلح حدیبیہ میں جب مسلمان بہت رنجیدہ تھے اپنے پیغمبر کے ذریعہ سے ان سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ان کو بلاشرکت غیرے ایک لوٹ ملے گی یہ بھی اللہ کا کلام تھا اسی طرح باب کی حدیثوں میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے کلام نقل کئے ہیں وہ سب اسی کے کلام ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

وَفَرْحَةٌ حِيْنَ يَلْقٰى رَبَّهٗ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّآئِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ

۱۱۵۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا اَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ رِجْلُ جَرَادٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ يَحْثِيْ فِيْ ثَوْبِهٖ فَنَادٰى رَبُّهٗ يَآ اَيُّوْبُ اَلَمْ اَكُنْ اَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرٰى قَالَ بَلٰى يَا رَبِّ وَلٰكِنْ لَّا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ

۱۱۵۱۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ

ہوتی ہے (دنیا میں) اور ایک خوشی (آخرت میں) اس وقت ہوگی جب اپنے پروردگار سے ملے گا[۱] اور روزہ دار کی منہ کی باس اللہ کو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ بھلی معلوم ہوتی ہے[۲]۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے ہمام سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ایک بار ایسا ہوا ایوب پیغمبر ننگے نہا رہے تھے اتنے میں سونے کی ٹڈیوں کا دل ان پر گرا (آسمان سے ان پر برسے) وہ کیا کرنے لگے اپنے کپڑے میں بٹورنے لگے اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کو پکار (آواز دی) ایوب کیا میں تجھ کو (مال دار بنا کر) ان ٹڈیوں سے بے پرواہ نہیں کر دیا ہے انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں بیشک تو نے مجھ کو بے پرواہ (مالدار) کیا ہے مگر تیرے (فضل و کرم اور) برکت سے بھی میں کہیں بے پرواہ ہو سکتا ہوں[۳]

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام

---

[۱] سبحان اللہ شریعت اسلامی بھی کیسا سچا فلسفہ اور سچی حکمت ہے انسان کی عمدہ زندگی یہی ہے کہ اس کی اوقات خوشی اور خرمی میں گزریں ہر وقت ہر کام میں اس کو فرحت اور لذت تازہ ملے اگر خوشی نہ ہو تو ہفت اقلیم کی سلطنت بھی ایک بلائے جان ہے بات یہ ہے کہ جس کام کو آدمی ہمیشہ کرتا رہے اور اس کی عادت کرے تو پھر اس کی خوشی مٹ جاتی ہے انسان کی بڑی خوشی دنیاوی خوشیوں میں کھانے پینے جماع کرنے کی ہے جب کوئی شخص روزانہ ان کاموں کو کرتا رہے تو وہ عادت کے طور پر کرنے لگتا ہے اس کو مطلق خوشی ان کاموں میں نہیں آتی اور زندگی سے جو مقصود ہے وہ فوت ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے روزہ فرض کر کے یہ چاہا کہ اپنے بندوں کی یہ خوشی بھی از سر نو قائم کر دے آخرت کے فوائد روزے میں ہیں وہ تو الگ رہے یہ فائدہ کہ از سر نو آدمی کو کھانے پینے اور جماع میں فرحت تازہ اور لذت بے اندازہ ملنے لگے کیا کم ہے ۱۲ منہ

[۲] ترجمہ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کو اللہ کا کلام فرمایا [۳] کتنا ہی مال دار بنوں بادشاہ ہفت اقلیم ہو جاؤں جب بھی تیرا محتاج رہوں گا سبحان اللہ حضرت ایوب نے کیسا عمدہ جواب دیا کہ پروردگار اور خوش ہو گیا ہمارے مالک خداوند ہم تو ہمیشہ تیرے در کے بھیک منگتے ہیں ہم تجھ سے بھیک مانگنا چھوڑ دیں یہ نہیں ہو سکتا تو ساری دنیا کی بادشاہت دے جب بھی ہاتھ کر تجھ سے اور مانگیں گے ہم تیرے بندے ہیں تو ہمارا آقا ہے بندے کا کام ہی یہی ہے کہ ہر وقت اپنے مالک کے سامنے ہاتھ پھیلاتا بھیک مانگتا پاؤں پڑتا گڑگڑاتا عاجزی کرتا تیار رہے یا اللہ ہم کو ایسی مالداری سے بچائے رکھ جس کے نشہ میں ہم تجھ کو بھول جائیں تیرے سامنے ہاتھ پھیلانا بھیک مانگنا چھوڑ دیں ہم ایسی مالداری سے مفلسی بہت پسند کرتے ہیں ہم کو نہ تو روپیہ سے اتنی خوشی ہوتی ہے نہ مال سے نہ دولت سے نہ دنیا کے دوسرے سامان اور شوکت سے جتنی خوشی ہم کو اس میں ہے کہ آخر رات میں اٹھ کر تیرے سامنے ہاتھ پھیلا رہے ہوں تجھ سے مانگ رہے ہوں تیرے قدموں پر گر رہے ہوں بار بار تیرے قدموں میں اپنے سر رکھ رہے ہوں بس یہ خوشی ہم کو کافی اور وافی ہے ۱۲ منہ

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ الْاَغَرِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَتَنَزَّلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰی كُلَّ لَیْلَةٍ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ فَیَقُوْلُ مَنْ یَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبَ لَهٗ مَنْ یَّسْاَلُنِیْ فَاُعْطِیَهٗ مَنْ یَّسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَ لَهٗ ۔

مالک نے انہوں نے ابن ابی شہاب سے انہوں نے ابوعبداللہ (سلمان) اغر سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا مالک بلند برکت والا ہر رات کو نزدیک والے آسمان پر اس وقت اترتا ہے جب رات کا آخری تہیرا حصہ باقی رہ جاتا ہے اور یوں ارشاد فرماتا ہے کوئی دعا کرنے والا ہے میں اس کی دعا قبول کروں کوئی مانگنے والا ہے میں اس کو سرفراز کروں کوئی اپنے گناہوں کی بخشش چاہنے والا ہے میں اس کو بخش دوں ۔

۱۱۵۲ ۔ حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ اَنَّ الْاَعْرَجَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ اللّٰهُ اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَیْكَ ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد نے ان سے اعرج نے بیان کیا اس نے ابوہریرہؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ہم دنیا میں گو سب امتوں کے بعد آئے لیکن آخرت میں سب سے آگے رہیں گے اور اسی سند سے یہ حدیث بھی مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ کے بندوں پر اپنا روپیہ خرچ کر میں بھی اپنا روپیہ تجھ پر خرچ کروں گا[1]

۱۱۵۳ ۔ حَدَّثَنَا زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَیْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فَقَالَ هٰذِهٖ خَدِیْجَةُ اَتَتْكَ بِاِنَآءٍ فِیْهِ طَعَامٌ اَوْ اِنَآءٍ فِیْهِ شَرَابٌ فَاَقْرِئْهَا مِنْ رَّبِّهَا السَّلَامَ وَبَشِّرْهَا بِبَیْتٍ مِّنْ قَصَبٍ لَّا صَخَبَ فِیْهِ وَلَا نَصَبَ

ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کہا ہم سے محمد بن فضیل نے انہوں نے عمارہ بن قعقاع سے انہوں نے ابوزرعہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے (حضرت جبرئیلؑ نے آنحضرتؐ سے کہا) یہ خدیجہ ہیں جو کھانے یا پانی کا برتن تمہارے پاس لے کر آئیں ہیں ان کو پروردگار کی طرف سے سلام کہو اور بہشت میں (ایک گھر کی خوشخبری دو جو خول دار موتی کا بنا ہوا ہے نہ اس میں غل اور شور ہے نہ کوئی رنج اور تکلیف ہے (بلکہ چین ہی چین ہے ۔

۱۱۵۴ ۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ اَسَدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض عَنِ النَّبِیِّ

ہم سے معاذ بن اسد نے بیان کیا کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے ہمام بن منبہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

[1] تجھ کو مال دولت عنایت کروں گا ۱۲ منہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللهُ أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ ۔

۱۱۵۵۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلٰهِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ ۔

۱۱۵۶۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَيْلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللهِ بْنَ

میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ وہ بہشت کی نعمتیں) تیار کر رکھی ہے جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا نہ کسی آدمی کے خیال پر گزریں ۔

ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی کہا مجھ کو سلیمان احول نے ان کو طاؤس یمانی نے انھوں نے ابن عباس سے سنا وہ کہتے تھے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے لیے اٹھتے تو یہ دعا کرتے یا اللہ تجھ کو تعریف سجتی ہے تو آسمانوں اور زمین کا نور ہے (اگر نور نہ ہوتا تو نہ آسمان ہوتے نہ زمین تجھی کو تعریف سجتی ہے تو آسمانوں اور زمین کا تھامنے والا ہے تجھی کو تعریف سجتی ہے تو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے اوران چیزوں کا جو آسمان زمین کے درمیان ہیں تو سچا تیرا وعدہ سچا تیرا کلام سچا ۔ تجھ سے ملنا سچ بہشت سچ یہ پیغمبر سچے قیامت سچ ہے یا اللہ میں تیرا تابعدار بن گیا تجھ پر ایمان لایا تجھ پر ہی بھروسا کیا تیرے ہی طرف میں رجوع ہوا تیرے ہی سامنے اپنا جھگڑا پیش کرتا ہوں تجھ ہی سے فیصلہ چاہتا ہوں میرے اگلے اور پچھلے اور چھپے اور کھلے سب گناہ بخش دے تو ہی میرا معبود ہے تیرے سوا میں کسی کا پوجا نہیں کرتا

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے عبد اللہ بن عمر نمیری نے کہا ہم یونس بن یزید ایلی نے کہا میں نے زہری سے سنا کہا میں نے عروہ بن زبیر اور سعید بن مسیب اور علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن مسعود سے ان سبھوں نے حضرت عائشہؓ سے طوفان کا قصہ نقل کیا جب طوفان لگانے والوں نے یہ طوفان لگایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی پاکدامنی

ؔ۱ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ۱۲ منہ

عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّأَهَا اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكُلٌّ حَدَّثَنِيْ طَائِفَةً مِّنَ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ حَدَّثَنِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ يُنْزِلُ فِيْ بَرَاءَتِيْ وَحْيًا يُّتْلٰى وَلَشَأْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَّتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُّتْلٰى وَلٰكِنِّيْ كُنْتُ أَرْجُوْ أَنْ يَّرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللّٰهُ بِهَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالْإِفْكِ الْعَشْرَ الْآيَاتِ۔

اتاری زہری کہتے ہیں ان چاروں شخصوں نے مجھ سے اس حدیث کا ایک ایک ٹکڑا بیان کیا جو انہوں نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا حضرت عائشہ کہتی تھیں خدا کی قسم بات یہ تھی مجھ کو کبھی یہ گمان نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میری پاکدامنی کے لیے وحی اتارے گا جو قیامت تک پڑھی جائے گی میں اپنے دل میں اپنی شان اس سے کہیں حقیر جانتی تھی کہ اللہ جل شانہ (اتنا بڑا بادشاہ) میرے مقدمہ میں ایسا کلام کرے جس کو لوگ (قیامت تک پڑھتے رہیں)[1] بلکہ مجھ کو یہ امید تھی کہ آنحضرتؐ کوئی خواب ایسا دیکھیں گے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھ کو اس طوفان سے پاک کردے گا[2] آخر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں (سورۂ نور کی) اتاریں (برابر دس آیتیں ان الذین جاؤا بالافک سے اخیر تک[3]

۱۱۵۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ إِذَا أَرَادَ عَبْدِيْ أَنْ يَّعْمَلَ سَيِّئَةً فَلَا تَكْتُبُوْهَا عَلَيْهِ حَتّٰى يَعْمَلَهَا فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا بِمِثْلِهَا وَإِنْ تَرَكَهَا مِنْ أَجْلِيْ فَاكْتُبُوْهَا لَهُ حَسَنَةً وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّعْمَلَ حَسَنَةً فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِ مِائَةٍ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے مغیرہ بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میرا کوئی بندہ گناہ کا قصد کرے تو ابھی اس پر یہ گناہ مت لکھو جب تک وہ اس کو کرے نہیں اگر کر ڈالے تب اتنا ہی لکھو (ایک گناہ کے بدل ایک گناہ) اور اگر مجھ سے ڈر کر اس کو چھوڑ دے نہ کرے تو ایک نیکی اس کے لیے لکھو اور اگر میرا کوئی بندہ نیکی کرنا چاہے تو اسی وقت ایک نیکی اس کے لیے لکھ لو گو ابھی اس نے وہ نیکی نہ کی ہو اگر کر ڈالے تب تو دس ویسی ہی نیکیاں اس کے لیے لکھو سات سو نیکیوں تک (سبحان اللہ کیا عنایت ہے)

۱۱۵۸۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ مُّعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ مُزَرِّدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی ادریس نے بیان کیا کہا مجھ سے سلیمان بن بلال نے انہوں نے معاویہ بن ابی مزرد سے انہوں نے سعید بن یسار سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ۱۲ منہ [2] پیغمبروں کا خواب بھی وحی ہوتا ہے ۱۲ منہ [3] یہ قصہ تفصیل سے اوپر کئی بار گزر چکا ہے ۱۲ منہ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَقَالَ مَهْ قَالَتْ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ فَقَالَ اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ فَذٰلِكِ لَكِ ثُمَّ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ۔

۱۱۵۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ صَالِحٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ مُطِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَالَ اللّٰهُ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ كَافِرٌ بِيْ وَمُؤْمِنٌ بِيْ۔

۱۱۶۰۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ اِذَا اَحَبَّ عَبْدِيْ لِقَائِيْ اَحْبَبْتُ لِقَاءَهٗ وَاِذَا كَرِهَ لِقَائِيْ كَرِهْتُ لِقَاءَهٗ۔

۱۱۶۰۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

فرمایا اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا کیا جب اس سے فارغ ہوا تو ناطہ کھڑا ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا کہتا ہے ٹھیر اس نے کہا میں اس لیے کھڑا ہوں تیری پناہ چاہتا ہوں کوئی مجھ کو توڑے نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو اس پر راضی نہیں ہے جو کوئی تجھ کو جوڑے میں بھی اس کو جوڑوں اور جو کوئی تجھ کو کاٹے میں بھی اپنا فضل اس سے کاٹ دوں (اس پر رحم نہ کروں) ناطے نے عرض کیا پروردگار میں اس پر راضی ہوں فرمایا میں نے یہ تجھ کو دیا اس کے بعد ابوہریرہؓ نے یہ آیت (سورۂ محمد کی) پڑھی اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم بھی کرو گے ملک میں فساد مچاتے پھرو گے ناطے توڑو گے[1]

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے انہوں نے زید بن خالد جہنیؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مینہ برسا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا آج صبح کو میرے بندے کچھ تو کافر ہیں کچھ مومن[2]

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب کوئی بندہ مجھ سے ملنا پسند کرتا ہے (یعنی جب موت سامنے آجاتی ہے زندگی سے ناامیدی ہوتی ہے) میں بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہوں اور جو کوئی میرا ملنا ناپسند کرتا ہے میں اس سے ملنا ناپسند کرتا ہوں

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد نے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے

[1] یہ حدیث اور کتاب التفسیر میں گزر چکی ہے دوسری روایت میں یوں ہے ناطہ نے پروردگار کی کمر تھام لی عبداللہ بن عمر کی روایت میں امام احمد کے پاس یوں ہے ناطہ نے فصیح چلتی ہوئی زبان سے یہ گفتگو کی ترجمہ باب اس سے نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے ناطہ سے کلام فرمایا ۱۲ منہ [2] یہ روایت مختصر ہے اور مفصل طور سے گزر چکی ہے کافر تو وہ ہے جو کہتا ہے ستاروں کی گردش سے پانی پڑا اور مومن وہ ہے جو کہتا ہے اللہ کے فضل سے اور رحمت سے پانی پڑا ۱۲ منہ

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي۔

۱۱۶۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ فَإِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوهُ وَاذْرُوا نِصْفَهُ فِي الْبَرِّ وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ فَأَمَرَ اللّٰهُ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيهِ وَأَمَرَ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيهِ ثُمَّ قَالَ لِمَ فَعَلْتَ قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ فَغَفَرَ لَهُ۔

۱۱۶۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي عَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عَبْدًا أَصَابَ ذَنْبًا وَرُبَّمَا قَالَ أَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ أَذْنَبْتُ وَرُبَّمَا قَالَ أَصَبْتُ فَاغْفِرْ لِي فَقَالَ

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے سے اس کے گمان کے موافق سلوک کرتا ہوں۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص نے (بنی اسرائیل میں سے جو کفن چور تھا) اس نے کوئی نیکی کبھی نہیں کی تھی مرتے وقت یہ وصیت کی کہ مرے بعد اس کو جلا ڈالنا اور راکھ آدھی خشکی میں آدھی دریا میں بکھیر دینا خدا کی قسم اگر کہیں خدا نے مجھ کو پکڑ پایا تو ایسا عذاب کرے گا کہ ویسا عذاب سارے جہان میں کسی کو نہیں کرنے کا[1] آخر اللہ تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا اس نے اس کے بدن کے سب اجزا جو اس میں گئے تھے اکٹھا کئے پھر خشکی کو حکم دیا اس نے سب اجزا کو جو اس میں پھیل گئے تھے اکٹھا کیا پروردگار نے (اس کو سامنے کھڑا کیا) پوچھا کیوں تو نے ایسا کیوں کیا وہ کہنے لگا تیرے ڈر سے اور تو خوب جانتا ہے اللہ نے اس کو بخش دیا[2]۔

ہم سے احمد بن اسحاق سرماری نے بیان کیا کہا ہم سے عمرو بن عاصم نے کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے کہا ہم سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے کہا میں نے عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ سے سنا کہا میں نے ابوہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے ایک بندے نے گناہ کیا (یا یوں کہا ایک گناہ کیا) اب پروردگار سے عرض کرنے لگا پروردگار مجھ سے گناہ ہو گیا پروردگار نے (اس کی یہ دعا سن کر) ارشاد فرمایا میرا بندہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا ایک مالک ہے جو گناہ بخشتا بھی اور گناہ پر

---

[1] کیونکہ میں نے عمر بھر گناہ ہی کیے ایک بھی نیکی نہیں کی ۱۲ منہ [2] جب وہ مر گیا اور اس کی راکھ خشکی اور دریا میں بکھیر دی گئی ۱۲ منہ [3] کیونکہ وہ شخص گو گنہگار تھا پر موحد تھا اہل توحید کے لیے مغفرت ذنوب کی بڑی امید ہے آدمی کو چاہیے کہ شرک سے ہمیشہ بچتا رہے اور توحید پر قائم رہے اگر شرک پر مرا تو مغفرت کی امید بالکل نہیں ہے ۱۲ منہ

رَبِّهٖ اَعَلِمَ عَبْدِيْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ ثُمَّ مَكَثَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَصَابَ ذَنْبًا اَوْ اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ اَوْ اَصَبْتُ اٰخَرَ فَاغْفِرْهُ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِيْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ ثُمَّ مَكَثَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا وَّرُبَّمَا قَالَ اَصَابَ ذَنْبًا قَالَ قَالَ رَبِّ اَصَبْتُ اَوْ اَذْنَبْتُ اٰخَرَ فَاغْفِرْهُ لِيْ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِيْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ ثَلٰثًا فَلْيَعْمَلْ مَا شَآءَ

پکڑتا بھی ہے (سزا بھی دیتا ہے) میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر تھوڑی دیر جب تک اللہ کو منظور تھا وہ بندہ ٹھیرا رہا اس کے بعد گناہ کیا (یا یوں کہا) ایک گناہ کیا) اب پروردگار سے عرض کرنے لگا پروردگار مجھ سے اور گناہ ہو گیا[1] تو بخش دے پروردگار نے (یہ دعا سن کر) فرمایا میرا بندہ یہ سمجھتا ہے اس کا ایک مالک ہے جو گناہ بخشتا اور گناہ پر سزا بھی دیتا ہے اچھا میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر تھوڑی دیر جب تک اللہ کو منظور تھا وہ بندہ ٹھیرا رہا اس کے بعد گناہ کیا (یا یوں کہا ایک گناہ اور کیا) اب پروردگار سے عرض کرنے لگا پروردگار مجھ سے گناہ ہو گیا (یا یوں کہا ایک اور گناہ ہو گیا) اس کو بخش دے پروردگار نے فرمایا میرا بندہ یہ جانتا ہے اس کا ایک مالک ہے جو گناہ بخشتا اور گناہ پر سزا بھی دیتا ہے جاؤ میں نے اپنے بندے کو تین بار بخش دیا اب وہ جیسے چاہے اعمال کرے[2] میں تو اس کی مغفرت کر چکا۔

۱۱۶۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي الْاَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ اَبِيْ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ ذَكَرَ رَجُلًا فِيْمَنْ سَلَفَ اَوْ فِيْمَنْ كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَالَ كَلِمَةً يَعْنِيْ اَعْطَاهُ

ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا کہا مجھ سے معتمر بن سلیمان نے کہا میں نے اپنے والد سے سنا کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا انہوں نے عقبہ بن عبدالغافر سے انہوں نے ابو سعید خدریؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے اگلے زمانہ کے ایک شخص کا ذکر کیا یا یوں فرمایا تم سے پہلے جو لوگ گزر چکے ہیں (بنی اسرائیل) ان میں کا ایک شخص (نام نامعلوم) مرنے لگا آپ نے ایک کلمہ فرمایا وہ یہ کلمہ تھا اللہ نے اس کو مال اور اولاد سب کچھ دیا تھا۔

[1] یا یوں کہا مجھ سے ایک اور گناہ ہو گیا ۱۲ منہ [2] یعنی اب وہ جتنے گناہ کرے بشرطیکہ ان سے نادم ہوتا جائے اور استغفار کرتا جائے تو اس کو کچھ ضرر نہ ہوگا اس حدیث سے استغفار کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی کہ وہ مالک کو بہت پسند ہے ایک حدیث میں ہے اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کرے جو گناہ کریں پھر اس سے بخشش چاہیں یعنی استغفار کریں اکثر علماء نے کہا ہے کہ استغفار کی تین شرطیں ہیں گناہ سے الگ ہو جانا نادم ہونا یعنی پچھتانا آگے کے لیے یہ نیت کرنا کہ اب نہ کروں گا اس نیت کے ساتھ اگر پھر وہ گناہ ہو جائے تو پھر استغفار کرے دوسری حدیث میں ہے اگر ایک دن میں ۷۰ بار بھی گناہ کرے لیکن استغفار کرتا رہے تو اس نے اصرار نہیں کیا اصرار کے یہ معنے ہیں کہ گناہ پر نادم ہوا اور اس کے پھر کرنے کی نیت رکھیں اگر گناہ کے پھر کرنے کی نیت ہو اور صرف زبان سے استغفار کرے تو ایسا استغفار کسی کام کا نہیں بلکہ اور عذاب کا ڈر ہے چنانچہ رابعہ فرماتی ہیں ہم لوگوں کا استغفار خود بہت استغفار کا محتاج ہے ۱۲ منہ

حَضَرَتِ الْوَفَاةُ قَالَ لِبَنِيهِ أَيُّ أَبٍ كُنْتُ لَكُمْ قَالُوا خَيْرَ أَبٍ قَالَ فَإِنَّهُ لَمْ يَبْتَئِرْ أَوْ لَمْ يَبْتَئِزْ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرًا وَإِنْ يَقْدِرِ اللَّهُ عَلَيْهِ يُعَذِّبْهُ فَانْظُرُوا إِذَا مُتُّ فَأَحْرِقُونِي حَتَّى إِذَا صِرْتُ فَحْمًا فَاسْحَقُونِي أَوْ قَالَ فَاسْهَكُونِي فَإِذَا كَانَ يَوْمُ رِيحٍ عَاصِفٍ فَأَذْرُونِي فِيهَا فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ مَوَاثِيقَهُمْ عَلَى ذَلِكَ وَرَبِّي فَفَعَلُوا ثُمَّ أَذْرَوْهُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ فَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ كُنْ فَإِذَا هُوَ رَجُلٌ قَائِمٌ قَالَ اللَّهُ أَيْ عَبْدِي مَا حَمَلَكَ عَلَى أَنْ فَعَلْتَ مَا فَعَلْتَ قَالَ مَخَافَتُكَ أَوْ فَرَقٌ مِنْكَ قَالَ فَمَا تَلَافَاهُ أَنْ رَحِمَهُ عِنْدَهَا وَقَالَ مَرَّةً أُخْرَى فَمَا تَلَافَاهُ غَيْرُهَا فَحَدَّثْتُ بِهِ أَبَا عُثْمَانَ فَقَالَ سَمِعْتُ هَذَا مِنْ سَلْمَانَ غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ فِيهِ أَذْرُونِي فِي الْبَحْرِ أَوْ كَمَا حَدَّثَ

۱۱۶۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ وَقَالَ لَمْ يَبْتَئِرْ وَقَالَ خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ وَقَالَ لَمْ يَبْتَئِزْ فَسَّرَهُ قَتَادَةُ لَمْ يَدَّخِرْ۔

خیر جب موت آن پہنچی اس وقت اپنے بیٹوں سے کہنے لگا دیکھو میں تمہارا کیسا باپ تھا انہوں نے کہا بہت اچھا باپ[1] کہنے لگا دیکھو میں نے کوئی نیکی اللہ کی درگاہ میں نہیں بھیجی ہے اور اگر کہیں اللہ نے مجھے پکڑ پایا تو (سخت) عذاب کرے گا تم کیا کرنا جب میں مر جاؤں تو میری لاش جلا ڈالنا جب جل کر کوئلہ ہو جائے اس وقت (خوب) پیسنا اور جس دن زور کی آندھی ہو اس دن یہ راکھ آندھی میں اڑا دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم پروردگار کی اس شخص نے اپنی اولاد سے یہی عہد لے لیا آخر انہوں نے اس کے مرے بعد ایسا ہی کیا (جلا کر راکھ کر ڈالا) پھر آندھی کے دن یہ راکھ اس میں اڑا دی اللہ تعالیٰ نے کن کا لفظ فرمایا[2] تو وہ شخص (فوراً) سامنے کھڑا تھا (کن فرماتے ہی پھر کیا دیر ہے) پروردگار نے اس سے پوچھا میرے بندے یہ تو نے کیا کیا اس نے کہا اے پروردگار تیرے ڈر یا تیرے خوف سے اللہ تعالیٰ نے اس کو کوئی سزا نہیں دی بلکہ اس پر رحم کیا دوسری بار راوی نے یوں کہا اللہ تعالیٰ نے اس کو سوا اس کے (کہ اس سے پوچھا) اور کوئی سزا نہیں دی سلیمان نے کہا میں نے یہ حدیث ابو عثمان نہدی سے بیان کی انہوں نے کہا میں نے اس حدیث کو سلمان فارسیؓ سے سنا اس میں یوں ہے جس دن تیز آندھی ہو اس دن سمندر میں میری راکھ بکھیر دینا یا کچھ ایسا ہی بیان کیا۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے پھر یہی حدیث نقل کی اس میں لم یبتئر ہے[3] اور خلیفہ بن خیاط (امام بخاری کے شیخ) نے کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا پھر یہی حدیث نقل کی اس میں لم یبتئز ہے (زائے معجمہ سے) قتادہؓ نے اس کے معنے یہ کیے ہیں یعنی کوئی نیکی آخرت کے لیے ذخیرہ نہیں کی۔

---

[1] اپنے بیٹوں پر بہت شفقت کرنے والا ۱۲ منہ [2] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ۱۲ منہ [3] اگلی روایت میں شک کے ساتھ تھا لم یبتئر (رائے مہملہ سے) یا لم یبتئز (زائے معجمہ سے) ۱۲ منہ

بَابُ ۵۴ كَلَامِ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ الْاَنْبِيَآءِ وَغَيْرِهِمْ۔

۱۱۶۶۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا رض قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ شُفِّعْتُ فَقُلْتُ يَا رَبِّ اَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ خَرْدَلَةٌ فَيَدْخُلُوْنَ ثُمَّ اَقُوْلُ اَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ اَدْنٰى شَيْءٍ فَقَالَ اَنَسٌ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۱۶۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ هِلَالٍ الْعَنَزِيُّ قَالَ اجْتَمَعْنَا نَاسٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ فَذَهَبْنَا اِلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَذَهَبْنَا مَعَنَا بِثَابِتٍ اِلَيْهِ يَسْاَلُهٗ لَنَا عَنْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ فَاِذَا هُوَ فِيْ قَصْرِهٖ فَوَافَقْنَاهُ يُصَلِّي الضُّحٰى فَاسْتَاْذَنَّا فَاَذِنَ لَنَا وَهُوَ قَاعِدٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَقُلْنَا لِثَابِتٍ

باب اللہ تعالیٰ کا قیامت کے دن پیغمبر اور دوسرے لوگوں سے باتیں کرنا۔

ہم سے یوسف بن راشد نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن عبداللہ یربوعی نے کہا ہم سے ابوبکر بن عیاش نے انہوں نے حمید طویل سے کہا میں نے انس رض سے سنا انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا قیامت کے دن میری شفاعت قبول کی جائے گی میں عرض کروں گا۔ پروردگار جس کے دل میں رائی کے دانہ برابر ایمان ہو اس کو بھی بہشت عنایت فرما (یہ درخواست منظور ہو گی) ایسے لوگ (سب بہشت میں پہنچا دیے جائیں گے پھر میں عرض کروں گا پروردگار جس کے دل میں ذرا سا بھی کچھ ایمان ہو[1] اس کو بھی بہشت میں بھیج انس رض کہتے ہیں گویا میں آنحضرت کی انگلیوں کو دیکھ رہا ہوں[2]۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے کہا ہم سے معبد بن ہلال عنزی نے انہوں نے کہا ہم بصرے کے کئی لوگ اکٹھا ہوئے اور انس بن مالک کے پاس گئے اپنے ساتھ ثابت کو بھی لیتے گئے تاکہ وہ ان سے شفاعت کی حدیث ہم کو سنانے کے لیے پوچھیں انس رض اپنے محل میں تھے[3] اتفاق سے ہم اس وقت پہنچے جب انس رض چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے ہم نے اندر آنے کی اجازت مانگی انہوں نے اجازت دی اس وقت وہ اپنے بستر پر بیٹھے تھے ہم نے ثابت سے کہا بھائی، دیکھو پہلے اور کوئی بات نہ پوچھنا شفاعت کی حدیث پوچھنا آخر انہوں نے

---

[1] گو رائی کے دانہ سے بھی کم ہو ۱۲ منہ [2] آپ انگلیوں کو جوڑ کر یہ اشارہ کرتے تھے کہ اتنا ذرا سا ایمان بھی ہو اس حدیث کی مطابقت باب سے مشکل ہے کیونکہ اس میں یہ ذکر ہے کہ پیغمبر اللہ تعالیٰ سے بات کریں گے مگر یہ کہاں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ پیغمبروں سے کلام کرے گا اور شاید امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو ابونعیم نے مستخرج میں نکالا اس میں یوں ہے مجھ سے کہا جائے گا دیکھئے پروردگار فرمائے گا جس کے دل میں ایک جو برابر ایمان ہے یا رائی برابر ایمان ہے یا کچھ بھی ایمان ہے اس کو تو دوزخ سے نکال سکتا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ [3] جو زاویہ میں تھا بصرے سے چھ میل پر ۱۲ منہ

لَأَنسَأَلُهُ عَن شَيْءٍ أَوَّلَ مِن حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ فَقَالَ يَا أَبَا حَمْزَةَ هٰؤُلَاءِ إِخْوَانُكَ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ جَاءُوكَ يَسْأَلُونَكَ عَنْ حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ فَقَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِإِبْرَاهِيمَ فَإِنَّهُ خَلِيلُ الرَّحْمٰنِ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوسٰى فَإِنَّهُ كَلِيمُ اللّٰهِ فَيَأْتُونَ مُوسٰى فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيسٰى فَإِنَّهُ رُوحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ فَيَأْتُونَ عِيسٰى فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتُونِي فَأَقُولُ أَنَا لَهَا فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي وَيُلْهِمُنِي مَحَامِدَ أَحْمَدُهُ بِهَا لَا تَحْضُرُنِي الْآنَ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ وَأَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ

انہوں نے کہا ابو حمزہ بصرہ سے تیرے بھائی آئے ہیں تجھ سے حدیث شفاعت پوچھتے ہیں پس اس نے کہا ہم سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا قیامت کے دن ایسا ہوگا سب لوگ بے قرار ہو جائیں گے (ایک لوگ دوسرے ہجوم، آخر سب مل کر آدم پیغمبر کے پاس جائیں گے کہیں گے اپنے پروردگار سے ہماری کچھ سفارش کرو اس تکلیف سے نجات ملے) وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں تم ایسا کرو ابراہیمؑ پیغمبر کے پاس جاؤ وہ اللہ کے خلیل ہیں یہ سن کر سب لوگ ان کے پاس آئیں گے وہ بھی یہی کہیں گے میں اس لائق نہیں تم ایسا کرو موسیٰ پیغمبر کے پاس جاؤ وہ اللہ کے کلیم ہیں[1] یہ سن کر سب لوگ موسیٰ پیغمبر کے پاس آئیں گے وہ بھی یہی کہیں گے میں اس لائق نہیں تم ایسا کرو عیسیٰ پیغمبر کے پاس جاؤ وہ اللہ کے روح اور اس کا کلمہ ہیں یہ سن کر وہ سب لوگ عیسیٰ پیغمبر کے پاس آئیں گے وہ بھی یہی کہیں گے میں اس لائق نہیں تم ایسا کرو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ آخر یہ سب لوگ میرے پاس آئیں گے میں کہوں گا بے شک میں اس کام کو کروں گا[2]۔ اور میں اپنے پروردگار کے پاس جا کر اذن مانگوں گا مجھ کو اذن ملے گا اور اس وقت ایسا ہوگا کہ پروردگار میرے دل میں ایسے ایسے تعریف کے کلمے ڈال دے گا جو اس وقت مجھ کو یاد نہیں ہیں میں ان کلموں سے اس کی تعریف کروں گا اور سجدے میں گر پڑوں گا۔ (شفاعت کا اذن مانگوں گا)، ارشاد ہوگا محمد اپنا سر اٹھا جو تو کہے گا ہم سنیں گے جو مانگے گا ہم دیں گے سفارش کرے گا تو ہم مان لیں گے[3]

[1] یعنی اللہ نے ان سے کلام کیا ہے باب کا مطلب یہیں سے نکلتا ہے ۱۲ منہ [2] سبحان اللہ آفرین باد بر ہمت مردانہ تو ۱۲ منہ [3] یعنی شفاعت کا اذن ہے جو قیامت کے دن آپ کو ملے گا جیسے قرآن میں ہے پروردگار کے پاس کسی کی سفارش فائدہ نہ دے گا مگر جس کو پروردگار اذن دے گا یعنی سفارش کرنے کی اجازت دے گا اب جو لوگ کہتے ہیں کہ شفاعت کا اذن آپ کو ہو چکا ہے وہ بے وقوف ہیں ان حدیثوں سے غافل ہیں ان سے صاف نکلتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سجدے میں گر کر اللہ کی بے حد تعریفیں کر کے یہ اذن حاصل کریں گے ۱۲ منہ ؛

مِثْقَالُ شَعِيرَةٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَنْطَلِقُ
فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُودُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ
ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ
ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ
تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ يَا رَبِّ
أُمَّتِي أُمَّتِي فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مِنْهَا
مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ أَوْ
خَرْدَلَةٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ
ثُمَّ أَعُودُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ
أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ
رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ
وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُمَّتِي
أُمَّتِي فَيَقُولُ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَنْ
كَانَ فِي قَلْبِهِ أَدْنَى أَدْنَى أَدْنَى مِثْقَالِ
حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجْهُ
مِنَ النَّارِ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ فَلَمَّا
خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ أَنَسٍ قُلْتُ لِبَعْضِ

اس وقت میں عرض کروں گا پروردگار میری امت پر رحم کر میری امت
پر رحم کر[1] حکم ہوگا اچھا جا اور جس کے دل میں جو برابر بھی ایمان ہو
اس کو دوزخ سے نکال لے میں جا کر ایسا ہی کروں گا پھر لوٹ کر
(پروردگار کے سامنے حاضر ہوگا) اور یہی تعریفیں کر کے سجدے
میں گر پڑوں گا ارشاد ہوگا محمد سر اٹھا کہہ جو کہے گا۔ ہم سنیں گے۔
جو مانگے گا ہم دیں گے سفارش کر ہم منظور کریں گے میں عرض
کروں گا اچھا جا اور جس کے دل میں چیونٹی یا رائی کے دانے برابر
بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لے میں جا کر ایسا ہی کروں گا
پھر لوٹ کر (پروردگار کی بارگاہ میں، حاضر ہوں گا) اور یہی تعریفیں کر
کے سجدے میں گر پڑوں گا ارشاد ہوگا محمد سر اٹھا کیا کہتا ہے ہم سنیں
گے مانگ جو مانگے گا وہ دیں گے سفارش کر ہم منظور کریں
گے میں عرض کروں گا پروردگار میری امت پر رحم کر پروردگار
میری امت پر رحم کر حکم ہوگا اچھا جا اور جس کے دل میں
رائی کے دانے سے بھی کم بہت کم ایمان ہو اس کو بھی دوزخ
سے نکال لے میں جا کر ایسا ہی کروں گا[2] معبد کہتے
ہیں جب ہم (یہ حدیث سن کر) انس رضہ
کے پاس سے نکلے میں نے اپنے

[1] سبحان اللہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی دل و جگر ہوگا کہ ایسے سخت وقت ایسے بڑے شہنشاہ کے سامنے جو جلال اور غضب میں ہوگا اپنی امت کے لیے عرض کریں گے دوسرے پیغمبروں کا تو یہ حال ہوگا ان کو اپنی اپنی فکر پڑے گی نفسی نفسی کہہ رہے ہوں گے مسلمانو دیکھو اللہ تعالیٰ کا شکر کرو اس نے تم کو ایسا پیغمبر عنایت فرمایا جس کو اپنے نفس سے زیادہ تمہارا خیال ہے آپ اپنی ذات کے لیے خاص اپنے عزیز و اقربا کے لیے ایک کلمہ بھی نہ فرمائیں گے سجدے سے سر اٹھاتے ہی اپنی گنہگار امت کے بچانے کی فکر کریں گے ایسے رحیم کریم دل سوز خیر خواہ شفیق پیغمبر کو ہم چھوڑ کر دوسرے لوگوں کی بات سنیں اور آپ کی حدیث پر عمل نہ کریں تو خیال کر لینا چاہیئے ہم کیسے ناشکرے نمک حرام احسان فراموش ہوں گے نہیں جب آنحضرت کو ہماری بہبودی کا اتنا خیال ہے کہ اپنے ذات کی فکر نہیں مگر ہماری فکر ہے تو ہم کو لازم ہے کہ آپ کے ارشاد پر جان و مال نثار کریں اگر سارا عالم ایک طرف ہو سارے جہان کے مولوی ملا ایک بات کہیں اور آنحضرت کا ارشاد اس کے خلاف ہو تو ہم آنحضرت کے ارشاد پر عمل کریں گے اور سب مولوی ملاؤں کی بات چولہے میں جھونکیں گے ہم کو ان سے مطلب ہی کیا ہے پہلے اپنے پیغمبر کو راضی رکھنے کی ہم کو فکر رکھنا چاہیے ان بیچارے ملاؤں کی کیا فکر ہے یہ تو خود بخود جب پیغمبر صاحب ہم سے راضی ہوں گے راضی اور خوش ہو جائیں گے کیا تم نے نہیں سنا جس کو پیا چاہے وہی سہاگن اور اگر پیغمبر صاحب ہم سے ناراض ہوئے تو پھر ان کی رضامندی ہم لے کر کیا کریں گے بھاڑ میں جھونکیں گے یا خاک میں ڈالیں گے ۱۲ منہ [2] یہ حد ہو گئی اب دوزخ میں وہی لوگ رہ جائیں گے جو مشرک یا کافر تھے ان میں ذرا بھی ایمان نہ تھا ۱۲ منہ ؎

أَصْحَابُنَا لَوْ مَرَرْنَا بِالْحَسَنِ وَهُوَ مُتَوَارٍ
فِي مَنْزِلِ أَبِي خَلِيفَةَ فَحَدَّثْنَاهُ بِمَا حَدَّثَنَا
أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَأَتَيْنَاهُ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ
فَأَذِنَ لَنَا فَقُلْنَا لَهُ يَا أَبَا سَعِيدٍ
جِئْنَاكَ مِنْ عِنْدِ أَخِيكَ أَنَسِ بْنِ
مَالِكٍ فَلَمْ نَرَ مِثْلَ مَا حَدَّثَنَا
فِي الشَّفَاعَةِ فَقَالَ هِيهِ فَحَدَّثْنَاهُ
بِالْحَدِيثِ فَانْتَهَى إِلَى هٰذَا الْمَوْضِعِ
فَقَالَ هِيهِ فَقُلْنَا لَمْ يَزِدْ لَنَا عَلَى
هٰذَا فَقَالَ لَقَدْ حَدَّثَنِي وَهُوَ جَمِيعٌ
مُنْذُ عِشْرِينَ سَنَةً فَلَا أَدْرِي
أَنَسِيَ أَمْ كَرِهَ أَنْ تَتَّكِلُوا فَقُلْنَا
يَا أَبَا سَعِيدٍ فَحَدِّثْنَا فَضَحِكَ وَ
قَالَ خُلِقَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا مَا
ذَكَرْتُهُ إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ
أُحَدِّثَكُمْ حَدَّثَنِي كَمَا حَدَّثَكُمْ
بِهِ قَالَ ثُمَّ أَعُودُ الرَّابِعَةَ
فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ
سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ
ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ وَ
سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ
فَأَقُولُ يَا رَبِّ ائْذَنْ
لِي فِيمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

ایک ساتھی سے کہا بھائی چلو امام حسن بصری کے پاس چلیں وہ ان
دنوں (حجاج ظالم کے ڈر سے) ابو خلیفہ طائی کے مکان میں چھپے
ہوئے تھے اور ان سے انس کی حدیث بیان کریں پھر ہم
ان کے پاس پہنچے ان کو سلام کیا انہوں نے اندر آنے کی
اجازت دی ہم نے کہا ابو سعید (یہ امام حسن بصری کی کنیت
ہے) ہم تمہارے (دینی بھائی) انس بن مالک کے پاس سے
آرہے ہیں انہوں نے ہم سے شفاعت کی حدیث ایسی بیان
کی ویسی ہم نے کبھی نہیں سنی انہوں نے کہا بیان کرو ہم نے
یہی حدیث بیان کرنا شروع کی جب اس مقام پر پہنچے جس
کے دل میں رائی کے دانے سے بھی کم بہت کم ایمان ہو انہوں نے
کہا بیان کرو بیان کرو ہم نے کہا بس انسؓ نے ہم سے اتنی ہی حدیث
بیان کی یہاں پر ختم کر دی اس سے زیادہ کچھ نہیں بیان کی انہوں نے
کہا مجھ سے انس نے یہ حدیث بیس برس کے پہلے بیان کی اس وقت
ان کے ہوش حواس بہت اچھے تھے[1] اب میں نہیں جانتا کہ انس اس کو
بھول گئے یا انہوں نے (عمداً) تم سے بیان نہیں کیا ایسا نہ ہو تم اس پر
بھروسہ کر بیٹھو (اور نیک اعمال میں کوشش کرنا چھوڑ دو) ہم نے کہا
ابو سعید بیان کرو تم سے انسؓ نے اور زیادہ کیا بیان کیا تھا یہ سن کر
وہ ہنس دیے کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا آدمی پیدائش سے
جلد باز بنایا گیا ہے میں نے جو تم سے اس کا تذکرہ کیا تھا[2] اسی لیے
کہ میں تم سے یہ پوری حدیث بیان کروں گا[3] دیکھو آنحضرتؐ نے فرمایا
میں چوتھی بار پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس آؤں گا اور ایسی ہی تعریفیں
کر کے سجدے میں گر پڑوں گا ارشاد ہوگا محمدؐ اپنا سر اٹھا کہہ تیری بات
ہم سنیں گے مانگ ہم دیں گے سفارش کر ہم قبول کریں گے میں

[1] اتنے بوڑھے نہیں ہوئے تھے جیسے اب ہو گئے ہیں ۱۲ منہ [2] تم کو صبر کرنا تھا یہ کہنا کیا ضروری تھا بیان کرو بیان کرو ۱۲ منہ [3] مجھ سے انسؓ نے یہ بھی بیان کیا تھا ۱۲ منہ ؛

فَيَقُولُ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي وَكِبْرِيَائِي وَعَظَمَتِي لَأُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔

۱۱۶۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ آخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ وَآخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنَ النَّارِ رَجُلٌ يَخْرُجُ حَبْوًا فَيَقُولُ لَهُ رَبُّهُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُولُ رَبِّ الْجَنَّةُ مَلْأَى فَيَقُولُ لَهُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَكُلَّ ذٰلِكَ يُعِيدُ عَلَيْهِ الْجَنَّةُ مَلْأَى فَيَقُولُ إِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا عَشْرَ مِرَارٍ۔

۱۱۶۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ

عرض کروں گا پروردگار مجھ کو ان لوگوں کے بھی دوزخ سے نکالنے کی اجازت دی جنہوں نے (دنیا میں) لاالہ الا اللہ کہا ہو[1] پروردگار فرمائے گا میری عزت اور جلال اور بزرگی کی قسم ایسے (موحد) لوگوں کو میں خود دوزخ سے نکالوں گا جنہوں نے لاالہ الا اللہ کہا ہوگا۔[2]

ہم سے محمد بن خالد نے بیان کیا کہا ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے انہوں نے اسرائیل سے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے عبیدہ سلمانی سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب کے بعد جو شخص بہشت میں جائے گا وہ سب کے بعد دوزخ سے نکلے گا وہ ایک شخص ہوگا جو گھٹنوں کے بل گھسٹتا ہوا دوزخ سے نکلے گا پروردگار اس سے فرمائے گا (یہیں سے باب کا مطلب نکلتا ہے) ارے جا بہشت میں جا وہ عرض کرے گا پروردگار بہشت تو (بالکل ٹھنسا ٹھنس) بھری ہوئی ہے (اس میں خالی جگہ کہاں ہے) تین بار پروردگار اس سے یہی فرمائے گا ارے جا بہشت میں جا۔ آخر پروردگار فرمائے گا ارے تیرا گھر تو دس دنیا کے برابر ہے (اتنا وسیع ہے) اور فرشتوں کو حکم ہوگا اس کو اس کا گھر بتلا دو۔

ہم سے علی بن حجر نے بیان کیا کہا ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی انہوں نے اعمش سے انہوں نے خیثمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے عدی بن حاتم سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں میں ہر شخص سے اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) بات کرے گا وہ بھی بلا واسطہ اپنی ذات سے کوئی مترجم درمیانی شخص بیچ میں

[1] موحد ہوں گو انہوں نے دوسرے کوئی نیک اعمال نہ کئے ہوں [2] دوسری روایت میں یوں ہے ان لوگوں کا نکالنا تمہارا کام نہیں یہ میرا کام ہے اب بعضوں نے کہا مراد وہ لوگ ہیں جو توحید اور رسالت دونوں کو مانتے ہوں پر ایمان کے ثمرات یعنی فرائض وغیرہ بجا نہ لائے ہوں اور بعضوں نے کہا مراد وہ لوگ ہیں جو صرف توحید الٰہی کے معترف تھے اور رسالت کا مضمون ان کو نہیں پہنچا اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو بھی دوزخ سے نکالے گا جب مشرک ان پر طعنہ کریں گے کہ ہم تم برابر رہے تم بھی دوزخ میں ہم بھی دوزخ میں تمہاری توحید تم کو کیا کام آئی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

تَرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ أَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلِهِ وَيَنْظُرُ أَشْأَمَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ الْأَعْمَشُ وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ خَيْثَمَةَ مِثْلَهُ وَزَادَ فِيهِ وَلَوْ بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ۔

۱۱۷۰۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رض قَالَ جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ إِنَّهُ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ جَعَلَ اللهُ السَّمٰوٰتِ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْأَرَضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْمَاءَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلَى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَعَجُّبًا وَتَصْدِيقًا لِقَوْلِهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِلَى قَوْلِهِ يُشْرِكُونَ۔

۱۱۷۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي النَّجْوَى

نہ ہوگا وہ داہنے طرف تو جو اعمال اس نے دنیا میں کئے تھے وہی دکھلائی دیں گے بائیں طرف دیکھے گا تو بھی یہی اعمال دکھلائی دیں گے آگے دیکھے گا تو دوزخ منہ کے سامنے ہوگی اس لیے لوگو خیرات کر کے دوزخ سے بچاؤ کرو گو کھجور کا ٹکڑا ہی ہو اعمش نے کہا مجھ سے عمرو بن مرہ نے خیثمہ سے یہی حدیث نقل کی ان کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اگر کچھ خیرات نہ کر سکو تو اچھی بات ہی کہہ کر[1]

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے عبیدہ سلمانی سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا یہودیوں کا ایک عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہنے لگا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں کو ایک انگلی پر اور ساتوں زمینوں کو ایک انگلی پر اور پانی اور گیلی مٹی کو ایک انگلی پر اور خلقت کو ایک انگلی پر رکھے گا پھر انگلیوں کو ہلا کر فرمائے گا[2] میں بادشاہ ہوں میں بادشاہ ہوں اور عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ (اس عالم کی یہ بات سن کر) ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دانت کھل گئے آپ نے اس کی بات سے تعجب کیا اس کی کلام کی تصدیق کی پھر (سورۂ زمر کی) یہ آیت پڑھی وما قدروا اللہ حق قدرہ اخیر آیت یشرکون تک

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے صفوان بن محرز سے ایک شخص (نام نامعلوم) نے عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سرگوشی کے باب میں کیا سنا ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے

[1] اپنے تئیں دوزخ سے بچاؤ یعنی سائل کا دل خوش کر دو اگر تمہارے پاس دینے کو کچھ نہ ہو تو نرمی سے اس کو جواب دو کہو بھائی تم دوسرے کسی وقت آؤ تو میں تم کو دوں گا یا اللہ سے دعا کرو مجھ کو کچھ مقدور ہو تو تمہاری ضرور خدمت کروں گا بعضوں نے کہا اچھی بات یہ ہے کہ دو لڑتے ہوئے شخصوں میں میل کرا دے ۱۲ منہ [2] ترجمہ باب یہیں سے نکلا ۱۲ منہ۔

قَالَ يَدْنُوْا اَحَدُكُمْ مِنْ رَّبِّهٖ حَتّٰى يَضَعَ كَنَفَهٗ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ اَعَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ وَيَقُوْلُ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَرِّرُهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ اِنِّىْ سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِى الدُّنْيَا وَاَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ وَقَالَ اٰدَمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ سَمِعْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

قیامت کے دن کرے گا انہوں نے کہا ایسا ہوگا (قیامت کے دن تم میں سے ہر شخص اپنے پروردگار سے نزدیک ہو جائے گا پروردگار اپنا پردہ اس پر ڈال دے گا (تاکہ دوسرے محشر والے اس کی گفتگو نہ سنیں) پھر اس سے فرمائے گا تو نے فلاں فلاں گناہ دنیا میں کیا تھا وہ کہے گا بے شک پروردگار پھر فرمائے گا تو نے فلاں فلاں گناہ دنیا میں کیا تھا وہ کہے گا بیشک پروردگار غرض اسی طرح سب گناہوں کا اس سے افرار کرا لے گا اس کے بعد فرمائے گا میں نے تیرے گناہ دنیا میں چھپائے رکھے اور آج تجھ کو بخشے دیتا ہوں اور آدم بن ابی ایاس نے کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا کہا ہم سے قتادہ نے کہا ہم سے صفوان نے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا[1]

بَابُ ۵۴۹ قَوْلِهٖ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا

باب اللہ تعالےٰ کا (سورۂ نساء میں) فرمانا اللہ نے موسیٰ سے بول کر باتیں کیں[2]

۱۱۷۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے عقیل نے انہوں نے ابن شہاب سے کہا ہم سے حمید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے

ؔ باب کی مطابقت ظاہر ہے اب کہاں گئے وہ لوگ جو کہتے ہیں اللہ کا کلام ایک قدیم نفسی صفت ہے نہ اس میں آواز ہے نہ حروف ہیں فرمایئے یہ قدیم صفت موقع بموقع کیونکہ حادث ہوتی رہتی ہے اگر کہیے اس کا تعلق حادث ہے جیسے سمع اور بصر وغیرہ میں تو وہاں مسموع اور مبصر ذات الٰہی کا غیر ہے اس لیے تعلق حادث ہو سکتا ہے یہاں تو کلام اسی کی صفت ہے اس کا غیر نہیں ہے اگر اس کے کلام میں آواز اور حروف نہیں ہیں تو پھر پیغمبروں نے اس کا کلام کیونکر سنا اور متواتر حدیثوں میں جو آتا ہے کہ اس نے دوسرے لوگوں سے بھی کلام کیا اور خصوصاً مومنوں سے آخرت میں کلام کرے گا تو یہ کلام جب اس میں آواز اور حروف نہیں ہیں کیونکر سمجھ میں آیا اور آ سکتا ہے افسوس ہے کہ یہ لوگ اتنے عقلمند ہو کر اور اتنا علم پڑھ کر پھر اس مسئلہ پر بے وقوفی کی چال چلے اور معلوم نہیں کیا کیا تاویلات کرتے ہیں اس قسم کی تاویلیں درحقیقت صفت کلام کا انکار کرنا ہے پھر سرے سے یوں نہیں کہہ دیتے کہ اللہ تعالیٰ کلام ہی نہیں کرتا جیسے جعد بن درہم مردود کہتا تھا ۱۲ منہ

ؔ اس سند کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ صفوان سے قتادہ کی سماع کی تصریح ہو جائے اور انقطاع کا احتمال رفع ہو جاوے چونکہ قتادہ کے مدلس ہیں اور پہلی سند میں عن صفوان ہے ۱۲ منہ ؔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان لوگوں کا رد کیا جو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کلام حقیقۃً کلام نہ تھا بلکہ معنی مجازی مراد ہے یعنی کسی فرشتے یا درخت نے موسیٰؑ سے کلام کیا تھا اللہ نے اس میں بات کرنے کی قوت پیدا کر دی تھی یہ عجیب سفیہانہ خیال ہے اگر ایسا ہوتا تو پھر موسیٰؑ کی فضیلت کیا ہوتی ہر فرد بشر موسیٰ کی طرح ہے کیونکہ ہم سب جس سے کلام کرتے ہیں اس میں اللہ ہی نے کلام کی قوت پیدا کر دی ہے اس آیت میں کلم اللہ کے بعد پھر تکلیما فرما کر اس کی تاکید کی یعنی خود اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے بلا توسط غیرے باتیں کیں اور اسی لیے حضرت موسیٰؑ کو کلیم اللہ کہتے ہیں اور ان کو دوسرے پیغمبروں پر اسی وجہ سے افضلیت حاصل ہوئی ۱۲ منہ۔

أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ احْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى فَقَالَ مُوسَى أَنْتَ آدَمُ الَّذِي أَخْرَجْتَ ذُرِّيَّتَكَ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ آدَمُ أَنْتَ مُوسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِرِسَالَاتِهِ وَكَلَامِهِ ثُمَّ تَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ قَدْ قُدِّرَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى۔

کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم اور موسیٰ میں بحث ہوئی موسے نے کہا تم ہی وہ آدم ہو جنہوں نے (گناہ کرکے) اپنی اولاد کو بہشت سے نکالا آدم نے کہا تم ہی وہ موسے ہو کہ اللہ نے تم کو اپنی پیغمبری اور کلام سے برگزیدہ کیا (تم سے بلاواسطہ باتیں کیں) اور پھر تم مجھ کو (اتنا علم اور اتنی فضیلت رکھ کر) اس کام پر ملامت کرتے ہو جو میری پیدائش سے پہلے میری تقدیر میں لکھ دیا گیا تھا[۱] غرض آدم (بحث میں) موسیٰ پر غالب آئے۔

۱۱۷۳۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجْمَعُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُونَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا فَيُرِيحُنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ لَهُ أَنْتَ آدَمُ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ وَأَسْجَدَ لَكَ الْمَلَائِكَةَ وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا فَيَقُولُ لَهُمْ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس رض سے انہوں نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مومنوں کو اکٹھا کرے گا وہ (وہاں کی تکلیف سے تنگ آکر) کہیں گے ہم کسی کی سفارش تو بھی اپنے مالک پاس کرائیں کہ اس تکلیف سے ہم کو نجات دے آخر سب مل کر آدم کے پاس جائیں گے ان سے کہیں گے آپ آدم ہیں سارے آدمیوں کے باپ اللہ تعالیٰ نے آپ کا پتلہ خاص اپنے ہاتھ سے بنایا اور ہر چیز کے نام آپ کو سکھلائے (آپ سے بڑھ کر ہم پر کون مہربان ہوگا) ہماری سفارش پروردگار پاس کیجئے کہ اس تکلیف سے ہم کو نجات دے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطا یاد کریں گے جو ان سے ہوگئی تھی[۲]۔

۱۱۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَالِكٍ يَقُولُ

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا مجھ سے سلیمان ابن بلال نے انہوں نے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر سے انہوں نے کہا میں نے انس بن مالک رض سے سنا وہ کہتے تھے

---

[۱] موسیٰ اس کا کچھ جواب نہ دے سکے ۱۲ منہ [۲] یہ حدیث مختصر ہے اور امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جو کتاب التفسیر میں گزر چکا ہے اس میں یہ ہے حضرت آدم نے کہا تم ایسا کرو موسیٰ پیغمبر پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کیا ان کو تورات عنایت فرمائی اور اوپر کتاب التوحید میں بھی گزرا اس میں یوں ہے موسیٰ پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تورات عنایت فرمائی اور ان سے بول کر باتیں کیں ان دونوں طریقوں میں باب کا مطلب صاف مذکور ہے ۱۲ منہ

لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ إِنَّهُ جَاءَهُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ أَوَّلُهُمْ أَيُّهُمْ هُوَ فَقَالَ أَوْسَطُهُمْ هُوَ خَيْرُهُمْ فَقَالَ آخِرُهُمْ خُذُوا خَيْرَهُمْ فَكَانَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَرَهُمْ حَتَّى أَتَوْهُ لَيْلَةً أُخْرَى فِيمَا يَرَى قَلْبُهُ وَتَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ وَكَذَلِكَ الْأَنْبِيَاءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوبُهُمْ فَلَمْ يُكَلِّمُوهُ حَتَّى احْتَمَلُوهُ فَوَضَعُوهُ عِنْدَ بِئْرِ زَمْزَمَ فَتَوَلَّاهُ مِنْهُمْ جِبْرِيلُ فَشَقَّ جِبْرِيلُ مَا بَيْنَ نَحْرِهِ إِلَى لَبَّتِهِ حَتَّى فَرَغَ مِنْ صَدْرِهِ وَجَوْفِهِ فَغَسَلَهُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ بِيَدِهِ حَتَّى أَنْقَى جَوْفَهُ ثُمَّ أُتِيَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فِيهِ تَوْرٌ مِنْ ذَهَبٍ مَحْشُوًّا إِيمَانًا وَحِكْمَةً فَحَشَا بِهِ صَدْرَهُ وَلَغَادِيدَهُ يَعْنِي عُرُوقَ حَلْقِهِ ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ

جس رات آپ کو کعبے کی مسجد میں معراج ہوا اس کا قصہ یہ ہے کہ آپ پر وحی اترنے سے پہلے تین فرشتے آپکے پاس آئے آپ مسجد حرام میں سو رہے تھے [۱] پہلا فرشتہ کہنے لگا ان تینوں میں وہ کون ہے اس میں بیچ کا فرشتہ بولا جو ان تینوں میں بہتر ہیں پچھلا فرشتہ بولا جو بہتر ہیں انہی کو لے لو اپنے ساتھ لے چلو (اس رات کو اتنا ہی واقعہ ہوا آنحضرتؐ نے ان فرشتوں کو نہیں دیکھا پھر اس کے بعد ایک رات کو دوبارہ وہ فرشتے آئے [۲] اس وقت آنحضرتؐ کی یہ حالت تھی کہ آپ کا دل بیدار تھا آنکھیں بظاہر سو رہی تھیں کیونکہ آپ کا دل نہیں سوتا تھا اور تمام پیغمبروں کا یہی حال ہے ان کی آنکھ سوتی ہے اور دل بیدار رہتا ہے) نہیں سوتا خیر ان فرشتوں نے آنحضرت سے کوئی بات نہیں کی آپ کو اٹھا لیا اور زمزم کے کنوئیں پر لے گئے جبرئیلؑ نے یہ کام اپنے ذمے لیا آپ کا پیٹ سینہ سے لے کر گلے تک چیر ڈالا اور سینے اور پیٹ کو تمام انسانی خواہشوں اور آلائشوں سے خالی کیا اور اپنے ہاتھ سے زمزم کے پانی سے دھویا آپ کا پیٹ خوب صاف پاک کیا پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا جس میں سونے کا ایک آفتابہ رکھا تھا جو ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا حضرت جبرئیل نے کیا کیا آپ کا سینہ اور حلق کی رگیں سب اس سے بھر دیں بعد اس کے سینہ سی دیا اور آپ کو لے کر پہلے نزدیک والے آسمان پر چڑھ گئے اور وہاں دروازوں میں سے ایک دروازے پر دستک دی آسمان والے فرشتوں نے پوچھا کون

[۱] آپ بیچ میں تھے ایک طرف حضرت حمزہؓ دوسری طرف جعفر بن ابی طالب تھے ۱۲ منہ [۲] جس کے لیے معراج کا حکم ہوا ہے ۱۲ منہ [۳] حدیث میں یہ مذکور نہیں کہ دوبارہ جو یہ فرشتے آئے تو کتنی مدت کے بعد آئے اور ظاہر یہ ہے کہ دوبارہ اس وقت آئے جب آپ پیغمبر ہو چکے تھے آپ پر وحی آنے لگی تھی ۱۲ منہ [۴] اس روایت سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو معراج کو خواب کی حالت میں کہتے ہیں معاویہؓ سے ایسا ہی منقول ہے لیکن جمہور اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ آپ کو معراج بیداری کی حالت میں ہوا ورنہ مشرکین جھٹلاتے کیوں اور شریک راوی نے غلطی کی جو خواب کی حالت میں اس کو بیان کیا وہ اس روایت کے ساتھ منفرد ہے حافظ نے کہا شریک منفرد نہیں ہے بلکہ کثیر بن خنیس نے اس کی متابعت کی اس روایت کو سعید بن یحییٰ اموی نے کتاب المغازی میں نکالا بعضوں نے کہا آپ کو معراج دوبار ہوا تھا ایک بار حالت خواب میں ایک بار بیداری میں اب کوئی اشکال نہ رہے گا ۱۲ منہ

إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَضَرَبَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِهَا فَنَادَاهُ أَهْلُ السَّمَاءِ مَنْ هٰذَا فَقَالَ جِبْرِيلُ قَالُوا وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مَعِيَ مُحَمَّدٌ قَالَ وَقَدْ بُعِثَ قَالَ نَعَمْ قَالُوا فَمَرْحَبًا بِهِ وَأَهْلًا فَيَسْتَبْشِرُ بِهِ أَهْلُ السَّمَاءِ لَا يَعْلَمُ أَهْلُ السَّمَاءِ بِمَا يُرِيدُ اللّٰهُ بِهِ فِي الْأَرْضِ حَتّٰى يُعْلِمَهُمْ فَوَجَدَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا آدَمَ فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ هٰذَا أَبُوكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَرَدَّ عَلَيْهِ آدَمُ وَقَالَ مَرْحَبًا وَأَهْلًا بِابْنِي نِعْمَ الِابْنُ أَنْتَ فَإِذَا هُوَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا بِنَهَرَيْنِ يَطَّرِدَانِ فَقَالَ مَا هٰذَانِ النَّهَرَانِ يَا جِبْرِيلُ قَالَ هٰذَا النِّيلُ وَالْفُرَاتُ عُنْصُرُهُمَا ثُمَّ مَضٰى بِهِ فِي السَّمَاءِ فَإِذَا هُوَ بِنَهَرٍ آخَرَ عَلَيْهِ قَصْرٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَزَبَرْجَدٍ فَضَرَبَ يَدَهُ فَإِذَا هُوَ مِسْكٌ قَالَ مَا هٰذَا يَا جِبْرِيلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي خَبَأَ لَكَ رَبُّكَ ثُمَّ عَرَجَ إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَتِ الْمَلٰئِكَةُ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَتْ لَهُ الْأُولٰى مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قَالُوا وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا وَقَدْ بُعِثَ

جبرئیلؑ نے کہا جبرئیلؑ پوچھا تمہارے ساتھ اور کون ہے انہوں نے کہا محمدؐ ہیں آسمان والوں نے پوچھا کیا وہ بلائے گئے ہیں جبرئیلؑ نے کہا ہاں انہوں نے کہا خوب اچھے آئے اپنے لوگوں میں آئے آسمان والے فرشتے آپ کے تشریف لانے سے خوش ہو رہے تھے بات یہ ہے کہ آسمان کے فرشتوں کو اس کی کچھ خبر نہیں ہوتی جو انتظام اللہ زمین میں کرنا چاہتا ہے جب تک اللہ ان کو خبر نہیں کرتا[1] خیر آنحضرتؐ پہلے آسمان میں حضرت آدمؑ سے ملے جبرئیلؑ نے بتلایا یہ تمہارے باپ آدمؑ ان کو سلام کرو آنحضرت صلی اللہ نے ان کو سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور کہا آؤ پیارے بیٹے تم اپنے لوگوں میں آئے کیا اچھے بیٹے ہو آپ نے پہلے ہی آسمان میں دو بہتی ندیاں دیکھیں جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کونسی ندیاں ہیں انہوں نے کہا یہ نیل اور فرات ندیوں کی (جو زمین پر ہیں) جڑ ہیں پھر جبرئیلؑ آپ کو اسی آسمان میں پھرانے لگے ایک اور ندی دیکھی جس پر زمرد اور موتی کا ایک بنا ہوا تھا۔ آنحضرتؐ نے اس ندی پر ہاتھ مارا دیکھا تو اس کی مٹی نرمی مشک ہے دیا خوشبو دار مشک ہے آپ نے پوچھا جبرئیل یہ کونسی ندی ہے انہوں نے کہا یہی تو کوثر کی ندی ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے چھپا رکھی ہے اس کے بعد جبرئیلؑ آپ کو دوسرے آسمان پر چڑھا لے گئے وہاں بھی فرشتوں سے وہی جواب سوال ہوا جو پہلے آسمان پر ہوا تھا انہوں نے پوچھا کون جبرئیلؑ نے کہا جبرئیل انہوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں نے پوچھا کیا وہ بلائے گئے ہیں انہوں نے کہا ہاں تب کہنے لگے واہ واہ خوب اچھے آئے اپنے لوگوں میں آئے پھر جبرئیلؑ آپ کو تیسرے آسمان پر چڑھا لے گئے وہاں بھی ایسا ہی جواب سوال ہوا جیسے پہلے اور دوسرے آسمان پر ہوا تھا پھر چوتھے آسمان پر چڑھا لے گئے وہاں بھی یہی سوال جواب ہوا

[1] یعنی کسی مقرب فرشتے کی معرفت جیسے حضرت جبرئیل کے وغیرہ کے ذریعہ سے ۱۲ منہ ؒ

إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالُوا مَرْحَبًا بِهِ وَأَهْلًا ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ وَقَالُوا لَهُ مِثْلَ مَا قَالَتِ الْأُولَى وَالثَّانِيَةُ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى الرَّابِعَةِ فَقَالُوا لَهُ مِثْلَ ذَالِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَقَالُوا مِثْلَ ذَالِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَقَالُوا لَهُ مِثْلَ ذَالِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَقَالُوا لَهُ مِثْلَ ذَالِكَ كُلُّ سَمَاءٍ فِيهَا أَنْبِيَاءُ قَدْ سَمَّاهُمْ فَأَوْعَيْتُ مِنْهُمْ إِدْرِيسَ فِي الثَّانِيَةِ وَهَارُونَ فِي الرَّابِعَةِ وَآخَرَ فِي الْخَامِسَةِ لَمْ أَحْفَظِ اسْمَهُ وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّادِسَةِ وَمُوسَى فِي السَّابِعَةِ بِتَفْضِيلِ كَلَامِ اللَّهِ فَقَالَ مُوسَى رَبِّ لَمْ أَظُنَّ أَنْ يُرْفَعَ عَلَيَّ أَحَدٌ ثُمَّ عَلَا بِهِ فَوْقَ ذَلِكَ بِمَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ حَتَّى جَاءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّةِ فَتَدَلَّى حَتَّى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَأَوْحَى اللَّهُ فِيمَا أَوْحَى إِلَيْهِ خَمْسِينَ صَلَاةً عَلَى أُمَّتِكَ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثُمَّ هَبَطَ حَتَّى بَلَغَ مُوسَى فَاحْتَبَسَهُ مُوسَى فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مَاذَا عَهِدَ إِلَيْكَ رَبُّكَ قَالَ عَهِدَ إِلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذَلِكَ فَارْجِعْ

پھر پانچویں آسمان پر چڑھائے گئے وہاں بھی ایسا ہی سوال جواب ہوا پھر چھٹے آسمان پر چڑھائے گئے وہاں بھی یہی گفتگو رہی پھر ساتویں آسمان پر وہاں بھی ایسی ہی گفتگو ہوئی ہر آسمان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک پیغمبر سے ملے آپ نے ان کے نام بیان فرمائے لیکن مجھ کو یوں یاد رہا کہ ادریس پیغمبر دوسرے آسمان پر ملے اور ہارون پیغمبر چوتھے آسمان پر اور پانچویں پر کون سے پیغمبر ملے مجھ کو یاد نہیں رہا چھٹے آسمان پر حضرت ابراہیمؑ ملے اور ساتویں آسمان پر حضرت موسیٰؑ سے ملاقات ہوئی چونکہ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ سے (دنیا میں) کلام کیا تھا اس وجہ سے ان کو یہ فضیلت ملی[1] حضرت موسیٰؑ نے آنحضرتؐ کو دیکھ کر بارگاہ الٰہی میں یوں معروضہ کیا پروردگار مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ مجھ سے بھی زیادہ کسی پیغمبر کا مرتبہ بلند ہوگا جبرائیل اس کے بعد حضرت جبریلؑ آنحضرتؐ کو اور اوپر لے گئے اللہ تعالےٰ ہی اس کا حال جانتا ہے یہاں تک کہ آپ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس پہنچے اور پروردگار نیچے اتر کر آپ سے نزدیک ہو گیا آپ میں اور اس میں دو کمان برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا اس وقت پروردگار نے جو آپ کو وحی بھیجی اس میں ہر دن رات میں پچاس نمازوں کا آپ کی امت کو حکم دیا گیا۔ آپ وہاں سے نیچے اتر کر حضرت موسیٰ کے پاس آئے حضرت موسیٰ نے آپ کو روک لیا پوچھا محمدؐ یہ تو کہو پروردگار نے تم کو کیا حکم دیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دن میں پچاس نمازیں پڑھنے کا یہ سن کر حضرت موسیٰؑ نے کہا واہ واہ تمہاری امت بھلا کہیں پچاس نمازیں پڑھ سکے گی پھر پروردگار پاس لوٹ جاؤ اس سے تخفیف کراؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰؑ کی رائے سن کر حضرت جبریلؑ کی طرف دیکھا آپ ان کی صلاح چاہتے تھے انہوں نے کہا ہاں (اچھا بہتر ہے) اگر آپ چاہتے ہیں تو لوٹ کر جایئے آخر

[1] کہ سب کے اوپر ساتویں آسمان پر ان کو ٹھکانا ملا باب کا مطلب یہیں سے نکلتا ہے ۱۲ منہ ؎

فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ وَعَنْهُمْ فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جِبْرِيلَ كَأَنَّهُ يَسْتَشِيرُهُ
فِي ذٰلِكَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ جِبْرِيلُ أَنْ نَعَمْ إِنْ
شِئْتَ فَعَلَا بِهِ إِلَى الْجَبَّارِ فَقَالَ وَهُوَ مَكَانَهُ
يَا رَبِّ خَفِّفْ عَنَّا فَإِنَّ أُمَّتِي لَا تَسْتَطِيعُ
هٰذَا فَوَضَعَ عَنْهُ عَشْرَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ رَجَعَ
إِلَى مُوسَى فَاحْتَبَسَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُرَدِّدُهُ مُوسَى
إِلَى رَبِّهِ حَتَّى صَارَتْ إِلَى خَمْسِ صَلَوَاتٍ
ثُمَّ احْتَبَسَهُ مُوسَى عِنْدَ الْخَمْسِ فَقَالَ يَا
مُحَمَّدُ وَاللهِ لَقَدْ رَاوَدْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ قَوْمِي
عَلَى أَدْنَى مِنْ هٰذَا فَضَعُفُوا فَتَرَكُوهُ
فَأُمَّتُكَ أَضْعَفُ أَجْسَادًا وَقُلُوبًا وَأَبْدَانًا
وَأَبْصَارًا وَأَسْمَاعًا فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ
رَبُّكَ كُلَّ ذٰلِكَ يَلْتَفِتُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِلَى جِبْرِيلَ لِيُشِيرَ عَلَيْهِ وَلَا يَكْرَهُ ذٰلِكَ
جِبْرِيلُ فَرَفَعَهُ عِنْدَ الْخَامِسَةِ فَقَالَ يَا رَبِّ إِنَّ
أُمَّتِي ضُعَفَاءُ أَجْسَادُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ وَأَسْمَاعُهُمْ وَأَبْدَانُهُمْ
فَخَفِّفْ عَنَّا فَقَالَ الْجَبَّارُ يَا مُحَمَّدُ قَالَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ
قَالَ إِنَّهُ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ كَمَا فَرَضْتُ
عَلَيْكَ فِي أُمِّ الْكِتَابِ قَالَ فَكُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ
أَمْثَالِهَا فَهِيَ خَمْسُونَ فِي أُمِّ الْكِتَابِ وَهِيَ خَمْسٌ
عَلَيْكَ فَرَجَعَ إِلَى مُوسَى فَقَالَ كَيْفَ فَعَلْتَ
فَقَالَ خَفَّفَ عَنَّا أَعْطَانَا بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا
قَالَ مُوسَى قَدْ وَاللهِ رَاوَدْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ

جبرئیلؑ پھر آپ کو اوپر چڑھا لے گئے اور آپ نے اسی مقام پر کھڑے ہو کر؎۱
یہ معروضہ کیا پروردگار ہم لوگوں پر کچھ تخفیف کر دے میری امت سے
یہ پچاس نمازیں ہر روز نہیں ہو سکیں گی اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں
تخفیف کر دیں (چالیس رہ گئیں) پھر آنحضرتؐ حضرت موسیٰؑ پاس لوٹ
کر آئے انہوں نے آپ کو روک لیا اسی طرح برابر (تخفیف کے لیے)
بار بار آپ کو پروردگار پاس لوٹاتے رہے آخر پچاس کی پانچ نمازیں
رہ گئیں حضرت موسیٰؑ نے جب بھی آنحضرتؐ کو روکا کہنے لگے محمدؐ میں نے
بنی اسرائیل سے پانچ سے بھی کم نمازیں پڑھوانا چاہیں (صرف دو
نمازیں صبح اور شام کی) لیکن یہ بھی ان سے نہ ہو سکیں انہوں نے
چھوڑ دیں اور تمہاری امت تو بنی اسرائیل سے بھی جسمی کمزوری اور دلی
ناتوانی اور بدنی ناطاقتی اور بینائی اور شنوائی کا ضعف رکھتی ہے؎۲
جاؤ پھر اپنے پروردگار پاس لوٹ جاؤ اور تخفیف کراؤ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہر بار جبرئیلؑ کی صلاح لینے کے لیے ان کی طرف
دیکھتے اور جبرئیلؑ اس بات کو ناپسند نہ کرتے آخر پانچویں بار وہ پھر آنحضرت
کو لے گئے آپ نے عرض کیا پروردگار میری امت کے جسم اور دل اور کان اور
اور بدن سب ضعیف اور ناتوان ہیں ان پر تخفیف کر ارشاد ہوا۔
محمدؐ آپ نے عرض کیا حاضر ہوں تیری خدمت کے لیے مستعد ہوں
فرمایا میری بات نہیں بدلتی لوح محفوظ میں تجھ پر پچاس؎۳ نمازیں فرض
کی گئی تھیں ہر نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے تو پانچ نمازوں کی
جو تیری امت پر فرض ہوئیں وہی پچاس نمازیں ہوئیں جیسے لوح
محفوظ میں لکھی گئی تھیں یہ سن کر آنحضرتؐ لوٹے حضرت موسیٰؑ پاس
آئے انہوں نے پوچھا کیوں تم نے کیا کیا آپ نے فرمایا پروردگار نے
ہم پر بہت تخفیف فرمائی ہر نیکی کے بدل دس نیکیوں کا ثواب عطا فرمایا
حضرت موسیٰؑ کہنے لگے (تم جانو) میں نے تو خدا کی قسم بنی اسرائیل سے

؎۱ جہاں پہلے کھڑے ہوئے تھے اور اللہ نے آپ پر وحی بھیجی تھی ؎۲ اس سے پانچ نمازیں ہر روز کیسے پڑھ سکیں گی ۱۲ منہ

عَلٰی اَدْنٰی مِنْ ذٰلِكَ فَتَرَكُوْهُ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ اَيْضًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُوْسٰی قَدْ وَاللّٰهِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّيْ مِمَّا اخْتَلَفْتُ اِلَيْهِ قَالَ فَاهْبِطْ بِاسْمِ اللّٰهِ قَالَ وَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ فِيْ مَسْجِدِ الْحَرَامِ۔

پانچ سے بھی کم نمازیں پڑھوانا چاہیں تو ان سے نہ ہو سکا انہوں نے چھوڑ دیں دیکھو بھائی پھر جاؤ اور پروردگار سے اور تخفیف کراؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ خدا کی قسم اب تو مجھے شرم آتی ہے میں کئی بار اپنے پروردگار پاس جا چکا اس وقت جبریلؑ نے کہا اب اللہ کا نام لے کر زمین پر اترو اس کے بعد آنحضرتؐ مسجد حرام ہی میں تھے جاگ اٹھے [1]

بَابُ ۵۵۶ كَلَامِ الرَّبِّ مَعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ

باب اللہ تعالیٰ کا بہشتیوں سے باتیں کرنا

۱۱۷۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَضِيْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰی يَا رَبِّ وَقَدْ اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے کہا مجھ سے امام مالک نے زید بن اسلم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابو سعید خدریؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرمائے گا بہشتیو وہ عرض کریں گے حاضر تیری خدمت کے لیے مستعد ساری بھلائی تیرے دونوں ہاتھوں میں ہے فرمائے گا اب تم خوش ہوئے وہ عرض کریں گے بھلا اب بھی خوش نہ ہوں گے تو نے ہم کو وہ عنایت فرمایا جو اپنی کسی مخلوق کو نہیں دیا [2] اس وقت فرمائے گا اب میں تم کو وہ نعمت دیتا ہوں جو

---

[1] جاگ اٹھنے کا مطلب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج کے بعد آن کر اپنی جگہ سو گئے ہوں گے یا جاگ اٹھے سے یہ مراد ہے کہ وہ حالت معراج کی جاتی رہی اور پھر حالت بشریت میں آ گئے بہر حال محدثین نے شریک کی اس روایت پر بہت طعن کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی دس باتیں منکر ہوتی ہیں اسی شریک نے یہ بیان کیا ہے کہ معراج سوتے میں ہوا باقی سب روایتوں میں بیداری میں مذکور ہے حافظ نے کہا شریک نے اس روایت میں دس جگہ دوسرے ثقہ راویوں کا خلاف کیا ہے ایک تو پیغمبروں کے مقاموں میں دوسرے اس میں معراج نبوت سے پہلے ہوا تیسرے یہ کہ معراج خواب میں ہوا چوتھے یہ کہ سدرۃ المنتہیٰ ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے حالانکہ وہ ساتویں یا چھٹے آسمان میں ہے پانچویں یہ کہ نیل اور فرات کا منبع پہلے آسمان میں ہے حالانکہ وہ ساتویں آسمان میں ہے چھٹے معراج کے وقت شق صدر ہونا ساتویں نہر کوثر کا پہلے آسمان پر ہونا حالانکہ وہ بہشت میں ہے آٹھویں دنیٰ فتدلیٰ سے اللہ تعالیٰ کا نزدیک آنا مراد ہے حالانکہ یہ جبریلؑ کے باب میں ہے نویں یہ کہ پانچویں بار کے بعد آپ نے لوٹنا موقوف کر دیا حالانکہ دوسری روایتوں میں نو بار لوٹنا مذکور ہے دسویں پانچ نمازوں کا حکم ہونے کے بعد پھر لوٹنا دوسری روائتوں میں یوں ہے کہ آپ پانچ کے بعد پھر نہیں لوٹے اور فرمایا مجھ کو شرم آتی ہے ۱۲ منہ

[2] بہشتی لوگ تو یہ بہشت میں عرض کریں گے مگر میں دنیا ہی میں جب اپنی حالت میں غور کرتا ہوں تو بے اختیار دل سے یہ نکلتا ہے یا اللہ تو نے مجھ کو وہ وہ نعمتیں عطا فرمائیں جو اس ملک میں تو کسی کو مجموعۃً نہیں دیں گے یعنی حسن جمال صحت و عافیت قوت جسمانی اہل اولاد علم دین شرافت نسب حدت ذہن جفاکشی خوش نویسی زود نویسی دنیاوی علوم و فنون مقبولیت تصانیف و تالیف غنا اور تونگری شہرت اور ناموری ۱۲ منہ

أَلَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُولُونَ يَا رَبِّ وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُولُ أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا۔

ان سب نعمتوں سے افضل ہے وہ عرض کریں گے پروردگار ان (بہشت کی) نعمتوں سے افضل کونسی نعمت ہوگی فرمائے گا وہ نعمت میری رضامندی ہے اب میں تم پر اپنی رضامندی اتارتا ہوں اس کے بعد میں کبھی تم سے ناراض نہ ہوں گا۔[ف۱]

۷۰۱۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا يُحَدِّثُ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي الزَّرْعِ فَقَالَ لَهُ أَوَلَسْتَ فِيمَا شِئْتَ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَزْرَعَ فَأَسْرَعَ وَبَذَرَ فَتَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهُ وَاسْتِوَاؤُهُ وَاسْتِحْصَادُهُ وَتَكْوِيرُهُ أَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰى دُونَكَ يَا ابْنَ آدَمَ فَإِنَّهُ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَا تَجِدُ هٰذَا إِلَّا قُرَشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ زَرْعٍ فَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے کہا ہم سے ہلال بن علی نے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنے اصحاب سے باتیں کر رہے تھے آپ کے پاس ایک دیہاتی شخص (نام نامعلوم) بھی بیٹھا تھا اتنے میں آپ نے فرمایا ایک بہشتی شخص نے اپنے مالک سے یہ درخواست کی پروردگار تو اجازت دے تو میں (بہشت میں) کھیتی کروں پروردگار نے فرمایا ارے (تجھ کو کھیتی کی کیا ضرورت ہے بہشت میں تو جو تو چاہے وہ موجود ہے اس نے عرض کیا بیشک مگر میرا دل کھیتی کرنا چاہتا ہے خیر اس نے جلدی سے (کھیتی کا سامان کیا زمین تیار کی) اور بیج ڈالا ایک پلک مارتے ہی وہ اگ آئے بڑھ گئے سیدے ہو گئے کٹنے کے لائق ہو گئے اناج کا ڈھیر بھی کھریان میں پہاڑوں کی طرح لگ گیا اس وقت اللہ تعالٰے نے فرمایا ارے آدم زادے اب کھیتی بھی لے آدمی کا پیٹ کسی طرح نہیں بھرتا (یعنی اس کی ہوس نہیں بجھتی)، یہ سن کر وہ دیہاتی شخص کہنے لگا یا رسول اللہ یہ شخص جس نے کھیتی کی درخواست کی قریش قبیلے کا ہوگا یا انصار میں کا یہی لوگ زراعت پیشہ ہیں باقی ہم لوگ[ف۲] زراعت پیشہ نہیں ہیں (بلکہ سپاہی پیشہ ہیں)، یہ سن کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہنس دیئے

ف۱ اس پر سب نعمتیں تصدیق ہیں غلام کے لیے اس سے بڑھ کر خوشی کسی چیز میں نہیں ہوتی جتنی اس میں ہوتی ہے کہ اس کا مالک اس سے راضی ہو اسی لیے قرآن میں دوسری نعمتوں کے بعد فرمایا ورضوان من اللہ اکبر مولانا فضل رحمان صاحب قدس سرہ فرمایا کرتے تھے ہم کو تو نہ حور کی ہوس ہے نہ قصور کی ہمارے پاس حوران بہشتی بھی آئیں گی تو ہم ان سے یہی کہیں گے بی بیو ذرا قرآن تو سنو ہم تو اپنے مالک کا کلام پڑھتے ہیں سب چیزوں سے زیادہ لذت آتی ہے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی[؟] غنا اور سماع سے محترز رہتے دوسرے صوفیوں نے اس کا سبب پوچھا انہوں نے کہا غنا اور سماع میں مجھ کو لذت ہی نہیں آتی قرآن شریف کی تلاوت میں مجھ کو بے حد لذت آتی ہے ۱۲ منہ ف۲ یعنی بدوی جن کو اصحاب القبائل کہتے ہیں ۱۲ منہ

باب ۵۵ ذِكْرِ اللهِ بِالْأَمْرِ وَذِكْرِ الْعِبَادِ بِالدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالرِّسَالَةِ وَالْإِبْلَاغِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللهِ فَعَلَى اللهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللهِ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۔ غُمَّةً هَمٌّ وَّضِيْقٌ قَالَ مُجَاهِدٌ اقْضُوْٓا اِلَيَّ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ يُقَالُ افْرُقْ اقْضِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللهِ اِنْسَانٌ يَّاْتِيْهِ فَيَسْتَمِعُ مَا يَقُوْلُ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ فَهُوَ اٰمِنٌ حَتّٰى يَاْتِيَهٗ فَيَسْمَعَ كَلَامَ اللهِ وَحَتّٰى يَبْلُغَ مَاْمَنَهٗ حَيْثُ جَآءَهُ النَّبَاُ

باب اللہ اپنے بندوں کو حکم کر کے یاد کرتا ہے اور بندے اُس سے دعا اور عاجزی کر کے اللہ کا پیغام دوسروں کو پہنچا کر اُس کو یاد کرتے رہتے ہیں جیسے[1] (سورہ بقرہ میں) فرمایا تم میری یاد کرو میں تمہاری یاد کروں گا[2] اور (سورہ یونس میں) فرمایا اے پیغمبر اُن کو نوح کا قصہ سُنا جب اُس نے اپنی قوم سے کہا بھائیو اگر میرا رہنا تم میں اور خدا کی آیتیں پڑھ کر سنانا (تذکیر بآیات اللہ) تم پر گراں گذرتا ہے تو میں نے اللہ پر اپنا کام چھوڑ دیا (اُس پر بھروسا کیا) تم بھی اپنے شریکوں کے ساتھ مل کر ایک تجویز (میرے قتل یا اخراج کی) ٹھہرالو پھر اُس تجویز کے پورا کرنے میں کچھ تردد اور تشویش نہ کرو بے تامل کر ڈالو مجھ کو ابھی فرصت نہ دو[3] اگر تم میری باتیں نہ مانو تو خیر میں تم سے کچھ (دنیا کی) اجرت تھوڑے مانگتا ہوں میری اجرت تو اللہ پر ہے اُسی کی طرف سے مجھ کو تابعداروں میں شریک رہنے کا حکم ملا ہے۔ اس آیت میں غمۃ کا معنے غم اور تنگی ہے[4]۔ مجاہد نے کہا اس کو فریابی نے وصل کیا ثم اقضوا الی، کا معنی یہ ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اُس کو پورا کر ڈالو (مجھ کو مار ڈالو قصہ تمام کرو) عرب لوگ کہتے ہیں افرق یعنی فیصلہ کر دے اور مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ (جو سورۂ توبہ میں ہے) یہ کہا (اس کو بھی فریابی نے وصل کیا) یعنی اگر کوئی کافر آنحضرت کے پاس اللہ کا کلام اور جو آپ پر اترا اُس کو سننے کے لیے آئے تو اُس کو امن ہے جب تک وہ اس طرح سے آتا اور اللہ کا کلام سنتا رہے اور جب تک وہ اُس امن کی جگہ نہ پہنچ جائے جہاں سے وہ آیا تھا۔

---

[1] اس باب کو لاکر امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ ذکر الٰہی کچھ اس سے خاص نہیں ہے کہ اللہ کا نام زبان سے رٹتا رہے بلکہ لوگوں کو دین کا علم سکھانا اللہ اور رسول کی باتیں بتانا یہ سب ذکر الٰہی میں داخل ہے علماء نے کہا ہے اللہ کا ذکر زبان سے ہوتا ہے اور ہاتھ پاؤں سے اور دل سے اور افضل یہ ہے کہ زبان سے ذکر کرے لیکن حضور دل کے ساتھ بعضوں نے کہا ذکر قلبی سب سے افضل ہے گو زبان سے کچھ نہ کہے صوفیہ کا یہی قول ہے۔ لیکن علماء ظاہر نے کہا ہے۔ جب تک زبان سے نہ کہے تو اُس کو ذکر کا کوئی اعتبار نہیں جیسے حدیث میں ہے۔ لا یزال لسانک رطبا من ذکر اللہ ۱۲ منہ [2] دیکھو اللہ تو مجھ کو بچاتا ہے یا نہیں ۱۲ منہ [3] اس آیت سے امام بخاری نے باب کا مطلب ثابت کیا کہ حضرت نوح جو وعظ نصیحت اپنی قوم کو کرتے تھے اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچا کر اس کو یاد کرتے تھے۔

الْعَظِيمُ الْقُرْآنُ صَوَابًا حَقًّا فِي الدُّنْيَا وَعَمَلٌ بِهِ۔

اور سورہ نبا میں نبأ عظیم سے قرآن مراد ہے (یہ فریابی نے مجاہد سے نقل کیا) اُسی سورہ میں وقال صوابا جو ہے تو صواب سے حق بات کہنا اور اس پر عمل کرنا مراد ہے[1]

بَابُ ۵۵۸ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ وَقَوْلِهٖ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ وَقَالَ عِكْرِمَةُ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ وَمَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَذٰلِكَ اِيْمَانُهُمْ وَهُمْ يَعْبُدُوْنَ غَيْرَهٗ وَمَا ذُكِرَ فِيْ خَلْقِ اَفْعَالِ الْعِبَادِ وَاَكْسَابِهِمْ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى

باب اللہ تعالیٰ کا (سورہ بقرہ میں) فرمانا اللہ کے شریک نہ بناؤ اور (سورہ حم سجدہ میں) تم دوسروں کو اس کا برابر والا سمجھتے ہو حالانکہ وہ سارے جہان کا مالک ہے اور دوسرے سب عاجز بندے ہیں اُن کو ایک دمڑی کا اختیار نہیں) اور (سورہ فرقان میں) جو لوگ اللہ کے ساتھ دوسرے کسی خدا کو پکارتے اور (سورہ زمر میں) اے پیغمبر تجھ کو اور تجھ سے پہلے پیغمبروں کو بھی حکم دے چکا ہے اگر تو نے اللہ کے ساتھ کہیں شرک کی بس تیرا سارا کام مٹی میں مل گیا اور تو گھاٹے میں پڑ گیا تو کافروں کا کہنا ہرگز مت سن اور خاص اللہ ہی کی پرستش کرتا رہ اسی کا شکر کرتا رہ اور (سورہ یوسف میں) اکثر لوگ اللہ پر تو یقین رکھتے ہیں مگر شرک میں مبتلا ہیں عکرمہ نے کہا (اس کو طبری نے وصل کیا) اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان سے پوچھو تم کو اور آسمان زمین کو کس نے پیدا کیا تو کہتے ہیں اللہ نے یہی اُن کا ایمان ہے مگر اس کے ساتھ (وہ شرک میں مبتلا ہیں) یعنے غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں[2] اس باب میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ بندے کے افعال اُن کا کسب سب مخلوق الٰہی ہیں[3] کیونکہ اللہ تعالیٰ

---

[1] اس آیت سے بھی امام بخاری نے یہ نکالا کہ قرآن سنانا یہ بھی ذکر الٰہی میں داخل ہے اسی طرح قرآن سننا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو یہ حکم دیا کہ ایسے شخص جو ذکر الٰہی سننا چاہے امان دی جائے اور جب تک وہ اپنے اصلی ٹھکانے نہ پہنچ جائے اس سے کوئی متعرض نہ ہو ۱۲ منہ [2] ان آیتوں کو لا کر امام بخاری نے توحید کا مفہوم بیان کیا کہ توحید شرعی صرف اسی سے عبارت نہیں۔ ہے کہ آسمان اور زمین اور سارے عالم کا پیدا کرنے والا اللہ ہی کو جانے یہ تو مشرک بھی جانتے تھے اس کا اقرار کرتے تھے مگر اللہ نے اُن کو مشرک فرمایا اس وجہ سے کہ وہ یہ جان بوجھ کر پھر اللہ کے سوا دوسرے ٹھاکروں اوتاروں پیروں بزرگوں فرشتوں بتوں شیطانوں جنوں پیغمبروں کی عبادت کرتے تھے عبادت کہتے ہیں بڑی ذلت اور عاجزی کے ساتھ کوئی کام کرنا توحید یہ ہے کہ ہر قسم کی عبادت خاص اللہ ہی کے لیے کی جائے عبادت میں سب عبادتیں آگئیں نماز روزہ نذر نیاز منت دعا ذبح طواف رکوع سجدہ وغیرہ اگر یہ کام کوئی شخص سوا خدا کے دوسروں کی تعظیم کے لیے کرے بس وہ کافر اور مشرک ہو چکا اور اُس کے سارے اعمال خیر لغو ہو گئے اُس کو آخرت میں کبھی نجات ملنے والی نہیں [3] نہ جیسا معتزلہ اور شیعہ اور قدریہ کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا آپ خالق ہے کیونکہ اگر بندہ بھی کسی چیز کا خالق ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کا شریک و برابر والا ہو گیا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلا تجعلوا للہ اندادا امام بخاری نے یہ اشارہ کیا کہ معتزلہ اور قدریہ درحقیقت مشرکوں کی طرح ہیں کیونکہ انہوں نے اللہ کے سوا بندے کو بھی خالق قرار دیا امام بخاری نے اس باب میں ایک علیحدہ رسالہ بھی بنایا ہے جس کا نام ہے خلق افعال العباد والرد علی اصحاب الجہم والتعطیل اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ خالق جمیع افعال کا تو اللہ تعالیٰ ہے مگر اپنے فعل کا صاحب بندہ ہے اور وہ اس کسب کی وجہ سے وہ فعل بندہ کی طرف منسوب ہوتا ہے اور بندے کو اس کی سزا جزا ملتی ہے ۱۲ منہ۔

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَا تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ إِلَّا بِالْحَقِّ بِالرِّسَالَةِ وَالْعَذَابِ لِيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمُ الْمُبَلِّغِينَ الْمُؤَدِّينَ مِنَ الرُّسُلِ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُونَ عِنْدَنَا وَالَّذِي جَآءَ بِالصِّدْقِ الْقُرْاٰنُ وَصَدَّقَ بِهٖ الْمُؤْمِنُ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ هٰذَا الَّذِيْٓ اَعْطَيْتَنِيْ عَمِلْتُ بِمَا فِيْهِ۔

(سورۂ فرقان میں) فرمایا اسی پروردگار نے ہر چیز کو پیدا کیا[1] پھر ایک اندازے سے اُس کو درست کیا اور مجاہد نے کہا[2] (سورہ حجر میں جو ہے) تنزل الملائکۃ[3] الا بالحق اس کا معنی کہ فرشتے اللہ کا پیغام اور اُس کا عذاب لے کر اُترتے ہیں[4] اور (سورۂ احزاب میں) جو فرمایا سچوں سے اُن کی سچائی کا حال پوچھے یعنی پیغمبروں سے جو اللہ کا حکم پہنچاتے ہیں[5] اور (سورۂ حجر میں) فرمایا ہم قرآن کے نگہبان ہیں (مجاہد نے کہا) یعنی اپنے پاس (اُس کو فریابی نے وصل کیا) اور (سورۂ زمر میں) فرمایا اور جو شخص سچی بات لے کر آیا یعنی قرآن اور جس نے اُس کو سچا جانا یعنی مومن جو قیامت کے دن پروردگار سے عرض کرے گا تو نے مجھ کو یہی قرآن دیا تھا میں نے اُس پر عمل کیا[6]

۱۱۷۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ إِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيمٌ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ابو وائل شقیق بن سلمہ سے انہوں نے عمرو بن شرحبیل سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے آپ نے فرمایا یہ ہے کہ تو اللہ کا برابر والا کسی اور کو ٹھہرائے حالانکہ اللہ نے تجھ کو پیدا کیا میں نے کہا خیر یہ تو بڑا گناہ ہوا اب اس سے اُتر کر کون سا بڑا گناہ ہے آپ نے فرمایا اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالنا کہ وہ کھانے پینے میں تیرے ساتھ شریک ہوں گے میں نے کہا پھر اُس سے اُتر کر کون سا بڑا گناہ ہے آپ نے فرمایا اپنے ہمسایہ کی جورو سے زنا کرنا[7]

---

[1] اس میں بندہ اور اُس کے افعال سب آگئے ۱۲منہ [2] اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲منہ [3] یہ بھی ایک قرأت ہے مشہور قرأت یوں ہے ماتنزل الملائکۃ ۱۲منہ [4] اُن کا اترنا اللہ کا پیدا کیا ہوا ہے ۱۲منہ [5] معلوم ہوا کسب بندے کا کام ہے جب تو پیغمبروں کو سچا فرمایا ۱۲منہ [6] اس کو طبری نے مجاہد سے نقل کیا تو تصدیق کو بندے کی طرف منسوب کیا معلوم ہوا بندے کو بھی دخل ہے ورنہ اُس کو سزا جزا کیوں ملتی اور جہمیہ اور جبریہ کا رد ہوا جو بندے کو مجبور محض جانتے ہیں انہوں نے یہ غور نہیں کیا کہ ہمارے افعال بعضے اضطراری ہیں جیسے رعشہ کی حرکت بعضے اختیاری جیسے اپنی خواہش سے کوئی عضو ہلانا اگر بندہ بالکل مجبور محض ہو تو دونوں طرح کے افعال یکساں نہ ہوتے ۱۲منہ [7] امام بخاری نے یہ حدیث لاکر اس طرف اشارہ کیا کہ قدریہ اور معتزلہ جو بندے کو اپنے افعال کا خالق کہتے ہیں وہ گویا اللہ کا برابر والا بندے کو بناتے ہیں تو اُن کا اعتقاد بہت بڑا گناہ ہوا معاذ اللہ ۱۲منہ

بَابُ ۵۵۹ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ۔

۷۰۸۱۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ اَوْ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ كَثِيْرَةٌ شَحْمُ بُطُوْنِهِمْ قَلِيْلَةٌ فِقْهُ قُلُوْبِهِمْ فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَتُرَوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ مَا نَقُوْلُ قَالَ الْاٰخَرُ يَسْمَعُ اِنْ جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ اِنْ اَخْفَيْنَا وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنْ كَانَ يَسْمَعُ اِذَا جَهَرْنَا فَاِنَّهُ يَسْمَعُ اِذَا اَخْفَيْنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ الْاٰيَةَ۔

بَابُ ۵۶۰ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا وَاَنَّ حَدَثَهٗ لَا يُشْبِهُ

باب اللہ تعالیٰ کا سورۂ حم سجدہ میں) فرمانا تم جو دنیا میں چھپ کر گناہ کرتے تھے تو اس ڈر سے نہیں کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے چمڑے تمہارے خلاف (قیامت کے دن) گواہی دیں گے (تم تو قیامت کے قائل ہی نہ تھے) تم سمجھے تھے کہ اللہ کو ہمارے بہت سارے کاموں کی خبر تک نہیں۔

ہم سے حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے منصور نے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے ابومعمر عبداللہ بن سنجرہ) سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے انہوں نے کہا ایسا ہوا خانہ کعبہ کے پاس دو شخص ثقیف قبیلے کے اور ایک قریش کا یا دو قریش کے اور ایک ثقیف قبیلے کا (غرض تین شخص) جمع ہوئے تھے تو موٹے تازے پیٹ میں خوب چربی بھری ہوئی تھی لیکن ان کے دلوں میں عقل تھوڑی تھی اُن میں کا ایک اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہو تم کیا سمجھتے ہو ہم بات کریں اس کو اللہ سنتا ہے یا نہیں دوسرا بولا پکار کر بات کریں تو سنتا ہے اگر چپکے سے کریں تو نہیں سنتا تیسرا بولا (جو ذرا سمجھ دار تھا) یہ کیا بات اگر وہ پکار کر بولنا سنتا ہے تو آہستہ بولنا بھی سن لے گا[1] تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ وما کنتم تستترون ان یشھد علیکم سمعکم ولا ابصارکم ولا جلودکم اخیر تک

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ رحمان میں) فرمانا پروردگار ہر دن ایک نیا کام کر رہا ہے[2] اور (سورہ انبیاء میں) فرمانا ان کے پاس اُن کے مالک کی طرف سے کوئی نیا حکم نہیں آتا اخیر تک اور (سورۂ طلاق میں) فرمانا شاید اللہ تعالیٰ اُس کے بعد کوئی نئی صورت پیدا

[1] کیونکہ عرش سات آسمانوں کے پرے ہے اور ایک آسمان سے لے کر دوسرے آسمان تک پانسو برس کی راہ ہے پھر جو عرش پر سے ہمارا پکارنا سن لے گا وہ ہماری آہستہ بات بھی سن لے گا اتنے فاصلہ پر پکارنا اور آہستہ دونوں میں فرق ہی کیا ہے انسان کی آواز تو ایک کوس تک بھی نہیں جاتی گو کتنا ہی چلائے ۱۲ منہ [2] یہ باب لا کر امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے صفات فعلیہ جیسے کلام کرنا چلانا مارنا پیدا کرنا معدوم کرنا اترنا چڑھنا ہنسنا تعجب کرنا اتارنا چڑھانا وقتاً فوقتاً حادث ہوتے رہتے ہیں اسی طرح ہر ساعت اُس پروردگار کے نئے نئے انتظامات نمود ہوتے ہیں نئے نئے احکام صادر ہوتے ہیں اور جن لوگوں نے صفات فعلیہ کا اس بنا پر انکار کیا ہے کہ وہ حادث ہیں اور اللہ تعالیٰ حوادث کا محل نہیں ہو سکتا وہ بے وقوف ہیں قرآن اور حدیث دونوں سے یہ ثابت ہے کہ وہ نئے نئے کام کرتا ہے نئے نئے احکام اتارتا ہے ۱۲ منہ۔

حَدَثَ الْمَخْلُوْقِيْنَ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ مِنْ اَمْرِهٖ مَا يَشَآءُ وَاِنَّ مِمَّآ اَحْدَثَ اَنْ لَّا تَكَلَّمُوْا فِي الصَّلٰوةِ۔

کرے[1] صرف اتنی بات ہے کہ اللہ کا نیا کام کرنا مخلوق کے نئے کام کرنے سے مشابہت نہیں رکھتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (سورہ شوریٰ میں) اُس کے مثل کوئی چیز نہیں (نہ ذات میں نہ صفات میں) اور وہ سنتا ہے دیکھتا[2] اور عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جو چاہے نئے نئے حکم دیتا ہے اُس نے ایک نیا حکم یہ دیا ہے کہ نماز میں بات نہ کیا کرو (اس کو ابوداؤد نے وصل کیا)

۱۱۷۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَآ اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ كَيْفَ تَسْاَلُوْنَ اَهْلَ الْكِتٰبِ عَنْ كُتُبِهِمْ وَعِنْدَكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ اَقْرَبُ الْكُتُبِ عَهْدًا بِاللّٰهِ تَقْرَؤُنَهٗ مَحْضًا لَّمْ يُشَبْ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے کہا ہم سے حاتم بن وردان نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا تم لوگوں کو کیا ہوگیا ہے تم کتاب والوں یہود اور نصاریٰ سے اُن کی کتابوں کا حال کیوں پوچھتے ہو تمہارے پاس تو اللہ کی وہ کتاب موجود ہے جو اُس کی سب کتابیں نئی اتری ہوئی ہے اور وہ خالص ہے بن ملونی اس میں ذرا بھی ملونی نہیں ہوئی[3]

۱۱۸۰۔ حَدَّثَنَآ اَبُوالْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍؓ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ كَيْفَ تَسْاَلُوْنَ اَهْلَ الْكِتٰبِ عَنْ شَيْءٍ وَّكِتَابُكُمُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْدَثُ الْاَخْبَارِ بِاللّٰهِ مَحْضًا

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم سے شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی کہ عبداللہ بن عباسؓ نے کہا مسلمانو تم اہل کتاب سے دین کی کوئی بات کیوں پوچھتے ہو حالانکہ جو کتاب اللہ نے تمہارے پیغمبر پر اتاری وہ اللہ کی خبر دینے والی کتابوں میں سب سے نئی ہے اور پھر خالص اُس میں ذرا بھی ملونی نہیں ہوئی اور اللہ تعالیٰ تو تم سے بیان کرچکا ہے کہ اہل کتاب یہود اور نصاریٰ نے اپنی کتابوں کو

---

[1] ان سب آیتوں سے اللہ کا ایک نیا کام کرنا ثابت ہوتا ہے ۱۲ منہ [2] پہلے یہ فرمایا اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے یہ تنزیہ ہوئی پھر فرمایا وہ سنتا جانتا ہے یہ اثبات ہوا اس کے صفات کا اہل حدیث اسی اعتقاد پر ہیں جو متوسط ہے درمیان تعطیل اور تشبیہ کے معطلہ تو جہمیہ اور معتزلہ ہیں جو اللہ کے تمام اوران صفات کا انکار کرتے ہیں جو مخلوق میں بھی پائے جاتے ہیں جیسے سننا دیکھنا بات کرنا اترنا چڑھنا ہنسنا تعجب کرنا اور مشبہ مجسمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کو مخلوق سے مشابہت دیتے ہیں کہتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی آدمی کی طرح گوشت پوست خون سے مرکب ہے ہماری طرح منہ آنکھ ہاتھ پاؤں سب رکھتا ہے ۱۲ منہ [3] اہل کتاب کی کتابیں ایک تو پرانی دوسرے ان میں ملونی ہوئی ہے ۱۲ منہ

لَمْ يُشَبْ وَقَدْ حَدَّثَكُمُ اللّٰهُ أَنَّ أَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ بَدَّلُوا مِنْ كُتُبِ اللّٰهِ وَغَيَّرُوا فَكَتَبُوا بِأَيْدِيهِمْ قَالُوا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوا بِذٰلِكَ ثَمَنًا قَلِيلًا أَوَلَا يَنْهَاكُمْ مَا جَاءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مَسَائَلَتِهِمْ فَلَا وَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا رَجُلًا مِنْهُمْ يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ۔

بدل ڈالا وہ کیا کرتے ہاتھ سے ایک کتاب (مضمون بدل سدل کر) لکھتے اور کہتے یہ بعینہ وہی کتاب ہے جو اللہ کے پاس سے اتری (اسی کے مطابق ہے) ان کی غرض دنیا کا تھوڑا سا مول کمانا ہوتا تم کو جو خدا نے قرآن و حدیث کا علم دیا ہے کیا وہ تم کو اس سے منع نہیں کرتا کہ تم دین کی باتیں اہل کتاب سے پوچھو قسم خدا کی عجیب حال ہے ہم نے ایک یہودی یا نصرانی کو مسلمانوں سے قرآن کی باتیں پوچھتے نہیں دیکھا[1]

بَابُ ۱۷۵ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ وَفِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنَا مَعَ عَبْدِي حَيْثُمَا ذَكَرَنِي وَتَحَرَّكَتْ بِي شَفَتَاهُ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ مزمل میں) فرمانا اے پیغمبر (وحی اترتے وقت) اپنی زبان نہ ہلایا کرو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا (اس آیت کے اترنے سے پہلے) وحی اترتے وقت ایسا کرنا اور ابوہریرہؓ نے کہا[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میں اپنے بندے کے اس وقت تک ساتھ ہوں جب تک وہ میری یاد کرتا رہے اپنے ہونٹ (میری یاد میں) ہلاتا رہے[3]

۱۸۱۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَالِجُ مِنَ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ نے انہوں نے موسیٰ بن ابی عائشہ سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے اللہ تعالیٰ نے جو (سورہ مزمل میں) فرمایا لا تحرک بہ لسانک تو ابن عباس نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کا اترنا ایک سخت بار ہوتا تھا آپ اپنے دونوں ہونٹ ہلاتے رہتے تھے

---

[1] پھر تم کو کیا خبط ہو گیا ہے کہ تم ان سے پوچھتے ہو حالانکہ اگر وہ تم سے پوچھتے تو ایک بات تھی کیونکہ تمہاری کتاب محفوظ اور نئی ہے۔ ۱۲ منہ۔ [2] امام احمد اور امام بخاری نے خلق افعال العباد میں اس کو وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس حدیث سے علماء ظاہر کی تائید ہوتی ہے کہ ذکر وہی معتبر ہے جو زبان سے کیا جائے اور جب تک زبان نہ ہلے حرف دل سے یاد کرنا اعتبار کے لائق نہیں ہے اس کو ذکر نہیں کہنے کے جزری نے حصن حصین میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ لیکن حضرات صوفیہ نے ذکر قلبی پر بہت زور دیا ہے میں کہتا ہوں بہتر یہ ہے کہ زبان سے آہستہ آہستہ ذکر کیا جائے بحضور قلب سب سے افضل ہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجھر من القول اور ذکر جہری جو بعضے صوفیہ نے ابتدائی حالات میں تجویز کیا ہے وہ بہتر نہیں ہے خلاف سنت ہے اور ایک حدیث میں اس کی ممانعت وارد ہے البتہ جن اذکار کا جواز ثابت ہے جیسے اذان وغیرہ ان میں جہر کرنا منع نہیں اور اگلی درویشوں کے اتباع پر پیغمبر صاحب کی سنت کا اتباع مقدم ہے قادری ہوں یا چشتی یا سہروردی یا نقشبندی سب اسی بارگاہ کے غلام اور اسی باغ کے ایک ادنیٰ خوشہ چین ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

التَّنْزِيْلِ شِدَّةً وَّكَانَ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ فَقَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ أُحَرِّكُهُمَا لَكَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَرِّكُهُمَا فَقَالَ سَعِيْدٌ أَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَا كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُحَرِّكُهُمَا فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ قَالَ جَمْعُهٗ فِيْ صَدْرِكَ ثُمَّ تَقْرَؤُهٗ فَإِذَا قَرَأْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ قَالَ فَاسْتَمِعْ لَهٗ وَأَنْصِتْ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ تَقْرَأَهٗ قَالَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اسْتَمَعَ فَإِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيْلُ قَرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا أَقْرَأَهٗ۔

(حضرت جبرئیلؑ کے ساتھ ہی ساتھ پڑھتے جاتے تھے ایسا نہ ہو بھول جائیں) ابن عباسؓ نے سعید سے کہا میں اپنے ہونٹ ہلا کر تم کو یہ بتاتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح ہونٹ ہلاتے تھے اور سعید نے موسیٰ سے کہا میں تم کو ہونٹ ہلا کر بتاتا ہوں جس طرح ابن عباسؓ نے ہونٹ ہلا کر مجھ کو بتلائے تھے پھر سعید نے اپنے ہونٹ ہلائے ابن عباس نے کہا آنحضرتؐ ایسا ہی کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری لاتحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرآنہ یعنی تمہارے سینے میں قرآن کا جما دینا اور اُس کو پڑھا دینا ہمارا کام ہے جب ہم (جبرئیلؑ کی زبان پر) اُس کو پڑھ چکیں اُس وقت تم اُس کے پڑھنے کی پیروی کرو[1] مطلب یہ ہے کہ جبرئیلؑ کے پڑھتے وقت کان لگا کر سنتے رہو اور خاموش رہو یہ ہمارا ذمہ ہے ہم تم سے ویسا ہی پڑھوا دیں گے ابن عباسؓ نے کہا اس آیت کے اترنے کے بعد آنحضرت کیا کرتے جب حضرت جبرئیلؑ آتے (قرآن سناتے) تو آپ کان لگا کر سنتے رہتے جبرئیلؑ جب چلے جاتے تو آپ لوگوں سے اُسی طرح پڑھ کر سنا دیتے جیسے جبرئیلؑ نے آپکو پڑھ کر سنایا تھا[2]

---

[1] یعنی اس طرح پڑھو جس طرح جبرئیل کی زبان پر ہم نے پڑھ کر تم کو سنایا [2] یہ حدیث پہلے پارے شروع کتاب میں گزر چکی ہے۔ یہاں امام بخاری اس کو اس لیے لائے کہ قرآن کی قرأت اسی وقت صحیح اور درست ہوگی جب زبان سے اُس کو پڑھے اگر صرف دل میں تصور کرے تو وہ قرأت نہیں کہلائے گی۔ تلاوت کا ثواب اس میں ملے گا۔ بعضوں نے کہا امام بخاری کا مطلب یہ ہے۔ کہ اُس شخص کا رد کریں۔ جو قرآن کی قرأت یعنی ان الفاظ کو جو ہماری زبان سے نکلتے ہیں۔ غیر مخلوق کہتا ہے۔ کیونکہ یہ الفاظ ہمارے افعال سب مخلوق خداوندی ہیں۔ تو قرأت حادث اور مخلوق ہے۔ اور مقروء یعنی قرآن غیر مخلوق ہے۔ اور اللہ کا کلام ہے۔ میں کہتا ہوں۔ امام بخاری کا یہ کہنا بالکل درست ہے۔ کہ وہ لفظ جو ہماری زبان سے نکلتے ہیں۔ اسی طرح وہ نقش قرآن کے جو ہم اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں۔ حادث اور مخلوق ہیں۔ اور اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے مگر جس زمانہ میں یہ بات امام بخاری نے کہی تھی اُس وقت جہمیہ اور معتزلہ کا بڑا زور تھا جو قرآن کو مخلوق کہتے تھے اور اہل حدیث ان کا دھڑا دھڑ رد کر رہے تھے چنانچہ بڑے رد کرنے والے ان کے امام احمد بن حنبل تھے۔ اس لیے اس وقت اماموں نے یہ کہنا بھی برا جانا کہ قرآن کے لفظ جو ہم اپنی زبان سے نکالتے ہیں۔ وہ مخلوق ہیں۔ ایسا نہ ہو۔ رفتہ رفتہ کوئی قرآن کو مخلوق کہنے لگے یا امام احمد نے ایسا کہنے والوں کو بھی برا کہا۔ اور فرمایا یہ لفظیہ کم بخت جہمیہ سے بدتر ہے۔ اور محمد بن یحییٰ ذہلی نے جو بڑے محدث اور امام بخاری کے شیخ تھے۔ اس کلام پر امام بخاری کو مطعون کیا کہ بدعتی ہیں۔ جو لفظ بالقرآن کو مخلوق کہتے ہیں۔ محمد بن یحییٰ ذہلی کو ناحق کا دھوکا ہو گیا۔ اور امام بخاری کو بے سبب انہوں نے بدنام اور مطعون کیا یہاں تک کہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

باب ۵۶۲ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِاجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ يَتَخَافَتُوْنَ يَتَسَارُّوْنَ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ ملک میں) یوں فرمانا تم آہستہ بات کرو۔ یا پکار کر (دونوں وہ سنتا ہے) وہ تو دلوں تک کا خیال جانتا ہے کیا وہ ان چیزوں کو نہیں جانتا جو اس نے پیدا کیں [1] (جو قرآن میں آیا ہے۔ اس کا معنی چپکے باتیں کرتے ہیں)

۱۱۸۲ - حَدَّثَنِيْ عَمْرُوبْنُ زُرَارَةَ عَنْ هُشَيْمٍ اَخْبَرَنَا اَبُوْبِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ فَكَانَ اِذَا صَلّٰى بِاَصْحَابِهٖ رَفَعَ صَوْتَهٗ بِالْقُرْاٰنِ فَاِذَا سَمِعَهُ الْمُشْرِكُوْنَ سَبُّوا الْقُرْاٰنَ وَمَنْ اَنْزَلَهٗ وَمَنْ جَآءَ بِهٖ فَقَالَ اللّٰهُ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ اَيْ بِقِرَاءَتِكَ فَيَسْمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ فَيَسُبُّوا الْقُرْاٰنَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا عَنْ اَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا۔

ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا انہوں نے ہشیم بن بشیر سے کہا ہم کو ابوالبشر (جعفر بن ابی وحشیہ) نے خبر دی انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس سے یہ جو اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بنی اسرائیل میں) فرمایا اپنی نماز میں نہ چلا کر زور سے قرأت کرنہ بالکل آہستہ یہ اُس وقت اترا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مشرکوں کے ڈر سے) مکہ میں چھپے رہتے جب آپ اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھتے تو بلند آواز سے قرآن پڑھتے مشرک (کم بخت) اس کو سن کر قرآن کو اور قرآن کے اتارنے والے (جبرئیل) اور لانے والے (حضرت محمدؐ) سب کو برا کہتے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ کو یہ حکم دیا کہ نماز میں قرآن اتنا پکار کر بھی نہ پڑھ کہ مشرکوں تک اُس کی آواز پہنچے۔ وہ قرآن کو برا کہیں۔ نہ اتنا آہستہ پڑھ کہ تیرے اصحاب بھی (جو مقتدی ہوں) نہ سنیں۔ بلکہ بیچ بیچ میں ایک رستہ اختیار کر لے۔

۱۱۸۳ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا

ہم سے عبید بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے انہوں نے ہشام سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہ سے

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ امام بخاری کو بخارا سے نکلنا پڑا اور لوگوں نے ان پر بلوہ کیا حالانکہ امام بخاری کا یہ مطلب نہ تھا کہ قرآن شریف کے الفاظ مخلوق ہیں۔ معاذ اللہ قرآن شریف کے الفاظ اور معنی دونوں غیر مخلوق ہیں۔ اور اللہ کا کلام ہیں۔ بلکہ بخاری کا مطلب تھا کہ وہ الفاظ جو ہماری زبان سے سنتے ہیں۔ وہ تو ہمارا ایک فعل ہیں۔ بندوں کے افعال خود بندوں کی طرح سب مخلوق الٰہی ہیں۔ ان کے مخلوق ہونے میں کیا شک ہے امام بخاری نے اس تصریح کے لیے اور اپنے اوپر سے طعن رفع کرنے کے لیے ایک خاص رسالہ اس باب میں لکھا جس کا نام ہے خلق افعال العباد حنفیہ کے نزدیک الفاظ قرآن کلام الٰہی نہیں ہیں بلکہ مضمون قرآن کلام الٰہی ہے۔ اور قدیم ہے۔ اس صورت میں قرآن کا ترجمہ کہلائے گا۔ ان کی دلیل یہ آیت ہے۔ وَلَوْ نزلناہ قرآناً اعجمیاً اور یہ حدیث کان یکتب الانجیل بالعبریۃ کیونکہ عربی ترجمہ کو بھی راوی نے انجیل کہا میں کہتا ہوں یہ دونوں استدلال فاسد ہیں اور یہاں تفصیل کا موقع نہیں ہے۔ ۱۲ منہ

[1] حواشی صفحہ ہذا تمہاری زبان سے جو الفاظ نکلتے ہیں۔ وہ اُسی کے پیدا کیے ہوئے ہیں اس لیے وہ ان کو خوبی جانتا ہے ۱۲ منہ

قَالَتْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا فِي الدُّعَاءِ۔

١١٨٤ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ وَزَادَ غَيْرُهُ يَجْهَرُ بِهِ۔

بَاب ٥٦٣ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَرَجُلٌ يَقُولُ لَوْ أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ هٰذَا فَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ فَبَيَّنَ اللّٰهُ أَنَّ قِيَامَهُ بِالْكِتَابِ

انہوں نے کہا یہ آیت (سورۂ بنی اسرائیل کی) ولا تجہر بصلاتک ولا تخافت بہا دعا کے باب میں اتری ہے۔ (یعنی دعا نہ بہت چلا کر مانگے نہ بہت آہستہ)

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم کو ابو عاصم نے خبر دی کہا ہم کو ابن جریج نے کہا ہم کو ابن شہاب نے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن کو خوش آوازی سے نہ پڑھے۔ وہ ہم مسلمانوں کے طریق پر نہیں ہے[1] ابو ہریرہؓ کے سوا دوسرے لوگوں نے اس حدیث میں اتنا زیادہ کیا ہے یعنی اس کو پکار کر نہ پڑھے[2]

باب[3] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا ایک وہ شخص جس کو اللہ نے قرآن دیا ہے۔ وہ اس کو رات اور دن ہر وقت پڑھا کرتا ہے۔ ایک شخص کہتا ہے۔ اگر مجھ بھی وہی دیا جاتا جو یہ دیا گیا تو میں بھی ایسا ہی کرتا جیسا وہ کرتا ہے۔ یعنی رات دن پڑھتا رہتا تو قرآن پڑھتے رہنا اس کا فعل ہوا اور بندوں نے

[1] بعضوں نے من لم یتغن بالقرآن کے یہ معنی کیا ہے۔ جس کو قرآن سے غنا اور تونگری نہ پیدا ہو۔ وہ مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن اور حدیث جب مل جائے۔ اب کسی کتاب کی حاجت نہیں سب سے بے پرواہ ہو جائے۔ یا قرآن جس کو حاصل ہو وہ دنیا داروں سے بے پرواہ رہے۔ ان کی خوشامد نہ کرے۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے اس کو بڑی دولت دی ہے۔ ایک صاحب نے مجھ سے یہ کہا کہ جو تم نے تفسیر وحیدی لکھی ہے۔ اس کا ایک نسخہ بادشاہ وقت کو بھی دو۔ میں نے کہا تفسیر وحیدی اس شہنشاہ عالی جاہ کے فرمان کی شرح ہے جس کے تمام بادشاہ وقت ایک ادنیٰ غلام ہیں۔ میں کیوں دوں کیا میں ان کا محتاج ہوں۔ ان کو سو بار غرض ہو تو وہ منگوا کر دیکھیں۔ اگر نہیں منگواتے تو نہ منگوائیں حق تعالیٰ نے مجھ کو اتنا غنی اور بے پرواہ کر دیا ہے۔ کہ مجھ کو کسی دنیا دار رئیس یا نواب یا بادشاہ کی امداد کی ضرورت نہیں ایک صاحب ترجمہ قرآن یا ترجمہ صحیح بخاری مطبوعہ دیکھ کر عش عش کرنے لگے۔ واہ کیا عمدہ ترجمہ ہے۔ اور طبع بھی کیسا عمدہ ہے۔ کہنے لگے اگر آپ درخواست کرو تو حکومت سے آپ کو مدد بھی ملے گی۔ میں نے کہا حکومت اپنی مدد اپنے پاس ہی رکھ چھوڑے حکومت کو بہت سے اخراجات درپیش ہیں۔ میں حکومت کی مدد کا محتاج نہیں مجھے عامہ مسلمین کی مدد کافی ہے۔ آپ ہی کسی خیال میں یہ کتابیں اب دوبارہ سہ بارہ پھر چھپا چاہتی ہیں الحمد للہ اولی الثنا۔ عن عبادہ ۱۲

[2] اگلی حدیث اور اس حدیث کو امام بخاری اس لیے لائے کہ قرآن کے الفاظ جو ہم زبان سے نکالتے ہیں۔ وہ ہمارے افعال ہیں۔ اور ہمارے افعال مخلوق ہیں اور دلیل اس کی یہ ہے۔ کہ ان الفاظ کی قرأت کو سر اور جہر سے موصوف کرتے ہیں اسی طرح تغنی سے اور اس سے اس کا مخلوق ہونا نکلتا ہے۔ ابن منیر نے کہا بے شک امام بخاری کا یہ کہنا اعتقاد صحیح ہے۔ لیکن سلف نے قرآن کے الفاظ کی نسبت جو ہماری زبان سے نکلتے ہیں یہ کہنا درست نہیں رکھا کہ وہ مخلوق ہیں ایسا نہ ہو آدمی بدعتیوں میں شریک ہو جائے جو قرآن کو مخلوق کہتے ہیں۔ اور امام بخاری سے منقول ہے۔ انہوں نے کہا جو مجھ سے یوں نقل کرتا ہے۔ باقی صفحہ آئندہ پر

هُوَ فِعْلُهُ فَقَالَ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ وَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهٗ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

سب فعل مخلوق ہیں) اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ روم میں) فرمایا اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے آسمان اور زمین کو پیدا کرتا ہے اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا علیحدہ علیحدہ ہونا[1] اور (سورۂ حج میں) فرمایا اور نیکی کرتے رہو تاکہ تم مراد کو پہنچو[2]

۱۱۸۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَاسُدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَتْلُوْهُ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ فَهُوَ يَقُوْلُ لَوْ اُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا اُوْتِيَ هٰذَا لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهٗ فِيْ حَقِّهٖ فَيَقُوْلُ لَوْ اُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا اُوْتِيَ عَمِلْتُ فِيْهِ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے ابوہریرہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رشک نہ ہونا چاہیے مگر دو شخصوں پر ایک تو اس شخص پر جس کو اللہ نے قرآن دیا ہے۔ وہ اس کو رات اور دن کے اوقات میں پڑھا کرتا ہے۔ اب دوسرا شخص رشک کرنے والا یوں کہے اگر مجھ کو بھی وہ (یعنی قرآن) دیا جاتا جیسے اس کو دیا گیا ہے تو میں بھی ایسا ہی کرتا۔ دوسرے وہ شخص جس کو اللہ نے (دنیا کا) مال و دولت دیا ہے۔ وہ اس کو واجبی کاموں میں[3] خرچ کرتا ہے۔ اب دوسرا شخص یوں کہے اگر مجھ کو بھی وہ مال و دولت دیا جاتا جو اس کو دیا گیا ہے۔ تو میں بھی اس میں یہی کرتا اسی طرح نیک کاموں میں خرچتا تو اس میں کو اس میں کوئی قباحت نہیں۔

۱۱۸۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَتْلُوْهُ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہ زہری نے سالم سے روایت کی انہوں نے اپنے والد سے انہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا رشک نہ ہونا چاہیے مگر دو آدمیوں دو آدمیوں ایک تو اس پر جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا ہے۔ وہ رات اور دن کے اوقات میں اس کو نماز میں کھڑے ہو کر پڑھا کرتا ہے دوسرے وہ شخص جس کو اللہ نے روپیہ پیسہ دیا ہے وہ رات

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ کہ میں نے کہا لفظی بالقرآن مخلوق وہ جھوٹا ہے۔ میں نے یہ نہیں کہا بلکہ میں نے صرف یوں کہا تھا کہ ہمارے افعال مخلوق ہیں۔ ۱۲ منہ ؂ اس باب کو لا کر بھی امام بخاری نے وہی ثابت کیا کہ بندوں کی قرأت ان کا ایک فعل ہے۔ اور بندوں کے سب افعال مخلوق خداوندی ہوتے ہیں۔

حواشی صفحہ ہذا

[1] وہ بھی اس میں آگئے ۱۲ منہ [2] تو نیکی میں قرآن کی تلاوت بھی آگئی وہ بھی ایک فعل ہے۔ تو مخلوق ٹھیری ۱۲ منہ [3] جن میں روپیہ خرچ کرنا چاہیے یعنی نیک کاموں میں ۱۲ منہ

يُنْفِقُهُ آنَآءَ اللَّيْلِ وَآنَآءَ النَّهَارِ سَمِعْتُ سُفْيٰنَ مِرَارًا لَمْ اَسْمَعْهُ يَذْكُرُ الْخَبَرَ وَهُوَ مِنْ صَحِيْحِ حَدِيْثِهٖ۔

اور دن کے اوقات میں اس کو خرچ کرتا رہتا ہے علی بن عبداللہ نے کہا میں نے اس حدیث کو سفیان بن عیینہ سے کئی بار سنا انہوں نے یوں نہیں کہا ہم کو زہری نے خبر دی باوجود اس کے حدیث صحیح (اور متصل ہے)[1]

بَابُ ۵۷۴ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ مِنَ اللّٰهِ الرِّسَالَةُ وَعَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا التَّسْلِيْمُ وَقَالَ لِيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَقَالَ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالَتْ عَآئِشَةُ اِذَآ اَعْجَبَكَ حُسْنُ عَمَلِ امْرِئٍ فَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ اَحَدٌ وَقَالَ مَعْمَرٌ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ هٰذَا الْقُرْاٰنُ

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ مائدہ میں) فرمانا اے پیغمبر تیرے رب کی طرف سے جو تجھ پر اترا اس کو (بے کھٹکے) لوگوں کو پہنچا دے اگر تو ایسا نہ کرے تو تو نے (جیسے) اللہ کا پیغام نہیں پہنچایا[2] اور زہری نے کہا، (اس کو حمیدی اور خطیب نے وصل کیا) اللہ کی طرف سے رسالت پیغمبر بھیجنا ہے۔ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کا پیغام پہنچانا ہے اور اوپر اس کا ماننا (تسلیم کرنا) ہے[3] اور (سورۂ جن) میں فرمایا اس لیے کہ وہ یعنی پیغمبر جان لے کہ فرشتوں نے اپنے مالک کا پیغام پہنچا دیا اور (سورۂ اعراف میں) فرمایا (نوح اور ہود کی زبان پر) میں تم کو اپنے مالک کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور کعب بن مالک جب آنحضرت کو چھوڑ کر (غزوہ تبوک میں) پیچھے رہ گئے تھے (یہ حدیث اوپر کئی بار موصولاً گذر چکی ہے)[5] انہوں نے کہا عنقریب اللہ اور اس کا رسول تمہارے کام کو دیکھ لے گا اور حضرت عائشہ نے کہا جب تجھ کو کسی کا کام اچھا لگے تو یوں کہہ عمل کیے جاؤ اللہ اور اس کا رسول اور مسلمان تمہارا کام دیکھ لیں گے کسی کا نیک عمل تجھ کو دھوکے میں نہ ڈالے[6] اور معمر (ابو عبیدہ) نے کہا

[1] بلکہ یوں کہا زہری نے کہا ۱۲ منہ [ ] کیونکہ سفیان زہری کے شاگردوں میں سے تھے۔ تو ان کی روایت سماع پر محمول ہو گی۔ اور اسماعیل کی روایت میں اس کی صراحت ہے اس میں یوں ہے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے زہری نے بیان کیا ۱۲ منہ [2] کیونکہ پیغام میں سے جب کچھ چھپا لیا نہیں پہنچایا تو گویا پیغام ہی نہیں پہنچایا اس باب سے غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ اللہ کا پیغام یعنی قرآن غیر مخلوق ہے۔ لیکن اس کا پہنچانا اور اس کا سنانا یہ پیغمبر صاحب کا فعل ہے جب تو فرمایا وان لم تفعل اور بشر کا فعل مخلوق ہے۔ تو قرآن کا سنانا پڑھنا اور پہنچانا یہ سب مخلوق ہوں گے ۱۲ منہ [3] جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بسر و چشم اس کو قبول کر لینا اگر تمام جہان اس کے خلاف پکارتا ہے تو پکارتا ہے پیرا دے [4] تو کعب نے اس کا نام عمل رکھا اور عمل البشر کا فعل ہے جو مخلوق ہے ۱۲ منہ [5] اس کو امام بخاری نے خلق العباد میں وصل ۱۲ منہ [6] تو اس کو اچھا شخص سمجھ لے یہ حضرت عائشہ نے ان لوگوں کے باب میں فرمایا تھا جو بظاہر قرآن کے بڑے قاری تھے۔ اور بڑے نمازی مگر عثمان سے باغی ہو گئے۔ ان کے قتل پر مستعد ہوئے حضرت عائشہ کے کلام کا مطلب یہ ہے کہ کسی کی ایک آدھ اچھی بات دیکھ کر یہ اعتقاد نہ کر لینا چاہیے کہ وہ اچھا شخص ہے جب تک اس کے دوسرے اعمال کو نہ جانچے کہ قرآن اور حدیث کے موافق ہیں یا نہیں اس کے دل میں اللہ اور رسول کی محبت ہے یا نہیں ہمارے زمانہ میں اکثر بے وقوف جاہل اور فاسق درویشوں کی ایک آدھ اچھی بات دیکھ کر جلدی سے ان کے معتقد ہو جاتے ہیں ان کو ولی سمجھ لیتے ہیں یہ کم عقلی اور بے وقوفی ہے۔ سب سے پہلے ولی ہونے کے لیے یہ ضرور ہے کہ علم دین بقدر ضرورت رکھتا ہو اور اس کا اعتقاد اور عمل دونوں حدیث اور اہلحدیث کے مطابق ہوں ورنہ وہ شخص ہرگز ولی نہیں ہو سکتا ہے ای بسا ابلیس آدم روئے ہست۔ پس بہر دستے نباید داد دست۔ اس اثر کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے قرآن کو ایک عمل قرار دیا اور عمل مخلوق ہے اور دوسری ۱۲ منہ

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ بَيَانٌ وَّدِلَالَةٌ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ هٰذَا حُكْمُ اللّٰهِ لَارَيْبَ لَاشَكَّ تِلْكَ اٰيَاتُ يَعْنِيْ هٰذِهٖ اَعْلَامُ الْقُرْاٰنِ وَمِثْلُهٗ حَتّٰۤى اِذَا كُنْتُمْ فِى الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ يَعْنِيْ بِكُمْ وَقَالَ اَنَسٌ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَهٗ حَرَامًا اِلٰى قَوْمِهٖ وَقَالَ اَتُؤْمِنُوْنِيْۤ اُبَلِّغْ رِسَالَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ۔

۱۱۸۷۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوْبَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيُّ وَزِيَادُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ قَالَ الْمُغِيْرَةُ اَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا اَنَّهٗ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ اِلَى الْجَنَّةِ

۱۱۸۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا وَّقَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ

(سورۂ بقر میں) یہ جو فرمایا ذٰلك الکتٰب لاریب فیہ تو کتاب سے مراد قرآن ہے۔ وہ ہدایت کرنے والا یعنی راہ بتانے والا سچا رستہ سوجھانے والا پرہیزگاروں کو (جیسے دوسری جگہ (سورۂ ممتحنہ میں) فرمایا یہ اللہ کا حکم ہے اس میں کوئی شک نہیں یعنی بلاشک یہ اللہ کی اتاری ہوئی آیتیں ہیں۔ یعنی قرآن کی نشانیاں (مطلب یہ ہے کہ دونوں آیتوں میں ذلک سے ہذا مراد ہے[1]۔ اس کی مثال یہ ہے جیسے سورۂ یونس میں جرین بہم سے جرین بکم[2] مراد ہے اور انس نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ماموں حرام بن ملحان کو ان کی قوم بنی عامر کی طرف بھیجا حرام نے ان سے جا کر کہا کیا تم مجھ کو امان دیتے ہو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام تم کو پہنچا دوں۔ اور ان سے باتیں کرنے لگے[3]

ہم سے فضل بن یعقوب نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن جعفر رقی نے۔ کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے کہا ہم سے سعید بن عبیداللہ ثقفی بکر بن عبداللہ مزنی اور زیاد بن جبیر نے انہوں جبیر بن حیہ سے کہ مغیرہ بن شعبہ نے کہا (ایران کی فوج کے سامنے) ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اللہ کے اس پیغام کی خبر دی ہے کہ جو کوئی ہم میں سے کافروں کے مقابلہ میں مارا جائے گا۔

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے کہا بیان کیا کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا جو کوئی تجھ سے یہ بیان کرے کہ آنحضرت نے وحی میں سے جو کچھ چھپا لیا[5] دوسری سند اور محمد یوسف فریابی نے (یا دوسرے کسی محمد نے) کہا ہم سے ابو عامر

[1] ذلک زبان عرب میں اشارہ بعید کے واسطے ہے۔ مگر ان دونوں آیتوں میں ذالک سے مراد ہے۔ جو اشارہ قریب کے واسطے آتا ہے ۱۲ منہ
[2] تو ضمیر حاضر کی جگہ غائب کی ضمیر رکھ دی۔ ایسے ہی ان دو آیتوں میں بجائے اسم اشارہ کا استعمال کیا اس آیت کو یہاں بیان کرنے کی مناسبت یہ ہے۔ کہ تبلیغ اور پیغام رسانی بھی ایک عام ہدایت ہے۔ ۱۲ منہ [3] یہ حدیث اوپر کتاب المغازی میں موصولاً گزر چکی ہے۔ ۱۲ منہ [4] اتنے میں ایک شخص نے پیچھے سے آکر برچھا مارا وہ شہید ہو گئے ۱۲ منہ [5] عام لوگوں سے بیان نہیں کیا۔ ۱۲ منہ

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِنَ الْوَحْيِ فَلَا تُصَدِّقْهُ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ۔

عفدی نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے مسروق سے انہوں حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا جو کوئی تجھ سے کہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی میں سے جو کچھ چھپا رکھا تو ہرگز اس کو سچا مت جان (وہ جھوٹا ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے پیغمبر جو تجھ پر تیرے مالک کی طرف سے اترا اس کو بے کھٹکے پہنچا دے اخیر آیت تک (تو آنحضرتؐ حکم خداوندی کے خلاف کیونکر کر سکتے تھے)

۱۱۸۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ أَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَهَا وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ الْآيَةَ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے عمرو بن شرحبیل سے عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا ایک شخص نے (خود عبداللہ بن مسعودؓ نے) آنحضرتؐ سے پوچھا یا رسول اللہ اللہ کے نزدیک کونسا گناہ بڑا ہے آپ نے فرمایا یہ ہے کہ اللہ نے تو تجھ کو پیدا کیا ہے اور تو اس کے برابر والا کسی اور کو ٹھہرائے (معاذ اللہ کتنی بڑی نمک حرامی ہے) اس نے پوچھا پھر اس سے اتر کر کون سا بڑا گناہ ہے آپ نے فرمایا یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ کھانے پینے میں شریک ہوگی۔ اس نے پوچھا پھر اس سے اتر کر کونسا بڑا گناہ ہے آپ نے فرمایا یہ ہے کہ اپنے پڑوسی کی جورو سے (جس کا بڑا حق ہوتا ہے) تو زنا کرے پھر اللہ تعالیٰ نے اس تصدیق میں (سورۂ فرقان کی) یہ آیت اتاری جو لوگ اللہ کے سوا دوسرے خدا کو نہیں پکارتے (اس کی عبادت نہیں کرتے) اور جس جان کو مارنا اللہ نے حرام کیا ہے۔ اس کو ناحق نہیں مارتے اور زنا نہیں کرتے جو کوئی ایسا کرے گا وہ گناہ سے بھڑ جائے گا

بَابُ ۵۶۵ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى قُلْ فَأْتُوْا

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ عمران میں) یوں فرمانا اے پیغمبر

لہ یا آثام جو دوزخ کا نالہ ہے۔ اس میں جائے گا۔ اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے اس طرح ہے کہ آنحضرتؐ کی تبلیغ دو قسم کی تھی ایک تو یہ کہ خاص قرآن کی جو آیتیں اتریں وہ آپ ان کو سنا دیتے۔ دوسرے قرآن سے جو آپ باتیں نکال کر بیان کرتے پھر اللہ تعالیٰ آپ کے استنباط اور ارشاد کے مطابق قرآن میں صاف وحی اترتا ۱۲ منہ

بِالتَّوْرٰةِ فَاتْلُوْهَا وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيَ اَهْلُ التَّوْرٰةِ التَّوْرٰةَ فَعَمِلُوْا بِهَا وَأُعْطِيَ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ الْاِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا بِهٖ وَاُعْطِيْتُمُ الْقُرْاٰنَ فَعَمِلْتُمْ بِهٖ وَقَالَ اَبُوْ رَزِيْنٍ يَتْلُوْنَهٗ يَتَّبِعُوْنَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ بِهٖ حَقَّ عَمَلِهٖ يُقَالُ يُتْلٰى يُقْرَأُ حَسَنُ التِّلَاوَةِ حَسَنُ الْقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ لَا يَمَسُّهٗ لَا يَجِدُ طَعْمَهٗ وَنَفْعَهٗ اِلَّا مَنْ اٰمَنَ بِالْقُرْاٰنِ وَلَا يَحْمِلُهٗ بِحَقِّهٖ اِلَّا الْمُوْقِنُ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاِسْلَامَ وَالْاِيْمَانَ عَمَلًا قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ اَخْبِرْنِيْ بِاَرْجٰى عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِي الْاِسْلَامِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰى عِنْدِيْ اَنِّيْ لَمْ اَتَطَهَّرْ اِلَّا صَلَّيْتُ وَسُئِلَ اَيُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ

کہہ دے اچھا توراۃ لاؤ اس کو پڑھ کر سناؤ اگر تم سچے ہو[1] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا (حدیث آگے موصولاً آتی ہے) توراۃ والے توراۃ دیئے گئے۔ انہوں نے اس پر عمل کیا انجیل والے انجیل دیئے گئے انہوں نے اس پر عمل کیا تم قرآن دیئے گئے تم نے اس پر عمل کیا[2] اور ابورزین (مسعود بن مالک تابعی) نے کہا[3] یتلونہ حق تلاوتہ کا معنی یہ ہے کہ اس کی پیروی کرتے ہیں۔ اس پر جیسا عمل کرنا چاہیے ویسا عمل کرتے ہیں (تو تلاوت ایک عمل ٹھیری) عرب لوگ کہتے ہیں یعنی پڑھا جاتا ہے اور کہتے ہیں فلاں شخص کی تلاوت یا قرأت اچھی ہے[4] اور قرآن میں سورۃ واقعہ میں ہے لا یمسہ الا المطہرون یعنی قرآن کا مزہ وہی پائیں گے اس کا فائدہ وہی اٹھائیں گے جو کفر سے پاک یعنی قرآن پر ایمان لائے ہیں اور قرآن کو اس کے حق کے ساتھ وہی اٹھائے گا جس کو آخرت پر یقین ہوگا کیونکہ سورۃ جمعہ میں فرمایا ان لوگوں کی مثال جن پر توراۃ اٹھائی گئی پھر انہوں نے اس کو نہیں اٹھایا (اس پر عمل نہیں کیا) ایسی ہے جیسے گدھے کی مثال جس پر کتابیں لدی ہوں جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اُن کی ایسی ہی بری گت ہے اور اللہ ایسے شریر لوگوں کو راہ پر نہیں لگاتا[5] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام اور ایمان دونوں کو عمل فرمایا (جیسے جبریل کی حدیث میں اوپر گذر چکا) ابوہریرہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال سے فرمایا تم مجھ سے اپنا وہ زیادہ امید کا عمل بیان کرو جس کو تم نے اسلام کے زمانہ میں کیا ہو۔ انہوں کہا یا رسول اللہ میں نے اسلام کے زمانہ میں اس سے زیادہ امید کا کوئی کام نہیں کیا ہے کہ میں نے جب وضو کیا تو اس کے بعد (تحیۃ الوضو کی

---

[1] اس باب سے یہ غرض ہے کہ تلاوت ایک عمل ہے اور عمل عامل کا ایک فعل ہوتا ہے۔ تو تلاوت مخلوق ہوئی اور قرأت بھی وہی تلاوت ہے۔ تو وہ بھی مخلوق ہوگی ۱۲ منہ [2] یعنی اس کو پڑھا یا پڑھا، تو قرأت ایک فعل ہوئی اور فعل مخلوق ہے ۱۲ منہ [3] اس کو سفیان ثوری نے اپنی تفسیر میں وصل کیا ۱۲ منہ [4] فلاں شخص کی بری ہے۔ تو معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کے سوا دوسری چیز ہے۔ ورنہ قرآن کو اچھا برا نہیں کہ سکتے ۱۲ منہ [5] یعنی ان کو عمل کرنے کے لیے دی گئی ۱۲ منہ [6] مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ لا یمسہ میں جو مس کا لفظ آیا ہے اس کے معنی یہ ہے کہ ایک کتاب کو اس طرح اٹھانا یعنی پڑھنا اور یاد کرنا کہ اس پر عمل کرے اس کے حکموں کی پیروی کرے جن باتوں سے وہ کتاب منع کرے اس سے باز رہے۔ اور مس سے عام ہے کیونکہ تلاوت اس کو بھی کہیں گے کہ آدمی ایک کتاب کو پڑھے لیکن اس پر عمل نہ کرتا ہو ۱۲ منہ

إِيمَانٌ بِاللهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ الْجِهَادُ ثُمَّ حَجٌّ مَّبْرُورٌ۔

١١٩٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيمَنْ سَلَفَ مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ أُوتِيَ أَهْلُ التَّوْرٰىةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوا بِهَا حَتَّى انْتَصَفَ النَّهَارُ ثُمَّ عَجَزُوا فَأُعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا ثُمَّ أُوتِيَ أَهْلُ الْإِنْجِيلِ الْإِنْجِيلَ فَعَمِلُوا بِهِ حَتَّى صُلِّيَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ عَجَزُوا فَأُعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا ثُمَّ أُوتِيتُمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهِ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأُعْطِيتُمْ قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ فَقَالَ أَهْلُ الْكِتَابِ هٰؤُلَاءِ أَقَلُّ مِنَّا عَمَلًا وَأَكْثَرُ أَجْرًا قَالَ اللهُ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوا لَا قَالَ فَهُوَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ أَشَاءُ۔

دو رکعتیں) نماز پڑھی (یہ حدیث اوپر موصولاً گزر چکی[1]) اور آنحضرتؐ سے پوچھا گیا[2] کون سا عمل افضل ہے آپؐ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا پھر وہ حج جس کے بعد گناہ نہ ہو[3]۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس بن یزید ایلی نے انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو سالم نے خبر دی انہوں اپنے والد عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا دنیا میں رہنا اگلی امتوں کے مقابل ایسا ہے جیسے عصر کی نماز سے لے کر سورج ڈوبنے تک یہودیوں کو توراۃ دی گئی انہوں نے صبح سے لے کر آدھے دن تک اس پر عمل کیا اس کے بعد تھک کر کام چھوڑ دیا (دن پورا نہیں کیا) ان کو (اجرت کا) ایک ایک قیراط ملا پھر انجیل والوں (نصاریٰ) کو انجیل دی گئی انہوں نے (دوپہر دن سے لے کر) عصر کی نماز ہو چکنے تک اس پر عمل کیا اس کے بعد تھک کر کام چھوڑ دیا ان کو بھی (اجرت کا) ایک ایک قیراط ملا پھر تم مسلمانوں کو قرآن دیا گیا۔ (تم نے عصر کی نماز سے لے کر) سورج ڈوبنے تک کام کیا (اور کام پورا کر دیا) تم کو اجرت کے دو دو قیراط ملے۔ اب کتاب والے یہود اور نصاریٰ کہنے لگے ان مسلمانوں نے کام تو تھوڑا کیا[4]۔ اور اور مزدوری ہم سے زیادہ پائی (ہم کو ایک ایک قیراط ملا ان کو دو دو قیراط ملا) اللہ نے فرمایا کیا میں نے تمہاری مزدوری (جو ٹھہری تھی) کچھ دبالی انہوں نے کہا نہیں تب اللہ نے فرمایا پھر میرے احسان میں تمہارا کیا اجارہ ہے۔ میں جس پر چاہوں کروں۔

[1] اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ قرآن کی قرأت ایک عمل ہے۔ کیونکہ نماز میں قرأت ضرور ہوتی ہے۔ اور بلال نے اس کو عمل کہا ١٢ منہ

[2] یہ حدیث اوپر کتاب الایمان میں گزر چکی ہے ١٢ منہ [3] مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ جب دین کے تمام کام یہاں تک کہ ایمان جس میں تصدیق قلبی بھی ایک جز ہے۔ عمل ہوئے تو قرآن کی قرأت بھی ایک عمل ہوگی اور عمل سب مخلوق ہیں۔ تو قرأت بھی مخلوق ہوگی جو قاری کا ایک فعل ہے ١٢ منہ

[4] یعنی یہ بنسبت یہود اور نصاریٰ دونوں کے ملا کر مسلمانوں کا وقت بہت کم تھا۔ جس میں انہوں نے کام کیا۔ کیونکہ کہاں صبح سے لے کر عصر تک کہاں عصر سے سورج ڈوبنے تک اب حنفیہ کا یہ استدلال نہیں چلے گا۔ کہ عصر کا وقت دو مثل سایہ سے شروع ہوتا ہے ١٢ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۶۶ وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ عَمَلًا وَقَالَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتٰبِ۔

۱۱۹۱۔ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْوَلِيْدِ وَحَدَّثَنِيْ عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوْبَ الْاَسَدِيُّ اَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ الْعَيْزَارِ عَنْ اَبِيْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ ثُمَّ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ۔

باب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو عمل فرمایا[1] اور آنحضرتؐ نے فرمایا جو شخص سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہ ہوگی[2]

مجھ سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے ولید بن عیزار سے دوسری سند اور امام بخاری نے کہا مجھ سے عباد بن یعقوب نے بیان کیا کہا ہم کو عباد بن عوام نے خبر دی انہوں نے سلیمان بن شیبانی سے عیزار سے انہوں نے ابو عمرو (سعد بن ایاس سے) انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے ایک شخص (خود عبداللہ بن مسعود) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کونسا عمل افضل ہے آپ نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

باب ۵۶۷ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا هَلُوْعًا ضَجُوْرًا۔

۱۱۹۲۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمٰنِ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ ابْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالٌ فَاَعْطٰى قَوْمًا وَّمَنَعَ اٰخَرِيْنَ فَبَلَغَهٗ اَنَّهُمْ عَتَبُوْا فَقَالَ اِنِّيْ اُعْطِي الرَّجُلَ وَاَدَعُ الرَّجُلَ وَالَّذِيْ اَدَعُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الَّذِيْ اُعْطِيْ اُعْطِيْ اَقْوَامًا لِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ سال سائل میں) فرمانا اور انسان کا کچا بنایا گیا جہاں اس پر کوئی مصیبت آئی رونے پیٹنے لگتا ہے اور جب روپیہ پیسہ ملا تو بخیل بن جاتا ہے[3] ہلوعا کا معنی بے صبرا۔

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا انہوں نے امام حسن بصری سے کہا ہم سے عمرو بن تغلب نے بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال آیا آپ نے چند لوگوں کو اس میں سے دیا چند لوگوں کو نہیں دیا پھر آپ کو خبر پہنچی کہ جن کو نہیں دیا وہ خفا ہوگئے آپ نے فرمایا لوگو میں ایک شخص کو دنیا کا مال دیتا ہوں۔ ایک کو نہیں دیتا حالانکہ جس کو نہیں دیتا میں اس سے زیادہ چاہتا ہوں۔ جس کو دیتا ہوں میں ان لوگوں کو دیتا ہوں جن کے دل میں

---

[1] اس باب میں کوئی ترجمہ مذکور نہیں ہے۔ گویا وہی اگلے باب کا مضمون ہے ۱۲ منہ [2] یہ حدیث آگے آتی ہے نماز میں قرأت بھی ہوتی ہے تو وہ بھی عمل ہوئی ۱۲ منہ [3] یہ حدیث اوپر موصول گذر چکی ہے۔ اس حدیث کے لانے سے امام بخاری کی یہ غرض ہے۔ کہ جب بغیر قرأت فاتحہ کے نماز درست نہ ہوئی تو نماز کا جزو اعظم قرأت قرآن ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری حدیث میں نماز کو عمل فرمایا تو قرأت بھی ایک عمل ہوگی۔ ۱۲ منہ

[4] اس باب کے یہاں لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ انسان کا خالق ہے۔ ویسے ہی اس کے صفات اور اخلاق کا بھی وہی خالق ہے اور جب صفات اور اخلاق کا بھی خالق خدا ہوا تو اس کے افعال کا بھی خالق وہی ہوگا۔ اور معتزلہ کارد ہوا ۱۲ منہ

مِنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ وَاَكِلُ اَقْوَامًا اِلٰى مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْغِنٰى وَالْخَيْرِ مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ فَقَالَ عَمْرٌو مَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ بِكَلِمَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ۔

بَابٌ ۵۶۸ ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِوَايَتِهٖ عَنْ رَبِّهٖ۔

۱۱۹۳۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا اَبُوْ زَيْدٍ سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْهَرَوِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيْهِ عَنْ رَبِّهٖ قَالَ اِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ اِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا وَاِذَا تَقَرَّبَ مِنِّيْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَاِذَا اَتَانِيْ مَشْيًا اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً۔

۱۱۹۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ رُبَّمَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ مِنِّيْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَاِذَا تَقَرَّبَ مِنِّيْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا اَوْ بُوْعًا وَقَالَ مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ اَبِيْ سَمِعْتُ اَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيْهِ عَنْ رَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ۔

بے صبری اور حرص پاتا ہوں اور بعضے لوگوں کو جن کے دلوں میں اللہ نے جو بے پرواہی اور بھلائی رکھی ہے اس کے بھروسے پر چھوڑ دیتا ہوں کچھ نہیں دیتا ایسے عمدہ لوگوں میں سے عمرو بن تغلب بھی ہے عمرو بن تغلب کہتے ہیں یہ کلمہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری نسبت فرمایا اس کے بدلہ اگر لال لال اونٹ مجھ کو ملتے تو اتنی خوشی نہ ہوتی۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے پروردگار سے روایت کرنا۔

مجھ سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا کہا ہم سے ابو زید سعید بن ربیع نے کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس رض سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ اپنے پروردگار سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا پروردگار نے جب کوئی بندہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں ہاتھ بھر اس سے قریب ہو جاتا ہوں اور جب کوئی بندہ ایک ہاتھ مجھ سے قریب ہوتا ہے تو میں ایک بام اس سے قریب ہو جاتا ہوں جب وہ چلتا ہوا میری طرف آتا ہے تو میں دوڑتا ہوا اس کی طرف جاتا ہوں[1]

ہم سے مسدد نے بیان کیا انہوں نے یحیٰی بن سعید قطان سے انہوں نے سلیمان تیمی سے انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے ابوہریرہ رض سے کہا ابوہریرہ رض نے کئی بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جب کوئی بندہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے میں اس سے ایک باع قریب ہوتا ہوں یا ایک بوع[2] اور معتمر بن سلیمان نے کہا (اس کو امام مسلم نے وصل کیا) میں نے اپنے والد سلیمان رض سے سنا کہا میں نے انس رض سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ اپنے پروردگار سے روایت کرتے ہیں[3]

۱؎ غرض یہ ہے کہ اس کے عمل سے کہیں زیادہ ثواب دیتا ہوں ۱۲ منہ ۲؎ دونوں کے معنی بام ہیں یعنی دونوں ہاتھ پھیلا کر مع بازو اور سینہ کے ۱۲ منہ ۳؎ پھر بھی حدیث نقل کی جو اوپر گزرے۔

۱۱۹۵۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّكُمْ قَالَ لِكُلِّ عَمَلٍ كَفَّارَةٌ وَالصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے محمد بن زیاد نے کہا میں نے ابوہریرہ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ تمہارے پروردگار سے روایت کرتے ہیں پروردگار نے ارشاد فرمایا ہر گناہ ایک کفارہ ہے جس سے وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے اور روزہ خاص میرے لیے ہے میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ دار کے منہ کی باس اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے عمدہ ہے

۱۱۹۶۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ قَالَ لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ إِنَّهُ خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى وَنَسَبَهُ إِلَى أَبِيهِ۔

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے قتادہ سے دوسری سند امام بخاری نے کہا مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے انہوں نے سعید بن ابی عروبہ سے روایت کی انہوں نے قتادہ سے انہوں نے ابوالعالیہ سے انہوں نے ابن عباس رض سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے اپنے پروردگار سے روایت کی پروردگار نے فرمایا کسی بندے کو یوں نہ کہنا چاہیئے میں یونس بن متی پیغمبر سے افضل ہوں آپ نے یونس کو ان کے والد متی کی طرف نسبت دی [1]

۱۱۹۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ أَوْ مِنْ سُورَةِ الْفَتْحِ قَالَ فَرَجَّعَ فِيهَا قَالَ ثُمَّ قَرَأَ مُعَاوِيَةُ يَحْكِي قِرَاءَةَ ابْنِ مُغَفَّلٍ وَقَالَ لَوْلَا أَنْ يَجْتَمِعَ النَّاسُ

ہم سے احمد بن ابی سریج نے بیان کیا کہا ہم کو شبابہ بن سوار نے خبر دی کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا کہا انہوں نے معاویہ بن قرہ سے انہوں نے عبداللہ بن مغفل سے انہوں نے کہا میں نے فتح مکہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اونٹنی پر سوار دیکھا آپ سورۃ فتح یا سورۃ فتح کی آیتیں پڑھ رہے تھے اور آواز دھرا دھرا کر (پہلے پست آواز سے پھر بلند آواز سے) شعبہ نے کہا یہ حدیث بیان کر کے معاویہ نے اس طرح آواز دھرا کر قرأت کی جیسے عبداللہ بن مغفل کرتے تھے اور معاویہ نے کہا اگر مجھ کو یہ خیال نہ ہوتا کہ لوگ

[1] اس حدیث کی شرح اوپر گذر چکی ہے۔ اس کے دو معنے ہو سکتے ہیں ایک یہ کوئی شخص اپنے تئیں حضرت یونس رض سے افضل نہ کہے دوسرے یہ کہ مجھ کو یعنی پیغمبر صاحب کو یونس سے افضل نہ کہے۔ دوسری صورت میں یہ مطلب ہوگا کہ اس طور سے افضل نہ کہے کہ حضرت یونس کی حقارت نکلے یا یہ اس وقت کی حدیث ہے جب آپ کو نہیں بتلایا گیا تھا کہ آپ سب پیغمبروں سے افضل ہیں ۱۲ منہ

عَلَيْكُمْ لَرَجَّعْتُ كَمَا رَجَّعَ ابْنُ مُغَفَّلٍ يَحْكِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِمُعٰوِيَةَ كَيْفَ كَانَ تَرْجِيعُهُ قَالَ آآآ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ۔

جمع ہو جائیں گے اور تم پر ہجوم کریں گے تو میں اسی طرح آواز دوہرا کر قرأت کرتا جیسے عبداللہ بن مغفل آنحضرت صلعم کی طرح آواز دوہراتے تھے شعبہ نے کہا میں نے معاویہ سے پوچھا ابن مغفل کیونکر آواز دوہراتے تھے انہوں نے کہا آ آ آ تین بار (مد شد کے ساتھ)

بَابُ ۵۶۹ مَا يَجُوزُ مِنْ تَفْسِيرِ التَّوْرٰةِ وَغَيْرِهَا مِنْ كُتُبِ اللّٰهِ بِالْعَرَبِيَّةِ وَغَيْرِهَا

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَأْتُوا بِالتَّوْرٰةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيٰنَ بْنُ حَرْبٍ أَنَّ هِرَقْلَ دَعَا تَرْجُمَانَهُ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ إِلٰى هِرَقْلَ وَيٰا أَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ الْاٰيَةَ۔

باب توراۃ شریف یا دوسری آسمانی کتابوں مثلاً قرآن شریف کی تفسیر (اور ترجمہ) عربی زبان یا دوسری کسی زبان میں کرنا اس کی دلیل سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا ہے اسے پیغمبر کہہ دے توراۃ لاؤ اس کو پڑھو اگر سچے ہو[1] اور ابن عباسؓ نے کہا مجھ سے ابوسفیان صخر بن حرب نے بیان کیا کہ ہرقل بادشاہ روم نے اپنے ترجمان کو بلایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگوایا اس کو پڑھا اس میں یہ لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد اللہ کے بندے اور اللہ کے رسول کی طرف سے ہرقل کو معلوم ہو آگے خط کا مضمون تھا) اور یہ آیت لکھی تھی کتاب والو اس بات پر آجاؤ جو ہم میں تم میں یکساں مانی جاتی ہیں۔ اخیر آیت تک[2]

۱۱۹۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتٰبِ يَقْرَءُونَ التَّوْرٰةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُونَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتٰبِ وَلَا

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے عثمان بن عمر نے کہا ہم کو علی بن مبارک نے خبر دی انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا یہودی لوگ کیا کرتے تھے توراۃ عبرانی زبان میں پڑھتے اور اس کا ترجمہ عربی زبان میں کر کے مسلمانوں کو سمجھاتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حال دیکھ کر فرمایا اہل کتاب کو نہ سچا کہو نہ جھوٹا بلکہ یوں کہو ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس کتاب پر جو ہماری طرف اتری،

[1] اس باب سے امام بخاری نے ان بے وقوفوں کا رد کیا جو آسمانی کتابوں یا دوسری کتابوں مثلاً حدیث کی کتابوں کا ترجمہ دوسری زبان میں کرنا بہتر نہیں جانتے اور اس آیت سے اس پر اس طرح استدلال کیا کہ توراۃ اصلی عبرانی زبان میں تھی اور عربوں کو لا کر سنانے کا جو حکم دیا تو یقیناً اس کا یہ مطلب ہوگا کہ عربی میں ترجمہ کر کے سناؤ کیونکہ عرب لوگ عبرانی زبان نہیں سمجھتے تھے اور ترجمہ اور تفسیر کے جواز پر سب مسلمانوں کا اجماع ہے۔ ۱۲ منہ [2] یہ حدیث شروع کتاب میں موصولاً گزر چکی ہے۔ اس حدیث سے امام بخاری نے ترجمہ کا جواز نکالا کیونکہ آنحضرت نے ہرقل کو عربی زبان میں خط لکھا حالانکہ آپ جانتے تھے کہ ہرقل عربی نہیں سمجھتا اس لیے اس نے ترجمان کو بلوایا تو گویا آپؐ نے ترجمہ کی اجازت دی ۱۲ منہ

تُكَذِّبُوهُمْ وَقُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ الْآيَةَ

۱۱۹۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ مِنَ الْيَهُودِ قَدْ زَنَيَا فَقَالَ لِلْيَهُودِ مَا تَصْنَعُونَ بِهِمَا قَالُوا نُسَخِّمُ وُجُوهَهُمَا وَنُخْزِيهِمَا قَالَ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَجَاءُوا فَقَالُوا لِرَجُلٍ مِمَّنْ يَرْضَوْنَ يَا أَعْوَرُ اقْرَأْ فَقَرَأَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَوْضِعٍ مِنْهَا فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ قَالَ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيهِ آيَةُ الرَّجْمِ تَلُوحُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ عَلَيْهِمَا الرَّجْمَ وَلٰكِنَّا نُكَاتِمُهُ بَيْنَنَا فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا فَرَأَيْتُهُ يُجَانِئُ عَلَيْهَا الْحِجَارَةَ۔

اخیر آیت تک (جو سورۂ بقر میں ہے)[1]

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن علیہ نے انہوں نے ایوب سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک یہودی مرد اور عورت لائے گئے[2] انہوں نے زنا کی تھی آپ نے یہودیوں سے پوچھا تم لوگ زنا میں کیا سزا دیتے ہو انہوں نے کہا ہم دونوں کا منہ کالا کرتے ہیں اور (گدھے پر الٹا سوار کر کے) ان کو ذلیل کرتے ہیں[3] آپ نے فرمایا اگر سچے ہو تو توراۃ لا کر سناؤ توراۃ لے کر آئے اور اپنے میں ایک شخص (عبداللہ بن صوریا) سے جس کو پسند کرتے تھے کہنے لگے ارے کانے پڑھ کر سنا (وہ کانا تھا) اس نے کیا کیا توراۃ پڑھنی شروع کی اور ایک مقام پر اپنا ہاتھ اس پر رکھ لیا (لگا آگے پیچھے کی آیتیں پڑھنے۔) اس وقت عبداللہ بن سلام نے کہا ذرا اپنا ہاتھ تو اٹھا ہاتھ جو اٹھایا تو نیچے رجم کی آیت چمکتی ہوئی نکلی اب کیا کہنے لگا محمد توراۃ میں تو بیشک رجم ہے لیکن ہم اس کو چھپاتے رہے آخر آپ نے حکم دیا وہ یہودی مرد اور عورت دونوں سنگسار کیے گئے ابن عمر نے کہا رجم کرتے وقت میں نے دیکھا مرد اس عورت کو پتھروں کی مار سے بچا رہا تھا۔

بَابُ ۵۷ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا جو قرآن کا جید حافظ

[1] اس حدیث سے حنفیہ نے دلیل لی ہے۔ کہ قرآن کا فارسی یا اردو یا کسی اور زبان میں بھی پڑھنا درست ہے اور اگر کوئی بے عذر بھی نماز میں دوسری زبان میں قرآن پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہو جائے گی لیکن اہلحدیث کے نزدیک اگر دوسری زبان میں پڑھے تو نماز صحیح نہ ہوگی۔ اگر عاجز ہو عربی زبان میں تلاوت نہ کر سکتا ہو تو نماز کے باہر دوسری زبان میں تلاوت کر سکتا ہے۔ لیکن نماز کے اندر ایک ایسی حالت میں یہ حکم ہے کہ سبحان اللہ اور الحمد للہ یا اور کوئی کلمہ مکرر سہ کرا پڑھ لے یہ اس کی کفایت کرے گا اسی طرح جو کوئی نو مسلم ہو اور عربی قرآن نہ پڑھ سکے۔ تو اس کا ترجمہ پڑھے باب کا مطلب اس حدیث سے یوں نکلا کہ اگر اہل کتاب سچ بولیں تو ان کی کتاب کا ترجمہ بھی وہی ہوگا جو اللہ کی طرف سے اترا۔ امام بیہقی نے کہا اللہ کا کلام باختلاف لغات مختلف نہیں ہوتا ایں کتاب۔ س بعضے جاہل حنفی مذہب رکھ کر پھر ترجمہ قرآن کو ناجائز کہتے ہیں۔ ان کو یہ خبر نہیں کہ ان کے امام نے تو بلا عذر کے بھی نماز میں ترجمہ پڑھنا جائز رکھا ہے۔ تو غیر نماز میں ترجمہ کرنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ ۱۲ منہ [2] مرد کا نام معلوم نہیں ہوا عورت کا نام بسرہ بعضوں نے کہا ہے۔ ۱۲ منہ [3] بازار میں اس طرح پھراتے ہیں۔ ۱۲ منہ [4] اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبرانی زبان نہیں جانتے تھے۔ پھر جو آپ نے حکم دیا کہ توراۃ لا کر سناؤ تو گویا ترجمہ کرنے کی اجازت دی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَزَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ

۱۲۰۰- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا أَذِنَ اللهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ

۱۲۰۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا وَكُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ قَالَتْ فَاضْطَجَعْتُ عَلَى فِرَاشِي وَأَنَا حِينَئِذٍ أَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ وَأَنَّ اللهَ يُبَرِّئُنِي وَلَكِنْ وَاللهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللهَ يُنْزِلُ فِي شَأْنِي وَحْيًا يُتْلَى وَلَشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلَى وَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا الخ

ہو (یا بے تکلف تلاوت کرتا ہو) وہ (قیامت کے دن) لکھنے والے فرشتوں کے ساتھ ہوگا جو عزت دار اور خدا کے تابعدار ہیں اور یہ فرمایا کہ قرآن کو اپنی آواز سے زینت دو[۱]۔

ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا کہا مجھ سے ابن ابی حازم نے انہوں نے یزید بن عبداللہ بن اسامہ بن ہاد سے انہوں نے محمد بن ابراہیم تیمی سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اللہ اتنا متوجہ ہو کر کسی چیز کو نہیں سنتا جتنا اس پیغمبر کا قرآن پڑھنا سنتا ہے جو خوش آواز ہو اور پکار کر پڑھ رہا ہو[۲]۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے یونس بن یزید ایلی سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر اور سعید بن مسیب اور علقمہ بن وقاص لیثی اور عبیداللہ بن عبداللہ نے حضرت عائشہؓ پر جو طوفان لگایا گیا تھا اس کا قصہ سنایا اور ان میں سے ہر ایک نے اس حدیث کا ایک ایک ٹکڑا بیان کیا (نیز یہ قصہ اوپر مذکور ہو چکا ہے) حضرت عائشہ کہتی ہیں میں (روتے روتے) اپنے بچھونے پر پڑ رہی مجھ کو اس کا یقین تھا چونکہ میں بے گناہ ہوں اللہ تعالیٰ میری پاک دامنی ضرور ظاہر کرے گا پر میں یہ نہیں سمجھتی تھی کہ (اتنی دھوم دھام سے) قرآن کی آیتیں میرے باب میں اتریں گی جو قیامت تک پڑھی جائیں گی میں اپنی حیثیت اتنی نہیں جانتی تھی کہ اللہ جل شانہ میرے باب میں قرآن اتارے جس کی تلاوت کی جائے مگر اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نور کی) یہ دس آیتیں اتاریں، ان الذین جاءوا بالافک الخ

۱؎ یعنی خوش آوازی سے پڑھو اس کو ابوداؤد نے وصل کیا اس باب کے لانے سے بھی امام بخاری کی یہی غرض ہے کہ تلاوت یا حفظ کئی طرح پر ہے کوئی جید کوئی غیر جید کوئی خوش آوازی کے ساتھ تو معلوم ہوا کہ تلاوت اور حفظ یہ قاری کی صفت ہے اور مخلوق ہے ۱۲ منہ۔ ۲؎ صاحب تیسیر القاری نے اذن کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ اذن نہیں دیا حالانکہ یہ ترجمہ غلط ہے حدیث کا مطلب ہی اس ترجمہ پر سمجھ میں نہیں آتا ۱۲ منہ

بِالْاُذُنِ الْعُشْرُ الْاٰيَاتِ كُلِّهَا۔

انگیز تک (قربان اس کے کرم و رحم کے)

۱۲۰۲۔ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ اُرَاهُ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ فَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ صَوْتًا اَوْ قِرَاءَةً مِّنْهُ۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے مسعر بن کدام نے انہوں نے عدی بن ثابت سے کہا میں نے براء بن عازبؓ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ عشا کی نماز میں سورۂ والتین پڑھ رہے تھے میں نے کوئی شخص آپ سے بڑھ کر خوش آواز یا عمدہ قرات کرنے والا نہیں دیکھا

۱۲۰۳۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَارِيًا بِمَكَّةَ وَكَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَاِذَا سَمِعَ الْمُشْرِكُوْنَ سَبُّوا الْقُرْاٰنَ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے ہشیم نے انہوں نے ابو بشر سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مشرکوں کے ڈر سے) مکہ میں چھپے رہتے اور جب قرآن بلند آواز سے پڑھتے تو مشرک لوگ قرآن کو اور اس کے لانے والے دونوں کو برا کہتے آخر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو یہ حکم دیا ولا تجھر بصلاتک ولا تخافت بھا (یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے)

۱۲۰۴۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَهُ اِنِّيْ اَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَاِذَا كُنْتَ فِيْ غَنَمِكَ اَوْ بَادِيَتِكَ فَاَذَّنْتَ لِلصَّلٰوةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ فَاِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّلَا شَيْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ سے انہوں نے اپنے والد سے کہ ابوسعید خدری صحابی نے اُن سے کہا میں دیکھتا ہوں تم کو جنگل میں رہنا بکریاں پالنا بہت پسند ہے تو ایسا کرو جب تم اپنی بکریوں یا جنگل میں ہو اور نماز کی اذان دو تو خوب بلند آواز سے دو اس لیے کہ موذن کی آواز جہاں تک کوئی سنے گا جن ہو یا آدمی یا اور کوئی وہ قیامت کے دن اس کا گواہ بنے گا ابوسعید نے کہا میں نے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

سلہ اس باب کی پہلی حدیث میں قرآن کو اچھی آواز سے زینت دینے کا دوسری حدیث میں اس کی تلاوت کا تیسری حدیث میں قرآن کی عمارتی خوش آوازی کا چوتھی حدیث میں قرأت بلند یا پست آواز سے کرنے کا پانچویں حدیث میں آذان بلند آواز سے دینے کا بیان ہے ان سب حدیثوں سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ قرأت اور چیز ہے قرآن اور چیز ہے قرات ان صفات سے متصف ہوتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ قاری کی صفت اور مخلوق ہے، برخلاف قرآن کے وہ اللہ کا کلام اور غیر مخلوق ہے ۱۲ منہ

۱۲۰۵ - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَرَأْسُهٗ فِيْ حَجْرِيْ وَأَنَا حَائِضٌ۔

ہم سے قبیصہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے انہوں نے منصور سے انہوں نے ان کے والد سے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رض سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھا کرتے اور آپ کا (مبارک) سر میری گود میں ہوتا حالانکہ میں حائضہ ہوتی۔

بَابُ ۵۷ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ مزمل میں) فرمانا جتنا تم سے آسانی کے ساتھ ہو سکے اتنا قرآن پڑھو (یعنے نماز میں)

۱۲۰۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدٍ الْقَارِيَّ حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِيْ حَيٰوةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهٖ فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلٰى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيْهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُّ أُسَاوِرُهٗ فِي الصَّلٰوةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتّٰى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهٗ بِرِدَائِهٖ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ قَالَ أَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ كَذَبْتَ أَقْرَأَنِيْهَا عَلٰى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ فَانْطَلَقْتُ بِهٖ أَقُوْدُهٗ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا فَقَالَ أَرْسِلْهُ اقْرَأْ يَا

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا ان سے مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن عبد القاری نے ان دونوں نے حضرت عمر رض سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ہشام بن حکیم کو سورۂ فرقان پڑھتے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کان لگا کر جو سنتا ہوں کیا دیکھتا ہوں وہ ایسی قرائتیں اس میں پڑھ رہے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو نہیں پڑھائی تھیں میں قریب تھا نماز ہی میں ان پر حملہ کر بیٹھوں لیکن میں صبر کیے رہا جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے چادر ان کے گلے میں ڈالی (ایسا نہ ہو چل دیں) اور پوچھا تم کو یہ سورت کس نے پڑھائی جو میں نے ابھی تم کو پڑھتے ہوئے سنی انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور کس نے میں نے کہا (واہ واہ) کیا جھوٹا ہے آنحضرت نے تو خود مجھ کو یہ سورت دوسری طرز پر پڑھائی ہے تم جیسا پڑھتے ہو اس طرز پر نہیں آخر میں ان کو کھینچتا ہوا آنحضرت کے پاس لے گیا اور میں نے عرض کیا یارسول اللہ یہ سورۂ فرقان اور طرح پڑھتے ہیں آپ نے مجھ کو اس طرح نہیں پڑھائی آپ نے فرمایا اس کو چھوڑ دے پھر ان سے فرمایا ہشام پڑھو انہوں نے اس قرائت سے پڑھی جس طرح میں سن چکا تھا آپ نے فرمایا۔ (صحیح ہے) ......

هِشَامُ نَقْرَأُ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ الَّتِي أَقْرَأَنِي فَقَالَ كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ

یہ سورت اسی طرح اتری پھر مجھ سے فرمایا عمرؓ اب تو پڑھ میں نے وہ قرأت سنائی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سکھائی تھی آپ نے فرمایا (صحیح ہے) یہ سورت اسی طرح اتری ہے دیکھو یہ قرآن عرب کی سات بولیوں پر اتارا گیا ہے جو تم سے آسانی کے ساتھ ہو سکے اس طرح پڑھو[1] ۔

بَابُ ۵۴ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلٌّ مُّيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ يُقَالُ مُيَسَّرٌ مُهَيَّأٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ بِلِسَانِكَ هَوَّنَّا قِرَاءَتَهُ عَلَيْكَ وَقَالَ مَطَرٌ الْوَرَّاقُ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ قَالَ هَلْ مِنْ طَالِبِ عِلْمٍ فَيُعَانَ عَلَيْهِ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ قمر میں) فرمانا ہم نے تو قرآن کو (سمجھنے یا یاد کرنے کے لیے) آسان کر دیا ہے[2] لیکن کوئی نصیحت لینے والا بھی ہو) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یہ حدیث آگے آتی ہے) ہر شخص کے لیے وہی امر آسان کیا جائے گا جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے[3] میسّر یعنی تیار کیا گیا ۔ (آسان کیا گیا) مجاہد نے کہا (اس کو فریابی نے وصل کیا) ولقد یسرنا القرآن للذکر کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو تیری زبان میں آسان کر دیا یعنی اس کا پڑھنا تجھ پر آسان کر دیا اور مطر وراق نے کہا (اس کو فریابی نے وصل کیا) ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر کا مطلب یہ ہے کوئی شخص ہے جو علم کی خواہش رکھتا ہو پھر اللہ[4]

۱۲۰۷ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ يَزِيدُ حَدَّثَنِي مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ فِيمَا يَعْمَلُ الْعَامِلُونَ قَالَ كُلٌّ مُّيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ۔

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے کہا ہم سے یزید بن ابی یزید نے کہا مجھ سے مطرف بن عبداللہ نے انہوں نے عمران بن حصینؓ سے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پھر عمل کرنے والوں کو عمل کرنے سے فائدہ ہی کیا[5] آپ نے فرمایا نہیں ہر آدمی جس امر کے لیے پیدا کیا گیا ہے[6] اس کو ویسے ہی کام آسان کر دیے جائیں گے

۱۲۰۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

محمد بن بشار نے بیان کیا کہا

---

[1] اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ قرأت اور چیز ہے قرآن اور چیز ہے اس لیے قرأت میں اختلاف ہو سکتا ہے جیسے عمر اور ہشام کی قرأت میں ہوا مگر قرآن میں اختلاف نہیں ہو سکتا ۱۲ منہ [2] چونکہ آیت میں یسرنا کا ذکر تھا اس لیے ان کی مناسبت سے اس حدیث کو بیان کر دیا اس میں میسر کا لفظ ہے دونوں کا مصدر ایک ہے یعنی تیسیر ۱۲ منہ [3] جب اللہ تعالیٰ نے پیشتر سے ہر بات تقدیر میں لکھ دی ہے ۱۲ منہ [4] تقدیر کا لکھا ضرور پورا ہوگا ۱۲ منہ [5] بہشت کے لیے یا دوزخ کے لیے ۱۲ منہ [6] تو اچھے عمل نشانی ہیں حسن عاقبت کی ۱۲ منہ ۱۲ رحمہ اللہ تعالیٰ ۔

غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ سَمِعَا سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ فِي جَنَازَةٍ فَأَخَذَ عُودًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوا أَلَا نَتَّكِلُ قَالَ اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى الْآيَةَ۔

ہم سے غندر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے منصور اور اعمش سے ان دونوں نے سعد بن عبیدہ سے سنا انہوں نے ابو عبدالرحمٰن سلمی سے انہوں نے حضرت علیؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ ایک جنازے میں تشریف رکھتے تھے آپ نے ایک چھڑی لی اس سے زمین کریدنے لگے فرمایا دیکھو تم میں سے ہر شخص کا ٹھکانا (پہلے ہی) لکھ دیا گیا ہے، دوزخ یا بہشت میں لوگوں نے کہا پھر تقدیر کے لکھے پر ہم بھروسا کریں (عمل کرنا چھوڑ دیں) آپ نے فرمایا نہیں (نیک) عمل کیے جاؤ بات یہ ہے ہر شخص کو وہی آسان معلوم ہوگا (جس کے لیے پیدا کیا گیا ہے) پھر سورۂ واللیل کی یہ آیت پڑھی فاما من اعطی واتقی آخر تک[1]۔

بَابٌ ۵۴۳ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ وَالطُّورِ وَكِتَابٍ مَّسْطُورٍ

قَالَ قَتَادَةُ مَكْتُوبٌ يَسْطُرُونَ يَخُطُّونَ فِي أُمِّ الْكِتَابِ جُمْلَةِ الْكِتَابِ وَأَصْلِهِ مَا يَلْفِظُ مَا يَتَكَلَّمُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كُتِبَ عَلَيْهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُكْتَبُ الْخَيْرُ وَالشَّرُّ يُحَرِّفُونَ يُزِيلُونَ وَلَيْسَ أَحَدٌ يُزِيلُ لَفْظَ كِتَابٍ مِنْ كُتُبِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلٰكِنَّهُمْ يُحَرِّفُونَهُ يَتَأَوَّلُونَ عَلَى غَيْرِ تَأْوِيلِهِ دِرَاسَتُهُمْ تِلَاوَتُهُمْ وَاعِيَةٌ حَافِظَةٌ

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ بروج میں) فرمانا یہ قرآن بزرگی والا ہے۔ جو لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے[2] اللہ تعالیٰ نے فرمایا قسم ہے طور پہاڑ کی اور اور اس کتاب کی جو مسطور ہے قتادہ نے کہا[3] مسطور کا معنی لکھی گئی اور اسی سے ہے یسطرون یعنی لکھتے ہیں[4] فی ام الکتاب یعنی مجموعی اصلی کتاب میں[5] یہ جو (سورۂ ق میں) فرمایا ما یلفظ من قول[6] اس کا معنی یہ ہے کہ جو بات وہ منہ سے نکالتا ہے اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دی جاتی ہے[7] اور ابن عباسؓ نے کہا[8] نیکی اور بدی ہر فرشتہ لکھتا ہے[9] یحرفون الکلم عن مواضعہ لفظوں کو اپنے ٹھکانوں سے ہٹا دیتے ہیں کیونکہ اللہ کی کتاب میں سے کوئی لفظ بالکل نکال ڈالنا یہ کسی سے نہیں ہو سکتا[10] مگر اس میں تحریف کرتے ہیں یعنے ایسے معنی بیان کرتے ہیں جو اس کے اصلی۔

---

[1] یعنی جس کی قسمت میں بہشت ہے اس کو خود بخود اعمال خیر کی توفیق ہوگی وہ نیک کاموں میں راغب ہوگا اور جس کی تقدیر میں دوزخ ہے اس کو نیک کاموں سے نفرت اور برے کاموں کی رغبت ہوگی اس سے برے ہی کام سرزد ہوتے رہیں گے یہ دونوں حدیثیں اوپر گزر چکی ہیں یہاں صرف تیسیر کے لفظ کی مناسبت سے ان کو لائے ۱۲ منہ [2] امام بخاری نے خلق افعال العباد میں کہا کہ قرآن یاد کیا جاتا ہے لکھا جاتا ہے زبانوں سے پڑھا جاتا ہے یہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو مخلوق نہیں ہے مگر کاغذ اور سیاہی اور جلد یہ سب چیزیں مخلوق ہیں ۱۲ منہ [3] اس کو امام بخاری نے خلق افعال العباد میں وصل کیا ۱۲ منہ [4] اس کو عبد بن حمید نے قتادہ سے وصل کیا ۱۲ منہ [5] یعنی لوح محفوظ میں اس کو عبدالرزاق نے قتادہ سے وصل کیا ۱۲ منہ [6] اس کو ابن ابی حاتم نے قتادہ سے انہوں نے امام حسن بصری سے وصل کیا ۱۲ منہ [7] اس کو طبری اور ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [8] باقی مباح باتیں جن میں نہ ثواب ہے نہ عذاب وہ نہیں لکھتا ۱۲ منہ [9] اس لیے کہ اس کے ہزاروں نسخے لوگوں میں شائع رہتے ہیں ۱۲ منہ

وَتَعِيَهَا تَحْفَظُهَا وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ يَعْنِي أَهْلَ مَكَّةَ وَمَنْ بَلَغَ هَذَا الْقُرْآنُ فَهُوَ لَهُ نَذِيرٌ۔

١٢٠٩- وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ بْنُ خَيَّاطٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا قَضَى اللَّهُ الْخَلْقَ كَتَبَ كِتَابًا عِنْدَهُ غَلَبَتْ أَوْ قَالَ سَبَقَتْ رَحْمَتِي غَضَبِي فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ۔

١٢١٠- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي غَالِبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَبَا رَافِعٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رض يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ

معنی نہیں ہیں[1] وان کنا عن دراستھم میں دراست سے تلاوت مراد ہے واعیہ (جو سورہ حاقہ میں ہے) یاد رکھنے والا تعیہا یعنی یاد رکھے اور یہ جو (سورۂ یونس میں) ہے، واوحی الیٰ ھٰذا القرآن لانذرکم تو کم سے خطاب مکہ والوں کو ہے ومن بلغ سے دوسرے تمام جہان کے لوگ ان سب کو یہ قرآن ڈرانے والا ہے امام بخاری نے کہا مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا کہا میں نے اپنے والد (سلیمان) سے سنا انہوں نے قتادہ سے انہوں نے ابو رافع سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب خلقت کا پیدا کرنا ٹھہرا چکا (یا جب خلقت پیدا کر چکا تو اس نے اپنے پاس ایک کتاب لکھ کر رکھی اس میں یوں ہے میری رحمت میرے غصے پر غالب ہے یا میرے غصے سے آگے بڑھ گئی ہے[2]

مجھ سے محمد بن ابی غالب نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن اسمٰعیل بصری نے کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے کہا میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے ہم سے قتادہ نے بیان کیا ان سے ابو رافع نے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے خلقت پیدا کرنے سے پہلے[3] ایک کتاب لکھی اور اس میں یہ لکھا کہ میری رحمت میرے غصہ سے

[1] بلکہ ان کے دل تراشے ہوئے۔ ابن عباسؓ نے اگلی کتب سماوی میں تحریف لفظی کا انکار کیا ہے اور امام بخاری نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے جیسے اوپر گزر چکا ہے ابن عباسؓ کے کلام سے یہ نکلا کہ قرآن کے ایسے معنی کرنا جو صحابہ اور تابعین سے ماثور نہیں ہیں در حقیقت تحریف ہے اللہ بچائے رکھے قسطلانی نے کہا بعض لوگ تحریف لفظی کے قائل ہیں اور اسی لیے موجودہ توراۃ اور انجیل کی عزت نہیں کرتے حالانکہ اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ باوجود تحریف لفظی مسلم ہونے بھی ان میں بہت کچھ کلام الٰہی باقی ہے بعضوں نے کہا اس پر اجماع ہے کہ ان کتابوں کا مطالعہ اور ان میں اشتغال جائز نہیں حافظ نے کہا صحیح یہ ہے کہ ان کا مطالعہ مکروہ تنزیہی ہو گا نہ حرام اور راولی یہ ہے کہ جو شخص مضبوط الایمان ہو اور وہ اس لیے ان کا مطالعہ کرے کہ اہل کتاب کا رد کرے اس کے لیے مطالعہ جائز ہے اور اگلے علماء نے یہود اور نصاریٰ کو جواب دینے کے لیے قدیما و حدیثا ایسا کیا ہے لیکن جو مضبوط الایمان نہ ہو اس کے لیے مطالعہ درست نہیں واللہ اعلم ١٢ منہ [2] اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ لوح محفوظ عرش کے پاس ہے حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ صفات افعال جیسے رحم اور غضب وغیرہ یہ حادث ہیں ورنہ قدیم میں سابقیت اور مسبوقیت نہیں ہو سکتی ١٢ منہ [3] اگلی روایت میں یہ گزرا کہ خلقت پیدا کر چکنے کے بعد یہ کتاب لکھی تو دونوں میں اختلاف ہوا اس کا جواب یوں دیا ہے کہ قضی الخلق سے یہی مراد ہے کہ خلقت پیدا کرنا ٹھان لیا اگر یہ مراد ہو کہ پیدا کر چکا تب بھی موافقت اس طرح ہو گی کہ اس حدیث کے پیدا کرنے سے پہلے کتاب لکھنے سے یہ مراد ہے کہ کتاب لکھنے کا ارادہ تو اللہ تعالیٰ ازل میں کر چکا تھا اور خلقت پیدا کرنے سے پہلے تھا ١٢ منہ۔

إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي فَهُوَ مَكْتُوبٌ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ

بَابُ ۵۴۴ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَاللهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ وَيُقَالُ لِلْمُصَوِّرِينَ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ إِنَّ رَبَّكُمُ اللهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللهُ رَبُّ الْعٰلَمِينَ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ بَيَّنَ اللهُ الْخَلْقَ مِنَ الْأَمْرِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ

وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِيمَانَ عَمَلًا قَالَ أَبُو ذَرٍّ وَأَبُو هُرَيْرَةَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ إِيمَانٌ بِاللهِ وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ وَقَالَ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ وَقَالَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْنَا بِجُمَلٍ مِنَ الْأَمْرِ إِنْ عَمِلْنَا بِهَا دَخَلْنَا الْجَنَّةَ فَأَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ وَالشَّهَادَةِ

بڑھ گئی اور وہ کتاب پروردگار کے پاس عرش پر ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ الصافات میں) فرمانا اللہ نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے کاموں کو[1] اور (سورۂ قمر میں فرمایا) ہم نے ہر چیز کو اندازے سے پیدا کیا[2] اور مورت بنانے والوں سے قیامت کے دن (ٹھٹھے کے طور پر) یہ کہا جائے گا تم نے جو پیدا کیا[3] اب اس میں جان بھی ڈالو اور (سورۂ اعراف میں) فرمایا بے شک تمہارا مالک اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے پھر آسمان زمین بنا کر وہ تخت پر چڑھا رات سے دن کو ڈھانپتا ہے اور دن کو رات سے رات دن کے پیچھے لگی دوڑی آرہی ہے اور سورج اور چاند اور تاروں کو بھی اسی نے بنایا سب اس کے حکم کے تابعدار ہیں سن لو اسی نے سب کچھ بنایا اسی کا حکم چلتا ہے بڑی برکت والا ہے اللہ جو سارے جہاں کا مالک ہے سفیان بن عیینہ رہ نے کہا[4] اللہ تعالیٰ نے امر کو خلق سے جدا کیا جب تو یوں فرمایا الا لہ الخلق والامر تو امر اس کا کلام ہے (وہ مخلوق نہیں ہے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کو بھی عمل فرمایا ابوذر اور ابوہریرہؓ نے کہا (یہ دونوں حدیثیں اوپر عتق اور ایمان اور حج میں موصولاً گزر چکی ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سا عمل افضل ہے آپ نے فرمایا ایمان باللہ اور جہاد فی سبیل اللہ اور اللہ تعالیٰ نے (بہشتیوں کے حق میں) فرمایا جزاء بما کانوا یعملون (عمل میں ایمان بھی ہے) اور عبدالقیس کے ایلچیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہم کو دین کی چند جامع اور کلی باتیں تبلایئے اگر ہم ان پر عمل کریں تو بہشت میں جائیں پھر آنحضرت نے ان کو ایمان اور توحید کی شہادت اور نماز اور زکوٰۃ کا حکم فرمایا

[1] اس سے اہل حدیث کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ بندہ اور بندے کے افعال دونوں اللہ تعالیٰ کے مخلوق ہیں کیونکہ خالق اللہ کے سوا اور نہیں ہے فرمایا ہل من خالق غیر اللہ اور امام بخاری خلق افعال العباد میں یہ حدیث لائے ہیں ان اللہ یصنع کل صانع وصنعتہ یعنی اللہ ہی ہر کاریگر اور اس کی کاریگری کو بناتا ہے اور رد ہوا معتزلہ اور قدریہ اور شیعہ کا جو بندے کو اپنے افعال کا خالق جانتے ہیں ۱۲ منہ رحمۃ اللہ [2] ہر چیز میں بندے کے افعال بھی آ گئے ۱۲ منہ [3] حالانکہ پیدا کرنے والا ہر چیز کا اللہ ہے ۱۲ منہ [4] اس کو ابن ابی حاتم نے کتاب الرد علی الجہمیہ میں وصل کیا ۱۲ منہ رحمۃ اللہ۔

وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ فَجَعَلَ ذٰلِكَ كُلَّهٗ عَمَلًا۔

کا حکم دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب چیزوں کو عمل میں داخل کیا۔

۱۲۱۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ وَالْقٰسِمِ التَّيْمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ وَبَيْنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ وُدٌّ وَاِخَاءٌ فَكُنَّا عِنْدَ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ فَقُرِّبَ اِلَيْهِ الطَّعَامُ فِيْهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَعِنْدَهٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ تَيْمِ اللّٰهِ كَاَنَّهٗ مِنَ الْمَوَالِيْ فَدَعَاهُ اِلَيْهِ فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُهٗ يَاْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهٗ فَحَلَفْتُ لَا اٰكُلُهٗ فَقَالَ هَلُمَّ فَلْاُحَدِّثْكَ عَنْ ذَاكَ اِنِّيْ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ نَسْتَحْمِلُهٗ قَالَ وَاللّٰهِ لَا اَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِيْ مَا اَحْمِلُكُمْ فَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبِ اِبِلٍ فَسَاَلَ عَنَّا فَقَالَ اَيْنَ النَّفَرُ الْاَشْعَرِيُّوْنَ فَاَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰى ثُمَّ انْطَلَقْنَا قُلْنَا مَا صَنَعْنَا حَلَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْمِلُنَا وَمَا عِنْدَهٗ مَا يَحْمِلُنَا ثُمَّ حَمَلَنَا تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ہم سے عبداللہ بن عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے ابوقلابہ اور قاسم تمیمی سے انہوں نے زہدم سے (جو جرم قبیلے کے ہے) انہوں نے کہا جرم اور اشعر قبیلے والوں میں دوستی اور برادری تھی تو ہم ابوموسیٰ اشعریؓ کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں کھانا ان کے سامنے لایا گیا جس میں مرغ کا گوشت تھا اتفاق سے وہاں ایک شخص بنی تیم اللہ قبیلے کا بھی بیٹھا تھا وہ عرب کے غلام لوگوں سے معلوم ہوتا تھا خیر ابوموسیٰؓ نے اس کو بھی کھانے کے لیے بلایا وہ کیا کہنے لگا میں نے مرغی کو نجاست کھاتے دیکھا اس لیے مجھ کو نفرت پیدا ہوئی میں نے قسم کھائی اب مرغی نہیں کھاؤں گا[1] ابوموسیٰؓ نے کہا ارے آ کھانے میں شریک ہو) میں تجھ سے قسم کا علاج بھی کرتا ہوں ہوا یہ کہ میں چند اشعری لوگوں کے ساتھ آنحضرتؐ کے پاس آیا ہم لوگ آپ سے سواری مانگتے تھے آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میں تم کو سواری نہیں دوں گا میرے پاس سواری واری نہیں ہے۔ (ہم لوگ خاموش ہو کر لوٹ گئے[2]) پھر ایسا ہوا کہ آپ کے پاس لوٹ کے اونٹ آئے آپ نے پوچھا ارے یہ اشعری لوگ کہاں گئے (جو ابھی سواری مانگتے تھے) پس پانچ سفید کوہان والے عمدہ اونٹ ہم کو عنایت فرمائے ہم اونٹ لے کر چلتے ہوئے رستے میں ہم لوگوں نے آپس میں کہا ارے بھائی غضب یہ ہم لوگوں نے کیا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی تھی ہم کو سواری نہیں دینے کے فرمایا تھا میرے پاس سواری نہیں ہے پھر ہم نے غفلت میں آپ سے اونٹ لے لیے آپ کو قسم یاد نہیں دلائی خدا کی قسم ہماری کبھی بھلائی نہیں ہوگی

---

[1] لہذا آپ کے ساتھ کھانے میں شریک نہ ہونے کی معافی چاہتا ہوں ۱۲ منہ [2] کیونکہ ہم نے اللہ کے رسول کو دھوکا دیا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهُ وَاللهِ لَا نُفْلِحُ اَبَدًا فَرَجَعْنَا اِلَيْهِ فَقُلْنَا لَهُ فَقَالَ لَسْتُ اَنَا اَحْمِلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللهَ حَمَلَكُمْ اِنِّيْ وَاللهِ لَا اَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَاَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا اَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُ وَتَحَلَّلْتُهَا

۱۲۱۲ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ جَمْرَةَ الضُّبَعِيُّ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ مُّضَرَ وَاِنَّا لَا نَصِلُ اِلَيْكَ اِلَّا فِيْ اَشْهُرٍ حُرُمٍ فَمُرْنَا بِجُمَلٍ مِّنَ الْاَمْرِ اِنْ عَمِلْنَا بِهٖ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ وَنَدْعُوْا اِلَيْهَا مَنْ وَّرَاءَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَّاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اٰمُرُكُمْ بِالْاِيْمَانِ بِاللهِ وَهَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْاِيْمَانُ بِاللهِ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَتُعْطُوْا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ وَاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ لَا تَشْرَبُوْا فِي الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَالظُّرُوْفِ الْمُزَفَّتَةِ وَالْحَنْتَمَةِ

۱۲۱۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ

یہ گفتگو کر کے ہم پھر آپ کے پاس لوٹ کر آئے ہم نے عرض کیا آپ نے[1] فرمایا میں نے تم کو سواری نہیں دی (تو میری قسم نہیں ٹوٹی) بلکہ اللہ تعالیٰ نے تم کو سواری عنایت فرمائی اور میرا تو خدا کی قسم یہ حال ہے اگر کسی بات کی قسم کھا لیتا ہوں پھر اس کے خلاف کرنا بہتر سمجھتا ہوں تو جو کام بہتر معلوم ہوتا ہے وہ کرتا ہوں اور قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں[2]۔

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عاصم نبیل نے ... کہا ہم سے قرہ بن خالد نے کہا ہم سے ابو جمرہ ضبعی نے انہوں نے کہا میں نے ابن عباسؓ سے کہا (کوئی حدیث ہم سے بیان کرو) انہوں نے کہا ایسا ہوا عبدالقیس قبیلے کے ایلچی (چودہ نفر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے (جس سال مکہ فتح ہوا) اور کہنے لگے یا رسول اللہ ہم میں اور آپ میں مضر قبیلے کے کافر حائل ہیں ہم آپ کے پاس صرف حرام مہینوں میں آ سکتے ہیں تو ہم کو کچھ ایسی دین کی جامع اور مختصر باتیں بتلا دیجئے اگر ان پر عمل کریں تو بہشت میں جائیں اور جو لوگ ہمارے پرے (اپنے ملک میں) ہیں ان کو بھی ان پر عمل کرنے کے لیے کہیں آپ نے فرمایا میں تم کو چار باتوں کا حکم کرتا ہوں ایمان باللہ کا تم جانتے ہو ایمان باللہ کیا ہے ... وہ اس بات کی گواہی دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور نماز کا اور زکوٰۃ کا اور لوٹ کے مال میں سے پانچواں حصہ ... (امام کے پاس) داخل کرنے کا اور چار باتوں سے منع کرتا ہوں کدو کی تنبی اور لکڑی کے کریدے برتن اور روغنی رال کے برتنوں اور سبز لاکھی برتن میں مت پیا کرو[3]۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے نافع سے انہوں نے قاسم بن محمدؒ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے

[1] کہ آپ نے ایسی قسم کھائی تھی باوجود اس کے آپ نے ہم کو اونٹ دیے ۱۲ منہ

[2] یہ حدیث کئی بار اوپر گزر چکی ہے یہاں امام بخاری اس کو اس لیے لائے کہ بندے کے افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے جب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا میں نے تم کو سواری نہیں دی بلکہ اللہ تعالیٰ نے دی ۱۲ منہ

[3] یہ حدیث اوپر کئی بار گزر چکی ہے یہاں امام بخاری اس کو اس لیے لائے کہ اس میں ایمان کو عمل فرمایا تو ایمان اور اعمال کی طرح مخلوق الٰہی ہوگا کیونکہ بندے کی ایک صفت ہے ۱۲ منہ

عَائِشَةَ رضو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تصویریں بنانے والے قیامت کے دن عذاب دیئے جائیں گے ان سے کہا جائے گا جن کو تم نے بنایا تھا اب اُن میں جان بھی ڈالو[1]

۱۲۱۴ - حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمٰنِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ۔

ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل سدوسی نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انھوں نے ایوب سختیانی سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمرؓ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تصویر بنانے والے قیامت کے دن عذاب دیئے جائیں گے ان سے کہا جائے گا جن کو تم نے بنایا تھا اب ان میں جان بھی ڈالو۔

۱۲۱۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِي زُرْعَةَ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ رض قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِيْ فَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً اَوْ لِيَخْلُقُوْا حَبَّةً اَوْ شَعِيْرَةً۔

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن فضیل نے انھوں نے عمارہ بن قعقاع سے انھوں نے ابوزرعہ سے انھوں نے ابوہریرہؓ سے انھوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو میری طرح کسی پیدا کرنا چاہے (اس کی مورت بنائے) اچھا تو پھر پیدا کریں نا ایک چونٹی تو بنائیں یا ایک دانہ گیہوں یا جو وغیرہ[2]

بَابٌ ۵۷۵ قِرَاءَةِ الْفَاجِرِ وَالْمُنَافِقِ وَاَصْوَاتُهُمْ وَتِلَاوَتُهُمْ لَا تُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ

باب فاجر اور منافق کی تلاوت کا بیان اور اس کا بیان کہ ان کی آواز حلق کے نیچے نہیں اترتی (دل پر کچھ اثر نہیں کرتی)[3]

۱۲۱۶ - حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا اَنَسٌ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ كَالْاُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيْحُهَا طَيِّبٌ

ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے کہا ہم سے قتادہ نے کہا ہم سے انسؓ نے انھوں نے ابوموسیٰؓ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اس مومن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے ترنج کی طرح ہے جس کا مزہ بھی اچھا خوشبو بھی اچھی اور اس مومن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا........

---

[1] شاید مراد وہ لوگ ہیں جو تصویر بنانا حلال سمجھ کر اس کو بنائیں وہ تو کافر ہی ہوں گے بعضوں نے کہا یہ بطور زجر کے ہے کیونکہ مسلمان ہمیشہ کے لیے عذاب میں نہیں رہ سکتا ۱۲ منہ [2] اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ حیوان بنانا تو بہت مشکل ہے بھلا نباتات کی ہی قسم سے جو حیوان سے ادنیٰ تر ہے دانہ یا پھل بنا دیں جب نباتات بھی نہیں بنا سکتے تو بھلا حیوان کیا بنا ئیں گے ۱۲ منہ [3] اس باب کو لا کر امام بخاری نے وہی مسئلہ ثابت کیا کہ تلاوت قرآن سے مغائر ہے جب تو تلاوت تلاوت میں فرق وارد ہے کیا معنی منافق اور فاسق کی تلاوت کو فرمایا کہ وہ حلق کے نیچے نہیں اترتی بس تلاوت مخلوق ہوگی اور قرآن غیر مخلوق ہے ۱۲ منہ ۱۲ رحمہ اللہ تعالیٰ ؎

وَالَّذِي لَا يَقْرَأُ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيحَ لَهَا۔

۱۲۱۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ ابْنَ الزُّبَيْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ رض سَأَلَ أُنَاسٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِشَيْءٍ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ بِالشَّيْءِ يَكُونُ حَقًّا قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيُقَرْقِرُهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ كَقَرْقَرَةِ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُونَ فِيهِ أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ۔

۱۲۱۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سِيرِينَ يُحَدِّثُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کھجور کی مثال ہے مزہ تو عمدہ لیکن خوشبو بالکل نہیں اور اس فاسق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے (اس کے لفظ رٹ لیتا ہے پر اس پر عمل نہیں کرتا) ایسی ہے جیسے دونا مروہ خوشبو تو اچھی پر مزہ کڑوا اس فاسق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا ایسی ہے جیسے اندرائن کا پھل (کھمبت) مزہ بھی کڑوا اور خوشبو بھی ندارد (سب سے بدتر یہ ہے)

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے **دوسری سند** امام بخاری نے کہا اور مجھ سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے عنبسہ بن خالد نے کہا ہم سے یونس بن یزید ایلی نے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو یحییٰ بن عروہ بن زبیر نے خبر دی انہوں نے عروہ بن زبیر سے سنا انہوں نے کہا حضرت عائشہ نے کہا چند آدمیوں (ربیعہ بن کعب اور ان کی قوم کے لوگوں) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں نے پوچھا[1] آپ نے فرمایا وہ کوئی چیز نہیں ہیں (ان کا کچھ اعتبار نہیں ہے) لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یعنی بات تو ان کی جو وہ کہتے ہیں سچ نکلتی ہے آپ نے فرمایا یہ وہ بات ہوتی ہے جس کو جن (شیطان فرشتوں سے سن کر) اڑا لیتا ہے اور اپنے دوست کے کان میں مرغی کی طرح کڑکڑا کر ڈال جاتا ہے پھر وہ اس میں سو جھوٹ سے زیادہ (اپنی طرف سے) ملاتے ہیں (اور لوگوں سے بیان کرتے ہیں[2])

ہم سے ابو النعمان (محمد بن فضل سدوسی) نے بیان کیا کہا ہم سے مہدی بن میمون آزادی نے کہا میں نے محمد بن سیرین سے سنا انہوں نے ابو سعید خدری رض سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کچھ لوگ میرے بعد مشرق کی طرف سے نکلیں گے[3] وہ

[1] جو عرب کے ملک میں اس زمانہ میں ہوا کرتے تھے جنوں سے تعلق رکھتے تھے آئندہ کی بات بتلانے کا دعویٰ کرتے تھے ۱۲ منہ [2] اس حدیث کی باب سے مناسبت یہ ہے کہ کاہن بھی شیطان کے ذریعہ سے اللہ کا کلام اڑا لیتا ہے۔ لیکن اس کا بیان کرنا یعنی تلاوت کرنا برا ہے منافق کی تلاوت کی طرح اسی طرح شیطان کا تلاوت کرنا حالانکہ فرشتے جو اسی کلام کی تلاوت کرتے ہیں وہ اچھی ہے تو معلوم ہوا کہ تلاوت متلو کے مغائر ہے ۱۲ منہ

[3] یعنی عراق میں سے جو مدینہ سے مشرق کی طرف ہے مراد خارجی لوگ ہیں جو حضرت علی رض کی خلافت میں نکلے ۱۲ منہ

قَالَ يَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ فِيْهِ حَتّٰى يَعُوْدَ السَّهْمُ اِلٰى فُوْقِهٖ قِيْلَ مَا سِيْمَاهُمْ قَالَ سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ اَوْ قَالَ التَّسْبِيْدُ

(بظاہر مسلمان ہوں گے) قرآن پڑھیں گے مگر ان کے گلوں کے نیچے نہیں اترنے کا یہ لوگ دین سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جیسے تیر شکاری جانور میں سے پار نکل جاتا ہے) پھر دین میں داخل نہیں ہوں گے (کفر ہی پران کا خاتمہ ہوگا) یہاں تک کہ تیر اپنے چلہ پر پھر لوٹ آئے[1] لوگوں نے پوچھا حضرت ان کی نشانی کیا ہے آپ نے فرمایا سر منڈانا یا یوں فرمایا تسبید[2]۔

بَابٌ ۵۷۶ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ وَاَنَّ اَعْمَالَ بَنِيْ اٰدَمَ وَقَوْلَهُمْ يُوْزَنُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْقِسْطَاسُ الْعَدْلُ بِالرُّوْمِيَّةِ وَيُقَالُ الْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ وَهُوَ الْعَادِلُ وَاَمَّا الْقَاسِطُ فَهُوَ الْجَائِرُ

باب اللہ تعالیٰ کا سورۂ انبیاء میں فرمانا اور قیامت کے دن ہم ٹھیک ترازوئیں رکھیں گے اور آدمیوں کے اعمال اور اقوال ان میں تولے جائیں گے[3] مجاہد نے کہا (اس کو فریابی نے وصل کیا) قسطاس کا لفظ (جو قرآن میں آیا ہے) رومی لفظ ہے اس کا معنی ڈنڈی (طبری نے کہا ترازو) کہتے ہیں قسط بالکسر مقسط کا مقسط کے معنی عادل اور منصف اور (سورۂ جن میں) جو قاسطون کا لفظ آیا ہے وہ قاسط کی جمع ہے مراد ظالم اور گنہگار ہیں۔

۱۲۱۹- حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ اِشْكَابٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ

ہم سے احمد بن اشکاب نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن فضیل نے انہوں نے عمارہ بن قعقاع سے انہوں نے ابوزرعہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو کلمے ایسے ہیں جو خداوند کریم کو بہت پسند ہیں زبان پر ہلکے ہیں (قیامت کے دن) اعمال کے ترازو میں بوجھل اور وزنی ہوں گے وہ کیا ہیں

---

[1] یہ محال ہے تو ان کا دین میں پھر آنا بھی ایسا ہی ہے ۱۲ منہ [2] یعنی ہمیشہ سر منڈے رہنا صحابہ حج میں یا کسی ضرورت سے سر منڈاتے تھے ہمیشہ سر منڈے رہنا سنت کے خلاف ہے۔ ۱۲ منہ [3] اس کا معنی بھی سر منڈانا ہے یا خوب گھٹوانا کہ کھونٹی تک نہ رہے ۱۲ منہ

[4] امام بخاری نے اس باب میں میزان یعنی اعمال تولنے کا اثبات کیا اہل سنت کا اس پر اجماع ہے اور معتزلہ نے اس کا انکار کیا ہے اب اختلاف ہے اس میں کہ یہ افعال اور اقوال خود تولے جائیں گے یا ان کے دفتر بعضوں نے کہا دفتر۔ بعضوں نے کہا قیامت میں اعمال واقوال مجسم نظر آئیں گے۔ تم ان کے خود تولے سے کیا مانع ہے میزان کے ثبوت میں بہت سی آیتیں اور حدیثیں ہیں جیسے والوزن یومئذ الحق اور فمن ثقلت موازینہ وغیرہ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

اِلَی الرَّحْمٰنِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

تَمَّ الْجُزْءُ الثَّلٰثُوْنَ وَبِہٖ کَمُلَ الْکِتَابُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِکَاتِبِہٖ

یا اللہ میں تیرا شکر کس زبان سے ادا کروں اگر ہر بن مو زبان ہو جائے تو بھی تیری اس نعمت عظمیٰ کا شکر مجھ سے ادا نہیں ہو سکتا کہ تو نے ایک عرصہ قلیل میں اس کتاب عظیم النصاب کے ترجمہ اور شرح سے فراغت بخشی جو بعد تیری کتاب پاک کے دنیا کی تمام کتابوں سے زیادہ افضل اور زیادہ صحیح ہے۔ اس کتاب مستطاب کا ترجمہ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۱ھ ہجری کو شروع ہوا تھا۔ اور تمام ہوا دوسری ماہ ربیع الاول روز دوشنبہ ۱۳۲۳ھ کو ماہ ولادت و یوم ولادت جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں اس حساب سے کل مدت تالیف اکیس ماہ ۲۶ یوم ہوتی ہے۔ یا اللہ اس ترجمہ اور شرح کو محض اپنے فضل و کرم سے قبول فرما لے کیونکہ میں نے یہ سب محنت اور مشقت اس عالم پیری اور ناتوانی میں خاص تیری ہی رضامندی کے لیے اٹھائی ہے۔ تو ہر ایک کی نیت سے خوب واقف ہے۔ آمین یا ربّ العالمین۔ علاوہ ان بارہ سندوں کے جو مقدمہ کتاب میں لکھی گئی ہیں مترجم کو ایک سند مولانا مولوی محمد نذیر حسین صاحب نور اللہ مرقدہٗ سے بھی حاصل ہوئی ہے۔ مولانائے مرحوم اس کتاب کو مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب سے روایت کرتے ہیں۔ وہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی سے باقی وہی سند ہے۔ جو گیارھویں سند میں مقدمہ کتاب میں بیان ہوئی ہے۔ یا اللہ ان سب بزرگوں کے طفیل سے گناہ گار مترجم اور اس کے والدین اور بھائی بہنوں عزیز و اقربا اور تمام مومنین اور مومنات کو بخشش دے خاص کر ان مومنین اور مومنات کو جو اس ترجمہ کو پڑھیں پڑھائیں سنیں سنائیں آمین یا رب العالمین اور خاص کر میاں شیخ احمد فرزند شیخ محی الدین مرحوم کو جنہوں نے اس کتاب کے

لہ اس حدیث کو لا کر امام بخاری نے میزان کا اثبات کیا اور آخر کتاب میں اس حدیث کو اس لیے بیان کیا کہ مومن کے معاملات جو دنیا سے متعلق تھے۔ وہ سب وزن اعمال پر ختم ہو گئے اس کے بعد یا دوزخ میں چند روز کے لیے جانا ہے یا بہشت میں ہمیشہ کے لیے امام بخاری کے کمال کو ملاحظہ نا چاہیے۔ اپنی کتاب کو شروع کیا انما الاعمال بالنیات سے اور ختم کیا اس حدیث پر۔ انما الاعمال بالنیات سے اس لیے شروع کیا کہ ہر عمل کی مشروعیت نیت سے ہوتی ہے۔ اور نیت ہی پر ثواب ملتا ہے اور اس حدیث پر ختم کیا کیونکہ وزن اعمال کا انتہائی نتیجہ ہے۔ غرض انہوں نے اپنی اس کتاب میں عجیب و غریب لطائف اور ظرائف رکھے ہیں جو غور کے بعد دلالت کرتے ہیں۔ ان کی کمال عقل اور وفور فہم اور ذہانت اور باریکی استنباط پر اللہ ان کو جزائے خیر دے۔ دوہم فقہ میں امام الفقہاء اور ہم حدیث میں امیر المومنین تھے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمارا اور ان کا برزخ میں اور حشر میں اور روضہ رضوان میں ساتھ کرے۔ آمین یا رب العالمین ۱۲ منہ یا اللہ تیرے فضل سے اس کتاب کی اردو تحریر کو تیری ہی مدد سے ختم کیا اور بطفیل اس پاک کتاب کے تیرے ہی سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں اگرچہ میرے گناہ بے شمار ہیں۔

طبع اور اشاعت میں بڑی کوشش فرمائی اور زر خطیر کا صرفہ گوارا کیا یا اللہ ان کی تجارت میں برکت دے اور ان کے والد کو مرتبہ عالیہ عطا فرما جنہوں نے اپنی عمر کا بڑا حصہ اشاعت حدیث میں صرف کیا۔ آمین یارب العالمین فقط

تاریخ ابتدائے ترجمہ از مترجم

ہوا اس ترجمہ کا جب آغاز — لقب جس کو ملا تیسیر باری

دعا کی میں نے یارب اس کی تاریخ — ہوا الہام کہہ شرح بخاری

تاریخ اختتام ترجمہ از مترجم

ہوئی کامل جب یہ شرح بخاری — تو حالت ذوق کی تھی مجھ پہ طاری

ادھر تھی فکر تاریخ تمامی — ادھر تھا فیض ربانی بھی جاری

ندا آئی بریدہ کر سر کفر — عجب دلکش ہوئی تیسیر باری